# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات

7 جون 1974ء

( 15 ۔ جمادی الاول 1394ھ)

## جلد 11 ــــ شمارہ 13

## سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی

پنجاب

## مندرجات

(جمعتہ المبارک ــ 7 جون 1974ء)

صفحہ


تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ - - - 1813

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 74 - 1973 - - - 1820


قیمت : 1 روپیہ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

جمعہ المبارک ۔ 7 جون 1974ء

(جمعہ المبارک ۔ 15 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ پ ۱۵ ۔ سورہ ۱۷ ۔ رکوع ۵ و ۶ ۔ آیات ۵۰ تا ۵۳

(اے پیغمبر) کہہ دو کہ خواہ تم لوگ پتھر ہو جاؤ یا فولاد یا کوئی دوسری اور چیز، جو تمہارے نزدیک (پتھر اور لوہے سے بھی) زیادہ سخت ہو تو لوگ جھٹ کہہ اٹھیں گے کہ بھلا ہمیں دوبارہ کون زندہ کر کے اٹھائیگا۔ کہہ دو کہ وہی جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تو تعجب سے تمہارے سامنے سر ہلائیں گے اور پوچھیں گے کہ ایسا کب ہوگا۔ کہہ دو کہ بہت جلد متوقع ہے۔ جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ جواب دو گے اور خیال کرو گے کہ تم دنیا میں بہت کم مدت رہے اور تم میرے بندوں سے کہہ دو کہ لوگوں سے ایسی باتیں کیا کرو جو بہت ہی پسندیدہ ہوں۔ کیونکہ شیطان (بری باتوں کے ذریعہ) ان میں فساد ڈلواتا ہے بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ)

**مسٹر سپیکر :** وزیر خزانہ ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ! میری تحریک استحقاق deal کرنے کے بعد جناب وزیر خزانہ اپنی تقریر کا آغاز کر سکتے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر :** وہی تحریک استحقاق جو کل آپ نے پیش کی تھی اور میں نے یہ کہا تھا کہ پہلے اس کی تصدیق کر لی جائے ۔

I have found and it was my recollection that the Chief Minister never made such a statement in the House.

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ! 42 نمبر ہے اور میں نے تصدیق کی ہے ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ نے غالباً یہ واپس لے لی تھی ۔ ؟

You did not press it.

**حاجی محمد سیف محمد خان :** میں دیکھتا ہوں ۔

**Mr. Speaker** : You should have verified it and informed me. I don't want notice in the House. I would like a previous notice for the item which is already on the agenda.

**سردار امجد حمید خان دستی :** جناب والا ! میری بھی ایک موشن تھی ۔؟

**مسٹر سپیکر :** میرے پاس تو موجود نہیں ہے ۔

**سردار امجد حمید خان دستی :** جناب والا ! سیکرٹری صاحب کے پاس ہو گی ۔

**مسٹر سپیکر :** ہوگی ۔ مگر جو حاجی محمد سیف اللہ خان نے فرمایا ہے ۔ اس کے متعلق تو انہوں نے مجھے کل کہا تھا کہ میں تصدیق کر کے بتاؤں گا ۔

And I expected that before entering the premises he will have informed me, and I hope he will do so after today's session is over.

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ! میں اس ضمن میں آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا کہ سپلیمنٹری بجٹ کے دوران تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے یا نہیں ۔؟

**Mr. Speaker** : I will decide it when an occasion arises.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : occasion arise ہو چکا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** : آج نہیں ہوا ۔

**Haji Muhammad Saifullah Khan** : The matter is under consideration.

**مسٹر سپیکر** : آج نہیں ہوا ہے ۔

I have given my decision. I will look into it. When I read it I will take it up.

**علامہ رحمت اللہ ارشد** : جناب سپیکر ! مناسب تو نہیں ہوگا کہ وزیر خزانہ کی تقریر کے دوران میں حائل ہوں مگر جناب سپیکر آج جس طرح سے آپ deal کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** : قائد حزب اختلاف کو اس بات کا اچھی طرح سے علم ہے کہ میں رولز کی بات نہیں کر رہا مگر مگر یہ ایک کنونشن ہے کہ جس دن بجٹ پیش ہونا ہو اس دن اور کوئی کام نہیں ہوتا ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** : جناب والا ! تحریک استحقاق تو پیش ہو سکتی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** : میری بات سنیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی کل تحریک نمبر (1) تھی اور آج کوئی دوسری ہے ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک ممبر کو ایک رعائت دی جائے اور دوسرے دن اس رعایت کو mis-use کریں ۔ میں وہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا ۔

(قطع کلامیاں)

Please listen.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : جناب والا ! میں آپ سے کب یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ میری تحریک استحقاق کو take-up کریں ۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا تھا ۔ آپ اس طرح تو نہ کریں ۔

**Mr. Speaker** : Please listen ; when I am talking I expect that the members will not rise and he will at least abide by this basic principle of the House. When I took up the Privilege motion the member didn't want it.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : جناب والا ! آپ اس چیپٹر کو کیوں کھول رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** : میں نے یہی کہا تھا کہ

I want to know whether he is withdrawing it.

اور قائد حزب اختلاف صاحب یہ فرمانے لگے کہ آج آپ کا attitude بدلا ہوا ہے اور ہمیں واک آؤٹ کرنے پر مجبور کر رہے ہیں -

and then he said that he wanted to verify a fact contained in the Privilege motion. He should have informed me whether he has verified it or not before I entered this House. It is really surprising that it is in the House that he varified this fact. He must have verified it earlier and he could have informed me so that I might make up my mind what to do with this privilege motion.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : جناب والا ! میں نے کب آپ کو کہا ہے - کہ آپ میری تحریک استحقاق take up کریں - وہ تو chapter ہی آپ نے close کر دیا ہے - میں نے اس کی discussion ختم کر دی ہے - میں تو fresh point of order پر کھڑا تھا -

**Mr. Speaker** : That point of order does not arise.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : آپ اس طرح نہ کریں - سوال یہ ہے کہ میں نے اس chapter کو close کر دیا ہے -

**Mr. Speaker** : Then there is no point of order in the House.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : تو یہ آپ کہیں - آپ وہ chapter کیوں open کر رہے ہیں -

**مسٹر سپیکر** : میں نے یہی کہا تھا -

When the occasion arises I will give my rulings.

قائد حزب اختلاف اٹھے اور انہوں نے کہا کہ آج آپ کا attitude یہ ہے - کہ آپ ہمیں walk out پر مجبور کر رہے ہیں -

The Leader of Opposition said that they will stage a walk out and, I think, there was no occasion for that statement.

میں یہ سمجھا کہ آپ غالباً Privilege motion کو press کرنا چاہتے ہیں اور قائد حزب اختلاف اس بات پر کھڑے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کیوں walkout پر مجبور کیا جا رہا ہے -

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** وہ تو ruling کے سلسلے میں انہوں نے کہا ہے ۔

**Mr. Speaker :** Ruling is not called for.

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ تحریک استحقاق کے بعد تحریک التوائے کار کا وقفہ ہوا کرتا ہے اور آج آپ تحاریک التوا لیں۔ کیونکہ قواعد کی رو سے آج کا دن بجٹ کا دن نہیں ہے ۔ اس لئے یہ آج قواعد کے تحت لینی ہوں گی ۔

**مسٹر سپیکر :** کل ایوان نے باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا تھا ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** ہاں وہ سوالات کے متعلق تھا ۔

**مسٹر سپیکر :** question hour کے متعلق تھا

The House unanimously decided that there will be no qestion hour till 27-6-74.

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** سوالات کے جوابات کے متعلق تھا جب کہ میں تحریک التوا کے متعلق گذارش کر رہا ہوں ۔

I am not talking about the question hour,

میری بات تو آپ سنیں ۔ آج کیا ہوگیا ہے ۔ آج آپ میری بات کیوں نہیں سنتے۔ میں adjournment motion کے متعلق بتا رہا ہوں کہ جہاں تک adjournment motion کا تعلق ہے ۔ یہ صرف اس دن پیش نہیں ہو سکتی ہیں جب کہ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ قواعد انضباط کار کو پڑھنے سے پہلے supplementary budget کے متعلق پڑھیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** میں تحقیق کرنے کے بعد آپ کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں پہلی چیز تو جناب والا ! adjournment motion کے chapter میں یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ اس کو چھوڑیں

Let us go to the supplementary budget and then we will come to the adjournment motions.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : سپلیمنٹری بجٹ کے پروسیجر کے بارے میں لکھا ہے کہ وہی پروسیجر ہو گا جو جنرل بجٹ کے لئے ہوتا ہے - پروسیجر کا مطلب یہ ہے کہ بجٹ کے دن اور ووٹنگ کے دن کے علاوہ - - - -

**Mr. Speaker** : I hope that this book relates to the procedure.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : نہیں جناب والا ! پروسیجر آئین میں بھی ہوتا ہے -

**Mr. Speaker** : "Rules of Procedure of the Provincial Assembly of Punjab"-this is what is contained in this book.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : یہ بجٹ پیش کرنے کا پروسیجر آئین میں بھی دیا ہوا ہے اور آپ کے قواعد میں بھی دیا ہوا ہے اور پھر آپ نے جو 109 میں پروسیجر کی حد لگائی ہے - قید لگائی ہے وہ بھی واضح ہے -

Rule 109 of the Rules of Procedure lays down :

> The only proceeding on the day on which the Budget is presented shall be the speach of the Finance Minister or a Minister acting on his behalf.

Then comes the difinition of Budget :

> Budget means the Annual Budget Statement within the meaning of Article 120 of the Constitution.

**Mr. Speaker** : Read about the supplementary budget. It will become quite clear. One has to keep in mind that this book contains all the procedure relating to the business of the Assembly.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : پروسیجر سے مراد جناب والا ! بجٹ کا chapter ہے - اس میں procedure ہوتا ہے -

**Mr. Speaker** : Does this book contain Rules of Procedure or not ?

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : جی سر -

**مسٹر سپیکر** : تو پھر -

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : جناب والا ! supplementary budget کے procedure کا کس طرح سے اطلاق ہوگا ۔ discussion پر تو آپ کر سکتے ہیں ۔ تحریک التوا کا تو جناب والا ! ۔ قاعدہ نمبر 68 ہے ۔ اس میں بھی واضح طور پر کہا گیا ہے کہ جس دن بجٹ کی discussion ہو ۔ اس دن کوئی بھی adjournment motion نہیں ہوگی ۔ اس میں بھی یہ نہیں لکھا ہوا ہے ۔ کہ جس دن بجٹ پیش ہو ۔ اس دن نہیں ہوگی ۔

**مسٹر سپیکر** : آپ spplementary budget کو پڑھیں ۔

**Haji Muhammad Saifullah Khan** : Rule 118 says :

> The procedure for dealing with Supplementary Budget shall, as for as possible, .....,"

It says "as far as possible"

وہ بھی لازمی طور restrict نہیں کرتا کہ لازمی طور پر وہی ہوگا ۔ اب اس میں جناب والا ! ایک اور بات بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اول تو اس میں یہ اطلاق ہوتا ہی نہیں ۔ کیونکہ اس میں "as far as possible" لکھا ہے ۔ پھر اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے ۔

> .....be the same as prescribed for the budget except that if on a demand for supplementary grant, funds to meet the proposed expenditure on a new service are available by re-appropriation, a demand for the grant of a token sum may be submitted to the vote of the Assembly and if the Assembly assents to the demand, funds may be made available
>
> Provided that not more than two days shall be allotted for general discussion of the Supplementary Budget.

تو میں یہ بھی بتا دوں ۔ جناب والا ! کہ adjournment motions اور privilege motions یہ دو ایسے items ہیں ۔ جو کہ part of the proceedings نہیں کہے جا سکتے ۔ کیونکہ آپ ہمیں جو List of business دیا کرتے ہیں ۔

اس میں یہ کہیں بھی نہیں ہوتا ۔ کہ ایک وہ privilege motions کے لئے ہوگا اور اس کے بعد Adjournment motions پیش ہوگی ۔ اس کے بعد فلاں business ہوگا ۔ اس میں واضح ہوچکا ہے ۔ کہ question hour کے بعد legislation ہوگی اور اس کو آپ اس business کا حصہ نہیں بتا سکتے جس کا میں حوالہ دے رہا ہوں اور جس کا ذکر قاعدہ نمبر 109 میں ہے وہ list of business میں شامل نہیں ہو سکتا ۔

**Mr. Speaker** : This book contains the whole of the procedure about the business of the Assembly. This book contains items about adjournment motions, this books contains items about privilege motions and this book contains items about questions and answers and, if it is the procedure, then the rule is applicable.

**Mr. Taj Muhammad Khanzada** : The practice in this House has always been that whenever a member of the Treasury Benches gets up to deliver his speech on the main Budget or the Supplementary Budget he is allowed to address the House un-interrupted. My submission is that the Finance Minister should be requested to submitted the Supplementary Budget.

**Mr. Speaker** : The Finance Minister, please.

---

# پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 74-1973

**وزیر خزانہ** : (مسٹر محمد حنیف رامے) جناب سپیکر ! میں آپ کی اجازت سے مالی سال 74 1973 کا ضمنی میزانیہ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کرتا ہوں ۔ یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ ضمنی بجٹ پیش کرتے ہوئے میں صوبہ کی مالی حالت کا ایک جائزہ بھی پیش کروں گا ۔ مگر میں 75-1974 کا میزانیہ 10 جون 1974 کو پیش کرنے والا ہوں اس لئے آج اپنی بحث ضمنی بجٹ میں پیش کردہ مطالبات زر تک ہی محدود رکھونگا اور صوبہ کی مالی حالت کا جائزہ سالانہ بجٹ کے ساتھ پیش کروں گا ۔

2 ۔ ضمنی بجٹ 43 مطالبات زر پر مشتمل ہے جن کی مالیت ایک سو بائیس کروڑ بیالیس لاکھ اکاون ہزار نو سو بیس روپے بنتی ہے ۔ 43 مطالبات میں سے 7 محض علامتی مطالبات ہیں جن میں سے ہر ایک کی مالیت 10 روپے ہے ۔ ان مطالبات زر میں شامل مدات کی تفصیلات ضمنی بجٹ کے گوشوارہ میں شامل تصریحات میں پیش کر دی گئی ہیں ۔ یہاں میں صرف بڑے بڑے مطالبات زر کا مختصر ذکر کروں گا ۔

3 - چونسٹھ کروڑ نوے لاکھ روپے کی رقم "سرکاری تجارت سے متعلق صوبائی سکیموں پر صرف کی جانے والی مد—85/اے" کے لئے درکار ہوگی۔ اس رقم میں سے چھتیس کروڑ سڑسٹھ لاکھ روپے غلہ کی سرکاری تجارت کے لئے درکار ہوں گے جب کہ ستائیس کروڑ بیس لاکھ روپے چینی کی سرکاری تجارت کے لئے درکار ہوں گے - یہاں میں یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ رقم صوبائی مالیات پر ایک عارضی مطالبہ کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ غلہ اور چینی کی فروخت سے بالآخر واپس آ جاتی ہے - کمرشل بنکوں سے قرضہ کی رقم لے کر یہ خرید کی گئی ہے - ایک کروڑ تیس لاکھ روپے کی رقم صوبہ میں غذائی اجناس کو ذخیرہ کرنے کے لئے مختلف گوداموں کے حصول کے لئے درکار ہوگی - چونکہ شروع میں گندم کی سرکاری خرید کی حد دس لاکھ ٹن تھی اور اسے اب بڑھا کر تیرہ لاکھ اڑتالیس ہزار ٹن کر دیا گیا ہے - اس لئے غلہ کی مد کے تحت مطلوبہ رقم میں اضافہ کی ضرورت پیش آئی - اس کے علاوہ ایک اور وجہ یہ ہے کہ گندم کی سرکاری قیمت خرید بائیس روپے پچاس پیسے سے بڑھا کر پچیس روپے پچاس پیسے فی من کر دی گئی ہے - دیگر اخراجات جو شروع سال میں پانچ روپے تیس پیسے فی من تھے وہ بڑھ کر پانچ روپے اسی پیسے فی من ہو گئے ہیں کیونکہ کمرشل بنکوں کے قرضوں کا خرچ اور ریلوے کا کرایہ باربرداری بھی بڑھ گیا ہے - چینی سے متعلق مطالبہ زر میں اضافہ کی وجہ بھی یہی ہے کہ شروع میں خریداری کی حد دو لاکھ ٹن تھی جو بڑھ کر دو لاکھ ستاون ہزار ٹن کر دی گئی اور قیمت خرید بھی نوے روپے فی من سے بڑھا کر ایک سو دس روپے بیس پیسے فی من کر دی گئی جس کی سبب سے بڑی وجہ وفاقی حکومت کی طرف سے عائد کردہ سیلاب ٹیکس ہے - بتیس لاکھ روپے کا مطالبہ زر متعلقہ گرانٹ میں بچت کے ذریعے پورا کیا جائے گا - لہذا چونسٹھ کروڑ نوے لاکھ روپے کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے -

4 - چھبیس کروڑ روپے کا اضافی مطالبہ زر قرضہ جات کی ادائیگی کی مد کے تحت پیش کیا جا رہا ہے - خرید میں اضافہ اور غلہ اور چینی کی حد خریداری میں اضافہ کے باعث ، سرکاری تجارت کے سلسلے میں ، ان اجناس کی خرید کے لئے مطلوبہ رقم میں اضافہ ہو گیا ہے - تیرہ کروڑ اسی لاکھ روپے کا کل مطالبہ زر بچتوں سے پورا کیا جائے گا - لہذا بارہ کروڑ بیس لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے -

5 ۔ جناب والا ! اس معزز ایوان کو علم ہے کہ موجودہ مالی سال کے دوران بے پناہ سیلاب کی وجہ سے صوبے میں زبردست تباہی مچی جس سے تعمیرات خصوصاً نظام آبپاشی کو بہت نقصان پہنچا ۔ صوبہ میں نہروں اور ٹیوب ویلوں کے نقصانات کی تلافی کے لئے نظام آبپاشی کی تعمیراتی مد ''68'' کے تحت دس کروڑ دو لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے ۔ اس میں سے دو کروڑ باون لاکھ روپے کی رقم اس سلسلے میں مختص شدہ گرانٹ میں سے حاصل ہونے والی بچت سے پوری کی جائے گی لہذا سات کروڑ پچاس لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے ۔

6 ۔ زراعت میں تحقیق و ترقی کی سکیموں پر سرمایہ کاری کی مد ''71'' کے تحت چار کروڑ چورانوے لاکھ روپے کی اضافی رقم مطلوب ہے ۔ محکمہ زراعت کے لئے بل ڈوزروں کی درآمد کے سلسلے میں اٹلی کے ساتھ پچیس لاکھ ڈالر کے قرضہ کے لئے جو پاکستانی سکہ میں دو کروڑ سنتالیس لاکھ روپے بنتے ہیں بات چیت شروع کی گئی جو اس سال کے دوران پایہ تکمیل کو پہنچی ۔ اس کے علاوہ ایک کروڑ اسی لاکھ روپے کی مالیت کے مزید ٹریکٹر خریدے گئے تاکہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کاشتکاروں کو زمین واہنے کے لئے کرایہ پر فراہم کئے جا سکیں ۔ اسی طرح گندم صاف کرنے والی اٹھاون لاکھ روپے کی مالیت کی مشینیں (تھریشر) بھی خریدی گئیں ۔ اس رقم میں سے بیس لاکھ روپے کی رقم ، گرانٹ میں بچت کی وجہ سے حاصل ہوگی چنانچہ باقی ماندہ چار کروڑ چوہتر لاکھ روپے کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے ۔

7 ۔ صنعتی ترقی پر سرمایہ کاری کی مد ''72'' کے تحت آٹھ کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے ۔ حکومت نے چینی کے چار کارخانے ، چاول چھڑنے کے پانچ کارخانے اور سوتی کپڑے کی تین ملیں لگانے کے منصوبے بنائے ہیں ۔ ان کارخانوں کے سلسلے میں مشینری کے حصول کے لئے فوری طور پر رقم ادا کرنے کی ضرورت ہے ۔ جونتیس لاکھ روپے کی رقم تو گرانٹ میں بچت کے ذریعے حاصل ہو جائے گی جب کہ باقی ماندہ آٹھ کروڑ چھبیس لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ پیش ہے ۔

8 ۔ میونسپل کمیٹیوں کے لئے قرضوں اور پورٹ فنڈ وغیرہ کی مد کے تحت پانچ کروڑ چھہتر لاکھ روپے کے اضافی مطالبہ زر کی ضرورت ہے ۔ اس میں سے پانچ کروڑ چالیس لاکھ روپے کی رقم سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بلا سود تقاوی قرضوں کے لئے دی گئی ۔ یہ تمام رقم وزیراعظم کے امدادی

فنڈ میں سے وصول ہو چکی ہے ۔ مطالبہ کی باقی ماندہ رقم اکیس لاکھ روپے کے قرضوں پر مشتمل ہے جو پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو اس کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے دی گئی اور صوبہ میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے مویشیوں کے فارم قائم کرنے کے لئے قرضوں کی صورت میں ادا کی گئی ۔ ایک لاکھ روپے کی بچت کو جو گرانٹ سے حاصل ہوگی پیش نظر رکھتے ہوئے پانچ کروڑ پچھتر لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے ۔

9 ۔ تعلیم کی مد "37" کے تحت پانچ کروڑ پچپن لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے ۔ یکم اگست 1973 سے سو روپے ماہوا تک تنخواہ پانے تمام والے ملازمین کے لئے 35 روپے ماہوار مہنگائی الاؤنس منظور کیا گیا ہے ۔ اس کے لئے محکمہ تعلیم کے بجٹ میں رقم فراہم نہیں کی گئی تھی ۔ کالجوں اور سکولوں کو قومی تحویل میں لینے کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ ان اداروں میں تعلیم کا معیار سرکاری اداروں کے معیار کے برابر لایا جائے ۔ لہذا اس مقصد کے لئے مزید عملہ اور ساز و سامان مہیا کیا گیا ۔ نئی تعلیمی پالیسی پر عملدرآمد کرنے کے لئے محکمہ تعلیم کی از سر نو تنظیم کی گئی تاکہ وہ اس نئے نظام میں اپنا کردار موثر طور پر ادا کر سکے ۔ کل مطالبہ زر میں سے پینسٹھ لاکھ روپے کی رقم گرانٹ میں بچت سے حاصل ہوگی چنانچہ چار کروڑ نوے لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ پیش کیا جاتا ہے ۔

10 ۔ متفرق مد "57" کے تحت تین کروڑ ستائیس لاکھ روپے کی اضافی رقم مطلوب ہے ۔ اس میں ایک کروڑ چوالیس لاکھ روپے کا وہ خرچ شامل ہے جو اسلامی سربراہی کانفرنس پر اٹھا اور ایک کروڑ تریپن لاکھ روپے کی رقم بھی شامل ہے جو گندم کی قیمت میں رعایت کے اضافے اور دیگر اخراجات میں اضافے کی بنا پر خرچ ہوئی ۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کا خرچ وفاقی حکومت سے واجب الوصول ہے ۔ کل زر مطالبہ میں سے سات لاکھ روپے گرانٹ میں بچت سے حاصل ہوں گے ۔ بقایا تین کروڑ بیس لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش خدمت ہے ۔

11 ۔ پولیس کی مد "29" کے تحت عملہ پولیس کو عطا کردہ مہنگائی الاؤنس اور اسلام آباد میں چار نئے تھانے قائم کرنے اور وہاں پر غیر ملکی سفارت خانوں کو تحفظ دینے کے لئے دو کروڑ چوراسی لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے ۔ اسلام آباد میں پولیس پر جو خرچ آئے گا تو وفاقی حکومت سے وصول ہو جائے گا ۔ چونکہ اس مد کے لئے مختص شدہ گرانٹ میں کوئی

بچت نہیں لہذا دو کروڑ چوراسی لاکھ روپے کا سالم مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

12۔ سیلابوں کے سلسلے میں ہنگامی اخراجات پورا کرنے کی مد "54۔ ریلیف" کے تحت ایک کروڑ چھہتر لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے۔ یہ خرچ کشتیوں، جیپوں اور دیگر سامان کی خرید اور مفت امداد دینے کے سلسلے میں کیا گیا۔ یہ تمام رقم وزیراعظم کے امدادی فنڈ سے وصول ہو چکی ہے۔ اس مد میں کوئی بچت نہیں۔ اس لئے ایک کروڑ چھہتر لاکھ روپے کا سالم مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

13۔ مغربی پاکستان زرعی ترقیاتی کارپوریشن کو روسی قرضہ کی جو اقساط ادا کرنی تھیں اس کی ذمہ داری پنجاب کے حصے میں آئی۔ اسی طرح محکمہ زراعت کے ذمہ اٹلی کے قرضہ کی غیر ادا شدہ اقساط آتی تھیں۔ ان ادائیگیوں کی بناء پر ایک کروڑ پانچ لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے۔ اس میں سے ایک لاکھ روپے کی رقم بچت میں سے دستیاب ہے اور بقایا ایک کروڑ چار لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ "بیرونی قرضہ جات کی ادائیگی کی مد" کے تحت پیش کیا جا رہا ہے۔

14۔ محکمہ شاہرات کے سڑکوں کے نظام کو سیلابوں سے سخت نقصان پہنچا اگرچہ زیادہ تر ضروریات اسی مد کی گرانٹ میں سے پوری کر لی گئی ہیں۔ مگر بتیس لاکھ روپے کی مزید رقم کیپٹل اکاؤنٹ و کمیونی کیشن ورکس کی مد "80-اے" کے تحت سڑکوں کی مرمت کے سلسلے میں درکار ہے جس کے لئے اضافی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

15۔ جنگلات کی مد "10" کے تحت چھیاسٹھ لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے۔ چونکہ محکمہ بحالیات موجودہ مالی سال کے آخر تک ختم کیا جا رہا ہے۔ اس لئے محکمہ جنگلات کے پاس قیام پاکستان کے وقت سے جو غیر مسلم متروکہ زمین موجود تھی اس کی قیمت محکمہ بحالیات کو ادا کرنا ضروری ہو گئی لہذا چھیاسٹھ لاکھ روپے کی کل رقم میں سے اٹھاون لاکھ روپے کی رقم

محض اس بناء پر مطلوب ہے ۔ پانچ لاکھ روپے کی رقم بطور بچت موجود ہے ۔ بقایا اکسٹھ لاکھ روپے کا ضمنی مطالبہ پیش خدمت ہے ۔

16 ۔ دیگر متفرق مدات کے لئے تقریباً تین کروڑ بیاسی لاکھ روپے کی اضافی رقم کا مطالبہ کیا رہا ہے ۔ ان میں سے ہر مد کے لئے مطلوبہ رقم کی تفصیلات ضمنی بجٹ کے گوشوارہ میں درج کر دی گئیں ہیں ۔

جناب والا ! اب میں ضمنی بجٹ برائے 74-1973 کا گوشوارہ پیش کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر :** پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 74-1973 پیش ہو گیا ہے ۔

The House is adjourned till 10th June, 1974 to meet at 9.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 10 جون 1974 بروز سوموار 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

سوموار - 10 جون 1974ء

(دو شنبہ - 18 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ج وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ ط وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ لَيْسَ
عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ
فَلِاَنْفُسِكُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ
خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ پ ۳ - س ۲ - رکوع ۵ - آیات ۲۷۱، ۲۷۲

اگر تم علانیہ صدقات کے طور پر خرچ کرو تو بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ طور پر دو تو بھی اور دو بھی ضرورت مندوں کو تو وہ خوب تر ہے۔ اس طرح کا خرچ کرنا تم سے تمھاری برائیوں کو دور کر دے گا اور تمھارے کاموں سے اللہ پوری طرح خبردار ہے۔

اے پیغمبر تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت عطا کرتا ہے۔ اے ایمان والو تم جو کچھ فلاحی کاموں پر خرچ کرو گے اس کا فائدہ تمھیں کو ہوگا اور تم تو جو بھی خرچ کرو گے وہ اللہ کی خوشنودی ہی کے لیے کرو گے۔ اور جو مال و دولت فلاح و بہبود پر خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا ادا کیا جائیگا اور تمھارا ذرا بھی نقصان نہیں کیا جائے گا۔

(وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ)

# پنجاب کا بجٹ بابت سال 75-1974

**مسٹر سپیکر :** اب فاضل وزیر خزانہ پنجاب کا بجٹ برائے سال 75-1974ء پیش کرتے ہیں - فاضل وزیر خزانہ -

**وزیر خزانہ :** (مسٹر محمد حنیف رامے) جناب سپیکر ! قسم ہے فجر کی کہ جب روشنی سے تاریکی جدا ہوتی ہے اور دل بشارت دیتا ہے کہ صبح قریب ہے لیکن آنکھ ابھی اس کی شہادت نہیں دیتی - وقت کے جس افق سے میں اس لمحے آپ سے ہم کلام ہوں وہ صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان ایک لکیر ہے جہاں کالے اور سفید دھاگے میں تمیز نہیں ہو پاتی -

جناب والا ! صبح کاذب کو دیکھتا ہوں تو 75-1974 کا بجٹ ایسی فضاء میں پیش ہو رہا ہے کہ ہماری اجتماعی ہستی ایک مہیب للکار سے دو چار ہے - ہماری سرحدیں ایٹمی دھماکے سے گونج رہی ہیں مگر ہمارے ہاتھ ایک دوسرے کی جانب لپک رہے ہیں - ذات پرستی ، ناروا داری اور کام دشمنی سکہ رائج الوقت ہیں . انفرادی اور گروہی عصبیتیں اس جارحانہ انداز میں گرم کار ہیں جیسے ہمارے سامنے کبھی کوئی اجتماعی نصب العین تھا ہی نہیں - ہم اس حقیقت کو عملاً پس پشت ڈال چکے ہیں کہ یہ سر زمین ہم نے ایک عہد اور عزم کے ساتھ حاصل کی تھی - یہ عہد اور عزم ہماری خواہشات کے ملبے میں دب گیا ہے - اسی معزز ایوان کی انہی نشستوں سے اسلامی سربراہی کانفرنس کے ایام میں , ایک نعرہ مستانہ ابھرا تھا - جو شش فصل بہاری چند روز ہمارے لئے بھی اشتیاق انگیز ثابت ہوئی اور ہم نے بھی دامن چاک کر لیا - ان دنوں ہم نے اس عہد اور عزم کو ملبے سے نکالا , جھاڑا پونچھا ، چوما چاٹا , مگر پھر احتیاط کے ساتھ دوبارہ طاق نسیاں میں رکھ دیا- نہ ایٹمی دھماکہ ہماری غفلت کا حصار توڑ پایا نہ اسلامی سربراہی کانفرنس ہمیں کسی تخلیقی عمل کی راہ پر ڈال سکی - جن ہاتھوں سے ہمیں ایک دوسرے کو سلام کرنا تھا ، جن ہاتھوں میں وطن اور ملت کی تعمیر کے لئے کدال تھمائی گئی تھی ، جن ہاتھوں کو کائنات کی کتاب کھول کر اور زمین کا سینہ چیر کر اس کے خزانوں کو عوام کے قدموں میں ڈھیر کرنا تھا وہ علم اور عمل سے اس طرح گریزاں نظر آتے ہیں جیسے ہم نے تاریکی سے روشنی کی جانب نہیں ، روشنی سے تاریکی کی طرف سفر کا عہد اور عزم کیا تھا - یہ ہم پر کیسا وقت آ پڑا ہے کہ ہم شکسپیئر کے

شائیلاک کی طرح قوم کے ناتوان جسم سے اپنے حصے کا گوشت نوچ لینے کی فکر میں ہیں لیکن اس جسم میں زندگی اور نکھار پیدا کرنے کے لیے معمولی سی قربانی , معمولی سے ترک کا جذبہ نہیں رکھتے - پھولی ہوئی انا نے ہمیں یوں گھیرا ہے کہ ہماری بے لگام خواہشوں نے سچی جدوجہد کی جگہ لے لی ہے۔

مگر جناب والا ! جب صبح صادق کی جانب دھیان جاتا ہے تو صورت حال اتنی مایوس کن دکھائی نہیں دیتی بلکہ نظر کو اقتصادی شعبے پر مرکوز کر لیا جائے تو مثبت طور پر امید افزا محسوس ہوتی ہے -

جب میں نے 1972-73 کے لئے عوامی حکومت کا پہلا بجٹ پیش کیا کیا تھا تو عرض کیا تھا کہ پنجاب کی خوشحالی محض ایک سراب ہے - گو غریبی کے بحر بیکراں میں کہیں کہیں خوشحالی کے جزیرے نظر آتے ہیں لیکن کیفیت یہ ہے کہ دیہات کی بات ایک طرف ہمارے بڑے بڑے شہروں کا ہر پانچواں شخص پینے کے پانی , بجلی اور رہائش ایسی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے - اس وقت میں نے خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں عجز و انکساری سے دعا کی تھی کہ ان ابتدائی اقدامات کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے جو ہم نے عہد در عہد کی مجرمانہ غفلت کو دور کرنے کے لئے اٹھائے ہیں - آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ میں نے 1973-74 ء کا بجٹ پیش کیا تھا تو اپنی ان کامرانیوں اور ناکامیوں کا ذکر کیا تھا جو ہمیں اس انتشار کو کسی تعمیری رخ پر ڈالنے کی خاطر پیش آئیں جسے ہم نے ورثے میں پایا تھا - اس موقع پر میں نے ان اقدامات کا بھی کافی تفصیل سے ذکر کیا تھا جو ہم عوام کی تخلیقی قوتوں میں یکجہتی پیدا کرنے اور معاشرے میں ایک منصفانہ , خوشحال اور سوشلسٹ نظام قائم کرنے کے لئے اٹھانا چاہتے تھے - آج میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ گذشتہ سال کے دوران ہمیں اپنے مقصد میں واضح اور یقینی کامیابی حاصل ہوئی ہے - اس سال ہماری گندم کی پیداوار ہمیشہ سے زیادہ ہے جس کے باعث آج ایسے آثار نظر آنے لگے ہیں کہ سارا ملک خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہو گیا ہے - ہماری چینی کی پیداوار بھی اتنی ہو گئی ہے کہ اب یہ ہمیں غیر ممالک سے درآمد نہیں کرنا پڑے گی - پچھلے سال کا سیلاب ہماری تاریخ کا بد ترین سیلاب تھا - اس سے جو بربادی ہوئی اس کی بڑی حد تک تلافی ہو گئی ہے اور ہم نے بہت سی احتیاطی تدابیر اختیار کر لی ہیں تاکہ

آئندہ ایسی تباہ کاری سے دوچار نہ ہونا پڑے ۔ ہمیں یہ توفیق بھی نصیب ہوئی ہے کہ ہم نے اپنے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کو مہنگائی الاؤنس دیا ہے اور ریٹائر شدہ ملازمین کی پنشنوں میں اضافہ کر دیا ہے تاکہ وہ بڑھتے ہوئے اخراجات زندگی کو پورا کر سکیں ۔

جناب والا ! امید کی ان شعاعوں میں میرے ذہن میں ایک شخصیت کا نام ابھر رہا ہے ۔ وہ شخصیت پاکستان کے عظیم وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ یہ معزز ایوان میرے ساتھ مل کر اپنے وزیر اعظم کا خاص طور پر شکریہ ادا کرے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جنہوں نے کمال فراخ دلی سے پنجاب کے دو سو پینسٹھ کروڑ چونتیس لاکھ روپے کے قرضے معاف کر دیئے اور ہمیں استحکام کے راستے پر ڈال دیا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! میں صبح صادق کی روشنی میں امید کے موتی تلاش کر رہا تھا ۔ دیکھئے ہم نے اپنے دور کے تین بجٹوں میں ہر سال پہلے سے بڑھ کر ترقیاتی پروگرام مرتب کیا اور اس پر عمل پیرا ہونے کے چیلنج کو قبول کیا ہے ۔ گذشتہ سال ہم نے یہ کٹھن کام اس امر کے باوجود سرانجام دیا ہے کہ ابتدائی مہینوں میں سیلاب کی آمد اور ٹھیکیداروں کی ہڑتال کی وجہ سے ہمارا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو گیا تھا ۔

جناب والا ! آپ یہ سن کر یقیناً طمانیت محسوس کریں گے کہ ہم نے منزل شوق کے یہ سب مرحلے اس عالم میں طے کیے کہ گذشتہ دو سال سے خسارہ ہمارے میزانیے کا عنوان بنا رہا ۔ پہلے سال دو کروڑ اکسٹھ لاکھ کا خسارہ تھا جو ہم نے اپنی بچتوں سے پورا کیا ۔ پچھلے سال کے بجٹ میں سات کروڑ بیالیس لاکھ روپے کے خسارے کی خبر تھی ۔ مگر خدا کے فضل سے اب یہ خسارہ پندرہ کروڑ چوہتر لاکھ روپے کے منافع میں تبدیل ہو چکا ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ آپ کے عیار وزیر خزانہ نے اگرچہ ہر محکمے کی ضروریات کو کھلے دل سے پورا کیا لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ کہیں ذرا سی بچت بھی کی جا سکتی تھی تو کی ۔ ہر اس شگاف کو پر کرنے کی تدبیر کی گئی جہاں پانی کی مثال روپیہ مر رہا تھا اور یوں پائی پائی کر کے بائیس کروڑ روپے کی رقم نکالی جس نے ہمارے میزانیے کو ایک جداگانہ شکل عطا کر دی ہے ۔ چنانچہ جو بجٹ میں آپ کی خدمت میں آج پیش کر رہا ہوں وہ خسارے کا بجٹ نہیں بلکہ متوازن بجٹ ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔

اجازت ہو تو کہہ دوں کہ ہم اندھیروں سے نکل آئے ہیں بلکہ جی تو یہ اعلان کرنے کو کہتا ہے کہ صبح دور نہیں ۔

جناب والا ! اب میں 74-1973 ء کے ترمیم شدہ تخمینوں کا مختصر جائزہ پیش کرتا ہوں

صوبے کے کل محاصل کا ابتدائی تخمینہ ایک سو انسٹھ کروڑ اکانوے لاکھ روپے لگایا گیا تھا ۔ اس میں اضافی ٹیکس بھی شامل تھے ۔ لیکن اب تخمینہ ایک سو اناسی کروڑ روپے ہے ۔ انیس کروڑ نو لاکھ روپے کے اس اضافے میں سات کروڑ روپے کی وہ گرانٹ شامل ہے جو ہمیں وزیر اعظم کے امدادی فنڈ سے براہ راست ملی اور سیلاب کے سلسلے میں امدادی منصوبوں اور سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں ربیع کی بوائی کے لئے تقاوی قرضوں کی غرض سے دی گئی ۔ اس میں ایک کروڑ اکانوے لاکھ روپے کی وہ گرانٹ بھی شامل ہے جو وفاقی حکومت کی طرف سے صوبائی حکومت کو اسلامی سربراہی کانفرنس پر اٹھے والے اخراجات کی کفالت کے لئے دی گئی ۔ بقیہ رقم آمدنی کے ان ذرائع سے حاصل ہوئی ہے جو صوبائی حکومت کے زیر انصرام ہیں ۔ اس ضمن میں محاصل وصول کرنے والے اداروں کی مثالی کارکردگی کا ذکر ضروری ہے جس کی بدولت ہماری آمدنی میں اس مرتبہ قابل قدر اضافہ ہوا ۔

جناب والا ! صوبائی حکومت کے غیر ترقیاتی خرچ کا اندازہ شروع میں ایک سو انہتر کروڑ اکیالیس لاکھ روپے لگایا گیا تھا لیکن اب ترمیم شدہ تخمینے ایک سو اڑسٹھ کروڑ باسٹھ لاکھ روپے تک پہنچ گئے ہیں ۔ وفاقی حکومت کی طرف سے قرضوں کی معافی کی بنا پر آمدنی کی مد میں سترہ کروڑ چھیانوے لاکھ روپے کی رقم سود بچ جانے کی وجہ سے حاصل ہوئی ۔ اس کے برعکس سات سو روپے ماہوار تک تنخواہ پانے والے ملازمین کو پینتیس روپے ماہوار کے حساب سے مہنگائی الاؤنس ادا کرنے اور ریٹائر شدہ ملازمین کی پینشن میں اضافے کے باعث گیارہ کروڑ نوے لاکھ روپے کا خرچ برداشت کرنا پڑا ۔ پھر سال رواں کے دوران محکمہ تعلیم کے لیے زائد رقمیں مختص کرنا پڑیں تاکہ قومی تحویل میں آ جانے والے تعلیمی اداروں میں سرکاری شعبے کے برابر سہولتیں فراہم ہو سکیں اور ان کے تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جا سکے ۔ اس کے علاوہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں ایک لاکھ ٹن گندم رعائتی قیمت پر فروخت کرنے کے سلسلے میں بھی ایک کروڑ پینتالیس لاکھ روپے خرچ کرنے پڑے ۔

آمدنی کی مد سے حاصل شدہ گیارہ کروڑ اڑتیس لاکھ روپے کی فاضل رقم (Revenus surplus) اگر تین کروڑ تینتالیس لاکھ روپے کے محاصل سرمایہ (Net Capital Receipts) اور ترانوے لاکھ روپے کی سرکاری محاصل سے آمدنی (Net Public Account Receipsts) کو جمع کیا جائے تو ہماری مجموعی بجٹ پندرہ کروڑ چوہتر لاکھ روپے بنتی ہے - یہ رقم سال رواں کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کو وسعت دینے کے لئے صرف کی گئی ہے - آپ کو یاد ہو گا کہ گذشتہ سال میں نے ایک سو چھبیس کروڑ روپے کے ترقیاتی پروگرام کا اعلان کیا تھا - سیلابوں کے فوراً بعد ہمیں اس پروگرام میں تقریباً بیس کروڑ روپے کی تخفیف کرنا پڑی تاکہ ہم سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی تلافی اور سیلاب سے متاثرہ تعمیرات کی بحالی و اصلاح کر سکیں - اس سارے کام کے لئے بالآخر بائیس کروڑ بتیس لاکھ روپے مختص ہوئے - وقت کے ساتھ ساتھ مختلف تدابیر کے رو بہ عمل آنے سے ہماری مالی حالت بہتر ہوتی گئی - یہاں تک کہ ہم نے اپنے تعمیراتی محکمہ کو اختیار دے دیا کہ جاری سکیموں کے لئے انہیں جس قدر روپیہ درکار ہو خرچ کر لیں اور ضروری منصوبوں کی رفتار تیز کر دیں - نتیجتاً 1973-74 کے لئے ترقیاتی اخراجات کے ترمیم شدہ تخمینے ایک سو اکیالیس کروڑ چورانوے لاکھ روپے تک پہنچ گئے - ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہمارے پاس ایک سو بیس کروڑ اکانوے لاکھ روپے کی حد تک ذرائع موجود ہیں - ہم نے وفاقی حکومت سے درخواست کی ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمیں آئی ڈی اے (IDA) کے قرضے میں سے خاطر خواہ حصہ دے - جو کمی رہ جائے گی وہ ہم اپنے اس نقد زر سے پوری کر لیں گے جو ہم نے سٹیٹ بنک آف پاکستان کے پاس اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ "بوقت ضرورت" کام آئے -

جناب والا ! میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور پھر بھی کہوں گا کہ زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے - پنجاب کی خوشحالی بلکہ پورے پاکستان کی خوشحالی سرزمین پنجاب کے جیالے کاشتکاروں کے دم سے ہے - ہمیں زراعتی پیداوار کو بڑھانا ہے اور ہم نے ایسا کیا ہے - اس سال ہماری گندم

کی پیداوار ہمیشہ سے زیادہ ہے اور یہ پیداوار اس لئے بڑھی کہ ہم نے کاشتکاروں کو بروقت اور پوری مقدار میں کھاد مہیا کی اور انھیں سیر حاصل قرضوں کی سہولت فراہم کی ہے ۔ کھاد کی تقسیم میں بدعنوانی اور قلت کے بارے میں ہر سال شکایات رہتی تھیں ۔ ہم نے تقسیم کا کام اپنی تحویل میں لے لیا اور اسے پنجاب ایگریکلچرل سپلائز کارپوریشن کے سپرد کر دیا ہے ۔ یہ معزز ایوان بخوبی آگاہ ہے کہ وہ دن اور آج کا دن کھاد کی کمی کے بارے میں صوبے کے کسی حصے سے شکایت موصول نہیں ہوئی ۔ ہم نے دو لاکھ اسی ہزار ٹن کھاد رعایتی نرخوں پو فروخت کرنے کے لئے بائیس کروڑ اڑتالیس لاکھ روپے خرچ کئے ہیں ۔ لیکن کھاد کی فراہمی بذات خود کافی نہیں ۔ کاشتکاروں کو اس کی خرید کے لئے سرمائے کی بھی ضرورت ہوتی ہے ۔ چنانچہ ہم نے سال رواں میں سیلاب زدہ علاقوں کے کاشتکاروں کو کھاد اور دیگر ضروریات کی خرید کے لئے پانچ کروڑ چالیس لاکھ روپے کے بلاسود تقاوی قرضے دینے کا اہتمام کیا ہے ۔ ہم نے اس مقصد کے تحت کمرشل بنکوں اور زرعی ترقیاتی بنک سے بیس کروڑ روپے سے زیادہ رقم حاصل کی ۔ کمرشل بنکوں کو پہلی بار زراعتی مقاصد کے لئے قرضہ دینے کی راہ پر ڈالا گیا ہے اور امید ہے کہ اب وہ اس راہ پر مستقل رواں رہیں گے ۔ وہ نہ صرف خریف 1974ء بلکہ اس کے بعد کی فصلوں کے لئے بھی اسی انداز سے قرضہ دیں گے جس طرح انہوں نے اس سال ربیع کے دوران دیا اور ان قرضوں میں فصل بہ فصل اور سال بہ سال اضافہ ہوتا چلا جائے گا ۔ ایک بات کہہ دوں کہ بنکوں کو قومی تحویل میں لئے بغیر اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور اس سعادت کا سہرا بھی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کے سر ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں نے ابھی کہا تھا کہ زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے ۔ اب میں اپنے اس بیان میں توسیع کرنا چاہتا ہوں ۔ جہاں زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے وہاں صنعت ترقی کی جانب ہماری یلغار کی سب سے اہم منزل ہے ۔ اس معزز ایوان کو یہ جان کر مسرت ہو گی کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کے منصوبوں کے لئے دو کروڑ اکیالیس لاکھ کی ترمیم شدہ رقم کے بجائے بارہ کروڑ روپے فراہم کر دئے گئے ہیں اور آئندہ دو تین سالوں میں سرکاری شعبے

میں کپڑے کی تین نئی ملیں اور چینی کے چار نئے کارخانے قائم ہو جائیں گے - چینی کے دو کارخانوں کی مشینری کے لئے ہیوی مکینیکل کمپلکس ٹیکسلا کو آرڈر دے دیا گیا ہے - وفاقی حکومت کے ساتھ قرضے کی فراہمی کے طریق کار کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے - جوں ہی طریق کار طے پا جائے گا چینی کے دو اور کارخانوں اور سوتی کپڑے کی تین ملوں کی مشینری فراہم کرنے کے لئے غیر ملکی فرموں کو آرڈر دے دئے جائیں گے - آئندہ سال کے دوران چاول چھڑنے کے پانچ نئے یونٹ بھی قائم کئے جائیں گے - ان یونٹوں کے لئے ملکی اور غیر ملکی سرمائے کے حصول کے انتظامات مکمل ہو گئے ہیں - چھوٹی صنعتوں کے شعبے میں اس سال ہم نے پنجاب کے مختلف حصوں میں قالین بافی کے پینتیس نئے مراکز قائم کئے ہیں - نئے مالی سال کے دوران ان میں پچیس مراکز کا اضافہ ہو جائے گا - امید ہے کہ آپ اتفاق فرمائیں گے کہ نجی شعبے میں صنعتی جمود کے پیش نظر سرکاری شعبے میں صنعتوں کا اجراء بہت حوصلہ افزا ہے -

پنجاب میں معدنیات کی کوئی کمی نہیں ہے - ہمارے پاس نمک ہے - جپسم ہے - خام لوہا ہے - کوئلہ ہے - الغرض وہ تمام معدنیات ہیں جو ایک مضبوط صنعتی اساس کے لیے ضروری ہیں - لیکن سابقہ حکومتیں اس سلسلے میں غفلت سے کام لیتی رہی ہیں اور انہوں نے اس معدنیاتی دولت سے کماحقہٗ استفادہ کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا - ہم باقاعدہ منصوبہ بندی سے صوبے کے معدنی وسائل سے سائنسی انداز میں کام لینا چاہتے ہیں - اس مقصد کے حصول کی خاطر ہم نے پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے قیام کا فیصلہ کیا ہے - ہم اس کارپوریشن کو وہ تمام وسائل مہیا کریں گے جو اس شعبے میں ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لیے مطلوب ہوں گے -

جناب والا ! اب میں 73-1974 ء کے میزانیے کے تخمینوں کی طرف آتا ہوں - محاصل کی موجودہ شرح کے مطابق صوبے کی کل آمدنی کا تخمینہ ایک سو بانوے کروڑ اڑسٹھ لاکھ روپے لگایا گیا ہے - اس کے برعکس غیر ترقیاتی اخراجات کا اندازہ ایک سو اٹھانوے کروڑ گیارہ لاکھ روپے ہے - تعلیم پر پچپن کروڑ اکہتر لاکھ روپے خرچ ہوں گے اور صحت پر دس کروڑ آٹھ لاکھ روپے - ہم نے تعلیم اور صحت سے متعلق اداروں کو آئندہ سال معقول رقمیں فراہم کرنے کے سلسلے میں بہت سوچ بچار کے بعد موثر اقدامات اٹھائے ہیں -

ہمیں ان شکایات کا احساس ہے جو بار بار عوام اور ان کے نمائندوں کی جانب سے کی گئی ہیں ۔ صوبے کے بعض مقامات پر سکول یا کالج تو موجود ہیں مگر وہاں نہ استاد ہیں اور نہ کتابیں ۔ اسی طرح بعض جگہوں پر ہسپتال تو موجود ہیں مگر نہ ڈاکٹر ہیں اور نہ دوائیں ۔ آئندہ ۔ سال کے دوران ہم ان شکایات کا ازالہ کرنے کا مصمم عزم کئے ہوئے ہیں ۔ اس مقصد کے لئے ہم نے مخصوص شدہ رقموں میں معتدبہ اضافہ کیا ہے ۔ ہم نے سکولوں ' کالجوں ' ڈسپنسریوں ' اور ہسپتالوں کی عمارتوں کی مرمت کے لئے اضافی رقمیں فراہم کی ہیں ۔ ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ ان اداروں کی مناسب دیکھ بھال کی جائے اور ان میں حفظان صحت' صفائی اور عوام کی خدمت کا کم از کم ایک قابل اطمینان معیار قائم کیا جائے ۔

جناب والا ! ہم نے اپنی پولیس فورس کے لئے تیرہ کروڑ تینتیس لاکھ روپے کی رقم فراہم کی ہے اس کے علاوہ محکمہ پولیس کے لئے موٹر گاڑیاں خریدنے اور مواصلاتی سامان اور سہولتیں فراہم کرنے کے سلسلے میں مزید دو کروڑ پچاس لاکھ روپے وفاقی حکومت سے ملنے کی امید ہے ۔ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ امن و امان قائم رہے گا اور ہر حالت میں ہر فرد کی جان' مال' عزت اور آزادی کا تحفظ کیا جائے گا اور اس ضمن میں رنگ نسل یا عقیدے کی کوئی تمیز روا نہیں رکھی جائے گی ۔ قیام امن ایک مقدس فریضہ ہے اور صوبائی حکومت کسی موقعہ پر بھی اس فریضے کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں نباہنے سے گریز نہیں کرے گی اور نہ اس مقصد کے لئے مناسب نفری یا ساز و سامان مہیا کرنے میں بخل سے کام لے گی ۔

جناب والا ! یہ محض اتفاق نہیں کہ اب میں 75-1974ء کے ترقیاتی پروگرام کی طرف آ رہا ہوں ۔ ابھی ابھی میں امن و امان کی بات کر رہا تھا ۔ در اصل ترقی اور امن و امان دو ایسے مسائل ہیں جن کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے ۔ 1958ء سے ہم یہ بات سنتے آئے ہیں کہ امن و امان کا قیام ترقی کے لئے لازمی شرط ہے مگر اس وقت سے ہم یہ تماشا بھی دیکھتے آئے ہیں کہ اہل کرم نے کئی معاشروں کو محض امن و امان کے قیام کے نام پر پولیس اسٹیٹ بنا کر رکھ دیا ۔ وطن عزیز میں بھی امن و امان کے نام پر ایک

نہ ایک صورت میں تیرہ سال تک مارشل لاء نافذ رہا ۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم ترقی اور امن و امان کے درمیان صحیح تعلق کو واضح طور پر پہچان لیں ۔ ہمارا دور ایک کڑا دور ہے اور ہماری دنیا ہر جگہ بحران سے دو چار ہے ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وقت کی کوکھ سے ایک نئی دنیا جنم لینا چاہتی ہے ۔ پیدائش کے اس دور نے ہر مسئلے کی شکل بدل دی ہے ۔ آج امن و امان محض انتظامی یا سیاسی مسئلہ نہیں رہا' بہ نظر غائر دیکھا جائے تو یہ ایک اقتصادی مسئلہ بھی ہے ۔ جب تک معاشرے میں اقتصادی ناانصافیاں موجود رہیں گی ہم اپنی صفوں میں امن و امان کی توقع نہیں کر سکتے ۔ آج بے چینی اور بدامنی کو اگر تشدد سے دبانے کی کوشش کی جائے تو وقتی طور پر شائد مسئلہ حل ہو جائے لیکن ہر لحظہ احتمال رہے گا کہ یہ پہلے سے بھی شدید صورت میں بھوٹ نکلے ۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک ہم تیز رفتاری سے اور وسیع پیمانے پر ترقی نہیں کرتے' پیداوار نہیں بڑھاتے' پیداوار کی منصفانہ تقسیم کا اہتمام نہیں کرتے اس وقت تک کسی قابل اعتبار امن کے قیام کی توقع کی عبث ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! 75-1974ء کے ترقیاتی پروگرام کے بارے میں سب سے پہلے میں معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یکم جولائی 1974ء سے کھاد کی رعائتی قیمت کا بوجھ اور سیم اور تھور کے انسداد اور زمین کی اصلاح کا کام صوبوں سے وفاقی حکومت کو منتقل ہو گیا ہے ۔ 75-1974ء کے دوران وفاقی حکومت کھاد کی رعائتی قیمت اور پنجاب میں زمین کی اصلاح کے منصوبوں پر تنتالیس کروڑ روپے خرچ کریں گی ۔ یہ اعداد و شمار اس وقت ذہن میں رکھنے چاہئیں جب میں آپ کو بتاؤں گا کہ صوبائی ترقیاتی پروگرام کے لئے اگلے سال ایک سو سینتیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ اگر موجودہ سال کے ترقیاتی بجٹ کے ترمیم شدہ تخمینے کو پیش نظر رکھا جائے جو ایک سو اکیالیس کروڑ چورانوے لاکھ روپے بنتا ہے تو 75-1974 کا ترقیاتی پروگرام ایک سو اسی کروڑ روپے کا ہو گا ۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ ہمارے گذشتہ دو سالوں کی طرح آئندہ سال کا ترقیاتی پروگرام بھی پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے ۔

سال رواں کے دوران آبپاشی کے نظام کو سیلاب سے سخت نقصان پہنچا تھا ہم نے اس کی مرمت اور بحالی کے لئے کافی رقم خرچ کی ہے - پھر ہم نے سیلاب کی روک تھام سے متعلق اور بہت سے کام بھی شروع کئے ہیں - اگلے سال کے لئے ہم نے محکمہ آبپاشی اور صوبائی فلڈ کمشن کی طرف سے مجوزہ منصوبوں کی تکمیل کے لئے سترہ کروڑ بیس لاکھ روپے مخصوص کئے ہیں - سیلاب کے خطرے کی قبل از وقت اطلاع دینے کا موثر نظام قائم کیا جا رہا ہے - اس سے ہم پانی میں گھرے ہوئے لوگوں اور ان کے سامان کو نکالنے کے لئے بروقت کارروائی کر سکیں گے - سیلاب کی روک تھام سے متعلق کاموں کی رفتار کو تیز کرنے اور نقصان کی تھوڑے سے تھوڑے وقت میں تلافی کرنے کے لئے ہم مٹی کھودنے اور ڈھونے والی مشینوں کی خاصی بڑی تعداد درآمد کر رہے ہیں -

جناب والا ! اس مرتبہ ہم نے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کے لئے اٹھائیس کروڑ روپے مختص کئے ہیں - تجویز یہ ہے کہ 75-1974ء کے دوران ایک سو اسی میل لمبی سڑکوں کو چوڑا کیا جائے اور دو سو میل لمبی نئی سڑکیں تعمیر کی جائیں - لیکن ہم محض سڑکوں کو چوڑا کرنے یا ان کی تعمیر پر ہی اکتفا نہیں کریں گے - پٹرول اور تیل کی روز افزوں قیمت کے پیش نظر آپ کی حکومت کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ عام آدمی کو سستی ٹرانسپورٹ مہیا کرے - لہذا ہم پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کے لئے 75-1974ء دوران دو ہزار دو سو نئی بسیں حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - ان بسوں کی خریداری کے لئے صوبائی حکومت کی طرف سے پیش کردہ ضمانت پر کمرشل بنکوں سے تمسکات کے ذریعے رقم حاصل کی جائے گی - ہم نے پہلے ہی چھ کروڑ روپے کے قرضے کا انتظام کر دیا ہے 75-1974ء کے دوران اس سلسلے میں جس قدر قرضے کی ضرورت ہو گی حاصل کر لیا جائے گا -

جناب والا ! میں نے پچھلے سال اس امر پر زور دیا تھا کہ حکومت دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کے مسئلے کو حل کرنے کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گی - اس شعبے میں ہم نے مالی حدود کا پاس نہیں کیا - ہم نے دیہی علاقوں میں پینے کا پانی مہیا کرنے سے متعلق سکیموں کے لئے تین کروڑ پچیس لاکھ روپے مخصوص کئے ہیں - اس سے ہم نہ

صرف ایک سو پانچ میں سے ساٹھ جاری سکیموں کو پورا کر سکیں گے بلکہ بیس نئی سکیموں کو بھی شروع کیا جا سکے گا۔ اس رقم میں ایک کروڑ روپے کی وہ بالمقطع رقم بھی شامل ہے جو نئی سکیموں کے لئے ہو گی۔ اگر معزز ارکان اسمبلی بجٹ پر بحث کے دوران ایسی نئی سکیموں کے بارے میں جو ان کے نزدیک ضروری ہوں اپنی تجاویز سے مجھے آگاہ فرمائیں گے تو میں ان کا خیر مقدم کروں گا۔

جناب والا! ہم نے کم آمدنی والے لوگوں کے لئے مکانات تعمیر کرنے کے سلسلے میں دس کروڑ پچاسی لاکھ روپے کی رقم مخصوص کی ہے۔ اس رقم سے اٹھارہ ہزار پلاٹوں کو قابل تعمیر بنایا جائے گا جن میں کچا ملتان روڈ اور لاہور ٹاؤن شپ سکیم کے پانچ ہزار پلاٹ، لائلپور کے دو ہزار دو سو پلاٹ، گوجرانوالہ کے دو ہزار پلاٹ، ملتان کے دو ہزار پلاٹ، جہلم، جھنگ اور بہاولنگر میں سے ہر ایک کے سولہ سو پلاٹ، مظفر گڑھ کے نو سو ساٹھ پلاٹ، رحیم یار خان کے آٹھ سو پلاٹ اور بہاولپور کے سات سو پچاس پلاٹ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اس رقم سے ہم ریواز گارڈن لاہور میں زیر تعمیر دو کمروں کے تین سو اسی فلیٹوں کی تکمیل کریں گے اور لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں پانچ سو مزید کوارٹر تعمیر کر سکیں گے۔ پنجاب کی تاریخ میں آج تک کبھی ایک سال کے دوران اتنے پلاٹوں کی اصلاح یا فلیٹوں اور کوارٹروں کی تعمیر نہیں ہوئی۔ اس شعبے کے لئے خطیر رقم مخصوص کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہم عام اور متوسط طبقے کے لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ مہیا کرنے کے لئے سنجیدگی سے کوشش کر رہے ہیں۔

جناب والا! کامیابیاں گنواتے وقت ناکامیاں بھی یاد رکھنی چاہیں۔ پیپلز ورکس پروگرام کی اٹھان بری نہیں تو ایسی قابل قدر بھی نہیں۔ اس شعبے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ہم بہت غور کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس پروگرام میں ضلعی کونسلوں نے سڑکوں کی تعمیر پر مناسب حد سے زیادہ زور دے رکھا لیکن ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے عوام کی طرف سے وسیع پیمانے پر شرکت میسر نہیں آئی۔ اس لئے اب ہمارا ارادہ ہے کہ ضلعی سطح پر سڑکوں کی تعمیر کے منصوبوں کے ساتھ ساتھ مقامی باشندوں کے حالات کو بہتر بنانے کی ہزارہا چھوٹی چھوٹی سکیموں پر بھی توجہ دیں۔ اب سے ہر ضلع کے لئے

لازم ہوگا کہ وہ اپنی مختص شدہ رقموں کا ایک کثیر حصہ دیہی سطح کے ترقیاتی کاموں کے لئے منتقل کر دے ۔ لوگوں کو اپنی بہبود سے متعلق سکیموں کا براہ راست ذمہ دار ٹھہرایا جائیگا ۔ امید ہے کہ اس طرح پیپلز ورکس میں عوام کی دلچسپی بڑھ جائے گی ۔ اگر ایسا ہوا تو ہم اس پروگرام کے لئے استعداد کے مطابق مزید رقم مہیا کرنے میں بخل سے کام نہ لیں گے ۔

جناب والا ! زراعت کے اہم ترین شعبے میں دس کروڑ چالیس لاکھ روپے کی رقم انسٹھ لاکھ پچاس ہزار ایکڑ رقبے کے لئے کرم کش ادویات حاصل کرنے اور تحفظ اشجار کا سامان خریدنے کے لئے مخصوص کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ تین ہزار پرائویٹ ٹیوب ویلوں کو مالی امداد مہیا کرنے اور نو لاکھ پینتالیس ہزار من درآمد شدہ عمدہ بیج حاصل کرنے کے لئے ، جس میں کپاس کا پانچ لاکھ من بھیج بھی شامل ہے ، رقمیں مخصوص کی گئی ہیں ۔ ایک سو بلڈوزر درآمد کرنے کے لئے بھی رقم بجٹ میں رکھ دی گئی ہے ۔ البتہ ضرورت پڑی تو 75-1974 کے دوران مزید بلڈوزر خریدنے کے لئے ایک کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ ماہی پروری کے لئے پہلے سے چار گنا رقم مخصوص کی گئی ہے ۔ امید ہے کہ اس سے مچھلی کی پیداوار موجودہ سال کے ایک لاکھ من کے مقابلے میں پندرہ فیصد بڑھ جائے گی ۔ ہم نے ایک کروڑ پچاس لاکھ درخت لگانے کے لئے رقم کا بندوبست بھی کیا ہے ۔ شہتوت کے پانچ لاکھ درخت ریشم کے کیڑے پالنے کے لئے لگائے جائیں گے ۔ ہم نے اجناس خوردنی کو ذخیرہ کرنے کی استعداد میں تیس ہزار ٹن کا اضافہ کرنے کے لئے بھی رقم مختص کی ہے ۔ ایک کروڑ جانوروں کی مصنوعی نسل کشی کے لئے منصوبہ بندی کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ سیرا ویکسن کی چار کروڑ خوراکیں تیار کرنے کے لئے بھی رقم کا انتظام کیا ہے ۔

ہم نے حال ہی میں پنجاب لائیو سٹاک ، ڈیری اینڈ پولٹری ڈویلپمنٹ بورڈ قائم کیا ہے ۔ اس بورڈ نے رکھ ڈیرہ چل، شیر گڑھ ، کلورکوٹ، خوشاب اور ہارون آباد کے لائیو سٹاک فارم اپنے زیر انتظام لے لئے ہیں ، آئندہ سال کے دوران بورڈ مزید فارم قائم کرے گا ۔ ہمیں پنجاب میں قائم ہونے والے ایگرو لائیو سٹاک کمپلیکس میں ایرانی سرمایہ کاری کی بھی توقع ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ سرکاری شعبے میں مویشیوں کی خوراک کے کارخانے ، دودھ ٹھنڈا رکھنے کے مراکز اور پولٹری

فارم قائم کیے جائیں تاکہ عوام کو گوشت ، دودھ اور دیگر ڈیری مصنوعات وافر مقدار میں اور مناسب داموں پر میسر آ سکیں ۔

جناب والا ! جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں ، 1974-75 کے لئے ہمارے ترقیاتی پروگرام کا کل تخمینہ ایک سو سینتیس کروڑ روپے ہے ۔ تاہم گذشتہ سالوں کے تجربے کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ اتنے بڑے ترقیاتی پروگرام کے نفاذ میں عملاً کچھ نہ کچھ کمی یا کوتاہی رہ جایا کرتی ہے ۔ آئندہ مالی سال کے دوران اس پروگرام پر تخمیناً ایک سو بیس کروڑ روپے خرچ آئیں گے ۔ مرکزی حکومت نے ہمیں یہ رقم بطور امداد دینے کا وعدہ کیا ہے ۔

جیسا کہ وفاقی وزیر خزانہ اعلان کر چکے ہیں قیمتوں میں حالیہ اضافے کی تلافی کے لئے ہم اپنے تمام ملازمین کو ان کی تنخواہ کے دس فی صد کے حساب سے ایک مہنگائی الاؤنس اور دیں گے جو کم سے کم پچاس روپے اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو روپے ہوگا ۔ اسی طرح پنشن یافتہ ملازمین کو پندرہ فیصد مہنگائی الاؤنس دیا جائے گا جو زیادہ سے زیادہ ایک سو روپے ہوگا ۔ اس اقدام سے 1974-75 کے دوران ہمیں مزید چھبیس کروڑ روپے خرچ کرنے ہوں گے ۔ اس خرچ کا ایک حصہ اس منافع سے پورا ہو جائے گا جو چینی کی خوردہ قیمت میں پچاس پیسے فی سیر کے حساب سے اضافے کے ذریعے حاصل ہوگا ۔ بقیہ کے لئے وفاقی حکومت سے امداد طلب کی جائے گی ۔ اس امداد کے بارے میں وقت آنے پر ایوان کو مطلع کر دیا جائے گا ۔

صوبے کی ریونیو وصولیات بمع غیر ترقیاتی ریونیو وصرلبات پانچ کروڑ تینتالیس لاکھ روپے کے خسارے کی نشاندہی کرتی ہیں ۔ نقد زر ادائیگی کا تخمینہ دو کروڑ اسی لاکھ روپے ہے اور نقد پبلک اکاؤنٹس ادائیگی کا تخمینہ دو کروڑ پانچ لاکھ روپے ہے ۔ اس طرح ہم اپنے غیر ترقیاتی بجٹ میں اٹھاون لاکھ روپے کے معمولی خسارے سے دو چار ہیں ۔ ذرا ٹھہرایے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم یہ خسارہ کیونکر پورا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

جناب والا ! آئندہ مالی سال کے دوران میں کوئی نیا ٹیکس عائد کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا سوائے شراب کے (نعرہ ہائے تحسین) میں شراب کی مختلف قسموں کی لائسنس فیس میں پچاس فیصد اضافہ تجویز کر رہا ہوں ۔ اس اضافے کی بدولت ہمیں سال میں ساٹھ لاکھ روپے کی زائد آمدنی ہوگی جس سے ہم غیر ترقیاتی بجٹ کا اٹھاون لاکھ کا خسارہ آسانی سے پورا کر لیں گے ۔

آج کل سینما گھروں اور ریس کورسوں میں داخلے پر مختلف نوعیتوں کے ٹیکس عائد ہیں مثلاً تفریح ڈیوٹی ، ویلفیئر ٹیکس اور سیلاب ریلیف ٹیکس ۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان میں سے سیلاب ریلیف ٹیکس اور ویلفیئر ٹیکس ختم کر دیئے جائیں (نعرہ ہائے تحسین)۔ اس طرح جو خسارہ ہوگا اسے پورا کرنے کے لئے سینما گھروں میں داخلے پر تفریحی ڈیوٹی سو فیصد کر دی جائے جس ٹکٹ کی مجموعی قیمت پر کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا ۔ ریس کے ٹکٹ کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ڈیوٹی بڑھا کر ایک سو پچاس فیصد کر دی جائے (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ یہاں رعایت کی کوئی خاص ضرورت نظر نہیں آتی ۔

اس کے علاوہ کاٹن جننگ اور کاٹن پریسنگ فیکٹریوں کی لائسنس فیس میں بھی معمولی سا رد و بدل کر دیا گیا ہے ۔ اس ردوبدل کی تفصیلات پنجاب فنانس بل 1974 میں دے دی گئی ہیں ۔

جناب والا ! آج میں نے اپنی معروضات کا آغاز فجر کے حوالے سے کیا تھا اور کہا تھا کہ میں اس لمحے صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان کھڑا ہوں ۔ در اصل زندگی کا ہر لمحہ یہی کیفیت رکھتا ہے ۔ ہر لمحہ قدر کا لمحہ ہے کہ ہم صحیح فیصلہ کر لیں تو عمر بھر کی تاریکیوں کا مداوا ہو جاتا ہے اور ایسا کرنے میں چوک جائیں تو وقت ہمیں روند کر گذر جاتا ہے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں ۔ آج کا لمحہ ہر لمحے کی طرح اپنے دامن میں امید اور خوف لئے ہوئے ہمارے سامنے ہے ۔ اس لمحے کے روبرو ہمارا عمل جہاں امید کا دروازہ کھول سکتا ہے وہاں خوف کی دیوار بھی کھڑی کر سکتا ہے ۔ میزانیے کی جو تصویر میں نے دکھائی ہے بے شک اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ پنجاب کے کروڑوں باشندوں کی زبوں حالی کا تدارک ہوا چاہتا ہے ۔ لیکن اس سے اتنی بات ضرور واضح ہو جاتی ہے کہ اقتصادی جمود ٹوٹ رہا ہے اور ترقی کا پہیہ گھومنے لگا ہے ۔ سوال یہ ہے کہ ہم جی چھوڑ کر ایک طرف ہو جائیں یا آگے بڑھ کر اس پہیے کی گردش تیز کرنے میں حصہ لیں ۔ میری دانست میں دوسرا رویہ ہی مردانہ اور مجاہدانہ رویہ ہے ۔ صرف اس طرح ہم اپنی قوتوں کے انتشار کو تعمیر کی راہ پر ڈال سکیں گے ۔ بس ایک بات کی احتیاط چاہیے ۔ ترقی کے پھل کو آپس میں بانٹنا شرط ہے ۔ رزق میں کمی

کا ایک ہی علاج ہے کہ روٹی توڑی جائے اور سب کو دی جائے۔ پھر یوں ہوتا ہے کہ سب کھا رہتے ہیں اور روٹی تب بھی بچی رہتی ہے۔

جناب والا ! اب میں 75-1974 کا بجٹ پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر :** مالی سال برائے 75-1974 کا میزانیہ ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

---

# مسودہ قانون

## مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1974

(ایوان میں پیش کیا گیا)

**مسٹر سپیکر :** اب فاضل وزیر پنجاب فنانس بل 1974 پیش کریں گے۔

**وزیر خزانہ :** جناب والا ! بجٹ کے علاوہ پنجاب فنانس بل 1974 پیش خدمت ہے۔

**مسٹر سپیکر :** پنجاب فنانس بل 1974 ایوان پیش کر دیا گیا ہے۔

The House is adjourned till 13th of June, 1974, to reassemble at 9.00 a. m.

(اسمبلی کا اجلاس 13جون 1974 بروز جمعرات 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔)

---

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

جمعرات ۔ 13 جون 1974ء

(پنجشنبہ ۔ 21 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ پ ۲۵ — س ۴۲ — رکوع ۵ — آیات ۳۸ تا ۴۱۔

اور جو (ایمان والے ہیں) وہ (ہمیشہ) اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو عطا کیا ہے اُس میں سے (اچھی راہوں میں) خرچ کرتے ہیں اور وہ جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم و تعدی ہو تو مناسب طریقے سے بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے مگر جو درگزر کرے اور معاملے کو درست کرے تو اُس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے۔ حقیقت میں وہ ظلم کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور جس پر ظلم ہوا ہو اگر وہ اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں ہے۔

(وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ)

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## ملک محمد اعظم خان

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اعظم خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> Due to illness I could not attend the meeting of Standing Committee on Education on 6th June 1974. Leave for the day may kindly be granted.

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

---

## میاں منظور احمد موہل

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست میاں منظور احمد موہل ایم - پی - اے ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> جناب عالی ! گزارش ہے کہ بندہ مورخہ 5—6 جون کو بوجہ ناسازی طبیعت حاضر اجلاس نہیں ہو سکا - ازراہ کرم مندرجہ بالا دو ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے -

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

---

## ملک غلام مصطفیٰ کھر

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام مصطفیٰ کھر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> Due to my urgent political engagement I could not attend the Assembly sessions

from 3rd April to 10th April, 1974 and on 27th, 28, 29, and 30th May, 1974, and from 3rd June 1974 to 7th June 1974. Leave may kindly be sanctioned.

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**میاں محمد اسلام**

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بوجہ بیماری مورخہ 21 مئی 1974 تا 24 مئی 1974 اسمبلی اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا ۔ اس لئے براہ کرم ان ایام کی رخصت دی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**سید الطاف حسین شاہ**

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے میں مورخہ 27 مئی 1974 تا 30 مئی 1974 بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہ کر سکا اس لئے براہ مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**سید الطاف حسین شاہ**

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری 13 جون 1974 تا 4 جون 1974 ، 5 جون 1974 کو اجلاس اسمبلی میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ہے ۔ اس لئے برائے مہربانی ان ایام کی رخصت بخشی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**چوہدری عبدالغنی**

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالغنی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

جناب والا ! کمترین 3 جون 1974 کو بعارضہ درد ریح حاضر اسمبلی نہیں ہو سکا تھا ۔ بوجہ بیماری رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**قاضی محمد اسماعیل جاوید**

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست قاضی محمد اسمعیل جاوید صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> میں خرابی صحت کی وجہ سے مورخہ 3 جون 4974 ، 4 جون 1974 اور 6 جون 1974 کو اجلاس اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :-

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**سید کاظم علی شاہ کرمانی**

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> تسلیم ۔ میں کل مورخہ 6 جون 1974 کو بوجہ علالت طبع اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ براہ کرم مورخہ 6 جون 1974 کے لئے چھٹی منظور فرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :-

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**مسٹر عبدالحفیظ کاردار**

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

As I have to stay on in connection

with personal work please grant me leave for sixth June, 1974.

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی ہے -)

---

**نواب احمد بخش تھیم**

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست نواب احمد بخش تھیم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ علالت تین جون سے سات جون تک اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - رخصت عنایت فرمائی جائے -

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

---

**بیگم بلقیس حبیب اللہ**

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

میں مورخہ 3 جون سے 7 جون تک اسمبلی کے اجلاس میں بوجہ بیماری اور ٹرین کے حادثے کے سلسلے میں مصروفیت کی بنا پر اجلاس میں شریک نہ ہو سکی - 3 جون سے 7 جون تک رخصت منظور فرمائی جاوے -

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

---

## مسٹر عبدالرحمن جامی

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالرحمن جامی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I remaind ill from 3rd of June to 7th June. Kindly excuse my absence from the session of Assembly for the said days and oblige.

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## مسٹر جاوید حکیم قریشی

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم قریشی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> میں مورخہ 3 جون 1974 تا 7 جون 1974 بوجہ طبیعت کی ناسازی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## بابو محمد حنیف خان

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست بابو محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> I could not attend the Assembly session on 3rd, 4th, 5th, 6th and 7th June 1974. I

would request for the grant of leave for these days.

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**مرزا طاہر بیگ**

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست مرزا طاہر بیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

As I had to go out of Lahore in a connection with a very urgent matter. I request for two days leave form Monday the 10th June, 1974.

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**مخدوم حمید الدین**

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I have remained ill and therefore could not attend the Assembly session. It is requested that leave may kindly be granted to me from 21st of May, 1974 to 12th June, 1974.

**مسٹر سپیکر** : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

# مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

**سید فدا حسین :** جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 81 بابت 1973ء ) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1974 تک توسیع کی جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 81 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1974 تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**سید فدا حسین :** جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 82 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 82 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**سید فدا حسین :** جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 84 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودہ قانون نمبر 84 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**سید فدا حسین :** جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 83 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 83 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی) ۔

---

## مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر :** جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم

جامعہ اسلامیہ بہاولپور) مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ پیش کرتی ہوں -

**مسٹر سپیکر :** مسودہ قانون (ترمیم جامعہ اسلامیہ بہاولپور) مغربی پاکستان مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے -

---

# مجلس دوبارہ استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

**ملک خان محمد کھوکھر :** جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 39 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1974 تک توسیع کی جائے -

**مسٹر سپیکر :** تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے -

کہ میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 39 کے بارہ میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1974ء تک توسیع کی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

---

# مجلس دوبارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

**چوہدری امان اللہ نک :** جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ چوہدری محمد انور نارو صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کی جائے -

**مسٹر سپیکر :** تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے -

کہ چوہدری محمد انور نارو صاحب رکن صوبائی

اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس سرکاری موعید کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

**چوھدری امان اللہ لک** : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کی جائے۔

**مسٹر سپیکر** : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

کہ میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

**چوھدری امان اللہ لک** : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ جناب مرزا فضل حق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کی جائے۔

**مسٹر سپیکر** : تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

کہ جناب مرزا فضل حق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارہ میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

# مسئلہ استحقاق

## نشان زدہ سوالات نمبر 4520 اور نمبر 5628 کے غلط جوابات کی فراہمی

**مسٹر سپیکر :** سردار امجد حمید خان دستی صاحب کی ایک تحریک استحقاق نمبر 49 ہے ۔ حاجی صاحب یہ آپ کی تحریک استحقاق نمبر 46 کو ملتوی کیا گیا تھا ۔ میں اسے اب لے رہا ہوں ۔ ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل واضع مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے سوال نمبر 4520 درج شدہ فہرست سوالات مورخہ 4 جون 1974 صفحہ نمبر 29 اور سوال نمبر 5628 فہرست سوالات 4 جون 1974 صفحہ نمبر 82 کے جواب قطعی غلط دئیے گئے ہیں اور اس طرح میرے اور اس ایوان کے حقوق کی پامالی ہوئی ہے ۔ آپ نے فرمایا تھا ۔ کہ اس میں سے ایک حصہ حذف کر رہے ہیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جی ہاں پہلا سوال میں حذف کر رہا ہوں دوسرے سوال کے بارہ میں مجھے یقین ہے کہ جواب غلط ہے ۔

**Mr. Speaker :** It is referred to the Committee on Privileges and the report to come within sixty days.

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ! میری ایک اور بھی priviliege motion پڑی تھی ۔

**مسٹر سپیکر :** اس کے متعلق میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ میرے پاس آ جائیں ۔ میں نے Tape play کرایا ہے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس میں کوئی بیان نہیں دیا ۔ ہم نے آپ کو ایک رپورٹ دی تھی ۔ اس میں کہیں وزیر اعلیٰ صاحب کا ذکر نہیں ہے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں وہاں وزیر اعلیٰ کی بجائے وزیر تعلیم کا نام بدل دوں اور اسے amend کر دوں ۔

**مسٹر سپیکر :** وہ پھر دے دیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** ٹھیک ہے جناب والا !

# پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 74-1973

(بحث بحثیت مجموعی)

**مسٹر سپیکر :** Now we will start with the next item ضمنی میزانیہ برائے سال (74—1973) ۔ علامہ صاحب کیا بحث شروع کریں گے ویسے تو آپ نے میاں خورشید انور صاحب کو فرمایا تھا ۔

**علامہ رحمت اللہ راشد :** جی ہاں ! آج اس debate کو ہمارے حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر میاں خورشید انور صاحب شروع کریں گے ۔

**مسٹر سپیکر :** میاں خورشید انور ۔

**میاں خورشید انور** (ملتان ۔ 12) ۔ جناب سپیکر ! تقریباً سوا ارب روپے کے مطالبات زر بطور زائد اخراجات پیش کر کے وزیر خزانہ نے ہمارا خدشہ درست ثابت کر دیا ہے کہ حکومت مزانیہ تیار کرتے وقت باقاعدہ سوچ سمجھ کر منصوبہ بندی نہیں کرتی ۔

جناب والا ! اس سال شدید سیاسی اور اقتصادی دشواریوں کے باوجود زرعی پیداوار میں بہت زیادہ حد تک اضافہ ہوا ہے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ اس اضافے کے باوجود اجرت ۔ آمدنی اور قیمتوں کے درمیان توازن بگڑ چکا ہے ضروریات زندگی کی چیزوں کی قیمتیں انتہا کو پہنچ چکی ہیں اور معشیت اور تقسیم اشیاء کے نظام میں بہت زیادہ دشواریاں پیدا ہو چکی ہیں ۔ جناب والا ! افراط زر کا دباو بڑھ چکا ہے اور حکومت اپنے اخراجات میں ممکنہ کمی کرنے میں بہت بری طرح ناکام رہی ہے ۔

جناب والا ! ناقص منصوبہ بندی کے باعث پیلز ورکس پروگرام کا کروڑوں روپیہ یا تو ضائع ہو چکا ہے یا خورد برد کر لیا گیا ہے اور جو تھوڑا بہت خرچ ہوا ہے وہ کام انتہائی ناقص ہے اور ایک دو سال میں بالکل ختم ہو جائے گا ۔

جناب والا ! اس ایوان میں بارہا یہ مطالبہ کیا گیا کہ پیلز ورکس پروگرام کے تحت جو کہ پورے صوبہ کے لئے ہے ان حلقوں میں جن حلقوں سے حذب اختلاف کے ارکان منتخب ہو کر آئے ہیں بھی کچھ نہ کچھ خرچ کیا

جائے۔ ہمارے بار بار مطالبات کے باوجود حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی ۔

جناب والا ! 64 کروڑ 90 لاکھ روپیہ سرکاری تجارت سے متعلق صوبائی سکیموں پر خرچ کرنا درکار ہے ۔ غلہ کی سرکاری خرید کے لئے مطلوبہ رقم بالا آخر اس مد میں واپس آ جائے گی لیکن ایک کروڑ 30 لاکھ روپیہ جو صوبہ میں زرعی اجناس کے زخیرہ کے لئے طلب کیا گیا ہے یہ سرا سر ذیادتی ہے ۔ جناب والا ! گوداموں کے کرایہ میں اضافہ غریب عوام کے ساتھ ذیادتی ہے ۔ جناب والا ! حکومت اگر نئے گودام تعمیر کرتی تو عوامی سرمایہ کا ضیاع بچ جاتا اور کروڑوں روپیہ بہبود کے کاموں پر خرچ کیا جا سکتا تھا ۔ جناب والا ! بینکوں کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور ریلوے کی بار برداری کے اخراجات کا بار بار ذکر کیا گیا ہے لیکن ان غریب مزدوروں کا کہیں ذکر نہیں جو یہ مال ان گوداموں تک پہنچاتے ہیں ۔ جناب والا ! اس کام کے لئے بیل گاڑیاں بھی استعمال میں آتی ہیں لیکن ان کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ! موجود مالی سال میں بے پناہ سیلابوں کے اخراجات کا ذکر مناسب ہے لیکن ان کی پختگی کا اندازہ اگلے چند مہینوں میں ہو جائے گا کیونکہ یہ خبر ملی ہے کہ اس سال بھی سیلاب آئیں گے ۔ میرے خیال میں یہ ناقص کام اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا اور یہ سب ضائع ہو جائے گا ۔

جناب والا ! ترقیاتی سکیموں پر 4 کروڑ 93 لاکھروپیہ طلب کیا گیا ہے جناب والا ! معزز ارکان اسمبلی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ حکومت نے اس شعبہ میں کوئی کام نہیں کیا ۔ آج سے دس سال پہلے ۔یکسی پاک یا کپاس کی اعلی اقسام (سی 134) کے تخم دینے کی کوشش کی ۔ تو میں حکومت سے گذارش کروں گا کہ اگر حکومت اس محکمہ کی اصلاح نہیں کر سکتی تو بہتر ہے کہ اس مد میں ضیاع کو بچانے کے لئے کسی نیک کام پر خرچ کرے ۔ جناب والا ! ان دنوں کپاس کے موجودہ تخم جو کاشت کر رہے ہیں ان کا معیار انتہائی طور پر گر چکا ہے ۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اب بیج باہر ہی سے منگوائے گی ۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر بیج باہر سے منگوانے ہیں تو پھر اس محکمہ کی افادیت کیا ہے ۔ اگر تو حکومت اس محکمہ کی اصلاح کر سکتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس محکمہ کو wind up کر دے ۔

جناب والا ! بلڈوزروں کی خرید اور گندم صاف کرنے کے تھریشروں کی خرید غریب عوام اور کاشت کار کے ساتھ مذاق ہے جناب والا ! ہمارے ملک

میں کھیت مزدوروں کی کوئی کمی نہیں اور صنعتی مزدوروں سے ان کی تعداد چالیس گنا زیادہ ہے ۔ چونکہ یہ کسی ٹریڈ یونین سے منظم طریقہ سے منسلک نہیں ۔ غالباً اسی وجہ سے ان کے مسائل کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ۔ اگر تو کسی صنعتی علاقہ میں ہڑتال ہو تو گورنمنٹ کی پوری مشینری حرکت میں آ جاتی ہے اور ان کے مطالبات تسلیم کر لئے جاتے ہیں اور اس پر ظلم یہ ہے کہ حکومت مشینری باہر سے منگوا رہی ہے تاکہ یہ لوگ بے روزگار ہو جائیں اور اپنی ٹریڈ یونین بنائیں اور نظم و نسق تباہ ہو جائے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پیداوار پر اثر پڑے گا ۔ جناب والا ! ان ٹریکٹروں بلڈوزروں اور تھریشروں پر آپ کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں لیکن اس سے غریب لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا ۔

جناب والا ! صنعتی ترقی کی مد کے تحت 8 کروڑ 60 لاکھ روپے اضافی زر پیش کئے گئے ہیں ۔ سالانہ بجٹ میں کروڑوں روپے اس سے زیادہ ہے اب حکومت نے پروگرام بنایا ہے کہ چاول چھانٹنے کے کارخانے اور ٹیکسٹائل ملیں لگائی جائیں گی ۔ جناب والا ! جہاں تک چاول چھانٹنے کے کارخانوں کا تعلق ہے میں اسے جائز قرار دیتا ہوں لیکن ٹیکسٹائل ملیں پہلے ہی اس صوبہ میں بہت کام کر رہی ہیں اگر اس میں اضافہ کرنا ہی تھا تو یہ بعد میں کر لیتے اور منصوبہ بندی کے تحت یہ کام کرتے ۔ پہلے کھاد کے کارخانے لگانے چاہئیں تھے ۔ کھاد پر کروڑوں روپیہ ملک کا ضائع ہو رہا ہے اور پھر ہمیں کھاد بھی بڑی مہنگی مل رہی ہے ۔ اگر حکومت ملک میں کارخانے لگاتی تو اس سے ملک کا زرمبادلہ بھی بچ جاتا اور کھاد کی قیمت بھی کم ہو جاتی ۔ جناب والا ! دوسرا حکومت نے اپنی پسند کے لوگوں کو لائسنس دیئے ہیں اور ان کو دیئے ہیں جن کو صنعتی تجربہ بھی نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ اپنی پسند کے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ allocation کر رہی ہے ۔

جناب والا ! اب میں میونسپل کمیٹیوں کی طرف آتا ہوں ۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں گذارش کروں گا جو میونسپل کمیٹیاں اپنی آمدنی کے مطابق خرچ نہیں کر رہی ہیں ان کو ختم کر دینا چاہئے ۔ جناب والا ! قرضہ لے کر کام چلانا کسی صورت میں بھی زیب نہیں دیتا ۔ ہم نے کئی دفعہ مطالبہ کیا ہے کہ میونسپل کمیٹیوں کے انتخاب کروائے جائیں لیکن حکومت نے اس پر بھی کوئی توجہ نہیں دی اور آمدنی کم ہو چکی ہے ۔

جناب والا ! سیلاب زدہ علاقوں میں بلا سود تقاوی قرضوں کے سلسلہ میں بہت کچھ کہا گیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تقاوی قرضوں کی تقسیم کا کام صحیح نہیں ہوا یا پھر افسران نے اپنی جیبیں گرم کیں ۔ جناب والا ! عوام نے سیلاب فنڈ میں بھی دل کھول کر چندے دیئے ۔ وہ جانتے تھے کہ اس فنڈ سے امداد کی جائے گی مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت اس پر بھی سانپ بن کر بیٹھ گئی اور یہ سب تقاوی قرضوں کے طور پر تقسیم شروع کر دی ۔ جناب یہ سیلاب زدگان کے ساتھ حق تلفی ہوئی ہے اور دوسری طرف چندہ دینے والوں کے ساتھ بد دیانتی ہوئی ۔

جناب والا ! دوسرا گوشت کے لئے فارموں کا ذکر کیا گیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ حکومت یہ سرمایہ داروں کو مزید قرضہ دے رہی ہے اور غریب کاشت کار کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ یہ فارم اگر حکومت خود بناتی تو بھی بات تھی لیکن یہ زیادہ رقم قرضہ دینے پر ہی ضائع کر دی گئی ۔

جناب والا ! تعلیم کی مد کے تحت قرضہ کے مطالبہ کو درست قرار دیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ حکومت نے تعلیمی اخراجات پر بے پناہ اضافہ کیا ہے ۔ اگر حکومت تعلیمی اداروں کو اپنی تحویل میں لینے سے پہلے ان کا مطالبہ کرتی اور وقت سے پہلے حکومت ان اخراجات کا اندازہ لگا لیتی ۔ جلدی قدم نہ اٹھاتی اور مکمل منصوبہ بندی کر لیتی ۔ تو آج تعلیم کے سلسلے میں اتنا نقصان نہ ہوتا ۔

جناب سپیکر ! اسلامی سربراہی کانفرنس کے اخراجات وصول کرنے میں صوبائی حکومت ناکام رہی ہے اور حکومتی حلقوں کی طرف سے احتجاج ہو رہا ہے کہ وہ رقم صحیح طور پر خرچ نہیں ہوتی ہے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی سرکردگی میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی ۔ اس نے آج تک کوئی کام نہیں کیا اور عوام کو صحیح صورت حال سے آگاہ نہیں کیا گیا ہے ۔

جناب والا ! ضمنی بجٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام آباد میں تھانوں کی تعمیر کی جا رہی ہے ۔ یہ کسی وجہ سے صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ مرکزی حکومت کے پاس اس وقت ہزاروں کی تعداد میں فیڈرل سیکیورٹی فورس موجود ہے ۔ وہ آسانی سے اس سے کام چلا سکتی ہے ۔ کیا فیڈرل پولیس اس ملک کے مزدوروں ۔ کسانوں اور طالب علموں اور دوسرے کارکنوں پر لاٹھی چارج کرنے کے لئے یا ان پر تشدد کرنے کے لئے رکھی گئی ہے ؟ اگر وہ فیڈرل ایریا کے ایک چھوٹے سے حصے کا انتظام نہیں کر

سکتی - تو پھر اس کے رکھنے کا جواز کیا ہے - از راہ کرم اس سلسلہ میں تفصیل سے حکومت اپنی پوزیشن واضح کرے - جناب والا ! اگر اسلام آباد کی پر سکون فضا میں حکومت کے لئے ضروری تھا - کہ وہ وہاں پر کوئی ایسی تعمیر کروائے اور اس کے لئے اگر یہ تعمیر نہایت ضروری ہو گئی تھی - تو وہ وہاں کوئی سرائے بناتی - کوئی مسجد بناتی - یا کوئی اور نیکی کا کام کرتی دیگر صوبے بھی فیڈرل ایریا کے حصہ دار ہیں - یہ گناہ کا کام جہاں پر تھانوں کی تعمیر کرنی ہے - جہاں گناہ اور جرائم پرورش پائیں - ہماری صوبائی حکومت نے اپنے ذمہ کیوں لیا ہے -

جناب والا ! سیلاب کے سلسلہ میں ہنگامی اخراجات کی مد کے تحت ایک کروڑ 70 لاکھ روپے کی اضافی رقم ایک اچھا اور جائز مطالبہ ہے - کیا اس مد سے خریدی گئی کشتیاں اور کاریں آئندہ سیلاب کے موقع پر کام آ سکیں گی - میرے خیال میں یہ کام شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا - کیونکہ ہمارے علم کے مطابق یہ چیزیں مختلف محکموں میں اور مختلف آفیسروں میں تقسیم ہو چکی ہیں اور کشتیاں بھی ضائع ہو چکی ہیں - کیا ہم اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ان اخراجات کے دوبارہ خرچ کے متحمل ہو سکتے ہیں ؟ جناب والا : میں آپ کی وساطت سے وزیر انچارج سے دریافت کروں گا کہ وہ از راہ کرم یہ بھی فرمادیں کہ ان میں وزرا صاحبان کے لئے ہیلی کاپٹر کا انتظام بھی شامل ہے - جناب والا ! آج ڈاکٹر صاحب ہنس رہے ہیں - مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پچھلے سیلاب کے موقع پر وزیر اور ہیلی کاپٹر ایک اچھا خاصہ سکینڈل بنے رہے اور معمہ بنے رہے - مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک وزیر صاحب اس وجہ سے غصے ہوئے تھے کہ مجھے ہیلی کاپٹر پر نہیں لے جایا گیا - بالکل اسی طرح سے جس طرح آپ اپنے بچے کو کار میں بٹھا کر اسمبلی حال تک نہ لائیں اور وہ آپ سے روٹھ جائے - بالکل اسی طرح سے ہمارے صوبہ کے ایک سابق وزیر صاحب اس لئے گورنر راور صاحب اور وزیر اعلیٰ سے ناراض ہو گئے تھے کہ ان کو ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر قدرتی مناظر دیکھنے اور ان سے لطف اندوز ہونے کا موقع نہیں دیا گیا ہے - جناب والا! بعد میں جب ان وزیر صاحب کو ہیلی کاپٹر ملا - تو انہوں نے اس بے دریغی سے اس ہیلی کاپٹر کا استعمال کیا - جیسے ہم زمیندار لوگ اپنے گڈے کا استعمال بھی نہیں کرتے - ہم بھی ضرورت پڑنے پر گڈے کو اپنے مربعوں پر یا زمین کی طرف یا کھیت کی طرف سے لے جاتے ہیں - لیکن وہ وزیر صاحب

غیر ضروری طور پر مختلف مقامات پر پرواز کرتے رہے اور جہاں جاتے سیلاب کا مسئلہ حل کرنے کی بجائے۔ سیلاب دیکھنے کی بجائے۔۔۔۔

**مسٹر سپیکر :** وہ بات یہاں رہنے دیجئے - یہاں ضمنی بجٹ پر بولیں -

**میاں خورشید انور :** جناب والا ! یہ اس لئے میں نے یاد کرایا ہے - کہ ڈاکٹر خالق صاحب ہنس رہے تھے - ایسے کہ جیسے میں نے غلط بیانی کی ہو - یا میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں - تو جناب والا - وہ وزیر صاحب جہاں بھی گئے - قائد پنجاب کا شور مچاتے رہے - انہوں نے سیلاب کے سلسلہ میں کچھ نہ کیا - میرے خیال میں آئندہ وزرا اور ہیلی کاپٹر کو ذرا دور دور رکھا جاوے - میرے خیال میں یہ ناجائز اخراجات جو ہیں - ان کے لئے ہمارا خزانہ متحمل نہیں ہو سکتا ہے -

جناب والا ! میں آخر میں جناب کے توسل سے حکومت سے استدعا کروں گا کہ وہ امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے مرزائیوں کا مسئلہ فوری طور پر حل کرے جناب والا - ویسے تو یہ مسئلہ آج سے تیرہ سو سال پہلے حل ہو گیا تھا - ہم کون ہوتے ہیں کہ اس پر بحث کریں - یا کہ اس پر غور کریں اور جناب والا ! اگر یہ مسئلہ حل نہ کیا گیا تو ملک میں تباہی آئیگی - کہ نہ یہ حکومت رہے گی اور نہ ہی ہم لوگ رہیں گے -

**Mr. Abdul Qayyum Butt :** Point of order. I think the member is irrelevant.

**Mr. Speaker :** He is speaking about the law and order situation and is quite relevant because he started his speech about the law and order situation.

**میاں خورشید انور :** جناب والا ! ہم سن رہے ہیں کہ ہماری حکومت اس مسئلہ کو کسی اسلامی مشاورتی کمیٹی میں بھیجنا چاہتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلامیان پاکستان کے ساتھ - ان کے جذبات کے ساتھ بہت بڑا مذاق ہے - اسلامیان پاکستان کا یہ متفقہ مطالبہ ہے کہ۔۔۔

**ملک سرفراز خان :** جناب والا ! میاں صاحب نے کسی مشاورتی کونسل کا نام نہیں لیا ہے یہ ان سے درست کرالیں - میں استدعا کرتا ہوں کہ "کسی" کا لفظ حذف کر دیا جاوے -

**جناب سپیکر :** اب میں ان کی تقریر کی تصحیح تو نہیں کر سکتا ۔ یہ آپ ان کی تقریر شروع کرنے سے پہلے کر لیا کریں ۔

**میاں خورشید انور :** جناب والا ! میں اس کی تصحیح کر دیتا ہوں ۔ جناب ملک سرفراز خان کی بنائی ہوئی اسلامی معاشرتی کونسل مجاز نہیں ہے ۔ کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم آخری نبی تھے یا نہیں ۔ اس کا فیصلہ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آج سے تیرہ سو سال پہلے کر دیا تھا اس لئے اس مسئلہ کو اس کونسل کے سپرد نہ کیا جائے اور اسلامیان پاکستان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے فوری طور پر اس مسئلہ کو تسلیم کر لیا جاوے تمام اہلیان پاکستان کا متفقہ مطالبہ ہے کہ مرزائیوں کو فوری طور پر اقلیت قرار دیا جاوے اور نظم و نسق کی صورت حال بحال کی جاوے ۔ اگر آپ نے یہ مسئلہ حل کر دیا ۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خداوند کریم آپ سے خوش ہوں گے اور آپ کو اس کا اجر عظیم ملے گا ۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی حکومت کا ایک بہت بڑا عظیم کارنامہ ہوگا ۔ جناب والا ! اس مسئلہ کو پاکستان بننے کے بعد قائد اعظم کے بڑے بڑے ساتھی بھی حل نہ کر سکے ۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اس طرف توجہ دی ہے ۔ اگر آپ نے یہ مسئلہ حل کر دیا ۔ تو آپ کے قائد کی عزت بڑھیگی ۔ آپ کی پارٹی کو مزید عرصہ کے لئے حکومت کرنے کا موقعہ ملے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے یہ مسئلہ حل کر دیا اور یہ مطالبہ تسلیم کر لیا تو اس کے بعد سوشلزم ۔ کمیونزم جیسے بیہودہ نعروں کی بھی گنجائش نہیں رہے گی ۔ اور اس صورت میں ہم بھی آپ کے ساتھ مکمل تعاون کرنے پر مجبور ہوں گے ۔

**جناب سپیکر :** بیگم ریحانہ سرور ۔

**بیگم ریحانہ سرور :** مسٹر سپیکر سر ۔ ۔ ۔ ۔

**Mr. Speaker :** May I Inform the members that the limit fixed for the speeches is 7 to 8 minutes.

**حافظ علی اسد اللہ :** اس سے تو بہتر ہے کہ موقعہ نہ دیا جائے ۔ سال میں ایک موقعہ ملتا ہے ۔ اس سے تو اچھا ہے ۔ کہ بحث نہ کی جائے ۔

**جناب سپیکر :** سال میں ایک موقعہ کی بات نہیں ہے ۔

This is about the Supplementary Budget. If the member want more time for speeches, let us have a break of one hour

between 2 and 3 p.m., then re-assemble at 3 p,m. and continue upto 8 p,m, If the members agree with this proposal, I am going to give them 20 minutes each,

**ڈاکٹر عبدالخالق :** میرا خیال ہے جناب والا ! سالانہ بجٹ پر وقت زیادہ دیا جاوے ۔

**جناب سپیکر :** لیکن اس میں بھی دس منٹ سے زیادہ نہیں ۔ میں تو آج بھی وقت بڑھانے کے لئے تیار ہوں ۔ اگر فاضل اراکین اس کے لئے تیار ہوں تو

I am prepared to sit today and increase this limit of 8 minutes to 20 minutes,

**میاں منظور احمد موہل :** جناب الخاموشی نیم رضا ہے ۔

**ڈاکٹر عبدالخالق :** جناب والا : صرف سالانہ بجٹ کے لئے وقت بڑھائیں ۔ اس میں چونکہ وہی دلچسپی کا موضوع ہوتا ہے اور اس میں فاضل اراکین بھی راضی ہوں گے ۔

**جناب سپیکر :** اس وقت بھی اگر ممبر تیار ہوئے تو بڑھا دونگا ۔ اگر ممبر تیار نہ ہوئے تو اس کی حد وہی ہو گی ۔

(قطع کلامیاں)

یہ تو ہو ہی نہیں سکتا ۔

**Mr. Speaker :** Please multiply 180 by 15 and you will know the position.

**شیخ محمد ریاض :** جناب والا ! آپ کے پاس زیادہ نام تو نہیں ہوں گے ۔

**مسٹر سپیکر :** جنرل ڈیبٹ میں ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے پاس تیس نام پہنچ گئے ہیں ۔

The Government Party has given me only 14 Names,

آپ کہہ رہے ہیں کہ زیادہ نام نہیں ہوں گے ۔

and you have just to multiply 30 by 8, that means 240 minutes. It is simple arithematic calculation. I have now increased the time to ten minutes.

کیونکہ حزب اختلاف نے یہ پیشکش کی ہے کہ اگر ہمیں تھوڑا سا وقت زیادہ دے دیا جائے تو ہم پانچ سے زیادہ ممبر نہیں بولیں گے اور انھوں نے اپنے سات نام واپس لے لئے ہیں -

If the Government is willing to do the same and are willing to reduce their namber, I can given fifteen numbers,

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! دس منٹ ٹھیک ہیں -

**مسٹر سپیکر :** اچھا جی -

**حاجی محمد سیف اللہ خان -** پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! پارلیمنٹ کی کی تاریخ میں شائد پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے - بجٹ (چاہے سپلیمنٹری ہو یا جنرل ہو) زیر بحث ہے اور جناب وزیر خزانہ صاحب اس ایوان سے غائب ہیں حالانکہ یہ وزیر خزانہ کے لئے اولین چیز ہوتی ہے کہ وہ ایوان کے views سنیں ان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں - جو چیز مانیں اس کے مطابق اپنے بجٹ کی اصلاح کریں - مجھے آپ بتائیں کہ جب وزیر خزانہ اس ایوان میں موجود نہ ہوں تو ہم کس کو اپنے معروضات سنائیں - جب بجٹ انہوں نے پیش کیا ہے بجٹ ترتیب انہوں نے دیا ہے اور بجٹ کی تمام تر ذمہ داری وزیر خزانہ کی ہوتی ہے اور ہمیشہ وزیر خزانہ اس ایوان میں موجود رہتے ہیں - تمام پریکٹس اٹھا کر دیکھ لیں کہ یہ پہلی دفعہ وزیر خزانہ ایوان میں موجود نہیں ہیں - ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ پورٹ فولیو portfolio ایک آدمی کے پاس ہے - یہ ان کا کام تھا کہ portfolio بدلتے یا وہ اپنی ذمہ داری قبول کریں اور ایوان میں موجود رہیں -

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! اگر فاضل رکن رولز آف پروسیجر پڑھیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ بجٹ فنانس منسٹر اور any other Minister on his behalf. پیش کر سکتا ہے - اسی طرح سے right of reply بھی فنانس منسٹر اور any other Minister on his behalf. کو ہے - اگر آپ کو کسی چیز کا جواب نہ ملا تب آپ کہیں - میں ایک ایک نوٹ لے رہا ہوں -

You will get a comprehensive reply to all the criticism that you level against us,

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** Sir, we have not taken any stand on the rules. It is just unconventional that the Finance Minister should not be present. Sir, we want decent conventions.

**Mr Speaker** : Yes. Begum Rehana Sarwar Shaheed.

**Begum Rehana Sarwar** : Sir, I take this opportunity to congratulate the Chief Minister for the labour and hard work he has put in for the presentation of the Supplementary Budget for the year 1973-74.

Sir, the Supplementary Budget, which has been presented in this magnanimous House has not only been presented merely because of the fact that there have been precedents and conventions in the past. In fact, the Supplementary Budget has been presented in this House and is under consideration today under Article 124 of the present Constitution of Pakistan and under Rule 118 of the Rules of procedure.

Sir, the Supplementary Budget under discussion today is the amount which we have already spent and only a formal approval is required to be given for this expenditure by this august House. However, it is sad to observe that the hon'ble Member from the Opposition has condemned and criticised the Government in consternation and malevolance for the expenditure incurred against 43 demands that have been put in impression has been created that not a single penny should have been spent and, therefore, the intention of the hon'ble Member is very clear and it can be explained in simple words. Firstly, it seems that the member is not in favour of providing better facilities and better job opportunities to the public at large; Secondly, he is not in favour of developing under-developed and rural areas; thirdly, he is not in favour of maintaning law and order in the province, and fourthly, he is not in favour of the pay raise given to the employees drawing a salary upto Rs.700 per month. The reasons are obvious. The Opposition does not want the Government to flourish by leaps and bounds. Therefore, they are creating hinderances in the developmental projects and schemes.

Sir, although Opposition is a healthy sign in a democratic Government but it is the duty of the Opposition to give a constructive advice ; it is the duty of the Opposition to give a useful remedy ; it is the duty of the Opposition to give an advantageous opinion and it is duty of the Opposition to give a serviceable view. But Sir, it seems that the Member who gave a speech in the beginning has failed to do so because the Pakistan People Party and the Government has not left any stone unturned to provide the best possible opportunities, to provide the best possible facilities and to provide the best possible advantages to the public at large and to the people in all spheres of life. Pakistan People Party is committed to its manifesto and we have

fulfilled our promises. We have not only introduced but we have also implemented policies regarding Education Reforms, Law, Labour and Land Reforms which are for the beenfit of the people and that is why today we have a stable Government. What we are today we are because of the dynamic leadership, because of the dynamic personality, because of the capability and because of the ability of the Prime Minister, Mr. Zulfiqar Ali Bhutto.

Sir, now I would like to draw your kind attention towards some of the heads of expenditure. As you know that Punjab was confronted with unrecendented floods and there was a lot of destruction to life and property and the Government played a very important role to provide food, shelter and clothing to those persons who belonged to the flood-affected areas and the burden of repairs of dams, canals, rivers, bridges and roads was shouldred by this Government. We, have also improved our agricultural and industrial sectors. Besides, we are also putting up four sugar mills. two textile mills in order to provide better job opportunities and more job opportunities to the people.

**مخدوم زادہ سید حسن محمود** : جناب والا ! کیا میں آپ کی اتنی بے تحاشا ہنسی کی وجہ معلوم کر سکتا ہوں ؟

**مسٹر سپیکر** : ایس - ایم - مسعود صاحب میری طرف دیکھ رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں -

I would allot another seat tomorrow.

**Makhdumzada Syed Hasan Mahmud** : Positively Sir.

**Begum Rehana Sarwar** : Sir, the Islamic Summit held in Lahore is a great pride and honour for Pakistan. Not only the Islamic Countries but also the big powers declared the conference a big success and the expenditure incurred during the conference in reimburseable by the Federal Government.

Sir, in the end, I would like to submit that the present Government is the People Government and for the people and therefore, wants to spend the maximum amount for the betterment of the people, for the benefit of the people and to upgrade the people. The Peoples Government wants to do maximum for the people to upgrade them and to uplift their standard of living Sir, we are looking forward for a glorious and brighter future for the generations to come. (Applause).

**مسٹر محمد یعقوب اعوان :** (لائل پور-10) جناب سپیکر ۔ میاں خورشید انور نے جو فرمایا ہے میں انکا جواب مختصراً، پیش کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے اور سب سے پہلے اعتراض یہ کیا ہے کہ اس ضمنی بجٹ کو پیش کرنے کی ضرورت اس لئے پیش ہوئی ۔ کہ پہلی منصوبہ بندی سوچ سمجھ کر نہیں کی گئی ۔ میرے خیال میں یہ اعتراض غیر ضروری ہے اور یہ اپنی نوعیت کا آپ ہے ۔ کیونکہ ضمنی بجٹ کا پیش ہونا ایک عام روٹین ہے اور وہ اس لئے پیش ہوتا ہے کہ اس میں کمی بیشی ہوئی ہے اور یہ ایک mutual adjustment کا مسئلہ ہوتا ہے یہ گورنمنٹ کی کوتاہی نہیں ہے کہ وہ پہلے صحیح منصوبہ بندی نہیں کر سکی اس لئے انہیں یہ بجٹ دینا پڑا ۔

اس کے بعد ضروریات زندگی کی قیمتوں کا ذکر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اعتراض آن کا بڑا اہم ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمیں خاص بڑھ چکی ہیں ۔ اس میں ہمیں بہت سی چیزوں کو مد نظر رکھنا ہو گا کہ ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتیں کیوں بڑھی ہیں ۔ ہمیں neighbouring countries کے کو دیکھنا پڑتا ہے ۔ اس کے پہلے سمگلنگ تھی ۔ اس سے پہلے بلیک مارکیٹنگ تھی ۔ اس سے پہلے ذخیرہ اندوزی تھی ۔ ان سب کی سب چیزوں کی ایکسپورٹ اور امپورٹ میں ہم نے اضافہ کیا ہے جو ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتیں بڑھ جانے میں موثر ثابت ہوئی ہیں ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری حکومت اور ہماری پارٹی دیا نتداری سے کوشش کر رہی ہے کہ ان قیمتوں کی سطح نیچی لائی جائے اور میں امید کرتا ہوں کہ ہماری reform کا اثر زیادہ دیر پا ہو گا ۔ اس میں وقت لگے گا مگر میں سمجھتا ہوں کہ کچھ عرصہ میں ہم ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔

میرے فاضل دوست نے پیپلز ورکس پروگرام کا ذکر کیا ہے کہ جس قدر رقم پیپلز ورکس پروگرام کے لیے رکھی تھی اس میں سے خاصی رقم پچھلے سال سیلاب کی نظر ہو گئی اور تقریباً 20 کروڑ کی رقم سیلاب کی طرف خرچ کی گئی ہے جس کی وجہ سے پیپلز ورکس پروگرام کا تمام کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا ۔ لیکن حقیقت میں ہمارے علاقہ میں کم از کم ابھی تک وہ کام جاری ہیں اور جاری رہیں گے ۔ اس کے علاوہ میں آپ سے عرض کرنا چاہتا

ہوں اور خاص طور پر مزدور اور خصوصاً کھیت مزدور کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کا ذکر میرے فاضل دوست نے کیا ہے کہ ان کا خیال نہیں رکھا گیا ہے - میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم جو کا لونیز ڈسٹرکٹس ہیں جن کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے - وہاں چھوٹے مالکان کاشتکار اور کھیت مزدور مختلف ہیں ان مزدوروں سے جو شہروں میں آباد ہیں وہ زیادہ خوشحال ہیں اور یہ حقیقت ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے - اس کے علاوہ بلڈوزوں اور ٹریکٹروں کا اعتراض کیا ہے کہ بڑے بڑے آدمیوں اور بڑے بڑے زمینداروں کو سپلائی کیے گئے ہیں - اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بڑے آدمیوں کو ترجیح دی گئی ہے - لیکن اگر dispassionate سے آپ ہر دیہات میں دیکھیں کہ پانچ سے لے کر دس پندرہ ٹریکٹر ملے ہیں تو کالونی ڈسٹرکٹس میں متوسط طبقے اور نچلے درجے کے کاشتکاروں کو اور یہاں تک کہ جن کے پاس زمین نہیں ہے ان کو بھی ٹریکٹر ملے ہیں اس لئے یہ اعتراض قابل قبول نہیں ہے کہ گورنمنٹ نے صرف بڑے زمینداروں کو ٹریکٹر مہیا کئے ہیں - اس کے علاوہ کھاد کی قیمت کے متعلق فاضل دوست نے اعتراض کیا ہے اس میں شک نہیں کے کہ کھاد کی قیمت کئی گناہ زیادہ بڑھ گئی ہے - اور زمینداروں اور کاشتکاروں کو اس حصول میں مشکل پیش آ رہی ہے - ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ کو اس کا مکمل احساس ہے کیونکہ آپکو یاد ہو گا کہ گذشتہ سال گورنمنٹ کھاد کو subsidies کرتی رہی ہے اور کھاد کی بورسوں کی قیمت کو نیچے کرنے کے لئے اپنی گرہ سے امداد دی ہے اور کاشتکاروں کو اس سلسلے میں سہولتیں فراہم کی ہیں -

اس کے علاوہ میرے فاضل دوست نے ملوں کے پرمٹ کا کہا ہے کہ یہ اپنے دوستوں کو دئے جا رہے ہیں یہ بھی vague ہے اور یہ الزام غلط ہے کیونکہ انہیں تھوڑی سی تفصیل حاصل کر لینی چاہئے تھی تا کہ یہ بتا سکتے کہ آپ نے فلاں شخص کو فلاں مل کا پرمٹ دیا ہے اور اس کے فلاں وزیر صاحب سے تعلقات ہیں - اس لئے یہ جنرل قسم کا الزام نہیں لگانا چاہئے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کے شایان شان نہیں ہے کہ اس قسم کے الزام لگائے جائیں -

میرے دوست نے لوکل باڈیز کے انتخاب کے متعلق اعتراض کیا ہے کہ وہ جلدی نہیں ہو رہے ہیں - میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انتخابات کے سلسلے میں

کچھ دشواریاں ہیں لیکن حکومت ان دشواریوں اور دقتوں کو دور کرنے کے لئے ایمانداری کے ساتھ کوشش کر رہی ہے اور میرے خیال میں اس سال انتخابات ہو جائیں گے ۔

اس کے بعد قرضوں کے متعلق اعتراض کیا گیا ہے جو اس حکومت نے جاری کئے ہیں میں اس ایوان کے معزز ممبران کو جناب کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی دفعہ ہے کہ حکومت نے یہ قرضے دئے اور کاشتکاروں کو یہ سہولتیں دی ہیں ۔ اس سے پہلے جو ممبران اسمبلی اور بڑے بڑے زمیندار فہرست میں ہوتے تھے انہیں یہ سہولتیں ہوا کرتی نہیں لیکن یہ پہلی دفعہ ہے کہ اس سہولت سے عام کاشتکاروں بلکہ مزار عان نے بھی فائدہ اٹھایا ہے اور اٹھا سکتے ہیں اور یہ قرضے چھوٹے کاشتکار بھی لے سکتے ہیں ۔

اس کے علاوہ آخری پوائنٹ جو میں سمجھتا ہوں کہ بڑا اہم ہے اور اس کا جواب دینا بہت ضروری ہے ۔ وہ امن عامہ اور قادیانیوں کا مسئلہ ہے ۔ اس وقت میں عرض کرونگا کہ یہ بڑا نازک ترین مسئلہ ہے اگر آپ تاریخ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ تمام حکومتیں اس مسئلے میں الجھکر تہ تیغ ہوتی رہیں ہیں ۔ گذشتہ سالوں میں جب سے پاکستان بنا ہے 1953 میں یہ صورت حال پیدا ہوئی اور کوئی confrontation حکومت اور عوام کے درمیان نہیں ہوئی ۔ آپ کو یہ نوٹ کرنا چاہئے کہ اس حکومت کی دانشمندی اور دیانتداری کا نتیجہ ہے کہ یہ صورت حال پیدا نہیں ہوئی ۔ اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ امن عامہ کو بحال کرنے کے لئے حکومت دن رات سر توڑ کوشش کر رہی ہے اور امن عامہ کو بحال کرنا حکومت کا فرض اولین ہے ۔ اس میں تھوڑی سی حکومت کی اپنی خودغرضی بھی ہوتی ہے کہ اگر کوئی حکومت امن عامہ بحال نہیں کر سکتی تو پھر کر سیون میں رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ اس لئے اس مسئلے کی طرف کم از کم خصوصی دھیان دے رہی ہے ۔ مرزائیوں کے متعلق میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ اگر موجودہ حکومت ان کا فیصلہ کر دے تو اس میں اس کا اپنا مفاد ہے ۔ اس میں انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس حکومت کی مدت میں توسیع ہو سکتی ہے ۔ یہ بات کسی حد تک درست ہے لیکن یہ ایک بڑا نازک مسئلہ ہے اور ہمارے محبوب لیڈر ذوالفقار علی بھٹو اس کا حل تلاش کر رہے ہیں چونکہ وہ اس کا حل تلاش کرنے میں مصروف ہیں اس لئے میں اس پر کسی کی رائے زنی نہیں کرنا چاہتا ۔ شکریہ

**مسٹر سپیکر :** حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** (رحیم یار خان) جناب والا !

میخانہ والے تیرے اند از نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر

جناب والا ! یہ ضمنی بجٹ جو آج اس ایوان میں زیر بحث ہے اس کو اگر صرف اس انداز میں دیکھا جائے جس انداز میں یہ پیش کیا گیا ہے کہ اب بجٹ کے ساتھ ایک سیدھی سادی مختصر سی تقریر اور ایک چھوٹی سی کتاب پر ضمنی بجٹ اس ایوان میں پیش کر دیا ہے اور ہمیں حیرانی ہوئی کہ آخر اس قدر تبدیلی یکدم کس طرح آ گئی ہے کہ جناب وزیر خزانہ جو آج سے قریباً ایک سال قبل اس ایوان میں پچھلے سال کا بجٹ پیش کر رہے تھے تو انہوں نے یہ خوش خبری دی تھی کہ میں اس صوبے کے عوام کے لئے ایک کدال اور ایک کلہاڑی لایا ہوں اور ہمیں یہ امید تھی کہ وہ کدال اور کلہاڑی جو محنت کی نشانی ہوا کرتی ہے ۔ جن سے ترقی کی راہیں ہموار ہوا کرتی ہیں وہ اس صوبے کے عوام کے لئے انتہائی خوش آئند ثابت ہو گی ۔ مگر مجھے انتہائی حیرانی ہوئی کہ ایک سال گزرنے کے بعد اس کدال اور کلہاڑی کا جو نتیجہ ہمارے سامنے آیا وہ یہ ہے کہ اس ضمنی بجٹ کے صفحہ 1 کی پہلی ہی مد پر جب نظر پڑی تو وہ افیون کی مد ہے ۔ جو ہر ترقی پسند معاشرہ اور ہر مہذب معاشرہ میں اور بالخصوص اس معاشرہ میں جس پر جناب وزیر خزانہ کی تقریر مبنی تھی یعنی چین تو وہاں اسے قوم کی ترقی ۔ قوم کی بقاء ۔ قوم کی نمود اور قوم کی نشوونما کے لئے زہر قاتل کا درجہ دیا گیا ۔ جناب والا ! چاہئے تو یہ تھا کہ ہماری حکومت اور ہمارے وزیر خزانہ جنہوں نے اس بجٹ تقریر میں اس کے لئے بڑے خوش وعدے کئے تھے اس صوبے میں ایک اچھا خاصا ترقی پسند انقلاب برپا کرتے ۔ مگر ہوا کیا کہ اس صوبے کے عوام کے لئے 100 روپیہ سیر سے افیون کی قیمت بڑھا کر 200 روپیہ سیر کے حساب سے افیون خرید کی گئی ہے اور اس افیون کی خریداری کے لئے اس صوبے کے غریب عوام کو افیون بنانے کے لئے اور ان کی سوچ اور سمجھ کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے اور انہیں مدہوش کرنے کے لئے ہمیں کہا گیا ہے کہ 9 لاکھ 94 ہزار کی رقم منظور کریں ۔ جناب والا ! جو انقلاب ۔ جو ترقی ایک سال کے بعد ہمیں دکھائی دی اور حکومت کی جو کارکردگی ہمارے سامنے

ایک کے بعد آئی وہ یہ ہے جو آج اس ضمنی بجٹ کی صورت میں اس ایوان میں پیش کی گئی ہے۔

جناب والا ! اگر مغربی پاکستان کا حصہ الگ کرتے ہوئے ہم پنجاب کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو شائد اتنا بڑا ضمنی بجٹ کبھی اس ایوان میں پیش نہ کیا گیا ہو۔ جناب والا ! ضمنی بجٹ کا پیش کرنا لازمی نہیں ہوا کرتا بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ حکومت کی نا اہلی کا ثبوت ہوا کرتا ہے کیونکہ بجٹ بناتے وقت وہ صحیح نتیجے نہ لگا سکی۔ صحیح اندازے نہ لگا سکی اور وہ اپنے آپ کو منظور شدہ بجٹ کی حد تک قابو میں نہ رکھ سکی اور اس کی حدود میں رہتے ہوئے عوام کی خدمت نہ کر سکی۔ بلکہ ایک ضمنی بجٹ ایک بڑی خطیر رقم کو منظور کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ جناب والا ! اس ایوان میں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ہم صوبہ میں عدلیہ کے نظام کو بہتر بنائیں گے اور اس مقصد کے لئے ہم سے ایک خطیر رقم منظور کرائی گئی تھی اس کے باوجود اب ضمنی بجٹ کی صورت میں ہم سے عدلیہ کے لئے ایک خطیر رقم مانگی جا رہی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ خطیر رقم عدلیہ کے نظام کے بہتر بنانے کے لئے اس کی خرابیاں دور کرنے کے لئے رکھی گئی ہے لیکن جب اس کا ملا حظہ کیا تو معلوم ہوا کہ 1,7,59,290 روپے صرف کاروں کی خرید کے لئے مانگے جا رہے ہیں۔ کیا اس سے ہماری عدلیہ کی توسیع ہو جائے گی۔ کیا اس سے مقدمات کے فیصلے جلد ہو جائیں گے۔ کیا اس سے عدلیہ کی خرابیاں دور ہو جائیں گی اور اب بجائے اس کے اس قدر خطیر رقوم کو عدلیہ کے نئے بنچ قائم کرنے کے لئے یا اس کی خرابیاں دور کرنے کے لئے خرچ کی جا تین اس میں اور زیادہ عیاشی کی مراعات کے لئے ہم سے یہ خطیر رقم حاصل کی جا رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس کے ساتھ ساتھ میں اس حکومت کی ایک اور کارکردگی آپ کی خدمت میں پیش کر دوں کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی حکومت کے خلاف اتنے مقدمات دائر ہوئے ہوں کہ اسے ضمنی بجٹ میں ان کی پیروی کے لئے مزید رقم حاصل کرنی پڑے۔ اس سے زیادہ غلط فیصلوں کی اور نا اہلی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس ضمنی بجٹ میں 195,260 روپے کی رقم صرف ان مقدمات کی پیروی کے لئے رکھی گئی ہے اور جو رقم اس مقصد کے لئے

سالانہ بجٹ میں رکھی گئی تھی وہ پوری نہیں ہو سکی اور ان مقدمات سے نمٹنے کے لئے اس صوبہ کے غریب عوام سے مزید رقم مانگی جا رہی ہے -

جناب والا ! اس بجٹ میں جیلوں کے لئے بھی ایک خطیر رقم یعنی 42 لاکھ روپے سے زیادہ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے - ان جیلوں کے لئے جہاں نہ کوئی سہولتیں ہیں - نہ کوئی آسانیاں ہیں اور نہ ہی وہاں کوئی مہذب معاشرے کی کوئی شکل صورت ہے - ان جیلوں کے لئے مزید 42 لاکھ روپے مانگا جا رہا ہے - جناب والا ! شائد کسی صوبے کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا - آپ کسی بھی مہذب معاشرہ میں دیکھیں - اس کی تاریخ دیکھیں - ہاں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جو یہاں ہو رہا ہے -

اس ضمنی بجٹ میں ان رقوم کے علاوہ ایک بڑی رقم 2 کروڑ 82 لاکھ روپے کی یعنی تقریبا 3 کروڑ روپے کی رقم پولیس کے لئے مانگی جا رہی ہے اور یہ بھی کس مقصد کے لئے ؟ تا کہ پولیس زیادہ سے زیادہ عوام کو کچل سکے زیادہ سے زیادہ عوام کی آزادی سلب کو سکے اور اس صوبے کے غریب عوام کو زیادہ سے زیادہ ڈرا سکے - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس کارکردگی کی بنا پر اور کس خوشی کی بنا پر آپ پولیس پر اتنا زیادہ پیسہ خرچ کر رہے ہیں - غریب عوام کے کمائے ہوئے روپے کو آپ پولیس پر خرچ کر رہے ہیں جس کے متعلق پہلے ہی عوام کے تاثرات یہ ہیں کہ اس صوبے کو پولیس سٹیٹ بنایا جا چکا ہے کہ چاہئے تو یہ تھا آپ پہلے سے منظور شدہ رقوم میں سے بھی بچت کر کے دکھاتے تا کہ عوام کے یہ تاثرات ختم ہو سکتے - اس کے برعکس آپ 3 کروڑ روپے مزید پولیس پر خرچ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں -

جناب والا ! اس ضمنی بجٹ میں ہم سے تعلیم کے لئے بھی 49,00,4,220 روپے مانگے جا رہے ہیں - میں مانتا ہوں کہ ان رقومات میں کچھ ایسے حصے بھی ہوں گے جن کے جواز میں آپ یہ فرمائیں گے کہ انہیں ہم نے تنخواہوں میں اضافہ کرنے کے لئے مختص کیا ہے مگر میں نے دیکھا ہے کہ تنخواہوں میں اضافے کی رقومات بالکل برائے نام ہیں جن مقاصد کے لئے بجٹ ترتیب دئے جاتے ہیں - جن مقاصد کے لئے عوام سے روپیہ وصول کیا جاتا ہے - عوام پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں اور ان کی گاڑھے پسینے کی کمائی لی جاتی ہے وہ مقاصد پورے کرنا حکومت کا کام ہے - اگر آپ غور سے دیکھیں اور صوبے کا ایک

ایک فرد اور ایک ایک بچہ اس چیز کو تسلیم کر چکا ہے ۔ آپ تسلیم کریں یا نہ کریں کہ آپ کی تعلیمی پالیسی اس صوبے میں تعلیم کی تباہی اور بربادی کا موجب ثابت ہوئی ہے ۔ جو مکول اور تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لئے گئے ہیں اس سے اس صوبے کی عوام کے لئے ۔ اس صوبے کے بچوں کے لئے تعلیمی مصالب اور مسائل اور زیادہ ہو گئے ہیں لیکن ان مسائل کو حل نہیں کیا گیا ۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ آخر آپ کے پاس کیا جواز ہے کہ آپ عوام سے اتنی خطیر رقمیں مانگیں ۔ اور انہیں اس کا صلہ کوئی نہ دیں ۔ بلکہ اس کے مقابلے میں آپ انہیں مسائل اور پریشانیوں سے دو چار کریں ۔

جناب والا : مجھے انتہائی حیرانی ہوئی ہے کہ اس صوبے میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے نام سے ایک خطیر رقم مانگی گئی ہے ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے جس میں لاء اینڈ آرڈر بھی آیا کرتا ہے ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ نظم و نسق کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے کسی قسم کے اقدامات کیے جاتے اور ہم نے جب اس مد کو دیکھا کہ حکومت نے کیا اقدامات کیے ہوئے ہیں ۔ نظم و نسق کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات کرنا چاہتی ہے ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن میں کس لئے رقم مانگی ہے جس کا بہت بڑا جزلاء اینڈ آرڈر ہی ہوا کرتا ہے تو ہمیں دیکھ کر انتہائی ندامت ہوئی کہ آخر منظوری تو ہم نے دینی ہے ۔ یہ بجٹ ہمارے پاس ہی آیا ہے ۔ ہم نے ہی اس پر مہر ثبت کرنی ہے ۔ بجائے اس کے ایڈمنسٹریشن کو بہتر بنانے کے لئے کوئی تجاویز رکھی جاتیں اور ان کے لئے غریب عوام سے سرمایہ مانگا بھی گیا تو کیا ؟ ہم نے جناب گورنر کے لئے ایک کار ایک لاکھ ستر ہزار کی خرید کرنی ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہر نئے گورنر کے لئے نئی کار کس کتاب میں لکھا ہے ۔ کس آئین میں لکھا ہے ۔ کس جگہ پر موجود ہے ؟ کہاں گئی ہیں آپ کی کاریں ؟ ہم نے تو نہیں دیکھا کہ کوئی گورنر پہلے پیدل چل رہا ہو اور اس کے پاس کار نہ ہو ۔ اچھی کار نہ ہو ۔ بڑی کار نہ ہو ۔ جب بھی نیا بجٹ آئے ۔ جب بھی نیا گورنر آئے ۔ نئی کار ایک لاکھ ستر ہزار روپے کی آئے ؟ جنرل ایڈمنسٹریشن ۔ جس کا براہ راست عوام سے متعلق ہوتا ہے ۔ اس کا مذاق میں ذرا آپ کو پیش کر رہا ہوں تا کہ حکومت اور عوام سمجھ سکیں کہ ہماری حکومت عوامی سرمایہ کس طرح ضائع کر رہی ہے ۔ اس کی ایک مد یہ ہے کہ جناب چیف منسٹر کے دفتر کے لئے 6 لاکھ 33 ہزار 7 سو روپے کی ملازمین

کی ایزادی کی گئی ہے ۔ ملازمین کی فوج ظفر موج ۔ قریباً سات لاکھ کی نئی بھرتی کی گئی چیف منسٹر صاحب کے لئے ۔ میں مانتا ہوں کہ ایزادی موجودہ چیف منسٹر کے وقت کی نہیں ہو گی ۔ بلکہ سابق چیف منسٹر کے وقت کی ہوگی جنھوں نے اکتوبر میں چارج سنبھالا تھا اور اپنی ایک فوج ظفر موج اپنے ساتھ لائے تھے۔ بلکہ اس میں اضافہ بھی کیا تھا ۔ مگر موجودہ چیف منسٹر صاحب کم از کم یہ تو کر سکتے تھے کہ جب وہ تشریف لائے تو اس ظفر موج کو ختم کر دیتے اور عوام پر یہ بوجھ تو کم ہوتا ۔ انھوں نے ہی برقرار رکھا ۔ بلکہ انھوں نے تو اس حد تک کمال کیا ہے کہ پہلے ایڈوائزر کے دفاتر ان کی رہائش گاہوں پہ ہوا کرتے تھے ۔ اب آنریری ایڈوائزروں کے جن کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے ۔ سیکرٹریٹ میں باقاعدہ دفاتر ہیں ۔ ٹیلیفون ۔ چپراس اور عملے دیے گئے ہیں ۔ یہ ہے آپ کی کارکردگی ۔ یہ ہے آپ کا عوامی سرمایے کا استعمال ۔ اس کے لئے کتنی رقم مانگی گئی ہے ؟ سات لاکھ ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سا اضافہ ہوا ہے پنجاب میں جو معراج خالد کے وقت میں نہ تھا اور جناب مصطفیٰ کھر یا جناب راجے کے وقت میں اس کی حدود بڑھ گئیں ۔ کام بڑھ گیا ہے ؟ آئیں وہی ہے ۔ عہدہ وہی ہے ۔ صوبہ وہی ہے ۔ ایوان وہی ہے ۔ کس چیز کے لئے یہ اضافہ ہوا ہے ؟ جب کہ ایک چیف منسٹر پہلے روایت قائم کر چکے ہیں ۔ اس کے وقت کا عملہ موجود ہے ۔ اگر اس درمیان میں چیف منسٹر آئے ۔ انھوں نے غلط بھرتی کی ۔ غلط قسم کا عملہ رکھا ۔ غلط قسم کی روایات قائم کیں تو کیا جب بھی کوئی غلط روایت اس صوبے میں قائم ہو جائے ۔ اس کا باقی رکھنا ہر چیف منسٹر کے لئے ضروری ہے ؟ ہمیں نہایت خجالت ؟ ہوتی ہے ۔ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ ہم غریب وزیر خزانہ ۔ غریب چیف منسٹر ۔ عوامی حکومت ۔ مزدوروں کی حکومت ۔ کسانوں کی حکومت اور کار نمایاں یہ کہ دو دو لاکھ کی کاریں سات سات لاکھ کا مزید عملہ ۔ سے بھی سات لاکھ کا مزید عملہ ۔ جناب والا ! ہمارے لئے یہ بہر حال انتہائی شرم کا موجب ہوگا ۔ یا تو پہلے عوامیت کے دعوے نہ کریں ورنہ عوامی بن کر دکھائیں ۔ سفر کریں تو بڑی بڑی کاروں میں ۔ رہیں تو بڑے بڑے بنگلوں میں ۔ سہولتیں ہم وہ لیں جو یورپ کے بڑے بڑے لارڈز اور کنگز لیں اور پھر کہیں کہ ہم سوشلسٹ ہیں ۔ ہم عوامی ہیں ۔ ہم غریب کسانوں اور

غریب صوبے کے نمائندے ہیں - یہ کسی بھی حالت میں زیب نہیں دیتا - ہمیں اس میں ترمیم کرنی ہوگی -

جناب والا ! ایک اور مد دیکھ کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی ہے - اس صوبے کے غریب عوام کو حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے لئے ستائیس ہزار روپے کا مزید بندوبست کرو - کسی چیز کے لیے ؟ ہم نے جناب وزیر ٹرانسپورٹ کی کوٹھی کے فرنیچر پر بیس ہزار روپیہ خرچ کرنا ہے - پہلی دفعہ یہ حکومت قائم نہیں ہو رہی - پہلی دفعہ یہ بجٹ نہیں آ رہا - یہ تو سپلیمنٹری بجٹ ہے اور کیفیت یہ ہے کہ جس وقت پہلی گورنمنٹ کے پاس کوٹھیاں تھیں - ان کے بارہ وزیر تھے - ان کے لئے ہم سے بیس بیس ہزار روپے فی وزیر وصول کیے گئے - وہ سامان کہاں گیا ؟ کہیں یہ روایت تو نہیں چل پڑی کہ وزیر جائے تو وہ سامان بھی ساتھ لے جائے - پہلے بارہ وزیروں کا خرچ ہم ادا کر چکے ہیں - اب تو دس وزیر ہیں - بیس ہزار روپے کا نیا خرچ کس وزیر کی کوٹھی کے لئے دیا گیا ہے - - - -

**وزیر زراعت** : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن - جناب والا - - - -

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : Sir, it is not a good precedent, Speeches are made and every member has a right to answer that, Point of personal explanation cannot be taken up like a point of order,

**مسٹر ڈپٹی سپیکر** : حاجی صاحب نے تو وزیر ٹرانسپورٹ کا ذکر کیا ہے -

**وزیر زراعت** : اس کی وجہ یہ ہے کہ میں پہلی دفعہ - - - - -

**مسٹر ڈپٹی سپیکر** : آپ یوں کریں کہ اس کا جواب بعد میں آپ اپنی تقریر میں دیں -

**حافظ علی اسد اللہ** : * * * * *

* * * * * * * *

---

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا -

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** * * * * *

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** * * * * *

**وزیر ٹرانسپورٹ :** * * * *

* * * * * * * *

* * * * * * * *

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** میں اس پر یہ کرتا ہوں کہ جو تلخی حافظ صاحب اور جناب میاں محمد افضل وٹو کے درمیان ہوئی ہے اور دونوں طرف سے جو الفاظ آئے ہیں پہلے تو میں نے انہیں حذف کرا دیا تھا اس کے بعد پھر مزید بحث ہوئی ہے تو میں تمام اس کارروائی کو آج حذف کئے دیتا ہوں ۔

**وزیر ٹرانسپورٹ :** نہیں جناب والا ! چونکہ اب قائد ایوان اس ایوان میں تشریف لا چکے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بات کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو یا فیصلہ کیا جائے کیونکہ میں کبھی بھی کسی بھی کابینہ میں اپنی مرضی سے یا کسی کوشش سے نہیں آیا ہوں اور اگر اسی طرح سے اس ایوان میں مجھے ذلیل کرنا ہے تو میں قائد ایوان سے یہ گذارش کروں گا کہ اس کا فیصلہ کریں ۔ اگر مجھے کابینہ میں نہیں رکھنا تو میں کابینہ سے استعفیٰ دینے کے لئے تیار ہوں لیکن اس طرح سے میری بے عزتی ہو میں اور برداشت نہیں کر سکتا ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : Sir, this a party affair and it will not be allowed to be discussed here,

**Mr. Deputy Speaker** : This is a party affair and I would not allow it to be discussed here,

---

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

**وزیر ٹرانسپورٹ :** جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ وہ کارروائی حذف ہونی چاہئے اور مکمل طور پر حذف ہونی چاہئے ۔

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** وہ میں نے کر دی ہے ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ :** پوائنٹ آف آرڈر ! سر جہاں تک پارٹی بازی کا تعلق ہے ہمیں حق نہیں کہ ہم مداخلت کریں اور پارٹی بازی کریں ۔

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** اب اس کو نہ چھیڑیں اس کو ختم کریں ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ :** لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ جو وزیر بھی گڑبڑ کرے گا ہم اس کا اسمبلی کے اندر بھی محاسبہ کریں گے اور اسمبلی کے باہر بھی محاسبہ کریں گے ۔ جمہوریت ہماری پارٹی کے منشور میں ہے اور ہر رکن اسمبلی کا حق ہے کہ وہ وزرا کے خلاف ایسے پوائنٹ آف آرڈر پیش کرے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**Mr. Deputy Speaker :** This is no point of order,

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ! موجودہ بجٹ میں سیلاب کے بارے میں دو قسم کی عنایت پیش کی گئی ہے ایک مد تو ریلیف کی رکھی گئی ہے جس کا نام تر تعلق اس صوبے کے سیلاب سے ہے جو اس سلسلے میں دی گئی ہے اور آپ سن کر حیران ہوں گے کہ وہ سیلاب کی مد جس کا جواز اس صوبے میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے سلسلہ میں یہ لکھا گیا ہے کہ اس صوبے کے 19 ضلعوں میں سے 17 ضلعے سیلاب کی زد میں آئے اس مد میں ایک کروڑ 76 لاکھ 32 ہزار روپے کی رقم relief measures کے لئے رکھی گئی ہے اور عام تاثر یہ دیا گیا کہ شاید یہ روپیہ عوام پر خرچ ہوا ہے جب اس کا بغور جائزہ لیا گیا اور بغور اس کا مطالعہ جناب والا کیا گیا تو اس مد میں عوام کے حصے جس شکل میں آئے وہ ہر شخص جانتا ہے ۔ میں بھی جانتا ہوں ۔ آپ بھی جانتے ہیں ۔ ایک کروڑ 76 لاکھ روپیہ صرف عوام کو تقسیم ہوا اور باقی ایک کروڑ 13 لاکھ روپیہ کا عوام سے کوئی تعلق نہیں تھا اور عوام کو کچھ نہیں ملا ۔ عوام کو کچھ ملا تو کیا ملا عوام کو جناب والا !

از راہ عنایت خسروانہ از راہ مہربانی چند کروڑ روپے کے قرضے ان کو فراہم کئے گئے تاکہ وہ وہ قوم جو پہلے بھی indirect قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے - جس کا بچہ بچہ پہلے ہی بدیشی قرضوں کے بوجھ تلے بھی دبا ہوا ہے اب اس کو دیشی قرضوں کے بوجھ تلے بھی دبائیں تاکہ ان کی کوئی چیز اپنی نہ رہے - وہ کسی چیز کا مطالبہ نہ کر سکیں - ان کا حق اس صوبے میں باقی نہ رہے اور ان کا ایک ایک بال تک حکومت کے پاس اور بیرونی حکومتوں کے پاس گروی ہو کر رہ جائے - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ قرضے جن کو آپ اپنی مہربانی بتاتے ہیں جن کو اپنی عنایت اس صوبے کے عوام پر بتاتے ہیں کیا یہ ہمارے نہیں - یہ عوام نے چندے نہیں دیئے - یہ خیرات کے طور پر نہیں دیئے گئے ؟ آپ نے کچھ ایسے رستے اس صوبے میں کھول دیئے ہیں کہ آئندہ خدا نخواستہ ثم خدابخواستہ اگر کبھی کوئی آفت اس صوبے میں آ جائے - - - -

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** حاجی صاحب آپ کا وقت تو میرے خیال میں ختم ہو چکا ہے -

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ! وقت تو میرا سب انہوں نے لے لیا ہے میں تو خاموش بیٹھا رہا ہوں -

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** میں نے چیک کیا ہے -

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جتنا وقت جناب والا ان صاحبان کی مہربانی پر صرف ہوا ہے - - - -

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** حاجی صاحب 12 منٹ آپ صرف کر چکے ہیں - تین منٹ سپیکر صاحب آپ کے لئے علیحدہ دے گئے تھے وہ آپ صرف کر چکے ہیں -

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** ٹیپ چلوا لیں اور دیکھ لیں کہ اس میں سے میں نے 9 منٹ بھی ابھی نہیں لئے - ویسے تو ہم نے گزارش کی تھی کہ ہم میں سے صرف پانچ ممبر بولیں گے - اس لئے سپیکر صاحب نے بھی فرمایا تھا - - - -

**مسٹر ڈپٹی سپیکر** : آپ تھوڑا سا summarise کر لیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** : میں بڑی جلدی ختم کرنے کوشش کرتا ہوں جناب والا ! خدارا یہ بے اعتمادی کی فضا اس صوبے میں بند کریں اور وہ قرضے جن کی تقسیم پہلے ہی آپ جانتے ہیں کہ اس صوبے کے عوام میں کس طرح ہوئی ہے آپ کو اگر علم نہیں تو جائیے دیہاتوں میں جا کر دیکھئیے ۔ گاؤں میں جا کر دیکھئے ۔ غریب لوگوں کو جا کر دیکھئیے کہ جس غریب کی جھونپڑی بھی ہے اس غریب کو قرضہ مل سکا ہے ؟ آپ نے کوئی قرضہ نہیں دیا ۔ آپ کہتے ہیں کہ قرضے دئیے گئے ہیں ۔ اگر دئیے گئے ہیں تو وہ بھی بڑے آدمیوں کو ملے ہیں ۔ وہ بھی لینڈ لارڈز کو ملے ہیں جو اپنی زمینیں گروی رکھ سکتے تھے ۔ وہ بیچارہ جس کا تمام تر اثاثہ ایک کچا کوٹھا تھا جس کا تمام تر اثاثہ دو بیل اور اس کے بیوی بچے اور ایک کچا مکان تھا اس کو آپ نے کیا دیا ہے ؟ اس کے پاس زمین نہیں ہے ۔ اس کا جرم یہ ہے کہ وہ کسی زمین کا مالک نہیں ہے ۔ وہ کس جائیداد کا مالک نہیں ہے جسے وہ رہن رکھ سکے اور یہ جو دیا گیا ہے اور پیسہ جو آپ کو ملا ہے آپ کا وزیر اعظم فنڈ کھلا تھا یہ چندہ تھا جو آپ کو امداد اور گرانٹ کی شکل میں اس صوبے کے عوام اور باہر سے ملا ہے یہ انہیں غریب لوگوں کے لئے تھا اور اس میں بالخصوص زیادہ حصہ جناب والا ! اور زیادہ رقومات جو وصول ہوئی ہیں وہ ضلع رحیم یار خان کی تباہی کے پیش نظر ہوئی ہیں ۔ آپ جا کر دیکھیں کہ ضلع رحیم یار خان میں یہ گرانٹ کن لوگوں کو ملی ہے ۔ کیا غریبوں کو پیسہ ملا ہے ۔ انہیں مکانوں کے لئے کتنا پیسہ آپ نے دیا ہے اور قرضے کس حالت میں تقسیم ہوئے ہیں ۔ اس کا موازنہ آپ جا کر کریں ۔ پہلے دیکھیں اور پھر اس کے بعد آ کر دیکھیں کہ آپ اپنے کو جائز سمجھتے ہیں ۔ حق دار سمجھتے ہیں کہ آپ عوام سے مزید اتنا روپیہ لے لیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ جناب والا ! اس صوبے کی معیشت تباہ ہو چکی ہے لوگوں کی سیلاب کی وجہ سے قطعی طور معیشت نیست و نابود ہو چکی ہے ۔ حکومت کو چاہیئے تھا کہ ان کی فلاح کے لئے بہتری کے لئے کچھ کرتی ۔ آج تک کچھ نہیں کیا اور جو کچھ کیا ہے اس کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا ۔ عوام نے اس سے کوئی استفادہ نہیں کیا اور استفادہ پھر بھی ان لوگوں

نے کیا ہے جو اس کے حق دار نہیں تھے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ واقعی صحیح معنوں میں چاہتے ہیں کہ غریب عوام کی خدمت ہو تو ان تمام تر قرضوں کو امداد میں بدل دیں ۔ یہ قرضہ نہیں تھا یہ خیرات تھی ۔ امداد تھی اس کے لئے بے شک شرط لگا دیں کہ بڑے آدمی کو جو قرضہ ملا ہے ۔ بڑے زمیندار کو جو قرضہ ملا ہے وہ بدستور قرضہ رہے گا البتہ جو غریب لوگ ہیں ۔ جو کسان ہیں ۔ مزدور ہیں ۔ غریب آدمی ہیں ۔ ان کو جو قرضہ ملا ہے وہ فوری طور پر امداد میں بدل دینا چاہیے تاکہ ان پر یہ بوجھ جس نے ان کی نیندیں حرام کر دی ہیں اور وہ جس بوجھ کے تلے دبے ہوئے ہیں اس سے نجات حاصل کر سکیں اور آپ کی عوامیت کا اظہار ہو سکے ۔

جناب والا ! چونکہ وقت بہت کم ہے موضوع بہت لمبا ہے اور بجٹ اتنا بڑا ہے کہ آج تک ضمنی بجٹ اتنا بڑا کبھی پیش نہیں کیا گیا ۔ میں مختصراً عرض کروں گا کہ اس وقت یہ صوبہ صوبہ پنجاب ایک آگ میں جل رہا ہے ۔ ہر مسلمان کا دل جناب والا خون کے آنسو رو رہا ہے کہ آخر حکومت کس وقت کا انتظار کر رہی ہے ۔ حکومت کیا چاہتی ہے کس قسم کی مزید قربانیاں عوام سے چاہتی ہے تب وہ جا کر اس قادیانی اور مرزائی فرقے کو اقلیت قرار دے گی ۔ ان کا ایک جائز مذہبی مطالبہ مانے گی ۔ وہ دھمکیاں تو دیتے ہیں ۔ وہ اس چیز کا اظہار تو کرتے ہوئے کہ اگر کسی نے بھی قانونی دائرے کے اندر رہتے ہوئے بڑتالیں کیں اور اپنے جذبات کا اظہار کیا تو حکومت کو نمٹنا آتا ہے ۔ اب اس کا حل جو انہوں نے سوچا ہے مجھے بتائیں کس سوچ میں آپ پڑ گئے ہیں کون سی سوچ درکار ہے کون سا مذہب اس کے آڑے آیا ہوا ہے ۔ کون سا قانون اس کے آڑے آیا ہوا ہے ۔ امت مسلمہ تمام عالم اسلام اس امر پر متفق و متحد ہے کہ اس قادیانی فرقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے ۔ کیا اس کے باوجود آپ سوچ میں پڑ کر اس صوبے میں معیشت کو مزید تباہ کریں گئے اس صوبے کے امن عامہ کو مزید تباہ کریں گئے ؟ میں استدعا کروں گا کہ آپ فوری طور پر مرکزی حکومت سے سفارش کریں کہ وہ

اس صوبے کے لا اینڈ آرڈر کو قرار رکھنے کے لئے - اس صوبے کے مسلمانوں کے صحیح اور مذہبی جذبات کی تکمیل کرنے کے لئے اس فرقے کو فوری طور پر اقلیت قرار دے تاکہ ہم کہہ سکیں کہ ہم مسلمان ہیں - ہم اپنے آئین پر عمل پیرا ہیں اور ہم دین اور دنیا میں سرخ رو ہو سکیں شکریہ -

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** مسٹر عبدالقیوم بٹ -

**مسٹر عبدالقیوم بٹ :** (راولپنڈی) جناب سپیکر ! یہ جو ضمنی بجٹ پیش ہو رہا ہے جس کی مالیت ایک سو بائیس کروڑ بتالیس لاکھ اکاون ہزار اور نو سو بیس ہے ! اس میں additional اخراجات کی ضرورت تھی - یہ بجٹ پیش کیا گیا میں چاہونگا کہ یہ جو اس سال کی ہماری حکومت کی کار کردگی ہے اس پر ذرا روشنی ڈالوں -

جناب والا ! سب سے پہلے میں محکمہ خوراک لیتا ہوں خوراک کے لئے اس ضمنی بجٹ میں 32 کروڑ 27 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور چینی کے لئے 27 کروڑ 25 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں - جناب والا ! اس طرح ہم اس رقم سے خوارہ زیادہ کیونکہ نہ ہم خرچ کر دیں انصاف نہیں ہوگا سال میں کیا ہمارے غریب لوگ جو دور دراز دیہاتی علاقوں میں بستے تھے ان کا خوراک کا مسئلہ حل ہوا یا نہیں ہوا میں اس کے متعلق اگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج کا دیہاتی وہ آج سے پہلے کا دیہاتی نہیں ہے آج کا دیہاتی سیاسی طور پر باشعور ہے آج کا دیہاتی پوچھتا ہے کہ شہروں میں چینی اور آٹے کا کوٹہ زیادہ کیوں رکھا گیا ہے اور دیہاتوں میں کم کیوں ہے ؟ ہمارا سر شرمندگی سے پہنچا جاتا ہے کہ پیداوار کی دیہاتی کرے اور بھوکا مرے بھی تو دیہاتی -

جناب والا ! دور دراز کے علاقوں میں دیہاتوں کو چینی دو چھٹانک فی کس کے حساب سے ملتی تھی اور جب کہ شہروں میں ایک سیر فی کس سے ہماری حکومت نے بڑی مہربانی کر کے اس کو دو چھٹانک سے چار چھٹانک کر دیا ہے لیکن یہ بھی بہت کم ہے آخر کار اتنا اختلاف کیوں رکھا جائے ؟ پیپلز پارٹی کی حکومت ایک ہے شہری اور دیہاتی

غریب لوگ ایک جیسے ہیں ان کا living سٹنڈرڈ ایک جیسا ہے ان دونوں کی سہولتوں میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے دو مثالیں یاد ہیں ایک بار ایک ہمارے کارکن کی ماں فوت ہو گئی اور اس کی لاش اس کے گھر میں پڑی تھی اور وہ بیچارہ بھاگتا گیا تھا آیا اس کارکن کو گھی نہیں دلا سکا اگر یہ حال کارکنوں کا ہے تو ایک عام آدمی کا کیا حال ہے ہوگا؟ اور وہ کتنا پریشان ہوتا ہوگا کیونکہ یہی حال چینی کا ہے۔ جب گندم کھیتوں میں پڑی تھی اس وقت بھی لوگ زبردست پریشان تھے کیونکہ غریب لوگوں سے گندم زبردستی لی گئی تھی مگر بڑے زمینداروں نے گندم حکومت کو فروخت نہیں کی تھی۔ اب گھی آٹا اور گندم گورنمنٹ کی تحویل میں ہے تو پہلے تو ہم شکوہ کرتے تھے کہ سرمایہداروں کے قبضہ میں ہے۔ اس لئے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے تو آج اگر غریب لوگ دور دارز علاقوں میں راشن کے بارے پریشان ہیں تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ یقیناً ہماری حکومت اس بات کی ذمہ دار ہے۔

اس سلسلہ میں میری یہ گذارش ہے کہ انتظامیہ کو جتنا بھی ہوسکے tight کیا جائے۔ کیا ہماری حکومت کو اس سلسلہ میں نا کام کرنے میں اور غریبوں کو پریشان کرنے میں انتظامیہ کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے اگر صحیح طریقہ سے گندم گھی اور چینی حاصل کی جائے اور تقسیم کی جائے تو شاید معاشرہ میں غریب اتنا پریشان نہ ہوتا۔

جناب والا! اس سلسلہ میں میری دوسری رائے یہ ہے کہ جب ہم پچیس روپے من گندم زمینداروں سے خریدتے ہیں اور بائیس تئیس روپے آگے فروخت کرتے ہیں۔ بے شک آپ گندم زمینداروں سے پچیس روپے سے زیادہ کے حساب سے خریدیں کوئی بات نہیں ہے۔ حکومت کو کچھ مالی نقصان ہوگا یہ خطرہ بے شک مول لیں مگر راشن مہنگا دینے کے خطرناک نتائج والا خطرہ مول نہ لیں۔ گندم کی 15 یا بیس روپے سے زیادہ قیمت نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ آپ کو بالکل ہی نہیں بتاتے کہ غریب انسان اس مہنگائی کے دور میں کس طرح گزارہ کر رہا ہے اور اگر ہم روٹی والا مسئلہ حل کر لیں۔ آج کل کی طرح یہ تو نہیں ہوگا کہ

فلاں جگہ کوئی آدمی فاقہ کشی سے مر گیا یا فلاں جگہ کوئی آدمی بھوکا مر رہا تھا اس نے خود کشی suicide کر لی ہے تو اس سلسلہ میں میری یہ گذارش ہے کہ بے شک قیمت خرید گورنمنٹ بڑھا دے لیکن subsidy کر کے رعائتی داموں پر عوام کو راشن دیا جائے اور چینی اور آٹا کا کوآٹا بھی شہروں کے برابر کیا جائے۔

دوسری جناب والا ! میں محکمہ تعلیم کو بات لیتا ہوں تعلیم کے مد میں ہم نے اضافی رقم کے لئے پانچ کروڑ اور پچپن لاکھ روپے کا مطالبہ کیا ہے اور اس پانچ کروڑ میں عوامی حکومت نے جسے کہا جاتا ہے کہ تعلیمی میدان میں بہت کچھ کیا ہے اور تعلیم میٹرک تک مفت کر دی ہے اور فلاں بات کر دی ہے۔ لیکن میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طریقہ سے تعلیم مفت کرنے سے معاشرے میں انصاف ہو سکے گا۔ معاشرے میں ہماری commitment عوام کے ساتھ یہ ہے کہ ہر ایک کو انصاف اس کے گھر میں ملے گا۔ اس میدان میں اگر ہم نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ داخلوں کے معاملے میں تقرریوں کے معاملے میں ہر طرح کی کورپشن نظر آتی ہے جب آپ کسی ایک کو پکڑا دیتے ہیں۔ وزیر تعلیم صاحب نے فوراً تین کلرکوں کو معطل کر دیا تھا لیکن حالات اوہی کے وہی ہیں آپ اگر بی۔ اے تک تعلیم مفت کر کے معاشرہ میں انصاف کی توقع کریں تو پھر بھی انصاف حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے کہ ہم نے ایک طبقہ کی بالا دستی کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ آج بھی وہی دو طبقوں کے لئے علیحدہ سکول ہیں غریب آدمیوں کے لئے سکول علیحدہ ہیں اور امیروں کے لئے علیحدہ سکول ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ معاشرے میں مساوات پیدا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس ملک میں ایک طریقہ تعلیم نافذ کر کے اپنے وعدوں کو پورا کیا جائے۔ اگر ایک طریقہ تعلیم ہوگا اور دیگر سہولتیں برابر ہوں گی تو اس سے پتا چلے گا کہ لائق کون ہے اور نالائق کون ہے۔ یہ باتیں جب کہی جاتی ہیں کہ ایچی سن کالج میں غریب لوگوں کو داخلہ ملتا ہے میں آپ کو قسم سے کہتا ہوں کہ دیہاتی سکول کا پڑھا ہوا ایک بچہ بھی وہاں داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ بنیادی طور پر اس کلاس کو مراعات علیحدہ ملتی ہیں اور غریب کلاس جو کہ دوسرا طبقہ ہے اس کو کھلانا ہے اس لئے صرف یہ مفت تعلیم کرنے سے معاملہ حل نہیں ہوگا۔

معاشرے میں انصاف نہیں ہو سکے گا تو میرا اپنی حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ اس سلسلہ میں ہم بہتر طریقہ سے سرخرو ہو سکتے ہیں کہ اس ملک میں ایک طریقہ تعلیم رائج ہو۔ داؤد سہگل اور محمد علی چار اور خانو مستری کا بیٹا ایک جگہ بیٹھ کر تعلیم حاصل کرے تو پھر پتا چلے گا کہ لائق کون ہے اور نالائق کون ہے۔ صحیح انصاف ہوگا معاشرہ ترقی کرے گا اور ہمارا ملک خوشحال ہوگا۔

جناب والا! اس کے بعد میں پولیس کی مد کو لیتا ہوں پولیس کسی لحاظ سے بھی پہلے کی نسبت ٹھیک نہیں ہوئی ہے۔ پولیس وہی کی وہی ہے رشوت کے نرخ بڑھ گئے ہیں۔ اسے کنٹرول کرنے کے لئے واضح طور پر ایک لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا یہ بات ہم سننے کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں کہ ہم اس بات کی کوشش کر رہے ہیں اور میری رائے میں صرف پولیس ہی نہیں بلکہ تمام کے تمام محکمے کورپشن سے بھرپور ہیں اس کے لئے میں یہ رائے پیش کرتا ہوں اور میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ اگر سیکشن کا افسر کورپٹ نہ ہو تو نچلے کا عملہ کورپشن نہیں کر سکتا اور حال یہ ہے کہ ایک کورپٹ آدمی کا تعلق چلتے۔ چلتے۔ چلتے۔ چلتے بڑی دور تک چلا جاتا ہے اور کوئی بھی اس کورپٹ آدمی کو چھو نہیں سکتا۔ کیونکہ بدعنوان آفیسر انہیں تحفظ دیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب کسی سیکشن کے عملہ سے کوئی کورپشن کرتا پکڑا جائے تو اس کے ساتھ سیکشن آفیسر کو برابر کا مجرم ٹھہرایا جائے۔ دیانتدار لوگ اس معاشرہ میں ملازمتوں میں کچلے جا رہے ہیں۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ ایسا سلسلہ رائج کیا جائے کہ صرف اور صرف دیانتدار لوگ آگے لائے جائیں اور بد دیانت لوگوں کو ملازمتوں سے نکالا جائے۔

ایک اور گذارش ہے کہ اس ملک کی گزیٹڈ کلاس کی ڈائریکٹ بھرتی بند کر دی جائے۔ اس لئے کہ ڈائریکٹ بھرتی میں وہ سفارشوں پر لئے جاتے ہیں وہ دولت کے بل بوتے پر اور وہ اپنے طبقہ کی بدولت آتے ہیں اور وہ اوپر سے آ کر سیدھے مسلط ہو جاتے ہیں جن کو انتظامی امور کا کوئی پتا

نہیں ہوتا ۔ جن کو ٹیکنیکل کام کا کوئی پتہ نہیں ہے فرض کریں کہ آپ ایک بی ۔ ایس سی انجینئر کو ڈائریکٹ بھرتی کرتے ہیں تو انجینئر کا کام تو عملی طور پر کوئی ڈیزائن کرنا ہے لیکن ہمارا ہے اس ملک میں گزیٹڈ کلاس صرف دستخط مشین بن کر رہ گئی ہے ۔ کام کرنے والے تو نچلے طبقے کے لوگ ہوتے ہیں تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ڈائریکٹ entry کو بند کر دیا جائے اور سروسز سے جو ٹھیک لوگ ہیں جو دیانتدار لوگ ہیں جن کی شہرت اچھی ہے ان کو اوپر لایا جائے تو وہ یقیناً بہتر افسر ہوں گے با نسبت اس کے کہ امرا و وزراء کے رشتہ دار سفارشی ٹٹو بھرتی کر لئے جائیں جن کو سوائے دستخط کرنے کے عملی کوئی تجربہ نہ ہو اور کام کئے بغیر ہزاروں روپے تنخواہیں لے کر قومی خزانے پر بوجھ بنیں ۔ جن کا ریکارڈ اچھا ہو ان افسروں کو اوپر لایا جائے ۔ اور براہ راست اوپر سے جو امپورٹ کیے جاتے ہیں یہ سلسلہ ختم کیا جائے ۔ اس سے کرپشن ختم ہوگی اور ہماری عزت بھی بڑھے گی ۔ محکمہ کے لوگ جو ایماندار ہیں وہ اور زیادہ محنت سے کام کریں گے اور اس سے حالات بہتر ہونگے ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں آج بھی بتا دوں کہ میں راشی پولیس آفسیروں کا دشمن ہوں کیوں کہ میں بد عنوان پولیس کا ساتھی نہیں ہو سکتا ۔ لیکن آپ یہ بات سن کر حیران ہوں گے کہ پولیس کی بیرکوں میں آج بھی پنکھے نہیں ہیں ٹیلیفون کا کوئی بندوبست نہیں ہے اگر آپ ان سے اچھی کارکردگی کی توقعات رکھتے ہیں تو انہیں سہولتیں بھی دینا ہوں گی اور مراعات کے ساتھ آپ اپنے ڈنڈے کو بھی مضبوط کر سکتے ہیں ۔ اس کے ساتھ میری ایک اور گزارش یہ ہے کہ باقی ملکوں میں پولیس کے محکمہ میں ذہین اور نہایت پڑھے لکھے لوگ جاتے ہیں لیکن ہمارے ملک میں جو کوئی کسی محکمہ میں بھرتی نہیں ہوتا اسے پولیس میں بھرتی کر لیا جاتا ہے چلو طلبا کو ڈنڈے مارے گا ۔ جب تک پولیس فورس میں اچھے لوگ نہیں ہوں گے اس وقت تک اس ملک کی پولیس اچھی نہیں ہو سکتی اور لا اینڈ آرڈر کی حالت اچھی نہیں ہو سکتی پولیس والے حکومت کے اچھے معاون ثابت نہیں ہو سکتے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں تعمیراتی مد کو لیتا ہوں اس میں میں اپنے علاقہ کی ایک تفصیل بتاتا ہوں ۔ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کو آپ 80 ہزار روپے دے دیں اس سے تین کمرے بنیں گے ۔ لیکن ہم نے 12 ہزار روپے میں تین کمرے بنائے ۔ جناب والا ! میری تحصیل میں جو سڑکیں کاغذوں میں دکھائی گئی ہیں کہ کالج کی بلڈنگ بن رہی ہے ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں یہ ابھی بالکل شروع نہیں ہوئی اس طرح ہائی سکول کی بلڈنگ بھی ابھی شروع نہیں ہوئی ۔ تو میں پوچھتا ہوں جو شروع بھی نہیں ہوئی وہ کب مکمل ہوں گی ۔

اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ ہماری حکومت نے پہلے سے زیادہ خدمت کی ہے ۔ اور عوام کو پہلے سے زیادہ شعور دیا ہے ۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حکومت کے خلاف مقدمات کی تعداد بڑھ گئی ہے ۔ جناب والا ! میں عرض کروں گا جمہوریت میں ایسا ہوتا ہے لوگوں میں شعور پہلے سے بڑھ گیا ہے ۔ کیوں نا کوئی شہری حکومت کے خلاف مقدمہ کرے ہر شہری کو حق حاصل ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی جناب والا میں اپنی تقریر اسی پر ختم کرتا ہوں اور حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ جو مطالبات میں نے پیش کیے ہیں ان کا خاص طور سے خیال رکھا جائے ۔ اور زبانی جمع خرچ سے کام نہ لیا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**میاں منظور احمد موہل** (بہاولنگر 2) : جناب والا ! آج ضمنی بجٹ جو زیر بحث ہے 74-1973 سے متعلق ہے جناب والا ! یہاں یہ بات بڑی زور و شور سے کہی گئی ہے اور خاص طور سے میرے محترم دوست حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے بڑی بلند آواز سے کہی ہے کہ یہ ضمنی بجٹ بڑا بجٹ ہے ۔ جناب والا ! موجودہ حکومت عوامی حکومت ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ جس چیز کو مناسب سمجھے اور ضروری سمجھے عوام کی خاطر یا عوام کی ضروریات کی خاطر عوام کی تکالیف کو مد نظر رکھتے ہوئے جو کام کرنا ہو تو کسی قسم کی پس و پیش نہیں ہو سکتی ۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری عوامی حکومت نے 42 مطالبات زر پیش کئے ہیں اور جن سے 122 کروڑ 920 لاکھ 51 ہزار روپے کی رقم اس ضمنی بجٹ میں برائے منظوری پیش کی گئی ہے ۔ جناب والا !

یہ اس ہاؤس کو کریڈیٹ جاتا ہے کیونکہ عوامی حکومت نے کنجوسی سے کام نہیں لیا بلکہ فراخدلی سے جن ضروریات کو اس نے ضروری سمجھا ۔ انہیں ضمنی بجٹ کی صورت میں پیش کر دیا ۔ جناب والا ! یہ ضمنی بجٹ جن مدات میں خرچ کیا گیا ہے اب میں ان کو ایک ایک کر کے اس ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

سب سے پہلے جناب والا ! میں غلہ کی سرکاری تجارت کے بارے میں بات کروں گا کہ اس میں جو 36 کروڑ 68 لاکھ روپے کی رقم منظوری کے لئے پیش کی گئی ہے وہ اس لئے پیش کی گئی ہے کہ اس سے پہلے گندم ساڑھے بائیس روپے من خرید کرنی پڑی اور بعد میں حکومت نے اسے ساڑھے پچیس روپے من کر دیا اس طرح جو subsidy تھی وہ حکومت کو دینا پڑی ۔ اس طرح سے جناب والا ! چینی کے متعلق جو رقم رکھی گئی ہے وہ پہلے نوے روپے من تھی اب حکومت نے 110 روپے کی خریداری شروع کر دی ہے ۔ اس کا لازمی یہ نتیجہ تھا کہ ضمنی بجٹ میں یہ رقم رکھنا پڑی ۔ اس کے ساتھ جناب والا ! میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بجٹ صوبہ کا ایک ایسا بجٹ ہوتا ہے جس طرح گھر کا ضمنی بجٹ ہوتا ہے جب ایک گھر کی سالانہ آمدنی اور تخمینہ اور اخراجات کا ایک بجٹ بنایا جاتا ہے بعینہ صوبائی سطح پر ایسا بجٹ بنایا جاتا ہے جس طرح گھر کے مسائل بیماریاں ۔ مقدمہ بازی یا اس قسم کے دوسرے ایسے اخراجات جو پہلے سے طے نہیں ہوتے ان کے لئے یہ تبدیلی کرنا پڑتی ہے اور صوبائی سطح پر بھی اس طرح سے تبدیلی کرنی پڑتی ہے ۔

جناب والا ! سب سے بڑی رقم جو موجودہ حکومت نے رکھی ہے وہ سیلاب کی تباہی کے متعلق ہے ۔ 10 کروڑ 2 لاکھ کی رقم اس سلسلہ میں رکھی گئی ہے ۔ تاکہ آبپاشی کا نظام درست ہو سکے ۔ کیونکہ یہ نظام پچھلے سیلاب میں درہم برہم ہو گیا ہے اس کو از سر نو تیار کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ ضمنی بجٹ میں یہ پروویژن رکھی جاتی ۔ اس طرح سے جناب والا ! سڑکوں کو بھی نقصان پہنچا اس کے لئے 90 لاکھ روپے کی

رقم مخصوص کی گئی ۔ جناب والا ! یہ وہ عوامل ہیں جن کے لئے حکومت کو خاص طور پر رقم مخصوص کرنا پڑی ۔

میرے محترم دوست میاں خورشید انور صاحب نے صنعتی ترقی پر جو 8 کروڑ 60 لاکھ روپے رقم رکھی گئی ہے اس پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ان کے اپنے لوگوں کے لئے رکھی گئی ہے حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہے کیونکہ ہماری پارٹی کا کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اتنا بڑا کاروبار کرے ۔ بلکہ یہ چینی کے کارخانے لگائے جا رہے ہیں اور اس طرح چاول چھٹنے کے پانچ اور سوتی کپڑے کے تین کارخانے لگائے جا رہے ہیں ۔ ان کی منظوری دے دی گئی ہے اور وہ منظوری بھی بجٹ کی شکل میں برائے منظوری پیش ہے ۔ اس طرح سے جناب والا ! جو تعلیم کی مد میں 5 کروڑ 55 لاکھ رکھے گئے ہیں تو وہ جناب والا ! سات سو روپے تنخواہ پانے والے ملازمین کے لئے موجودہ حکومت نے 35 روپے سالانہ بجٹ کی منظوری کے بعد بڑھائے تھے اسے بھی ضمنی بجٹ کی صورت میں پیش کیا گیا ۔

اسی طرح جناب والا ! پولیس کی مد میں 2 کروڑ 84 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی اور وہ نہ صرف مہنگائی الاؤنس کے لئے ہے بلکہ اس میں اسلام آباد میں چار تھانے بھی بنیں گے ۔ یہ چار تھانے اس لئے بنائے جا رہے ہیں کیونکہ وہاں غیر ملکی لوگ رہتے ہیں اور ان کے تحفظ کے لئے ان کی ضروریات کے لئے یہ تھانے بنانے ضروری تھے ۔ اسی طرح جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں بطور خاص عرض کروں گا کہ اسلامی کانفرنس کے متعلق جو تذکرہ میاں خورشید انور صاحب نے کیا ہے وہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ اس سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ فوری قدم اٹھائیں ۔ اگر موجودہ حکومت فوری قدم نہیں اٹھاتی تو پھر یہ اس سے بد ظن ہوئے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! یہ جو رقم رکھی گئی ہے یہ اسلام کی سر بلندی کے لئے رکھی گئی ہے اور یہ امید ہے کہ مرکزی حکومت یہ رقم لازمی طور پر صوبائی حکومت کو دے دے گی کیونکہ انہوں نے وعدہ کیا ہوا ہے ۔

اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ حکومت نے اچھے کام کیے ہیں بلکہ میں برملا کہوں گا کہ موجودہ حکومت کے پاس کوئی اللہ دین کا چراغ نہیں ہے جو چٹکی بجانے سے تمام برائیاں ختم ہو جائیں اور تمام اچھائیاں اس ملک میں prevail ہو جائیں ۔ جناب والا ! یہ ناممکنات میں سے ہے تاہم جس قدر موجودہ اس کے پاس ذرائع ہیں اس کو بروئے کار لاتے ہوئے موجودہ حکومت پر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ عوام کی خدمت کرے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ ہماری موجودہ حکومت حصول انصاف اور لاء اینڈ آرڈر کے سلسلہ میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکی ۔ کیونکہ اس میں زیادہ تر رد عمل ان عناصر کا ہے جو موجودہ حکومت کو کسی صورت میں دیکھنا پسند نہیں کرتے اور وہ ہر لمحہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کسی طرح کوئی ایسی گڑ بڑ پیدا کی جائے یا کوئی ایسا طریق اختیار کیا جائے جو کہ اس عوامی حکومت کے لئے درد سر بنے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ! میں یہ بھی ضرور عرض کروں گا کہ جب تک کسی انسان کو عزت نفس نہ مل سکے ۔ اس وقت تک وہ پوری دلجمعی سے کام نہیں کر سکتا ۔ جہاں تک جناب والا ! صوبہ پنجاب کے عوام کا تعلق ہے ۔ میں یہ پر وثوق طور پر کہہ سکتا ہوں ۔ کہ انہوں نے نہ صرف پیپلز پارٹی کو سستے مکان اور روٹی کے لئے ووٹ دیئے تھے ۔ بلکہ انہوں نے اس لئے دیئے تھے کہ ہماری عزت نفس بحال ہوگی ۔ ہمیں انصاف جلدی اور سستا میسر ہوگا ۔ اس لئے میں یہ پر زور سفارش کروں گا ۔ کہ سالانہ بجٹ میں اور جب بھی موجودہ حکومت کو اس سلسلہ میں فرصت ملے وہ زیادہ سے زیادہ کوشش کرے کہ اس ملک میں جتنے بھی باقی ماندہ کیسز ہیں ۔ یا جس قدر بھی انصاف کی ضرورت پیش آئے ۔ ان کا جلد از جلد فیصلہ کیا جاوے اور لاء اینڈ آرڈر سے بھی ان کو پوری طرح سے با خبر رہنا چاہیئے ۔ کہ کون کہاں اور کس جگہ پر زیادتی کر رہا ہے اور عوام اس کے خلاف ہیں ۔

جناب والا ! یہاں پر پولیس کے متعلق باتیں ہوتی رہی ہیں ۔ میں خود بھی پولیس کے خلاف ہوں ۔ لیکن جس حد تک میرے دوست عبدالقیوم بٹ

صاحب نے کہا ہے ۔ میں ان سے سو فیصدی متفق ہوں ۔ بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ پولیس کے پاس ہر تھانہ میں سواری کا بندوبست ضرور ہونا چاہیئے کیوں کہ جب تک ان کے پاس کوئی ایسی سواری نہیں ہوگی ۔ وہ جرائم کا قلع قمع کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے ۔ وہ زمینداروں کے پیچھے پیچھے پھرتے رہتے ہیں ۔ کسی جیپ یا کسی ایسی سواری کی تلاش کے سلسلے میں وہ اگر کسی زمیندار یا جاگیردار یا کسی دیگر با رعب آدمی سے ایسی چیز مانگیں گے ۔ تو لازمی امر ہے کہ کل کو جب اسے کام پڑے گا ۔ وہ ضرور اس کی رعایت کریں گے ۔ کیوں کہ انہوں نے ایک دن اس کو سواری دی تھی ۔ لہذا موجودہ حکومت کو یہ ضرور کوشش کرنی چاہیے کہ کم از کم تھانہ کے لیول پر ایک جیپ ضرور ہو ۔ تا کہ جرائم کا قلع قمع کرنے میں ان پولیس افسران کو کسی کا دست نگر نہ ہونا پڑے اور اس کے ساتھ ساتھ ٹیلیفون کا بھی انتظام ہونا چاہیئے ۔ باقی رہا رہائش کا مسئلہ ۔ تو رہائش کا انتظام بھی مناسب حد تک ہونا چاہیئے ۔ کیوں کہ جب ان کو یہ رعایت دی جاویں گی ۔ اس کے بعد ہمیں یہ حق حاصل ہوگا کہ ہم اتنا محاسبہ کر سکیں اور ان سے پوری طرح سے باز پرس کر سکیں ۔ اس سلسلہ میں ہمیشہ ان کا یہی اعتراض ہوتا ہے کہ ان کے پاس مناسب وسائل نہیں ہوتے ۔ ہمیں اوپر سے یہ حکم ہوتا ہے اور ہمارے پاس وسائل یہ ہیں ۔ ہمیں یہ مصیبتیں ہیں ۔ یہ مشکلات ہیں ۔ ہم کیسے ان کو حل کر سکتے ہیں ۔ یا ان سے کیسے عہدہ بر آ ہو سکتے ہیں ۔ تو اس کے لئے جناب والا ! میں ضرور آپ سے اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلہ میں جہاں تک بھی ضرورت پڑے ۔ حصول انصاف کے لئے اور لا اینڈ آرڈر کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ فراخ دلی سے مطالبات زر کی منظوری دینی چاہیئے ۔

اس کے ساتھ ساتھ عوامی تعمیراتی پروگرام کی بات ہوتی ہے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ بڑے ادب کے ساتھ گذارش کروں گا کہ ہم لوگوں کو جو کہ

معزز ایوان کے ممبران ہیں۔ اور وزراء صاحبان ہیں۔ ان کو خاص طور پر یہ بات نوٹ کرنی چاہیئے۔ کہ عوامی تعمیراتی پروگرام میں وہ ہمیشہ اس منصوبہ کی منظوری دیں۔ جو کہ عوام سے متعلق ہو۔ جس سے عوام کا فائدہ ہو۔ نہ کہ وہ صرف اس منصوبہ کی منظوری دیں۔ جو صرف ان کی ذات سے متعلق ہو۔ یا ان کے خاندان سے متعلق ہو۔ یا ان کے گاؤں سے متعلق ہو۔ اس طرح کام کرنے سے جو بھی عوام کا اعتماد پیپلز پارٹی پر ہے۔ وہ اٹھ جائے گا۔ اس کے اٹھ جانے کا خطرہ ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ کسی حد تک یہ اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم لوگوں نے اور ہمارے وزراء صاحبان نے اس سلسلہ میں قطعاً ہوش سے کام نہیں لیا ہے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی یہ کوشش کی ہے کہ کسی طرح سے ہم اپنے گاؤں کو یا اپنی ذات کو یا اپنی برادری کو فائدہ پہنچائیں۔ لہذا اس سلسلہ میں ہم تمام کو اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے اور آئندہ کے لئے ہمیں ضرور بضرور یہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیئے کہ ہم ہمیشہ اپنے سے بالا تر ہو کر عوام کو سمجھیں اور جن بھی اس علاقے کے عوام کی بہتری ہو۔ ان پراجیکٹس کو۔ ان تجاویز کو ہم پہلے عمل میں لاویں۔ اس کے بعد اگر کوئی ہوگا۔ تو پھر بعد میں۔ اپنے گاؤں۔ اپنے عزیزوں یا اس طرح سے کوئی مفاد ہوگا۔ تو وہ بعد میں عمل میں لایا جائے گا۔

اس سلسلہ میں جو موجودہ ضمنی بجٹ پاس کرنے کے لئے اس ایوان میں لایا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ بہت اچھا بجٹ ہے۔ جو ایک مختصر اندازہ میں اور بڑے اچھے طریقہ سے پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے میں اپنے وزیر خزانہ صاحب کو جو وزیر اعلیٰ بھی ہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

شکریہ۔

**مسٹر سپیکر** : سید تابش الوری۔

**سید تابش الوری** (بہاولپور I) : جناب سپیکر! اس وقت سال 1973-74 کا عظیم ضمنی بجٹ ہمارے زیر غور ہے۔ ضمنی بجٹ سالانہ بجٹ کا تتمہ

ہوتا ہے - اور اسے اصل بجٹ کو تکمیلی دستاویز کی حیثیت حاصل ہوتی ہے - اس ضمنی بجٹ میں ان اخراجات کا اندراج ہوتا ہے یا ان تصرفات کی منظوری حاصل کرنی ہوتی ہے - جو سالانہ بجٹ کے منظور شدہ اخراجات سے بڑھ جاتے ہیں - قواعد اور روایات کے مطابق یہ زائد اخراجات محض اس صورت میں قبول کیئے جا سکتے ہیں - محض اس صورت میں ان کی منظوری لی جا سکتی ہے جب ان اخراجات کے لئے کوئی غیر معمولی صورت حال در پیش ہو - کوئی ہنگامی صورت پیش آئے - یا ایسے حالات جنم لیں - جن کے پیش نظر پرانے بجٹ کے تخمینے موجودہ صورت حال میں ناکام ہو کر رہ جائیں یا اس کے لئے مکتفی نہ ہوں اور اس اعتبار سے ضمنی بجٹ کے زائد اخراجات عام طور پر دس اور بیس فیصدی تک ہو سکتے ہوں اور یہی وہ عمومی صورت ہے - جس کے مطابق تمام ترقی یافتہ ممالک میں عمل کیا جاتا ہے - لیکن موجودہ حکومت نے نئی روایت قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے - میزانیہ کی ایک نئی بدعت ایجاد کی ہے - جس کے ذریعہ گزشتہ سال بھی اور اس سال بھی سالانہ میزانیہ کے اخراجات کے برابر برابر ضمنی بجٹ کا تخمینہ منظور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - جناب والا ! آپ یہ سن کر حیرت زدہ ہوں گے - کہ زائد اخراجات 80 سے 90 فیصدی تک پہنچے ہوئے ہیں ، 72 - 1973 کے سالانہ بجٹ کا نظر ثانی شدہ خرچ ایک ارب - چوالیس کروڑ اور پچھتر لاکھ تھا - اور 73 - 1974 کا سالانہ بجٹ ایک ارب69 کروڑ اور 41 لاکھ روپے تھا - لیکن یہ بات انتہائی افسوس اور حیرت کا باعث ہے کہ موجودہ ضمنی بجٹ ایک ارب 22 کروڑ اور 24 لاکھ روپے کی مالیت کے مطالبات زر پر مشتمل ہے - اور اس اعتبار سے اس کی مجموعی رقم سالانہ بجٹ کی مجموعی رقم سے کچھ ہی کم ہے میں سمجھتا ہوں - کہ یہ خطیر رقم اور یہ غیر معمولی اخراجات کسی طور پر بھی اس بات کا جواز نہیں رکھتے کہ انہیں اس ایوان میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے -

یہ اخراجات محض اس صورت میں قابل جواز ہو سکتے ہیں - جب ان کے لئے بنیادی طور پر غیر معمولی حالات یا غیر معمولی اخراجات کا حوالہ دیا

جائے ۔ جناب والا ! وزیر خزانہ کی موجودہ تقریر میں کوئی ایسا حوالہ نہیں دیا گیا ہے ۔ سیلاب اور اسلامی سربراہی کانفرنس کے اخراجات کے سوا اس میں کوئی ایسا خرچ موجود نہیں ہے ۔ جس کو غیر معمولی یا ہنگامی نوعیت کے خرچ سے تعبیر کیا جا سکے ۔ اس اعتبار سے میری رائے میں یہ ایک بے جواز ضمنی بجٹ ہے ۔ا س میں جو زائد اخراجات دیئے گئے ہیں ۔ ان کے لئے کوئی ایسے تقاضے یا حوالے ہمارے سامنے نہیں رکھے گئے ہیں ۔ پیش نظر ہمیں ایوان میں اس بجٹ کی منظوری کے لئے اس کے اچھے اور برے پہلوؤں پر کئی دن تک بحث کرنے کی ضرورت پیش آئے ۔ جناب والا ! حکومت سالانہ بجٹ ایک خاص منصوبے کے ساتھ تیار کرتی ہے اور اسے ایک خاص پیش بینی کے ساتھ ترتیب دیتی ہے ۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ صوبائی حکومت ایسی منصوبہ بندی اور پیش بینی سے یکسر محروم ہے ۔ کیوں کہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں ۔ کہ اس نے اپنے سالانہ بجٹ میں اخراجات کا صحیح اندازہ نہیں کیا یا اخراجات اور اسراف بیجا کو کنٹرول نہیں کیا ۔

جناب والا ! یہ حکومت کی نا اہلی اور نا کامی کا بین ثبوت ہے کہ ہم سالانہ اخراجات کے برابر برابر ایک ضمنی بجٹ آج اس ایوان میں زیر بحث لا رہے ہیں ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس ضمنی بجٹ میں سب سے بڑی رقم سرکاری تجارت سے متعلق صوبائی سکیموں پر صرف کرنے کے لئے 46 کروڑ 90 لاکھ روپے رکھی گئی ہے ۔ اس رقم سے گندم اور چینی کی تجارت کو منضبط کرنے کا مقصد ظاہر کیا گیا ہے ۔ لیکن ہم نے اس ایک سال کے عرصہ میں سرکاری تجارت کے سلسلے میں جن پالیسیوں پر عملدرآمد ہوتے دیکھا ہے اس کے نتیجے کے طور پر ہم یہ بات کہنے پر مجبور ہیں کہ حکومت تجارت منضبط کرنے میں یکسر ناکام رہی ہے ۔ اس نے ایسی پالیسیاں اختیار کی ہیں جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ہماری دوسری اشیاء ضرورت کی قیمتیں بڑھی ہیں بلکہ خود چینی اور گندم کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے آج بنیادی ضرورت کی اشیاء کمیاب بھی ہیں اور انتہائی گراں بھی ! اس وقت بھی چینی بلیک مارکیٹ میں چار اور پانچ روپے سیر تک

رہی ہے اور گندم کی نئی فصل آنے کے باوجود گندم کا آٹا 35 روپے اور 36 روپے من کے حساب سے فروخت ہو رہا ہے۔

جناب والا! نہ صرف یہ کہ شہروں میں بدستور راشن کا ناقص نظام رائج ہے نہ صرف یہ کہ شہروں میں گندم اور چینی کا کوٹہ ان کی ضروریات کے مقابلے میں انتہائی کم ہے اور انہیں بلیک مارکیٹ سے اپنی ضروریات پوری کرنی پڑ رہی ہیں بلکہ دیہات کی شہری محرومیاں بدستور برقرار ہیں وہ گندم اور چینی کے محتاج بن کر رہ گئے ہیں اور وہ گداگر کی طرح حکومت سے بھیک مانگ رہے ہیں حالانکہ غلہ پیدا کرتے ہیں۔ گنا پیدا کرتے ہیں لیکن انہیں دونوں کے حاصل میں محروم رکھا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں میں نہیں سمجھتا کہ حکومت اتنی خطیر رقم اس مقصد کے لئے کیوں حاصل کر رہی ہے جب کہ بنیادی طور پر وہ ان مقاصد کے حصول میں اور ان سہولتوں کی فراہمی میں ناکام رہی ہے۔

جناب والا! اس حکومت نے روٹی کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا تھا اور روٹی اس میں شرط اول کی حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن آج عوام اسی روٹی سے محروم ہیں۔ اسی روٹی کی گرانی نے ان کو گھریلو بجٹ کے نئے بحران سے دو چار کر رکھا ہے۔

جناب والا! ہمارے اس ضمنی بجٹ میں جو صورت حال پیش کی گئی ہے اس کے پیش نظر ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ حکومت منافع خوری اور چور بازاری کے خاتمے کے لئے روزمرہ اعلانات کرتی رہتی ہے لیکن وہ خود چینی کے سلسلے میں منافع خوری کے اعتبار سے بلیک مارکیٹ کا کردار ادا کر رہی ہے۔ چینی کو تجارت سے تقریباً پانچ چھ کروڑ روپے کا حکومت کو منافع ہو رہا ہے لیکن وہ عوام کو اس منافع میں حصہ دار بنانے کے لئے تیار نہیں اور انہیں اس سلسلے میں کوئی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ جناب والا! اسی طرح سے گذشتہ سال ہمیں معلوم ہے کہ گندم کے اضافی اخراجات کے سلسلے میں وفاقی حکومت نے کچھ مدد کی تھی اور یہ ہمارے وزیر خزانہ نے انکشاف بھی کیا تھا کہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت بھی ہماری

مدد کرنے کے لئے نہ صرف تیار ہے بلکہ اس نے ضروری رقوم فراہم کر دی ہیں ۔ ہمیں اس سال کے اس ضمنی بجٹ کی تقریر میں بالکل یہ نہیں بتایا گیا کہ وفاقی حکومت سے حکومت پنجاب کو گندم کے اضافی اخراجات کے سلسلے میں کتنی مدد ملی ہے ۔

جناب والا ! سیلاب اس صوبے کے لئے تباہی کا سبب بنے ہیں ۔ پورے صوبہ کی زرعی اور اقتصادی معیشت کو ان سیلابوں نے تہہ بالا کر کے رکھ دیا ہے ۔ حکومت نے اعلان کیا تھا کہ جن علاقوں میں سیلاب کی تباہی سے شدید نقصانات ہوئے ہیں وہاں تلافی مکانات کے لئے خطیر رقوم صرف کی جائیں گی ۔ یہ خطیر رقم اس ضمنی بجٹ کے ذریعے کروڑ دو لاکھ روپے کی اضافی رقم کی صورت میں ہم سے طلب کی گئی ہے ۔ لیکن آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس اضافی رقم کا صحیح اور بروقت استعمال نہیں ہو سکا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب مختلف علاقوں میں سیلاب زدہ عوام متوقع خطرات سے انتہائی لرزہ بہ اندام ہیں ۔ وہ اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ اگر جناب محمد حنیف رامے صاحب کا یہ اعلان درست ہے ، اس سال پہلے کے مقابلہ میں زیادہ سیلاب آئیں گے اور زیادہ بارشیں ہوں گی تو وہ نہیں سمجھتے کہ پہلے سے تباہ شدہ مکانات پہلے سے تباہ شدہ دیہات میں وہ اس نئی تباہی کا کس طرح مقابلہ کر سکیں گے ۔ بہاولپور ڈویژن سیلاب کے سلسلے میں سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے ۔ رحیم یار خان اور بہاولپور کی تحصیلوں کی تحصیلیں سیلاب نے تباہ کر کے رکھ دی ہیں لیکن عملاً اس سلسلے میں نقصان کی نسبت سے ریلیف اور تعمیراتی رقوم فراہم نہیں کی گئیں بلکہ اتنی سست رفتاری سے کام ہوا ہے کہ ابھی تک ہیڈ پنج ند آس نئے سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہو سکا ۔

جناب والا ! اسی طرح نہ صرف یہ کہ حکومت نے صحیح صرفہ نہیں کیا بلکہ باہر سے آنے والی امدادی اشیاء کی منصفانہ تقسیم کا بھی معقول انتظام نہیں کیا گیا ۔ بہاولپور ڈویژن اس سلسلے میں سب سے زیادہ محرومی کا شکار ہے ۔ وہاں نہ ضرورت کے مطابق کپڑا تقسیم ہوا ہے نہ وہاں ادویات دی گئی ہیں نہ وہاں لوگوں کو امداد کے لئے مناسب رقوم کے قرضے دئے گئے ہیں ۔ کیا ایسا

شاید صرف اس لئے ہوا ہے کہ بہاولپور سے تعلق رکھنے والے پیشتر ارکان اسمبلی حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں اور حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے کی پاداش میں ان کے علاقوں کو محرومی اور حق تلفی کا مسلسل شکار بنایا جا رہا ہے -

جناب والا ! آپ یہ سن کر حیرت زدہ ہوں گے کہ باہر سے آنے والے ۵ ہزار کمبل ابھی تک گلبرگ کی کوٹھی میں پڑے سڑ رہے ہیں اور محض انہیں اس لئے تقسیم نہیں کیا گیا کہ بعض افسران اعلیٰ یہ سمجھتے تھے کہ یہ ان سردیوں میں ٹھٹھرتے ہوئے غریب لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہیں - یہ اتنے اچھے ہیں کہ ان کو امراء کے لئے وقف رکھنا چاہیے اسی طرح سے دوسری متعدد اشیاء بھی جوں کی توں موجود ہیں ادویات بھی سینت کر رکھی گئی ہیں انہیں بڑے بڑے ذخیروں کی صورت میں dump کرکے رکھ دیا گیا ہے لیکن عوام تک نہیں پہنچایا گیا -

جناب والا ! صنعتی ترقی ہمارے صوبہ کے لئے ایک اہم مدد کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مسلسل دعووں کے باوجود - مسلسل یقین دہانیوں کے باوجود پسماندہ علاقے صنعتوں سے محروم ہیں - جناب وزیر اعظم نے بھی اعلان کیا تھا - جناب سابقہ گورنر اور جناب وزیر اعلیٰ نے بھی اعلان کیا تھا کہ پسماندہ علاقوں میں آئندہ صنعتی ترقی کا ارتکاز ہوگا - لیکن ہم عملاً دیکھ رہے ہیں کہ ابھی تک پسماندہ علاقوں کے لئے نئے کارخانوں کے سلسلے میں کوئی ترجیح صورت اختیار نہیں کی گئی - خود بہاولپور کے لئے شوگر مل اور ٹیکسٹائل مل کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن ابھی تک وہاں اس کی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی - اس ضمنی میزانیے میں اس سلسلے میں 8 کروڑ 26 لاکھ روپے طلب کئے جا رہے ہیں - جناب والا ! آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ نظریاتی اور عملی تبدیلی کے بغیر کوئی حکومت اپنی پالیسی پر صحیح طور پر عمل درآمد نہیں کر سکتی اور ہمارے قائد ایوان جناب محمد حنیف رامے نے نظریاتی اور عملی تبدیلی کا اعلان ہی نہیں کیا بلکہ اپنے انٹرویو میں یہ فرمایا کہ سابق وزیر اعلیٰ کی تبدیلی اصل میں ایک ذہنیت

کی تبدیلی ہے ۔ اصل میں ایک نظریے کی تبدیلی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی یہ بات درست تھی ۔ اگر انہوں نے واقعی یہ بات اپنے پروگرام پر عمل کرنے کے لئے کہی تھی تو ہم عملاً یہ دیکھ رہے ہیں کہ اصل میں ہمیں ذہنیت کی تبدیلی میں زندگی کے کسی شعبے میں ابھی تک نظر نہیں آئی ۔ ہمیں ایسی نظریاتی تبدیلی کا ابھی تک انتظار ہے جس کا انہوں نے بار بار وعدہ ہی نہیں کیا بلکہ اعادہ کیا ہے ۔

**مسٹر سپیکر :** چوہدری امان اللہ لک ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** جناب والا ! چائے کا وقفہ کر لیں ۔

**سید تابش الوری :** جناب والا ! میں wind up کر رہا ہوں ۔

جناب والا ! ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہی آمرانہ طور طریقے بدستور قائم ہیں وہی بادشاہانہ جاہ و جلال بدستور ہمارا مقدر ہے اور وہی واجد شاہی الٹے تللے بدستور جاری ہیں وہ کون سی تبدیلی ہے جو رامے صاحب اپنے دور اقتدار میں ہمارے لئے لائے ہیں جس کو ہم نمونے کے طور پر اس ایوان میں پیش کر سکتے ہیں ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ نہ نظریات میں عملی انقلاب لائے ہیں نہ کسی نظریاتی تبدیلی کی جھلک دکھا سکے ہیں بلکہ الٹے حالات اب اس موڑ پر آ گئے ہیں ۔ کہ نظم و نسق تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے ۔ نظم و نسق عامہ کے اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں اور امن عامہ کا تحفظ روز بروز خوفناک حد تک کم ہوتا جا رہا ہے ڈاکہ ، قتل ، لاقانونیت ، لوٹ مار ، غنڈہ گردی ، اغوا ، بدعنوانیوں اور رشوت کے جھکڑ اور آندھیاں چل رہی ہیں اور شریف شہری جس کو بنیادی طور پر جان و مال کے تحفظ کا حق حاصل ہے ۔ جس کو یہ یقین اور اعتماد ہونا چاہیے کہ یہ حکومت ان کے معاملات و مفادات کی امین ہے وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم کسی مہذب مملکت میں نہیں کسی مہذب صوبے میں نہیں بلکہ ہم کسی جنگل میں زندگی بسر کر رہے ہیں یہ صورت حال موجودہ حکومت کے لئے انتہائی افسوس ناک بلکہ شرم ناک ہے ۔

**Mr. Speaker :** If I rightly recollect your statement was that you are going to wind up. But you are not winding up. Please wind up now.

**سید ذاہش الوری :** جناب والا ! میں نظم و نسق عامہ کی صورت حال پر اپنی تقریر ختم کر دوں گا اور صرف اختصار کے ساتھ عرض کروں گا کہ ایک طرف یہ صورت حال ہے کہ گورنر کی دوکاروں کے لئے ایک لاکھ 20 ہزار روپے مانگے جا رہے ہیں اور وزرا کی کوٹھیوں کی زیبائش کے لئے لاکھوں روپے صرف کیا جا رہا ہے اور وزرا کے لئے 20 کاریں خریدنے کے لئے چھ لاکھ اور 24 ہزار روپے مانگے جا رہے ہیں جب کہ آئین کے مطابق زیادہ سے زیادہ 15 وزرا ہو سکتے ہیں یہ 20 کاریں کس کے لئے منگوائی جا رہی ہیں ۔ چیف منسٹر صاحب کے اضافی سٹاف کے لئے چھ لاکھ 33 ہزار روپے مانگے جا رہے ہیں ان کے ایڈوائزرز کو جو پارٹی کے معاملات نمٹانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں سیکریٹریٹ میں دفتر دیا گیا ہے اور دوسری سرکاری سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں یہ صریحاً بد دیانتی اور بدعنوانی ہے کہ سیاسی اور پارٹی کے مقاصد کے لئے سرکاری سہولتوں کو وقف کیا جائے ۔ اسی طرح سے پولیس کے اضافی سٹاف کے لئے دو کروڑ 84 ہزار روپے مانگے جا رہے ہیں ۔ پولیس عوام کے جذبات اور احساسات کو کچلنے پر مامور کر دی گئی ہے جب کہ وہ عوام کی خدمت کے لئے وقف ہونی چاہئے تھی اور اس سے جرائم قلع قمع کرنے کا کام لینا چاہیئے تھا مگر بد قسمتی سے اس سے سیاسی کام لئے جا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ پورے صوبے میں لا قانونیت اور غنڈہ گردی کے برہنہ رقص کے بعد اب ربوہ کے المناک حادثے کے نتیجے میں پورا صوبہ جہنم بنا ہوا ہے جذبات کی آگ بھڑکی ہوئی ہے اشتعال کا آتش فشاں چٹخ رہا ہے ہم اگر حقیقتاً مخلص ہیں اور واقعی اس ملک کی بقا اور سالمیت پر یقین رکھتے ہیں اور ختم نبوت کے عقیدہ پر ہمارا ایمان ہے تو آج ہی اس ایوان میں اعلان کرنا ہو گا کہ ہم اس مسئلے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی خاطر مرزائیوں کو اقلیت قرار دیتے ہیں ۔ ربوہ کو ایک آزاد شہر قرار

دیتے ہیں اور قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے فوری طور پر ہٹانے کا حکم دیتے ہیں صرف اسی صورت میں جذبات کی یہ بھڑکی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے اور یہ پیچیدہ مسئلہ فوراً حل ہو سکتا ہے۔ ورنہ یاد رکھئے اگر محض نعرے لگائے گئے وعدے کئے گئے اور دھمکیاں دی گئی تو یہ قوم اسلامیان پاکستان اور اس صوبے کے ختم نبوت پر یقین رکھنے والے عوام کس طور پر چین سے نہیں بیٹھیں گے ان کو حقیقتاً مطمئین کرنا ہو گا۔ صوبے کے نظم و نسق کو درست بنانا ہو گا اور اس ضمن میں موثر عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔ ورنہ یہ کھوکھلے نعرے بالاخر آپ کی حکومت کو کھوکھلا کر کے رکھ دیں گے۔

**Mr. Speaker** : The House is a adjourned for tea break. It shall reassemble at 12.05.

(The House then adjourned for tea break)

(چائے کے وقفے کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**مسٹر سپیکر** : چوہدری امان اللہ لک۔

**چوہدری امان اللہ لک** (گجرات) : جناب سپیکر! میں ان مجبوریوں اور تکلیفوں کا جو گذشتہ سال میں عوامی حکومت کو در پیش آئی ہیں اور جن کا ہمیں مقابلہ کرنا پڑا ہے ان کو سامنے رکھتے ہوئے اس ضمنی بجٹ کی یاد داشت پیش کروں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیلاب کی تباہ کاریوں نے اس صوبہ کے بجٹ پر اس صوبہ کے عوام کے لئے بے بنیاد مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ جناب والا! اس عوامی حکومت نے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بڑی تندہی سے کام لیا ہے۔ جس میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہیں ہے اس میں وزراء بھی شامل ہیں ایم۔ پی۔ اے اور انتظامیہ بھی۔ انہوں نے اس کو اپنا ذاتی مسئلہ سمجھا اور محدود چند لوگوں نے اس پر قابو پا لیا ہے۔ مالی وسائل بہت حد تک سیلاب کی نظر ہو گئے۔ لیکن مجھے انتہائی دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان تمام کوششوں کے باوجود عام

آدمیوں کو کوئی اس سے فائدہ نہیں پہنچا ۔ یہ رقم جو آج اس میزانیہ کا حصہ ہے ۔ اس کی تقسیم کے سلسلہ میں بھی بہت بد عنوانی ہوئی ۔ اس میں افسران بھی شامل تھے اور سیاسی لوگ بھی ! دوسرا سیلاب جس کا عوامی حکومت کو مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے وہ اخلاق اور انحطاط کا ہے جو ہر سطح پر ہے ۔ یہ صرف اپوزیشن کا مسئلہ نہیں بلکہ مشترکہ مسئلہ ہے ۔ یہ صرف پیپلز پارٹی یا کسی اور جماعت کا مسئلہ نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں اپنے فاضل دوست اور قائد ایوان سے درخواست کروں گا کہ اگر انہیں وقت نے مہلت دی تو قرضوں کے حصول کے سلسلہ میں جو بد دیانتی ہوئی ہے اس پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ یہ حکومت کی ناکامی کا باعث ہیں ۔ اس پر میں عرض کروں گا کہ حکومت اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے ۔ جناب والا ! چھوٹے کاشتکاروں کو قرضوں کے شکنجہ میں جکڑا جا رہا ہے ۔ آپ سے اس شکنجے میں کس رہے ہیں ۔ حکومت کو ایک ایسی پالیسی اختیار کرنی چاہیے جو کسان کی آمدنی اور خرچ کے مطابق ہوتی ۔ اب حکومت کو انہیں subsidy دینی چاہیے تا کہ ان کی آمدنی اور خرچ کی پالیسی بذات خود متعین ہوتی چلی جائے ۔ اس لئے میں جناب والا ! عرض کروں گا کہ جو ہم اب تک کرتے چلے آئے ہیں ۔ یہ رقم ایک ضیاع ہے ۔ خدا کے لئے آپ کاشت کار کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا موقع دیں ۔ اور اپنی پالیسیوں میں تبدیلی کریں ۔

اس کے بعد میں جناب والا ! عرض کروں گا کہ پچھلے جو تیس سال گزرے ہیں ان میں مویشیوں کی بہت زیادہ سمگلنگ ہوئی ہے اور حکومت کے علم میں تھا ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اب اس کو 2 ہزار کا قرضہ دیا جاتا ہے تو وہ چیز جو پہلے انہیں 2 ہزار کی ملتی تھی اب چار ہزار کی ملتی ہے ۔ کیونکہ سمگلنگ کی وجہ سے گائے بھینس کی قیمتوں میں بہت حد تک اضافہ ہو چکا ہے ۔ جناب والا ! مہنگائی اس قدر زیادہ ہو چکی ہے کہ غریب آدمی کے لئے جینا دو بھر ہو گیا ہے ۔ حال ہی میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں ۔ کچھ پابندیاں لگائی گئی ہیں ۔ معلوم نہیں اس کا اب کیا

نتیجہ نکلتا ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! حکومت نے خریدوفروخت کے لئے جتنی رقم ڈیمانڈ کی ہے اس کے متعلق میں جناب قائد ایوان سے عرض کروں گا کہ چینی کی جو مل مالکان ہیں حکومت ان کو اس وقت رقم دیتی ہے جب وہ حکومت کو چینی جمع کروا دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ غریب کاشتکار کو بھی اس وقت پیسے دیتے ہیں جس سے انہیں بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں ۔ جب اس کے پاس پیسہ نہیں ہوتا تو وہ زمیندار سے حاصل کرتے ہیں اور پھر زمیندار اس سے دام وصول کرتا ہے ۔ اس کے بعد میں جناب چیف منسٹر صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ مل مالکان کے کنڈے بھی خراب ہیں ۔ میں نے پہلے بھی اس کے متعلق عرض کیا تھا اور یہ شکایت بالکل صحیح ثابت ہوئی تھی لیکن نا معلوم کہ وہ فائلیں کس کی نظر ہو گئیں ۔ اس لئے میں جناب وزیر متعلقہ سے التجا کروں گا کہ وہ پوری توجہ سے قومی معاملات پر مرکوز کریں ۔ جناب والا ! آپ جیسے شریف وزراء کے دور میں یہ چینی کی کمی واقع ہو رہی ہے ۔ اس بات کو بھی میں ان کے نوٹس میں لا چکا ہوں لیکن اس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا ۔ کروڑوں روپے اس دیدہ دلیری سے مل مالکان حاصل کر چکے ہیں ۔ میں استدعا کروں گا کہ اس پر نظر کرم کریں ۔

جناب والا ! جڑانوالہ شوگر مل کے خلاف بھی اس سلسلہ میں پرچہ ہوا ہے باقی ملوں کا بھی تقریباً یہی حال ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ پیپلز ورکس پروگرام کا بھی بڑا ڈھنڈورا پیٹا گیا جس میں ہم ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان بھی شامل تھے اور باقی عہدہ داران بھی شامل تھے ۔ اس میں کچھ کام ضرور ہوا لیکن ہمیں اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو سکی ۔ یہ بار گراں ثابت ہوا ہے اور اسے جناب والا ! میزانیہ میں شامل کیا گیا ہے ۔ تعلیم بالغاں کا نظام بھی فیل ہو چکا ہے ۔ اس کے بعد بھی آپ اس پر اڑے ہوئے ہیں ۔ میں ڈاکٹر خالق صاحب سے استدعا کروں گا کہ اس ضیاع کو بچائیں ۔ اس سپاہ خدمت پر نامعلوم اب اس کا کون سا نام ہے ۔ سپاہ خدمت یا سپاہ دانش ۔ میں یہ ضرور

کہوں گا کہ اس پر جو رقم خرچ کی جا رہی ہے یہ پیسے کا ضیاع ہے ۔ اس لئے میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس ضیاع کو بچائیں ۔ پرانی لکیروں کو مت پیٹتے جائیں ۔ ان پر اٹھنے والے اخراجات قوم کا سرمایہ ہیں ۔ میں وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں استدعا کروں گا کہ یہ غریب عوام کے اوپر ڈاکہ کے مترادف ہے ۔ اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو اس میں کچھ نہ کچھ تبدیلی ضرور کی جائے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ اس بجٹ میں جو ایک بہت بڑا فنڈ مہیا کیا گیا ہے ۔ وہ پرائمری سکول کے بچوں کو لاکھوں روپے کی کتب مفت تقسیم کرنے کے متعلق ہے ۔ تو اس کے متعلق میں بہت دیر سوچتا رہا ۔ لیکن مجھے سمجھ نہ آئی کہ سابقہ حکومتوں نے اتنا دانشمندانہ قدم کیوں نہ اٹھایا ۔ یہ جو چھوٹے بچوں کے لئے لاکھوں یعنی 56 ۔ 57 لاکھ روپیہ تعلیم پر صرف کیا گیا ہے ۔ اس کا ایک ٹیڈی پیسہ کا بھی فائدہ نہیں ہوا ۔ کیونکہ بچہ ہر دوسرے روز کتاب پھاڑ دیتا ہے ۔ چنانچہ اس کے لئے وہاں ضمانت دینی پڑتی ہے اور نامعلوم وہاں پر کیا طریق کار ہوتا ہے ۔ ایجنسیاں ہیں ۔ جن کو مفاد پہنچانے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے ۔ بہر حال یہ کسی نہ کسی کو مفاد پہنچانے کے لئے کیا گیا ہے ۔ میں نہیں کہہ سکتا ۔ کیونکہ اس میں میرے کسی فاضل دوست کا بھی نام آ سکتا ہے ۔ تو بہر حال موجودہ کیبینٹ اور موجودہ حکومت کے لئے یہ بدنامی کا باعث تھا ۔ میں اب وہ الفاظ نہیں کہہ سکتا جو کہ اب اس سے منسوب کیئے جا رہے ہیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ اس کی کوئی تک نہیں تھی ۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا ۔ یہ کیوں کیا گیا اور یہ بار گراں ہم پر کیوں نازل کر دیا گیا ہے ۔ تاہم چھٹی ۔ ساتویں اور آٹھویں جماعت کی کتب اب تک دستیاب نہیں ہو رہی ہیں ۔ اس لئے اس طرح سے پیسہ خرچ کرنے پر ڈاکٹر خالق جیسے آدمی فیل ہو چکے ہیں ۔ جو اس معاملہ میں نہایت زیرک اور سمجھ دار آدمی ہیں اور محب وطن بھی ہیں ۔ اس کے باوجود بھی یہ نظام تعلیم فیل ہو چکا ہے ۔ پیسہ خرچ کیا گیا ہے ۔ لیکن ان کو کتب دستیاب نہیں ہو رہی ہیں ۔ اس لئے وہ پیسہ غلط جگہ پر خرچ

کر رہے ہیں ۔ تو میں استدعا کرتا ہوں ۔ کہ یہ بارگراں قوم پر کیوں ڈالتے جا رہے ہیں ۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اس سلسلہ میں فضول خرچی نہ کریں ۔ خاص طور پر جب کہ موجودہ کیبینٹ کم از کم کافی زیرک ہے اور میں ان کی قدر کرتا ہوں ۔ کہ ان کا دماغ مکمل طور پر عوامی تحریکوں کا ساتھ دے رہا ہے ۔ ممکن ہے کہ وہ اس انقلاب کو وہ آگے لا سکیں ۔ یا نہ لا سکیں ۔ لیکن ان کے دماغ کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا ۔ کہ وہ ان کا دماغ ان مطالبات ۔ ان حقائق اور واقعات کا ساتھ دے سکے ۔ لیکن دل ان کے کم از کم محب وطن ضرور ہیں ۔ سوچتے تو وہ دیانتداری سے ہیں ۔ تو میں استدعا کرتا ہوں ۔ کہ وہ مہربانی کرکے پرانی لکیروں کو نہ پیٹتے رہیں ۔ جس مجبوریوں سے عوام گزر رہے ہیں ۔ ان کے پیش نظر وہ کم از کم ایسا نہ کریں ۔

جناب والا ! حکومت کی بے بسی اور مجبوریوں کا ہمارے تمام شعبوں پر برا اثر پڑا ہے ۔ کوئلے کی نایابی اور ویگنوں کا نہ ملنا ۔ خوشاب میں کانوں کے لئے بددیانتی حکومت اس میں بہت بری طرح سے ناکام رہی ہے ۔ لوگوں نے اس میں کافی پیسہ کمایا ہے ۔ اس کی وجہ سے اینٹوں کا بھاؤ بہت چڑھ گیا اور اسی وجہ سے ہمارے تمام منصوبہ جات دھرے کے دھرے رہ گئے ۔ ٹھیکیداروں نے عین وقت پر ہڑتالیں کیں ۔ جس کی وجہ سے ہمارا پیسہ lapse ہو گیا اور اس کا صحیح مصرف نہیں ہو سکا ۔ تو میں استدعا کروں گا کہ کم از کم یہ ایسے پہلو ہیں ۔ جن پر صحیح طریقہ سے بروقت نگاہ کرنی چاہیے ۔

آخر میں میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ پنجاب کے لوگ محب وطن ہیں ۔ نامعلوم ان کو ایسے ایڈوائزروں کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی کہ یہ لوگ بجھی ہوئی آگ کو کیوں دھکاتے ہیں ۔ شہر میں مکمل خاموشی تھی ۔ لوگوں کے محب وطن ہونے کی وجہ سے احمدیہ اجیٹیشن میں کوئی توڑ پھوڑ نہیں ہوئی تھی ۔ یہ ان کا بیان غلط ہے کہ فیڈرل سیکیورٹی فورس کی وجہ سے یا پولیس کی وجہ سے یا چند وزراء کی کوشش سے اس کو کنٹرول کیا گیا ہے ۔ لوگ محب وطن ہیں ۔ انھوں نے اپنے جذبات پر خود

کنٹرول کیا تھا ۔ رات کو وزیر اعلیٰ کی اشتعال انگیز تقریر کے بعد انہوں نے لوگوں کو یہ دعوت دی ہے ۔ وہ ان کو انگیخت کر رہے ہیں ۔ جو محب وطن ہونے کی حیثیت سے سوچ رہے ہیں ۔ جو خطرہ اس ایوان کو یا عوامی حکومت کو یا دوسرے جمہوری نظام کو در پیش تھا ۔ اس کے پیش نظر ہم سوچ رہے ہیں ۔ ہماری اور ان کی سوچ ایک ہے ۔ لیکن اس کے باوجود اس قسم کی تقریریں کرنا اور اس کے بعد حالات کو خراب کرنا یا اس قسم کے حالات پیدا کرنا درست نہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کو بھی انڈوائزروں کی ضرورت محسوس ہو ۔ کیونکہ ان ایڈوائزروں سے کئی گنا وہ خود زیرک ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جناب حنیف رامے صاحب کو بھی جن کی سوچ اپنی ۔ جن کا قلم اپنا ۔ جن کی زبان اپنی اور جن کو میں بچپن سے جانتا ہوں کہ وہ کتنے فاضل آدمی ہیں ۔ اگر ان کو بھی مشورے کے لئے ایڈوائزروں کی ضرورت ہو ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی اپنی شخصیت کے لئے اور ہماری دوستوں کی شخصیت کے لئے کم از کم یہ قابل قبول نہیں ہے کہ ان کو ایڈوائزروں کی ضرورت ہو ۔ بلکہ ان کی سوچ پر ہمیں زیادہ اعتماد ہے ۔ بجائے اس کے کہ وہ ایڈوائزر رکھیں اور ان پر بے جا طور پر خرچ کریں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ ہمارے جناب حنیف رامے میں کون سی وہ کمی ہے ۔ ان کے دماغ میں ۔ ان کے قلم میں ۔ زبان میں ۔ ان کے دل میں ۔ کون سی کمی ہے کہ جس کو پورا کرنے کے لئے غریب عوام کے پیسے کو خرچ کیا جا رہا ہے اور یہ اپنے آپ پر عدم اعتماد ان کو کب سے پیدا ہوا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رسوائی سابقہ حکومتوں کا خاصہ تھی کہ ایڈوائزر قسم کی ایک فوج ظفر موج ان کے پیچھے چلا کرتی تھی ۔ یہ پبلک ایڈوائزر ۔ اکنامکس ایڈوائزر ۔ یہ دوسرے ایڈوائزر ۔ یہ تیسرے ایڈوائزر اور یہ چوتھے ایڈوائزر ۔ اب ان کی بالکل ضرورت نہیں ہے ۔ وزراء صاحبان ذرا اپنی سوچ سے کام لیں اور غریب عوام کے پیسہ میں جتنی کمی کی جا سکے کی جائے ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اس ملکی مسئلہ کو ۔ اس جھگڑے کو جو حال ہی میں زیر بحث آیا ہے ۔ احمدیہ ایجیٹیشن کو صحیح طریقہ اور صحیح تدبر سے فوری طور پر حل کیا جاوئے اور اگر اس کو طول دیا جائے گا ۔ یا کسی دیگر پیچیدگی کی جانب لایا جاوے گا ۔ تو میں

سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جنھوں نے اپیٹیشن نہیں کیا تھا ۔ وہ سارے واقعات کو سمجھتے ہیں اس لئے ان کے اخراجات کی ذمہ داری پیپلز پارٹی کے ان افراد پر ان وزراء پر اور اس حکومت پر پڑتی ہے جو اس کے ذمہ دار ہیں ۔ جناب والا ! میں ان گذارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

**Mr. Speaker** : Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : (Rahimyar Khan-7) Mr. Speaker Sir, there has been an adequate debate from both sides of the House on the provisions of the Supplementary Budget. But briefly, I would touch on a few of them.

First one where I went to draw the attention of the Government to the fact is that where they have provided funds for the repair of Irrigation Chnnels, Projects, etc., I feel that the areas which have been inflicated and have heavily suffered, funds have not been properly utilised and areas like Rahimynr Khan still need funds for immediate repairs, otherwise the crops will suffer.

Secondly, as far as the provision of loans and tacavis are concerned, again our area which is flood affected. Suffers from inadequate allocation of funds and the Government needs to verify this because inspite of foreign loans and provision of local funds those areas have not got adequate funds allocated to them.

The additional expenditure on the police I will deal with when I discuss the law and order situation.

As far as Demand No. 12 is concerned, I would like the Chief Minister who holds the portfolio of the Finance to have given this Assembly the details of foreign loans and how they are shared by different provinces. Are they based, after the split up of one Unit, on actual allocation of machinery and equipment or are they split up on the basis of population. I am not sure which of the two holds good in this connection.

Sir, as far as Demand No. 15 is concerned, it is understood that some evacuee property was taken over and given to the Forest Department. We expect that property must have yielded income. Now to provide for funds for reimbursement to the Settlement Department with out accounting for income thereof cannot be understood. The income must have accrued. Why is it that the income has not been reimbursed to the Settlement Department in time and why is it being now provided for ? We would like to know what was the income from this head and would it remain with the Forest Department and what part of it is to be paid to the Settlement Department ?

Now, Sir I will come to the main and fundamental point on which this province's law and order hinges, which will include our apprehensions in regard to the use of the police force also. Today, the most ticklish question is that which arose out of the Rabwah incident and I am very sorry that the Chief Minister has left the House. I heard his speech last night on the T.V. and I wanted to draw his attention to his inadvertent utterances. Mr. Speaker, as you are well aware, the matter is with one of the judges of the High Court for inquiry but *prima facie* or on the face of it there was no instigation in the whole of Pakistan against this community till this community raised its head against the innocent students at Rabwah.

Sir, this issue as I mentioned in my last speech came up in 1953 and which was controlled and this community was not declared a minority. But the ugly turn that it has taken now I think it is almost a *fait aceompli.* Any Government which delays the declaration of this community as a minority is faced with great deal of danger. For the Chief Minister to suggest on the television that while the Government is considering this issue calmly, certain opportunists, certain people with self interests in politics are raising this issue is an unwarranted utterance on the part of the Chief Minister. For him to use these derogatory words for the heads of the

Political Parties, for the Ulemas and Masha'ikh is regrettable. In fact we are one with the Government that this issue should be settled calmly. There should be no question of law and order and that lives and properties of the people should be preserved. But how can you stop people from expressing their faith in a peaceful manner. If the Accountant General's office threatens and sixty thousand of their employees go on strike there is no TV broadcast, but to suggest that these political leaders have given an ultimatum to Government and are going to adopt ways which are undemocratic, I think it is unfair and unfounded allegation for which this Government must have its own regrets. Mr. Speaker, it is not political leaders, it is not the Ulemas, it is not the Mashaikh who are essential guardians of the religion, but it is the people themselves and you can't suppress them through intimidations, through threats, through coercion, through force or use of force. We advocate that the people should observe proper disciplain and any demonstration should be done peacefully, but if the Government wrongly tries to use force and create an ugly situation.....

**شیخ عزیز احمد** : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ جہاں تک ان کے issue کا تعلق ہے ۔ میں اس کے مخالف نہیں ہوں ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : Is it a point of order :

**Sheikh Aziz Ahmad** : Yes it is a point of order.

**Mr. Speaker :** He is expressing his point of order by way of explanation.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** If it is a point of order then I am ready to listen,

**شیخ عزیز احمد** : مسٹر سپیکر ۔ Law and Order situation.

اس وقت زیر بحث نہیں ہے ۔

This is not the proper stage.

اس وقت صرف ضمنی بجٹ پر بحث کی جا سکتی ہے ۔ جہاں تک مد 11 کا تعلق ہے اس میں یہ دیا گیا ہے کہ "پولیس کی مد "29" کے تحت عملہ پولیس کو عطا کردہ مہنگائی الاؤنس اور اسلام آباد میں چار نئے تھانے قائم کرنے اور وہاں پر غیر ملکی سفارت خانوں کو تحفظ دینے کے لئے دو کروڑ چوراسی لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے" ۔ ضمنی بجٹ میں دو کروڑ چوراسی لاکھ روپے کی رقم طلب کی جا رہی ہے اس کے علاوہ جو کہ 1974-73 کے اصل بجٹ میں دی گئی تھی ۔ اب اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مہنگائی الاؤنس نہ دیا جائے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ رقم نامنظور کر دی جائے ۔

**مخدوم زادہ سید حسن محمود :** کون سی ڈیمانڈ میں آپ جنرل ایڈمنسٹریشن کی بات کر رہے ہیں اور کون سی ڈیمانڈ کا آپ حوالہ دے رہے ہیں ؟

**شیخ عزیز احمد :** جناب والا ! میں اس سلسلے میں اسمبلی ڈیبیٹ مورخہ 14 مارچ 1952ء Vol-III کے 833 کا حوالہ دیتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر :** صفحہ 833 پڑھیں ۔

**شیخ عزیز احمد :** "صاحب سپیکر ۔ غالباً" آنریبل ممبر

صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ ضمنی مطالبات زر میں یہ ہوتا ہے کہ جو رقم کسی مد کے واسطے خرچ کی جاتی ہے اس سے اگر زیادہ خرچ ہو جائے تو وہ خرچ باامید منظوری incur کر لیا جاتا ہے اور بعد میں اس کی منظوری حاصل کر لی جاتی ہے ۔

"**مسٹر چیئرمین :** جناب والا ! وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ اس خرچ کی

منظوری نہیں دینی چاہیے اور میں یہ
ثابت کروں گا کہ جو زائد اخراجات
انہوں نے کئے ہیں یہ غلط کئے ہیں
اور انہیں یہ نہیں کرنے چاہئیں تھے"۔

جناب والا ! معزز ممبر اس وقت پالیسی پر بحث کر رہے ہیں۔ اگر گورنمنٹ کی پالیسی پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو جنرل بجٹ آ رہا ہے۔ وہ اس کی proper سٹیج ہے اس وقت بحث کر لیں۔ اس کے علاوہ اگر مزید وضاحت چاہتے ہیں تو میں وہ بھی کئے دیتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس پر چیف منسٹر نے یہ کہا۔

"یہ relevant نہیں ہے وہ پالیسی پر بحث نہیں
کر سکتے"۔

**مسٹر سپیکر** : سٹاف میں سے کوئی بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے یہ کتاب دیں۔

**شیخ عزیز احمد** : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ یا تو کہیں کہ جو مہنگائی الاؤنس پولیس والوں کو دیا گیا ہے یہ نہ دیا جائے یا یہ کہیں کہ جو وہاں پر گورنمنٹ نے تحفظ کے لئے چوکیاں بنائی ہیں ان پر خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ جناب دو کروڑ چوراسی لاکھ کی جو اضافی رقم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**چوہدری محمد انور سماں** : جناب والا ! میری التجا ہے کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر اگر آپ سمجھ جائیں تو ہاؤس کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں کیونکہ ہمیں تو کوئی پتا نہیں چل رہا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

**مسٹر سپیکر** : اسی لئے تو میں خود کتاب منگوا رہا ہوں۔

Is there somebody who sould send some one to fetch this book from the library ? How much time is required for this ? The man should have left in half a minute ; time.

**شیخ عزیز احمد :** جناب والا ! اس مد نمبر 11 پر بحث کرتے ہوئے جناب یہ فرمائیں کہ 35 روپے جو مہنگائی الاؤنس گورنمنٹ نے فی ہیڈ دیا تھا وہ نہیں دینا چاہیے ۔ اس کے علاوہ دو کروڑ چوراسی لاکھ روپے کے اضافے میں سے غیر ملکی سفارتخانوں کو تحفظ دینے کے لئے جو پولیس چوکیاں قائم کی گئی ہیں وہ ہٹا دینی چاہییں ۔ آپ اس original grant کو discuss نہیں کر سکتے تا کہ یہ اضافی رقم منظور نہ کی جائے ۔

**راجہ جمیل اللہ خان :** جناب والا ! میری گذارش یہ ہے ۔ کیا آپ نے انہیں اور دیگر مقررین کو اس فاضل ہاؤس میں بات کرنے کی اجازت دی کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں ؟

**مسٹر سپیکر :** یہ تو پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے والے کی مرضی ہے کہ کب وہ پوائنٹ آف آرڈر raise کرتا ہے ۔

**مسٹر منظور حسین جنجوعہ :** جناب والا ! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میں یہ عرض کروں گا کہ ہر ممبر کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اس قسم کے issue پر بحث و مباحثے کریں ۔

**Mr. Speaker :** I have not allowed discussion over that. I will look into it.

**شیخ عزیز احمد :** جناب والا ! 21 مارچ 1953ء کی Vol. VI میں ضمنی بجٹ پر بحث کرتے ہوئے جناب سپیکر نے hold کیا تھا ۔

> Any demands for supplementary grants or any particular item thereto other than the expenditure that I have just referred to can, no doubt, be discussed. Main estimates cannot be brought under discussion. As Compion says, in the case of supplementary estimates and excess demands the debate must be confined to the object of the demand under consideration.

**Mr Speaker** : Will you repeat it again ?

**چوہدری محمد یعقوب اعوان** : جناب سپیکر ! میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ فیصلہ دیتے وقت یہ خیال ضرور رکھا جائے کہ جس وقت وہ فیصلہ دیا گیا تھا اس وقت رولز آف پروسیجر مختلف تھے اور اب مختلف ہیں ۔

**Sheikh Aziz Ahmad** : Sir, [P L A. Debates 21st March, 1953, Page 347.

یہ بجٹ اور ضمنی بجٹ کے تو ایک ہی ہیں ۔ اگر آپ کہیں تو میں دھراتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** : آپ تھوڑا سا انتظار کریں ۔ یہ آپ نے جو 1952ء کی ڈیبیٹ بتائی ہے اس کا صفحہ کیا ہے ؟

**شیخ عزیز احمد** : صفحہ 833 ۔

**مسٹر سپیکر** : اس پر کیا اعتراض ہوا ہے ؟

**شیخ عزیز احمد** : جناب والا ! میں پڑھ رہا ہوں ۔ "صاحب سپیکر ۔ غالباً آنریبل ممبر صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ ضمنی مطالبات زر میں یہ ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** : صفحہ 833 پر تو وزیر اعلیٰ کی تقریر ہے ۔

**شیخ عزیز احمد** : اس سے پہلے دیکھیں ۔

**مسٹر سپیکر** : میں پورے صفحہ 833 کی بات کر رہا ہوں ۔ میں آپ کو کتاب بھیج سکتا ہوں ۔ اگر آپ کو اس میں وہ بات نظر آ جائے ۔ تو اس پر نشان لگا دیں در اصل یہ چیف منسٹر کی تقریر ہے ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** Mr. Speaker, the issue is extremely simple. If it is lingered on, it is to the dis-advantage of the Government. It is only for the prevention of such incidents and it is only for withdrawing certain encouragement on the basis of which these ugly incidents have taken place that we are making our submission. Things are happening in our Province too since yesterday. We are one with the Government in controlling the situation.

Now, the Government proclamation repeatedly that it is their regime who have given protection to Khatam-e-Nubawat is not in good taste. It is possible for Mrs. Indra Gandhi to suggest that but for a Muslim Government to say that they are protecting the faith of Khatam-e-Nabawat is again something which should not be uttered on the floor of this House. We are belivers in Khatam-e-Nubawat, both the people on your side and on our side. We proclaim that this is our belief. The addition in the Constitution of a particular provision and the provision of oath was merely brought in because of our apprehension that this community will take certain offices. That is why the oath was prescribed for the President and the Prime Minister. Therefore, let it not be for anybody, whether he be in Government or in the Opposition, to exploit this issue for his political aggrandisement and benefit. We assure you that we shall not but it is a matter of faith with us that a community which does not believe in Khatam-e-Nabawat are non-Muslims and will have to be declared a minority. For this belief, we will give every sacrifice inspite of intimidation and threats.

**Mr. Speaker :** Excuse me Makhdum Sahib.

Sheikh Sahib, this is at the stage of cut motions. A cut motions has been moved about a particular item in the House by the member and then he indulges himself in a general discussion and the objection was taken that the mover must confine himself in that particular cut motion, and, nothing beyond that.

Makhdum Sahib, please continue.

**Sheikh Aziz Ahmad :** It is on the supplementary budget ..

**Mr. Speaker :** This objection was raised when a particular cut motion was being discussed and the member objected that this was not the stage of general discussion and that the mover of the cut motion must confine himself to that particular items which was being discussed.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** Sir, I don't think in Pakistan. anybody disputes the fact that a community which does not believe in the last Prophethood of Mohammad be considered non-Muslims. We don't need any verdict by any Government and neither the Government is competent to give verdict as to who is a Muslim and who is not a Muslim. In the Constitution there is a provisions for the minorities. We need not be afraid of foreign powers or other countries. They have their own minorities and they give adequate pro-

tection to them. This is an incident fraught with great danger to the solidtrity and integrity. of Pakistan. While the Governmeat give their serious consideration to this issue and try to settle it at the earliest possible time, I would give them a proposition that the Courts of Bahawalpur had decided on this issue and that decision is applicable to the territory of the Punjab . . . . .

**مسٹر ایس ایم مسعود** : جناب والا ! ایک دن پہلے بھی کہا گیا تھا لیکن در حقیقت یہ بہاولپور کی عدالت کا فیصلہ ہے اور پنجاب یا پاکستان کی عدالتوں پر اس کا اثر نہیں ہوتا ۔ اس لئے کہ بہاولپور کی جو عدالت عالیہ تھی وہ ایک حکمران یا امیر کی قائم کی ہوئی تھی جس وقت integration of West Pakistan ہوئی تھی اس وقت Let ers patent of High Court Lahore پاکستان کی ہائی کورٹ پر لاگو تھا ۔ کیونکہ وہاں کا جو آئین تھا اس کو integration of West Pakistan. میں قائم رکھا گیا تھا ۔

**مسٹر سپیکر** : آپ اگر ان سے متفق نہیں تو نہ سہی ۔

**مسٹر ایس ایم مسعود** : میں کہہ رہا ہوں کہ یہ فیصلہ پنجاب پر لاگو نہیں ہوتا ۔ وہ قانونی طور پر درست نہیں ہے ۔

**Mr. Speaker** : The learned member who has raised the objection may not agree but the member is entitled to put forth his view. Neither Makhdumzada Hassan Mahmud nor Mr. S. M. Masud can bind either the courts or the legislature by their opinion or interpretation.

**مسٹر ایس ایم مسعود** : یہ opinion کا مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ ہاؤس میں بات کی گئی ہے کہ وہ فیصلہ لاگو ہے ۔

**مسٹر سپیکر** : وہ law کی interpretation ہے ۔

**مسٹر ایس ایم مسعود** : یہ اس ایوان کو دیکھنا ہے ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** : یہ اس طرح نہیں ہے ۔ اس ایوان کو اس بات کا فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ جو ہماری debate کو کنٹرول کرتی ہے ۔ وہ پروسیجر سے متعلق ہے ۔ باقی کسی کو قانونی رائے میں پابند نہیں کر سکتا ۔

**Chaudhri Muhammad Yaqub Awan** : With your permission, I will try to go a bit further. Mr. Masud says that the

Bahawalpur High Court's decision is not binding on this House but I will add that even the rulings of the Punjab High Court are not binding on this House. The rights of the Legislature and the rights of Judiciary are quite distinct.

**Mr. Speaker :** I agree with this statement.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** I never suggested that a ruling or a decision of a court was binding on the legislature. I agree with the member but I say that for the territory of Punjab, once you have merged Bahawalpur, that decision of the court exists. Unless the High Court set aside that decision, it is binding. This is my interpretation. It can be challenged anywhere in any court. I was than the Chief Minister and I mentioned it in the Governors' Conference and the Chief Ministers' Conference. The whole marriage was nullified because the man was declared to be a non-Muslim. So, there is no problem at all. Why should the Government hesitate in declaring them a minority? It is giving them protection. You have minorities like Christians, Hindus and other non-Muslims but let not a sect who calls us Kafir . . . . .

**Mr. Speaker :** Let us now deal with the supplementary budget.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** I am taking only about the law and order situation. I am a witness to the fact that Sir Muhammad Zafarullah . . . . .

**Mirza Tahir Baig :** With your permission, I may point out to the learned member that in other countries it is the minorities who request for their rights. The Prime Minister of Pakistan has entrusted the entire matter to the Judiciary and an inquiry is being conducted by a Judge of the High Court, Lahore. Therefore, it is irrelevant to hold this discussion on the floor of this House.

**Sheikh Aziz Ahmad :** I would like to draw your kind attention to the remarks of the Speaker at page 17, Volume III, which says—

یہ ضمنی بجٹ پر discussion ہے - - - -

**Mr. Speaker :** What was the stage of the supplementary budget ? Was it general discussion ?

**Sheikh Aziz Ahmad :** General discussion, before it is taken up. I mean the day on which it starts.

**Mr. Speaker :** That is what you are quoting ?

**Chaudhri Mohammed Yaqoob Awan :** Sir, a ruling has already been given in this connection.

**شیخ عزیز احمد :** وہ رولنگ ایک کٹ موشن پر تھی مگر میں اس بات کا ذکر کر رہا ہوں جو عام بحث ہو گئی ہے اس کے متعلق مسٹر سپیکر کیا فرماتے ہیں ۔

Page 817 of the Punjab Legislative Assembly Debates, Vol. III :—

> Mr. Speaker We now proceed with the business of the day. By an order dated 28th January, 1952 His Excellency the Governor had allotted the days, today and tomorrow, for voting of the Demands for Supplementary Grants and discussion of the Estimates of the Expenditure, charged on the revenues of the provinces, other than estimates relating to Expenditure referred to in paragraph (A) of Sub-Section (3) of Section 78 of the Government of India Act, 1935, as adapted for Pakistan . . . . .

Now if it is the discussion, then I may proceed otherwise, I will sit.

**Syed Tabish Alwari :** Sir, he is referring to discussion on the estimates.

**Mr. Speaker :** Please read on.

**Sheikh Aziz Ahmad :** Sir, it goes on :

> . . . . . By following the precedent of 1938 I propose to take up the discussion of the Estimates of the Expenditure charged on the revenues of the province, other than estimate relating to Expenditure referred to in paragraph (A) of Sub-Section (3) of Section 78 of the Government of India Act, 1935 . . . . .

**Mr. Speaker :** He has taken up the expenditure. I have not taken up the expenditure so far.

**Sheikh Aziz Ahmad** : Sir, then it says :—

> Before I throw the matter open for discussion I may make it quite clear to the House that these matters of the estimates of expenditure, charged on the revenue of the province, although open to discussion are, as you are no doubt aware, subject to vote. There is a further point that a particular item selected for consideration can be discussed but the question of policy with regard to the main estimate is absolutely debarred from it.
>
> I invite attention of the House to a short passage from the Compion which says—
> In the case of Supplementary Estimates and Excess Votes, debate must be confined to the objects of the votes.

**Mr. Speaker** : Objects of the votes : There is not going to be voting about the general discussion.

**Sheikh Aziz Ahmad** : Sir.

> . . . . . Under consideration (which may be very narrow) and may not be extended to the other items included in the Main Estimate to which this is subsidiary, or to the policy of the Main Estimate.
>
> I don't want to take more time of the House unnecessarily by quoting parliamentary practice. May has also developed the same thing at great length and it has been the practice of the House of Commons that on supplementary estimates debate cannot be allowed to extend to the question of policy or even the main estimate to which it is subsidiary. Therefore, I would request honourable members to keep this in view when discussion supplementary estimate . . .

**Makhdumzada Syed Hasan Mahmud** : I am not cutting the supplementary estimates.

**Mr. Speaker** : Please send this book to me so that I can study it. Makhdumzada Syed Hasan Mahmud to please continue till such time I stop him or his time is over.

**Makhdumzada Syed Hasan Mahmud** : Sir, I think you need not labour because I am concluding my speech by making a request to the Government not to utter certain words which are derogatory to the people and the political party leaders or which are derogatory to the faith of "Khatam-e-Nabuwat" and to take immediate steps to respond to the public opinion in the country as soon as possible. Sir, you need not go into that as I have already finished with my speech.

**Mr. Speaker** : No ; I must.

**Syed Tabish Alwari** : Sir, It is a very important issue.

**Mr: Speaker** : Begum Syedda Abida Hussain please.

**سید تابش الوری** : جناب والا ! اس وقت رامے صاحب کے سامنے صرف جنرل ایڈمنسٹریشن میں جو رقوم مختصر کی گئی ہیں ان میں سے دو کروڑ کی رقم صرف پولیس کے لئے ہے - اس کے علاوہ بھی مدیں موجود ہیں جو جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق ہیں -

**مسٹر سپیکر** : سید صاحب - آپ تشریف رکھیں - سید عابد حسین -

**Begum Syeda Abida Hussain (Lahore 2)** : Mr. Speaker Sir, coming as I do in the wake of perhaps the most seasoned parliamentarians and eloquent speakers in the House, I feel somewhat intimidated but the content of the supplementary budget is such that it may be rather difficult to totally go around it. The complexity of State Finances, Mr. Speaker Sir, makes supplementary budgets necessary especially in a year when there have been unprecendented events leading to unprecendented expenditure. In the past year there have been two such events. First, rather unhappy one, is last summer. These floods were certainly not waranted or ordered. They came through the blessings of nature or the wrath of nature and they brought destruction in their wake. In order to correct some of the destructions brought by these floods, certain financial allocations had to be made. Whether the

allocation or the assistance extended by the Government for relief work was actually used in the best possible manner or not is besides the point and I may point out here that manner for as the policy of extension of this assistance to vectims of the floods goes, we, the Members of this House have had a share in its extension and if we consider it a failure today, we must first accept that it is our own failure because those of us that represent districts come from areas that were afflicted by floods certainly had a very major say in assuring that the funds that were allocated to those areas were spent in specified directions.

The second event that involved certain amount of expenditure was the Muslim Summit held in Lahore. Sir, it is a matter of regret that despite the fact that the convening of this Summit is an event in the recent past, today we are going through such unpleasant and difficult times that it seems that we have forgotten that only three months ago this city of ours blossomed and rose to the occasion and was able to carry through this very very important conference which went a long way in heightening our prestige in the world and in forging genuine brotherly ties with Muslim countries of the World.

Sir, the major amount apportioned in the Supplementary Budget is to be directed to State Trading for the purposes of controlling trade in commodities like wheat and sugar. I would like to mention here Sir, that if we look at the example of India next door, we see that India went in for a similar venture a few months ago and was obliged to go back upon it because her administration, her government failed to implement it properly. I don't think that every venture that the Peoples Government has embarked upon has been a total and complete success. No Government is ever able to make all its undestakings and ventures total successes. However, one of the major successes of the People's Government has been the fact that having taken over this massive enterprise, having

endeavoured to eliminate the middle-man, the People's Government has been very reasonable successful in its efforts and throughout the last year prices of wheat have been maintained with regularity. Supply of the wheat to the general public has been reasonably efficient and prices of wheat in this country are lower than they are anywhere in the world and for this the People's Government deserves an enormous amount of applause and plenty of credit.

Sir, in the debate on the Supplementary Budget, we have touched on a very tender and sensitive issue and perhaps this is the issue that is consuming so much of our attention today. I am referring to the ugly monster of sectarianism that has suddenly swung itself in our face. Sir, we must not forget that all believers of Islam, whatever their sect, whatever their leanings, whatever their personal interpretations be have to acknowledge that Islam is a religion of tolerance. It is a religion of extreme magnanimity. Today when we talk in sectarian term we are playing with fire. First of all there will be no limit to this. Today we are declaring a particular community as a minority community and we advocate, as has been advocated by the Hon'ble speaker before me that this is the demand of the public, this is the desire of every body, tomorrow it may be the turn of another sect and equally there will be leaders who would say that it is the demand of the public. The day after tomorrow there may be yet another sect that is criticised thereby. I come to the issue of constitutional concession. Why is it, when already a clause is there in the Constitution. It protects KHATAM-E-NABUWWAT for the National State of Pakistan. Why do we then proceed to prolong the issue for declaration of minority community ? If this particular community is to be declared a minority community certainly the matter could be studied with cool and due consideration should be given to all interests and to all views. But for it to come out when there is so much heat in the issue, when it will of necessity generate certain ill feelings and certain bad blood that is likely to have very very deep

reaching effects on our history, would not be a wise thing. Therefore, Sir, I appeal to the hon'ble members present, the Leader of the Opposition, the hon'ble speaker who have just spoken before me that they must make this concession of cool at the present moment. If we are all there to strengthen the hands of the Government, as they say that they want to, to cope with this situation to take the heat out of this issue, to restore law and order, then they must maintain their cool and help us to maintain our cool to take the right and satisfactory decisions.

Sir, there have been some rather frivolous references for spending on things like opium or large cars or free decoration of houses etc. As far as the funds for opium go, I would like to remind to hon'ble member Haji Muhammad Saifullah that opium is a major component in a lot of drugs. Therefore, when we do parallel between the rejection of opium in free revolutionary China, it was not really valid. I would also like to point out that personal attacks on purchases of certain furnishings or motor cars etc, are not extremely relevant really because they are the part of the process of the Government. If this House feels strongly enough about it and the members of the House feel strongly enouph about it, they have every opportunity to move relevant legislation that may curb such expenditures in future. But so long as no legislation for these purposes exists, it is really not very relevant to make these comments. Thank you.

**مسٹر سپیکر :** میاں عبدالرؤف ۔

**میاں عبدالرؤف** (بہاولنگر 5) : جناب سپیکر ! آج 1973-74 کا ضمنی میزانیہ پیش ہے اور اس پر بحث جاری ہے ۔ اپوزیشن کے ممبر حضرات اپنی سابقہ روایت کے مطابق آج بھی وہی راگ الاپ رہے ہیں جیسا کہ وہ پہلے اپنی عادت کے مطابق کرتے ہیں ۔ یہاں جو بل پیش ہو ' اس پر تنقید ' جو بجٹ پیش ہو ، اس پر تنقید ۔ اس میں 1,22,42,51,920 روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ اس رقم کا زیادہ حصہ گندم اور چینی پر رکھا گیا ہے ۔ ویسے بھی یہ

شور مچتا رہا ہے کہ ملک میں چینی نایاب ہے ، لوگوں کو گندم کی سہولت نہیں ملتی ۔ اگر بجٹ میں رقم رکھی جائے تو اس پر توجہ گری ہوتی ہے کہ یہ رقم کیوں رکھی گئی ۔ اس کے آگے اسلامی کانفرنس کا مسئلہ آتا ہے ۔ اس پر اخراجات تو ہونے ہی تھے اور وہ ہوئے ۔ جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی بہت سی رقم ہمیں سنٹر سے مل جائے گی ۔ جو کمی آئے گی وہ اس میں پوری ہو جائے گی ۔ اس پر بھی توجہ گری ہو رہی ہے کہ یہ رقم کیوں رکھی گئی ہے ' یہ کیوں ہوا ہے پھر پولیس کا مسئلہ ہے ۔ ہر روز اپوزیشن کی طرف سے کوئی نہ کوئی موومنٹ ہوتی رہتی ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن خراب ہے ۔ اس کو صحیح کرنا چاہیئے ۔ حکومت یہ نہیں کر رہی ' وہ نہیں کر رہی ' میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر پولیس کو مہنگائی الاؤنس دیا جائے یا اس کی تعداد بڑھائی جائے یا تھانے بڑھائے جائیں تو اس پر یہ اعتراض کیوں ہو رہا ہے کہ یہ بجٹ میں فضول رقم رکھی جا رہی ہے ۔ اس پر کیوں خرچ کیا جا رہا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر وہ ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ ایڈمنسٹریشن ٹھیک نہیں ہے ' یا پولیس پوری طرح سے قابو نہیں پا سکتی تو اس کی تعداد بڑھانے یا اس پر خرچ کرنے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہیں ۔ بہر حال یہ اخراجات ضروری تھے ۔ پچھلے سال جو سیلاب آیا اس کی وجہ سے بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئیں ۔ اس میں گندم بھی ضائع ہوئی ، سڑکیں اور مکانات بھی ضائع ہوئے ۔ اس پر خرچ کرنا لازمی امر تھا اور یہ بڑا بجٹ آنا بھی لازمی امر تھا ۔

آخر میں میں مسئلہ قادیانی پر یہ عرض کروں گا کہ اس سے پہلے جناب چیف منسٹر صاحب اس پر تقریر کر چکے ہیں اور ایوان میں بھی بیان دے چکے ہیں ۔ گورنمنٹ نے وہ مسئلہ پوری طرح ٹیک اپ کیا ہوا ہے اور پوری کوشش کی جا رہی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو اگر دوبارہ چلایا جائے تو یہ کوئی سود مند بات ہوگی ۔ جب کہ وزیراعظم صاحب خود لاہور میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور اس پر بات ہو رہی ہے ۔ سب چیزیں اپنے اصول کے مطابق چل رہی ہیں ۔ اس پر اگر زیادہ زور دیا جائے تو سود مند نہیں ہوگا ۔ بہر حال جو چیز چل رہی ہے اس کو چلنے دینا چاہیئے ۔ میں سمجھتا

ہوں کہ یہ میزانیہ ضرور آنا چاہئے تھا ۔ اگرچہ یہ بڑا میزانیہ ہے بہر حال یہ حالات کے مطابق ٹھیک ہے اور میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر :** شیخ عزیز احمد صاحب نے ابھی ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا ۔ میں اس پر غور کر رہا ہوں ۔ اس وقت کے اور آج کے رولز کافی مختلف ہیں ۔ میں نے ساری پروسیڈنگز دیکھی ہیں ۔ مجھے سپلیمنٹری بجٹ میں کہیں یہ نظر نہیں آیا کہ فاضل وزیر خزانہ نے سپلیمنٹری بجٹ کی کوئی تقریر کی ہو یا سپلیمنٹری کو formally ایوان میں پیش کیا ہو ۔ پہلی آئٹم ہی جو اس میں ہے ، وہ بالکل اس طرح شروع ہو گئی ہے ۔ وہ پیش کرتے ہیں :

I beg to move :

> That a supplementary sum not exceeding Rs.....be granted to the Governor to defray the charges that will come in course of payment for the year ending... in respect of Land Revenue.

directly اس طرح وہ ساری کارروائی شروع ہو گئی ہے ۔

**شیخ عزیز احمد :** جناب والا ! اس سے آگے اگر آپ دیکھیں گے تو ہر ڈیمانڈ ووٹ کے لئے پیش کی گئی ہے ۔

**مسٹر سپیکر :** ڈیمانڈ شروع ہو گئی ہے ۔ They start the debate with the demands. The day starts with demands. دوسری بات ۔ جو آپ نے یہ پڑھا ہے کہ میں آئیٹم کی پالیسی ڈسکس کرنے کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ subsdiary جو آپ کٹ موشن کرتے ہیں تو وہ آپ کے رول 116 میں ہے ۔ آپ صرف ایک روپے کی کٹ موشن کرتے ہیں ۔

This is at the stage of cut motion.

جب ایک روپے کی کٹ موشن پیش کرتے ہیں تو اصل میں آپ policy underlying that item چیلنج کر رہے ہوتے ہیں ۔ پالیسی کا جو اس میں ذکر ہے وہ اصل میں کٹ موشن کی سٹیج ہی ہے جو ہمارے رول 116 میں ہے ۔

**Sheikh Aziz Ahmad** : Not at the stage of general debate:

**مسٹر سپیکر** : Not at the stage of general debate جنرل ڈیبیٹ کو میں verify کروں گا ۔ اس وقت غالباً نہ فنانس منسٹر کی تقریر provided تھی ، نہ اس پر پھر جنرل ڈیبیٹ provided تھی ۔ جہاں تک میں ان قواعد کو دیکھ چکا ہوں ۔

But I will go to my Chamber and further verify it and dig out the rules اگلے مقرر جمیل حسن مغ اس وقت موجود نہیں ۔ شیخ عزیز احمد

**شیخ عزیز احمد** (سیالکوٹ 5 ) : جناب والا! آج ضمنی بجٹ جو اس ہاؤس میں برائے منظوری پیش کیا جا رہا ہے اس پر اگرچہ حزب اختلاف کے ممبران نے صرف پالیسی پر بحث کی ہے لیکن کسی ڈیمانڈ پر بحیثیت اس مطالبہ کے کہ آیا یہ ضروری بھی تھی یا نہیں کسی نے بحث نہیں کی ۔ جہاں تک میں نے سنا ہے اس سے پہلے کا اگر کسی نے کوئی مطالبہ کیا ہو تو مجھے علم نہیں بہر حال جب سے میں ہاؤس میں آیا ہوں خاص طور پر پولیس کے مطالبہ پر جو کہ 36 اور 52 صفحہ تک 28 آمدات پر مشتمل ہے اس کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ اس میں ہر مد کے لئے کیوں ڈیمانڈ کی گئی ہے اور اس کی کیا وجوہات ہیں ۔ اس سے پہلے ڈیمانڈ نمبر ایک ہے جس کے لئے انہوں نے کہا ہے کہ : "creation of the post of Additional I.G. of police." اس کی ضرورت تھی اور اس لئے اس کے لئے 35 لاکھ 6 سو روپے رکھے گئے ۔ کسی صاحب نے یہ کہنے کی جرأت تو نہیں کی کہ اس post کو create نہیں کرنا چاہئے تھا ۔ اس لئے اس میں سے یہ رقم کاٹ دینی چاہئے ۔ سیکنڈ ڈیمانڈ جنگی قیدیوں کے متعلق ہے کہ جس وقت ہمارے جنگی قیدی باڈروں پر آئے تو ان کے لئے جو آسائشیں مہیا کی گئیں ان کے لئے ایک لاکھ 44 ہزار روپے کی رقم مانگی گئی ہے ۔ آپ اس کو گول تو کر گئے لیکن ہونا تو چاہئے کہ پولیس کو criticize کیا جائے اور اس وقت امن عامہ کی صورت حالات کو زیر بحث لے آئے جب کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال زیر بحث ہی نہیں ہے ۔ اس کے بعد تیسری ڈیمانڈ جو ہے وہ ہے 28 لاکھ 81 ہزار 940 روپے کی ۔

وہ ٹیلیفون چارجز اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کے ٹریولنگ الاؤنس کے بل جو بقایا تھے اور جن کے لئے اصل بجٹ میں کوئی پرویژن نہیں رکھی گئی تھی ان کے مطالبات زر کی ان کو ٹریولنگ الاؤنس دینے کے لئے جو رقم درکار تھی وہ مانگی گئی ہے ۔ یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ ان کو ٹریولنگ الاؤنس نہ دیا جائے ۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مطالبہ کو ختم کر دیا جائے اور ان کو ٹریولنگ الاؤنس نہ دیا جائے ۔ اس کے بعد چوتھی آئٹم جو ہے کہ جس کے ماتحت 7 سو روپے تک جن کی ماہوار تنخواہ تھی ان کو 35 روپے مہنگائی الاؤنس دینے کے لئے رقم ایک کروڑ 12 لاکھ 30 ہزار 810 روپے درکار تھی اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو مہنگائی الاؤنس نہ دیا جائے کیونکہ جس وقت 74 ۔ 1973 کا بجٹ پاس کیا گیا تھا تو اس وقت سینٹرل گورنمنٹ نے یہ مہنگائی الاؤنس منظور نہیں کیا تھا ۔ سال کے دوران میں جس دن منظور ہوا تو کیا یہ نہیں دینا چاہئے تھا ۔ جب تک آپ اگلے بجٹ میں یعنی 75 ۔ 1974ء کے بجٹ میں اس کو منظور نہ کر لیں اس وقت تک ملازمین کو یہ مہنگائی الاؤنس نہ دیا جائے اور ان کو کہا جائے کہ آپ کو ہم الاؤنس نہیں دینا چاہتے کیوں کہ ہاؤس نے اس کو منظور نہیں کرنا ۔ اس کو منظور کیا گیا اور صرف اس لئے دیا گیا کہ منظوری کی امید تھی اور وہ ایک ایسی ضمن میں ہے جس کے لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کو نہیں دینا چاہئے ۔ اب اسی طرح سے فیڈرل سیکورٹی فورس کے متعلق 75 ہزار 3 سو روپے اور 11 ہزار 120 روپے پی ڈی ایس پی کی پوسٹ کو Prosecuting Deputy Superintendent of Police کی مد میں تبدیل کرنے کے لئے ہے ۔ پہلے یہ تھی کہ جو بلوچستان سے آدمی آئے تھے ان کو پولیس میں مدغم کیا گیا اور ان کو رقم دی گئی ۔ اسی طرح سے ساتویں آئٹم پر ایک لاکھ 3 ہزار 950 روپے کی رقم 35 جیپیں کراچی پورٹ ٹرسٹ سے لے کر پولیس کو دینے کے لئے مانگی گئی ہے ۔ کیونکہ یہ رقم اسی دوران میں خرچ کی گئی ہے ۔ اسی طرح سے نویں مد پر ہے 13 لاکھ 44 ہزار ہے اور دسویں مد پر ہے :

S. Farid-ud-Din Ahmad, Inspector in Punjab Police, a supernumerary post of

**Inspector of Police has been created for the period 26th February 1953, to 17th September, 1973.**

اسی طرح سے یہ تمام مدات ہیں لیکن اس ایک آئٹم پر بھی میرے تمام حزب مخالف کے دوستوں میں سے کسی نے بھی اس کو criticise نہیں کیا ہے کہ یہ رقم فضول خرچ کی گئی ہے یا یہ غلط ہے۔

اسی طرح سے جب 74 ۔ 1973ء کے 30 جون کو ہم بجٹ پاس کر چکے تھے تو اس وقت فلڈز کا نام و نشان نہیں تھا لیکن جولائی اگست میں جس وقت فلڈز آئے تو کیا یہ مناسب تھا کہ ان نہروں کے بندوں جو ٹوٹ چکے تھے اور رستے جو کٹ چکے تھے کی تعمیر اس وقت تک روک دی جاتی جب تک اصل بجٹ میں سے وہ روپیہ ہم حاصل نہ کر لیتے ۔ جہاں تک ان کی مرمت کا تعلق ہے وہ 30 جون سے پہلے یعنی اگلے سیلاب سے پہلے ۔ آئندہ برسات کے شروع ہونے سے پیشتر ان کی مرمت کرنا لازمی تھا تا کہ آئندہ جب سیلاب آئے تو وہ عوام اور دیہات اور راستے محفوظ رہیں اور ذرائع آمد و رفت جو جاری رہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ ٹھیک ہے کہ اس میں کروڑ ہا روپے کی رقم خرچ ہوئی لیکن میں آنریبل منسٹر فار کمیونیکیشن کی توجہ اس امر کی طرف ضرور مبذول کراؤں گا کہ جو رقم اس سلسلے میں ہمارے ضلع میں غیر معمولی طور پر سیلاب کے سلسلے میں خرچ ہوئی ہے ان کو اس کا محاسبہ ضرور کرنا چاہئے ان کے محاسبہ کے لئے کوئی ٹیم مقرر کرنی چاہئے تا کہ وہ یہ دیکھ سکے کہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے وہ اخراجات صحیح کئے ہیں یا نہیں ۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے آنریبل دوست اس سے متفق ہوں گے ۔ میں اپنے ضلع کی بات کر رہا ہوں لیکن مجھے دوسرے اضلاع سے کوئی اطلاع نہیں ہے ۔ اسی طرح میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے کہوں گا کہ انہوں نے جو روپیہ ان بندوں کی تعمیر پر خرچ کیا ہے اس کا بھی محاسبہ ہونا چاہئے اور ان کو چیف انجینیئر یا کسی اور صاحب کو اس پر مامور کرنا چاہئے۔ میں جناب والا! ان گذارشات کے ساتھ درخواست کروں گا کہ ان ضمنی اخراجات اور ان ضمنی مطالبات زر کو منظور کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر :** ایس ایم مسعود ۔

**ایس ایم مسعود (لاہور ۱) :** جناب والا ! میں آج کے ضمنی بجٹ پر تقریر تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اپوزیشن کی طرف سے ایک ماہر اقتصادیات جناب خورشید انور نے کچھ باتیں ایسی کیں جن باتوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں بھی آج کی بحث میں اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔ جناب والا! انہوں نے اپنی تقریر کے دوران یہ بات کہی کہ جو منصوبہ بندی آج ہماری حکومت کر رہی ہے اس میں ٹیکسٹائل انڈسٹری کو تھوڑی دیر کے لئے پس پشت ڈال کر کھاد اور اس قسم کے کارخانے لگانے کے لئے منصوبہ بندی کی جانی چاہئے ۔ یہ بات کہ آج پاکستان کے اندر ٹیکسٹائل ملیں بننی چاہئیں اس صوبے میں اس کی ضرورت نہیں ہے ممکن ہے عوام کو یا اس ایوان کو دکھانے کے لئے یا اپنی تقریر کو خوش نما بنانے کے لئے انہوں نے یہ بات کہی ہو لیکن در حقیقت یہ بات اس ملک کے لئے نہ اس پنجاب کے صوبہ کے لئے اور نہ اس ملک کے عوام کے لئے درست ہے اور ان کی تقدیر کو یہ بات نہیں بدل سکتی ۔

جناب والا ! پاکستان کی معیشت دو صوبوں پر مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان پر رکھی گئی تھی اور دونوں صوبوں کی معیشت جو تھی وہ inter-dependent معیشت تھی ۔ کچھ کارخانے مشرقی پاکستان میں لگائے گئے اور کچھ کارخانے مغربی پاکستان میں لگائے گئے لیکن مغربی پاکستان میں جو کارخانے لگائے گئے ان کی بنیاد وہ نہیں تھی جو بنیاد مشرقی پاکستان میں رکھی گئی اور جب 1971ء میں مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہوگیا تو آج ہم نے اس صوبہ کے وسائل سے اپنی معیشت کو تبدیل کرنا ہے اور اپنی معیشت کو بنانا ہے ۔ اس وقت پاکستان میں بھی جتنا مرضی کہیں کہ ہمیں جناب گندم کی ضرورت ہے آپ گندم پیدا کرکے اپنے عوام کو روٹی تو دے سکتے ہیں لیکن اس ملک کے اندر معیشی انقلاب لانے کے لئے گندم کی پیداوار جو ہے وہ نہیں ہو سکتی ۔ صرف اور صرف اس ملک کے اندر اس صوبے کے اندر یا مغربی پاکستان کے اندر اگر کوئی چیز معیشی انقلاب لا سکتی ہے

تو وہ ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے اور صرف اور صرف کپاس کی انڈسٹری ہی لا سکتی ہے۔

جناب والا ! دوسری چیز جو اس ملک میں معاشی انقلاب لا سکتی ہے وہ چاول کی صنعت ہے۔ جناب والا ! میں گزارش کروں گا اور وہ غور کریں کہ اس وقت جو چیز پاکستان کے لئے تمام کا تمام زرمبادلہ کما سکتی ہے وہ صرف اور صرف ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے۔ آج پاکستان کو زیادہ سے زیادہ ٹیکسٹائل انڈسٹری کی ضرورت ہے۔ اور کوئی raw material نہیں ہے جس پر آپ اس ملک کی معیشت کو بنا سکتے ہیں۔

جناب والا ! اس وقت وہ ملک جو دنیا میں ٹیکسٹائل انڈسٹری لگا رہے تھے اور جن کو ٹیکسٹائل میں monopoly تھی وہاں کی صنعتیں دم توڑ رہی ہیں۔ لنکاشائر آج ختم ہو چکا ہے جاپان کی انڈسٹری ٹیکسٹائل سے نکل کر اب ہیوی انجنیئرنگ انڈسٹری میں جا رہی ہے اور صرف پاکستان کو اس وقت موقع ہے کہ ہم اس فیلڈ میں دنیا بھر میں اپنی monopoly بنائیں۔ اور اگر ہم اس ٹیکسٹائل انڈسٹری میں پیچھے رہ جاتے ہیں تو دیکھیئے کئی ملک ایسے ہیں جہاں پر کپاس raw material کی صورت میں موجود ہے۔ اگر انہوں نے یہ جگہ لے لی تو پاکستان کے لئے کوئی مستقبل نہیں ہو گا جب تک کہ ہم اس کا متبادل نہ ڈھونڈیں تو جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ حکومت کا یہ فیصلہ کہ اس ملک کے اندر ٹیکسٹائل انڈسٹری ہونی چاہیئے انتہائی اہم ہے۔ میں تو کہوں گا کہ اگر پاکستان اور پنجاب کے صوبہ میں ایک ایک گاؤں میں ایک ایک گھر میں اگر کھڈی بھی لگ جاتی ہے تو اس ملک کی تمام کی تمام خام کپاس استعمال میں لائی جا سکتی ہے اور پاکستان دنیا کے خوشحال ترین ملکوں میں شامل ہو سکتا ہے۔

جناب والا ! یہ بات کہ کھاد کے کارخانے لگنے چاہیں اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ کھاد کے کارخانے بڑی انجنئرنگ میں شمار ہوتے ہیں جو ہیوی انجنئرنگ اور کیمیکل ٹیکنالوجی کی آخری

سٹیج ہوتی ہیں ۔ جو ملک اس صورت میں پہنچ جائے جہاں اس کی انڈسٹری ہو تو وہ ملک خوشحالی کے اس آخری مقام پر پہنچ جاتا ہے ۔ اس وقت اگر انہوں نے economical survey of Pakistan اٹھا کر دیکھا ہوتا تو ان کو پتا چل جاتا کہ پاکستان میں کتنے نئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں جن میں کھاد کے نئے کارخانے لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس وقت صرف ملتان کی جو فرٹیلائزر فیکٹری ہے اس پر ساٹھ کروڑ روپے سے زیادہ لگا کر اس کو expand کرنے کا منصوبہ ہے ۔ یہ تو صرف ایک منصوبہ ہے ۔ حکومت کے زیر غور چھ اور منصوبے ہیں لیکن کوئی بھی ملک جو ہماری طرح under developed ہے ایک دن کے اندر کھاد کا کارخانہ نہیں لگا سکتا ۔ ملک کے اندر صرف تین کارخانے ہیں اس کے لئے زیادہ ضرورت ہے لیکن technology اور foreign exchange سارے کا سارا باہر سے آتا ہے اور دوسرے ملک اتنی آسانی سے کھاد کی مشینری دینے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اس کے لئے ہمیں جدوجہد کرنا ہوگی اور جدوجہد کرتے رہنا چاہیئے ۔

جناب والا ! حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے کہا تھا کہ جاہ و جلال کو قائم رکھنے کے لئے انتظامیہ پر بیحد اخراجات ہو رہے ہیں جس میں انہوں نے وزراء کے لئے بھی اتنے بڑے بڑے اخراجات پر اعتراض کیا تھا ۔ میں ان سے بالکل متفق ہوں بلکہ وہ جس وقت ہمیں یہ احساس دلا رہے تھے تو یقین مانئے کہ میری گردن شرم سے جھک گئی تھی کہ وہ بات جو ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم پر اس ملک کے صوبہ کے عوام کو بتاتے رہے آج اس کی یقین دہانی وہ ہمیں کرا رہے ہیں ۔ میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو کہوں گا کہ اگر وہ انقلاب اس ملک میں لانا ہے جس کی یقین دہانی انہوں نے کرائی تھی اور اگر ہم نے اس راستے پر چلنا ہے جس کے لئے 1970ء میں ہم نے الیکشن جیتا تھا ۔ کہ ہمیں اپنی خواہشات پر قابو پانا چاہیئے ۔ ورنہ ہماری جگہ لینے کے لئے کوئی اور لوگ آ جائیں گے ہم نے اسی وقت کے دہارے کو تقدیر سے بدلتے ہوئے پہنچنا ہے اور

آج اگر ہم اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ یہ اخراجات قانونی طور پر ممکن ہیں اور جائز ہیں اور اگر ہم یہ دیکھتے رہے کہ ان اخراجات کی قانون میں اجازت ہے اور پھر پچھلی حکومتوں میں بھی اس کی اجازت تھی تو پھر ہم نے کس کے لئے الیکشن لڑا تھا ۔ کون سا انقلاب لانے کے لئے جدوجہد کی تھی ؟ ان باتوں کو ختم کرنے کے لئے ہم نے جدوجہد کی تھی اور اگر ہم نے نہیں کی تو انقلاب اور لوگ لائیں گے ہم نہیں لا سکیں گے ۔ اس کے لئے میں ان کی تجویز کو کہ ان اخراجات کو ختم کرنا چاہیئے سراہتا ہوں ۔ اگر آج ہم یہ نہیں کریں گے ۔ کل نہیں کریں گے تو قوم اس کے لئے ہمیں معاف نہیں کرے گی ۔

جناب والا ! میرے دوست سید تابش الوری صاحب نے پارٹی اور حکومت کے درمیان رابطے پر اعتراض کیا ۔ اگر تو ان کا اعتراض صرف اتنا ہے کہ اس سے اخراجات ملک میں بڑھتے ہیں ۔ حکومت پر اس کا بوجھ پڑتا ہے اس کے لئے ان کا اعتراض حق بجانب بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر ہم اس ملک میں صحیح جمہوریت چاہتے ہیں تو وہ کون سی باتیں تھیں جو اس ملک میں جمہوریت کے لاگو نہ ہونے میں رکاوٹ کا باعث بنتی رہیں ۔ وہ یہی تھیں کہ حکومت اور پارٹی کے درمیان کبھی رابطہ نہیں رہا ۔ پارٹی اور ایڈمنسٹریشن ہمیشہ مختلف دو چیزیں رہی ہیں ۔ اگر صرف ہم اس ملک میں صحیح جمہوریت لانا چاہتے ہیں تو یہ اقدام جو اس حکومت نے کیا ہے اس کو انہیں indirectly appreciate کرنا چاہیئے تھا کیونکہ یہ بات اس ملک میں ایک روایت کی صورت اختیار کرے گی ۔ اور جس سے پارٹی کی سر بلندی ہو گی ۔ یہ جمہوریت کے لئے مفید ثابت ہو گی اور اس ملک کے اندر جمہوریت فروغ حاصل کرے گی ۔ اس لئے اس وقت وہ اعتراض برائے اعتراض تو ضرور کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ دیانتداری سے سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت آنی ہے تو یہ جمہوریت کے لئے ایک نہایت اہم اقدام ہے اور اس کے لئے ان کو اس حکومت کے اس اقدام کو سراہنا چاہیئے کیونکہ قومیں اور ملک ہمیشہ قائم رہتے ہیں ۔ ادارے ہمیشہ

قائم رہتے ہیں لیکن افراد ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں - افراد اس پر قائم نہیں رہتے -

جناب والا ! ایک بات جو ہمارے اپوزیشن کے ایک فاضل رکن نے کہی وہ میرے دوست میاں خورشید انور صاحب نے کہی تھی اور انہوں نے کھیت مزدوروں کی طرف اشارہ کیا کہ ان کی حالت بڑی خراب ہے - میرے دوست جناب حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے کہا کہ جو قرضے چھوٹے کسانوں کو دیئے گئے ہیں وہ امداد کی صورت میں بدل دیئے جائیں - میرے دوست جناب قیوم بٹ صاحب نے یہ کہا کہ جو تعلیمی ادارے قومی ملکیت میں لئے گئے ہیں صرف وہ ادارے ہیں جو عام سکول اور کالج ہیں اس میں وہ ادارے جو ایک بڑے طبقہ کے لئے ہیں ان کو قومی ملکیت میں نہیں لیا گیا - جناب والا ! تینوں اور چاروں باتیں اگر ہم سوچیں اور دیکھیں تو اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ نظام حکومت جس کے لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ملک کے ہر فرد کو صحیح حقوق حاصل ہوں تو ہمیں ان تمام باتوں کے لئے علاج ڈھونڈنا پڑے گا - ان کے لئے یہ دیکھنا پڑے گا کہ کون سا نظام حکومت ان تمام برائیوں کو دور کر سکتا ہے - موجودہ سرمایہ دارانہ نظام جو چل رہا ہے اس کو ختم نہیں کر سکتے اور اس کے لئے ہمیں آگے بڑھ کر ایسا انقلاب لانے کی ضرورت ہے جس کے لئے ہم جدوجہد کرتے رہیں گے -

- **مسٹر سپیکر** : راجہ جمیل احمد خان -

**راجہ جمیل اللہ خان** ( گوجرانوالہ 8) : جناب والا ! مجھے یہ شکایت نہیں جو میرے فاضل رکن نے کی ہے - کہ یہ جاہ و جلال یہ زیب و آرائش کے لئے جو بیس کاریں لی گئی ہیں یہ صرف وزراء کے لئے ہیں - شکایت تو شاید بجا ہو لیکن وزیر خزانہ پہلے چونکہ خود کہہ چکے ہیں کہ وہ غریب عوام کے غریب ترین وزیر خزانہ ہیں تو ممکن ہے کہ یہ ودیعت ان کو ورثہ میں ملی ہو - مجھے امید ہے کہ شائید آئندہ اس کا اعادہ نہ کریں -

جہاں تک حضور والا ۔ اس سیلاب کا تعلق ہے جو سیلاب عذاب الٰہی کی شکل میں یہاں نازل ہوا تھا یہ ہمارے گناہوں کی سزا تھی ۔ اس سلسلہ میں تقاوی قرضے دیئے گئے ۔ امداد ہم کو غریبوں کو دینے کے لئے ملی لیکن امداد کو حکومت نے اپنی تجوری بھرنے کے لئے استعمال کیا ۔ وہ جو تقاوی قرضے دیئے گئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ میرے حلقہ نیابت میں آئیں میں نے سیلاب کمیشن کے سامنے بھی شکائیت کی تھی کہ غریب لوگوں تک قرضہ نہیں پہنچا جو زمیندار تھے جو مربعوں کے مالک تھے جنہوں نے الیکشن میں بھی حصہ لیا تھا ان کو یہ قرضے دیئے گئے ۔ میرے اپنے شہر میں ایک خاندان کو اسی ہزار روپے ملے جس نے میرے مقابلہ میں آپ کے چیئرمین کے مقابلہ میں حصہ لیا تھا لیکن صرف چند ہزار روپے غریب لوگوں کو دیئے گئے ۔ پوچھنے والا تو کوئی ہے نہیں ۔ اسی طرح جو گھروں کی تعمیر کے لئے ہزار کے پیچھے ایک سو روپے قرضہ دیا گیا آج تک وہ لوگ چکر کاٹ رہے ہیں اور انہیں اپنے کاغذات نہیں مل رہے ہیں اور اگر ملتے ہیں تو صرف ان کو جن کے پاس کوئی خط یا قائد اعظم کا نوٹ ہوتا ہے ۔ جناب والا ! میرے ضلع میں تقاوی قرضے بارہ لاکھ سے زائد دیئے گئے لیکن میری تحصیل وزیر آباد میں جہاں تباہی سب سے زیادہ ہوئی نوگراں سے لے کر قادر آباد تک گاؤں کے گاؤں زیر آب آ گئے ۔ گھر کے گھر لٹ گئے لیکن صرف چند ہزار انہیں بانٹا گیا اور پچاس فیصد سے زائد قرضہ اسی علاقہ میں دیا گیا جہاں کے وزیر اس وقت برسراقتدار تھے ۔ ہم چاہتے ہیں آپ اس کی انکوائری کروائیں آیا اس علاقے میں کوئی سیلاب آیا ۔ وہاں کون سا نالہ تھا جس سے یہ تباہی ہوئی ۔ جناب والا ! وزیر آباد اور حافظ آباد کو یہ سزا دی گئی کیونکہ میں اپوزیشن سے آیا تھا ۔ میں نے وزیر اعلیٰ اور وزیر صاحب سے بھی درخواست کی تھی ۔ وہاں کے ڈپٹی کمشنر نے بھی آپ کو دو خط لکھے اور آپ نے بھی پیسے دینے کے لئے مجھ سے وعدہ کیا تھا لیکن آج تک یہ وعدہ وفا نہیں ہو سکا ۔

اس کے علاوہ جناب والا جو ٹیوب ویل کے لئے پیسے دیے جا رہے ہیں کم از کم ایک ممبر کی حیثیت سے میں اس کی مخالفت کروں گا ۔ باقی ممبران اس سے

خوش ہوں گے ۔ لیکن میں اس سے خوش نہیں ہوں کیونکہ اس کے لئے آپ نے شرط لگا دی ہے کہ ٹیوب ویل ان کو ملے گا جن کے پاس 55 ایکڑ زمین ہو گی ۔ جناب والا ! میں عرض کر دوں 55 ایکڑ زمین کسی غریب آدمی کے پاس نہیں ہو سکتی ۔

**آوازیں :** پچیس ایکڑ ہے ۔

**راجہ جمیل اللہ خان :** جناب والا ! 55 ایکڑ مل کر یا کم از کم 55 ایکڑ ہو ۔ ہمارے ہاں ڈپٹی کمشنر نے 55 ایکڑ سے کم کی منظوری نہیں دی ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ! آپ اس کا فیصلہ کروا دیں ۔

**مسٹر سپیکر :** ضروری نہیں کہ ممبران اس سے متفق ہوں ۔

**راجہ جمیل اللہ خان :** جناب والا ! 55 ایکڑ کا مالک غریب کسان نہیں ہو سکتا ۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ 55 ایکڑ کی شرط نہیں ہے تو آج ہی اس ہاؤس سے یہ حکم جاری ہونا چاہیے کہ ایک آدمی جو 55 ایکڑ کا مالک ہے اس کو ٹیوب ویل نہیں ملے گا ۔ جناب والا ! چونکہ ہم سیاست میں ہیں اس لئے ہم اور آپ یہاں آ کر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ آپ کو بلڈوزر ملے ہوئے ہیں لیکن میرے ضلع میں یہ بلڈوزر بھی نہیں ہیں ۔ میں نے کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ دریا ٹنوں اور منوں کے حساب سے ریت پھینک گیا ہے اس کے لئے بلڈوزر چاہیے ۔ لیکن وہ بلڈوزر ایک وزیر کے علاقہ میں دو سال رہا ۔ ایک آپ کے ممبر کے علاقہ میں رہا لیکن ان غریبوں اور کسانوں کو تو کچھ دیا ہی نہیں گیا حالانکہ بلڈوزر کاشت کے لئے ہونے چاہئیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ایک ممبر اجازت لے کر گیا ہے اسی بلڈوزر کے استعمال کے لئے اور سڑکوں کے لئے لے کر گیا ہے ۔ جناب والا ! سفارشیں چلتی ہیں ۔ آپ ان غریب لوگوں کے حقوق کو سفارشوں سے پامال کر رہے ہیں ۔ جو آپ نے وعدہ کیا ہے وہ تو کم از کم پورا کریں ۔ یہ بلڈوزر زراعت کے لئے ہیں نہ کہ سڑکوں کے لئے اور نہ ہی وزرا کے علاقوں کے لئے نہ ممبران کے لئے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں چینی کی طرف آتا ہوں ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ شہروں میں بھی نہیں ملتی ۔ میں اپنے شہر کے دوستوں کے حقوق پامال تو نہیں کرنا چاہتا لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ 70 فیصد لوگ جو بچارے دیہاتوں میں رہتے ہیں گاؤں میں ابھی تک گھی کی سپلائی کا انتظام نہیں کیا گیا ۔ ان کے پاس اتنی گائے بھینسیں تو ہیں نہیں کہ وہ خالص گھی کھائیں اور پھر جناب چینی کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے ۔ ڈپو بہت تھوڑے ہیں ۔ ایک ڈپو کے پیچھے دس دس گاؤں لگے ہوئے ہیں ۔ ہر گاؤں کا علیحدہ ڈپو ہونا چاہیے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں کمیٹیوں کے متعلق عرض کروں گا کہ گذشتہ چھ سات مہینوں سے درجہ چہارم کے ملازمین کو ہمارے ہاں تنخواہ نہیں ملی اور یہ تنخواہ آپ سے قرضہ لے کر ادا کی گئی ۔ اتنی زبوں حالی ہے ۔ اخراجات زیادہ ہیں آمدنی ہے نہیں ۔ کاموں کی میونسپل کمیٹی کا پیپلز ورکس کمیٹی میں ذکر ہوا تھا ۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ عوامی نمائندے میونسپل کمیٹیوں کو چلائیں گے ۔ جناب والا ! لوگوں کو اس بیوروکریسی سے بچائیے ورنہ ان کی حالت اور خراب ہو جائے گی ۔

جناب والا ! اس کے بعد تعلیم کا آپ نے فرمایا ہے کہ مفت ہو جائے گی عام ہو جائے گی ۔ ہمارے اپنے علاقہ میں جو سینکڑوں سکول سیلاب سے تباہ ہو چکے ہیں آج تک کوئی عمارت بھی کھڑی نہیں ہوئی ۔ ایک نہیں درجنوں سکول ایسے ہیں ۔ میں وزیر تعلیم کو دکھلا سکتا ہوں اگرچہ آپ نے فیس تو معاف کر دی ہے مگر دوسری طرف انہیں سکولوں نے مختلف بہانوں سے بچوں سے فنڈ اور چندوں کی شکلوں میں رقوم وصول کرنا شروع کر دی ہیں ۔ جناب والا ! ہمارے شہر میں بچوں سے مختلف شکلوں میں پانچ روپے سے لے کر پچاس روپے تک وصول کیا گیا ہے ۔ جی یہ سکول کی تعمیر ہے ۔ فلاں کام ہے ۔ یہ کرنا ہے اور وہ کرنا ہے ۔ چندہ آپ نے معاف نہیں کیا اور فیس معاف ہوئی لیکن وہ بھی دوسری شکل میں وصول کرنا شروع کر دیا ہے ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس کی انکوائری کروائیں تاکہ یہ سلسلہ ختم ہو سکے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں ایک اہم مسئلہ پر عرض کروں گا میری محترمہ رکن عابدہ سیدہ نے بھی فرمایا ہے کہ یہ پبلک کی ڈیمانڈ ہے۔ مخدوم زادہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ ختم نبوت کا مسئلہ ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ڈیمانڈ نہیں ہے عوام کی طرف سے نہیں ہے بلکہ یہ آپ کے آئین کی ڈیمانڈ ہے ۔ خداوند کریم کی کتاب اللہ کی ڈیمانڈ ہے۔ اس کے لئے آپ نے فیصلہ کرنا ہوگا۔ گفتار کا غازی نہیں ۔ کردار کا غازی ہونا چاہیے ۔ کیونکہ وہ فرقہ نہیں ہے وہ مرزائیت ہے وہ مسلمان نہیں ہیں یہ آپ کے قرآن اور آئین کا فیصلہ ہے اور یہ ربوہ میں جو لکھا ہے کہ خداوند کریم کی فوج آئے گی اور وہ امداد کرے گی ۔ یہاں لاہور کے شہریوں نے بھی دیکھا ہے اور کچھ یہاں بھی لوگ کھڑے ہیں ۔ ہو سکتا ہے یہ سب کچھ کل کے لئے ہو رہا ہو لیکن میں آپ سے اپیل کروں گا خدا را اس میں فوج کو ملوث نہ کریں اور وہ فوج جو آج کی بہترین فوج تھی لیکن بدترین قیادت کی وجہ سے اس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ۔ آج اس کو پھر استعمال کر کے اس کی ساکھ پھر خراب کر رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** : آرمی کو موضوع بحث مت بناتیں یہ مرکزی مسئلہ ہے ۔ صوبائی مسئلہ نہیں ہے ۔

**راجہ جمیل اللہ خان** : لیکن جناب والا ! یہ حقیقت ہے ۔ جناب میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا فیصلہ جتنی جلدی ہو سکے کر دیا جائے کسی بیرونی طاقت کا دباؤ قبول نہ کیا جائے ۔ کیونکہ یہ ہمارے اور آپ کے دل کی آواز ہے آپ بھی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں ۔ ہمارا بھی اس پر پورا ایمان ہے ۔ اگر جناب والا ! ختم نبوت پر ایمان ہے تو پھر کیوں نہیں ان کو اقلیت قرار دیتے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ زکواۃ نہ دینے والے کو قتل کا حکم دے سکتے ہیں تو آپ انہیں اقلیت کیوں نہیں قرار دے سکتے ۔

**جناب کرنل محمد اسلم خان نیازی (میانوالی ۔ 1)** : جناب سپیکر ۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

عرض یہ ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ جو کہ ہمارے سامنے پیش ہے - اس کا صفحہ 151 اگر دیکھا جائے - تو میرے ضلع کی صرف تین سڑکوں کے بہت تھوڑے سے ٹکڑوں کے لئے بہت حقیر سی رقم رکھی گئی ہے اور گذشتہ سیلاب سے جو تباہ کاریاں مچی ہیں - ان کی مرمت کے لئے قلیل رقم مختص کی گئی ہے - تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں جناب والا ! کہ 60 میل لمبی سڑک میانوالی - عیسیٰ خیل روڈ کے لئے چار لاکھ 65 ہزار روپیہ مختص کیا ہے جو کہ صرف چار میل کیلئے بھی پورا نہیں ہو سکتا - یہ 60 میل کے لئے مختص کیا گیا ہے - تو میں یہ گذارش کروں گا - کہ میانوالی کو بہت ہی پس پشت رکھا گیا ہے اور اس کے علاوہ جناح بیراج لنک روڈ جو کہ بالکل تباہ ہو چکی ہے اور وہ بھی صرف بیراج کے دونوں طرف جو تھوڑے تھوڑے ٹکڑے ہیں - ان کے لئے کچھ رقم رکھی گئی ہے - جو کہ وہاں کے عوام کے فائدے کے لئے نہیں ہے - البتہ نہر والوں کو کوئی فائدہ پہنچے گا - میری تو گذارش یہ ہے کہ اس قسم کی حقیر رقمیں اور اس قسم کی قلیل رقمیں ہمارے دور دراز کے علاقے پر خرچ کرنا اس کا استحصال کرنے کے برابر ہوگا اور یہ میں التجا کروں گا کہ یہ استحصال جو کہ ہم نے دعویٰ کیا ہوا ہے اور ہماری حکومت نے دعوے کیا ہوا ہے کہ ہم یہ استحصال ختم کریں گے - یہاں تو استحصال پہلے سے بھی بڑھ کر نمایاں ہو رہا ہے - میں یہ عرض کروں گا کہ جب بھی بجٹ بنایا جائے اور خاص طور پر جب ضمنی بجٹ بنایا جاوے - تو اس میں کم از کم ہم ممبران کو بلا کر ممبران کے علاقے کی مشکلات اور ان کی ترقیاتی سکیموں کے متعلق ان سے مشورہ کر کے بنایا جائے -

**مسٹر سپیکر :** اب تو سال ختم ہو رہا ہے - اب آپ سے کیا مشورہ کرنا ہے -

**کرنل محمد اسلم خان نیازی :** جناب والا ! میں آئندہ کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ آئندہ جب کہ بڑا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے - اس میں بھی کسی سے مشورہ نہیں کیا گیا ہے - تو میں عرض کروں گا کہ

حقارت سے نہ دیکھیں اہل ساحل اہل طوفاں کو
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کنارے ڈوب جاتے ہیں

تو آپ ہم لوگوں کو پس پشت ڈال رہے ہیں ۔ کیونکہ ترقیاتی سکیمیں اگر لاہور میں رائج ہوں اور صرف لاہور ہی میں ترقیاتی سکیمیں نافذ ہوں ۔ دیہات اور دور دراز کے علاقوں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جاوے اور ان پسماندہ علاقوں کو ان سکیموں میں سے منفی کر دیا جاوے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سخت زیادتی ہے ۔

اب گذارش یہ ہے کہ چند ایک سکیمیں میں نے عرض کی تھیں جو کہ میں نے شروع ہی سے یہاں پیش کی تھیں ۔ افسوس کا مقام ہے ۔ کسی بھی بجٹ میں ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ۔ ہماری ایک نہر ہے ۔ جو کہ 250 سال پرانی ہے اور جب احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان کی سر زمین پر قدم رکھا ۔ تو یہ بیچاری نہر وہاں پر موجود تھی اور اس کو 250 سال ہو گئے ہیں کیونکہ احمد شاہ ابدالی 1761ء میں حملہ آور ہوا تھا اور ابھی تک وہ کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہوئی ہے جہاں کروڑوں اور اربوں روپے حکومت کے بیراجوں پر خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ وہاں کیوں نہیں ہمارے اس پسماندہ علاقہ کی ترقی پر خرچ کیا جاتا ہے ۔

**سید ناظم حسین شاہ** : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

**کرنل محمد اسلم خان نیازی** : میں یہ بیچ میں خلل نہیں مانتا ۔ یہ ٹیں ٹیں کون کر رہا ہے ۔ گذارش یہ ہے ۔ جناب والا ! کہ ذرا اس حقیقت پر بھی آئیے جناب والا ۔

حقیقت بیان کرنے سے یہ مومن رک نہیں سکتا ۔

یہ غلط بات ہے کہ آپ لوگ ہمیں نظر انداز کر دیں ۔ بجٹ کے اندر ہمارے اس پسماندہ علاقے کے متعلق ببانگ دہل اعلان کریں کہ ۔ ۔ ۔ ۔

**Syed Nazim Hussain Shah** : Point of order, Sir.

**Col. Muhammad Aslam Khan Niazi** : Please sit down.

**Mr. Speaker :** The House is called to order.

**سید ناظم حسین شاہ :** جناب والا ! یہ معزز رکن تقریر کر رہے ہیں ۔ یا یہ سپلیمنٹری بجٹ کے متعلق ارشاد فرما رہے ہیں ۔

**کرنل محمد اسلم خان نیازی :** میں سپلیمنٹری بجٹ پر تقریر کر رہا ہوں ۔ اگر آپ کو علم نہیں ۔ تو ذرا study کریں ۔

**مسٹر سپیکر :** کرنل صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ انھوں نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ جب ضمنی بجٹ بنانے کی تجویز ہو ۔ تو تمام ممبران کو confidence میں لیا جاوے۔ غالباً کسی اور ممبر نے اپنی تقریر میں ضمنی بجٹ کا نام نہیں لیا ۔ انھوں نے تو نام بھی لیا ہے ۔

**کرنل محمد اسلم خان نیازی :** Thank You Sir, I am so grateful. گذارش یہ ہے ۔ جناب والا ! کہ ایک سکیم میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ یہ تبی سر کی سڑک کا چھ میل کا ٹکڑا اگر بن جاوے ۔ تو سو میل فاصلہ کی بچت ہے ۔ کیا اس ہمارے بجٹ کے اندر یا ہماری حکومت کے زمانہ میں چھ میل کا ٹکڑا آپ نہیں بنا سکتے ۔ جس سے کہ پبلک کو سو میل کا فائدہ پہنچتا ہے ؟ public کے علاوہ آپ کی defence کے لئے بھی فائدہ ہے اور سب سے زیادہ آپ کی commnnications کے لئے بھی فائدہ ہے ۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ چھ میل کا ٹکڑا آپ نہیں بناتے ۔ اگر یہ آپ سے نہیں بنتا ۔ تو مجھے کہیں ۔ میں بنا کے دیتا ہوں ۔ مجھے کہہ دو ۔ میں بنا کے دیتا ہوں ۔ میرے میں اتنی استطاعت ہے ۔

**Minister for Education :** This is an assurance given by the honourable member on the floor of the House.

**مسٹر سپیکر :** ان کی پیش کش کو قبول کر لیں ۔

**ڈاکٹر عبدالخالق :** ان کی پیش کش کو قبول کر لیا ہے ۔ جناب والا ۔

**کرنل محمد اسلم خان نیازی :** Thank you, Sir. میں ڈاکٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے مہربانی فرما کر میرا کالج منظور فرمایا ہے -

**ڈاکٹر عبدالخالق :** یہ فاضل ممبر کو میری طرف سے on the floor of the House یقین دہانی ہے -

**کرنل محمد اسلم خان نیازی :** میں ڈاکٹر صاحب کا بہت بہت مشکور ہوں کہ انھوں نے ہمارا کالج منظور کیا ہے - مگر مجھے علم ہوا ہے اور میرے کانوں تک یہ بھی آوازیں پہنچ رہی ہیں کہ نیچے سے چوہے لگ گئے ہیں اور وہ گھسیٹ کے کہیں اور نہ لے جائیں - میرا کالج - ڈاکٹر صاحب ذرا غور فرماتے رہیں -

اس کے علاوہ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ کروڑ ہا روپے کا ہمارے پاس جناح بیراج بنا ہوا ہے اور اس میں صرف ایک ہی نہر نکل رہی ہے - جسے تھل پراجیکٹ کہتے ہیں اور سکھر کی جو بیراج ہے - اس کو میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس سے سات نہریں نکل رہی ہیں چار روہڑی سائڈ پر اور تین سکھر والی سائڈ پر - تو گذارش ہے کہ جس وقت کروڑوں اور اربوں روپے کا خرچ کرکے بیراج بنا ہے - تو اس کے رائٹ بنک سے بھی کینال بنائیے اور اس سے عیسیٰ خیل تحصیل کو سیراب کیجئے - موجودہ ہیڈ کی وجہ سے کروڑ ہا روپے کی بچت ہوگی کیونکہ صرف نہر کی کھدائی کرنی ہوگی مگر ابھی تک آپ نے صرف ایک ہی نہر نکالی ہے - اگر آپ اس قابل بھی نہیں ہیں - تو مجھے آپ کی حالت زار پر افسوس آتا ہے -

ہزار بار نمود سحر ہوئی لیکن
کسی غریب کی دنیا میں روشنی نہ ہوئی

حضور عرض ہے ۔ کہ

چمن کی رنگ و بو نے اس قدر دھوکے دئے مجھ کو
کہ میں نے شوق گل بوسی میں کانٹوں پہ زبان رکھ دی

حضور والا ! آپ کی وساطت سے اپوزیشن کے جواب میں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری پیپلز پارٹی اللہ کے فضل سے ٹھیک جا رہی ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ

یہ پھول ہم نے خیرات میں نہیں پائے ہیں
خون دل صرف کیا ہے تو بہار آئی ہے

جناب والا ! افسوس ہے کہ گھنٹی بج گئی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ جو موجودہ situation مرزائیوں کی ہے اور مرزائیت کی ہے اس کے متعلق تو میں یہ عرض کروں گا اور ہمارا حقیر مشورہ یہ ہے اور یہ Prime Minister تک جانا چاہیے ۔ فقیر کا حقیر مشورہ ہے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جاوے اور کلیدی آسامیوں پر ان کو جگہ نہ دی جائے ۔ یہاں پر میں یہ عرض کروں گا ۔ اگر آپ کے علم میں نہیں ہے کہ آج اگر کمانڈر انچیف جنرل ٹکا خان پینشن پر چلا جائے ۔ تو اس کے next بھی مرزائی ہے ۔ اس سے next بھی مرزائی ہے اور اس سے next بھی مرزائی ہے لہذا اس امر کا خطرہ ہے کہ فوج مرزائیوں کے ہاتھ میں نہ چلی جائے ۔

**Mr. Speaker :** Let us not discuss the army and the defence servies over here.

**میاں خورشید انور :** جناب سپیکر ! کل مورخہ 14 جون 1974ء کو ملک میں مکمل ہڑتال کی جا رہی ہے ۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کی طرح ہم بھی اس ہڑتال میں حصہ لیں گے لہذا ہم کل اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہوں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**سید ثابش الوری** : جناب والا ! میں اپیل کرتا ہوں کہ اس عقیدے پر یقین رکھتے ہوئے وہ بھی اس ہڑتال میں شامل ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** : جن فاضل اراکین نے کل اس بحث میں حصہ لینا ہے اور ان کے نام مجھ تک پہنچے ہوئے ہیں وہ یہ ہیں : سید فدا حسین ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔ مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔ مسٹر عبدالحفیظ کاردار ۔ مسٹر طاہر احمد شاہ ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ مسٹر جمیل حسن خان منج ۔ رانا کے۔اے۔ محمود اور علامہ رحمت ارشد ۔

The House is adjourned till 9-00 a.m. to-morrow.

---

(اسمبلی کا اجلاس 14 جون 1974ء بروز جمعہ المبارک 6 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

---

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

(جمعۃ المبارک ۔ 14 جون 1974ء)

(جمعۃ المبارک ۔ 22 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

پ ۳ ۔ س ۲ ۔ رکوع ۴ ۔ آیات ۲۶۳ تا ۲۶۴

نرم بات کہہ دینی اور (بے ادبی سے) درگزر کر دینا بہتر ہے اس سے کہ جس خیرات و صدقات کے بعد (لینے والے کو) احسان جتا کر اذیت پہنچائی جائے اور اللہ تو بے پرواہ اور بردبار ہے۔ اے ایمان والو! اپنے صدقات ضائع نہ کرو۔ احسان جتا کر اور ایذا دے کر، اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کے دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برسے اور اس چٹان کو صاف کر ڈالے۔ اسی طرح دکھاوا کرنے والے لوگ اپنے کاموں کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

# اراکین اسمبلی کی رخصت

---

## رائے احمد حیات خان کھرل

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست رائے احمد حیات خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری دس تاریخ کو اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ لہذا مہربانی فرما کر ایک دن کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## مسٹر نذر حسین منصور

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذر حسین منصور صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

Respectfully I beg to state that I have been sick for the dates 3-6-1974 to 10-6-1974 Kindly grant me leave for the said days and oblige.

**مسٹر سپیکر ۔** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## سردار نذر محمد خان جتوئی

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

میں بوجہ تکلیف 6 اور 7 جون 1974 کو اجلاس

میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ براہ مہربانی ان ایام کی
رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

---

ملک خان محمد کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک خان محمد کھوکھر صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 7-6-1974 کو بوجہ بخار
اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا براہ کرم ایک یوم
کی رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

---

## مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب)
مسلم عائلی قوانین مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 4 بابت 1974ء) کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سوشل ویلفئر اور اوقاف کی رپورٹ
پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مسلم عائلی قوانین مصدرہ
1974ء (مسودہ قانون نمبر 4 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے
لوکل گورنمنٹ و سوشل ویلفئر اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مسٹر محمد نواز ۔ جناب والا ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے ساتھیوں نے
ان بنچوں سے اسمبلی کے آج کے اجلاس کا بائیکاٹ کر رکھا ہے ۔ میں سمجھتا

ہوں کہ جناب وزیر اعظم کی تقریر کے بعد اس بائیکاٹ یا واک آؤٹ کا جاری رکھنا صحیح نہیں اور میرے ساتھیوں نے جو کچھ کیا ہے وہ اچھا نہیں کیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

---

# پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 1973-74

(بحث بحیثیت مجموعی)

**مسٹر سپیکر** ۔ اب ضمنی بجٹ پر عام بحث ، جس کا آغاز کل کیا گیا تھا جاری کی جاتی ہے ۔ سید فدا حسین ۔

**سید فدا حسین** (گوجرانوالہ ۔ 6 ) ۔ جناب سپیکر ۔ میں پچھلے مالی سال کا ضمنی بجٹ پیش کرنے پر جناب محمد حنیف رامے کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ حزب اختلاف کی طرف سے اس سلسلے میں جو الزامات عائد کئے گئے ہیں ان میں سب سے پہلا الزام یہ ہے کہ گندم کی خرید اور چینی کی سرکاری قیمت فروخت ایسی نہیں ہونی چاہیے جو مقرر کی گئی ہے ۔ اگر گندم کی خرید نہ کی جائے تو پھر تحریک التواء کار آئیگی کہ دیکھئے جناب ان کے پاس گندم نہیں اور لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور اگر خریدی جائے تو کہتے ہیں کہ یہ جو اضافی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے اور ایک سال میں پہلے 35 روپے اور اب 50 روپے کا جو تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے یہ تمام اخراجات ایک اچھی منصوبہ بندی کا ایک بین ثبوت ہے ۔ لیکن اس پر بھی حزب اختلاف کی طرف سے اعتراض کیا گیا ہے ۔ غیر مسلموں کی جائداد سے متعلقہ شعبہ بھی 30 جون سے ختم کیا جا رہا ہے۔ اس لیے اس سلسلہ میں جو اضافی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے وہ بھی درست ہے ۔ جناب حاجی محمد سیف اللہ خان جو آج ایوان میں نہیں ہیں انہوں نے اعتراض کیا تھا افیون کی جو سرکاری خرید کی گئی ہے اور جو کار خریدی گئی ہے یہ دونوں چیزیں غلط ہیں ۔ اس بات سے تمام معزز ممبران آگاہ ہیں کہ افیون دوائیوں میں استعمال ہوتی ہے اور یہ افیون ادویات میں استعمال کرنے کے لیے خرید کی گئی ہے ۔ انہیں دوسری شکایت کار کی خرید کے متعلق ہے تو یہ کار جناب گورنر صاحب کے لیے خریدی گئی ہے اور اسمبلی میں گورنر کی ذات اور اس کے ذاتی اخراجات پر بحث نہیں ہو سکتی ۔ اس کے

ساتھ ساتھ میں گزارش کرتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کے متعلق انہوں نے تمام وقت لیا تھا ۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ ایک ایسے معاشرہ میں کبھی لاء اینڈ آرڈر قائم نہیں رہ سکتا جہاں تضادات موجود ہوں ۔ یہ سائنس کا اصول ہے اور یہی سائنٹیفک اصول ہے جیسے کہ جناب حنیف رامے صاحب نے فرمایا تھا ۔ ہمارے معاشرے میں گلیوں میں ۔ بازاروں میں ۔ دوکانوں میں اور تجارت میں شائیلاک موجود ہیں کہ جو انسانیت کا گوشت ۔ خون اور ہڈیاں تک کھا جانے کو تیار ہیں اور جب تک یہ سسٹم اور set up موجود ہے ۔ جب تک ہم اس set up کو اچھے طریقے سے ۔ احسن طریقے سے درست نہیں کرتے اتنی دیر تک یہ تمام برائیاں موجود رہیں گی ۔ ہمارا معاشرہ شائیلاک پیدا کرتا رہے گا جو انسانیت کا گوشت کھانے کو تیار رہے گا ۔ لیکن ایک مرچنٹ آف وینس نے اسے شائیلاک کے پنجہ سے بچایا اور کہا کہ تم گوشت کھا سکتے ہو مگر خون نہیں پی سکتے اور اگر تم نے ایک قطرہ خون بھی گرایا تو میں تمہاری جان لے لوں گا ۔ تو اس طرح سے وہ مرچنٹ آف وینس نے جو غریبوں کا ہمدرد تھا اسے شائیلاک سے بچایا ۔ تو جتنی دیر تک معاشرہ میں تضادات موجود ہیں ۔ جتنی دیر تک معاشرہ میں اونچ نیچ موجود ہے تب تک خرابیاں موجود رہیں گی اور پیدا ہوتی رہیں گی ۔ اس وقت سب سے زیادہ بنیادی مسئلہ اقتصادیات کا ہے ۔ اور صرف پاکستان میں نہیں ہے ۔ یہ ہمارے ارد گرد کے ممالک میں بھی ہے اور دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں یہ مسئلہ موجود ہے ۔ اور یہ مسئلہ بنیاد ہے فسادات کی ۔ جھگڑوں کی اور اس تمام نزاع کی جو آج دنیا میں ہے ۔

اس کے ساتھ ساتھ میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے اس نظام میں صرف یہی نہیں بلکہ کبھی فرقہ وارانہ فسادات پیدا کئے جاتے ہیں ۔ کبھی کوئی فسادات برپا کئے جاتے ہیں ۔ کبھی قوم کے نام پر استحصال کیا جاتا ہے کبھی صوبے کے نام پر استحصال کیا جاتا ہے ۔ اس نظام میں کئی برائیاں ہیں ۔ لیکن ایک ایسا سماج کو جو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کا نمونہ پیش کر کے دیا تھا ۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی کا نمونہ پیش کیا تھا ۔ ہر لحاظ سے اخلاق میں ۔ سیاست میں اور دوسرے شعبوں میں ہمارے لئے وہ نمونہ قائم کیا ۔ انہوں نے تمام زندگی نہ کوئی مکان بنایا ۔ نہ کوئی بستر بنایا نہ کوئی جائداد بنائی ۔ ہمیں بھی اسی مثال پر چلنا چاہیے ۔ قرآن کریم میں

موجود ہے ۔ تم ایسی بات مت کرو جو تم نہیں کر سکتے ۔ ہم کہتے ہیں کہ رسول کریم نے ایسی زندگی گزاری ۔ یہ باتیں بتائیں لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہاں اسلامی نظام آ جائے ۔ میں کہتا ہوں کہ اسلامی نظام لانے سے پہلے ہم اپنی طرف سے ایسا کوئی نمونہ تو پیش کریں ۔ لیکن یہاں رات کو کچھ ہے اور دن کو کچھ اور ہے ۔ ہم اپنی طرف سے ایسا کوئی نمونہ پیش کریں ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں یہ مصیبتیں موجود ہیں ۔ دوسری طرف یہ لوگ لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں پیپلز پارٹی کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں ۔ تھانہ میں غریبوں کو ۔ مزدوروں کو کاشتکاروں کو کچلا گیا صرف اس لئے کیونکہ وہ اس ملک میں بیورو کریسی نہیں چاہتے تھے کہ یہاں غریبوں اور مزدوروں کی حکومت کو چلایا جائے۔ اور یہ کامیاب ہو ۔ اسی طرح جرمنی میں نازیوں نے غریبوں کی اسمبلی کو کچلا اور اس وقت بھی ہمارے خلاف ، پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف ۔ پاکستان کے خلاف اسی طرح کی ، اسی نہج کی اور طریق کار کی یہ تمام سازشیں چل رہی ہیں ۔

جناب عالی ! میں اپنے علاقے کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ میرے علاقے میں بے دخلیاں ہیں لگان کے جھوٹے دعوے ہیں ۔ سب کچھ ہے جو جھوٹے لارڈز کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی آرام نہیں کرنے دیتی ۔ ایک سازش کے تحت یہ سب کچھ ہو رہا ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں ۔ ہمیں اس لیے کوئی step نہیں لینا چاہیے کہ ہمارے سامنے مثالیں موجود ہیں ۔ چلی میں سوشلسٹ حکومت کو ، غریبوں ، مزدوروں کی حکومت کو دبایا گیا ۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی جلدی کریں اور یہ بھی ویسے rash steps لیں تا کہ ان کو جلد از جلد ختم کر دیا جائے ۔ ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ جتنی مدات ہیں ، جتنے مطالبات زر پیش کیے گئے ہیں ، یہ درست ہیں اور ان کی منظوری دی جائے ۔ السلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ (راولپنڈی ۔ 7) ۔ جناب سپیکر ! آج ضمنی بجٹ پر جو 1973-74ء کے لیے پیش کیا گیا ہے ، بحث شروع ہے ۔ اس پر

متعدد معزز اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ کوئی بھی ضمنی بجٹ اس صورت میں بنایا جاتا ہے کہ ہنگامی حالات میں جو اخراجات ہو جاتے ہیں ، ان کو کس طرح پورا کیا جائے ۔ جب 74-1973ء کے لیے سالانہ بجٹ تیار کیا گیا تو ہمیں اس وقت اس بات کا علم نہ تھا کہ اس صوبے میں سیلاب آئے گا جو اس قدر تباہ کاریاں مچائے گا کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے گی اور وہ عش عش کر اٹھے گا ۔ جتنے بھی مصائب دوران سال پیش آتے ہیں ، ان کا ازالہ کرنے کے لیے جو رقوم خرچ کی جاتی ہیں وہ ضمنی بجٹ کی صورت میں پیش کی جاتی ہیں ۔

جناب والا ۔ جب سے میں یہاں اسمبلی میں آیا ہوں ، میں نے یہی محسوس کیا ہے کہ شاید آج تک ان بنچوں کی طرف سے ایسی کوئی بات پیش نہیں کی گئی جو عوام اور قوم کے حق میں ہو اور جو ہمارے مفاد میں ہو ۔ بلکہ ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے پرزور مذمت کی جاتی رہی ہے۔ اگر ہم سے آج تک کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہوئی ۔ یا ہم نہیں کر پائے جس میں قوم اور ملک کا فائدہ ہے تو ایسی باتیں تو بسا اوقات اتفاقاً بھی ہو جاتی ہیں ۔ اس سے ثابت یہی ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ مخالفت کا وطیرہ اپنائے رکھا ہے جو ہمیشہ قوم کی سلامتی ، تحفظ اور اس کی جدوجہد میں ہمیشہ رکاوٹ کا باعث بنتی ہے ۔

جناب والا ۔ اس بجٹ کی چند چیزوں پر میں اپنی گزارشات پیش کرنی چاہتا ہوں جن پر میرے حزب اختلاف کے ساتھیوں نے اعتراض کیا ہے ۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ نظم و نسق کا مسئلہ ہے ۔ پولیس ٹھیک کام نہیں کر رہی ۔ ٹھیک ہے ۔ میں بھی ان سے اتفاق کرتا ہوں ۔ جس حد تک ہم پولیس سے کارکردگی چاہتے ہیں اس حد تک وہ ہمیں میسر نہیں آ رہی ۔ لیکن اس کی وجوہات ہیں ۔ جہاں ہم پولیس کو ذمہ دار ٹھہرا سکتے ہیں اور اس سے اس قسم کی توقعات رکھ سکتے ہیں کہ وہ قومی ضرورت ، ملکی سلامتی اور ہماری خواہشات کے مطابق کام کرے ، وہاں ہم پر بھی چند ایک فرائض عائد ہوتے ہیں ۔ سب سے پہلے ہمیں ان کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے اور اس کے بعد ہمیں ان سے یہ توقع رکھنی چاہیے کہ وہ ہماری ضروریات کے مطابق پورا اتریں ۔ مثلاً ان کی تنخواہوں کا مسئلہ

دیکھیے۔ اتنی بڑی ذمہ داریاں ہونے کے باوجود ان کی تنخواہیں بہت تھوڑی ہیں۔ آج کل چوروں ، ڈاکوؤں اور سمگلروں وغیرہ کے پاس اس قسم کی کاریں اور دوسری چیزیں ہیں جن کو ہماری پولیس فوری طور پر نہیں پکڑ سکتی یا انہیں trace out نہیں کر سکتی ۔ لہذا ان امور کے پیش نظر ہمیں پولیس کو نئے اور جدید طریقے سے لیس کرنا چاہیے تا کہ وہ موجودہ ضرورتوں کو پورا کر سکیں ۔ اور ہماری قومی ضروریات اور قومی خواہشات کے مطابق عمل کر سکیں ۔

جناب والا ۔ چند ایک اعتراضات سیلاب زدگان کی امداد کے بارے میں بھی ہوئے ہیں ۔ میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کروں گا کہ آخر ہماری پارٹی بھی انسانوں کی پارٹی ہے ، ہم بھی غلطیاں کر سکتے ہیں ۔ لیکن ہمارے پیش نظر ایک نظریہ ہے اور اس نظریے کے مطابق کام کیا جا رہا ہے ۔ اگر اس نظریے میں ہماری کوئی خامی ہے ، یا آپ دیکھتے ہیں کہ اس نظریے کے مطابق ہم خلوص نیت سے کام نہیں کر سکتے تو پھر آپ ہم پر تنقید کریں اور ہمیں کہیں کہ یہ کام آپ ٹھیک نہیں کر سکے ۔ لیکن جہاں تک ہماری پالیسی اور ہمارے کام کا تعلق ہے ، انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسی کوئی بات اس میں نہیں جس میں ہمارے ملکی اور قومی مفاد کو مد نظر نہ رکھا گیا ہو ۔ اس میں ہمیشہ عوامی بھلائی کارفرما رہی ہے۔ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے بہت کچھ اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ ان کو آباد کیا گیا ہے ۔ ان کی زمینوں کو دوبارہ آباد کرنے کے لیے انہیں ٹریکٹر مہیا کیے گئے ہیں ان کا سال بھر کا خرچہ پورا کرنے کے لیے ان کی امداد کی گئی ہے، ان کے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو جو مختلف امراض میں مبتلا ہو چکی تھیں ، ادویات مہیا کی گئیں ۔ اس قسم کے اخراجات ہوئے ہیں جو اس وقت سالانہ بجٹ میں نہ تھے ۔ ہمیں ایسے اخراجات کی بڑی خوشی اور بلند حوصلگی کے ساتھ منظوری دینی چاہیے جو ایسی ناگہانی آفات سے نقصانات کو پورا کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں ۔

جناب والا ۔ کیا میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ جو لوگ سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں کیا وہ غریب نہ تھے ، کیا وہ اس ملک کے غریب عوام سے تعلق نہ رکھتے تھے ؟ یہ درست ہے کہ ان میں چند ایک ایسے لوگ بھی ہوں گے جو مالدار اور جاگیردار ہوں ۔ لیکن جہاں تک مجموعی

حالت کا تعلق ہے ، وہ سب کے سب غریب لوگ ہیں ۔ وہ غریب زمیندار اور دستکار ہیں ۔ اس لحاظ سے ان کی مدد کرنا ہمارا فرض بنتا تھا ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی میں جناب محمد حنیف رامے صاحب کو جو کہ فنانس منسٹر ہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ انھوں نے پنجاب کی ضروریات کے مطابق انھیں پورا کرنے کے لیے جس طرح بھی ان سے ہو سکا ۔ اس پیسے کو خرچ کیا اور جو آج اضافی بجٹ کی صورت میں منظوری کے لیے اس ایوان کے سامنے پیش ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اسے منظور کریں اور اس پر خراج تحسین پیش کریں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ مسٹر طاہر احمد شاہ (فاضل میر موجود نہ تھے) ، ملک محمد اکرم اعوان ۔

**ملک محمد اکرم اعوان** (سرگودھا ۔ 9 ) ۔ جناب والا ۔ آج مجھے افسوس ہے کہ میرے دائیں طرف بیٹھنے والے حضرات نے نہ جانے کس خیال سے ہاؤس کا بائیکاٹ کر رکھا ہے ، ورنہ میری خواہش تھی کہ جو اعتراضات انھوں نے ضمنی بجٹ کے سلسلے میں لگائے تھے ، ان کا مسکت جواب دیا جاتا ۔ ظاہری طور پر انھوں نے سستی شہرت حاصل کرنے اور ایک جذباتی مسئلے سے کھیلنے کے لیے یہ واک آؤٹ کیا ہے ۔ لیکن جناب والا ، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے اور ہم اس مسئلے پر اپوزیشن سے آگے ، کہیں زیادہ ایمان دار ہیں اور حتمی طور پر یہ ایمان رکھتے ہیں کہ سرور کائنات صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو بھی دعوے کرے گا ، وہ کاذب اور جھوٹا ہو گا اور ہم اس کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے ۔

اس کے علاوہ جناب والا اس مسئلے کو سلجھانے کے لیے ہمارے وزیر اعظم صاحب ہمارے چیف منسٹر صاحب جس تحمل اور بردباری سے نمٹ رہے ہیں وہ کوششیں قابل تعریف ہیں اور انھوں نے اس بردباری کے ساتھ اور نہایت اشتعال کے باوجود تحمل اور صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا خصوصاً جناب محمد حنیف رامے صاحب کی میں تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنھوں نے موجودہ مسئلے کے سلسلے میں علماء کرام اور دیگر عارضی

اسیران کے ساتھ جس حسن و خوبی کے ساتھ سلوک کیا تھا اس کے بارے میں آپوزیشن خود اور وہ اسیران خود تعریف کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ایسی شرافت کا سلوک کبھی کسی حاکم نے کبھی کسی وزیر اعلیٰ نے نہیں کیا۔ تو جب ہم اس سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے پر غور کر رہے ہیں اور خدا کے فضل سے مجھے یقین ہے کہ وزیر اعظم بھٹو اس مسئلے کو جلد از جلد حل کریں گے تو ان حالات میں آپوزیشن کو سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے یا سستی جذباتیت ظاہر کرنے کے لیے یہاں سے واک آوٹ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بایں ہمہ میں یہ اپنی طرف سے اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ اس مسئلے کو حتمی طور پر جتنا جلد ممکن ہو حل کیا جانا چاہیے تاکہ مسلمانوں کے سواد اعظم کا دیرینہ مطالبہ اور دیرینہ خواہشات پوری ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اس کا سہرا بھی ہمارے وزیر اعظم بھٹو اور جناب محمد حنیف رامے کے سر پر ہو کہ انہوں نے یہ کارنامہ انجام دیا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا اور ان کے ساتھ جو مناسب سلوک تھا وہ کیا۔ تو یہ مسئلہ حضور والا جتنی جلد نمٹ جائے میں سمجھتا ہوں اتنا ہی اچھا ہے۔ اگر اس کو ڈھیل دی گئی۔ اگر اس میں لیت و لعل سے کام لیا گیا تو یہ مسئلہ الجھ جائے گا۔

اس کے علاوہ جناب والا ضمنی بجٹ کے بارے میں جناب سید تابش الوری اور ہمارے کچھ دیگر ساتھیوں نے اس قسم کے اعتراضات کیے تھے جنہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ محض اعتراضات برائے اعتراضات تھے اور ان میں کوئی دلیل کوئی وزن نہیں تھا۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ضمنی بجٹ اس قدر کیوں بنایا گیا اور اس کا کوئی جواز نہیں تھا اور اس کی کیا ضرورت تھی تو جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن حالات میں جو ہم پر پچھلے سال گزرے ہیں۔ جس قسم کے سیلابوں سے ہمیں پچھلے سال سابقہ پڑا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ عدیم النظیر تھے اور جس قدر نقصان انہوں نے ہماری معیشت کو پہنچایا اس کا یہاں احاطہ کرنا مشکل ہے۔ اس کا یہاں احاطہ نہیں کیا جا سکتا لیکن اس مسئلے پر بھی مجھے فخر ہے کہ ہماری حکومت نے جس خوبی۔ سرعت اور جس سمجھداری سے اور جتنی جلدی اس مسئلے کو حل کیا ہے اور سیلاب کی تباہ کاریوں کے اثرات کو مٹایا ہے وہ قابل

تعریف ہے اس سلسلے میں عالمی پریس نے بھی ہماری تعریف کی ہے کہ پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے اثرات کو بڑی تھوڑی مدت میں بڑی خوبی سے سلجھا دیا گیا ہے ۔ تو ایسے حالات میں جناب والا جب ہمارا کروڑوں اربوں روپے کا نقصان ہو رہا تھا اس قدر لتاڑ پچھاڑ سیلاب نے کی اس قدر ہمارے مکانات کو نقصان پہنچایا یا فصلوں کا نقصان ہوا ۔ مویشیوں کا نقصان ہوا تو اس صورت میں حکومت کو ضمنی اخراجات برداشت کرنا لازمی ہو گیا ۔ اس لیے ضمنی بجٹ بنانے کا جواز بالکل موجود تھا اور یہ نہایت ضروری ہے اس کے علاوہ جناب والا ضمنی بجٹ بنانا یا پیش کرنا یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے ہر ترقی پذیر ملک میں ہر ترقی پسند حکومت کے دور میں یہ اصول ہوتا ہے کہ جوں جوں ضرورت ہو ۔ جیسے جیسے ضرورت ہو اس کے مطابق روپیہ خرچ کیا جاتا ہے ۔ یہ جامد پالیسی نہیں ہوتی کہ ہم نے مقرر کر دیا ہے کہ ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہم خرچ نہیں کریں گے خواہ کچھ بھی ہو جائے یہ غلط ہے ۔ ہمیں ضرورت کے مطابق اخراجات کرنے پڑتے ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ایک مسئلہ ایسا ہے جہاں مجھے صفائی دینے میں تکلیف ہوتی ہے اور وہ مسئلہ پولیس کے اخراجات کا ہے مجھے یاد ہے کہ اس بر صغیر کی تقسیم سے پہلے پنجاب کے 29 اضلاع تھے اور یہاں ایک آئی ۔ جی پولیس تھا اور غالباً 6 یا 7 ڈی آئی جی تھے اور پولیس کی ایڈمنسٹریشن اس قسم کی نیک نام اور efficient تھی کہ آج بھی لوگ یاد کرتے ہیں کہ اچھے کام کرتی تھی اور چوروں اور ڈاکوؤں کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ کوئی ایسی بات کریں لیکن صوبہ سکڑ گیا ہے اور پولیس پھیل گئی ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ 16 اضلاع کے لیے اتنی ٹاپ ہیوی پولیس ایڈمنسٹریشن کی کیا ضرورت ہے ۔ اب تو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے پاس کتنے آئی ۔ جی ہیں ۔ کتنے ڈی آئی جی ہیں اور یہ کیوں ہیں ۔ کس لیے یہ فوج ظفر موج رکھی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری ضروریات کے مطابق نہیں ہے بلکہ پولیس کو تو کچھ زیادہ ہی ٹاپ ہیوی بنا دیا گیا ہے ۔ اس کی بجائے اگر ہماری پولیس فورس کے نچلے طبقے کو ریلیف دی جائے ۔ اگر انہیں واٹر لیس سیٹ مہیا کیے جائیں ۔ اگر انہیں ٹرانسپورٹ مہیا کی جائے تو میں

سمجھتا ہوں کہ نچلے طبقے کے جو پولیس اہلکار ہیں ان کے معیار زندگی کو بلند کیا جا سکتا ہے۔ انہیں رشوت ستانی سے روکا جا سکتا ہے۔ ان کی کار کردگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے اور میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس سلسلے جو بالائی سطح پر پولیس کی ترقی ہو رہی ہے اس کو روکا جائے اور صحیح طور پر اس رقم کو خرچ کیا جائے اور جو بالائی سطح کے پولیس اہلکاروں پر خرچ ہو رہا ہے وہ بیکار جا رہا ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اس سلسلے میں میری تجویز مانیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں عوام کا فائدہ ہے۔ پولیس کا بھی فائدہ ہے اور لاء اینڈ آرڈر کا بھی فائدہ ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا ایک مسئلہ اور ہے جس کے بارے میں میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ خاص طور پر کلیم کرتا ہوں اور وہ ہے cattle lifting کا مسئلہ۔ جناب والا تھوڑا عرصہ ہوا کہ پنجاب کے کئی اضلاع میں مویشیوں کی چوری کی وارداتوں میں بے شمار اضافہ ہو گیا ہے اور مجھے اس کا ذاتی تجربہ ہے۔

(اس مرحلے پر میاں منظور احمد موہل صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) جناب والا۔ میں بھی اپنے گاؤں میں ایک غریب دیہاتی ہوں۔ میرے اپنے گاؤں میں بیلوں کی چوری کی کئی وارداتیں ہوئی ہیں اور تو اور میرے قریبی رشتہ دار کے دو بیل چوری ہوئے۔ ایک پہلے ہفتے میں اور دوسرا آٹھ نو دن کے بعد۔ ایک کے لیے پولیس نے پرچہ ہی لینا مناسب نہیں سمجھا دوسرے کا بہر حال پرچہ لے لیا گیا۔ لیکن آج تک نہ بیل ملے ہیں نہ چور ملے ہیں اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ اسی طرح سرگودھا کے ضلع میں اور دیگر اضلاع میں مویشیوں کی چوریوں میں بیحد اضافہ ہوا ہے۔ براہ کرم اس پر فوری توجہ دی جائے کہ بیچارے غریب کسان مر جاتے ہیں۔ دن بھر کاشتکاری کرتے ہیں ان کی زندگی اجیرن ہو رہی ہے۔ لہذا مہربانی فرما کر اس مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جانا چاہیے۔ بالآخر میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ کے سلسلے میں جناب حنیف رامے صاحب کی کوششیں مبارک باد کی مستحق ہیں اور ہماری حکومت اس سلسلے میں جو کارروائیاں کر رہی ہے وہ مربوط اور مضبوط ہیں اور میں انہیں اس سلسلے میں پوری تائید اور حمایت کا یقین دلاتا ہوں۔

**چوہدری جمیل حسین خان منج** (گوجرانوالہ ۔ 4) جناب سپیکر ۔ ضمنی بجٹ ہمیشہ ملکوں میں قوموں میں اور صوبوں میں بنتے آئے ہیں اور بنتے رہیں گے ۔ یہ ضمنی بجٹ ایک ایسا بجٹ ہوتا ہے جو نہ دیکھے نہ جانے حالات کے تحت بنانا پڑتا ہے ۔ جیسا کہ ہمارے صوبہ میں پچھلے سال سیلابوں کی ایسی شدت تھی کہ علاقوں کے علاقے بہہ گئے فصلات بہہ گئیں بے پناہ نقصانات ہوئے تو ان کو meet with کرنے کے لیے گورنمنٹ کو فوری اقدامات کرنے پڑے ۔ تو فوری اقدامات کرتے وقت جیسے کہ پنجاب کی مثل ہے اگ لگیاں مشکاں دا پھا نہ پوچھی دا تو ایسے وقت میں ٹھیک ہے اخراجات زیادہ بھی ہو جاتے ہیں اور ہوا ہی کرتے ہیں مگر اس کے لیے میں یہ کہونگا کہ عوام کے نمائندگان کا بھی تھوڑا بہت قصور ہے ۔ ان اخراجات کو ہم کم کر سکتے تھے ۔ اخراجات تو ضرور ہونے تھے ان کو کم کرنے کے لیے ہم علاقوں کو تقسیم کر سکتے تھے جیسا کہ گوجرانوالہ میں میں نے بھی تجویز پیش کی تھی کہ تمام ایم ۔ پی ۔ اے ۔ اور ایم ۔ این ۔ اے کو سیلاب زدہ علاقے تقسیم کر دیئے جائیں اور وہ اپنے ان حلقوں سے جن حلقوں میں سیلاب نہیں آیا ہے جہاں وہ متاثر نہیں ہوئے ہیں ان حلقوں سے امداد طلب کر کے امداد لیکر ان لوگوں کے امداد کر سکتے تھے اور اس طرح سے ہم لوگ کافی حد تک گورنمنٹ کے اخراجات کم کر سکتے تھے ۔ لیکن میری اس سکیم کو صرف ایک ایم ۔ پی ۔ اے ۔ بھائی نے ہی سراہا ۔ باقی تمام نے اس کی مخالفت کی وہ ماشاء اللہ آجکل اللہ کے فضل سے وزیر بن چکے ہیں ۔ صرف وہی اس کے لیے تیار ہوئے تھے باقی اور کسی نے وہاں ساتھ نہیں دیا ۔ اگر ہم اپنے علاقے کے جہاں سیلاب نہیں آیا تھا لوگوں کو motivate کرتے اور وہاں سے ہم امداد لے کر جتنے علاقے خواہ میرے حصہ میں آتے میں وہاں سے امداد لے کر وہاں ان کی امداد کر سکتا تھا اور گورنمنٹ کے اخراجات کو کافی حد تک کم کر سکتا تھا گورنمنٹ کے اخراجات درست ہوئے ہیں اور جائز ہوئے ہیں اگر ایسے حالات میں گورنمنٹ اپنے عوام کی اپنے لوگوں کی امداد نہیں کر سکتی تھی تو میں یہ کہونگا کہ ملک میں کوئی گورنمنٹ نہیں چلتی ہے ۔ گورنمنٹ کا کوئی وجود نہیں ہے ۔ گورنمنٹ کا وجود اس لیے محسوس کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ اس آسمانی آفت کے وقت لوگوں کی امداد کرتی ہے ۔ تو یہ جتنے اخراجات سیلاب پر کیے گئے ہیں میں ان پر زور دیتا ہوں اور ان کو سراہتا

ہوں کہ گورنمنٹ کی کتنی تیزی سے اور سرعت سے لوگوں کو امداد پہنچتی ہے کہ کوئی بھی گورنمنٹ اتنے صحیح طریقہ سے امداد نہیں دے سکتی اسی طریقہ سے دوسری مد ہے جس کے تحت گندم کی قیمتوں میں اضافہ ہوا اور اضافہ ہوگا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ موجودہ دور کے مطابق اضافہ اور ہوتا کیونکہ گروہ پس رہا ہے اور اس بھاؤ پر گروہ گھاٹا کھا رہا ہے مگر گورنمنٹ کو وہ اخراجات کرنے پڑے ۔ وہ اخراجات جو بڑھے ہیں وہ بھی زیادہ ہیں ۔ اس وقت freight charges اور ریلوے چار جز زیادہ بڑھے ہیں اس کے مطابق بھی گورنمنٹ کو بجٹ زیادہ کرنا پڑا ۔

اسی طریقہ سے ایجوکیشن پالیسی ہے ۔ حزب اختلاف چونکہ آج موجود نہیں ہے کہ ان کے متعلق کوئی بات کہی جائے اور ان کی کسی بات کا جواب دیا جائے تو میں یہ سمجھوں گا کہ ان کے عدم موجودگی میں جواب بے سود ہوگا ۔ سکولوں اور کالجوں کو نیشنلائز کرنے کے متعلق بڑی شدت کے ساتھ یہ کہا جاتا تھا کہ یہ جو ادارے ہیں اور یہ جتنے money-making concerns ہیں ان کو ختم کیا جائے ۔ یہ ہے اور وہ ہے ۔ گورنمنٹ نے فوراً ان کو take over کر لیا اور جب یہ اب اخراجات آئے ہیں تو ان پر اتنی نکتہ چینی کی گئی ہے کہ اس کا کوئی حساب نہیں ہے ۔ حالانکہ ہر ایک جانتا ہے کہ جتنے بھی پرائیویٹ سکولز تھے وہاں پر بعض اساتذہ جو تھے وہ ریٹائرڈ لوگ تھے جن کو take over کرنے کے بعد گورنمنٹ سروس میں نہیں رکھا جا سکتا تھا اور ان کی جگہ فی الفور دوسرے اساتذہ کو رکھنا پڑا ۔ اس وجہ سے لا محالہ اور اخراجات بڑھ گئے اور ضمنی بجٹ میں ان کا آنا ضروری ہو گیا ۔

اس طریقہ سے پولیس فورس کے متعلق کہا جاتا ہے ۔ لیکن میں یہ کہونگا کہ پولیس فورس آبادی کے مطابق بہت کم ہے ۔ اب بھی تھانوں کی تعداد کم ہے ۔ تھانوں میں فورس بے حد کم ہے ۔ آبادی کے مطابق نہیں ہے اس لیے جرائم کی روک تھام صحیح طور پر نہیں ہو رہی ہے ۔ میں گورنمنٹ پر زور دونگا کہ ہر تھانہ کی فورس بڑھائی جائے اور تھانوں میں بھی اضافہ کیا جائے تھانے اور بڑھائے جائے ۔ ملک کی تقسیم کے بعد آبادی جس شرح سے بڑھ رہی ہے اسی تناسب سے تھانوں کو بڑھایا جائے اور تھانوں میں فورس کو بڑھایا

جائے۔ اور موجودہ حالات کے مطابق جس طرح سے جرائم پیشہ لوگ جدید ترین اسلحہ سے لیس ہوتے ہیں اس طریقہ سے ہماری فورس کو بھی اس کے مطابق لیس کیا جائے اور جدید ترین equipments دیئے جائیں۔ ہماری اس پولیس فورس کے پاس اول تو رائفلز بھی نہیں ہیں اگر ہیں تو وہ اتنی پرانی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ کام میں نہیں آ سکتیں اور اگر ڈاکوؤں سے مقابلہ ہو جائے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ پولیس فورس ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اسی لحاظ سے میں یہ کہونگا کہ ان کو جدید ترین equipment اور latest transport دی جائے۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کرونگا کہ جتنے ہماری پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے پروگرام ہیں ان پر بھی ہمارا زیادہ روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ ان میں بھی عوامی نمائندے زیادہ حصہ نہیں لے رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم عوام کو motivate کریں کہ جس قدر زیادہ سے زیادہ ہاتھوں کا کام کرنے والا ہے جو محنت کا کرنے والا ہے وہ خود کریں۔ جیسے کہ اس سلسلے میں پچھلے تین چار سال کے بعد اب جو نئے وزیر آئے ہیں انہوں نے صرف ڈیڑھ لاکھ روپے میرے حلقے کے لیے دیئے ہیں تو میں نے اس ڈیڑھ لاکھ روپے میں چھ میل لمبی سڑک کو سولنگ کیا ہے حالانکہ یہ نا ممکن ہے اور اس میں ہاتھ کا کام جتنا ہے وہ تمام لوگوں نے خود کیا ہے اور اس کے علاوہ جتنا بھی محنت کا کام ہے مثلاً اینٹیں لگانے کا masonary work وہ لوگوں نے اکٹھے ہو کر اپنے اپنے گاؤں میں خود کیا ہے۔ تو اس طریقہ سے ہم زیادہ سے زیادہ سڑکیں پھیلا سکتے ہیں اور کم اخراجات میں زیادہ سے زیادہ علاقے کی ڈویلپمنٹ کر سکتے ہیں تو میں ان الفاظ کے ساتھ یہ کہونگا کہ یہ جو ضمنی بجٹ ہے یہ نہایت موزوں ہے بلکہ وقت کی ضرورت کے عین مطابق ہے اس کو پاس ہونا چاہیے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**مسٹر سپیکر** ۔ رانا کے۔ اے محمود خان۔

**رانا کے۔ اے۔ محمود خان** (شیخوپورہ۔ 7) جناب سپیکر۔ بجٹ خواہ

ضمنی ہو یا جنرل ہو وہ ہر حالت میں قوم کی معاشی اقتصادی حالت اور اس کے ترقیاتی پروگراموں کی عکاسی کرتا ہے۔

جناب والا ۔ جنرل بجٹ اور ضمنی بجٹ میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ جنرل بجٹ ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں سوجھ بوجھ۔ سوچ سمجھ اور منصوبہ بندی سے کام لیا جاتا ہے لیکن ضمنی بجٹ حالات کی پیداوار ہوتا ہے اور اس میں ایسے ناگزیر اخراجات درج ہوتے ہیں جن کا حکومت کو اصل بجٹ بناتے وقت کوئی علم نہیں ہوتا تو ایسے اخراجات اس میں شامل ہوتے ہیں میرے ایک دو دوستوں نے یعنی (میاں خورشید انور اور سید تابش الوری صاحب نے) کل یہ اعتراضات کیے تھے کہ حکومت نے بجٹ بناتے وقت کوئی سوچ سمجھ سے کام نہیں لیا ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسانی علم نا حال محدود ہے۔ انسان چاہے جتنی مرضی کوشش کرے کوئی بھی لائق فائق حکومت ہو وہ آئندہ کے آنے والے حالات سے آگاہ نہیں ہو سکتی۔ تو جناب والا جیسا ہم سب کو معلوم ہے کہ اس مالی سال میں ہمارے ملک کو بڑے سیلابوں نے اپنے لپیٹ میں لے لیا تھا۔ جس کی وجہ سے بیشمار اخراجات حکومت کو برداشت کرنے پڑے اور یہ ناگہانی آفت جو ہم پر آئی تھی اس کا علم بجٹ بنانے والوں کو پہلے کیسے ہو سکتا تھا تو وہ رقم جو اب اس میں آئی ہے وہ اپنے پہلے بجٹ میں کس طرح شامل کر سکتے تھے۔

جناب والا ۔ سیلابوں کے متعلق میں عرض کرونگا کہ ہمارے بعض دوستوں کو کچھ غلط فہمیاں بھی ہیں۔ انہوں نے ایسی مدات مثلاً زراعت کی مد دی ہوئی ہے جس میں چار کروڑ سے زیادہ کچھ رقم درج ہے۔ میرے دوستوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ صرف ٹریکٹروں اور بلڈوزروں کی خرید کے لیے رقم رکھی گئی ہے حالانکہ یہ رقم سیلاب زدہ علاقوں میں ٹریکٹرز اور بلڈوزر خریدنے کے لیے ہے۔ تاکہ زمینداران سے اپنی تباہ شدہ فصلات اور اراضیات جو خراب ہوئی ہیں ان کو درست کر سکیں۔ اس کے لیے حکومت نے یہ رقم مہیا کی ہے۔ دوسری رقم اس سلسلے میں جو رکھی گئی ہے وہ کمیٹیوں کے فنڈز سے ہے اور میرے حزب اختلاف کے فاضل دوستوں نے یہ کہا ہے کہ یہ کمیٹیاں چونکہ اچھا کام نہیں کرتی ہیں اس لیے ان کو یہ رقم دینے کی

کیا ضرورت ہے ۔ حالانکہ اگر انہوں نے بجٹ کا صحیح معنوں میں مطالعہ کیا ہوتا تو وہ رقم جو پانچ کروڑ کے لگ بھگ ہے وہ تقاوی قرضوں کے لیے اس مد میں سے دی گئی ہے ۔ تیسری رقم جو ہے وہ تعمیرات ۔ شاہراؤں ۔ نہروں اور ٹیوب ویلوں کے اخراجات پر صرف کی جانے کے لیے مانگی گئی ہے ۔ یہ رقم بھی سیلاب کے زمرہ میں آتی ہے اور جو سیلاب کے اثرات ہیں ان کو ختم کرنے کے لیے دس کروڑ روپے کی رقم اس میں مانگی گئی ہے ۔ اس طرح سے سیلاب کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے مختلف مدوں میں بیس کروڑ روپے اس ضمنی بجٹ میں درج ہیں تو یہ ایک بڑی رقم ہے اور یہ جو بڑی ناگہانی آفات تھیں ان کا مقابلہ کرنے کے لیے اتنی رقم رکھی گئی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ بالکل جائز ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری بڑی رقم جو رکھی گئی ہے وہ گندم اور چینی کی سرکاری تجارت کے لیے ہے ۔ آپ لوگوں کو علم ہے کہ گندم کی قیمت خرید پہلے ساڑھے بائیس روپے تھی اب مرکزی حکومت نے اس کی قیمت ساڑھے پچیس روپے رکھی ہے اور اس کی خریداری کی حد دس لاکھ سے بڑھا کر ساڑھے تیرہ لاکھ کر دی ہے ۔ اس لیے گندم کی خریداری کے لیے مزید رقم درکار تھی ۔ اس طرح سے چینی جو پہلے 90 روپے فی من فروخت ہوتی تھی اور اب اس کی قیمت 110 روپے کر دی گئی اس پر بھی زائد خرچ آنا لازمی بات تھی ۔ اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ ایک خطیر رقم جو 64 کروڑ 90 لاکھ بنتی تھی اس میں بار برداری کے اخراجات بھی شامل تھے ۔ جناب والا ۔ میاں خورشید انور صاحب نے گوداموں کی تعمیر پر بہت اعتراض کیا ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ حکومت نے گوداموں کی تعمیر خود کیوں نہیں کی میں عرض کروں گا کہ تمام کام ایک دن میں نہیں ہو جاتا ۔

Rome was not built in a day

یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ ادھر گندم آ رہی ہو اور دوسری طرف گودام تعمیر ہو جائیں۔ اس لیے ان کا یہ اعتراض کوئی خاص معنی نہیں رکھتا۔ اب چونکہ گندم کی بات چل نکلی ہے میں وزیر خوراک سے التماس کروں گا کہ گاؤں میں دسمبر سے لے کر مئی تک ان چار مہینوں میں آٹے کی بہت تکلیف ہوتی ہے ۔ وہ بھارے شہروں میں مارے مارے پھرتے ہیں لیکن جب وہ شہروں میں پہنچتے ہیں وہاں

بھی راشن بندی ہوتی ہے ۔ اس لیے ان کو اس سلسلہ میں بہت تکلیفیں اٹھانا پڑتی ہیں ۔ تو میں جناب وزیر خوراک سے التماس کروں گا کہ گاؤں میں ان پھردیوں کے چار مہینوں میں فیر پرائس شاپ کھولی جائیں ۔ اس سے ان لوگوں کی تکلیفیں بھی ختم ہو جائیں گی اور استحصال بھی نہیں ہو سکے گا۔ بڑے زمیندار انہیں ادھار دیتے ہیں لیکن جب کٹائی کا موسم آتا ہے تو وہ ان سے دام وصول کرتے ہیں ۔ اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ وزیر موصوف میری ان گزارشات کا ضرور خیال کریں گے ۔ باقی رہا ٹیوب ویل کا سوال ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس پر زراعت کا دارومدار ہے لیکن میں وزیر آبپاشی سے یہ التماس کروں گا کہ اپنے محکمہ کو ٹھیک کریں ۔ اس میں بہت بددیانتی ہوتی ہے ۔ محکمہ انہار اور آبپاشی یہ دو محکمہ جات ایسے ہیں میں ان کی مثال آپ کو یوں دیتا ہوں میرا علاقہ شیخوپورہ جوکہ سکارپ علاقہ ہے یہاں پچاس فیصد ٹیوب ویل خراب رہتے ہیں ۔ اس کے لیے ایک ورکشاپ ہے یہاں جب ایک دفعہ کوئی مشینری اکھاڑ کو لے جاتے ہیں تو وہ سالوں واپس نہیں آتی۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ محکمہ ٹیوب ویل کو بھی درست فرمائیں اور میں وزیر متعلقہ سے یہ گزارش کروں گا اس کی سختی سے دیکھ بھال کریں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ حاجی سیف اللہ خان صاحب نے کہا ہے کہ ججوں کے لیے کاروں کی گنجائش رکھی گئی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ ہونا چاہیے Pension Privilege Order 1974 کے تحت میں یہ بات واضح کر دوں کہ آخر ان کے پاس ایڈمنسٹریشن ہوتی ہے لوگوں کو انصاف ملتا ہوتا ہے ۔ یہ ان کی ضرورت کے عین مطابق ہے ۔ انہیں انسپکشن بھی کرنی ہوتی ہے ۔ یہ بڑی معقول بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا حاجی صاحب نے یہ نام لیا تھا ۔

Is it contained in the Agenda.

وزیر تعلیم ۔ جناب انصاف کی بات کہی ہے ۔

رانا ۔ کے ۔ اے ۔ محمود خان ۔ جناب والا ۔ میرے دوستوں نے پولیس کے خلاف بڑا واویلا کیا ہے ۔ اس ضمن میں میں عرض کروں گا کہ جب ہم ہر شعبہ میں ترقی دے رہے ہیں ۔ تو پھر تھانے بھی بنانے پڑیں گے ۔ میرے

دوست پولیس کی بات سے بڑے غمگین ہو جاتے ہیں مجھے سمجھ میں نہیں آتا حالانکہ پولیس کا محکمہ نظم و نسق کے لیے ہوتا ہے۔ شریف آدمیوں کی عزت کی بحالی کے لیے ہوتا ہے۔ میرے دوستوں کا یہ خیال غلط ہے کہ پولیس ہمیشہ گڑ بڑ کرتی ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہر بات کو الٹ کیوں سمجھتے ہیں آخر ہم ان کی سوچ کا کیا کریں۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر محمد حنیف خان (راولپنڈی - 5)۔ جناب والا۔ اس معزز ایوان میں جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سے یہ بات عیاں ہے کہ عوامی حکومت اس ملک کے عوام کے لیے کتنی تندہی سے کتنی محنت سے ان کے مسائل حل کر رہی ہے۔ میں اس سلسلہ میں گزشتہ دو سال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں جس کی روشنی میں یہ بات اور زیادہ عیاں ہو گئی ہے کہ حکومت ان حالات سے جو اس کے راستہ میں خصوصی حالات کی وجہ سے پیدا ہوئے اس کے لیے ضمنی بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے۔ حکومت بجائے اس کے کہ اس کو سالوں التوا میں ڈال دیتی اس کو فوری طور پر حل کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے لیے رقم مختص کی ہے اور ضمنی بجٹ کی صورت میں اس معزز ایوان میں پیش کر دی

ہے۔ جناب والا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب ہماری حکومت اس تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ تو ہمارے حذب اختلاف کے دوست بھی ہماری اس حکومت کے اقدامات کو سراہتے۔ مگر افسوس ناک بات یہ ہے کہ جس طرح ہم اس معزز ایوان سے باہر دیکھتے ہیں کہ حزب اختلاف کی جماعتیں ہر اس قدم پر۔ ہر اس مقام پر۔ جہاں کہیں وہ مخالفت کر سکتے ہیں۔ وہ حکومت کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہی صورت حال یہاں پر بھی ہے۔ کہ ہمارے اقدامات کو سراہنے کی بجائے ان کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے۔ جناب والا۔ ہمارے اس ضمنی بجٹ میں راولپنڈی کے لیے 50 لاکھ روپے کی رقم بطور قرضہ دی گئی ہے۔ جس کو بعد میں مالی امداد میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ میں اس کے لیے جناب وزیر خزانہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مری میونسپل

کمیٹی اس وقت گوناگوں مشکلات سے دوچار ہے ۔ مری میونسپل کمیٹی کے پاس وسائل انتہائی محدود ہیں ۔ اور اس کو صفائی اور خوب صورتی کا اعلیٰ معیار برقرار رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ رقوم کی اکثر ضرورت پڑتی ہے ۔ اس لیے کہ جو وسائل وہاں پر مہیا ہوتے ہیں ۔ وہ انہیں مدوں پر خرچ ہو جاتے ہیں ۔ اور مری شہر کے رہنے والوں کے لیے جو سکیمیں ہیں وہ معرض التوا میں رکھی جاتی ہیں ۔ اور ان کو ان فوائد سے یکسر محروم رکھا جاتا ہے ۔ میں اس لیے یہ گزارش کروں گا کہ مری میونسپل کمیٹی کے لیے جہاں پر پانی کا مسئلہ ہمارے لیے انتہائی سنگین بنا ہوا ہے ۔ اس پر غور و خوض کیا جاوے ۔ اور اس کے لیے مالی امداد مہیا کی جاوے یہی نہیں بلکہ اس کی خوب صورتی کو برقرار رکھنے کے لیے ہمیں حکومت پنجاب سے سالانہ امداد بھی ملے ۔ اور اس سلسلہ میں میں یہ گذارش کروں گا کہ مرکزی حکومت کو ہماری حکومت پنجاب یہ سفارش کرے کہ وہ مری میونسپل کمیٹی کو اپنے سٹینڈرڈ کو برقرار رکھنے کے لیے سالانہ امداد دے اس لیے کہ وہاں پر غیر ملکی حضرات بھی آتے ہیں ۔ اور پاکستان کی بالعموم اور پنجاب کی بالخصوص معزز شخصیتیں گرمیوں کے موسم میں مری جاتی رہتی ہیں ۔ تو میں اس سلسلہ میں ایک مثال بھی عرض کروں گا کہ شملہ میونسپل کمیٹی کو ہندوستان کی مرکزی حکومت اور وہاں کی صوبائی حکومت دونوں سالانہ امداد دیتی ہیں ۔ تاکہ وہ اپنے وافر اخراجات کو پورا کر سکیں۔ اور اپنی سکیمیں پوری کر سکے ۔ تاکہ ان سکیموں پر عملدرآمد کر کے عوام کو فائدہ پہنچ سکے ۔

جناب والا ۔ یہاں پر ختم نبوت کا مسئلہ چھیڑا گیا ہے ۔ ہمارے حزب اختلاف کے ارکان نے مختلف زاویوں سے اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا ہے۔ میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ ختم نبوت زندہ باد ہمارے دل کی دھڑکنوں کی بھی آواز ہے ۔ ہم بھی اسی طرح سے سوچتے ہیں ۔ جس طرح سے کوئی اور مسلمان سوچتا ہے ۔ اور مذہب کی اجارہ داری کسی ایک کے پاس نہیں ہے ۔ اور ہمیں کسی قسم کا حزب اختلاف کے ارکان سے اور نہ کسی جماعت سے اور عقیدے سے اختلاف ہے ۔ ہم مطلقاً مرزائیوں کے عقیدے کے خلاف ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اس کو اس روشنی میں دیکھیں تو جب 1954 سے 1956 تک دو سال اور پھر 1962 کا آئین بنا ۔ ان میں سے کسی میں بھی ختم نبوت

کے سلسلہ میں کوئی کوشش نہیں کی گئی ۔ کسی حکومت نے یہ بھی اپنے آئین میں ختم نبوت کا ذکر نہیں کیا ہے ۔ اور یہی نہیں بلکہ جب بھی دستور بنے ۔ اس میں انہوں نے مخلوط انتخابات کی حمایت کرکے تحریک ختم نبوت کو اس وقت کے جو حکمران تھے ۔ اس وقت جو مذہب کے ٹھیکیدار بنے ہوئے تھے ۔ انہوں نے زبردست نقصان پہنچایا ۔ حالانکہ اس کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا تھا ۔ وہ یہ کہ جداگانہ طریقہ انتخاب رائج کیا جاتا ۔ اور اس غیر مسلم اقلیت کو ان کی آبادی کے مطابق ان کی سیٹیں مختص کی جاتیں ۔ یہ طریقہ تھا ۔ مگر اس وقت انہوں نے مخلوط طریقہ انتخاب کی حمایت کی ۔ اور جگہ جگہ جداگانہ طریقہ انتخاب کی مخالفت کی ۔ یہی چیز باعث رکاوٹ بنی ۔ اور آج تک باعث رکاوٹ بنی ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ آج آپ یہ سوچیں کہ اگر اس فرقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جاوے تو یہ صرف کاغذ پر لکھنے سے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے لیے اسمبلی میں نشستیں مخصوص ہوتی ہیں ۔ اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ آئین میں مناسب طور پر ترمیم کی جاوے ۔ اور اسمبلی میں جس طرح سے جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے کہا تھا ہم اس کے لیے ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں ۔ کہ انہوں نے اس مسئلے کو عوام کے ایک ادارے یعنی قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اور قومی اسمبلی کے ارکان آزادانہ طور پر اس کے متعلق اپنی رائے دیں گے ۔ وہ عوام کی خواہشات کے مطابق اپنا موقف اختیار کریں گے ۔ اور اس وقت عوام کی خواہشات کے مطابق اس کو حل کیا جاوے گا ۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی کے چار ستونوں میں سے ایک یہ بھی ہے ۔ کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ جناب والا ۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو بھی اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ اس میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو گذشتہ رات جناب ذوالفقار علی بھٹو نے تقریر کی تھی اس کے بعد کسی قسم کی ہڑتال کی قطعاً گنجائش نہیں تھی ۔ اگر اس قسم کی ہڑتالیں ہوتی رہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اسمبلیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اسمبلیوں کا کوئی فائدہ کو منتخب کیا ہے انہیں اپنے مسائل ان اداروں میں بھیجنے چاہیں ۔ اور ان اداروں کی حوصلہ افزائی اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ جو مسائل عوام سے تعلق رکھتے ہوں ۔ وہ ان اسمبلیوں میں پیش کیے جاویں ۔ اور منتخب نمائندوں کے ذریعہ ان مسائل

کو حل کیا جاوے ۔ یہ نہیں کہ ہڑتالیں ۔ جلسے جلوس اور اس قسم کی کارروائی کر کے حکومت کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جاویں ۔ جناب والا ۔ میں یہی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں جو لائحہ عمل اختیار کیا گیا ہے وہ ہماری خواہشات کے عین مطابق ہوگا ۔ مجھے یقین ہے کہ حزب اختلاف کے ارکان ۔ ہماری مختلف جماعتیں اور اس ملک کے علماء کرام اس طریقہ کو پسند فرمائیں گے جو کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے فرمایا ہے ۔ اور یہی ایک مناسب راستہ ہے ۔ جس پر چل کر ہم اپنے عظیم مقصد کو حاصل کر سکیں گے ۔

**چوہدری بشیر احمد** ۔ جناب والا ۔ ضمنی بجٹ جو اس وقت زیر غور ہے بہت اچھی منصوبہ بندی کے بعد تیار کیا گیا ہے ۔ اور اس پر کافی وقت خرچ ہوا ہے ۔ اس لیے اس کو فی الفور منظوری کے لیے پیش کیا جاوے اور منظور کیا جاوے ۔ میرے دوستوں نے کافی تقریریں کی ہیں ۔ میرا ٹائم آئندہ کے لیے رکھدیا جاوے تا کہ میں ذرا اس وقت دل کھول کر تقریر کر سکوں ۔ آج تو میں بس صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس ضمنی بجٹ کو منظور کیا جاوے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آج تو یہ بجٹ پاس نہیں ہو سکتا جی ۔ پیر کو ہی ہو گا ۔ شیخ محمد ریاض ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ نوازش علی خان صاحب کہتے ہیں کہ ان کا ٹائم مجھے دیدیا جائے ۔ یہ ضرور ان کی طرف نظر کرم ہونی چاہیئے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ان کے لیے تو ہر وقت ٹائم ہے ۔ شیخ صاحب ذرا ان کو پہلے کہنے دیجیئے

**مسٹر نوازش علی خان** (جھنگ ۔ 8 ) ۔ حضور والا ۔ ایہ جیہڑا بجٹ بنیا ہے ۔ میڈی ذبان تاں اوہی ہے ۔ پرانی ذرا معاف رکھئے ۔ اردو میکوں نئیں آندی ۔ میں تبلہ ہوں دناں توں ممبر بنڑیا ہویا ہاں ۔ جیہڑے ویلے اسمبلی بنڑی بھئی زمیندار واسطے خیر دیاں خبراں نئیں آیاں ۔ جڈاں ساڈا چیف منیسٹر

ہوندا ہا ۔ کئی نا کئی چٹی آ ہوندی ھائی ۔ تھوڑی یا بہوں اج تیئیں اے ہوندا اے ۔ کسیدی ذمین کھس لئی ۔ کدی کوئی چندا لے لیا ۔ کدی کوئی پارٹی آگئی ۔ کدی کوئی پارٹی آ گئی ۔ کڈھائیں ٹیکس پی گئی ۔ میرے جیتے وچ پاکستان بنڑن دے بعد اس ویلے رابے صاحب نے مہربانی کیتی کے ۔ ایکوں کوئی زمین دا لالچ نئیں ۔ خدا الوں خوش رکھے ۔ اس واری زمیندلو وڈے خوش ہون اتنے زمیندار وڈا شکریہ ادا کریندے ۔ زمیندار قوم کوں اے بچا لیا ۔

ڈوجھا جیھڑا غور کرن والا مسئلہ ہے ۔ اوہ اے ہے ۔ کہ ہر آدمی اھدا ہے ۔ اناں مرزائیاں کوں اقلیت قرار ڈیو ۔ میں انہاں دے خلاف ہاں ۔ بھئی اھدن مرزائیاں لوں کڈھو دھمی شیعاں نوں چا کڈھو ۔ جھیڑ ویلے شیعا نکل گئے مڑ بریلویاں کوں چا کڈھو مڑ وھابیاں کوں چا کڈھو مڑ سنیاں کوں چا کڈھو سنیاں دے وی کئی فرقے ھن قبلہ ۔ جے کر اناں دے فرقے چا گنڑوں تاں پندرھاں پندرھاں بندے باقی رھندن ۔ قبلہ ہزاراں قسم دے ھن سنی ۔ اگر ھک ھک کرو ۔ تا سنی اے روایت دے سنی ھن ۔ میڈی تاں صلاح ایہ اے ۔ انہاں کوں کڈھو نئیں ۔ جئیں وی گناہ کیتا ۔ انھوں سزا ڈیو ۔ انھوں ابوھو جئی سزا ڈیو ۔ کہ ڈوجھا مڑ کے ایھہ جیھا گناہ نہ کرے ۔ انھوں رج کے سزا ڈیوو ۔ اقلیت کھیں بلا ہے ۔ اگر اقلیت قرار ڈیوں تا اساں سارے تھوڑے جیھے ہوں ۔ ہیں واسطے میڈا تاں خیال اے ہے ۔ کہ کٹھے رہوں تاں چنگا بھلا مٹھ ہاں ۔ جتھوں تک میڈا عقل کم کر دا ہے ۔ بھاویں سارکہ ناراض وی ھووے ۔ ملا ۔ ملوانیں دا مذھب ھور ہے ۔ انے میں جٹ دا مذھب ھور ہے ۔ میں تاں تھوڑا جیھاں ٹائم کھیندا ھا ھن ختم کریندا ۔ میڈا دل تاں ہوں کریندا ھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ محمد ریاض ۔

شیخ محمد ریاض (ساہیوال ۔ 6) ۔ جناب سپیکر ۔ کل سے اس معزز ایوان میں 1973-74ء کے ضمنی بجٹ پر بحث جاری ہے۔ اس پر متعدد اراکین اسمبلی اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں ۔ اور اس پر سیر حاصل ہو چکا ہے ۔ اس ضمن میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں ۔ حضور والا ۔ جس بات پر زیادہ اعتراض

کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بجٹ کی صحیح منصوبہ بندی نہیں کی گئی اور بہت سی رقومات کے سلسلے میں بعد میں رد و بدل کیا گیا ہے۔ کسی میں اضافہ کیا گیا ہے اور کسی میں کمی کی گئی ہے۔ جناب والا۔ جب بجٹ تشکیل ہوا تھا تو اس وقت حکومت کے پیش نظر وہ حالات نہ تھے مثلاً آفات سماوی جو بعد میں نمودار ہوئیں۔ وہ سیلاب جس نے پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ سیلاب جس کی مثال پنجاب کی تاریخ میں نہیں ملتی جس سے اس ملک کو دو چار ہونا پڑا۔ جناب والا۔ ایسے حالات میں ہمارے تمام وہ منصوبے جن کے لئے بہت بڑی رقومات مختص کی گئی تھیں مثلاً دیہی پروگرام تھا اور دوسری سکیمیں تھیں وہ دھری کی دھری رہ گئیں۔ سب سے پہلے ہمارا یہ فرض تھا کہ وہ ناگہانی مصیبت جو ملک میں آن پڑی ہے اس کا مقابلہ کریں۔ اپنے ان بھائیوں کو جو کہ سیلاب میں گھر گئے ہیں جن کی فصلیں مکانات اور اثاثے تباہ ہو گئے ہیں ان کو بحال کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو ان کی طرف مبذول کر دیں۔ جناب والا۔ ایسے حالات میں یہ انتہائی ضروری ہو جاتا ہے کہ بجٹ میں رد و بدل کیا جائے۔

حضور والا۔ پولیس کے اخراجات پر بھی اعتراضات کئے گئے ہیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جب کہیں کوئی واردات ہوتی ہے۔ کوئی قتل ہوتا ہے یا کوئی ڈاکہ پڑتا ہے تو چار چار چھ چھ گھنٹے گزر جاتے ہیں پولیس موقع پر نہیں پہنچتی۔ جب ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ بیرونی ممالک جو کہ ترقی یافتہ ہیں وہاں وقوعہ پر پولیس بر وقت پہنچ جاتی ہے اور جرائم کا سدباب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں جب ہم افسران پولیس سے رجوع کرتے ہیں اور ان سے اس بات کا استفسار کرتے ہیں کہ آپ بروقت موقع پر کیوں نہیں پہنچتے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی ایسے ذرائع مواصلات نہیں ہیں کہ ہم جلدی وہاں پہنچیں۔ ہمیں جیپوں کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ بسا اوقات ہمیں جیپیں اور دوسری چیزیں مہیا نہیں ہوتیں اس لئے تاخیر سے پہنچتے ہیں۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہر تھانے میں ایک جیپ مہیا کی جائے تاکہ افسران بروقت موقع پر پہنچ کر ان جرائم کا سدباب کر سکیں۔

جناب والا۔ مہنگائی کے قصے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور اس سلسلے میں متعدد ارکان اسمبلی اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ مہنگائی

ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس سے ساری دنیا دو چار ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تیل کے بحران نے تمام دنیا کی معیشت بلکہ مغربی ممالک جن کی معیشت نہایت مستحکم سمجھی جاتی ہے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور وہ بھی متزلزل ہو کر رہ گئے ہیں ۔ امریکہ جیسا ملک دنیا کو امداد دیتا ہے وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا ۔ تو ان حالات میں اشیاء صرف کی قیمتوں میں قدرتی طور پر اضافہ کرنا پڑا ۔ devaluation ایک ایسا مسئلہ تھا جو کہ نا گزیر تھا ۔ پاکستان کی حکومت کو اپنی ایکسپورٹ کو ترقی دینے کے لئے devaluation کرنی پڑی ۔ جس کے نتیجہ میں بہت سی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوگیا ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت پاکستان اور پنجاب کی حکومت نے اپنے ملازمین کی تنخواہوں اور مزدوروں کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا جو کہ ہر صورت میں بھی بجٹ میں قیمتیں بڑھائی گئی ہیں اس سے کمتر ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں تھوڑی سی آپ کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس سے آج ہم دو چار ہیں ۔ نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ آج حزب اختلاف کے ہمارے معزز اراکین اسمبلی میں نظر نہیں آ رہے ہیں ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کو ہم سب نے مل جل کر حل کرنا تھا ۔ یہاں کا اختلاف اس چیز کو حل نہیں کر سکتا لیکن یہ نہایت افسوس کا مقام ہے ۔ یہی ایک مسئلہ تھا جو کہ امت المسلمین کا مسئلہ تھا جس کی ہماری پارٹی کی واضح اکثریت حمایت کرتی ہے ۔ جس کے متعلق جناب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی کل رات کی تقریر میں واضح طور پر اظہار کر دیا ہے کہ وہ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور ایسا شخص جو ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ ان کے قریب مسلمان نہیں ہے ۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کسی agitation کا کسی ایسی صورت میں کہ ملک میں افراتفری اور انتشار پیدا کیا جائے کوئی جواز نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے مزید فرمایا کہ وہ ایک ڈکٹیٹر نہیں ہیں بلکہ وہ ایک جمہوری ادارے کے سربراہ ہیں ۔ پاکستان کی ایک پارلیمنٹ ہے وہ پالیمنٹ اس چیز کا جواز ہے کہ ایک مذہبی اور نہایت ہی نازک مسئلہ کے متعلق اس میں وہ اظہار خیال کریں ۔ وہاں پر تقاریر ہوں ۔ مجموعی طور پر وہاں پر اس کا فیصلہ کیا جائے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپوزیشن اور

دوسری ایسی سیاسی پارٹیاں جو کہ ملک میں انتشار پیدا کرنا چاہتی ہیں در اصل وہ جانتے ہیں کہ ان کے دباؤ کی وجہ سے ان سے مرعوب ہو کر پاکستان پیپلز پارٹی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو یہ فیصلہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ خود اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی لئے ہم یہ فیصلہ کر رہے ہیں نہ کہ کسی مخالف جماعت کے دباؤ میں آ کر ۔ یہ ان کی خام خیالی اور غلط فہمی ہو گی کہ ان کے دباؤ کے تحت یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا جو بھی فیصلہ ہوگا ۔ رات کو جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر سے بالکل واضح صورت حال نظر آ گئی ہے اور مسلمانوں کی واضح اکثریت اس بات کی ہم خیال ہے کہ ایسے ہی فیصلے کی توقع اور امید ہم کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر اور باہر سازشیں ہو رہی ہیں ۔ ابھی دو سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ پاکستان کے دو حصے کر دیئے گئے اور مشرقی پاکستان کو الگ کر دیا گیا اور اس کی نشاندہی ہمارے وزیر اعظم صاحب نے بھی کی کہ اب بھی اندرون ملک اور بیرون ملک کچھ عناصر بر سر عمل ہیں کہ اس بچے کھچے پاکستان کے حصے بکھرے کر دئے جائیں ۔ تو میں اس سلسلے میں اپنے تمام بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ پاکستان کی بقاء اور سالمیت کے لئے جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھ مضبوط کریں جنہوں نے پاکستان کے بہت سے مسائل جن سے یہ ملک دو چار تھا نہایت ہی حتمی طور پر نہایت ہی اعلیٰ اور احسن طریق پر حل کئے ۔ ہم ان سے یہی توقع کر سکتے ہیں ۔ یہ مسئلہ بھی جو ان کی جھولی میں ڈال دیا گیا ہے اس کے متعلق بھی ان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اس کو حل کرلیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو بھی وہ قوم کی امنگوں کے مطابق احسن طریقے سے حل کر لیں گے ۔

جناب والا ۔ بجٹ کے سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی رد و بدل کیا گیا تھا وہ نا گزیر تھا اور جناب وزیر خزانہ نے اس میں جو بھی تبدیلیں کی ہیں میں ان کو لبیک کہتا ہوں ۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں اور اس چیز کی بار بار سفارش کرتا ہوں ۔ کہ اس ضمنی بجٹ کو ترمیم شدہ صورت میں جو کہ وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے منظور دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مہر محمد ظفراللہ خان بھروانہ ۔

مہر محمد ظفراللہ خان بھروانہ (جھنگ ۔ 3) جناب سپیکر ۔ ضمنی بجٹ پر بہت سے حضرات نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے خاص کر حزب اختلاف کی طرف سے بہت سے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ۔ خاص کر انہوں نے یہ کہا ہے کہ آج تک جب سے یہ پاکستان بنا ہے اتنی کثیر رقم ضمنی بجٹ میں کبھی نہیں دکھائی گئی ۔

جناب والا ۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ ضمنی بجٹ بہت زیادہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ پاکستان میں اس سے پہلے کبھی بھی اسلامی ممالکوں کا آج تک اجتماع نہیں ہوا تھا ۔ آخر اس ہمارے اسمبلی ہال کو ہی دیکھ لیں اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں ۔ یہ ہمارے ملک کے وقار کا مسئلہ تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خرچ بالکل جائز ہے ۔ اس کے علاوہ پچھلے سال اس قدر سیلاب آئے کہ اتنے بڑے سیلاب کبھی بھی پاکستان کی زندگی میں نہیں آئے ۔ سیلاب کے اخراجات اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر اس کی ایک ایک مد کو لیا جائے تو بھی ہم سمجھتے ہیں کہ اس پر مزید خرچ ہونا چاہیے جو نہیں ہوا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ جو پیش کیا گیا ہے بالکل درست ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ نے بجٹ پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی عوام اور پاکستان کی خدمت کرنے کی صحیح مستحق ہے ۔

اس کے علاوہ اتفاق سے آج چونکہ حزب اختلاف کے صاحبان تشریف نہیں لائے ہیں لیکن بعض ایسی چیزیں ہیں جن کا فرض ہم پر عائد ہوتا ہے اور آج اتفاق سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود نہیں تو میں چند گذارشات اپنے ضلع کے متعلق عرض کروں گا ۔ جناب والا ۔ آپ اس چیز سے آگاہ ہوں گے کہ ضلع جھنگ بھی ایک ضلع ہے ویسے یہ درست ہے کہ بہت کچھ ہوا ہے اور اس میں موجودہ حکومت کے وزیر اعلیٰ کا دخل اتنا نہیں تھا لیکن جو کچھ وہاں ہوا ہے اس کے متعلق میں توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جب سے پاکستان پیپلز پارٹی نے اقتدار سنبھالا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ضلع جھنگ میں خاص کر ان دو مہینوں سے جب سے موجودہ

حکومت بنی ہے اس میں سردار صغیر احمد صاحب نے خود دلچسپی لی ہے اور اس سے پہلے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خاص کر دیہاتی علاقوں میں ایک اینٹ بھی نہیں لگی تھی ۔ کوئی خرچ نہیں ہوا تھا اور کوئی کام نہیں ہوا تھا ۔ ہم وہاں کے نمائندے ہیں ۔ یقین جانئے کہ عوام سے ہم منہ چھپائے پھرتے ہیں ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں ہیں ہم پر انگشت زنی ہوتی ہے ۔ کہ یہ ہمارے ضلع کے ایم ۔ پی ۔ اے ہیں جنہوں نے ضلع کے لئے کچھ بھی نہیں کیا یہ رونے کا مقام ہے اگرچہ یہ باتیں پارٹی میٹنگ میں ہونی چاہئیں ۔ اتفاق سے سیشن بھی ہے اور پارٹی میٹنگ ہی اس کو سمجھا جا سکتا ہے ۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو موقع پر جا کر دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں اور موجودہ وزیر قانون نے ضلع جھنگ کی جو حالت دیکھی ہے پنجاب میں اس مثال نہیں ملتی ۔ میں ایک چیز عرض کرتا ہوں کہ ملازمت میں ہمارے ضلع کا ایک آدمی بھی بھرتی نہیں ہوا ہے پی ۔ پی ۔ کیا ۔ یا ضلع دار کیا سب انسپکٹر ۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر بھرتی ہوئے ہیں لیکن ضلع جھنگ کی ایک واحد مثال ہے کہ اس کا ایک فرد بھی نہیں لیا گیا ۔ ان دو سالوں میں کوئی سکول نہیں بنا نہ کوئی سڑک بنی ہے ۔ جہاں تک نہری پانی کا تعلق ہے دوسری جگہ 65 فیصد پانی ہے صرف جھنگ میں 35 فیصد پانی ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ نیچے پانی میٹھا ہے لیکن ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی کے کنکشن نہیں ملتے ۔ بجلی والوں نے اپنے ریٹ ڈبل کر دیئے ہیں ۔ پہلے ایک ٹیوب ویل لگانے پر ساڑھے ساٹھ ہزار روپے صارفین کو معاف ہوتی تھی اس کے بعد ڈھائی ہزار کی اقساط ہوتی تھیں اس کے بعد دس ہزار نقد وصول کئے جاتے تھے ۔ اب جناب والا ۔ ریٹ ڈبل ہو گئے ہیں صرف ٹرانسفارمر کی قیمت ساڑھے ساٹھ ہزار روپے ہو گی ۔ اگر کوئی آدمی ٹیوب ویل کا کنکشن لینا چاہیئے تو اس کو کم از کم آٹھ دس ہزار روپے برائے نقد پیشگی دینا پڑتا ہے ۔ اس وقت یہ ضلع چار سڑکوں سے ملا ہوا ہے یعنی سرگودھا جھنگ روڈ ۔ جھنگ ملتان روڈ ، جھنگ بھکر روڈ اور لائل پور جھنگ روڈ ان میں سے کوئی بھی سڑک اس قابل نہیں ہے کہ وہاں شریفانہ طور پر موٹر جا سکے ۔ جیپیں جا سکتی ہیں کاروں کا چلنا مشکل ہے ۔ اس کے علاوہ ہمارے ضلع جھنگ سے 25 میل کے فاصلہ پر سوئی گیس گذرتی ہے ۔ ہماری استدعا ہے کہ ہمیں سوئی گیس بہم پہنچائی جائے ٹیلیفون کی ڈائریکٹ ڈائیلنگ بھی دی جائے ۔ ان حالات میں عرض

کرونگا کہ ضلع جھنگ سے بہت زیادتی ہو رہی ہے اور براہ کرم موجودہ حکومت اس طرف خاص توجہ دے۔ جناب والا۔ آج تک یہ ہوا ہے اور اب سردار صغیر احمد صاحب سے ایک میٹنگ ہوئی ہے اب اس طرف خرچ کرنا شروع ہوا ہے ورنہ ایک پیسہ تک خرچ نہیں ہوا تھا۔ اس سال میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری اس کمی کو پورا کیا جائے اور اس طرف خاص توجہ دی جائے۔

ایک اور خاص بات کی طرف میں اپنے وزیر اعلیٰ کی توجہ کراؤں گا کہ سابقہ حکومت نے ایم۔ پی۔اے کو بے پناہ نقصان اور ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس لئے جب تک ایم۔ پی۔ اے کا وقار بحال نہیں ہو گا اس وقت تک میں سمجھتا ہوں اس حکومت کا وقار بحال نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں جناب وزیر اعلیٰ ضرور توجہ فرمائیں اور ایسے طریقے استعمال کریں اور ہدایت جاری فرمائیں کہ ایم۔ پی۔ اے کے وقار کو بحال کیا جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ایم۔ پی۔ اے کا وقار بحال ہو گیا تو آپ یقین جانئے یہ جو ہم وزرا کے پیچھے دوڑتے ہیں ان کی ضرورت نہیں رہے گی اور مقامی طور پر ہم خود عوام کے مفاد کا خیال رکھ سکتے ہیں۔

اس کے بعد میں زراعت کے مسئلہ کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں چونکہ ہم لوگ کاشتکار ہیں۔ زراعت کا مسئلہ بڑا سنگین بن گیا ہے یہ اسی آدمی کو پتہ چلتا ہے جو اس پیشے سے تعلق رکھتا ہو۔ جناب والا۔ پچھلے دنوں وزیر زراعت نے فرمایا تھا کہ ایک ایکڑ سے گندم کی اوسط پیداوار اٹھارہ من ہے۔ اٹھارہ من کی قیمت ساڑھے چار سو روپے ہوتی ہے۔ کھاد کی بوری کی قیمت 75 روپے ہے اور ایک ایکڑ میں دو بوری کھاد ڈالی جائے تو یہ 150 روپے بنتے ہیں۔ ڈیزل کی قیمت۔ مزدور کی محنت۔ معاملہ وغیرہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایکڑ گندم کی اوسطاً واپسی زمیندار کو صرف 50 روپے ملتی ہے۔ اس لیے میں اس کی طرف خاص توجہ دلاتا ہوں کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے کھاد کی قیمت پر صورت میں کم کی جائے۔ گندم۔ کماد۔ کپاس اور دوسری اجناس کی قیمت بڑھائی جائے۔ اس کے علاوہ جناب والا۔ چند اور مسائل ہیں ان کو چھیڑنے سے کافی وقت صرف ہو جائے گا۔ وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جو ضمنی بجٹ پیش کیا ہے وہ ملک اور صوبے کے لئے انتہائی مفید ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ حافظ علی اسد اللہ صاحب پیشتر اس کے کہ آپ تقریر شروع کریں آپ نے لکھا ہے کہ میں نے بھی بحث میں حصہ لینے کے لیے نام دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے نام کس کو دیا تھا ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ سردار صغیر احمد صاحب کو دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات آپ ان سے پوچھئے آپ نے مجھے کیوں لکھا ہے ۔ وہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے وہ وزیر ہیں ۔ آپ ان سے پوچھئے کہ میرا بھی نام فہرست میں موجود ہے یا نہیں ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ میں نے جناب کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کی پارٹی کی بات ہوتی ہے آپ پارٹی کی باتیں مجھے کیوں لکھ کر بھیجتے ہو ۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ یہ بات اپنے پارٹی کے سیکرٹری سے پوچھئے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے سارا پروگرام خراب ہو گیا ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا میری باری نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ باری تو آپ کی ہے ۔ لیکن اگر آپ نام مجھے لکھ کر بھیجتے تو پھر گلہ لکھتے ہوئے اچھے لگتے ۔ لیکن اب آپ نے خواہ مخواہ گلہ لکھ کر بھیج دیا ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ میرے خیال میں نام دینے کا طریقہ یہ رہا ہے کہ ہم اپنے نام سردار صغیر احمد صاحب کو دیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو آپ سردار صغیر احمد سے پوچھ لیتے کہ انہوں نے آپ کا نام کون نہیں بھیجا ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ میں تھوڑی سی عرض کرنی چاہتا ہوں۔

**Mr. Speaker** : When the Speaker is speaking I expect that the members will not rise and the member who is already standing will also resume his seat.

حافظ صاحب ۔ اگر آپ نے اپنا نام مجھے بھیجنے کے لئے دیا تھا تو بہتر تھا کہ آپ سردار صغیر احمد سے پوچھ لیتے ۔ ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ طریقہ کار یہ ہے کہ آپ اپنا نام وزیر قانون یا لیڈر آف پارلیمانی پارٹی کے ذریعے مجھے بھیجتے ہیں اور دوسری طرف آپ یہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو نام دیا تھا یعنی دوسرے الفاظ میں آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے تو آپ کو نام دیا تھا لیکن میں نے آپ کا نام نہیں لیا ۔ اب آپ اپنی تقریر شروع کریں ۔

حافظ علی اسد اللہ (بہاول نگر ۔ 3) ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ میں کوئی بات کروں میں اس امر کی وضاحت کر دینی چاہتا ہوں کہ شائد آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ مجھے ایوان کا لحاظ ملحوظ خاطر ہے ۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا ۔ میں اس میں سردار صغیر احمد صاحب کا نام لکھنا بھول گیا کیونکہ میں بہت کم تقاریر کرتا ہوں اور مجھے صرف یہی پتہ ہے کہ ہم اپنا نام سردار صاحب کو دے دیتے ہیں تو آپ یوں سمجھ لیں کہ میں نے سردار صاحب کی شکائیت آپ کے پاس کی ہے ۔

جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ میں ضمنی بجٹ پر تقریر کروں مجھے سامنے والے بنچ خالی نظر آ رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح ہمارے بولنے میں کوئی مزا نہیں کیونکہ کئی باتوں کا جواب دینا پڑتا ہے ۔ لیکن یہ بنچ کیوں خالی ہیں کیونکہ انہیں عوام کو یہ یقین دلانا مقصود ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کی جو چیمپئن ہے وہ حزب اختلاف ہے ۔ میں اس بات کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ ہماری پیپلز پارٹی نے اپنے منشور میں لکھا ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور جب ہمارا دین اور ہمارا مذہب اسلام ہے تو پھر ختم نبوت کو اسلام سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اب اس مسئلہ پر اسمبلی میں بحث ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ ہمارے وزیر اعلیٰ اور آپ نے ربوہ کے واقعہ کے متعلق نہایت فراخ دلی کے ساتھ ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی اور ان کے مطالبات سے بڑھ کر وزیر اعلیٰ نے اسلام کی روح کے مطابق باتیں کیں ۔ اس کے علاوہ ہماری سرکاری پارٹی کے معزز ممبران نے بالکل اسی طرح جیسے حزب اختلاف نے اس سلسلہ میں قرار دادوں کا نوٹس دیا ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے ہم نے بھی ایسی ہی قرار دادیں دی ہیں اور ہم نے جلسہ عام میں بھی عوام کے سامنے یہ بات واضح کی ہے کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے ۔ اور میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کل کی تقریر سے سو فیصدی

متفق ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے عوام کے جذبات اور ان کے احساسات کی ترجمانی کی ہے اور یہ تقریر ان دعوؤں اور اسلام کی روح کے عین مطابق ہے۔

جہاں تک ختم نبوت کے مسئلہ کا تعلق ہے یہ تحریک 1953ء میں شروع ہوئی تھی۔ اس میں میری گرفتاری بھی ہوئی تھی۔ ہمارے ساتھ پیشہ ور سیاست دان تھے جو سیاسی کھیل کھیلنا چاہتے تھے۔ اس میں میں گرفتار بھی ہوا۔ چونکہ پیپلز پارٹی اکثریتی پارٹی ہے اس لیے اس کا مسئلہ بھی وہی ہے جو عوام کا ہے اور ہم نے سختی کے ساتھ اس کا نوٹس لیا ہے اور اسی سختی کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں جس طرح کا یہ مسئلہ ہے۔ انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ حضور کے بعد جو بھی کوئی دوسرا نبی مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہمارے دوست نے ابھی ابھی یہ فرمایا ہے کہ ہمیں اقلیت کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے بعد یہاں شیعہ اور سنی کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ شیعہ نے کونسا نیا نبی پیدا کیا ہے اور کسی اور فرقہ نے کونسا نیا نبی پیدا کیا ہے۔ یہ واحد فرقہ ہے کہ جس نے انگریز کے زمانے میں جنم لیا اور ان کے نبی نے خود کہا کہ میں نبی نہیں ہوں بلکہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔

**Mr. Speaker.** I hope that these details will not be discussed but you will give your own opinion and arguments.

**حافظ علی اسداللہ** ۔ جناب والا ۔ میں اپنے اصل موضوع کی طرف بھی آتا ہوں لیکن اس سلسلے میں ایک فقرہ کہہ دوں کہ انہوں نے روح جہاد کو مسلمانوں سے سلب کرنے کی کوشش کرنے کے لیے یہ نبی پیدا کیا تھا اور جب روح جہاد سلب کر لی گئی تو جہاد کے متعلق یہ فتوے دے دیا گیا کہ اب جہاد بالسیف کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اور اب جہاد بالقلم کا زمانہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ قادیان جانا چاہتے ہیں اور اپنی میتوں کو امانت کے طور پر دفن کر رہے ہیں۔ میں پھر پوچھتا ہوں کہ کیا وہ جہاد کے ذریعے قادیان جانا چاہتے ہیں یا کسی اور طریقے سے وہاں جانا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔

جناب والا ۔ اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں ۔ یہ جو بجٹ ہمارے سامنے ہے اس میں ایک خطیر رقم یعنی 122425192 روپے رکھے گئے ہیں جو بلا شبہ ایک خطیر رقم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ ہر لحاظ سے معقول ۔ متوازن اور حالات کے مطابق ہے ۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ فوری طور پر منظور کرنے کے قابل ہے ۔ اس بجٹ میں 649001940 روپیہ کی رقم سرکاری تجارت کے لیے رکھی گئی ہے کیونکہ گندم کی قیمت خرید بڑھا دی گئی ہے اور چینی کی قیمت بھی بڑھا دی گئی ہے اس لیے اس رقم کی ضرورت تھی ۔ اس لیے یہ ایک معقول مطالبہ زر ہے ۔

اس سلسلے میں میں یہ کہونگا کہ گندم اور چینی کی قیمت اور زیادہ بڑھنی چاہئے تھی کیونکہ کھاد اور دوسری چیزیں بہت زیادہ مہنگی ہو گئی ہیں ۔ اس کے علاوہ پیداوار کی جو حد فی ایکڑ مزارع کے لیے مقرر کی گئی ہے اور ہم نے اپنے مزارعین کو جو سہولتیں دی ہیں اس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہماری پیداوار دن بدن گھٹ رہی ہے ۔ اس کے متعلق میں سالانہ بجٹ کے موقع پر تقریر کرونگا ۔ یہ میں اشارتاً کہہ رہا ہوں کہ ہماری پیداوار گھٹ رہی ہے ۔ اس لیے ہونا یہ چاہیے کہ جہاں ہماری پارٹی مزارعین کے حقوق دے رہی ہے وہاں زمین کی کاشت کے متعلق محنت کے جو اصول ہیں وہ بھی مقرر کرنے چاہئیں کہ اگر کوئی مزارع اتنی حد تک جھاڑ نہ دے تو اسے بے دخل کیا جا سکتا ہے ۔ اس سے مثبت نتائج برآمد ہونگے اور ہماری قومی آمدن بھی بڑھے گی اور لیڈر بھی کم پیدا ہونگے ۔ اسی طرح سے چینی کی قیمت کے ساتھ ساتھ گنے کی قیمت بڑھانی بھی ضروری ہے ۔ اس کے بعد حالیہ سیلابوں کے بعد جو نہر میں آبپاشی اور ٹیوب ویلوں کے انتظامات کے لیے 74984900 روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہر لحاظ سے مناسب اور ضروری ہے ۔ مگر اس ضمنی میں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ان اخراجات کے استعمال کے سلسلہ میں عوامی نمائندوں کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے اور صوبے کے مختلف علاقوں میں جو رقوم خرچ کی جاتی ہیں ان میں ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کو بھی کچھ اختیارات ملنے چاہئیں اور ان رقومات کی ادائیگی اس وقت تک نہیں ہونی چاہیے جب تک ایک ایسی

کمیٹی جو حکومت کے ذمہ دار ملازمین اور عوامی نمائندوں پر مشتمل ہو یہ فیصلہ نہ کر دے کہ یہ کام درست ہوا ہے۔ میں اتنا ضرور کہونگا کہ اگر ہمارے وزیر اعلیٰ جناب حنیف رامے صاحب اس سے متفق ہوں اور اگر وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر چھاپہ مارنے کے لیے تیار ہوں تو ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی ان کے ساتھ بیٹھنے کا موقع مل جائے تو میں لاکھوں روپے کا غبن دکھا سکتا ہوں اور میں نہایت ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہمارے جو افسران ہیں اور جو ہمارے ٹھیکیداران ہیں یہ ہمارے پیسے کو ضائع کر رہے ہیں جو کہ ہمیں عوام کے مفاد کے لیے خرچ کرنا چاہیے اور عوام کو مصائب سے نجات دلانے کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے بھی بے دردی سے یہ روپیہ ضائع کر رہے تھے اور اب بھی اسے نہایت منظم طریقے سے ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ان کی نگرانی کریں۔

صنعت کے لیے 8 کروڑ 26 لاکھ روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس کے تحت چینی کے کارخانے۔ چاول چھڑنے کے کارخانے اور کپڑے کے تین کارخانے لگانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ میں بہاولنگر سے تعلق رکھتا ہوں اور میں شکوہ کروں گا کہ ہمارے ضلع کے لیے وہاں کوئی مل لگانے کے لیے اس میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ ہمارے ضلع میں تحصیل چشتیاں صنعت کے لیے نہایت موزوں ہے لیکن اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہمارے ضلع کے لیے بھی کچھ رقم منظور ہونی چاہیے لیکن اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی غیر موزوں مقام کی طرف چلی جائے۔

اسی طرح تعلیم کی مد کے تحت چار لاکھ 90 ہزار روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے۔ نئی تعلیمی پالیسی کے تقاضوں کے مطابق جو ہم نے اصلاحات کی ہیں، انہیں بروئے کار لانے کے لیے، اساتذہ کرام کو مزید تنخواہیں دینے کے لیے، قومی تحویل میں لیے گئے سکولوں اور کالجوں کو بہتر طریق پر چلانے کے لیے اس رقم کی شدید ضرورت تھی۔ اس پر بھی اعتراضات کیے گئے ہیں ایک طرف تو اصلاحات کا مطالبہ کیا جاتا ہے، دوسری طرف اس سے جو نتائج مرتب ہوتے ہیں، اس کے لیے رقم درکار ہوتی ہے۔ اس پر جو اعتراض کیا جاتا ہے، اس کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی۔ اس کے

علاوہ متفرق مد کے لیے تین کروڑ بیس لاکھ روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے جس میں اسلامی سربراہان کی کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں بھی خرچ کیا گیا ہے ۔ یہ مطالبہ زر بالکل معقول ہے اور اس میں پنجاب کے عوام کو فخر ہونا چاہیے کہ ہمارے سرمایے سے کانفرنس منعقد ہوئی ۔ ویسے تو مرکز سے یہ رقم منتقل ہو جائے گی ۔ ایک ایسی تاریخی اسلامی کانفرنس کے انتظامات کیے گئے جس پر پاکستان کے تمام مسلمانوں کو بلکہ آئندہ چل کر عالم اسلام کے مسلمانوں کو بھی فخر ہے لیکن نتائج کے اعتبار سے وہ مزید فخر کریں گے ۔

اس کے علاوہ پولیس کے عملے کو مہنگائی الاونس دینے اور اسلام آباد میں چار نئے تھانے قائم کرنے کے سلسلے میں دو کروڑ 84 لاکھ روپے کا مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے ۔ پولیس کے حالات بہتر بنانے کے معاملے میں میں متفق ہوں ۔ مطالبہ بھی ٹھیک ہے ۔ لیکن میرے دوستوں نے پولیس کے معاملے پر نکتہ چینی کی ہے ۔ میں نے بھی جہاں تک تجزیہ کیا ہے ، آج کی پولیس ، اس کا انداز تربیت ، اس کا شعور اور اس کا سوچنے سمجھنے کا اور انداز اور طریق کار وہی ہے جو بدیشی حکومت نے انگریزی حکومت نے غیر ملکی اقتدار اور غیر ملکی استعمار کے تحفظ کے لیے مخصوص طرح سے ان کو تربیت دی تھی ۔ ابھی تک وہ اس مقام سے پیچھے نہیں ہٹے ۔ وہ لوگوں کے خادم بننے کی بجائے انہیں ہراساں کرتے ہیں اور انہیں انصاف نہیں دیتے ۔ بعض نیک آفیسر بھی ہیں ۔ میں ان کی تعریف کرتا ہوں ۔ لیکن اکثر چوروں ، ڈاکوؤں ، رسہ گیروں اور ٹاوٹوں کی پشت پناہ بنے ہوئے ہیں ۔ اس ضمن میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ دلاؤں گا کہ ڈی ۔ آئی ۔ جی وغیرہ کی کوٹھیوں اور بنگلوں پر جو سنتری مقرر کیے گئے ہیں ، ان کی جائیں ہم سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں ، وہ ہٹا دیے جائیں تو اخراجات میں کچھ کمی واقع ہو سکتی ہے کیونکہ یہ دور استعمار کے نشان ہیں ۔ میں اس کے متعلق سالانہ بجٹ میں مفصل بات کروں گا ۔ ان تمام نشانات کو مٹا دینا چاہیے ۔ وہ سنتری اور سپاہی اور جگہ کام دے سکتے ہیں ۔ تحفظ امن عامہ کے سلسلے میں وہ سنتری اور سپاہی کام دے سکتے ہیں ۔

اسی طرح جنگلات کا اکسٹھ لاکھ کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے ۔

یہ درست ہے لیکن محکمہ جنگلات جو درخت اگانے پر مامور ہے ، درختوں کی اسی طرح حفاظت بھی کرے تو اس سے نہایت مثبت نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ۔ عملاً یہ ہو رہا ہے کہ محکمہ جنگلات ایک طرف درخت اگا بھی رہا ہے لیکن اگے ہوئے اور پرورش شدہ درختوں کو ایسی بے دردی سے کٹوایا اور لٹایا جا رہا ہے کہ کوئی بھی مہذب معاشرہ ، کوئی مہذب حکومت ، کوئی قانونی حکومت اسے برداشت نہیں کر سکتی ۔ اس کے لیے ہمیں ایسے دور رس اور سخت انتظامات کرنے چاہیں جس سے درخت اگائے جائیں لیکن اگانے کا تناسب زیادہ ہو اور کٹوانے کے متعلق ہم ان پر نظر رکھ سکیں کہ آیا قانونی طریق کار کے تحت کٹوا رہے ہیں یا اپنی ذاتی اغراض کے لیے اسے استعمال کر رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر :** ڈاکٹر عبدالخالق ۔

**حافظ علی اسداللہ :** میں جناب سپیکر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا میں اور بھی اس پر بولنا چاہتا تھا ۔ لیکن اس ایوان اور جناب سپیکر کے وقار کا تقاضہ یہ ہے کہ میں اپنی تقریر بند کر دوں ۔ السلام علیکم ۔

**Mr. Speaker :** Minister for Education please.

**Minister for Education** (Dr Abdul Khaliq) Mr. Speaker Sir, in the beginning I wish to make a few general remarks on the Supplementary Budget. What is the justification for a supplementary budget ? Sir, Pakistan is a developing country and in developing countries throughout the year many new facets of the old schemes arise, new dimensions come before us. So rather than making it so rigid that no new changes could be made, no new allocation could be made, no reappropriation could be made and we would have to wait for a year, we should have flexibility in it. Mr. Speaker Sir, if we are poor, if our living standards are poor, if our food, our clothing, our houses, our schools, our hospitals are poor it is because we are centuries behind the developed countries So, we cannot afford to delay our programmes for a year and wait for the new budget. Therefore, the justification during

the year for reappropriation and supplementary demands exists and I think in our conditions it is paramount that we must, according to the needs of the times, change our programmes. Sir, what we should have in view is the need and wish to achieve the results and not the means but the means are justifiable. Certainly sir, throughout the year the prices don't stay at one level. The prices change due to internal factors and due to international factors and Sir, I dont' want to go into details which I will give when I speak on the Annual Budget. In fact when we import equipment, when we import raw material in the form of ferrous and non-ferrous materials, when we import raw-material in the form of so many other commodities, we import inflation but that is necessary. That is something we cannot avoid because we cannot avoid international trade. If we do international trade it means that each year we are consuming more maunds of rice to get the same weight of steel, the same weight of tin, the same weight of aluminium or nylon, the same tons of oil and lubricants and so many other things. Prices of our goods are not going as high as prices of the goods that we import. These are exploited terms of the trade. These terms are forced on the Third World and we are a part of the Third World. So, we import inflation and the prices rise and there lies the justification for supplementary demands.

Sir, the Pakistan Peoples Party has brought a new concept of wages. The Governments have existed in this country, those Governments which talked of peoples' welfare, but no Government according to the rate of inflation made appreciation in the income of wage earners and salaried people in order that whatever depreciation has occured due to rise in inflation their incomes should be appreciated. Last year we gave an increase of Rs. 35/-in the pays of those who are drawing upto Rs. 700/-. These three factors make justification for the Supplementary Demands.

Now, Sir, if we look closer, the Supplementary Demand that has been made, is not permanent expenditure on the Provincial Budget but is, for the time being, being spent and is either to be recovered by sale of commodities or is to

be reimbursed by the Federal Government and in fact I have worked out with my poor arithmatic calculation that out of this, 73 crores and 59 lacs of rupees is not an expenditure but is only a temporary expenditure which will be recovered either by the sale of wheat and sugar or will be reimbursed by the Federal Government for Police and Islamic Summit and other things. The real additional demand is of 49 crores.

Sir, I come to the details and I will answer most of the points raised by the Opposition and some of my friends of the Pakistan Peoples Party. Sir, on Provincial Schemes of State Trading which concern food-grains mainly wheat, sugar and food-grain storage, the hon'ble Deputy Leader of the Opposition tried to draw the attention of this House by saying that we have allocated one crore and some lacks of ruppees for renting the storage. That certainly is not the case. This amount is to build or to acquire *Silos* which are mechanically a new kind of storage for the wheat, which enable us to save the wheat wastage that occurs due to the traditional method of storage. And Sir, the money against all of this is subsidy on wheat. First of all why Government does State Trading in wheat and sugar ?

Sir, our Government knows that wheat is the staple food in our country and most of the budget of low income earning people, low wage earning people is allocated and spent on wheat, therefore, if we don't subsidise wheat and allow it to be sold like it is sold in our neighbouring countries at Rs. 75/- per maund, then we will have to face the same demonstration by hungry people as it is happening in our neighbouring countries. So considering it an essential food item, a staple food in our country, the Government itself sees to it that it procures enough quantity of wheat and sells it at a certain subsidised rate, and the subsidy by the Punjab Government during the last year has been to the extent of rupees thirteen crore and eighty six lacs and five crore fifty nine lacs by the Federal Government. So this is some thing which is commendable for which people should have appreciated and praised the Government that it is ensuring the availability of 'atta' and wheat to the common man at a certain fixed subsidised price. Although the prices of other things are shooting up, but the

price of wheat and atta on the ration depots has not gone up. This is a proof of the pudding Sir, that the Government is really interested in the welfare of the people. Similarly Sir, the cost of the supplementary demand is that the procurement price, although my friends have lamented that it could be raised still further but it has risen from twenty two to fifty to twenty five to fifty and similarly the incidental charges on carriage and on the bags and other thing have also gone up. So both these things have mounted to the additional demand, but Sir, I am very proud of the fact that Government paid so much attention to it and Government ensures food to the poor man at subsidised price. So, therefore, I have no hesitation and I consider this supplementary demand to be most judicious and in the interest of the common man in our country.

Sir, after this the floods and the post floods reconstruction relief programme came under criticism. Sir, during the last floods the destruction, the demage, the havoc caused by the floods was exceptional and had never happened in Pakistan, so huge and so gigantic, and no Government made efforts which were equal to the task than the Punjab Government. Sir, I have seen in my little life so many floods and so many natural calamities in this country but never before the Prime Minister, the President, the Governor and the Ministers, the MNAs, the MPAs and Senators all have been in the field with the people either ahead of the water or after the water. Never before the Government has actively participated in these matters. Sir, when the United Nations Relief Coordinator came here, not a Pakistan Peoples Party man, he said that Mr Minister I have been to Africa, I have been to Latin America and I have been to many parts of Asia dealing with natural calamities and I have never seen the Government from the top to the bottom being so much cencerned with the welfare of the people and working in the fields so much .....(Clapping).....and he said that now when I go back to the United Nations I will make a report that this is one country which really deserves as much help as we can because this is one country which is doing maximum from itself to help the people.

Now I come to the solid facts. Sir, during these floods two thousand and three hundred miles of the banks of the canals were washed away. Sir, two hundred and three hundered miles. And this was no mean job to repair all this within a period of six weeks. On October 15, the non perennial channels start taking water. The floods started from Sialkot on the 8th of August and contained upto the end of August at the end of Punjab. So all the August floods destroyed the canals and out of these two thousand and three hundred miles, one hundered and forty five miles were in the District of Rahimyar Khan about which so many questions were raised which were repaired by the 15th of October and this is no mean job Sir, and that was to ensure, that it was done so quickly. At places Sir, on the Panjnad Canal I myself participated, the previous Governor participated, the previous Chief Minister participated. We at times employed four thousand people in one shift, not four thousand people throughout the day, Sir four thousand people in one shift, and I must appreciate the valiant struggle struggle which our Armed Forces, our soldiers of the Armed Forces made towards this end. Without that we would not have been able to meet such a huge challenge. So, Sir, to repair two thousand and three hundred miles of irrigation channels, in addition to the flood embankment, in addition to the big dams that were either destroyed or minimum damage had occured to them, to the roads and the railways and all other things, this is not a mean achievement within a period of six weeks and this was to ensure that wheat sowing took place on all the acres that were available.

Sir, from here I go to the supplementary demand for the tractors which has been criticised. Sir, so many people, so many farmers had lost their bullocks and therefore, their ploughing capacity had been decreased. The farmer had been displaced from his fields for a while or may be his house also had collapsed during the floods. So it was important to supplement his ploughing capacity by means and these tractors were given to them on hire and the rate of hire was decided by the Members of this House. A Committee was constituted and some Members of this very House revised the rates. Originally the rates were higher but then the rates

were lowered down to the satisfaction of the Members of this learned House. Secondly Sir, about the utilization of interest free taqavi loan, Never before, more than five crores, I stand on the floor of the House and say this Sir, never before in the history of Punjab more than five crore and forty lacs or some such amount had been given in the form of interest free taqavi loan, Sir, I knew and we all know that Pakistan is an under-developed country. Its administration is under-developed. Execution of the schemes and planning is also done by that under-developed machinery. So we knew that some hanky panky, hither and thither will happen, Therefore, to ensure that, we changed the system. We said that we will pay in kind rather than in cash. It is preposterous to suggest that most of the taqavi loans have gone to the rich people. This is beyond the facts. Most of the taqavi loans have gone in the form of a voucher for the fertilizer, a voucher for the seed, a voucher for the tractor hire. So how can any body get up. The very system, the very method belies the criticism levelled against the good use of taqavi loans. Through that system that we have instituted, we will help them in kind and not in cash. Sir, never before these taqavi loan were given in such small Ijlas-i-Aam as it was done this year and nevever before the Governor ensured that they were present in some of these Ijlas-i-Aam. Never before the Ministers ensured that we were present in some of these Ijlas-i-Aam and never before it was ensured that the bank, the fertiliser depots, the seed depots and the Patwari should come there to decide and give voucher to the people who were wanting loan. I know and I can't conceal the fact that there might have been some places where right things were not done. We have received a few complaints also. Two from Rahimyar Khan and one complaint from Sialkot and we are investigating them. But I would say Sir, that by the new method, by the new system we snsured that the best amount goes to the most needy and deserving people and goes in the form of kind because we know our tiller. He has so many other functions, which are non-productive like second marriage or circumcision of his son.

We knew that the farmer might spend this money on non-productive methods. Therefore, we ensured that he gets this in the kind of tractor hire so that more wheat is sown and what is the proof of the pudding.....

**Chaudhri. Ghulam Qadir**: Is the second marriage non-productive ?

**Minister for Education**: I was taking it in the agricultural sense. However, I am grateful for the elucidation,

What is the proof ? The Opposition may level a charge and I may supply a reply in words but what is the proof of the pudding ? The proof that the taccavi loans have been utilized is shoun by the fact that many lacs of acres, unfortunately I have unfortunately I have not got the correct figure, more than the last year, were sown with wheat in Punjab. That is a proof that more fertilizers went in, more seed went in, more tractors were hired and hence more acres of land were ploughed and sown with wheat. Another proof is in the form of maximum crop yield ever achieved in Pakistan which we are having this year. I am not contradicting merely by words but I am doing so by giving facts which are in the field and can be seen and checked by anybody.

Then came under criticism the agricultural sector. The thing which does not exist troubled my friend, Mian Khurshid Anwar, more. It was about the Research Institute. There is no supplementary demand for the Research Institute. My friend chose to criticise that very demand which does not exist but the work done by that section of the Agricultural Department is really commendable. I am very proud to say that these four new varieties were found by this very Agricultural Researce Institute of Punjab.

Chenab 70
SA 42
Baraani 70
Blue Silver

I am more proud to say in this House that Chenab 70 won the first prize in not less than 74 countries of the world and all these countries have adopted it in addition to the other four varieties called.

Pothohaar
Saandal
Lyallpur 73
Parri

Similarly, in the field of rice, the Irri; for Makai-Akbar 72, Neelam and Aerogeeti; for Kappas-149-F, D9 Desi and BS No. 1; far Ganna and Roghni I jnaas and so many other things the achievements of this Institute, for which no supplementary demand exists, are most commendable.

Then came bull-dozers. They are used for soil conservation. Whatever I say and whatever we do-all said and done-the fact remains that Punjab is an agricultural province and we cannot take away our attentian from the improvement and conservation of land that we have here. It is most essential that we must have bull-dozers for soil conservation. Similarly, there is a small supplementary demand for locust control. As some of the members of the Opposition chose to say that why no allocation was made for this, I will inform them that nobody expected that locust would visit Pakistan. Misfortunes never come alone but we never expected that so many misfortunes will visit Pakistan in one year. After the historical floods came the locust and I must pay tribute to the international organization and to the Pakistani Pilots and other staff for the manner they controlled it. They kept this menace limited to only a few parts of a District and did not allow it to visit Punjab otherwise we could not have achieved the humper wheat crop that we did this year.

Then came under criticism the Education sector. One member of my own Party criticised that we have left the rich men's schools out of the pail of nationalization and nationalized, what I would call, only Desi type of schools. The simple fact is that the revolution which Mr. Zulfiqar Ali Bhutto has

brought in Pakisian is not yet complete. If anybody is mistaken, let me tell him that this is the start. We have just started and what we have been able to do is that in some fields we have eliminated the relation of exploitation, in some fields we have controlled it and in some fields it still exists. So, the means at the disposal of the Government are not as much that we can complete all the reforms which we may have in our minds. Wishes are not saddled horses that everybody can ride them. Wishes have to be implemented by means of financial becking and financial backing goes up by development. Each year, the more money we have at our disposal, we will implement more reforms. Now, the choice was with me or with the Federal Minister for Education whether, with whatever money we have, we go and subsidize the education of the rich people or we should make education free for poor people who send their children to the Desi type of schools. We have chosen to make education free for the children of the poor people and I have no apologies to offer. I say this is our choice. We wanted to give first priority for free education to the children of the poor people. My friend expects that all people should have the same type of schools and the same system of education. I totally agree with this but we have not got so many means at our disposal that we can go and subsidize the education of the rich. That stage will come but even now we have ensured that in those schools 20/0 free ship is allowed. In those schools we will have Boards of Directors which will ensure that all such privately run schools do not increase fees according to their whims.

A lot of supplementary demands have actually been asked for two things. One is the re-organization of the Education Department. Now, unfortunately, the members of Opposition are not here. They were crying from the roof tops, crying hoarse, to have a Directorate in Bahawalpur Division and this was their demand eversince the merger of Bahawalpur into One Unit. This Government, last year, fulfilled this long cherished demand and wish of the people of Bahawalpur and I should have got a word of commendation from my friends rather than having them come out and censure the supplemen-

tary demand that we have made for the very purpose, for the very desire and for the very wish which was not fulfilled for so many years.

Thirdly, the nationalised schools that we have got are not up to the standard. In so many schools libraries don't exist. Some are very poor. Others don't have laboratories. Some colleges teach only Humanities because there is no science class. I don't say on the floor of this House that in one year, in one supplementary budget, we have brought them up to the standard of government schools-whatever the standard of the government schools is I say I have not done this because the deficiencies there are colossal and the sum required is huge So, it cannot be done in one year but we have provided more books, more libraries, more laboratories, more laboratory equipment and more teachers in order to ensure that, over the course of few years, we can bring them to the right sort of standard.

Then Sir, came under criticism the Industrial Sector. Here again something which has not been asked in the Supplementary Demands, something which does not exist, has been criticised in the sense that we have given permits for mills to our own people. Sir, when I was the Minister for Industries I used to cry, not from the roof-top but from this floor, Sir, that I welcome any new investor ; that please come and I will also serve even with tea if you want to put any industrial unit in Pakistan and yet my friend Mian Khurshid Anwar chooses to level this criticism against us that we are doing this for our own friends. Any one who puts up a mill is our own friend because such people are for Pakistan. They want to invest in Pakistan and not invest in Mozambique, Timbuktu, New York or London. They arewell-wishers of Pakistan. So they are in that sense my friends, of the Government and the friends of the peoples of Pakistan. Any one who puts up an industrial unit is the friend of the peoples of Pakistan. And, Sir, I here on the floor of this House say that let the gentleman bring any name, any man who wants to invest in any sector in Pakistan, we will welcome him (Applause) even in vegetable ghee industry which has been nationalised, not because

of any basic decision. Sir, we wanted to nationalise the high-technology and the medium techonology industries and not the consumer goods industries. This has been nationalised under certain special circumstances because its product was a common man's need and it was not coming through. We assure that even if somebody puts up a vegetable ghee mill, we will allow him. This is an open offer through you and through this hon'ble House to any one who wants to put up such a mill and in addition I will offer him a cup of tea also. All that we ask for here, Sir, is that the Members should have actually given a word of commendation for this Government because previously Sir, in the Industries Department the Budget used to be 10 lacs, 15 lacs, 13 lacs and last year it was only 35 lacs, and now that we have mixed economy-everybody and the learned members of this House know that the Peoples Party has brought in a concept of mixed economy, a concept of public and private sector and since private sector for various reasons inspite of an invitation to a cup of tea has been hesitant to come forward to invest as much as I would like them do ; therefore, the Government has to go in the public sector enterpises and, therefore, this demand of 8 crores and some lacks of rupees should have got a word of praise from the opposition. Look that where the private investument is not coming, the investor is not coming, the Government is going foward to ensure the availability of sugar, in order to ensure the availability of cloth and the third item is rise shellers. Here, again I will say that one of the big foreign exchange earners is our **Basmati** rice. By the previous method of milling, we broke a lot of it, we broke lot of dollars and we broke lot of pounds and, therefore, in order to ensure that the process of rice shelling is of such nature that the least break occurs, we are putting these five modren units so that if we earned 110 crores on rice next year we earn more on this rice. So this should have got a word of praise.

Similarly, the very little expense for the Islrmic Summit came under criticism. Sir, I would remind the hon'ble Members of this House through you that from Allama Iqbal Rehmatullah Aleh to Quaid-e-Azam everbody had a longing for this. Allama Iqbal in so many words said :

ایک بوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

But when did the Muslims become **aik.** When did they unite together in order to safeguard the shrines in Palestine, in the Bait-ul-Muqaddsa ? They came in the reign of Pakistan Peoples Party. (Applause). Sir, I remind my friends who some times don't have broad visions, don't think of international affairs, that it was no mean achievement to have here Leaders of many Islamic Countries which for so many reasons are competitors for leadership with Pakistan. So it was no mean achievement to get them here under the presidentship of Mr. Z. A. Bhutto. (Applause). This is an honour which is shared by all the people of Pakistan and by the Muslims of Pakistan. This has been a long cherished desire and Sir, if Pakistan gets the prayers of **Jalalatul Malak Faisal, Khadim-ul-Harmain al Sharifain.** what more prayers we want. The servant of Holy Mecca comes here and prays for Pakistan and is so filled with emotions that he weeps. He is so true in his prayers So what more could have this Peoples Party done ? What more service of Islam could have Pakistan Peoples Party and Mr. Z. A. Bhutto done for this county. This should have been a most commendable act by the Opposition to have said a word of praise for the Islamic Summit Sir.

Mr. Speaker, Sir, Police came under criticism. I don't want to say much about it but I only wish to remind the gentlement of the opposition who are not here and are our own friends that even if Police does nothing it, is a deterrent force for the unsocial elements and where there are the police persons are deterred. The thieves, the big decotis, the robbers, the pick-pockets, the murderers are deterred. So don't for get that Police has a preventive role. Police has a role of enforcement of law and order and hence it is most essential that we improve its equipment, we improve its means of communication, we improve its transport so that the police can match the culprits, the scounderals which are having the lastest weapons, the latest transport and the latest other equipment in order to fulfil their undesirable aims.

Then Sir, a small sum in all the Supplementary Demands for all the Departments has been of the dearness allowance. As I said earlier, I don't want to dilate upon it but this is a new concept brought about by Pakistan Peoples Party a concept of of wages, prices and taxes. Never before this has been tried. It has been tried in a couple of countries of Latin America but never before in Asia, in any country of the Third World this concept of wage rise, little price and the taxes has been combined togetner. And by the fact that it has been done in the new year's budget shows that it is a permanent system, a permanent procedure and it is to ensure that the people of Pakistan do not suffer from rising prices and do not suffer from inflation. In eleven months' time there has been an increase of Rs. 35+50%85 which is the pay of many people who get employment in the first instance. To give rise of Rs. 85/- in 11 months time is no mean achievement and this is the proof in itself that how much my Party and my Government thinks of the welfare of the people.

Sir, most slanderous remarks were made on the item of Opium, Sir, this certainly not to encourage people to become opium adicts. Far from it; a great part of this demand is for the rise in the pays both of the Gazetted and non-Gazetted servants, the dearness allowance and so many other things, and, secondly, the opium is grown in N. W. F. P. and opium growers are farmers, are agriculturists as any body else who grows sugar-cane, cotton or wheat, and his produce i. e. raw opium or the serum of the opium that he takes out of the poppies of the opium plant was valued at Rs. 100/- per seer in 1964. Now as the prices of all other agricultural products have gone up so the farmer of Frontier Province, through their Goverement negotiated with us and it was agreed that this rise from Rs. 100/-to Rs. 200/-is justified because the last revision was done in 1964. Hence the need for this Supplementary Demand. The opium would be selling at a higher price and hence all the more disincentive rather than being an incentive.

Now Sir, every body has talked about this MAS'ELA-i-KHATAM-I-NABUWWAT. I must also end by saying a few words about this. First of all, the speech of the Chief

Minster on the Radio and TV on the 12th has been misunderstood. The Chief Minister spoke to every body hankering for this immediate decision including the Ulemas. He didn't mean to single out and ridicule a particular segment. He addressed all those who are launching this agitation and said there are basic principles of political acts. Mr Speaker Sir, while the talks are going on, while the Prime Minister is here and has come all the way from Islamabad to meet all sections of people including the Ulemas and the politicians, then why give threats, why give ultimatum, why take a unilateral action which is against the spirit of talks. If you ask for holding talks, then don't give threats. If some body does so, then it is not very difficult to draw a conclusion. One doesn't have to be a student of philosophy to draw conclusion. The conclusion is that the chap is not really interested in any decision coming out of the talks. He is interested in an agitational movement. He wants to brow-beat or cow down Government. This is the conclusion that any body could draw. What the Chief Minister said on the 12th was to appeal to these people to tlak, the Prime Minister said I will talk to you and you said that you will talk. Now, you come and meet him alone or in batches. So for God's sake be strict to your words, and while going to the talks you must have cancelled your ultimatum and lawful act to achieve a right decision. So you must have cancelled all that you wished to launch. The Chief Minister only pointed out the contradiction in their stand. This is a contradiction which is not difficult to understand, but they failed to understand it. Some of the Hon'ble Members of of Opposition here accused the Chief Minister of ridiculing the Ulemas. Be far from it. We were only pointing out the contradiction in their stand. If they think that pointing out the contradiction in their stand is tentamount to ridiculing, then it is perhaps their own conclusion. The only conclusion which I want to draw is that the chaps were not really interested in reaching a right decision. They were only interested in 'HALA GULLA' and 'HOO'HA and intend to make all this noise and hankering for immediate decision. I would only say that this is not a new thing that has come out. No doubt that it has been raised to the fore front by the RABWAH incident, but this is not some thing

new. Many of these people who are hankering now for immediate decision have been in the Government in one form or the other. They have been associated with the Constitution, which they called an Islamic Constitution i. e the 1956 Constitution, and 1962 Constitution. One Islamic Constitution didn't come which was Yahya's Constitution, about which they pronounced before it was thought or put on the statute book. This is again an Islamic Constitution. So in this Constitution, they have never provided this definition which is given in the English words in our Constitution, which puts the last seal on MAS'ELA-i-KHATAM-i-NABUWWAT. After that, in fact, there is no question that more noise should be raised for this. The credit should be given to the Peoples' Party, to the Prime Minister Mr Zulfiqar Ali Bhutto that he ensured this comprehensive definition. Sir, never before such a comprehensive definition of an Islamic Constitution has been laid in any statute book, not only of Pakistan but also of other Islamic Constitution has been laid in any statute book, not only of Pakistan but also of other Islamic countries that had a Constitution. So this is a commendable act by the Peoples Party. Now a new dimensions has arisen to this problem and the Prime Minister is aware of it. The Prime Minister hinted last night, of course he was blunt, gave his clear decision on it that there are bodies who decide such religious issues, so we could refer these things there. Mr Speaker Sir, I want to say one basic, elementary and fundamental thing, which Mr Speaker being an eminent lawyer understand it already, that when we do justice, when the judges sit in courts, don't we have every body who wants to give evidence on one side or the other and can say whatever they want. Don't we have each party ? Don't we give them the liberty to challengs that they want to? Don't we heve the ordinary and common people sitting in courts to witness that ? Why this is being done? This is done because justice is not only done or justice should not only be done but it should be told to the people so that they could see that justice is bing done .....(Clapping).....Mr Speaker Sir, this is a very big decision. We say again and again that we are Musalm'an,

we are Muslim we are no less practing Muslim than any body else who poses to be a Muslim in Pakistan. We are as much worried about our YAUM-i-HISAB, about our own YAUM-i-HISHR, about our own YAUM-i-QAYAMAT ..... (Clapping) ..... It is every body's self interest. Have we not there a answer individually before God on YAUM-i-HASHR, YAUM-i-QAYAMA and YAUM-i-HISAB? will every body not render his own account individually? There will be no party account. Sir, I addressed in Islamabad one rowdy crowd of these people. I addressed them in Arabic. I thought that they might understand it. I also addressed them in Urdu and explained to them that all of us, the people of Pakistan believe in KHATAM-i-NABUWWAT. Our Chairman, whose word is writ in the People Party and no body can challenge it in our party, has said so after going on the TV last night. Sir, what the Prime Minister wanted to say was to convey the message loud and clear, simple and precise and to the people that look, the Government is seized of the problem, and here I indicate that this is not a political problem. Mr. Zulfiqar Ali Bhutto is a political person. This is a religious problem Si., where these people, who did't have the broad vision, talk of so many other things at which I laugh. This is one thing, but they did't consider the international implications on it because they have a very narrow vision. Sir, this is a decision which is going to affect the whole of the Muslim world. I would say the whole world in fact. Sir, has Pakistan not been criticised? Has Pakistan not been vilified? Sir, criticism is a minor word, has not Pakistan been vilified in the western world and in the whole world during the events of 1971? Do we want to repent that now? Do we want to give the international Press cause for criticism again? Sir, I would like to remind the Opposition that while India has broken International Atomic Limitations Treaty and while we should have gone on the aggressive and proved India to be an immoral country and to be a country which disregards International Agreements, we are in fact providing a cause to the world about ourselves that we mry be labelled as people who love gerni cide, who love disruption in our country. So, therefore, Sir, this is a decision on which

deliberation should take place. It should be a decision which should come out of a system of an institution and every body should have a right to appear and witness the proceedings of such an institution so that this widely advertised. Proceedings of the National Assembly, as the Prime Minister has said-I am not saying more than what the Prime Minister has said the proceedings of Islamic Ideology Council and the Supreme Court, all the three things which he mentioned are going on will be published in our country. There will be foreign journalists also. The news will go out on the Radio and TV. So over the period of weeks or months whatever the period lapses, the world would know that look, this is not a snab decision. This is not a decision out vindictiveness and out of hatred. We will be accused of all these if we make a snab decision like this. You have to convince not only the people of Pakistan but the people of the international community. We live in the world. We trade with the world. Pakistan is not a country which can survive in an iron curtain. We have to trade with the world. We have to look for the respect of ideas and wishes and standards of other international countries that we trade with and have relations. There are countries who believe in our words. Should we go and embarrass our friends outside. Should they say that look, your position is becoming indefensible. Some times you are fighting in East Pakistan, some times you are fighting with your own people; where should we go on defending you. So, this is a matter which should not be looked with a narrow vision. It has a much broad aspect and one should not minimize it and say that the repercussions inside and outside the country are going to be minimum. The repercussions, inside and outside the country, must be kept in mind

and the decision or the indication that the Prime Minister of Pakisian has very kindly given to the satisfaction of all the members of the Peoples Party must be adhered to because we all conveyed to him what the people want and what the common man wants. The MNAS and the MPAS went in the field and brought in reports So, he has got a hand on the pulse of the people. He knows what the peoples' feelings are but he wants to give lead to the people. The leaders are not there just to interpret the crude wishes of the masses. We must refine their wishes because these Assemblies and the National Assembly are the refining institutions. We should refine the wishes of the people but we must respect their wishes. We must interpret their wishes with the real sentiments that they have. So, the Prime Minister has very categorically indicated a line of action that after the Budget Session the matter will be put before the National Assembly. Again, surprisingly enough, one gentleman has suggested that an Ordinance could be promulgated. This is elementary knowledge that when the Assemblies are in session, no Ordinance could be promulgated. Therefore, it is really a strange logic that such methods should be suggested which are not practicable. Experienced parliamentarians, who know the Rules of Procedure and traditions of the House, say that there is no short cut to it. It should not be looked with a narrow vision. It has a very broad spectrum and must be decided, in the manner the Prime Minister has indicated, through the National Hssembly where we are all represented, the whole nation is represented and the Ulemas are also represented. The National Assembly could summon witnesses, ask people to come forward and give their opinion, ask for their criticism and evidence. Then the matter could be referred either to the Council of Islamic Ideology or to the

Supreme Court of Pakistan whichever the National Assembly or the people decide. The matter is quite simple and clear and the answer given by the Prime Minister is not ambiguous. It is a most unmbiguous, clear, precise and comprehensive reply to the sentiments of the people. After this, the happenings of today should have ended because the Prime Minister has been so generous and kind to be people that he has said "alright, if you wish to have a Hartaal, have it by all means but adopt no unlawful methods". So, it is yet to be seen because the day is yet to pass. We will see how much the people, who are hankering for a snab-decision, really mean business, really mean sense, really mean patroitism, really mean the stability of Pakisttan and really want to continue to serve not only this country but the cause of Islam also because in the words of Col. Gaddafi.

البالستان حصن السلام فی اسیا

"Pakistan is the fort of Islam in Asia"

(applause)

The Prime Minister said it was one of the conspiracies that were being launched against Pakistan and the events that were happening during the last week or two were ample proof. I don't want to test the memories of these leaders for many weeks or months or years but only the happenings of the last week in our neighbouring country were not sufficient to make them rise to this occasion. Don't they think it adequate to stir whatever iota of patriotism they have in their minds and hearts? Therefore, as a Mussalman, I speak on behalf of all the members of my Party, that we believe in Khatam-e-Nabuwwat. We are all worried for our own sake, for our own Yom-e-Hisab and for our own Yom-e-Qiamat because all of us have to render individual account and it is not going

to be a Party account. We are all commited to this cause, we have made it a part of the Statute Book, a part of the Islamic Republic of Pakistan, and we want to decide it in a way that not only the country but the international world should know that we are making a right decision. Not only it is right but they must say that it has been done in a right manner and only that decision will be in the interest of Pakistan, in the interest of the people of Pakistan and in the interest of the solidarity and integrity of Pakistan. I hope.

ابداللہ سبحنہ و تعلی ان یکلل مجہودتنا بالتو فیق

و النجاہ و سلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

**Mr. Speaker**: The House is adjourned to re-assemble on Monday, the 17th June, 1974, at 9.00 a. m.

(اسمبلی کا اجلاس 17 جون 1974ء بروز سوموار 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا۔)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

سوموار ۔ 17 جون 1974

(دوشنبہ 25 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ ۫ وَّ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ ؕ لَہٗ مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ قُلۡ اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ تَاۡمُرُوۡٓنِّیۡۤ اَعۡبُدُ اَیُّہَا الۡجٰہِلُوۡنَ ۝ وَلَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ لَئِنۡ اَشۡرَکۡتَ لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۝ بَلِ اللّٰہَ فَاعۡبُدۡ وَکُنۡ مِّنَ الشّٰکِرِیۡنَ ۝

پ ۲۴ سورہ ۲۹ رکوع ۳ آیات ۶۲ تا ۶۶

اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے ۔ اور وہی ہر چیز کا نگران ہے ۔ اس کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں ۔ کہہ دو کہ اے نادانو ! تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ غیر خدا کی پرستش کرنے لگوں ۔ اور اے پیغمبر ! تمہاری طرف اور ان پیغمبروں کی طرف جو تم سے پہلے ہوئے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہاری تمام عمل برباد ہو جائیں گے ۔ اور تم لوگ نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے ۔ بلکہ تم تو صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جاؤ ۔

وما علینا الا البلاغ

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! دنیا کی تقریباً تمام پارلیمنٹس میں اور بالخصوص پاؤس آف کامنز میں یہ طریق کار ہے کہ Mace کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور اس کے لئے اس کو symbol of the authority of the House as well as of the Speaker شمار کیا جاتا ہے اور اس کے لانے کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جب جناب سپیکر ایوان سے چیمبر کی طرف آنے کے لئے نکلتے ہیں تو سارجنٹ ایٹ آرمز اسے اٹھا کر لاتا ہے کیونکہ ہر سیشن کے لئے سارجنٹ ایٹ آرمز تعینات کیا جاتا ہے ۔ تو یہ قواعد میں بھی ہے ۔ اس Mace کی کچھ اہمیت ہے ۔ اس ایوان کے اور جناب والا کے وقار کے پیش نظر اگر وہی طریقہ کار یہاں بھی اختیار کیا جائے کہ جو دوسری پارلیمنٹس میں رائج ہے اور اس Mace کو سارجنٹ ایٹ آرمز باوردی اٹھا کر لائے تو وہ اس کے شایان شان بھی ہوگا اور وہ روایات جو دنیا کی پارلیمنٹس میں موجود ہیں وہ بھی برقرار رہیں گی ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! اس ایوان کی کچھ اپنی روایات بھی ہیں اور اس کے لئے جب آپ بجٹ منظور کرتے ہیں تو اس میں آپ نے خاص اہتمام کیا ہوتا ہے کہ Mace کو لانے والے کے لئے آپ ایک خاص الاؤنس دیتے ہیں اور جس شخص کو یہ الاؤنس دینا ہوتا ہے اس کا نام بھی لکھا ہوتا ہے ۔ اس لئے مجھے تو ضابطے کے مطابق چلنا ہوتا ہے ۔ بہر حال میں ضابطے کا مطالعہ کروں گا اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس سلسلے میں آپ سے مشورہ بھی کروں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہت اچھا جناب !

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## خان محمد ارشد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان محمد ارشد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

With due respect I was unable to attend

the Assembly Session on 10th and 14th of June due to illness. It is resquested to please, grant me leave of two days 10th and 14th instant and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری لال خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری لال خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Most respectfully I beg to say that on account of illness I could not attend the assembly session on Friday. Please excuse my absence.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

پیر چھ شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست پیر چھ شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 28 مئی
تا 30 مئی 1974ء اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔
لہٰذا ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطالبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری بشیر احمد (سیالکوٹ)

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری بشیر احمد صاحب (سیالکوٹ) ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ ضروری کام مورخہ 13-6-74 ، 14-6-74
کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ لہٰذا رخصت
دو یوم منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

# پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 74-1973

## ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

مسٹر سپیکر : یہ ایک تحریک استحقاق سردار امجد حمید خان دستی کی ہے ۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ ایک اور تحریک استحقاق حاجی محمد سیف اللہ خان کی ہے ۔ یہ میں نے دفتر میں بھیجی ہے اس کو مناسب وقت پر لے لیں گے ۔ اب مطالبات زر لئے جاتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ان کے لئے آپ وقت کا تعین فرما دیں ۔ اس وقت ساڑھے نو بجنے والے ہیں ۔ اگر بارہ بجے تک پہلا مطالبہ زر چلے اور دوسرا مطالبہ زر ایک بجے تک چلے تو ایک سے دو بجے تک تیسرا گروپ لے لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : ہمارے پاس مطالبات زر نمبر 12 اور 29 ہیں ۔ پہلے مطالبہ زر نمبر 29 لے لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے جناب ۔

(مطالبہ زر 29)

**Mr. Speaker :** In the first instance we deal with Demand No. 29.

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک ضمنی رقم جو 62,37,72,140ء00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 62,37,72,140ء00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 62,37,72,140ء00 روپے کی کل رقم بسلسلہ

مد 85 - الف سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ 62,37,72,140.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 85 - الف سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر قانون
شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ فاضل رکن تشریف نہیں رکھتے ہیں ۔ نمبر 3 ۔ سید تابش الوری ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق کی طرف سے تخفیف زر کی تحریک پیش کی گئی ہے ان میں سے کوئی بھی فاضل رکن موجود نہیں ہے ۔ تخفیف زر کی تحریک نمبر 4 حاجی محمد سیف اللہ خان پیش کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 11,540.00 روپے کی رقم بسلسلہ مد میزان ۔ (4) والٹیروں کو اعزازیانہ کی ادائیگی کے سلسلے میں متوقع زائد اخراجات پورا کرنے کے لئے زائد رقوم کی تخصیص حذف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ 11,540.00 روپے کی رقم بسلسلہ مد میزان ۔ (4) والٹیروں کو اعزازیانہ کی ادائیگی کے سلسلے میں متوقع زائد اخراجات پورا کرنے کے لئے زائد رقوم کی تخصیص حذف کر دی جائے۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

شیخ عزیز احمد : جو انہوں نے قواعدانضباط کار کے قاعدہ 116 (ب) کے تحت تخفیف زر کی کٹوتی دی ہے ، اس میں چاول ، چینی اور گندم کی خریداری سے متعلق تین specific matters ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل صحیح ہے ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب آپ ایوان سے باہر جا رہے ہیں ۔ میں نے آپ کا نام پکارا تھا ، مگر آپ اس وقت موجود نہیں تھے ۔ آپ کی تخفیف زر کی تحریک نمبر 3 ہے ۔

میاں خورشید انور : اس پر مجھے نہیں بولنا ۔

مسٹر سپیکر : نمبر تین آپ پیش نہیں کر رہے ؟

میاں خورشید انور : نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر : تخفیف زر کی تحریک نمبر 3 پیش نہیں کی گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! حکومت پنجاب نے اس صوبے میں جو سرکاری تجارت کا رجحان پیدا کیا ہے ، اور بالخصوص جس کا تعلق چینی ، چاول اور گندم کی خریداری سے ہے ، اس کی موجودہ حکمت عملی سے ہم اختلاف کرتے ہوئے اس پالیسی کو رد کرتے ہیں جو موجودہ حکومت اور اس سے قبل کی حکومتوں نے بھی اس صوبے میں اپنائے رکھی ، جس سے نہ تو اس صوبے کی کوئی معاشی حالت تبدیل ہوئی ، نہ اس صوبے میں اس شعبے میں کسی قسم کی ترقی ہوئی ، نہ اس شعبے میں اس قدر رقم کمائی گئی کہ عوام حکومت کی اس تجارتی پالیسی کو قبول کریں یا اس کی اجازت دیں ۔ بلکہ موجود بجٹ بالخصوص اور سابقہ بجٹ بالعموم اس بات کے شاہد ہیں کہ حکومت کی اس حکمت عملی ، اس خریداری کی پالیسی سے عوام پہ بوجھ ہی بوجھ پڑتے گئے ۔ عوام نہ صرف اقتصادی بحران کا شکار ہوئے ، نہ صرف ان چیزوں کی عدم حصول کی پریشانیوں میں مبتلا ہوئے ، بلکہ اس سے انہیں اقتصادی پریشانیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی پریشانیاں بھی لاحق ہوئیں ۔ جناب والا ! کون نہیں جانتا کہ ہر وہ قوم جو کسی آئین اور ضابطے پر یقین رکھا کرتی ہے ، وہ سب سے

چلے اپنے آئین میں اس قسم کی پروویژن دیا کرتی ہے کہ ہمارے ملک اور ہمارے صوبوں میں اور ہمارے صوبے کے ہر فرد کو ایک آئینی حق ہوگا اور اس قسم کے مواقع میسر کئے جائیں گے کہ وہ آزادانہ تجارت کر سکے ۔ حکومت کا کام کسی بھی حالت میں تجارت کرنا نہیں ہوا کرتا اور جو حکومتیں تجارت کو اپنا شیوہ بنا لیا کرتی ہیں ، جو اپنے فرائض سے غافل ہو کر نفع اندوزی اور ذخیرہ اندوزی کو جس کو وہ ملامت کرتی ہیں ، سرکاری طور پر اپنا لیتی ہیں ، ان کے اس فعل کو کسی بھی آزاد قوم نے احسن نگاہوں سے نہیں دیکھا ۔ تجارت روا ، لیکن اس کے لئے کچھ قیود ، کچھ طریقے اور کچھ پابندیاں ہوتی ہیں جس کے دائرے میں رہ کر اگر کام کئے جائیں تو اس کو قابل قبول بھی کہا جا سکتا ہے ، بلکہ اسے قوم و ملک کے مفاد میں قرار دیا جائے گا ۔ اگر خدا نخواستہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں جس طرح امریکہ جیسے ممالک میں ہوا کرتے ہیں کہ وہاں روئی کی پیداوار اتنی ہوتی ہے ، اتنی ہوتی ہے کہ ان کے لئے اس کی کھپت کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے اور اگر امریکہ کی روئی دنیا کی منڈیوں میں ڈال دی جائے تو دنیا میں ایک انتہائی اور سنگین بحران پیدا ہو جائے ۔ محض دنیا کے بحران کو ختم کرنے کے لئے اور اپنے ملک کے کاشتکاروں کی پیداوار کو محفوظ کرنے کے لئے اگر حکومت اس کو خرید لے اگر اس کا کوئی خریدار میسر نہ آ سکے اس قسم کی کوئی خریداری کی جائے جس طرح ہمارے ملک میں ، ہمارے صوبے میں کپاس کا ایک بحران پیدا ہوا تھا کہ کوئی اس کو خرید ہی نہیں کر رہا تھا ، قیمتیں سینکڑوں کی شکل میں گر رہی تھیں ، اس صورت میں قیمتوں کو استحکام دینے کے لئے کہ قیمت اتنی زیادہ نہ گھٹے کہ ہمارے کاشت کار کپاس کی بجائی کرنا ہی چھوڑ دیں ۔ اس صورت حال میں اگر حکومت اس قسم کی سٹیٹ ٹریڈنگ کرے تو وہ قوم اور ملت کے لئے مفید ہوا کرتی ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ گندم یا چاول یا چینی کی خریداری کے سلسلے میں کون سا ایسا بحران اس صوبے میں موجود ہے کہ حکومت اب اس کی تجارت کرنے پر مجبور ہے ۔ میرے خیال میں حکومت کے پاس اپنی اس سٹیٹ ٹریڈنگ کے جواز میں سوائے اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہوگی کہ اگر ہم یہ سٹیٹ ٹریڈنگ نہ کریں ، اگر ہم گندم سرکاری طور پر خرید نہ کریں ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میں نے تو پہلے ہی اس لئے اعتراض کر دیا تھا ۔ جہاں تک اس کی خریداری کا تعلق ہے یا تجارت کرنے کا تعلق ہے ، وہ اس سپلیمنٹری بجٹ میں نہیں ہے ۔ ہم آج سپلیمنٹری بجٹ کے ذریعے ہاؤس سے کوئی پاور نہیں لے رہے کہ ہم اس کی تجارت کریں بلکہ اگر آپ سپلیمنٹری بجٹ کے صفحہ 113 پر دیکھیں ۔

Supplementary Budget Statement for the year 1973-74 at page 113 :-

(1)

(a) Purchase of Foodgrain and Other Expenditure, Rs. 34,41,41,000 (Non-recurring).

The original budget estimates were based on the assumption that a quantity of 10 lac tons of wheat will be purchased during the current financial year. Due to the natural calamity of floods and resultant loss of foodgrains in the Private-farm sector, there was a considerable pressure on the Provincial Reserve. As a result thereof, the Government had to issue more stocks for internal consumption in the Province. Imported wheat and Sorghum was also obtained to supplement the stocks.

اس کے لئے 34 کروڑ 41 لاکھ 41 ہزار کو سپلیمنٹ کرنے کے لئے رقم ہم مانگ رہے ہیں اس پر بحث یہ کر سکتے ہیں کہ ان کو سپلیمنٹ نہیں کرنا چاہئے ۔ مزید سٹاک نہیں خریدنا چاہئے تھا یہ پیسے کا ضیاع ہے ۔ دوسرا جناب جہاں تک چینی کا تعلق ہے یہ آئٹم نمبر 12 پر ہے جناب والا ! اس سلسلے میں ایک تو سٹوریج کے متعلق آئٹم نمبر 13 پر ہے ۔ آئٹم نمبر 13 میں جو مطالبہ ہم کر رہے ہیں وہ چینی کے متعلق ہے جس کے لئے 27 کروڑ

25 لاکھ 50 ہزار 9 سو کی رقم ہے اور سٹوریج کے لئے 1 کروڑ 30 لاکھ روپیہ کی رقم مانگی گئی ہے اب یہ این مدات کی رقوم اس مقصد کے لئے طلب کر رہے ہیں تاکہ اگر زیادہ اخراجات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو روپیہ موجود ہو۔ اس پر تو بحث کر سکتے ہیں لیکن اس پالیسی پر بحث نہیں کر سکتے کہ تجارت گورنمنٹ کیوں کر رہی ہے۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب prima facie تو ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل صحیح ہے۔ شاید وہ ہماری جو کٹ موشن ہے اس کا لفظی ترجمہ لے رہے ہیں کہ واقعی شاید ایک روپیہ ہوتا ہے اور باقی ساری رقم حذف کر دینی ہے۔ انہیں یہ پتہ نہیں ہے کہ کٹ موشن جو ہوتی ہے وہ مطالبہ ہذا کے تحت کار فرما حکمت عملی جہاں تک اس کا تعلق صوبہ میں گندم چینی اور چاول کی سرکاری طور پر خریداری سے ہے کو زیر بحث لانے کے لئے ہوا کرتی ہے۔ اگر آپ وہ مان لیں کہ یہ صرف ایک روپیہ ہی رکھنا مقصد ہوتا ہے اور باقی ساری رقم حذف کر دینا ہے تو پھر وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر : جو شیخ صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی جو تقریر ہے آپ کی جو بھی تنقید ہے وہ موجودہ ڈیمانڈز کو سامنے رکھ کر ہونی چاہئے نہ کہ اس ڈیمانڈ کے لئے ہونی چاہئے جو آپ نے دس بارہ مہینے پہلے سالانہ بجٹ میں منظور کی تھی۔ اس پر پہلے سیر حاصل بحث ہو چکی ہے یہ ان کا اعتراض ہے۔

شیخ عزیز احمد : بالکل ٹھیک۔ یہی میرا مطلب ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں نے فگرز دی ہیں۔ تو پہلے جب میں فگرز دے دیتا کہ اتنی رقم ہے جو اس پر خرچ کی گئی ہے ایک پیسہ بھی اگر انہوں نے مانگا ہے تو گندم کی خریداری کے لئے مانگا ہے اور میں خریداری کی حکمت عملی کو زیر بحث لا سکتا ہوں۔ اگر خریداری کے لئے کوئی رقم نہیں مانگی گئی تو پھر ان کا اعتراض ٹھیک ہے۔

مسٹر سپیکر : خریداری کے متعلق تو آپ پچھلے سال کے بجٹ میں

منظوری دے چکے ہیں یعنی 1973-74ء کے سالانہ بجٹ میں یہ بات آپ منظور کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ اس طرح سے اس کو خریدے گی۔ اب گورنمنٹ اور زیادہ پیسہ مانگ رہی ہے کہ ان کو منظور کیجئے۔ تو اب جن چیزوں کے لئے وہ رقم جو مانگی جا رہی ہے وہ under criticism آ سکتی ہیں۔ لیکن وہ پراپوزل جو آپ نے پچھلے بجٹ میں ڈسکس کر لیا تھا اور اس ہاؤس نے اس کی منظوری دے دی تھی وہ تو اب پھر زیر بحث نہیں آ سکتا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! یا تو فرمائیے کہ یہ بجٹ نہیں ہے۔ اگر یہ بجٹ ہے۔ اس پر بجٹ کے قوانین لاگو ہیں اور سپلیمنٹری بجٹ کی طرح آ رہی ہے۔ اس ڈیمانڈ کے تحت پیسہ طلب کیا جا رہا ہے۔ اس پیسہ طلب کرنے کے تحت وہ پالیسی کارفرما ہے۔ ہم نے اس پالیسی کو ڈسکس کرنا ہے چاہے اس کے لئے ایک پائی بھی مانگیں۔ چاہے جتنے ڈیمانڈ کریں۔ اگر خریداری کے لئے اس ڈیمانڈ میں انہوں نے کچھ طلب نہیں کیا پھر تو مجھے اس پر بحث نہیں کرنی چاہئے۔ اگر خریداری کے لئے ایک پیسہ بھی انہوں نے مانگا ہے تو میں آج بھی اس پرچیز پالیسی پر اس طرح بحث کر سکتا ہوں جس طرح ہم ایک سال قبل کر سکتے تھے۔ میں نے فگرز نہیں دیئے یا تو میں فگرز بتاؤں کہ اصل بحث کی میں فگرز اس میں لا رہا ہوں میں تو Policy underlying this demand, that is for the purchase of these commodities as State Trading, اس کو discuss کر رہا ہوں

How far it is justified and how far it is correct.

وہ تو زیر بحث لازمی آئے گی۔ یہ بجٹ ہے اور بجٹ کی طرح ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ اس کے تحت جو حکمت عملی ہے اس کو زیر بحث لایا جائے گا اسی لئے پالیسی کٹ اسے کہا جاتا ہے کہ اس میں اصل پالیسیوں کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ یعنی policy underlying this demand. اگر اس ڈیمانڈ میں خریداری کے لئے کچھ نہیں رکھا پھر تو میں اس پر بحث نہیں کرتا اور اگر انہوں نے خریداری کے لئے پیسہ مانگا ہے۔

Then I have to discuss the policy so far as the purchase of commodities is concerned.

**Sheikh Aziz Ahmed** : Policy under-laying that Demand is given in detail at page 113 of the Supplementary Budget. Items 1, 12 and 13.

ڈیمانڈ میں وہ پالیسی کیا ہے - ہم خرید تو کر نہیں رہے ہیں We have already purchased that wheat لیکن اس کے لئے ہمیں رقم کی ضرورت ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں کہتا ہوں بند کریں خرید -

شیخ عزیز احمد : وہ تو ہم پچھلے بجٹ کی بنیاد پر خرید چکے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں بھی پچھلے تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ خرید بند کریں - ہم مزید پیسہ نہیں دیتے -

**Mr. Speaker** : No cross talks, please.

**Sheikh Aziz Ahmad** : The policy under-laying the Demand is that due to the natural calamity of floods and resultant loss of foodgrains in the private-farm sector, there was a considerable pressure on the Provincial Reserve.

اب اس ریزرو کو پورا کرنے کے لئے ہم روپیہ مانگ رہے ہیں - یہ تو ہم کہہ ہی نہیں رہے کہ ہم مزید خریدنا چاہتے ہیں - پہلے ہم خریدتے نہیں تھے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : (1) (اے) کا پہلا پیرا بھی پڑھ لیں - وہاں لکھا ہوا ہے -

**Sheikh Aziz Ahmad** : I will read it—

> More over, in the current crop, the projected target of purchases has been raised and it is estimated that a quantity of 10 lac tons of indigenous wheat might be procured during May-June, 1974 against the original estimate of 8 lac tons.

تو وہ پہلے آپ جان منظور کر چکے ہیں کہ آپ آٹھ لاکھ ٹن خریدنے کے لئے رقم پچھلے بجٹ میں دے چکے ہیں۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ پچھلے 8 لاکھ کے 10 لاکھ ٹن خریدنا چاہتے ہیں تو اب جو فرق ہے 8 اور 10 لاکھ کے درمیان وہ 2 لاکھ کا ہے اور اب ہمیں جو رقم ان 2 لاکھ ٹن کی خرید کے لئے درکار ہے اس کی بھی اجازت دی جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں کہتا ہوں نہ خریدیں۔ رحم کریں آپ ہوئے ہو۔

شیخ عزیز احمد : آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ رقم نہیں دیتے لیکن آپ پالیسی پر بحث نہیں کر سکتے۔ یہ کہیں کہ ہم آپ کو اجازت نہیں دیتے۔ ایوان آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ مزید 2 لاکھ ٹن گندم خریدیں۔

مسٹر محمد اشرف : اسی جو بیٹھے آں اجازت دین والے۔

(قہقہہ)

شیخ عزیز احمد : آپ یہ بات ہاؤس کو کہیں کہ ان کو مزید رقم نہ دیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب یہ ڈیمانڈ ابھی زیر بحث بھی نہیں آئی تھی تو شیخ صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ صرف گندم چاول اور خریف کی خریداری پر ہی بحث کریں اور جب میں نے اس پر بحث شروع کی تو یہ کہتے ہیں اس پر بحث نہ کریں تو ان میں سے ان کی کون سی بات سچی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسین محمود : دونوں سچی ہیں۔

شیخ عزیز احمد : میں عرض کر رہا ہوں کہ 110 کے مالیت آپ کو اگر اسی طرح سے as far as possible جو کہ بجٹ کا طریقہ کار ہے اس کے مطابق ضمنی بجٹ بھی پیش کرنا ہوگا تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ 116

کے ساتھ ان کی کٹ موشن صرف چاول گندم اور چینی کی خریداری کے متعلق ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ کتنی بیچنا چاہتے ہیں ؟

شیخ عزیز احمد : جناب ہم خرید کرنا چاہتے ہیں۔ دو لاکھ ٹن کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں وہ خرید کر کے لیں گے کھلیانوں سے اٹھا کر تو نہیں لے آئیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پھر اپنے پیسے سے خریدیں۔ قوم کے پیسے سے نہ خریدیں۔

شیخ عزیز احمد : اس میں قوم کا ہی فائدہ ہے۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب سپیکر ! کیا شیخ صاحب جناب کی اجازت کے بغیر براہ راست حاجی صاحب سے بات کر سکتے ہیں ؟

شیخ عزیز احمد : ویسے ہی جیسے حاجی صاحب کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں تو بیٹھ کر کہہ رہا ہوں۔

(قہقہہ)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب سپیکر ! میں اتنی انفارمیشن لینی چاہتا ہوں کہ جو مسئلہ ایجنڈے پر آ جائے کیا اس کو ہم زیر بحث لا سکتے ہیں یا نہیں لا سکتے۔ اب رہا یہ سوال کہ ہم اس کو زیر بحث کس شکل میں لا سکتے ہیں یہ مسئلہ متنازعہ فیہ ہو سکتا ہے۔ میں شیخ صاحب سے اتفاق نہیں کرتا۔ جناب کے فیصلہ کرنے سے پہلے میں جناب سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب یہ فیصلہ کریں کہ آیا جب ایک مسئلہ ایجنڈے پر آ جائے تو اس کو پورے طور پر ہم زیر بحث لا سکتے ہیں یا نہیں لا سکتے۔ اگر اس کو ہم زیر بحث لا سکتے ہیں تو کوئی جزو ایسا نہیں ہوتا کہ اس کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے۔ جب ایک چیز نئے سرے سے ہاؤس کے سامنے منظوری کے لئے آتی ہے اس میں جس قسم کی ترمیم ہو جس قسم کا

مسئلہ پیدا ہو اس کو زیر بحث لانے کی میرے خیال میں پورے طور پر اجازت ہے اور اسے زیر بحث لانے کا پورے طور پر ہر ممبر کو حق حاصل ہے اور کوئی ایسا رول ریگولیشن نہیں ہے جس سے کہ یہ بحث نہ کی جا سکے ۔

مسٹر سپیکر : مسئلہ یہ نہیں ہے مسئلہ جو انہوں نے اٹھایا ہے وہ یہ ہے 62 کروڑ 37 لاکھ 72 ہزار 140 روپے کی رقم جو طلب کی جا رہی ہے یہ جو ڈیمانڈ نمبر 29 میں sub-items دی ہوئی ہیں ان کے متعلق یہ رقم طلب کی جا رہی ہے ۔ اس لئے جو پالیسی ان ڈیمانڈز کے تابع ہے وہ تو زیر غور لائی جا سکتی ہے اور وہ پالیسی جو اس سب ڈیمانڈز میں نہیں ہے وہ زیر بحث نہیں لائی جا سکتی ۔ یہ ان کا اعتراض ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! پرچیز اس ڈیمانڈ میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر تو ہے تو پھر آپ مجھے اس کا یہ جواب دیں کہ اس میں موجود ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر انہوں نے پرچیز کے لئے یہاں کوئی رقم نہ مانگی ہوتی تو بالکل بجا ہے کہ ہم پرچیز کو ڈسکس نہیں کر سکتے اور اگر اس بجٹ میں پرچیز کے لئے رقم مانگی ہے تو Policy underlying the purchase can every time be discussed, Sir.

**Mr. Speaker** : What sub-demand ?

حاجی محمد سیف اللہ خان : شوگر ۔

**Mr. Speaker** : Please read.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس کا explanation صفحہ نمبر 13 پر ہے صفحہ 109 پر پہلا پیرا ہے جس میں لکھا ہے ۔

Purchase of foodgrains and other expenditure = Rs. 34,41,41,000/-

یہ کس مد کے لئے ہے ۔ اس میں کیا ہے ۔ اس کو بھی انہوں نے explain کیا ہے کہ ہمیں اخراجات کے لئے زیادہ رقم چاہئے ۔

**Mr. Speaker** : Original estimates were based on the assumption.....

**Haji Mohammad Saifullah Khan** : Sir, then it says :-

> ' Moreover, in the current crop, the projected target of purchases has been raised and it is estimated that a quantity of 10 lac tons of indigenous wheat might be procured during May-June, 1974 against the original estimate of 8 lac tons.

Policy underlying this purchase is to be discussed. پہلے آٹھ کیا تھا اب دس کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : اب آپ کا مطلب یہ ہے کہ دو لاکھ اور زیادہ نہیں کرنا چاہئے - آٹھ لاکھ کا جو لفظ تھا اس کو stick کرنا چاہئے تھا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں حیران ہوں کہ جب ضمنی بجٹ پیش ہوتا ہے تو اس کا لفظی ترجمہ نہ لیا کریں - The policy is to be discussed underlying that demand. اگر میری ہوتی اکانومی کٹ جس طرح میری ایک اکانومی کٹ ہے تو میں specifically اس آئٹم کو ڈسکس کر سکتا ہوں جس کے لئے میں نے اکانومی کٹ دی ہے -

**Mr. Speaker** : What is the policy underlying this object. The policy is to increase the purchase. Your objection that purchase should not be increased would be subject to criticism under Rule 116 (A) of the Rules of procedure. It should not be increased would be a matter of policy.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کے لئے میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ اس لئے نہ کیا جائے - - - -

**Mr. Speaker** : That may be a passing reference or an argument.

یہ کہ آپ آٹھ لاکھ کو بھی کہتے ہیں کہ نہ خریدی جائے - That cannot be done. That has already been decided by the House.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ تو میں نے نہیں کہا کہ لاکھ لاکھ خرید لہ کریں ۔ میں تو اس کا جواز پیدا کروں گا اور ثابت کروں گا کہ یہ مزید کیوں نہ خریدی جائے ۔

**Mr. Speaker** : Then it is alt right.

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! اس کے ساتھ ساڑھے بائیس روپے من کی بجائے پچیس روپے پر بھی نہیں خریدنی چاہئے کیونکہ اس سے قیمت بڑھے گی ۔

**Mr. Speaker** : That will be open to him.

شیخ عزیز احمد : جی میرا مطلب تو یہی ہے ۔

**Mr. Speaker** : Don't put words in his mouth. He may like to say one thing and he may not like to say another thing.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ موجودہ خریداری کی سکیم جس کے متعلق ہمیشہ اور اس بار بھی یہ کہا گیا ہے اور ضرور میری ان گذارشات کے جواب میں یہی جواز حکومت پیدا کرنے گی کہ ہم تو اس لئے یہ زیادہ گندم خرید کر رہے ہیں ۔ ہم تو اس لئے اس کی خریداری کو برقرار رکھ رہے ہیں کہ ہم صوبہ میں سستے داموں گندم مہیا کریں ۔ ہم ساڑھے پچیس روپے من گندم خرید کر کے عوام کو اکیس یا ساڑھے اکیس روپے من گندم دیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ گندم کے بھاؤ بڑھتے آئے ہیں ۔ میں وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارا صوبہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مہربانی سے اس وقت تک گندم کی پیداوار میں خود کفیل ہے اور اگر حکومت کی خریداری نہ ہو ۔ حکومت کی مزید دھاندلیاں نہ ہوں ۔ حکومت کا موجودہ بوجھ اس گندم پر نہیں ہے تو میں تو ان سے کہہ سکتا ہوں کہ گندم کے ریٹ کسی بھی صورت میں اس صوبہ میں نہیں بڑھ سکتے ۔ کس طرح گندم کے نرخ بڑھتے ہیں ۔ کس طرح گندم آسمان تک پہنچتی ہے ۔ کس کس طرح آٹا چالیس روپے من تک بکتا ہے ؟ وہ اس حالت میں بکتا ہے جب حکومت مڈلیوں کے لئے کوئی گندم نہیں رکھتی ۔ ساری گندم خود خرید کر اجارہ داری اس سے حاصل کر لیتی ہے اور اس کے ساتھ اگر بعد میں کچھ رہ جاتی ہے تو پھر حکومت کی نا اہلی کی وجہ سے اس کا بیشتر حصہ یا تو غیر

ممالک کو یا دوسرے صوبوں کو سمگل ہو جاتا ہے اور پھر صورتحال یہ ہو جاتی ہے کہ ہم اپنے صوبے کے عوام کے لئے امریکن گندم لال گندم کو درآمد کرتے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آخر ہم حقیقت پسندی کا ثبوت کیوں نہیں دیتے ۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ زیادہ گندم کی خریداری اس صوبہ کے عوام کے لئے کی جا رہی ہے یا اس صوبہ کے عوام پر اور زیادہ بوجھ ڈالنے کے لئے کی جا رہی ہے ۔ آپ گندم کی خریداری کے لئے اس صوبہ کے عوام پر indirect بوجھ کس طرح ڈال رہے ہیں ۔ اگر آپ یہ بوجھ ان پر ختم کریں جس کو آپ بتا رہے ہیں کہ ہم صوبہ کے عوام پر احسان کرتے ہیں کہ ہم تو چھ روپے من کے subsidy اس گندم کی خرید کے سلسلے میں دیتے ہیں اور اس چھ روپے کی subsidy ٹیکسز کی صورت میں کن پر پڑتی ہے کیا وہ انہی کاشتکاروں پر نہیں پڑ رہی ہے ۔ انہیں کسانوں پر نہیں پڑ رہی ہے ۔ وہی subsidy جو آپ نے کھاد کی صورت میں واپس لیکر پھر indirect ٹیکس کی شکل میں ان پر ڈال دی ہے ۔ کیا وہ اس کا نتیجہ نہیں ہے ؟ اگر آپ صرف سرحدات کی حفاظت کر لیں ۔ اگر آپ اپنی سرحدوں کو مضبوط کر لیں ۔ سمگلنگ کا قطعی طور پر خاتمہ کر دیں اور گندم کے کاروبار کو اس صوبہ میں آپ کھلا چھوڑ دیں تو بقول وزیر اعلیٰ کے گندم ایک ایسی چیز ہے جس کا آپ زیادہ عرصہ تک ذخیرہ نہیں کر سکتے ہیں ۔ اس کے لئے زیادہ ذخیرہ اندوزی کا رجحان نہیں ہوا کرتا اور اصل بات جو حکومت چھپانا چاہتی ہے ۔ اصل وجہ جس کی بنا پر یہ procurement ہوتی ہے جس پر چھ روپے من کا اضافی خرچہ عوام سے وصول کیا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ حکومت سمگلنگ کی روک تھام میں قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے ۔ حکومت صرف اس چیز کو مضبوط سمجھتی ہے جو اس کے قبضہ میں آ جائے ۔ جو اس کے دائرہ کار میں آ جائے اور جو چیز عوام کے پاس رہے اس کو محفوظ کرنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی بھی مشینری نہیں ہے اور اگر مشینری ہے تو حکومت اس کے استعمال میں قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے ۔

جناب والا ! کہا یہ جاتا ہے کہ ہم نے سمگلنگ کا پورے طور پر انسداد کر لیا ہے ، ہم نے اپنے بارڈرز کو پورے طور پر محفوظ کر لیا ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کے بارڈرز محفوظ ہو گئے ہیں تو پھر اس کی

دلیل بھی دی جاتی ہے کہ ہم نے جتنے بدنام سمگلرز تھے ان سب کو نظر بند کر دیا ہے ۔ تین تین ماہ کے لئے نظر بند کیا گیا ہے اور تین ماہ کے بعد پھر انہیں کھلی چھٹی ہوگی کہ وہ جا کر اس کاروبار کو اپنا سکیں ۔ جب آپ یہی تصور کر چکے ہیں کہ بالخصوص ہماری یہی اجناس خوردنی جن میں گندم اہم ترین اجناس میں شمار ہوتی ہے اس کی سمگلنگ کا روکنا انتہائی ضروری ہے اور محض گندم کی سمگلنگ کو روکنے کے آپ نے یہ انتظام کئے ہیں کہ بدنام سمگلروں کو کچھ عرصہ کے لئے بند کر دیا ہے تو جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا یہ عمل کس حد تک موثر ثابت ہوگا اگر واقعی وہ بدنام ہیں ، واقعی ان کے خلاف الزامات ہیں ، واقعی وہ [illegible] ہیں تو ان کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کریں تاکہ کسی کو اس صوبہ میں جرأت نہ ہو کہ وہ اجناس خوردنی جیسی اہم چیز کی سمگلنگ کرے اور صوبہ کے غریب عوام کو بھوکا مارے ۔ آپ ان کا خاتمہ کریں اس کے لئے قانون بنائیں ۔ ہم اس قانون کے بنانے میں امداد و تعاون کے لئے تیار ہیں ۔ اگر آپ خاتمہ کے لئے قانون بنائیں تو سہی ۔ یہ جو آپ کر رہے ہیں یہ کوئی [illegible] نہیں ہے ۔ محض اس لئے کہ اس وقت تک سمگلر بند رہیں جب تک یہ [illegible] گندم خرید نہیں کر لیتے ۔ جس وقت تک تمام گندم گوداموں میں پہنچ جائے اور پھر اس کے بعد چھوٹ دے دی جائے وہ سوچیں گے اب تو صوبہ میں ایک دانہ گندم بھی نہیں بچا اور اب وہ سمگل نہیں کر سکیں گے ۔ جناب والا! یہ تو کوئی کارکردگی نہیں ہے ، یہ کوئی نیک نامی نہیں ہے ۔ حکومت کا کام تو پالیسی بنانا ہے ، حکومت کا کام لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنا ہے ، حکومت کا کام تو قانون کی بالادستی قائم کرنا ہے ۔ مہذب معاشرہ کی رو سے ایک آئین کی رو سے ، آئینی قوم کی حیثیت سے زیادہ سے زیادہ اختیارات آپ عوام کو فراہم کریں ۔ ہر شخص کو پیشہ کے لحاظ سے آزادی ہونی چاہئے ۔ جب جبکہ حکومت خود تجارت کی پالیسی اپنا رہی ہے ۔ میرے خیال میں یہ کوئی احسن طریقہ نہیں ہے ۔

اب جناب والا! سوال یہ پیدا ہوتا ہے ۔ کہا گیا ہے کہ اب لاکھ ٹن گندم پروکیور ہو گئی تھی ۔ اگر دس لاکھ ٹن کو پورا کرنے کے لئے مزید [illegible] رہے ہیں تو یہ بھی غلط ہے ۔ پچھلے سال دس لاکھ ٹن [illegible] تھا اور

گیارہ لاکھ پروکیور ہو گئی اور یہ جو موجودہ شکل کی ڈیمانڈ دی جا رہی ہے بالکل گندم کی پروکیورمنٹ کے لئے ہے - جس کی کوئی دلیل واضح نہیں ہے -

**مسٹر سپیکر :** جو بجٹ پیش ہوا وہ اس سال کی تیس جون تک ہوا ہوگا -

**حاجی محمد سیف اللہ خان -** جناب والا ! یہ کہا جائے گا ہم پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں - ہم نے قیمتوں کا تعین کرنا ہے اس کو برقرار رکھنا ہے - کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ پنجاب کی گندم سندھ میں جاتی ہے - پنجاب کی گندم سرحد میں جاتی ہے اور پنجاب ہی کی گندم بلوچستان میں جاتی ہے - بجائے اس کے کہ وہ پنجاب کے شکرگزار ہوں پنجاب نے کتنی قربانی دی ہے اور اپنا پیٹ کاٹ کر ہمارے پاس یہ گندم بھیجی ہے - ہم اپنا حصہ ان کو دے دیتے ہیں پھر اپنے عوام کو کھلاتے ہیں وہ لال گندم جس پر قیمتی زر مبادلہ خرچ ہوتا ہے - ہم اس صوبہ میں کتنا بوجھ برداشت کرتے ہیں لیکن پھر بھی یہ کہا جاتا ہے پنجاب بڑا خوشحال ہے جناب ! ساری ترقی تو پنجاب میں ہو رہی ہے بس ہماری ترقی میں تو پنجاب رکاوٹ بنا ہوا ہے -

جناب والا ! یہ تو ہماری حالت ہے کہ پنجاب ہی گندم پیدا کرے اور پنجاب ہی گندم سپلائی کرے - اگر آپ اپنی پالیسی کو بہتر بنالیں اور سرحدات کو بند کر دیں اور اس کے بعد جو فاضل گندم بچ رہے اس کو آپ دوسرے صوبوں کو دے دیں تو اس سے وہ آپ کے احسان مند بھی ہوں گے اور غلط فہمی بھی ختم ہو جائے گی اور اپنے صوبے کے لئے ایک دانہ بھی امپورٹ نہ کریں - اس طرح انہیں یہ بھی پتا چل جائے گا کہ پنجاب رحمت ہے یا زحمت ہے - جناب والا ! اس صوبہ کے عوام کو کب تک فریب دیا جاتا رہے گا - کہا جاتا ہے کہ subsidy کے سلسلہ میں جو رقم ہے وہ سنٹرل گورنمنٹ برداشت کرتی ہے وہ اس کی ادائیگی کرتی ہے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پنجاب سنٹرل گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے - وہ تو گندم ساڑھے پچیس روپے خرید کریں دوسرے صوبوں کو تو سنٹر subsidy دے دیتا ہے - کیا پنجاب پر سنٹر کی ذمہ داری نہیں ہے اور اس سے پنجاب کو کتنا نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے - آپ پوچھیں گے کہ یہ کس طرح ! میں آپ کو حساب سے بتاؤں

گا تو آپ حیران ہوں گے ۔ مثال کے طور پر آپ نے 11 لاکھ ٹن پنجاب سے گندم خرید کی اور 8 لاکھ ٹن گندم آپ نے release کی ۔ 3 لاکھ ٹن کے علاوہ جو میں شمار نہیں کرتا جس سے سنٹر subsidy برداشت کی وہ 11 لاکھ ٹن جو زائد 8 لاکھ ہے ۔ چھ روپے کے حساب سے وہ مجھے بتائیں صوبہ پر بوجھ پڑ رہا ہے ۔ اس سے صوبہ کے عوام پر اچھا اثر پڑا ہے یا برا اثر پڑا ہے ۔

(اس مرحلہ پر شیخ عزیز احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ تو آپ نے ہم پر احسان کیا ہے ۔

(قہقہہ)

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.** Sir, you have certain prejudices. While sitting there, I hope you will not exercise that in that respect.

شیخ عزیز احمد : مگر انہیں بھی relevant رہنا چاہئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کتابیں ساتھ لے آئے ہیں یا وہیں چھوڑ آئے ہیں ۔

(قہقہہ)

جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ جو مزید گندم خریدی جا رہی ہے اس سے چھ روپے فی من کے حساب سے incidentalcharges کا جو زائد خرچ ہوگا تو بتائیں وہ subsidies جو سنٹرل گورنمنٹ مہیا کرتی ہے وہ اس کے برابر پڑتی ہے یا زیادہ پڑتی ہے یا دوسرے صوبوں کو یا سنٹر کو incidental charges برداشت کرنے پڑتے ہیں یا 21 روپے من کے حساب سے صوبہ میں پہنچائی جاتی ہے اور تمام charges برداشت کرتے ہیں ۔ اپنے بھی برداشت کر لیں دوسروں کے بھی آپ برداشت کر لیں ۔ مجھے بتائیں اس کا کیا فائدہ اس خرید سے آپ صوبہ کے عوام پر زیادہ بوجھ ڈال رہے ہیں ۔ ایک ہی حل کیوں نہیں کرتے کہ آپ اپنی سرحدیں محفوظ کریں جتنی سرحدات ہیں الدرونی اور بیرونی یا فارن سب پر کنٹرول کریں ۔ گندم کا ایک دانہ باہر نہیں جانا چاہئے ۔ ہاں آپ کیوں گندم کی خریداری نہ کریں ۔ اس سے آپ کے پیٹ پلتے ہیں اور غریبوں کے پیٹ کٹتے ہیں ۔ آپ میں سے بھی

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کا تعلق تجارت سے ہوگا ۔ آپ بتائیں کون دیتا ہے اس طرح سے گندم ۔ سمجھدار تاجر یہ بات تسلیم یا گوارہ نہیں کر سکتا اور اس پر چھ روپے incidental charges کونسے ۔ گندم حکومت کے گوداموں میں پہنچائی جاتی ہے ۔ عوام سے جس طریقہ سے خرید کرتے ہیں وہ آپ سنٹر میں ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح گندم بھی حاصل کرتے ہیں اور انہیں ذلیل بھی کیا جاتا ہے ۔ پھر حکومت کہتی ہے بوریاں بھی ہم نے سپلائی کی ہیں ۔ سوتلی بھی لگائی ہے جس کا خرچہ ڈھائی روپے من پڑتا ہے ۔ ہو سکتا ہے ان کے کاغذوں میں چارج ہو رہا ہو ۔ ہو سکتا ہے یہ چارجز ان سے لئے جاتے ہوں مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں اور اس ایوان میں دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کہ کسی قسم کے مزید اخراجات سوائے اس بوری کے کسی بھی فروخت کنندہ کو نہیں دئے جاتے ۔ تو پھر یہ چھ روپے من اخراجات کس چیز کے ہیں ۔ محض اس لئے اس سکیم کو روا رکھا جا رہا ہے اور محض اس لئے اس سکیم کو جاری کیا جا رہا ہے ۔ محض اس خرید کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جا رہا ہے تا کہ ان کے پاس زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کا جواز پیدا ہو ۔ ان کو زیادہ خرابیاں اور زیادہ کرپشن کرنے کے مواقع میسر ہوں ۔ جس تجارت میں 25 فیصد incidental charges ہوں اور یہ چارجز قیمت خرید کے علاوہ ہوں تو وہ تجارت کبھی بھی پروان نہیں چڑھے گی اور پھر مجھے سمجھ نہیں آتا کہ اگر ان تمام خرابیوں کے باوجود ، اگر ان تمام کوتاہیوں کے باوجود ، اگر ان تمام کرپشن کے باوجود عوام کو 21 روپے من گندم مل بھی جاتی تو بھی اور تب بھی ہم اس کو روا رکھتے ۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ ہم عوام کے لئے یہ خرید کر رہے ہیں ۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ عوام کو ہم سستی گندم فراہم کریں گے اور انہیں کے لئے ہم نے اس سکیم کو روا رکھا ہوا ہے مگر میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ عوام میں سے آپ ایک آدمی بھی ایسا پیدا کر کے دکھائیں ۔ ماسوائے آپ کے ڈپو ہولڈرز کے ۔ ماسوائے آپ کے ان ایجنٹس کے جس کو 21 روپے من گندم کبھی بھی دستیاب ہوتی ہے ۔ کبھی آپ نے اس طرف بھی توجہ دی ہے کہ کیوں ڈپوؤں کی طرف عوام کا رجحان زیادہ ہے ۔ کیوں ملیا ڈپوؤں کے پیچھے بھاگتی ہے ۔ کیوں مرتی ہے ۔ کیوں ہر شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ مجھے زیادہ سے زیادہ آٹا مل جائے اور اس کے

لئے وہ ہر طرح کا ہر حربہ استعمال کرنے کو تیار ہے۔ اس لئے کہ حکومت نے یہ ایک اندھی کمائی کا ذریعہ رکھا ہوا ہے اور اسے اندھی کمائی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ حکومت نے اسے سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہوا ہے اور محض ایک سیاسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے، محض سیاسی سٹنٹ چلانے کے لئے، محض کارکنوں کے پیٹ بھرنے کے لئے غریب عوام کے پیٹ کاٹے جا رہے ہیں اور چھ روپے کے incidental charges اپنے کے لئے اور سنٹر سے subsidy لے کر گیارہ گیارہ روپے من کا خرچہ برداشت کر کے عوام کو 21 روپے من کی گندم سے محروم رکھا جاتا ہے۔ پھر بھی ہم سے یہ توقع رکھی جاتی ہے اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے مزید روپیہ دیں تاکہ جو لوگ بچ گئے ہیں، جن کے پیٹوں میں ابھی تھوڑی بہت گنجائش موجود ہے، جن کے پیٹ ابھی پورے طور پر نہیں بھر سکے ہیں۔ وہ ہم بھر دیں۔ آپ اگر صحیح طور سے دیکھیں، آپ اگر اپنے فرائض کا خیال رکھیں۔ آپ اگر جا کر ایک ایک سنٹر پر چیکنگ کریں اور مجھے اپنے نوجوان وزیر خوراک سے یہی توقع ہے کہ اگر انہیں فرصت ملی۔ اگر ان کے پاس فرصت ہے۔ تو وہ بغیر پروگرام دئے وہاں پر جا کر سنٹرز کا معائنہ کریں اور اس محکمہ کی دھاندلیوں کو، اس محکمہ کی کرپشن کو اور ان کی خرابیوں کی طرف نگاہ ڈالیں۔ تو مجھے یقین ہے کہ جو کچھ آج میں کہہ رہا ہوں۔ کل کو وہ بھی وہی کہیں گے۔ حکومت کا کام اچھی پالیسی کا نفاذ ہے۔ عوام کے فائدہ کے لئے ان پالیسیوں کا نافذ کرنا ہے۔ حکومت کا کام عوام پر بوجھ ڈالنا نہیں ہے۔ آپ بھی جناب والا! مجھے یقین ہے اور آج میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ دل میں ضرور بالضرور اقرار کرتے ہوں گے کہ ہماری یہ پالیسی ناکام ہے اور ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کی کبھی مخالفت بھی کی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بھی کیا جا رہا ہے۔ مگر آپ کے بھی کچھ فرائض ہیں۔ آپ کا بھی کوئی ضمیر ہے۔ آپ بھی اس صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بھی اس صوبہ کے عوام کے نمائندے ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ از راہ کرم اس گندم کی خریداری کے سلسلہ میں موجودہ پالیسی کو یکسر بدل دیں اور اس procurement scheme کا بالکل کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس کے لئے آپ نے یہ جو موجودہ اسٹاک جو

کہ نا تجربہ کار اور نا اہل ہیں ۔ ان کو اس کی خریداری کے لئے مقرر کیا ہوا ہے جنہیں اس کی خریداری اور تجارت کے ایک لفظ کا بھی پتہ نہیں ہے ۔ جن کی نا اہلی کا بین ثبوت یہ ہے کہ 25 روپے من پر 6 روپے من کا زائد خرچہ ہے ۔ اس کا کوئی متبادل انتظام کریں ۔ ہم منظوری اس کی نہیں دیتے ہیں ۔ ہم تو ایک روپیہ من یا دو روپے من جو ہم منڈیوں والے آڑھتیوں کو دیتے ہیں ۔ ہم ان کے لئے بھی چیخ اٹھتے ہیں اور ان کے لئے بھی گورنمنٹ نے مارکیٹنگ لاز بنائے ہوئے ہیں جن کی implementation ابھی نہیں ہو رہی ہے چہ جائیکہ ہم آپ کو اس قسم کی اجازت دے دیں کہ آپ اس اس قسم کی دھاندلیوں کو روا رکھیں اور آپ اس قسم کے اخراجات کو برداشت کریں ۔ ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ صوبہ غریب ہے ۔ صوبہ کے عوام کے پاس پیسہ نہیں ہے اور اس کے بعد کروڑوں روپے کے بے جا مصارف اس پر ڈال رہے ہیں اور اس سے آپ نے کبھی بھی عوام کا فائدہ نہیں دکھایا ۔ کبھی بھی آپ نے یہ نہیں دکھایا ہے کہ اس میں یہ فائدہ ہوا ۔ آپ کاغذات ضرور دکھاتے ہوں گے ۔ کاغذوں میں صرف آپ نے کنٹرول ریٹ رکھے ہوں گے ۔ کاغذوں میں ضرور آپ نے یہ subsidies دی ہوں گی مگر میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ یہ عوام تک نہیں پہنچ رہیں جو کچھ منڈیوں سے انہیں ملنا ہے ۔ جو کچھ قیمت منڈیوں میں ہوتی ہے ۔ وہی گندم کا ریٹ آپ کے ڈپوؤں پر بھی ہوتا ہے ۔ وہی گندم وہاں پر بھی اسی ریٹ سے ملتی ہے ۔ بلکہ آپ کی گندم جس حالت میں ملتی ہے وہ جا کرکے لوگوں سے پوچھیں کہ ایک من کے پینتیس سیر مل جائیں تو غنیمت ہے اور وہ بھی جس کو اتنا بھی مل جائے تو وہ خوش قسمت ہوا کرتا ہے ۔ جناب والا ! یہ تو تھی گندم کی پالیسی جو کہ حکومت اتنا بڑا کارنامہ دکھا کر پیش کرتی تھی ۔

جناب والا ! اب ذرا آئیے ہم چینی کو بھی لیں جس پر ابھی حال ہی میں حکومت نے کرم نوازی فرمائی ہے ۔ جس ٹریڈنگ کے یہی فائدے ہوں کہ ہوں ہم خود کفیل ۔ جناب والا ! ٹریڈنگ تو اس وقت ہوا کرتی ہے جس وقت کوئی چیز نایاب ہو یا کہ کوئی چیز امپورٹ کی جاوے یا کہ کمیاب ہوجائے یا کہ اتنی زیادہ ہو کہ سنبھالی نہ جا سکے ۔ ان حالات میں تو ٹریڈنگ کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ وہ دن بھی آپ کو یاد ہوں گے جبکہ صوبے میں اتنی

گندم پیدا ہوتی تھی اور اتنی چینی پیدا ہوا کرتی تھی کہ جو پیداوار اس وقت ہمارے صوبے میں ہے ۔ تو اس وقت آپ کے ڈپوؤں سے کوئی بھی فرد ایک روپے آٹھ آنے کے حساب سے نہیں لیتا تھا ۔ آپ کا کنٹرول ریٹ اس وقت ایک روپیہ آٹھ آنے فی سیر تھا اور ڈپو اس وقت بند ہو گئے تھے ۔ free market میں چینی ایک روپیہ چھ آنے فی سیر مل رہی تھی ۔ وہ دن بھی آپ نے دیکھے ہیں یہ آپ کی سٹیٹ ٹریڈنگ کا ہی کرشمہ ہے ۔ یہ آپ کی سرکاری خرید کا ہی کرشمہ ہے کہ چینی کی پیداوار میں جتنا اضافہ ہوا ہے اور جتنی پیداوار بڑھتی جا رہی ہے اتنی ہی قیمت خرید بھی بڑھتی جا رہی ہے اور پھر ہم اس کو بھی برداشت کریں گے ۔ قومیں قربانی دیا کرتی ہیں ۔ آزاد قوموں کا یہ شیوہ ہوا کرتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے مصائب ، چھوٹی چھوٹی تکالیف اور پریشانیاں بھی برداشت کرتی ہیں ۔ اگر اس صورت حال میں بھی حکومت عوام کو 0 -3 روپے اور چار روپے سیر چینی فراہم کرکے خزانے میں اتنی کثیر رقم مہیا کر دیتی جس سے صوبے کی معیشت کی حالت بدل جاتی یا اس شعبہ کی یا سرکاری خزانہ کی حالت بہتر ہو جاتی اور سرکاری خزانہ میں بہت بڑا سرمایہ جمع ہو جاتا ۔ تو پھر بھی ہم کہتے کہ ہم نے اگر قربانی دی ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ کبھی آپ نے یہ ملاحظہ کیا ہے کہ آپ یہ چینی مل اونر سے 90 روپے من خرید کرتے تھے آج 20 روپے ڈیوٹی لگ جانے سے آپ مل والوں سے 110 روپے من لیتے ہیں اور پھر اس کو فروخت کس بھاؤ سے کرتے ہیں ۔ تمام آدمیوں کو ڈپوؤں پر 50-3 روپے فی سیر یعنی 140 روپے فی من کے حساب سے دیتے ہیں ۔ جناب والا ! آپ اندازہ کریں ۔ 110 روپے من لے کر 140 روپے من کے حساب سے آپ عام آدمیوں کو فروخت کرتے ہیں اور حلوائیوں کو اس سے بھی زیادہ یعنی چار روپے یا ساڑھے چار روپے فی سیر کے حساب سے دیتے ہیں ۔ نئے موجودہ ریٹ کا مجھے علم نہیں ہے ۔ اچھا ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں ۔ وہ آپ کی کارکردگی ہے کہ آپ ان کو دے دیتے ہیں ۔ انہیں مہنگے داموں لینے پر بھی راضی کر لیتے ہیں ۔ اس کو ہم شمار ہی نہیں کرتے ۔ مجھے یہ بتائیے کہ جب 30 روپے من کے پیچھے بچت ہو تو سرکاری خزانے میں آپ کتنی رقم جمع کرواتے ہیں ۔ اگر یہ 25 روپے سرکاری خزانے میں جمع ہو جاتے ۔ تو بھی ہم کہتے کہ چلو عوام کی جیب سے یہ رقم نکال کر عوام کے خزانے میں آ گئی ہے ۔

مسٹر چیئرمین : یہ کہاں لکھا ہوا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ جناب آپ شمار کرکے دیکھیں ۔ یہ آپ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے ۔ عوام کے خزانے میں صرف 5 روپے من جمع ہوتا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : اس میں تو آمدنی نہیں آتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں لکھا ہوا ہے ۔ آپ نے پھر یہ والٹ پیپر پڑھا ہی نہیں ۔ اس میں ہوتا ہے کہ کتنا جمع کرتے ہیں ۔ خرید کتنی ہوتی ہے ۔ 22 لاکھ ٹن خرید ہوتی ہے اور سات لاکھ جمع ہوتی ہے ۔ کریں اس کو ضرب تقسیم ۔ اگر یہ پانچ روپے من سے زیادہ تقسیم نہ ہو ۔ تو مجھے گلہ دیں ۔ جناب والا ! میں نے بجٹ کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے ۔ میں نے اس کی جمع تفریق اور calculations کی ہوئی ہیں ۔ میں ضرب تقسیم کے ساتھ ثابت کر دوں گا کہ گندم کتنی ہوئی ہے اور چینی کتنی پیدا ہوئی ہے ۔ چینی کتنی پیدا ہو گی ۔ گندم کتنی پیدا ہو گی ۔ انہیں فگرز کی بنیاد پر میں کہہ رہا ہوں جو کہ ہمیں حکومت کی طرف سے سپلائی کی گئی ہیں ۔ اور یہ سب کچھ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں ۔ اور دعویٰ کے ساتھ بتا رہا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین : میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ receipts جو ہیں ۔ یعنی منافع کی رقم ضمنی بجٹ کی اس کی receipt کوئی نہیں ہے ۔

It is only for the expenditure.

آپ جو receipt طلب کریں گے کہ نقصان کتنا ہے ۔ وہ آپ ضمنی بجٹ میں پوچھ لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔ وہ purchase of policy کے تحت ہے ۔

Why we are purchasing it.

جناب والا ! تو آپ اندازہ لگائیں کہ عوام کی جیبوں کو تو لوٹا جا رہا ہے ۔ عوام کی تو جیبیں کاٹی جا رہی ہیں ۔ ان کو مہنگے داموں پر چینی مہیا کی جا رہی ہے ۔ اور ان کو مہنگے داموں چینی خریدنے پر مجبور کیا جا رہا ہے ۔

اور خزانے میں آئیں 5 روپے ۔ اور 25 روپے خدا جانے کہ کہاں جاتے ہیں ۔ وہ بھی کہہ دیں کہ incidental charges ہیں ۔ گندم پر 5 روپے من اور 6 روپے من بھی آپ کی مہربانی ہے ۔ اگر گندم کا ریٹ زیادہ ہو جائے ۔ تو اس کو بھی incidental charges کہہ دیں ۔ اگر ریٹ بڑھتے جاویں گے ۔ تو incidental charges بھی بڑھتے جاویں گے ۔ چینی کہتی ہو گی کہ نہیں مجھے تو دس روپے والا مزدور اٹھائے اور گندم چونکہ 25 روپے والی ہے تو وہ کہتی ہو گی کہ مجھے چار روپے والا مزدور اٹھائے ۔ جناب والا ! یہ خرابیاں آج دور کرنا آپ کے بس کی بات نہیں ۔ آپ صرف وہی اس سلسلے میں کریں گے جو چینی کے سلسلے میں کیا ہے ۔ میں آپ کو کہوں گا کہ تجارت کے ذریعے کوشش کریں ۔ آپ تو پرسوں کہتے تھے کہ جناب ہم پرائیویٹ سیکٹر کو اس لئے زیادہ طور پر discourage کر رہے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر بلیک مارکیٹ کرتے ہیں ۔ پرائیویٹ سیکٹر ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور سستے داموں چیزیں مہیا نہیں کرتے اس لئے ہم پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ شکنی کر رہے ہیں ۔ اسی لئے سٹیٹ ٹریڈنگ کا ادارہ قائم کیا ہوا ہے ۔ ایک ایجنسی بنائی ہوئی ہے اس کے تحت جناب والا ! ہم یہ تمام تر خریداری کرتے ہیں ۔ تاکہ عوام کو سستے بھاؤ چینی ملے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اس میں کامیاب ہو گئے ؟ کیا آپ سستے داموں فراہم کر رہے ہیں ؟ گنے کی حالت کا آپ کو پتا ہے جو کچھ کسان کو ملتا ہے اور جس مشکل میں ملتا ہے ۔ جناب والا ! آپ کی پالیسیوں کا یہ عالم ہے کہ آپ چینی تو خرید کر لیتے ہیں مگر آپ نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ چینی پیدا کرنے والوں کی حالت کیا ہے ۔ اس سلسلے میں میں اپنے ضلع رحیم یار خان کی حالت ہی بیان کرتا ہوں ۔ اس ضلع میں لاکھوں ایکڑ کماد جلایا گیا ہے اس کو خرید نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ! یہ ہم ملکی معیشت میں فائدہ دے رہے ہیں ؟ یہ سٹیٹ ٹریڈنگ کا کرشمہ ہے کہ سٹیٹ ٹریڈنگ نے ایک پابندی لگائی ہوئی ہے اور گنے کی ملوں والے زیادہ پیدا کرنے کے لئے ہچکچاتے ہیں ۔ جناب والا ! محض اس لئے پہلے پرائیویٹ سیکٹروں میں ملیں لگی ہیں کہ جن کی کمائی آج ہم کھا رہے ہیں اور آج ہم اجازت نہیں دیتے باوجود دیکھتے ہوئے کہ لاکھوں ایکڑ گنا سڑ رہا ہے اس کو جلایا جا رہا ہے ۔ رقم کے بے پناہ قیمتی

سرمائے کا نقصان ہو رہا ہے اس کے باوجود ہم اجازت نہیں دیتے کہ کہیں چینی عام نہ ہو جائے۔ کارخانے زیادہ لگ گئے تو چینی کہیں عوام کو سستے داموں نہ ملنے لگ جائے۔ کہیں ہماری تجارت میں فرق نہ آ جائے اور ہماری نفع اندوزی میں فرق نہ آ جائے۔ جناب والا! اس میں میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ جہاں تک منسٹرز کا اور بالخصوص متعلقہ وزیر خوراک کا تعلق ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں معصوم ہیں۔ یقیناً ان کا کرپشن میں کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ان کا دل ضرور چاہتا ہو گا کہ وہ اس کرپشن کو دور کریں۔ یہ تو نچلی سطح پر ہے۔ یہ بیچارے تو نیچے سے جو پالیسیاں بنا کر ان کو بھیج دی جاتی ہیں وہ لا کر پیش کر دیتے ہیں اور انہیں یہ پتا نہیں کہ وہ کیوں ان کو مجبور کرتے ہیں کہ صاحب اسمبلی سے یہ ضرور منظور کرا دیں۔ صاحب یہ پالیسی ضرور implement کرا دیں۔ اگر وہ غور سے جا کر دیکھیں اور اس نیت سے نہ دیکھیں کہ ان سے حصہ لینا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس نیت سے نہیں دیکھیں گے بلکہ انسداد کی نیت سے اگر وہ جا کر دیکھیں گے تو انہیں یقینی طور پر اس پالیسی کو خیرباد کہنا پڑے گا کہ یہ پالیسی عوام کے لئے سود مند اور فائدہ مند نہیں ہے اسے ترک کرنا چاہئے۔

جناب والا! اب میں چاول کی خرید پر آتا ہوں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ یہ صوبہ پنجاب کتنا چاول پیدا کرتا ہے۔ کتنا چاول اس کا ایکسپورٹ ہوتا ہے اور اس پر ایکسپورٹ ڈیوٹی کتنی ملتی ہے۔ عوام تو چاول کے ایک ایک دانہ کے لئے ترس رہے ہیں۔ عوام اچھے چاول کھانے کو ترستے ہیں اور وہ ترسنا بھی ان کا بجا۔ وہ اس قربانی کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہیں ایک دانہ بھی چاول کا کھانے نہ دیں تو وہ اس بات کو بھی قبول کرنے کو تیار ہو جائیں گے بشرطیکہ اس چاول کی فروخت سے جتنا زرمبادلہ ملتا ہے جتنا بھی پیسہ ملتا ہے وہ ہمارے خزانے میں شامل ہو۔ وہ ہمارے خزانے میں جمع ہو تو ہم اس کے لئے بھی اس کو روا رکھیں گے۔ اس کے لئے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا مگر حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ حکومت بجائے اس کے کہ حق نمائندگی ادا کرے۔ حکومت یہ سمجھے کہ وہ پنجاب کے عوام کی نمائندہ ہے وہ اس طرف توجہ دینے سے قاصر اور مجبور ہے۔

جناب والا ! اب میں اپنے ایک اکانومی کٹ کی طرف آتا ہوں جس پر یہ ذرہ نوازی کی گئی ہے کہ جناب ان والنٹیرز کے لئے مزید رقم دی جائے جنہوں نے شوگر ملوں کے اوپر کنٹرول رکھا اور وہاں سے چینی نہ نکلنے دی ۔ جناب والا ! میں دعوے سے کہہ رہا ہوں ۔ مجھے آپ کے صوبے کے باقی اضلاع کا علم نہیں ہے مجھے اپنے ضلع کا علم ہے کہ وہاں پر ایک والنٹیر بھی تعینات نہیں کیا گیا ۔ والنٹیر کے نام پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو مستقل طور پر تین سو روپے ماہوار کے حساب سے تنخواہیں دی گئیں ۔ مجھے بتائیں کہ وہ کس چیز کے والنٹیر ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : والنٹیر کو تنخواہیں نہ دیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں دینی چاہئیں ۔

جناب والا ! مجھے بتائیں یہ غریب قوم ہے غریب صوبہ ہے ۔ غریب عوام ہیں ان پر اس قسم کا بوجھ کیوں ڈال دیتے ہیں ۔ میں یہ ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن مجھے بتائیں کہ شوگر ملوں میں آپ کے ملک کے ایکسائز کے محکمہ کا عملہ وہاں پر موجود ۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا عملہ آپ کا موجود ۔ حکومت نے آپ کی سپیشل پولیس کی فورس اسی مقصد کے لئے بنا رکھی ہے پھر یہ والنٹیرز کس مرض کی دوا ہیں ۔ جناب والا ! میں اب بھی یقین کروں گا اگر جناب وزیر خوراک یہ یقین دہانی کرا دیں کہ وہ اس مد کی ایک ایک پائی کا حساب لیں گے ۔ وہ دیکھیں گے کہ کونسے اس میں کارکن رکھے گئے ہیں اور کیا ان کی ڈیوٹیاں مختص تھیں اور کیا کام انہوں نے کیا ہے ۔ اگر وہ اس چیز کا یقین دلا دیں اور ساتھ یہ بھی آپ یقین دلا دیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ پیسہ غلط استعمال ہوا ہے ۔ یہ پیسہ صرف رشوت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور محض چند کارکنوں کو مستقل تنخواہ دار بنانے کے لئے یہ پیسہ دیا گیا ہے تو اس کا انسداد کریں گے اور ان سے یہ پیسہ وصول بھی کریں گے اور واپس اس کو سرکاری خزانے میں لا کر دیں گے تب ہم مانیں گے کہ ہاں انہیں سرکاری خزانے کا بھی احساس ہے اور سرکاری پیسے کا بھی احساس ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

وہ اس کے انسداد کے لئے توجہ بھی کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ اگر وہ اس کی طرف کوئی قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اگر وہ محض یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہم جتنی رقم بھی چاہیں سرکاری خزانے میں سے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر لے سکتے ہیں جتنا بھی چاہیں ہم عوام کو مفلوک الحال بنا سکتے ہیں ۔ جس طرح بھی چاہیں عوام کی تباہی کے لئے سامان میسر کر سکتے ہیں پھر ہمارا کام تو نشاندہی کرنا ہے ۔ پھر یہ ہوں گے اور وہی عوام ہوں گے جن کی جیبوں سے ۔ جن کے خزانے سے ۔ جن کے گاڑھے پسینے کی کمائی آپ اس طریقے سے لٹا رہے ہیں وہی پھر آپ سے حساب لیں گے ۔ اس صورت حال میں پھر آپ کا کوئی پرسان حال نہیں ہو گا ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ یہ سٹیٹ ٹریڈنگ کی پالیسی کو اپنی ...رحدات کو محفوظ کر کے یکسر ختم کر دیں اور اگر اس کے باوجود آپ اس کو رکھنا چاہتے ہیں تو اس کی پالیسی اس طرح کی وضع کریں کہ اس پر اخراجات کم سے کم آئیں اور صوبے کے عوام کو سستی سے سستی چیزیں مہیا ہوں ۔ گندم سستے داموں ملے ۔ چینی سستے داموں ملے ۔ صرف کاغذات کی حد تک نہیں بلکہ عملی طور پر یہ کرنے میں آپ کامیاب ہو جائیں تو پھر کسی شکل میں اس کو روا رکھا جا سکتا ہے بصورت دیگر میں استدعا کروں گا کہ یہ پالیسی ختم کر دی جائے ۔ یہ زائد پیسہ کسی قیمت پر نہ دیا جائے بالخصوص والنٹیر کے لئے جو زائد رقم رکھی گئی ہے اس کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ اللے تللے حربوں سے آپ سرکاری خزانے پر بوجھ نہ بنیں اور اس مد کو قطعی طور پر ختم کر دیں تا کہ آپ عوام کی نمائندگی اور عوام کے حقوق کا صحیح حق ادا کر سکیں ۔

**مسٹر سپیکر :** کیا تخفیف زر کی تحریک نمبر 4 آپ زیر بحث لا چکے ہیں؟

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جی جناب ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ نے جواب بھی دینا ہے ؟

**وزیر خوراک :** جی ہاں ۔

**مسٹر سپیکر :** وزیر خوراک ۔

**وزیر خوراک :** (سردار نصراللہ خان دریشک) ۔ جناب والا ! میرے

فاضل دوست نے سٹیٹ ٹریڈنگ کے متعلق سب سے پہلے اعتراض کیا ہے کہ حکومت سمگلنگ کے انسداد کے لئے کچھ نہیں کر رہی ہے - اس بارہ میں گذارش ہے کہ حکومت اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہی ہے - اس وقت ایف ایس ایف رینجرز اور آرمی بارڈر پر لگائے ہوئے ہیں اور حکومت اس سمگلنگ کو روکنے کے لئے پوری کوشش کر رہی ہے تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ہم نے قانون پاس کیا ہے - اس کے مطابق جو بھی ٹرک یا کوئی اور کیریج غلہ لے جاتے ہوئے پکڑا گیا اس کو بحق سرکار ضبط کر لیا جائے گا - پہلے کیا ہوتا تھا - ایک دن پکڑ لیا دوسرے دن سپرداری پر واپس کر دیا گیا اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آ رہا تھا - جناب والا ! ہم نے سپیشل مجسٹریٹ تعینات کئے ہیں جو بارڈر ایریا میں جہاں سمگلنگ کا خدشہ ہے وہاں جا کر سمری ٹرائیل کریں گے اور موقع پر فیصلہ کریں گے - پہلے سمگلنگ کا غلہ پکڑا جاتا تھا اور وہ چھ مہینے - سال سپرداری میں دے دیا جاتا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ چاول ٹوٹے میں بدل جاتا تھا گندم بھوسہ میں بدل جاتی تھی حکومت نے یہ احساس کرتے ہوئے کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے سمگل شدہ پکڑے ہوئے غلے کی اسی وقت سپیشل مجسٹریٹ سمری ٹرائیل کرے اور موقع پر فیصلہ کرے - اور جو آدمی ملزم قرار پائے اسے قرار واقعی سزا دی جائے - تاکہ آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو - اس کے علاوہ جناب والا ! بارڈر ایریا میں پرچیز سینٹر کھولنے کا انتظام کیا ہے - میں نے اپنے محکمہ کو حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے زیادہ بارڈر ایریا میں گندم کی خرید پر توجہ دی جائے - وہاں جتنی زائد گندم ہے ہم اس کو خرید لیں تاکہ گندم کے سمگل ہونے کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے -

جناب والا ! میرے فاضل دوست نے اس قسم کی بات کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے کہ آٹا صحیح نہیں مل رہا ہے جناب والا ! میں ان سے گذارش کروں گا کہ اس وقت حکومت اپنے پلے سے تقریباً دس روپے مصارف کے لئے آٹے کی فراہمی کے سلسلے میں خرچ کرتی ہے یہ گندم 25/50 روپے خرید کرتے ہیں اور صوبائی حکومت اپنے پلے سے 5/80 روپے فی من اس پر خرچ کرتی ہے - اس کے علاوہ مرکزی حکومت خرچ کرتی ہے - تقریباً دس روپے فی من حکومت کو اپنے پلے سے برداشت کرنا پڑتے ہیں - اس چیز کا کسی کو علم

بھی نہیں اور نہ ہی آج تک ہم نے اس بات کی تعریف کی ہے - ہم کب کہتے ہیں کہ ہم نے سب چیزوں پر کنٹرول کر لیا ہے - ہماری جو غلطیاں ہیں ان کا ہم انسداد کر رہے ہیں لیکن جناب والا ! جہاں ہماری غلطیوں کی نشان دہی کی جاتی ہے - صرف گلے اور شکوے کی بات ہی نہ کیا کریں - جناب والا ! میری گذارش ہے کہ ہر گھر میں چار پانچ من آٹا خرچ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت ہر گھر میں چالیس یا پچاس روپے subsidies کے طور پر دیتی ہے - ہمارے دوستوں کو شکایت ہے کہ ہم یہ سب کچھ پاکستان پیپلز پارٹی والوں کے لئے کرتے ہیں - میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے ووٹر آٹا نہیں کھاتے - آٹا دونوں ہی کھاتے ہیں - جس گھر میں پانچ من آٹا خرچ ہوتا ہے اس گھر کو 50 روپے حقیر سا نذرانہ حکومت کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے - اس چیز کا کسی نے احساس نہیں کیا اور اس چیز کی کسی نے نشان دہی نہیں کی - جناب والا ! میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کا آج کل دور دورہ ہے - آپ کی حکومت جو آٹا دے رہی ہے - وہ 22/87 روپے فی من کے حساب سے دے رہی ہے اس کے برعکس یہ گندم 31 روپے فی من خریدی ہے - اگر اس وقت گندم کے لئے کھلی چھٹی دے دی جاتی تو نا جائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے اس سے نا جائز فائدہ اٹھاتے اور اس وقت مارکیٹ میں 50 روپے من سے کم گندم نہ ملتی - یہ چیز توجہ طلب ہے - اور حکومت کی خواہش ہے اور میرے دوستوں نے کہا ہے کہ ہم سرحد بلوچستان کو گندم دیتے ہیں کیوں نہ دیں ؟ کیا وہ ہمارے بھائی نہیں ہیں - کیا وہ ہمارے ملک کا حصہ نہیں ہے - ہمیں تو اس قسم کا احساس بھی نہیں کرنا چاہئے - یہ چیز اس آنریبل ہاؤس کے شایان شان نہیں ہے کیونکہ اس ہاؤس کی کارروائی باہر بھی پڑھی جاتی ہے - اس لئے اس قسم کے جذبات کا اظہار نہیں کرنا چاہئے بلکہ مفاہمت کا اظہار کرنا چاہئے - آپ کو پتہ ہے کہ ہمارا ملک کن حالات سے گذر رہا ہے خدا کے لئے اس چیز کا جائزہ لیجئے اور اس قسم کی نکتہ چینی نہ کی جائے - ہمیں مفاہمت کرنی چاہئے اور ہاؤس میں منافقت سے گریز کرنا چاہئے -

اس کے علاوہ میری گذارش یہ ہے کہ میرے دوستوں نے چینی اور چاول

کے متعلق کچھ فرمایا ہے اور میں اپنے محکمہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں مقررہ حد دو لاکھ 60 ہزار ٹن چاول اس وقت تک مرکزی حکومت خرید چکی ہے ۔ جناب والا ! چاول ہمیں زر مبادلہ دیتا ہے ۔ اس زر مبادلہ سے ہماری بہت سی مدوں کے اخراجات پورے ہوتے ہیں ۔ اس کے علاوہ چینی کے متعلق بھی فرمایا ہے ۔ میری گذارش یہ ہے کہ اگر اب بھی اعتراض برائے اعتراض کرنا ہے تو اس کا کوئی حل نہیں ہے ۔ میں آپ کو یقین اور وثوق سے گذارش کرتا ہوں کہ جہاں تک چینی کا تعلق ہے اگر گورنمنٹ اس پر کنٹرول نہ کرتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اس کے نرخ نہ بڑھتے اور وہ دن دور نہیں ہے جب میرے پاس میرے دوست ببانگ دہل مطالبہ کریں گے کہ گنے کی قیمت کیوں نہیں بڑھاتے ایک طرف تو یہ مطالبہ ہے کہ گنے کی قیمت 4/50 روپے من بہت کم ہے ۔ اور ابھی میرے دوست نے ایک نشان دہی کی ہے اور رحیم یار خان میں شوگر مل کے متعلق کہا ہے ۔ جناب والا ! اس کے بارے میں میری گذارش یہ ہے کہ وہاں کچھ گنا ایسا ہے جو اس قابل نہیں ہے کہ اس کو ملوں میں استعمال کرکے اس سے چینی پیدا کر سکیں ۔ growers کے جذبات اور احساسات کے مد نظر ایک سپیشل ٹیم مقرر کی ہے وہ وہاں گئی اور اس کی مل مالکان سے میٹنگ ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ 2/40 روپے فی من کھڑی فصل پر مالکان اپنے پلے سے دیں گے ۔ وہ گنا جلایا جا رہا ہے اور مل مالکان نے اس کی قیمت دینا شروع کر دی ہے ۔ آپ کے جو نقصانات ہوئے ہیں مرکزی حکومت ان کا ازالہ کرے گی لیکن اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ آپ اسکو بریکٹ کر دیں کہ وہ امداد نہ دیں اس وقت تک ہم پیسے دینے کے لئے تیار نہیں ۔ کل میرے پاس یولائیڈ شوگر مل کے مالکان آئے ہوئے تھے ۔ میں نے ان کو بھی کہا ہے انہوں نے تحریری طور پر لکھ کر دیا ہے کہ چاہے ہم بنکوں سے قرضہ لے رہے ہیں لیکن جو ہمارے مابین فیصلہ ہوا ہے اس کے مطابق ہم grower کو قیمت دے رہے ہیں ۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ اب میرے دوست کی تسلی ہو گئی ہو گی ۔ میں اس کے ساتھ ہی گذارش کرتا ہوں کہ ان مطالبات زر کو منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ 62,37,72,140.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ

مد 85-الف سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

**مسٹر سپیکر :** اب سوال یہ ہے۔

کہ 11,540.00 روپے کی رقم بسلسلہ مد میزان (4) والنٹیروں کو اعزازیانہ کی ادائیگی کے سلسلے میں متوقع زائد اخراجات پورا کرنے کے لئے زائد رقوم کی تخصیص حذف کر دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

**مسٹر سپیکر :** اب سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 72,140.00, 62,3 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

## مسئلہ استحقاق

**مسٹر سپیکر :** پیشتر اس کے کہ ہم اگلی آئٹم لیں حاجی محمد سیف اللہ خان کی ایک تحریک استحقاق ہے اس کو لیا جاتا ہے۔

**مس نسیم اولک ڈائریکٹرس تعلیم کے ملتان سے سرگودھا ڈویژن میں تبادلہ سے متعلق غلط اطلاع کی فراہمی**

**مسٹر سپیکر :** حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے

والے خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیر تعلیم نے مورخہ 23-5-74 کو جناب حسینہ بیگم کی تحریک استحقاق کے سلسلے میں ایوان میں فرمایا تھا کہ مس نسیم اولک ڈائریکٹرس تعلیم ملتان کا تبادلہ سرگودھا ڈویژن کر دیا گیا ہے حالانکہ ڈائریکٹرس مذکور بدستور ملتان میں اپنے فرائض بطور ڈائریکٹرس انجام دے رہی ہیں ۔ اس طرح ایوان میں غلط اطلاع فراہم کرکے اس ایوان کے حقوق کی پامالی کی گئی ہے ۔

اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر آنی چاہئے ۔

---

# پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 74-1973

## ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

(مطالبہ زر ۔ ۱۲)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر ۱۲ لیا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 2,84,00,290.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہولس برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 2,84,00,290.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی

کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے
ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد
پولیس برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** Point of order. I would like to know if there is no cut motion, can the Demand be opposed ?

**Mr. Speaker :** No.

**Haji Mohammad Saifullah Khan :** There is only provision for cut motions.

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 2,84,00,290.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 29 پولیس میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک
روپیہ کر دیا جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ 2,84,00,290.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد
29 پولیس میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ
کر دیا جائے ۔

**شیخ عزیز احمد :** میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور یہ گذارش کروں گا کہ اس مد میں 28 آئٹم ہیں ۔ آپ مجھے یہ بتا دیں کہ یہ کٹ موشن کس مد کے تحت آتی ہے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** یہ میں اپنی تقریر میں بتا دوں گا ۔

**مسٹر سپیکر :** مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

**مخدوم زادہ سید حسن محمود :** جناب سپیکر ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 2,84,00,290.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد

29 پولیس میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ
کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ 2,84,00,290.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد
29 پولیس میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ
کر دیا جائے۔

شیخ عزیز احمد : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ جناب والا ! رول 116 (اے) کے تحت یہ پیش ہی نہیں ہو سکتی۔ اس میں صاف طور پر دیا ہوا ہے۔

".....A member giving notice of such a motion shall indicate in precises terms the particulars of the policy which he proposes to discuss. The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy".

مسٹر سپیکر : جنہوں نے تخفیف زر کی تحریک دی ہے انہیں پتہ ہے۔ آپ ان پر specific کا اعتراض کر رہے ہیں وہ بھی آگے آ جائے گا۔ سید تابش الوری۔ علامہ رحمت اللہ ارشد موجود نہیں ہیں۔ میاں خورشید انور۔ مرزا افضل حق کی طرف سے تخفیف زر کی تحریک ہے سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ 2,84,00,290.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد
29 پولیس میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ
کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ 2,84,00,290.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد
29 پولیس میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ

کر دیا جائے۔

**وزیر قانون :** میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر :** میاں خورشید انور ۔

**میاں خورشید انور (ملتان 12) :** جناب والا ! جس طرح کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اسلام آباد میں پولیس تھانوں کا قیام کسی طور بھی ہماری ذمہ داری نہیں ۔ اس صورت میں کہ فیڈرل فورس کافی تعداد میں موجود ہے انہیں وہاں آسانی سے متعین کیا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ! پولیس کا محکمہ خاصا بد نام بھی ہے اور میں کہوں گا کسی حد تک مظلوم بھی کہ جب ایک آدمی کو اس کی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے مناسب تنخواہ نہ دیں گے تو ظاہر ہے کہ وہ رشوت خوری کرے گا یا کوئی اور ناجائز ذرائع اختیار کرے گا ۔ جناب والا ! اس وقت ایک عام سپاہی سے لے ایک انسپکٹر پولیس کی تنخواہ ایک مل مزدور سے بھی کم ہے اور اسی کم تنخواہ میں سے ان میں سے کچھ کو اپنی وردی ۔ پیٹی و بوٹ اور ٹوپی وغیرہ خریدنی پڑتی ہیں اور حکومت انہیں اس سلسلے میں کوئی چیز مہیا نہیں کرتی ۔ تھانوں کے اندر آپ دیکھیں ، وہاں حکومت بجلی تک مہیا نہیں کرتی ۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ کہیں نہ کہیں سے اپنی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جناب والا ! میں حکومت سے اپیل کروں گا کہ وہ اس بنیادی قسم کے محکمے کی اصلاح کے لئے فیڈرل پولیس جیسے اداروں پر خرچ ہونے والا روپیہ ان کی تنخواہوں اور دوسری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اور تھانوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے صرف کرے تاکہ ملازمین کے پاس رشوت لینے کا کوئی جواز نہ رہے ۔ جناب والا ! اگر آپ نے یہ تجربہ کیا تو مجھے یقین ہے کہ پولیس کا محکمہ ایک مفید ادارہ بن سکے گا ۔ اگر پھر بھی پولیس والے دیانت داری سے کام نہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ صورت حال سے بہتر ہے کہ یہ محکمہ ختم کر دیا جائے ۔

(قطع کلامیاں اور قہقہے)

جناب والا ! موجودہ صورت حال میں یہ کوئی مفید کام نہیں کر رہی ۔ بلکہ تھانوں میں جرائم کی پرورش ہوتی ہے ۔ نیز حکومت اگر یہ چاہتی ہے کہ

یہ ادارہ موثر طور پر کام کرے تو اس سے سیاسی کام لینا بند کر دیا جائے۔ جناب والا! جب آپ پولیس سے سیاسی کام لیں گے تو آپ ان کی کوئی رعایت بھی کریں گے، اور ان کے جرائم اور ان کی غلط کاریوں پر پوری طرح نظر نہ رکھ سکیں گے۔ میری اس تجویز سے چند دوست بہت خوش ہوئے ہیں۔ غالباً وہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر یہ محکمہ ختم ہوگیا تو ان کو تھانیدار لگا دیا جائے گا۔ میرے خیال میں موجودہ حالت میں یہ لوگ اس سے بہتر ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ خوش بھی ہوں گے۔ میری تو عنقریب ختم ہو جائے گی۔

شیخ عزیز احمد: یہ ڈیمانڈ نمبر 12 کی کون سی مد پر تقریر کر رہے ہیں۔

میاں خورشید انور: پولیس کی ناکامی، قانونی فرائض کی ادائیگی میں پولیس کی کوتاہی اور رشوت ستانی پر بحث کر رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر: شیخ صاحب، آپ نے اتنی پر لطف تقریر پر بھی اعتراض کر دیا۔

(قہقہہ)

میاں خورشید انور: جناب میں نے غلطی کی تھی، میں معذرت چاہتا ہوں۔ کچھ نوجوانوں کا خیال ہے کہ وہ پڑھائے میں کیا تھانیداری کریں گے۔ ان کو میرے خیال میں اگر پی۔ ڈی۔ ایس۔ پی بنا دیا جائے تو یہ بھی مطمئن ہو جائیں گے اور آپ کی بھی جان چھوٹ جائے گی۔

جناب والا! فیڈرل پولیس کی موجودگی میں اسلام آباد میں ہمارا اتنا زیادہ روپیہ خرچ کرنا سراسر زیادتی ہے۔ حکومت کو چاہیئے تھا کہ اگر یہ ضروری ہوگیا تھا اور مرکزی حکومت نے ہدایت کی تھی کہ وہاں تھانے بناؤ تو ہم ایک آدھ تھانہ بنا دیتے اور باقی روپیہ ضائع کرنے کی بجائے پولیس اہل کاروں کی دوسری ضروریات پر خرچ کیا جاتا تو ہم امید کر سکتے تھے کہ وہ نیک نیتی سے کام کریں گے۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر: سید تابش الوری۔

سید تابش الوری (بہاول پور۔ I): جناب سپیکر! زیر بحث ضمنی بجٹ

کے جس مطالبہ زر پر ہماری تحریک اس وقت زیر غور ہے ، اس کے تحت پولیس کے لئے دو کروڑ چوراسی لاکھ روپے کی اضافی رقم طلب کی گئی ہے - جب کہ 74-1973ء کے سالانہ بجٹ میں پولیس کے لئے پہلے ہی ہم 9 کروڑ 48 لاکھ 67 ہزار کی خطیر رقم منظور کر چکے ہیں - اس اعتبار سے اب مجموعی رقم جو صرف پولیس کی مد پر خرچ ہو رہی ہے ، اس کا بارہ کروڑ بتیس لاکھ سڑسٹھ ہزار صرفہ ہو گیا ہے - اس کے مقابلے میں 73-72ء1 کے اصلی بجٹ ایسٹیمیٹ میں پولیس کے لئے 8 کروڑ 79 لاکھ 37 ہزار روپے کی رقم مانگی گئی تھی اور پھر نظر ثانی شدہ ایسٹیمیٹ کے تحت یہ رقم بڑھ کر دس کروڑ پینسٹھ لاکھ اٹھہتر ہزار ہو گئی - لیکن ایک سال کے اندر اندر ہم نے پولیس کے اخراجات میں اس حد تک اضافہ کر دیا ہے کہ اب ایک ضمنی بجٹ کے تحت ہمیں مزید ، اس اضافہ شدہ رقم میں بھی پونے دو کروڑ روپے کے اضافی خرچ کو منظور کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے -

جناب والا ! پولیس یقیناً ایڈمنسٹریشن کا ایک اہم ترین شعبہ ہے - لیکن اس کے اخراجات میں یہ مسلسل غیر معمولی اضافہ کسی طور پر بھی اس صوبے کے غریب عوام کی ضروریات اور مطالبات کو نظر انداز کرکے منظور نہیں کیا جا سکتا - یہ اضافہ بے مثال ہے - جب مغربی پاکستان کی سطح پر نظم و نسق چل رہا تھا تب بھی پولیس کے اخراجات میں اضافے کی رفتار اس قدر غیر معمولی نہ تھی - لیکن یہ بات اور بھی زیادہ الم ناک اور افسوس ناک ہے کہ جوں جوں پولیس کے اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے ، جوں جوں پولیس کی تعداد بڑھائی جا رہی ہے ، جوں جوں پولیس کے لئے وسائل اور سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں ، ہم دیکھ رہے ہیں کہ جرائم میں اس سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے اور نظم و نسق کی حالت پہلے سے زیادہ بد تر ہوتی چلی جا رہی ہے - ہمیں قانون کی حکمرانی کے پرخچے اڑتے نظر آ رہے ہیں - جناب والا ! اگر بات یہ ہوتی کہ ہم جرائم پر قابو پانے کے لئے اس قسم کے اقدامات کرتے کہ ہم اس معاشرے اور صوبے کے امن عامہ کو مثالی بنا سکتے تو اس قسم کے اضافی مطالبہ زر کا جواز پیدا کیا جا سکتا تھا - اگر ہم اس مطالبہ زر کے ذریعے یہ یقین دہانی کرا سکتے کہ اب اس صوبے میں ہر شخص کی جان اور مال محفوظ ہو جائے گا تب بھی ہم اس کی کسی نہ کسی صورت میں حمایت کے لئے تیار ہو سکتے تھے - لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان مسلسل اضافوں اور مسلسل

اللوں تللوں اور غیر معمولی اسراف کے باوجود پولیس اپنے مقاصد اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں بری طرح سے ناکام نظر آتی ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ صوبہ بھر میں جرائم کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے ۔ قتل، غارت گری، راہزنی نقب زنی ، لوٹ مار ، عصمت دری ، اغوا ، رشوت ستانی اور بد عنوانیوں کے واقعات روز مرہ کا معمول بن گئے ہیں ۔ ہمارے اخبارات کے قیمتی صفحات ان جرائم کی ہولناک داستانوں سے پر نظر آتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! یہ جنرل بحث نہیں ہے ۔ انہوں نے آپ سے جو ڈیمانڈز مانگی ہیں ، اور جن مقاصد کے لئے یہ ڈیمانڈز طلب کی ہے ، ان کے احاطے کے اندر رہتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ڈیمانڈ میں کہا گیا ہے کہ ہم نے پولیس کی تعداد میں مختلف مقامات پر اضافہ کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اسلام آباد کے علاوہ اور کون سی جگہ ہے جہاں پولیس کی تعداد میں اضافہ کے متعلق کہا گیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وہ لائل پور ہے اور دوسرے مقامات ہیں جن کا تفصیل سے الگ آئٹم پر ذکر موجود ہے اسی طرح سے مطالبہ زر میں سمگلنگ کی روک تھام کے لئے بھی رقم موجود ہے اور اسی طرح سے ایک ایڈیشنل آئی جی کی پوسٹ کے لئے رقم موجود ہے ۔ اسی طرح دوسری مختلف مدات ہیں جن میں پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے مطالبہ زر دیا گیا ہے ۔

جناب والا ! آپ نے گذشتہ دو تین روز ہی کے اخبارات میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ لبرٹی مارکیٹ کے بارونق بازار میں دن دہاڑے ڈکیتی کی واردات ہوئی جس کے خلاف تاجروں کی ہڑتال اور ان کا غم و غصہ ایک نقطہ عروج پر پہنچا ہوا ہے اور تاجروں نے اجتماعی طور پر یہ دھمکی دی ہے کہ اگر یہ صورت حال صوبائی دارالحکومت میں جاری رہی ۔ اگر لاقانونیت کا یہ دور دورہ خود کابینہ کے زیر سایہ ہوتا رہا تو پھر وہ مجبور ہو جائیں گے کہ اپنا کاروبار بند کر کے گھر بیٹھ جائیں ۔

جناب والا ! آپ نے ابھی دیکھا ہوگا کہ ایک اعلیٰ ترین ریٹائرڈ افسر کو اس کی کوٹھی میں اس کی اہلیہ سمیت بے دردانہ قتل کر دیا گیا اور ابھی تک اس کے ملزموں کا کوئی سراغ نہیں ملا ۔ اسی طرح سے معصوم بچوں اور دوشیزاؤں کے اغوا اور عصمت دری کے واقعات ہمارے لئے شرمناک حد تک پہنچ گئے ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مہذب حکومت کوئی جمہوری معاشرہ اور کوئی عوامیت کی دعویدار جماعت اس قسم کی صورت حال کو برداشت کر سکے اور ان چیزوں کو گوارا کر سکے ۔

جناب والا ! یہ حکومت جس نے اعلان کیا تھا کہ ہم قانون کی عملداری کریں گے ۔ جس نے اعلان کیا تھا کہ ہم شریفوں کا راج قائم کریں گے ۔ جس نے اعلان کیا تھا کہ اب مظلوموں کا ہاتھ ہمارے گریبانوں پر ہوگا اور ظالموں کے گریبانوں پر ہمارا ہاتھ ہوگا ۔ ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہاتھ بدستور شل ہیں اور قانون مفلوج اور اپاہج بن کر رہ گیا ہے اور عام شہری اپنے جان و مال کو غیر محفوظ سمجھ کر نہ صرف یہ کہ اپنے مشاغل کو ترک کئے ہوئے ہے نہ صرف یہ کہ اپنے بچوں کو گھروں سے نکلنے نہیں دیتا بلکہ اپنے کاروبار کی وسعتوں کو محدود کرتا چلا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! عام آدمی ہی اپنے آپ کو خطرہ میں محسوس نہیں کرتا بلکہ صوبہ کا سربراہ وزیر اعلیٰ بھی اپنے آپ کو اتنا غیر محفوظ اور اتنا بے بس محسوس کرتا ہے کہ خود اسمبلی کی تقدیس کے خلاف جہاں کبھی لاٹھی لے کر آنے کی بھی اجازت نہیں تھی ۔ جہاں کوئی اسلحہ لے کر آنے کی اجازت نہیں تھی وہاں ان کے دروازے پر سٹین گن لے کر سپاہی موجود ہوتے ہیں ۔ یہ اس صوبہ کے وزیر اعلیٰ کے تحفظ کی کیفیت ہے اور اگر وزیر اعلیٰ کے تحفظ کی کیفیت یہ ہو تو پھر عام آدمی کے اندیشوں اور خطروں کا کیا عالم ہو سکتا ہے ۔

جناب والا ! لا قانونیت کی یہ آندھی اور غنڈہ گردی کا یہ طوفان ہمارے نظم و نسق کو ہی نہیں بلکہ صوبہ کی اجتماعی معیشت اور معاشرہ کو برباد کر رہا ہے اور اگر اس بنیادی نکتہ پر توجہ نہ دی گئی اور اگر فوری طور پر ان وعدوں کے مطابق موثر اقدامات نہ کئے گئے تو ہمارا یہ معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا اور یہ صوبہ جو اس ملک کا سب سے عظیم صوبہ ہے ۔ جو اس ملک

کی معیشت میں ۔ اس ملک کی تہذیب میں ۔ اس ملک کی ثقافت میں ایک مثالی درجہ اور ایک مثالی کردار رکھتا ہے اس کی حیثیت ایک غیر مہذب اور جنگلی معاشرہ کی سی ہو جائے گی ۔

جناب والا ! پولیس کو اس پر صغیر پاک و ہند میں انگریزوں نے اپنے سامراجی مقاصد کے لئے جن بنیادوں پر مستحکم کیا تھا بد قسمتی سے آج اس کے ستائیس سال گزرنے کے باوجود ہم اس سامراجی نظام میں جکڑے ہوئے ہیں اور پولیس کو انہی سامراجی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں جس کے لئے انگریزوں نے انہیں استعمال کرنے کے لئے ایک ادارہ کی صورت دی تھی ایک انسٹیٹیوشن بنا دیا تھا سامراجی مقاصد یہ تھا کہ پولیس کو غیر ملکی حکومت کی دہشت اور اس کی مطلق العنانی قائم کرنے کے لئے لوگوں پر مسلط کر دیا جائے۔ پولیس سے ایسے ظلم اور اس قسم کے کارنامے کرائے جاتے تھے جن کی وجہ سے وہ عام لوگوں کی نفرت کا مرکز بن جائے اور نفرت کا مرکز بننے کے بعد ان کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا تھا کہ وہ حکومت کے مقاصد کی الدھا دھند تکمیل کرا سکیں ۔

جناب والا ! آج ہم آزاد ہو چکے ہیں آج ہم اپنی شہری زندگی پر بڑے فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ پولیس انہی مقاصد کے لئے انہی ہتھکنڈوں کے ساتھ اپنے فرائض ادا کر رہی ہے جو آج سے ستائیس سال پہلے ادا کر رہی تھی ۔ وہ آج بھی عوام کی نفرتوں کا مرکز ہے ۔ وہ آج بھی عوام سے اس لئے دور رکھی جا رہی ہے تاکہ عوام کی احتجاجی تحریکوں کو کچلنے کے لئے ان پر قدغن لگانے کے لئے اور عوام کو حکومت سے دہشت زدہ کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکے ۔

جناب والا ! تہذیب یافتہ ممالک میں ۔ مہذب معاشروں میں پولیس محافظت اور خدمت کا نشان سمجھی جاتی ہے ۔ پولیس خدمتگار درجہ رکھتی ہے پولیس محبت اور عقیدت کا محور ہوتی ہے لیکن ہمارے ہاں ابھی تک اس کے برعکس پولیس تمام نفرتوں کا محور اور مرکز بنی ہوئی ہے اور یہ کردار پولیس نے خود نہیں اپنایا متواتر اور مسلسل مختلف حکومتوں نے اس کے اس کردار کو مستحکم کیا ہے اور یہ بات افسوس ناک ہے کہ یہ عوامی حکومت کی دعویدار

پارٹی بھی پولیس سے اس کردار کی توقع نہیں رکھتی بلکہ عملاً اس کردار پر اس کو مجبور کر رہی ہے اور عام جلسوں اور جلوسوں میں پولیس کو عوام دشمنی پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس کا وہ عظیم مقصد اور اس کا وہ عظیم فرض نظر انداز کیا جاتا ہے جس کے لئے ہم اتنے خطیر اخراجات ایک غریب قوم ہونے کے باوجود برداشت کر رہے ہیں ۔ پولیس کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ جرائم کو کنٹرول کرے قانون کی بالا دستی قائم رکھنے کے لئے اپنے تمام تر وسائل اور مسائل بروئے کار لائے امن عامہ کو قائم رکھے ۔ عوام کے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت دے اور ظالموں کی بیخ کنی کرے اور مظلوموں کی حق رسی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے ۔ لیکن پولیس کا یہ کردار جو اس وقت ہمارے سامنے ہے اور موجودہ حکومت اس کو اصل مقاصد اور فرائض سے دور رکھ کر محض سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہے ۔ محض عوامی تحریکوں کو کچلنے کے لئے استعمال کر رہی ہے محض اپنی کوٹھیوں اور بنگلوں کی حفاظت کے لئے انہیں وقف کر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ پولیس اپنے فرائض سے غافل ہو کر جرائم کا قلع قمع کرنے میں ناکام ہوگئی ہے اور امن عامہ اپنے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے ۔

جناب سپیکر ! اس ضمنی مطالبہ زر کے تحت ایک ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس کی نئی پوسٹ کی تخلیق کی گئی ہے جس پر 35 ہزار چھ سو روپے کا خرچہ ہوگا ۔ اسی طرح سے وزیر اعظم کے سیکیورٹی سٹاف کے لئے مزید آٹھ لاکھ روپے مانگے گئے ہیں اسلام آباد میں چار نئی پوسٹیں قائم کرنے کے لئے نو لاکھ چالیس ہزار روپے طلب کئے گئے ہیں جو خارجہ سفارت خانوں کے تحفظ پر بھی اجتماعی طور پر خرچ ہوگا ۔ یہ گراں قدر رقوم اس لئے طلب کی جا رہی ہیں اور اس کے ساتھ ہی مختلف علاقوں میں جس کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں بتائی گئی ہے کہ بعض علاقوں میں امتیازی طور پر کیوں پولیس کی نفری میں اضافہ کیا گیا ہے اور بعض علاقوں کو جہاں پہلے ہی پولیس کی نفری انتہائی کم ہے ان کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اس خطیر رقم کے اضافے کے لئے ایسی وجوہ بیان کی گئی ہیں جو نہ ہنگامی ہیں اور نہ غیر معمولی اور نہ اس بات کی مقتضی ہیں کہ ضمنی بجٹ کے دوران ہم ان کے لئے الگ رقم کی منظوری دیں ۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اگر پولیس کو اس کے صحیح فرائض کے تحت اس کے صحیح مقاصد کے حصول کے لئے وقف کر دیا جائے اور سیاسی اور سرکاری مخالفتوں کا یہ طویل سلسلہ ختم کر دیا جائے تو نظم و نسق اور امن عامہ کا مسئلہ اب بھی درست ہو سکتا ہے اور اب بھی سدھر سکتا ہے اور اب بھی صوبہ میں ایسے حالات پیدا کئے جا سکتے ہیں کہ لوگ آزادی سے نہ صرف گھوم پھر سکیں بلکہ زندگی کے بنیادی تقاضوں کی تکمیل بھی کر سکیں۔

جناب والا ! پولیس اس وقت ایسی ہمہ گیر ذمہ داریاں انجام دے رہی ہے کہ اس کا اپنا فریضہ جو مجرموں کی گرفت کے سلسلہ میں جو تفتیش کے سلسلہ میں اور تحقیقات کے بعد ان کو سزا دلانے کے سلسلہ میں اس پر عائد ہوتا ہے وہ پورا نہیں کیا جا رہا ہے اور اس سلسلہ میں نہ وزیر خزانہ نے نہ کسی اور متعلقہ وزیر نے کوئی اس قسم کی منصوبہ بندی کا اعلان کیا ہے اور نہ اس قسم کی یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اس سنگین صورت حال کو درست کرنے کے لئے کیا کیا عملی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ سمگلنگ کی روک تھام کے لئے پوری حکومت وقتاً فوقتاً اعلانات بھی کرتی رہتی ہے۔ انتباہ بھی کرتی رہتی ہے اور سنگین نتائج کی دھمکیاں بھی دیتی رہتی ہے لیکن عملاً اس سلسلہ میں وہ کیا کر رہی ہے اس کا اندازہ صرف اس سے کیا جا سکتا ہے کہ سمگلنگ کی روک تھام کے لئے محض اس ضمنی بجٹ میں 80 ہزار روپے مانگے گئے ہیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ اگر حکومت واقعی سمگلنگ کو ایک سنگین جرم اور اس ملک کی معیشت کے لئے خطرہ سمجھتی ہے تو وہ اس لئے مزید رقم مانگتی ہے تو ہم اس سلسلہ میں خوشی سے رقم منظور کرتے لیکن وہ محض نعروں۔ محض دھمکیوں۔ محض اعلانات کے ذریعے سمگلنگ کا خاتمہ کرنا چاہتی ہے اور عملاً اس سلسلہ میں کسی دلچسپی کا اظہار نہیں کرتی اور اس بجٹ میں اس مقصد کے لئے محض 80 ہزار روپے مانگے گئے ہیں۔

جناب والا ! پولیس کے موجودہ نظام میں بنیادی تبدیلیاں لانے کے لئے ایسی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے جس سے پولیس کو مختلف شعبوں میں بانٹ کر نہ صرف ان کو دیانت اور اخلاص کے ساتھ کام کرنے پر تیار کیا جائے بلکہ ان شعبوں میں تقسیم ہونے کے بعد یہ بہتر صورت پیدا ہو سکتی ہے کہ ان میں سے ایک شعبہ محض تفتیش کے لئے ہو اور ایک شعبہ ان کی investigation

کے بعد prosecution کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ ایک شعبے کو اس کام پر مامور کیا جائے کہ وہ امن عامہ قائم کر سکے اور ایک شعبے کو اس کام پر مامور کیا جائے کہ جو جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے جو اقتصادی اور معاشی عدم توازن کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں خوفناک رجحانات پیدا ہو رہے ہیں ان کو روکنے کے لئے اقدامات تجویز کرے۔ ہمارے ہاں پولیس اس وقت حرکت میں آتی ہے جب ایک واقعہ ہو جاتا ہے۔ ایسا کوئی شعبہ موجود نہیں۔ ایسی کوئی منصوبہ بندی موجود نہیں کہ ہم اپنے موجودہ جرائم کے رجحانات پر تحقیق کرکے ایسے preventive measures اختیار کر سکیں کہ آئندہ جرائم کی رفتار کم ہو سکے۔ اگر آج اس ضمنی بجٹ کے تحت اس قسم کے لئے شعبے کی تخلیق کی ضرورت پر زور دیا جاتا تو ہم اس کا خیر مقدم کرتے لیکن یہاں پہلے ہی بیشمار اعلیٰ افسر موجود ہیں اور ایک اور اعلیٰ افسر کی پوسٹ موجود ہے ایک اور اعلیٰ افسر کی پوسٹ کی تخلیق کی جا رہی ہے اور اس طرح سے ان سفید ہاتھیوں کی پرورش کے ساتھ اس ملک کی معیشت پر اور اس صوبہ کی مالیات پر ایک غیر معمولی بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کا یہ نام جو اس وقت ہماری عوامی نفرتوں کا مرکز ہے اسے تبدیل کرنا ضروری ہے۔ پولیس کا نام بدلنا ضروری ہے کیونکہ پولیس کے اس نام کے ساتھ اس کا ایک خاص مقصد اس کی ایک خاص دہشت اور اس کا ایک خاص ظالمانہ طریقہ مختص ہو کر رہ گیا ہے اور اگر ہم پولیس کا نام تبدیل کرکے حقیقتاً اس کے مقاصد و فرائض کا اپنی آزادی کے تقاضوں کے ساتھ نئے سرے سے تعین کر دیں تو یہ پولیس معاشرہ کی فلاح کے لئے۔ ہمارے امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لئے اور نظم و نسق کو بہتر بنا کر قانون کی بالا دستی قائم کرنے میں موثر کردار ادا کر سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کو محکمہ محافظت اور محکمہ خدمت کا درجہ دیا جانا چاہئے۔ ہم روز تقریریں کرتے ہیں۔ روز اپیلیں کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خادم سمجھیں وہ اپنے آپ کو محافظ سمجھیں لیکن ان سے کام ہم محافظت کا نہیں لے رہے ہیں۔ ان سے کام ہم عوام کی مذمت کا لے رہے ہیں۔ ہم عوام کی مخاصمت کا کام لے رہے ہیں۔ تو وہ عوام کی محافظت کس طرح سے کر سکتی ہے۔ اس لئے اس پالیسی میں ایک بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے اور اس بنیادی

تبدیلی کے ساتھ پولیس کی ذہنیت تبدیل کرنا بھی ضروری ہے ۔ ۔ ۔ ۔

جناب والا ! انگریزوں کے دور میں جو تنخواہیں ان کو ملتی تھیں اب بھی ان میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا مگر ان کے فرائض اور اختیارات غیر معمولی حد تک وسیع ہوگئے ہیں ۔ وہ کسی بڑے سے بڑے شخص ، شریف سے شریف شہری کو بھی جھوٹے مقدمات میں چاہیں تو ملوث کر سکتے ہیں ۔ وہ بڑے سے بڑے افسر کو بھی کسی مقدمہ میں ملوث کر سکتے ہیں ۔ اور کسی بھی وقت جھوٹا یا سچا مقدمہ قائم کر سکتے ہیں ۔ ان پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے ۔ کوئی چیک نہیں ہے ۔ اگر مقدمہ بالآخر غلط بھی ثابت ہو جائے تو ان کے خلاف کارروائی نہیں ہو سکتی ۔ کوئی تادیبی اقدامات نہیں کئے جا سکتے جس کا نتیجہ ان اختیارات کی وسعت سے یہ ہوتا ہے کہ انہیں رشوت اور بد دیانتی کا ہولناک مرض لگ گیا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاشرہ میں بہت بڑی بدعت کو نہ صرف جنم دیا جا رہا ہے بلکہ اس میں روز بروز پھیلاؤ ہو رہا ہے ۔ معاشرے کے لوگ اس سے بہت بری طرح تنگ ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ ایک سپاہی ایک اے ۔ ایس ۔ آئی ۔ ایک تھانیدار علاقہ کا سب سے بڑا با اثر شخص ہے ۔ رشوت اور بد دیانتی کی وجہ سے اس کی روز مرہ کی زندگی اس کے شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ اس سے زیادہ تنخواہ پانے والے لوگ ترغیبات کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ بھی اس تھانیدار کے برابر زندگی بسر کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں اور اس سے ذاتی منفعت اللے تللے اور واجد شاہی ناز نخروں میں بسر ہو رہی ہے ۔ جناب والا ! انسداد رشوت ستانی کا محکمہ بھی قائم ہے لیکن رشوت پھر بھی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے ۔ اب رشوت ستانی کے محکمہ پر ایک اور رشوت ستانی کا محکمہ قائم کیا جائے گا ۔

جناب والا ! ہم پورے معاشرہ میں رشوت کو ایک حد تک تسلیم کر چکے ہیں ۔ عام آدمی رشوت کے بغیر محکمہ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا ۔ جب تک چپڑاسی کو نذر و نیاز نہ دی جائے ۔ اس وقت تک چٹ اندر صاحب بہادر کے پاس نہیں جاتی اور جب تک دفتر کے کارک کو رشوت نہ دی جائے تب تک فائل آگے نہیں بڑھتی ۔ اس کے بعد صاحب بہادر کو بھی اس کی حیثیت کے مطابق نذر و نیاز دینی پڑتی ہے ورنہ فیصلہ نہیں ہوتا ۔ آپ دیکھ لیں گے کبھی

یہ بھی آپ کریں گے کہ پولیس کے محکمہ کے اوپر ایک اور محکمہ رشوت ستانی قائم کر دیں گے۔

**Sh. Aziz Ahmad :** Is there any thing for Anti-Corruption.

**سید تابش الوری :** جناب والا ! انٹی کرپشن کے لئے بھی ہے۔ آپ ملاحظہ فرمالیں۔ میں جناب والا ! عرض کر رہا تھا کہ موجودہ حکومت جو دعوے کرتی رہی ہے جو اعلانات کرتی رہی ہے اس کے کردار میں عملاً بہت خوفناک حد تک تضاد پایا جاتا ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ ماضی اور حال کے دعوؤں پر سے اعتماد ختم ہو گیا ہے بلکہ آئندہ کے لئے ایسی فضا پیدا ہو رہی ہے۔ ایسی نفسیاتی کیفیت کو جنم دیا جا رہا ہے جس سے ہمیشہ کے لئے عوام کا اعتماد ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اب جب کبھی آپ لوگ کوئی نیا وعدہ کرتے ہیں تو لوگوں کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایک نیا فریب اور نیا دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ اب ان کے کسی اعلان پر عوام کا اعتماد نہیں رہا۔ وزیر اعلیٰ کا یہ اعلان بھی غلط ثابت ہوا دھوکہ ثابت ہوا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اس صوبہ میں نظم و نسق اور قانون کی حکمرانی قائم کی جائے گی۔ غنڈوں کو ختم کیا جائے گا اور شریفوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

**شیخ عزیز احمد :** جناب والا ! فاضل مقرر جنرل ڈسکشن کر رہے ہیں یا کسی ڈیمانڈ یا کٹ موشن پر تقریر کر رہے ہیں۔ اس ڈیمانڈ میں 28 آئیٹم ہیں یہ کس کو ڈسکس کر رہے ہیں ؟

**مسٹر سپیکر :** وہ جو چیز اس سلسلہ میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں وہ پولیس کی ناکامی کے متعلق ہے۔

**شیخ عزیز احمد :** میرا پوائنٹ یہ ہے کہ اس ڈیمانڈ میں 28 آئیٹم ہیں کسی ایک کو وہ لیں پولیس کو لے لیں۔ یہ رشوت ستانی کی بات کر رہے ہیں۔ کونسی آئیٹم ہے جس کی یہ ڈیمانڈ ہے۔ یا یہ کہہ رہے ہیں نظم و نسق کا فرق پڑ رہا ہے۔ اس ڈیمانڈ نمبر 12 کے تحت ہمارے پاس صرف 28 آئیٹم ہیں جس کے لئے ہم دو کروڑ روپے مالک رہے ہیں۔ ضمنی بجٹ جو ہے اس پر جنرل

ڈسکشن کا سوال یہاں نہیں پیدا ہوتا وہ آخر کسی ایک relevent پوائنٹ پر تقریر کر سکتے ہیں۔

سید ثابش الوری : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر انہوں نے اپنے ان اعلانات میں حقیقت کی جھلکیاں پیدا نہ کیں۔ اگر اپنی ان بتین دھاندلیوں کو عملی جامہ نہ پہنایا تو یاد رکھیں عوام کا اعتماد بحال نہیں ہوگا۔ یاد رکھیں یہ بجٹ یہ مطالبات زر بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ ہم قوم کے حقیقی نمائندے ہیں۔ ہمیں ان اللے تللے اور بے جا اصراف پر کسی طرح پر بھی تیار نہیں ہونا چاہئے۔ آپ نے پولیس کے اجتماعی صرفے میں جو اضافہ کیا ہے اس کے پیش نظر ان کے اجتماعی فرائض اور ان کے اعتماد ذمہ داری میں کوئی اضافہ نہیں کیا بلکہ ان فرائض و ذمہ داری سے روک دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم کسی صورت میں ان مطالبات کو نہ پورا کر سکتے ہیں اور نہ ہی پورا کرنا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں اگر پولیس کو اور امن کے نظام کو بنیادی تبدیلیوں کے ذریعہ نئے طور پر منظم کیا جائے اور وہ آزادی کے تقاضوں کو ہی پورا نہ کریں بلکہ ہمارے جدید معاشرے کی بڑھتی ہوئی ضروریات کی بھی تکمیل کریں اور عملی اور موثر کردار ادا کریں۔ اس طرح ہم یہ سمجھیں گے کہ یہ بوجھ جو ہم نے قوم کے خزانے پر ڈالا ہے اس کا کسی نہ کسی حد تک کوئی جواز پیدا ہوا ہے۔ اور اگر ہم پولیس کے اندر بنیادی تبدیلیاں نہیں لائے پولیس کے عملہ تفتیش اور انتظامیہ کو الگ کر کے امن عامہ کے لئے وقف نہیں کرتے اس وقت تک ہم اس قسم کے غیر معمولی اخراجات کی اجازت نہیں دے سکتے۔ میں جناب والا ! اس حکومت سے یہ التماس کرنی چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے نظم و نسق اور امن عامہ کو ترجیحی طور پر بنیادی مسئلہ کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ جناب والا ! اس ملک کے مستقبل۔ امن و امان اور معیشت و معاشرت کو تباہ کرنے کا جوا نہ کھیلیں۔ چونکہ اگر ایک دفعہ نظم و نسق تباہ ہو گیا اگر ایک دفعہ امن عامہ برباد ہو گیا اور ایک دفعہ لا قانونیت اور غنڈہ گردی نے بالا دستی حاصل کر لی تو پھر کوئی بڑے سے بڑا اقدام بڑے سے بڑا انقلابی قدم بھی اس صوبہ کی معیشت و معاشرت کو تباہ ہونے سے نہیں بچا سکے گا۔ اس لئے بنیادی ذمہ داری آپ کی یہ ہے کہ اس نظم و نسق کو صحیح کیجئے۔ اس ملک کے امن و امان کو صحیح کیجئے اور عام آدمی کے

جان و مال کا تحفظ کیجئے اور پولیس کو سیاسی مقاصد کی بجائے محض جرائم کا قلع قمع کرنے اور امن عامہ کو بہتر بنانے کے لئے استعمال کیجئے اور اس میں ایسی تبدیلیاں لائیں کہ آئندہ نہ صرف وہ جرائم کا قلع قمع کریں بلکہ بروقت ایسی تدابیر اختیار کریں کہ جرائم کے موجودہ بڑھتے ہوئے رجحان کو روکا جائے۔ شکریہ۔

**Mr. Speaker :** The House is adjourned for tea and we shall reassemble at twelve.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : (رحیم یار خان۔۱) جناب والا ! موجودہ زیر بحث مطالبہ زر پولیس سے متعلق ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ اس وقت فاضل رکن جناب شیخ عزیز احمد صاحب ایوان میں تشریف نہیں رکھتے مگر اسکے باوجود میں جناب کے توسط سے یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں اپنے آپکو صرف اپنی کٹ موشن تک محدود رکھونگا۔ میں قطعاً اس پولیس کا ذکر نہیں کرونگا جو وزراء اور جناب وزیر اعلیٰ کی حفاظت کیلئے تعینات کی جا رہی ہے۔ میں قطعاً اس پولیس کا ذکر نہیں کرونگا جو پولیس عوام کی خدمت کرنے کی بجائے وزراء کی خوشنودی طبع حاصل کرتی ہے اور اسکی تعیناتی اور تقرری انکے لئے ہوتی ہے۔ میں صرف اور صرف اس پولیس کا ذکر کرونگا جس کا تعلق ضلعہ انتظامیہ سے ہے جسے پولیس فورس کا نام دیا جاتا ہے جس کا اولین مقصد یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف عوام کی خدمت کرے۔ انکے جان و مال کی حفاظت کرے۔ قانون کی بالادستی قائم کرے اور جرائم کا قلع قمع کرے۔

جناب والا ! پولیس فورس کے قیام کا جہاں تک تعلق ہے میں قطعی طور پر اسکا مخالف نہیں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ پولیس کا نام بدل دیا جائے کیونکہ پولیس کا قیام انگریز کی ایجاد نہیں۔ آپ تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھیں تو شرطہ کا قیام سب سے پہلے خلیفہ اسلام حضرت عمر فاروق ؓ نے کیا تھا اور

یہ پولیس اسلام نے ہی قائم کی تھی ۔ اس کا آغاز اسلام کے وقت میں ہی ہوا تھا البتہ اب اس کے مقصد اور کارکردگی میں ضرور فرق آیا ہے پولیس کے قیام میں جو مقصد کارفرما ہوتا ہے جس کے تحت اس صوبے میں بھی پولیس قائم کی گئی تھی مجھے افسوس ہے کہ اس کی تکمیل ہم نے نہیں کرنے دی ۔ جناب والا ! اب تک یہی کہا جاتا رہا ہے ہر حکومت کی طرف سے یہی تاثر دیا جاتا رہا ہے بلکہ پولیس کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ پولیس بہت کورپٹ ہے ، پولیس رشوت لیتی ہے ، عوام کی خدمت نہیں کرتی اپنے فرائض کی بجا آوری نہیں کرتی ۔ آج ہمیں اس امر کا جائزہ کرنا ہے کہ آیا واقعی پولیس کورپٹ ہے یا اسے کورپٹ بنایا گیا ہے ۔ وہ اپنے فرائض سے غفلت برت رہی ہے یا اسے فرائض ادا کرنے کی مہلت اور فرصت ہی نہیں دی جاتی ، بلکہ اسے فرائض ادا کرنے سے روکا جاتا ہے ۔ ہمیشہ جب بھی اس امر کی شکایت کی جاتی ہے کہ پولیس اپنے فرائض پورے طور پر انجام نہیں دے رہی ہے اور جرائم دن بدن بڑھ رہے ہیں ، جب بھی اس سلسلے میں حکومت کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ پولیس کا وجود ہمارے صوبے میں صرف نام کی حد تک رہ گیا ہے اور عوام سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا تو بجائے اس کے کہ حکومت اس سے کوئی سبق حاصل کرے اس پر سنجیدگی سے غور کرے اس کی اصل وجوہات تلاش کرے کہ کن وجوہ کی بنا پر ہماری پولیس ناکارہ ہو گئی ہے ، وہ اس پر زور دیتے ہیں کہ اس کی تعداد میں اضافہ کر دو ، بجٹ میں زیادہ روپیہ فراہم کر دو ، زیادہ رقمیں دے دو تاکہ پولیس کی نفری میں اضافہ ہو ۔ وہ ہمیشہ یہ فریب دیتے رہے ہیں کہ پولیس کی تعداد بڑھنے سے شاید جرائم رک سکتے ہیں، شاید بجٹ میں زیادہ سے زیادہ ایلوکیشن کرنے سے جرائم کا قلع قمع ہو سکتا ہے یا عوام کی صحیح خدمت انجام دی جا سکتی ہے ۔ میں سمجھتا نہیں جاتا ، میں کسی اور حکومت کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اس حکومت کے اخراجات بتا رہا ہوں کہ ہماری اس حکومت نے آتے ہی پولیس پر کتنے اخراجات بڑھائے اور یہ کہہ کر بڑھائے ہیں کہ ہم پولیس پر جتنا خرچ کریں گے اتنا عوام کی جان و مال کی زیادہ حفاظت ہو گی اور جرائم ختم ہوں گے ، مگر اس کا نتیجہ الٹ ثابت ہوا ۔ جناب والا ! یہ صوبہ پنجاب جو تیس انتیس ضلعوں پر مبنی تھا ، تقسیم سے قبل ان تیس ضلعوں کے اندر پولیس کا خرچ 46-1945ء میں صرف تین کروڑ آٹھ لاکھ بہتر ہزار تھا ۔

47—1946ء میں جب اس صوبے کے بتیس اضلاع تھے ، پولیس پر خرچ تین کروڑ تئیس لاکھ اٹھاون ہزار رہا ۔ میں پھر پاکستان کے وقت کا خرچ بھی بتا دوں ۔ اس وقت کا خرچ بھی بتا دوں جب یہ ملک ایک صوبہ تھا ، ون یونٹ تھا ، مغربی پاکستان تھا ، باون ضلعوں کا خرچ 57—1956ء میں چھ کروڑ چونتیس لاکھ ساٹھ ہزار تھا ۔ جب یہ باون ضلعوں کا صوبہ سکڑ کر صرف الیس ضلعوں تک محدود ہو کر رہ گیا تو پھر عوامی حکومت نے عوام کی سب سے بڑی خدمت یہ کی کہ پولیس کے خرچ میں اضافہ کر دیا ۔ سب سے پہلا بجٹ جو پیش کیا گیا ، 73—1972ء کا "عوامی بجٹ" ، تو عوام کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ اس میں خرچ تو پولیس پر آٹھ کروڑ نواسی لاکھ سینتیس ہزار آٹھ سو روپے دکھایا گیا ، اور خرچ کیا گیا اس سال کے اندر دس کروڑ پینسٹھ لاکھ اٹھہتر ہزار دو سو اسی روپے ۔ یہ تو پہلے سال کا خرچ تھا ۔ پھر بجائے اس کے کہ اس میں کمی آتی ، سال بعد خرچ گھٹتا جس طرح پہلے ہوتا تھا ۔ پاکستان کا صوبہ پنجاب ، جو انہی اضلاع پر مشتمل تھا ، اس کی روایت تھی کہ سال وار خرچ گھٹتا گیا 53—1952ء میں پولیس پر پنجاب کا خرچ تین کروڑ انچاس لاکھ ساٹھ ہزار ، 54—1953ء میں تین کروڑ اڑتالیس لاکھ چونسٹھ ہزار 55—1954ء میں تین کروڑ پینتیس لاکھ اڑتالیس ہزار یعنی پولیس پر خرچ کم ہوتا گیا ۔ یہاں پر حالت یہ ہے کہ ہماری حکومت نے آٹھ کروڑ سے پولیس کا خرچ شروع کیا ، پھر اس سال یعنی 74—1973ء کو جب ہم ختم کر رہے ہیں تو ماشاءاللہ خرچ تیرہ کروڑ تک لا رہے ہیں ۔ اپنے ہی دور میں پانچ کروڑ کا خرچ جو تمام صوبہ مغربی پاکستان کے لیے کافی تھا ، وہ ہم نے صرف اضافہ کیا ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پولیس کے اضافے میں جتنا بھی بجٹ میں آپ نے اضافہ کیا ہے ، اس سے پولیس کی حالت میں کیا فرق آیا ہے ؟ کیا پولیس کی تنخواہیں اتنی بڑھ گئی تھیں کہ وہ رشوت نہ لیں ؟ قطعاً نہیں ! تنخواہیں وہی ہیں ۔ اگر ان کے سکیل بڑھے ہیں تو اس حساب سے جس طرح دوسرے عام ملازمین کے بڑھے ہیں ۔ اصل ضرورت اس امر کی تھی کہ ہماری حکومت سب سے پہلے اس پر توجہ دیتی کہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے پولیس کو موثر اور فعال بنانے کے لیے ، عوام کے اندر پولیس کا اعتماد بحال کرنے کے لیے انگریزوں کے بنائے ہوئے انیسویں صدی کے پولیس ایکٹ کو یکسر ختم کرکے

لئے تقاضوں کے تحت ہمیں لیا پولیس ایکٹ دیتی ۔ مگر اس طرف ہماری حکومت نے کوئی توجہ نہیں دی ۔ یہ بھی اگر نہ کرتی تو کم از کم موجودہ پولیس ایکٹ کے تحت پولیس کے جو فرائض ہیں ، جو فرائض پی ای سی اور سی آر پی سی کے تحت موجود ہیں کم از کم انہیں کی انجام دہی ان سے کرائی ہوتی ۔ پی-ای سی اور سی-آر-پی-سی میں سے پولیس کے متعلق جتنی بھی دفعات ہیں ، مجھے تو ان میں سے صرف ایک دفعہ دکھائی دیتی ہے اور وہ ہے دفعہ 144 ، صرف اور صرف اس کے لیے پولیس سے کام لیا جاتا ہے اور باقی تمام تر تعزیرات پاکستان اور ضابطہ فوجداری کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ! اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اس صوبے میں جرائم کی رفتار کس قدر بڑھ رہی ہے ، کون نہیں جانتا کہ پولیس کو ایک منٹ کا وقت نہیں ملتا کہ وہ کسی کیس کی صحیح تفتیش کر سکے ۔ جناب والا ! ضرورت تو اس امر کی تھی ، انقلاب تو اسے کہا جاتا ، اچھی حکومت تو تب کہلاتی اور عوامی حکومت کا فرق تو تب محسوس ہوتا کہ عوام اپنے گھروں میں سکھ کی نیند سو سکتے ۔ آج کیفیت کیا ہے ؟ وزیر اعظم کی حفاظت کے لیے چودہ چودہ لاکھ کے خرچ اس بجٹ میں مالکے جاتے ہیں ، وزیر اعلیٰ کی حفاظت کے لیے تو نفریاں بڑھائی جاتی ہیں ۔ عوام کی حفاظت کے لیے آپ نے کون سا کام کیا ہے ؟ آپ نے دیکھنا ہے تو جا کے دیہاتوں میں دیکھئے چلیے میرے ساتھ میں آپ کو غریب کسانوں کے دیہات دکھلاتا ہوں جو سارا سارا دن ہل چلاتے ہیں سارا دن محنت کرتے ہیں سارا دن پسینہ اور خون بہاتے ہیں اور رات کو وہ سکھ کی نیند نہیں سو سکتے اور اپنے جانوروں کی دم پکڑ کر بیٹھے رہتے ہیں کہ نہ معلوم کس وقت یہ چلا جائے ۔ جناب والا ! میں وثوق اور دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پولیس چوریوں کی برآمدگی میں قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے ۔ پولیس کو کیا چاہیئے ؟ صرف اور صرف حکومت کی خوشنودی اس سے بڑھ کر اور کیا سازش ہو سکتی ہے کہ پہلے عوام نے پولیس سے اظہار ناراضگی کیا ، پولیس کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں عوام کی ناراضگی کا اثر عوامی حکومت نہ لے لے تو انہوں نے ایک ایسی چال ایسی بہترین چال چلی کہ حکومت کو یہ تاثر دے دیا کہ جناب والا ! آپ کی زندگیاں خطرے میں ہیں ۔ آپ کی حکومت پولیس کے بغیر نہیں چل سکتی جب تک آپ اپنے اوپر پولیس کی سنگینوں کا سایہ ، اور سٹین گنوں کو

مینوں کی ہمراہی شامل حال نہ رکھیں آپ ایک منٹ کے لیے نہیں چل سکتے۔ کہاں گئیں آپ کی وہ تقریریں؟ کہاں گئے آپ کے وہ وعدے جو سب سے پہلی تقریروں میں آپ نے کئے تھے کہ اب وہ دور گیا جب کوئی سربراہ آئے گا جب کوئی وزیر آئے گا جب کوئی وزیر اعظم آئے گا جب کوئی صدر آئے گا اور پولیس تمہیں سڑکوں پر دکھائی دے گی۔ کہاں گئے آپ کے وہ وعدے ہمیں تو یہ دکھائی دیا ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ اپنے کئے گئے پہلے وعدوں پر اپنی کی گئی پہلی نشری تقریروں پر روبہ عمل ہوتے اور عوام آپ کو اپنے اندر اپنے جیسا محسوس کرتے آپ یہ دیواریں حائل نہ کرتے۔ بلکہ اگر مثال کے طور پر ایک ایک فرلانگ پر ایک کانسٹیبل ہوا کرتا تھا تو اب تو ہم دیکھتے ہیں کہ بجلی کے ایک ایک کھمبے کے ساتھ دو دو کانسٹیبل دکھائی دیتے ہیں کس کی حفاظت کے لئے ہیں؟ آپ کو کس سے خوف ہے؟ کس سے ڈر ہے؟ جناب والا جو ایک فرلانگ میں اور کچھ نہیں تو کم از کم بیس کھمبے ہوتے ہیں اور ساتھ دو دو کانسٹیبل آپ کو دکھائی دیں گے وہ بیچارے جائیں تو کہاں جائیں۔ کرے پولیس تو کیا کرے۔ کون سا وقت آپ نے ان کے لئے چھوڑا ہے کبھی منسٹر کا ضلعے میں دورہ ہے تو پولیس ساری پابند ہے اس کی حفاظت کے لئے۔ کبھی جناب والا پریذیڈنٹ وزیر اعظم یا کسی بھی سربراہ کا دورہ ہے تو تمام صوبے سے پولیس منگائی جاتی ہے آخر پولیس کے فرائض صرف آپ کی حفاظت نہیں ہیں؟ آپ کی حفاظت بھی ہم روا رکھ سکتے تھے۔ اس پر بھی چشم پوشی کر سکتے تھے اگر آپ اپنی حفاظت کرا کے قوم کی حفاظت کر دیتے۔ اگر ان کی حفاظت کا سامان آپ میسر کر دیتے تب بھی ہم چاہتے کہ خدا کرے یہ محفوظ رہیں کیونکہ انہی کے دم سے ہم محفوظ ہیں۔ آپ تو محفوظ ہو گئے۔ آپ تو سنگینوں کے سائے تلے آ گئے۔ آپ نے اپنی حفاظت کا بندوبست تو کر لیا اور بجٹ میں اگر لائے بھی سہی تو آپ کون سا سامان لائے۔ اگر یہ اضافی بجٹ جو دو کروڑ کچھ لاکھ کا آپ لائے ہیں یہ عوام کی بہبود کے لئے لاتے۔ یہ عوام کی بہتری کے لئے لاتے۔ پولیس فورس کو بہتر بنانے کے لئے لاتے تب بھی ہم اسے قبول کر سکتے تھے۔ یہ تقریباً تین کروڑ کے اخراجات پولیس کے آپ اگر لائے بھی ہیں تو کس لئے؟ اور پھر کیا کہتے ہیں؟ ہم پولیس کو ضروریات میسر فرما رہے ہیں۔ ہم جناب والا پولیس کے لئے ٹرانسپورٹ مہیا کر رہے ہیں اور ہم

نے دو سو اور کچھ لڑکوں کی باڈیاں بنوائی ہیں ۔ ہم پولیس کو بھرتی طور پر لیس کر رہے ہیں ۔ او بھائی ! پولیس کو لڑکوں کی ضرورت نہیں ہے ۔ پولیس کو جیپوں کی ضرورت ہے ۔ وہ تو لڑکے آپ اس لئے دے رہے ہیں تاکہ اس میں پولیس کو بھر کر آپ عوام پر لاٹھیاں برسا سکیں ۔ وہ تو لڑکے ان کو اس لئے دے رہے ہیں تاکہ جمہوریت کا خاتمہ کر سکیں ۔ ان لڑکوں کا عوام کو کیا فائدہ ہے ۔ جناب والا پولیس کو اس سے کیا فائدہ ہے محض اپنی طاقت کی نمود کے لئے ۔ محض اپنی طاقت کے اظہار کے لئے ۔ آپ کو اگر فراہم کچھ کرنا تھا تو آپ مقامی طور پر ہر تھانے میں ایک جیپ مہیا کرتے ۔ آپ کو اگر پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانا تھا تو آپ ان کے لئے مناسب سہولیات کا گاؤں کی سطح تک کے تھانوں پر ان کا انتظام کرتے اس سارے بجٹ میں مجھے بتائیے کہ آپ نے ڈسٹرکٹ فورسز کے لئے کیا چیز مہیا کی ہے ۔ کوئی سی بہتری کا سامان آپ نے اس بجٹ میں رکھا ہے اور کس طرح ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی آپ نے کوشش کی ہے ۔ اگر کارکردگی بہتر بنانے کی کوشش کی بھی ہے تو وہ صرف عوام کو کچلنے کے لئے اور ان کا گلا دبانے کے لئے ۔

جناب والا جمہوری ملکوں میں جمہوری قوموں میں جمہوری معاشروں کے اندر پولیس کا ایک اہم کردار ہوا کرتا ہے ہمیں افسوس ہے کہ ہمیں فرصت ہی نہیں ملتی ۔ ہم پولیس کو فرصت ہی نہیں دیتے ۔ بجائے اس کے کہ پولیس سے یہ پرسش کی جائے ۔ پولیس سے یہ پوچھا جائے ۔ مجھے اچھے طریقے یہ یاد ہے کہ ایک علاقے میں معمولی سی بھی اگر ایک چوری ہو جاتی تو آئی جی پولیس تک لڑپ اٹھتے تھے ۔ کسی بھی علاقے میں ۔ کسی سنسان اور دور ترین علاقے میں ڈاکے کی واردات ہو جاتی تھی تو تمام حکومت دہل جایا کرتی تھی ۔ اب دن دیہاڑے قتل ہو رہے ہیں ۔ دن دیہاڑے ڈاکے پڑ رہے ہیں دن دیہاڑے چوریاں ہو رہی ہیں کوئی پوچھتا تک نہیں ۔ شکایت کریں تو کس سے کریں ۔ اور ہو کیا رہا ہے ۔ جناب والا میں عملی تجربات بتا رہا ہوں آپ بیتیاں بتا رہا ہوں ۔ ہمارے صوبے کی 85 فیصد آبادی کسانوں پر مشتمل ہے ان کے جانوروں کی چوری ایک عام مسئلہ بن چکی ہے ۔ جب کسی شخص کا بیل چوری ہو جاتا ہے ۔ جب کسی شخص کی گائے یا بھینس چوری ہو جاتی ہے وہ پولیس کے پاس رپٹ درج کروانے کے لئے جاتا ہے ۔ اس کی

رپٹ کوئی درج نہیں کرتا اور پھر وہ مارا مارا پھرتا ہوا ان رسہ گیروں کے پاس جاتا ہے ۔ وہ چوروں کے سرغنہ کے پاس جاتا ہے کیونکہ اس کا تو سرمایہ ہی وہ تھا ۔ اس کی روزی ہی وہ تھی وہ تو بیکار ہو جاتا ہے ۔ کہ خدا کے لئے ہماری مدد کرو ۔ جن سے مدد کی توقع تھی ان سے جواب مل چکا ہے وہ تو رپورٹ تک درج نہیں کرتے ۔ اور میں یقین سے کہہ رہا ہوں جناب والا ! جناب وزیر اعلیٰ آپ جالیں دیہات کے تھانوں میں وہاں بھیس بدل کر بیٹھیں اور وہاں جا کر دیکھیں کہ کتنی رپورٹیں درج ہوتی ہیں ۔ کوئی نہیں ہوتیں ۔ کیونکہ چوری تلاش کرنا پڑتی ہے اور تلاش کرنا اب پولیس کا کام نہیں رہا ۔ پولیس کا کام تو یہ ہے کہ دو آدمی لڑ پڑیں ان کو یا دفعہ ۱۰۷ کے تحت اندر کر دیں یا جھوٹے سرٹیفکیٹ دلوا کر اس سے رشوت کا سامان پیدا کریں اور صرف اسی کیس کی وہ دست اندازی لیتے ہیں جس میں انہیں چار پیسے مل سکیں ۔ چوری کو تلاش کرنا پڑتا ہے اور چوری تلاش کرنے کے لئے خاک چھاننا پڑتی ہے اور پھر وہ جب مارا مارا پھرتا ہے اور منتیں کرتا ہے اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی پھر وہ بھونگا دیتا ہے اسے خوشی ہوتی ہے ۔ خوشی سے جا کر وہ بھونگا دے کر اپنا جانور واپس لیتا ہے ۔ جب اسے آپ سے انصاف کی توقع نہیں رہتی ۔ جب اس کی رپورٹ درج نہیں ہوتی ۔ جب پولیس اس پر توجہ نہیں دیتی تو پھر وہ جاتا ہے اور بھونگا دے کر اپنا مال واپس لیتا ہے اور جب پولیس کو پتہ لگتا ہے کہ فلاں آدمی کو اس آدمی کو جس نے ہمارے پاس آ کر رپورٹ درج کرنے کے لئے کہا تھا اور ہم نے نہیں کی تھی اور اس کی بدبختی کہ اس کا چار پیسے دے کر وہ مال واپس آ گیا تو پھر دیکھیں پولیس کی کارکردگی کہ کس طرح رش کرکے اس کے پاس جاتی ہے ۔ کس طرح اس مدعی کو پکڑتی ہے کہ بتاؤ یہ مال تم نے کہاں سے لیا اور بجائے اس کے کہ پھر چور کے خلاف کاروائی ہو میں یقین سے عرض کر رہا ہوں کہ بھونگے میں مدعی کو گرفتار کر لیا جاتا ہے ۔ یہ رہ گئی ہے پولیس کی کارکردگی ۔ یہ جناب والا آپ نے پولیس کے شعبے میں ترقی کی ہے ۔ کس پولیس کے لئے ہم سے آپ پیسہ مانگ رہے ہیں ۔ جو پولیس آپ نے صوبے میں قائم کر رکھی ہے جس پولیس کے لئے آپ ہم سے پیسہ مانگ رہے ہیں ۔ جو پولیس اس وقت صوبے میں موجود ہے یقیناً عوام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔ عوام تو انہیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں ۔ عوام انہیں اپنا دوست سمجھتے

سے قاصر ہیں عوام تو انہیں اس وقت دوست سمجھیں گے جب آپ پولیس کو عوام کا دوست بنائیں گے میں خادم بھی نہیں کہتا ۔ آپ ان کو دوست بنائیں ان کو ہمدرد بنائیں کیونکہ پولیس اس وقت کام آتی ہے جب کوئی دکھ ہو جب کوئی تکلیف میں ہوتا ہے تو تکلیف میں جو بھی اس کی طبع پرسی کے لئے جاتا ہے ۔ جو بھی اس کی مزاج پرسی کے لئے جاتا ہے ۔ جو بھی اس کے دکھ بانٹنے کے لئے جاتا ہے اس کے دکھ بانٹنے کی کوشش کرتا ہے وہ اس کا دوست ہوا کرتا ہے ۔ آزاد ممالک میں پولیس کی حیثیت دوست کی ہوا کرتی ہے ۔ جتنی محبت آزاد ممالک میں ترقی پذیر ممالک میں عوام کو پولیس کے ساتھ ہوتی ہے بد قسمتی سے اس سے کہیں بڑھ کر نفرت یہاں کے عوام کو پولیس سے پیدا ہو گئی ہے ۔ پولیس کے ذمہ دار آفیسر سے یا ضلع کے آفیسر سے جب عوام ملتے ہیں اور جب ان کی توجہ مبذول کراتے ہیں کہ یہ فرض کاری کہاں تک چلے گئی ۔ عوام بہت پریشان ہیں ۔ بھائی خدا کے لئے کچھ تھوڑا سا اپنے فرائض کا احساس کرو فرائض کا خیال کرو تفتیشوں کی طرف توجہ دو تو میں ایمانداری سے آپ کو کہہ رہا ہوں بغیر لگی لپٹی کے وہ کہتے ہیں کہ جناب والا ہمارے پاس وقت بھی ہو ۔ تفتیش وقت چاہتی ہے ۔ تفتیش محنت چاہتی ہے ۔ تفتیش devotion چاہتی ہے کیونکہ چور جب چوری کرتا ہے تو کسی کو بتا کر نہیں کرتا ۔ چور کو تلاش کرنا پڑتا ہے ۔ اس کے لئے محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور محنت کے لئے وقت کی ضرورت ہوتی ہے اور وقت کے لئے دلجمعی کی ضرورت ہوتی ہے اور دلجمعی کے لئے سکون بہت ضروری ہے ۔ پولیس میں تمام چیزیں مفقود ہیں ۔ سکون ان میں نہیں طاقت ان کے پاس نہیں رکھی پرسش آپ نے ختم کر دی محض اس خوف کی وجہ سے کہ اگر پولیس کا سایہ آپ سے ہٹ جائے تو آپ نہیں رہیں گے ۔ خدا کے لئے یقین جانیں آپ کی حفاظت پولیس نہیں کر سکتی ۔ آپ کی حفاظت آپ کے عوام کر سکتے ہیں ۔ آپ عوام کی حفاظت تو کر کے دیکھیں پھر دیکھیں کہ وہ آپ کی حفاظت کرتے ہیں یا نہیں کرتے ۔ آپ نے تو سوچ بھی غلط پیدا کر دی ہے ۔ انداز بھی غلط پیدا کر دیا ہے کہ شاید جب تک آپ کی حفاظت پولیس کرتی رہے گی اسوقت تک آپ عوام سے محفوظ رہیں گے ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ آپ اپنی سوچ کو مہربانی کر کے بدلیں ۔ عوام کی خدمت کی طرف زیادہ توجہ کریں ۔ پولیس کو اپنے مقاصد میں استعمال کرنے کی بجائے پولیس سے سیاسی کام لینے کی بجائے پولیس پر مرتبہ دفعہ ۱۴۴ تک مختص کرنے کی بجائے ۔

پولیس کو صرف جلسے اور جلوسوں کی حد تک رکھنے کی بجائے آپ انہیں انکے فرائض C.P.C. اور Cr. P.C. کے تحت انجام دینے کی اجازت دیں تاکہ ہم یہ کہہ سکیں کہ ہم آزاد ہیں - ہم یہ کہہ سکیں ہم محفوظ ہیں - ہم یہ کہہ سکیں کہ نہ صرف ہم محفوظ ہیں بلکہ ہماری جان و مال بھی محفوظ ہے - جب جناب والا یہ ساری چیزیں اس صوبہ میں نہ ہوں تو پھر آپ مجھے بتائیں کہ کیوں ہم آپ کو پیسے دیں - کس لئے ہم آپ کو پیسے دیں اور ان پیسوں میں بھی میں نہیں کہتا - میں کہونگا تو کڑوا لگے گا آپ اپنی لکھی ہوئی تحریریں دیکھ لیں آپ اپنا ضمنی بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں - آپ صفحات الٹ کر دیکھ لیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ قطعی طور پر سر اونچا نہیں کر سکیں گے - سارا پیسہ قطعی آپ کی ذات پر لگ رہا ہے - آپکے مقاصد پر لگ رہا ہے - عوام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور کسی قسم کا عوامی خدمت کا اس میں شائبہ تک نہیں ہے -

جناب والا ! میں صرف تنقید کی حد تک ہی نہیں رہنا چاہتا بلکہ اس سلسلہ میں چند ایک گذارشات بھی عرض کروں گا کیونکہ ہم نے یہاں رہنا ہے ملک ہمارا ہے - صوبہ ہمارا ہے - حکومت کو متوجہ کرنا ہمارا فرض اولین ہے - آپ سب سے پہلے کوشش یہ کریں کہ جس قدر عملہ آپ کے پاس ہے میرے نزدیک وہ عملہ قطعی طور پر مکتفی ہے - یہ concept میں کسی قیمت پر تسلیم ہی نہیں کر سکتا جو concepts آپ نے اس نفری کے بڑھانے کے لئے بجٹ سپیچ میں دیئے ہیں - اپنے وائٹ پیپر میں دیئے ہیں اور اس ضمنی بجٹ میں دیئے ہیں کہ فلاں شہر کی آبادی چونکہ بہت بڑھ گئی ہے اس لئے وہاں پر پولیس کی نفری بڑھانا بہت ضروری ہو گیا ہے - تو وہ مقابلہ کے لئے تیار کر رہے ہیں - ratio آپ نے قائم کرنا ہے کہ لاکھ آدمی ہوتے تھے تو ان کو مارنے کے لئے تو صرف دس آدمی کافی رہتے تھے اور اب وہاں پر دس لاکھ آدمی ہو گئے ہیں اس لئے نفری بڑھائیں ہم نے تو مارنا ہے - جناب والا ! جرائم پولیس کی نفری زیادہ کرنے سے نہیں رکتے بلکہ پولیس کی کارکردگی بڑھانے سے رکتے ہیں - پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے سے اور بہتر ذرائع اختیار کرنے سے وہ جرائم رکتے ہیں - یہ سوچ غلط ہے اور پھر جب آپ نفری بڑھانے پر آتے ہیں تو پھر کونسی نفری بڑھاتے ہیں - اے - آئی - جی - کی پوسٹیں - ڈی - ایس - پی - کی

پوسٹیں ۔ ارے بھائی ۔ اگر یہ بڑھانا ہی ہیں اول تو میں پھر کہہ رہا ہوں کہ نفری بڑھانے کی بجائے ان کی تنخواہیں بڑھا دیں ۔ نفری بڑھانے کی بجائے ان کی سہولتوں میں اضافہ کر دیں ۔ نفری بڑھانے کی بجائے ان میں اعتماد بحال کریں اور اگر اس کے باوجود بھی کسی جگہ آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ نفری بڑھائی جانی چاہئے تو پھر آپ کنسٹیبلز بڑھائیے ۔ زیادہ کام کنسٹیبل کرتے ہیں اور کسی بھی پولیس افسر کی کارکردگی دیکھتے وقت یہ نہ دیکھیں کہ اس نے کتنے جلسوں کو درہم برہم کیا ہوگا ۔ اس نے دفعہ 144 کے سلسلے میں کتنی efficiency دکھائی ہے یا سیاسی راہنماؤں پر تشدد کرنے میں کتنا بہتر ثابت ہوا ۔ کتنا اس نے اس سلسلہ میں اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ۔ آپ نے اپنی تقریر میں ایک تجویز خود ہی پیش کرکے پھر اس پر اپنی تقریر شروع کر دی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی efficiency کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ کس طرح بڑھائی جانی چاہئے ۔

What should be the criteria for that.

مسٹر سپیکر : تو پھر تقریر اس حساب سے بہت لمبی کی جا سکتی ہے ۔ پہلے خود ایک تجویز پیش کی اور پھر اس تجویز پر تقریر شروع کر دی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اسی پر آ رہا ہوں ۔

جناب والا ! سب سے پہلے یہاں ایک ڈھونگ re-organization of the police کا رچایا گیا تھا ۔ اس ڈھونگ کی طرف توجہ دیں اگر وقت مل جائے اور خدا کرے کہ آپ کو وقت مل جائے ۔ ہماری دعا ہے کہ آپ کو وقت مل جائے ۔ re-organization کا ایک ڈھونگ رچایا گیا ہے اس ڈھونگ میں سب سے بڑی چیز یہ رکھی گئی تھی کہ افسر بڑھا دو ماتحتوں کو کم کر دو ۔ ایک تھانے میں آپ جائیں وہاں پر آپ کو اے ۔ ایس ۔ آئی بھی اتنے ملیں گے ۔ جتنے آپ کو سپاہی ملیں گے ۔ یہ ایک نیا ڈھونگ re-organization کا ہے ۔ یہ ایک نیا ڈھونگ زیادہ افسر پیدا کرنے کا ہے تاکہ نچلے افسران نہ ہوں اور پھر بہانہ مل سکے کہ جناب ہمارے پاس سپاہی کم ہیں برائے کرم اس

re-organization پر آپ از سرنو غور کریں - اب میں اپنی تجویز پر آ رہا ہوں -

**مسٹر سپیکر :** حاجی صاحب ! جب بجٹ پر عام بحث ہو گی اس وقت آپ اپنی تجویز کے متعلق کہہ لینا -

**حاجی محمد سیف اللہ خان :** میں اس پولیس کو چھوڑ رہا ہوں - اس کا تو میں نے نام ہی نہیں لیا - جو ان کے سپرد ہے اس کا ہمارے ساتھ اور عوام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے - وہ تو صرف ان کی حفاظت کے لئے ہے - ان کو ہم بالکل ہاتھ ہی نہیں لگاتے - وہ تو ایک بالکل privileged پولیس ہے اور اس پولیس کا عوام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے - میں تو صرف اس پولیس کا ذکر کر رہا ہوں جو عوام کی پولیس ہے اور پولیس میں اس موجودہ پولیس ایکٹ کے خلاف بہت نفرت ہے - یہ انگریزوں کا نافذ کردہ ہے - جناب والا ! اس ایکٹ کے تحت افسر شاہی قائم کرنے کی کوشش کی گئی تھی - اس میں اس حد تک رکھا گیا ہے کہ جس وقت سپرنٹنڈنٹ ڈی - آئی جی اور اے - آئی جی چاہے کسی بھی پولیس افسر کو کان سے پکڑ کر نکال دے - کوئی وجہ بتائے بغیر اس کو revert کر دے تو یہ کام افسر شاہی کا ہو سکتا ہے - آپ پولیس ایکٹ کی طرف توجہ دیں - پولیس کو سہولتیں فراہم کریں - ہر تھانے میں ایک جیپ دیں - ہر تھانے میں ایک ٹیلیفون دیں - ہر تھانے میں ایک واٹر لیس سیٹ دیں - یہ ایسی چیزیں ہیں جو اپنی بچتوں سے آپ پورا کر سکتے ہیں جس کا عوام پر زیادہ بوجھ بھی نہیں پڑے گا - البتہ تھوڑا سا بوجھ آپ پر ضرور پڑے گا - جو نفریاں آپ نے اپنے لئے مختص کی ہوئی ہیں ان کو تھوڑا سا کم کرکے ان میں سے بچت کریں اور اس طرح سے آپ کو یہ ساری چیزیں بغیر کسی قیمت کے مل سکیں گی - اس کے ساتھ ساتھ آپ ہر پولیس افسر کے لئے ایک criteria متعین کریں ان پر ذمہ داری ڈالیں کہ ہر پولیس سٹیشن میں جو چوریاں - ڈاکہ زنی - اغوا - قتل کی وارداتیں اور اس قسم کی اور سنگین وارداتیں ہیں ان کے بارہ میں ایک گوشوارہ ہونا چاہئے تاکہ ہر تھانے کی کارکردگی اس سے ظاہر ہو اور آپ یہ واضح کر دیں کہ کسی بھی پولیس افسر کو تین سال سے پہلے کسی بھی حالت میں تبدیل نہ کیا جائے - اگر اس کی شکایت آتی ہے تو ایکشن لے کر اس کو ختم کر دیں علیحدہ کر دیں - اگر

شکایت درست ہو تو اس کو معطل کر دیں ۔ تبادلہ کوئی سزا نہیں ہوا کرتا تین سال سے قبل کسی پولیس افسر کا تبادلہ نہ ہو تاکہ وہ بدمعاشوں کی روشناسی حاصل کر سکے ۔ ان کو بھی سمجھ سکے ۔ ان کو بھی پہچان سکے اور وہ اس علاقہ کے مسائل کو بھی سمجھ سکے ۔ پھر آپ اس کی سالانہ رپورٹ لیں کہ جو کوئی پولیس افسر کم از کم 75 فیصد برآمدگی چوری کے معاملے میں آپ کو نہیں دیتا یا جس کے 75 فیصد مقدمات کے چالان نہیں ہوتے یا ان کا فیصلہ نہیں ہوتا اس شخص کے باقی رہنے کا کوئی حق نہیں ہے ۔ یہ ڈر اگر آپ پولیس کے اندر پیدا کر دیں گے تو یقین جانیں کوئی بھی تھانہ ایسا نہیں ہو گا جہاں کہ چوریاں برآمد نہ ہوں ۔ کوئی بھی مقام ایسا نہیں ہو گا جہاں سے آپ کو شکایت ملے ۔ اور اس سے زیادہ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ از راہ کرم اپنے آفیسروں کو متنبہ کریں کہ وہ جب بھی پولیس سٹیشنوں اور تھانوں کا دورہ کریں اس کی اطلاع نہ دیا کریں اور یہی عمل آپ اپنے لئے بھی کریں ۔ ہوتا کیا ہے ؟ جب معائنہ کا ٹائم آتا ہے ۔ جب صاحب بہادر کا دورہ ہوتا ہے ۔ اطلاع ایک دن پہلے چلی جاتی ہے کہ فلاں تاریخ کو ہم دورہ پر آ رہے ہیں اور اس دن اس کی سفیدی بھی شروع ہو جاتی ہے اور کتابوں کی جلدوں پر سنہری کاغذ بھی لگانا شروع کر دیتے ہیں اور خوب جناب سرخی پوڈر لگا کر اس کو سجا دیا جاتا ہے ۔ (قہقہہ) صاحب بہادر گئے اور انہوں نے تھانے کی سفیدی وغیرہ دیکھی اور وہ خوش ہو گئے ۔ اب جناب والا ! criteria یہی رہ گیا ہے کہ فلاں تھانیدار نے ہمارے دورہ کے دوران ہمیں اچھی طرح attend نہیں کیا ۔

میاں خورشید انور : جناب ککڑ وی کھاندے نے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! تھانے میں جو کچھ ہوتا رہے عوام کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہے اس کی ہمیں پروا نہیں ۔ آپ انہیں سختی سے ہدایات دیں کہ افسران اطلاع دے کر دورہ نہ کیا کریں ۔ اس سے ان پر ہر وقت خوف مسلط رہے گا کہ کسی وقت منسٹر صاحب آ سکتے ہیں ۔ کسی وقت بھی ایس پی آ سکتا ہے اور وہ پہلے سے ہوشیار نہ ہو سکیں بلکہ وہ اپنے فرائض میں ہمہ تن گوش رہیں ۔ جناب والا ! آپ نے دیکھا ہو گا اور خدا کرے آپ کو واسطہ نہ پڑے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب اور ممبران نے بھی تقریر کرنی ہے ، آپ اپنی تقریر ختم کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ابھی ختم کرتا ہوں ۔ آپ نے دیکھا ہو گا بلکہ اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ تو ایک مذاق ہے کبھی اللہ نہ کرے آپ کو ایسا اتفاق ہو ۔ معائنہ کے طور پر آپ کبھی چلے جائیں کسی پولیس سٹیشن پر اور دیکھیں کہ وہاں پر ابتدائی رپورٹ لکھنے کے لئے کاغذ تک نہیں ہوتے ۔ سٹیشنری وہاں پر ہوتی نہیں ہے ۔ جو مرمت کے لئے پیسہ رکھا جاتا ہے وہ صرف سو روپے ہوتا ہے باقی تھانہ خود کروائے ان کو آپ سٹیشنری اور فنڈ مہیا ضرور کریں ۔ عوام کے بوجھ کو ہلکا کریں اور وہ ذہنیت جس کا پولیس کے قیام کے وقت اظہار کیا گیا تھا ۔ وہ مقاصد جو پولیس کے قیام کے لئے ضروری ہوتے ہیں ان کو پورا کریں تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ ہمارے صوبہ میں پولیس ہے ۔ اس وقت تک تو عوام یہی سمجھتے ہیں کہ جو پولیس ہوا کرتی ہے ۔ جو اس کے فرائض ہوا کرتے ہیں وہ ہمارے صوبہ میں نہیں ہے ۔ نہیں ہے ۔ نہیں ہے ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** (Rahim Yar Khan-VII): Mr. Speaker, after the eloquent speech of the learned member, Haji Muhammad Saifullah Khan, who has touched most of the points, I have hardly any point left except to dwell on a few important issues which we have pointed out, time and again, to the Government. We have always suggested that for due political process in the country, administration generally and Police particularly should not be used against politicians and political parties. It has been very unfortunate, as has been pointed out, that they have deviated from their true duties for purposes of ceremonial, protocol and protective services and for the coercion of political parties, generally, in the province. The incidence of crime, inspite of heavy expenditure on the exchequer, has increased so tremendously that the ugly incidence of yesterday at the Liberty Market is a typical example. Sir, you know that, in a democratic process, people

believe in certain ethics, in certain principles and when such untowards, unexpected and serious type of incident takes place, either the Minister for law and Order or the Government resigns. If there is derailment of a train, there are examples where the Ministers have resigned but here these illegal practices and rise in crime have become so tremendous that the Government has got used to such incidents and they attach no importance whatsoever to it. When they don't, we cannot expect the officers of the police to attach any more importance to it. The Police has been badly used against the students, against the labourers and against the politicians. We have ample time to discuss it in the general budget. I may, however, point out that in the incident of Liberty Markat Sten Guns have been used. It is strange that even the MPAs have been deprived of armlicences. Recently, I applied for a .22 Riflle licence, which is meant for children's sport, and even that was refused but there are unlimited unauthorised bore arms floating about in the entrie Province. How can you check crime unless the Police starts to comb the Province of all unauthorised weapons and take them into possession so as to curb crime ? When we advised the Government not to use these coercive methods we do it in good faith. My colague, Mr. A. H. Kardar, who happens to be a very good cricketer, will bear me out if I quote a simile for the kind attention of the Government. Larwood aud Duckworth played in the same cricket team. I wonder, Mr, Speaker, if you are fond of cricket but I do feel that you are fond of wrestling. Sir, Duckworth was the Wicket keeper and Larwood was one of the fastest bowlers of the world. He used to bounce and bump the ball, break heads of the batsmen, bruise their limbs and bodies. The victims used to complain and the best evidence could come from the Wicketkeeper who always defended the bowler by saying that Larwood was the finest bowler and there was nothing wrong or foul in the

game. One day they happened to play against each other and Duckworth came to bat against Larwood. Once he got bruises, the started shouting that Larwood was a bad bowler and that he bumped and bounced the ball.

**Mr. Speaker :** What is your opinion about it ? The House would be interested in it.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** I am not Duckworth but Diwan Sahib is Duckworth. So, Sir, when the time comes of the same being played against them then they will feel the pinch. I feel that the Government is spending too much money on the Police and they are thus putting too much burden on this poor province. Haji Muhammad Saifullah Khan has rightly suggested that Government should cut down the expenditure which they have increased four times as compared to the previous expenditure. I would appeal to them to leave the Police to their duties and let them perform their functions. Sir, is it not shameful that when we pass on the Mall, we see a huge blue-black truck having about 24 Policemen, outside the gate of the Governor's House ? Why ? Who is going to attack the Governor's House ? The Governor House, with a barbed wire around it, looks like a concentration camp. Why these barbed wires and against whom ? This is becoming a Police State. I advise the Government as they claim to be representative of the people to also depend on their support. Haji Sahib has very rightly pointed out that they should not have any fear and they should not seek so much protection of the police for themselves. Once they are used for protection, they are likely to abuse their authority as well.

Mr. Speaker Sir, I humbly suggest that the performance of the Police should be judged by what is hapenning from day to day in the districts, in the rural areas and on the basis of incidence of crime. Everyday the newspapers are

full of heinous crimes and it is not by providing higher posts that we will be able to control the crime. The whole atmosphere has been so badly polluted that it needs to be cleaned and cleared and on this the Government should give more consideration than increasing their salaries. That is what I have to say.

Thank you Mr. Speaker.

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ ضمنی بحث اور آگے چلے ۔ میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔ کل سے سالانہ بجٹ پر عام بحث شروع ہو رہی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس میں زیادہ سے زیادہ اراکین حصہ لے سکیں تو اس لئے اجلاس کی کارروائی صحیح نو بجے شروع ہو جائے گی اور 11.30 پر جو چائے کا وقفہ ہو گا ۔ وہ وقفہ صرف 20 منٹ کا ہوا کرے گا ۔ اور بارہ سے 10 منٹ قبل ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہو گی ۔ اس کے علاوہ جس فاضل رکن کا نام پکارا جائے گا اور وہ ایوان میں اپنی تقریر کرنے کے لئے موجود نہیں ہوگا تو وہ دوبارہ صرف اسی موقعہ پر تقریر کر سکتا ہے جب تمام فاضل اراکین جنہوں نے نام دئے ہوں گے وہ سب اپنی اپنی تقاریر کر چکیں گے ۔ اس کے بعد اگر کوئی وقت بچ جائے گا تو پھر وہ آخر میں اپنی تقریر کر سکے گا ۔ اس لئے میں فاضل اراکین کو اور ان کی معرفت دیگر اراکین کو جو کہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اجلاس کی کارروائی ٹھیک نو بجے شروع ہو جائے گی ۔ میں اراکین سے کہوں گا کہ نو بجے سے پہلے پہلے تمام فاضل اراکین اس ایوان میں موجود ہوں ۔

اب وزیر اعلیٰ تقاریر کا جواب دیں گے ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : جناب والا ! پولیس کے اخراجات کے حوالے سے اس معزز ایوان میں بڑی سیر حاصل بحث ہوئی ہے ۔ اور جیسا کہ ہمارے اس ایوان کی پچھلے دو اڑھائی سال سے روایات ہیں کافی متعلقہ اور غیر متعلقہ موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں ۔ لیکن یہ اپنی جگہ کافی حد تک چالز بات ہے کہ پولیس پر بحث کرتے ہوئے عمومی طور پر صوبے میں نظم و

نسق کی کیفیت پر گفتگو کی جاوے ۔ اس کے لئے ہم اپنے معزز ساتھیوں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری توجہ مختلف معاملات کی طرف ڈلائی ہے مگر ہم بھی غافل نہیں ہیں ۔ ہمارا فرض ہے ۔ اور یقیناً یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم تنقید کو بھی سنیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر تنقید نہ بھی ہو تب بھی ہمارا اتنا ہی فرض ہے کہ اگر حالات صحیح انداز سے آگے نہیں بڑھ رہے ہیں ۔ تو ہمیں ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ میں جناب والا ! آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں ۔ کہ ہماری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے اور یہ کوشش دو چند ہو گی ، سہ چند ہو گی کہ ہم صوبے کے نظم و نسق کو بہتر سے بہتر انداز سے آگے بڑھائیں ۔

جناب والا ! میں نے خود اپنی بجٹ کی تقریر میں یہ اصطلاح استعمال کی تھی کہ نظم و نسق کے نام پر ہمارے اس ملک میں مارشل لاء نافذ رکھا گیا ۔ بلکہ ہمارے آس پاس بہت سی ریاستوں میں بھی یہ کہانی دہرائی گئی اور بہت سے اہل کرم نے نظم و نسق کے عنوان سے انہیں ریاستوں کو پولیس ریاستیں بنا دیا ہے ۔ جناب والا ! ہمیں یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ ہم اس ملک کو پولیس ریاست بنانا چاہتے ہیں ۔ ساتھ ہی ہمیں یہ بھی کہا جاتا ہے اور اس خواہش کا بھی اظہار کیا جاتا ہے کہ نظم و نسق کو بہتر بنایا جاوے ۔ ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ پولیس کی کار کردگی کو اس حد تک منظم کیا جاوے کہ ہر گاؤں میں اور ہر تھانہ میں اس کی کار کردگی بہتر ہو سکے ۔ نہ جانے یہ خواہش اور یہ مطالبے آپس میں کیا تعلق رکھتے ہیں ۔ اگر آج کے اس دور میں آپ پولیس کی کار کردگی کو بہتر بنانا چاہتے ہیں ۔ تو پھر آپ کو اس کو نیا ساز و سامان بھی دینا پڑے گا ۔ آپ کو اس کی نفری میں بھی اضافہ کرنا ہو گا ۔ آپ کو محکمہ پولیس میں کام کرنے والے لوگوں کو بہتر تنخواہیں بھی دینی ہوں گی ۔ آپ کو انہیں اچھی وردی بھی دینی ہو گی ۔ آپ کو انہیں رہائش کا انتظام بھی کر کے دینا ہو گا ۔ آپ کو انہیں جیپیں بھی دینی ہوں گی اور وائرلیس سیٹ بھی دینے ہوں گے ۔ انہیں لئے اور خود کار ہتھیار بھی دینے ہوں گے ۔ صرف اسی صورت میں آپ ان سے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ آج کے منظم گروہوں کو جو کہ چوری اور ڈاکے کی وارداتیں کرتے پھرتے ہیں ۔ ان کا مقابلہ کر سکیں گے شاہراہوں پر اگر مڈھ بھیڑ ہو تو وہ یہ محسوس

نہ کریں کہ ہمارے پاس ان کا پیچھا کرنے کے لئے نہ کوئی گاڑی ہے - نہ ان کا سامنا کرنے کے لئے ہتھیار ہیں - یہ حقیقت ہے کہ آج جو کوئی بھی ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلتا ہے - یا شاہراہوں پر واردات کرنے کے لئے نکلتا ہے - اس کے پاس بہترین جدید ترین اور خود کار ہتھیار ہوتے ہیں - بہترین قسم کی جیپیں - گاڑیاں ہوتی ہیں جن کے ذریعے سے وہ آسانی سے بھاگ سکتا ہے - اگر پولیس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان لوگوں کا موثر مقابلہ کرے - تو یقیناً اس کے پاس ان کے مقابلہ میں بہتر آلات ہونے چاہئیں اس کے پاس ان کے مقابلہ میں بہتر ساز و سامان ہونا چاہئے اس میں حوصلہ ہونا چاہئے اور وہ حوصلہ اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ اسے معاشرے میں اور معیشت میں مناسب مقام اور مرتبہ حاصل ہو - جناب والا ! ہم جو خرچ بھی پولیس پر کرتے ہیں - وہ پولیس کو یہ حیثیت دینے کے لئے نہیں کرتے ہیں کہ وہ اس ملک کی حکمران بن جائے - اور ملک یا صوبہ پولیس اسٹیٹ بن جائے - وہ صرف اور صرف پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے اور آج جو سپلیمنٹری بجٹ اس ایوان کے سامنے پیش ہے - جس کی اس مد پر آج ہم بحث کر رہے ہیں - اس میں جتنے اخراجات پولیس کے ضمن میں رکھے گئے ہیں - وہ اسی ذیل میں آتے ہیں - جناب والا تقریباً دو کروڑ 84 لاکھ روپے کا خرچ ہے - جو ہم اس ایوان سے منظور کرانا چاہتے ہیں - اس میں 80 لاکھ روپے کا خرچ ایسا ہے جو مرکز کی طرف سے ہمیں واپس مل جائے گا - یعنی re-imburse ہوگا - بعض کام ایسے بھی ہیں جو کہ ہم مرکزی یا وفاقی حکومت کے لئے کر رہے ہیں - مثلاً اسلام آباد میں بعض کام ایسے ہیں جن کے لئے ہمیں رقم چاہئے - یہ تمام رقوم ہمیں مرکز کی جانب سے واپس مل جائیں گی - بعض کام ایسے ہیں جو کہ ہم خود مختار اداروں کے لئے کرتے ہیں - ان سے بھی وہ رقوم واپس کی مد میں اخراجات کی شکل میں واپس مل جائے گی - اس میں سے 80 لاکھ روپے کی رقمیں تو سیدھی ایسی ہیں جو کہ re-imburse-able ہیں - جو کہ ہمیں دوبارہ ان اداروں کی طرف سے اور مرکزی حکومت کی طرف سے کفالت کے لئے واپس مل جاویں گے - اس لئے وہ ایسے خرچے نہیں ہیں جن کا بوجھ اس صوبے کے میزانیہ پر یا اس کی معیشت پر پڑتا ہو - جناب والا ! اس کے ساتھ ہی جیسے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ حکومت نے گذشتہ سال 35 روپے تنخواہ میں اضافہ کا اعلان کیا تھا اور

وہ اضافہ پولیس کے محکمے کو بھی ملنا تھا اس لئے 1 کروڑ 12 لاکھ روپے کا خرچ صرف اس مد میں چلا جاتا ہے ۔ یہ ایک ایسا خرچ ہے جو ضمنی بجٹ میں اس لئے آیا کہ جب اس کا اعلان کیا گیا تو اس سے پہلے یہ بجٹ میں شامل نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ تو لازمی بات تھی کہ یہ خرچ ضمنی بجٹ کی صورت میں آتا ۔ ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ یا تو پولیس کو ہم اس سے محروم رکھتے لیکن یہ کسی طرح سے بھی شاید اس معزز ایوان کو گوارا نہ ہوتا کہ اور لوگوں کو یہ خرچ دیا جاتا اور پولیس کو اس سے محروم رکھا جاتا ۔ جناب والا ! اس طرح ان دو مدوں ہی پر 1 کروڑ 92 لاکھ روپے کی رقم خرچ ہو جاتی ہے ۔ اس کے بعد پٹرول اور دیگر ایسی چیزوں پر جو تیل وغیرہ کی قیمتوں میں اضافہ ہوا اور وہ خرچ پولیس کی گاڑیوں کے سلسلے میں ہمیں برداشت کرنا پڑا اور اس پر 9 لاکھ روپے خرچ ہوئے ۔ چنانچہ یہ رقم 2 کروڑ 1 لاکھ روپے بن گئی ۔ پھر جناب والا ! جو 24 لاکھ روپے اخراجات کے لئے اسلامی سربراہی کانفرنس کے دوران پولیس کو ملے آپ کو علم ہے کہ میں نے اس پر وضاحت کر دی تھی کہ اسلامی سربراہی کانفرنس پر پنجاب کی حکومت کا جو بھی خرچ اٹھا ہے وہ مرکزی حکومت ہمیں ادا کر دے گی ۔ چنانچہ یہ 24 لاکھ روپے بھی مرکزی حکومت سے واپس مل جائیں گے اس طرح سے 0 : لاکھ روپے پہلے دئے اور 24 لاکھ روپے یہ ہوئے ۔ تو تقریباً ایک کروڑ چار لاکھ روپے کا خرچ ایسا ہے جو صوبے پر پڑا ہے ۔ اب گویا 2 کروڑ 84 لاکھ میں سے 1 کروڑ 4 لاکھ نکل گئے تو باقی جو رقم صوبے کے ذمہ آتی ہے وہ 1 کروڑ 80 لاکھ روپے بنتی ہے ۔ جناب والا ! میں اس سلسلے میں بتا چکا ہوں کہ اس 1 کروڑ 80 لاکھ میں سے 1 کروڑ 12 لاکھ روپے تو وہ ہیں جو آپ کو محض اس لئے برداشت کرنے پڑے کہ سات سو روپے تنخواہ لینے والے عملے کی تنخواہوں میں حکومت نے 35 روپے اضافہ کر دیا تھا اور وہ اضافہ انتہائی ضروری تھا کیونکہ گرانی کی شرح اتنی ہے کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا بلکہ اب آپ کی حکومت نے تنخواہوں میں بھی اضافہ کر دیا ہے جس کا بوجھ اگلے سال آپ پر پڑے گا ۔

جناب والا ! اس صورت حال میں اب جو باقی رقم بچتی ہے اس کی بھی میں وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ 73-1972ء کے دوران کچھ بل ایسے تھے

جو ادا نہ ہو سکے ۔ چنانچہ ان میں کچھ ٹی ۔ اے کے بل تھے ، کچھ ٹیلیفون کے بل تھے ، کچھ کیرج کے بل تھے ۔ یہ رقم تقریباً 2 لاکھ روپے بنتی ہے ۔ یہ ہم نے مناسب سمجھا کہ آج اس وقت جو بل ادا نہیں ہوئے تھے اور ان کو pending کیا ہوا تھا ۔ ہم نے ان بلوں کی ادائیگی کو مناسب سمجھا اور یہ ادائیگی کر دی ہے ۔

جناب والا ! اس کے بعد گزشتہ سال 125 ٹرک جاپان سے خرید کئے تھے جو دراصل مشرق پاکستان کے لئے بک ہوئے تھے لیکن اتفاق سے consignment ہمیں مل گئی اور وہ ہمیں بہت سستے مل گئے ۔ تو ہم نے پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے 125 ٹرک ان کو دے دئے ۔ یہ خاص طور پر ابتدا میں سیالکوٹ میں استعمال ہوئے جب ہم نے سات لاکھ انسانوں کی بحالی کا کام وہاں شروع کیا تھا اور ان ٹرکوں نے وہاں پر راشن پہنچانے اور آبادیوں کو ان کے گاؤں تک پہنچانے میں بہت مدد دی ۔ ہم فوری طور ان ٹرکوں کی بائیز نہیں بنا سکتے تھے کیونکہ آبادیوں کو فوری طور پر نکالنا اور اس کے ساتھ گندم اور دوسری اجناس کو منتقل کرنے کے لئے ان کا استعمال کرنا شروع کر دیا تھا ۔ اب الگی بائیز بنانے پر 13 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں جو اس میں ہم ڈیمانڈ کر رہے ہیں ۔ ایک طرف تو ہمارے فاضل دوست یہ چاہتے ہیں کہ پولیس کو conveyance دی جائے اور دوسری طرف جب اس طرح کے اخراجات کئے جاتے ہیں تو وہ بالکل اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں ۔ اب آپ اندازہ کریں گے کہ میں اب تک تقریباً 2 کروڑ 67 لاکھ روپے کی رقم تک پہنچ چکا ہوں ۔ مجھے نہیں اندازہ کہ اس میں سے کونسی رقم عوام کا گلا کاٹنے اور ان کو ذبح کرنے اور ان تمام حرکات کے لئے ہے جن کی جانب جناب حاجی محمد سیف اللہ خان نے اپنی سیف استعمال کرتے ہوئے اپنی زبان کو تلوار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے یہاں الزام تراشی فرمائی تو اس کے بعد ہم نے Telecommunication equipment حاصل کیا تھا اور وہ equipment جس پر کئی کروڑ روپے خرچ آئے تھے گذشتہ سال میں اس پر بجٹ میں رقم مانگی گئی تھی ۔ جناب والا ! اس کے لئے اب ضرورت تھی کہ عملہ بھی فراہم کیا جائے ۔ چنانچہ 5 لاکھ روپے ضمنی بجٹ میں خرچ اس عملے پر اٹھ رہا ہے ۔ تو اس ساز و سامان پر جو ہم نے ذرائع مواصلات کو بہتر بنانے کے لئے حاصل کیا ہے اس کو man کرے

گا ، اس کو چلائے گا ، اس کو استعمال کرے گا ۔ جناب والا ! اب یہ رقم 2 کروڑ 72 لاکھ روپے ہو گئی ۔ اس کے بعد آپ کو علم ہے کہ مشرقی پاکستان سے ہمارے 93 لاکھ بھائی جو ہندوستان کی قید سے رہا ہو کر آئے ان میں بھی ہمارے بہت سے ایسے جوان تھے جو پولیس سے تعلق رکھتے تھے ان کی بحالی انتہائی ضروری تھی ۔ چنانچہ ان کی بحالی اور کچھ لوگ جو بلوچستان سے آئے تھے ان کی بحالی پر 4 لاکھ روپے کا خرچ بھی آپ سے مانگا جا رہا ہے ۔

جناب والا ! آخر میں 35 جیپیں جو ہمیں ایران کی طرف سے تحفہ کے طور پر ملیں وہ ہم نے پولیس کو دے دی تھیں تاکہ ہمارے فاضل دوستوں کا یہ مطالبہ بھی پورا ہو کہ جتنے تھانوں کے پاس جتنی زیادہ جیپیں ہوں وہ اتنا ہی اچھا کام کریں گے ۔ چنانچہ ان جیپوں کے لئے بھی transportation پر ایک لاکھ روپیہ جو چھوٹا سا خرچ ہے اٹھ رہا ہے ۔ جناب والا ! اب یہ رقم 2 کروڑ 77 لاکھ روپے بن گئی ہے ۔ اب تک اس میں گلا کاٹنے والی کوئی چیز شامل نہیں کی گئی ۔ اس کے بعد وہ بات آتی ہے جو گلا کاٹنے والی مد میں شاید حاجی صاحب لے آئیں کہ پولیس کی نفری میں کچھ اضافہ کیا گیا ۔ لالل پور بہت بڑا صنعتی شہر بن گیا ہے جس کی آبادی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے ۔ پچھلے سالوں میں اس میں پولیس کی نفری کم تھی جتنی نفری اصولاً ہونی چاہئے یعنی اس سے 1/3 حصہ تھی ۔ چنانچہ اس کی نفری میں مناسب اضافہ کرنے کے لئے ہم نے 4 لاکھ روپے کی ایک رقم آپ سے مانگی ہے ۔ اب یہ 2 کروڑ 81 لاکھ خرچ ہو گئی ۔ اس کے بعد maintenance of vehicles اور ڈرائیورز وغیرہ کی بھرتی جو 125 ٹرکوں اور باقی جیپوں کے لئے ہونی چاہئے تھی ان کے لئے 1 لاکھ روپے کی رقم ہے ۔ یہ اس طرح سے 2 کروڑ 82 لاکھ روپے بن جاتے ہیں باقی بہت چھوٹی بڑی چند ہزاروں کی مدیں ہیں جن پر میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔

جناب والا ! یہ کل اخراجات جو اس ضمنی بجٹ میں ہم اس معزز ایوان سے مانگ رہے ہیں میں محسوس کرتا ہوں بیشک اس بات کی اجازت ہے ۔ "بول کہ لب آزاد ہیں تیرے" ۔ میرے فاضل دوستوں کو مکمل طور پر اس کا حق بھی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ جو کچھ وہ بولیں اس کو دل سے سنیں ۔

اس میں جہاں کہیں ہمارے ملک کی ، ہمارے صوبے کی صورت حال بہتر بنانے میں مناسب تجاویز دیتے ہیں ان کو قبول کرتے ہیں - لیکن ساتھ ہی میں یہ گزارش کئے بغیر نہیں رہ سکتا خدارا جب آپ تنقید کی تلوار چلاتے ہیں تو اس وقت کم از کم تھوڑی سی منطق کو تھوڑی سی reason کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آخر وہ کونسے اخراجات ہیں اور وہ کونسی باتیں ہیں جن پر یہ خرچ ہم آپ سے مانگے جا رہے ہیں اور جب آپ اس طرح کے فقرے اور جملے کہتے ہیں کہ یہ پولیس سٹیٹ بنانے کے لئے سب کچھ کیا جا رہا ہے - لوگوں کا ، عوام کا گلا کاٹنے کے لئے سب کچھ کیا جا رہا ہے - خدارا یہ اندازہ کیجئے کہ آخر ان اخراجات میں کونسی ایسی باتیں ہیں جو ان مدات میں آتی ہیں - جناب والا ! ہم اس بات سے آگاہ ہیں - پولیس کی کارکردگی پر کوئی ہم فخر نہیں کرنا چاہتے - ہم سب سے زیادہ اس بات پر شرمندہ ہیں - میں صوبے کے سربراہ کے طور پر سب سے زیادہ اس بات پر شرمسار ہوتا ہوں کہ ہر چوری ہر ڈاکہ ، ہر قتل اور ہر اغوا جب ہوتا ہے تو یقیناً اس گناہ کا ایک دھبہ میرے دل پر اور میرے اعمالنامے پر ضرور آتا ہے - میں محسوس کرتا ہوں کہ جتنی اس طرح کی وارداتیں ہوتی ہیں ان سے میرا ہی چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے - میری حکومت پر حرف آتا ہے - میں مانتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کی اصلاح میں کتنی مشکلات ہیں کتنی دشواریاں ہیں - یہ سلسلہ آج سے نہیں کب سے چلا آ رہا ہے - میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ پرانی حکومتیں ذمہ دار ہیں - وہ بھی ہونگی - بہرحال میری بھی ذمہ داری ہے - میں اپنی ذمہ داری سے گریز نہیں کر سکتا - میں اس سے مفر حاصل نہیں کر سکتا - میں اس سے آنکھیں چار کرنے کی سکت نہیں رکھ سکتا - تو مجھے یہ حوصلہ بھی کرنا چاہئے اگر میں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا تو میں ہٹ جاؤں - لیکن ہم میدان میں اترے ہوئے ہیں اور ہم ان تمام صورت حال کو دیکھنے کی سکت رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نبرد آزما ہونے کا عزم رکھتے ہیں - ہم نے اس صورت حال کو بدلنے کے لئے عہد کیا ہے - ہم نے عزم کیا ہے کہ ہم اس صورت حال کو بدلیں گے - لیکن اس کے بدلنے میں یقیناً خرچ بھی کرنا ہوگا اس کی اصلاح کے لئے ساز و سامان مہیا کرنا ہے کیونکہ بہت سی جگہوں پر جہاں ابھی تک پولیس کی پہنچ نہیں ہے ان جگہوں کو پولیس کی دسترس میں لانا ہوگا - یقیناً اسی طرح پولیس بھرتی کے لئے پہنچنے - اصلاح کے لئے

پہنچے مگر پولیس جا کر tyranical power نہ بن جائے۔ ایک طاغوتی طاقت نہ بن جائے۔ لوگ اس طرح نہ ڈریں کہ وہ اپنے بچوں کو ڈرائیں۔ جب ہم چھوٹے تھے تو ہمیں کہا جاتا تھا کہ چپ ہو جاؤ سپاہی آ رہا ہے۔ تو یہ کیفیت ہم پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ ہم پولیس کے لئے ایسی فضا بنانا چاہتے ہیں کہ پولیس جا کر لوگوں کو تسلیاں دے کہ کوئی اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ ان کی جان و مال، عزت و آبرو اور سب سے بڑھ کر آزادی کا ضامن موجود ہے۔ پولیس کو ان خطوط پر آگے بڑھانا ہے۔ پولیس کا اس انداز سے تربیت کا بہتر انتظام کرنا ہے۔ جناب والا! اس لئے جوڈیشری اور ایگزیکٹو، عدلیہ اور انتظامیہ میں تفریق پیدا کرنے کے لئے میں آپ کے سامنے یہ عرض کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ فوری طور پر دو ضلعوں میں ہائی کورٹ کی رضا سے یہ ابتدا کی جا رہی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ اور ساہیوال دو ضلعے چنے گئے ہیں جہاں عدلیہ اور انتظامیہ کو فوری طور پر جدا جدا کرکے اس کام کی ابتدا کر رہے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ساری دنیا کے مقابلے میں ہماری پولیس کے ذمہ کچھ ایسے کام بھی ہیں کہ شاید اگر یہ نہ ہوں تو پولیس کی کارکردگی بہتر بنائی جا سکے۔ جی احمد کی رپورٹ میں خاص طور پر ایک بات کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ جوڈیشری کا کام مقدمات کی پیروی کا کام پولیس سے جدا گانہ کسی اور ایجنسی کے پاس ہونا چاہئے۔ چنانچہ آپ کی حکومت اس مسئلہ پر سنجیدہ انداز سے غور فکر کر رہی ہے اور کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ مقدمات کی پیروی کا کام جلد از جلد پولیس سے ہٹا کر ایک ایجنسی کے سپرد کر دیا جائے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ پی۔ ڈی۔ ایس۔ پی جس کی ترقی بعد میں ایس۔ پی کی صورت میں ہوتی ہے ترقی کے لئے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وہ ان کی جانب دیکھتے ہیں اور ان کی مرضی کے مطابق آگے بڑھتے ہیں اور مقدمات کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کی ایک لائن ہے ان خطوط کو اس طرح بنا دیا جائے کہ وہ ان لوگوں کے محتاج نہ ہوں۔ پھر یقیناً اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس بات کی امید کی جا سکتی ہے۔ کہ صورت حال بہتر ہو جائے۔ دنیا کے تمام دوسرے ملکوں یا بیشتر ملکوں

میں مقدمات کی پیروی کرنے کا کام پولیس کے پاس نہیں ۔ ہم بھی اس پر عمل کرنے کے لئے ارادہ کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! جب میں وزیر اعلیٰ بنا تو میں نے اپنے ذاتی عملے کو دو کام سپرد کئے ۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ نظام پٹوار کو درست کیا جائے ۔ دوسرے تھانے کو ایک اکائی کے طور پر اس طرح سے بہتر بنایا جائے کہ وہ لوگ جو دیہات میں رہتے ہیں وہ غریب لوگ جن کی زندگی میں حکومت کا تعارف صرف پٹواری سے ہوتا تھا یا تھانیدار کے ذریعے ہوتا تھا وہ حکومت کے بارہ میں جو بھی نظریہ رکھتے ہیں وہ ان دو صاحبوں کی وساطت سے رکھتے ہیں کیونکہ ان کی زندگی میں یہ موقع بہت کم آتا ہے کہ وہ ڈی ۔ سی کو جا کر ملیں ۔ یا چیف سیکرٹری کو ملیں ۔ یا آئی ۔ جی پولیس کو جا کر ملیں یا چیف منسٹر کو ملیں یا منسٹر کو ملیں ۔ ان کی زندگی میں زیادہ تر اپنے علاقوں میں آبیانہ پٹواری سے یا نائب تحصیلدار سے یا تحصیلدار سے سابقہ پڑتا ہے یا کسی کانسٹیبل سے یا حوالدار سے یا تھانیدار سے ایس ۔ پی تک تو ان کی پہنچ نہیں ہوتی ۔ اس لئے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ فوری طور پر دو کمیشن قائم کئے جائیں ایک پٹوار کمیشن اور دوسرا تھانہ کمیشن اور پانچ ڈویژنوں میں سے ایک ایک عوامی نمائندہ جو یہاں تشریف رکھتے ہیں ان میں سے لے لیا جائے اور ان لوگوں کو لیا جائے جن کی ساری عمر ریونیومیں یا پولیس کی کارکردگی کو بہتر طور پر سمجھنے میں گزری ہو ۔ ان پر مشتمل دو کمیشن عنقریب بنانا چاہتا ہوں اور عنقریب ان کا اعلان ہو گا ۔ جن کے ذمے یہ ہو گا کہ پٹوار کے نظام کو اور تھانے کو On the best lines بہتر طور پر قائم کرے ۔ اور ان کے لئے ایسی سفارشات پیش کرے جو سفارشات دفتر میں بند نہیں ہوں گی اور میرا ارادہ ہے کہ ان سفارشات پر فوری طور پر عمل کیا جائے اور اس طرح سے تھانے کے نظام کو بہتر بنایا جا سکے ۔

جناب والا ! جو خواہش یہاں کئی دوستوں نے کی ہے کہ تھانے کے نظام کو بہتر بنایا جائے اور اس کی اصلاح کی جائے اس لئے جیپیں دی جائیں ۔ اور تفتیش کے ذرائع بہتر کئے جائیں اور ان کو ان ساز و سامان سے آراستہ کیا جائے اور اس طرح انصاف کے حصول میں لوگوں کو آسانی مہیا کی جا سکے ۔ جناب والا ! آپ کی حکومت پولیس کو بہتر ذرائع مواصلات اور ذرائع

آمد و رفت دینے کے لئے کافی رقوم خرچ کر رہی ہے ۔ ان ہتھیاروں کو بہتر بنانے کے لئے کافی رقوم مختص کی گئیں ہیں ۔ حالانکہ یہ ہوتا تھا کہ تھانوں میں جو ایف ۔ آئی ۔ آر لکھائے جاتے تھے تو ان کو پہلے کہا جاتا تھا کہ میاں صاحب کاغذ لے کر آئیں ۔ ایک کاغذ نہیں بلکہ دو دستے لے آئیں ۔ چنانچہ کاغذ اور سٹیشنری کی بد تر حالت تھی ۔ اس مرتبہ جناب والا ! مجھے خوشی ہے گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہر تھانے میں فوری طور پر جیپ دے دی گئی ہے اور ٹرک دے دئے گئے ہیں مگر یقیناً ہماری کوشش ہے اور اب کم از کم میں آپ کو یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی حکومت نے یہ انتظام کیا ہے کہ فوری طور پر آپ کے صوبے کے ہر تھانے میں ٹیلیفون ضرور لگ جائیں گے اور اس کے ساتھ کوئی شخص یہ شکایت نہ کرے کہ ایف ۔ آئی ۔ آر درج کرانے کے لئے کاغذ نہیں تھا ۔ ہم نے جتنی رقم ان مدوں میں چاہئے تھی وہ دے دی ہے اور امید ہے کہ یہ دونوں معاملات فوری طور پر سلجھ جائیں گے ۔

جناب والا ! میں آخر میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جس محکمہ سے ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنی خدمات بہتر بنائے جہاں تک ہم اس محکمہ میں کام کرنے والے عملے کو بہتر نہ بنائیں اور ہم ان سے بہتر کام کی توقعات کرتے رہیں تو یہ توقعات خام ثابت ہوں گی ۔ اس لئے آپ کی حکومت کی خواہش ہے کہ پولیس عملے کو بہتر بنانا ضروری ہے اور ان کی رہائش کی حالت کو بھی بہتر بنانا ہے اس میں مرکزی حکومت نے بھی ہمارے ساتھ دست تعاون بڑھایا ہے اور اس سال تقریباً اس کی جانب سے 60 لاکھ روپے کی ایک رقم بطور امداد ملی ہے جس میں ہم اپنے پاس سے بھی رقمیں شامل کر کے پولیس کی نفری کے لئے ۔ اس کے عملے کے لئے بہتر رہائشی سہولتیں دینے کی سکیمیں بنا رہے ہیں ۔

جناب والا ! میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے تو ہم اس معاملہ میں نہایت سنجیدہ ہیں ۔ لیکن ہم کسی صورت میں یہ نہیں چاہتے کہ پولیس کو اتنی بالا دستی حاصل ہو جائے کہ وہ جو چاہے کرتی رہے ۔ یہ جمہوریت جو ہم نے حاصل کی اور جس کے حصول میں ہم نے ایک طویل جد و جہد کی اسے ہم پولیس

اور فوج کی کسی غیر جمہوری قوت کے حوالے کرنے کے لئے کسی صورت میں کسی صورت میں کسی صورت میں تیار نہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! ہمارے حزب اختلاف کے ساتھیوں نے بار بار یہ بات کہی ہے کہ ہم پولیس سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں ۔ ہم پولیس سٹیٹ کے خلاف ہیں مگر اس صوبے میں پولیس سٹیٹ بنی رہی جب لوگوں کو بولنے کی آزادی نہ تھی ۔ جب لوگوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے کی آزادی نہ تھی ۔ جناب والا ! ہم نے ملٹری سٹیٹ کے اور پولیس سٹیٹ کے خلاف ہم نے ۔ پیپلز پارٹی والوں نے جد و جہد کی ۔ ہم نے اس کے لئے قربانیاں دیں ۔ ہم نے اس کے لئے ایک طویل سفر طے کیا ۔ ان اداروں کو جو جمہوری ادارے کہلاتے ہیں ۔ ان سے ایک میں آج اس وقت میں آپ سے ہمکلام ہوں ۔ ہم نے ان اداروں کے چراغوں کو اپنے خون جگر سے روشن کیا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان ایوانوں کو زندہ رکھنے کے لئے اور جمہوریت کو ان ایوانوں میں تابندہ رکھنے کے لئے ہمیشہ کسی دوسری قوت سے کسی دوسری سیاسی پارٹی سے لڑ جھگڑ کر کام کریں گے اور کرتے رہیں گے اور یہی ہمارا وطیرہ رہے گا ۔ اور یہی ہمارا شیوہ رہے گا ۔ شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : اب حاجی محمد سیف اللہ خان کی تخفیف زر کی تحریک ایوان کے سامنے پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ 2,84,00,290.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 29 پولیس میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب مخدوم زادہ سید حسین محمود کی تخفیف زر کی تحریک پیش ہے -

سوال یہ ہے :

کہ 2,84,00,290 00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 29 پولیس میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سید تابش الوری - علامہ رحمت اللہ ارشد - میاں خورشید انور اور مرزا فضل حق کی تحریک پیش ہے -

سوال یہ ہے -

کہ 2,84,00,290.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 29 پولیس میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 2,84,00,290.00 روپے سے متجاوز نہ ہوں وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

**Mr. Speaker :** Now I apply the guillotine.

اب قواعدانضباط کار کے قاعدہ 116 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(مطالبہ ۔ 1)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ ایک ضمنی رقم جو 9,94,070.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد الیون برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 2)

سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 20,69,260.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 3)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 3 پیش ہے۔

سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 3,52,580.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آب کاری برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 4)

مسٹر سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 4 پیش ہے۔

سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 7,18,600.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے ادا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 5)

مسٹر سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 5 پیش ہے۔

سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 60,72,400.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد

جنگلات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 6)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 6 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 29,120.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 7)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 7 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 3,12,10,000 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مصارف درباره عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 8)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 8 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 10,46,840.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس محصولات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

((مطالبہ ۔ 9))

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 9 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 7,92,300.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر اخراجات محاصل جنہیں عام محصولات سے پورا کیا جائے گا برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 10)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 10 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,87,660.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اجراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 11)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 11 پیش ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 42,00,180.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا یافتگان برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(مطالبہ ۔ 13)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 13 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,360.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد

سالانہ محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ - 14)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر 14 پیش ہے -

سوال یہ ہے -

کہ ایک ضمنی رقم جو 4,90,04,220.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر - 15)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 15 پیش ہے -

سوال یہ ہے -

کہ ایک ضمنی رقم جو 6,63,180.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ - 16)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زیر نمبر 16 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 27,06,560.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(گنتی کے بعد تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 17)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زیر نمبر 17 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 2,41,070.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 18)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زیر نمبر 18 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 15,75,120.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 19)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زر نمبر 19 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 5,11,970.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 20)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زر نمبر 20 پیش ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 3,97,530.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 21)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 21 پیش ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 27,000,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول روکس ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 22)

مسٹر سپیکر : مطالبہ زیر نمبر 22 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 5,78,770,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس اخراجاب عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 23)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 23 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 16,35,550,00 روپے سے

متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 24)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زر نمبر 24 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 1,76,32,000,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 25)

**مسٹر سپیکر :** مطالبہ زر نمبر 25 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 79,00,400,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد

مواجب پیر سالی و پنشن برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 26)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 26 پیش ہے۔

سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 43,19,000,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سامان تحریر اور طباعت برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 27)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 27 پیش ہے۔

سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 3,20,10,330,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 28)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 28 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 19,85,270,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 30)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 30 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 4,00,000,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 31)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 31 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 7,49,84,900,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی وغیرہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 32)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 32 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 4,73,78,970,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق کی سکیموں پر سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 33)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 33 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 8,26,12,800,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی

کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 34)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 34 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 90,38,390.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل ۔ مواصلاتی تعمیرات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 35)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زیر نمبر 35 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 20,82,500,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق معاملات میں صوبائی حکومت کی طرف سے سرمایہ

کاری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 36)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زیر نمبر 36 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 5,75,08,240,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی پورٹ فنڈ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 37)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زیر نمبر 37 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ ایک علامتی رقم جو 10,00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 74ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات کار نظام آبپاشی بشمول مصارف عملہ آبپاشی وغیرہ ۔
برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 38)

**مسٹر سپیکر :** مطالبہ زر نمبر 38 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے

کہ ایک علامتی رقم جو 10،00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 39)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زر نمبر 39 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے

کہ ایک علامتی رقم جو 10،00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 40)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زر نمبر 40 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے

کہ ایک علامتی رقم جو 10،00 روپے سے متجاوز

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 41)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زر نمبر 41 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے

کہ ایک علامتی رقم جو 10،00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 42)

**مسٹر سپیکر :** اب مطالبہ زر نمبر 42 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے

کہ ایک علامتی رقم جو 10،00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ترقیاتی منصوبہ جات برائے قصبہ جات برداشت کریں پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ . 43)

مسٹر سپیکر : اب مطالبہ زر نمبر 43 پیش ہے ۔

سوال یہ ہے

کہ ایک علامتی رقم جو 10،00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد حسابات سرمایہ ماسوا حسابات محاصل ۔ سول ورکس برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**Mr. Speaker.** The Supplementary Budget for the year 1973-74 stand passed by this Hon'ble House.

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا نے ہر ڈیمانڈ کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار دیا جائے حالانکہ آئین کے آرٹیکل 82 میں یہ لفظ "گورنمنٹ" رکھا گیا ہے ۔

Government shall cause to be laid before the House.

مسٹر سپیکر : بڑا واضح اس آرٹیکل میں لکھا ہوا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میری بات تو سن لیں ۔

**Mr. Speaker.** It is very clear that the Government shall act through the Chief Minister and the Government is acting in this respect.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میری بات تو سن لیں میں ایک آئینی بات عرض کر رہا ہوں مجھے اس میں اعتراض نہیں ہے ۔ میں آئین کے مطابق عرض کر رہا ہوں کہ پہلے آئین میں یہ ہوتا تھا کہ "Government shall lay" اس وقت وہ الفاظ استعمال ہوتے تھے کہ گورنمنٹ کو اختیار دیا جائے ۔ تو

جناب والا ! صرف شیڈول کی authentication چیف منسٹر نے کرنی ہے ۔ جو بجٹ ہمارے سامنے lay ہوتا ہے وہ صوبائی حکومت کرتی ہے اس میں یہ ہے :

"The Chief Minister including the provincial Minister"

It shall all act through the Chief Minster is another thing.

ہمارے پاس دیکھنا یہ ہے کہ ایوان میں یہ جو lay کیا جاتا ہے وہ کبھی گورنر صاحب آ کر lay نہیں کیا کرتے تھے بلکہ فنانس منسٹر lay کرتے تھے

Who is a part of the Government of the Governor.

اب جو ہے وہ یہ ہے کہ lay down اب بھی فنانس منسٹر کرتے ہیں ۔

Who is a part of the Provincial Government.

Government shall cause to be laid. تو یہ جو الفاظ جناب نے کہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کو اختیار دیا جائے اس کی بجائے آئین کے تحت یہ ہونا چاہئے کہ صوبائی حکومت کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ یہ خرچ کرے کیونکہ صوبائی حکومت ہی lay down کرتی ہے اور اس کو فنانس منسٹر پیش کرتے ہیں ۔ پہلے لفظ "گورنمنٹ" ہوتا تھا ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت شیڈول کو کون authenticate کرتا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس وقت گورنر اور lay بھی گورنر کراتا تھا اب lay کرا رہی ہے پراونشل گورنمنٹ ۔ authentication کے جس کو بھی اختیار دے دئے جائیں وہ بہرحال ایک آدمی کے پاس ہوں گے lay پہلے گورنر کرتا تھا not the Chief Minister اس لئے گورنر کو اختیار دیا جاتا تھا اب lay کرتی ہے پراونشل گورنمنٹ تو یہاں پر صوبائی حکومت کو اختیار دینا چاہئے اور اگر یہ درست ہے تو جناب تبدیل کرا دیں کہ جہاں پر وزیر اعلیٰ کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں پراونشل گورنمنٹ کر دیں ۔

Provincial Government is the Chief Minister.

Mr. Speaker. Article 129 is :

129-(1) Subject to the Constitution, the

executive authority of the Province shall be exercised in the name of the Governor by the Provincial Government, consisting of the Chief Minister and Provincial Ministers, which shall act through the Chief Minister.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب 82 کا ترجمہ کریں اور یہ دیکھیں کہ lay کون کرتا ہے یہاں پر لکھا ہے :

Provincial Government lays down the Budget before this House.

**Mr. Speaker.** Which acts through the Chief Minister.

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہم نے اس کا ترجمہ تو جناب نہیں کرنا ۔

**Mr. Speaker.** The House is adjourned till 9 a. m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 18 جون 1974ء بروز منگل 9 بجے صبح تک
کے لئے ملتوی ہو گیا)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

منگل 18 جون 1974ء
(سہ شنبہ 26 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ، کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ
وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ
وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ
اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

پ ۹ سورہ ۷ رکوع ۱۴ آیات ۱۹۸ تا ۲۰۱

(جو غیر اللہ کو اپنی مدد کے لئے پکارتے ہیں) اور اگر تم ان کو سیدھے رستے کی طرف بلاؤ تو وہ سنتے ہی نہیں حالانکہ تم انہیں دیکھتے ہو کہ بظاہر آنکھیں کھولے تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر حقیقتاً وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ (اے پیغمبر) تم عفو و درگزر اختیار کرو اور اچھے کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو۔ اور اگر تمہارے جان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگو۔ بیشک وہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ بیشک (خدا خوف) اور پرہیزگار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور (دل کی) آنکھیں کھول کر دیکھنے لگتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## حاجی محمد بخش

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حاجی محمد بخش صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 10-6-74 ، 13-6-74 ، 14-6-74 اسمبلی کے اجلاس میں شامل نہیں ہو سکا - براہ مہربانی مجھے رخصت عطا فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

## کنور محمد یاسین خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست کنور محمد یاسین خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 3-6-74 تا 7-6-74 اور مورخہ 10-6-74 کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا براہ کرم رخصت عنایت کی جائے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ مورخہ 5-6-74 ، 6-6-74 ، 13-6-74 اور 14-6-74 کو بوجہ علالت اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ لہٰذا براہ مہربانی ان چار ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session on 13th June, due to illness.

Leave may kindly be grantsd for the same.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the session due to illness on 10th, 13th, and 14th of June The leave may please be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 76-1975

## بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث

مسٹر سپیکر : اب میزانیہ برائے سال 1974-75ء پر عام بحث کی ابتدا ہوتی ہے ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد قائد حزب اختلاف (نعرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاولپور-4): جناب صدر ! گرامی قدر میں آپ کو زحمت دونگا اور آپکو ایک سال پیچھے لے جانے کی کوشش کرونگا ۔ آپ کو یاد ہوگا ہمارے فاضل وزیر خزانہ نے پچھلے سال پہلے تو غار حرا کی زیارت محسوس فرمائی پھر وہ ہمالیہ کی چوٹیوں کا سینہ چیرتے ہوئے چین تشریف لے گئے ۔ چین کے بعد حجاز تشریف لے گئے ۔ حجاز سے پھر وہ اس ایوان میں آئے اس مرتبہ ان کو سفر کی یہ صعوبت تو برداشت نہیں کرنی پڑی اور ان تکالیف سے وہ بچ گئے ہیں لیکن اب بھی وہ صبح کاذب اور صبح صادق کی مدہم لکیر پر کھڑے ہیں ۔ لیکن میرے ذہن میں کوئی ابہام یا عدم وضاحت موجود نہیں ۔ میں پہلے بھی کسی ابہام کا شکار نہیں تھا اور آج بھی کسی ابہام کا شکار نہیں ہوں ۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی امت کو فرمایا "فی ترکتکم علی المحجۃ البیضاء" میں نے ایک نور والے میدان میں ۔ ایک روشنی والے میدان میں ایک چٹیل میدان میں آپ کو چھوڑا ہے ۔ جہاں کسی قسم کا کوئی ابہام موجود نہیں ہے ۔ یا فیضی کی زبان میں یوں کہنا چاہئے

من دفتر کون و مکان یک یک مفصل دیدہ ام
الواحی تقدیر جہان جدول و جدول دیدہ ام
در نظر عارف از ازل سر بہ لہ باشد تا ابد
اول در آخر دیدہ ام آخر در اول دیدہ ام

میرے فکر کی انتہا اور ابتدا میں کوئی فرق نہیں ۔ میں اس بات پر یقین کامل رکھتا

ہوں اور عزم صمیم کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اس ملک کو صرف اسلام اور جمہوریت ہی بچا سکتی ہے یہ عقیدہ میرا آج کا نہیں ۔ میں جب سے اس ایوان میں وارد ہوا اس وقت سے ہے ۔ اس سلسلے میں ایک تھوڑا سا حوالہ بیرونی پریس کا آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ مشہور مصنف مسٹر سمتھ کی کتاب "South Asian Politics and Religion" میں شائع ہوا ہے اس میں میری ایک تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں

> Pakistan is an Islamic Republic Declaration of a member of the Opposition in the Assembly : ".....Nothing should be done which militates against either Islam or democracy..." The future of Pakistan and the future of Islam and the future of Islam in Pakistan lies in the significance of those words.

جناب والا ! میری گزارش کا مطلب یہ تھا جو موقف اور جو سٹینڈ جو ذہنی اور علمی اور سیاسی اقتدار پہلے دن سے میرے ہاں موجود تھیں وہی اب بھی موجود ہیں ۔ ایک بات اگر فاضل وزیر خزانہ محسوس نہ فرمائیں تو میں ان سے دریافت کر لوں کہ انہوں نے پچھلے سال بڑی تلخ تنقید کے ساتھ بڑی عامی اور سطوت اور جبروت کے ساتھ اپوزیشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شی ۔ جناب سپیکر آپ ان کو ایک دیکھتے ہیں لیکن ان کے دل آپس میں ملے ہوئے نہیں ہیں ۔ آج کیا یہی سوال میں ان سے کر سکتا ہوں پیپلز پارٹی میں کتنے گروپ ہیں ؟ تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شی ۔ اس لئے پچھلے سال ان کو یہ طعنہ میں اطاعت و باغالت بخشیدن کے پیش نظر ان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں ۔ جناب سپیکر آپ جانتے ہیں کہ پہلے پاکستان خیبر کی یہ زبوں سے لیکر چاٹگام کی وسعتوں تک پھیلا ہوا تھا لیکن سمٹ سمٹا کر مغربی پاکستان کا نام پاکستان ہو گیا ہے ۔ جس کو امیر محمد خان کا پاکستان کہنا چاہئے ۔ لیکن آپ یہ اندازہ کر کے حیران ہونگے اور ان اعداد و شمار کو سامنے رکھکر ہر آدمی متعجب ہوگا کہ اب چھوٹے بڑے عہدوں پر 85 افراد فائز ہیں ۔ وزیر ہیں یا مشیر ہیں یا پروٹوکول آفیسر ہیں 85 افراد اس ملک کو

دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! کسی ملک کی سالمیت اور استحکام اس ملک کا عزیز ترین سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ آج ہم دیکھینگے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ایک طرف تو ہندوستان ہماری سرحدوں پر اپنی دھماکے کر رہا ہے اور دوسری طرف ہم بلوچستان میں فوج کشی کر رہے ہیں۔ فوج کشی کا تماشا ہم نے مشرقی پاکستان میں دیکھ لیا۔ اس کے نتائج و ثمرات ہمارے سامنے آ گئے۔ اس لئے میں اس پلیٹ فارم پر نہایت وضاحت کے ساتھ یہ کہدینا چاہتا ہوں فوج کشی سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ سیاسی مسائل ہمیشہ سیاسی سطح پر حل ہوتے ہیں۔ غالباً اگر یہ توقع کی جا رہی ہے کہ فوج کشی کے ساتھ بلوچستان کے پرعزم بہادر لوگ ہتھیار ڈال دینگے اور وہ تمّ واطاعتاً کہکر اطاعت کے لئے آ جائینگے۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : آپ جس پوائنٹ آف آرڈر کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا میں پہلے جواب دے دوں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! مجھے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کا حق ہے۔ تو میں قابل احترام قائد حزب اختلاف کی خدمت میں آپکی وساطت سے یہ عرض کرونگا کہ یہ کوئی موقع نہیں ہے کہ آپ دوسرے صوبوں کی بات یہاں پنجاب اسمبلی میں کر رہے ہیں۔ یہ بجٹ کا دن ہے آپ اس صوبہ کے بجٹ کے متعلق یہاں پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں تاکہ ہمیں بھی استفادہ ہو۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا! بعض سوالات ایسے ہوتے ہیں جن کے متعلق کہنا پڑتا ہے آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی آپ بہتر طور پر جانتے ہیں۔ میں آج اس بجٹ کی تقریر میں پورایس کی پولیٹکس کو بھی ڈسکس کر سکتا ہوں۔ میں لندن کی پارلیمنٹ کو ڈسکس کر سکتا ہوں۔ آئرلینڈ اور انگلستان میں جو آپس میں مخاصمت ہے اس کا تذکرہ بھی کر سکتا ہوں۔ میں اس پوائنٹ آف آرڈر کا جواب اس وقت دینا چاہتا تھا اور مجھے معلوم تھا کہ فاضل وزیر خزانہ نے ڈاکٹر صاحب کو اشارہ کیا ہے اور انہوں نے آپ کو اشارہ کیا ہے اور آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ فوج کشی کے عظیم المیے کے پیش

نظر آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ملک کا 56 فیصد حصہ ہم سے الگ ہو گیا۔ اب بالکل وہی حالات اور وہی واقعات۔ اسی قسم کا سانحہ بلوچستان میں ہمارے سامنے ہے بلوچستان اس وطن عزیز کا ایک حصہ ہے۔ اور اگر بلوچستان کو خدانخواستہ ہم خدانخواستہ کوئی گزند پہنچتا ہے یا اس کے ثمرات اور اس کے نتائج اور عواقب ہماری مرضی کے خلاف برآمد ہوتے ہیں تو جناب میاں منظور احمد موہل کا کیا خیال ہے کہ پنجاب اس سے متاثر نہیں ہوگا یا ملکی سالمیت اور استحکام متاثر نہیں ہو گا؟ جناب والا! ملک کی سالمیت اور استحکام کے لئے داخلی استحکام نہایت ضروری ہے۔ لیکن ایک ایسا فتنہ جو رواجے کے سلسلے میں اس ملک میں پیش آیا ہے جس کو جناب موہل صاحب بلوچستان کا فتنہ تو نہیں کہیں گے بلکہ یہ فتنہ سرزمین پنجاب سے ہی شروع ہوا ہے۔ وہ ہمارا داخلی انتشار کا مسئلہ ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ابتدا بھی قادیانی حضرات کی طرف سے شروع ہوئی لیکن حکومت کا نشانہ عامتہ المسلمین بنے

برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر۔

پھر اسی ایوان کے ایک فاضل رکن حبیب اللہ خان سعدی کو جو اس ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ کمالیہ کے اندر تھانیدار نے زدوکوب کیا اور وہ بیہوش ہو گئے۔ ایک اور سابق رکن نوابزادہ افتخار احمد انصاری کے گھر کا چھ گھنٹے تک پولیس نے محاصرہ کئے رکھا۔ اس اعلان کے باوجود ان مسائل کا حل وزیر اعظم اپنے تدبر اور حسن تدبر سے نکال لینگے۔ میں ان سے شرف بازیابی کر چکا ہوں مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائینگے جس سے مسلمانوں کے احساسات و جذبات و تاثرات کو تسکین ملے گی اور انکے مطالبات پورے ہونگے۔

اب جناب والا! تھوڑا سا مختصر انداز میں اس بجٹ کے متعلق عرض کروں گا۔ میں ابتدا ہی سے یہ کہہ دوں کہ جہاں تک بجٹ میں رقوم کا مختص کرنے کا سوال ہے میں اور میرے ساتھی اس سے مطمئن نہیں ہیں لیکن جہاں تک اس کا سوال ہے کہ فاضل وزیر خزانہ نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! ملاحظہ فرمائیں جنرل ایڈمنسٹریشن میں مات

کروڑ دو لاکھ 96 ہزار روپے منظوری کے لئے پیش کئے گئے ہیں جس میں سے اکتیس لاکھ 98 ہزار روپے اور چھ کروڑ 71 لاکھ 98 ہزار روپے ہیں ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کی بات ہوئی ہے تو سب سے پہلے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صوبہ میں جنرل ایڈمنسٹریشن ہے بھی ۔ کیا اس کا کوئی نشان موجود ہے ۔ کیا صوبے میں نظم و نسق اطمینان بخش ہے ۔ کیا لوگوں کی جان و مال عزت و آبرو محفوظ ہے ؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اگر معمولی سا معاملہ در پیش ہو تو اس کے لئے اس جنرل ایڈمنسٹریشن کو چھوڑ کر ہمیں فوج پر انحصار کرنا پڑتا ہے ۔ ہمیں فوج کو کہنا پڑتا ہے کہ وہ بارکوں سے نکل کر سڑکوں پر آ جائے ۔ ہم اس ایوان کی وساطت سے حکومت کو نظم و ضبط کے فقدان کی طرف متوجہ کرا چکے ہیں ۔ قواعد و ضوابط کی پامالی ہوتی ہے ۔ جس ملک کے اندر 21 سو آدمی بغیر چارج شیٹ کے نکل جائیں ۔ جہاں ملازمین کو تحفظ کا یقین نہ ہو جنکے تحفظ کے لئے کچھ نہ کیا گیا ہو اور جن ملازمین کو تحفظ کی فکر لاحق رہتی ہو یہ چیز رشوت کی ماں ہے ۔ یہاں سے رشوت پیدا ہوتی ہے ۔ جناب والا ! میں تو اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ میرا کوئی عزیز کسی چھوٹے موٹے عہدہ پر فائز نہیں ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ خدارا ملازمین کو تحفظ دیں عدم تحفظ کا احساس حکومت کی مشینری کو ناکارہ بناتا چلا جا رہا ہے اور جن لوگوں کو نکالا گیا تھا ان پر بھی نظر ثانی کیجئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر پاکستان کی سر زمین پر کوئی سب سے زیادہ لاوارث طبقہ ہے تو وہ ملازمین کا طبقہ ہے ۔

اب جناب والا ! تعلیم کی مد پر 55 کروڑ 70 لاکھ 73 ہزار روپے ہم سے مانگے گئے ہیں ۔ جس سے صوبوں کی تعلیمی کیفیت بہتر ہو گی امن سے بہتر یہ ہوگا کہ ڈاکٹر خالق صاحب میری بجائے ایماندارانہ طریقے سے فرمائیں کیا وہ اس خرچ کی منظوری کے مستحق ہیں کیونکہ سال بھر اساتذہ کی ہڑتال رہتی ہے ۔ طلبا ہڑتال پر رہتے ہیں ۔ میں اس میں خاص تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مثبت اور تعمیری انداز میں ان مسائل کو حل کیا جائے تاکہ ہماری تعلیم گاہیں حقیقتاً دانش گاہوں میں تبدیل ہو جائیں اور اس سلسلے میں امتحانوں کے فرسودہ طریقے کو ختم کر دیں ۔ تعلیمی ماہروں کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہ نئے طریقے سے سوچے ۔ اسوقت جو لوگ بہ انتشائے چند جنکا مدائے فرض جاری

ہے اور جن میں تحقیقاتی تجسس کا جذبہ موجود ہے تعلیم گاہوں سے جتنے لوگ برآمد ہو رہے ہیں وہ زمین کی پیٹھ پر بوجھ ہیں ۔ وہ علم کی روشنی لوگوں کو نہیں بخشتے ۔

اس طرح جناب والا صحت کے محکمہ پر کل خرچ دس کروڑ آٹھ لاکھ ہم سے مانگے گئے ہیں صوبے کے ہسپتالوں کی حالت بدتر ہے اور اس قدر خراب ہے کہ اکثر ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں ۔ اکثر ہسپتال خالی پڑے ہیں ۔ ڈاکٹر ملتے ہیں تو دوائیاں نہیں ملتی ۔ آپ مہربانی کر کے اس روپے کو صوبے کے عوام کو حساب سے تقسیم کر دیں ۔ یہ صوبہ چار کروڑ یا ساڑھے چار کروڑ افراد پر مشتمل ہے اور دوائیوں کے لئے دس کروڑ روپیہ مانگے گئے ہیں ۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ فی کس فی سال دو روپے یعنی ایک ٹیڈی پیسہ یومیہ خرچ ہوتا ہے ۔ یہ عوام کی صحت کا انتظام ہے ۔

زراعت کے لئے کافی رقوم طلب کی گئیں ہیں ۔ زراعت کی اہمیت کو حکومت بھی محسوس کرتی ہے اور یہ واضح ہے کہ زرعی معیشت کا یہ صوبہ ہے اور یہ صوبہ ہمیشہ زرعی معیشت کے ساتھ ترقی کر سکتا ہے ۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کاشت کار کی مشکلات بے انتہا ہیں حکومت کی طرف سے جو امداد دی جاتی ہے وہ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مصداق ہوتی ہے ۔ کھاد کی قیمت اتنی بڑھا دی گئی ہے کہ اب زمینداروں کے لئے کھاد کا استعمال بہت مشکل ہو جائے گا ۔ اسی طرح اس پر کئی دفعہ بحث ہو چکی ہے کہ ہماری زرعی معیشت میں کپاس ایک اہم عنصر ہے لیکن جس بے دردی کے ساتھ ۔ جس بے اعتنائی کے ساتھ پنجاب کے کاشت کاروں اور زمینداروں کے ساتھ معاملہ طے کیا گیا وہ مسائل ابھی تک متنازعہ فیہ ہیں ۔ کچھ کارخانہ دار بھاگ گئے ۔ کچھ لوگوں نے اپنی فیکٹریوں کو تالے لگا دئے ۔ کچھ لوگوں نے لاکھوں روپے زمینداروں اور کاشتکاروں کے نہ دئے۔ یہ مسائل ایسے ہیں کہ جن کی طرف حکومت کو سنجیدگی سے توجہ دینی چاہئے ۔

جناب والا ! صنعت کے لئے ایک کروڑ 49 لاکھ 99 ہزار روپے طلب کئے گئے ہیں لیکن سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ نئی صنعتیں لگانے سے پہلے آپ یہ دیکھیں کہ جو صنعتیں ملک میں موجود ہیں ان کا کیا حشر ہو رہا ہے ۔ مزدور اور صنعت کار کے معاملات ۔ مزدور اور صنعت کار کے باہمی تعلقات کا

کیا حال ہے - چھ چھ مہینے تالے بندیاں ہوتی رہتی ہیں - سال سال بھر مزدور ایجیٹیشن کرتے رہتے ہیں - اس کا نتیجہ یہ ہے کہ صنعتی طور پر ہم اتنا پیچھے چلے گئے ہیں اور صنعتی اشیاء اتنی گراں ہو چکی ہیں کہ عام آدمی کی قوت خرید جواب دے چکی ہے - کارخانے بند پڑے ہیں - کوئی پیداوار نہیں - اگر حکومت ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر بھی کسی صنعت کا آغاز کرنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے لیکن سب سے پہلی ضرورت اس بات کی ہے کہ جو صنعتی ادارے موجود ہیں ان میں امن و امان قائم کیا جائے - اس قسم کا امن و امان کہ ان میں پیداوار بڑھے - چیزیں بازار میں آئیں - آسانی سے دستیاب ہوں - لوگ خریدیں -

جناب والا ! ایک نیا شعبہ حکومت نے قائم کیا ہے -

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا

اس کا نام انہوں نے ڈویلپمنٹ رکھا ہے یعنی ملک کی ترقی - میں ایک ماہر صنعت کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ترقی وہ نہیں ہوتی کہ جو کاغذوں میں دکھائی جاتی ہے - ترقی وہ ہوتی کہ جو سڑکوں پر - گلیوں میں - بازاروں میں اور شاہراہوں پر لوگوں کو خود نظر آئے - پھر پیپلز ورکس پروگرام کے متعلق 6 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے - اگر میں ان سے دریافت کرنا چاہوں تو میں حق بجانب ہوں گا کہ پچھلے سال ڈویلپمنٹ اور پیپلز ورکس پروگرام کے لئے جو رقوم مختص کی گئی تھیں - ان کے کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں - ان سے کیا ترقی ہوئی ہے - تو وہ اعداد و شمار نہایت مایوس کن ہوں گے - ایک بات جس کے ساتھ ہمارے ادیب و خطیب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کو بھی اتفاق کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ سیلاب کے دنوں میں جو تقاوی قرضے دئے گئے وہ انہیں معاف کر دینے چاہئیں - وہ اس لئے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ دنیا کو جب بھی کوئی مصیبت عظمیٰ پڑے - جب یہاں کوئی بجلی ٹوٹ پڑے - طوفان آئے - سیلاب آئے تو دنیا کے دوسرے ممالک ہمیں جو روپیہ بطور امداد کے دیتے ہیں ہم وہی روپیہ بطور قرضے کے آگے تقسیم کرتے ہیں - یہ نہایت ہی المناک حقیقت ہے اور خود وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں یہ بات ہوگی کہ جو اشیاء باہر کے ممالک نے ہمیں امداد کے

طور پر دیں ان کی تقسیم نہایت غلط ہوئی بلکہ بد دیانتی کے ساتھ ہوئی - وزیر اعلیٰ اس معاملہ کے بارے میں تحقیقات فرمائیں - جناب والا ! میں اختصار کے ساتھ اپنی گذارشات پیش کر چکا ہوں اور باقی وقت میں کٹ موشنز پر لوں گا - اتنی بات میں ضرور کہہ دینی چاہتا ہوں کہ نظیری نے کہا تھا -

ہیبت حسنش کسے را فراست آبے نہ داد
بود ہر سو داد خواہے او مگر تنہا گذشت

فاضل وزیر خزانہ کی تقریر کے ادبی اور علمی نقروں نے اس ایوان کے ممبروں کو اس مشکل میں ڈال دیا ہے کہ وہ ان کی ادبیت کو خراج تحسین پیش کریں یا بجٹ کو چیک کریں -

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : پوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا ! میں یہ گفتگو کرنی چاہتا ہوں کہ آج ایک نئی بات دیکھنے میں آ رہی ہے کہ جناب قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے سامنے ایک ایک گلاس پانی کا پڑا ہے - آپ یہ وضاحت فرمائیں کہ پہلے تو یہ نہیں ہوتا تھا اور آج یہ کیوں ہے -

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : یہ شائد انہوں نے آپ کے پوچھنے کے لئے رکھا ہے - میرے پاس کچھ نام آئے ہیں جو فاضل ارکان اس عام بجٹ میں حصہ لینا چاہتے ہیں - کچھ فاضل ارکان نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ وہ کسی خاص تاریخ کو بجٹ میں حصہ لینا مناسب سمجھیں گے - میں کوشش کروں گا کہ ان کو اسی دن موقع ملے لیکن میں اپنے آپ کو پابند نہیں کر سکتا ہوں اور نہ ہی آپ مجھے پابند کریں - کیونکہ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ بجٹ میں حصہ لینے والوں کی کتنی تعداد ہوگی -

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل -

میاں منظور احمد موہل (چاول نگر - 2) : جناب سپیکر ! آج سالانہ میزانیہ برائے سال 7-1976ء پر بحث شروع ہو چکی ہے جس کا آغاز قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے کیا ہے - انہوں نے کافی حقیقت پسندی کا ثبوت دیا ہے اور مسائل کی حقیقی اور صحیح نشان دہی کی ہے - اس کے لئے میں انہیں

مبارکباد دیتا ہوں اور ساتھ ہی میں جناب محمد حنیف رامے ۔ جنہوں نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے بجٹ پیش کیا ہے ۔ کو بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا! یہ سالانہ بجٹ ایک متوازن بجٹ ہے ۔ اس سے پہلے عوامی حکومت نے پچھلے دو سالوں میں جو بجٹ اس ایوان میں پیش کئے تھے وہ بھی متوازن بجٹ تھے لیکن یہ خوشی کی بات ہے کہ یہ بجٹ خسارے کا بجٹ نہیں ۔ بلکہ یہ ایک متوازن بجٹ ہے ۔ جناب والا ! لطف کی بات یہ ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا جس سے غریب عوام پر مزید بوجھ ڈالنا پڑے یا انہیں کسی اور تکلیف یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ نے صوبہ پنجاب کے عوام کی نبض شناسی کی ہے اور انہوں نے چند ایک چیزوں پر ٹیکس لگا کر اس صوبہ کے عوام کی صحیح طور پر ترجمانی کی ہے ۔ شراب کی لائسنس فیس پر ٹیکس لگا کو اسے 50 فیصد بڑھا دیا گیا ہے ۔ اسی طرح گھوڑ دوڑ کی ٹکٹ پر تفریحی ٹیکس 150 فیصد بڑھا دیا گیا ہے ۔ میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی اپیل کروں گا کہ خدارا آئندہ اس لعنت سے اس صوبہ کی مستقل طور پر نجات دلائی جائے ۔ کیونکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری ۔ ہمیں ان چیزوں کی ضرورت نہیں کیونکہ شراب اور گھوڑ دوڑ کے لئے اسلام میں قطعاً اجازت نہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ بتدریج یہ قباحتیں اس صوبہ سے لازمی طور پر دور کی جائیں گی ۔ جناب والا ! اسی طرح سنیما کی ٹکٹ پر بھی تفریحی ڈیوٹی ایک سو فی صد بڑھا دی گئی ہے ۔ یہ بھی اچھی بات ہے کیونکہ سنیما بھی عیاشی کے زمرے میں شمار ہوتا ہے ۔

(اس مرحلے پر شیخ عزیز احمد کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے )

میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی اشیاء یا ایسے محرکات جو عوام کی خواہشات کے منافی ہوں ، ان پر اس قدر ٹیکس لگائے جائیں کہ کوئی ان کو کرنے کی جرأت نہ کر سکے ۔

جناب والا ! میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس صوبے کی تاریخ میں ایک سو اسی کروڑ جیسی بڑی رقم ترقیاتی پروگرام کے لئے کبھی نہیں رکھی گئی ۔ اس میں صوبے کی طرف سے ایک سو سینتیس کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں جب کہ وفاقی حکومت ہمیں 45 کروڑ روپے دے رہی ہے اور وہ

کھاد کی رعایتی قیمت پر ، سیم و تھور اور زمین کی اصلاح کے لئے ہے ۔ جناب والا ! میں پنجاب کی حکومت کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ پینتالیس کروڑ روپیہ اس صوبے میں سیم و تھور کے لئے ناکافی ہے ، کیونکہ سیم اور تھور کی وجہ سے یہ صوبہ دن بدن ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے جس سے صوبے کی زمین ناقص سے ناقص ترین ہوتی جا رہی ہے ۔ جو کھیت کبھی سر سبز و شاداب تھے ، جہاں لہلہاتی فصلیں ہوا کرتی تھیں وہ سیم اور تھور کی وجہ سے آج کل بالکل ناقابل کاشت اور ضائع ہو رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں میں ضلع جھاول نگر کا حوالہ دوں گا جہاں بھاپ لئے کا علاقہ اور ملکوا نہر سے لے کر تحصیل چشتیاں کی مراد اور فتح نہر تک ایک زرخیز ترین علاقہ تھا لیکن پچھلے ایک دو سالوں سے سیم و تھور کی وجہ سے وہ علاقہ بالکل تباہ و برباد ہو گیا ہے ۔ سیم اور تھور کو زمین سے دور کرنے کے لئے صوبائی بجٹ میں نہ صرف وفاقی حکومت سے اپیل کی جائے ، بلکہ زور دیا جائے کہ وہ اس مد پر زیادہ سے زیادہ رقم رکھیں ۔

جناب والا ! اب میں اس بجٹ میں تعلیم کی طرف آتا ہوں جہاں پر پچپن کروڑ اور تقریباً اکہتر لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ وہ نہ صرف اس لئے ہے کہ ہم عمارتیں بنائیں گے بلکہ وہ اس سلسلے میں بھی ہے کہ پہلے یہ شکایت عام تھی کہ کسی جگہ پر سکول اور کالج تو تھے لیکن وہاں پر سٹاف نہ تھا ، کتابیں نہ تھیں ۔ لیکن موجودہ حکومت نے یہ گراں قدر رقم اس لئے رکھی ہے کہ ہم ان تمام شکایات کو دور کریں گے اور پوری پوری کوشش کریں گے کہ کوئی ایسا سکول اور کالج نہ ہو جن کے متعلق سٹاف اور کتابوں کی کمی کی شکایت ہے ۔

اسی طرح پولیس کی مد پر تیرہ کروڑ پینتیس لاکھ روپے کی رقم منظوری کے لئے پیش کی گئی ہے ۔ سب سے خوش آیند بات اور لمحہ شکریہ یہ ہے کہ اس رقم میں سے دو کروڑ پچاس لاکھ روپے موٹر گاڑیوں اور ایسے دیگر سامان کے لئے رکھی گئی ہے جس کی آج کے ترقی یافتہ دور میں پولیس کو ضرورت ہوتی ہے ۔ میں نے تو اس ایوان میں پہلے بھی اپیل کی تھی کہ جب تک پولیس کو کنوینس نہیں دی جائے گی ، گاڑیاں اور وائرلیس سیٹ نہ دئے جائیں گے ، اس وقت تک وہ جرائم کا صحیح طور پر قلع قمع نہیں کر سکے گی بلکہ ان کو

دست نگر ہونا پڑے گا ۔ میں پھر اپیل کروں گا کہ یہ رقم بھی ناکافی ہے ۔ پولیس کو اس سے بڑھ کر امن عامہ کا کام کرنا ہوتا ہے ۔ امن عامہ اس وقت ہی قائم ہو سکتا ہے جب وہ تمام چیزوں سے بے نیاز ہو ، اس کو کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں ۔ ان کو یہ نہ کہنا پڑے کہ ہمیں جیپ دی جائے ، ہمیں اس چیز کی ضرورت ہے ، بلکہ وہ اس قدر خود کفیل ہو جائے کہ اسے کسی بھی عوامی آدمی کے سامنے جا کر یہ نہ کہنا پڑے کہ ہمیں یہ کمی ہے ، بلکہ وہ ایسی خود دار اور غیور بن جائے ، ایسی خود کفیل اور خود مکتفی ہو کہ اس کے پاس رسل و رسائل کا سامان اپنا ہو تاکہ وہ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا سکے ۔

جناب والا ! محکمہ آب پاشی اور فلڈ کمیشن کی رپورٹ اور منظوری پر سترہ کروڑ بیس لاکھ روپے کی رقم آب پاشی نظام کے لئے رکھی گئی ہے ۔ سیلاب نے آب پاشی کے نظام کو درہم برہم کرکے رکھ دیا تھا ۔ ضمنی بجٹ میں اس کو درست کیا گیا ہے ۔ آئندہ سیلابوں سے نظام آبپاشی کو درست کرنے کے لئے یہ خطیر رقم اس بات کی بین ثبوت ہے کہ اگر اب اس صوبے میں سیلاب آیا بھی تو ہماری حکومت بالکل تیار ہوگی کہ آب پاشی کے نظام کو بہتر طور پر سرانجام دے اور پچھلے سال کی طرح ایسا کوئی نقصان نہ ہو سکے ۔

جناب والا ! رسل و رسائل کا مسئلہ ہمارے صوبے میں بہت ہی اہم مسئلہ ہے ۔ سڑکوں کی تعمیر اور ان پر چلنے والی بسوں کا انتظام ۔ جب تک یہ دو عوامل نہ ہوں اس وقت تک اس صوبے کے عوام کو رسل و رسائل کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا رہے گا ۔ موجودہ سال الھالیس کروڑ روپیہ سڑکوں کی تعمیر کے لئے رکھا گیا ہے اور بائیس سو نئی بسوں کی منظوری کے لئے رقم آپ کے سامنے پیش ہوگی ۔ مجھے امید ہے کہ ایوان خوش ہو کر اس کی منظوری دے گا کیونکہ موجودہ حکومت نے ایک بہت بڑی رقم رسل و رسائل کی تکالیف کو ختم کرنے کے لئے اس سال پیش کی ہے ۔

جناب والا ! پیپلز ورکس پروگرام کے متعلق علامہ صاحب نے بات کی تھی ۔ میں ان کے ساتھ سو فی صد متفق ہوں ؎

مشکر آنست کہ خود بیوید ۔ نہ کہ عطار بگوید

جب تک ہم ایسے کام نہ کریں گے جو اپنی آپ شہادت دیں کہ یہ کام ہو چکا ہے ، بجائے اس کے کہ کاغذوں میں یا بجٹ میں ان کو دکھائیں یا کوئی ایسی دستاویز مرتب کریں کہ اتنا روپیہ خرچ کر دیا گیا ہے ، کوئی فائدہ نہیں ۔ اب بھی میں یہ اپیل کروں گا کہ خدا کے لئے اس بڑی رقم کو ، جو ایک سو بانوے کروڑ کے قریب ہے ، استعمال کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے ، کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس سے پہلے پچھلی حکومتوں میں بھی یہ ہوتا رہا ہے کہ رقم تو بجٹ میں آ جاتی ہے اور خزانے سے چلی جاتی ہے لیکن اس کا صحیح استعمال نہیں کیا جاتا ۔ صحیح استعمال کے لئے ہم سب کو متحد اور متفق ہو کر ایک ایسی جامع سکیم تیار کرنی چاہئے کہ قوم کا ایک پیسہ بھی غلط استعمال نہ ہو سکے ، بلکہ صحیح استعمال میں آنا چاہئے ، اگر آپ اجازت دیں تو میں پیلز ورکس پروگرام کی خرابیاں اور قباحتیں بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! اس سے پہلے عوامی حکومت نے ایک اصول طے کیا تھا کہ وزیر ہی ڈسٹرکٹ پیلز ورکس کونسل کا چیئرمین ہوگا لیکن یہ تجربہ شاہد ہے کہ وہ سکیم کامیاب نہیں ہو سکی ۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

یہی وجہ ہے کہ موجودہ عوامی وزیر اعلیٰ نے اس سکیم کو تبدیل کر کے اللہ کے لئے ہمیں یہ خوش خبری سنائی ہے وزیر کی بجائے ایم ۔ پی ۔ اے یا ایم ۔ این ۔ اے میں سے کوئی ڈسٹرکٹ پیلز ورکس کونسل کا چیئرمین ہوگا ۔ جناب والا ! اس سے پہلے جو بد اعتمادیاں ہوئی ہیں ، ان کی نشاندہی کرنا میں اپنا حق سمجھتا ہوں ۔ میں صرف اپنے ضلع بہاول نگر کے متعلق ہی نہیں بلکہ پورے بہاول پور ڈویژن کے متعلق کہوں گا کہ وہاں ایک ہی وزیر کو تینوں اضلاع کا چیئرمین بنا دیا گیا جس کے پاس اپنے محکمے کی بھی بہت سی ذمہ داریاں تھیں اور ساتھ ہی پارٹی کی صوبہ پنجاب کی صدارت بھی ان کے پاس تھی ۔ اول تو وہ جاتے ہی نہ تھے ، اور اگر جاتے بھی تھے تو مقدمہ کر کے یا کسی اور ڈی سی کے ذمے لگا کر فوراً واپس آ جاتے تھے ۔ کیونکہ تین اضلاع کی پیلز ورکس کونسل کی صدارت یا چیئرمین ان کے بس کا روگ نہ تھی ۔ اور پھر کیا ہوا ؟

بہاول نگر ضلع میں جنڈ والا ایک گاؤں یا قصبہ ہے ۔ اس کو اب لائل پور کا گھنٹہ گھر بنا دیا ہے ۔ تمام اطراف سے پختہ سڑکیں جنڈوالا کو جا رہی ہیں ۔ ایک چشتیاں سے جا رہی ہے ، ایک بہاول نگر سے اور ایک ہارون آباد سے جا رہی ہے ۔ یہ اب خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کس خوش قسمت آدمی کا گاؤں ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میں آپ کی خدمت میں اپیل کروں گا کہ خدا کے لئے جو بھی ایم ۔ پی ۔ اے یا ایم-این ۔ اے آئندہ ڈسٹرکٹ کونسلوں کا چیئرمین ہو وہ اپنے گاؤں ، اپنی برادری یا اپنی ذات کے لئے یا جہاں وہ خود رہتا ہو ، اس کے لئے سڑکیں نہ بنائے بلکہ جہاں عوام کو ضرورت ہو وہاں بنائے ۔ جہاں مطالبہ ہو ، جہاں تکلیف ، جہاں حق بنتا ہو ۔ میں اعلانیہ کہہ رہا ہوں جنڈ والا شہر میں واٹر ورکس سکیم ، جنڈ والا میں ہائی سکول ۔ جنڈ والا میں سڑکوں کا جال ، یہ کہاں کا انصاف ہے ؟ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی کرپشن ہے ۔ اگر کوئی وزیر محض اپنے گاؤں کی ترقی کرتا ہے تو اس سے بڑی بددیانتی اور کوئی نہیں ہو سکتی ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے بہاول نگر کی بد قسمتی کا یہاں واضح طور اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔ بہاول نگر وہ بد قسمت ضلع ہے جہاں سے آج تک پہلے کوئی وزیر نہ ہوا ۔ پہلے مخدوم زادہ سید حسن محمود تھے ، پھر احمد نواز گردیزی تھے ، پھر مخدوم حمیدالدین ہوئے ۔ میں مخدوم زادہ سید حسن محمود کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے کم سے کم اپنے دور میں بہاول پور ڈویژن کی کافی ترقی کی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن بہاولنگر کی مقابلۃً انہوں نے بھی کم ڈولپمنٹ کی انہوں نے بھی زیادہ تر رحیم یار خان کی ڈویلپمنٹ کی تھی لیکن اب ۔ ۔ ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی :** ایسی بات نہ کریں ۔

**مسٹر سپیکر :** مخدوم صاحب یہ تو نہیں کہ جو انہوں نے compliment پیش کی ہے تو آپ لوگوں نے قبول کر لیا ہے ۔

(قہقہے)

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی :** جناب وہ وٹو صاحب تک محدود رکھیں

اپنے آپ کو ۔

مسٹر سپیکر : اطمینان سے سنیں وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : لیکن جناب والا ! اب یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہمارے ضلعے سے ایک وزیر مقرر ہوا لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری بدقسمتی یہ تھی کہ ان کی legs نہیں تھیں کیونکہ وہ elected آدمی نہیں تھے وہ کابینہ پر زور نہیں دے سکتے تھے کہ ہمارے ضلعے کو جو غیر ترقی یافتہ ہے ترقی دو کیونکہ وہ yesman تھا بیچارہ اس کو جس طرح استعمال کیا جاتا تھا وہ استعمال ہونے کے لئے تیار تھا کیونکہ اس کے پاس کوئی ایسی عوامی قوت نہیں تھی بلکہ وہ defected آدمی تھا ہم کہتے ہیں کہ وہ defected ہیں لیکن ہم نے اپنے طور پر defected آدمیوں کو کامیاب آدمیوں پر مسلط کر رکھا ہے ۔ میں اس کی مذمت کرتا ہوں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : وہ تو آج بھی وزیر ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : تو اب جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : اب کیا رائے ہے آپ کی ؟

میاں منظور احمد موہل : وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں ہمیں دعوت دی تھی کہ جو بھی آدمی ہمیں یہ بتائے گا کہ ان کے علاقے میں پینے کے پانی کی کہاں کہاں ضرورت ہے ہمارے پاس فنڈز ہیں ہم یہ اسی فنڈز سے پورا کریں گے ۔

میاں خورشید انور : کون سی چیز پینے کی ؟

میاں منظور احمد موہل : پینے کے پانی کی جہاں جہاں ضرورت ہوگی ۔ تو جناب والا ! میں ان کی اطلاع کے لئے یہ گزارش کرتا ہوں کہ چولستان کا علاقہ اور تحصیل فورٹ عباس سے پانی کوسوں دور ہے بلکہ جو ٹرین چھلیے زمانے کی جاتی ہے جس پر وہ سیاہ انجن ہوتا ہے آج تک سمہ سٹہ سے فورٹ عباس کی ریلوے لائن پر آپ کو وہ انجن نظر آئیں گے اور وہ پانی اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ان علاقوں کو ریل کا انجن پانی سپلائی کرتا ہے ۔ دس دس میل سے گھڑے عورتیں اٹھا کر آتی ہیں اور ٹرین کے انتظار میں بیٹھی رہتی ہیں کہ

کب ٹرین آئے گی تو ہمیں پانی ملے گا ۔ ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ تحصیل فورٹ عباس میں خصوصی طور پر اور بہاولنگر اور چشتیاں کے ان چکوک میں لازمی طور پر واٹر ورکس سکیم تیار کی جائے کیونکہ آبادی کافی ہے ان میں یہ دیہات آتے ہیں ۔ لتھو ڈاکا پنج پوسی ، پکہ محمد امیر ، چشتی ناجکے والا ، یہ تحصیلیں بہاولنگر کی ہیں ۔ چک 28 گجیانی ، چک 30 گجیانی ، چک 118 مراد ۔ ان میں پینے کے پانی کے لئے واٹر ورکس سکیم کا اجرا کیا جائے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ بہاولنگر ضلع کا صدر مقام بہاولنگر شہر ہے اس کو ساہیوال سے اور پنجاب کے باقی علاقے سے دریائے ستلج علیحدہ کرتا ہے ۔ اگر بھوکا پتن پر اس پتن کی منظوری دے دی جائے تو ساہیوال اور بہاولنگر کا تمام راستہ 55 میل کا رہ جاتا ہے ۔ اس کے لئے بجٹ میں پروویژن رکھی ہوئی ہے اور ہمیں یہ بھی خوش خبری سنائی گئی تھی 2 کروڑ روپیہ اس کو دیا جا رہا ہے لیکن میں نے مطالبہ کیا ہے اس میں صرف اس سال کے لئے 2 لاکھ اور 84 ہزار روپیہ رکھا گیا ہے تو یہ تو بالکل معمولی سی رقم ہے اس سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا ۔ میری استدعا ہے کہ زیادہ سے زیادہ رقم مہیا کی جائے تاکہ یہ جو ہمیں بہاولنگر والوں کو یا تو سمہ سٹہ کے راستے سے لاہور پہنچنا پڑتا ہے یا ہیڈ سلیمانکی کے راستے آنا پڑتا ہے اس طرح سے بہاولنگر ضلع پنجاب سے بالکل متصل اور ملحق ہو جائے گا ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! ہماری ایک تکلیف یہ بھی ہے کہ ایک علاقہ پٹاڑ ہے ، پٹاڑ اسے کہتے ہیں جو دریا کے کناروں کے ساتھ ساتھ اور ریلوے لائن تک ہو ۔ تقریباً ہیڈ سلیمانکی سے لے کر ہمارے ریتی سٹیشن رحیم یار خاں تک تقریباً دس میل کا جو دریائی بیڈ ہے اس کو پٹار کا علاقہ کہا جاتا ہے میں ضلع بہاولنگر کے متعلق بات کروں گا کہ بہاولنگر کے علاقہ پٹاڑ کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے کیونکہ بدقسمتی سے اس علاقے کا کوئی عوامی نمائندہ نہیں ہے کوئی وزیر نہیں ہے ۔ میرے اور حافظ صاحب کے علاقے میں کچھ وہ علاقہ آتا ہے لیکن ہم اس ستم کا نشانہ بنے رہے اسی لئے اس علاقے کو بھی ستم کا نشانہ بنا دیا گیا ۔ اس میں میں اپیل کروں گا کہ پٹاڑ کو بھی اوتاڑ کے برابر تصور کریں ورنہ ان لوگوں کے ذہنوں میں یہ جراثیم جنم لے رہے

ہیں ۔ محرومی کا وہ لوگ شکار ہو رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اونالڑ والے کوئی افضل اور فاضل ہیں جب کہ ہم حقیر ہیں ۔ مجبور ہیں ۔ خدا کے لئے ہمیں اب ایسا نہیں کرنا چاہئے ۔ جب کوئی بجٹ منظور ہو ۔ سکیمیں منظور ہوں ۔ تو اس سلسلے میں ہمیں علاقائی تعصب کو ہوا نہیں دینی چاہئے ۔

اس سلسلے میں میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ میں نے ڈیمانڈ نمبر 40 جو کہ انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ کے متعلق ہے اس میں بہاولپور کا نام تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے بہاولپور کے تینوں اضلاع جو کہ پنجاب میں سب سے زیادہ پسماندہ ہیں ان کا نام و نشان کہیں دیکھنے میں نہیں آیا ۔ میں یہ اپیل کروں گا کہ انڈسٹری میں ڈیویلپمنٹ کرنے کے لئے لازمی طور پر بہاولپور ڈویژن کو اور خصوصی طور پر ضلع بہاولنگر کو نظر انداز نہ کیا جائے کیونکہ بہاولنگر میں صرف چشتیاں میں ایک شوگر مل ہے اس کے علاوہ ہارون آباد ، منچن آباد، بہاولنگر کسی جگہ پر کوئی انڈسٹریل یونٹ نہیں ہے ۔ چشتیاں صنعت کے لحاظ سے موزوں ترین مقام ہے ۔ یہ بھی استدعا ہے کہ اگر آپ چشتیاں کو صنعتی علاقہ قرار دے دیں تو بڑی مہربانی ہوگی ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! تخت مل ایک لیا تھانہ منظور ہوا ہے جو کہ پہلے صادق پور تھا اب تخت مل لیا تھانہ منظور ہوا ہے دو سال ہو گئے ہیں لیکن اس کی کوئی عمارت نہیں ۔ محکمہ انہار کی ہٹ میں تھانہ ہے ان کا سامان باہر پڑا ہوا ہے اور بارش میں بھیگ جاتا ہے ۔ کاغذات کا کوئی تحفظ نہیں ہے ۔ اس لئے میں یہ اپیل کروں گا کہ تخت مل کے تھانے کی بلڈنگ کے لئے اس بجٹ میں سے رقم مہیا کی جائے تاکہ وہاں پر صحیح معنوں میں جو ملازمین سرکاری ہیں وہ اپنے فرائض سر انجام دے سکیں ۔

اسی طرح بہاولنگر میں کئی ہائی اور مڈل سکول ہیں لیکن کسی سکول میں بھی کوئی ہوسٹل نہیں ہے یہ ہماری کتنی بدقسمتی ہے کہ ایک ضلع کا مقام ہو ، لیکن کسی سکول میں بھی کوئی ہوسٹل نہ ہو ۔ میں یہ اپیل کروں گا کہ ہوسٹل کے لئے بھی لازمی طور پر اسی بجٹ میں کوئی پروویژن رکھی جائے ۔

اسی طرح جناب والا! سو لئے مجسٹریٹ مقرر ہو چکے ہیں ان میں سے ایک مجسٹریٹ بہاولنگر میں مجسٹریٹ بن کر آ چکے ہیں ۔ مجھے کہتے تھے وزیر اعلیٰ کو مبارک باد دینا لیکن جناب والا! ان کے پاس بیٹھنے کے لئے کوئی دفتر نہیں ہے ۔ امید ہے کہ ان کے لئے دفتر کا انتظام بھی اسی بجٹ میں سے کر دیا جائے گا ۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں اب ایک نہایت ہی سنگین مسئلہ کی طرف آتا ہوں جو کہ مالک مزارع کا ہے ۔ میرے ضلع بہاولنگر میں مالک مزارع کی نسل ایک شدید صورت حال کی صورت اختیار کر چکی ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہماری انتظامیہ جو ہے وہ اس مسئلے کو دل و جان سے حل کرنے کی کوشش نہیں کرتی ۔ اگر وہ دل و جان سے حل کرنا چاہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ مسئلہ حل نہ ہو جائے ۔ میں اس بجٹ کے موقعے پر اپنے نیک دل وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جلد از جلد مالک مزارع کے مسئلے کو طے کیا جائے اور کوئی ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ ان کی آپس میں موجودہ لینڈ ریفارم کے تحت جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کرے تاکہ ایسی فضا پیدا ہو جس سے کسی کے دل میں کوئی کسی قسم غلط فہمی نہ رہے ۔

آخر میں جناب والا! میں اس موجودہ سیٹ اپ جس کو ہم انتظامیہ کہتے ہیں ، افسر شاہی کہتے ہیں ، نوکر شاہی کہتے ہیں اس کی طرف آتا ہوں ۔ جناب والا! جب ہم برسر اقتدار نہیں تھے ، جب ہم انتخابات کے دنوں میں جلسے کیا کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچا دیں گے ۔ ٹھیک ہے اس وقت ہم کہتے رہے لیکن آج کیا ہیں حالات ہمیں اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہئے ، ہمیں یہ سوچنا چاہئے ، میں یہ وثوق سے کہتا ہوں کہ انتظامیہ کی اصلاح ناممکن ہے جب تک کہ آپ کوئی ایسا لائحہ عمل یا نظام فکر تیار نہ کریں جس سے کہ ان کی ابتداء پر پوری طرح سے ضرب نہ لگے ۔ یہاں پر علامہ صاحب نے ایک طرف تو یہ کہا تھا کہ جناب ایڈمنسٹریشن ہے ہی کہاں ۔ اس صوبے میں امن عامہ تباہ و برباد ہو گیا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی ۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجا کرتی ہے ۔ اگر ایڈمنسٹریشن کو بالکل کھلا چھوڑ دیں ۔ انہیں کھلی چھٹی

دے دیں تو پھر آپ رضامند نہیں ہیں ۔ اگر ان کے 21 سو آدمی نکال دئے جائیں پھر بھی آپ رضامند نہیں ہیں ۔ آپ کو کم از کم ایک جگہ پر تو قائم رہنا چاہئے کیونکہ یہ جو آدمی نکالے گئے تھے یہ کسی وجہ سے نکالے گئے تھے لیکن اس میں آپ حق بجانب ہیں کہ انہیں نکالنے کے بعد بھی کوئی صحیح صورت حال پیدا نہیں ہو سکی ۔ اب ہمیں مل کر اس کو سوچنا چاہئے کہ ہم کس طرح اس بیماری کو ختم کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ! اب میں اس مسئلہ پر آتا ہوں جو ہماری routine میں ہے کہ جہاں کوئی بھی حکم جاتا ہے وہ کمشنر صاحب کو لکھ کر دیا جاتا ہے وہ چاہے کتنی اہمیت کا ہو پھر وہ کمشنر صاحب جو ہیں ۔ ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر ۔

مسٹر سپیکر : جی فرمائیے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں معزز ممبر کو یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ انتظامیہ کو اصلاح کے طور پر ضرور نکالا جائے لیکن انتقام کے طور پر سروس سے نہ نکالا جائے ۔

مسٹر سپیکر : اچھا جی ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ موجودہ جو طریقہ کار ہے وہ درست نہیں ہے کہ درخواست کمشنر صاحب کو جاتی ہے کمشنر ڈپٹی کمشنر کو بھیج دیتا ہے پھر ڈپٹی کمشنر تحصیلدار کو اور تحصیلدار نائب تحصیلدار کو ۔ حتیٰ کہ اس بنیادی آدمی کے پاس درخواست چلی جاتی ہے تو جناب والا ! منسٹر صاحب کے پاس درخواست دینے کا مطلب کیا ہوا ۔ میں یہ پر زور اپیل کروں گا کہ جب بھی درخواست منسٹر صاحب کے پاس ہو اور اس پر ان کا written order ہو ۔ وہ جس شخص کی طرف ہو وہ خود اس کی تحقیقات کرے وہاں پر اس کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے اگر ایک سائل دو سو میل سے چل کر آتا ہے اس کی درخواستیں پٹواری یا قانون گو کے پاس جاتی ہے تو پھر وہاں پر ڈپٹی کمشنر

کو دی جا سکتی ہے ۔ وہ وہاں پر کسی تحصیلدار کو دے سکتا ہے اور اس طرح دور دراز سفر کرنے کا کیا فائدہ ہے ۔ اگر اس کو کوئی تکلیف ہے تو وہ لاہور آتا ہے اور اگر پھر بھی اس کی تکلیف کے ازالہ کے لئے وہی درخواست پٹواری یا گرداور کے پاس جائے تو اس کا کیا فائدہ ہو گا ۔ لہذا ہمیں ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کہ جب بھی کوئی درخواست وزیر صاحب کے پاس آئے ۔ وہ اپنی صوابدید میں دیکھے کہ آیا اسے کمشنر کے پاس بھیجے یا اسسٹنٹ کمشنر کے پاس بھیجے ۔ جس کو وہ refer کرے یہ اس کی ذمہ داری ہو کہ وہ خود جائے ۔ نہ کہ وہ آگے اس آرڈر کو کسی اور کے پاس بھیج دے ۔ اس طرح سے جناب والا ! وہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جن کی ہم توقع کرتے ہیں ۔ تو جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ انتظامیہ اور elected آدمیوں کے ذہنوں میں اختلاف پیدا ہو چکا ہے ۔ ایک خلیج حائل ہو چکی ہے کہ کوئی بھی کسی کی حاکمیت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے عوامی نمائندہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے کہ میں سب کچھ ہوں ۔ میں حاکمیت میں اس سے superior ہوں لیکن انتظامیہ کا آدمی سمجھتا ہے کہ آپ کون ہوتے ہیں اختیارات کا مالک میں ہوں میری ایک جنبش قلم کے بغیر آپ کچھ نہیں کر سکتے ۔ میری جو مرضی ہے میں وہی کروں گا ۔ تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس کو کسی طرح سے ختم کریں ان کے درمیان حائل یہ خلیج ختم کی جائے اور ایک ٹیم کی طرح یہ دونوں آپس میں کام کریں تاکہ ان کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے غریب عوام کو جو خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے ان کو وہ خمیازہ نہ بھگتنا پڑے ۔

آخر میں میں پھر آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی خدمت میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ موجودہ وسائل کے اندر رہتے ہوئے ہماری عوامی حکومت نے اس صوبہ کی معشیت کو بہتر بنانے کے لئے اس کو ترقی دینے کے لئے جو بار بار کوشش کی ہے ہم سب کو اجتماعی طور پر ان کو مبارک باد دینی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ میں اگلے مقرر کو دعوت دوں ۔ میں وقت کا تعین کرنا چاہتا ہوں کہ وزراء صاحبان کے لئے اور مختلف اسمبلی پارٹیوں کے جو راہنما ہیں ۔ ان کے لئے پچیس منٹ اور فاضل اراکین کے لئے پندرہ

منٹ کا وقت میں آج تعین کر رہا ہوں ۔ لیکن اس میں کل کچھ اندازہ لگ سکے گا کہ مزید adjustment کے لئے کیا ضرورت ہو گی ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی !

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی (مظفر گڑھ 2) : جناب سپیکر ! وزیر خزانہ نے اپنے مخصوص انداز میں بجٹ پیش کیا ۔ تقریر اچھے دار تھی ۔ طرز ادائیگی بہت اچھا تھا باقی انہوں نے شکسپئر کے شائلاک کا حوالہ ہم سے دیا کہ ہم شکسپئر شائلاک کی طرح ناتواں جسم سے گوشت نوچ رہے ہیں ۔ میں اگر یہ سمجھوں کہ ان کا اشارہ ان کی اپنی پارٹی کی طرف ہے تو میں ان کی جرأت اور بہادری کی داد دیتا ہوں ۔ اگر انہوں نے صدق دل سے محسوس کر لیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ برائی دور نہ ہو جائے ۔ جناب والا ! قوم کا گوشت نوچا گیا خون بہا ، ملک جدا ہوا ، ایک دوسرے پر الزام لگائے گئے ۔ دکھ تو اس بات کا ہے کہ یہ سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا ۔ کہاں ختم ہو گا خدا جانے ۔

جناب والا ! آپ کو یاد ہو گا ۔ آپ نے تو ماشاءاللہ تحریک پاکستان میں بھی شاید حصہ لیا ہو ۔ شاید اس وقت آپ جوان ہوں تو جب پاکستان معرض وجود میں آیا ۔ پاکستان کا مطلب کیا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ جناب والا ! اس وقت یہ نہیں کہا گیا تھا کہ پاکستان بنے گا دودھ کی نہریں بہیں گی ۔ آم ہوں گے الائچیاں ہوں گی ۔ نہیں صرف اسلام ۔ تو ہم بتدریج اسلام سے ہٹتے گئے اور جب نوبت سوشلزم تک آ جائے تو پھر اس کا لوٹ جانا ایک قدرتی امر ہے ۔ جناب والا ! جب سوشلزم مقصد ٹھہرا تو پھر ہمارے پاس یہ بتانے کے لئے بھی نہیں رہ جاتا کہ ہم کیوں اکٹھے رہیں کیونکہ سوشلزم میں بہت سے ملک ہم سے زیادہ تجربہ کار ہیں وہ یہ دعوت دے سکتے ہیں آؤ ہم آپ کو سکھائیں گے ۔ تو جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب تک ہم اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے پاکستان میں مکمل اور خالصتاً اسلامی قوانین ۔ اسلامی آئین اور شرح محمدی نافذ نہیں کریں گے ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! آسمانی آفات کا ذکر آتا ہے کہ سیلاب آیا ذات اور رسوائی ہوئی سب کچھ ہوا میں یہ کہتا ہوں اس کی وجہ ہے کہ ہم اسلام سے دور ہٹ گئے ورنہ جناب سعودی عرب کو دیکھ لیں وہاں لاکھوں کی تعداد میں صحرا ہیں کھیتی باڑی نہیں

ہو سکتی ۔ صنعتیں بالکل نہیں ہیں ۔ لیکن ان ریت کے ٹیلوں سے رحمتوں کے چشمے لیل کی صورت میں نکلتے ہیں ۔ عزت ہے ، دولت ہے ، وقار ہے ۔ سب کچھ ہے اور ہم ادھر آدھر بھٹک رہے ہیں ۔ اگر ہم اسلام پر مکمل طور پر آ جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری تکلیفیں دور نہ ہو جائیں ۔

جناب سپیکر ! اب میں بجٹ کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ بجٹ میں ملک کی 85 فی صد آبادی کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ دیہاتی آبادی جو ملک کی 85 فی صد آبادی ہے۔ اس کے لئے اس بجٹ میں بالکل کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی جب ہم بجٹ کی بڑی بڑی رقوم کا پچھلے سال کے بجٹ کی رقوم سے موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ devaluation سے روپے کی قیمت کیا رہ گئی ہے ہم کروڑوں روپے سڑکوں پر خرچ کرنے کے لئے دکھا تو دیتے ہیں مگر یہ تو نہیں بتاتے کہ وہاں پر اب کتنے میل لمبی سڑکیں بنی ہیں ۔

جناب سپیکر ! میں عرض کروں گا کہ یہ جو رقوم اس طرح دیہات کو دی گئی ہیں ۔ ان کو بجٹ کا 85 فی صد ہونا چاہئے تھا ۔ جناب والا ! یوں تو مساوات مساوات کہتے تھے لیکن شاید اب وہ مساوات کو بھول گئے ہیں ۔ جب آدمی کسی کی favour میں آ جائے ۔ تو مساوات کیا کرے ۔ جناب والا ! مساوات میں تو یہی ہے کہ دیہات بھی ہمارے ساتھ اتنی ہی ترقی کریں جتنی ترقی بڑے بڑے شہر کرتے ہیں ۔

جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ devaluation سے روپے کی قیمت میں کمی واقع ہوئی تو حکومت چیزوں کی قیمتوں کو معمول پر لانے میں ناکام ہو گئی ۔ جناب والا ! جب devaluation ہوئی تھی تو آپ سب کو یاد ہوگا کہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ قیمتیں نہیں بڑھنے دی جائیں گی ۔ لیکن قیمتیں بڑھیں ۔ سونے اور چاندی کو چھوڑ دیجئے ۔ دالیں چار روپے سیر اور پیاز چھ روپے سیر فروخت ہوا ہے اور اس کے مقابلہ میں 35 روپے اور اب پچاس روپے تنخواہ میں اضافہ کر کے بہت بڑا احسان کر دیا ۔ لیکن جناب والا ! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ پاکستانی جو کہیں سے تنخواہ باقاعدہ طور پر نہیں لیتے ۔ نجی ملازمین ہوتے ہیں جو کسان ہیں چھابڑی والے ہیں ۔ ان کے لئے

آپ نے کیا کیا ہے ؟ کیا مٹی کے تیل کی قیمت میں اضافہ ہی اس کا جواب ہے ۔ چینی کی قیمت میں اضافہ ۔ گھی کی قیمت میں اضافہ ۔ جناب والا ! اگر یہ حل ہے تو پھر میرے خیال میں ہم اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں اور جب عوام اس بات کو سمجھ گئے تو وہ اپنا حق لے لیں گے ۔ جناب والا ! بنیادی ضرورت کی چیزیں مثلاً گندم ۔ گھی ۔ کپڑا جیسی چیزیں جو زندگی کے لئے نہایت ضروری ہیں فوری طور پر سستی کی جائیں تاکہ غریب عوام زندہ رہ سکیں ۔

جناب وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ ہماری معیشت کی بنیاد زراعت پر ہے لیکن ہماری یلغار صنعت کی طرف ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نہ یہ وہ چیز جس سے ہمیں کچھ حاصل ہو سکتا ہے آپ اس کو چھوڑ کر اس چیز کو جو ہم سے کوسوں دور ہے ۔ اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! ہمارے ملک میں ایک زراعت ہی ہے لیکن اس کا حال بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں ۔ ایک میسی فرگوسن ٹریکٹر جس ملک میں 75 ہزار روپے کا ملے اور کھاد کی بوری 75 روپے میں اور ڈیزل کی قیمت تو ابھی ابھی اور بڑھی ہے آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں ۔ کیا خاک زراعت ترقی کرے گی ؟ کروڑوں روپے گندم کی درآمد پر خرچ کیا جا رہا ہے ۔ تو میں عرض کروں گا کہ زرعی آلات کی قیمتیں کم کریں اور کاشت کاروں کو subsidy دیں ۔ کھاد اور ٹریکٹر انہیں مہیا کریں ۔ جناب والا ! پنجاب جو سارے ملک کو گندم سپلائی کرتا رہا ہے آج اسے اپنی ضرورت کے لئے باہر سے گندم منگوانی پڑ رہی ہے ۔ جناب والا ! گندم کی قیمت 15 روپے سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے ۔ عوام کی زندگی کا انحصار اسی پر ہے ۔ اس کے علاوہ آپ کاشت کار سے زیادہ قیمت پر گندم خرید کریں اور پھر عوام کو سستے داموں مہیا کریں ۔ ٹریکٹر کی قیمت جو 11 ہزار تھی چند سالوں میں 70 ہزار روپے ہو گئی ہے اور پھر کہتے ہیں زراعت ترقی کرے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ! میں یہ عرض کر دوں ہمارے ملک میں بلا جواز ہنگامی حالات رکھے گئے ہیں حالانکہ اس کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ اس ایک بہانہ بنایا ہوا ہے ۔

جناب والا ! شراب پر ٹیکس لگایا گیا ہے میں کہتا ہوں اس کو آپ ختم

کر دیں ۔ شراب کا لائسنس تو کوئی لیتا نہیں ۔ وہی انگریزوں والی بات کہ کہ شراب پر پابندی ہے ۔ میں کہتا ہوں یہی شراب ہی تھی جس نے ہمیں چاہے بھی شرم سار کیا ، رسوا کیا ۔ جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ اس پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے ۔

اس کے بعد میں اس اہم مسئلہ پر بھی عرض کروں گا کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے ۔ ریاست کے اندر جو انہوں نے ریاست بنائی ہوئی ہے اس کی حیثیت ختم کی جائے یہ مملکت خداداد پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی اس میں ختم نبوت زندہ باد کہنے پر دوبارہ سزا نہ دی جا سکے اور کسی کو زد وکوب نہ کیا جا سکے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ گھڑ دوڑ اور کتوں کی دوڑ پر پابندی عاید کی جائے یہ تمام لعنتیں اور بدعتیں ختم کی جائیں ۔ پھر ہم کہتے ہیں جی سیلاب آ گیا بارشیں آ گئیں ۔ یہ سب ہمارے اپنے گناہوں کی شامت ہے ۔ اس لئے یہ مصیبتیں ہم پر نازل ہوئیں ۔ جناب وزیر خزانہ نے بڑی فراخدلی سے اقربا پروری طبقاتی نفرت وغیرہ کا ذکر کیا ہے جسے انہوں نے سکہ رائج الوقت تک کا نام دیا تھا ۔ جناب والا ! یہ تمام چیزیں سوشلزم میں ملتی ہیں ۔ اسلام میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے ۔ اسلام میں اخوت بھائی چارہ ہے ۔ ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا ۔ اسلام کی بنیادوں پر یہ ملک جو قائم ہوا ہے اس میں اسلامی نظام اگر رائج کر دیا جائے تو یہ سب برائیاں فوری طور پر ختم ہو سکتی ہیں ۔

جناب والا ! میرا ضلع مظفر گڑھ جو محرومیوں کا ضلع مشہور ہے ہمیشہ ہی پسماندہ رہا ہے ۔ اس کے بہت سے مسائل ہیں ۔ جناب والا ! سیلاب جب بھی آتا ہے وہاں سب سے زیادہ تباہی ہوتی ہے کیونکہ وہاں پنجاب کے پانچ دریا بہتے ہیں ۔ اس کے علاوہ دریائے سندھ بھی وہیں سے گزرتا ہے ۔ لیکن وہاں کوئی پانی کا نکاس ہے ہی نہیں ! سڑکوں کا وہاں فقدان ہے ۔ ناقص آب رسانی کا انتظام ہے ۔ اس کے علاوہ جو مظفر گڑھ میں ایک اور شکایت ہے میں عرض کردوں وہاں سے ایک فصل پر دوہرا آبیانہ وصول کیا جاتا ہے ۔ ایک تو ٹیوب ویل کے پانی کا اور دوسرا نہر کے پانی کا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ملتا ایک بھی وقت پر نہیں ہے ۔ میں یہی عرض کروں گا کہ خان گڑھ میں ایک

کالج اور ایک ہسپتال قائم کیا جائے۔ کنجھرولاں آلی یہ بڑے ہمانہ علاقے میں۔ وہاں کنجھر میں بھی ایک کالج قائم کیا جائے اور ایک تھانہ قریشی میں ہائی سکول اور ایک ہسپتال قائم کیا جائے۔ مظفر گڑھ میں ایک سٹیڈیم قائم کیا جائے تاکہ صحت مند کھیلوں کا مقابلہ ہو سکے۔ کیونکہ صحت مند معاشرے کے لئے یہ ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

محترمہ حسینہ بیگم کھرکھر (پی پی 185) : جناب والا! جب عوام جب کسی پارٹی کو ایک خاص عرصہ کے لئے منتخب کر لیتے ہیں تو اس پارٹی کی حکومت کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ایک مخصوص عرصہ کے لئے حکومت کرے۔ اگر وہ حکومت اپنی مرضی اور منطق کے مطابق کام نہ کرے اور اپوزیشن کے منشور کے مطابق کام کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپوزیشن میں مدغم ہو گئی ہے۔ پھر یہ ون پارٹی rule ہو گئے اور اپوزیشن کا وجود بھی بالکل ختم ہو جائے گا۔

Laski says : criticism is a watch dog of democracy.

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اور کسی حکومت کو کام کرنے سے روکنا قومی کاموں میں رکاوٹ کے مترادف ہے۔ جناب والا! موجودہ حکومت جسے صرف ڈھائی سال ہوئے ہیں اس نے وہ کام کئے ہیں جو پچھلی حکومتیں 25 سال میں نہیں کر سکیں۔ آپ تعلیم کے شعبے کو لے لیں۔ ہر طبقہ کے لوگوں نے خیر مقدم کیا ہے۔ حکومت نے چاہا ہے کہ کوئی شخص تعلیم سے محروم نہ رہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے تمام پنجاب کے سکولوں میں مڈل تک تعلیم مفت کر دی ہے اور پرائمری کے چھوٹے بچوں کو مفت کتابیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ جناب والا! اگر ہم انقلابی بن گئے ہیں۔ تو ہمیں ہر شعبہ میں انقلاب لانا ہوگا۔ ہمیں یونیورسٹیاں قائم کرنی ہوں گی۔ جو معیاری ہوں۔ سوال یہ نہیں ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں۔ اس کو عملی جامہ کس طرح سے پہنایا جا سکتا ہے۔ جناب والا! ہمیں تمام وسائل کو بروئے کار لا کر عوام کی خدمت کرنی چاہئے۔ تاکہ ہمارا ملک ترقی پذیر ممالک کی صف میں کھڑا ہو سکے۔

آوازیں : جناب سپیکر ! محترمہ حسینہ بیگم لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : دراصل رات کے گیارہ بجے میں نے تقریر لکھی ۔ میں نے سپیکر صاحب سے کہا تھا کہ میں کل تیار ہوں گی ۔ مگر انہوں نے آج میرا نام پکار لیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بیگم صاحبہ اگر آپ لکھی ہوئی تقریر پڑھنا چاہتی ہیں تو یہ تو سراسر رولز کے خلاف ہے ۔ اگر آپ نے تقریر تیار کرنی ہے ۔ تو کل پر رکھ لیں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : جناب آپ کل پر رکھ لیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ہاں ! کیوں نہیں ؟ آپ کل کرلیں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : شکریہ ! جناب والا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بیگم آباد احمد ! آپ تقریر کرنا پسند کریں گی ۔

بیگم آباد احمد خان (لاہور ۔ 3) جناب سپیکر ! جہاں 75-1974 کے بجٹ کو متوازن قرار دیتے ہوئے ہم اسے داد کا مستحق قرار دیتے ہیں ۔ اور اس نقطہ نگاہ سے کہ مزید ٹیکس نہیں لگائے گئے ۔ اور متوازن بجٹ رکھا گیا ہے ۔ وہاں ہم اس پر تھوڑا سا اعتراض کر سکتے ہیں کہ بعض ایسے ٹیکس ہیں جیسے پٹرول ، مٹی کا تیل ، ریل کا کرایہ اور گھی وغیرہ ۔

مسٹر محمد اشرف : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! یہ ٹیکس سنٹر گورنمنٹ نے لگائے ہیں ۔ بیگم صاحبہ اس پر اعتراض نہیں کر سکتیں ۔

بیگم آباد احمد خان : جناب سپیکر ! ہم ان سے درخواست کر سکتے ہیں کہ ان کو ذرا متوازن کریں کیوں کہ پٹرول باہر سے آتا ہے ۔ اور باہر سے آنے کی وجہ سے مہنگا ہو چکا تھا ۔ اس میں مزید ٹیکس کی گنجائش نہیں تھی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بیگم صاحبہ آپ ذرا تشریف رکھیں ۔

Allama Sahib is on his point of order.

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر سر ! جناب والا ! محترمہ بیگم

صاحبہ سنٹر کے بجٹ پر ابھی تقریر کر سکتی ہیں ۔ آپ کے آنے سے پہلے ابھی سپیکر صاحب رولنگ دے چکے ہیں کہ بجٹ کے اندر تمام ملک کے مسائل پر بحث کر سکتے ہیں ۔ میں سنٹر کے مسائل پر بحث کر سکتا ہوں ۔ اس لئے بیگم صاحبہ کو اجازت ملنی چاہئے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ اس کی ہر چیز سے comparative study تو کر سکتے ہیں ۔

علامہ رحمت‌اللہ ارشد : آپ سے پہلے سپیکر صاحب رولنگ دے چکے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں رولنگ کافی محتاط ہوگی ۔ اس میں یہ تو بالکل نہیں ہوگا ۔ کہ آپ دنیا کے بجٹ discuss کر لیں ۔

علامہ رحمت‌اللہ ارشد : آپ کا خیال ہے ۔ اور میں بیس سال تک اس بجٹ کو discuss کرتا چلا آیا ہوں ۔ میں نے رولنگ کو سنا ہے مجھے خبر ہے علم ہے اور آپ کا خیال ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : علامہ صاحب میرا point of privilege یہ ہے کہ آپ اس کی comparative study تو کر سکتے ہیں ۔ اس پر تنقید نہیں کر سکتے ہیں ۔

علامہ رحمت‌اللہ ارشد : یہ رولنگ پہلے دی جا چکی ہے ۔

مسٹر محمد اشرف : * * * * * * * *

مسٹر ڈپٹی سپیکر : * * * * * * * *

علامہ رحمت‌اللہ ارشد : * * * * * * * *

مسٹر ڈپٹی سپیکر : * * * * * * * *

ڈاکٹر عبدالخالق : * * * * * * * *

مسٹر ڈپٹی سپیکر : * * * * * * * *

---

*بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا ۔

بیگم آباد احمد خان : اگر پنجاب میں رہ کر ہم مرکز پر اعتراض نہیں کر سکتے ۔ تو پھر ۔ ۔ ۔

مسٹر عبدالحفیظ کاردار : جناب والا ! اگلے روز قومی اسمبلی میں سپیکر نے رولنگ دی تھی کہ غلام فاروق صاحب 25 صفحہ کی لکھی ہوئی تقریر پڑھ سکتے ہیں ۔ آپ سے گذارش ہے کہ اگر یہ قومی اسمبلی میں ہو سکتا ہے تو یہاں بھی ہونا چاہئے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جب وزیر اعلیٰ صاحب لکھی ہوئی بجٹ تقریر پڑھ سکتے ہیں ۔ تو ممبران کو بھی اجازت ہونی چاہئے ۔

**Makhdumzada Sayed Hassan Mahmud** :—Mr. Speaker, that would be a bad precedent because the written speeches will not be the views of the members concerned. The speeches will be written by somebody and will be read by the members here in this House. I would request that they should not be allowed in this House.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : Ruling of the Chair یہ ہے ۔ اور ممبران یہ چاہتے ہیں ۔ ان پر غور کرنے کے بعد I will give my ruling later on

**Mr. Abdul Hafiz Kardar** :—Sir : Point of order. It is my second point of order and it is very relevant, that is, in the Finance Minister's speech there are references to increase imposed under the central budget on Sugar and on Vegetable Ghee. When there are references to it and certain expenditures are to be met out of those particular taxes, when we are competent to discuss those very items.

**Mr. Deputy Speaker** :—We can make a comparative study of both the Budgets.

**Mr. Abdul Hafiz Kardar** :—I am exactly contesting this saying that it is not a matter of making a comparative study but a direct study because those taxes are mentioned in the speech of the Finance Minister himself.

**Mr. Deputy Speaker** : —And only those parts can be discussed over here.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بیگم آباد احمد خان !

**بیگم آباد احمد خان** : جناب والا ! میں عرض کر رہی تھی ۔ ریل کا کرایہ آپ کو معلوم ہے ۔ یہ ایک منافع کا محکمہ تھا ۔ پہلے ریل کا لاہور میں سب سے بڑا ورکشاپ تھا ۔ اس کی چیزیں چوری ہوئیں ۔ وہ برباد ہوا اور جو کچھ اس کا حشر ہوا ۔ موجودہ حکومت اس کی ذمہ دار نہیں ہے ۔ وہ پچھلے 27 سال کی غلطیاں ہیں ۔ گورنمنٹ اس کی ذمہ دار نہیں ہے ۔ ایک وہ دور تھا کہ ریل گاڑیاں باہر سے منگوائی جاتی تھیں ۔ بے ایمانی ہوتی تھی ۔ جس کی بدولت بسیں چلنے لگیں ۔ بس میں آئے دن حادثے پیش آتے ہیں اور اس کے علاوہ اتنے بڑے محکمہ کا ستیاناس ہو گیا ہے ۔ جناب خورشید حسن میر صاحب اس تجویز کو پیش کر رہے تھے ۔ تو میرے دماغ میں آ رہا تھا کہ وہ وزیر بے محکمہ ہونے کی بجائے (ماشاءاللہ اتنے قابل ہیں) اگر ریلوے کا محکمہ مستقل طور پر ان کے سپرد کر دیا جائے ۔ تو مجھے یقین ہے کہ وہ اسے اتنا متوازن کر دیں گے کہ پورے پاکستان میں ہم ریلوے کو بہتر کر سکیں گے ۔ سامان کو اور آدمیوں کے بھیجنے کے لحاظ سے ۔ اندھیر ہے ۔ یعنی غریب کا دکھ دور کرنے کے لئے ہماری حکومت ہے اور اس پر یہ کیا جاتا ہے کہ جو سہولتیں تھیں ریلوے کے ملازمین کے لئے وہ بھی کم کر دی گئی ہیں ۔ اس قسم کے ٹیکس لگنے چاہئیں ۔

جناب والا ! مٹی کا تیل نہ صرف غریب لوگ گاؤں میں جلاتے ہیں ۔ بلکہ شہر میں بھی ہر گھر میں استعمال ہوتا ہے ۔ آج کل 14 روپے من لکڑی ہے ۔ ایسی حالت میں لوگ مٹی کے تیل سے چولہے جلا کر کام چلاتے ہیں ۔ اس کا ضرور

عوام پر اثر پڑے گا ۔ تو ان پر ٹیکس کی بجائے اگر شراب پر ٹیکس لگائیں تو مجھے خوشی ہوگی کہ آپ نے ساری چیزوں کی بجائے صرف شراب پر ٹیکس لگایا یہ بالکل ختم ہوتی تو مجھے اور بھی خوشی ہوتی میں آپ کو مساوات کا ایک پرچہ دکھانا چاہتی ہوں جس میں ایک دفعہ بیگم بھٹو صاحبہ نے تقریر میں کہا تھا کہ یہ نیلے پیلے اودے اخبار جو نکلتے ہیں ان میں کیسی چھچھوری باتیں ہوتی ہیں ۔ میں ان کی عزت کرتی ہوں ۔ میں انہیں داد دیتی ہوں ۔ میں انہیں زندہ باد کہتی ہوں کہ انہوں نے یہ لفظ کہے تھے ۔ اس میں یہ کہانی لکھی گئی ہے کہ ہوٹلوں میں کیا ہوتا ہے ۔ اس ہوٹل کی تصویر دیکھکر آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کیونکہ اس ہوٹل کا نام نہیں لکھا ہوا ۔ ان چیزوں پر ٹیکس لگنا چاہئے ۔

میں نے ایک دفعہ ریس کے میدان کے متعلق کہا تھا کہ یہ امیروں کی تفریح ہے ۔ اسے کوٹ لکھپت سے آگے چلا جانا چاہئے ۔ اور یہ جو میدان خالی ہے اس میں غریبوں کی بستی تعمیر کرنی چاہئے ۔ اس کے ایک طرف افیسرز سٹیٹ ہے اور دوسری طرف گلبرگ کالونی اور شادمان کالونی ہے ۔ یہاں اتنی جگہ نہیں کہ غریب لوگ رہ سکیں بلکہ ان کے پاس ایسی بستی بسے جہاں پر انہیں کاروبار بھی ملے اور زندہ رہنے کا حق بھی ملے ۔ غریبوں کو کوٹ لکھپت نہ بھیجا جائے ۔ ابھی ایک صاحب نے کہا ہے کہ "سوشلزم" میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ یہ لفظ ہمارے لئے قابل احترام اس وقت ہوگیا تھا جب قائداعظم نے اسلامی سوشلزم کو اسلام میں سمویا تھا ۔ اس کے بعد ہم اس لفظ کو برا کہنے کے حقدار نہیں ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اسلام میں کسی چیز کی کمی ہے بلکہ جیسے بہت سے الفاظ انگریزی میں استعمال کئے جا سکتے ہیں اسی نقطہ نگاہ سے یہ لفظ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ یا مثال کے طور پر چین کے کردار کی تعریف کریں جو اسلامی کردار کی طرح بلند ہے یعنی ہم ناز کرتے ہیں کہ علامہ اقبال علیہ رحمہ نے کبھی کہا تھا کہ "مسلم آئین ہوا کافر تو ملے حور و قصور" مسلم کردار کو اگر دوسری قومیں اپنا لیں تو وہ

چیز جو ہمارے گھر کی تھی ہم دوسروں سے حاصل کر لیں ۔ اچھائی کہیں سے بھی ملے تو اسے حاصل کرو کیونکہ اسلام نے یہی نصیحت کی ہے ۔ تو اسی نقطۂ نگاہ سے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اسلامی سوشلزم کا مطلب خالی مساوات کا ہے ۔ گو میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتی مگر یہ چیز میں نے کبھی نہیں چاہی کہ خالی سوشلزم کہا جائے ۔ ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیشہ اسلامی سوشلزم کہا ہے ۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ ان سے زیادہ اسلام کی خدمت کا جذبہ شاید مجھ میں بھی نہیں ہے ۔ یہ دوسری بات ہے کہ انہوں نے اس کی تربیت نہیں پائی ۔ ملا لائف کی تربیت نہیں پائی باوجود اس کے کہ ان کی اس میں معلومات نہیں ہوں گی مگر جو اسلام کی خدمت اور احترام وہ کر رہے ہیں اس کے لئے ہمیں انہیں داد دینی چاہئے ۔ میں اس لئے یہ نہیں کہہ رہی کہ میں اس پارٹی میں ہوں بلکہ ایمان کی بات کہنے کے لئے میں یہ جسارت کر رہی ہوں ۔ آپ کا یہ جو بھان متی کا کنبہ اور جو مخالف پارٹیاں ہیں ان کا کردار کیا ہے ۔ میں آپ کو بتاؤں مجھے معاف کر دیجئے گا کہ مجھے کسی سے بیر نہیں میں جو تنقید دوسروں پر کروں وہ اپنے اوپر بھی گرانا چاہتی ہوں ۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جماعت اسلامی نے ایک زمانے میں پاکستان کو کہا تھا کہ وہ درندے کی پیدائش ہے ۔ وہ آپ کے نزدیک گناہ نہیں تھا مگر میں یہ جانتی ہوں کہ اس وقت جو ریوہ کے متعلق تحریک کا سلسلہ ہو رہا ہے یہ اسلامی نہیں بلکہ اس میں سیاست ہے ۔ میں یہ جانتی ہوں کہ جب یہ تحریک شروع ہوئی ۔ اس وقت میں بھی تھی اس وقت جو کتابیں میں نے دیکھی ہیں ان سے مجھے یہ پتا چلا کہ جہاد کے خلاف آن میں الفاظ استعمال کئے گئے تھے جبکہ بہت مسلمان خلافت کی خاطر جہاد کے لئے بے قرار رہتے تھے ۔ اس وقت جب پاکستان تقسیم ہوا تو گورداس پور اقلیت میں شمار ہوا ۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اسے ہم کلمہ گو اقلیت کہہ سکتے ہیں مگر ہمیں انہیں کافر نہیں کہنا چاہئے جو کلمہ پڑھتے ہیں ۔ ایک کافر نے کلمہ پڑھ لیا اور خالد بن ولید نے اس کو قتل کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا ۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ خیال ہے کہ اس نے یہ کلمہ تلوار کے ڈر سے پڑھا ہے ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اس کے دل کا حال کیسے معلوم تھا ۔ تمہیں اس پر بالکل نہیں اٹھانا

چاہئے ۔ تو یہاں بھی وہی چیز آتی ہے کہ پاکستان میں کلمہ گو مسلمان اقلیت کی حیثیت سے ہونی چاہئے مگر اسے ہم کافر نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ وہ کلمہ اور قرآن شریف کا حوالہ دیتا ہے ۔ (قطع کلامیاں)

**حافظ علی اسداللہ :** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اگر کوئی شخص کلمہ پڑھ لے تو کیا اسے کلمہ گو مسلمان کہہ سکتے ہیں ؟ میں آپ کی توجہ بیگم صاحبہ کی اطلاع کے لئے اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ لعین ہے ۔ کاذب ہے ۔ مردود ہے اور کافر ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**بیگم آباد احمد خان :** بدعقیدہ کلمہ گو ۔ مجھے اسے غیر مسلمان کہنے کا حق نہیں ہے میں اسے کافر نہیں کہہ سکتی ۔ میں اسے مسلمان کہنے کی بھی شوقین نہیں ۔ میں اسے کلمہ گو بد عقیدہ کہنا چاہتی ہوں ۔

**حافظ علی اسد اللہ :** جناب والا ! بیگم صاحبہ یہاں اسلام کی ترجمانی نہ فرمائیں ۔ اگر وہ اپنے علاقے کے مسائل پیش کریں تو زیادہ بہتر ہے ۔

**بیگم آباد احمد خان :** جناب والا ! میں یہ کہہ دینا چاہتی ہوں کہ بھارت میں اس وقت ایٹم بنایا جا رہا ہے ۔ باہر کے ملکوں میں پاکستان کی دشمنی ہے ۔ اس وقت روپہ نے کس انداز سے سر اٹھایا ہے اور اس وقت کشمیر کے راستے کے لئے گورداس پور کس انداز سے دیا گیا ۔ اس وقت انہوں نے خود اپنے آپ مسلمانوں کے ساتھ شمار نہیں کیا ۔ ایسی حالت میں ہم لوگوں کو مل کر دور اندیشی سے اس کا فیصلہ کرنا چاہئے ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نہایت متوازن طریقے سے اس معاملے کو لے آئے ہیں ۔ اس میں ہمیں اور کچھ نہیں کرنا چاہئے ۔ مجھے صرف یہ بتانا ہے کہ پانچ چیزوں کی جو مہنگائی آئی ہے اس کو دوسری صورت میں مرکز کو بھی غور کرنا چاہئے ۔ یہ میرا کام نہیں ہے کہ اسے نصیحت کرنے جاؤں ۔ مگر اس طرح سے مرکز اور پنجاب کا ایک دوسرے سے برابر تعلق رہے گا ۔ اس لئے یہ اس قسم کے ٹیکسوں کی بجائے شراب ۔ سگریٹ اور جوا جیسی جتنی لکمی چیزیں ہیں یہ پاکستان سے ختم ہونی چاہئیں اور ان سب پر ٹیکس لگا کر متوازن بنانا چاہئے ۔ مجھے خوشی ہے کہ اس موجودہ تلخی کے زمانے میں جو کردار ہمارے وزیر اعلیٰ نے اپنی

تقریر میں ادا کیا ہے اور ربوہ کے سلسلے میں جو کچھ ہمارے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کیا ہے اس پر قوم انہیں داد دے گی کہ انہوں نے جمعہ کی ہڑتال کی فراخدلی سے اجازت دے دی تھی - چھوڑا ان کرا کے قوم کا نقصان نہیں کیا - اگر آدمیوں کی جانیں جائیں یا چیزوں کو نقصان ہوتا تو اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہو سکتی تھی - ہر چیز کا توازن قائم رکھنا چاہئے - میں سمجھتی ہوں کہ دو اڑھائی سال کی حکومت میں قوم کو سمجھ آ گئی ہے - سال ہر جو آئینے جلوسوں میں ٹوٹے پڑے ہوتے تھے وہ بھی غائب ہو چکے ہیں - ہمیں جائز طریقے سے دنیاوی اور دینی فرائض ادا کرنے کے لئے اپنے میں کنٹرول بھی رکھنا چاہئے -

جناب والا ! میں زیادہ نہیں بولوں گی میں صرف یہ عرض کروں گی کہ سکولوں میں تعلیم کے ساتھ تربیت - دیہاتوں میں تربیت بلکہ ہر جگہ تربیت کی زیادہ ضرورت ہے پچھلے چند برسوں میں ہم غافل ہو گئے تھے لیکن اب مجھے یقین ہے کہ دن بدن ہم بہتری کی طرف جائیں گے - میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کرتی ہوں - چونکہ مجھے جذباتی طور پر غریب کے دکھ کا احساس ہے اور ان چیزوں کے ٹیکس سے وہ چیزیں اور مہنگی ہو جائیں گی - جو غریب کے لئے تنخواہ بڑھی ہے اس سے اس کا متوازن نہیں ہو سکے گا لہذا ایسی چیزوں پر ٹیکس لگائیے جو زندگی بھر استعمال کرنے کے قابل نہ ہو سکیں - بے حد شکریہ -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوہدری محمد حیات گوندل -

چوہدری محمد حیات گوندل (گجرات 10) : جناب سپیکر : میں اپنے چیف منسٹر اور وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ عوامی امنگوں کے مطابق ہے اور اس میں کوئی خاص نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا جس کا بار عوام اور غریب لوگوں پر پڑے - یہ نہایت اچھا اور موزوں بجٹ ہے جو انہوں نے پیش کیا ہے -

جناب والا ! اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں گندم اور چینی کے معاملے میں خود کفیل ہونے کے متعلق ذکر فرمایا کہ ملک گندم اور چینی کے معاملے میں خود کفیل ہو گیا ہے - تو میں اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ جو طبقہ گندم اور

چینی پیدا کرتا ہے اس کا بجٹ میں بالکل کوئی خیال نہیں رکھا گیا ۔ لہذا ان غریب کاشتکاروں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور وہ غریبی کے عالم میں عجیب حالات کی چکی میں پس رہے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کھاد کی قیمت پہلے سے بڑھا دی گئی ہے ۔ ٹریکٹر اور ڈیزل بھی انہیں مہنگے داموں ملتے ہیں ۔ اس کے برعکس گندم کی قیمت فروخت اتنی کم ہے کہ انہیں بالکل اس میں سے ایک پائی کا فائدہ نہیں پہنچتا وہ اب اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ آئندہ گندم کاشت نہ کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں ۔ اس فصل سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یا تو ٹریکٹر اور ڈیزل کی قیمتوں کے مطابق گندم کی قیمت بڑھائی جائے ۔ اگر گندم کی قیمت گورنمنٹ نہیں بڑھانا چاہتی اور لوگوں کو سستے داموں آٹا فراہم کرنا گورنمنٹ کا فرض ہے تو زمینداروں کو اس کی subsidy دینی چاہئے اور باقی چیزوں میں کھاد ڈیزل اور ٹریکٹر کی قیمتیں اعتدال پر لانی انتہائی ضروری ہیں ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ جو گندم باہر سے امپورٹ کی جاتی وہ 62 روپے من خرید کی جاتی ہے لیکن اس کے برعکس کاشتکاروں سے 25 روپے من لی جاتی ہے وہی رقم زرمبادلہ کے طور پر خرچ کی جاتی ہے ۔ آپ کسانوں پر خرچ کیجئے ۔ ٹریکٹر کھاد وغیرہ مہیا کریں تو ان کے حالات بہتر ہو جائیں گے اور ملک ترقی کر سکے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اس بات کی طرف توجہ مبذول کریں ۔

جہاں تک چینی کا مسئلہ ہے پچھلے سال کماد کی فصل اچھی نہیں ہوئی ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر زراعت کی خدمت عرض کروں گا کہ کماد جس میں سے آدھا کیڑا کھا چکا ہے اور لوگوں نے کماد کو تلف کر دیا ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ جس طرح چاول کی فصل پر سپرے کراتے ہیں اس طرح کماد کی فصل پر سپرے کرانے کا انتظام کریں ورنہ کماد کی فصل تباہ و برباد ہو جائے گی ۔ اور آئندہ سال ملک چینی سے محروم ہو جائے گا ۔

جناب والا ! بہت سی رقم تحقیقاتی پروگرام کے لئے مختص کی گئیں ہیں ۔ لیکن ضلع گجرات کو اس میں سے بہت کم حصہ دیا گیا ۔ میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا ہم نے بجٹ میں بہت سے منصوبے رکھنے ہیں جن

ہیں سڑکیں بھی ہیں ۔ پچھلے سال ایک سڑک کو پکی کرنے کے لئے رقم رکھی تھی لیکن اب کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے ۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ہمارے ضلع کے منصوبے بر وقت نہ پہنچ سکے اس لئے وہ شامل نہ ہو سکے ۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ اس میں ضلع کے لوگوں کا کیا قصور ہے ۔ اگر مطلوبہ افسر نے منصوبے بر وقت نہ بھیجے تو اس میں لوگوں کا کیا قصور ہے ۔ اس سلسلے میں آپ نے تمام ضلع کو نظر انداز کر دیا ہے ۔ ہمارے ضلع کی یہ حق تلفی ہوئی ہے ایک سڑک مالگنا ملکوال بھیرہ وال روڈ کی جس کے لئے دس لاکھ روپے منظور کئے گئے تھے اور اس کا تھوڑا حصہ پایہ تکمیل کو پہنچا تھا ۔ لیکن اس بجٹ میں کوئی رقم مزید مختص نہیں کی گئی اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہماری ضلعی کمیٹی نے اپنی سفارش بھی کر رکھی ہے ہمارے علاقے میں جہاں پکی سڑکوں کی کمی ہے اس لئے ہم نے تجویز کیا ہے کہ راجپاہ کی پٹڑی کو پکا کر دیا جائے تاکہ لوگوں کی آمد و رفت میں سہولت ہو سکے ۔ اسکے ارتھ ورک اور پلیوں کے لئے سات لاکھ رکھا گیا تھا تھا وہ سکارپ پر مکمل ہو چکا ہے ۔ اسے پختہ کرنے کے لئے مزید رقم مختص کرنا لازمی امر ہے وہاں نہ پکی سڑک ہے نہ پکی پٹڑی ۔ لوگوں کو بہت سخت تکلیف ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر اکرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس سڑک کے لئے رقم مختص کی گئی تھی ۔ اس کے علاوہ ایک سڑک تیلیانوالہ سٹیشن تا بھالیہ ہے اسے بھی پی۔ڈبلیو۔ڈی کئی سال سے اپنی تحویل میں لے چکی ہے لیکن وہاں یہ عالم ہے کہ نہ ٹانگہ چل سکتا ہے نہ ریڑھا سڑک میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں اس کے لئے کچھ رقم فراہم کی جائے ۔ تاکہ لوگ آسانی سے چل سکیں اور ٹریفک میں رکاوٹ پیدا نہ ہو ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ تحصیل بھالیہ ۔ کھاریاں ۔ گجرات یہ سکارپ ایریا ہے یہاں آبپاشی کا انحصار ٹیوب ویلوں پر ہوتا ہے ۔ لیکن یہاں اکثر ٹیوب ویل خراب رہتے ہیں اس سے لوگوں کو آبپاشی میں دقت پیش آتی ہے ۔ ان ٹیوب ویلوں کو درست کرنے کے لئے گورنمنٹ انتظام کرے ۔ کئی ٹیوب ویل دو دو چار چار ماہ سے بند پڑے ہیں ۔ لوگوں سے ڈبل آبیانہ وصول کیا جاتا ہے ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ لوگوں کا کھاد بیج اور محنت ضائع

ہوتی ہے ۔ اور یہ مطالبہ کہ ڈبل آبیانہ وصول نہ کیا جائے اور اس کی کوئی حد مقرر کر دی جائے کہ جو ٹیوب ویل ایک ماہ تک بند رہیں اُس پر آبیانہ معاف کیا جائے یہ بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ جو لوگ آبپاشی نہیں کر سکتے اُن سے ڈبل آبیانہ کا مطالبہ نہایت نا انصافی کے مترادف ہے ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ صوبہ بالعموم اور ہمارے ضلع میں بالخصوص مزارعوں کا تنازعہ دن بدن ترقی کرتا چلا جا رہا ہے کیونکہ مزارع بٹائی دینے سے انکار کرتا ہے ۔ اگر وہ خود کاشت کرنا چاہے مارشل لاء کے ضابطے کے مطابق مزارعین کو بیدخل نہیں کیا جا سکتا ۔ اس طرح بیشمار لوگوں کے جھگڑے ہیں وہ لوگ عدالتوں میں چکر کاٹ رہے ہیں ۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ جو ریزولیوشن دریشک صاحب نے پیش کیا تھا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالک کو مارشل لاء کے ضابطہ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے پاس کیا جائے تاکہ لوگوں کے تعلقات بحال ہو سکیں اور لوگوں کو مقدمہ بازی سے نجات مل سکے ۔ ورنہ آپس میں تعلقات خراب ہوں جائیں گے ۔ اور معاشرہ میں خرابی پیدا ہو جائے گی ۔

پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا کہ یہاں اسلامی معاشرہ ہوگا اسلامی قانون ہوں گے ۔ قانون وراثت اسلام کے قانون کے مطابق ہوگا اور وہی قانون رائج ہوگا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تمام معاشرے کی خرابی ہے ۔ ان کا حل اسلام ہے اور صرف اسلام ہے ۔ اس لئے تمام قانون اسلام کے مطابق بنائے جائیں چونکہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں تمام چیزیں وضاحت سے پیش کی گئی ہیں ۔ اس میں کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ اس لئے پاکستان کی نجات اسلامی قانون میں ہے ۔ میں گذارش کروں گا کہ جو پرانا قانون رائج الوقت ہے اسے یکسر منسوخ کرکے تمام قانون اس ملک میں اور اس صوبہ میں اسلام کے مطابق رائج کئے جائیں ۔ شکریہ ۔

**مسٹر سپیکر :** چوہدری غلام احمد باجوہ ۔

**چوہدری غلام احمد باجوہ :** (سرگودہا ۔ 3) جناب والا ! کافی بحث ہو چکی ہے میں بھی اس سے اتفاق کرتا ہوں باقی میں اپنے علاقے کے مسائل عرض کروں گا کہ سرگودھا 1902ء میں آباد ہوا تھا ۔ سرگودھا سے لے کر

شاہ نگرا تک کی جو آبادی تھی اس کے دیہاتوں کا پانی کڑوا تھا اور جب نہر بند ہوتی ہے تو ہم لوگ پینے کے پانی کو بھی ترستے ہیں ۔ پچھلی دفعہ میں نے عرض کیا تھا ۔ کہ جتنی حکومتیں آئیں ہیں کسی حکومت نے بھی ان دیہات کے پانی کے مسئلے کو حل نہیں کیا اس لئے گذارش ہے کہ جب یہ نہر بند ہو جاتی ہے تو کسی کو پانی پینا نصیب نہیں ہوتا ۔ میں تو چاہتا ہوں کہ اس بجٹ کے اندر سے گاؤں میں تالاب بنائے جائیں ۔ اور ان میں نہروں سے پانی ڈالا جائے تاکہ جب نہر بند ہو تو لوگ تالاب سے پانی پی سکیں باقی میں اپنے گاؤں کے متعلق عرض کروں گا کہ اس گاؤں کا پانی بھی کڑوا ہے دو سال سے نہر کا پانی ہمارے چک کو سیراب کرتا ہے ۔ نالے اور کھالے میں سے وہ پانی گزرتا ہے ۔ اس لئے وہ نہر کا پانی پینے کے قابل نہیں رہتا اور جوان لڑکیاں نماز کے وقت نہر سے پانی لاتی ہیں ۔ بڑی سخت مصیبت ہے ۔ اس لئے مہربانی کرکے اس کا کوئی حل کیا جائے اور میرے علاقہ 79 ۔ شمالی کو شہر سے واٹر سپلائی کا پانی ہمیں دیا جائے ۔ واٹر ریٹ کے مطابق ہم سے پیسے لئے جائیں یا ٹیوب ویل لگا کر ہمارے اس چک کو پانی دیا جائے ۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ میں میونسپل کمیٹی کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ زمینداروں کی جتنی اجناس شہر میں آتی ہیں ان پر محصول لگ جاتا ہے اور جو محصول کی رقم موصول ہوتی ہے ۔ وہ کسی دیہاتی سلسلے میں خرچ نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ وہ شہروں میں خرچ ہوتی ہے ۔ وہ تعلیم پر ۔ صحت پر ۔ سڑکوں پر بجلی پر اور جتنا بھی شہروں کا خرچ ہے وہ اس سے پورا کیا جاتا ہے اور ان اجناس سے جو آمدن ہوتی ہے وہ دیہات میں خرچ نہیں ہوتی ۔ میں چاہتا ہوں کہ بجٹ کا کچھ حصہ دیہات کی میونسپل کمیٹیوں کے کاموں پر بھی خرچ ہونا چاہئے ۔

جناب والا ! میرے علاقے چک 79 شمالی میں بیری والا بنگلہ سے کولو وال تنگیالہ تک سیم کا بہت بڑا حصہ ہے جس سے لاکھوں ایکڑ اراضی تباہ ہو رہی ہے ۔ پچھلے سال بھی میں نے عرض کی تھی کہ سیم نالوں کی کھدائی کرائی جائے جو اس علاقے میں نکالے گئے ہیں اور جن کی آج تک کھدائی نہیں ہوئی ۔ جب اس علاقے میں نالیوں کی سکیم منظور ہوئی تھی تو زمینداروں نے اپنی اپنی زمین بچانے کے لئے ان نالوں کو ٹیڑھا بنوا دیا ۔ میری

گذارش یہ ہے کہ بیری والا بنگلہ سے کولو وال ننگیانہ براستہ جرا سکیسر ۔ ماڑی ۔ لک ۔ دھریمہ نالیاں سیدھی ہونی چاہئیں اس سے پانی کا رخ صحیح اور سیدھا ہو سکتا ہے ۔ دھریمہ کے گاؤں میں ہزاروں ایکڑ زمین تباہ ہو گئی ہے جو کہ بہت اچھی تھی ۔ اگر وہاں سے نالہ نکالا جائے تو یہ بہت بڑی مہربانی ہو گی ۔

اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دیہات میں جو گرلز سکول بنائے گئے ہیں ۔ ان میں کسی کی چار دیواری نہیں بنی اور کسی میں بھی باتھ روم نہیں بنایا گیا ۔ کسی میں بھی پردہ نہیں بنایا گیا ۔ جس سے سکول کی بچیوں اور عورتوں کو پیشاب کرنے اور رفع حاجت کرنے کی دشواری ہے ۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور دیہات میں جتنے بھی مڈل یا ہائی سکول بنائے گئے ہیں ان میں چار دیواری اور باتھ روم کا ہونا بڑا ضروری ہے ۔ اس بجٹ میں سے اس سلسلہ میں بھی رقم خرچ کی جائے ۔ میری یہ بھی درخواست ہے کہ دیہات میں جو سکول ہیں ۔ یہ پانچ سات میل کے اندر ہونے چاہئیں کیونکہ دیہاتی علاقوں میں زیادہ دور جانے میں بڑی دشواری ہے ۔

جناب والا ! ٹیوب ویل کے متعلق جو کہا گیا ہے اس کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ ٹیوب ویل کے پانی کے علاوہ اگر محکمہ نہر کا پانی بھی دیا جائے تو آبیانہ اور معاملہ دوہرا لگتا ہے ۔ تو یہ دوہرا معاملہ نہیں ہونا چاہئے ۔ گزارش ہے کہ شاہ نکلدر سے سرگودھا تک ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ایک سڑک بنائی جائے ۔ پی ڈبلیو۔آر کے بجٹ میں سے اس پر بھی کچھ کیا جائے کیونکہ کئی میل تک لوگوں کو اپنی اجناس منڈیوں تک لے جانے میں بڑی دشواری پیش آتی ہے ۔ خاص طور پر گندم اور گڑ منڈی تک نہیں پہنچایا جا سکتا اور جب بارش ہو جائے تو اجناس کو شہروں میں لے جانے میں بڑی مصیبت ہوتی ہے ۔ اس سلسلے میں مہربانی کر کے اس بجٹ میں سے کچھ رقم خرچ کی جائے ۔ پی۔ڈبلیو۔ڈی کے بجٹ میں پارسے ضلع کے لئے کوئی سڑک نہیں رکھی گئی ۔ تو ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ایک سڑک کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔

پانی کے مسئلہ کے متعلق میں عرض کرونگا کہ اس کا صحیح حل نکالا جائے ۔ دیہات میں پکے تالاب بنائے جائیں ۔ اس سے لوگوں کو یہ آرام ہوگا کہ وہاں پانی مشک ہو سکے گا اور لوگوں کو پینے کا پانی ملتا رہے گا ۔ السلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر : ملک محمد اکرم اعوان ۔

ملک محمد اکرم اعوان (سرگودھا۔9) : جناب والا ! پہلی گزارش تو میں یہ کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جو نیا بجٹ پیش کیا ہے اس پر انہیں مبارک دینے کو جی چاہتا ہے وہ اس لئے کہ یہ نہائت ترقی پسندانہ بجٹ ہے اور اس میں کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا ۔ شراب اور ریس پر جو ٹیکس لگائے گئے ہیں وہ عوام کی خواہشات کے عین مطابق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب جو پاکستان کا دل ہے ۔ یہاں پر ہم جتنی ترقی کرینگے اس کا اثر سارے پاکستان پر پڑے گا اور بجٹ کے ذریعے ہمیں یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہماری حکومت کے کیا ارادے ہیں ۔ کیا پروگرام ہیں اور ترقی کے لئے کیا معاشی پالیسی ہے ۔ اس بجٹ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری حکومت ترقی جتنے بھی شعبے ہیں ان پر خاص رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جس قدر رقم تعلیم اور ترقی کے لئے مخصوص کی گئی ہے وہ اس سے پہلے کبھی کسی حکومت نے مخصوص نہیں کی تھی ۔

اس کے علاوہ یہ موقع ہے کہ میں اپنے علاقے کے متعلق بھی کچھ معروضات گوش گزار کروں ۔ میرا تعلق ایک پس ماندہ تحصیل سے ہے جو تحصیل خوشاب کہلاتی ہے ۔ اور بد قسمتی یہ ہے کہ یہ تحصیل ضلع سرگودھا سے منسلک ہے اور ضلع سرگودھا ایک ترقی یافتہ ضلع سمجھا جاتا ہے ۔ لیکن تحصیل خوشاب جس کا رقبہ ضلع شیخوپورہ کے برابر ہے ۔ یہ ایک بہت بڑے علاقہ پر پھیلی ہوئی ہے ۔ یہ مارشل ریس کا وطن ہے اور فوج کے لئے زیادہ تر وہاں سے جوان آگے آیا کرتے ہیں ۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ تحصیل ہر لحاظ سے پسماندہ ہے ۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے بارہا گزارش کی ہے کہ اس تحصیل کو پس ماندہ علاقہ قرار دے کر اس کی ترقی کے لئے کوئی خصوصی انتظام کیا جائے لیکن آج تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی ۔

جناب والا! تحصیل خوشاب کچھ عرصہ چلے ضلع جہلم کے ساتھ منسلک تھی جو پس ماندہ علاقہ قرار دیا جاتا ہے۔ تحصیل خوشاب کی سرحدیں ضلع کیمبلپور اور ضلع میانوالی سے ملتی ہیں اور یہ دونوں اضلاع پس ماندہ قرار دئے گئے ہیں اور اس علاقے کی خصوصیت یہ ہے کہ ہمارا علاقہ کا کچھ حصہ کوئلہ پر مشتمل ہے اور کچھ پہاڑی زیادہ تر علاقہ بارانی ہے۔ وہاں معدنیات کی کمی نہیں لیکن سرگودھا کے ساتھ اس کا جو تعلق رکھا گیا ہے اُس کی وجہ سے اسے ترقی یافتہ سمجھ لیا گیا اور اس کی ترقی کے لئے کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ تو اس کے لئے میں جناب وزیر اعلیٰ سے خصوصی گزارش کرتا ہوں کہ از راہ کرم تحصیل خوشاب کی ترقی کے لئے خصوصی توجہ فرمائی جائے اور اگر ممکن ہو تو اس کو پس ماندہ علاقہ قرار دیا جائے اگر یہ ممکن نہ ہو اور اگر ایک تحصیل کو پس ماندہ علاقہ قرار نہ دیا جا سکتا ہو تو میں تجویز کرتا ہوں کہ حسب سابق اس تحصیل کو ضلع جہلم کے ساتھ یا ضلع میانوالی کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تاکہ اس علاقے کی ترقی کے لئے بھی کچھ ہو سکے۔

جناب والا! علاقہ میں اس قسم کے جفا کش لوگ ہیں کہ جو دلیر اور غیرت مند ہیں۔ انہوں نے ملک کی خدمات اس طرح سر انجام دی ہیں وہ ایک ریکارڈ ہے لیکن اس علاقے کی ترقی پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ علاقہ سون سکیسر کی آبادی 40 ہزار لوگوں پر مشتمل ہے اور وہاں کے لوگ دلیر اور جفا کش ہیں لیکن وہاں بجلی نہیں۔ اس کے آس پاس کے علاقوں کیمبلپور تلہ گنگ اور میانوالی میں تو بجلی ہے لیکن وہاں بجلی مہیا نہیں کی گئی۔ اگر اس علاقے کے لئے بجلی مہیا کر دی جائے تو وہاں سال انڈسٹریز کے لئے بڑی گنجائش ہے۔ خصوصاً کاٹن، ریشم، معدنیات اور سیمنٹ کی انڈسٹریز وہاں لگائی جا سکتی ہیں۔ لیکن بجلی کے نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت بڑی مصیبت ہے۔ وہاں کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ لوگ بے حد مفلس ہیں۔

ہمارا دوسرا مسئلہ آب نوشی کا ہے۔ آج تک کسی بھی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ یہ جو ہمارے پاکستان کے بازوئے شمشیرزن کہلا سکتے ہیں ان کے پانی کے مسائل کو بھی حل کر دیا جائے۔ جب جناب کھر صاحب چیف منسٹر تھے اس وقت بھی میں نے گذارش کی تھی اور آج جب وائیو صاحب اس کرسی پر متمکن ہیں، میں گذارش کو دہراتا ہوں کہ

تحصیل خوشاب کے آب نوش کے مسائل پر اور پس ماندگی کے مسئلے پر خصوصی توجہ دی جائے ، ورنہ وہاں کے لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ حکومت شہریوں کے لئے سب کچھ کرتی ہے اور دیہاتی لوگوں کے لئے کچھ بھی نہیں کرتی -

جناب والا ! اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو ایڈمنسٹریشن کے بارے میں بھی کچھ گذارش کر دوں - ہمیں اور عوام کو یہ عمومی شکایت ہے کہ ہماری ایڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی ہو گئی ہے اور اس پر جس قدر بھی خرچ آ رہا ہے اس کا کوئی خاص جواز نہیں پیش کیا جا سکتا - جب متحدہ پنجاب تھا ، ہمارے انتیس ضلعے تھے ، اُس وقت ہمارے پاس ایک آئی جی اور پانچ یا چھ ڈی آئی جی ہوتے تھے - لیکن آج ان افسران کا شمار ہم نہیں کر سکتے - اسی طرح سے اُس زمانے میں ہمارے پاس ایک فنانشل کمشنر ہوا کرتا تھا جو ریونیو بورڈ کا تمام کام کرتا تھا - لیکن آج ریونیو بورڈ کے افسران کا شمار انگلیوں پر نہیں ہو سکتا - میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس قسم کی ٹاپ ہیوی ایڈمنسٹریشن بنانے میں کیا تک ہے اور اس سے کارکردگی میں کیا اثر پڑا ہے - میرے خیال میں تو یہاں ترقی معکوس ہوئی ہے - جس قدر بڑے بڑے افسران بڑھے ہیں ، جس قدر ان کے مشاہرے اور ان کی سہولتیں بڑھی ہیں اُس قدر ان کی کارکردگی نیچے چلی گئی ہے - میں گذارش کرتا ہوں کہ اس معاملے میں خصوصی توجہ فرمائی جائے اور ایڈمنسٹریشن کو ٹاپ ہیوی نہ کیا جائے بلکہ اس کی نچلی سطح کی اصلاح کی جائے ، ترقی دینے کی کوشش کی جائے ، کارکردگی کو بڑھایا جائے ، حاضری اور پابندی وقت کا خاص خیال کیا جائے - آجکل حالت یہ ہے کہ آپ دفاتر میں چلے جائیے - وہاں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ رٹائرنگ رومز میں افسر صاحبان محو استراحت ہیں ، مشروبات سے ان کی تواضع ہو رہی ہے ، سکریٹ نوشی ہو رہی ہے ، کام کی طرف توجہ نہیں ہوتی - ان حالات میں جب تک ہمارے با اختیار افسران صاحبان اصلاح نہ کریں گے ان کے ماتحت افسران پر اچھا اثر نہیں پڑے گا اور وہ بھی اپنی اصلاح نہیں کریں گے -

جناب والا ! میں رشوت کے بارے میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ ہم اس کی بیخ کنی نہیں کر سکے ، بلکہ رشوت کے ریٹ کچھ اور بڑھ گئے ہیں - البتہ ایک

نام اور ترقی پرور حکومت کے لئے یہ چیز ایک دھبے کے طور پر سامنے آتی ہے ۔ پنجاب جیسے صوبے میں بھی اگر رشوت کا یہ بازار گرم ہو ، جو پاکستان کا بازوئے شمشیرزن ہے ، جو بذات پاکستان ہے تو ہم کس کی طرف مثال کے لئے دیکھیں گے اور کہاں سے ہم رہنمائی پائیں گے ۔

جناب والا ! میں ایک اور گذارش کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب کھر کے زمانے کا ایک کارنامہ خاص طور پر قابل یاد داشت اور قابل فخر ہے ۔ اس زمانے میں cattle lifting (سرقہ مویشیاں) کسی نہ کسی وجہ سے بند ہو گیا تھا ۔ لیکن خدا جانے کیا بات ہوئی ۔ کس طرح رسہ گیروں اور چوروں کو اتنی چھٹی مل گئی جو یہ حالت ہے کہ ضلع سرگودھا ، گجرات ، جھنگ اور دیگر اضلاع میں چوروں کی ٹولیاں رات کو مسلح ہو کر پھرتی ہیں اور چوریاں نہیں کرتیں بلکہ ڈاکے ڈالتی ہیں ۔ اگر کوئی مزاحمت کرتا ہے تو اس کو گولی مار دیتے ہیں ۔ سرقہ مویشیاں ایسا مسئلہ ہے جس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے ۔ پولیس کی کارکردگی کا اندازہ اس سے لگایا جائے ۔ اگر مویشیوں کی چوری ختم نہ ہوگی تو سمجھا جائے کہ پولیس نااہل ہے ۔ اگر چوری نہ ہوگی تو سمجھا جائے کہ پولیس کچھ کام کر رہی ہے ۔ ضلع سرگودھا میں سرقہ کی کئی وارداتیں پچھلے دنوں میں ہوئی ہیں ان میں سے اکثریت ایسی ہے جو آج تک بازیافت نہیں ہوئی ۔ ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پولیس اچھا کام کر رہی ہے یا اپنی ڈیوٹی احسن طریقے سے انجام دے رہی ہے ۔ اس مصیبت کو ختم کیا جائے ۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کسان دن بھر کھیتوں میں محنت کرتے ہیں اور رات بھر مویشیوں پر پہرہ دیتے ہیں ۔ وہ اس مصیبت میں کیا کریں گے اور آپ کو کس طرح دعائیں دیں گے ؟ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم ایک عذاب میں پھنس گئے ہیں اور الزام لگاتے ہیں کہ پولیس خود چوریاں کرواتی ہے ۔ اگر ہم اس چیز کی اصلاح نہیں کریں گے تو پھر ہم کس منہ سے ان لوگوں کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم آپ کے خیر خواہ ہیں ہم آپ کے خادم ہیں ہمیں ووٹ دیں ۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں سرقہ مویشیاں کو فوری طور پر ختم کیا جائے ۔ اس کے لئے سپیشل سکوئڈ بنائے جائیں ، سپیشل پولیس بھرتی کریں ، سپیشل ہدایات دیں ، جس طرح بھی ہو یہ مصیبت ختم کریں ۔ 85 فی صد آبادی کی لینڈ حرام

ہے ۔ اگر ہم چوروں اور رسہ گیروں کو قابو نہیں کر سکتے تو ہم اور کیا کریں گے ۔ کس طرح سے ہم انتظامیہ کے لئے نیک نامی حاصل کریں گے ۔

جناب والا ! ایک اور مسئلہ ہے جس کے بارے میں بھی توجہ دلانی میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ ہے ٹرانسپورٹر صاحبان کی زر اندوزی اور ان کی غفلت ۔ جناب والا ! ہماری سڑکوں پر روزانہ کئی حادثات ہوتے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں لوگ بے موت مر جاتے ہیں ۔ ان کے لئے کوئی ایسا معقول انتظام نہیں کیا گیا کہ بسوں کی رفتار کو کنٹرول کیا جائے ، ٹریفک کے اصول آبزرو کرانے کے لئے ان کو مجبور کیا جائے یا ان کا ٹائم ٹیبل اس طرح سے منضبط کیا جائے کہ بسیں آدھ آدھ گھنٹے کے بعد چلیں اور ایک دوسری کو اوور ٹیک کرنے میں ایکسیڈنٹ نہ کریں ۔ یہ مسئلہ آج کا نہیں ، بلکہ پرانا ہو گیا ہے ۔ لیکن ہم اس کی بیخ کنی نہیں کر سکے ۔ اس مسئلے پر بھی خصوصی توجہ فرمائی جائے کہ سڑکوں پر حادثات نہ ہوں ۔ اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو بھی جائے اور اس میں جان و مال کا نقصان ہو تو فوری معاوضے کا ایسا بندوبست ہونا چاہئے کہ لواحقین کو درخواستیں نہ دینی پڑیں ۔ میں اس کے لئے تجویز کرتا ہوں کہ بسوں یا کمپنیوں کے روٹوں کو اس طرح سے ریگولیٹ کیا جائے کہ وہ اپنا اپنا ٹائم آبزرو کریں ۔ ہر بس کو ایک ہی روٹ پر چلنے میں کم از کم آدھے گھنٹے کا وقت دینا چاہئے ۔ اس وقفے کے بغیر میں نے دیکھا ہے کہ ایک ہی وقت میں اڈے سے پانچ پانچ، سات سات بسیں چلتی ہیں اور دو سو میل کے لمبے روٹ پر ان کی ریس جاری ہوتی ہے ۔ کبھی ایک بس آگے ہوتی ہے تو کبھی دوسری ۔

جناب والا ! میں ان معروضات کے ساتھ یہ توقع رکھتا ہوں کہ موجودہ بجٹ سازوں نے جو ترقی پسندانہ اقدامات کئے ہیں ان میں میرے پس ماندہ علاقے کی ترقی کے لئے بھی کچھ کیا جائے گا اور غریب کسانوں کو سرقہ مویشیاں سے بھی بچایا جائے گا اور عام لوگوں کی جان و مال کا پورا بندوبست کیا جائے ۔ شکریہ ! (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : راجہ محمد افضل خان !

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب والا ! میں آپ سے ایک وضاحت چاہتا

ہوں ۔ جب آج صبح سردار صغیر احمد صاحب نام لکھ رہے تھے تو جن ممبروں نے تقریریں کرنی ہیں وہ نے بھی اس وقت اپنا نام لکھا دیا تھا ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ نے بہت اچھا کیا تھا ۔

**چوہدری محمد سرور جوڑا :** میری عرض یہ ہے کہ میرا نام تیسرے نمبر پر تھا ۔ میں حضور سے یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ جس ممبر کو چاہیں بلا سکتے ہیں یا لسٹ کے مطابق بلاتے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر :** میں اس لسٹ کا قطعاً پابند نہیں اور نہ پابندی کرنا چاہتا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں تمام فاضل اراکین چھ کے چھ دن موجود رہیں ۔ راجہ محمد افضل خان ۔

**راجہ محمد افضل خان (گجرات ۔ ۵) :** جناب والا ! ایک طویل خاموشی کے بعد آج مجھے موقع ملا ہے کہ میں اپنے علاقے کی نمائندگی اس ایوان میں موثر طریقے سے پیش کر سکوں ۔ خواہش تو یہ تھی کہ اس ایوان سے آئے دن غیر حاضر رہوں لیکن اپنی ادائیگی اور کارکردگی کو پورا کرنے کے لئے ، خاص طور پر اپوزیشن کو موجودہ دور کی جمہوریت کے ایک چال سے گزرنا پڑتا ہے جو دیکھنے میں تو جمہوری ہے لیکن اس کے دھاگے خسطائی اور آمریت کے دور سے بندھے ہوئے ہیں ۔ جناب والا ! اپوزیشن کو صحیح کرنے کے لئے اس ملک میں جہاں کہ بلند بانگ دعوے کیے جاتے ہیں جمہوریت کے جن مصائب سے گزر رہا ہوں اگر اس کی تفصیل اس ایوان کو بتلاؤں تو یقیناً آپ محسوس کریں گے کہ اس ملک میں حب الوطنوں کا کوئی مقام نہیں ۔ ان لوگوں کے لئے کوئی جگہ نہیں جو کہ سچائی سے اپنے فرائض انجام دینا چاہتے ہیں ۔ چلے گھر کو لوٹا گیا ، بیوی بچوں کے سروں پر پستول رکھ کر ان کے ساتھ تشدد ہوا پھر میری گاڑی جلا دی گئی پھر اس کے بعد گولی چلائی گئی پھر اس کے بعد یہاں تک حد نہ ہوئی تو حکومت نے سیاہ و سفید میں ہر جگہ خطوط جاری کیے کہ اس کے اہل خانہ کو اس کے بچوں کو کوئی کاروبار نہ دیا جائے اور اس طرح جن ذرائع سے ہم روزی کماتے تھے وہ ذرائع بند کر کے ہماری روزی بند کی گئی ۔ جناب والا ! میں اس ایوان میں اپنی مظلومیت کا اظہار نہیں کر رہا ۔ میں صرف اس حد تک بتانا چاہتا ہوں جیسا کہ قائد

ایوان جناب معراج خالد صاحب بھی اپنا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ میرے پاس اتنی جائیداد موجود ہے ۔ میں وہ شخص ہوں جو ایک لاکھ روپیہ سالانہ لیکن دیتا تھا ۔ اتنی آمدنی تھی لیکن میں نے ایثار کی مثال قائم کی تھی ۔ جنگ کے دوران اپنا تمام زیور اور جائیداد بیچ کر طلبہ کے لئے سکول بنوائے تھے ۔ شاید یہ میرے عمل گوارا نہ تھے ۔ یہ عمل تو وہ تھے جو آپ کے نظام کے مطابق اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھالنا تھا جو کہ پانچ سال پہلے میں نے عمل کیا ۔ آج بھی وہ شخص ہوں جس کے گھر میں ایک تولہ سونا بھی نہیں ہے اور یہ بھی یقین دلاؤں کہ جو دو سال کے بعد میرا گھر لوٹا گیا اس کی تصدیق ہوئی حکومت نے خود اس کی تصدیق کی کیونکہ الٰہی کی مہربانی سے یہ عمل ہوا ۔ جناب والا ! جہاں تک خاموشی اور تشدد کا تعلق ہے جو کچھ میں نے اڑھائی سال میں دیکھا ہے اس ملک میں اگر کسی چیز نے ترقی کی ہے تو وہ آمریت نے ایوب کے دور سے زیادہ ترقی کی ہے ۔ یک شخصی جمہوریت قائم ہوئی ہے ۔ پروپیگنڈے میں نظام جمہوری دکھائی دیتا ہے لیکن عملاً آمرانہ ہے ۔ جناب والا ! جہاں تک تقریروں کا تعلق ہے تو ہم اگر ادبی اور لچھے دار تقریروں سے اس ایوان کو متاثر کریں اور عوام کو متاثر کریں تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ خوش حالی ہو سکتی ہے ۔ یہ ناممکن ہے کیونکہ ایک عالم ، ایک ادیب اور ایک ناظم میں بہت فرق ہوتا ہے ۔ ہمارے قائدین یہ سمجھ چکے ہیں کہ عوام ذہنی مریض ہو چکے ہیں ۔ ان کو ہم تقریروں کے جادو سے متاثر کر کے ان کا علاج کر سکتے ہیں اور اگر عوام اپنے آپ کو ذہنی مریض محسوس نہ کریں تو پھر بات الٹ بھی ہو سکتی ہے ۔

جناب والا ! میں اس ایوان میں ایک خلاصہ پیش کروں گا کہ کن اصولوں پر بجٹ اچھے بن سکتے ہیں لیکن ان کی کارکردگی کن اصولوں پر موثر ہو سکتی ہے ۔ سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ اگر قیادت نے کوئی اقتدار کو عوام کے مفادات سے بالاتر سمجھا ، جب ایوان کے اراکین اپنی ذاتی جائیدادوں کے ساتھ اپنی اغراض کو عوام سے بالاتر سمجھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی ۔ اس کے دلائل موجود ہیں ۔ مثلاً اگر آپ نے تعلیم پر چالیس کروڑ روپے کی رقم بھی رکھی ہو لیکن اگر آلے دن جیسا کہ آج سے اڑھائی سال پہلے ہو چکا ہے ، جب بھی کرسی کو تھوڑا سی لرزش ہوئی

تو تعلیمی ادارے بند کیے جاتے ہیں ۔ تمام بجٹ رائیگاں جاتا ہے ۔ آج آپ کی قوم ایک ایسے عرصے سے گزر رہی ہے کہ آج ہم مستقبل کی پود کے لئے ایک تاریکی کا مستقبل دیکھ رہے ہیں ۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک خلا پیدا ہونے والا ہے ۔ تعلیمی ادارے آئے دن بند کر کے وہ تمام صلاحیتیں تمام فنڈ جو تعلیم کے لئے پچھلے دو سال سے صرف کیا جا رہا ہے وہ بے کار ہو چکا ہے ۔ بچے تعلیم کا سلسلہ آئے دن منقطع ہونے کی وجہ سے تعلیم سے ہٹ چکے ہیں ۔ اگر آپ نے تعلیم کا بجٹ اس اصول پر خرچ کیا کہ تعلیمی اداروں میں سیاست کو فروغ ملے اور تعلیمی ادارے آئے دن بند رہیں ۔ تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بجٹ کی تمام صلاحیتیں رائیگاں جائیں گی ۔

جہاں تک پولیس کا تعلق ہے ، بہت بڑا بجٹ ان کے لئے مقرر کیا گیا ہے ۔ پولیس ملک کے صوبوں میں تنظیم میں دو اہم شعبوں میں جہاں پہلے آرمی آتی ہے اور پھر پولیس ۔ یہ سپلنڈ فورس کہلائی جا سکتی ہے ۔ مگر ہم خود اس کا ڈسپلن خراب کر رہے ہیں ۔ خود اس تنظیم کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو تمام روح جس کے لئے پولیس فورس کو تیار کرتے ہیں اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ جب ہم ان سے ایک غلط کام لیتے ہیں جو غیر آئینی ہوتا ہے تو ہم ان کے مرہون منت ہوتے ہیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پولیس آئندہ اعلیٰ کارکردگی سے گریز کرتی ہے اور وہ ہمیشہ غلط کام پر اتر آتی ہے ۔ رشوت ستانی اور ظلم اس کا طریق کار بن جاتا ہے ۔ میں اس کی مثال دینا چاہتا ہوں ۔ ماضی میں کس طرح پولیس کو استعمال کیا گیا کہ جلسے جلوسوں میں پولیس کا ہونا لازمی ہے ۔ ورنہ افراتفری اور آپس میں فساد ہوتا ہے ۔ جس دن وزیر اعظم نے پنڈی میں جلسہ عام کیا ۔ پولیس تمام جا چکی تھی ، غنڈہ فورس جلسوں کو درہم برہم کرتی تھی وہ بھی جا چکے تھے ۔ اس دن اصغر خان کا موچی دروازے میں جلسہ منعقد ہوا تھا تو ایک پتھر بھی نہیں چلا اور بڑی پر امن فضا تھی ۔ جس نے ثابت کر دیا کہ یہ ہم خود سب کچھ کر رہے ہیں ۔ جتھہ بندی گروہ بندی غنڈہ گردی اس ملک کا عام رواج بن چکے ہیں ۔ اب اس حکومت کی نئی وزارت آئی ہے ۔ اس کو یہ تمام مسئلے دیکھنے ہیں ۔ ماضی میں وزیروں نے جو کردار ادا کیا وہ ہمارے سامنے ہے ۔ ہم نے وزیر صحت کو وزیر دہشت کے روپ

میں دیکھا ۔ سٹین گنیں لیے ہوئے بسوں پر چڑھے ہوئے جلوسوں پر شہریوں پر فائرنگ کرتے ہوئے دیکھا ۔ ہم نے وزیر قانون میں لا قانونیت کے وہ تمام اصول پائے جو کہ اب کسی بھی معاشرے میں نہیں پائے جاتے۔ ایسے اصولوں کو اپنانے والے کیا توقع کر سکتے ہیں کہ رہوہ جیسے انسیڈنٹ یا اس ملک میں آئے دن آتش زدگی جیسے انسیڈنٹ اس ملک کا معمول نہ بن سکیں ۔ یہ ہماری اپنی پیداوار ہے ۔ قوموں کو بگاڑنے میں تو کوئی دیر نہیں لگتی بہت آسان ہوتا ہے لیکن قومیں سنوارنے کے لئے پھر ولی اللہ اور نبیوں کی ضرورت پڑتی ہے ۔ میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بگڑی ہوئی قوم کوسنوارنے کے لئے اعلیٰ کارکردگی کی ضرورت ہے جو ایک خاص سانچے کے نیچے اگر یہ قوم اٹھے تو یہ کر سکتی ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! راجہ صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ قوموں کو بگاڑنے میں تو دیر نہیں لگتی اُن کی اصلاح کے لئے نبیوں اور ولیوں کی ضرورت پڑتی ہے ۔ یہاں نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ۔ یہ تو طے ہے جیسا کہ ان کی تقریر سے ظاہر ہے کہ قوم بگڑی ہوئی ہے ۔ کیا وہ اس ضرورت کا احساس دلا رہے ہیں یا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نبی کی واقعی ضرورت ہے ۔

راجہ فضل خان : جناب والا ! میں نے ولیوں کا ذکر بھی کیا ہے یعنی اعلیٰ صلاحیتوں کے لوگ ۔ جناب والا ! جہاں تک انتظامیہ کا تعلق ہے، انتظامیہ مایوس ہو چکی ہے ۔ کیونکہ نا انصافی کا دور دورہ ہے اور وہ اپنے آپ کو عدم تحفظ کی صورت میں دیکھتے ہیں ۔ جب کوئی شخص یہ محسوس کرنے لگے کہ میرا اس ملک میں کوئی مقام نہیں یا مجھے تحفظ حاصل نہیں تو وہ اپنی کارکردگی میں اتنا نمایاں کردار ادا نہیں کر سکتا ۔ میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام صورتوں میں یہ بات نمایاں ہے ۔ جیسے فیکٹریوں میں سلوڈاون سٹرائک ہوتی ہے اس طرح آپ کی نا انصافی سے انتظامیہ نے حقیقت میں سلو ڈاون سٹرائک کر رکھی ہے جس سے ملک کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ آپ کو اس کا بالکل علم نہیں ۔ آپ کو غلط منصوبے پیش کیے جاتے ہیں ۔ جس صوبے کی انتظامیہ نے یہ تخمینہ دیا ہے کہ ہم خوراک میں خاص طور پر اس فصل میں خود کفیل ہو چکے ہیں لیکن یہ غلط ثابت ہوگا ۔ وقت آپ کو بتائے گا کس حد تک یہ غلط تخمینہ ہے ۔

جناب والا ! خوشحالی کا دھوکا کرنے سے ہمیں یہ محسوس نہیں کرنا چاہئے کہ کاروں کی تقسیم اور وزیروں کی عالیشان کاریں اور محلوں کی تعمیر ۔ اعلیٰ شہروں کی تعمیر اور عوامی نمائندوں کی کاروں کے لئے بحث اس ایوان میں یہ ثابت کرتی ہے کہ ہم خوشحال ہو چکے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت 95 فیصد لوگوں کا یہ عالم ہے کہ ان کو اب یہ بھی جرأت نہیں کہ اپنی جوتی کا تلا بھی بنا سکیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ایک اسمبلی جس نے آتے ہی بلند بانگ دعوے کئے تھے کہ ہم غریبوں کے خادم ہیں لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا ملک اس وقت دو وقت کی روٹی سے بھی محتاج ہے ۔ ایک شخص آدھ سیر گھی کے لئے اپنا پورا وقت ضائع کرتا ہے ۔ ایک شخص کی ایک دن کی کمائی چھ روپے ہے اور وہ آدھ سیر گھی کے لئے صفوں میں کھڑا ہوتا ہے اور یہ روز کا معاملہ ہے کہ ہر شخص کو آدھ سیر گھی کے لئے چھ روپے ضائع کرنے پڑتے ہیں ۔

جناب والا ! جہاں تک ٹیکس کا تعلق ہے حکمران پارٹی نے کہا ہے کہ انہوں نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا ۔ میں کہتا ہوں کہ 95 فیصد غریبوں پر ٹیکس لگا چکے ہیں کیونکہ 95 فیصد غریب ایسے ہیں اگر تخمینہ لگایا جائے تو ان کی آمدنی اس وقت 17 روپے سے کم ہے اور اس وقت گھی ، تیل اور بہت سی دوسری اشیاء ایسی ہیں جن کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے ۔ چینی کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے ۔ اگر آپ تخمینہ لگائیں تو ایک خاندان اس وقت بیس سے پچیس روپے ماہانہ ٹیکس کی ادائیگی کر رہا ہے جو کہ سال کے اندر تقریباً تین سو روپے سالانہ بنتا ہے ۔ میں آپ کو واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ indirectly غریبوں پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے ۔ جہاں تک صوبہ کے عوام کا تعلق تھا مرکزی حکومت نے نئے ٹیکس ان پر لگا دئے تھے لیکن امیر لوگوں کا جہاں تک تعلق تھا تو وہ صوبہ کی ایسی کارکردگی ہونی چاہئے تھی کہ ان پر ٹیکس لگانا چاہئے تھا اور آج ہمارے ان عوام کا جیسا کہ ہم ان کی حالت دیکھتے ہیں یہ عالم ہونا چاہئے تھا کہ اس ایوان کے اندر یہ جرأت نہیں ہونی چاہئے تھی کہ اراکین یا رکن اسمبلی اسی (80) ہزار روپے کی ایک کار خریدے جبکہ ان کی قوم مر رہی ہے ۔ جناب والا ! اگر آپ ان کو سکوٹر دے دیتے تو مجھے فخر ہوتا ۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ خوشحالی اور یہ سہنکائی سب چیزیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ ہم اس وقت ان اصولوں پر کاربند نہیں ہیں جن اصولوں پر ہم نے یہ ملک بنایا تھا اور پھر میں یہ بھی کہوں گا جہاں تک اس ملک کا تعلق ہے ہم ایک اصول کے لیے قربانی دیے رہے ہیں چونکہ ہم اس وقت مسائل میں سے گزر رہے ہیں۔ اس وقت ہمارا مقصد ایک ہے اور وہ مقصد یہ نہیں کہ ہم آپ کا اقتدار چھینیں ہمارا یہ مقصد نہیں کہ ہم یہ کرسی سنبھال لیں ہمارا صرف یہ مقصد ہے جو کہ ایک آیت کے محور کے گرد گھومتا ہے اور وہ یہ ہے

فعصوا رسول ربهم فاخذهم اخذة رابية ۔

خدا نے فرعون کے متعلق جب یہ کہا کہ ہم نے ایسے فرعون پیدا کئے اور ان کی ان بھتیوں کو غرق کر دیا۔ پھر اللہ میاں فرماتے ہیں کہ جس وقت بھی قیادت رسول کے واسطے چھکتی ہو کہ جس وقت وہ رسول کے راستے سے ہٹ جائیں تو میں نے ان قوموں کے مسائل میں اضافہ کر دیا۔ چاہے مسائل آپ کی بیرونی سطح سے آئیں چاہے آپ کی اندرونی سطح سے آئیں۔ لیکن اس آیت کی سچائی ثابت ہو گی۔ ہم ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ اسلام کے اندر قیادت یا مساوات محمدی کے تین مقام ہیں۔ پہلا اخلاق۔ دوسرا انصاف۔ تیسرا اعتدال۔ یہ تینوں چیزیں جب تک قیادت نہیں ہیں گی اس وقت تک کوئی قوم پروان نہیں چڑھے گی۔ خدا نے اپنے نبی کو اپنے رسول کو رحمت العالمین کی حیثیت سے بھی دیکھا ہے اور رحمت المسلمین کی حیثیت سے بھی دیکھا ہے۔ جن قوموں نے اپنا نظام ان تینوں اصولوں پر استوار کیا ہے ان قوموں نے دن رات ترقی کی لیکن اس دور کے اندر اس ملک کے اندر جس طریقہ سے نظام کو قائم کیا گیا ہے اسے دیکھ کر مجھے مایوسی ہوتی ہے اور جہاں اخلاق کے متعلق تھا وہاں غنڈہ گردی کا اظہار کیا گیا بد اخلاق لوگوں کے ہاتھ میں عنان دے دی گئی۔ جہاں انصاف کے متعلق تھا وہاں نا انصافی کا دور دورہ ہے اور اس وقت اس حد تک اور مکمل طور پر نا انصافی ہے کہ لوگ جب عدالتوں سے انصاف حاصل کرنے جاتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس کوئی پانچ سو روپے کا مقدمہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو پانچ ہزار کی اضافی کوئی پڑتی ہے لیکن انصاف نہیں

نہیں ملتا ۔ عدالتوں میں لوگ دھکے کھا رہے ہیں میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اس وقت قوم مجموعی طور پر کم از کم تین کروڑ روپے صرف عدالتوں میں صرف کر رہی ہے اور ان کو انصاف نہیں ملتا ۔ لیکن حکومت نے ایسی مشینری قائم نہیں کی کہ ان کو انصاف مل جائے ۔ Delayed justice is no justice. اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انصاف میں تاخیر ہو تو وہ انصاف نہیں ہوتا اس سے مسائل بڑھتے ہیں ۔ لوگ آپس میں آمنے سامنے آ جاتے ہیں ۔ ان کے انصاف میں تاخیر ہوتی ہے تو پھر وہ قتل پر آ جاتے ہیں اور پھر اور مصیبت پڑتی ہے ۔

جہاں تک اعتدال کا تعلق ہے اسے ہم میانہ روی کہتے ہیں یہاں ہم نے میانہ روی نہیں دیکھی جن لوگوں نے یہ کہا تھا کہ ہم مساوات محمدی قائم کریں گے ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں ان میں ان کی بڑی بڑی کاریں ۔ ان کا اعلیٰ لباس ۔ ان کا اعلیٰ کلبوں میں جانا ۔ اعلیٰ ہوٹلوں میں جانا یہی ہم دیکھ رہے ہیں ۔ یہاں تو ایک شخص دن کا دو سو روپے خرچ کر کے رہائش پذیر ہوتا ہے ایسی چیزوں کو کیوں نہ اس ملک میں سے ختم کیا جائے تاکہ ہمارے سامنے ایسی خوبصورت چیزیں ہی نہ ہوں کہ ہم میں یہ احساس پیدا ہوا اور ہم ان کو استعمال کریں ۔ سرمایہ ایک اصول پر خرچ ہو اور اگر آپ ایک اصول بنا کر اس کے محور کے گرد اپنا قانون اور اپنا آئین اور اپنے تمام اصول بناتے ہیں اور اپنے اصراف اور اپنی زینت اور تصور اور اغراض کو چھوڑ دیتے ہیں تو میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ قوم خوشحالی کی طرف گامزن ہو جائے گی ۔

جناب والا ! جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے ہمارے سامنے حقائق موجود ہیں جس دور سے ہمارا ملک گزر رہا ہے ہم اس میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی اندرونی قسم کی سازش ہے ۔ جہاں تک نشر و اشاعت کے شعبے کا تعلق ہے جہاں تک صوبوں کا تعلق ہے وہ الگ الگ ہو چکے ہیں ہمارا ایک شعبہ نشر و اشاعت و اطلاعات کا تھا وہ آج ہم الگ الگ صوبوں میں تقسیم کر چکے ہیں ۔ ہم ایک دوسرے کی قیادت اس قومی سطح پر نہیں لا سکتے ۔ پہلے تو غنڈہ گردی جلسوں پر ہوئی ۔ پہلے تو قائدین کا قتل عام ہوا ۔ ان پر تشدد

ہوا - ہم یہ کیا کر رہے ہیں ہم اس طرح سے تو اپنے مستقبل کو تباہ کر رہے ہیں - ہم اپنے مستقبل کی نسلوں کو محرومی میں لے جا رہے ہیں - چنانچہ جب وہ تلاش کریں گے اور ٹٹولیں گے تو ان کو آپ سے قیادت نہیں ملے گی - جمہوریت میں قیادت ابھرتی ہے لیکن اڑھائی سال میں اس ملک میں قائدین کو قتل کیا گیا - تشدد کا نشانہ بنایا گیا - مقدمات بنائے گئے - دور دراز علاقوں میں مقدمات درج کئے گئے - جناب والا ! آپ کے سامنے ایک دلیل موجود ہے کہ آج آپ کے ملک میں قیادت نہیں ہے - نشر و اشاعت کے شعبے کا جہاں تک تعلق ہے وہ صرف صوبائی سطح پر منتقل ہو کر رہ گیا ہے - یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ قیادت ڈھونڈھیں گے اور جب یہ کہیں گے کہ ہماری قیادت کہاں ہے ان کو قومی سطح پر قیادت نہیں ملے گی - ہر صوبے کا شخص کہے گا کہ ہمارے صوبے کی قیادت اس میں ہے - ان میں ایک تنازعہ پڑے گا اور یہ ملک پھر بحران کا شکار ہو گا - اس وقت یہ ملک ایک نازک دور سے گزر رہا ہے قادیان کا مسئلہ اٹھا ہے - اس مسئلے کو ہوا دے رہے ہیں - یہ مسئلہ بہت آسان ہے اور آسانی سے حل ہو سکتا ہے - کاش علمائے دین 1953ء کے بعد سے اس مسئلہ کو جاری رکھتے تو ہم ان کو خوش آمدید کہتے کہ واقعی یہ ان کا ایثار ہے - میں نہیں چاہتا کہ علمائے دین اس مسئلہ کو پیدا کریں اور جب غریبوں کا قتل عام ہو تو پھر وہ خود واپس چلے جائیں جناب والا ! یہ مسئلہ اٹھایا نہیں گیا - یہ مسئلہ کا مرہون منت تو ہمیں رہوہ والوں کا ہونا چاہئے جنہوں نے ہمیں یہ راستہ دکھایا - ہمیں ان کو اقلیت قرار دینا چاہئے - کاش یہ مسئلہ ہم خود اٹھاتے تاکہ یہ مسئلہ اس 1953 کے محشر کی قربانیوں کی ایک کڑی ہوتا اور وہ چلا آتا اور علمائے دین قتل عام میں اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کرتے تو پھر ہم کہتے کہ یہ واقعی ایک بڑا مسئلہ ہے جس کے ساتھ کوئی سیاسی لگاؤ نہیں - اب جو حالت ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ فوری طور پر حل ہوتا کہ اس ملک میں پائیدار امن ہو اور اس کا بیرونی طاقتوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے -

جناب والا ! جہاں تک اس ملک کی مصیبت کا تعلق ہے وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے -

**چوہدری غلام قادر :** پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! راجہ صاحب کی

خدمت میں میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی ابھی تقریر کا موقع آئے گا اور میں آپ کو یہ بات کہنے کے لئے مزید موقع دوں گا ۔ دو منٹ زیادہ دوں گا تو پھر کہہ لینا ۔ اگر آپ نے اپنی تقریر نہیں کرنی ہے تو پھر میں آپ کو موقع دے دیتا ہوں ۔ راجہ محمد افضل خان اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! آج اس ملک میں ایٹم بم کے دھماکہ سے جو اثرات پیدا کئے جا رہے ہیں جس طرح سے قوم کو دہشت زدہ کیا جا رہا ہے اگر قوم کو دہشت زدہ کرنے کی بجائے عملی طور پر سپاہی بنایا جائے تو اس سے اچھی کوئی اور بات نہیں ہو سکتی لیکن حقیقت اگر دیکھی جائے تو ایک طرف تو ایٹم بم کی دہشت کا پرچار کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ریڈیو میں شاما بیوٹی کریم کا پرچار ۔ جناب والا ! یہ دونوں بڑی متضاد چیزیں ہیں جو بڑھتی جا رہی ہیں ۔

**Begum Syeda Abida Hussains :** If the honourable member is referring to the Indus Nuclear explosion I may inform him that it was a nuclear deviec. Which was exploded. It was not a bumb because bumb is a different thing.

**Mr. Speaker :** Please cuntinue.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! اس کے بعد امن عامہ کی صورتحال آپ کے سامنے ہے ۔ وجوہات تو میں نے بیان کی ہیں جناب والا ! جب قوم کا کمپلان ختم ہو تو امن عامہ تباہ ہو جاتا ہے ۔ عوام امن عامہ کو قائم رکھنے میں حصہ نہیں لیں گے ۔ اعتماد نہیں کریں گے ۔ اس کی بھی ایک وجہ ہے ۔ میں اس کو ثابت کرنے کے لئے جناب والا ! آپ کو دلائل پیش کر سکتا ہوں ۔ اسلحہ کی درآمد پر جو پابندی لگائی گئی ہے اس کے نتائج جلد ہی ہمارے سامنے آ جائیں گے اور یہ بہت بڑے مصائب کی صورت میں قوم کے سامنے آئیں گے ۔ جناب والا ! یہ قوم جو مزاج میں مجاہد ہے تو اگر مجاہد سے اس کی زینت لے لی جائے یعنی اس سے اس کا اسلحہ لے لیا جائے تو پھر یہ دوسرا طریقہ زاچ گانا اور شاما کریم کی صورت میں رہ جاتا ہے ۔ لبرٹی ہاؤ کیٹ

میں جو واقع ہوا ہے یہ محض اس لئے ہوا ہے کہ عوام مسلح نہیں تھے ۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں ۔ آج کل کی جنگیں قومی سطح پر ہوتی ہیں ۔ عوامی جنگیں ہوتی ہیں ۔ جیسا کہ شیش محل کے اندر آپ نے مثال دیکھی ۔ ویت نام کی مثال آپ کے سامنے ہے ۔ ایٹم بم جناب والا ! کسی ایک شخص کی اجارہ داری نہیں ہے ۔ میں آپ کو وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایٹم بم استعمال نہیں ہوگا ۔ یہ جنگ عوام کی ہو گی ۔ اگر عوام کو اسلحہ سے دلچسپی نہیں ہوگی تو کچھ سیکھیں گے کیسے ۔ وہ تربیت کیسے حاصل کریں گے ۔ آپ نے دیکھ ہی لیا ہے کہ صرف 6 آدمی لبرٹی مارکیٹ میں داخل ہوئے اور وہ لوٹ لاٹ کر چلے گئے ۔ اگر فوج یا دشمن کا کوئی سپاہی اس طرح سے آ گیا تو آسانی سے وہ اپنا کام کر سکے گا ۔ اور اس طرح اس کے لئے قبضہ کرنا آسان ہو جائے گا ۔ حکومت عوام کو اسلحہ نہیں دینا چاہتی ۔ اس پر اعتبار نہیں کرتی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے ان پر اعتبار نہیں ہے ۔ اگر انہیں اس پر اعتبار نہیں ہے تو پھر انہیں اس پر حکومت کرنے کا حق بھی نہیں ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کو عوام پر پورا یقین ہونا چاہئے اور ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہئے ۔

اس کے بعد میں جناب والا ! یہ عرض کروں گا کہ یہ قربانی جو پنجاب کے عوام نے دی ہے بہت بڑی قربانی دی ہے اور جو مظاہرہ پنجاب کے عوام نے کیا ہے اسکی مثال کسی اور صوبہ میں نہیں ملتی ۔ جناب والا ! اس خاموشی کا یہ مقصد نہیں کہ پنجاب کی غیرت پر کسی طرح آنچ آئے ۔ اس حد تک بھی صبر نہیں ہونا چاہئے کہ ایک طرف تو سٹیشنوں پر یعنی غیر پیداوری منصوبوں پر کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں اور دوسری طرف پنجاب کے عوام بھوکے مر رہے ہیں تو کیا کوئی شخص احتجاج بھی نہ کرے ۔ اس وقت ضرورتوں کو حل ہونا چاہئے ۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے نہیں ہٹنا چاہئے گیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ ہم اقلیتوں کے سامنے بھی سر نہ اٹھا سکیں ۔ جب کوئی قوم اس حد تک پہنچ جائے تو تباہی آ جاتی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں ۔

سید ظالم حسین شاہ : جناب والا ! میرا نام تو آپ لیتے نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا نام تو میرے دل پر لکھا ہوا ہے ۔

The House is adjourned and we shall reassemble at 12.00 Noon.

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد سرور جوڑا ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا (گجرات 1) : مسٹر سپیکر !

اگر کج رہے ہیں انجم آسمان تیرا ہے یا میرا
مجھے فکر جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا

(قطع کلامیاں)

**Mr. Speaker** : I would request the House to maintain order. Please continue.

چوہدری محمد سرور جوڑا : جناب سپیکر ! اس سے پیشتر کہ میں بجٹ پر کچھ باتیں یا کچھ تنقیدیں کر سکوں ایک بات جو کہ میرے دل کی گہرائیوں سے نکل کر اس ایوان میں گونجے گی وہ یہ ہے کہ جب وزیر اعلیٰ نے اپنی بجٹ تقریر میں ایٹمی دھماکے کا ذکر کیا تو اس وقت میرے دل میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا ۔ میں نے آج سے چند ماہ پیشتر یہ ممکن نہیں کہ میں اس کی یاد کو بھلا دوں ۔ ایٹمی دھماکے کے متعلق میں نے اپنے قائد اپنے راہنما جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ایک امریکن جریدے ۔ ایک امریکن رسالے کے حوالے سے کہا تھا کہ انڈیا عنقریب ایک ایٹمی دھماکہ کرنے والا ہے ۔ اس کے بعد میں نے اپنے راہنما ۔ اپنے قائد سے وقت بھی مانگا ۔ میں نے تاریں بھی دیں لیکن شاید میں نہیں کہہ سکتا کہ کن وجوہات کی بنا پر انہوں نے مجھے انٹرویو کے لئے وقت نہ دیا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی کچھ اس وقت کی صورتیں تھیں ۔ ان کے چہروں پر شگفتگی نہیں تھی ۔ تو یہ تمام جو اس کا رد عمل ہوا اس کے کیا اسباب تھے ۔ یہاں پر ہم وزراتوں کے چکر میں تھے ۔ ہم ایک دوسرے کے گھٹنے کھینچنے میں لگے ہوئے تھے اور اسی پر

اپنی تمام طاقت صرف کر رہے تھے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : یہ ان کا اپنا نقطہ نظر ہے ۔ جب آپ کی تقریر کی باری آئے گی تو آپ ٹانگ کھینچنے کا محاورہ استعمال کر لیں ۔ بہر حال میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ معزز ممبر تقریر جاری رکھیں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : میں اپنے معزز ایوان کے معزز ممبران سے کہوں گا کہ مجھے ہر بات پر اس طرح کمانڈ نہ کریں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Please keep order. I may have to name some member if interruptions continue.

چوہدری محمد سرور جوڑا : تو اس سلسلے میں میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو سے کہ ابھی بھی کچھ نہیں گیا ۔ جیسا کہ شاعر مشرق نے کہا تھا ۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
قناعت نہ کر علم رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
اس روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

جناب سپیکر ! جیسا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے ذکر کیا کہ ڈسٹرکٹ پیملز ورکس پروگرام میں ان اداروں میں ایم پی اے صاحبان ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

کہ ان اداروں میں ایم پی اے صاحبان کو فائز کیا جائیگا تو آج سے دو تین سال پیشتر بھی میں نے اپنے سابق وزیر اعلیٰ جناب غلام مصطفیٰ کھر کو کہا کہ آپ ان اداروں پر عوامی نمائندے لگائیں ۔ اس سے کچھ اچھے

کام ہوں گے اور میں علی الاعلان کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں جتنے بھی ڈسٹرکٹ ورکس پروگرام تھے جن پر وزیر فائز تھے اس میں شاید ہی کوئی ضلع ہو جس میں کرپشن نہ ہوئی ہوئی ہو - میں اپنے ضلع کے متعلق ببانگ دہل کہوں گا کہ وہاں 12 لاکھ روپے کا غبن ہوا اور وہاں جتنے بھی اس ادارے کے عہدیدار تھے اور ملازم تھے ان تمام نے ہائی کورٹ میں اپنی ضمانتیں کرائیں - میں نے اپنی پارٹی میٹنگز میں بار ہا کہا کہ خدارا ان اداروں کو بچاؤ - مجھے دوسری میونسپل کمیٹیوں سے کوئی لگاؤ نہیں - اس لئے میں ان کے متعلق کچھ نہیں کہتا لیکن میں گجرات کی میونسپل کمیٹی کے متعلق ضرور کہوں گا کہ وہاں لاکھوں روپے کا غبن ہوا - گورنر کو تاریں دیں - اس محکمہ کے بڑے بڑے افسروں سے کہا گیا - یہاں سے کچھ لوگ تحقیقات کے لئے گجرات گئے لیکن اس کا کچھ اثر نہ ہوا - پھر ہم نے ضمنی سوالات بھی کئے - - - -

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر کرسی صدارت متمکن ہوئیں)

- - - ان میں ایک ٹھیکیدار انعام الحق کا ذکر بھی آیا - اس وقت کاہلوں صاحب ہمارے وزیر تھے - انہوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا کہ میں موقع پر جا کر گجرات میونسپل کمیٹی کی سڑکوں کے متعلق تحقیقات کروں گا لیکن کاہلوں صاحب - - -

(اس مرحلہ پر چوہدری ممتاز احمد کاہلوں اپنی سیٹ پر آئے)

(قطع کلامیاں)

آپ کا ذکر آ گیا تھا - لیکن اس پر بھی کچھ عمل نہ ہو سکا اور اب اپنے سینئر وزیر صاحب تشریف لا رہے ہیں - جب یہ پہلے ورکس پروگرام کے چیئرمین بنے تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کی - پھر جب وزارت کا چکر چل رہا تھا تو ہم حنیف رامے صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ جن میں صلاحیت ہو گی - جن میں کچھ قابلیت ہو گی ہم ان کو ان اداروں پر فائز کریں گے - اب میں اپنے سینئر وزیر صاحب

کو یہ کہتا ہوں کہ لیڈر آف دی ہاؤس کو آج یہاں ہونا چاہئے تھا ۔ آج بجٹ کا پہلا دن ہے ۔ کل بھی جب پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ تھی تو جب وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہاں مچھلی مارکیٹ بنی رہی اور جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو کسی نے دلچسپی نہ لی ۔ ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان اپنی اپنی باتیں ہی کرتے رہے اور آپس میں کھسر پھسر کرتے رہے ۔ آج جب بجٹ پر تقریریں ہو رہی ہیں تو ان کا یہاں ہونا لازمی ہے ۔ سب سے پہلی بات یہ ہے ۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہیلتھ ورکس پروگرام کی بات ہوئی تو وزیر اعلیٰ نے یہ کہا کہ ہم صلاحیت کو دیکھ کر لیں گے ۔ لیکن مجھے کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر جو وہاں تعینات ہے وہ پرائمری فیل بھی نہیں ۔ میں نے پچھلے بجٹ کے موقع پر جتنی تقریریں کیں آپ کو ان کا علم ہے ۔ میں تین سال سے شور و غل مچا رہا ہوں کہ اس ملک کی فلاح و بہبود کے لئے بھی کچھ سوچیں کہ کیا وجہ ہے کہ اس ایوان کا کورم کبھی پورا نہیں ہوا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایم ۔ پی ۔ اے لابی میں بیٹھ کر روتا رہتا ہے کہ ہماری کوئی وقعت نہیں ۔ ہمیں کوئی نہیں پوچھتا ۔ اگرچہ ہم ڈسٹرکٹ فوڈ کمیٹیوں کے ممبر ہیں لیکن ہمیں آج تک کسی کمیٹی میں مدعو نہیں کیا گیا ۔ ویسے ہی میں نے ابھی کچھ باتیں کہنی ہیں ۔ وہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر پرائمری فیل بھی نہ تھا ۔ وہ کیا اصلاحات کرے گا ۔ وہ اپنے عہدے پر بیٹھ کر کیا کچھ کر سکتا ہے ۔ ایک آدمی کو کیوں لفٹ نہیں دی جاتی ۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک پولیٹیکل پرسنیلٹی کا رشتہ دار ہے ۔ خدا کی قسم اگر کچھ ہمارے ہاتھ میں ہوتا تو ہم بتا دیتے کہ محکمے میں کیا کچھ ہوتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) تعلیم کے بارے میں سینئر منسٹر سے کہوں گا کہ آپ نے پچاس لاکھ کی رقم بچوں میں قاعدے تقسیم کرنے پر لگا دی ۔ خدا کے لئے قوم کو اس قدر بھکاری نہ بنائیے ۔ اگر پیاز کا بھاؤ ایک روپے سے دس روپے چلا گیا تو لوگ خریدتے رہے ، کھانڈ بلیک میں دس روپے ملتی رہی تو لوگ خریدتے رہے ، گھی کا بھاؤ دس روپے تھا تو لوگ خریدتے رہے ، تو کیا ہماری قوم کے بچے آٹھ آنے کا وہ قاعدہ نہیں خرید سکتے تھے؟ کوئی تعمیری کام کریں ، کوئی مضبوط کام کریں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کریں کہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی یاد کریں کہ کسی نے کچھ عمل کیا تھا ۔ پچاس لاکھ روپے کی رقم ۔ ایک پردہ گرلز ہائی سکول ہے جس کے متعلق ذکر بھی ہوا تھا ۔ جس کی چھتیں اکھاڑ کر ان کو باہر نکال دیا گیا ۔ میں نے ان سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا اور انہیں اپنا مکان دیا ہے ۔ میں اب بھی کہتا ہوں اور ایوان بھی جانتا ہے کہ میں حکومت سے مراعات حاصل نہیں کرتا ۔ جو کچھ میرا ٹی ۔ اے ، ڈی ۔ اے بنتا ہے وہ میں سب سکولوں ، غریبوں اور یتیموں کے بچوں میں تقسیم کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) اگر آپ نے دیکھنا ہے تو "کاروان" رسالہ پڑھ لیں کہ کتنے لاکھ روپے میں نے اللہ کے نام کا دیا ہوا ہے ۔ کاش ! کچھ ہمارے ہاتھ میں دیتے ۔ میں کسی اور ضلع کی بات نہیں کرتا ، ہم گجرات کو جنت کا نمونہ بنا دیتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام کی سڑکیں نیلام ہوتی رہیں ۔ روپیہ انسان کی آنکھیں چندھیا دیتا ہے ۔ ہم نے دیکھا کہ چالیس ، چوالیس پونسٹھ لاکھ روپیہ ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام پر تھا ، تو اس کا کیا حشر نکلا ؟ وہی ڈھاک کے تین پات ۔ تقسیم کچھ بھی نہیں ہوا ۔ کچھ بھی نہیں بنا ۔ ان تمام پر مقدمے بنے ہوئے ہیں ۔ کچھ عمل کرو ۔ ہاتھ میں کچھ تو دو تاکہ ہم بھی کچھ کر سکیں ۔ صحیح کرنا ہم جانتے ہیں ۔ ہم میں اس کی صلاحیتیں موجود ہیں ۔ دنیا جھکتی ہے جھکانے والا چاہئے ۔ واویلا نہیں کرنا چاہئے کہ الٰہیا نے دھماکہ کیا ہے ، دھماکہ کیا ہے ۔ آپ بھی ایک ایسا دھماکہ کریں ۔ ہم کیا دھماکہ کرتے رہے ۔ ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالتے رہے ، ذلیل کرتے رہے ۔ اگر دس ایم ۔ پی ۔ اے ہوں کسی وزیر کے پاس تو وہ کہتا ہے کہ سب یہ نالائق ہیں ، قابل میں ہی ہوں اس ملک کو معرض وجود میں آئے ہوئے پچیس برس ہوئے ہیں لیکن ہم نے کچھ نہیں دیکھا ۔ آخر کوئی ایک آدمی ہوتا جس کو اس ملک کا درد ہوتا ۔ خدا کی قسم اگر درد مند دل ہوتے تو آج مشرقی پاکستان ہم سے جدا نہ ہوتا ۔ آپ نے کیا کرنا ہے ؟ آپ کسی کو کیا سزا دے سکتے ہیں ؟ آپ تو جنرل یحییٰ جیسے رسوائے زمانہ کا کچھ نہیں کر سکے ۔ اسے شراب مہیا ہوتی ہے ۔ جو کھانا وہ چاہتا تھا وہ اس کی ٹیبل پر ہوتا تھا ۔ اب بھی وہ کھلے بندوں پھر

رہا ہے - جو اس رسوائے زمانہ کو سزا نہیں دے سکا وہ کسی کی کیا الکوائری کرے گا ؟

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جی - ٹی کا وہ سیکنڈل جوں کا توں پڑا ہے - آہستہ آہستہ وزیر اپنے اپنے علاقے کے سفارشیوں کو حال کر رہے ہیں - اس لئے میں کہتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ مضبوط ہونے چاہئیں - اگر ہم میں کچھ بد دیانتی ہے تو ہمیں پکڑو - اس طرح کام نہیں چلے گا - روڈ ٹرانسپورٹ کو لیجئے - کروڑوں روپے کا نقصان ہے لیکن بالیس سو بسیں آ رہی ہیں - کسی حکیم نے ہمیں بتایا ہے کہ جو بجٹ دیکھیں ، جب بجٹ کا اعلان ہو تو کتنے کروڑ کی یہ رقم ہے ، دو چار کروڑ سے کم نہیں - جیسا کہ شاعر مشرق نے کہا ہے :

جس کھیت سے دھقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

کیا ہمیں حکیم نے بتایا ہے کہ ٹرانسپورٹ ہم نے چلانی ہے - کروڑوں روپے کا ضیاع ہم نے کرنا ہے - اگر خرچ کرنا ہے تو کسی کام پر خرچ کریں - کسی سکول کی عمارت بناؤ ، آؤ ، میرے ساتھ دورہ کرو - میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں ، دوسرے ضلع کی بھی یہی ہو گی - اس بارش میں پچاس فی صد دیوسکاریں تباہ ہو جائیں گی - وہاں روایہ لگاؤ - سندھ (کراچی) کی بھی روڈ ٹرانسپورٹ تھی وہاں کچھ کروڑوں کا نقصان ہوتا تھا تو انہوں نے اس روڈ ٹرانسپورٹ کو بیچ ڈالا ، اڑا دیا - مجھے وٹو صاحب کی حالت پر رحم آ رہا تھا کہ وہاں ہم مجسٹریٹ لا رہے ہیں ، جو وہ رشوت لیتے ہیں ، جو وہ بڑے بازاروں میں بیچتے ہیں ، ان کے خلاف ہم یہ کریں گے ، وہ کریں گے - ہمیں کیا سر درد لینے کی ضرورت ہے ؟ اگر ایک محکمے میں کورپشن ہے ، نقصان ہے تو وہ کسی اور رفاہ عامہ پر خرچ کریں ، سڑکیں بنائیں ، کوئی لائحہ عمل تیار کریں - میں کہتا ہوں جناب والا ، کوئی پلاننگ ہو کہ آج اس ضلع میں اتنی عمارتیں بنیں گی ، پھر دوسرے ضلع میں اتنی بنیں گی - کسی پلاننگ کے ماتحت چلیں - ایسا نہیں کہ جیٹ آیا کہ دو دو - فلاں کو بلٹنا دے دو اور

فلاں کو اتنا دے دو ۔ جنگلات میں کیا ہے ؟ میں سامنے کہتا ہوں ۔ میں چیلنج کرتا ہوں ۔ گجرات کے ڈی ۔ ایف ۔ او کو بارہ چودہ لاکھ روپیہ عطیہ دیا گیا کہ درخت لگائیں ۔ وہاں اس میل کی سڑک پر درخت لگا دئے گئے ۔ میں کہتا ہوں کہ کچھ مہینے کے بعد وہاں بارہ درخت بھی نہیں ہوئے ۔ بارہ چودہ لاکھ جو وہ ادھر بھیجتے ہیں ، وہ کسی اور کام میں لگائیں تاکہ ہمیں بھی علم ہو کہ کچھ کام ہو رہا ہے ۔ کچھ نہیں ہو رہا ۔ جنگلات کے بعد میں کس کس محکمے کے متعلق کہوں ؟ میں تو اتنا کہوں گا کہ میں اپنی تین سالہ سیاسی زندگی میں صرف دو دفعہ کام کے لئے دو وزرا کے پاس گیا ۔ ایک پروفیسر کا مسئلہ تھا ۔ وہ ڈبل ایم ۔ اے تھا ۔ ایک میں فرسٹ اور دوسرے میں سیکنڈ کلاس ۔ خدا کی قسم وہ دو تین سال تک دھکے کھاتا رہا ، چکر کاٹتا رہا ۔ لیکن کیا ہوا ؟ وہ جی فلاں صاحب نے ہر کر دی ہے ۔ جب انقلاب آتا ہے تو یہی چیزیں لاوے کی صورت اختیار کر لیتی ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار نصر اللہ دریشک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں ان کے پاس گیا ۔ میں نے کہا کہ اے ۔ ایف ۔ سی اور سپروائزر آپ رکھ رہے ہیں ، ان کا معیار کیا ہے ؟ میں نے کہا کہ ایک لڑکے نے مجھے ایک چٹ دی تھی ۔ وہ بی ۔ ایس سی انجینئر تھا ۔ زرعی یونیورسٹی لائل پور کا ۔ کیا ہوا ؟ مجھے افسوس آتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ وہ اے ۔ ایف ۔ سی تو نہیں بن سکتا ، سپروائزر ہو سکتا ہے ۔ میں نے کہا کہ آپ اسے چپڑاسی لگا دیں تو وہ اس کے لئے بھی تیار ہے ۔ کیونکہ جب آدمی بے کار ہوتا ہے تو اسکا عمل کیا ہوتا ہے ؟ خودکشی ۔ وہ اپنے آپ کو شوٹ کر دیتا ہے جب کہ ایسے میٹرک پاس تو بھرتی ہو جائیں اور جنہوں نے اپنی جوانی کو ختم کر دیا ہو کتابوں کے پڑھنے میں اپنی سارے انرجی کو ضائع کر دیا ہو تو میٹرک پاس تو سفارش کے ذریعے بھرتی ہو جائیں ۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں مجھے قسم ہے اس رب العزت کی میں تو اس وقت بھی پارٹی کا پابند تھا جب میرے سارے خاندان کو غنڈہ قرار دے دیا گیا تمام ایم پی اے صاحبان جانتے ہیں کہ میرے بھتوئی کی دس بارہ دکانیں تھیں جو گرا دی گئیں ۔ میرے داماد کو غنڈہ ایکٹ میں ملوث کیا گیا ۔ میرے بھائی کے بیٹے کو قتل کے کیس میں ملوث کیا گیا تو وہ کیا چیز تھی ۔ وہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کا اعتماد

تھا کہ میں خاموش رہا ۔ کیونکہ مجھے اس لیڈر پر اعتماد تھا ۔ مجھے ایک پولیٹیکل پرسنیلٹی کا ہمیشہ طعنہ ملتا ہے کہ تم فلاں پولیٹیکل پرسنیلٹی کے بھائی ہو اور میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اس کا راستہ الگ ہے میرا راستہ الگ ہے کیونکہ وہ میرے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تقریریں کرتا ہے اور میرا ایمان ہے کہ جو اس کے خلاف ہے میں اس کا جانی دشمن ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم جانتے ہیں ہم نے حکومتیں کی ہیں ہم حکومت کرنا جانتے ہیں ۔

چوہدری غلام قادر : پوائنٹ آف آرڈر.....

آوازیں : بیٹھ جاؤ ۔

چوہدری غلام قادر : جناب والا ! میں معزز اراکین کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میرا یہ استحقاق ہے اور مجھے کیوں منع کیا جا رہا ہے مجھے کیوں پوائنٹ آف آرڈر سے منع کیا جا رہا ہے ۔ مجھے حق حاصل ہے کہ میں بات کروں ۔ کیا مجھے بات کرنے کا حق نہیں ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں کہنا کیا چاہتے ہیں آپ ۔

چوہدری غلام قادر : پوائنٹ آف آرڈر جو ہے استحقاق ہے میرا...

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کا کونسا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

چوہدری غلام قادر : میں معزز رکن کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ پارٹی کے نام کو استعمال نہ کریں کیونکہ وہ بھٹو صاحب کے کاموں کو تو جھٹلا رہے ہیں ان کی تو بد تعریفی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھٹو صاحب کے میں خلاف نہیں ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

حافظ علی اسداللہ : انہیں اپنے خیالات کے اظہار کا حق ہے وہ کوئی نہیں جھٹلا رہے وہ نکتہ چینی کر رہے ہیں ۔

مسٹر ایس ایم مسعود : ویسے بھی جناب سپیکر جوڑا صاحب کی تقریر کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں کہ استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : یہ بات میں انہیں بتا دوں خاص طور پر مجھے کوئی چاؤ نہیں ہوتا تقریر کرنے کا ۔ میں نے ہمیشہ بجٹ میں تقریریں کی ہیں ۔ میں وہ ضمنی سوال کرنے کے لئے بھی کبھی نہیں اٹھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ سوال کرنے والا بھی دینے والا بھی جھوٹا ہوتا ہے ۔ آپ کیا بات کرتے ہیں ۔ میں نے تقریر نہیں کرنی تھی لیکن جب ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا کہ جب کوئی ممبر تقریر کرنا چاہے تو قید کرنا چاہئے تو اچھی بات لائے تو وہ کر سکتا ہے ۔ مجھے انہوں نے خود دعوت دی ۔ خود انہوں نے اپنی بجٹ کی تقریر میں اعلان کیا ۔ ویسے تو مجھے کوئی چاؤ نہیں تقریر کرنے کا لیکن پھر بھی میں کہے دیتا ہوں جب میں اپنے گجرات سے گزرتا ہوں چوراہوں سے ۔ کھلیانوں سے ۔ موڑوں سے ۔ بازاروں سے ۔ تو میرے عوام مجھے روک لیتے ہیں اور کہتے ہیں کچھ ہمارا بھی تو کہنا ۔ کچھ ہمارا بھی رونا رونا ۔ لیکن میں ان سے کہتا ہوں کہ میں کون کون سا رونا روؤں ۔ گھی کا مسئلہ ہے جب سے یہ سپرویژن اس بورڈ کے پاس گئی ہے انہوں نے ایک ہی ایجنسی رکھی ہوئی ہے حالانکہ چھوٹی چھوٹی تحصیلوں میں چھوٹے چھوٹے قصبوں میں ایجنسیاں ہیں ۔ لیکن گجرات کی جو تحصیل ہے وہ سب سے زیادہ گنجان آباد ہے لیکن وہاں ایک ہی ایجنسی ہے تاکہ ایک ہی آدمی بلیک کرے اور کھائے پیئے ۔ میں وہاں سے سو دو سو آدمیوں کو بسوں میں لے کر گیا اور اس بورڈ کو کہا کہ خدا کے لئے وہاں دو تین ایجنسیاں کرو تاکہ لوگوں کو کچھ سہولت ہو سکے لیکن وہاں آج تک کوئی ایجنسی منظور نہیں ہوئی.....

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : سب کہا گئے ہیں جی ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : تو پھر میں اور کون کون سی باتیں کروں

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : روز ہی ایہناں دے سامنے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : سینما گھروں کو لے لیں ۔ آج سے چالیس برس پہلے جو سینما گھروں کے ریٹس تھے آج چالیس سال بعد بھی وہی ریٹس ہیں ۔ آج سے چالیس سال پہلے ساڑھے بارہ فیصد ریٹ تھا لیکن اب سو فیصدی کر دیا گیا ہے میں اس پر نکتہ چینی نہیں کرنا چاہتا ۔ ٹرانسپورٹ کے شعبے کو لے لیں ۔ حکومت نے جتنے ادارے اپنی تحویل میں لئے ہیں ۔ میرے خیال میں شاید ہی کوئی ادارہ اضافہ میں یا منافع میں جا رہا ہو ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : قطعاً کوئی نہیں

چوہدری محمد سرور جوڑا : لیکن ایک بات کہے دیتا ہوں کہ سینما گھروں پر اس حکومت پاکستان نے ایک ٹیڈی پیسہ نہیں لگایا لیکن کروڑوں روپے کا ٹیکس سب سے زیادہ ٹیکس میرے خیال میں اس سے حاصل ہوتا ہے ۔ ممکن ہو سکتا ہے سیکرٹری فنانس صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ، میں غلطی کر سکتا ہوں لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جتنا ریونیو سینما گھروں سے آپ کو ملتا ہے کسی اور ادارے سے نہیں ملتا ۔ لیکن اس کے باوجود سینما گھروں کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی واضح نہیں ہے ۔ جہاں سے آپ کروڑوں روپیہ لیتے ہیں ۔ جہاں سے کروڑوں روپے کا ریونیو ملتا ہے تو کم از کم کوئی پالیسی اس کے متعلق بھی تو سوچیں ۔ میں اپنے رب العزت کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ کو نیک مشورہ دیا تھا کہ ان ہاؤسوں پر گنجائش کی بنیاد پر ٹیکس عاید کریں اور اسے capacity tax میں تبدیل کر دیں ۔ میں برملا کہتا ہوں کہ شاید اس پاکستان میں کوئی ادارہ ایسا ہوگا جو اپنا ٹیکس غیر قانونی طریقے سے نہ بچاتا ہو ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوہدری صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : اگر وقت ختم ہو گیا ہے تو میں کسی اور ممبر سے کہہ دوں گا کہ وہ اپنا وقت مجھے دے دیں ۔ سینما گھروں کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ کوئی اچھی بات ہو تو وہ مان جائیے (قہقہے) اب بھی میں کہتا ہوں کہ مجھے فنانس ایڈوائزر یا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا ایڈوائزر بنا کر دیکھیں لوگ کہتے تھے سرور جوڑا تم یہ بنو گے ۔ تم وہ بنو گے ۔

خدا کی قسم اگر ہم ہوتے تو حکومت پاکستان کے خزانے سے ایک ٹیڈی پیسہ بھی نہ لیتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں نے اس پیپلز پارٹی کے لئے گاؤں گاؤں ۔ قریہ قریہ ۔ گلی گلی ۔ کوچے کوچے میں دورہ کیا ۔ الیکشنوں میں جتنی میری donation ہے ۔ اس پیپلز پارٹی کے لئے جتنی میری خدمت ہے آج تک کسی کی نہیں ہو سکی ۔ میں نے لاکھوں روپیہ اس پارٹی پر خرچ کیا ۔ لاکھوں روپے غریبوں یتیموں کے اداروں میں دیئے ۔ اگر ایک بچی کے ماں باپ اپنی بچی کے ہاتھ پیلے نہیں کر سکتے تھے تو میں نے اس کی برات اس کے جہیز کو اپنے ذمے لے لیا ۔ ہمیں کہتے ہیں یہ ایک پولیٹیکل پرسنیلٹی کا رشتے دار ہے اور اس لئے اس کی ٹانگ کھینچ لو اگر میں پارٹی کے مفاد کے خلاف کام کرتا ہوں ۔ اگر میں لابی میں حکومت کے خلاف بولتا ہوں اگر میں کوئی بھی ایسا کام کرتا ہوں اگر میں رشوت لیتا ہوں ۔ اگر کرپشن کرتا ہوں ۔ میں اب بھی قسم اٹھا کر کہتا ہوں تمام وزیر بیٹھے ہوئے ہیں کبھی کبھی میں کوئی درخواست لے کر اپنے سینئر منسٹر صاحب کے پاس اس لئے جاتا ہوں کہ وہ میرے لئے قابل احترام ہیں .....

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** چوہدری صاحب آپ کو تقریر کرتے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے آپ اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں ۔

**چوہدری محمد سرور جوڑا :** بہت اچھا جناب ۔

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

**سردار امجد حمید خان دستی :** ایسا کدھے متعلق اے ۔

**چوہدری محمد سرور جوڑا :**

مسجد تو بنا لی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

یہ ان کے متعلق ہے جو بڑے بڑے اسلام کے دعوے بڑی بڑی باتیں

کرلیوالے ہیں ۔ نماز روزہ تو کبھی رکھا نہیں لیکن باتیں بڑی بڑی کرتے ہیں ۔ اسلام کے متعلق اتنے گیت گائے جاتے ہیں ۔ لیکن میں وثوق سے کہتا ہوں کہ انہوں نے آج تک کبھی نماز نہیں پڑھی ۔ نہ روزہ رکھا ہے ۔ میں سپیکر صاحب کو بار بار نہیں چاہتا کہ گھنٹی بجانی پڑے یا مجھے interrupt کریں تو میں اتنا کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ٹرانسپورٹ کے متعلق ۔ تعلیم کے متعلق ۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلق ۔ جو میں نے باتیں کہی ہیں . . .

میاں ظہور احمد : زراعت کے متعلق بھی کچھ کہہ دیں ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا : وہ تو میں نے کہہ دیا ہے کہ جتنی کرپشن زراعت کے محکمے میں ہے وہ 12 لاکھ کا 12 لاکھ کھا گئے ہیں ۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ ان دور افتادہ علاقوں میں جہاں پینے کے پانی کے لئے لوگ ترستے ہیں جہاں پینے کا پانی میسر نہیں ۔ جہاں کتے اور انسان اکٹھے پانی پیتے ہیں وہاں آج تک کچھ بھی نہیں ہو سکا ۔ خدا کی قسم ایسے ایسے راستے ہیں جہاں جانور پیدل نہیں چل سکتے لیکن ہم تیس سال سے یہ کہتے آ رہے ہیں کہ گجرات میں ایک انقلاب لائیں ۔ گجرات میں سڑکیں بنائیں ۔ گجرات میں بھی کچھ کریں لیکن آج تک کچھ بھی نہیں ہوا ۔ کیونکہ عوام نے مجھے بتایا ہے اور اس سلسلہ میں وہاں کے لوگوں نے مجھے یہ کہا تھا کہ آپ نے ہماری باتیں بھی کہنی ہیں تو ہر بات میں نے کہہ دی ہے اور کہی بھی میں نے واضح طور پر ہے ۔ اب آپ کا کام ہے کہ اس پر عمل کریں یا نہ کریں ۔

مسٹر ایس ۔ ایم مسعود : جناب سپیکر ! جب جوڑا صاحب تقریر کر رہے تھے تو آپ نے یہ فرمایا تھا کہ انہوں نے بارہ بجکر دس منٹ پر تقریر شروع کی تھی آپ ذرا ریکارڈ دیکھ لیں ۔ انہوں نے تو بارہ بجے تقریر شروع کی تھی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : نہیں ۔ میرے پاس جو اطلاع ناصرہ کھوکھر صاحبہ نے دی ہے وہ بارہ بجکر دس منٹ ہے ۔ ملک محمد اعظم ۔

ملک محمد اعظم (سرگودھا ۔ 8) : جناب سپیکر ۔ میں جناب وزیر اعلیٰ

اور وزیر خزانہ کی خدمت میں ایسا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جس میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا اور جو ٹیکس لگایا گیا ہے وہ عوام کے مطالبہ پر لگایا گیا ہے ۔ یہ درست ہے کہ ٹیکس لگا کر ریس کورس اور شراب کو discourage کیا گیا تھا ۔ مگر عوام میں اس بجٹ کے بعد یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ خدا کرے کہ وزیر اعلیٰ بھی یہیں ہوں اور وزیر خزانہ بھی یہیں ہوں تو شاید اگلے سال ریس اور شراب کی لعنت کو اس صوبہ سے ختم کر دیا جائے ۔

جناب والا ! میرے فاضل دوست جوڑا صاحب کے بعد شاید باقی مسائل پر کوئی بات مجھے نہیں کرنی چاہئے کیونکہ انہوں نے ہر پہلو پر بڑی تفصیل سے تقریر کی ہے ۔ تو جناب والا ! میرے اپنے حلقہ' نیابت کے کچھ مسائل ہیں جن کے متعلق کچھ گزارش کروں گا ۔

جناب والا ! تحصیل خوشاب بہت ہی زیادہ پسماندہ تحصیل ہے اور اس کا رقبہ اور آبادی کئی اضلاع کے برابر ہے ۔ مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ تحصیل ان لوگوں کی تحصیل ہے کہ جنہوں نے مشرقی پاکستان جانے کے لئے سمندروں پر اپنے خون سے راستے بنائے ہیں ۔ لیکن یہاں کے مسائل بڑھتے جا رہے ہیں اور ان کو کم کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی گئی ۔

جناب والا ! تیسری بار اس بجٹ پر میں نے اور میرے بھائی ملک محمد اکرم اعوان صاحب نے بار بار یہ توجہ دلائی ہے کہ وہاں پر پینے کا پانی نہیں ملتا خصوصاً کوہستانی نمک کے دامن میں کچھ مواضعات ایسے ہیں جن کے متعلق پچھلے سال بھی یہ کہا گیا تھا کہ فنڈز مختص کئے گئے ہیں لیکن ہماری یہ بد قسمتی ہے کہ پچھلے سال کے فنڈز بھی صرف نہیں کئے جا سکے ۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس سال سیلاب آئے ہیں ۔ لیکن جناب والا ! اس بار پھر فنڈز کو ظاہر کیا گیا ہے خدا کرے کہ یہ فنڈز وہاں کے عوام کے لئے سیلاب نہ بن جائیں اور یہ صرف کئے جا سکیں ۔

جناب والا ! یہاں تو پانی ملنا تو درکنا میلوں تک نظر نہیں آتا اور کبھی کبھی اور کہیں کہیں نظر آتا ہے آپ یقین جانئے کہ اس کو دیکھنے کو

جی نہیں چاہتا پینا تو درکنار ۔ تو جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ پینے کے پانی کے لئے خصوصی توجہ تحصیل خوشاب کے لئے دی جائے ۔

جناب والا ! تحصیل خوشاب اور تحصیل شاہ پور کی نہروں میں پانی بہت کم آتا ہے ۔ وزیر آبپاشی موجود نہیں ہیں میں نے ان کی خدمت میں کل بھی بہت سے علاقوں کی تاریں پیش کی تھیں کہ وہاں پر پانی جتنا کہ اس علاقے کا حق ہے نہیں دیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ ضلع جہلم سے جلال پور کی ایک نہر کی تجویز ہے جس کا سروے بھی شاید ہو چکا ہے اور وہ سروے اس طرح سے کیا گیا ہے کہ رقوم تو خرچ کی جائیں لیکن کم سے کم علاقہ اس سے سیراب ہو سکے ۔ تحصیل خوشاب کا اگر صحیح سروے کیا جائے تو میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس خرچ سے زیادہ سے زیادہ علاقہ سیراب کیا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ تحصیل خوشاب بہت ہی پسماندہ ہے وہاں پر اب ایک دو کارخانے لگائے گئے ہیں لیکن تحصیل شاہ پور کی بد قسمتی یہ ہے کہ یہ تحصیل کسی زمانہ میں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہوا کرتی تھی ۔ اور یہاں پر آج تک ایک صنعت بھی قائم نہیں کی گئی تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس علاقہ میں صنعتیں قائم کی جائیں ۔

جناب والا ! تحصیل خوشاب میں سیم ۔ تھور اور بارش کا پانی بھی بہت تباہی مچا رہا ہے ۔ خصوصاً کوہستانی نمک پر جو بارشیں ہوتی ہیں وہ پہاڑ کے دامن اور اس کے ملحقہ مواضعات میں تباہی لے کر آتی ہیں اور پچھلے سال بھی یہ علاقہ تباہی سے دوچار ہوا ایک بار بارشوں سے پھر دوسری بار دریائے جہلم میں طغیانی آئی ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بارشی پانی کا بھی سدباب کیا جائے ۔

جناب والا ! تحصیل خوشاب کی پسماندگی کے متعلق میرے دوست ملک محمد اکرم صاحب نے یہ فرمایا کہ اس تحصیل کو پسماندہ قرار دیا جائے ۔ یہ واقعی درست ہے کہ اس تحصیل کو پسماندہ قرار دیا جانا چاہئے اور ہم نے اس معزز ایوان میں یہ کوشش کی ۔ اس کے متعلق ایک دوسری چیز جیسا کہ

میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ کئی اضلاع کی آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے برابر ہے تو جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ تحصیل خوشاب کے ساتھ کچھ تھوڑا سا علاقہ اور ملا دیا جائے اور اسے ضلع بنا دیا جائے ۔

(اس مرحلہ پر میاں منظور احمد موہل صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! تعلیم کے شعبہ میں تحصیل خوشاب اور تحصیل شاہ پور کو بہت کم حصہ ملا ہے تحصیل شاہ پور وہ بد قسمت تحصیل ہے کہ کچھ عرصہ پہلے وہاں پر ایک ڈگری کالج ہوا کرتا تھا جس کی بلڈنگ بھی موجود ہے اور ہوسٹل کی بلڈنگ بھی موجود ہے ۔ میں نے بار بار یہ گزارش کی کہ وہاں بہت کم خرچ سے ڈگری کالج بنایا جا سکتا ہے ۔ اگر ڈگری کالج نہیں بنا سکتے تو کم از کم انٹر میڈیٹ کالج ہی بنا دیں ۔ جناب والا ! میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس موضوع پر خصوصی توجہ دیں ۔ تحصیل شاہ پور وادی سون میں ڈسٹرکٹ پیپلز کونسل نے ایک سفارش کی تھی کہ کہ وہاں ایک انٹرمیڈیٹ کالج قائم کیا جائے لیکن وعدے ہوتے رہتے ۔ سابقہ وزراء نے بھی وعدے کئے تھے لیکن یہ وعدہ آج تک پورا نہیں ہوا ۔ جناب والا ! جوہر آباد میں گورنمنٹ کالج جو ڈگری کالج ہے آپ حیران ہوں گے وہ کالج ایک ہسپتال کی عمارت میں چل رہا ہے اور کئی سال سے چل رہا ہے ۔ جگہ موجود ہے لیکن کالج کی عمارت قائم نہیں کی جاتی ۔ میں جناب وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ اس معاملہ پر خصوصی توجہ دیں ۔ تحصیل خوشاب میں ایک گرلز کالج ہے جو انٹر کالج ہے وہاں لڑکیوں کی تعداد کافی ہے اس لئے اسے ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے ۔ یہ مسائل ہیں تحصیل خوشاب اور تحصیل شاہ پور کے ۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

مسٹر چیئرمین : مسٹر ناصر علی خان بلوچ !

مسٹر ناصر علی خان بلوچ (لائل پور ۔ 13) : جناب سپیکر ! پنجاب کے وزیر خزانہ جو خنیف رامے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ ایک بار پھر خوش کن اعداد و شمار سے بھرپور بجٹ پیش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔

اور اپنے مخصوص قاعدے کے مطابق دل آویز طریقے سے بجٹ پیش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! ان کی فنکارانہ صلاحیت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ سامعین اور ناظرین ان کے خوبصورت اور دلکش رنگینیوں کے تصورات میں کھو کر رہ گئے ۔ وہ اپنی بے خودی اور سر شاری کے عالم میں بجٹ کی تدوین کے تلخ حقائق سے اور کچھ اہل دانش اور ارباب و غور و فکر اس سحر آفرین ماحول سے باہر نکلے تو انہیں جناب وزیر خزانہ کی ستم ظریفی کا احساس ہوا ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صبح صادق کی درمیانی لکیر ایک فریب نظر ہے ۔ جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ پورے ماحول پر لیلائے شب اپنی گھنی اور سیاہ زلفیں بکھیرے ہوئے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اور اس کی سیاہ پوش فضاؤں سے شائد ہی کوئی روشنی کی کرن پھوٹے۔

مسٹر سپیکر : آج تو ناصر بلوچ صاحب بھی خوب نقشہ کھینچ رہے ہیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : جناب یہ سید تابش الوری صاحب کا اثر معلوم ہوتا ہے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : حضور والا ! ہماری سرحدیں ایک دھماکہ سے گونج رہی ہیں ۔ قوم افلاس کا شکار ہے ہمارے سامنے کوئی واضح نصب العین نہیں ہے ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس کا کوئی حل بھی سوچا گیا ہے ؟ خوشحالی کے جو خواب دکھائے گئے تھے وہ بھی کبھی شرمندہ تعبیر ہو سکتے ہیں یا یہ کاغذی پیرہن میں ملبوس رہیں گے ؟ جناب والا ! میں اس معزز ایوان کے ایک رکن کی حیثیت سے کام کروں گا ۔ بے جا خوشامد نہیں کروں گا ۔ جناب والا ! آپ جائز اور تعمیری تنقید کریں اس سے پر

فائدہ ہوگا کہ حکومت کو اپنی خامیوں کا احساس ہو گا اور اس کا ازالہ کرنے میں مدد مل سکے گی ۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہم کوتاہی کے مرتکب ہوں گے ۔

جناب والا ! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ کوئی حکومت بھی یہ نہیں چاہتی کہ اس کے دور میں بد امنی پیدا ہو ۔ ہماری موجودہ حکومت بھی امن و امان قائم کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے ۔ جناب والا ! جہاں تک چوری کا تعلق ہے یہ کافی حد تک رک چکی ہے ۔ لیکن اب یہ چوری اور رشوت پولیس کی مد میں چلی گئی ہے ۔ اب تو یہ عام ہے کہ مجرم اور ملزم کے علاوہ مدعی کو بھی رشوت دینی پڑتی ہے ۔ جناب والا ! میں صرف اتنا گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے خود تسلیم کیا ہے کہ اب چوریاں ماڈرن طریقے سے ہو رہی ہیں ۔ کاروں اور جیپوں سے ہو رہی ہیں ۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پولیس والے ایسے پیچھے رہ گئے رہیں ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ پولیس کے لئے گاڑیوں اور ٹیلیفون کا جو انتظام کیا گیا ہے یہ ایک اچھا اقدام ہے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں زراعت پر عرض کروں گا ۔ ہمارے ملک کی 85 فیصد آبادی دیہاتوں میں موجود ہے اور وہی اس ملک کے اصل مالک ہیں ۔ لیکن جناب والا ! وہ بنیادی ضرورتوں سے بھی بہرور نہیں ہیں ۔ اس کے بعد جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آج کل کے جدید دور میں مشینی کاشت کی اہمیت بہت زیادہ ہے لیکن مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ ٹریکٹر اب غریب آدمی تو کیا اچھا بھلا آدمی بھی نہیں خرید سکتا ۔ کھاد کی قیمت 75 روپے بوری ہو چکی ہے ۔ یہی عالم پانی کا بھی ہے ۔ اب کون اس طرح سے کاشت کرے گا ۔ نتیجہ اس کا یہ ہو گا کہ کوئی آدمی بھی کاشت نہیں کرے گا اور پیداوار اس سے بری طرح متاثر ہو گی ۔ پانی کا تو یہ عالم ہے جہاں پانی نہیں ہوتا ۔ لوگ ٹیوب ویل لگاتے ہیں لیکن ان پر ظلم یہ ہو رہا ہے کہ بغیر بجلی استعمال کئے بجلی کا خرچ آ جاتا ہے ۔ جناب والا ! یہ نہیں ہونا چاہئے اگر وہ بجلی خرچ کریں تو ان سے بل وصول کریں ۔ اس کے بعد جناب سپیکر ! میری ایک تجویز یہ ہے کہ کاشتکاروں کو بغیر سود کے قرضے دیئے جائیں ۔

جناب سپیکر ! کسی ملک یا صوبہ کا بجٹ کسی ملک کی اقتصادی اور معاشرتی حالت کی عکاسی کرتا ہے اور وہ ترقیاتی منصوبوں کی ایک جھلک ہوتے ہیں ۔ اس کے بعد جناب سپیکر ! میں عرض کروں گا کہ کسی شخص یا وزیر یا اعلیٰ عہدیدار کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ صرف اپنے علاقہ کو ہی ترقی دے اس طرح دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے ۔ بلکہ اس میں سے تمام علاقوں کو اس کی ضروریات کے مطابق رقم ملنی چاہئے ۔ جناب سپیکر ! اس سلسلہ میں میں آپ کو کئی مثالیں کر سکتا ہوں ۔ کسی کسی جگہ تین تین میل کے علاقہ پر ہائی سکول ہیں لیکن بعض علاقوں میں بیس بیس میل پر مڈل سکول بھی نہیں ہیں ۔ کہیں تو پانچ پانچ میل پر ہیلتھ سنٹر موجود ہیں اور کہیں دس دس میل پر ڈسپنسری بھی موجود نہیں ہے ۔ اگر کسی غریب آدمی کو کوئی تکلیف ہو جائے تو وہ دوائی سے بھی محروم رہتا ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ بعض گاؤں کو تو دو دو سڑکیں لگتی ہیں اور بعض کو ایک سڑک بھی نہیں لگتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو اپنی اجناس منڈیوں میں پہنچانے میں بڑی دقت ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس معزز ایوان کے تمام ممبران نے اپنے اپنے علاقہ کے متعلق مسائل عرض کئے ہیں ۔ بجٹ پر ویسے تو ہمارے قانون دان اور باقی ممبران ہاؤس میں اس پر بحث کریں گے ۔ لیکن میں اپنے علاقہ کے متعلق چند گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری تقاریر کا ایسا مطلب نہیں ہوتا ۔ یا یہ مطلب نہیں ہونا چاہئے کہ وہ صرف اسمبلی کے ریکارڈ پر آ جائیں ۔ اور وہ ایک کتاب کی شکل میں چھپ جائیں ۔ اور ہم سمجھیں کہ ہمارا کام ختم ہو گیا ہے ۔ بلکہ یہ ہونا چاہئے کہ ہمارے جائز مطالبات جن کو آپ جائز تسلیم کریں ۔ اور آپ یہ سمجھیں کہ یہ جائز مطالبات ہیں ان پر جلدی عملدرآمد ہونا چاہئے اور بجٹ بناتے وقت ان عوامی نمائندوں سے بھی پوچھنا چاہئے کہ آپ کے علاقہ کی کون کون سی ضروریات ہیں اور یہ مسئلہ محض ان کارکنوں پر نہیں چھوڑنا چاہئے جو کہ سابقہ بجٹوں کی نقل مار کر نیا بجٹ تیار کر لیتے ہیں ۔

حضور والا ! عوامی نمائندگان کو نا تجربہ کار اور نیا نہیں سمجھنا چاہئے

اور لیا ہونے کی وجہ سے ان کی تقاریر پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ تقریر سنی ہی نہیں جاتی ہے تو پھر اس پر عملدرآمد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ۔ جناب سپیکر ! میری تجویز یہ ہے کہ ہمارے ان تمام مطالبات کے لئے کمیٹیاں مقرر کی جائیں ۔ جو کہ اس کی چھان بین کریں کہ ہمارے کون کون سے مطالبات اور تجاویز صحیح ہیں ۔ اور ان صحیح اور جائز مطالبات پر فوری عمل درآمد ہونا چاہئے ۔ تاکہ ان علاقے کے عوام اور ان پسماندہ علاقے کی ضروریات پوری کی جا سکیں ۔

جناب والا ! میں اس موقع پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر تعلیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے بجٹ میں میرے ایک جائز مطالبہ کو صحیح اور درست سمجھتے ہوئے میرے ساتھ تعاون فرمایا اور میری تحصیل میں اور میرے حلقہ کڑہ میں ایک ہائی سکول کی منظوری دے دی ہے ۔ کیونکہ ان غریبوں کے لئے 20 ، 20 میل تک کوئی بھی سکول نہیں تھا ۔ میں ان کا بہت ممنون ہوں ۔ اور اس علاقے کے عوام ان کو دعائیں دے رہے ہیں ۔ اس طرح سے میں چند ایک دیگر گزارشات عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ میں یہ بھی وثوق سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میری کوئی تجویز بلا ضرورت یا غلط ثابت ہو تو اس کو قطعاً کوئی عملی جامہ نہ پہنایا جائے ۔ بلکہ میں اپنی طرف سے اور اپنے علاقے کے عوام کی طرف سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے اس صورت میں کوئی گلہ نہیں ہو گا ۔

جناب سپیکر ! میرے علاقہ میں ایک قصبہ تاندلیانوالہ ہے ۔ تاندلیانوالہ پنجاب کے مشہور قصبوں میں سے ایک قصبہ ہے ۔ اس قصبہ کو پکی سڑکوں اور ریلوں کی سہولیات میسر ہیں ۔ ہمارے پنجاب میں خاص کر ہمارے ضلع لائل پور کی مثال لے لیں ۔ یعنی لائل پور اور جڑانوالہ میں کئی ملیں قائم ہیں ۔ لیکن ٹوبہ ٹیک سنگھ اور سمندری میں کوئی بھی مل نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ! میں اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ہماری تحصیل سمندری کا علاقہ اتنا زرخیز اور قابل کاشت ہے کہ اسکا ایک بھی چپہ زمین کا بیکار نہیں ہے ۔ میں اس کے لئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس کے لئے فیصلہ

فرما دے ۔ جیسا کہ انہوں نے پچھلے سال یہ مہربانی فرمائی تھی اور وہ مہربانی انہوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے فرمائی تھی ۔ میں نے سنا ہے کہ کالیہ کے مقام پر گورنمنٹ ایک شوگر مل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کا حکم صادر کر دیا گیا ہے ۔ تو اس کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ سمندری یا اسکے علاقہ تاندلیانوالہ میں جو بھی جگہ وہ مناسب سمجھیں وہاں ایک مل جس کی حکومت ضرورت محسوس کرے لگا دی جائے تاکہ عوام اور کاشتکار اس کا صحیح فائدہ اٹھا سکیں ۔

اسکے علاوہ سب سے زیادہ وقت تعلیم کو دینی چاہئے ۔ جس طرح سے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ کئی ایسی تحصیلوں کی مثالیں موجود ہیں ۔ جہاں ایک تحصیل میں چار چار کالجز موجود ہیں ۔ لیکن ہماری تحصیل سمندری میں صرف ایک انٹر کالج ہے ۔ تاندلیانوالہ سے سمندری کا فاصلہ 12 میل کا ہے اور لائل پور کا فاصلہ 30 میل ہے تو غریب عوام اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے اتنے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ۔ جس کا رزلٹ یہ نکلتا ہے کہ ان کے غریب بچے تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں ہو سکتے ہیں ۔ مہربانی کر کے جیسا کہ اور تحصیلوں کو کالجز دئے گئے ہیں ۔ ہماری تحصیل سمندری کے علاقہ تاندلیانوالہ کو ایک کالج دیا جائے ۔ جو کالج آپ مناسب سمجھیں دے دیا جائے ۔ اس کی منظوری فرما دیں تاکہ ان غریب عوام کی تکالیف کا ازالہ ہو سکے ۔

جناب سپیکر ! تیسرے نمبر پر میری یہ گزارش ہے کہ لائل پور کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بہت backward ضلع ہے ۔ میں جس حلقہ سے elect ہو کر آیا ہوں ۔ اس کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ طبی سہولیات کے لحاظ سے وہ بہت ہی پسماندہ علاقہ ہے ۔ میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے وہاں پر ہیلتھ سینٹر کی منظوری دی ہے ۔ لیکن جب میں نے بجٹ دیکھا ۔ تو اس بجٹ میں کہیں بھی اس کی امداد کو شامل نہیں کیا گیا ہے اور اس ہیلتھ سینٹر کے لئے کوئی بھی رقم نہیں رکھی گئی ہے ۔ میں نے جناب والا ! ۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے اس سلسلہ میں گزارش کی تھی کہ وہاں پر پہلے ہی ڈسپنسری کی شکل میں ایک بلڈنگ موجود ہے تو انہوں

وعدہ فرمایا تھا جیسا کہ ان سے امید کی جا سکتی ہے کہ اس سال اس ہیلتھ سینٹر کے لئے جو میرے علاقہ موضع کنجوانی کے مقام پر منظور ہو چکا ہے ۔ مہربانی کر کے ہی اس کو اسی میں رکھا جائے تاکہ وہ عمارت بن جائے اور غریب لوگ طبی سہولیات سے فائدہ اٹھا سکیں ۔

جناب والا ! آخر میں میں ایک بہت بڑے اہم مسئلہ کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلاتا ہوں ۔ اور جناب کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ اس کے متعلق میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا ۔ کہ لائل پور اور منٹگمری دونوں اضلاع کو قریب ترین راستہ سے ملانے کا کئی دفعہ سروے بھی ہو چکا ہے ۔ متعلقہ انجینیرز صاحبان کے متعلق میں کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کیوں نہیں ابھی تک صحیح صورت حال سے آگاہ کیا ۔ جناب والا ! لائل پور اور ساہیوال کے درمیان جیجہ وطنی کے مقام پر ایک پکا پل بنا ہوا ہے ۔ اب حکومت ساڑی پتن کے مقام پر ایک اور پل بنا رہی ہے تو اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کسی اور انجینئر کے ذریعہ سے یا کئی انجینئروں کی ایک کمیٹی تشکیل کرے جو جا کر لائل پور اور ساہیوال کے درمیان جتنے پتن ہیں ان کی پڑتال کرے ۔ ان کو ملاحظہ فرمائے اور جا کر دیکھے کہ درمیان میں بہترین پتن کونسا ہے جس پر حکومت کا خرچ بھی تھوڑا آئے اور اس سے عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں شک نہیں ہے کہ میں انجینئر نہیں ہوں ۔ لیکن جو پچھلے سال سیلاب آیا تھا ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو تین پتن ایسے ہیں جو قدرتی طور پر اتنے بہترین پتن ہیں کہ ان کو سیلاب سے کوئی نقصان نہیں ہوا ہے ۔ جناب والا ! ایک کا نام سہر سیالہ ہے ۔ اور دوسرے کا نام شیرازہ ہے ۔ ان دونوں پتنوں میں سے حکومت جس پتن کو چاہے اور مناسب سمجھے ان پر وہ پکے پل بنا کر عوام کے لئے سہولت مہیا کرے ۔ اس سے تقریباً 60 میل کا فرق پڑ جائے گا ۔ اس سے عوام کو بھی فائدہ ہو گا اور حکومت کے لئے بھی یہ سود مند ہو گا ۔ ان معروضات کے ساتھ مسٹر سپیکر میں اپنی گزارشات کو ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ شکریہ !

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر غلام بلال شاہ !

ڈاکٹر غلام بلال شاہ (سرگودھا - 2) : مسٹر سپیکر ! موجودہ بجٹ جن حالات میں پیش کیا گیا ہے - اندرون ملک اور بیرون ملک مہنگائی کمر توڑ رہی ہے - پٹرول کا مسئلہ تمام ملکوں کے لئے درد سر بنا ہوا ہے - اس کے باوجود ہمارے وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے اور جو معمولی سا ٹیکس لگایا گیا ہے وہ بھی اس طبقہ پر لگایا گیا ہے جو کہ ملک کا امیر ترین طبقہ ہے اور اس ٹیکس کا اپنے اوپر بوجھ محسوس نہیں کرے گا - اس کے علاوہ کچھ ایسے ٹیکس بھی ہیں جو کہ غریب لوگوں پر لاگو تھے - ان کو معاف کر دیا گیا ہے - میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو ان کی ذہانت اور فراست پر اپنی طرف سے اور اپنے عوام کی طرف سے دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں -

جناب والا ! میں اپنی تحصیل شاہ پور جو میرے حلقہ نیابت میں ہے کے چند ایک مسائل عرض کرنا چاہتا ہوں - جناب والا ! تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کا صدر مقام ہوا کرتا تھا ضلع سرگودھا کا ڈگری کالج سب سے پہلے شاہ پور میں تھا -

مسٹر سپیکر : یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے -

ڈاکٹر غلام بلال شاہ : جناب والا ! جس وقت ضلع کا صدر مقام شاہ پور سے سرگودھا میں منتقل کیا گیا تو اس وقت سے تحصیل شاہ پور کی بدبختی شروع ہوئی اور وہ ڈگری کالج جو ہے جس کی عمارت آج بھی شاہ پور میں موجود ہے - اس کو سرگودھا میں منتقل کر دیا گیا ہے - جناب والا ! لوگوں نے چندہ اکٹھا کر کے اپنی زمینیں وقف کر کے سیال شریف میں ایک ضیاءالشمس کالج کا سنگ بنیاد رکھا اور اسے کالج میں تبدیل کر دیا گیا اور خوش قسمتی سے جس وقت گورنمنٹ نے دوسرے تعلیمی اداروں کو نیشنلائز کیا اس وقت یہ کالج بھی نیشنلائز ہو گیا - لیکن خدا بہتر جانتا ہے اس میں کیا مصلحت سمجھی گئی - شاید اس وجہ سے تحصیل میں کوئی ڈگری کالج یا انٹرمیڈیٹ کالج نہیں تھا اسے بھی donationalize کر دیا گیا - کالج اور اس

کے تمام عملہ اور تمام لڑکیوں کو سرگودھا کالج میں منتقل کر کے اس تحصیل کو ایک دفعہ پھر کالج سے محروم کر دیا گیا۔

جناب والا ! تحصیل شاہ پور میں لڑکیوں کا صرف ایک ہائی سکول ہے۔ ساہیوال جو تقریباً پچیس تیس ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے وہاں پر لڑکیوں کا مڈل سکول ہے اور اسے آج تک ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا۔ میں حیران ہوں کہ سرگودھا کے چھوٹے چھوٹے چکوں میں جن کی آبادی چند سو افراد پر منحصر ہے وہاں پر لڑکیوں کا ہائی سکول بنا دیا گیا ہے لیکن ساہیوال جس کی آبادی پچیس تیس ہزار ہے وہاں پر غریب لوگ اپنی لڑکیوں کو سرگودھا نہیں بھیج سکتے کہ وہ اپنی تعلیم پوری کر سکیں۔ جب تک اتنی بڑی آبادی کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ نہ دیا جائے اس وقت تک وہ لڑکیاں آٹھویں کے بعد اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتیں۔ جناب والا ! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ تحصیل شاہ پور جو ساہیوال کا پرانا قصبہ ہے اس کے لڑکیوں کے سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے اور آئندہ بھی یہ اصول بنایا جائے کہ جس جگہ پر کسی سکول کو upgrade کیا جائے وہاں یہ دیکھا جائے کہ اس کے نزدیک جو شہر ہیں یا بڑی تعداد والے قصبات ہیں ان کو پہلے مد نظر رکھا جائے۔ اس کے بعد جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ شاہ پور سٹی جو کہ بہت بڑا شہر ہے وہاں پر آج تک مڈل سکول کے لڑکے جو ہیں وہ ہائی سکول کے لئے دوسرے شہروں میں جاتے ہیں۔ لہذا مہربانی فرما کر شاہ پور سٹی مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔

جناب والا ! شاہ پور ایک پسماندہ تحصیل ہے۔ شاہ پور میں چند جاگیرداروں اور چند بڑے خاندانوں کی زمینیں ہیں جو کہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ زیادہ طبقہ محنت کش عوام ہیں۔ جن میں مزدور، مزارعین اور کسان ہیں۔ جناب والا ! ان کو محنت کر کے روٹی کمانے کے لئے کوئی اس قسم کے کارخانے۔ شوگر مل۔ فیکٹری۔ انڈسٹری۔ ٹیکسٹائل مل کی ضرورت ہے۔ لیکن تحصیل شاہ پور میں ان میں سے کوئی انڈسٹری آج تک نہیں بن سکی۔ اس کی سب سے واضح وجہ یہ ہے کہ یہ تحصیل جو کہ پسماندہ بھی ہے اور زرخیز بھی ہے اس تحصیل میں انڈسٹریل ٹیکس لگا ہوا ہے۔ تمام وہ

لوگ جو کارخانہ دار ہیں وہ اس تحصیل میں اس لئے انڈسٹری نہیں لگاتے کہ ان کو لاکھوں روپے یہاں پر ٹیکس دینا پڑتا ہے ۔ وہ دریا سے آس پار جا کر تحصیل خوشاب میں انڈسٹری لگاتے ہیں تاکہ ٹیکس سے بچ سکیں ۔ جناب والا! تحصیل شاہ پور جو گنے کے لئے بہترین تحصیل ہے یہاں پر کوئی شوگر مل نہیں بنائی گئی ۔ اگر شوگر مل بنائی گئی ہے تو وہ جوہرآباد میں جا کر بنائی گئی ہے یا بھلوال میں جا کر بنائی گئی ہے ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس تحصیل میں انڈسٹریز لگائی جائیں ۔ کارخانے لگائے جائیں اور خاص طور پر یہاں پر انڈسٹریل ٹیکس جو لگا ہوا ہے اس کو معاف فرمایا جائے تاکہ کارخانہ دار کارخانوں کو فوقیت دیں ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ تحصیل شاہ پور میں صرف چند میل ریلوے لائن ہے ۔ پوری تحصیل میں صرف ایک ریلوے سٹیشن شاہ پور صدر اور شاہ پور سٹی ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحصیل کو بھی دوسری تحصیلوں کی طرح ریلوے لائن سے ملایا جائے ۔ اس کی تجویز پہلے بھی کاغذات میں موجود ہے ۔ وہ یہ ہے کہ بھیرہ سے چک رامداس ۔ چک رامداس سے جھاوریاں ۔ جھاوریاں سے شاہ پور ۔ شاہ پور سے ساہیوال ۔ ساہیوال سے فروکہ اور فروکہ سے سلالوالی ریلوے لائین سے ملایا جائے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں آپ کی توجہ شاہ پور میں نہری پانی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ شاہ پور جو بہت ہی زرخیز تحصیل ہے جناب والا ! اس کا زیادہ تر حصہ شاہ پور برانچ سے سیراب ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے شاہ پور برانچ چھ مہینے چلتی ہے اور چھ مہینے بند رہتی ہے ۔ تومہربانی فرما کر شاہ پور برانچ کو سالانہ نہری کا درجہ دیا جائے تاکہ لوگ اپنی زمینیں سیراب کر سکیں ۔ جب تک اس کو سالانہ نہر نہ بنایا جائے اس وقت تک کم از کم نومبر میں 15 دن کے لئے نہر کو زیادہ چلایا جائے تاکہ گندم کی فصل لوگ کاشت کر سکیں اس طرح 15 دن مارچ میں دیئے جائیں تاکہ لوگوں نے جتنی زیادہ گندم کاشت کی ہوئی ہو اس کو ایک پانی اور لگا کر فصل پکا سکیں ۔

جناب والا ! ساہیوال جو کہ بہت بڑا قصبہ ہے اس میں ایک نالہ ہے جو ہمیشہ بند رہتا ہے ۔ اس کے پانی میں ساہیوال چاروں اطراف سے گھرا رہتا ہے اس کا چلنے بھی کئی دفعہ proposal بن چکا ہے ۔ مہربانی فرما کر اس سکیم کے تحت اس نالہ کی کھدائی کر کے پانی کو اور آگے دریا میں ڈالنے کا انتظام فرمایا جائے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں یہ گذارش کروں گا کہ شاہ پور تحصیل میں پکی سڑکیں بہت کم ہیں ۔ لہذا مہربانی فرما کر جو سڑک جہانیاں شاہ سے شروع ہو کر نورے والا اور نوریوالا سے مکری جاتی ہے اس کو کھلا دیا جائے تو اس سے لاکھوں لوگ مستفیض ہو سکیں گے یہ تقریباً بارہ کا میل سارا فاصلہ ہے ۔ اس کے بعد وجھ جو کافی بڑا قصبہ ہے اس کو صرف دو میل پکی سڑک مل جائے تو وجھ سے سلطان پور بنگلہ کو ملا کر ہم دوسری دنیا کے ساتھ مل سکتے ہیں جناب والا ! جھاوریاں ایک بہت بڑا قصبہ ہے اس طرح فروکہ اور وجھ ہیں یہ تینوں قصبات تحصیل شاہ پور میں واقع ہیں ۔ یہ بہت بڑے اور پرانے قصبے ہیں لیکن ان کو آج تک ٹاؤن کمیٹی کا درجہ نہیں دیا گیا ۔ مہربانی فرما کر ان قصبات (جھاوریاں فروکہ اور وجھ) کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے ۔

جناب والا ! اب میں پنجاب میں ٹریکٹرز کی تقسیم کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ میں حیران ہوں کہ ٹریکٹرز جو زمینداروں کو چاہئیں اور جو زمینداروں کی عین ضرورت ہے ۔ جنہوں نے آج سے "دو سال ، چار سال پہلے درخواستیں دے رکھی ہیں اور زرعی بینک سے انہوں نے قرضے منظور کرا رکھے ہیں وہ تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ لیکن ٹریکٹرز نقد قیمت پر ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں جن کی اپنی زمین نہیں ہے ۔ انہوں نے وہ ٹریکٹرز آگے بلیک کر دیئے ہیں ۔ خدارا کوئی اس قسم کا انتظام کیا جائے کہ ٹریکٹرز ان لوگوں کو دیئے جائیں جنہوں نے زرعی قرضے حاصل کر رکھے ہیں اور ان کے کیس مکمل پڑے ہیں ۔ وہ ٹریکٹرز ان کو دلائے جائیں ۔ اگر ان میں سے بچ جائیں تو پھر نقد قیمت پر ان لوگوں کو دیئے جائیں ۔ جنہوں نے بلیک کرنے ہیں یا اپنے استعمال میں لانے ہیں ۔

جناب والا ! زمینداروں پر جو اس دفعہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے دبے الفاظ میں فرمایا کہ ان پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے اُن کی عین مہربانی ۔ ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے وہ ٹیکس وقتی طور پر ایک سال کے لئے معاف کر دیا ہے ۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ زمیندار طبقہ مفلس ہے وہ جتنی پیداوار سے جتنی رقم حاصل کرتا ہے اُس سے کہیں کم وصول ہوتی ہے باقی وہ اپنی جیب سے خرچ کرتا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ خدارا آئندہ بھی زمینداروں کو اور ٹیکس نہ لگایا جائے ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ زمینداروں پر دوہرا آبیانہ لگایا جاتا ہے ۔ اس سے پہلے بھی میرے کچھ احباب نے اس کے متعلق یہی تجویز پیش کی ہے کہ آپ دوہرا آبیانہ لگانے کی بجائے جتنی فصل ہو جتنی زمین کوئی کاشت کرے اُس پر آبیانہ لگائیں بجائے اس کے کہ دوہرا آبیانہ لگا کر اُس کی کمر پر بوجھ ڈالا جائے ۔

اس کے میں آخر میں عرض کروں گا کہ میری تحصیل چونکہ بڑے لوگوں کی تحصیل ہے اور وہاں ابھی تک مزارعین کی فصل بانٹ نہیں سکے ۔ ابھی تک وہ ڈھیریاں بارش میں پڑی ہیں ۔ مہربانی فرما کر پورے صوبے میں اس قسم کا انتظام فرمایا جائے کہ جس وقت فصل کٹ جائے اُس کو تقسیم کرنے کے لئے فوری بٹائی ہو جائے اس طرح تو ملک کی دولت باہر بارش میں پڑی ہوئی ہے ۔ مزارعین کے خون پسینے کی کمائی باہر پڑی ہوئی ہے ۔ اس لئے اسکو بارش میں ضائع نہ ہونے کے سلسلے میں ایسے احکامات صادر فرمائے جائیں تاکہ ملک کی دولت کو بچایا جا سکے اور لوگ سارے سال کی کمائی کو گھر لا سکیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : صوفی نذر محمد منور خان ۔ موجود نہیں ۔ ملک ثناء اللہ ۔

ملک ثناء اللہ خان (سیالکوٹ 3 ) : مسٹر سپیکر ! میں وزیر خزانہ کو نئے ٹیکس نہ تجویز کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ میرا علاقہ بیوات ہے ۔ میرا علاقہ 1971ء کی جنگ میں دشمن کے قبضہ میں چلا گیا تھا ۔ دشمن نے وہاں کے مکانات اور سارے درخت تباہ و برباد کر دئے تھے اور کافی نقصان پہنچایا ہے ۔ سکولوں کی عمارتوں کو ، ہسپتالوں کی عمارتوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے ۔ حضور والا ! دو اڑھائی سال گزرنے کے باوجود وہاں آج بھی

نہ کوئی ہسپتال ہے نہ کوئی سکول کی عمارت ہے۔ اس علاقے کے غریب بچے کھلے آسمان کی چھت کے نیچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اب تو موسم گرما کی چھٹیاں ہوگئی ہے۔ لیکن میں مطالبہ کرتا ہوں کہ سکولوں اور ہسپتالوں کی عمارتوں کو تعمیر کرنے کے لئے اس کام کو تیز تر کر دیا جائے۔

حضور والا! جہاں تک علاقہ بجوات کا تعلق ہے پچھلے بجٹ سیشن میں عرض کیا تھا بجوات کا محل وقوع یہ ہے کہ یہ تین اطراف سے کشمیر کے بارڈر سے گھرا ہوا ہے صرف ایک راستہ کھلا ہے اور متعدد ندی نالوں اور دریائے توی اور دریائے چناب اور جموں توی سے گھرا ہوا ہے جناب والا! یہ علاقہ تمام سال باقی دنیا سے کٹا ہوا رہتا ہے۔ حضور والا! سیلاب کے بعد محبوب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے 18 اگست 1973ء کو اس علاقہ کا دورہ کیا۔ انہوں نے ہمارے وزیر اعلیٰ اور ڈاکٹر خاق صاحب کی موجودگی میں یہ اعلان کیا تھا کہ دریائے توی پر ایک پختہ پل تعمیر کیا جائے گا۔ حضور والا! اس اعلان کے بعد متعدد بار جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ دریائے توی پر پل تعمیر کیا جائے تاکہ اس علاقہ کے 60/50 ہزار عوام کو سہولت میسر آ سکے تاکہ باقی دنیا سے رابطہ قائم رہ سکے۔ لیکن مجھے یہ بڑا دکھ ہوا ہے کہ دریائے توی پر پختہ پل تعمیر کرنے کی کوئی سکیم موجودہ بجٹ میں شامل نہیں ہے۔ حضور والا! مجھے امید ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ و وزیر خزانہ آئندہ ضمنی بجٹ میں اس کا کوئی متبادل انتظام کر دیں گے اور دریائے توی پر پختہ پل تعمیر کرکے اس علاقہ کے بے بس عوام کو مجبوریوں سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

حضور والا! میں اس کے ساتھ وزیر آبپاشی میاں افضل ولو صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے 8 جون کو میری انتجا پر سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور وہاں موقع پر بہادر پور سے دو اڑھائی میل پر بند تعمیر کرنے کا حکم دیا اور بعد میں میٹنگ بلائی۔ میں نے بھی اس میں شرکت کی۔ سید پور کے قریب جو بند پہلے سابقہ سیلاب سے دریا میں کافی کٹاؤ آ چکے تھے وہاں موقعہ پر حکم دیا کہ جہاں پر spur تعمیر کیا جائے۔ میں

ان کا بے حد مشکور ہوں ۔ حضور والا ! دریائے توی چناب ہزاروں سال سے بہتے چلے آ رہے ہیں اور پہاڑوں سے جو مٹی آتی ہے اس کی وجہ سے دریا کی سطح بیرونی زمین سے اونچی ہوگئی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ دریا کی مٹی نکال کر پشتے تعمیر کئے جائیں تاکہ دریا کی سطح نیچی ہو جائے اور دریا کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے ۔ حضور والا ! جہاں تک سیم اور تھور کا مسئلہ ہے میرے حلقہ میں مرالہ بیراج واقع ہے ۔ نہر اپر چناب اور نہر مرالہ راوی لنک نکلتی ہیں ان دونوں نہروں کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ رقبہ سیم اور تھور کی نظر ہوگیا ہے ۔ سیم اور تھور کے تباہ شدہ علاقے جناب وزیر آبپاشی خود موقع پر ملاحظہ فرمائیں ۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ ان دونوں نہروں کے درمیان اور بیرونی اطراف میں سیم نالے کھودے جائیں تاکہ اس علاقہ سے سیم کو ختم کیا جا سکے اور ان کو دوسری کالونیز میں متبادل زرعی گذارہ الاؤنس کے لئے زمینیں دی جائیں تاکہ وہ اپنا گذارہ کر سکیں ۔

حضور والا ! جہاں تک سیالکوٹ کا تعلق ہے سیالکوٹ کی معیشت مسلسل بھارتی جارحیت اور آئے دن کے سیلابوں سے تباہ ہوگئی ہے ۔ بارڈر کی وجہ سے نہ تو وہاں پبلک سیکٹر اور نہ ہی پرائیویٹ سیکٹر انڈسٹری لگا رہے ہیں ۔ سیالکوٹ پہلے ہی لینڈ ہولڈنگ میں محدود ہے ۔ حضور والا ! اس علاقہ کے لوگ بہترین کاریگر ہیں ۔ اگر وہاں بارڈر کا مسئلہ نہ ہوتا تو سیالکوٹ پاکستان کا مانچسٹر ہوتا ۔ حضور والا ! سیالکوٹ اس کسمپرسی کی حالت میں بھی سرجیکل اور سپورٹس کے میدان میں کروڑوں روپے کا مال ایکسپورٹ کرتا ہے اور اس سے قیمتی زر مبادلہ کماتا ہے سوئی گیس پشاور کو دے دی ہے لیکن سیالکوٹ سے تیس میل کے فاصلہ پر گوجرانوالہ سے لائین گزرتی ہے لیکن میں سمجھ نہیں سکا ہوں کہ سیالکوٹ کو کیوں محروم رکھا گیا ۔ میں اس ہاؤس سے پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ سیالکوٹ میں فوری طور پر سوئی گیس کو مہیا کیا جائے ۔

سیالکوٹ کی شرح تعلیم کی اوسط جو ہے وہ سارے صوبوں سے زیادہ ہے ۔ اس لئے وہاں ایک میڈیکل کالج قائم کیا جائے ۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کا بھی قیام کیا جائے ۔ حضور والا !

سیالکوٹ میں اتنی تعلیم ہونے کے باوجود کوئی ایم - اے کی کلاسز نہیں ہیں حالانکہ پاکستان بننے سے قبل اور بعد میں مرے کالج سیالکوٹ میں ایم - اے کلاسز تھیں - اس لئے حضور والا ! میں اس ہاؤس سے مطالبہ کرتا ہوں اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر تعلیم و سینئر وزیر بھی موجود ہیں کہ سیالکوٹ مرے کالج میں ایم - اے کلاسز کا دوبارہ اجرا کیا جائے -

حضور والا ! جہاں تک زراعت کا تعلق ہے اور چھوٹے کسانوں اور چھوٹے زمینداروں کا تعلق ہے کھاد کی اتنی زیادہ قیمت کر دی گئی ہے جو ان کی قوت خرید سے باہر ہے - میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں میں خود زمیندار ہوں اور اپنے ہاتھوں سے کاشت کرتا ہوں جہاں - چار بوریاں ایک ایکڑ میں نکلتی تھیں اب یہ حقیقت ہے کہ وہ کھاد ہماری قوت خرید سے باہر ہوگئی ہے کہ ہم چار بوریاں لے کر ڈالیں اب حالت یہ ہے کہ ہم ایک بوری کھاد بھی نہیں خرید سکتے - حضور والا ! اس کا اثر براہ راست گرو مور فوڈ پر ہوگا اور پھر اس سے ملک کو مزید مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا - مثلاً جہاں تک گندم کا تعلق ہے آپ نے چاول کی قیمت تو بڑھا دی ہے حالانکہ چاول صرف تین ماہ کی فصل ہے - اس کے مقابلے میں جو گندم ہے وہ سارے سال کی فصل ہے - اسے ورہیال کہتے ہیں - جناب والا ! ورہیال زمین اسے کہتے ہیں جس میں سارا سال ہل جوتا جاتا ہے - تو جب وہ زمین ورہیال نہ رکھی جائے وہ صحیح پیداوار نہیں دیتی - یہ جو موٹھی کی فصل ہے اور دوسری فصلیں ہیں ان میں آپ لاکھ کھاد استعمال کریں اس کی پیداوار ورہیال زمین کے مقابلے میں نصف ہوگی - حضور والا ! یہ سارے سال کی فصل ہے لیکن گندم کی جو قیمت مقرر کی گئی ہے وہ صرف 25ء50 روپے ہے - میرے خیال میں گندم کی کم از کم قیمت 50 روپے من ہونی چاہئے کیونکہ وسائل پیداوار آمدن کے لحاظ سے کہیں زیادہ ہیں جس کا اعتراف مرکزی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے بھی کیا ہے - اس سے میری یہ ہرگز مراد نہیں کہ عام آدمی کو 50 روپے فی من کے حساب سے گندم دی جائے - میری تجویز یہ ہے کہ عام آدمی کو گندم سبسڈائز ریٹ پر مہیا کی جائے اور زمینداروں کو 50 روپے فی من کے حساب سے گندم کی قیمت ادا کی جائے جبکہ آپ امریکہ کے زمیندار کو سو روپے فی من گندم کے دے رہے ہیں - اگر ایسا نہ کیا گیا تو میرے

خیال میں آئندہ جو فصل ربیع ہوگی اس میں گندم کی بوائی اور پیداوار بہت کم ہوگی۔

حضور والا! میں جناب وزیر خوراک کی توجہ دیہاتی عوام کے راشن کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! جہاں تک دیہات کا تعلق ہے کل میں نے وزیر خوراک کی تقریر سنی۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم ہر ماہ 50 روپے ہر خاندان کو گندم کے سلسلے میں subsidize کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں میں وزیر خوراک سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حضور والا! آپ دیہات میں کون سا راشن دے رہے ہیں۔ کیا آپ نے دیہات کے لوگوں کو ایک چھٹانک آٹا بھی مہیا کیا ہے۔ جہاں تک چینی کا تعلق ہے حضور والا! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ دیہاتیوں کو شہریوں کے برابر راشن دیا جائے کیونکہ وہ غلہ پیدا کرنے والے ہیں اور یہ ان کا حق ہے۔ آپ شہروں میں 50 روپے ہر خاندان کے لئے سب سی ڈائز کر رہے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ دیہات میں کن لوگوں کو یہ 50 روپے ماہوار کی سب سی ڈی دی جا رہی ہے۔ حضور والا! اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ دیہات کے لوگ جو خود اناج پیدا کرنے والے ہیں انہیں پہلے دو چھٹانک فی کس ماہوار چینی ملتی تھی۔ اب یہ چار چھٹانک کر دی ہے لیکن اس میں بھی کئی رکاوٹیں ہیں۔ جو ڈپو بنائے گئے ہیں وہ بہت دور دراز بنائے گئے ہیں اور چینی کا چار چھٹانک کوٹہ بھی بالکل ناکافی ہے۔ وہاں گھی کی بڑی قلت ہے۔ سیالکوٹ خوراک کے معاملے پہلے ہی خسارے میں ہے اب وہاں گھی کی قلت ہے۔ اس لئے سیالکوٹ اور دوسرے اضلاع کے دیہاتیوں کو بھی چینی۔ آٹا اور گھی کا معقول کوٹہ دیا جائے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے حضور والا! ٹریکٹروں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ اور بلیک میں ایک ٹریکٹر کی قیمت 72,000 روپے ہے جو عام زمیندار کی قوت خرید سے باہر ہے۔ پاس بک سسٹم بہت اچھا ہے مگر جب زمیندار پاس بک لے کر زرعی بینک جاتے ہیں تو وہاں وہی فرسودہ نظام اور وہی پیچیدہ نظام رائج ہے کہ جو پہلے قرضہ حاصل کرنے کے لئے ہوتا تھا۔ آج وہی پرانے حربے استعمال کئے جاتے ہیں اور ٹریکٹروں کا بھی ان

لوگوں کا آنا ہے جو محکمہ سے ساز باز کرتے ہیں اور انہیں رشوت دیتے ہیں لیکن عام زمیندار کو پاس بک سسٹم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔

حضور والا ! جہاں تک جنگلات کا تعلق ہے ، میرے ایک فاضل دوست سرور جوڑا صاحب اس طرف اشارہ کر چکے ہیں ۔ میں جناب وزیر جنگلات سے یہ گزارش کروں گا کہ جو اعداد و شمار محکمہ نے انہیں فائلوں کے ذریعے پہنچائے ہیں کہ فلاں ضلع میں یا فلاں نہر کے کنارے ہزاروں درخت لگائے گئے ہیں ۔ کیا وزیر جنگلات یہ زحمت گوارہ کریں گے کہ کوئی ایسی کمیٹی یا ٹریبونل بنا کر کچھ علاقوں کی پڑتال اور چیکنگ کرائیں کہ وہاں پر کتنے پودے موجود ہیں ۔ حضور والا ! پودے لگانا بہت آسان کام ہے ۔ ایک آدمی ایک دن میں ہزاروں پودے بھی لگا سکتا ہے دیکھنا یہ ہے کہ ان پودوں کی نگہداشت اور پرورش کی جاتی ہے یا نہیں کیونکہ بغیر حفاظت اور پرورش کے پودے کامیاب نہیں ہوتے ۔ حضور والا ! آپ یہ اندازہ کریں کہ قیام پاکستان کے بعد کتنے پودے لگائے گئے اور کتنے پودے کامیاب ہوئے ۔ حضور والا ! آج بھی سڑکوں کے کنارے ۔ نہروں کے کنارے تقریباً وہی پرانے پودے اور درخت نظر آئیں گے جو قیام پاکستان سے قبل لگائے گئے تھے ۔ حضور والا ! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو حکومت نے بڑی مہربانی اور بڑی نوازش کی ہے کہ ڈیزل ٹیوب ویلز کے لئے subsidy دی جاتی ہے ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر نے گھنٹی بجائی)

حضور والا ! میں گزارش کروں گا کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : دو بجنے والے ہیں ۔ اگر میں ہر فاضل رکن کو آدھا گھنٹہ دیتا رہوں تو کام نہیں چلے گا ۔ آپ 27 منٹ تقریر کر چکے ہیں ۔

ملک ثناء اللہ خان : حضور والا ! میرا علاقہ ایسا ہے کہ جو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : جو صاحبان تقریر کرنی چاہتے ہیں آپ ان کا وقت کھا رہے ہیں ۔ تو یہ میرے لئے مناسب نہیں کہ میں کسی اور ممبر کا وقت آپ کو

دوں ۔ میرے پاس جتنے مقررین کے نام آئے ہیں اس رفتار سے تو انہیں 18 دن چاہئیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! آپ براہ کرم انہیں میرا وقت بھی دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو ہر فاضل ممبر کہہ سکتا ہے کہ میرا وقت بڑھا دیا جائے ۔ سید صاحب میں کس کس کا لحاظ کرونگا ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! یہ کرسی ہی ایسی ہے کہ اس سے ہم شفقت اور مروت کی توقع رکھتے ہیں ۔

ملک ثناء اللہ خان : حضور والا ! جہاں تک لاء اینڈ آرڈر کا تعلق ہے صوبے میں ظلم و جبر اور لاء قانونیت کا دور دورہ ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو پہلے کہی جا چکی ہے ۔ آپ کوئی خاص بات کریں ۔

ملک ثناء اللہ خان : جہاں تک امن و امان کا تعلق ہے میری رائے میں اگر شیر شاہ سوری کا نظام حکومت اپنا لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں لاء اینڈ آرڈر مکمل طور پر بحال اور نافذ ہو سکتا ہے ۔ ہر شریف شہری اور ہر مظلوم کی جان و مال اور عزت محفوظ ہو سکتا ہے ۔ ۔ ۔

سید ناظم حسین شاہ : میرے خیال میں ڈاک کے لئے بھی گھوڑوں کا انتظام ہونا چاہئے کیونکہ شیر شاہ کے وقت میں ڈاک کیلئے بھی انتظام تھا ۔

ملک ثناء اللہ خان : جہاں تک ڈیزل ٹیوب ویلز subsidies کا تعلق ہے اس سلسلے میں حضور والا میں یہ عرض کرونگا کہ اسکی بجائے اگر بلا سود اور لمبی آسان اقساط کے قرضے زمینداروں کو دیئے جائیں تو غریب زمیندار کو اس کا فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ اس وقت صرف با اثر لوگ ہی اس سے استفادہ کر رہے ہیں اور غریب زمیندار اس سے محروم ہیں ۔ فلڈ کو کنٹرول

کرنے اور سیالکوٹ کے بارانی علاقوں کو سیراب کرنے کے لئے سید پور یا چیراڑ کے بالائی حصہ میں ایک ڈیم تعمیر کیا جائے۔

حضور والا! آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ سیالکوٹ میں فلڈ سے سڑکیں بالکل تباہ ہو چکی ہیں۔ میرے حلقہ میں چیراڑ روڈ، کلووال روڈ اور روڈس روڈ مراله کلووال سمڑیال اور سید پور روڈ کو پختہ بنایا جائے۔ حضور والا! اس کے علاوہ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ یونین کونسل کی سطح پر ایک لڑکیوں کا ہائی سکول اور ہیلتھ سنٹر بھی ہونا چاہئے۔ ویسے تو سارے ملک میں بڑی بے روزگاری ہے لیکن سیالکوٹ میں سارے صوبے اور سارے ملک سے زیادہ بے روزگاری ہے۔ حضور والا اس کے لئے میں تجویز کروں گا کہ سیالکوٹ میں سرجیکل سپورٹس اور ٹیکسٹائل کی ملیں لگائی جائیں۔ ہیوی انڈسٹری قائم کی جائے اور سمال انڈسٹری اور کاٹیج انڈسٹری کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس کے لئے بلا سود آسان اور لمبی اقساط پر قرضے دئے جائیں۔ حضور والا! میں آپ کا بڑا ممنون ہوں ابھی تو میری تقریر کافی لمبی ہے لیکن میں اجازت چاہتا ہوں۔

مسٹر سپیکر: خدا آپ کو وزیر کر دے تو پھر آپ کو زیادہ وقت مل سکتا ہے۔ میں آج کے وقت میں فی الحال دس منٹ کا اضافہ کر رہا ہوں۔ سردار نصراللہ خان دریشک۔

وزیر خوراک (سردار نصراللہ خان دریشک): مسٹر سپیکر! میں آپ کا از حد ممنون ہوں کہ آپ نے پہلے دن مجھے اپنی خدمت میں اظہار خیالات کا موقع دے کر مہربانی فرمائی ہے چونکہ میں نے خود procure-ment کے سلسلے میں دورے پر جانا تھا اور اس سلسلے میں آپ نے میری امداد فرمائی ہے۔ جناب والا! جہاں تک موجودہ سال 75-1974 کے میزانیہ کا تعلق ہے اس میں میرے دوستوں نے یکے بعد دیگرے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جن حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے، اس سے صوبے کے ہر امیر اور غریب کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ جو مرکزی بجٹ ابھی آیا ہے اس میں کافی رعایت دی گئی ہے کوئی ٹیکس زیادہ نہیں لگائے گئے تو صوبے کا جو بجٹ ہو گا اس میں بھی کسر پوری کر دی جائے گی تو

یہ خدشات غلط ثابت ہوئے اور اس بات پر حکومت پنجاب کو فخر ہے اور خوشی ہے کہ اس نے کوئی نیا ٹیکس عاید نہیں کیا ۔ کوئی بوجھ اپنے عوام پر مزید نہیں ڈالا ۔ جناب والا ! بوجھ ڈالا تو شراب اور افیون پر ڈالا ہے ۔ بوجھ ڈالا ہے تو ریس پر ہم نے عوام کی نبض کو پہنچانا ہے اور عوام کے جذبات کا احترام کیا ہے اور جناب والا ! یہ تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ ٹیکس ہم نے نہیں بلکہ عوام نے اپنے جذبات کا اظہار کر کے انہوں نے خود یہ ٹیکس عاید کیا ہے ۔ جناب والا ! زراعت پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ڈالا گیا اور زراعت پر کسی قسم کا بوجھ نہ ڈال کر میرے خیال میں یہ بھی حکومت نے ایک خوش آئند قدم اٹھایا ہے ۔ زراعت جو کہ ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جناب والا ! زراعت پر ٹیکس نہ لگا کر ہمارے لئے آئندہ پیداوار بڑھانے کے مواقع جو ہیں ان کو زیادہ مستحکم کیا گیا ہے زراعت میں اب حکومت نے یہ بھی واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ کپاس کی کم از کم قیمت مقرر کر دی ہے تو اس سے مجھے یقین ہے کہ زراعت میں ہماری ملکی پیداوار میں جس طرح کہ ہماری کوشش ہے قابل قدر اور خاصا اضافہ ہوگا ۔

جناب والا ! ایسا متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کروں گا ۔ جناب والا ! ترقیاتی سکیموں کے لئے پچھلے سال 140 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی مگر اس سال 180 کروڑ کی رقم رکھ کر یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ ٹیکس عائد نہ کرنے کے باوجود حکومت اپنے فرض سے غافل نہیں ہے کہ پسماندہ علاقوں اور پنجاب کی فلاح و بہبود اور اس کی ترقی میں اس کو دلچسپی ہے اور حکومت کوشش کرے گی کہ انشاء اللہ جتنی بھی زیادہ سے زیادہ رقم اس چیز پر صرف ہو سکتی ہے وہ کریں ۔ جناب والا ! ہم اپنے صوبے کی پسماندگی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے ۔

جناب والا ! ہیلتھ ورکس پروگرام کے لئے بھی کافی رقم مختص کی گئی ہے بہت سی باتیں ہیلتھ ورکس پروگرام کے بارے میں ہوتی رہتی ہیں ۔ لیکن یہ کہنے میں مجھے باک نہیں ہے جناب والا کہ اسمبلی کے معزز اراکین جو چلے بھی

سال 1962ء اور 1969ء میں ہمارے اپنے بھائی اس اسمبلی کے رکن رہے ہیں ۔ مجھے پتہ ہے کہ ایک ایک ٹوٹی پیسے کے لئے ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان محتاج ہوتے تھے ان کے کہنے پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا جاتا تھا اور اس کے مقابلے میں اب پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ کی خطیر رقم ہر ضلعے کے لئے مختص کر دی جاتی ہے اور وہ ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان اپنے علاقے کی ضروریات کے مطابق وہ رقم خرچ کرتے ہیں اور اپنے ووٹرز کے سامنے سرخ رو ہوتے ہیں ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ پیپلز ورکس پروگرام میں چھ ہزار کے قریب جو لڑکے بے روزگار ہیں ان کو بھی سپاہ دانش اور سپاہ خدمت کی صورت میں روزگار مہیا کیا گیا ہے ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک بہت بڑی خدمت ہے ۔ جناب والا ! صنعت کے میدان میں جیسا کہ گزشتہ دنوں ہمارے سینئر منسٹر صاحب نے اعلان فرمایا تھا کہ پرائیویٹ سیکٹر میں ہم خوش آمدید کرتے ہیں اور حکومت اس چیز سے ہر وقت آگاہ ہے کہ زراعت اور انڈسٹری دو چیزیں ہیں جو ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ پرائیویٹ سیکٹر میں ہم کوشش کریں گے اور جو بھی آدمی آ کر حکومت سے اجازت مانگے گا کہ ہم نے انڈسٹری لگانی ہے اسے خوش آمدید کہا جائے گا اور جیسے وزیر موصوف نے فرمایا تھا چائے کے ساتھ اس کی تواضع بھی کی جائے گی ۔

جناب والا ! فنڈ کے متعلق جس مصیبت اور تباہی کا سامنا ہمیں کرنا پڑا ۔ جو مصیبت کا پہاڑ ہمارے صوبے پر ٹوٹا اس سے کوئی بھی ہمارا دوست نا آشنا نہیں ہے ۔ جناب والا ! مجھے یہ کہہ کر خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہم نہ صرف یہ کہ اپنے سیلاب زدہ علاقوں کو دوبارہ آباد کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں بلکہ ماشاء اللہ انہیں دوبارہ ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے بھی ہم نے کوشش کی ہے ۔

جناب والا ! اس ایوان میں سب سے زیادہ توجہ جس مسئلے کی طرف مبذول کرائی گئی ہے وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ہے ۔ جناب والا ! حکومت اس بات کو اچھی طرح محسوس کرتی ہے ۔ جناب وزیر اعلیٰ کی تقریروں سے بھی جناب نے اندازہ لگایا ہوگا کہ ہم اس چیز کو اپنا اولین

فرض سمجھتے ہیں ۔ جان و مال کا تحفظ حکومت کا اولین فرض ہے ۔ ہم انشاء اللہ اپنے عوام کو جان و مال کا تحفظ بہم پہنچا دیں گے لیکن جناب والا ! میری ایک گزارش یہ ہے کہ یہ کام نکتہ چینی کرکے اور صرف یہ کہہ کر کہ حکومت یہ کرے حکومت وہ کرے اور اپنے آپ کو اس فرض سے علیحدہ کر لیں ایسے نہیں ہوگا یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ۔ جناب والا ! آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا کہ سڑکوں پر حادثات ہوتے ہیں ۔ ڈکیتیاں ہوتی ہیں ، وارداتیں ہوتی ہیں لوگ مر رہے ہوتے ہیں ۔ قتل ہو رہے ہوتے ہیں ۔ لیکن ہم اپنی کنڈیاں اندر سے لگا لیتے ہیں صرف اس ڈر سے کہ ہمیں گواہی نہ دینی پڑے ۔ جناب والا ! ہمیں اپنے اوپر بھی نکتہ چینی کرنی چاہئے ۔ ہمیں اپنے آپ کی بھی اصلاح کرنی چاہئے ۔ صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ حکومت جو ہے یہ کرے وہ کرے ۔ ہمیں اپنے دامن میں بھی جھانک کر دیکھنا ہوگا ہم بھی حکومت کے ساتھ تعاون کریں ۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں جناب والا کہ اگر ہم سب پر قسم اٹھا لیں کہ ہم اپنی بھی اصلاح کریں گے اور جو غلط ہے اس کو غلط کہیں گے اور جو معاشرے میں برائی کرنے کی جسارت کرے گا اس کا ہم پوری سختی کے ساتھ محاسبہ کریں گے ۔ تو جناب والا ! کوئی وجہ نہیں کہ کافی حد تک ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر حاوی نہ ہو جائیں اور کامیابی سے ہمکنار نہ ہوں اور اپنے دوستوں کے اس مطالبے کو پورا نہ کریں ۔ جناب والا ! دراصل ہوتا یہ ہے کہ جب بھی کبھی اس قسم کی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو ہم صرف اتنی بات کرکے اپنے آپ کو عہدہ برآ کر لیتے ہیں کہ جی ٹھیک ہے ہم نے تو بڑا شور مچایا ہے ۔ ہم نے تو یہ کہا تھا ۔ پولیس کے لئے اب حکومت نے کچھ پیسہ رکھا ہے تو اس پر بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ جی لاکھوں روپے جو آپ خرچ کر رہے ہیں یہ تو لوگوں کے خلاف لوگوں کے گلے پر چھری چلانے کے لئے رکھے گئے ہیں ۔ جناب والا ! ہم جائیں تو کہاں جائیں ۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ پولیس کے پاس سامان نہیں ہے ، پولیس کے پاس وائرلیس سیٹ نہیں ہیں ۔ پولیس کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں ۔ پولیس زمینداروں سے گاڑیاں مانگ کر لے جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں انہیں ان کی ناجائز رعایت کرنی پڑتی ہے ۔ دوسری طرف ہم گاڑیوں کے لئے اور وائرلیس

سیٹوں کے لئے پیسہ رکھتے ہیں تو ہمیں یہ دکھایا جاتا ہے کہ آپ تو لوگوں کے گلے پر چھری چلانے کے لئے یہ کر رہے ہیں۔ تو جناب والا! تنقید جو ہے بہت اچھی بات ہے لیکن اس کو مثبت ہونا چاہئے۔ ہر بات کو منفی نہیں ہونا چاہئے۔ اور ہر بات کو منفی پہلو دے کر ہم مسائل کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ختم نبوت کے مسئلے کو اچھالا گیا ہے۔ مجھے بہت ہی دکھ اور درد مندانہ طور پر یہ گزارش کرنی پڑتی ہے کہ ایک مسئلہ جو آج کا نہیں ہے۔ ایک مہینے کا نہیں ہے۔ ایک دن کا نہیں ہے۔ ایک سال کا نہیں ہے۔ دس سال کا نہیں ہے۔ بیس سال کا نہیں ہے بلکہ سو سال پرانا مسئلہ ہے۔ وہ ایک مثال مشہور ہے کہ جس کے گلے میں پھندہ پورا آ جائے اس کے گلے میں ڈال کر اسے پھانسی لگا دیا جائے۔ یہی رویہ ہمارے ساتھ اختیار کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حالات کو دیکھئے۔ اس مسئلے کو ارکھئے۔ اس کی بیک گراؤنڈ کو دیکھئے اور پھر آپ کو حکومت کی جگہ پر بیٹھ کر سوچئے کہ اس مسئلے کا کیا حل ہونا چاہئے۔ ہمارے سارے دوستوں نے باتیں تو کر لیں کہ ہمیں یہ کرنا چاہئے ہمیں وہ کرنا چاہئے لیکن ہمیں کوئی اس کا حل بھی بتائیں۔ جب چیئرمین نے یہ صاف اور واضح فرما دیا ہے کہ ہمارے ملک کا نام اسلامک ریپبلک آف پاکستان رکھا گیا ہے۔ جناب والا! اسلامک ایڈوائزری کونسل اسی لئے ہے کہ اگر کوئی بھی قانون اسلام کے منافی بنے تو وہ اس کی جانچ پڑتال کرے اور حکومت کو اس کے مطابق رپورٹ کرے تاکہ اس کے مطابق تبدیلی کی جائے۔ جناب والا! ان چیزوں پر کیوں نظر نہیں رکھی جاتی۔ صرف تنقید برائے تنقید جو ہے اسے کیوں ترجیح دی جاتی ہے۔ جناب والا! اب یہ چیزیں دیکھ کر مجھے یہ حکایت یاد آتی ہے جیسے ایک مصور تھا وہ بہت اپنے آپ کو اچھا آرٹسٹ سمجھتا تھا اس نے بہت ہی اچھا شاہکار اٹھا کر ایک بازار کے چوک میں رکھ دیا اور کہا کہ اس کے متعلق اپنی رائے دی جائے۔ جو لوگ بھی غلیظ سے غلیظ فقرے اس کے نیچے لکھ کر گئے۔ شام کو جب وہ اس اپنے شاہکار کو لینے کے لئے گیا تو اسے بے انتہا مایوسی ہوئی اور وہ اپنی بیوی کے پاس واپس آیا تو بہت مایوس اور اداس اور پریشان حالت میں تھا۔ اس کی بیوی نے پوچھا

کہ آج کیا بات ہے۔ پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ کہیں کوئی نقصان نہیں گیا ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ میرا آوٹ پھنڈ کیا جائے گا لیکن بدقسمتی سے اس پر تو بہت اعتراض کیا گیا ہے۔ کسی نے بھی ایک جملہ اس کی تعریف میں نہیں لکھا۔ اس کو اس کی بیوی نے مشورہ دیا کہ ایسے کرو یہ دوبارہ لے جاؤ اور اس کے ساتھ یہ لکھو کہ اس میں جو بھی کمی ہے جو بھی غلطی ہے اس کی اصلاح کر دی جائے۔ جو بھی توجہ اس میں غلطی محسوس کرے وہ اصلاح کر دے۔ جب اس نے تصویر جا کر شام کو الماری تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے جا کر دیکھا کہ کسی نے اس کی تصویر پر اعتراض یا اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ایسی اسی صورت حال سے ہم دوچار ہیں۔ ہماری اصلاح کی جائے۔ ہمیں تجاویز دی جائیں۔ ہمیں بتایا جائے کہ آپ میں یہ غلطی ہے۔ آپ یہ کریں ہم کب کہتے ہیں کہ ہم perfection کی سٹیج پر پہنچ گئے ہیں۔ ہم اپنی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم بھی انسان ہیں ہم بھی غلطیاں کر سکتے ہیں۔ لیکن صرف یہ کہ اچھی بات کا تو کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اچھی بات کو بھی غلط رنگ دے کر اچھالا جاتا ہے۔ تو یہ رویہ جناب والا! بے حد افسوسناک ہے۔

جناب سپیکر! اب یہ باتیں تو تھیں جنرل قسم کی اب میں اپنے محکمے کے متعلق بھی چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان کو ان سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جناب والا! میرا محکمہ خوش قسمتی سے کہئے یا بدقسمتی سے کہئے اس قسم کا محکمہ ہے جس کا براہ راست ہر چھوٹے بڑے غریب امیر سب کے ساتھ تعلق ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ اپنی طرف سے جتنی زیادہ استطاعت کے مطابق ہو سکتا ہے عوام کی خدمت کی جا سکے لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ ضرور ہم میں کافی خامیاں ہیں۔ کافی ہماری اصلاح کی گنجائش ابھی باقی ہے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ میرے دوست تجاویز پیش کریں گے اور کوشش کریں گے اور میری راہنمائی کریں۔

جناب والا! جہاں تک گندم کی procurement کا تعلق ہے تو گندم

حکومت خریدتی ہے اور گندم خرید کرنے کے تین مقاصد ہوتے ہیں۔ جناب والا ! ایک تو یہ ہوتا ہے کہ وہ علاقے جہاں عام طور پر گندم کم پیدا ہوتی ہے آن علاقوں میں گندم کی سپلائی کو بہتر بنایا جائے۔ دوسرا یہ ہوتا ہے کہ سپلائی ریگولر رہے۔ اس میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو۔ تیسرا مقصد یہ ہوتا ہے جناب والا کہ قیمتیں بھی متوازن رہیں۔ قیمتیں بڑھنے نہ پائیں تاکہ غیر قانونی طور پر ذخیرہ اندوزی کرنے والے اور دوسرے لوگ جو بلیک مارکیٹنگ کرنے والے ہیں آن کی حوصلہ شکنی کی جا سکے۔ تو جناب والا ! اس سال مرکزی حکومت نے ہمارے لئے 18 لاکھ ٹن کا target مقرر کیا ہے اور اس طرح اس پر تقریباً 145 کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ جناب والا ! گندم کی قیمت خرید کے بارے میں ہمارے بہت سے دوستوں نے بہت سے اعتراض کئے۔ میں کسی اپنے دوست کو رائے دینے کے حق سے تو محروم نہیں کر سکتا انہیں کھلی اجازت ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اپنی طرف سے اپنے وسائل اور اپنی استطاعت کے مطابق کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور جناب والا اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اس دن حاجی سیف اللہ خان صاحب جو آج تشریف نہیں رکھتے فرما رہے تھے کہ جو گندم 25 روپے 50 پیسے کی لے رہے ہیں اور 6 روپے incidentals کا ایسے ہی چکر ہوتا ہے کیونکہ گندم تو انہیں گوداموں میں مل جاتی ہے۔ وہ 6 روپے محکمہ ہڑپ کر جاتا ہے۔ تو جناب والا ! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس وقت کاشتکار کو سہولت دینے کے لئے آن کے گھروں سے حکومت نے گندم خریدنے کا بندوبست کیا ہے۔ ہم کاشت کار کے دروازے پر جاتے ہیں اور گندم خریدتے ہیں۔ پانچ دس کاشتکار مل کر دس دس، پندرہ پندرہ بوریاں جمع کرکے سو بوریاں اکٹھی کر لیں۔ وہاں سے حکومت اپنے خرچ پر وہ گندم اٹھاتی ہے۔ آس کا فائدہ کاشتکار کو جاتا ہے۔ باردانے کا خرچ، بھرائی کا خرچ، محصول چنگی کا خرچ اور اس طریقے سے ہر قسم کے خرچ سے وہ بچ جاتا ہے اور میرے خیال میں کم از کم ایک روپیہ فی من کاشتکار کو مزید فائدہ میسر آتا ہے۔ تو جناب والا ! ہماری حکومت کی یہ کوشش اور دلی خواہش ہے کہ کاشتکار کو آن کی خدمت کا پورا پورا صلہ ملے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت کی اپنی مجبوریاں بھی ہیں۔ جناب والا ! ہمارے وسائل محدود

ہیں اور میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ حکومت دس روپے فی من اپنے پلے سے ڈال کر دے رہی ہے۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں : صرف شہروں میں۔

وزیر خوراک : میرے دوست نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اس کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میرے دوست ملک ثناء اللہ خان نے بھی یہ اعتراض کیا تھا وہ بھی اب تشریف نہیں رکھتے۔ جناب والا! ایک اور فاضل رکن نے بھی اعتراض کیا ہے تو ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے پاس فگرز ہیں کہ جہاں تک دیہاتوں اور شہروں کے فرق کا تعلق ہے پانچ ہزار ٹن گندم ہم دیہاتوں میں بھی دیتے ہیں۔ جہاں ہم 45 ہزار ٹن ہر مہینے شہروں کے لئے release کر رہے ہیں وہاں 5 ہزار ٹن ہم دیہاتوں میں بھی دے رہے ہیں۔ 675 ٹن لاہور میں دیتے ہیں۔ 625 ٹن راولپنڈی میں دیتے ہیں۔ یہ صرف ان شہروں میں دیتے ہیں جو deficit ہیں۔ شہروں میں اس وقت 29 روپے، 28 روپے، 27 روپے فی من اچھی قسم کی گندم مل رہی ہے مگر دیہات میں اس وقت 25 روپے من مل رہی ہے۔ تو چار روپے کا تو ویسے ہی فائدہ دیہات والوں کو پہنچ رہا ہے اور اس کے علاوہ جو خرچے ہیں شہریوں کے مثلاً مکان کا کرایہ ہے۔ دیہات میں تو آدمی چھپر میں بھی گزارا کر لیتا ہے۔ ان کے رہنے سہنے کا جو طریقہ ہے۔ ان کے کھانے پینے کی چیزیں دودھ مکھن اور لسی اتنی خالص ملتی ہیں کہ شہریوں کو کیا ملتا ہے وہ ان چیزوں سے محروم ہیں۔

خان محمد شفیق خان : آپس میں تبدیل کر لیں۔

وزیر خوراک : اس سال سو دیہات میں بجلی کی فراہمی کا گورنمنٹ نے بندوبست کیا ہے۔ کافی سارے ٹیلیفون ایکسچینج کھولے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان کے بارے میں تو کوئی تعریف نہیں کرتا۔ کیا وہ دیہاتوں کو شہروں میں بدلنے کے لئے ایک قدم نہیں؟ اس چیز کا تو کوئی دوست ذکر نہیں کرتا۔ ذکر کرتے ہیں تو اس بات کا کہ جو کوئی تھوڑی بہت ایسی چیز جو حکومت بالبستہ طور پر نہیں بلکہ جناب والا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں صرف اپنے دیہاتی

کے محدود ہونے کی وجہ سے یہ خدمت نہیں کر رہی ورنہ یہ حقیقت ہے کہ ہماری پارٹی کو اس بات کا احساس ہے کہ رورل ایریاز کے لوگ جو ہیں انہوں نے بھی اس پارٹی کے ساتھ اسی طرح تعاون کیا تھا جس طرح شہریوں نے اور ان کے حقوق کی حفاظت ہم اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ جوں جوں وسائل بڑھیں گے ہم انشاء اللہ ضرور کوشش کریں گے کہ اپنے دیہاتوں کو اپنے دیہاتی بھائیوں کو اپنے ہم پلہ لا کر کھڑا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جہاں تک گندم کی خرید کا تعلق ہے ہم نے پچھلے سال 352 مراکز کھولے تھے اس سال ہمارے محکمہ نے 482 کے قریب پرچیز سنٹرز (purchase centres) کھولے ہیں۔ 167 پرچیز سنٹر کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے کھلوائے ہیں ایگریکلچرل سٹوریج سپلائی والوں نے 181 سنٹرز کھولے ہیں اس طریقہ سے کوئی کل 740 سنٹرز کھولے جا چکے ہیں اور ہم کوئی تین سو کے قریب مزید پرچیز سنٹرز کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمارے صوبہ کو جتنی گندم کی ضرورت ہے وہ تقریباً نو لاکھ ٹن ہے اور انشاءاللہ ہم پوری کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمیں فخر ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ ہم دوسرے صوبوں کے اپنے بھائیوں کے لئے گندم فراہم کریں گے۔

جناب والا! میں incidental charges کے بارہ میں تھوڑی سی وضاحت آپ کی اجازت سے اس ایوان میں کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ محکمہ خوراک growers کو گندم کی قیمت پچاس روپے اور پچاس پیسے فی من دیتا ہے۔ چھ روپے محکمہ خود خرد برد کر جاتا ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ جناب والا! اس کے لئے کوئی دو روپے پچاس پیسے فی من پارا بارداں بنتا ہے۔ تیس پیسے مال گوداموں پر ہم پہنچانے کا خرچ ہے۔ پچاس پیسے فی من محکمانہ عملہ کا خرچ ہے۔ دس پیسے فی من بینک کمیشن کا خرچ ہے۔ چوبیس پیسے فی من سرکاری بنکوں سے جو رقوم حاصل کی جاتی ہیں ان کا سود دیا جاتا ہے۔ جناب والا! باربرداری کا خرچ ایک روپیہ چار پیسے فی من ہے۔ محصول مارکیٹ دس پیسے فی من ہے۔ گوداموں پر تولائی اور مال لے جانے پر بالیس پیسے فی من کے حساب سے خرچ آتا ہے۔ گوداموں پر سٹور کرنے پر خرچ ایک روپیہ پانچ پیسے فی من ہے۔

گوداموں پر سٹور کرنے میں جو کمی واقع ہوتی ہے اس کا خرچہ کوئی پانچ پیسے فی من پڑ جاتا ہے ۔ گوداموں کی تعمیر کا جو خرچہ ہے وہ بھی ہمیں دس پیسے فی من پڑتا ہے ۔ اس طریقہ سے ہمارا چھ روپے پانچ پیسے فی من خرچہ incidental chage کی صورت میں ہوتا ہے ۔ لیکن اصل میں حکومت چھ روپے دیتی ہے اور پانچ پیسے کی جو رقم ہے وہ بصورت دیگر ہمیں واپس مل جاتی ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ ہم اس وقت تقریباً ایک لاکھ ٹن اپنی افواج کو دے رہے ہیں ایک لاکھ ٹن آزاد کشمیر کو بھیج رہے ہیں ۔ تیس ہزار ٹن ہم نے اپنے بلوچستان کے بھائیوں کو دینے کا فیصلہ کیا ہے اور ایک لاکھ ٹن ہم نے اپنے فرنٹئر کے بھائیوں کو دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ جناب والا ! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ہمارا صوبہ ایسا نہیں ہے کہ اگر ہمارے پاس کوئی چیز ہماری ضرورت سے زائد ہے تو ہم اتنا کھالو تصور کر دیں کہ بد ہضمی کا شکار ہو جائیں ۔ جناب والا ! اپنے بھائیوں کو یہ حقیر سا نذرانہ پیش کر کے فخر محسوس کرتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ! اس کے متعلق جو latest figures میرے پاس آئی ہیں اس کے مطابق ہم نے کوئی تقریباً ساڑھے تین لاکھ ٹن سے زائد گندم procure کر لی ہے ۔ دیہاتوں میں تقریباً پچیس روپے فی من کے قریب نرخ ہے ۔ بعض بڑے بڑے شہروں میں ستائیس روپے تک نرخ ہے تو اس طریقہ سے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ گندم کی قیمت بھی کنٹرول میں رہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ اب میں چاول کی طرف آؤں گا ۔ باسمتی چاول صوبائی حکومت مرکزی حکومت کے ایجنٹ کی صورت میں خرید کرتی ہے ۔ گزشتہ سال ہمیں دو لاکھ ٹن کا ٹارگٹ دیا گیا تھا ۔ جناب والا ! تو اس دو لاکھ ٹن کی بجائے ہم نے دو لاکھ چھ ہزار ٹن باسمتی چاول procure کیا ہے اور تقریباً آٹھ ہزار کے قریب ہم نے موٹا چاول procure کیا ہے سیکنڈ گریڈ قسم کا جو باسمتی چاول تھا جسے coarse rice بھی کہتے ہیں ہم نے پچھلے سال تقریباً چار ہزار ایک سو چھپن ٹن خریدا تھا ۔ ہمارے صوبہ نے اس میں سے 19 سو ٹن دوسرے صوبے کے بھائیوں کی خدمت میں بھیجا ہے

باقی جو ہے وہ ہم نے اپنے صوبہ کے دوستوں کی شادی بیاہ اور اس قسم کی دوسری رسومات کے لئے دیا ہے ۔

**Mr. Speaker :** Mr. Munawar Khan, Before you leave I may inform you

کہ آپ کا نام تقریر کرنے کے لئے بکلوا گیا تھا لیکن آپ موجود نہیں تھے ۔ اب آپ کا نام آخری لسٹ میں چلا گیا ہے ۔ اس کا موقع آئے یا نہ آئے یہ تو آپ حالات جانتے ہیں ۔

**مسٹر منور خان :** جناب والا ! میں ایک ضروری کام سے گیا تھا ۔

**مسٹر سپیکر :** بہرحال ضروری کام سب ممبران کو ہوتا ہو گا ۔ مجھے بتا کر جاتے ۔ وزیر خوراک !

**وزیر خوراک :** جناب والا ! اس سال بھی ہم کوئی پانچ ہزار ٹن کے قریب سیکنڈ گریڈ باسمتی چاول خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو کہ اپنے صوبہ میں حکومت تقسیم کرے گی ۔ اس میں سے کچھ شائد ہمیں دوسرے صوبوں میں بھی بھیجنا پڑے ۔

چاول کی قیمت کے سلسلے میں مجھے یہ بتاتے ہوئے بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ حکومت نے باسمتی چاول کی قیمت باسٹھ روپے سے بڑھا کر نوے روپے کر دی ہے جس کا اب تک جب سے ہم یہ تقریریں ضمنی بجٹ کے متعلق سنتے رہے ہیں تو کسی بھی ہمارے دوست نے بد قسمتی سے اس کا ذکر نہیں کیا ۔ تو جناب والا ! اس اقدام کے لئے حکومت ستائش کی مستحق ہے ۔ اور جہاں تک coarse rice کا تعلق ہے اس کی قیمت بھی جناب والا ! ستائیس روپے سے بڑھا کر چالیس روپے کر دی گئی ہے ۔ جناب والا ! سے فخر سے کہ ہم نے اس کی قیمت کم از کم باسٹھ روپے سے نوے روپے تو کرائی ہے جب کہ پہلے دور میں باسٹھ روپے تھی تو اس طرح سے اس کی قیمت ڈیڑھ گیا زیادہ ہو گئی ہے اور اسی طرح سے بتدریج بڑھتی جائے گی ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں چینی کی طرف آتا ہوں ۔ یہ بھی میرا

subject ہے ۔ سال 1972 میں راشنگ سسٹم نافذ کیا گیا چینی کی تمام پیداوار حکومت خود کرتی ہے اور پھر ڈپوؤں کے ذریعہ عوام میں تقسیم کراتی ہے ۔ جناب والا ! ہمارا تخمینہ یہ تھا کہ 74-1973 کے دوران ہم کوئی دو لاکھ اسی ہزار ٹن کے قریب چینی کارخانوں سے حاصل کر سکیں گے ۔ لیکن دسمبر سے آخر میں کہر اور سردی کی وجہ سے گنے کی فصل کافی خراب ہو گئی ۔ اس وجہ سے ہمارا ٹارگیٹ پورا نہیں ہو سکا اس لئے اس سال دو لاکھ اٹھاون ہزار ٹن چینی ہمارے صوبہ میں پیدا ہوئی ہے ۔ اس پر بھی ہمیں خوشی ہے کیونکہ پچھلے سال چینی کی پیداوار ایک لاکھ چھہتر ہزار ٹن تھی تو اس سال پھر بیاسی ہزار ٹن کا اضافہ ہوا ہے ۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے اگر ہمارے بعض دوستوں کو یہ بات ناگوار نہ گزرے ۔ جناب والا ! اگلے سال کے لئے دو لاکھ نوے ہزار ٹن کا ٹارگیٹ مقرر کیا ہے اور خدا کرے کہ یہ موسم اور حالات اچھے رہیں ایک چینی کا کارخانہ بھی شکر گنج ، ضلع جھنگ میں لگ رہا ہے تو انشاءاللہ آئندہ سال دو لاکھ نوے ہزار ٹن کا ٹارگیٹ ضرور پورا ہو گا ۔ اس کے ساتھ میں جناب والا ! یہ گذارش کروں گا کہ سولہ دسمبر 1973ء کو حکومت نے چینی کے کوٹے کو revise کیا تھا ۔ شہروں میں 12 چھٹانک سے بڑھا کر ایک سیر کر دیا تھا ۔ چھوٹے شہروں میں چھ چھٹانک سے بڑھا کر 10 چھٹانک کر دیا تھا اور دیہاتی علاقوں میں دو چھٹانک سے بڑھا کر چار چھٹانک کر دیا تھا ۔ یہاں پر بھی قبل اس کے کہ ہمارا کوئی دوست اس کی طرف توجہ مبذول کرائے کہ دیہات میں چار چھٹانک کیوں چینی دی جاتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ کی تقریر دس منٹ میں ختم ہو جائے گی ۔

**وزیر خوراک :** جناب والا ! صرف دس منٹ اور دے دیں ۔

تو جناب والا ! جہاں تک سکیل کا تعلق ہے اور جو ہمارے دیہاتوں اور شہروں میں فرق ہے میں خود دیہات سے تعلق رکھتا ہوں اور مجھے اس بات کا پورا پورا احساس ہے لیکن پھر وہ عوامل حائل ہو جاتے ہیں ۔ مثال کے طور پر ستر فیصد گنے سے شکر اور گڑ بنایا جاتا ہے وہ گڑ اور شکر دیہاتوں میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے علاوہ تقریباً سو من گنے پر مل دس سیر چینی

ہر grower کو دیتی ہے - وہ entitlements جو ہمارے دیہاتی بھائیوں کی ہے وہ بھی دیہاتوں میں استعمال ہوتی ہے اور وہ بھی تقریباً ستر ہزار ٹن سالانہ کے قریب بن جاتی ہے - تو حکومت اس بات سے بالکل غافل نہیں ہے - ہم پوری کوشش کر رہے ہیں - جوں جوں پیداوار میں اضافہ ہو گا ہم دیہات اور شہر کا فرق ختم کر دیں گے - جناب والا ! پچھلے سال بیوریجز پر 40 فیصد کٹ لگایا گیا تھا وہ کم کر کے ہم نے 20 فیصد کر دیا ہے اس وقت ہمارے پاس چینی کا معقول سٹاک تقریباً ایک لاکھ سترہ ہزار ٹن موجود ہے اور اپنی ضرورتوں پر انشاءاللہ پورے اتریں گے -

اس کے علاوہ جناب والا ! میرا دوسرا subject کواپریٹو ہے - اس کا بھی میں انچارج ہوں - اس کی اصلاح کی بھی ہم کوشش کر رہے ہیں - میرے دوستوں نے بھی میری اس طرف توجہ مبذول کرائی ہے - میں بھی کوشش کر رہا ہوں کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس محکمہ کی کارکردگی بڑھائی جائے - ویسے جناب والا ! گزشتہ سال کی کارکردگی اس محکمہ کی خاصی اچھی ہے - مثال کے طور پر پچھلے سال کمرشل بنک نے ایگریکلچر بنک سے تقاوی قرضے جو ایگریکلچر سیکٹر میں دیے وہ تقریباً 125 کروڑ کے قریب تھے - اس میں سب سے زیادہ قرضہ جات جو ربیع کی فصل کے لئے جاری کئے گئے وہ ایگریکلچر بنک نے جاری کئے - ایگریکلچر بنک کا تو کام ہی زراعت کے لئے قرضہ دینا ہے - تو اس کے بعد دوسرا نمبر میرے محکمہ کا ہے - کواپریٹو بنک نے 8 کروڑ کے قرضہ جات جاری کر کے ریکارڈ قائم کیا - ہم نے سنٹرل گورنمنٹ کی توجہ بھی دلائی کہ اس کو شیڈول کیا جائے - آر - ایس - سی - سی - فرٹیلائزر کا کام کرتی تھی جب سے ایگریکلچر سپلائی کارپوریشن آئی ہے اس کو بند کر دیا گیا ہے - ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کی تقسیم ہمیں مل جائے ہمارے اس محکمہ کی ایک شاخ ہے اس کا کام بڑا اچھا تھا - کوشش ہے اس کا کام ہمیں دوبارہ مل جائے - اس کے علاوہ جناب والا ! ہم نے ایک لاکھ ٹن کا ٹارگٹ دیا ہے گندم کے سلسلہ میں - وہ بھی ایک بزنس کنسرن کے لئے ہے - اس طریقہ سے گندم کی پروکیورمنٹ شروع کی ہے - تھوڑے عرصہ میں ہم نے تقریباً 12 ہزار ٹن گندم خرید کی ہے -

جناب والا ! اس کے علاوہ ہم نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ جو ڈالر کئی چھ سال سے تھے وہ قرضہ نہیں دے سکیں گے۔ اس سے بھی کافی فائدہ ہو رہا ہے۔ اس سے لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے کہ جہاں ایک قرضہ لے جاتا تھا اب وہاں اجتماعی طور پر فائدہ ہو گا۔ اس کے علاوہ جناب والا ! مارشل لا آرڈیننس 24 کے تحت ہمارے چھ کروڑ روپے کے قرضہ جات جن کی واپسی کا کوئی امکان نہیں تھا وہ بھی وصول کر لئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان میں سے پانچ کروڑ تو وصول بھی ہو چکے ہیں۔ جناب والا ! اس طرح سے ایک اور ٹیکسٹائل مل ہے جو ہمیشہ گھاٹے میں جاتی تھی بلکہ ایک دو سال سے تجویز یہ تھی کہ اسے ورالیوٹ سیکٹر میں دے دیا جائے۔ اسے liquidate کر دیا جائے لیکن ہمارے محکمہ کی محنت اور کوشش سے یہ سب کچھ ہوا۔ پچھلے سال تو سو فیصد بونس شیئر ہولڈرز میں تقسیم کئے گئے۔ تین مہینے کی بونس کی تنخواہیں اپنے ورکرز کو دی گئیں اور 25 لاکھ روپے کا منافع دکھایا گیا۔

جناب والا ! میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور میرے دوست مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔ جو تجاویز بھی ان کی معقول ہوں گی اور حکومت کے وسائل کے اندر ہوں گی ان پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ جناب والا ! آخر میں یہی عرض کروں گا کہ جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں ہمیں چاہئے مگر مجھے افسوس ہے کہ میرے اپوزیشن کے دوست یہاں نہیں بیٹھے ہیں ان کی خدمت میں بھی گزارش کرتا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : وہ لابی میں بیٹھے سن رہے ہوں گے۔

وزیر خوراک : نہیں جناب والا ! جا چکے ہیں۔

جناب والا : تو ان کی خدمت میں میں اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی بھی جو مثبت تجاویز ہوں گی ہم اس کی قدر کریں گے۔ ہم ان کو اپنے سے جدا نہیں سمجھتے انشاءاللہ پورا پورا تعاون ہو گا۔

خان عبدالحمید خان : جناب والا ! میرے دوست جب بیٹھے تھے ان

بنچوں پر بیٹھتے تھے تو دیہاتیوں کی بڑی سائیڈ لیا کرتے تھے لیکن اب مجھے سمجھ نہیں آتی ایک ماہ میں ان کو کیا ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کی تقریر تو ہو سکتی ہے نقطہ وضاحت نہیں ہو سکتا ۔

خان محمد ارشد خان : جناب والا ! مناسب یہ تھا کہ ہم پہلے تقریر کرتے اور ہماری تجاویز ان کے پاس پہنچ جاتیں ۔

مسٹر سپیکر : تجاویز تو پھر بھی رہیں گی ۔ اگر آپ بعد میں تقریر کریں گے تو کیا خیال ہے وہ پھر نوٹ نہیں کریں گے ۔

The time is extended by ten minutes.

مسٹر ایس ایم مسعود : مسٹر سپیکر ! وزیر خوراک اپنی تقریر کو conculde کر رہے ہیں ایک پوائنٹ آف انفارمیشن میں raise کرنا چاہتا تھا ۔ ایک دفعہ آپ نے یہ رولنگ دی تھی ۔

مسٹر سپیکر : پوائنٹ آف انفارمیشن دیتے ہیں یا لیتے ہیں ؟

مسٹر ایس ایم مسعود : میں ٹھیک کرنا چاہتا ہوں ایوان میں incidental charges گندم کے بارے میں انہوں نے 6 روپے بتائے ہیں کہ حکومت کا خرچ آتا ہے ۔ لیکن جو وائٹ پیپر ہمیں سپلائی کیا گیا ہے اس میں ایک اور خرچ بھی آتا ہے جس کے بارے میں میں پوچھنا چاہتا ہوں ۔ صفحہ 29 پر وائٹ پیپر میں لکھا گیا ہے ۔

> Incidential charges on handling and storage of wheat have also increased due to higher railway freight charges and higher interest rates on borrowing from Commercial Banks.

مسٹر سپیکر : وہ انہوں نے ذکر کیا تھا آپ نے غور نہیں کیا ۔

مسٹر ایس ایم مسعود : جناب والا ! میں معذرت خواہ ہوں ۔

سردار نصراللہ خان دریشک : جناب والا ! آپ سے بھی میں یہی گزارش کروں گا کہ اس بات کو ہم کبھی نظر انداز نہ کریں کہ نہ ہی ہم معاشرے کی تمام شکایات کا ایک دن میں ازالہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی تمام خواہشات ایک دن میں تکمیل پذیر ہو سکتی ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود بھی حکومت اپنے عوام کی تکالیف سے قطعاً غافل نہیں ہے ۔ ان کی تمام تر ضروریات کا ہمیں احساس ہے اور جوں جوں وسائل اجازت دیں گے ۔ ہم ان کی بجا آوری کی کوشش کریں گے اور ان کا مناسب سد باب کریں گے ۔ ہم اپنے عوام کی خدمت کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جس سپیڈ سے ہم لوگ چل رہے ہیں یہ کوئی زیادہ رفتار نہیں ہے ۔ آج کی جو رفتار ہے ۔ اس میں زیادہ مقررین وقت سے فائدہ نہیں اٹھا سکے ۔ اگر ہر مقرر کم از کم 20 منٹ لے اور 20 مقرر روزانہ حصہ لیں ۔ تو 6 دن میں صرف 12 مقرر تقریر کر سکتے ہیں ۔ میرا خیال یہ تھا کہ روزانہ 24 مقرر تقریر کر سکیں گے ۔ میں اس وقت تو فاضل اراکین سے رائے نہیں مانگتا ۔ لیکن کل اس سلسلہ میں رائے طلب کروں گا کہ بعد دوپہر سیشن طلب کیا جائے یا نہ ۔ کیونکہ بغیر اس کے کام نہیں چلے گا ۔ یعنی آج تو یہ ہاؤس ٹھیک نو بجے شروع ہوا تھا اور جو آدھے گھنٹے کا انٹرول تھا ۔ وہ بھی آج تو 20 منٹ کا ہوا ۔ کیونکہ گیارہ بج کر 35 منٹ پر وقفہ چائے شروع کیا گیا ۔ اور ہم نے 12 بجے تقریباً دوبارہ کام شروع کر دیا تھا ۔ اس کے باوجود ہم ابھی آدھا گھنٹہ تاخیر سے بھی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ لیکن پھر بھی ہمارے تمام کام کا وقت پانچ گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوتا ۔ قومی اسمبلی کی کل ورکنگ وقفہ نکال کر لو گھنٹے روزانہ ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ ہفتہ اور اتوار کو بھی ان کا اجلاس ہوتا ہے ۔ اس لئے میں کل احباب سے اس کے متعلق رائے لوں گا ۔ آج میں آپ لوگوں سے رائے نہیں لے رہا بلکہ اپنی سوچ آپ لوگوں تک پہنچا رہا ہوں تاکہ تمام فاضل اراکین اس پر اچھی طرح سے سوچ سکیں اور اپنی رائے کا اظہار کر سکیں

دوسری اپیل میری یہ ہے کہ 15 منٹ کا وقت کافی وقت ہے ۔

انہوں نے کسی سوال کا جواب تو دینا نہیں ہوتا ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مقرر کی تقریر کے لئے کافی وقت ہے ۔ انہوں نے تو صرف سوالات ہی کرنے ہوتے ہیں ۔ تو ذرا وہ اپنی تقریروں میں زیادہ سے زیادہ محنت کریں اور وہی بات جو کہ آدھے گھنٹے میں کہتے ہیں ۔ وہ دس یا بارہ منٹ میں ختم کرنا کوئی اتنی مشکل بات ان کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ نہیں ہے ۔ اگر تو کسی نے اپنی تقریر یہاں آ کر تیار کرنی ہے ۔ پھر تو مشکل بات ہے ۔ اگر محنت کی جائے تو وہی بات جو آدھے گھنٹے میں کی جائے ۔ 10 یا 12 منٹ میں اس کا اظہار کوئی مشکل بات نہیں ہے ۔ میرا تو کچھ بھی نہیں ہے ۔ میں تو اس سے بھی زیادہ دیر تک بیٹھنے کے لئے تیار ہوں ۔ اگر مقرر کل 15 یا 20 منٹ یا آدھا گھنٹہ اپنی تقریر کرنے کے لئے لینا چاہتے ہیں ۔ تو میں تو تیار ہوں ۔ لیکن پھر اس کو بھی اسی ہی رفتار سے بیٹھنا پڑے گا ۔ اس حساب سے اگر 30 منٹ کی اوسط کا حساب لگا لیا جائے ۔ تو اس کے لئے ان چھ 6 ایام میں ہمیں گیارہ یا بارہ گھنٹے روزانہ کام کرنا پڑے گا ۔ میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں ۔ اگر فاضل اراکین اس کے لئے تیار ہیں ۔ تو پھر ٹھیک ہے ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** جناب والا ! کچھ اراکین تو ایسے ہیں جو کہ ہاؤس کی تمام کارروائی کے دوران بیٹھے رہتے ہیں ۔ ان کو زیادہ وقت دیا جائے اور جو زیادہ دیر تک نہیں بیٹھ سکتے ۔ انہیں بیشک تھوڑا وقت دیا جائے

**مسٹر سپیکر :** نہیں ۔ دیکھئے آج دو مقررین حصہ نہیں لے سکے ہیں ۔ اور دو فاضل اراکین میں سے ایک نے 35 منٹ اور دوسرے نے 27 منٹ اپنی تقریر کے لئے لئے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہے کہ دو نام جو کہ آج کی لسٹ میں اور تھے وہ آج نہیں آ سکے ۔ نتیجتاً وہ کل پر چلے جائیں گے اور اگر کل کوئی فاضل مقرر رہ جائیگا ۔ تو وہ دوسرے دو مقررین کا وقت کھا جائیں گے ۔ تو اس طرح سے ان چھ ایام میں تقریباً بارہ مقررین کا وقت کھایا جائے گا ۔ اس لئے میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ تعاون کریں اور جب یہ گھنٹی بجتی ہے ۔ تو اس وقت اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں ۔ میں عموماً دو منٹ پہلے گھنٹی بجاتا ہوں ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی تقریر کو اس وقت میں محدود کریں تاکہ دوسرے مقررین بھی اس میں حصہ لے سکیں اور دوسرے فاضل اراکین بھی وقت سے استفادہ کر سکیں ۔ اب کچھ فاضل اراکین ایسے ہیں جو کہ 10 بجے آتے ہیں اور پھر وقفہ کے دوران چلے جاتے ہیں ۔ اس کے بعد وہ دوبارہ ایک بجے کے قریب واپس آتے ہیں اور پھر تین بجے تک بیٹھے رہتے ہیں ۔ ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟

راجہ منور احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : میں آپ کی بات نہیں کر رہا ۔ میں تو ویسے جنرل کہہ رہا ہوں ۔

راجہ منور احمد : جناب والا ! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقعہ دیا ۔ میں اپنی پوزیشن واضح کرنا چاہتا ہوں ۔ میں چند ضروری گزارشات کے لئے جناب چیف منسٹر صاحب کے پاس گیا ۔ وہاں پر مجھے کافی وقت لگ گیا.....

مسٹر سپیکر : میں آپ کو بلاتا نہیں ہوں کیونکہ آپ کی ایک چٹ علیحدہ بھی میرے پاس آئی ہوئی ہے ۔ آپ مجھے بتا کے جاتے جب آپ جا رہے تھے ۔ یہ ایک معمولی سی بات تھی ۔

راجہ منور احمد : جناب والا ! مجھے آپ سب سے آخر میں سوموار یا منگل کو تھوڑا سا وقت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال میں کوشش کروں گا ۔ اس لئے دوسرے سیشن کی جو میری سوچ ہے ۔ وہ بھی فاضل اراکین کو میں نے بتا دی ہے تاکہ میں ان سے رائے لے سکوں ۔ چیف منسٹر صاحب کی تقریر کے بعد تو پھر اگلے سیشن میں ہی ہوگا ۔ میں پہلے تو ان کو ٹائم دوں گا جو آج کسی وجہ سے حاضر نہ تھے ۔ لیکن یہ تو میں نے اپنی سوچ بتائی ہے کہ اس سپیڈ کے باوجود بھی کام نہیں چل رہا ۔ 14 مقررین کو چھ سے ضرب دیں ۔ ایک جمعہ کا دن ہے ۔ اور جمعہ کے دن بھی پورا دن تو کام نہیں ہو سکے گا ۔ تو یہ تمام ہفتہ

مشکل سے 80 کے قریب فاضل مقررین آج کی سپیڈ کے پیش نظر اس میں حصہ لے سکیں گے ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ دوسرے سیشن پر راضی نہیں ہو رہے ہیں ۔ کم از کم تقریر کرنے والے پندرہ اراکین تو آئیں گے ۔ ویسے آپ کی طرح بیگم آباد احمد ، انور سمد صاحب اور یعقوب اعوان صاحب اور بعض دوسرے حضرات جو کہ میں دیکھتا ہوں ۔ بڑی باقاعدگی سے صبح سویرے آتے ہیں اور تمام دن بیٹھے رہتے ہیں ۔ اس لئے وہ بھی آ جائیں گے ۔

The House is adjourned till Wednesday, the 19th of June, 1974 to meet at 9.00 a.m.

(اسمبلی کا اجلاس 19 جون 1974ء بروز بدھ 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا )

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

بدھ ۔ 19 جون 1974ء
(چہار شنبہ ۔ 27 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۚ اِنَّ كَيْدِيْ
مَتِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ
مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ
بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

پ ۹ سورہ ۷ رکوع ۱۲ و ۱۳ آیات ۱۸۱ تا ۱۸۵

اور ہماری مخلوقات میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا راستہ بتاتے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو ہم بتدریج اس طرح پکڑیں گے کہ ان کو معلوم ہی نہ ہوگا۔ اور میں تو ان کو مہلت دیئے جاتا ہوں۔ بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے صاحب رسالت کو کسی طرح کا جنون نہیں ہے وہ تو کھلم کھلا ڈرانے والے ہیں۔ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں ان پر نظر نہیں کی۔ اور اس بات پر خیال نہیں کیا کہ جب تمہیں موت قریب آگئی ہو تو اس کے بعد وہ اور کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## راؤ مراتب علی خان

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> جناب والا! عرض ہے کہ میں بوجہ بیماری 4/6 تا 18/6 اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا ہوں آج حاضر ہوا ہوں رخصت منظور فرمائی جائے۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## چوہدری شبیر حسین چیمہ

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست چوہدری شبیر حسین چیمہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> میں بوجہ علالت بتاریخ 14-4-1974 ماہ حال اجلاس اسمبلی سے غیر حاضر رہا۔ لہذا معروض ہوں کہ اس دن اجلاس سے میری غیر حاضری معاف فرمائی جاوے۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## رائے میاں خان کھرل

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 14-6-1974 کو اجلاس کی کارروائی میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ہوں براہ کرم ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
> (تحریک منظور کی گئی)

---

## مسٹر منور خان

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> مورخہ 7-6-1974 کو بوجہ صحت کی خرابی اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ، لہذا چھٹی منظور فرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
> (تحریک منظور کی گئی)

---

## چوھدری عبدالغنی

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست چوھدری عبدالغنی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> کمترین 17-6-1974 کو حاضر اسمبلی بوجہ

بیماری نہیں ہو سکا تھا ۔ اس لیے رخصت ایک یوم
منظور فرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## چوھدری فرزند علی

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست چوھدری فرزند علی صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ تکلیف پیٹ ، حاضر
اجلاس 4-6-1974 تا 17-6-1974 تک نہیں ہو
سکا ۔ رخصت دی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## چوھدری غلام قادر

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست چوھدری غلام قادر صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 17.6-1974 کو ایک
ضروری کام کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا ۔ لہذا
ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## چوھدری شوکت علی

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست چوھدری شوکت علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری 17 جون کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ لہذا 17 جون کی رخصت منظور کی جائے۔ شکریہ

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## خان امیر عبداللہ خان روکڑی

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 13۔14 جون 1974ء کو بوجہ نا سازی طبیعت اسمبلی حاضر نہ ہو سکا۔ میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## میاں محمد اسلام

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بیمار تھا مورخہ 21-5-1974 تا 24-5-1974 کی رخصت دی جائے چونکہ ان ایام میں اجلاس میں شامل نہ ہو سکا تھا ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## مسٹر منور خان

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست مسٹر منور خان ممبر صاحب صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 10 مئی اور 15 مئی 1974ء کو سٹینڈنگ کمیٹی میٹنگ آف ہوم میں بوجہ بیماری شرکت نہ کر سکا ، برائے مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## سردار غلام عباس خان گادھی

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس خان گادھی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> بندہ مورخہ 3 تا 10۔13۔14۔17 جون کو اجلاس میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا ۔ اس لیے بندہ کی رخصت منظور فرمانے کے لیے ہاؤس میں درخواست لہذا پیش کی جائے ۔ مہربانی ۔

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## سید محمد رضی شاہ

**سیکرٹری اسمبلی :** مندرجہ ذیل درخواست سید محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I have been indisposed and request that I may kindly be granted leave from the meetings of the Assembly Session for the following days :—

| | | |
|---|---|---|
| 10th June, 1974 | ... | 1 day. |
| 13th and 14th June, 1974 | ... | 2 days. |
| Total | ... | 3 days |

**مسٹر سپیکر :** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 75-1974ء

(بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری) )

**مسٹر سپیکر** - میاں خورشید انور -

**میاں خورشید انور** (ملتان - 12) - : جناب سپیکر - یہ خوشی کی بات ہے کہ تیسرے بجٹ کے موقعہ پر فاضل وزیر خزانہ میں بہت سی اچھی خاصی تبدیلی آئی ہے - وہ کدال لے کر پہاڑ ڈھانے نکلے تھے - اور اس طرح سے انہیں کام کرنے کی امنگ پیدا ہوئی - اور روز افزوں مسائل سے مقابلہ کرنے کی امنگ ہی نے انہیں شب کے اندھیروں سے نکال کر شفق کے ساحل پر لا کر کھڑا کر دیا ہے اور ان کو ایک ہلکی سی کرن صبح کی نمودار ہوتی دکھائی دی - اور وہ صبح اٹھنے کے عادی ہو گئے - یہ ایک احسن بات تھی - جناب والا! صبح اٹھنے سے آدمی نماز کا عادی ہو جاتا ہے اور جب وہ صبح سویرے خداوند قدوس کے آگے جھکنے کا عادی ہو جاتا ہے - تو پھر اس میں کتابی قسم کے کمیونزم یا سوشلسٹ کی سی رعونت باقی نہیں رہتی - - - -

**میاں منظور احمد موہل** : جناب والا : میاں صاحب پڑھ رہے ہیں - کیونکہ یہ الفاظ ان کے لکھے ہوئے معلوم نہیں ہوتے -

**میاں خورشید انور** : جناب والا ! میرے خیال میں الفاظ کسی کی ملکیت نہیں ہیں - ویسے notes میرے پاس ہیں - وہ اگر آپ چاہتے ہیں - تو آپ لے جائیں - جناب والا ! وزیر خزانہ اب کتابی قسم کے کیمیونسٹ یا سوشلسٹ نہیں رہے - اس لیے ان میں اب روایتی قسم کی رعونت ختم ہو گئی ہے اور اب خداوند تعالیٰ کے سامنے جھکنے کی وجہ سے خلق خدا کے لیے ان کے دل میں انس پیدا ہوگیا ہے اس خوف خدا کے پیش نظر انہوں نے ہم پر رحم فرمایا ہے - اور کوئی نیا ٹیکس ہم پر عائد نہیں کیا - جناب والا! میں صرف رسمی طور پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں - وہ اس لیے کہ اس وقت ہم بے انتہا منہگائی اور ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں - اور سسک رہے ہیں - میں اپنے فاضل وزیر خزانہ کو دلی مبارکباد اس وقت پیش کر سکتا ہوں جب وہ موجودہ عائد شدہ ٹیکسوں کو بھی معاف کرنے کا

اعلان فرمائیں گے ۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ وہ اس سلسلہ میں ضرور اقدام فرمائیں گے ۔

جناب والا ! جہاں تک ملک کے اندرونی حالات کا تعلق ہے ۔ میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کروں گا کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا حالیہ بیان حوصلہ کن ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم نے اصولی طور پر یہ مطالبہ تسلیم کر لیا ہے اور اس مسئلہ کو قومی اسمبلی میں بھیج کر ایک اچھا اور جمہوری اقدام کیا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ قومی اسمبلی کے اراکین اسلامیان پاکستان کی قدر کرتے ہوئے اس سلسلہ میں جلد کوئی اقدام کریں گے ۔ اور کسی رکن اسمبلی کو یہ جرأت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے حلقہ کے عوام کی مخالفت کریں ۔

جناب والا ! اب ایک بنیادی مسئلہ کو حل کرنے کے بعد ہمارے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم جمہوریت کو مضبوط بنانے کے لیے شہری آزادیاں بحال کریں ۔ پریس کو آزادی دیں ۔ جمہوری اداروں کو مضبوط اور مؤثر بنانے کے لیے اقدام کریں ۔ جناب والا ! عدلیہ کی سر بلندی کے لیے ضروری ہے کہ فوری طور پر اقدامات کیے جائیں ۔ عوام کے لیے انصاف کو آسان اور سستا بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ججوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور اس میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے ۔ جناب والا ! اس وقت تقریباً تیس ہزار مقدمات ہائی کورٹ میں زیرالتوا ہیں ۔ اور لوگ سالہا سال سے مارے مارے پھرتے ہیں ۔ اور ان کو انصاف میسر نہیں آ رہا ہے ۔ جناب والا ! ہائی کورٹ ایک اچھا خاصا کمائی کا ادارہ ہے ۔ حکومت کو اس سلسلہ میں بہت کم خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ حکومت وہاں سے کافی کچھ کما لیتی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ججوں کی تعداد میں اضافہ حکومت کے لیے کوئی مشکل بات نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ججوں کی موجودہ تنخواہ جو کہ 1909ء میں مقرر ہوئی تھی وہ بھی ناکافی تھی ۔ ان کی تنخواہوں میں ایزادگی نہایت ضروری ہے ۔ اس طرح سے جج صاحبان خوش دلی سے اپنے فرائض سر انجام دے سکیں گے ۔

جناب والا ! اس موقعہ پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ملک میں اس وقت جمہوریت کو ختم کرنے

کی باتیں ہوتی ہیں - بعض نام نہاد لیڈر فوج کو انگیخیت کرتے ہیں کہ ملک میں مارشل لاء کی سی کیفیت ہو - اور ملک میں ماشل لاء لگا دینا چاہیے - میں اس قسم کی تمام حرکات اور ان کی کوششوں کی مذمت کرتا ہوں - کیونکہ ہم اس قسم کے غیر جمہوری طریقوں کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں - ہم پہلے ہی اس سلسلہ میں بہت زیادہ نقصان اٹھا چکے ہیں - آمریت کے دور میں مارشل لاء کے دور میں ملک ٹوٹ گیا - اور بہت سی خرابیاں ہوئیں جس کی سزا ہم بھگت رہے ہیں - جناب والا ! آمریت کی وجہ سے اسلامی اقدار کو نقصان پہنچا - جمہوری تسلسل ٹوٹ جانے کی وجہ سے بہت سے غلط قسم کے لوگ سیاست میں گھس آئے - اب قوم اور ملک اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ اس پر دوبارہ آمریت قائم کی جائے -

جناب والا ! آج کے موقعہ پر میں وزیر تعلیم سے یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ ملتان یونیورسٹی قائم کرنے کے اپنے فیصلے پر جلد عمل درآمد کرنے کی کوشش کریں - اگر ان کو ایک جگہ زمین پسند نہیں تو ملتان کے چاروں اطراف بہت سارے رقبے پڑے ہیں جو کہ آسانی سے میسر آ سکتے ہیں لہذا میں درخواست کروں گا کہ وزیر تعلیم صاحب اس سلسلے میں ذاتی دلچسپی لیں اور یونیورسٹی قائم کرنے میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور فرمائیں -

جناب والا ! اب آخر میں میں اپنے حلقہ نیابت کے معاملات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں - میں وزیر تعلیم صاحب کا مشکور ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ہمارا ایک دیرینہ مطالبہ جو کہ وہاں لڑکیوں کے لیے ایک انٹر کالج بنانے کے سلسلے میں تھا - بجٹ میں منظور کر کے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے - جناب والا ! میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ قصبہ لڈن جو ملتان کا پرانا قصبہ ہے وہاں پاکستان کے قبل ہی سے ایک مڈل سکول کام کر رہا ہے اس کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے - کیونکہ اس کے پندرہ بیس میل کے آس پاس کوئی ہائی سکول نہیں ہے -

جناب والا ! وھاڑی اور لڈن روڈ جو کہ ہیڈ اسلام کے ذریعے بہاولپور اور بہاولنگر کو ملاتی ہے بالکل ناکارہ حالت میں ہے - قیام پاکستان کے بعد اس پر کوئی خرچ نہیں ہوا اور وہ سڑک ایک منحنی قسم کی لکیر سی رہ

گئی ہے ۔ لہذا اس سڑک کو چوڑا کیا جائے اور اس کی فوری طور پر مرمت کرائی جائے ۔ جناب والا ! پیپلز ورکس کونسل کے بنائے ہوئے پروگراموں پر میرے حلقہ میں بھی عملدرآمد کرایا جائے ۔ مجھے افسوس ہے کہ کچھ سکیمیں بنائی گئیں لیکن ان پر عمل نہ ہو سکا ۔

جناب والا ! وھاڑی میں پینے کا پانی بہتر بنانے کے لیے میونسپل کمیٹی وھاڑی نے دس لاکھ روپے کے سرمایہ کی ایک نئی سکیم مرتب کی جس پر تقریباً عمل مکمل ہونے والا ہے ۔ لیکن اس سلسلے میں حکومت نے بلدیہ کو ایک آنہ امداد نہیں دی حالانکہ رولز کے مطابق حکومت اس قسم کے کاموں اور منصوبوں کے لیے تیسرا یا چوتھا حصہ اپنے حساب میں سے ادا کرتی ہے ۔ میں درخواست کروں گا کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی امداد کمیٹی کو مہیا کرے تاکہ سکیم جلد مکمل ہو سکے ۔

جناب والا ! وھاڑی کے بے گھر لوگوں کی آبادی کا مسئلہ عرصہ سے ایک معمہ بنا ہوا ہے ۔ اس ایوان میں بھی وزراء کرام نے کئی دفعہ دعوے کئے اور وہاں موقعہ پر جاکر پتھر نصب کر دئے گئے ۔ آبادیوں کے نام بھی تجویز ہو گئے ۔ لیکن افسوس ہے کہ اس سلسلے میں ابھی تک کوئی عملی صورت اختیار نہیں ہو سکی ۔ میں گزارش کروں گا کہ ان ہزاروں لوگوں کو جو کہ پاکستان بننے کے بعد مہاجر ہو کر وہاں آکر آباد ہوئے اور ان کو سر چھپانے کے لیے کوئی جگہ نہیں ملی ان کو چھوٹے چھوٹے پلاٹ تقسیم کر دئے جائیں ۔ جناب والا ! افسر شاہی اس لیے رکاوٹیں کھڑی کر رہی ہے کہ وہاں لاکھوں روپیہ سڑکوں اور نالیوں کے لیے درکار ہوگا ۔ میں پہلے بھی یہاں عرض کر چکا ہوں کہ وہاں کے باشندگان جن کو یہ ضرورت ہے وہ لکھ کر دے چکے ہیں اور بار بار مطالبہ کر چکے ہیں کہ وہ سڑکیں اور نالیاں خود بنا لیں گے ان کو آپ صرف چھوٹے چھوٹے پلاٹ مکان بنانے کے لیے قیمتاً دے دیں وہ مفت بھی نہیں مانگتے ۔ جناب والا ! یہاں افسران جو ہیں وہ بڑی بڑی سکیموں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تو اس طرح نہ لاکھوں روپے ہونگے اور نہ یہ لوگ آباد ہو سکیں گے ۔

جناب والا ! ملتان جو کہ صوبہ کا ہر لحاظ سے سب سے بڑا ضلع ہے

وہ تقسیم کرکے وہاڑی کا نیا ضلع بنانے کی سکیم پاکستان سے قبل تیار کی گئی تھی اور آج سے دس سال پہلے اس سکیم پر عمل شروع ہوا اور وہاڑی کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا ۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض سیاسی وجوہات کی بنا پر اس وقت کی حکمران نے دو ماہ کے بعد یہ فیصلہ تبدیل کر دیا اور یہ کہہ کر اسے ملتوی کر دیا گیا کہ اس وقت ہمارے مالی وسائل ایسے نہیں ہیں ۔ جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ موجودہ حکومت ہماری اس مشکل کو دور کرنے کے لیے وہاڑی کو ضلع کا درجہ دے کیونکہ اس وقت بہت سے علاقے ایسے ہیں جن کا ضلعی ہیڈ کوارٹر یعنی ملتان سو سے سوا سو میل تک دور ہے اور ویسے بھی ملتان کو اتنا بڑا ضلع ہونے کی وجہ سے انتظامی دشواریاں پیش آ رہی ہیں جس کا اندازہ حکومت بارہا کر چکی ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہوا ۔

جناب والا ! تحصیل وہاڑی صرف ایک سال میں کپاس پر جو زائد ڈیوٹی کاٹن فیس کے نام پر دیتی ہے وہ 75 لاکھ روپے بنتی ہے جو پہلے چار آنے من کے حساب کی بجائے اب دو روپے من کے حساب سے جمع کرانی پڑتی ہے ۔ ایک تحصیل نے 75 لاکھ روپے ایک سال میں فالتو حکومت کے خزانے میں جمع کرایا ہے ۔ اس کے عوض ہم حکومت سے استدعا کریں گے کہ چونکہ اس ملک کی کپاس کی زیادہ پیداوار تحصیل وہاڑی میں ہوتی ہے یعنی کل پیداوار کا دسواں حصہ ایک تحصیل پیدا کرتی ہے وہاں وہاڑی میں کوئی ٹیکسٹائل مل نہیں ۔ اس لیے میں مطالبہ کروں گا کہ آئندہ پروگرام میں ٹیکسٹائل مل شامل کی جائے ۔

جناب والا ! میں آخر میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ آتشبازی پر مؤثر قسم کی پابندیاں لگائی جائیں ۔ جناب والا ! آپ کل موقعہ دیکھ آئے ہیں کہ موچی دروازہ کے اندر کسی قدر عظیم نقصان ہوا ہے ۔ اس لیے حکومت سے یہ استدعا حق بجانب ہے کہ آتشبازی پر مؤثر قسم کی پابندیاں لگائی جائیں اور اس کی تیاری بالکل ممنوع قرار دی جائے اور اگر کئی لوگ پھر بھی یہ دھندا اختیار کریں تو ان کو سخت سزائیں دی جائیں ۔ شکریہ ۔

**مسٹر سپیکر :** محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر** : جناب والا! میں نے آج تقریر نہیں کرنی کیونکہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

**مسٹر سپیکر** : مسٹر محمد ارشد خان لودھی۔

**مسٹر محمد ارشد خان** (ساہیوال ۱) : جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ میں ضلع ساہیوال میں اپنے حلقہ نیابت کے مسائل کو ڈسکس کروں میں اپنے شفیق اور دانشور وزیر اعلیٰ کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ واقعی قابل فخر بات ہے کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ جو ٹیکس لگایا گیا ہے وہ واقعی لگنا چاہیے تھا اور ہم اس سے خوش ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گذشتہ بجٹ میں 22 کروڑ روپے کی بچت کی گئی ہے۔ اگر وہ بچت واقعی غیر ترقیاتی منصوبوں سے کمی کرکے بچائی گئی ہے تو یہ بھی ایک قابل فخر بات ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں آپ کی توجہ ضلع ساہیوال کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ ضلع ساہیوال کو کاغذات میں اور گورنمنٹ کی نظر میں ایک ترقی یافتہ ضلع ہے لیکن عملی طور پر اور میری نظر میں ایک غیر ترقی یافتہ اور پسماندہ ضلع ہے۔ جناب سپیکر! وہاں پر کچھ عرصہ پہلے ہم نے یہ احتجاج کیا تھا کہ وہ آبادی کے لحاظ سے بہت بڑا ضلع ہے اور آپ اسے ترقی یافتہ بھی کہہ سکتے ہیں تو کم از کم وہاں پر ایک شوگر مل لگائی جائے۔ جناب والا! اس کا ہمیں یہ جواب ملا کہ وہ کاٹن ایریا ہے اس لیے وہاں پر شوگر مل نہیں لگ سکتی۔ تو اس کے جواباً ہم نے یہ عرض کیا تھا کہ ٹھیک ہے یہ کاٹن ایریا ہے لیکن کم از کم وہاں پر ٹیکسٹائل مل تو قائم کر دی جائے۔

لیکن جناب والا! آج تک ہمارے عوام اور عوامی نمائندے بارہا بار یہ التجا کر چکے ہیں کہ خدا کے لیے وہاں کوئی صنعت قائم کی جائے۔ وہاں کے لوگوں نے انگریزوں کا مقابلہ کیا تھا۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں پورا پورا حصہ لیا تھا۔ انہوں نے تحریک جمہوریت میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا ساتھ دیا تھا اور ہمیں فخر ہے کہ وہاں سنٹر کی تمام نشستیں جیتی ہیں۔ صوبائی سیٹ میں ایک سیٹ lose کی ہے باقی ہم نے تمام

نشستیں جیتی ہیں ۔ اس کے باوجود کہ وہاں قائد عوام کے شیدائی بستے ہیں۔ ان کی طرف اتنی بے توجہی اور بےمروتی نہیں ہونی چاہئے تھی ۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ وہاں اگر کوئی شوگر مل اور ٹیکسٹائل مل نہیں لگائی جا سکتی تو کم از کم کوئی چھوٹا موٹا کار خانہ ہی لگا دیا جائے۔ تا کہ وہاں کے عوام آنسو تو پونچھ سکیں ۔

دوسری بات یہ ہے کہ ضلع ساہیوال میں گوشت اور دودھ کی کمی ہو رہی ہے ۔ اگر یہی صورت حال رہی تو عنقریب ایک دوسالوں میں نہ تو دودھ ملے گا اور نہ گوشت ۔ ایک طرف تو گورنمنٹ ڈیری فارم کو ترقی دینے پر زور دے رہی ہے دوسری طرف ان کو مراعات دینے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ ہم نے اپنے طور پر ایک ایسوسی ایشن بنائی ہے تاکہ وہ چھوٹے زمینداروں کو ترغیب دے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر ڈیری فارم قائم کر سکیں اور جو ان کے پاس مویشی ہیں ان کو آرگنائز طریقے پر رکھا جائے ۔ جب اس کے لیے محکمہ زراعت کی طرف رجوع کیا اور ان سے التماس کی کہ چھوٹے زمینداروں کو قرضوں کی سہولت دی جائے کیونکہ ڈیری فارم کو ترقی دینی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے زمین پر قرضے دے دئیے ہیں اور دے سکتے ہیں ۔ تو جناب والا ! زمین پر تو چھوٹے زمینداروں نے پہلے ٹریکٹر اور ٹیوب ویل لے لیے ہیں اور ان کے پاس بقیہ زمین نہیں ہے جس پر وہ ڈیری فارم اور پولٹری فارم کو ترقی دے سکیں تو خاص مہربانی کرتے ہوئے انہیں ان کے مویشیوں پر قرضے دے دئے جائیں ۔ بد قسمتی سے وزیر زراعت یہاں موجود نہیں ہیں اگر وہ ہوتے تو شاید وہ اس پر غور کرتے ۔ اب میں سینیر منسٹر صاحب کو گذارش کروں گا کہ وہ ان پوائنٹس کو نوٹ فرما لیں ۔ اگر ترقی کرنا ہے تو ان کو مویشیوں پر قرضہ دیا جائے ۔

اس کے بعد پھر میں یہ گذارش کروں گا کہ ضلع ساہیوال میں بجلی کی سپلائی کا یہ حال ہے کہ آٹھ آٹھ گھنٹے بجلی بند رہتی ہے اور پانی میں کمی ہو جاتی ہے ۔ وزیر آبپاشی یہاں موجود ہیں میں ان سے گذارش کروں گا کہ وہ نہری پانی کی کمی کو پورا فرمائیں کیونکہ وہاں ٹیوب ویل کام نہیں کرتے ۔ فصل لیٹ ہو جاتی ہے ۔ اس کی وجہ سے فرق پڑتا ہے ۔ میں گذارش کروں گا کہ ساہیوال کی بجلی کی سپلائی ٹھیک کرائی جائے ۔

جناب والا! دیہی علاقوں کے بارے میں پہلے بھی گذارش کر چکا ہوں کہ 1961ء کی مردم شماری کے مطابق چینی مل رہی ہے خدا کے لیے اس کو آج کی مردم شماری کے مطابق چینی دی جائے تاکہ ہر غریب آدمی کو چینی مل سکے - ہمیں وہ وقت یاد ہے کہ جب پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ آتے تھے جب یہ غریب لوگ بھٹو کے نعرے لگاتے تھے اور بھٹو صاحب کے پیچھے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ہر قسم کی قربانی دیں گے - لیکن آج ان کی طرف کوئی نہیں دیکھ رہا ہے - یہی حال آٹے کا ہے - جب موسم سرما آتا ہے تو وہاں آٹا موجود نہیں ہوتا - خدا کے لیے ان کو آٹا دیا جائے اور گھی کی بھی یہی حالت ہے - وہاں ایک آدمی کو ساری کی ساری ایجنسی دی ہوئی ہے - تمام قصبوں والے پیٹ رہے ہیں کہ خدا کے لیے دوسرے ڈیلر بنا دئیے جائیں - ایک آدمی کی اجارہ داری بنانے کے لیے اور اسے نوازنے کے لیے یہ کیا گیا ہے اس پر توجہ فرمائیں تحصیل میں قصبوں میں ان کی ایجنسی قائم کیجئے -

اس کے بعد جناب والا میں اپنے حلقہ نیابت کی طرف آتا ہوں میرے حلقہ میں ہڑپہ کا تمام ایریا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہڑپہ اور موہنجدارو دونوں تاریخی مقامات ہیں جن کی وجہ سے اب پاکستان پہچانا جاتا ہے - مجھے علم ہے کہ موہنجودارو پر سنٹرل گورنمنٹ اور سندھ گورنمنٹ نے خاص مہربانی کی ہے اس کو develop کیا گیا ہے وہاں کافی خرچ کیا گیا ہے - میں حاسد نہیں ہوں - ہم خوش ہیں - وہ بھی پاکستان کا ایک شہر ہے لیکن خدا کے لیے ہڑپہ بھی پنجاب میں موجود ہے - وہ بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے - وہ بھی ملک کا حصہ ہے اور ملک سے باہر جو لوگ آتے ہیں ان کے رہنے کے لیے کوئی وہاں جگہ نہیں ہے - کوئی وہاں ریسٹ ہاؤس نہیں ہے - وہاں ایک ریسٹ ہاؤس بنا دیا جائے ورنہ کم از کم ایک کینٹین بنا دی جائے اس کی excavations کو محفوظ کرنے کے لیے کم از کم پیسہ رکھا جائے تاکہ وہ محفوظ ہو سکیں -

اس کے بعد میں یہ گذارش کروں گا کہ ہڑپہ کے لوگ کافی دیر سے محرومیوں کا شکار ہیں۔ وہاں ساٹھ ہزار کی آبادی کے لیے ایک رورل ڈسپنسری ہے جس میں نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ لیڈی ڈاکٹر - وہاں دوائیاں بھی موجود نہیں ہیں - میں نے متعدد بار کہا ہے کہ خدا کے لیے وہاں ایک ہیلتھ سنٹر

قائم کیا جائے - اسی لیے قائم کر دیں کہ وہاں مہمان آتے ہیں - وہاں جب ان کو بخار ہو جاتا ہے تو کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہوتا - وہاں کے لوگ حکیموں اور دوسرے پریکٹیشنروں کے رحم و کرم پر ہیں - اس پر بھی غور فرمائیں اور اسی سال وہاں ایک کم از کم ہیلتھ سنٹر رکھا جانا چاہیے چونکہ جب معزز مہمان آتے ہیں تو ہمیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے -

اس کے بعد یہ بھی قابل غوربات ہے کہ ہمارے ہاں ایک ڈی سی ہائی سکول گرد وارے کی عمارت میں ہے - محکمہ اوقاف اس کا کرایہ ہر سال بڑھا دیتا ہے اور وہ کرایہ پہلے وہاں کے چیئرمین یونین کونسل کو ادا کیا جاتا ہے اب تو nationalize ہوگیا ہے - خدا کے لیے اوقاف والوں کو کہیں یا تو کرایہ لینا بند کر دیں یا گورنمنٹ خود کرایہ دینے کا انتظام کرے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ہمارے لیے رقوم رکھی جائیں تاکہ گورنمنٹ ہائی سکول کی عمارت تعمیر ہو سکے اور وہ سکول چل سکے -

اس کے بعد اب میں چیچہ وطنی کی طرف آتا ہوں وہ بھی میرے حلقہ نیابت میں ہے اس کی چالیس ہزار کی آبادی ہے اور اس میں ایک ہسپتال ہے جو 30 ہزار کی آبادی کے لیے کام کر رہا ہے - میں یہ التجا کروں گا کہ اس ہسپتال کو اپنی تحویل میں لے لیں تاکہ وہاں غریبوں کی خدمت ہو سکے اور اسی آبادی میں تین کچی آبادیاں ہیں گوشالہ - غریب پورہ اور شمش پورہ اس میں روشنی کا انتظام نہیں ہے - نہ ہی چلنے کے لیے سڑک کا اچھا انتظام ہے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کچی آبادیوں کے لیے زیادہ سے زیادہ پیسے رکھے جائیں تاکہ وہاں ترقی ہو سکے یہ ایک بڑی اہم بات ہے - ہمارے حلقہ نیابت میں زیادہ سے زیادہ سیلاب آتے ہیں - اور زیادہ تباہکاریاں ہوئی ہیں ان کو دور کرنے کے لیے قرضہ جات دیئے ہیں اور ہم اس کے لیے وزیر اعلیٰ اور گورنمنٹ کے ممنون ہیں لیکن جب اس کی تقسیم کا موقع آیا تو وہ انتظامیہ نے سنبھالا اور غریب عوام سے کمیشن اور رشوت لے کر انہیں یہ قرضہ جات دیئے گئے - رشوت لے کر انہیں ٹریکٹر دلائے گئے - میں متعدد بار یہ کہہ چکا ہوں کہ خدا کے لیے ایک طرف تو وہ لوگ تباہ ہو گئے ہیں اور دوسری طرف ان سے رشوت اور کمیشن لی جاتی ہے - اس کی طرف کچھ غور فرمایا جائے اور

انتظامیہ کو متنبہ کیا جائے کہ اگر ہم خدمت کرتے ہیں تو وہ بھی خدمت کریں ۔

علاقہ تھانہ ھڑپہ کا تین چوتھائی حصہ ایک کچی سڑک پر واقع ہے اور یہ کچی سڑک ھڑپہ شہر سے مراد کے کاٹھیہ تک جاتی ہے ۔ اس کا فاصلہ سات میل ہے اور اس کی آبادی اس سڑک پر آباد ہے ۔ ان کے اجناس لے جانے کا کوئی انتظام نہیں اور اگر وہاں پر کوئی بیمار ہو جائے تو وہ وہیں پڑا رہتا ہے اور وہیں پر گھٹ گھٹ کر مر جاتا ہے ۔ ان کے پاس کوئی انتظام نہیں ہوتا کہ وہ اسے شہر تک لے جا سکیں ۔ میں نے متعلقہ وزیر سے چند دن پیشتر گذارش کی تھی کہ آپ موقع دیکھیں ۔ اگر وہ سڑک واقعی بنانے کے قابل ہے تو خدا کے لیے اس پر دھیان دیا جائے لیکن وزیر صاحب آج یہاں موجود نہیں ۔ تو میں سینئر منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہماری سڑک ھڑپہ شہر سے مراد کے کاٹھیہ تک پختہ کرائی جائے تاکہ ہم لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل ہو سکیں ۔ شکریہ ۔

**مسٹر سپیکر :** ملک سرفراز احمد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شیخ محمد انور صاحب آپ آ گئے ہیں ۔ آپ نے کل کہا تھا کہ آج صبح پہلے آپ تقریر کریں گے ۔ تو میں نے آپ کا نام پکارا لیکن آپ صبح تشریف نہ لائے ۔ اب آپ کو دوبارہ موقع دیا جائے گا ۔ اب تو ملک سرفراز صاحب بول رہے ہیں ۔

**ملک سرفراز احمد (شیخوپورہ ۔ 5) :** مسٹرسپیکر! میں اس معزز ایوان کو 13 تاریخ ماہ حال کی طرف لے جاتا ہوں ۔ جس سے میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ صاحب جو اس وقت ایوان میں موجود نہیں ۔ ۔ ۔ ۔

**آوازیں** ۔ ۔ ۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں ۔

**ملک سرفراز احمد :** وہ اپنی سیٹ پر نہیں اس لیے میری نظر انہیں تلاش کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ اب وہ نظر آ گئے ہیں ۔ انہوں نے ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے ایک شعر فرمایا تھا :

میخانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں
دیتے ہیں سرور اول لاتے ہیں شراب آخر

جناب والا ! آج میں آن کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ آج ہم انہیں شراب پہلے دے رہے ہیں کہ چار دن آسے خوب پیئیں سرور حاصل کریں - اس پر بحث کریں اور جب یہ معزز ایوان اس میزانیہ پر اپنی منظوری کی مہر ثبت کر دے گا ، تو پھر یہ اٹھائے جائیں گے - جناب والا ! مسلسل دو سال خسارے کے میزانیہ پیش ہوتے رہے - ہم میں سے کوئی بھی اس امر سے ناواقف نہیں کہ 20 دسمبر 1971ء کو جب پیپلز پارٹی نے عنان حکومت سنبھالی تو ملک کس بحران سے دوچار تھا - کیا حالات تھے - کیا دشواریاں تھیں - اس وقت حکومت سنبھالنا کار آسان نہ تھا - اس کے بعد ماسوائے خسارے کے میزانیوں کے کوئی چارہ نہ تھا - اس کے بعد سال کے خاتمہ پر پھر خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا لیکن اس سال جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ وزیر خزانہ کا ہی حصہ تھا - یہ ان کی ذہانت ، فطانت - فیاضی کی منہ بولتی تصویر ہے - یہ ایک متوازن میزانیہ ہے - دو سال مسلسل خسارے کا بجٹ پیش کرنے کے بعد ایک متوازن بجٹ پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا اور خاص طور پر ان حالات میں جن سے ہم دوچار ہیں - جناب والا ! منشور کے مطابق ہماری پارٹی ملک کے 99 فیصد نچلے اور متوسط درجے کے عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کا تہیہ کر چکی ہے اور میزانیہ حال اس جانب ایک مستحسن اور مستحکم بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر یہ قدم اسی طرح بے خوف و خطر آگے بڑھتے گئے تو انشاء اللہ اس بنیاد پر ایک مضبوط عمارت تعمیر ہوگی - یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب ہم اپنی حکومت کو اندرونی خلفشار سے نجات دیں اور حکومت ہمہ تن اپنا وقت ترقیاتی منصوبوں کی طرف مبذول کر سکے - ہمارے ملک میں وسائل کی کمی نہیں اور ان کو بروئے کار لانے کا ڈھب وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو سے بہتر کوئی شخصیت نہیں جانتی -

جناب والا ! اب میں چند الفاظ انتظامیہ کے متعلق عرض کروں گا - اس معزز ایوان میں اکثر انتظامیہ کو رگیدا جاتا رہا ہے - میں بھی کچھ زیادہ انتظامیہ کے حق میں نہیں ہوں لیکن پھر بھی حقیقت اور اصلیت کو دیکھنا واجب ہے - انتظامیہ کے افراد ہم میں سے ہی ہیں - کوئی ہمارا بھائی ہے - کوئی چچا ہے - کوئی تایا ہے - کوئی ماموں ہے - وہ بھی اسی سوسائٹی کے افراد ہیں - - - -

**چوہدری محمد انور سمہ :** یہ سب آپ کا خاندان ہے ۔

**ملک سرفراز احمد :** میرے خیال میں سمہ صاحب کا خاندان ضرور ہے ۔ جناب والا ! انتظامیہ کی تصحیح اس وقت ہو سکتی ہے جب ہمارے اپنے دامن داغدار نہ ہوں ۔ ہم انہیں اپنے ناجائز کاموں کے لیے استعمال نہ کریں ہم انہیں راہ راست کی تلقین کریں ۔ اب صورت یہ چل نکلی ہے کہ ان ہم سے ناجائز کام کی توقع رکھتے ہیں ۔ اگر وہ ایک ناجائز کام ہمارے لیے کرتے ہیں تو دس اپنے لیے کرتے ہیں ۔ اس صورت میں جب تک ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر نہ دیکھیں تب تک یہ ممکن نہیں ہوگا کہ ہم انتظامیہ کو صحیح اور درست کر سکیں ۔ انتظامیہ کی درستگی اس وقت واجب ہوگی جس وقت ہمارا اپنا دامن داغدار نہیں ہوگا ۔ ہماری آواز میں سکت ہوگی ۔ اس میں اثر ہوگا اور ہماری grip آہنی ہوگی ۔ تمام سرکاری ملازم نہ چور ہیں ۔ نہ بددیانت ہیں ۔ ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی ہیں ۔ مگر ہم نے انہیں ایک ہی ڈگر پر لگا دیا ہے ۔ جو اچھے اور دیانت دار ہیں اگر ہم نے ان کی دل جوئی نہ کی تو وہ دل چھوڑ کر بیٹھ جائیں گے ۔ اگر یہی صورت حال چلتی رہی تو انتظامیہ کے معاملات میں ہمیں خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ میری التماس یہ ہے کہ ہمیں خود راہ راست پر آنا چاہئے ۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ انتظامیہ کس طرح تعاون نہیں کرتی ۔

جناب والا ! اب میں میزانیہ کی مدات کی طرف آتا ہوں ۔ سب سے پہلے میں آپ کی توجہ زراعت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ زراعت اس ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور وفاق اور صوبائی حکومتوں نے بھی یہ جانتے ہوئے زراعت کی طرف خصوصی توجہ دی ہے کہ اس ملک کی ترقی اور بقا زراعت سے ہی وابستہ ہے ۔ جناب والا ! کمرشل بنکوں کو قائم کرکے حکومت نے ایک عظیم فریضہ انجام دیا ہے ۔ اس سے زمینداروں کو اس سال قرضہ جات کی سہولت مہیا ہوئی ہے ۔ انہوں نے اس سے بیج خریدے کھاد خریدی ۔ آلات کشاورزی لیے ۔ اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ اس سال ہم گندم میں خود کفیل ہوچکے ہیں ۔ اگر حکومت کی توجہ زراعت کی طرف اسی طرح رہی تو انشاءاللہ اس ملک کے لیے بہت زیادہ زرمبادلہ کمائے گی ۔ کئی دوستوں کا ماضی اور ماضی بعید میں یہ خیال رہا ہے کہ زرعی سیکٹر کی economic sector میں کوئی contribution نہیں ہے ۔

جناب ! یہ صنعت کار کا محض ایک پروپیگنڈا تھا۔ ایک چالاکی تھی وگر نہ کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ اگر گندم میں خود کفیل ہو کر ہمارا زرمبادلہ بچے گا تو کیا یہ زرعی سیکٹر کی economic sector میں contribution نہیں۔ اسی طرح ہم چاول اور کپاس سے کروڑوں روپے کا زرمبادلہ کماتے ہیں۔ یہی اس کی contribution ہے۔ کیا ہم مشینری بنا کر برآمد کرتے ہیں اور اس سے زرمبادلہ کماتے ہیں ؟ ۔۔۔۔ جناب والا ! ہمارے ملک کی سب سے بڑی زرمبادلہ کمانے والی صنعت پارچہ بافی کی ہے کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ہم کپاس درآمد کر کے ان کارخانوں کو چلاتے ہیں۔ جناب والا ! زراعت میں اب حد ملکیت کافی حد تک گر چکی ہے۔ ایک زمانہ تھا سرمیکڈونلڈ ڈارلنگ نے زراعت پر ایک کتاب ترتیب دی تھی جس میں اس نے لکھا تھا "Who love the family left for farming". یہ زمانہ جناب اب بدل چکا ہے اب حد ملکیت اتنی کم ہے جو لوگ زمینداری کرتے ہیں اگر ان کے گھر کا ذہین اور محنتی آدمی اس پر تعینات ہو تو وہ اپنی گزر اوقات کے متحمل ہو سکتے ہیں وگر نہ زمینداروں کو قرضے کے نیچے ہی دبا ہوا دیکھا ہے۔ جناب والا ! مجھے اس زمیندار کی تلاش ہے جس کے بنگلے ہوں ، کوٹھیاں ہوں ، جس کا بینک بیلنس ہو۔ زمیندار کی کاشت برداشت کا حساب اس وقت جناب وزیر اعلیٰ موجود نہیں ہیں اگر وہ پسند فرمائیں تو فی ایکڑ حساب میں ان کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں اس سے وہ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے زمیندار کا کاشت برداشت پر کیا خرچ آتا ہے اور اس کی آمدنی کیا ہے۔ جناب والا ! ہم وزیر خزانہ کے ممنون و مشکور ہیں کہ اس سال انہوں نے زراعت پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا۔ ٹیکس لینا اچھی بات ہے مگر ٹیکس کی تشخیص کے اپنے طریقے ہیں۔ جہاں تک زراعت پر ٹیکس کی تشخیص کا تعلق ہے ایک سر ڈوئی تھے انہوں نے "Settlement Manual" لکھی ہوئی ہے جو کہ کم و بیش چھ سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں زراعت پر ٹیکس لگانے کا طریقہ موجود ہے۔ جناب والا ! وہ طریقہ بندوبست ہے۔ ہر ضلعے میں بیس سال کے بعد بندوبست کرایا جاتا ہے۔ بندوبست سے زمیندار کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس کی کاغذات مال میں صحت ہو جاتی ہے اور گورنمنٹ کو بیس سال میں زمین کی جو حیثیت بڑھتی ہے اس پر زیادہ مالیے کی توقع ہوتی ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ پرانا طریقہ رائج کر دیا جائے تو

یہاں زراعت پر ٹیکس عاید کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی ۔ ایک طریقہ جو کہ موجودہ ہے وضع کیا ہوا ہے اس کے مطابق خود بخود ٹیکس بڑھتے رہیں گے ۔ ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کر دوں کہ اس منہگائی کے ساتھ اب زمیندار میں اضافی مالیہ ۔ آبیانہ زرعی ٹیکس ، سپر ٹیکس ، سر چارج دینے کی سکت باقی نہیں ہے ۔ جس وقت بھی اگر کوئی نیا ٹیکس لگانا مطلوب ہو تو میں گزارش کروں گا کہ خالصتاً کاشتکار جو ہیں صحیح معنوں میں اپنے ہاتھ سے کاشتکاری کرتے ہیں ان کو بلا کر حساب کتاب جو کہ حقیقت میں ہے دیکھا جائے نہ کہ کتابی حساب جو کہ ایوب خان کے دور میں کتابی حساب ہوتا تھا کہ کاشت برداشت دوسرے کے ذمے اور آمدنی ان کے گھر میں ۔ اس نے یہ مغالطہ پیدا کر دیا ہے کہ زمیندار بہت امیر ہو گیا ہے اور اس کی بہت آمدنی ہے ۔

جناب والا ! اب میں ترقیاتی منصوبوں کی صرف آتا ہوں ہم وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کے مشکور ہیں کہ ایک ارب 80 کروڑ کی کثیر رقم اس مد میں مختص کرکے انھوں نے پنجاب کی طرف خاص توجہ دی ہے اور یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ اس سال وفاقی حکومت نے پنجاب کو سب سے بڑا حصہ دیا ہے ۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قائد عوام پنجاب کی طرف خاص توجہ دے رہے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ یہ ان کی طاقت کا سرچشمہ ہے ۔ ان کی طاقت کا منبع ہے اور انہی کی وجہ سے پنجاب کی ترقی روز بروز زیادہ ہوگی ۔ جناب والا ! اب میں اجتماعی مسائل کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ پچھلے میزانیے میں 74-1973ء میں میں نے تین مطالبات پیش کیے تھے اگر آپ کو یاد ہو اولاً خشک بندرگاہ کا انعقاد تھا ۔ وزیر اعظم نے مہربانی کرتے ہوئے اس کا افتتاح فرما دیا ہے لیکن اس کی توسیع توجہ طلب ہے ۔ دوسرا بنکوں کو قومیانے کے متعلق تھا ہم وفاقی حکومت کے مشکور ہیں کہ منشور کے مطابق بینکوں کو قومیا لیا گیا ہے ۔ لیکن ان کی کارکردگی بھی محتاج نظر ہے ۔ تیسرا مطالبہ جناب والا ! صنعت کے متعلق تھا اب تک صنعت کا رخ بڑی بڑی سڑکوں اور بڑے بڑے شہروں کے گرد رہا ہے ۔ دیہات کی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ صنعت کا رخ دیہات کی طرف موڑ دیا جائے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ صنعت کاروں کو ہم ٹیکس اور انکم ٹیکس ڈیوٹی میں چھوٹ دیں ۔ جناب والا !

میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ وفاقی حکومت کو عرضداشت بھجوائی جائے۔

آخر میں جناب والا! میرے علاقائی مسائل ہیں۔ جناب اسپیکر بھی ان سے اچھی طرح واقف ہیں جس طرح ان سے وعدہ کیا گیا مگر میں ایک شعر پر اس کو ختم کرتا ہوں۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

**مسٹر سپیکر:** خان محمد شفیق خان۔

**خان محمد شفیق خان** (گوجرانوالہ۔ 5): مسٹر سپیکر! آج بجٹ برائے 1974-75 پیش ہے۔ اس بجٹ میں خاص طور پر عوام کے مفاد میں جو چیز پیش ہے وہ یہ ہے کہ اس میں ٹیکس عاید نہیں کیا گیا جس کے لیے میں خاص طور پر وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ لیکن میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام کی ضروریات زندگی کی وہ اشیاء جس پر کہ ہر خاص و عام کا گزارہ ہے وہ اکثر مہنگی ہیں۔ کسی خاص مجبوری کی وجہ سے یا کسی خاص مقصد سے۔ میں یہی عرض کروں گا کہ اس پر نظرثانی کی جائے۔ روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والی چیزوں، کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ ڈیزل اور کھاد کیونکہ ہماری 85 فیصدی آبادی زراعت پیشہ ہے۔ اس لیے ان چیزوں کی قیمتوں پر بھی نظرثانی کی جائے۔ اور اگر ان پر نظرثانی نہ کی گئی تو مجھے خدشہ ہے کہ پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو سکے گا۔ جو بجٹ ہم اپنی پیداوار کے حصول کے لیے خرچ کریں گے وہ بھی خاطر خواہ نفع بخش ثابت نہیں ہوگا۔

حضور والا! یہ تیسرا بجٹ ہے اس سے پیشتر میں نے تین دفعہ اپنے علاقہ کے مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے۔ نامعلوم یا تو کام کی زیادتی کی وجہ سے یا روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے ان مسائل کی طرف غور نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے میں اپنی حکومت سے سخت شرمندہ ہوں لیکن عوام کے مطالبات کو دوبارہ دہرانا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں اپنے علاقہ کے چند مسائل پیش کرتا ہوں۔ اس کا حدود اربعہ بھی بتا دوں۔ ڈسٹرکٹ

گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے درمیان نوشہرہ ورکاں ایک قصبہ ہے جس کی آبادی بیس - پچیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے - وہاں پر کوئی پختہ سڑک نہیں ہے - نوشہرہ ورکاں نو سڑکوں پر مشتمل ایک قصبے کا نام ہے - لیکن نو سڑکوں میں سے ایک سڑک بھی پختہ نہیں - سب تحصیل ہے ، تھانہ ہے ، وٹرنری ہسپتال ہے ، ڈاکٹر بھی ہیں ، لیکن رسل و رسائل نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ تکلیف ہے - غلہ منڈیاں بھی موجود ہیں - سب سے زیادہ تکلیف یہ ہے کہ جو غلہ پیدا ہوتا ہے وہ غلہ منڈیوں کے اندر پڑا رہتا ہے اور گورنمنٹ کی سپلائی کے لیے معقول ذرائع نہیں ہیں - گوجرانوالہ سٹیشن تک چاول اور گندم نہیں پہنچ سکتی - جناب والا! بڑے افسوس کا مقام ہے اور وہاں سے جو لوگ گوجرانوالہ عدالتوں میں جاتے ہیں وہ دو دن پہلے اپنی کمریں کستے ہیں - کھانا اپنے ساتھ لیتے ہیں اور تیسرے دن واپس اپنے گھروں کو پہنچتے ہیں - تو میں یہ تجویز پیش کر سکتا ہوں کہ سب تحصیل کو سب ڈویژن کا درجہ دیا جائے - اس وجہ سے بھی کہ تحصیل گوجرانوالہ ، تحصیل حافظ آباد اور تحصیل وزیر آباد ان تحصیلوں سے نوشہرہ ورکاں کا رقبہ دوچند ہے ، آبادی بھی دو چند ہے اگر اس کو سب ڈویژن بنا دیا جائے تو عوام کے مفاد میں رسل و رسائل بہتر ہو جائیں گے -

جناب والا! اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے میں کوئی کالج نہیں ہے - حفظان صحت کے لیے صرف ایک سول ڈسپنسری ہے - جہاں سڑکیں نہ ہوں وہاں کوئی بھی افسر دورہ نہیں کر سکتا اور جہاں دوائی نہ ہو اس ڈسپنسری کا کیا فائدہ ہے اور جو یہ چیک نہ کر سکیں کہ مریض مر رہا ہے یا جی رہا ہے - مریض بستر مرگ پر ہے اور ضرورت ہے کہ اس کو لاہور پہنچایا جائے یا گوجرانوالہ جیسے کسی بڑے سٹیشن پر پہنچایا جائے لیکن ہم مجبور ہیں - تو جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے لیے تین سال سے متواتر کوشش کی گئی - پہلے بھی میں ڈسٹرکٹ کونسل کا دس سال سے ممبر ہوں اور نوشہرہ ورکاں کا چیئرمین بھی رہا ہوں اس وقت ڈسٹرکٹ کونسل سے 1963ء میں دس میل کا ٹکڑا پختہ کروایا تھا - اس کا آج یہ حشر ہے کہ وہ کچی سڑک سے بھی بدتر ہے - جناب والا! جولائی کا مہینہ آ رہا ہے اس مہینہ میں بارشیں ہوتی ہیں تو جناب والا! بارشوں کی وجہ سے اس علاقہ کے تین

چار لاکھ افراد وہاں lock-up ہو جائیں گے ۔ میں تو خود پیدل بھی چل سکتا ہوں لیکن جو عوام چاہتے ہیں ان کو ضرور بہ ضرور دیا جائے ۔ جناب والا! حالت تو یہ ہے کہ وہاں پر کاریں بھی نہیں پہنچ سکتی ہیں ۔

حضور والا! بڑی خوشی کا مقام ہے کہ تتلے عالی نوشہرہ کی روڈ از راہ کرم ہائی ویز کو ٹرانسفر ہو چکی ہے اس کے لیے 74-1973ء کے بجٹ میں 34-33 لاکھ روپے رکھے گئے تھے لیکن اس سال کے بجٹ میں صرف پانچ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ، جناب والا! میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اگر دو میل سڑک اس سال بنا دی جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ۔ علاقہ تو پھر بھی بلاک کا بلاک ہی رہے گا ۔ ہمیں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ۔ اس سے تو اسے نہ بنانا ہی بہتر ہے ۔ تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ دس میل کا سالم ٹکڑا بنا دیا جائے ۔ وہاں ہم جس مصیبت میں گرفتار ہیں وہ تو ہیں ہی ۔ برائے مہربانی اس سال کے بجٹ میں رقم مہیا کی جائے اور اس سڑک کو 75-1974ء میں مکمل کیا جائے ۔

حضور والا! 21 اپریل 1974ء کے اخبار میں ٹینڈر نوٹس شائع ہو چکے ہیں ۔ میں آپ کے سامنے عرض کروں گا کہ 21 اپریل 1974ء ۔ مشرق اخبار ۔ صفحہ نمبر 6 ۔ ٹینڈر نوٹس ۔ ایگزیکٹو انجنیئر ہائی ویز ڈویژن گوجرانوالہ کی طرف سے ہیں ۔ اور اس میں دو گروپ ہیں :
گروپ نمبر 1 ۔

تتلی عالی تا نوشہرہ ورکاں ۔ 10 میل ۔

1 تا 5 میل ۔ 16 لاکھ روپے ۔

گروپ نمبر 2 ۔

6 میل تا 10 میل ۔

مدت ۔ ایک سال ۔ اور ٹینڈر وصول کرنے کی آخری تاریخ 30-4-1974 ہے ۔ تو میں عرض کروں گا کہ ان ٹینڈروں کو قبول کر لیا جائے کیونکہ اب تو یہ شائع ہو چکے ہیں اور آپ نے اس علاقہ پر بڑا کرم کیا اور

کسی خاص وجوہ کی بناء پر ان ٹینڈروں کو ختم نہ کیا جائے۔ جناب والا! یہ ٹینڈر اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ پچھلے سال کے بجٹ میں یہ رقم دی گئی تھی لیکن 1974-75ء کے بجٹ میں 5 لاکھ روپے رکھنے کا کیا مطلب ہے جو ٹینڈر شائع ہو چکے ہیں، ان کو قبول کیا جائے۔ سڑک پر کام شروع کیا جائے اور اس سال کے اندر مکمل سڑک بنا دی جائے۔

حضور والا! علاوہ ازیں میں یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں کہ اس علاقہ کی ضروریات کے تحت سڑک گوجرانوالہ تا نوشہرہ ورکاں، چار میل پختہ ہو چکی ہے اور اس پر پندرہ دیہات ہیں ان دیہاتوں کی آبادی ایک۔ دو لاکھ کے قریب ہے، اگر اردگرد جا کر دیکھا جائے تو چار لاکھ ہے۔ جناب والا! وہ ایسا ڈبہ ہے جہاں پر آج تک کسی نے بھی غور نہیں کیا کہ عوام کے مفاد میں کوئی کام کیا جائے۔ برائے مہربانی میں درخواست کرتا ہوں کہ یہ سڑک 18۔ میل گوجرانوالہ تا نوشہرہ ورکاں براستہ بلھا گورایہ جو کہ اٹھارہ میل لمبی سڑک ہے ہائی ویز کو دی جائے۔

جناب والا! علاوہ ازیں میرے حلقہ نیابت کے ووٹرز ایک لاکھ آٹھ ہزار پر مشتمل تھے اور اس علاقے کا رقبہ بھی بہت وسیع ہے اس علاقہ میں کوئی سڑک نہیں ہے۔ کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ کوئی شوگر مل نہیں ہے۔ کوئی ضروریات زندگی نہیں ہیں۔ کوئی کالج نہیں ہے۔ صرف ایک تھانہ ہے اور جو تھانہ قلعہ دیدار سنگھ کہلاتا ہے، اس علاقہ کی آبادی پچیس ہزار ہے اس میں میونسپل کمیٹی بھی ہے۔ ٹاؤن کمیٹی بھی ہے۔ نوشہرہ ورکاں کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے۔ جناب والا! وہاں پر کالج اور شوگر مل بنایا جانا ضروری ہے۔ اگر ہم شوگرمل قائم کریں گے تو ہماری چینی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جناب والا! وہاں کے لوگ اکثر مزدور طبقہ ہیں جن کے ذہن صرف اس طرف ہیں کہ ہم دولت پیدا کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کریں۔ چوری کرتے ہیں ڈاکے ڈالتے ہیں، لوٹ کھسوٹ کرتے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ان لوگوں کو ان چیزوں سے بچانے کے لیے مل کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان لوگوں کو کام دیا جائے۔ ان کے ذہن کو اس طرف منتقل کیا جائے تاکہ یہ غلط کام چھوڑ دیں۔

جناب والا! ہمارے علاقہ میں ایک بھی پختہ سڑک نہیں ہے اور اسے پسماندہ کہا جاتا ہے - جب ہم کوئی مطالبہ کرتے ہیں تو ہمیں کہہ دیتے ہیں کہ بجٹ میں رقوم رکھ رہے ہیں - جناب والا! سب کچھ کیا جاتا ہے لیکن جب تکلیف مجھے اب ہے اور میں نوشہرہ ورکاں سے چل کر اسمبلی سے سیشن میں شریک نہیں ہو سکتا تو مجھے بتائیں کہ عوام کس تکلیف میں مبتلا ہوں گے - دس میل کے کچے ٹکڑے پر اپنی کار کو چلا کر تباہ کر چکا ہوں لیکن مجبور ہوں - آنا پڑتا ہے - میں آتا ہوں - جناب والا! میں آج عوام کی نمائندگی کرنے آیا ہوں تو برائے مہربانی میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس پر عمل بھی کیا جائے - ہم تین سال سے لگاتار کہہ رہے ہیں آج یہ کوئی نئی بات نہیں ہے - حضور والا! تکلیف ہوتی ہے - درد اٹھتا ہے تو کہنا پڑتا ہے - میں اپنی پارٹی سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر ضرور عمل کیا جائے -

حضور والا! تھڑی کلاں برتالہ جھنڈا براستہ قلعہ دیدار سنگھ سولہ میل لمبی سڑک ہے - بارشوں میں ان لوگوں کی طرف دیکھئے جو لوگ قلعہ دیدار سنگھ نہیں پہنچ سکتے - اگر وہاں پہنچ جائیں - تو پھر وہ اپنے گھروں کو واپس نہیں جا سکتے - نہ وہاں کوئی راستہ ہے برائے مہربانی یہ سڑک ہائی ویز کو منتقل کی جائے - جناب والا! یہ غور کرنے کا مسئلہ ہے -

جناب والا! میں نے جناب کے توسل سے یہ چیزیں اس ہاؤس میں پیش کر دی ہیں اور میں وزیر متعلقہ سے درخواست کرتا ہوں کہ براہ مہربانی ان پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے - دوسری بات جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ہم اکثر اپنا اپنا کام لے کر آتے ہیں - ڈاکٹر صاحب کی بڑی مہربانی ہے کہ وہ اکثر درخواستوں پر غور کرکے ہمارا کام کر دیتے ہیں - لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ عملہ اس پر کوئی عملدرآمد نہیں کرتا - اس وجہ سے ہماری ناراضگی ڈاکٹر صاحب سے ہوئی اور یہ کیوں ہوئی محض عملے کی نادانی کیوجہ سے ہوئی - آرڈرز تو ڈاکٹر صاحب کے ہو جاتے ہیں لیکن عملہ کوئی کام نہیں کرتا - جناب والا! ہمیں تو اس بات سے بڑا خوف آتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بدنام نہ ہو جائیں - حضور والا! ڈاکٹر صاحب جو احکامات دیتے ہیں ان پر عمل درآمد ضرور ہونا چاہیے -

**وزیر آبپاشی** (میاں محمد افضل وٹو) : جناب والا! میں اس معزز ایوان کو بتا دوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئے تقریباً تین سال ہو گئے ہیں اور یہ تیسرا بجٹ اس ایوان کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے جس پر ہم بحث کر رہے ہیں - اگر ہم تینوں بجٹ کا موازنہ کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہماری حکومت بتدریج اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی ہے -

اس سال کے بجٹ میں اے - ڈی - بی - پی کے لیے رقم 137 کروڑ ہماری پارٹی کے منشور کے عین مطابق ہے - ایگریکلچر کارپوریشن - انڈسٹریز ایریگیشن - مواصلات اور ٹرانسپورٹ ، ہاؤسنگ اور صحت یہ وہ مدات ہیں جو عوام سے متعلق ہیں اور اس کے علاوہ ہماری پارٹی کے منشور کے عین مطابق ہیں اور اہم ترین جز ہیں - ان چاروں پانچوں مدات پر 137 کروڑ کی رقم میں سے 125 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں - جس سے آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس تناسب سے priority fix کی گئی ہے - جناب والا! ٹیکس جو غیر ضروری اور غریب عوام پر بوجھ تھے اُن کو آہستہ آہستہ ختم کیا جا رہا ہے - یہی وجہ ہے کہ اس سال کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اور جو چیزیں تعیشات میں شامل تھیں اُن پر زیادہ ٹیکس لگایا گیا - اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ کسی بجٹ میں یہ رقم مختص کر دینے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا نہ ہی یہ کہنے سے کہ وہ بجٹ ہمارے پارٹی کے منشور کے مطابق ہے - بلکہ بجٹ کے مقاصد حاصل ہونے چاہئیں جو کسی بجٹ کے ، کسی آئین کے ، کسی پارٹی کے ، کسی افراد کے ، کسی نظریہ کے ، کسی منشور کے ، افراد کے عملی جامہ پہنانے کا بیڑا اٹھانے پر منحصر ہے - کسی طبقہ کا استحصال نہ ہو یہی بنیادی اور غور طلب بات ہے - اگر ہم اس بات کو مد نظر رکھیں - اگر ہم اس کا احساس کریں - اور پچھلے دو سال کی کارکردگی کا جائزہ لیں -

The House may be called to order, Sir.

**Mr. Speaker :** The House is called to order.

**وزیر آبپاشی** : جناب! اس کی روشنی میں ان تجربات کی روشنی میں اس بجٹ کو بہترین مصرف میں لانے کی کوشش کریں -

میری دانست میں اہم ترین بات یہ ہے کہ تمام معزز ایوان کے ممبران اور عوام ہم تمام لوگ جب تک اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کرتے ، اس وقت تک ترقی نہیں ہو سکتی ، کیونکہ جو دولت ہماری ترقی کے لیے استعمال ہوتی ہے جب تک ہم یہ نہیں سمجھیں گے کہ یہ رقم ہماری اپنی ہے اس وقت تک صحیح معنوں میں کام نہیں ہوگا - ہمیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ یہ رقم ہماری اپنی رقم ہے یہ وطن ہمارا اپنا وطن ہے بلکہ اس کے متعلق میں یہ کہوں گا private sense in public duty جب تک ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک یقیناً اس کا بہترین تصرف نہیں ہو سکتا اور یہ شکایت بالکل صحیح ہے کہ پولیس کی مد میں اتنا بجٹ رکھنے کے باوجود بھی اگر اس میں تبدیلی نہ آئے اور ڈاکہ زنی بدستور ہوتی رہے تو یہ مناسب نہیں ہے اسی طرح دوسری مدوں میں بھی ابھی تک پوری تندہی سے کام نہیں ہو رہا کیونکہ سپرٹ نہیں ہے اگر کہیں ہاؤسنگ والے مکانات بناتے ہیں تو وہ اپنے معیار پر پورے نہیں اترتے - سڑکیں بنتی ہیں تو وہ صحیح نہیں ہوتیں یہ وہ چیزیں ہیں جو ہماری اجتماعی کوششوں ہی سے ٹھیک ہو سکتی ہیں - اس کی ایک مثال میں آپ کو یوں دیتا ہوں کہ اگر میری سائیکل خراب ہے تو میں اس پر چڑھوں گا نہیں بلکہ اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر پہلے پنکچر لگواؤں گا اور پھر اس پر بیٹھوں گا - لیکن اگر گورنمنٹ کی کوئی کار میرے پاس ہے تو میں اس پر سے اتروں گا نہیں بلکہ یہ سوچوں گا کہ خراب ہوتی ہے تو ہونے دو میری کونسی اپنی ہے اور اس کی ٹیوب بھی پنکچر ہو جائے گی - تو میں عرض کروں گا - جناب والا! جب تک ہمارے اندر یہ چیز ختم نہیں ہوگی ہم ترقی نہیں کر سکتے -

جناب والا! اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ہمیں ایک اچھی قیادت مل چکی ہے - وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ہم ہر میدان میں رفتہ رفتہ ترقی کر رہے ہیں - بہت سے مسائل تھے جن پر ہم نے قابو پا لیا ہے اور آہستہ آہستہ باقی مسائل کو بھی حل کر لیں گے - ہمارے ملک میں آئین بن چکا ہے اور وہ بھی تمام جماعتوں کی رضامندی سے اس کے بعد صوبائی خود مختاری کا مسئلہ تھا وہ بھی بڑے احسن طریقے سے حل کر دیا گیا ہے - ملک میں جمہوریت کا جو مسئلہ تھا وہ بھی صحیح طور پر حل کر دیا گیا ہے - لسانی جھگڑے وغیرہ جناب والا! اس قسم

کے بہت سے پیچیدہ مسئلے تھے وہ تقریباً ختم ہو چکے ہیں ۔ اس کے ساتھ معیشت میں بھی ملک خود کفیل ہو رہا ہے ۔ ایک بڑی سٹیل مل کا کام شروع ہو چکا ہے اور وہ عنقریب کام کرنا شروع کر دے گی ۔ ملک میں ایک آٹو موبیل انڈسٹری نے بھی کام شروع کر دیا ہے ۔ اس کے بعد جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ترقیاتی کاموں کے لیے اس دفعہ بھی بجٹ میں کافی رقم رکھ دی گئی ہے ۔ "Heavy Automobile Industry" کا قیام عمل میں لا رہے ہیں ۔ بجٹ میں اس ضمن میں بے پناہ رقم مختص کی جارہی ہے ۔ لیکن اس کے باوجود میں مثال دوں گا ۔ اس کشتی کی جس کا میر کارواں ۔ جس کشتی کا ملاح ۔ اپنی پوری طاقت کے ساتھ چپو بھی چلاتا ہے ۔ اور اس کشتی کے بادبان کو بھی ٹھیک کرتا ہے ۔ سب کچھ کرتا ہے ۔ لیکن اس کشتی کے مکین کشتی کے مسافر ۔ اس کی میخوں کو اس کے سوراخوں کو اور اس کے پھٹوں کو اکھاڑنا شروع کر دیں ۔ اور اپنے private interest کو ۔ private sense in public duty کو نظر انداز کر دیں ۔ اور اس کشتی کی میخیں نکال لیں ۔ اس کے پانی کو بجائے اس کے کہ وہ باہر پھینکیں بلکہ اس میں مزید اضافہ کریں ۔ مجھے بتائیں کہ اس ملاح کی کتنی بھی محنت ہو ۔ کیا وہ رائیگاں نہیں جائے گی ۔ اس لیے ہم جتنی بھی اسلامی کانفرنسیں کریں کتنی محنت کریں ۔ کتنے آئین بنائیں ۔ وہ کشتی کسی صورت میں کنارے پہنچ نہیں سکتی ۔ جب تک اس کشتی کے ہر مسافر کو اس کا احساس نہ ہو ۔ اور وہ private sense in public duty کی spirit نہیں رکھتا ۔ وہ کشتی کسی صورت میں بھی کنارے نہیں لگ سکتی ۔ جناب والا! اس معزز ایوان کی وساطت سے اپنے تمام ہم وطنوں سے ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں اپنے اندر یہ احساس لازمی طور پر پیدا کرنا ہوگا اور یہ احساس جس وقت تک پیدا نہ ہوگا ۔ تو خواہ اس طرف سے بیٹھے ہوئے حضرات ہوں یا اس طرف سے بیٹھے ہوئے حضرات وہ چاہے کتنے شکوے کریں ۔ کتنی مین میخیں نکالیں ۔ کتنے فقرے کسیں ۔ جب تک ہم اصل root cause کو ٹھیک نہیں کر لیتے ، اس وقت تک کسی صورت میں بھی surface trimming سے مسائل حل نہیں ہونگے ۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے آئیے ہم جائزہ لیں کہ ہم اپنے اندر اپنی گورنمنٹ کے اندر ۔ اپنے سرکاری ملازمین کے اندر اور دوسرے لوگوں کے اندر یہ Private sense in public duty کو کیسے enforce

کر سکتے ہیں ۔ اس کی دو ہی صورتیں ہیں ۔ جناب والا ! ایک تو یہ ہے کہ ہم قوم کے بچوں کو educate کریں ۔ سکولوں میں ۔ colleges میں ۔ Radio پر ۔ Television پر اس بارے میں احساس دلائیں ۔ اور تمام لوگوں میں قومی جذبہ پیدا کریں ۔ تاکہ جناب والا ! وہ قومی جذبہ کے لیے ہر وقت تیار رہیں ۔ تو اس کے لیے frankly speaking پہلے principles سے یا پہلے طریقۂ تعلیم سے میں satisfy نہیں ہوں ۔ میں مایوس ہوں ۔ میری دانست میں فی الحال نہ ایسے حالات ہیں ۔ اور نہ ہی ہماری تمام institutions میں ایسے وسائل ہیں اور نہ ہی ہمارے ذرائع ابلاغ کے ایسے وسائل ہیں اور نہ وہ معیار ہے کہ ہم تھوڑے دنوں میں مقصد حاصل کرلیں ۔ لہذا ہمیں اس مقصد کے حصول کے لیے ایسے institutions اور ایسی organisations اس budget کو implement کرنے کے لیے قائم کرنی ہونگی جس میں minimize private interest ہو ۔ اور public interest زیادہ سے زیادہ ہو ۔ اس مقصد کے لیے میری چند ایک تجاویز ہیں جو کہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ میرے پاس irrigation کا محکمہ ہے ۔ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے اکثر فاضل اراکین ایسے ہیں جو کہ زراعت پیشہ ہیں ۔ اور زراعت سے اور دیہات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کس طرح سے نہر کے محکمہ میں tail کے لوگوں کو تکالیف ہوتی ہیں ۔ کس طرح سے نہر کے محکمہ اور نہر کے عملہ سے مل کر موگے کو چھوٹا اور بڑا کیا جاتا ہے ۔ کس طرح سے سائیفن یا پائپ لگا کر یا نیچے سے سوراخ کرکے پانی ناجائز طور پر استعمال کیا جاتا ہے ۔ کس طرح سے وارہ بندی توڑی جاتی ہے ۔ کس طرح سے ایک outlet بند ہو تو دوسرا sanction کرانے کے لیے زمینداروں کو کیا کیا مسائل پیش آتے ہیں ۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ ہمارے افسران یہ Private sense in public duty کو محسوس نہیں کرتے ہیں ۔ اور ہماری پبلک میں بھی بہت نفسانفسی کی بات ہے۔ head والے کوشش کرتے ہیں کہ tail والوں کو ملے نہ ملے مگر ہمارے outlet میں پانی زیادہ آ جائے ۔ اسی طرح سے نہر والے یہ کوشش کریں گے کہ ٹھیک ہے اگر ہماری کوئی تھوڑی بہت خدمت کرنا ہے تو ہم اس کا موگہ تھوڑا بہت بڑا کر دیں گے ۔ تو موجودہ حکومت نے اس کو threadbare basis formally پر ایک تجویز پیش کی ہے ۔ اور وہ تجویز cabinet meeting میں approve ہو چکی ہے ۔ جس کو ہم قانونی شکل

عنقریب دے دیں گے - ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ہم ہر دس پندرہ موگوں کا ایک channel بنائیں جو کہ دس یا پندرہ موگوں کے ایک حلقہ کو head سے tail تک ملا کر ایک area قرار دیں - ایک حلقہ قرار دیں اور اگر وہ چھوٹی سی distributory ہے - تو اس کو head سے tail تک ایک area قرار دیں - اور پھر اس حلقے میں ہم tail اور head کے نمائندوں کی ایک کونسل - ایک پنچایت - ایک کمیٹی کوئی نام ہم ان کو دے دیں - مقرر کریں - اور اس طرح کی 5, 10، 15 کونسلوں یا کمیٹیوں کو ایک S.D.O. Supervise کرے - preside کرے - اور اس سلسلہ میں کوئی بھی شکایت ہو - پانی کی ہو - نلکے کی ہو - پانی کی وارہ بندی کی ہو یا تاوان کی ہو - کوئی بھی ہو ----

Any case relating to the Irrigation system of that area, that should be decided by him.

وہ لوگ جن کی عمر کی حد ہم مقرر کریں وہ 45 سال تک ہو اور شریف آدمی ہوں اس علاقے میں - اور undisputed حد تک ان کی ایمانداری ان کی integrity اور ان کی شرافت مسلمہ ہو - ان دیہاتوں میں اب بھی ایسے بزرگ اور نیک انسان موجود ہیں اور یہ ضرور موجود ہوں گے اگر ہم ان کو ایمانداری سے تلاش کرنے کی کوشش کریں - میں یقین سے کہتا ہوں کہ اب بھی ایسے انسان موجود ہیں اور ان میں پھر ہمیں وہی بات Private sense in public duty والی بات پیدا کرنی ہوگی - اس میں پھر یہ ہوگا کہ tail والوں کا نمائندہ یہ کوشش کرے گا کہ head والے ہمارے ساتھ زیادتی نہ کریں - کیونکہ وہ وہاں پر بیٹھا ہوگا اس لیے head والے tail والوں کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکیں گے - کیونکہ ان کا personal interest clash کریگا - تو اس صورت میں جب کہ دونوں موجود ہوں گے ، کوئی clash نہیں ہوگا اور پھر کوئی آفیسر بھی ان دونوں کی موجودگی میں کسی سے بھی پیسے نہیں لے سکے گا ، اور اس طرح سے ہم تقریباً دیہاتی لوگوں کے 80 فیصدی مسائل حل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے - کیونکہ وہ Officer بھی Private sense in public duty کو محسوس کریگا - اس کے بعد جو بھی اس فیصلہ سے اثر انداز ہوگا - اس کو right of appeal جیسا کہ regular law میں ہے - اس میں مزید development ہوگی - اس طرح سے ہم بنیادی طور پر ان مسائل کو حل کر سکتے ہیں -

اس کے بعد جو دوسری چیز ہے - جس کی اکثر فاضل ممبران نے شکایت کی ہے ، وہ یہ ہے کہ پولیس کے محکمہ سے تکلیف - administration سے تکلیف - عدالتوں میں فیصلے جلدی نہیں ہوتے - اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا نظام انگریزوں کا بنایا ہوا نظام ہے اور یہ اُس زمانے کا بنایا ہوا نظام ہے - جب انگریز حکومت کرتے تھے - افسران کی بھرتی اور اُس کا طریقہ کار اُسی زمانے کا رائج شدہ ہے جب کہ سو ڈیڑھ سو سال پہلے آبادی بھی ہماری کم تھی اور جرائم کی رفتار بھی کم تھی اور یہ حالات بھی نہ تھے - تو اس میں بھی ہماری حکومت اور ان کی حکومت اس بات پر غور کر رہی ہے کہ ہر union council کے level پر ، ہر بڑے موضع کے level پر تین elders جو پرانا پنچائیت سسٹم ہے - اس کے مطابق وہ بھی - - -

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** پوائنٹ آف آرڈر سر - جناب والا ! وزیر محترم یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہاں سے آدمی لیں گے ادھر سے لیں گے - اُدھر سے لیں گے - میں اُن سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوکل باڈیز کے انتخابات کیوں نہیں کراتے -

**میاں محمد افضل وٹو :** جناب والا ! جہاں تک لوکل باڈیز کے الیکشن کا تعلق ہے - ہماری حکومت کا یہ ایک واضح اور طے شدہ پروگرام ہے کہ ہم لوکل باڈیز کا الیکشن کرائیں گے - اور کر رہے ہیں تو اس کے لیے قانونی enactment ہو رہی ہیں - اب National Assembly اور Provincial Assembly کا سیشن ہو رہا ہے اور وہ ساری چیزیں تیار کی جا رہی ہیں The moment it will be ready

انشاء اللہ ہم local bodies کا election کرائیں گے - تو میں عرض کر رہا تھا کہ وہ لوگ بزرگ آدمی ہوں اور اچھی شہرت رکھتے ہوں - اور ان لوگوں کا confidence enjoy کرتے ہوں - اور پھر ہر چھ ماہ بعد اُن کو دوبارہ اپنے گاؤں کے لوگوں سے vote of confidence لینا پڑے گا - excuse me, اگر میرے فاضل دوست اس سلسلہ میں مزید وضاحت چاہتے ہیں - تو وہ جناب وزیر اعلیٰ کی آمد پر ہو سکتی ہے - وہ اس سے زیادہ وضاحت کر سکیں گے I continue with my point جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ اس طرح سے اُن پنچائتوں کو مجسٹریٹ کی supervision حاصل ہوگی - 307 سے نیچے فوجداری مقدمات اور 20 ہزار مالیت سے نیچے

سول مقدمات ۔ اس میں تمام تر دیہات سے متعلقہ پٹواری کی شکایت ۔ محکمہ مال کی شکایت محکمہ نہر کی شکایت کے فیصلوں کا اختیار انہیں دے دیا جائے کوئی تھانیدار ان کی موجودگی کے بغیر investigation نہیں کرے ۔ ان کی تصدیق سے ایف آئی آر درج ہو تو آپ کے یقینی طور پر 80 فیصد مقامی مسائل زمینداروں کے ، مزاروں کے خواہ وہ پٹواری نہر سے ہوں ، مال سے ہوں ،تھانیدار سے ہوں یقینی طور پر بغیر کسی خرچ کے حل ہو جائیں گے کیونکہ وہاں لوگوں کا اپنا interest ہوگا اگر انہیں اختیار ہوگا تو وہ تھانیدار کو کسی صورت میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیں گے ۔

جناب والا ! اس کے بعد جو اہم بات میں گزارش کرنی چاہتا ہوں وہ ترقیاتی منصوبوں کے متعلق ہے ۔ مثلاً روڈ اور بلڈنگ کے محکمے کے بارے میں آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بجٹ allocation تمام اضلاع کی ہوتی ہے کہ اس ضلع میں اتنے میل سڑک بنے گی اور اتنے لاکھ روپے دئے گئے ہیں ۔ اتنی بلڈنگیں بنیں گی اور اتنے کروڑ روپے دیئے جائیں گے ۔ اتنے ہیلتھ میں دے دیئے لیکن ہوتا کیا ہے کہ جو پسماندہ اضلاع ہیں ان اضلاع کی حالت یہ ہے کہ کوئی ٹھیکیدار وہاں کوئی ٹھیکہ نہیں لیتا ۔ گورنمنٹ کا کوئی محکمہ بھی pain نہیں لیتا کہ اس کو خود بنوائے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بیچارے ضلع کی رقم lapse ہو کر رہ جاتی ہے ۔ دوسرے سال وہی رقم ان کو دے دی جاتی ہے اور وہ ضلع جو پسماندہ نہیں ہے جہاں پر equipment اور مشینری ٹھیکے دار کو readily available ہوتی ہے وہاں پر وہ رقم cousume ہوگی ۔ میں مثال دیتا ہوں ایک ضلع کی میں اس کا نام نہیں لیتا ۔ اسی ضلع کو ایک کروڑ روپیہ دیا ۔ پچھلے سال ایک میل بھی سڑک نہیں بنی ۔ دوسرے اضلاع میں ایک کروڑ روپیہ دیا انھوں نے وہ ساری رقم consume کر لی اور وہاں سڑک بن گئی ۔ اب سال کا بجٹ بن رہا ہے تو اس ضلع کو جس کی ایک میل سڑک نہیں بنی پھر آپ نے اس کو وہی ایک کروڑ روپیہ جو پچھلے سال کا تھا دے دیا اور جس نے ایک کروڑ روپیہ لگا کر پچھلے سال سڑک بنا لی تھی اس کو ایک کروڑ روپیہ اور دے دیا ۔ اس طرح سے آپ کے پسماندہ اضلاع حالیہ حالت میں پسماندہ سے پسماندہ تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور جو developed علاقے ہیں وہ زیادہ ڈویلپ ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ تو اس لیے اب ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ

حکومت نے جس طرح پاکستان لیول پر National Construction Company بنائی ہے اس طرح کی اس کے نیچے کی برانچیں بنانے مثلاً Provincial Construction Company ۔ پھر میں تجویز کروں گا کہ Company Divisional Construction اور ہو سکے تو District Construction Company گورنمنٹ کی طرف سے بنے ۔ These are my proposals اس کے بعد جتنی رقم فنڈز میں ہو گورنمنٹ ensure کرے کہ پسماندہ ضلع میں وہ رقم استعمال ہو ۔ کیونکہ اس ضلع کے عوام کا کیا قصور ہے ۔ حکومت کی مشینری وہاں نہیں گئی ۔ حکومت نے وہاں پر ٹھیکیدار نہیں بھیجے ۔ ٹھیکیدار تو وہاں پر جاتے نہیں ہیں تو پسماندہ اضلاع کا کیا قصور ہے ۔ جناب والا ! میں یہ بتا رہا ہوں کہ اب ہماری حکومت بتدریج اجتماعی مسائل سے نکلنے کے بعد اب ان چیزوں پر غور کر رہی ہے ۔ جیسے ہم نے National Construction Company بنائی ۔ اب ہم انشاء اللہ یہ نیچے والی کمپنیاں بنائیں گے اور اس رقم کو اس pattern پر خرچ کریں گے تو پھر ہمارے پسماندہ اضلاع کی شکایات دور ہو سکیں گی ورنہ اس طرح سے یہ بجٹ کی financing کر دینا ، بجٹ میں پروویژن رکھ دینا This is not sufficient اس کے بعد اسی طرح سے میں انڈسٹری کی مثال دیتا ہوں ۔ پسماندہ اضلاع میں انڈسٹری کی یہ حالت ہے کہ جناب بجلی نہیں ہے ۔ سڑکیں نہیں ہیں ۔ ٹیلیفون لنک نہیں ہیں ۔ بینک کی سہولیات نہیں ہیں ۔ loan منظور ہوتا ہے ۔ پلانٹ کی منظوری ہو جاتی ہے لیکن پسماندہ ضلع میں وہ نہیں لگتا بلکہ وہ پلانٹ ملتان کے قریب ۔ لاہور کے قریب ۔ گوجرانوالہ کے قریب ۔ شیخوپورہ کے قریب لگا دیا جاتا ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے پچیس ستائیس بننے کے باوجود جو اضلاع پسماندہ ہیں وہ بدستور پسماندہ ہیں ۔

**Mr. Abdul Hafeez Kardar :** Point of order. I want to know whether the Treasury Benches take into account the proposals put forward during the budget debate or do they collectively discuss and bring forward their own proposals in the budget here ?

**Mr. Speaker :** That is why I wanted to know how the Cabinets' mind is working

**وزیر آبپاشی :** جناب والا ! میں عرض کر رہا ہوں کہ میں اسی لیے اس پوائنٹ پر آ رہا تھا کہ ہم نے کل کی کابینہ میٹنگ میں اس مسئلے کو دو گھنٹے discuss کیا اور یہ توقع ہے کہ اگلی کابینہ میٹنگ میں پنجاب کے تمام اضلاع کا facts and figures کے ساتھ data بنا کر لایا جائے گا کہ کس ضلع میں انڈسٹری کس قسم کی ہے ۔ کس حالت میں ہے تاکہ آئندہ جو بھی allocation ہو وہ کسی صورت میں بھی انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ یا industrialists کی مرضی پر نہیں بلکہ پسماندہ اضلاع میں انہیں لگانی ہوگی ۔ یہ ہم نے کر دیا ہے اور اس سے انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ بجٹ کا صحیح استعمال ہو سکے گا ۔

جناب والا ! تیسری بات جو اسی سلسلے میں میں ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ گورنمنٹ ملازمین کے جو تین گریڈ سے لیکر پندرہ گریڈ تک یعنی کلاس دوم کے پچھلے زمانے میں تھے اس گریڈ کے جو ملازمین ہیں ان کی بھرتی possibly ڈویژن اور ضلع کی حد تک وہیں سے کی جائے ۔ یہ نہیں کہ لاہور کا آدمی بھرتی کرکے رحیم یار خان بھیج دیا جائے یا گوجرانوالہ کا آدمی بھرتی کرکے بہاولپور بھیج دیا جائے یا میانوالی بھیج دیا جائے بلکہ اسی ضلع میں وہیں سے لیا جائے اور گریڈ پندرہ سے اوپر جو ہیں ان کو ڈویژنل اور پروونشل سسٹم کوٹہ پر ۔ لیکن اس کے لیے بھی regional اور divisional allocation کا خیال رکھا جائے ۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا ۔ کہ وہ ان لوگوں میں سے ہوگا اور اپنے علاقے کا ہوگا اور کوئی بھی پالیسی اس کی نہیں ہوتی ۔ ایک فیلڈ کا آدمی زیادہ implement کرتا ہے ۔ اس میں spirit ہوتی ہے ۔ اگر وہ مقامی تحصیل کا ہوا ۔ مقامی ضلع کا ہوگا تو اسے یہ خیال ہوگا کہ رقم میرے ضلع کی ہے ۔ مجھے ملی ہے اور یہ ضرور یہاں خرچ ہونی چاہیے ۔ اس سے جو private sense in public duty ہے اس کو بھی support ملے گی ۔ یہ بات ہم نے اس سے پچھلی کابینہ میٹنگ میں discuss کی تھی کہ وہ پورے طریقے سے رول میں یا قانون میں آئے ۔ تاہم کچھ نہ کچھ بات ہم نے کی ہے ۔ ڈاکٹر صاحب اور دو اور دوستوں کے ساتھ ایک کمیٹی بنائی ہے جو کہ اس کو بھی discuss کرے اور آئندہ ہم کوشش کریں کہ یہ صحیح نافذ ہو ۔ مجھے یقین ہے اور انشاء اللہ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ بجٹ کا صرف صحیح اور ممکن حد تک ٹھیک مصرف ہو سکے گا ۔

مسٹر سپیکر ! چوتھی بات جو میں اس ضمن میں واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پسماندہ اضلاع میں میونسپل کمیٹیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے جو اضلاع پسماندہ نہیں ہیں ، وہاں کی کمیٹیوں کو انڈسٹری ہونے کی وجہ سے اتنی انکم ہوتی ہے کہ وہ اپنی گندی گلیوں ۔ نالیوں ۔ بجلی اور دوسری اسی طرح کی نواحی بستیوں کے پرسان حال لوگوں کی تکالیف کافی حد تک ٹھیک کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس رقم ہوتی ہے ۔ لیکن پسماندہ اضلاع جہاں صنعت نہیں مثلاً آپ بہاولپور ڈویژن کے تینوں اضلاع کو لے لیں اور اسی طرح کئی دوسرے اضلاع ہیں مثلاً میانوالی ۔ مظفر گڑھ ۔ جھنگ ۔ کیمبلپور ۔ ڈیرہ غازی خان وغیرہ تو ان کی حالت یہ ہے کہ ان کی کمیٹیوں کے پاس اپنے عملہ کو تنخواہ دینے کے لیے پیسہ نہیں ہوتا چہ جائیکہ لوگوں کو سہولتیں مہیا کر سکیں ۔ تو اس لیے ہم اس تجویز پر حکومتی سطح پر غور کر رہے ہیں ۔ اور اس پر میں نے جناب چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں ایک detailed note بھی لکھا ہے اور انشاء اللہ ہمیں یہ توقع ہے کہ ہم بہت جلدی اس پر کوشش کریں گے تاکہ ہمارے پسماندہ اضلاع کی میونسپل کمیٹیوں کی حالت بہتر ہو اس بجٹ میں بھی ہم نے میونسپل کمیٹیوں کے لیے کروڑوں روپے رکھے ہیں تو اس میں lion's share جو ہے وہ ہم اس طرح کی کمیٹیوں کے لیے allocate کریں تاکہ اس کی صحیح disbursement ہو سکے ۔

یہ تو تھیں چند ایک تجاویز اور سکیمیں جو حکومت کے زیر غور ہیں ۔ آخر میں میں ایک اہم ترین مسئلے کی طرف اس معزز ایوان کے فاضل اراکین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ اس ایوان میں آج ہم بیٹھے ہیں اس ایوان میں ہم سے پہلے کئی اور لوگ آئے اور چلے گئے ۔ کل کا معلوم نہیں کہ ہم کب اس ایوان سے رخصت ہو جائیں لیکن یہ ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے اور اس ایوان میں اس سر زمین اور وطن پاک کے لیے دعا کرتے رہیں اور ہم اس کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہیں اور ہم یہ سپرٹ رکھتے ہیں کہ یہ قائم رہے اور اسے قائم رہنا چاہیے ۔ وہ کیسے رہ سکتا ہے ؟ اس کے لیے میری ناقص رائے میں تاریخ عالم کو پڑھیں ۔ ہم دنیا کے مذاہب کو پڑھیں تو ہم پر یہ بات واضح ہو جاتی کہ اس کائنات کا ایک سائیکل ہے ۔ کائنات کے چلانے کے لیے ہمارے لیے آئین کافی ہوتا تو پیغمبر نہ آتے ۔ قرآن پاک بڑی اچھی کتاب ہے اگر یہ کتابیں اور آئین کافی ہوتے تو خداوند تعالی قرآن مجید بھیج

دیئے - رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی - ثابت ہوا کہ منشور اور آئین کے ساتھ قیادت اور افراد اور وہ لوگ جو نافذ کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کا کردار عمل - قول و فعل کی صداقت - سچائی اس معیار کا ہونا لازم ہے - اور پھر صرف لیڈر نہیں - لیڈر کے چار یار ہیں - اس کے بعد قرون اولیٰ کے مسلمان اور صحابہؓ کرامؓ کے کردار آپ کے سامنے ہیں - اس لیے میں عرض کر رہا تھا کہ جب سے دنیا شروع ہوئی ہے ایک پیغمبر آیا اور کتاب لایا اس کی فوتیگی کے بعد کتاب بدل دی گئی دوسرا پیغمبر آیا کتاب لایا - اس کی فوتیگی کے بعد کتاب بدل دی جاتی ہے - یہ نظام قدرت چلتا رہتا ہے آج سے چودہ سو سال پہلے جب یہ کتاب نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا :

نحن نزلنا ذکرنا لہ حافظون

ہم نے یہ قرآن مجید نازل کیا اب اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آئے گی کوئی پیغمبر نہیں آئے گا - ہم اس کے ضامن ہیں اور جس کی ضمانت اللہ نے دی ہو اس کو کوئی نہیں بدل سکتا - اس لیے آئین ہمارے پاس موجود ہے - اس کے بعد فرما دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر آدمی پر فرض ہے - ان کے بعد حضرت صدیقؓ - حضرت عمرؓ - حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے بعد آپ دیکھیں تھوڑا سا clash ہے - بنو امیہ ، بنو عباس اور مقدس کتاب ہے - آپ ان تمام تر خوبیوں کے مسلمان کی قیادت اپنے ذاتی قول و فعل کی وجہ سے نہیں اللہ نے فرمایا ہے :

لیس للانسان الا ماسعیٰ

ہم اگر خود کوشش نہیں کریں گے تو مجھے کوئی ضرورت نہیں دوسری قوم کو بدل دوں گا - اور یہ ہوتا رہا ہے - ہماری موجودہ تاریخ کو پڑھیں ورلڈ وار کو لے لیں سلطنت عثمانیہ اور تاریخ سپین کو پڑھو - سلطنت مغلیہ پڑھو - یہ کل کی بات اسرائیل کی تینوں جنگوں کو پڑھو - اپنے مغربی اور مشرقی پاکستان کو دیکھو کہ کیوں ایسا ہوا - اس ایوان میں بیٹھے بجٹ پر لڑتے ہیں ، سڑک پر بات کرتے ہیں - کبھی ادھر بھی آپ نے دیکھا ہے کہ ہم آج اس مقدس اور معزز ایوان کی نشستوں پر بیٹھے ہیں کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ :

کل شیٔ یرجع الی اصلہ

اگر ہمارا اصل خراب ہے تو ----

**حافظ علی اسد اللہ :** جناب والا ! وٹو صاحب پیچھے کی طرف اشارہ کرکے کہہ رہے ہیں ۔

**وزیر آبپاشی :** بھائی اس طرح کی بات ہرگز نہیں ہے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا :

کل شیٔ یرجع الی اصلہ

مسلمان کو اپنی شکل نظر آتی ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ حالات ہیں

**مسٹر عبدالقیوم بٹ :** جناب والا ! انہوں نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو اپنی شکل نظر آتی ہے ان کو کس کی نظر آتی ہے ۔

**وزیر آبپاشی :** میں عرض کر رہا تھا کہ اس ایوان کے حالات یہ ہیں کہ ہماری قوم دو راہے پر کھڑی ہے اور میری ایمانداراند رائے یہ ہے کہ یہ کسی کے بقا کی بات نہیں ہے بلکہ اس وطن پاک کے بقا کی بات ہے اس دین کے بقا کی بات ہے ۔ جب آپ بات کرتے ہیں کہ بہنوں کے دوپٹوں کی لاج کے لیے ان کے سروں کو ڈھانکنے کے لیے یہاں تنقید کرتے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم دوسروں پر تنقید کرنے کی بجائے اپنے اوپر تنقید کریں ۔ میں کسی کی ذات کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔ پہلے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو انسان اپنی ذات پر ، اپنی بہنوں بھائیوں اور عزیز و اقارب پر کنٹرول نہیں کر سکتا اسے دوسروں کا ٹھیکہ لینے کی اجازت نہیں ۔ پہلے خود کو دیکھے پھر دوسرں کو تنقید کا نشانہ بنائے ۔ وہی بات کرو جو تم خود کر سکتے ہو ۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ ایک حدیث ہے کہ ایک عورت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا بیٹا گڑ بہت کھاتا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ تم کل آنا ۔ کیونکہ آپ نے پہلے خود گڑ کھانا چھوڑا پھر اس کے بعد اس کو نصیحت کی ۔ اگر میری نابالغ معصوم بہنیں اگر میری بیوہ ماں در در کی ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہوں ۔ ان کا کوئی پوچھنے والا نہ ہو ۔ اس معزز ایوان میں کھڑا ہو کر میں ٹھیکہ لوں سارے پاکستان کا ۔ سب بہنوں کی عزت اور روزگار کی حفاظت کا تو پہلے مجھے اپنی بہنوں اور ماؤں کی حفاظت کا بندوبست کرنا ہوگا پھر دوسروں کا ٹھیکہ لوں گا ورنہ میری بہن کہے گی کہ وٹو تم جھوٹ کہتے ہو کہ تم سگی بہن کا علاج نہیں کر سکتے ٹھیکیداری

لیتے ہو دوسروں کی ۔ میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر خراب ہے ۔ قتل ہو رہے ہیں ۔ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنے باپ کو گولی سے ایک زمین کے بدلے مروا دیا ۔ قتل کرا دیا اور اب تم تمام دنیا کے ٹھیکیدار ہو گئے ۔ خدا کے لیے اپنا تو حساب کرو ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ کتنا وقت لیں گے ۔

**وزیر آبپاشی :** میں جناب والا ! ختم ہی کر رہا ہوں ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بڑی خرابیاں ہیں ۔ میں جب پارٹی ورکر تھا تو میرے ضلع میں میرے عزیز و اقارب نہایت ذلیل تھے ۔ شرابی گناہگار اور ظالم لوگ تھے میں اپنی بعض کمزوریوں کی وجہ سے کوئی ایکشن نہ لے سکا ۔ میں ایکشن لیتا بھی کیا ۔ میں کس کس محاذ پر لڑتا کیونکہ اس کشتی میں آپ بھی سوار ہیں ۔ میں بھی سوار ہوں ۔ اگر ڈوبتی ہے تو ڈوبنے دو ۔ آج نیک نیتی سے عہد کریں پیپلز پارٹی کے ایم پی اے اور ایم این اے اور ورکر اس ایوان میں ۔۔۔۔۔

**Mr. Speaker :** Yes. Mian Manzoor Ahmad Mohal.

**Minister for Irrigation :** Sir, I am going to wind up the debate within five minntes.

**میاں منظور احمد موہل :** جناب والا ! میں نے کل اپنی تقریر اپنے علاقائی جھٹ پرکی تھی اور یہ بتایا تھا کہ پیپلز ورکس پروگرام کے دوران کیا ہوا تھا اور آج یہ میرے فاضل دوست وزیر آبپاشی نے اشارتاً میری طرف تمام باتوں کو منسوب کیا ہے حالانکہ میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے بھائی بہن بیوہ ماں دھکے نہیں کھا رہے ہیں ان کو زمین دی ہوئی ہے اور وہ زمین کی آمدنی کھا رہی ہیں اور یہ تمام ان کی مرضی کے ساتھ ہوا ہے بلکہ یہ میرے فاضل وزیر ان کو پیغامات بھیجتے ہیں ۔ آپ ان کے خلاف آئیں ۔ میں آپ کو امداد دوں گا وہ اس پر بھی نہ آئیں تو بات واضح ہے ۔ کچھ زمین انہوں نے میرے نام لکھوائی اور دوسری زمین انہوں نے اپنے نام لکھوائی تھی ۔ باقی قتل و غارت کا جو مسئلہ ہے یہ ہر ایک انسان کے ساتھ ہو سکتا ہے ۔ اگر کوئی شخص کوئی فعل کرے تو کوئی دوسرا

شخص اس کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا ۔ میں کہتا ہوں کہ ضلع کی ایک انکوائری ٹیم مقرر کی جائے ۔ وہ وہاں جا کر دیکھیں کہ میرے قول و فعل میں کیا فرق ہے اور ان کے قول و فعل میں کیا فرق ہے ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی:** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ موہل صاحب اور وٹو صاحب کی سیٹیں بہت نزدیک ہیں ۔ انہیں ذرا فاصلے پر بٹھایا جائے ۔

**وزیر آبپاشی :** میں نے ہرگز کسی کا نام نہیں لیا اور میرا ہرگز یہ منشا نہیں ۔ میں تو اپنے آپ پر تنقید کر رہا ہوں اور دوسرے دوستوں سے بھی یہ اپیل کرتا ہوں کہ ہم سب دیانتداری کے ساتھ اور اپنے ظرف کی اور ضمیر کی خود پہچان کریں ۔ وہ یہ ہے کہ :

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

(جس نے اپنے کو پہچان لیا یقیناً اس نے اپنے رب کو پہچان لیا)

**میاں منظور احمد وٹو :** یہی تو میں کہتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**حافظ علی اسد اللہ :** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اس معزز وزیر پر سنگین الزامات لگائے گئے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر :** حافظ صاحب ۔ آپ نے تقریر کرنی ہے کہ نہیں ۔ اگر آپ نے تقریر کے لیے نام دیا ہوا ہے تو آپ کو تقریر کا موقع ملے گا پھر آپ یہ باتیں کر لیں ۔

**چوہدری محمد اشرف** (ساہیوال 5 ) ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! دونوں صاحبان نے جو ذاتی باتیں کی ہیں جن کا بجٹ سے کوئی تعلق نہیں میری رائے ہے کہ یہ کارروائی سے حذف کر دی جائیں ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب سپیکر : حذف کرنے سے پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ آیا معزز وزیر کا اشارہ میاں منظور احمد موہل کی طرف تھا کہ نہیں ۔ اگر نہیں تھا تو حذف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

**وزیر آبپاشی :** تو میں عرض کر رہا تھا کہ میں معذرت خواہ ہوں اگر میری کسی بات سے کسی دوست کو کوئی تکلیف پہنچی ہے ۔ میں صاف دل کے ساتھ موہل صاحب اور حافظ علی اسد اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں اور خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے دل میں ان کے لیے کوئی کدورت نہیں رکھتا اور خدا کے لیے وہ بھی اپنے دل سے میرے لیے کدورت نکال دیں تاکہ ہم مل کر اپنے وطن کی خدمت کرنے کی کوشش کریں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اور اگر ہم اسی طرح سے ایک دوسرے کی leg-pulling کرتے رہے ۔ ہم آپس میں لڑنے میں آگے رہے تو میں اس طرف بیٹھے ہوئے فاضل ارکان سے نہیں بلکہ دوسری طرف کے فاضل ارکان سے بھی کہتا ہوں کہ یہ ہمارے وطن کا ۔ دین کا اور ملک کی بقاء کا مسئلہ ہے ۔ آپ تنقید کریں ۔ حزب اختلاف کو تنقید کا حق ہے لیکن تعمیری تنقید کریں ۔ ذاتی مفاد میں نہ کریں بلکہ sense in public duty کی روشنی میں کریں ۔ اسی طرح میں اس طرف بیٹھے ہوئے فاضل ارکان سے ۔ اپنی پارٹی کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ خدا کے لیے ذاتی مفاد کی بجائے قومی فرنٹ کی جنگ لڑیں ۔ دشمن ایٹم بم کی بات کر رہا ہے ، ہمیں ختم کرنے کی بات کر رہا ہے ۔ ہمارے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں اور ہم لڑائی میں لگے ہوئے ہیں ۔ جب بھائی آپس میں لڑتے ہیں تو جو حشر سپین کا ہوا اور جو حشر سلطنت مغلیہ کا ہوا وہی ہمارا ہوگا ۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم میں جس کسی میں کوئی نقص ہے خدائے مقلب القلوب اسے دور کرے ۔

**میاں منظور احمد موہل :** جناب والا ! جو بات میرے بھائی نے کی ہے حقیقت میں جب میں نے بجٹ پر تقریر کی تھی تو اپنے علاقے کی بات کی تھی ۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا تھا ۔ اگر میں بھی کسی کی ذاتی یا گھریلو باتیں کرنی چاہتا تو کر سکتا تھا ۔ سب کو پتہ ہے کہ ان کے گھریلو معاملات کیا ہیں ۔ میں قطعاً نہیں کہونگا کیونکہ مجھ میں بردباری ہے ۔ میں وہ باتیں touch نہیں کرونگا اور جو مسائل ان کی ذات یا ان کے گھر سے تعلق رکھتے ہیں وہ میں نہیں کہوں گا ۔ انہوں نے یہاں پر گھریلو معاملات پر بات کی ہے اور اس ایوان میں کی ہے ۔ لیکن میں از روئے ایمان اور حلفاً کہتا ہوں کہ آج کے بعد ان کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی نہیں ہوگی لیکن عوام کے خلاف یا پارٹی کے خلاف یا اس کے منشور کے خلاف اگر انہوں نے کوئی بات کی تو ہم پارٹی میٹنگ میں اس کے متعلق برملا کہیں گے ۔

**وزیر آبپاشی :** میں اسے welcome کرتا ہوں اور میاں صاحب سے ہاتھ ملاتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ (میاں منظور احمد موہل سے ہاتھ ملائے) ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر :** کنور محمد یاسین ۔ ۔ ۔

**حافظ علی اسد اللہ :** جناب والا ! تقریر کے بعد اپنی پارٹی میٹنگ کے فیصلے کا خیال رکھتے ہوئے اس کے متعلق کچھ کہوں گا اور وہاں فیصلہ ہوگا کہ میاں منظور احمد موہل کو ہاتھ ملانے کا اختیار تھا کہ نہیں ۔

**خان محمد ارشد خان :** جناب سپیکر ! میاں صاحب اور موہل صاحب کی کئی دفعہ پہلے صلح ہو چکی ہے ۔ تو اب کوئی ضمانت لی جائے کہ آئندہ ایسے نہیں ہوگا ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ اس کی ضمانت دے دیں ۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ تینوں دوست contribution کرکے سارے ایوان کو کھانا کھلائیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ کنور محمد یاسین ۔

**کنور محمد یاسین خان** (ملتان 5) : جناب والا ! جنرل بجٹ پر دو دنوں سے بحث ہو رہی ہے اور فاضل ارکان اپنی اپنی رائے کے مطابق مختلف خیالات کا اظہار فرما چکے ہیں ۔ جناب میاں محمد افضل وٹو صاحب کی مدلل تقریر کے بعد میں بھی کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ سب سے پہلے موجودہ بجٹ کے سلسلے میں وزیر خزانہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے موجودہ بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ایک چیز عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جننگ فیکٹریز اور پریسنگ کے لیے لائسنس کا جو طریقہ کار ہے وہ نہایت ہی مشکل بنا دیا گیا ہے حالانکہ جننگ فیکٹری ایک چھوٹی سی فیکٹری ہوتی ہے کہ جو پانچ ۔ سات لاکھ روپے سے لگ سکتی ہے ۔ اس کی حوصلہ‌افزائی کرنی چاہیے تاکہ ہمارے جو کپاس پیدا کرنے والے علاقے ہیں وہاں خاص طور پر یہ فیکٹریاں لگائی جائیں تاکہ لوگ نزدیک ترین جگہوں پر اپنی اجناس پہنچا سکیں ۔ لیکن اس کی صورت حال یہ ہے کہ لائسنس کی فیس بہت زیادہ کر دی گئی ہے جس سے مزید جننگ فیکٹری نہیں لگ سکتی ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اب اس کا

لائسنس بھی وزیر اعلیٰ صاحب دیتے ہیں ، حالانکہ اس کی منظوری ضلع کی سطح پر ہونی چاہیے اور جو لوگ اپنا پیسہ لگا کر جننگ فیکٹری لگانا چاہتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے ۔ کہتے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر میں صنعتیں لگانی چاہئیں لیکن اس میں اتنی مشکلات پیدا کر دی گئی ہیں کہ کوئی شخص بھی نہیں لگا سکتا ۔

اس کے بعد میں نے کپاس کے متعلق جو عرض کی ہے اس پر دو روپے فی من ٹیکس بہت زیادہ ہے ۔ اس سے پہلے پچھلے سال جو کپاس کا حشر ہوا اس کا سب کو پتہ ہے ۔ وزراء اور وزیر اعلیٰ کو بھی پتہ ہے ۔ یہ مسئلہ پارٹی میٹنگز میں بھی اٹھایا گیا اور اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اور متفقہ طور پر حزب اختلاف اور حکومتی پارٹی کی طرف سے مرکزی حکومت کو یہ سفارش کی گئی ہے کہ کپاس کی قیمتوں کو مستحکم کیا جائے لیکن پورا سال گزرنے کے بعد ہم چیختے رہے اور چلاتے رہے کہ کپاس کی ایکسپورٹ ڈیوٹی کم کی جائے تاکہ ہماری کپاس برآمد ہو سکے ۔ لیکن ہوا یہ کہ پورا سال کاٹن ایکسپورٹ ڈیوٹی نہ گھٹائی گئی ۔ اس کے نتیجے میں ہماری کپاس کی لاکھوں گانٹھیں گوداموں میں پڑی ہیں اور ایک ارب روپے کا کاٹن یارن گوڈاؤن میں پڑا ہے 30 لاکھ من کپاس پنجاب کے باقی کاشتکاروں کے گھر پڑی ہے اور اس کا کوئی خریدار نہیں ہے ۔ اس میں اگر آپ ذرا غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ 20 لاکھ من بنولہ اس کا ضائع ہوا ہے تو تقریباً چھ سات لاکھ من اس کا کاٹن سیڈ آئل ضائع ہوا ہے۔ اس کا کون ذمہ دار ہے ۔ کاٹن کے لیے اس بجٹ میں ایک پیسہ نہیں رکھا گیا ۔ جو کروڑ ہا ارب ہا روپیہ آپ کی ایک چیز کما کر دیتی ہے اس کی حفاظت کے لیے ۔ اس کی پروڈکشن کے لیے ، اس کی ٹریڈ کے لیے اس کے کاروبار کے لیے اس بجٹ میں کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گندم کے لیے پیسہ ہے ۔ چاول کے لیے پیسہ ہے ۔ گنے کے لیے پیسہ ہے ۔ لیکن کپاس کے لیے کوئی پیسہ نہیں ہے ۔ اس لیے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ وہ موجود نہیں ہیں ۔ سینئر منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں تو ان سے یہ عرض کروں گا کہ اس پر نظر ثانی کریں اور کاٹن کے لیے خاص طور پر کوئی نہ کوئی رقم ضرور مختص کی جائے ۔

اس کے ساتھ ایک بورڈ بھی ہے ۔ سینٹرل گورنمنٹ نے ایک کاٹن بورڈ

بنایا ہے ۔ اس میں ہمارے پنجاب سے ایک نمائندہ لیا گیا ہے جن کا نام میں لینا چاہتا ہوں جناب اکرم چیمہ صاحب وہ حالانکہ rice growing areas سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کا کاٹن سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ بارہا لکھ کر دے چکے ہیں کہ مجھے بالکل کاٹن کے متعلق کچھ پتہ نہیں ہے اس لیے میرا نام واپس لیا جائے اور کاٹن بورڈ کا ممبر کاٹن growing areas سے بنایا جائے خواہ کوئی اپنے ملتان ڈسٹرکٹ سے ساہیوال سے یا بہاولپور سے جو بھی کاٹن growing areas ہیں وہ وہاں کی مشکلات کو مصائب کو سمجھتے ہیں اور اس کے متعلق معلومات رکھتے ہیں ان کو کم از کم اس کا ممبر ہونا چاہیے ۔ اس میں چیمہ صاحب کی ذات پر کوئی حملہ نہیں ہے بلکہ وہ خود اس میں دلچسپی نہیں لیتے تو کاٹن کی حفاظت کے لیے اس کے کاروبار کے لیے یہ ہونا چاہیے ۔ اس سے زیادہ افسوس کی بات کیا ہو سکتی ہے کہ ہمارے کاٹن کے کاشتکاروں نے خون پسینے کی کمائی جو کہ کاٹن کی شکل میں جنرز اور ٹیکسٹائل مل کے مالکان کو دی تھی اس کے بقایا جات جو بریگیڈیئر صاحب بھی جانتے ہیں تقریباً 80 کروڑ روپے بنتے ہیں جو جنرز سے آپ کے ٹیکسٹائل مل کے مالکان سے ہمارے کاشتکاروں نے لینے ہیں جو کہ نہیں ملتے ۔ نہایت ہی سستے داموں پر مل مالکان نے وہ کپاس لی تھی اور اس کے باوجود کہ جو ساٹھ ، ستر ، اسی روپے من ہمارے گھر پڑتی ہے وہ پیسے بھی ہمیں نہیں ملتے ۔ اس کے لیے کوئی قانونی تحفظ نہیں ہے ۔ اس کے لیے پی پی سی میں کوئی سیکشن نہیں ہے تو ہم لوگ کہاں جائیں ۔ اگر آپ سول سوٹ کریں تو لاکھوں روپے کا اس کے لیے کورٹ فیس لگانا پڑتا ہے اور سال ہا سال تک عدالتوں کے چکر لگانے کے بعد جب ڈگری ہوتی ہے تو اس کے بعد اس ڈگری کا جو حشر ہوتا ہے وہ سب جانتے ہیں ۔ اس لیے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ خدا کے لیے ہمارے کاٹن growers کے لیے مہربانی کریں اور اس کے لئے ذاتی دلچسپی لیں ۔ بریگیڈئیر صاحب سے بھی بارہا عرض کر چکے ہیں کہ لوگوں کے جو بقایاجات ہیں کم از کم وہ تو ہمیں دلائے جائیں ۔ اس وقت یہاں تمام زمینداروں ، کاشتکاروں کے نمائندے ہیں اور سب کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ سوچئے کہ اگلی فصل ہم کیسے کاشت کر سکتے ہیں تاوقتیکہ ہمارے پہلے پیسے نہ ملیں ۔ اس لیے گزارش یہ ہے کہ وہ پیسے ہمیں دلائے جائیں ۔

نمبر ۱ کو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پانی کی قلت ہے - نہریں جو بن سو کھ چکی ہیں - نہروں میں پانی اس وقت کم ہے - اس لیے اگر آپ نے اس ملک کے لیے فارن ایکسچینج کمانا ہے تو ہمارے پاس کاٹن ایک cash crop ہے جس کو ہم غیر ممالک میں بھیج کر زرمبادلہ کما سکتے ہیں - تو یہ وقت اس کی بیجائی کا ہے لیکن پانی کی قلت ہے - میں اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ آب کے متعلق عرض ہے کہ خریف فصل جو کاٹن کی فصل ہے وہ بہت کم کاشت ہوگی اور اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ایک تو بیج کی مہنگائی ، کھاد کی اور ڈیزل کی مہنگائی ہے اور دوسری زیادہ سے زیادہ پانی بھی میسر نہیں - اگر پانی نہیں ملے گا تو کاٹن کاشت نہیں ہوگی اور کاٹن کاشت نہیں ہوگی تو آپ کو کروڑہا روپے کے زرمبادلہ سے ہاتھ دھونا پڑے گا - اس لیے میں یہ عرض کروں گا خاص طور پر وٹو صاحب کی خدمت میں کہ cotton growing areas کو پانی کے سلسلے میں ترجیح دی جائے اور اس وقت کم از کم پندرہ دن ان کو ترجیح دے کر cotton growing areas کو پانی دیا جائے - جس وقت ہم بات کرتے ہیں شوگر مل کی تو ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کا cotton growing area ہے اور شوگر مل نہیں لگ سکتی - ہم اگر شوگر مل نہیں لگا سکتے - ہم اپنی فصل تبدیل نہیں کر سکتے تو ہماری فصل کی حفاظت تو کریں - ہمارے پیسے تو صحیح ہمیں دلائیں - اس کی کاشت کو صحیح کریں - اس لیے میں پانی کے سلسلے میں افضل وٹو صاحب کی خدمت میں بار بار عرض کروں گا کہ پانی کے سلسلے میں خاص طور پر کاٹن growing areas کو اس وقت بیجائی کے تحت ترجیح دی جائے اور باقی فصلوں کو تو بعد میں بھی پانی دیا جا سکتا ہے -

مزید بجٹ کے سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ تعلیم پر 25 کروڑ 68 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں - اسی طرح صحت ، پولیس غرض کہ یہ جو فگرز ہیں یہ کروڑوں میں ہیں اور بظاہر یہ بہت بڑی بڑی رقمیں معلوم ہوتی ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان محکموں پر بہت پیسہ خرچ ہوگا تو بہت ترقی ہوگی - انقلاب آئے گا - لوگوں کی خوش حالی کے لیے بہت سی چیزیں بنیں گی لیکن عملاً کیا ہوگا - میں تعلیم کے خلاف نہیں ہوں لیکن نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ تعلیم کے لیے 55 کروڑ 68 لاکھ روپیہ خرچ کرنے کے بعد بھی ہمیں کیا حاصل ہوگا - کوئی مقصد

نہیں - کوئی نظریہ نہیں سوائے ہڑتال ، ہلڑبازی ، گھیراؤ اور جلاؤ کے - اس قسم کے مسائل ملک کے لیے پیدا کرنے کے علاوہ امن عامہ تباہ کرنے اور ہر قسم کے مسائل پیدا کرنے کے علاوہ ہمیں کیا ملے گا - ہم اپنے غریب عوام کا پیٹ کاٹ کر اتنے پیسے اتنا کروڑ ہا روپیہ تعلیم کے لیے مختص کرتے ہیں تو اس کا کوئی مقصد تو ہونا چاہیے - کوئی نظریہ تو ہونا چاہیے - ہمیں کوئی شخصیت تو پیدا کرنی چاہیے - ہمیں کوئی اچھے لوگ تو پیدا کرنے چاہئیں - لیکن اکثریت کی حالت ناگفتہ بہ ہے اسی طرح سے اب ہزاروں کی تعداد میں پرائمری سکول کھول دئیے جائیں گے - مڈل سکول کھول دئیے جائیں گے لیکن موقعے پر کیا ہوگا - کوئی ٹاٹ نہیں - کوئی ڈیسک نہیں - کوئی کتاب نہیں - بچوں کی حالت الگ بری - سکول میں وہ جاتے ہیں تو وہاں اساتذہ جس قسم کے کام ان سے لیتے ہیں خاص طور پر ہمارے دیہات میں وہ سب کو پتہ ہے وہ اپنا ذاتی نوکر سمجھتے ہیں - پنکھے نہیں ہیں - کوئی چیز نہیں ہے سہولت کی - اب آپ مجھے یہ فرمائیے کہ ایک ہمارے دیہات کا بچہ جو زمین پر بیٹھتا ہے جو گھر سے بوری لے کر جاتا ہے وہ کیسے compete کرے گا آپ کے ایچی سن کالج کے طالب علم سے -

**وزیر تعلیم :** میں بیٹھا ہوں -

**کنور محمد یاسین خان :** ڈاکٹر صاحب ایک آپ کی مثال سے اکثریت تو نہیں ہو سکتی تو اس لیے ان کو وہ سہولتیں ہی نہیں ہیں - میری گزارش یہ ہے کہ ہماری منصوبہ بندی اس قسم کی ہونی چاہیے کہ ہر پندرہ بیس میل کے بعد ہمیں ایک شہر ملتا ہے - پنجاب کی آبادی کو ذرا غور سے آپ دیکھیں تو ہر پندرہ بیس میل کے بعد ہمیں ایک ٹاؤن ملتا ہے - تو اس لیے بجائے اس کے کہ چکوک میں ایک دو ٹیچر بھیج دئیے جائیں اور وہاں پر کچے کمرے بنائے اور بچوں کی بری حالت کی جائے اس کی بجائے میری ذاتی رائے یہ ہے اور یہ میری تجویز ہے کہ ٹاؤنز کو زیادہ ڈیویلپ کیا جائے - ان towns کو سڑکوں سے ملایا جائے تاکہ دو دو چار چار میل سے بچے سائیکل پر یا پیدل اس ٹاؤن تک پہنچ سکیں - اس لیے اس قسم کی پلاننگ ہونی چاہیے - ان towns میں اعلیٰ قسم کے سکول ہوں - اعلیٰ قسم کے ہسپتال ہوں - اعلیٰ قسم کے کالج ہوں ہر چیز اعلیٰ ہو اور اس کی سپرویژن بھی ہو اس

کو معیاری کتابیں ملیں ۔ معیاری ڈیسک ہوں ۔ تاکہ ہمارے بچے جب تعلیم سے فارغ ہوں تو وہ فخر محسوس کریں کہ واقعی وہ بھی پڑھ کر نکلے ہیں۔ اس وقت ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں جب ہم اپنے سکولوں کی حالت کو دیکھتے ہیں اور موجودہ حالات میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پہلے حالات کچھ اس قسم کے تھے کہ سکولوں کی انسپیکشن ہوتی تھی ۔ اے ۔ ڈی ۔ آئی یا ڈی ۔ آئی ۔ ایس انسپیکشن پر جاتے تھے ۔ ان کا انسپیکشن نوٹ کوئی حیثیت رکھتا تھا اور اس کی کوئی وقعت تھی ۔ اس کے ماتحت عملہ ڈرتا تھا ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ اول تو وہ دورے پر جاتے ہی نہیں اگر سکولوں میں وہ جا کر موقع نہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے تو حالات کیسے بہتر ہو سکتے ہیں ۔ تو جناب والا میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ٹاؤنز کی پلاننگ ہونی چاہیے اور ٹاؤنز پر زیادہ سے زیادہ زور دینا چاہیے ۔

جناب والا! جہاں تک ہماری ترقی کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ترقی کے لیے تین چیزیں نہایت ضروری ہیں نمبر ایک ۔ ہماری ایگریکلچر ۔ اس کے لیے سب سے زیادہ فوقیت پانی کو دینی چاہیے ۔ جس وقت پانی نہیں ہوگا اور فصل کاشت نہیں ہوگی تو ہم خود کفیل نہیں ہو سکیں گے ۔ اس لیے اس کے لیے جتنے بھی وسائل ہوں ان کی زیادہ سے زیادہ کوشش ہونی چاہیے تاکہ ہماری زمین اتنی سوکھی نہ رہ جائے کہ اس میں کاشت ہی نہ ہو ۔ دوسرے نمبر پر سڑک اور تیسرے نمبر پر بجلی ۔ جناب والا! میں بجلی کو بھی ایک necessity سمجھتا ہوں تو جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ان تینوں چیزوں پر زیادہ سے زیادہ زور دینا چاہیے ۔

جناب والا! اب میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں ٹیوب ویل کی subsidy کے لیے کافی پیسے رکھے گئے ہیں ۔ لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تمام پیسے ضائع ہوتے ہیں اور کوئی ٹیوب ویل موقع پر نہیں لگتا ۔ مل جل کر سب کھا جاتے ہیں ۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس subsidy کے جتنے پیسے ہیں وہ سب اس تحصیل یا حلقہ کی ترقی کے لیے لگائے جائیں کیونکہ لوگ اس طریقہ سے ٹیوب ویل نہیں لگاتے ہیں اور گورنمنٹ کا پیسہ ضائع ہوتا ہے ۔

جناب والا! آخر میں میں اپنے علاقہ کے متعلق چند گزارشات عرض

کرنا چاہتا ہوں ۔ سڑکات کے سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ دنیا پور تا ملتان براستہ ٹھٹھہ ایک 24 میل لمبی سڑک ہے جس میں سے تقریباً دس بارہ میل مکمل ہو چکی ہے اور دس بارہ میل ابھی باقی ہے ۔ اگر وہ سڑک بنا دی جائے تو دنیا پور سے ملتان صرف چالیس میل رہ جاتا ہے ۔ اس وقت ہمیں 64 میل کا سفر کرنا پڑتا ہے اور چوبیس میل ملتان سے ہماری مسافت کم ہو جاتی ہے ۔ اس طرح کروڑ پکا تا میلسی ۔ یہ سٹلج کیساتھ ایک لنک روڈ ہے اگر یہ ساری مکمل ہو جائے تو پہلے قصور تک چلی جاتی ہے اور اس طرح وہاڑی تا میلسی ۔ میلسی تا کروڑ پکا ۔ کروڑپکا تا لودھراں ۔ لودھراں تا جلال پور پیراوالا اور شجاع آباد سے قصور تک جا کر یہ لنک ملتان سے باقی ابھی بنتی ہے اور اس کے لیے رقم کی درخواست ہے ۔ تیسری سڑک دنیا پور تا میلسی ہے ۔ یہ ستائیس میل کا ٹکڑا ہے ۔ زرخیز علاقہ اور نہری علاقہ ہے لیکن سڑک نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بڑے پریشان اور بد حال ہیں ۔

اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں 80 فیصد لینڈ گورنمنٹ کی ہے وہاں پر ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے کہ وہاں کے لوگوں نے زمینداروں نے اور کاشتکاروں نے پٹیاں صاف کیں ۔ درخت کاٹے اور پچاس پچاس سال سے وہ لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے وہ زمینیں قابل کاشت بنائیں لیکن چونکہ گورنمنٹ لینڈ تھی تو جناب والا ! ہوا یہ کہ جب اسلام آباد آباد ہوا تو وہاں سے جناب ہزاروں آدمی پرمٹ لیکر آئے اور وہ پرمٹ 500 روپے سے بکنا شروع ہوا اور اب اس کی قیمت تقریباً بارہ ہزار یا چودہ ہزار روپے ہے تو تمام غریب لوگ جنھیں ہم نے یہ کہا کہ جس وقت ہم کامیاب ہوں گے تو یہ گورنمنٹ لینڈ تو کم از کم آپ کی ملکیت ہوگی ۔ ہم نے یہ وعدہ کیا تھا لیکن وہ وعدہ پورا نہیں کر سکے ۔ جناب والا ! اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام آباد سے جائز پرمٹ کے علاوہ بوگس پرمٹ ہزاروں کی تعداد میں آ رہے ہیں اور بہترین زمین وہ لوگ خریدتے ہیں اور کوڑیوں کے بھاؤ خریدتے ہیں ۔ وہ زمین بااثر لوگ لیتے ہیں اور کاشتکار اور مزارع وہاں کے وہاں ہی ہیں جہاں تھے ۔ اسی طرح منگلا ڈیم سکیم ۔ گوجرانوالہ سکیم ۔ اسلام آباد سکیم جو بھی جہاں کی سکیمیں ہیں وہ ہم پر نافذ ہیں اور ہمارےجو وہاں کے لینڈ لارڈز ہیں ۔۔۔

**مسٹر سپیکر :** چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

**کنور محمد یاسین خان :** جناب والا ! صرف دو منٹ اور دے دیں ۔

**مسٹر سپیکر :** اس طرح سے اگر پانچ پانچ منٹ بڑھتے گئے تو کام نہیں چلے گا ۔ یا تو فیصلہ کر لیجئے ۔ آپ اپنی تقریر ذرا بعد میں کریں تاکہ میں ایوان سے پوچھ لوں کہ آج سے دو سیشن شروع کر دیئے جائیں ۔

**کنور محمد یاسین خان :** جناب والا ! میں تو اپنی تقریر ایک منٹ میں ختم کر دوں گا ۔

**مسٹر سپیکر :** نہیں ۔ اس طرح سے تو شاید آپ کو ایک منٹ کی بجائے دو منٹ اور مل جائیں ۔

**آوازیں :** شام کا سیشن رکھ لیں ۔

**مسٹر سپیکر :** دوسرا سیشن کتنے بجے شروع ہوگا ۔ کیا تین بجے شروع کر دیں اور ایک گھنٹے کا بریک ہو جائے کیونکہ اب تک صرف بیس مقررین نے اس بحث میں حصہ لیا ہے اور کم از کم ایک سو چالیس اور نے ابھی حصہ لینا ہے ۔

**چوہدری علی بہادر خان :** جناب والا ! وقت مقرر کر لیں ۔

**مسٹر سپیکر :** وقت تو میں نے مقرر کیا ہوا ہے لیکن وقت کی پابندی نہیں ہو رہی ہے ۔ یا تو پھر آپ اس وقت بیٹھے رہیں اور چار بجے تک جاری رکھیں ۔

**کنور محمد یاسین خان :** رکھیں جی ۔ جناب والا ! کیا مجھے اجازت ہے ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ تشریف رکھیں ۔ پہلے اس بات کا فیصلہ ہو جائے ۔

**چوہدری علی بہادر خان :** شام چھ بجے سے نو بجے تک رکھ لیں ۔

**مسٹر سپیکر :** چھ بجے سے نو بجے تک تو آپ کو کوئی لمبا چوڑا فائدہ نہیں ہوگا ۔

**آوازیں :** پانچ سے نو رکھ لیں ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ سب لوگ آئیں ۔ جو بیس یا پچیس ارکان شام کو نہیں آئیں گے تو پھر اگلے دن ان کو تقریر کرنے کا موقع نہیں ملے گا ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** جناب والا ! ابھی تک کتنے لوگوں نے تقاریر کی ہیں ؟

**مسٹر سپیکر :** صرف بیس معزز ارکان اسمبلی نے تقریریں کی ہیں اور ایک سو چالیس ارکان کے نام میرے پاس موجود ہیں ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ یہ اندازہ آپ کا صحیح نہیں ہے کہ ایک سو چالیس ممبران ابھی باقی رہتے ہیں جنہوں نے ابھی تقریریں کرنی ہیں ۔

**مسٹر سپیکر :** نہیں ایسی بات نہیں ہے ۔ میرے پاس لسٹ موجود ہے ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں وہ لسٹ تو مختصر بھی ہو سکتی ہے ابھی تو اس کو اس طرح چلنے دیجیے جس طرح سے چل رہا ہے ۔ ابھی تو کافی دن پڑے ہیں ۔ اگر ضرورت پڑی تو پھر شام کا اجلاس رکھ لیں گے ۔

**مسٹر سپیکر :** اس کی وجہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ پھر دیر ہو جائے گی ۔ پرسوں جمعہ ہے فاضل ممبران پھر یہ کہیں گے کہ آج تو جمعہ ہے اور آج تو ہم نے چلے جانا ہے ۔ وہ تقریر بعد غائب ہو جائیں گے ۔ تو اصل میں تو آج اور کل ہی کا دن ہے جس میں ہم شام کا سیشن کر سکتے ہیں ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** جناب والا ! اس کے بعد سوموار اور منگل کا دن بھی آپ کے پاس موجود ہے ۔ مقرر ختم ہو جائیں گے ۔ کوئی تشویش کی بات نہیں ہے ، نہیں تو پھر اس کے بعد کوئی حل تلاش کر لیں گے ۔

**مسٹر سپیکر :** حل کیسے تلاش کر لیں گے ۔ آدھا دن تو گذرنے والا ہے ۔

**وزیر قانون :** مسٹر سپیکر ۔ اگر ضرورت پڑی تو سوموار اور منگل کو شام کا اجلاس کر لیں گے ۔

**مسٹر سپیکر :** دیکھئے میرے پاس جتنے نام ہیں جب تک ہم تین دن شام کو اجلاس نہیں کرتے ہیں یہ پورے نہیں ہو سکیں گے ۔ ہر روز نام بڑھتے جا رہے ہیں ۔ میں آپ کو گن کر بتا سکتا ہوں کہ کتنے نام اب

میرے پاس باقی ہیں تو پھر آپ اندازہ کر سکتے ہیں - پچاس نام تو اس وقت میرے ریکارڈ پر موجود ہیں اور ساڑھے چار دن باقی ہیں - اس سپیڈ سے تو ہم بارہ یا تیرہ اراکین کو موقع دے رہے ہیں - تیرہ اراکین کو آپ اگر پانچ سے ضرب دے دیں اور اگر پورا دن آج کا سمجھا جائے تو 65 ہوتے ہیں - بس اراکین پھر بھی رہ جائیں گے - آج کا دن تو گزر گیا ہے - تو میرا مطلب ہے کہ یہ چالیس کے قریب جو آج میرے پاس نام موجود ہیں ---

**وزیر قانون :** جناب والا ! ہم اس طرح کریں گے کہ سوموار اور منگل کو دو اجلاس کا وقت بھی صبح آٹھ بجے کر لیں گے اس طرح وقت بڑھا لیں گے -

**مسٹر سپیکر :** ڈاکٹر صاحب آپ وزیر اعلیٰ سے مشورہ کر لیں کہ آیا ہم اجلاس کا وقت صبح آٹھ بجے رکھ لیں - اس طرح سے ہمیں ایک گھنٹہ اور مل جائے گا اور چائے کے وقفہ میں آپ سے یہ پوچھ لوں گا -

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کیے دیتا ہوں کہ فاضل ارکان کے لیے تو بجے کا وقت بھی رکھا گیا تھا اور اگر یہ وقت آٹھ بجے کا رکھ لیں تو یہ بھی فاضل اراکین کے لیے استعمال ہوگا - اگر فاضل اراکین اس سے متفق ہیں کہ آٹھ بجے ہاؤس شروع ہو جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں -

**مسٹر سپیکر :** پھر شائد دو دن کی میٹنگ نہ ہو سکے -

**وزیر قانون و پارلمانی امور :** جناب والا ! کل صبح سے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اجلاس آٹھ بجے شروع کر دیں -

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** جناب والا ! میرے خیال میں ابھی آپ فیصلہ محفوظ رکھیں - میں قائد ایوان سے مشورہ کرکے ابھی آپ کو بتاتا ہوں -

**مسٹر سپیکر :** ٹھیک ہے آپ مشورہ کر لیں - آخری دو دن تو پھر بھی میٹنگ کرنی پڑے گی -

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** جناب سپیکر ! یہ بجٹ اجلاس ہے اس میں تمام ممبران نے اپنے علاقے کے مسائل پیش کرنے ہوتے ہیں - اس لیے میں آپ کی

اور ممبران کی مشکلات کے پیش نظر ابھی مشورہ کر لیتا ہوں ۔ اگر ضروری ہوا تو شام کی میٹنگ بھی کر لیں گے ۔

**مسٹر کنور محمد یاسین خان** :جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ ایسے منصوبہ جات جو on going schemes ہیں مثلاً پرائمری ہیلتھ سنٹر چک نمبر 231 (ڈبلیو بی ۔ 33) تو یہ جو منصوبہ جات ہیں یہ پچھلے سال سے چل رہے ہیں ۔ یہ منظور شدہ ہیں ۔

جناب والا ! میں نے اے ۔ ڈی ۔ پی چیک کیا ہے ۔ اس میں اس سال کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ۔ تو میری گزارش اس سلسلہ میں اتنی ہے کہ جو سکیمیں پہلے سے شروع ہیں ان پر پیسہ بھی خرچ ہو چکا ہے ۔ ان منصوبوں کے لیے مزید رقم رکھنی چاہیے ۔ اس کے بعد جو نئی سکیمیں ہیں ان پر روپیہ خرچ کیا جائے کیونکہ اس طرح جو پیسہ لگ چکا ہے اس کا صحیح مصرف ہو جائے گا ۔ دوسری گزارش میری یہ ہے کہ ایک دوسری سکیم جو واٹر ورکس سکیم ہے یہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے ہاں پانی کڑوا ہے اور نہر کا پانی فلٹر کرنے کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا تو اس وقت چھ لاکھ روپے کا منصوبہ تھا ۔ دنیا پور کی ٹاؤن کمیٹی بہت غریب کمیٹی ہے ہم نے پانچ لاکھ روپیہ ایک مرتبہ دیا اور ہر سال پچاس پنتالیس ہزار روپیہ قسط دیتے ہیں ۔ اس کے باوجود یہ سکیم مکمل نہیں ہوئی ہمارے منصوبہ جات ختم ہو گئے ہیں چونکہ چالیس ۔ پنتالیس ہزار روپیہ دینے کے بعد ہمارے پاس کچھ نہیں بچتا ۔ لہذا ہماری گزارش یہ ہے کہ صوبائی حکومت اسے اپنی تحویل میں لے لے ۔ یہ واٹر ورکس سکیم دنیا پور مہنگائی کی وجہ سے 6 لاکھ کی بجائے 14 لاکھ کی ہو گئی ہے ۔ ہماری ٹاؤن کمیٹی جو گیارہ گیارہ ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے اس کے پاس پیسے نہیں ہیں ۔ اس سکیم پر جو رقم لگ چکی ہے وہ ضائع ہو جائے گی ۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس سال ان منصوبوں کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور رکھا جائے ۔ اس کے بعد میں گزارش یہ کروں گا کہ پرائمری ہیلتھ سنٹر دنیا پور جو مکمل ہو چکا ہے وہاں پر پانی مہیا نہیں خیال ہے ۔ خیال یہ تھا جس وقت واٹر سپلائی سکیم مکمل ہو جائے گی پانی مہیا ہو جائے گا ۔ لیکن اس کو دو تین سال لگ جائیں گے ۔ اس لیے وہاں کم از کم ایک ٹیوب ویل لگایا جائے ۔ تاکہ ہیلتھ سنٹر کو پانی مل سکے ۔

اس کے بعد ایک بات جو وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمائی ہے کہ اپنے اپنے

علاقوں کی سکیمیں ممبران بجٹ سیشن میں پیش کریں ان پر غور کیا جائے گا۔ میں بھی اپنے حلقہ بلکہ پوری تحصیل کی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ قطب پور۔ جونوک اور گوگا یہ تین بڑے ٹاؤن ہیں اور ہر تھانے میں ایک ٹاؤن ہے۔ اس لیے میں ان تین ٹاؤنوں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ان پر مہربانی کیجئے۔ دنیا پور مارکیٹ کمیٹی جہانیاں کے ساتھ منسلک تھی ہم نے کوشش کی اور وہ ختم ہو گئی جہانیاں حالانکہ خانیوال کا حصہ ہے۔ ہماری تحصیل لودھراں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب والا! وہ منظور ہو چکی ہے لیکن اسکا نوٹیفیکیشن ابھی تک نہیں ہوا چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے براہ کرم نوٹیفیکیشن اس کا جلد کروائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ کام ہو سکے۔ اس کے بعد دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ پوری تحصیل میں کوئی کالج نہیں ہے برائے مہربانی ایک انٹرمیڈیٹ کالج کی منظوری دی جائے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے بھی گزارش کی تھی اب پھر میں عرض کر رہا ہوں آپ اس کے لیے رقم مختص کریں۔ ہم اس کے لیے رضاکارانہ طور پر زمین بھی دینے کے لیے تیار ہیں جتنی بھی ضرورت ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

**مسٹر سپیکر:** چوہدری محمد یعقوب اعوان۔

**چوہدری محمد یعقوب اعوان (لائل پور 10):** مسٹر سپیکر اور معزز اراکین اسمبلی۔ اس بجٹ پر میں مبارکباد پیش کرنا چاہتا تھا۔ دل تو میرا بھی کہتا تھا لیکن مبارک باد کا لفظ اتنا استعمال ہوا ہے کہ اب مجھے یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ مبارکباد تو ہے۔ ہماری پنجاب گورنمنٹ کو۔ ہماری پارٹی کو۔ ہماری پارٹی کے لیڈر کو لیکن اتنی دفعہ اس کو دہرانے کے بعد یہ اچھا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس سے پیشتر کہ حزب اختلاف کے عذرات کا جواب دوں پہلے میں اپنے علاقہ کے کچھ مقامی مسائل پیش کروں گا۔ اس کے بعد میں ان کے عذرات کا جواب دوں گا۔ دو سڑکیں ہیں وہاں حلقہ کوڑیاں والا۔ ایک سڑک سالار والا سے شاہ پور کو آتی ہے وہ صرف دو یا ڈیڑھ میل بقایا ہے باقی بن چکی ہے اور آج سے تقریباً چار سال پہلے یہ تکمیل ہو چکی ہے۔ اس کے نامکمل ہونے کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ وہ جو ڈیڑھ میل کا علاقہ ہے وہ ضلع شیخوپورہ میں آتا ہے۔ تو میں حکومت پنجاب اور متعلقہ وزیر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ

دو میل کا ٹکڑا بنایا جانا چاہیے - وہ سڑک جس پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں - اس ڈیڑھ میل کے علاقہ کے بننے کی وجہ سے اس کی افادیت ختم ہو گئی ہے - جناب والا ! ایک سڑک جو سالار والا سے شاہ پور کو جاتی ہے - نئی سڑک چار سال سے تیار ہے اور ڈیڑھ میل کا ٹکڑا ضلع شیخو پورہ میں واقع ہے اگر اس کی تعمیر کر لی جائے تو لاکھوں روپے جو لگ چکے ہیں وہ استعمال میں آ جائیں (سینئر منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ توجہ فرمائیں) جناب والا ! اس سے بڑا فائدہ ہوگا - اقتصادی طور پر ہمارے اس علاقہ کو بھی بڑا فائدہ ہوگا اس ڈیڑھ دو میل کے ٹکڑے پر بہت کم لاگت آئے گی لیکن اس سے ایک بہت بڑی سکیم کامیاب ہو جائے گی - دوسری سڑک جو چک جھمرہ سے شاہ کوٹ کو جاتی ہے وہ بھی اس طرح سے نامکمل ہے پیشتر اس کے نئی سڑکوں کی تجویز پر عمل درآمد ہو - پہلی سڑکوں کو مکمل کر لیا جائے میری یہ وزیر متعلقہ سے استدعا ہے -

اس کے علاوہ کھلیاں والا میں ٹاؤن ہے جناب والا ! یہ سینئر منسٹر سے متعلق ہے - وہاں سے شاہ پور کالج - جڑاں والا کالج - لائلپور کالج پندرہ میل سے کوئی بھی کم نہیں ہے - میں عرض کروں گا کہ انٹرمیڈیٹ کالج یہاں قائم کیا جائے - سکول کی بلڈنگ وہاں وسیع ہے - بہت تھوڑی سی توسیع کرنی پڑے گی - اگر یہ کر دیا جائے تو میں اور میرا علاقہ آپ کے ذاتی طور پر مشکور ہونگے -

ایک اور مسئلہ جو پنجاب لیول کا ہے اس کے متعلق میں سابق وزیر اعلیٰ جناب مصطفےٰ کھر صاحب سے بھی عرض کر چکا ہوں ایک دفعہ تحریری طور پر بھی دیا تھا اور پچھلی پارلیمنٹری میٹنگ میں بھی موجود وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں - اب میں اس ہاؤس میں بھی پیش کر رہا ہوں - وہ پولیس مقابلہ کے متعلق ہے - اس قسم کے واقعات موجود ہیں - یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے پچھلے سال بھی پنجاب میں ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ اس کی اوسط ہر ضلع میں بیس سے پچیس تھی - میں یہ کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اس زمرے میں آتا ہے اس کے ساتھ بے شک کریں پولیکن جو اس زمرے میں نہیں آتے جن کو پولیس مقابلے میں دکھایا جاتا ہے - میں عرض کروں گا کہ اس قسم کے واقعات موجود ہیں کہ جس کو مارا گیا وہ بھی اسی چک کا ہے اور جو سب انسپکٹر ہے وہ بھی اسی چک کا ہے تو coincidence تو ہے وہ صریحاً عدالتی کیس ہے - اس کے

بعد ایک سب انسپکٹر کا جھگڑا ہوا ۔ ایک آدمی کا سنیا گھر میں جھگڑا ہوتا ہے ۔ سنیا کے اندر جھگڑا ہوتا ہے اور وہ سب انسپکٹر اس کو آدھی رات کے وقت اس کے گھر سے بلا کر اس کو سڑک پر بلا کر shoot کر دیتا ہے ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ پہلی ہماری حکومت جو کہ کھر صاحب کی تھی ۔ وہ بھی ان بے گناہ اور معصوم روحوں کی آہوں سے گئی ہے ۔ جناب والا ! اگر آپ کی حکومت نے انکوائری نہ کرائی تو اس حکومت کی بھی خیر نہیں ہوگی ۔ میری عرض یہ ہے کہ اس کی انکوائری کرائی جائے ۔ اس کی scrutiny کے لیے ہائی کورٹ کے ایک جج کا لگایا جانا مناسب خیال نہیں فرماتے تو اس کے لیے ایک High Power Commission ضرور مقرر ہونا چاہیے اس کی scrutiny ہونی چاہیے ۔ اس کی پڑتال ہونی چاہیے جو واقعی genuine cases ہیں ۔ ان کے متعلق تو بے شک ان کو انعامات دئیے جائیں I don't mind لیکن جو personal grounds پر murder ہوئے ہیں ان کے متعلق action ہونا چاہیے اور ان کا با ضابطہ چالان کیا جانا چاہیے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ جناب والا ! میں نے جواباً انفرادی طور پر بھی کچھ تھوڑا سا عرض کرنا ہے ۔ سب سے پہلے میرے بھائی محترم علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے کچھ اعتراضات اٹھائے تھے ۔ انھوں نے سب سے بڑا اور پہلا اعتراض یہ کیا تھا کہ ہمارا پاکستان سکڑ گیا ہے ۔ اس کا دو کی بجائے ایک ٹکڑا رہ گیا ہے ۔ ہم ان کے احساسات کو share کرتے ہیں لیکن ان کا انداز ایسا تھا کہ وہ ہماری پارٹی کو blame کر رہے تھے ، میں ان کی تسلی کرانا چاہتا ہوں کہ کم از کم ہماری پارٹی یا ہماری موجودہ حکومت کا اس بارہ میں قطعاً کوئی قصور نہیں ہے ۔ اس وقت یحییٰ حکومت تھی ۔ جس وقت ملک کے دو ٹکڑے ہوئے ۔ جو کہ واقعی قابل افسوس بات ہے ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** Point of personal explanation Sir, جناب والا ! میں نے اشارتاً کنایتاً بھی کوئی ایسی بات نہیں کی ہے جس سے یہ واضح ہو یا مترشح ہو کہ وہ پارٹی اس کی ذمہ دار ہے ۔ اگر چرو کی داڑھی میں تنکے والی بات ہو ۔ تو ۔ ۔ ۔

**چوہدری محمد یعقوب اعوان :** جناب والا ! اگر ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** میں نے Point of personal explanation. کیا ہے ۔ آپ وکیل بھی ہیں اور Advisor بھی رہ چکے ہیں ۔ اس لیے آپ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اگر چور کی داڑھی میں تنکے والی بات ہے تو میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ۔ جب حمود الرحمان کمیشن رپورٹ آئے گی ، تو پتا چلے گا کہ ۔ ۔

**چوھدری محمد یعقوب اعوان :** تو پھر پتہ چلے گا ۔ کہ تنکا کہاں ہے اور کس کی داڑھی میں گھس گیا ہے ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد :** تو پھر اس وقت معلوم ہوگا کہ

کس کس کی ہے مہر سر محضر لگی ہوئی ۔

تو جناب والا ! میں صرف اتنی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرا کسی پارٹی کو الزام دینے کا ارادہ نہیں تھا اور جب اس کی judicial enquiry ہو رہی ہے تو مجھے یہ حق نہیں پہنچتا ہے ۔ حمودالرحمن کمیشن اس کی انکوائری کر رہا ہے اور میں جب تک وہاں اپنا کوئی بیان نہ دوں کچھ نہ کروں ۔ جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جائے ۔ مجھے یہ حق بالکل نہیں پہنچتا کہ میں کسی پارٹی کو یا کسی فرد کو اس کا ذمہ دار قرار دوں ۔ اس کے لیے تو میرے پاس اخلاقی جواز موجود ہے ۔

**چوھدری محمد یعقوب اعوان :** بہر حال جناب والا ! ہم اپنی معصومیت کا تو اظہار کر سکتے ہیں ۔ اگر انکوائری بھی ہو رہی ہے تو اپنی معصومیت کا اظہار کرنے میں تو کوئی امر ، کوئی قانون مانع نہیں ہے ۔ اس کے بعد انہوں نے اشارتاً کنایتاً بلوچستان کا جواب دیا تھا کہ وہ لوگ پرعزم اور بہادر لوگ ہیں ۔ یہ فوج کشی برداشت نہیں کر سکتے ہیں ۔ میں دیانت داری سے اس مسئلہ کو assess کرتے ہوئے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جتنا بڑا جہاد وہاں اس وقت شروع ہے ۔ اس کا فیصلہ تاریخ ہی کرے گی ۔ اگر یہ بروقت کارروائی جو وہاں کی گئی اور کی جا رہی ہے ۔ نہ کی جاتی تو میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ جو اندیشہ ہے وہ اندیشہ شاید پہلے ہی پورا ہو جاتا اور اس بچے کھچے پاکستان کے بھی مزید ٹکڑے ہو جاتے ۔ یہ تاریخ ثابت کرے گی کہ کیا ہوا ہے ۔ اور اس وقت کے بعد ہم ایک دوسرے سے بات کریں گے کہ آیا ہمارا action بلوچستان میں صحیح تھا یا کہ غلط تھا ۔

اس کے بعد جناب والا ! میرے بھائی نے داخلی استحکام کا ذکر کیا ہے - میں ان سے عرض کرنا چاہتا ہوں - یہ جو قادیانیوں کا مسئلہ ہے - اس میں تو میرا خیال ہے کہ جو کچھ ہمارے قائد نے procedurally lay down کیا ہے ، اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان بھی انکوائری کو رہے ہیں ، میرا خیال ہے کہ وہ کافی ہے اور داخلی استحکام پر ہمیں اطمینان ہونا چاہیے کہ امن و امان کی صورت حال اس روز سے بدرجہا بہتر ہے - اس سے قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا ہے -

اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صنعتی اداروں کا حوالہ جو کہ میرے بھائی نے دیا ہے ، تو میرے بھائی کو یاد رکھنا چاہیے کہ مزدوروں کی جو پوزیشن وہاں پر صنعتی اداروں میں ہے ، وہ لازمی طور پر decidedly پہلے سے کہیں بہتر ہے اور ہر لحاظ سے نہ صرف ان کی pay کے مسئلہ پر بلکہ میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی living condition تک پہلے سے بہتر ہے ، باقی میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ ہمیں نظر بھی آتا ہے - بلکہ اس بارے میں ہماری جو consistent policy ہے وہ اس سے دور ہو جائے گی -

اس کے بعد جناب والا ! جناب میاں مصطفےٰ ظفر قریشی صاحب نے - میں خوش ہوں کہ انھوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہاں مکمل اسلام کا نفاذ ہونا چاہیے - ہماری پارٹی کا جو basic document ہے - اس میں سب سے پہلے ہماری شرط یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے لیکن میں ان سے یہ ایک تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں جو کہ انھوں نے نہیں دی ہے کہ وہ اسلامی تاریخ کے کس دور کے نظام کا نفاذ چاہتے ہیں - اس پر انہیں specific ہونا چاہیے -یعنی سب سے بہترین دور جو کہ اسلامی تاریخ میں تھا - وہ تو خلفائے راشدین کا تھا آیا ان کو وہی تسلیم ہے - وہ عمر بھر کے لیے خلیفۂ وقت رکھنا چاہتے ہیں - یہ جو موجودہ جمہوری نظام ہے وہ اس وقت نہیں تھا اور اس کا وجود اس وقت نہیں تھا - کیا وہ اس موجودہ جمہوری نظام کو ترک کرنا چاہتے ہیں - کچھ تھوڑی سی وضاحت ہونی چاہیے - صرف اسلام کا نام لے کر اس کو exploit نہیں کرنا چاہیے -----

علامہ رحمت اللہ ارشد : Point of order, Sir جناب والا ! اسلام کی اور خلفائے راشدین کی اس سے زیادہ توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس وقت

جمہوری نظام نہیں تھا ۔ اس وقت کاملاً جمہوری نظام تھا اور خلیفہ انتخاب کے ذریعہ منتخب ہوتا تھا ۔

**مسٹر سپیکر** : نہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ موجودہ جمہوری نظام ۔ اس جمہوری نظام کو qualify کیا ہے ۔ موجودہ جمہوری نظام ۔ No controversy is required on this. انہوں نے اپنی statement کو qualify کیا ہے ۔

**چوہدری محمد یعقوب اعوان** : بالکل جناب ! موجودہ جمہوری نظام ۔ جناب میں نے موجودہ کا ذکر کیا ہے ۔ اس کے علاوہ میں جناب ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مسٹر خورشید انور میرے بھائی ہیں ۔ انہوں نے فرمایا کہ ملک ہمارا آمریت کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اس مسئلہ پر کوئی دو رائے نہیں ہو سکتیں ۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں اور میں اب اس پوزیشن میں تو نہیں ہوں کہ میں کوئی assurance دے سکوں ۔ لیکن مجھے اپنے لیڈر کے مزاج کا علم ہے ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ مقررہ تاریخ سے ایک دن بھی اوپر نہیں ہوگا اور وہ انتخابات کرا دیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

باقی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ناصر بلوچ صاحب نے جو پولیس کے بارے میں corruption کا ذکر کیا ہے ، میں ان سے agree کرتا ہوں پولیس میں corruption بجائے گھٹنے کے پہلے سے کہیں زیادہ ہے ۔ وہ دونوں parties سے لیتے ہیں ۔ openly لیتے ہیں ۔ جو تھوڑا بہت وقار تھا ۔ M.P.As. کا M.N.As. کا ، وہ معلوم نہیں کن وجوہات کی بنا پر ، وہ بھی نہیں رہا ۔ پہلے تو اس حد تک تھا کہ اگر انہوں نے رشوت لی اور ہم نے رقعہ لکھا تو وہ رشوت واپس ہو گئی ۔ اب وہ دونوں طرف سے لیتے ہیں ۔ میں حکومت کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ Cabinet Meetings میں یہ مسئلہ discuss کیا جائے اور اس corruption کو جو پولیس کے محکمہ میں خاص طور پر corruption ہے ۔ اس کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدام کئے جائیں ۔

ان مختصر سی گزارشات کے بعد میں رخصت چاہتا ہوں ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ۔

**Mr. Speaker :** The House is adjourned for tea break, for half an hour. We shall re-assemble at 12-00 noon.

(چائے کے وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**مسٹر سپیکر :** مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ ۔

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** (مظفر گڑھ 7) ۔ جناب سپیکر ! میں نے بجٹ کو دیکھا ہے اور اس کی خوبصورت تحریر کو بھی ۔ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ ۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

جناب والا ! رامے صاحب نے فجر کی قسم کھا کر تقریر شروع کی ۔ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ ہواؤں کی قسم جو پہلے دھیمی چلتی ہیں ۔ جب وہ زور پکڑتی ہیں تو آندھی آ جاتی ہے اور پھر وہ بادلوں کو پھیلا دیتی ہیں اور پھر ان کو چیر کر جدا کر دیتی ہیں ۔ سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی قسم جو اس کے پیچھے نکلے ۔ مسٹر سپیکر میں کہتا ہوں کہ پھر دن چڑھنے کی قسم کہ جس طرح تم لوگوں نے عوام کو بیوقوف بنایا اور اقتدار کی کرسی پر بیٹھنے کے لیے یہ رٹ لگائی کہ صبح قریب ہے صبح دور نہیں ، منزل قریب ہے منزل دور نہیں ۔ اس میں روٹی ۔ کپڑا اور مکان بھی آیا اس طرح تو عمرو بن العاص اور یزید نے بھی اہل عرب کو غلط راستے پر نہیں ڈالا ہوگا جس طرح آپ نے ان کو بیوقوف بنایا ہے اور غلط راستے پر ڈالا ہے ۔ مسٹر سپیکر ۔ آپ نے غریب کی زندگی کو کیا سمجھا ہے ۔ زندگی کے متعلق آپ کیا سمجھتے ہیں ۔ میں آپ کو بتاؤں کہ زندگی کیا ہے ؟

زندگی کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی درد کے پیوند لگے جاتے ہیں

مسٹر سپیکر ! میں ملامت کرنے والے دل کی قسم کھاتا ہوں ۔ کاش رامے صاحب یہاں بیٹھے ہوتے تو انہیں احساس ہوتا کہ الفاظ کی ہیرا پھیری سے عوام کو کس طرح دھوکہ دیا جاتا ہے ۔ مسٹر سپیکر ! میں ملامت کرنے والے دل کی قسم کھاتا ہوں کہ جس طرح شراب کو اس ملک میں رائج کیا گیا ہے بہت افسوس ہے ۔ تف ہے ۔ پھر تف ہے ۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے گا ۔ کیا تم ایک قطرہ نہیں تھے کہ جو رحم مادر میں گیا ۔ پھر اس قطرہ سے ہم نے تمہاری دو جنسیں بنائیں ۔ ایک عورت اور ایک مرد ۔ اب اعلانیہ کہا جا رہا ہے اور پرمٹ پر اور لائسنس پر شراب کا کوٹہ دیا جا رہا ہے کہ جتنی پینی ہے پی ۔ تو بھی اپنا زور لگا اور پھر خدا اس ملک کی وہ حالت کرے گا کہ کسی کی عزت نہیں رہے گی لیکن یاد رکھو کہ خدا کے نیک بندے کہ جو تمہاری اس غلیظ شراب سے دور رہیں گے وہ آخرت میں وہ جام پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہو گی اور ایک چشمہ ہو گا کہ جس سے خدا کے نیک بندے شراب طہورا پئیں گے اور زنجیریں اور لوہے کی سلاخوں کی دہکتی ہوئی آگ ان لوگوں کے لیے ہوگی کہ جنہوں نے شراب کو جائز قرار دیا ۔ مسٹر سپیکر ! رامے صاحب کہہ رہے تھے کہ ہماری سرحدوں پر ایٹم بم کے دھماکے ہو رہے ہیں ۔ یہاں ذات پرستی ہے اور اسلامی سربراہی کانفرنس میں ایک نعرہ مستانہ اٹھا تھا جسے ہم نے جھاڑا ، پونچھا ، چوما ، چاٹا اور پھر اسے طاق نسیان میں رکھ دیا ۔ رامے صاحب ! کدال لے کر زمین کا سینہ تم کیا چیرو گے اور خزانوں کو عوام کے قدموں میں تم کیا ڈالو گے ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ کسی معزز ممبر کو خطاب نہ کریں ۔ آپ مجھے خطاب کریں ۔

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** رامے صاحب ! میں پھر کہوں گا آپ کی وساطت سے ۔ ۔ ۔ (قہقہہ) کہ کدال لے کر زمین کا سینہ تم کیا چیرو گے اور خزانوں کو عوام کے قدموں میں تم کیا ڈھیر کرو گے ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر :** سید صاحب ! اس طرح تو بہت مشکل ہو جائے گی ۔ اگر وہ بھی آپ کا نام لے کر بات کریں گے تو پھر میں حزب اختلاف میں سے کسی کو اعتراض نہیں کرنے دوں گا ۔ اگر یہی انداز تکلم تقریروں میں چلتا ہے تو پھر میں گورنمنٹ پارٹی کو بھی اجازت دوں گا ۔ یہ صرف حزب اختلاف کا حق نہیں ۔ پھر ہر رکن کو یہ حق ہو گا کہ وہ نام لے کر بات کرے اور پھر میں کسی کو تلملانے نہیں دوں گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انداز تکلم کے کچھ آداب ہیں ۔ یہ علم و ادب کی جو بارش ہے ۔ اس کا اپنا مقام سہی لیکن جو اس کے آداب ہیں ان کو بھی مد نظر رکھیں ۔ یہ تم اور تو کا انداز چلا تو پھر شائد ۔ ۔ ۔

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! تقریر کے دو طریقے ہوتے ہیں ایک ڈائریکٹ اور ایک انڈائریکٹ جب آدمی کے سامنے مخاطب نہ ہو تو ان ڈائریکٹ کا طریقہ ہوتا ہے ۔

**مسٹر سپیکر :** یہاں موجود بھی ہوں تو میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

**وزیر تعلیم :** وہ پڑھاتے ہیں سکول میں کہ کس طرح سے فقرے کو ڈائریکٹ سے ان ڈائریکٹ بناتے ہیں تو اس وقت اصل میں انہیں ان ڈائریکٹ طریقہ اختیار کرنا چاہیے ۔ جو انہوں نے سیکھا ہو گا وہ استعمال کرنا چاہیے ۔

**سردار امجد حمید خان دستی :** پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی وقفے سے پہلے جناب یعقوب اعوان صاحب نے تقریر کی تھی نام لے کر ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر :** انہوں نے بالکل یہ کہا تھا کہ فلاں ممبر نے یہ کہا ہے اس کا یہ جواب ہے ۔ کہ یہ بھی کہیں ۔ مگر یہ بات جس طرح یہ کہہ رہے ہیں آپ نے فرق نہیں سمجھا اس بات میں ۔

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** جناب والا ! ان کی بجٹ تقریر پڑھ لیں وہی الفاظ ہیں ان کے جو میں کہہ رہا ہوں میں نے اور کوئی بات نہیں کی ۔

**سردار امجد حمید خان دستی :** چونکہ ان کی تقریر ہے اور وہی اس کے بانی ہیں ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر :** دیکھیے میں اس انداز تکلم کی اگر آپ ضد کرتے ہیں تو اس ایوان میں اجازت دے دوں گا لیکن پھر اس پر جو پتھر اس طرف سے پڑیں گے اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں گا ۔

**سردار امجد حمید خان دستی :** لیکن ریفرنس کے لیے تو جناب منع نہ فرمائیں ۔

**مسٹر سپیکر :** اگر کوئی فاضل رکن کسی دوسرے کا نام لے کر کہ فلاں مسٹر آپ یہ کہتے ہیں اس پر یہ ہو جائے گا ان کو یہ ہتہ ہونا چاہیے اور پھر واحد کا صیغہ آپ استعمال کر رہے ہیں آپ کی بجائے تم کا

لفظ اس ایوان میں پہلی مرتبہ آج استعمال ہو رہا ہے کوئی بات ہے۔ اس طرح کے طرز تکلم کی اجازت میں کسی صورت میں نہیں دے سکتا۔

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** میں پھر کہوں گا جناب والا ! کہ خزانوں کو عوام کے قدموں میں آپ کس طرح ڈھیر کریں گے۔۔۔ اب تو لفظ آپ ہی استعمال کیا ہے میں نے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کام تو ان غازیوں کا تھا جن کے متعلق خدا نے کہا کہ سرپٹ دوڑاتے ہوئے گھوڑوں کی قسم جو نتھنوں سے خراٹے لیتے ہیں پتھر پر ٹاپ مار کر چنگاریاں پیدا کرتے ہیں اور صبح کو دشمن پر چھاپے مارتے ہیں اور دوڑ دھوپ سے غبار بلند کر دیتے ہیں اور پھر دشمن کے دل میں جا گھستے ہیں۔ یہ کام آپ کا نہیں ہے آپ کا کام تو یہ ہے کہ ایئر کنڈیشنڈ ہوائی جہازوں پر بیٹھیں اور اندرا گاندھی کے پاس جائیں اور اس ملک کی عزت کا سودا کرآئیں۔ مسٹر سپیکر ! جناب وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ امید کی ان شعاعوں میں میرے ذہن میں ایک عظیم شخصیت کا نام ابھر رہا ہے اور اس عظیم شخصیت کا نام ہے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو۔ میں کہتا ہوں کہ امید کی ان شعاعوں میں میرے ذہن میں بھی ایک پاک ہستی کا نام ہے جس کا نام ہے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ سرور کائنات جن کا لقب ہے صاحب لست و الزمان۔ جن کا لقب ہے شریک القرآن جن کا لقب ہے خلیفۃ الرحمان۔ (صلی اللہ علیہ و سلم) وہ نہ صرف اس ملک کو ٹھیک کریں گے بلکہ پوری دنیا کے شہنشاہ بن جائیں گے اور انہی پاک ہستی کے متعلق کسی نے کیا خوب کہا ہے :

پردہ رخ روشن سے اٹھاؤ تو قیامت
اس شاہ کو صورت نہ دکھاؤ تو قیامت
قائم کی محبت میں قیامت ہے ہر طور
وہ آئیں تو قیامت جو نہ آئیں تو قیامت

اور اس عظیم ہستی کے متعلق کس اور نے بھی کیا خوب کہا ہے :

پردے سے نکل آؤ مشتاق زمانہ ہے
تم کتنے حسین ہو ہم کو یہ دکھانا ہے
آئے گا میرا ساقی ہے جان ابھی باقی
ہم پی کے ہی اٹھیں گے جائے جسے جانا ہے

مسٹر سپیکر ! وزیر اعلیٰ صاحب صبح صادق کی روشنی میں امید کے موتی تلاش کر رہے ہیں لیکن مہنگائی ، چوری اور لوٹ مار کے سوا ان کو کچھ نہیں ملے گا - یہ بجا ہے کہ پولیس فورس کے لیے ۱۳ کروڑ ۳۳ لاکھ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے لیکن یہ سب آپ کے جان و مال کی حفاظت کے لیے نہ کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت کے لیے - پتہ نہیں اس ملک کے ساتھ کس کس نے مذاق کیا ہے - کتنے کر رہے ہیں اور کتنے کریں گے - جناب والا ! اقتدار کی کرسی پر بیٹھنے والوں نے انسانوں ، عورتوں اور کالج کے طلباء کو آپ نے دل کے اندر سے دیکھا ہے - میں پھر یہ الفاظ دہراتا ہوں کہ انسانوں عورتوں اور کالج کے طلباء کو آپ نے دل کے اندر سے دیکھا ہے اور دنیا کو پیچھے کی نگاہ سے پہچانا ہے - جناب والا ! کس نے کس کے ساتھ زیادتی کی - کس نے کس کے ساتھ مل کر آبرو لوٹی - کس نے اسمبلی ہال کے سامنے کس کو قتل کیا اور کس نے ریلوے سٹیشن پر مذہبی نعرے لگائے اور کسی نے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر ٹرین کی بوگیوں میں حملے کیے - مسٹر سپیکر ان دو گناہ گار آنکھوں نے اس ملک میں ایسے ایسے تماشے دیکھے ہیں کہ اب مزید دیکھنے کی تاب نہیں -

خزاں کیا فصل گل کہتے ہیں کس کو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہیں قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے

مسٹر سپیکر ! میں ایک دفعہ پھر آپ سے اجازت لوں گا یہ کہنے کی اس ایوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہ آپ تو نئی تہذیب کا لباس پہن کر حسین کوٹ کے کالروں پر پھول چڑھا کر اس ایوان میں بے تکا بجٹ سنا جاتے ہیں اور عوام پر مہنگائی کا بوجھ لاد کر خراماں خراماں اسمبلی ہال کے باہر گھومتے ہوئے اپنی بڑی بڑی کوٹھیوں میں سند جا چھپاتے ہیں - اس ملک میں ازم ازم نہیں چلے گا - جناب لینن اور ماؤزے تنگ کی مثالیں اگر آپ نے دیں تو یاد رکھیں یہ ملک ڈوب جائے گا اور اس ملک میں اگر آپ نے نئی تہذیب کا لبادہ اوڑھ کر مختلف تماشے ان فلموں میں دکھائے تو یاد رکھیں کہ پنجاب کی عورتیں باپ اور بھائیوں کے سامنے ایسا ناچ ناچیں گی کہ پھر نہ آپ اسے روک سکیں گے نہ ہم اسے روک سکیں گے - میں پھر کہتا ہوں کہ اس ملک کو اگر چلانا ہے آپ نے تو - - -

**Begum Syeda Abida Hussain** : Mr. Speaker Sir. I take objection to reference to women. If we are going to talk about future degradation, the reference should equally apply to men. Why women should always be referred as a source of degradation ?

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** دیکھیے جی مسٹر سپیکر ! عورتوں کے متعلق تو میں نے اس لیے کہا ہے کہ آج کل جو نئی تہذیب کا چکر سوسائٹی میں چل رہا ہے اس لیے میں نے یہ بات کر دی ہے عورتوں کے متعلق ۔

**سیدہ عابدہ حسین :** مرد بھی اس میں شامل ہیں ۔

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** مرد بھی شامل کر لیتا ہوں ۔

**سید ناظم حسین شاہ :** مسٹر سپیکر ! بیگم صاحبہ نے جو نکتۂ اعتراض اٹھایا ہے یہ بالکل واضح اور صحیح ہے ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** مجھے امید ہے کہ معزز ممبر نے اس کو نوٹ کر لیا ہو گا ۔

**سید ناظم حسین شاہ :** عورتیں اور مرد دونوں اکٹھے ناچتے ہیں تو اس لیے اگر حوالہ دیا جائے تو دونوں کا دیا جائے یہ نہیں کہ مرد اٹھ کر عورتوں کی تضحیک کریں ۔

**مسٹر سپیکر :** یہ تو ہمارے معاشرے کی روایت ہے کوئی اپنا ذکر نہیں کرتا اور عورت بیچاری اگر کہیں زندگی میں غلطی کر بیٹھے تو سب اس کے ماتھے پر لکھ دیتے ہیں ۔ بہر حال وہ اسی روایت سے وابستہ ہیں ۔

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ نے اس ملک کو چلانا ہے تو آپ متحد ہو جائیں ۔ ہمارے متعلق ۔ اپوزیشن کے متعلق تو ہماری محترم بڑی بی صاحبہ نے تو ہمیں یہاں متی کا کنبہ کہا ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ ہم جو کچھ بھی ہیں ۔ گندے ہیں ۔ برے ہیں ۔ جو کچھ بھی ہیں لیکن میں آپ کو کہتا ہوں کہ کم از کم اس ملک کو اگر آپ چلانا چاہتے ہیں تو آپ متحد ہوجائیں ۔ اختلاف بھی کریں تو اپنے آباء کی طرح اور تنگ نظری کو

چھوڑ دیں اور اس ملک کو اس طرح چلائیں کہ آپ جب اقتدار سے ہٹیں تو لوگ یہ نہ کہیں کہ آپ برے تھے ۔ عوام کی خدمت کریں اور اس طرح کریں کہ کل جب آپ کرسی سے ہٹیں تو لوگ یہ نہ کہیں کہ انہوں نے یہ کیا کر دیا ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ :** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! یہ میاں ناصح کہاں سے آ گئے ان کو کہیں کہ یہ اپنے متعلق بات کریں ۔

**مسٹر سپیکر :** آج تو یہی انداز ہے اس سے پہلے بھی ایک morality پر تقریر ہو چکی ہے ۔

**سردار امجد حمید خان دستی :** وہ منسٹر صاحب تھے ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر :** خیر انہوں نے اس وقت بھی اعتراض کیا تھا وہ جو ان کا اپنا ایک خاص انداز ہے اس کا دامن نہیں چھوڑتے ۔

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** میری تقریر سے کچھ حضرات ناراض ہوتے ہیں تو میں اپنی تقریر ختم کر دیتا ہوں ۔

**آوازیں :** آپ جاری رکھیں ۔

**مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ :** آخر میں میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویران سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت ذرخیز ہے ساقی

**Mrs Syeda Abida Hussain** (Ghang 2) : Mr. Speaker, Sir, it is a matter of profound concern and deep regret that the presentation of the third budget of the Peoples' Government in the Punjab Assembly has been clouded by the ugliness of religious controversies. Sir, it is not long since that half of our National State was severed from us and wounds of this blow had barely healed but instead of consolidating and building upon that half which is left from ourselves we are busy performing a kind of dance of death before the wreckage of a final catastrophy as it were. We talk in chauvinistic terms. We try to introduce in our speeches a falsehood and an element of bogusness. We are not concerned with presenting a real solution. If we look around us and if we look at the world today, we see, Mr. Speaker, that the entire world is pulsating with the richness of human progress and advancement of social, logical and scientific

development. We must not let ovrselves fall out of the main stream. But we should face the challenge and pull ourselves out of the degradation of poverty, the mire of ignorance so that we too may take our place among the richer nations of the world so that we may contribute constructively towards the advancement of mankind, towards the development of civilization instead of remaining eternal cripples with beggar's bowl extended towards the richer nations of the world. We must remember Sir, that Islam which has been much discussed today, the religion of tolerance, seeks to uplift and to liberate. Therefore, when we behave intolerantly and chauvinistically we not only insult ourselves but we insult our religion also. We must, as our Prime Minister has very wisely cautioned us to look at all religious decisions, to all matter that involve religious controversies and connotations with full equanimity and calm, with total security, and thoses decisions that we contemplate, those decision that we take appear just not only in our own eyes but also is the eyes of the rest of the world. Sir, this is how the civilized nations behave. Mr. Speaker, Sir, I don't claimto be one of those often quoted and remembered ones but I do speak straight from the heart and I appeal to all those assembled here to look deep within their own hearts, and see and examine that why and how we have gone wrong. So it is on us, it is with elected representatives of the people, it is on our shoulders that public insanity must finally come to an end. If we are true believers in democracy, then we must believe in the judgments of democratic process and see if it is not for our own personal motives and for our petty political gains. We very occasionally induce those forces of destruction which when they over-take us will over-take us all in the sweep of their damaging plan. On the other hand, if we discharge our duty better and honourably, we will be ensuring the continuity of the democratic institutions. On the other hand, if we individually, in groups or in parties incite the type of slogans that give vent to religious hatred, that incite provincial ill feelings, that encourage political inciting, we are all heading straight towards our own disaster and that of parliamentary democracy as well.

Mr. Speaker Sir, in recent times there have been talks of injustices levelled against the province of Punjab. To those who have uttered these, I would pose a question that why is it that we Punjabis and politicians in particular make altruistic claim after we have failed to deliver the goods. Has this province not been run by the champions of Punjab in recent times and what development has this province seen

during this period ? Sir, it is about time that we resisted temptations of deluding ourselves and defrauding our people. It is time that we learnt to speak the truth. It is time that we learnt above all to administer efficiently and honestly. It is time that we promise only that which we can deliver, reform only which we can attempt to implement, attempt honestly that which we can execute, and above all we must feed our people with truth. It is only when we have fed our people with the truth that we will teach them to evaluate thereby a leadership which is genuine, sincere and is based on convictions and carries with it a commitment to an ideology. I am a Muslim, I hope a practicing one, but we need commitment, we need thought, we need ideology, we need positive frame work of political direction to run a country. Man does not live on bread alone as the saying goes. Sir. if we cast a glance on the economic situation in the world today, we will see that the entire world is thrown into a kind of economic imbalance, galloping inflation, fiscal problems, adverse balance of payments, and so have inundated the entire world economic spectrum and created absolute havoc last year. We could be no exception to this. Increased prices of petrolium have brought some of the richest nations in the world practically to their knees and the increased prices of petroleum had to take very heavy toll of our meagre resources. Therefore, we could not expect a miracle from this year budget. However, this has been a wise budget if it is properly implemented and if the development schemes and unfortunately the development allocations have not been reduced. If these schemes are properly implemented, we can look forward to see positive progress in our province in the ensuing twelve months or so. It is not the amount that you allocate but whether the allocated funds actually reach its destination. That is important.

(At this stage Mr. Deputy Speaker took the Chair)

Sir, in this context it would be relevant to say that in order to ensure that our developmental schemes reach their destination, we must institute a framework of local self-government. Mr. Speaker, vast tracts of Punjab are primitive in their quality of life. If we wish to bring these backward or primitive areas at a level with the more developed areas of our province, or if we want the integrated development of our province, we must institute a frameworke that is going to ensure this and this frame-work can only be that of a local self-government. And by this I don't mean nominations to the District Council. I mean elected representa-

tatives at the lowest village and community level, because unless we take democracy to its root democracy will near flower fully. Mr. Speaker Sir, without a local self-government we ensure that bureaucratic control, combined with corruption, keep our backward area backward. In order to implement schemes so that they are genuinly effective and get across to the people, we cannot rely on government functionaries combined with MNAs, MPAs or Ministers because the truth of the matter is that today both the functionaries and the elected representatives are too busy. They are in the grip of political bargaining. To them, talking in the Assembly and making claims in the Assembly and getting them executed in their own constituencies are two separate issues. The only way that we will get our development going on the right lines is to have elected representatives at the village and community level who are directly responsible to the people of that area in implementing these schemes. Today, what do we have at the village and community level? In my view, one of the worst tragedies of 1958 was the fact that these District Boards were removed and we were given Basic Democracies Scheme. The scheme itself, on paper, was a good one but it was corrupted because the B.Ds were converted into the electoral college. Any way, since the failure of the B:Ds, what do we have? We have a void at the village and community level and this void is often filled by lawless stuff, oppressive zamindars and undesirable characters. The only way by which we can eliminate this is by giving the people, local genuine representatives at the village and community level. We can take the case of India for example. Despite her many troubles and the near chaos, the Indian Government has been facing recently, Congress has managed to hold power and it has managed to endure. Why? Because of its strength with the Local Government institutions, and this leads me to a very serious point. India has had a nuclear device recently. She has done it in the face of international condemnation and ridicule but she has done it. She has done it to distract people from their own miseries and to avert the tide of complete chaos which threatens to over-take her. If we are disorderly within ourselves. . . .

* * *! مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ : جناب والا

**Mr. Deputy Speakar :** This is no point of information. I expunge that remark from the proceedings of the Assembly. It is very personal.

---

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا۔

**Begum Syeda Abida Hussain :** Sir, I would like to talk about this issue and would request that five minutes be given to me for this purpose, because I want to carry on with my debate later on, to clarify to the gentleman who has made the remark that I am very conscious of my own background to the best of my ability. I attempt to live up to it but I come from a background of enlightenment. I don't come from a background of primitive condition where women are to be kept shackled in chains and where their men-folk have one standard for the women of their own house and another standard outside. I don't come from a family that lives upon principles of hypocracy. I am a woman proud of my own sect and proud of my own traditions. I always cover my head in this House with my Dopatta but if it slips from my head when I am delivering this speech, it is not deliberate. The member who has so gallantly made this very leading comment on me, is now winking at his fellow members. I don't consider that winking is in any way dignified for the honour of this House. I would like to continue by saying that the honourable members of this House-be they Makhdums, be they sayeds, be they Malike-must understand that we are living in a democratic age. We are not living in a feudal monarchist age. (applause). Because we are living in a democratic age, the members have come to this House on the strength of 49% votes cast by the women. If we can take all women like cattle and drive them in groups to the polling stations and say "angootha laa", then we owe them this duty that we hav to be progressive, we have to be fair and we have to recognise their rights. If some one like myself attempts to represent women and fight narrow-mindedness and prejudice and if I extend myself to my maximum resources to fight for this just cause, although it may be a very very long struggle and I may not even live to see it, and perhaps my daughters will live to see it, I will ensure that when women cast votes they do not cast them for the narrow-minded thinkers such as the honourable member present in this House.

**مسٹر ایس ایم مسعود :** مسٹر سپیکر ! یہ فاضل ممبر کا کوئی اچھا انداز نہیں تھا ۔ اور انہوں نے یہ غیر مہذب الفاظ استعمال کیے ہیں ۔ ان کو ۔ ۔ ۔ ۔

**Mr. Deputy Speaker :** I have expunged that from the proceedings of the Assembly. I have taken very serious notice of all that.

(interruptions)

**Mr. Deputy Speaker** : I have already said that I have takan very serious notice of all that.

**Begum Syeda Abida Hussain** : Sir, I am very grateful to Mr. S. M. Masud for coming to my rescue. However, I would appeal to you not to expunge these proceedings. Let them remain on record because this is part of a historic process. We are passing through a time where women have remained backward. They have to be brought at par and persons like myself have to wage a struggle for that cause and if we expose ourselves to "Nukta Cheeni" and expose ourselves to "Fiqra Kasna", we have to go through the process. Of course, we are willing and ready for it. I would like you to retain these proceedings because, I know, one day Makhdumzada Sahib will be contesting an election and he will be dependent upon the female electorate to a large extent in order to get returned to the House. At that time I would like to be able to obtain a copy of his comments so that I may go to his fort-howsoever fedual it is, how soever backward it is, howsoever remote it is to show those poor, dumb driven cattle from whom he is going to elicit votes that this is what this gentleman thinks of you and this is the status that he gives to you. Now, if you feel that he deserves your vote then go ahead.

May I please continue with my speech ?

**مسٹر احمد نواز شاہ گردیزی** : جناب والا ! میں مخدوم صاحب کو اچھی طرح جانتا ہوں انہوں نے کوئی طنزاً نہیں کہا بلکہ سادات ہونے کی وجہ سے ہر آدمی سادات کی عزت کرتا ہے - اس بناء انہوں نے کہا ہے ؛ اس بنا پر انہوں نے request کی تھی -

**Begum Syeda Abida Hussain** : No, I will not leave it because this is a very significant issue and it has to be thrashed on the floor of the House, I hope I am speaking for my sisters sitting here also when I say that during the period of three years that we have been sitting here, we have gone through a period where we have been the target of jokes, of side remarks, all sorts of comments, tabasara in the lobby, comments and discussions in Houses, and a time has come that even if we have to sacrifice an hour on this debate, we have to come to its full conclusion. I would like to thank Mr. Gardezi for pointing out that the honourable Makhdumzada has the Izzat of sadaat in his mind. I would like to remind Gardezi Sahib that the grand daughter of the Prophet, herself, when the time demanded and for the cause of Islam, faced a full katcheri. She stood in audience in front of

a ghastly man like Yazeed but she did not care that she did not have a Chaadar. She did not care that her head was not covered. She delivered a Khutba which, even today, is of historic value because that Khutba changed the entire history of the Martyrdom of Karbala, and because of that Khutba we are sitting here and discussing the fact that we are all good Muslims. Therefore, Mr. Speaker, I would like to point out to the honourable sadaat members, who are present in this House, that I am fully aware of their resentment and disapproval. I am also fully aware of the feelings which they nourish but I am equally convinced in my own mind, according to the dictates of my conscience, that the cause for which I am struggling, that is the attainment of full equality for women, is an honourable cause, a just cause and an Islamic cause. If women don't deserve full equality, if women are not to be given that equality, then let us scrap of this system Let us not pretend the adult franchise, let us not make claims before other Assemblies and other nations off the world that we too are a progsessive and liberated nation. Then let us say that ours is a male Chauvinist society based on the principles of Chauvinism, that this nation is going to carry on with it and that let us have a democracy for men only with no voting rights for women. If we do that, then I have no right, whether I am a sayed or not, to sit in this House and to utter my thoughts. But so long as we are conceding and we are giving to the women certain rights and we are saying that we give you the right to vote, we make you equal citizens, then I am afraid, whether it hurts that family's sentiments, whether it trespasses upon their chauvinistic pride, women like myself will comforward and will fight for the cause of women. Today it happens to me. Tomorrow I may not be here but I am sure that there will be some daughter of this soil who will rise and will give the same call and who will ensure that those rights which are given on papers only are translated into reality. (Applause)

Mr. Speaker Sir, now I would like to continue with my debate. Sir, I was saying India has recently exploded a Nuclear Device. She has done this, as I was saying, in the face of condemnation and ridicule even of the kind that my hon'ble beother has attempted to inflict upon me. But nevertheless she has done this to distract the people from their miseries and to avert the tide of chaos.

(Interruption)

Sir I would like you to call the House in order.

**دیوان سید غلام عباس بخاری :** مسٹر سپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ مخدوم صاحب نے یہ طنزاً نہیں کہا ہے بلکہ احتراماً کہا ہے - ہمارے علاقے میں سادات کی بڑی عزت ہوتی ہے - یہ مسئلہ عزت اور جذبات کا ہے اور ہماری بہن جذبات میں آ گئی ہیں - مخدوم صاحب میرے عزیز ہیں اور یہ میری بیٹی بھی ہیں - میرے خاندن سے تعلق رکھتی ہیں ، اور میری بھتیجی بھی ہیں - یہ misunderstanding دور کرنی چاہیے میں افسوس کے ساتھ اظہار کرتا ہوں کہ ارشاد حسین شاہ نے قطعاً یہ حملہ نہیں کیا ہے اور اگر ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے تو میں ان کی طرف سے معافی مانگتا ہوں - - - -

**مخدوم سید ارشاد حسین شاہ :** جناب والا ! میں خود بھی معافی مانگتا ہوں -

**دیوان سید غلام عباس بخاری :** مگر ساتھ ہی جناب والا ! میں یہ بھی عرض کر دوں کہ محترمہ نے سید کی جو مثال دی ہے ، وہ یزید کے سامنے پیش تھیں اور ہم آج شمیم احمد خان کے سامنے تقریر کر رہے ہیں - -

(قطع کلا میاں)

**مسٹر ڈپٹی سپیکر :** جب کوئی ممبر تقریر کر رہا ہو تو - - - - -

This is against the order of the House that you are busy in talking with each other. The House is called to order.

**دیوان سید غلام عباس بخاری :** جس کا تعلق قطعاً یزید سے نہیں ہے - علاوہ ازیں مجھے وضاحت کرنے دیں - جناب والا ! بہن اور بھائی میں یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے جو کہ نہیں رہنی چاہیے - اور دمشق کے دربار میں ان کے دائیں اور بائیں دشمنان اسلام بیٹھے ہوئے تھے - جب کہ یہاں ان کے دائیں بائیں - بہن اور بھائی بیٹھے ہوئے ہیں - ہم نے جب اپنی بہن کے سر سے چادر اترتی دیکھی - تو ہمیں بھی افسوس ہوا ہے - سید صاحب کو علی الاعلان یہ نہیں کہنا چاہیے تھا ، بلکہ انہیں چاہیے تھا کہ وہ یہ بات لکھ کر اپنی بہن کے آگے رکھ دیتے - مگر ان سے یہ غلطی ہوئی ہے - ان کی نیک خواہشات جو کہ وہ اپنی سگی بہن کے لیے دل میں رکھتے ہیں - اس غلط فہمی کی بنا پر ہماری بہن کو نہ ہی محسوس کرنا چاہیے اور نہ ان کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس ہاؤس کا کوئی بھی فرد ان کی عزت نہیں کرتا یا ان کے دل میں عزت نہیں ہے - ہر مسلمان اور ہر سید بھائی آپ کی عزت کرتا ہے -

ہماری آپ بہن ہیں اور سگی بہن ہیں ۔ آپ کے سر سے چادر اتری ہے تو ہمیں افسوس ہوا ہے ۔ اس کو علی الاعلان پوائنٹ اؤٹ نہیں کرنا چاہیے تھا ۔ یہ اس سید زادہ سے غلطی ہوئی ہے ۔ وہ اسی طرح آپ کا بھائی ہے ، جس طرح میں آپ کا بھائی ہوں ۔ یا یہاں جتنے صاحبان موجود ہیں ۔ وہ آپ کے بھائی ہیں ۔ اگر آپ کو محسوس ہوا ہے تو میں ان کی طرف سے معافی مانگتا ہوں ۔ آپ غلط فہمی کا شکار بالکل نہ ہوں ۔ ہم آپ کے سر پر ہمیشہ چادر دیکھنا چاہتے ہیں ۔ اگر آپ کے سر سے چادر اتری ہے تو ہمیں اس طرح کا احساس ہوا ہے جس طرح سے سگی بہن کا احساس ہوتا ہے ۔ آپ غلط فہمی کا شکار نہ ہوں ۔ اور اگر آپ کو محسوس ہوا ہے ، تو ہم معافی مانگتے ہیں ۔

**Mr. Deputy Speaker :** That was a symbolic approach

**Begum Syeda Abida Hussain :** I thank the hon'ble member for his very courteous apology and I don't wish to carry this controversy further but I would like to say that the hon'ble member who has just spoken or Makhdum Sahib who spoke earlier, that if they had to put dopatta over their heads, it might also happen to them that accidentally it slips some times. It is not so grave after all.

So, Sir, we were talking about India's nuclear device and I was saying that India has done this in the face of international condemnation and ridicule. But she has done this to distract her people and at some point she may need some further distraction. Sir, there is an Italian proverb.

> Mock not the blight in your neighbour's garden lest the neighbour invades yours.

Sir, nothing is more dangerous for us than the blighted India for at some time we may become her next point of distraction. And more disorderly we are within ourselves, the more we are riddled by all sorts of controversies. It is not enough for us to be united in times of war alone. We must learn to unite in times of peace. We must learn to pull the

burden together as Pakistanis not as Punjabis, Balochis, Pathans or Sindhis, because if we are at one with each other and if we are united we will be impregnable. Otherwise we may well be doomed. If we are united, unity would be our greatest weapon. We do not have to get into this Arms Race. We would not need nuclear devices and sophisticated bombs and we would not have to divert such massive resources towards our defence machinery. If we are united, if we behave like intelligent organized human beings, if we have no threats to be afraid of, we would be facing our future with confidence and optimism, and we have a future and we have a tremendous future. Thanks to Mr. Bhutto's vision and his powers of intellect that we have managed to retain and reassume a mantle of dignity amongst the other nations of the World. We must remember the beautiful feelings that the Islamic Summit induced in this city of ours. We must remember that 90 thousand of our prisoners have returned in this and the last year without any taint of trial. Mr. Speaker, Sir men of Mr. Bhutto's talents are not born everyday. Leaders of his ability are even more difficult to come by. Therefore, we should all resolve to strengthen him so that our children and our children's children and and we ourselves are able to step into a better future where these children know none of the problems of hunger, of poverty, of ignorance and of disease.

Sir, the Peoples' Government is nearly half way through its term and the time has perhaps come to do some stock-taking. Unfortunately, there is not enough time to make a detailed analysis at the moment, but I would like to touch upon a few issues which I consider fundamental.

First of all, it is to the credit of our Peoples' Government that a general awareness among our people is on the increase. The other day an hon'ble member of the opposition suggested that in the past there was no crime, there was

no trouble and today look at the amount of crime and the amount of trouble that we have. It is not so. Today more and more people are becoming increasingly aware of the ills which are endemic in our society and this is a healthy sign, for awareness is a precursor to rebirth. Today these ills in our body-politic are surfacing and by surfacing they are hitting us in the face and, therefore, we can hope and look forward to a regeneration because all this is a part of a process of growing up, and in this process of growing up the Peoples Government has made a very significant contribution because it has involved far large number of people, it has given far greater sense of participation of people that has ever been done in the past. Today every Pakistani stands at a place where of his own plight ten years ago he was not aware. So we are heading in the right direction.

I would like to mention that the present Government has brought in a very healthy change into our economic life and that is the redirection of credit to the agrarian sector. Mr. Speaker, Sir, we have had always an agrarian economy but in the past nearly 99% credit was bagged by the industrial sector though the industrial sector contributes 25% to the G.N.P. Today we have a substantial amount of credit going towards the agrarian sector. There is very healthy and it is bound to lead to a more balanced economic growth in future and also to bring the country side the kind of prosperity that is badly needed where the majority of our people live. So this is a very happy change that has been introduced and is bound to lead to a very substantial consequence.

Now, Mr. Speaker Sir, there has been noises and some section of people have criticised the fact that the budget has omitted levying further tax on agricultural income. In this connection I would like to say that the Government fixes the price of all agricultural commodities and fixes them well

below the international market prices. Then what scope is left to tax the farmers further. Besides the fact that the Government is buying cheaply from its own growers and subsidises the imports of agricultural commodities that you buy in the international market, in addition to this for the last three years the prices of agricultural in-puts have risen three hundred per cent and still we want to flog up our farmers And this is in a situation where today our industrialists are reluctant to invest and why they are reluctant to invest because they don't see a hundred per cent return to which they have been used to in the past. The poor farmer considers himself lucky when he calls his crop bumper in a year, when he is able to recover 10 per cent of profit on the total value of his land and yet he goes on working Every year the same controversy arises that tax the farmers, tax the farmers. It is not a fair thinking Sir. It is not a correct thinking and in the long run it will not lead to the healthy economic growth in this country either.

Sir, last year in the budget debate one of the issues which I took up was that of population planning. One of these unfortunate people who tend to generate controversies rewarded me with one of a very nasty letter in one of the most eminent and often quoted and much read Daily NAWA-I-WAQT. but even at the cost of inciting his wrath I will say that this matter of population control is extremely important and it is of crucial importance. I will tell you why. At the moment our population increased rate is only one denomination less than our annual economic growth rate and this is critical to me. We are going on sweating and toiling as we have done in the past going on sweating and tolling and even more and at the end of near fifty years we will be only marginally less poor than we are today unless we are able to push our population planning programme to make it effective. Although the Peoples' Party Governmtnt has certainly seized

itself of the gravity of the situation upto a point, but my humble submission is that the programme needs more publicity, more support and more funds, and I sincerely hope that the Hon'ble Members of this House, educated and enlightened as they are, will support this programme to its fullest extent for the success of this programme is directly linked with the future prosperity of our Nation and State.

Mr. Speaker, Sir, in the distraction of all these controversies I jumped a point. I was talking about Local Government. I am not sure that I have said all that I wanted to say on Local Government. However, to go back to it I would like to stress that in my humble view the implementation of all programmes, whether it be population planning, whether it be the agricultural extention, whether it be the rural development projects all these rest very very largely on the possibilities of a genuine base of Local Government.

Mr. Speaker, Sir, in conclusion I would say that some of the Members are getting impatient and some body is saying behind me 'BUS KARO'. I would like to say that one issue on which the Peoples' Government has perhaps not succeeded at all is corruption. Sir, despite the reforms in the services, corruption today is at as high a level as it has been in the past, perhaps higher because it has now been confounded by the Government functionaries and the local politicians. Sir, I don't wish to violate the privileges of the Members of this House but I will point out and make bold to say that we all failed in our duty to work as watch-dogs to contain this ghastly growing monster of corruption, and this is perhaps because I was feeling that we failed to understand that Assemblies are not constituted to oblige people individually to bring petitions and get individual jobs done. Assemblies are convened to make better laws for the people. If we make better laws for the people, we are ensuring not only that we are just discharging our duties but we are also ensuring our

future votes. We have been sent here to make better laws. The Hon'ble Members of this House must understand that every time we pressure the bureaucrats or try to persuade a Government functionary to even marginally circumvent the law in giving the decision in favour of some body whose case we may consider very deserving and genuine, we are emboldening that functionary to demand a gratuity when he is approached by a citizen who may not know an MPA and who is going to that officer in connection with a decision that involves the law, where law gives him full protection and which matter might involve his basic citizen rights. Therefore, Sir, I would very humbly submit before this House that the Hon'ble Members should perhaps work a little more, study the legislation a little more and, instead of concentrating on using the period of Assembly Session for partronizing and for helping in lividuals, work on legislation and see to it subsequently between sessions and ensure that that legislation is then upheld and implemented.

In conclusion I want to say, Mr. Speaker, that no progress is achieved without hard work. In this country we all have a tendency of talking big, making claim, we use big issues, we use big words like Islam. We pull our sacred religion into every day ordinary matters. We pull in words like JAMHOORIAT and AWAM and all these big sounding words all the time. We have used them on switch button volition but very few of us understand the concept of hard work. Very few of us understand that no nation in the competitive world of today can develop and advance where science is growing at the most fantastic pace, unless and until it is willing to pay a very heavy price in terms of sheer lobour and hard work. Therefore, I would say that we dont know how many more budget sessions we have in this House. But at the conclusion of this we should all resolve, the members of the House should resolve to set a precedent and

work and work hard. Finally I would congratulate the Finance Minister on the usual eloquent delivery of his budget which has been a balanced budget and a rational budget what appear very often to be a rather imbalanced and irrational type. I thank you, Mr. Speaker.

**چوہدری محمد حنیف نارو** (رحیم یار خان - 4) : جناب سپیکر ! میں وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں چونکہ انہوں نے انتہائی مشکل حالات میں جن سے آج بھی ہم دو چار ہیں ، ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے - کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا - یہ عوامی خواہشات کا آئینہ دار ہے اور جس چیز پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے وہ بھی عوامی خواہشات کی ترجمانی کرتی ہے یعنی شراب اور گھوڑ دوڑ - جناب والا ! مجموعی طور پر زراعت ، آبپاشی ، تعلیم ، صنعت اور صحت وغیرہ کے لیے جو رقوم رکھی گئی ہیں ، اس سے کوئی بات حل نہیں ہوتی جب تک allocated funds کا صحیح مصرف نہ ہو اور ان کو صحیح انداز سے خرچ نہ کیا جائے - یہ نہ دیکھا جائے کہ جو بھی فنڈ allocate کیے گئے ہیں وہ کسی وجہ سے سال کے اختتام پر خرچ نہیں ہوئے اور صرف allocated funds کر دینے سے یہ کہہ دینا کہ یہ بڑا اچھا بجٹ ہے - بڑی اچھی رقوم رکھی گئی ہیں - یہ کوئی خوش آئند علامت نہیں - یہ بالکل غلط بات ہو گی کیونکہ اس سے لوگوں کو وقتی طور پر بڑا اچھا احساس پیدا ہوتا ہے کہ بڑی اچھی رقوم رکھی گئی ہیں - ہمارے معاملات کی دیکھ بھال کر لی گئی ہے - لیکن بالآخر عوام کو پتہ چلے گا کہ کوئی چیز ان کے لیے نہیں ہوئی اور کوئی چیز ایسی دکھائی نہیں دیتی جب کہ سال کے شروع میں یہ کہا گیا تھا کہ یہ سڑکیں بنیں گی - تو اس طرح لوگوں میں مایوسی پھیل جاتی ہے اور ساتھ ہی لوگ یہ کہیں گے کہ یہ تمام زبانی جمع خرچ ہے کچھ کرنے کو تو دیں - جناب والا ! زراعت ، آبپاشی ، بجلی ، تقاوی - کھاد کی بہتر سپلائی کی یقین دہانی کرائی گئی ہے - اس طرح اگر اس پر عمل لازمی طور پر ہو تو پیداوار میں اضافہ ہو گا اور پھر ہاؤسنگ کے سلسلے میں حکومت نے اچھے اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے - یہ بڑا اچھا منصوبہ ہے - مختلف شہروں میں کالونیز بنائی جائیں گی اور اس طرح ہاؤسنگ کی مشکلات حل ہو جائیں گی -

جناب والا ! محکمۂ تعلیم پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - اس محکمہ نے بڑے جرات مندانہ اقدامات کیے ہیں - سکول و کالج کو قومیانے کا قدم بہت اچھا قدم ہے - مفت تعلیم کوئی معمولی کا نام نہیں ہے اور بچوں میں مفت کتابیں تقسیم کرنے کی بات بڑی خوش آئند ہے یہ وہ اقدامات ہیں جو قابل تحسین ہیں - جناب سپیکر ! میں ایک بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا - - - - -

(اس مرحلہ پر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محکمہ تعلیم ایک ایسا محکمہ تھا جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ اس میں رشوت نہیں ہے - لیکن آج اگر دیکھیں تو ملازمتوں کے حصول میں بہت رشوت لی ہے اور جو گرانٹس ہوتی ہیں وہ بھی کھا لی جاتی ہیں - لیبارٹیری کا سامان ، فرنیچر وغیرہ و دیگر ضروری سامان کی رقوم کھا لی جاتی ہیں ، اس لیے اس طرح سکولوں کی ترقی کیسے ہو سکتی ہے - سکولوں کی عمارتیں ٹھیک نہیں ہیں ، بچوں کے لیے فرنیچر نہیں - لیبارٹریوں میں سامان نہیں - اس طرح ہر طرف ایک طرح سے مایوسی ہوتی ہے -

جناب والا ! صحت اور جیل کے تقابل سے پتہ چلتا ہے کہ معاشرے میں مجرموں پر مریضوں کی بجائے زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے - معاشرے کے مجرموں پر اس طرح خرچ کیا جاتا رہا ، نت نئے اعلانات کیے جاتے اور اگر مجرموں کو سہولتیں فراہم کرتے رہے ، تو جیل کا ہولناک تصور لوگوں کے دلوں سے ختم ہو جائے گا اور عادی مجرم یہ سمجھنے لگیں گے کہ باہر کی بجائے جیل میں رہنا بہتر ہے - اسی طرح صنعتوں کے متعلق اچھی منصوبہ بندی کی گئی ہے - جن کو concenterate کرنے کی بجائے مختلف علاقوں میں لگانے کا منصوبہ بہت اچھا منصوبہ ہے - جناب سپیکر مختلف محکموں میں coordination ہونا بہت ضروری ہے - coordination کے بغیر کئی منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں ایک محکمہ سے کاغذات منظوری کے لیے دوسرے محکمے کو جاتے ہیں وہ ان کو دبا کر بیٹھ جاتا ہے اگر کہیں coordination ہوتی بھی ہے تو cooperation نہیں ہوتی - ملازمتوں کے بارے میں تجویز ہے کہ جس طرح افضل وٹو صاحب نے تجویز کیا ہے قومی سکیل نمبر 3 سے 15 تک ڈسٹرکٹ لیول پر بھرتی ہونی چاہیے اور اسی طرح سکیل نمبر 16 سے 17 تک ڈویژنل لیول پر ہونی چاہیے اور پھر 18 سے 22 تک کی پراونشیل لیول پر ہونی

چاہیے ۔ اس طرح علاقائی تصور بڑھ جاتا ہے کیونکہ ہر کوئی کہتا ہے کہ ہمارے ضلع سے آدمی نہیں لیے گئے ۔ اس طرح ہر آدمی شکایت کرتا ہے اور پسماندہ علاقے اپنی حق تلفی کے متعلق اصرار کرتے ہیں ۔ جناب والا ! اس تجویز پر عمل کرنے کے بعد اس بات کا ازالہ ہو سکے گا ۔

جہاں تک میرے علاقے کے مسائل کا تعلق ہے ، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سال دیہی ترقیاتی پروگرام کو زیادہ عملی جامہ پہنانا بڑا ضروری ہے ۔ جو ہمارے ملک کے دولت پیدا کرتا ہے اور اس کی بدولت ہم ان اسمبلیوں کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں یہ انہی کی بدولت تمام ساز و سامان ہے اور بڑے بڑے شہر آباد ہیں ۔ لوگوں کو سہولتیں فراہم ہوتی ہیں لیکن یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ دیہاتی لوگ جو اس ملک کی دولت پیدا کرتے ہیں وہ ان تمام چیزوں سے محروم ہیں ۔ وہ زندگی کی تمام آسائشوں اور بیچارے علاج کی سہولتوں سے محروم ہیں ۔ وہ آمد و رفت کی سہولتوں سے محروم ہیں حتیٰ کہ وہ پینے کے پانی سے بھی محروم ہیں ۔ جناب والا ! دیہی ترقیاتی منصوبوں کے لیے سب سے زیادہ رقوم رکھی گئی ہیں لیکن ان ترقیاتی منصوبوں کے لیے جو بھی رقوم رکھی گئی ہیں ۔ بغیر عمل کے یہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں ۔ اور جب تک ان علاقوں میں آمد و رفت کے ذرائع نہ ہوں گے ، سڑکیں پکی نہ ہوں گی ، ان سڑکوں کی تعمیر نہ ہو تو میرے خیال میں یہ ترقیاتی منصوبے کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے ۔ جناب سپیکر ! اس سلسلے میں میں نے جہاں تک دیکھا ہے پیلز ورکس پروگرام میں بڑے منصوبے ہیں لیکن جہاں کہیں علاقوں میں سڑکیں بنانا ہو یا کوئی اور پروگرام ہونا ہو تو وہاں مشینری کا بہانہ کر دیا جاتا ہے ۔ یہ دقت آمیز ہے کہ ایک منصوبہ بنے اور مشینری کے نہ ہونے کی وجہ سے تکمیل نہ ہو سکے ۔ اس لیے پیلز ورکس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے مشینری کا بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے تاکہ کوئی ترقیاتی پروگرام سڑک کی تعمیر ہو یا کوئی اور پلان اس بہانہ سے نہ رہے کہ وہاں مشینری نہیں جا سکتی ۔

جناب سپیکر ! رحیم یار خان کا ضلع سیلاب سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے ۔ پنجاب کے دیگر علاقوں میں جہاں پانی اوپر چڑھتا ہے جب دریا کی سطح کم ہوئی تو پانی دریا میں چلا گیا لیکن یہ پنج ند پہلے کنارے ٹوٹنے کی وجہ سے رحیم یار خان کی طرف پانی دریا کی صورت اختیار

کر گیا ۔ اس میں سے بہت دنوں تک پانی بہتا رہا ہے ۔ دیہات اجڑ گئے ہیں ۔ پل تباہ ہو گئے ہیں ۔ سکولوں کی عمارتیں گر گئی ہیں ۔ اسی طرح ریلوے لائن متاثر ہوئی ہے ۔ مسٹر سپیکر! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں کی دست گیری نہیں کی گئی ۔ بہت زیادہ رقوم دی گئی ہیں ، مگر مناسب امداد نہیں ہوئی ۔ بہت سے علاقوں میں آج بھی پانی کھڑا ہوا ہے ۔ آپ حیران ہوں گے اور اس کو مبالغہ آرائی سمجھیں گے مگر آپ یقین جانیے کہ بعض جگہیں ایسی ہیں کہ وہاں ابھی تک پانی کھڑا ہوا ہے اور لوگ ٹیلوں پر بیٹھے ہیں اور وہ امداد کے طلب گار ہیں ۔ مکانات بنانے کے لیے کوئی فنڈ کی سہولت نہیں دی گئی اور آج بھی وہ دفتروں کے چکر کاٹ رہے ہیں ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ان لوگوں کی تکالیف کا ازالہ ایک اہم مسئلہ ہے جو سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے ۔ بہاولپور ڈویژن ویسے بھی پسماندہ ہے اور اس کے علاوہ ضلع رحیم یار خان بہت زیادہ محرومیوں کا شکار ہے ۔

جناب والا ! ضلع رحیم یار خان میں اب جو allocated پانی ہے یا جو پانی چل رہا ہے وہاں آج بھی پورا پانی نہیں چل رہا ہے ۔ اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں ۔ لیکن عوام کی تسکین نہیں ہوتی اور عوام ان صفائیوں سے مطمئن نہیں ہوتے ۔ جس علاقہ کی نہروں سے سارا سال آبپاشی ہوتی ہے ۔ اس علاقہ کو "پکا" علاقہ کہتے ہیں وہاں لوگ ٹکیاں بنا کر پانی کو ریزرو کرتے ہیں پھر اس پانی کو پیا بھی جاتا ہے ۔ تو اس طرح کا un-hygienic اور مضر صحت پانی جو کتے اور جنگلی جانور پیتے ہیں اور وہاں پیشاب بھی کرتے ہیں وہی انسانوں کو بھی پینا پڑتا ہے ۔ اگر وہاں اچھا اور میٹھا پانی سپلائی کیا جائے تو یہ بہت اچھا اقدام ہوگا ۔ وہاں جتنی بھی سکیمیں بنائی گئی ہیں وہ سب میٹھے پانی کے زون میں بنائی گئی ہیں ۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ڈکیاں جہاں سے لوگ پانی پیتے ہیں وہ اچھی حالت میں بنائی جائیں تاکہ لوگ مضر صحت پانی سے نجات حاصل کر سکیں ۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس کی طرف توجہ دینی ضروری اور لازمی ہے ۔

جناب والا ! تحصیل لیاقت پور میں تین چکوک ایسے ہیں جو ضلع رحیم یار خان کی revenue limits میں ہیں اور انہیں جو تھانہ لگتا ہے وہ ہے ڈیراور جو تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں ہے ۔ اس سے ان لوگوں کو انتظامی معاملات میں بہت بڑی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اگر ایک کیس

ہوتا ہے رحیم یار خان کی revenue limits میں تو انہیں لازمی تھانہ ڈیراور جانا پڑتا ہے۔ جو بہاول پور کا علاقہ ہے۔ اسی طرح سے اگر وہاں کے لوگ ڈی۔ سی۔ ایس۔ پی کے پاس جاتے ہیں تو انہیں دوسری طرف direct کر دیا جاتا ہے۔ اس سے پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ ان تینوں چکوک کو یا تو بہاولپور کی revenue limits میں دے دیا جائے یا انہیں لیاقت پور یا کسی دوسرے نزدیکی تھانے کے ساتھ لگا دیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کی یہ پریشانی ختم ہو سکے۔ ضلع میں جتنی بھی دیگر تحصیلیں ہیں۔ صادق آباد، رحیم یار خان، خان پور ان تمام میں ملیں لگی ہوئی ہیں، لیکن تحصیل لیاقت پور میں کوئی مل نہیں۔ وہاں کے عوام کا یہ دیرینہ مطالبہ ہے کہ اس علاقے میں ایک ٹیکسٹائل مل لگائی جائے۔ اس طرح سے وہاں کے عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ بھی پورا ہوگا اور وہاں سے بے روزگاری بھی ختم ہو جائے گی اور وہاں سے جو لوگ باہر مزدوری کے لیے جاتے ہیں انہیں بھی باہر نہیں جانا پڑے گا اور ان کی یہ تکلیف ختم ہو جائے گی۔

جناب والا! میں رحیم یار خان کی میونسپل کمیٹی کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ اس کی جتنی بھی سالانہ آمدن ہوتی ہے وہ تقریباً تمام کی تمام ملازمین کی تنخواہوں میں بٹ جاتی ہے۔ اس طرح وہاں کا کوئی بھی ترقیاتی منصوبہ نہیں بن سکتا اور نہ گلیوں اور سڑکوں کی تعمیر ہو سکتی ہے جو کہ میونسپل کمیٹی کی حدود میں واقع ہیں۔ اس کے لیے کوئی اپنا لائحہ عمل تیار کیا جائے جس سے یہ آمدن جو بہت زیادہ ہوتی ہے، وہاں استعمال ہو سکے۔ یہ بڑی امیر میونسپل کمیٹی ہے لیکن اس پر محکمہ تعلیم کا اور امپرومنٹ ٹرسٹ کا بوجھ پڑ گیا ہے۔ اس سے وہ اپنی سکیموں کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتی۔

جناب سپیکر! بہاولپور ڈویژن کے وکلاء کا یہ مطالبہ ہے کہ ہائی کورٹ کا جج وکلا میں سے لیا جائے کیونکہ اس علاقہ میں سے پہلے بھی جج لیا گیا تھا لیکن وہ سروسز میں سے لیا گیا تھا۔ یہ بہت ضروری ہے کہ وکلاء میں سے ایک جج لیا جائے۔

ایک اور بات جو میں کہنی چاہتا ہوں اور جو بڑی اہم ہے یہ ہے کہ ہر ڈی سی اپنے ضلع کے تمام محکمہ جات کا انچارج ہوتا ہے۔ اس طرح وہ تمام محکموں کا انچارج ہونے کی وجہ سے ان تمام محکموں کی طرف پوری توجہ نہیں دے سکتا۔ تو وہاں کلرکوں کو مختلف محکموں کا انچارج بنا دیا جاتا

ہے - وہ اپنی مرضی کے مطابق رپورٹ تیار کرکے اس پر متعلقہ حکام کے دستخط کرا لیتا ہے - اس کی بجائے independent agencies قائم کی جائیں تاکہ تمام محکمے پوری ذمہ داری کے ساتھ کام کر سکیں اور ان کی ترقی کا بھی خیال رکھیں -

ایک اہم مسئلہ رہ گیا ہے وہ یہ ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں پراپرٹی ایکٹ کی دفعہ 54 لاگو ہوتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی جائداد جو ایک سو روپے سے زیادہ مالیت کی ہو جب تک وہ خریدار کے نام رجسٹر نہ ہو اس وقت تک اس کے حقوق ملکیت خریدار کے نام منتقل نہیں ہوتے - لیکن ساتھ ہی ساتھ سادہ لوح لوگ جو جائداد خریدتے ہیں تو وہ انتقال کرا لیتے ہیں اور رجسٹری نہیں کراتے - لیکن جو چالاک لوگ ہیں وہ عدالتوں میں دعوے دائر کر دیتے ہیں کہ یہ جائداد بغیر رجسٹری کے ہے - یہ ایک unregistered deed ہے - تو اس طرح مشتری اور خریدار کے نام یہ جائداد منتقل نہیں ہوتی بلکہ یہ جائداد پھر بھی پہلے مالک کی رہتی ہے - 1952ء میں ہائی کورٹ نے ایک رولنگ میں لاء سیکرٹری کو ہدایت کی تھی کہ اس بات کا ازالہ کیا جائے کیونکہ سادہ لوگ اس طرح اپنی زمین اور رقم دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں - اس سلسلے میں خاص طور پر یہ خیال رکھا جائے کہ یا تو دفعہ 54 پورے پنجاب میں لاگو کی جائے یا وہاں سے بھی ہٹائی جائے اور صرف انتقال پر عمل درآمد ہو - یا پھر باقی اضلاع میں بھی پراپرٹی ایکٹ کی اس دفعہ 54 کو نافذ کیا جائے -

**مسٹر چیئرمین :** حافظ علی اسد اللہ -

**حافظ علی اسد اللہ** (بہاولنگر - 3) : جناب سپیکر ! میں یہ نہیں چاہتا کہ جس طرح سے ہمارے وزیر ذاتی معاملات میں مداخلت کرتے رہے ہیں میں بھی اسی طرح ذاتی معاملات کو چھیڑوں - کیونکہ میرے علاقے کے عوام مجھے یہ نہیں پوچھیں گے کہ فلاں وزیر کے ساتھ تمہارا سلوک کیا تھا - وہ یہ پوچھیں گے کہ آپ نے اس علاقے کے لیے کیا کام کیا ہے - تو بہرحال سب سے پہلے میں وزیر اعظم جناب ذوالفقار بھٹو کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے دو ارب 34 لاکھ روپے کے قرضے پنجاب کو معاف کئے - - -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

- - - اور اس کے بعد پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب ایک متوازن اور مثالی

بجٹ تیار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پہلے دونوں بجٹ خسارے کے بجٹ تھے لیکن اس سال یہ 15 کروڑ 74 لاکھ روپے کا خسارہ منافع میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نیا ٹیکس بھی نہیں لگایا گیا۔ اس پر میں جناب وزیر اعلیٰ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ خاص طور پر شراب پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے اور ریس پر جو ٹیکس لگایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی تعیشات کی چیزوں پر مزید ٹیکس لگانے کی ضرورت ہے۔

اب میں پیپلز ورکس پروگرام کے لیے جو چھ (6) کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اس کے متعلق عرض کروں گا کہ بجٹ تو واقعی ٹھیک ہے۔ متوازن ہے۔ معتدل ہے اور پنجاب کے عوام کے لیے خوشی کا پیغام ہے لیکن بہاول نگر کے لیے خاص طور پر اس کے طریق کار میں خاص تبدیلی نہیں آئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پیپلز ورکس پروگرام میں ہمارے لیے کوئی کشش نہیں۔ گزشتہ سال بھی اس کے لیے پیسہ رکھا گیا تھا اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے مختلف اضلاع اور تحصیلوں میں مختلف طریق کار اختیار کیا گیا۔ کسی جگہ ضلع کی سطح پر اور کسی جگہ اضلاع کی سطح پر سکیمیں بنائی گئیں۔ ہمارے علاقے میں جو پیپلز ورکس پروگرام کے انچارج تھے انہوں نے کہا کہ آپ پیسہ خرچ کریں اور جتنا بھی زیادہ پیسہ آپ خرچ کریں گے اتنا ہی دیا دیا جائے گا۔ میں وہاں تحصیل کمیٹی کا چیئرمین تھا، ہم نے اپنے سروں پر ٹوکریاں اٹھا کر پیپلز ورکس پروگرام کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ اس لیے نہیں کہ ہم اپنی سیاست کی دکانیں چمکائیں۔ چونکہ میں چیئرمین تھا تو چیک پر دستخط بھی میرے ہوتے تھے۔ مجھے ان کی پیش کشیں بھی ملیں لیکن میں نے نہایت حقارت کے ساتھ ان پیش کشوں کو ٹھکرا دیا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ عوامی نمائندوں کے لیے اور جو سرکاری ملازمین ہیں یا جو ہمارے وزراء ہیں انہیں نئے پاکستان کی تعمیر کے لیے یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ جو ترقیاتی رقوم ہیں اگر ہم ان کو اپنی منفعت کے لیے استعمال کریں گے۔ بدعنوانیاں کریں گے تو جو بھی اس پیسے کو کھاتا ہے جو قوم کا پیسہ ہے * * * * * * * *

تو ہم نے وہ خرچ کیا اس کے بعد جو انچارج پیپلز ورکس پروگرام تھے ان کے ساتھ ہمارے کچھ سیاسی قسم کے اختلافات ہوگئے۔ سیاسی قسم کے

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

پارٹی کے اختلاف تھے ۔ آپ سب کو علم ہے تو اس کی وجہ سے پیپلز ورکس پروگرام کی جو چیئرمین شپ تھی ۔ ۔ ۔ ۔

**شیخ ریاض احمد :** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اگرچہ نہایت ہی خلوص سے معزز ممبر نے کچھ الفاظ اپنی دیانت کے متعلق استعمال کئے ہیں لیکن وہ اس ہاؤس کے شایان شان نہیں ہیں جب کہ خواتین بھی تشریف رکھتی ہیں ۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ان حروف کو ایوان کی کارروائی سے حذف کر دیا جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** مجھے تو سمجھ نہیں آتی ۔ پہلے تو اس فقرے پر ایک طرف تو آپ سب نے ڈیسک بجائے ہیں دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ اسے حذف کر دیا جائے ۔

**شیخ ریاض احمد :** زنا والی بات حذف کر دیں ۔

**رائے میاں خان کھرل :** ان کے منہ سے اچانک نکل گیا ہے ۔

**مسٹر سپیکر :** ان کے منہ سے تو اچانک نکل گیا ہے مگر ڈیسک بجانے والوں نے تو شعور سے ڈیسک بجائے ہیں ۔

**ڈاکٹر حلیم رضا :** جناب والا ! ان الفاظ کو ضرور حذف کر دینا چاہیے ۔

**مسٹر سپیکر :** اچھا اس میں یہ ماں بہن اور اس کے ساتھ کسی خاص قسم کی حرکت کے الفاظ ہیں وہ حذف کر دیئے جائیں ۔

**حافظ علی اسد اللہ :** جناب والا ! میں نے یہ الفاظ کوئی ایسی بری نیت سے نہیں کہے تھے ۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں اسے سور کے گوشت کے برابر سمجھتا ہوں تو بہر حال اس طرح ہمیں ان چیزوں سے ہٹایا گیا اور جن ترقیاتی منصوبوں میں ہم حصہ لے رہے تھے ان سے ہمیں روکا گیا ۔ مختلف طریقہ کار اختیار کیے گئے ۔ نوکر شاہی اور افسر شاہی کو ہم پر مسلط کر دیا گیا اور انہیں ہدایات دی گئیں کہ ہمارے جو پالتو ٹاؤٹ ہیں ، ان کا کام کرنا ہے ۔ ایم پی اے اور ایم این اے کو کوئی اہمیت نہیں دینی ۔ انتظامیہ کو ہم پر مسلط کیا گیا اور اپنی ایک سٹیٹ بنانے کی کوشش کی گئی ۔ میں اپنے ڈویژن کی بات کر رہا ہوں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم جو علاقائی ترقی کے لیے کام کر رہے تھے جس کے لیے ہم عوام کے سامنے جواب دہ ہیں عملاً ہمیں اس سے محروم رکھا گیا تاکہ آئندہ عوام کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہو سکیں اور ان کی چودھراہٹ جو ہے امارت جو ہے وہ وہاں

قائم رہ سکے - اس طرح میرے حلقہ نیابت میں جناب والا ! ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ عوامی حکومت کے بعد ڈیڑھ میل سے زیادہ کوئی سڑک نہیں بنی - جان بوجھ کر مجھے نظر انداز کیا گیا اور اپنے شوگر مس پروگرام کے تحت جو سڑکیں تھیں ، چشتیاں تا شہر فرید - چشتیاں تا منگھیران شریف ان پر دو سال ہوئے مٹی بھی مکمل نہیں ہو سکی اور سنا ہے کہ ٹھیکیداروں اور دوسرے محکمے والوں کے درمیان آپس میں کوئی کمیشن کا معاملہ ہے، تو اس لیے یہ کام نہیں ہوا - میں اس کی نہایت مذمت کرتا ہوں - جس حلقے کا کوئی ایم - پی - اے ایسا ہو - جس کے حلقے میں ترقیاتی منصوبوں پر کام ہو رہا ہو اس کی تکمیل یا عدم تکمیل کی ذمہ داری اس عوامی نمائندے پر ہو - اس کی نگرانی وہ کرے اور دیکھے کہ کام صحیح طور پر انجام پا رہا ہے یا نہیں - مربوط سا کوئی نظام ہو - یہ نہیں کہ کہیں پانی ویز بنا رہا ہے کہیں پیلز ورکس پروگرام کے تحت کوئی چیز بن رہی ہے لیکن آپس میں اس میں کوئی ربط نہیں ہے - جس طرح بھی ہو غلط سلط میٹریل استعمال کرکے وہ اپنا کام چلا رہے ہیں - اس لیے اس پروگرام میں عوامی نمائندوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دئے جائیں - اس کے علاوہ میں سخت احتجاج کرتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں کوئی سڑک نہیں اور میرے علاقے میں جو ضروری سڑک ہے وہ ڈھاران والا تا 209 مراد سڑک ہے اور اس کے علاوہ ڈھاران والا براستہ 95 فتح تا چک نمبر 7 سیدان یہ بہت ضروری ہے - ڈھاران والا میرے حلقہ میں ایک نئی منڈی بنائی گئی ہے لیکن وہاں کوئی ریلوے لائن نہیں ہے - ریلوے لائن کے ذریعے بھی ملی ہوئی نہیں ہے اور ایسی سڑکیں بھی نہیں دی گئیں اور عام جو میرا حلقہ ہے اسے بھی نظر انداز کیا گیا ہے اور اس طرح پنجاب انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بورڈ کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے 12 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں لیکن بہاولنگر کو اس میں سے بھی نظر انداز کیا گیا ہے - چشتیاں جو میرا حلقہ ہے اور میاں منظور احمد موہل کا بھی کچھ حلقہ اس میں شامل ہے یہ ضلع بہاولنگر کی مرکزی جگہ ہے یہ بارڈر سے دور ہے - یہاں ایک شوگر مل قائم ہے - ہم بارہا مطالبہ کر چکے ہیں کہ اسے انڈسٹریل ایریا قرار دیا جائے - پچھلی حکومتوں میں ایوب خان کے دور میں کچھ ہوا بھی تھا - یحییٰ خان کے دور میں غالباً لیکن بعد میں ہمیں کچھ پتہ نہیں چل سکا - ہمیں وہاں ایک ٹیکسٹائل مل کی ضرورت ہے جو کسی وزیر کے گھر کی طرف نہ سرکے بلکہ چشتیاں اور چک عبداللہ یا تخت محل کے بیچ بیچ وہ مل لگائی جائے -

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** اگر کل کو چشتیاں کا ایم - پی - اے وزیر ہو گیا تو پھر -

**حافظ علی اسد اللہ :** اس طرح ضلع کے عوام اس سے استفادہ کر سکیں گے - اسی طرح پولیس فورس کے لیے بھی 13 کروڑ 33 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کو مسلح اور منظم کرنے کے لیے اور انہیں جیپیں وغیرہ اور دوسری قسم کی سہولتیں دینے کے لیے اس رقم کی اشد ضرورت ہے لیکن ساتھ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ جہاں تک میں نے نوٹ کیا ہے ، موجودہ جو تحریک تھی اس میں پولیس نے نہایت اچھا کردار ادا کیا ہے اور پولیس کے جو سپاہی تھے یا جو عملہ میں نے دیکھا ہے اسلامی کانفرنس کے زمانے میں وہ بھی میں نے دیکھا ہے کہ انہوں نے بھی نہایت مستعدی سے کام کیا ہے لیکن جہاں تک نظم و نسق کا تعلق ہے تو یہ میں ضرور کہوں گا کہ یا تو بعض وزراء کرام ان کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کر رہے ہیں اس لیے وہ اپنے فرائض کو کماحقہ ادا نہیں کر سکے یا وہ یہ ہے کہ وہ اس بات کے عادی ہو چکے ہیں جس طرح غیر ملکی حکومتوں نے انگریزوں کے دور میں جو ان کی تربیت ہوئی تھی وہ ابھی تک مجبور ہیں کہ وہ طور طریقہ اختیار کریں - میں عوام کا نمائندہ ہوں - ایک وزیر کے اشارے پر میرے خلاف جلسہ عام میں جس میں میاں منظور احمد موہل بھی شامل تھے اور ہمارے کچھ اور ساتھی بھی اس میں شامل تھے - ہمارے اوپر حملہ کیا گیا - میرے خلاف 149 ـ 141 307 یہ دفعات ہیں غالباً کیونکہ میں وکیل نہیں ہوں یہ ہمارے خلاف پرچہ درج کیا گیا - دو مقدمے درج ہوئے - حملہ بھی ہم پر ہوا اور مقدمہ بھی ہمارے خلاف بنا - یہ سب کچھ پولیس نے کیا - جب میں نے ان سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو مجبور ہیں - ہمیں تو ڈویژن کے متعلقہ وزیر نے یہ ہدایت دی ہے - جب پہلے حکومت تھی - اس میں بھی یہ مقدمات کی تلوار ہم پر لٹک رہی تھی اور آج جو دوسری حکومت کا دور ہے اس میں بھی مقدمات جو ہیں ان کی تلوار ہمارے سر پر لٹک رہی ہے اور اس تلوار کی موجودگی میں ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کے ساتھ صلح کرو فلاں کے ساتھ جنگ کرو - مسٹر سپیکر - ہم عوام کے لیے لڑتے ہیں - ہم علاقائی مسائل کے لیے لڑتے ہیں - میں یہاں اعلان کر دینا چاہتا ہوں - میں زیادہ قسمیں نہیں کھاتا - میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری کوئی ذاتی جنگ نہیں ہے - بعض اخبارات نے بھی لکھا تھا کہ ایک مستقل مخالف رکن نے یہ کہا - فلاں وزیر

پر نکتہ چینی کی - اب میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کبھی بھی ذاتی مخالفت ہم نہیں کریں گے - ہم عوام کے لیے مخالفت کرتے ہیں - ہم علاقائی تعصبات جو پھیلائے جا رہے ہیں اُن کی مخالفت کرتے ہیں - ہمارے حلقے کی یا ہمارے ضلع کی یا ہمارے ڈویژن کی حق تلفیاں ہوتی ہیں یہ ہمارے حقوق ہیں اور انہیں حاصل کرنے کے لیے ہمیں جو حق حاصل ہے کہ احتجاج کریں - ہم اس لیے ان کے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں اور پارٹی کا مسئلہ میں زیر بحث نہیں لانا چاہتا جو کچھ اُس وقت ہوا تھا - میں قائد ایوان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ معاملہ طے کرا دیا تھا - تو بہر حال میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہماری صلح اُس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ہمارے علاقے کی حق تلفیاں جو ہیں - جو بے انصافیاں اُن کے ساتھ کی گئی ہیں اور ہم پر جو جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے ہیں - جس کا سابقہ وزیر اعلیٰ نے بھی اور جناب افضل وٹو صاحب نے بھی اعتراف فرمایا تھا کہ ہم نے یہ سب کچھ کروایا ہے - اس بات کا فوری طور پر ازالہ کیا جائے پھر ہی صلح ہو سکتی ہے ' ورنہ نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم عوام کے نمائندے ہیں - جن عوام کو تنگ کیا گیا ہے جب تک اُن کی حق رسی نہیں ہوتی ، اُس وقت تک ہم مجاز نہیں ہیں کہ یہاں بیٹھ کر کسی سے صلح کریں -جب عوام کہتے ہیں کہ ہمارے حق کے لیے لڑو ہم لڑتے ہیں جب عوام سفید جھنڈا اُٹھاتے ہیں ہم اُن کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں -

اسی طرح سے تعلیم کی مد میں بھی بہت کچھ رکھا گیا ہے جب سے عوامی حکومت قائم ہوئی ہے مجھے کوئی ہائی سکول نہیں دیا گیا - میرے حلقے میں کوئی ہائی سکول منظور نہیں کیا گیا - کالج بھی نہیں دیا گیا - دو انٹر کالج چشتیاں کے لیے اور ایک انٹر کالج ڈھاراں والا کے لیے میں نے مطالبہ کیا تھا - سابقہ وزیر تعلیم عبدالحفیظ کاردار صاحب نے موقعے پر تشریف لے جا کر وعدہ بھی فرمایا تھا - عام لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اگر وہ وزیر تعلیم رہتے تو ہمارا یہ مسئلہ ضرور حل ہو جاتا - مجھے ہمارے موجودہ وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر عبدالخالق سے اُمید ہے کہ میرے حلقے کے عوام کی خواہشات کا خیال رکھتے ہوئے یہ تاثر اُن کا دور فرمائیں گے اور ڈھاراں والا میں لڑکوں کے لیے کالج اور چشتیاں میں لڑکیوں کے لیے انٹر کالج ضرور منظور فرمائیں گے کیونکہ چشتیاں سے سو میل کے فاصلے پر بہاول پور ، وہاں کالج ہے - یا تیس پینتیس میل کے فاصلے پر بہاولنگر ہے وہاں کالج ہے - چشتیاں کے عوام کو بہت تکلیف ہے - چک

نمبر 95 فتح میں مڈل سکول ہے۔ اس کو ہائی سکول کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ چک نمبر 205 مراد وہاں بھی مڈل سکول ہے۔ اسے بھی ہائی سکول کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ میرے مطالبات ہیں جو فوراً مانے جائیں تاکہ علاقے کے عوام کو محسوس ہو کہ یہاں عوامی حکومت قائم ہے اور اسی طرح سے ہیلتھ سینٹر ڈھاراں والا کے لیے دیا جائے۔ اس بجٹ میں صحت کے لیے بھی کافی پیسہ رکھا گیا ہے لیکن اس معاملے میں بھی ہماری حق تلفی ہوئی ہے، سوائے منچناں آباد کے جو ہمارے ڈویژن کے منسٹر کا علاقہ ہے وہاں ہسپتال کی تعمیر کے لیے کافی رقم رکھی گئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم وہ پسماندہ علاقہ ہے ہمارے ضلعے کا اور پسماندہ علاقہ کی ضرورت جو تھی وہ تو کم از کم پوری ہو رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمارا علاقہ بھی پسماندہ ہے۔ صرف ان کا گاؤں پسماندہ نہیں ہے جس کے چاروں طرف سڑکیں ملائی گئی ہیں اور جیسے کل بھی ایک فاضل رکن نے کہا تھا کہ اسے لائل پور کا گھنٹہ گھر بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح میرے حلقے ڈھاراں والا میں مربوط دیہی ترقیاتی مرکز قائم کیا گیا ہے اور میں حکومت پنجاب کا مشکور ہوں لیکن اس کے باوجود اسے کماحقہ جتنی رقم کی ضرورت تھی وہ نہیں دی گئی وہ رقم نہایت قلیل ہے اس لیے رقم میں بھی اضافہ کیا جائے اور ساتھ ہی میں یہ امید کرتا ہوں کہ علاقہ بخش خان میں جو اس کے ساتھ پٹھیار کا علاقہ شامل ہے ایک اور مرکز جو ہے وہ منظور فرمایا جائے۔

اس کے علاوہ میں حکومت کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جو جنسیہ زر مبادلہ کمانے کے لیے زمینداروں کو برآمد کرنی ہیں اس کی پہلے سے اطلاع دے دینی چاہیے تا کہ وہ پہلے سے تیار ہوں اور زیادہ سے زیادہ پیدا کریں۔ بہاولپور ڈویژن میں نہری پانی کے مسئلہ کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! یہ ریگستانی علاقہ ہے اور زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ بعض علاقے بہاولپور میں ایسے بھی ہیں جہاں زیر زمین پانی میٹھا بھی نکلتا ہے تو جناب والا! پانی کی تقسیم اس طرح سے ہونی چاہیے کہ جہاں زیر زمین پانی کڑوا ہو وہاں تو وہ لگاتار چلے یا کم سے کم بند رہے اس کے علاوہ ہمارے موگوں کے سائز میں بھی کمی کی جا رہی ہے۔ انہیں ساہیوال کے برابر کیا جا رہا ہے حالانکہ وہ ریگستانی علاقہ ہے وہاں چھوٹے سائز کے موگے کام نہیں دیں گے۔ میں اس امر کی طرف بھی جناب والا! آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب والا ! پسماندہ اضلاع کے لیے جو سی - ایس - پی - کی پوسٹیں ہیں ان کے لیے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کے لیے کوٹہ مخصوص کیا جائے کیونکہ ہمارے پسماندہ اضلاع کے آدمیوں کا کامیاب ہونا بہت مشکل ہے - اگر ہو بھی جائیں تو اس کا نکلنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت زیادہ مقابلہ ہوتا ہے تو ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جانا ضروری ہے -

جناب والا ! اس کے علاوہ جو مزارع اور مالک کے تعلقات ہیں ان میں ہیجان پایا جاتا ہے - میں آپ کے توسل سے اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان کے ابہام کو دور کیا جائے اور جاڑ پیداوار مقرر کر دی جائے تا کہ مزارع اپنی زمینوں میں دلجمعی سے کام کر سکیں - اگر نہ کر سکیں تو انہیں بیدخل کرنے کا حق ملنا چاہیے کیونکہ اس طرح ہماری پیداوار متاثر ہو رہی ہے -

جناب والا ! اسی طرح سے میں ایک اور تجویز پیش کروں گا کہ مزدوروں کو ہم نے کافی رعایتیں دی ہیں تالہ بندی کا سسٹم ایک سال کے لیے یا دو سال کے لیے بند کر دیا جائے - ہڑتالیں بھی قانوناً ایک سال کے لیے بند کر دی جائیں تا کہ ہماری پیداوار متاثر نہ ہو - اگر ہم یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم کھیت مزدور کے لیے اور مزارع کے لیے یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ جہاں وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں وہاں پیداوار بھی مقرر ہو تو وہ محنت کر کے زیادہ سے زیادہ پیداوار دکھا سکے - جب تک اس طرح سے نہیں ہو گا ہم غلہ کے معاملہ میں خود کفیل نہیں ہو سکیں گے -

وقت ختم ہو چکا ہے پھر مسٹر سپیکر صاحب کہیں گے کہ دوسرے ممبران کا حق غصب ہو گیا ہے - میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ اس ایوان میں صلح کے متعلق اور دوسرے معاملات کے متعلق کہا گیا ہے - اس کے متعلق میں پہلے بھی واضح کر چکا ہوں اور اب بھی واضح کرتا ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ جو بے انصافی ہوئی تھی اس کی وجہ سے ہمیں جنگ لڑنا پڑی تھی - ہم میں اب بھی بد عنوان لوگ ہیں خواہ ہم کتنے بھی روپ دھاریں - میں بطور ایک ایم - پی - اے - کے یہ کہوں گا کہ ہمیں اپنا ضمیر ٹٹولنا چاہیے - ہمیں اپنے آپ کو دیکھنا چاہیے - ہم جناب اپنے فلسفیانہ کلام اپنے خطیبانہ انداز یا جس انداز سے بھی عوام کو متاثر کرنے کی کوشش کریں لیکن جو ذاتی کردار ہے ، وہ

سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے ۔ کیونکہ جب ہم اپنے حلقے میں جائیں گے تو وہاں لوگ دیکھیں گے کہ اس کا عوام کے ساتھ کیا سلوک ہے ۔ اس کا غریبوں کے ساتھ کیا سلوک ہے ۔ اس کا مزدوروں کے ساتھ کیا سلوک ہے ۔ یہ ترقیاتی منصوبوں پر کس طرح خرچ کرتے ہیں یا رشوت ستانی کے کس حد تک مرتکب ہوتے ہیں اور یہ بد عنوانی کس حد تک کرتے ہیں ۔ ان چیزوں سے عوام نے ہم کو جانچنا ہے ۔ اس سے قائد عوام کی عزت افزائی ہوگی ۔ اس سے پیپلز پارٹی کی عزت افزائی ہوگی ۔ اگر ہم اچھے انداز سے چلیں گے تو اس سے ایک نیا پاکستان تعمیر ہو گا ورنہ اگر سابقہ طور طریقے جاری رکھے گئے ، ایک دوسرے کو بدنام کرنے اور ایک دوسرے کا گریبان پھاڑنے کا سلسلہ جاری رکھا گیا تو لوگ ہمیں معاف نہیں کریں گے اور یہ پیپلز پارٹی کا قصور نہیں ہوگا ، پیپلز پارٹی میں گھسے ہوئے نا عاقبت اندیش ، موقع پرست ، ابن الوقت اور خوشامدی لوگوں کا قصور ہو گا ۔ جو ہر دور میں چڑھتے سورج کی پوجا کرنے کے عادی ہوتے ہیں جو ایک وزیر اعلیٰ کے دور میں اگر ان کے پاس کوئی عہدہ ہو تو اس کی ٹانگ کھینچ کر خود وزیر اعلیٰ بننے کی کوشش کرتے ہیں اور جب دوسرا وزیر اعلیٰ آئے تو کاٹا پھوسی کر کے کہتے ہیں کہ جناب اسد اللہ کا کیا ہے وہ تو جذباتی ہے میاں منظور احمد موہل تو اس سے زیادہ جذباتی ہیں میاں عبدالرؤف کا کیا ہے وہ تو بادشاہ ہے اور چوہدری عبدالغنی کا کیا ہے وہ توفلاں سنٹرل منسٹر کا نمائندہ ہے ۔ تو میں ہی میں ہوں ۔ تو میں اس انداز کی پر زور مذمت کرتا ہوں ویسے یہ ہے کہ :

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زیاں سوزد
وگر در دل ہمی دارم بترسم کہ مغزاستخواں سوزد ۔

اب میں اس مصرع پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور آئندہ اچھی امنگوں اور اچھی خواہشوں کا پر سر اقتدار گروپ اور وزراء صاحبان کی طرف سے اظہار کرنے کی میں توقع رکھتا ہوں اور جہاں تک میرا تعلق ہے میں وزیر اعلیٰ کی بات مان سکتا ہوں لیکن افضل وٹو کے متعلق میں کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوں کیونکہ جب مجھے یہ علم ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے اقوال و افعال کی روشنی میں وہ پیپلز پارٹی کے لیے اور ملک کے لیے صحیح آدمی نہیں ہے اور ہمارے خطہ کے لیے اس کا وجود نقصان

دہ ہے شاید میں غلط سمجھوں لیکن اس وقت تو میں مجبور ہوں میں کوئی بات نہیں مان سکتا ۔ کیونکہ میری صلح یا جنگ اپنی ذات کے لیے نہیں وہ عوام کے لیے ہے ۔ السلام علیکم ۔

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! وضاحت کے طور پر میں اپنے بھائی اسد اللہ صاحب کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ سکول کی اپ گریڈیشن ضلعی تعلیمی کمیٹی کرتی ہے جس کے یہ ممبر ہیں ۔ ان کے چیئرمین ان کے سامنے بیٹھے ہیں اور جب آئندہ تعلیمی کمیٹی کی میٹنگ ہو تو وہ ایک ایسی تقریر کریں ایسی جامع تقریر کریں تا کہ ان کے سکول سارے کے سارے اپ گریڈ ہو جائیں اور یہ خوش ہو جائیں ۔ میں نے بطور وزیر تعلیم کے کچھ بھی نہیں کرنا ہے ۔

**حافظ علی اسد اللہ :** جناب والا ! میں آپ کے توسل سے ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں ہمارے ڈویژن میں جو بھی Recruitment کمیٹیاں ہیں اور جو بھی مختلف قسم کی کمیٹیاں تشکیل کی گئی تھیں وہ ان ہی کے دور میں ہوئی تھیں ۔ اس میں غیر نمائندہ لوگوں کو نامزد کر کے ان کمیٹیوں میں بھرتی کر کے عوامی نمائندگان کو بالکل مفلوج کر دیا گیا تھا اور ان پر دوسرے لوگوں کو مسلط کر دیا گیا تھا جن کی کثرت ہوتی تھی اور ہم بات بھی نہیں کر سکتے تھے اور احتساب کے بھی شکار تھے کیونکہ ہم کسی کی رائے سے اختلاف رکھتے تھے ۔

**مسٹر سپیکر :** بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔

**بیگم بلقیس حبیب اللہ (بہاولپور-۶) :** جناب سپیکر ! سال ۷۵-۱۹۷۴ء کے بجٹ پر دو دن سے بحث چل رہی ہے ۔ مبارکبادیاں پیش ہوئیں ۔ ہم سب خوش ہیں کہ یہ بجٹ خوش آئند اور خوشگوار مستقبل کا ضامن ہے ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی ضرور کہوں گی کہ عوامی حکومت نے جو کچھ کارکردگیاں کی ہیں ، ان کے خلاف بھی اور ان کے حق میں بھی آوازیں اٹھائی گئیں لیکن میں مخالف لوگوں سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب بھی آپ نے تنقید کی ہم نے اسے برداشت کیا اور ہم برداشت کرتے رہیں گے لیکن یہ روز روشن کی طرح واضح رہے گا کہ جس طرح یہ تیسرا بجٹ بقول وزیر اعلیٰ کے صبح کی روشنی لے کر ظاہر ہوا ہے ، اسی طرح یہ پورے آب و تاب سے چمکتا ہوا ہمیں روشن مستقبل ضرور دے گا

اور آپ سب کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہم جھٹلاتے تھے اس روز روشن کو جو ہمارے سامنے تھا۔

اس کے بعد جناب والا ! میں ایک بات عرض کروں گی کہ چوہدری یعقوب اعوان صاحب جو کہ رکن اسمبلی ہیں۔ میں ان کا بے حد عزت و احترام کرتی ہوں۔ انہوں نے اس جمہوری حکومت کے متعلق خلفائے راشدین کے متعلق ایک لفظ کہا کہ کیا خلفائے راشدین کی حکومت آپ چاہتے ہیں یا جمہوری حکومت۔ حکومت جمہوری ہو یا خلفائے راشدین کی، بہر حال جو اصول جو قانون اسلام کے ہیں وہ جمہوری حکومت میں واضح ہیں۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں حضرت عمر فاروق نے اپنے بیٹے پر وہی قانون نافذ کر دیا جو ایک دوسرے شرابی پر ہوتا تھا تو اس طرح قانون نہیں بدلتے۔ جمہوریت بدلتی ہے۔ قانون اسلام کا رہے گا۔ قانون ایک ہی ہے چور چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو یہ اسلام کا قانون ہے۔ آپ اسلامی ملک میں دیکھیں۔ آپ شاہ فیصل کو دیکھیں کہ وہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔ چوری کا ملزم ہوتا ہے قاضی اس کا آٹھ دن کے بعد فیصلہ کرتا ہے۔ آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہاں قاضی آٹھ دنوں میں قتل کا حکم دیتا ہے تو خون بہا لیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خلفائے راشدین کی خلافت ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنائی تھی اور جمہوری حکومتیں ہم نے بنائی ہیں۔ ہم نے اسلام کی بنیاد پر بنائی ہیں۔ پاکستان اسلام کی اساس پر بنا ہے۔ ہم نے قانون بھی جو بنانا ہے وہ اسلام کی بنیاد پر بنانا ہے۔ ہمارے قائد نے بھی اسلامی جمہوریت کی بنیاد رکھی ہے اور اس نے ایک آئین جو دیا ہے وہ اسلام کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔ ہم کس طرح اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ اسلام کا قانون جمہوریت میں نہیں آتا۔ اس کے علاوہ میں اب کچھ اپنے علاقے کے کچھ مسائل بیان کروں گی۔

جناب والا ! یہ چولستان کا علاقہ ہمارے علاقہ یزمان میں ہے جو بہاولپور کی سب تحصیل ہے۔ جناب والا ! اس چولستان کے علاقہ کے لیے بجٹ میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ چولستان کا علاقہ بہاولپور ڈویژن میں فورٹ عباس کے پاس ہے یہ سب تحصیل ہے۔ ہم جانتے ہیں اگر وزیر اعلیٰ اس پر خصوصی توجہ دیں تو اس کو تحصیل کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ جناب والا ! اگر یہ کر دیا جائے تو بہت اچھی بات

ہوگی - دوسری بات جو میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں - - - -

**مسٹر سپیکر :** محترمہ میں معذرت چاہتا ہوں مجھے ذرا اطلاع دینی ہے - اس کے بعد آپ اپنی تقریر جاری رکھیں - بات یہ ہے کہ کل کا اجلاس صبح 9 بجے کی بجائے 8 بجے ہوگا، ممبران سے التماس ہے وقت پر آئیں -

**بیگم بلقیس حبیب اللہ :** جناب والا ! پچھلے سال جو سیلاب آیا تھا اس سے بہاولپور کا علاقہ بہت متاثر ہوا لیکن جو قرضے دیے گئے ، وہ مستحق لوگوں کو نہیں دیے گئے - قرضے ان کو دیے گئے جن لوگوں نے کسی نہ کسی طریقہ سے سفارش کی - میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اس بات کی تحقیقات کروائی جائے - جو مستحق اور غریب لوگ تھے ان کو کچھ نہیں دیا گیا اور اب وہ ہمارے دروازے پر آ جاتے ہیں - لوگوں نے ناجائز طریقے سے کسی نہ کسی طریقہ سے بیس بیس ہزار روپے لیے ہیں بلکہ یہ رقم ہتھیائی گئی ہے - اس کے بعد میں یہ عرض کروں گی کہ موجودہ جو رقم اب رکھی گئی ہے اس میں ہم لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے تا کہ حق دار لوگوں کو یہ رقم مل سکے اور اس طرح صحیح تقسیم ہو سکے گی -

جناب والا ! پیپلز ورکس پروگرام کے تحت جتنی رقم بھی مخصوص ہوئی لیکن ابھی تک وہاں کی سڑکوں کی حالت نازک ہے اور وہاں کی سڑکیں آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی ہیں - کہ کوئی ہمارا بھی پرسان حال ہو گا - اور اکثر جو حادثات رونما ہوتے ہیں وہ اس لیے ہوتے ہیں - اس لیے جناب والا ! سڑکیں جو نہایت اہم ہیں ان کا میں ذکر کرتی ہوں - خانقاہ شریف سے تیل والا بنگلہ میں سڑک بہت ضروری ہے اس طرح ساتھ ہی سمہ سٹہ آ جاتا ہے - یزمان سے احمد پور شرقیہ تک اور گدو والی سے مڑوڑ تک یہ سڑکیں جو ہیں بہت ضروری ہیں - اس سے دیہاتی لوگوں کو بہت فائدہ پہنچے گا ان کو منڈی تک پہنچنے میں دقت بھی نہیں ہو گی اور انہیں اپنے مال کو فروخت کرنے میں بڑی آسانی ہو گی اور شہروں سے رابطہ بھی ہو جائے گا -

دوسری بات یہ ہے جناب والا ! کہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں بالعموم اور بہاولپور میں بالخصوص لڑکیوں کے لیے سیٹیں بہت کم ہیں۔

اس طرح جو لڑکیاں لیڈی ڈاکٹر بننا چاہتی ہیں، وہ اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتیں۔ اس لیے ان کی سیٹیں بڑھائی جائیں۔

اس کے بعد جناب والا! میں پولیس کے محکمہ کے متعلق یہ عرض کروں گی کہ کیا عورت کو اتنا کم درجہ دیا گیا ہے کہ اسے اس محکمہ میں کانسٹیبل سے زیادہ عہدہ پر بھرتی نہیں کیا جاتا۔ میں نے پڑھی لکھی لڑکیوں سے بات کی ہے وہ کہتی ہیں اگر گورنمنٹ ہمیں اعلیٰ عہدوں پر بھرتی کرے تو ہم جانے کے لیے تیار ہیں۔ تو میں عرض کروں گی کہ حکومت اس پر غور کرے۔

اس کے بعد ایک اہم مسئلہ پر میں کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گی جو نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ وہ ربوہ کا مسئلہ ہے جو ۲۹ مئی سے شروع ہے۔ میں یہ صدق دل سے کہتی ہوں کہ ہمیں اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان پر پورا اعتماد ہے اور ہمیں امید ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے جذبات کا احترام کریں گے اور اس مسئلہ کو احسن طریقے سے سلجھا لیں گے۔ کیونکہ وزیر اعظم پاکستان نے کہا کہ میں اللہ اور رسول کے سامنے سب سے زیادہ جواب دہ ہوں۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گی کہ کل میری بہن نے یہ کہا تھا کہ ان کو کلمہ گو اقلیت قرار دیا جائے۔ میں مسئلہ صحیح بیان کروں گی۔ مفتی نہیں کہ فتویٰ دے سکوں۔ تین قسم کے گروپ ہیں ایک وہ جو کافر ہیں جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ ایک وہ ہیں جو مسلمان ہو کر منکر ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو مسلمان ہو کر اس میں بیخ کنی کرتا ہے۔ وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم "کی نبوت سے۔ اور لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سے وہ مرتد ہے اور واجب القتل ہے۔ میں اتنی گہرائیوں میں نہیں جانا چاہتی اور نہ کوئی جذباتی تقریر ہی کرنا چاہتی ہوں لیکن یہ ضرور کہوں گی کہ ہمارے جذبات کو اشتعال نہ دلایا جائے کہ ان کو کلمہ گو اقلیت قرار دیا جائے۔ میں التجا کرتی ہوں ہم عوام کے نمائندہ ہیں اور ہمیں ان کی صحیح ترجمانی کرنی چاہیے۔ اس سے پہلے جب کھر صاحب گورنر تھے تو ہمارے علاقے کے کمشنر احمد خان صاحب نے ایک فیصلہ دیا تھا۔ بہاولپور کی ایک بستی میں ایک مرزائی نمبردار تھا۔ انہوں نے فیصلہ دیا کہ مسلمان بستی کا مرزائی نمبردار نہیں ہو سکتا۔ اگر اس واقعہ کے بعد کوئی اسلام قبول کر لیتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس

کے بعد میں قائد عوام کو یقین دلاتی ہوں کہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور انہوں نے بھی ہمارے جذبات کا احترام کرتے ہوئے یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں لے جانے کا وعدہ کیا ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی ضرور کامیاب ہو جائیں گے ۔ یہ ہمارے جذبات کی صحیح ترجمانی ہے ۔

**مسٹر سپیکر :** آدھہ گھنٹہ کے لیے ٹائم بڑھایا جاتا ہے ۔ شیخ محمد ریاض ۔

**شیخ محمد ریاض** (ساہیوال 6) : مسٹر سپیکر ۔ 75-1974ء بجٹ جو اس وقت اسی معزز ایوان میں زیر بحث ہے ۔ تقاریر ہو رہی ہیں ۔ بہت سے ممبران نے اپنے خیالات سے نوازا ہے ۔ جناب والا ! جب بجٹ کی آمد آمد ہوتی ہے لوگ امید و بیم کے دوراہے پر کھڑے ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کن چیزوں پر مزید ٹیکس لگ رہا ہے ، کن چیزوں کی قیمتوں میں کمی ہو رہی ہے ۔ کتنا بوجھ ہمیں مزید برداشت کرنا پڑے گا ۔ کون سی رعائتیں حاصل ہونگی اور بڑی بے قراری سے انتظار کرتے ہیں ۔ جناب والا ! جہاں تک پنجاب کے صوبائی بجٹ کا تعلق ہے ۔ اس میں صورت کو جوں کا توں رہنے دیا ہے ۔ ایک لحاظ سے ہر طبقہ نے طمانیت کا اظہار کیا ہے ۔ میں اس سے کچھ اختلاف کروں گا کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی ایک انقلابی پارٹی ہے ۔ اگر حکومت انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے تو اس کو مسلسل یہ عمل جاری رکھنا پڑے گا ۔ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہماری پارٹی نے ایک تحریک چلائی تھی اور ہم نے اس تحریک کو کامیاب بنانا ہے ۔ کیونکہ تحریکیں کبھی رکا نہیں کرتیں تحریکیں کبھی جامد و ساکن نہیں ہو سکتیں ۔ ہمارے عمل و فعل میں کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیے ۔ میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا غریبوں کے مسائل حل ہو چکے ہیں ۔ کیا ان کو روٹی کپڑا اور مکان مل چکا ہے ۔ کیا ان کو طبی سہولتیں میسر آ گئی ہیں ۔ پھر ٹیکس لگانے کی ضرورت کیوں نہیں محسوس کی گئی ؟ کیا سکول کھل گئے ہیں ۔ تعلیم ہر آدمی کو میسر آ گئی ہے اور غریب لوگوں کو ملازمتیں مل چکی ہیں ؟ تو میں پوچھتا ہوں پھر کیوں مزید ٹیکس لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ۔ جناب والا ! یہ طبقہ جو جاگیردار طبقہ اور سرمایہ دار طبقہ ہے آپ اس کے کہنے میں مت آئیں یہ بڑے ہوشیار لوگ ہیں ۔ یہ ہمیں آپ کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان پر مزید ٹیکس نہ لگائے گئے ۔ ہمارے قائد عوام نے بڑی پختگی سے کہا ہے کہ

اب بجٹ پیش ہو چکا ہے ۔ اور اس میں ترامیم کی گنجائش نہیں ہے ۔ ساتھ ہی میں حکومتی پارٹی کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے نہ کچھ مزید اب عرض کر سکتا ہوں ۔ بہر حال میں یہ کہوں گا کہ ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ جو کچھ کمی رہ گئی ہے ۔ اس کو وہ ضرور پورا کریں گے ۔ جناب والا ! آپ جانتے ہیں ۔ کہ تمام لوگوں کو بیک وقت خوش نہیں کیا جا سکتا ۔ اگرچہ ہمارے محترم وزیر خزانہ نے یہ کوشش کی ہے کہ وہ ہر طبقہ کے لوگوں کو خوش کریں یقین جانیے آپ سے یہ طبقہ کبھی خوش نہیں ہوگا تاوقتیکہ آپ اپنے منشور کو کلیتاً بدل نہ دیں ۔ جب تک آپ اپنے اسلامک سوشلزم کے اصول پر قائم ہیں ۔ وہ کبھی بھی آپ کے ساتھ اتفاق نہیں کرے گا ۔ وہ گھڑی کو الٹا دینا چاہتے ہیں ۔ وہ آپ کو مجبور کرتے ہیں کہ اپنے منشور کو بدلیں اور میرے یہ خدشات درست ثابت ہوئے جب ایک معزز رکن اپوزیشن میاں خورشید انور نے یہ کہا کہ آج وزیر خزانہ کو پتہ چل گیا ہے ، کہ ان کا سوشلزم کا خواب غلط تھا اور اب ان کو صحیح روشنی نظر آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ آئندہ سوشلزم کا نام نہیں لیں گے ۔ حضور والا ! میں ان کو جواب دے دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی سوشلزم سے کبھی انحراف نہیں کرے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ہم اب بھی اس منشور پر قائم ہیں اور جد و جہد کرتے رہیں گے ۔

شیخ محمد ریاض حضور والا ! ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان اپنے جارحانہ عزائم کو چھپائے ہوئے آشتی اور صلح کے پردے میں ، ہمیں یہ تلقین کر رہا ہے کہ یہ جو ایٹمی دھماکا کیا گیا ہے ، یہ ایک صنعتی ترقی یا ایک سائنس کے تجربے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ جناب والا ! جب اتنے بڑے دھماکے ہماری سرحدوں پر ہو رہے ہیں ۔ تو میں اپنے وزیر اعلیٰ سے یہ توقع کر سکتا تھا کہ وہ ایک چھوٹا سا بم نہیں ۔ تو ایک Tear Gas Shell ہی انہوں نے چھوڑا ہوتا ۔ کوئی آنکھ تو پرنم ہوتی ۔ کہیں سے تو کوئی آنسو ٹپکتا ۔ کہیں تو گھٹن محسوس ہوتی ۔ حضور والا ! چھوٹا سا Tear Gas Shell چلانا اتنی مشکل بات نہیں تھی لیکن بہر حال جو ہو گیا ۔ سو ہو گیا ۔

جناب والا ! اس میں شک نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی نے ہماری حکومت نے غریبوں کے لیے کیا کچھ نہیں کیا ہے ۔ میں مطمئن ہوں اور پوری طرح سے مطمئن ہوں ۔ لیکن میں ایک چیز کا خواہش مند ضرور ہوں کہ ہم نے ابھی بہت کچھ اور کرنا ہے ۔ جناب وزیر خزانہ نے تعلیم کی مد میں Rural Works

Programme میں صحت کی مد میں اور دوسری مدوں میں بہت گرانقدر رقومات مختص کی ہیں اور اس سلسلہ میں میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے عوامی پروگراموں کو ترقی دینے کے لیے غریبوں کو مزید تعلیمی سہولتیں میسر کرنے کے لیے کافی رقم مختص کی ہے اور یہی پیپلز پارٹی کا منشور ہے کہ زیادہ سے زیادہ آدمی تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب والا! اب میں چند ایک مسائل اپنے شہر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرا حلقہ انتخاب اوکاڑہ ضلع ساہیوال ہے۔ اوکاڑہ کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے اور کچی آبادیوں کی صورت میں ملحقہ جتنے رقبے تھے۔ وہاں پر بہت سے مکانات کچے اور پختہ تعمیر ہو گئے ہیں حضور والا! وہاں جتنی نئی بستیاں تعمیر ہوئی ہیں، ان میں بہت سے ایسے مکانات بھی ہیں جو نشیب میں واقع ہیں۔ جب بھی برسات کا موسم آتا ہے۔ برسات کا پانی وہاں پر جمع ہو جاتا ہے اور وہاں پر موجود مکانات کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور ان مکانات کا تھڑا جو ہے، وہ بیٹھ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں میں نے حکومت پنجاب سے رجوع کیا تھا اور میونسپل کمیٹی اوکاڑہ سے بھی۔ کہ ایک سیوریج کی سکیم بنانا نہایت مناسب ہے تاکہ جو فالتو بارش کا پانی ہے اور جو وہاں پر جمع ہو جاتا ہے۔ ایک سیوریج کے ذریعہ سے خارج ہو جائے تاکہ وہ لوگ اس مصیبت سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کر سکیں۔

جناب والا! اسی طرح سے لڑکیوں کے کالج کا قصہ ہے۔ عرصہ پانچ چھ سال سے اوکاڑہ میونسپل کمیٹی نے لڑکیوں کے ایک کالج کا اجرا کیا تھا۔ اس سلسلہ میں جناب حنیف رامے صاحب بھی اور جناب کاردار صاحب بھی بطور وزیر تعلیم اس سکول کا معائنہ کر چکے ہیں۔ وہ لڑکیوں کے ایک شعبہ کے ایک سلسلہ میں جو وہاں پر انہوں نے منعقد کیا تھا، وہاں پر تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے خود وہاں پر ملاحظہ کیا تھا کہ وہ ایک پرنسپل کی کوٹھی ہے۔ جس میں کہ تمام لڑکیوں کا کالج چل رہا ہے۔ کمرے بالکل ناکافی ہیں۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ لڑکیوں کے کالج کے لیے ایک عمدہ بلڈنگ تعمیر کی جائے۔

جناب والا! اوکاڑہ کا ہسپتال نہایت بوسیدہ ہو چکا ہے۔ اگر آپ اس کو دیکھیں تو اس کی دیواریں شکستہ ہیں اور جو صاحب بھی اندر جا کر بیٹھتے ہیں۔ ان کو ہر وقت یہ خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں یہ چھت اندر

نہ آ گرے اب چونکہ اوکاڑہ میونسپل کمیٹی کے پاس اس قدر فنڈز نہیں ہیں کہ نیا ہسپتال تعمیر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب اور اپنے وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اوکاڑہ جہاں اتنی بڑی لوگوں کی تعداد ہے ہسپتال کی ضروریات مہیا کرے۔ ان کو طبی سہولیات فراہم کرے اس ہسپتال کو provincialise کیا جائے اور ایک اعلیٰ معیار کا ہسپتال جس میں کہ جدید طبی سہولیات میسر ہوں، تعمیر کیا جائے۔

اس کے علاوہ جناب والا! ایک اور اہم مسئلہ جو اوکاڑہ کے مزارعین کو درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ اوکاڑہ کے بالکل قریب 300-400 مربعوں پر مشتمل ایک کلیانہ سٹیٹ ہے۔ حضور والا! یہ آرمی کے تحت ہے لیکن یہ تمام رقبہ بہت سے Retired افسران نے یونہی ہٹے پر لے رکھا ہے اور اس کے لیے وہ کوئی لگان ادا نہیں کرتے ہیں۔ یہ ایک گھوڑی پال رقبہ ہے ایک ایک آدمی کو دس دس۔ بیس بیس اور چالیس چالیس مربعے الاٹ ہیں۔ حضور والا! آج کے زمانے میں یہ بالکل ناانصافی ہے کہ وہ حکومت کی زمین سے اس قدر استفادہ کریں۔ ان مزارعین کا کیس کئی دفعہ حکومت پنجاب اور جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی خدمت میں بھی پیش کیا جا چکا ہے۔ جناب والا! وہ ایک ایک مربع پر ایک ایک گھوڑی پالتے ہیں لیکن مزارعین یہ کہتے ہیں کہ ہم آدھے مربع پر ایک گھوڑی پالنے کے لیے تیار ہیں، اگر یہ رقبہ نہیں دیا جائے۔ میں حکومت پنجاب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس مسئلہ کی طرف فوری طور پر اپنی توجہ مبذول کرے اور مرکزی حکومت کو سفارش کرے کہ یہ زمین مزارعین میں بانٹ دی جائے۔ ابھی چند دن کا واقعہ ہے کہ چک نمبر 6 میں 40 مربعے کے قریب لینڈ ریفارمز کے تحت حکومت نے اراضی resume کی تھی۔ اور وہ اراضی 80 خاندانوں میں آدھے مربعے کے حساب سے مفت بانٹ دی گئی۔ یہ فیصلہ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کیا ہے۔ وہ تمام مزارعین ان کے ممنون اور شکر گزار ہیں۔ وہاں جشن منا رہے ہیں پاکستان پیپلز پارٹی کی ان ہنگامی اصلاحات کا خیر مقدم کرتے ہیں اور حکومت کے مشکور ہیں۔

حضور والا! ملک کی سیاسی صورت حال کے متعلق کچھ زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ خدا کے فضل سے حکومت نہایت ہی کامیاب طریقے سے اپنا کاروبار چلا رہی ہے۔ چند دن ہوئے ایک ایسا مسئلہ کھڑا ہوا جو ہمارے لیے باعث درد سر ہوا۔ ہم توقع کرتے ہیں

کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے جو طریقہ وضع کیا ہے وہی جمہوری اور صحیح طریقہ ہے۔ میں اپنے دوستوں کو کہوں گا کہ اس سلسلے میں اشتعال بازی سے کام نہ لیں اور فتوے صادر نہ کریں۔ میرے کچھ دوست یہ چاہتے ہیں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اس سلسلے میں ایک آرڈیننس جاری کر دیں۔ حضور والا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو انہوں نے مفتی اعظم کا لقب کب عطا کیا ہے؟ کیا ان کے فتوے سب باتوں کے لیے قبول کریں گے؟ جناب والا! یہ ایک جمہوری مسئلہ ہے اور مرکزی حکومت ہی اس چیز کی حقدار ہے وہ اس مسئلے کو طے کرے اور اسے آئینی صورت میں حل کرے۔

حضور والا! حال ہی میں پاکستان پیپلز پارٹی نے ایگزیکٹو اور جوڈیشری کو علیحدہ علیحدہ کرنے کے لیے اقدام کیا ہے۔ اس چیز کا مطالبہ سالہا سال سے کیا جا رہا تھا لیکن کسی حکومت کو یہ توفیق نہ ہوئی غالباً وہ اس بات سے ڈرتے تھے اور جانتے تھے کہ اگر مجسٹریٹ ایگزیکٹو اور جوڈیشری اکٹھے ہوں تو حکومت کا زیادہ hold عوام پر ہو سکے گا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کو اپنے عوام پر اعتماد ہے۔ اس لیے انہوں نے صحیح اقدام کیا ہے اور اس کا تجربہ سب سے پہلے ضلع ساہیوال اور سیالکوٹ سے شروع کیا گیا ہے۔

جناب والا! ہمارے دوستوں نے حد ملکیت کے متعلق ایک سوال اٹھایا تھا کہ اصلاحات بڑی ہو چکی ہیں اور اب زیادہ اس کی گنجائش نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہندوستان میں کیا حد ملکیت ہے۔ وہ ایک سرمایہ دار ملک ہے وہ ایک سوشلسٹ ملک نہیں ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کی ضرورت ہے کہ حد ملکیت مزید کم کی جائے۔

جناب والا! ایک نہایت اہم مسئلہ جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پچھلے بجٹ کے دوران بھی افیون کے متعلق کہا گیا اور اب بھی میں یہ عرض کرتا ہوں کہ افیون ایک لعنت ہے جو مسلسل ہمارے سر پر سوار ہے اور آئے دن نئے addicts پیدا ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور نوجوان بھی اس مہلک مرض اور مہلک بیماری میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ لہذا اس بات کا سدباب کیا جائے اور بچوں کو

اور نئے لوگوں کو کس صورت میں بھی افیم کھانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے تا کہ ہماری جو نسل ہے وہ اس مصیبت سے بچ سکے ۔ شراب پر پابندی ہے اس کی بھی میں حمایت کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ جوئے خانے بھی بند کیے جائیں ۔

**مسٹر سپیکر :** کیپٹن احمد نواز خان ۔ خان نذر محمد خان جتوئی ۔ میاں عبدالرؤف (یہ تینوں معزز اراکین موجود نہیں تھے) مسٹر احمد علی بیٹو ۔

**حاجی احمد علی بیٹو (ساہیوال۔13) :** جناب سپیکر ! جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو اس کے لیے مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ! میں سب سے پہلے پیاؤ ورکس پروگرام ضلع ساہیوال پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں ۔ ہمارے ضلع میں 1 کروڑ 5 لاکھ روپے کی رقم سے جو کام ہوا ہے وہ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔ پکی سڑکیں 51 ، مرمت پکی سڑک 13½ میل سولنگ 7 میل کچا روڈ ساڑھے 30 میل ، پل 9 چھوٹی پلیاں 115 پانی پینے کی ڈگیاں 3 سول ہسپتال بلڈنگ 6 گلیاں اور نالیاں 6950 فٹ ٹیوب ویل 1 ۔

**مسٹر طاہر احمد شاہ :** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ہمیں بالکل سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا فرما رہے ہیں ۔ حضور والا ! غور سے سننے کی کوشش کی ہے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا ۔

**حاجی احمد علی بیٹو :** جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ نئے سکولوں کی بلڈنگ 50 پرانے سکولوں میں کمروں کی ایڈیشن 60 کامن گیر 2 لائبریری 1 بس سٹینڈ 1 ویٹرنری سنٹر 5 پکے کھال 3 زنانہ دستکاری سکول 64 اس کے مقابلے میں پنجاب ہائی وے اتھارٹی نے اپنے عام وسائل کے باوجود کل 100 میل پکی سڑکیں تیار کیں ۔ اس میں وہ سڑکیں بھی شامل ہیں جو 4 فٹ چوڑی کی گئی ہیں اور جو سڑک کے اوپر سڑک بنائی گئی ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساہیوال کے عوام کی شمولیت سے اتنا بڑا کریڈٹ ضلع ساہیوال کو ملا ہے ۔

جناب سپیکر ! جہاں تک خوراک کے مسئلے کا تعلق ہے اس کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ بجلی کا ناقص انتظام ، ڈیزل ، کھاد اور بجلی کے ریٹ میں اضافہ اور گندم کے بھاؤ میں کمی ۔ یہ پیداوار میں کمی کا

باعث بنے ہوئے ہیں ۔ جناب سپیکر ! میری رائے میں بجلی کے نظام کو بہتر بنایا جائے اور جو گندم درآمد کرنے پر خرچ ہوتا ہے اگر گندم کا بھاؤ بڑھا کر زمیندار کو فائدہ پہنچایا جائے تو پاکستان کا زمیندار اتنی گندم پیدا کرے گا کہ حکومت کو گندم باہر سے نہیں منگوانی پڑے گی ۔

**مسٹر طاہر احمد شاہ :** جناب والا ! یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر :** کیسے بھی لکھی ہوئی ہو یہ ان کا انداز ہے ۔

**مسٹر شمیم احمد خان :** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ہاؤس میں تحریری تقریر پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں ، اس پر آپ رولنگ دیں ۔

**مسٹر سپیکر :** لکھی ہوئی تقریر نہیں ہو سکتی ، لیکن اب وہ نہ تردید کرتے ہیں نا تائید کرتے ہیں ۔ میرے لیے یہ مشکل ہے ۔

**Mr. Shamim Ahmad Khan :** I put a proposition to you and I seek your decision.

**مسٹر سپیکر :** بات یہ ہے کہ اس ایوان میں تحریری تقریر نہیں ہو سکتی مگر اس کا موقع کیا ہے ۔ بات تو یہ ہے ۔

You want a hypothetical proposition to be resolved.

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! پچھلے دنوں میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا ۔ I am glad that you uphold that decision. ہاؤس آف کامنز میں بھی جب adult franchise extend ہوا commoners آنے لگے تو شروع میں ڈر تھا کہ جو اس علاقے سے آئے گا اگر وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھے گا تو وہ baron کی لکھی ہوئی پڑھے گا ۔ تو اس لیے وہاں پر ایک convention قائم کی گئی کہ لکھی ہوئی تقریر ہاؤس آف کامنز میں کوئی نہیں پڑھے گا کیونکہ شک یہ تھا کہ وہ لکھی ہوئی baron کی ہو گی اور پڑھے گا کامن آدمی کیونکہ بعد میں franchise extend ہو گیا ۔ I am glad you uphold that decision وہاں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جاتی تھی لیکن یہاں پر ایسے ہی اعتراض تقریباً اٹھ جاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ لبرل آزادی ہونی چاہیے کہ نوٹ دیکھ سکیں ۔

**مسٹر سپیکر :** ماسوائے فنانس منسٹر کی فنانس تقریر کے ۔

**میاں خان محمد :** جناب والا ! حاجی صاحب نے اعداد و شمار تو پڑھ کر پیش کر دیے ہیں -

**مسٹر سپیکر :** کسی نے یہ کہا ہی نہیں - انہوں نے تو ایک proposition پوچھی ہے اس کا میں نے جواب دے دیا ہے - آپ داڑھی کے بغیر ہی تنکا ڈھونڈ رہے ہیں -

**حاجی احمد علی بھٹو :** جناب سپیکر ! میں عرض کر رہا تھا کہ ملک میں مہنگائی ختم کرنے کے لیے صوبائی حکومت کی طرف سے مرکزی حکومت کو سفارش کی جائے کہ سکہ کی قیمت بڑھائی جائے تا کہ مہنگائی ختم ہو سکے -

جناب سپیکر ! جہاں تک پنجاب پولیس کا تعلق ہے پولیس واقعی اپنی سٹیٹ بنائے ہوئے ہے - حکومت کو فوری طور پر اس کی اصلاح کرنی چاہیے -

جناب سپیکر ! پاکستان ایک اسلامی ملک ہے ، اس کے مسائل اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے جب تک اس ملک میں اسلامی قانون نافذ نہیں کیا جاتا - (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ! اب میں اپنے حلقہ کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں نہ کوئی بجلی کا انتظام ہے اور نہ ہی کوئی ہیلتھ سنٹر ہے - اس لیے مہربانی فرما کر اس بجٹ میں میرے حلقہ کے متعلق بھی رقم رکھی جائے تا کہ کچھ عوام کو فائدہ پہنچ سکے -

**بابو محمد حنیف خان** (راولپنڈی 5) : جناب سپیکر - اس معزز ایوان میں 1974-75 کے حالیہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے - بجٹ ہمیشہ حکومت کی پالیسی کا آئینہ دار ہوتا ہے - جو وسائل حکومت کو میسر ہوں وہ اپنے منشور پر عملدر آمد کرانے کے سلسلے میں اس انداز سے استعمال کیے جاتے ہیں جو ملک کے عوام کی تکالیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان رقوم کے استعمال سے ملکی مسائل ختم کرنے میں کارآمد ہوتے ہیں - ملک کے میزانیہ میں یہی سب سے بڑی صفت ہوا کرتی ہے - میں نے جب یہ بجٹ دیکھا تو بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس کی تقسیم ہمارے منشور کے پروگرام کے عین مطابق کی گئی ہے اور یقیناً عوام کے مسائل حل کرنے میں اس سے مدد ملے گی - اس سلسلے میں میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں -

جناب والا ! اب میں اپنے چند علاقائی مسائل کی طرف آتا ہوں - مری تحصیل ایک پسماندہ تحصیل ہے 57-1956 میں مری ہل ہائی پاور کمیشن کی ریسرچ کے مطابق تین کنال زمین per head اس وقت تھی growth of population کی وجہ سے میرے خیال میں اب شاید ایک کنال رہ گئی ہے- جناب والا ! ان حالات کے تحت علاقہ میں فی کس زمین ایک کنال ہے - جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ agrarian point of view سے یہ علاقہ non-productive ہے - یہی وجہ ہے کہ ہماری تحصیل کو سب سے زیادہ مسائل پیش آتے ہیں - اس لئے وہاں زرعی پیداوار مفقود ہے - جناب والا ! اس پسماندگی کو دور کرنے کے لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ مری تحصیل کو پسماندہ تحصیل قرار دیا جائے اور ہمیں سب سے زیادہ فنڈز مہیا کیے جائیں - یہ بات بھی نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی سفارشات ہوئی تھیں اور تھل ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کی سفارشات بھی ہیں اور پیاز ورکس پروگرام نے بھی اضافی طور پر فنڈز مہیا کیے ہیں تاکہ ہم اپنی پسماندگی کو دور کر سکیں - جناب والا ! اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں جو فنڈز دئے جاتے ہیں انہیں مختلف محکمے استعمال نہیں کر پاتے - اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سال کے آخر میں haphazardly استعمال کیے جاتے ہیں اور وہ فنڈز unconsumed واپس دے دئیے جاتے ہیں - جناب والا ! اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے ہر محکمہ والے کوارٹرلی رپورٹ دیں کہ جو فنڈز ترقی کے کاموں کے لیے ملے ہیں ان کے مطابق پروگریس ہو رہی ہے یا نہیں - اس کے ساتھ ساتھ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ والے بھی اس بات پر نظر رکھیں کہ ہر محکمہ فنڈز کو صحیح طور پر استعمال کرتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو اس کے ذمہ دار افسران کے خلاف یقیناً کارروائی ہونی چاہیے تاکہ آئندہ احتیاط کریں اور پسماندہ علاقوں میں جو رقوم ملیں ان کو صحیح طور پر استعمال کریں - جناب والا ! میں آپ کے سامنے مثالیں پیش کرتا ہوں مری میں سڑکوں کے لیے 74-1973ء میں رقوم مہیا کی گئیں تھیں جب جون کا مہینہ سر پر تھا اس وقت ایک سڑک کا کام شروع ہونے لگا تھا -

**چوہدری علی بہادر خان :** جناب والا ! اب حزب اختلاف کا کوئی ممبر بھی نہیں ہے - جب وہ تقریر کرتے ہیں تو ہم سب سنتے ہیں مگر جب ہم تقریر کرتے ہیں تو ان کا یہاں کوئی ممبر نہیں ہوتا - اس کی کیا وجہ ہے -

**مسٹر سپیکر :** آپ کو پتہ ہے کیا یہ نہیں ممکن ہے کہ میرے کمرے میں بیٹھے ہوں یا کسی لابی میں بیٹھے ہوں ۔ یہ دو دھاری تلوار ہے ۔ ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی تقریر بے معنی ہے جسے وہ سننے کے لیے تیار نہیں اور ایک یہ کہ وہ جواب نہیں دے سکتے ، اس لیے اس تلوار کو استعمال نہ کریں ۔

**بابو محمد حنیف خان :** جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ سال ختم ہونے کو تھا ۔ سڑک کے ٹنڈر طلب کئے گئے اور جب کام الاٹ ہوا تو پھر کام بند کر دیا گیا اس لیے کہ اس کا ڈیزائن نہیں تھا یا کسی کی ایڈمنسٹریٹیو اپروول نہیں ۔ کبھی کہتے ہیں کہ منظوری نہیں آئی یا فنڈز نہیں آئے ۔ آفیسر اس کے کوئی ذمہ دار نہیں ہوتے ۔ اس لیے ہر محکمہ ذمہ دار ہونا چاہیے کہ ٹیکنیکل منظوری کون دے گا ۔ ایڈمنسٹریٹو منظوری کون دے گا اور فنڈز کہاں سے مہیا ہوں گے تاکہ فنڈز کو صحیح طور پر استعمال کیا جا سکے ۔ یہ صورت حال ہے ۔

Cooperative Poultry Farm کے سلسلے میں میں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ 1973-74ء میں سکیم نمبر 109 "Poultry Farm on Cooperative Basis in Murree hills." تھی ۔ اس وقت اس کا تخمینہ گیارہ لاکھ چار ہزار روپے تھا لیکن جب یہ سکیم دوبارہ 1974-75ء میں revise کی گئی تو اس کی estimated cost 5046 ہے ۔ اس تضاد کا مطلب کیا ہے ۔ یہ اتنا بڑا فرق کیوں ہوا ہے ۔ یہی نہیں عین جون جولائی کے مہینے میں جب اس کا review کیا گیا اس وقت کواپریٹو محکمے کے جو افسران تھے جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ کام کیوں نہیں شروع کیا گیا تو انہوں نے بڑا سادہ سا بہانہ بنا دیا کہ مجھ سے پہلے جو لوگ تھے وہ اس کو استعمال نہ کر سکے تھے اور جو افسر موجود تھے وہ کہنے لگے ۔ میں تو ابھی ابھی آیا ہوں ۔ میں صرف اسی point کو high-light کرنا چاہ رہا تھا ۔ یہی حالت سکول بلڈنگز کی ہے ۔ بجٹ 30 جون کو پاس ہوتا ہے لیکن اس کے بعد چھ سات مہینے تک بالکل خاموشی رہتی ہے اس کے بعد بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی ہے کہ یہ فنڈ ختم ہو رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے اس چیز کو مد نظر رکھا جائے کہ جو پروجیکٹ مارچ ، اپریل میں شروع کرنے ہیں ان کو کیوں نہ جولائی اگست میں شروع کیا جائے تاکہ صحیح طور پر فنڈز استعمال ہوں اور صحیح فائدہ

اٹھایا جا سکے ۔ مری کی خصوصی صورت حال ہے وہاں کا working season جو ہے وہ دسمبر میں ختم ہو جاتا ہے اور دسمبر سے مارچ تک کوئی تعمیراتی کام نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے ہمیں فنڈز جلد دئے جائیں تاکہ ان کاموں کو جولائی ، اگست میں شروع کر دیا جائے اور ان میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اور ہم فنڈز کو صحیح طور پر استعمال کر سکیں ۔

جناب والا ! میں نے اے ۔ ڈی ۔ پی میں دیکھا ہے کہ مری کی سڑکوں کے لیے پانچ لاکھ روپے رکھے ہیں ۔ میں گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ مری کے کاموں یا پروجیکٹوں کے لیے تمام سامان راولپنڈی سے آتا ہے اس طرح اگر ایک پلان پر عام علاقہ میں تین لاکھ روپے لگتے ہیں تو مری کے علاقہ میں ساڑھے چار لاکھ روپے لگتے ہیں ۔ اس لیے کم از کم اے ڈی ۔ پی میں اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے ۔ وہی سہولت اگر ہمیں دینی ہے تو اس چیز کو مد نظر رکھا جائے ۔ اگر کسی اور جگہ سڑک بننی ہے تو اس کے لیے چھ لاکھ روپے مختص کرتے ہیں لیکن مری کے لیے اتنی ہی سڑک کے لیے دس لاکھ روپے رکھے جائیں تاکہ ہم اس سہولت کو حاصل کر سکیں لیکن اگر ہمیں وہی چھ لاکھ روپے دیتے ہیں تو صرف ہمارے علاقہ میں ایک میل سڑک بن سکے گی اور ایک میل سڑک سے ہمیں محروم کر دیا جائے گا ۔ جناب والا ! جب وزیر اعلیٰ صاحب مری تشریف لے گئے تھے تو انھوں نے جلسۂ عام میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ مری میں سڑکوں کا جال بچھا دیا جائے گا اور زیادہ سے زیادہ سڑکیں تعمیر کی جائیں گی ۔ اس لیے کہ وہ انتہائی پسماندہ علاقہ ہے ۔ اس علاقہ کو زیادہ سے زیادہ کھولنا مقصود ہے تاکہ لوگ نیشنل ڈیویلپمنٹ میں حصہ لے سکیں اور ملکی تعمیر و ترقی میں صحیح کردار ادا کر سکیں ۔ جناب ! اس سلسلے میں لوگوں کو جو وعدہ دیا تھا کہ دو تین سڑکیں بنائی جائیں گی ، ان میں سے سب سے زیادہ ضروری جو ہے اور جس کے لیے ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی نے بھی کہا ہے وہ ہے سترھویں میل سے لیکر گھوڑا گلی تک کی سڑک ۔ ایک all-weather روڈ ہے ، اس کی بھی انتہا سے زیادہ ضرورت ہے ۔ دوسری مری روڈ ہے یعنی وایہ سامنی ، پیرا مال اور بڑا ہوٹل تا مری اور تیسری کوٹلی ملوٹ ستیان روڈ ہے ۔ یہ بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے اس لیے کہ کوٹلی سب ڈویژن تحصیل سے علیحدہ ہے ۔ اگر کوٹلی سب ڈویژن کے لیے یہ سڑکیں نہ ہوں تو لوگ اس سے استفادہ نہیں کر سکتے ۔

تعلیم کے سلسلے میں بھی کوٹلی علیحدہ سب ڈویژن ہے ۔ اس کا مری کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔ اگر کوٹلی اور ملوٹ کے لوگ مری جانا چاہیں تو وہاں تعلیم کی سہولتیں حاصل نہیں کر سکتے ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ ہر صورت میں کوٹلی کے مقام پر ایک انٹرمیڈیٹ کالج بنایا جائے ۔ ایک اور مسئلہ مری میں تعلیم کے متعلق ہے ۔ ہمارے ہاں جو اقامتی جگہیں مری میں ہیں وہ ہل سٹیشن ہونے کی وجہ سے سالانہ کرائے کی بنیاد پر لی جاتی ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو سٹاف دوسری جگہوں سے وہاں پوسٹ ہو کر آتا ہے ، ایک تو انہیں پورے سال کا کرایہ دینا پڑتا ہے ۔ دوسرے وہاں سے جانے والوں کو بھی پورے سال کا کرایہ دینا پڑتا ہے ۔ تو حکومت وہاں کے سکول اور کالج کے سٹاف کے لیے یا تو کوئی جگہ مستقل طور پر حاصل کر لے یا کوئی سٹاف کالونی تعمیر کی جائے تاکہ ملازمین کو اس قسم کی تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔

جناب والا ! کل پرسوں کی بات ہے موچی دروازے کے علاقے میں آگ لگی جس کا ہمیں بے حد افسوس ہے ۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ متاثرہ لوگوں کو معاوضہ دیا جائے تاکہ وہ اپنے مکانات بنا سکیں اور جو لوگ فائر ورکس پر پابندی کی وجہ سے بے روزگار ہوئے ہیں انہیں بھی کچھ معاوضہ دیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر :** ڈاکٹر صاحب (وزیر تعلیم) نے یہ پوچھا ہے کہ جو لوگ موت کا باعث بنے ہیں ان کا کیا کیا جائے ؟ جنہوں نے یہ کاروبار شروع کیا تھا ، ان کی وجہ سے 120 افراد مر گئے ہیں ۔ ان کا کیا کیا جائے ؟

**بابو محمد حنیف خان :** جناب ! اس کا فیصلہ merits پر کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ غلطی کس کی ہے ۔

**مسٹر سپیکر :** آپ کا کیا خیال ہے کہ انہیں پھر سے لائسنس دے دیے جائیں ۔

**بیگم آباد احمد خان :** ہر سال یہی کچھ ہوتا ہے اور شب برات کے موقع پر تو اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے ۔

**چوہدری مشتاق احمد :** جناب والا ! میری تجویز یہ ہے کہ آئندہ شہروں کی حدود میں فائر ورکس کے لائسنس نہ دیے جائیں ۔

**حافظ علی اسد اللہ :** جناب والا ! ہماری اسمبلی میں یہ قرار داد پاس ہو چکی ہے کہ شہروں کے اندر فائر ورکس کے لائسنس نہیں دیئے جانے چاہئیں ۔

**بابو محمد حنیف خان :** جناب والا ! مری میں ایک پٹاخہ بازار ہے جو نصف سے زیادہ جل کر تباہ ہو گیا تھا ۔ ان لوگوں کو ایک لاکھ روپیہ معاوضے کے طور پر دیا گیا تھا ۔ تو اب جن کی دوکانیں وغیرہ جل گئی ہیں انہیں بھی کچھ نہ کچھ معاوضہ ملنا چاہیے ۔ جناب والا ! اب میں مری کا سب سے اہم مسئلہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ پانی کا مسئلہ ہے ۔ مری شہر میں پانی کی بڑی تکلیف ہے اور جو پانی وہاں اکثر اوقات آتا ہے وہ صوبہ سرحد سے آتا ہے ۔ ایک تو وہاں پانی تھوڑا آتا ہے اور کبھی وہ چشمے سوکھ جاتے ہیں کیونکہ وہاں پر کچھ غلط قسم کے لوگ کچھ غلط کام کرتے ہیں تو اس طرح وہاں پانی کی تکلیف رہتی ہے ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر نے وقت کی گھنٹی بجائی)

**بابو محمد حنیف خان :** جناب والا ! مجھے اور وقت دیا جائے ۔

**مسٹر سپیکر :** ابھی ایک اور مقرر نے تقریر کرنا ہے ۔ آپ کے 19 منٹ ہو گئے ہیں اور میں ہر ممبر کو 10/10 منٹ فالتو نہیں دے سکتا ۔ یہ میری مجبوری ہے ۔ جی تو میرا بھی چاہتا ہے کہ ہر ایک معزز ممبر کو ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ بولنے دوں لیکن مجبوری ہے ۔

**بابو محمد حنیف خان :** جناب والا ! میں پانی کے متعلق عرض کر رہا تھا ۔ ہمیں پانی کی شدید تکلیف ہے ۔ اس کے لیے پہلے ایک سکیم بنائی گئی تھی کہ وہاں دریائے جہلم سے پانی پہنچایا جائے لیکن اس پر ابھی تک عمل نہیں ہوا اگر اجازت ہو تو میں صوبہ سرحد کے ایک ایم ۔ این ۔ اے ۔ کی تقریر کا کچھ حصہ پڑھ کر سنا دوں ۔ انہوں نے کہا کہ اگر دوسرے علاقوں سے صوبہ سرحد میں اشیاء خورد و نوش لے جانے کی پابندی نہ اٹھائی گئی تو ہم مری کے پانی کا سلسلہ کاٹ دیں گے ۔ ہمارا پانی کا دارومدار اسی پانی پر ہے جو صوبہ سرحد سے آتا ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے پانی کا مسئلہ war-footing پر deal کیا جائے اور ایک خاص سکیم تیار کی جائے تا کہ دریائے جہلم کا پانی مری کو مل سکے اور ہم اس مصیبت سے نجات حاصل کر سکیں ۔

جناب والا ! ایک مسئلہ وہاں پر یہ بھی ہے کہ وہاں قیمتی جنگلات کی تباہی ہو رہی ہے جو ہمارا قومی نقصان ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس لکڑی کو بطور ایندھن استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر ہمیں بجلی کے زیادہ سے زیادہ کنکشن مل سکیں اور گیس مل سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ قیمتی لکڑی جو بطور ایندھن استعمال ہو رہی ہے، وہ بچ سکتی ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جو بجلی کا پروگرام ہے اس میں مری کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جائے اس لیے کہ اگر دوسرے علاقوں میں بجلی دیر سے بھی پہنچے گی تو کوئی نقصان نہ ہو گا لیکن مری میں جتنی دیر ہو رہی ہے وہاں اتنا ہی قومی نقصان ہو رہا ہے۔

**مسٹر سپیکر :** صوفی نذیر محمد !

The time is extended by another twelve minutes.

**صوفی نذیر محمد** (سیالکوٹ - 6) : جناب سپیکر ! جہاں تک سالانہ بجٹ کا تعلق ہے یہ ایک بہترین بجٹ ہے لیکن میں نے اس میں ایک چیز دیکھی ہے کہ اس میں برابری کا خیال نہیں رکھا گیا۔ 1974-75ء میں جن مڈل سکولوں کو اپ گریڈ کرنا ہے اور ہائی سکول بنانے ہیں ان میں سے لاہور ڈویژن میں صرف ایک اور پنڈی ڈویژن میں چار رکھے گئے ہیں۔ اس بجٹ میں محکمہ ہائی ویز کے متعلق بھی رقم رکھی گئی ہے لیکن اس میں جتنے بھی منصوبے سڑکوں وغیرہ کے متعلق رکھے گئے ہیں یہ زیادہ تر ملتان کے لیے ہی نظر آتے ہیں۔ تو جناب ! اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ دوسرے علاقوں کا بھی خیال رکھا جائے۔

اب میں اپنے علاقے کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ تحصیل نارووال بارانی علاقہ ہے۔ وہاں اگر بارش نہ ہو تو فصلیں سوکھ جاتی ہیں اور اگر بارش ہو جائے تو وہاں سیلاب آ جاتا ہے اور اگر دھاندلی ہو تو وہ بھی اسی علاقے میں ہوتی ہے۔ اس لیے اس علاقہ کا خاص خیال رکھا جائے۔ کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ تحصیل نارووال میں چند ایکڑ زمین نہروں سے سیراب ہوتی ہے، باقی رقبہ بارانی ہے۔ اس لیے وہاں حکومت نے ٹیوب ویل لگائے ہیں۔ اگر وہاں اور ٹیوب ویل لگا دیے جائیں تو اس علاقے کی پانی کی مشکل حل ہو سکتی ہے۔ جہاں تک سیلاب کا تعلق ہے وہاں کے لوگ 15-16 سالوں سے شور مچا رہے ہیں کہ سیلاب پر کنٹرول کیا جائے۔ اس سلسلے میں نقشے تو ہر سال بنتے ہیں، مگر موقع پر کام نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس سلسلے میں ہم نے کئی بار گزارش کی ہے کہ وہاں محکمۂ نہر کا شعبہ انجینئرنگ ہر سال ہمیں نقشوں کا چکر دے کر ٹال دیتا ہے ۔ اس لیے ہم نے سابقہ وزیر جناب ڈاکٹر صاحب سے گزارش کی تھی اور وہ موقع پر گئے بھی تھے اور انہوں نے موقع بھی دیکھا تھا ۔ وہاں پر دو جگہیں ہیں ، ایک تو دیائے راوی کا تھوڑا سا حصہ ہے ۔ اگر اسے درست کر دیا جائے تو نارووال کے لوگوں کی یہ تکلیف ختم ہو سکتی ہے ۔ اور ایک نالہ بسنتر ہے ۔ اس میں چھوٹا سا ایک کنارہ ٹوٹا ہوا ہے اگر اس کی مرمت ہو جائے تو اس سے تحصیل نارووال میں فلڈ نہیں آ سکتا اور جو محکمہ سکیمیں بناتا ہے وہ جناب اتنی لمبی سکیمیں ہوتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ پچاس سال میں بھی پوری نہیں ہو سکتیں اور یہ جو سکیمیں ہم نے بنائی ہیں منسٹر صاحبان کو اور وٹو صاحب کو بھی موقع ہم نے دکھایا ہے ، میرا خیال ہے کہ چند ایک لاکھ میں ہی دونوں بند تعمیر ہو سکتے ہیں ۔

جہاں تک محکمۂ تعلیم کا تعلق ہے میں گزارش کروں گا کہ میرے علاقے کی آبادی تقریباً دو لاکھ ہے اور دو لاکھ کی آبادی کے لیے صرف تین ہائی سکول لڑکوں کے لیے اور ایک ہائی سکول لڑکیوں کے لیے ہے ۔ یہ بہت کم تعداد ہے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ تین ہائی سکول لڑکوں کے لیے اور کم از کم دو ہائی سکول لڑکیوں کے لیے میرے علاقے میں ہونے چاہئیں ۔ ایک کالج بھی علاقے میں ضرور ہونا چاہیے اور کالج کے متعلق میری عرض یہ ہے کہ جناب ملک معراج خالد صاحب ہمارے علاقے میں گئے اور جلسۂ عام میں انہوں نے اعلان کیا تھا ۔ ظفر وال میں کالج منظور کر دیا ہے اور ممتاز احمد کاہلوں صاحب جو اس وقت منسٹر تھے ۔ انہوں نے بھی جلسہ عام میں اعلان کیا تھا کہ ظفر وال میں ایک کالج منظور کر دیا گیا ہے ۔ ۔ ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں :** او یار اوس ویلے ووٹ لینے سن ۔

**صوفی نذر محمد :** لیکن آج تک وہاں کالج بنانے کا منصوبہ بھی نہیں بنایا گیا اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ایک کالج بھی ظفر وال میں ضرور ہونا چاہیے ۔

**وزیر تعلیم :** ایہہ سارے ممتاز صاحب دے وعدے نیں ۔

**صوفی نذر محمد :** جناب والا ! جہاں تک ہمارے علاقے کے عوام کے

لیے علاج معالجہ کا تعلق ہے ۔ صرف تین ڈسپنسریاں ہیں ۔ دو لاکھ کی آبادی کے لیے تین ڈسپنسریاں اور ان میں بھی اکثر بغیر ڈاکٹر اور بغیر دوائیوں کے چل رہی ہیں ، شاید ہی کسی ایک میں کوئی ڈاکٹر ہو ۔ مویشیوں کے لیے بھی صرف تین ڈسپنسریاں ہیں اور وہ بھی ایسے ہی چل رہی ہیں بغیر ڈاکٹروں کے اور بغیر دوائیوں کے ۔ جناب والا ! جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے ہمارے علاقے میں صرف 20 میل پختہ سڑک ہے دو لاکھ کی آبادی کے لیے سنا ہے کہ بڈ فوڈ پروگرام کے تحت قلعہ سوبھا سنگھ سنکھتر شاہ دری نور کوٹ چوبیس میل کی سڑک ہے اگر اس پر محکمہ ہائی ویز بجری اور تارکول ڈال دے تو یہ میرا خیال ہے اس علاقے کے عوام کے مفاد میں ہو گا ۔ جناب والا ! بجلی کے متعلق گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ کے 312 دیہات ہیں اور ان میں صرف 4 دیہات میں بجلی ہے اور باقی 308 دیہاتوں میں کوئی بجلی کی سہولت نہیں ہے اگر ہمارے علاقے میں بجلی پہنچائی جائے تو جو بارانی علاقہ ہے اس میں ٹیوب ویل لگا کر اپنی زمین کو سیراب کر سکتے ہیں ۔ شکریہ ۔

**مسٹر سپیکر :** کوئی اور فاضل ممبر تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔

**وزیر تعلیم :** مسٹر سپیکر خدا کے لیے ہم پر رحم کریں اور ہاؤس ملتوی فرما دیں ۔

**مسٹر سپیکر :** اب ایوان کی کارروائی 20 جون 1974ء آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 20 جون 1974ء بروز منگل آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

(جمعرات ۔ 20 جون 1974ء)

(پنجشنبہ ۔ 28 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

**تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

پ ۳ ــ رکوع ۱۱ ــ آیات ۲۵ تا ۲۷

پس اُس وقت لوگوں کا کیا حال ہوگا جب ہم اُن کو اس دن جمع کریں گے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور ہر نفس اپنے کاموں کا پورا بدلہ پائے گا اور ان پر (ذرا بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

تم کہو کہ اے بادشاہت کے مالک اللہ تو جس کو چاہے بادشاہت بخش دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## ملک فتح خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک فتح خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Due to un-avoidable circumstances, I was unable to attend Assembly Session on 14th and 17th June.

You are requested to kindly grant me leave for the said dates.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

---

## مسٹر محمد اشرف

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد اشرف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

جناب عالی ! گزارش ہے کہ بندہ 13-6-74 ، 14-6-74 کو بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ برائے مہربانی دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## خان غلام احمد خان وردیگ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست خان غلام احمد خان وردیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

جناب عالی ! بندہ بتاریخ 3-6-74 اور 7-6-74 بوجہ

علالت اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ۔ براہ
مہربانی مندرجہ ایام کی رخصت عنایت فرماویں ۔

**مسٹر سپیکر ۔** سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## مسئلہ استحقاق

### نشان زدہ سوال نمبر 5302 ملک کے غلط جواب کی فراہمی

**مسٹر سپیکر ۔** ایک تحریک ہے حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی ۔ حاجی صاحب اس کو پڑھیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان ۔** میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے سوال نمبر 5302 مندرجہ فہرست سوالات مورخہ 19 اپریل 1974 صفحہ نمبر 15 کی جزو (ب) کا جواب قطعی غلط دیا گیا ہے ۔ اور اس غلط اطلاع کی فراہمی کی بنا پر میرا اور اس ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے ۔

**مسٹر سپیکر ۔** حاجی صاحب تھوڑا سا اشارہ تو ہونا چاہیے اس غلطی کی طرف کہ اس غلطی کی نوعیت کیا ہے ۔ تاکہ میں اپنے آپ کو ذہنی طور پر اس بات کا قائل کر سکوں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان ۔** جناب والا ۔ بالکل درست ہے ۔ اس سوال کے جزو (ب) میں میں نے یہ پوچھا تھا کہ وہ صنعتی ادارہ جو کہ سیلاب کی وجہ سے متاثر ہوا اب وہ چالو ہے یا کہ بند ۔ تو انھوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ وہ کام کر رہا ہے حالانکہ وہ ادارہ قطعی طور پر بند ہے اور کھنڈر کی شکل میں وہاں پر موجود ہے ۔ اس کے کام کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے جب کہ اس میں مشینری اور بلڈنگ کا سات آٹھ لاکھ کا نقصان گورنمنٹ خود

تسلیم کر چکی ہے ۔ مگر اس کے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ وہ کام کر رہا ہے ۔ اس سے بڑھ کر میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی لاعلمی کیا ہوگی ۔ کہ ایک واقعہ جو کہ حقیقت میں موجود ہے اس کا جواب اس شکل میں دیا گیا ہے ۔ اسی لیے میں نے جزو کا حوالہ دیا تھا ۔

**Mr. Speaker** : It is referred to the Committee on Privilages. The report to come within a month.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ شکریہ ۔ جناب والا ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میزانیہ پر تقاریر کے لیے وقت کا تعین ہو گیا ہے کیا ؟

**مسٹر سپیکر** ۔ ہاں ۔

Leader of the parties and Ministers 25 minutes.
Members ..... 15 minutes.

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1974-75

## بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

**مسٹر سپیکر** ۔ سردار امجد حمید دستی ۔

**سردار امجد حمید خان دستی** (مظفر گڑھ ۔ 1) ۔ جناب والا ۔ میں کچھ معروضات بجٹ کے ضمن میں پیش کرنے سے پہلے اس کا پس منظر بیان کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں ۔ اس لیئے اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کو تین فقروں میں بند کر دیا گیا ہے اور وہ منشور یہ تھا کہ ہمارا مذہب اسلام ۔ ہماری معیشت سوشلزم ۔ ہماری سیاست جمہوریت ۔ جناب والا ۔ میں سب سے پہلے منشور کے اس حصہ پر اس ہاؤس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جو کہ جمہوریت سے متعلق ہے اور جو سیاست سے متعلق ہے ۔ جناب والا ۔ جس وقت گزشتہ انتخابات عمل میں آئے اور اس منشور کا نعرہ بلند ہوا کہ ہمارا مذہب اسلام ۔ ہماری معیشت سوشلزم اور ہماری سیاست جمہوریت ہے ۔ یہ نعرہ اس قدر بلند ہوا اور اس

قدر مقبول ہوا کیونکہ یہ ایک نئی قسم کا نعرہ تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی تلوار جب چلی تو یہ مولی گاجر کی طرح سے کاٹتی ہوئی چلی گئی اور پنجاب کے حصوں پر اکثر و بیشتر مسلط ہوئی ۔ خیال یہ تھا کہ جس پارٹی کا منشور ایسا ہو جس کی بنیاد سیاست اور جمہوریت پر مبنی ہو ۔ وہ 1958ء کے بعد اس ملک پر مسلط ہونے کے بعد اس قسم کی جمہوریت لانے کے لئے عوام میں سے ہر آدمی یہ سمجھتا ہوگا کہ میرا اس حکومت میں حصہ ہو گا ۔ میری آواز اور جو کچھ میرا نکتہ نظر ہو گا وہ میرے نمائندے اوپر کے وزراء تک پہنچائیں گے اور ہماری ہر جگہ پر شنوائی ہوگی ۔ لیکن جناب والا۔ ہوا یہ کہ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو آگے بڑھے اور اختیارات ان کے سپرد ہوئے ۔ تو ایک unprecedented قسم کا ۔ ایک بے مثال قسم کا دور شروع ہوا اور وہ دور یہ تھا ۔ کہ باوجود اس کے کہ اس وقت منتخب نمائندے موجود تھے ۔ مارشل لاء مسلط رکھا گیا اور پھر بار بار کے مطالبات کے باوجود اسے کافی عرصہ تک مسلط رکھا گیا ہے اور مارشل لاء کے ذریعہ حکومت کی ان انتخابات کے بعد خدا خدا کر کے مارشل لاء ختم ہوا تو ایمرجینسی کا دور شروع ہوا اور خدا خدا کر کے ایمرجینسی ختم ہوئی ۔ اور جب اسمبلیوں نے کام کرنا شروع کر دیا تو عنان حکومت ایک ایسے شخص کے سپرد ہوئی ۔ جو کہ اس قدر مطلق العنان تھا ۔ اور وہ اس قدر اختیارات سے مسلح تھا کہ کسی بادشاہ کو بھی یہ اختیارات نصیب نہ ہوئے ہوں گے ۔ اس مطلق العنان شخصیت کے دور میں نہ کسی وزیر کی کوئی حیثیت تھی اور نہ کسی ممبر کی کوئی وقعت تھی ۔ میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کروں گا ۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا اور یہ حق بات ہے میرے سامنے بیٹھنے والے حضرات بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس وقت وزراء اور ممبر صاحبان کی پوزیشن ایک چپڑاسی کی سی بھی نہیں تھی اور اس وقت صوبے کے تمام اختیارات ایک ہی شخص میں مرکوز ہو کر رہ گئے تھے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی ایک مثال جو میں دیتا ہوں اور اس کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے ۔ اور سابق وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد موجود ہیں ۔ آپ ان سے اس کی تصدیق کرا سکتے ہیں اور اس وقت کسی ممبر کو اس میں شک کی گنجائش ہو ۔ تو جناب سپیکر ۔ اس وقت وزراء کی پلکہ

چیف منسٹر کی یہ حالت تھی کہ چیف منسٹر صاحب نے ایک حکم جاری کیا ۔ اس حکم کو اگر تو ایک مطلق العنان بادشاہ ۔ جناب گورنر مسترد کر دیتے تو بھی کوئی بات تھی ۔ پھر بھی ایسے شکوے کی بات نہیں تھی کہ تمام تر اختیارات اس ایک شخص میں مرکوز تھے ۔ لیکن ہوا یہ جناب والا ۔ کہ اس مطلق العنان بادشاہ کی بجائے اس صوبہ کے چیف منسٹر کے احکامات کو ایک آئی ۔ جی ۔ پولیس نے مسترد کر دیا اور اپنے لئے احکامات جاری کر دیئے اس سلسلہ میں میں نے جناب سپیکر ۔ آپ کو ایک adjournment motion بھی پیش کی تھی ۔ آپ کو یاد ہوگا ۔ جس کو جناب والا ۔ نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا تھا کہ یہ معاملہ sub-Judice ہے ۔

وہ چونکہ آپ یہ سمجھتے تھے اور ہم نے بھی سرتسلیم خم کیا ۔ اس لئے کہ آپ کا یہ حکم ہے اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ قواعد کے مطابق یہ زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ تو میں اس معاملے کو زیر بحث نہ لا سکا ۔ آج میں اسی فلور پر آپ کے سامنے یہ بتا رہا ہوں کہ یہ واقعات بھی آتے رہے ہیں کہ اس بد قسمت صوبہ میں نہ وزراء کی کوئی وقعت تھی نہ چیف منسٹر کی اور نہ ممبران کی کوئی وقعت تھی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمہوریت کی مٹی اس قدر پلید ہوئی کہ دن دہاڑے اس ملک کے محب وطن لیڈران پر حملے کئے گئے ۔ ان کو قتل کیا گیا ۔ ڈاکٹر نذیر احمد ' خواجہ رفیق احمد جیسے قتل کئے گئے لیکن ان کے متعلق آج تک کوئی پتا نہیں چلا ۔ پھر یہ لیڈران کے قتل و غارت کا معاملہ ختم نہیں ہوا بلکہ لیڈران کو مبینہ تحریک کے سلسلے میں جیلوں میں ٹھونس دیا گیا کبھی D.P.R. کے بہانے کبھی دفعہ 144 کے تحت اور کبھی کسی ذریعے اور جو ناروا سلوک ان کے ساتھ جیل کی کوٹھڑیوں میں ہوا ۔ اس کے شاہد اس ملک کے اخبارات ہیں کہ وہ وحشت ۔ درندگی اور انسانیت سوز دور کا آغاز ہوا کہ چنگیز اور ہلاکو کی یادیں ختم ہو گئیں اور ایک نئی قسم کے ظلم و ستم کی داغ بیل ڈالی گئی کہ اپنے مخالفین کو برف کی سلوں پر لٹایا جائے ۔ ان کو ننگا کر کے پیٹا جائے اور جس قدر ظلم و ستم ہو سکے ان کے ساتھ کیا جائے ۔ جیسے وہ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں جیسے وہ بھارت سے آئے ہوئے سراغ لگانے والے کوئی جاسوس ہیں ۔ جن کے ساتھ اس قسم کا سلوک روا رکھا گیا ۔ اس ضمن میں میاں طفیل محمد صاحب جماعت اسلامی کے تھے ۔ ملک قاسم صاحب

اور ہماری اپنی جماعت کے جناب حمزہ صاحب تھے اور عبدالرشید قریشی اور ملتان کے چیمبر آف کامرس کے صدر جناب خواجہ عبدالغفور (مرحوم ومغفور) جن کے ساتھ اس قدر مظالم روا رکھے گئے کہ ملک قاسم صاحب کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ۔ جناب حمزہ صاحب کی ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہی اور خواجہ عبدالغفور کے ساتھ اس قدر ظلم کیا گیا کہ وہ جیل سے نکلتے ہی عارضہ قلب میں مبتلا ہو گئے اور پھر ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہو گئے ۔ تو یہ جمہوریت کی نشانی ہے ۔ یہ سیاست ہماری جمہوریت ہے جس کا ایک نمونہ اس صوبہ میں پیش کیا گیا ۔ مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کے توسط سے اپنے سامنے بیٹھنے والے معزز بھائیوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ میرے ساتھ اتفاق کریں گے خاموشی میں بھی کہ یہ دور اس قدر بربریت اور درندگی کا تھا کہ اس کی مثال کبھی نہیں ملتی اور یہ منشور کی قطعی خلاف ورزی تھی ۔ جناب والا ۔ صروف تقریر پر پابندی رکھنے پر قناعت نہ کی بلکہ تحریر پر بھی پابندیاں عائد کر دی گئیں اور اس قسم کی پابندیاں عائد کر دی گئیں اور لالچ اور خوف سے اس قدر مرعوب کیا گیا ۔ اس قدر دبایا گیا اور term coin کی گئی ۔ وہ term ہے press advice کی اس press advice کے ذریعے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ اخبارات کو یہ مشورے دیتا تھا کہ اس قسم کی خبر دو اور اس قسم کی خبر نہ دو ۔ اگر مخالفوں کے ساتھ کوئی تشدد ہوا ہے ۔ کوئی ناجائز اور خلاف قانون بات ہوئی ہے تو اس کی مشتہری نہ کرو ۔ یہ پریس کے ساتھ سلوک ہوا ۔ اگر پریس کے اخبارات نے تھوڑی سی اپنی دیانتداری اور غیر جانبداری کا ثبوت دینے کی کوشش کی تو پھر سرکاری اشتہارات کے ذریعے ان کو سزا دی گئی ۔ خاص طور پر اس کا ہدف جسارت ۔ نوائے وقت ۔ وفاق اور جمہور بنے رہے اور جتنے اشتہارات پریس ٹرسٹ کے باقی اخبارات کو دیئے جاتے تھے ۔ ان سے آدھے سے بھی کم ان اخبارات کو دیئے جاتے تھے میں سمجھتا ہوں کہ "جسارت" کو قطعی طور پر کوئی سرکاری اشتہار دینا منظور نہیں کیا ۔ یہ اخبارات کی حالت تھی ۔

اس ضمن میں میں اس مطلق العنان بادشاہ وقت کے متعلق عرض کرونگا کہ جس کی خاص طور پر ہدایت کے پیش نظر مظفر گڑھ کا ضلع ریاست کے اندر ایک ریاست بنی ہوئی تھی ۔ جہاں ایک حکومت کے اندر ایک اور حکومت

تھی ربوہ قسم کی کہہ لیں ۔ Vatican کہہ لیں ۔ جہاں کوئی قانون نہیں تھا اگر قانون تھا تو اس مطلق العنان بادشاہ کے بھائیوں کا تھا ۔ پیپلز پارٹی کے چیئرمین کا تھا ۔ نہ کسی مجسٹریٹ کی کوئی وقعت تھی نہ کسی ایڈمنسٹریشن کے افسر کی کوئی وقعت تھی کہ اپنی دانست کے مطابق اپنی discretion کے مطابق کوئی فیصلہ کر سکے جناب والا ۔ سروسز کو اس قدر دہشت زدہ کر دیا گیا کہ ہزاروں کی تعداد میں ان کے آدمی نکال دیئے گئے ۔ ان میں یہ تاثر پیدا کر دیا گیا کہ وہ اپنے ایک حاکم کے نجی ملازم ہیں اور اس کے بعد جب یہ ان میں تاثر پیدا ہو گیا ۔ تو اس کے بعد سرکاری ملازمین کو یہ جرات نہ ہوئی کہ ایک شخص کی مرضی کے خلاف اس ملک میں کوئی بات کرسکیں۔ ہم تو نشانہ ستم تھے ہی ہم تو بہت مدت سے یہ مصیبتیں جھیلتے آئے تھے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں مسٹر سپیکر کے ذریعے ان ممبران سے کہ کیا یہ درست نہیں ہے کہ آپ کی پارٹی کے ممبران نے جب کبھی تھوڑی سی اس ہاؤس میں حق کی بات کہنے کی جرأت کی تو ان کو کس طرح رگیدا گیا اور کسطرح روندا گیا ۔ ان کی جائیداد کس طرح تباہ و برباد کی گئی ۔ اور اس طرح سے ان کے ساتھ سلوک کیا گیا ۔ جیسے وہ انسان نہیں بلکہ جانور ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ تو منشور کے مطابق اس پارٹی کی سیاست تھی۔

جناب والا ۔ جہاں تک معیشت کی حالت کا تعلق ہے وہ یہ کہ آئے دن مہنگائی زوروں پر ہے اور جو دن گزرتا ہے اس میں اضافہ ہوتا ہے ۔ کمی نہیں ہوتی ۔ بے روزگاری بڑھتی جا رہی ہے ہمیں جو یہ مژدہ جانفزا سنایا گیا تھا کہ جب یہ ضروریات زندگی کی چیزیں نیشنلائز ہو جائیں گی قومی تحویل میں لے لی جائیں تو پھر یہاں اس قدر ضروریات زندگی کی افراط ہو گی کہ لوگ خود بخود تھک جائیں گے ۔ ان کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی اور یہ اس قدر افراط کی نگری ہوگی کہ کسی کو کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا ۔ لیکن ہوا یہ جناب والا ۔ صرف ایک گھی کی مثال لے لیجئے کہ آئے دن سیناؤں میں اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے مشتہری ہوتی تھی ڈالڈا کے متعلق ۔ اور باقی گھی کی جو اجناس ہیں ان کی مشتہری ہوتی تھی ۔ اس قدر وافر پیداوار تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ گاہک پیدا ہوں ان میں یہ اشتیاق تھا کہ ان کے گھی کی قسم دوسرے گھی کی اقسام سے زیادہ بہتر ہو تا کہ گاہک آ کر

ان کا گھی خریدیں ۔ ان کا گھی سٹور میں پڑا پڑا سڑ گل نہ جائے ۔ جناب سپیکر ۔ میں وزراء اور ممبر صاحبان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ نیشنلائز ہونے کے بعد گھی نظر نہیں آتا ۔ ممبران کا منہ بند کرنے کے لئے انکو چینی اور گھی کے پرمٹ دئے جاتے ہیں لیکن جب وہ اپنے اپنے گھروں میں جاتے ہیں تو حالت یہ ہوتی ہے کہ وہاں نہ انکو گھی کا قطرہ ملتا ہے اور نہ ان کو کھانڈ ملتی ہے سوائے اس کے کہ بھیک منگوں کی طرح قطاروں میں کھڑے رہیں ۔ ضروریات زندگی کے حصول کے لئے پیسے بھی دیں اور سارا سارا دن وہاں کھڑے بھی رہیں ۔ یہ حالات ہیں ۔ جب ہم واپس جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے جسے ہر ممبر اتفاق کرنے سے گریز نہیں کرے گا اور میری ہاں میں ہاں ملائے گا ۔

جناب والا ۔ جہاں تک زرعی پیداوار کا تعلق ہے اس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ bumper crop ہے اور یہ خبر سنائی گئی کہ 18 لاکھ ٹن گورنمنٹ خرید کرے گی ۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ پانچ لاکھ نہیں خرید سکتے اس لئے کہ گندم اس صوبے میں آدھی نہیں رہی کیونکہ کھاد کی کمی ہے اس کے نرخ بڑھ گئے ۔ دوسرے پانی کی کمی مسلسل ایک مصیبت بنی ہوئی ہے اور سندھ کے محکمہ انہار کے حاکم پانی کے ہیڈ ورکس پر بیٹھے ہیں ۔ لاکھ بہانے بناتے رہے کہ دریائے سندھ اور چناب میں پانی نہ رہا اسی لئے حصہ تھوڑا مل رہا ہے لیکن وہ حصہ پورا لیتے ہیں اور لیتے رہیں گے ۔ اگر مصیبت پڑتی ہے تو اس صوبے پر پڑتی ہے ۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قدرت کی طرف سے سزا مل رہی ہے ۔ یہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں نہیں ہے اور خاص طور پر ضلع مظفر گڑھ میں پانی کی کمی ہے ۔ پانی کے سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ باقی سکیموں میں چھ کیوسک پانی فی ہزار ایکڑ دیا جاتا ہے ۔ میں نے جناب وٹو صاحب کی توجہ دلائی ہے پنجاب کے باقی حصوں میں پانی کی کمی ہے یہ مانتا ہوں لیکن وہاں فی ہزار ایکڑ 1.46 کیوسک پانی دیا جا رہا ہے ۔ تھل کے علاقہ میں لوگوں نے بے شمار رقوم صرف کی تھیں ۔ صرف اس کو آباد کرنے کے لئے ۔ جب اس کو آباد کیا تو ٹی ۔ ڈی ۔ اے نے زمین آباد کرنے کے عوض میں 3/4 حصہ مالک سے لے لیا کہ اس زمین کے بدلے میں وہ سارا سال پانی کی امداد دیں گے ۔ لیکن وہ تمام سال پانی ملنا تو کجا

گرمیوں میں یہ حالت ہے کہ پندرہ دن کی بندی ہوتی ہے ۔ اگر وٹو صاحب ہوتے تو محکمہ سے پوچھتے کیونکہ وہ ہماری بات ماننے کے لئے تیار نہیں ۔ سینئر وزیر صاحب نوٹ فرمالیں کہ وہاں یہ حالت ہے کہ 1.3 کیوسک پانی دیا جا رہا ہے ۔ پندرہ دن تک تھل کی نہریں بند رہتی ہیں اور صرف ایک ہفتہ کے لئے چلتی ہیں ۔ اس علاقہ میں جو وعدہ کیا گیا تھا کہ ایک دن بھی نہر کا پانی بند نہیں ہوگا ۔ یہ بد قسمت علاقہ جس کا تعلق سندھ اور پنجاب کے معاہدے سے نہیں ہے ۔ اس کا پانی کالا باغ ہیڈ ورکس سے آتا ہے اس کا تعلق تونسہ بیراج ، چشمہ بیراج سے ہے اس کا تھل کی نہروں سے تعلق نہیں ہے اور یہ حیرانی کی نہیں بلکہ شرمناک بات ہے کہ تھل کی نہریں جن کا معاہدے سے کوئی تعلق نہیں ہے وہاں پانی وافر مل سکتا ہے لیکن وہاں پانی نہیں دیا جاتا ہے اور سب سے کم پانی اس علاقہ کو دیا جاتا ہے جہاں آدھا پانی ریت جذب کر لیتی ہے جناب والا ۔ اب جہاں میں سکونت پذیر ہوں یعنی مظفر گڑھ تحصیل میں وہاں رنگ پور کینال ہے ۔ اس سے 15 میل آگے دریا عبور کر کے ملتان کے ضلع میں مظفر آباد کینال non-perennial ہے دونوں نہروں میں ایک ہی مقدار میں پانی دیا جاتا ہے ۔ گرمی کے دنوں میں متواتر دیا جاتا ہے ۔ فل سپلائی دی جاتی تھی جو ریکارڈ سے ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن اب یہ حالات ہیں کہ مظفر گڑھ دریا کو جب لوگ بسوں سے عبور کرتے ہیں تو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ مظفر آباد کینال فل سپلائی سے بہہ رہی ہے لیکن رنگ پور کینال کی یہ حالت ہے کہ وہاں گھٹنے گھٹنے پانی ہے اور ندی نالوں کی یہ حالت ہے کہ وہاں پانی جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ یہ حالت معیشت کی ہے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک صنعتی پیداوار کا تعلق ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ جس جس چیز پر آپ کا magic wand لگتا ہے ۔ جہاں جہاں ہاتھ پڑتا جاتا ہے خدا کے فضل سے وہ چیز ناپید ہوتی جاتی ہے اور اس تجربے کے بعد بھی آپ کی یہ حکومت اس بات سے باز نہیں آتی۔ وہ جس چیز کو قومی تحویل میں لیتے ہیں، وہ چیز ناپید ہو جاتی ہے جہاں تک ان صنعتوں کی ایڈمنسٹریشن کا تعلق ہے اس کی یہ حالت ہے کہ ''اتفاق'' میں یہ حالت ہے کہ بنکوں سے قرضہ لے کر اس کارخانے کو چلایا جا رہا ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ

جن لوگوں کو سرکاری ملازمت سے متعین کیا ہے انہیں کوئی ذاتی تجربہ نہیں ہے - پھر یہ جو مالک اور مزدور کا چکر چلا ہے اور مزارع اور زمیندار کے درمیان جو تنازعہ چلا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آئے دن ہڑتالیں ہوتی ہیں - آئے دن تالہ بندی ہوتی ہے - اس وجہ سے پیداوار میں دھچکہ لگتا ہے - جہاں تک پرائیویٹ سیکٹر کا تعلق ہے وہ تو قطعی طور پر مایوس اور نا امید ہو چکے ہیں - اس کے آگے بڑھنے کی کوئی امید نہیں ہے -

جہاں تک اس منشور کا تعلق ہے کہ ہمارا مذہب اسلام ہے اس کے متعلق عرض کروں گا کہ زبان سے کچھ کہتے ہیں اور ہمیں یہ خوشخبری اور لوریاں دیتے ہیں کہ آئین میں تو یہ موجود ہے - ہم تو ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور آئین میں اس کو محفوظ کر دیا گیا ہے یہ ہمارا جزو ایمان ہے لیکن اس کے باوجود سارے ملک میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر کے بعد ہڑتال ہوئی اور ایسی ہڑتال ہوئی کہ اس سے پیشتر کبھی بھی اس ملک میں نہیں ہوئی تھی - آج کی خبروں میں یہ آیا ہے کہ فرنٹیر کی اسمبلی نے با اتفاق رائے یہ منظور کر دیا ہے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے - میں کہتا ہوں آپ کا منشور تو یہ تھا کہ مذہب ہمارا اسلام معیشت ہماری سوشلزم اور سیاست ہماری جمہوریت ہے تو وہ کہاں گئی ہے آپ دیر کیوں کر رہے ہیں - یہ تو عوام کا مطالبہ ہے یہ واقعہ حزب اختلاف نے پیدا نہیں کیا ہے - یہ خود بخود پیدا ہوا ہے - بجائے اس کے کہ جن لوگوں نے فساد کیا ہے ان کو اپ جیلوں میں ٹھونستے - آپ نے محب وطن لوگوں کو اور علما کو بلا کسی وجہ اور قصور کے جیلوں میں ٹھونس رکھا ہے - جناب والا - میں اب تھوڑا سا اپنے علاقائی مسائل کی طرف آتا ہوں آپ تھوڑی سی اجازت دیجئے -

**مسٹر سپیکر** - میرے لئے یہ بڑی مشکل ہو جائے گی - میں نے دو مرتبہ گھنٹی بجائی ہے اگر میں ہر ممبر کو دس دس منٹ زیادہ دینے لگوں -

**سردار امجد حمید خان دستی** - جناب والا - ایک اچھی بات مطلق العنان بادشاہ نے میری گذارش پر کی تھی کہ انہوں نے ایک گرلز کالج کا اجرا کرا دیا تھا لیکن گرلز کالج کی حالت یہ ہے کہ باوجود اس بات کے کہ ایک سال کا عرصہ

ہوگیا ہے وہاں اردو ۔ انگریزی ۔ حساب ۔ فزکس ۔ اور دوسرے مضامین کا کوئی لیکچرار نہیں ۔ میں آپ کے ذریعے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ امتحان کس بات کا دیں گی اور کیا آئندہ سال لڑکیاں وہاں داخلہ لیں گی ۔ ہمارے وزیر تعلیم نہایت شریف اور سینئر وزیر ہیں میں ان کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں ۔ اور انہوں نے اس ضمن میں پوری کوشش کرنے کا وعدہ کیا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بے بس اور مجبور ہیں ۔ نیچے کا عملہ ان کو بات سننے کے لیے تیار نہیں ۔ تو جب تک وہ سختی سے کام نہیں لیں گے اس ضمن میں تب تک کبھی اس کالج میں لیکچرارز اور استادوں کی تعداد پوری نہیں ہوگی ۔ جہاں تک سروسز کا تعلق ہے ۔ ان کو ضلع کی آبادی کے مطابق قطعاً کوئی مقام نہیں دیا جاتا اور ان کے حصے کے مطابق کبھی کوئی کسی قسم کی ملازمت کسی محکمہ میں نہیں دی جاتی ۔

جہاں تک لاء ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے وہاں پی ۔ پی تو لگے لیکن نہ ایڈیشنل پی ۔ پی اور نہ ہی پی ۔ پی کبھی ہمارے ضلع سے لیا گیا ۔ وہاں چار ۔ چار ۔ چھ ۔ چھ مہینے کے تجربے کے لوگ بھیجے جاتے ہیں ۔ چھوکرے ۔ جو لوگ تین ۔ تین اور چار چار سال کی پریکٹس کر چکے ہیں اور جنہوں نے وہاں کام کیا ہے انہیں وہاں نہیں لگایا جاتا ۔ تو اس قسم کو وہاں محرومیاں اور واقعات ہیں جن کا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر صاحبان کو خاص طور پر نوٹس لینا چاہیے تھے۔ ہندو کے وقت میں بھی یہ مسلم اکثریت کا علاقہ تھا وہ انہیں فیل کرنا چاہتے تھے۔ میں وزیر صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو اور زیادہ ذلیل کیا جائے۔ کیا ہم کسی غیر مذہب کے لوگ ہیں ۔ کیا اس صوبے کی ترقی میں ہمارا حق نہیں ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کا موقع دیا ۔

**مسٹر سپیکر :** حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان ۔** جناب والا ۔ ویسے تو ہم سب جناب کے ممنون ہیں کہ اس دفعہ بجٹ میں جو شیڈول بنایا گیا ہے وہ بہت ہی liberal ہے اور پھر بحث کے لئے چار دنوں کی بجائے چھ دن رکھے گئے ہیں ۔ اس کے لیے بھی ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ حتی الوسع آپ زیادہ وقت دیتے ہیں مگر اس کے باوجود ممبران کی تعداد اتنی ہے کہ جناب کے بس کی بات نہیں کہ اتنے ممبران کی مرضی کے مطابق وقت allocate کر سکیں ۔ قومی اسمبلی نے

پہلے دس دن بحث کے لیے رکھے تھے ۔ اس کے بعد انہیں مجبوراً گیارہ دن رکھنے پڑے حالانکہ وہاں ممبران کی تعداد کم ہے اور اس اسمبلی کے ممبران کی تعداد 186 ہے اگر قائم مقام قائد ایوان اتفاق فرمائیں تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس ایوان کی کارروائی کے لیے ہفتے کا دن بڑھا دیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ ممبران کو بحث میں حصہ لینے کا موقع مل سکے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی صاحب ۔ اس کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ بات یہ ہے کہ قومی اسمبلی 10 گھنٹے اجلاس کرتی ہے اور ایک گھنٹہ الٹرول کا نکال کر باقی 9 گھنٹے کام کرتی ہے حالانکہ 8 گھنٹے normal working day ہوتا ہے ۔ تو انہوں نے ایک دن بڑھایا ہے ۔ ہم پانچ گھنٹے کام کرتے ہیں تو ہم اپنا وقت دو گھنٹے روزانہ کیوں نہیں بڑھا سکتے ۔ تو بجائے اس کے کہ ہفتے کا دن بڑھایا جائے آپ 8 گھنٹے روزانہ کام کریں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جناب والا ۔ قومی اسمبلی کے روزانہ دو اجلاس ہو رہے ہیں ۔ آپ بھی دو اجلاس کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ہاں ۔ ہاں ۔ اور وہ روزانہ 9 گھنٹے کام کرتے ہیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ تو پھر وقت بڑھا دیا جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ 15 منٹ فی ممبر کے حساب سے بھی جب تک دو سیشن نہیں ہوں گے وقت پورا نہیں ہو گا ۔ 15 منٹ کے حساب سے بھی ہمارے 90 سے زیادہ ممبر حصہ نہیں لے سکتے کیونکہ بحث میں حصہ لینے والوں کی تعداد 120 کے قریب ہے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ یا تو وقت بڑھایا جائے یا دن بڑھایا جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تو آج شام کا اجلاس چھ بجے ہو گا ۔ کل بھی ہو گا اور اس سے اگلے دن بھی ہو گا ۔

**میاں خورشید انور** ۔ جناب سپیکر ۔ جناب کی اجازت سے میں عرض کرتا ہوں کہ صوبہ سرحد کی اسمبلی نے مرزائیوں کے متعلق قرارداد پاس کر دی ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ اس معزز ایوان کے بہت سے ارکان نے اس سلسلہ میں نوٹس دے رکھے ہیں چونکہ غیر سرکاری کام کے لیے دن مقرر نہیں ہوا ۔ ویسے

پچھلے سال ریزولیوشن دئے گئے تھے تو ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بھی اپنے صوبے کے عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے ۔ مرکزی حکومت کو سفارش کرنے کے لیے آج کوئی ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس کرکے ارسال کریں ۔

**وزیر قانون** ۔ جناب والا ۔ میری حاجی صاحب سے بات ہو چکی ہے ۔ 11 بجے ہماری میٹنگ ہو رہی ہے اس کے بعد ہم عرض کریں گے ۔

**حافظ علی اسد اللہ** ۔ جناب ۔ اس کے لیے کوئی دن مقرر کر دیا جائے۔

**میاں خورشید انور** ۔ اس کے لیے کسی بحث کی ضرورت نہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ شیخ محمد انور ۔

**شیخ محمد انور** ۔ (راولپنڈی ۔ 3) جناب سپیکر ۔ صوبہ پنجاب کے بجٹ کے متعلق benches treasury اور اپوزیشن کی طرف سے اس کے محاسن اور مصائب پر سیر حاصل بحث کی جا چکی ہے ۔ صوبے کے عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہ لگا کر ایک بار پھر یہ یقین دلایا گیا ہے کہ صوبائی حکومت اپنے عزائم کی طرف رواں دواں ہے جس کی جانب اس حکومت یا اس پارٹی نے لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا ۔ صوبہ پنجاب کو یہ متوازن اور عمدہ بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بجٹ تقریر کی طفیل میرے لیے یہ بھی نہایت لازمی ہے کہ میں اپنے حلقہ انتخاب کے محنت کش عوام اور تقریباً نصف لاکھ مزدوروں کے مسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں ۔ جناب والا ۔ سب سے عظیم ادارہ میرے حلقہ انتخاب میں پاکستان آرڈنس فیکٹری ہے ۔ جس کے لیے ہر سال کم از کم نصف ارب روپیہ بجٹ میں مختص کیا جاتا ہے ۔ جہاں پر تقریباً 30 ہزار مزدور اپنے مسائل کے حل کے لیے مختلف وزارتوں اور محکموں کا چکر کاٹتے رہتے ہیں ۔ اس کے علاوہ وہاں پر افسر شاہی یا technocrats اس وقت سے لے کر آج تک موجود ہیں ۔ جب سے یہ فیکٹری قائم کی گئی ۔ ہمیں افسوس ہے کہ سارے ملک میں افسر شاہی کی تطہیر کی گئی لیکن پاکستان آرڈنس فیکٹری واحد ادارہ ہے ۔ جہاں پر ایسے لوگوں کا محاسبہ نہیں کیا جا سکا ۔ 1972ء کے اوائل میں پرائم منسٹر نے ایک ہائی پاور کمیٹی قائم کی تھی مگر ابھی تک اس

کی سفارشات پر عمل درآمد نہیں ہو سکا ۔ جناب والا ۔ پاکستان آرڈننس فیکٹری میں ہمارے ہزاروں محنت کش مزدوروں کے دو بڑے اہم مسائل ہیں ۔ سب سے بڑا اہم مسئلہ وہاں پر ڈیری فارمنگ کے نہ ہونے کا ہے ۔ وہاں پر سینکڑوں ایکڑ زمین کنٹونمنٹ میں ڈیری فارمنگ کے لیے الاٹ کی گئی مگر آج تک اسے استعمال نہیں کیا گیا ۔ میری گزارش ہے کہ صوبائی حکومت یا تو خود اس زمین کو نئے ڈیری اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کے تحت استعمال کرے یا کم از کم منسٹری آف ڈیفنس کو اس بارے میں آمادہ کرے تاکہ وہاں کے ہزاروں محنت کش عوام اور مزدوروں کو ڈیری فارمنگ کی سہولت مہیا کی جائے ۔

جناب والا ۔ وہاں پر اکثر لوگ جو مکین ہیں ان میں وہ لوگ ہیں جو ہندوستان سے ہجرت کرکے آئے ہیں لیکن یہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ وہ لوگ جب وہاں سے ریٹائر ہوتے ہیں تو ان کی رہائش کے لیے کوئی بندوبست نہیں ہوتا ۔ حکومت نے جہاں دیگر صنعتی علاقوں یا شہروں میں ان سہولتوں کا اہتمام کیا ہے وہاں ابھی تک اس قسم کی کسی سہولت کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ میری گزارش ہے کہ حکومت اس مسئلے پر فوری توجہ دے ۔ اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ واہ فیکٹری سے متعلق ہے کہ آج تک ہمارا کوئی چیف منسٹر اور لیبر منسٹر اس ادارے میں نہیں گیا ۔ یہ نہایت افسوس ناک بات ہے کہ جس بے حسی اور لاپروائی کا ثبوت ہمارے ان لوگوں نے دیا ہے اس کی بنا پر ہمارے وہاں کے مزدور جو ہیں وہ ہماری حکومت کے اس رویے سے نالاں ہیں ۔

جناب والا ۔ میرے حلقے میں مالکان اور مزارعین کے درمیان ایک اہم مسئلہ اشتمال اراضی کا ہے ۔ میرے حلقہ میں واہ یونین کونسل کے دو تین دیہات بالخصوص جو پہلے ضلع کیمبل پور میں شامل تھے اور پاکستان آرڈیننس واہ فیکٹری بننے کے بعد ان کو راولپنڈی ضلع میں شامل کیا گیا ۔ کیمبل پور میں اشتمال اراضی جب کیا گیا اس کے نتائج کو اور جن نتائج سے وہاں کے مزارعین اور چھوٹے کاشتکار شکار ہوئے ان کی روشنی میں ہمارے لوگوں نے اشتمال اراضی کے خلاف اپنی آواز بلند کی ہے مگر یہ نہایت افسوس ناک بات ہے کہ گاہے گاہے جاگیرداروں اور مالکان کے ایماء پر وہاں کے مزارعین کو تنگ کیا جاتا ہے اور ان کو اشتمال اراضی کے لیے مجبور کیا جاتا ہے ۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مختلف اوقات میں ہم نے اس وقت کے جو حضرات وزیر تھے

جناب کاہلوں صاحب ، جناب کاردار صاحب اور اب رانا اقبال صاحب کو میں نے ان لوگوں کی طرف سے ایک عرضداشت دی ہے لیکن وہ آرڈر جب چلے جاتے ہیں تو اس وقت معاملہ کچھ رک جاتا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ اشتمال اراضی کا سلسلہ وہاں کے عوام کی خواہشات کے خلاف نہیں ہونا چاہیے اور اس بیہودگی کو ختم کیا جائے ۔

جناب والا ۔ ایک اور مسئلہ میرے حلقہ میں ریت بجری اور روڑی اور پتھر نکالنے کی لیزز کا ہے یہ بدعت اور عام بیماری مرحوم ایوب خان کے وقت سے شروع ہوئی ۔ مختلف river belts پر مختلف لوگوں کو لیزز ٹھیکے یا پٹے پر دی گئیں ۔ اس میں صورت حال یہ ہے کہ حکومت کو جہاں ایک طرف تقریباً چار یا آٹھ آنے ٹن ادا کیا جاتا ہے وہاں جن لوگوں کے ہاتھ یہ مال فروخت کیا جاتا ہے ان سے کئی سو گنا زیادہ قیمت وصول کی جاتی ہے ۔ میرا دراصل مطالبہ یہ ہے کہ یہ تمام لیزز جو میرے حلقے میں دریائے ہرو پر اور بالخصوص ضلع کیمبل پور میں افسر شاہی کی منظم سازش سے اور ملی بھگت سے بعض ایسے با اثر لوگوں کو جو آسانی سے اپروچ کر سکتے ہوں ان کو دی گئی تھیں ۔ اس سلسلے میں کوئی راست اقدام اٹھایا جائے اور اس سلسلے کو ختم کیا جائے ۔ یکسر اس کو کالعدم قرار دیا جائے اور از سر نو بذریعہ نیلام عام ان لیزز کو دو بار لوگوں کو دیا جائے ۔

جناب والا ۔ دیہی علاقوں میں بجلی کا مسئلہ دیہات کے لیے نہایت اہم ہے ۔ میرے حلقہ نیابت میں اکثر یونین کونسلیں جن میں عثمان کٹھڑ ، سنگجانی تھٹہ خلیل ، گرجا دھمیال بدھو اور واہ یونین کونسل شامل ہیں ایسے علاقے ہیں جن کے نزدیک سے بجلی کی لائینیں گزرتی ہیں مگر افسوس کا مقام ہے کہ یہاں کے لوگوں کو یہ سہولت نہیں ملی اور بعض دفتری تکلفات جو ہیں اس کی بنا پر لوگ اس سہولت سے محروم ہیں ۔

جناب والا ۔ اے ڈی پی میں اس سال تو کیا اب تک میرے حلقے میں کوئی پکی سڑک نہیں رکھی گئی حالانکہ میرے حلقہ نیابت میں صنعتوں کے ساتھ ساتھ زراعت کا امتزاج بھی ہے وہاں پر ڈھلا روڈ تھٹہ خلیل روڈ اور گرجہ ٹھلیاں روڈ نہایت اہم سڑکیں ہیں جنہیں پختہ کرنا لازمی ہے اس سلسلے میں میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جھنگ براہا جی ٹی روڈ جو ضلع کیمبل پور

کے اے ڈی پی میں شامل تھی اس کی رفتار انتہائی سست اور شرمناک ہے اس پر توجہ دی جائے۔

جناب والا۔ صنعت اور زراعت کے اس حلقہ میں کاشتکار اور مزارعین کی فلاح و بہبود کے لیے ایک ایگروول کا قیام نہایت ضروری تھا۔ شروع میں جب یہ سکیم شروع کی گئی تھی۔ اس وقت ٹیکسلا کا شہر اس میں شامل تھا۔ چھ مختلف جگہیں منتخب کی گئیں جن میں ٹیکسلا کا شہر بھی شامل تھا لیکن بعد میں کسی خاص وجہ سے اس کو حذف کر دیا گیا۔ میری اپیل ہے کہ ٹیکسلا کے اس موزوں علاقے کے لیے ایک ایگروول قائم کیا جائے۔

جناب والا۔ رورل واٹر سپلائی سکیم کے تحت پچھلے سال اتنے کئی بھی بستیں واہ گاؤں اور کرجا گاؤں کے لیے حکومت نے ازراہ نوازش منظوری دی تھی۔ اس سال بھی میری گزارش پر ٹیکسلا شہر اور عثمان کھٹڑ کھتیا اور بھارتیں بھی واٹر سپلائی سکیمیں جو ہیں وہ منظور کی گئی ہیں۔ میں اس کے لیے محکمے کا انتہائی مشکور ہوں۔ جنہوں نے ذاتی توجہ کی ہے۔

جناب والا۔ ٹیکسلا کا تاریخی شہر جو مختلف ادوار میں تہذیب و تمدن اور تہذیب و ثقافت کا مرکز رہا ہے اور یہ شہر صدیوں تک دارالخلافہ اور طب کی مشہور یونیورسٹی رہا ہے مگر اب یہاں یونیورسٹی تو کجا یہاں ایک انٹر کالج تک قائم نہیں ہے۔ میں اپنے محترم وزیر تعلیم صاحب سے گزارش کروں گا کہ پنجاب میں نیو پیپلز انٹر کالج کھولنے جا رہے ہیں ان میں ٹیکسلا کو بھی شامل کیا جائے اور اس طرح علم کا بول بالا کیا جائے۔ یہ میری پرزور التماس ہے۔

جناب والا۔ ایک نہایت سنگین اور اہم مسئلہ مالک اور مزارعین کے درمیان میرے حلقہ نیابت میں ہے۔ وہ حلقہ جو دراصل اٹک اور تحصیل فتح جنگ کے درمیان اور ان کے ساتھ واقع ہے وہاں پر مالک اور مزارع کے آپس میں تصادم اور لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ جناب والا۔ وہ مزارعین اور چھوٹے کاشتکار جنہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی اور خالد اعوام کو اس ملک کا نائب اور کامران کیا جب ہم نے اسلامی سوشلزم کا منشور عوام کے سامنے پیش کیا تھا مگر یہ نہایت افسوس ناک بات ہے کہ وہ مزارعین جنہوں نے اپنی زندگیاں داؤ پر

لگا کر ہمارے لیے انقلاب کی راہیں ہموار کیں آج ہم انہیں سہولتیں دینے سے تو رہے - وہ اپنے پہلے حقوق سے بھی محروم ہو رہے ہیں - یہ انتہائی افسوس ناک اور شرمناک بات ہے کہ وہاں کے جاگیردار غنڈوں سمیت سینکڑوں لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں مزارعین کے گھروں کو بے حد نقصان پہنچایا ان کو بے دخل کیا لیکن آج تک کوئی مثبت اقدام صوبائی حکومت نے نہیں کیا - جناب والا - ہمارے حلقے میں سب سے بڑی بیماری جاگیرداروں نے جو پھیلا رکھی ہے - اس میں مزارعین کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کرنا - ان پر چھ چھ فصلوں کا دعویٰ کرنا اور آئے دن کی بے دخلیاں اس کے ساتھ ساتھ جب بٹائی کا موقع آتا ہے اس وقت بٹائی نہیں لیتے اگر بٹائی لے بھی لیں تو اس کی رسیدیں نہیں دیتے اس کے ساتھ ساتھ میں محکمہ مال کے عملہ کے متعلق بھی بتا دوں کہ یہ سب کچھ محکمہ مال کے عملہ کی ملی بھگت سے کام چل رہا ہے اور اس میں پولیس بھی برابر کی شریک ہے - جناب والا - مزارعین کا نام خانہ کاشت میں خسرہ گرداوری اور محکمہ مال کے دوسرے کاغذات جو ہیں ان میں درج نہیں کیا جاتا بلکہ جن لوگوں کا پہلے سے یہ حق کاغذات میں موجود ہے - اس کو بھی حذف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے -

جناب والا - میرے حلقہ نیابت میں جو دو ضلعوں کے درمیان کے سنگم پر ہے جس کی ایک طرف ضلع ہزارہ جو اب فرنٹیر میں ہے اور اس کے ساتھ ضلع کیمبل پور کی تحصیل اٹک ہے - یہاں پر اٹک کے ذریعے اور فرنٹیر کے ضلع ہزارہ کے نزدیک ہونے کی وجہ سے اشیائے خوردنی گندم چینی اور گھی کی سمگلنگ بھی زوروں پر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اٹک کے راستے جو باہر سے چیزیں آتی ہیں ان کی سمگلنگ بھی زوروں پر ہے - تو اس سلسلے میں پولیس کا کردار بھی نہایت شرمناک ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسٹم کے حکام اور عملہ جو ہے ان کا کردار بھی انتہائی شرمناک ہے اور ہر دو محکموں نے اپنی اپنی ناہمواریاں جو ہیں وہ لوگوں کے ساتھ قائم کر رکھی ہیں اور اس طرح سے یہ سماج دشمن عناصر جو ہیں اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہیں -

ان حالات کے پیش نظر میں یہ گزارش کروں گا کہ ٹیکسلا میں ایک پولیس سٹیشن قائم کیا جائے تاکہ ان حرکات پر کڑی نگرانی رکھی جا سکے -

جناب والا ۔ ٹیکسلا شہر کی آبادی تقریباً 35 ہزار سے تجاوز کر چکی ہے ٹیکسلا (Museum) میوزیم اور مہاراجہ اشوک اور کنالہ کے palaces ہیں جہاں پرانے شہر اب بھی آباد ہیں اور حفظان صحت کا ایک بہترین نمونہ اب بھی پیش کرتے ہیں ۔ مگر یہ کیا ستم ہے کہ ٹیکسلا کی اتنی آبادی ہونے کے باوجود بھی ٹیکسلا کو میونسپلٹی یا میونسپلٹی نمبر 2 قرار نہیں دیا جا سکا حالانکہ میں نے ہر وزیر اعلیٰ جو بھی یہاں آئے ہیں ان کی خدمت میں اپنی گذارشات پیش کی ہیں ۔

اس کے ساتھ ساتھ ٹیکسلا شہر جو اپنے ساتھ ایک صنعتی ماحول رکھتا ہے جس میں پاکستان آرڈیننس فیکٹری ۔ ہیوی مکینیکل کمپلکس اور سیمنٹ فیکٹریاں ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے ادارے موجود ہیں ۔ ان اداروں کے لیے ٹیکسلا افرادی قوت اور خام مال کی حیثیت رکھتا ہے یہاں کے لوگ وہاں جا کر کام کرتے ہیں ۔ ٹیکسلا کے شہر سے سوئی گیس کی لائنیں گزرتی ہیں لیکن ٹیکسلا شہر ان سوئی گیس کی لائنوں سے خود محروم ہے ۔

جناب والا ۔ راولپنڈی تحصیل جو پنجاب کی بڑی بڑی تحصیلوں میں شمار ہوتی ہے اس میں ہماری دیہی آبادی کے لیے ایک بھی سول ہسپتال نہیں ہے ۔ میں محکمہ صحت کو آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ اس سال اگر سول ہسپتال نہیں تو کم از کم rural health سنٹر ٹیکسلا میں قائم کیا جائے ۔ وہاں پر جو ایک ہسپتال موجود ہے وہ منسٹری آف ڈیفنس کے تحت ہے وہاں پر باہر کے لوگوں کو داخلہ نہیں ملتا ہے ۔ جو لوگ مجروح ہو جائیں ان کو بھی وہاں داخل نہیں کیا جاتا ہے ۔ دو اڑھائی لاکھ کی آبادی کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہاں صحت کی یہ ضرورت فراہم کی جائے ۔

جناب عالی ۔ میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ میڈیکل طلبہ کے لیے جو نشستیں رکھی گئی ہیں وہ جس طرح سندھ میں کافی تعداد میں موجود ہیں اسی طرح پنجاب میں بھی بڑھائی جائیں ۔ سندھ کی آبادی جو ملک کی آبادی کا تقریباً 27 فیصد حصہ بنتا ہے وہاں اس سال تک سترہ سو طلبہ کے لیے نشستیں رکھی گئی ہیں لیکن پنجاب میں جو آبادی کا چھپن فیصد سے زیادہ حصہ بنتا ہے اس کے لیے صرف گیارہ سو نشستیں موجود ہیں ۔

اس کے علاوہ میری یہ گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب کے جیالے نوجوانوں کی عسکری صلاحیتوں کو اجاگر اور بروئے کار لانے کے لیے پنجاب کے موجودہ کیڈٹ کالجوں میں اضافہ کیا جائے کیونکہ یہ ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر نہایت کم ہے۔

میری محکمہ خوراک کے متعلق یہ گزارش ہے کہ دیہی علاقوں میں کم کوٹہ دیا جاتا ہے اور اس پر ظلم یہ ہے کہ 1961ء کی مردم شماری کے مطابق ان لوگوں کو راشن دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ راولپنڈی اور ضلع کیمبل پور کو ضلع سرگودھا کے برابر کرکے راشن دیا جاتا ہے حالانکہ ضلع سرگودھا ایک پیداواری علاقہ ہے اور راولپنڈی اور کیمبل پور غیر پیداواری اور خشک سالی کے علاقے ہیں اس لیے میری التماس ہے کہ راشن بندی کرتے وقت راولپنڈی اور کیمبل پور کو سرگودھا کے ساتھ at par نہ کیا جائے۔

جناب والا۔ صحافیوں کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ راولپنڈی کے صحافیوں کو ابھی تک پلاٹس الاٹ نہیں کیے گئے۔ حالانکہ میرے علم کے مطابق سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایسی جگہیں موجود ہیں۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ سپاہ خدمت میں جو چھ ہزار سفید ہاتھی اور مفت خورے بھرتی کیے گئے ہیں۔ میری دانست میں ہمارے حلقوں اور ضلع راولپنڈی میں ان لوگوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ دوسرے حلقوں میں کسی نے کیا ہو لیکن اس کا مجھے علم نہیں ہے۔

جناب والا۔ گھی چینی اور آٹے کی پوزیشن ہمارے ضلع راولپنڈی میں نہایت تشویشناک ہے یہ حکومت کی فوری توجہ کی متقاضی ہے۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر عبدالحفیظ کاردار۔

**Mr. Abdul Hafeez Kardar** : (Lahore-2) Sir, we are meeting at a time when, in the words of the Chief Minister, India has had a nuclear blast and the balances of power has shifted in the sub-continent. We as a nation whose Forces, I am using the word Forces, were required to lay down arms have to take much greater notice of it because whenever a nation is so much humiliated-humiliation and surrender enter the blood like poison-it takes a Rahbar to really re-generate that nation. I would at this very juncture, although this is the function of

the Federal Government, say that one of the major requirements of the Peoples Party's manifesto is to establish a Peoples Militia because in that way we can make our defence strong, our borders are such that we have not the depth ; then let us have men and material to face this menace. Sir, not only the nation but here the Chief Minister also voiced the feelings of every one when he said that this frustrated and miserable nation, which has suffered reverses of all sorts and continues to suffer, is looking for a dawn, a day break. As he said in his speech, that day-break is much awaited and I can only quote Iqbal, our great poet, by saying that that Fajar and that day-break will come. He said —

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی آذان سے پیدا

(applause)

Until that kind of leadership is available, we will continue to hear the language of anguish which we heard from Mr. Wattoo yesterday. It was anguish and, I think, that anguish translated the very feelings of every one in this country. So, I would harken back to an event of very great historical importance which took place in this great city and in this very Hall. In the Islamic Summit what did you single out ? Did it leave any lesson for us ? That lesson was a unifying lesson and what did it say ; "You can rally the people in the name of Islam but you have to forget about alien ideology and stop looking towards alien lands. Your inspirations must come from your own Din" and this is not the word of a Mao or a Marx. Again, I will quote Iqbal —

این کار حکیم نیست داماں کلامے دگر
صد بندہ ساحل ہست ایک بندہ دریا ہست

(applause)

We have to look for and that definition is given by Iqbal in Azaan of the Mard-e-Momin. My text is going to be very long and I seek your patience because like a man who is about to retire he seeks an extension and, perhaps there is another way of looking at it, because he feels that he has accumulated

enough knowledge and experience he would be able to impart a little more guidance if he were not to retire prematurely. I would, therefore, seek your indulgence. It is a fairly longish thesis and please permit me to expound it. It is being done purely in the interest of the public and not with any intention or feeling of criticism. I am devoid of it.

Sir, we keep on talking about self-sufficiency and for meeting our needs we keep on saying, I have myself said it in hundreds of speeches that we should become self-sufficient, use our own resources, depend entirely on what is produced in this land. Again I may be permitted to quote Iqbal and again persian —

آنچہ از خاک تورست اے مرد حر

آن فروش و آں بپوش و آں بخور

That is the only way to achieve self-sufficiency.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ مکرر ۔ مکرر ۔

**Mr. Speaker** : When he goes back in the lobby he may be asked to repeat.

**Mr. Abdul Hafeez Kardar** : That will come, as my friend Mr. Wattoo said, not by slogans ; you cannot feed people on that. You cannot mobilise people on that. It must come from personal examples (applause) and personal example is better than all sorts of sermons. And I would say that that has been ; where we have lodged and when nature finds vacuum it abhores it. It finds an answer. It finds an answer in the invasion of foreign cultural patterns. It finds an answer in Qadiani Movement taking this kind of course and if I may be self-critical, it finds an answer when dictatorship rules a country in sending people like me, freaks in the political sense, to this House for better or for worse. But this is what happens when there is a vacuum. The nature fills it and the answer really lies in providing the leadership which will mobilise people and that is why in this particular context I was rather looking forward to at least one measure as a semblance of show of intent that we meant to bring about certain moral and spiritual

changes When you want to eradicate society of all kinds of evils you have to take certain steps such as for purification of soul, prayer is an essential part. But there are certain other things, ostentatious, which are visible to everybody and I should have thought that instead of our Government relying on raising revenues through 'shrab' and other intoxicants, it would have brought forward a bill to ban it. I don't khow what constrains the Chief Minister or the Government, what are the impediments and what are the difficulties in bringing forward a bill which should liberate this province from these evils ? We would like to be enlightened as to what is in their way. But I feel sure that I am voicing the feelings of all the Members of this House including yours, I hope, Mr. Speaker (applause) that if the Government brings forward a bill called "The Liberation of Province of Punjab from Alcoholics or Intoxicants Bill" it would have the unanimous support of the members of this House.

It is much more important because we as a people pride in the fact that we have a glorious past and we have had no doubt about that. I should, here like to qoute one of the great historians, Dr. Arnold J. Toynbee who in his book "Civilization on Trial" makes one particular admission in this context and it is very relevant. He says :—

Chapter 10, page 205

> We can, however, discern certain principles of Islam which, if brought to bear on the social life of the new cosmopolitan proletariat, might have important salutary effects on 'the great society' in a nearer future. Two conspicuous sources of danger - one psychological and the other material - in the present relations of this cosmopolitan proletariat with the dominant element in our modern Western society are race consciousness and alcohol ; and in the struggle with each of these evils the Islamic spirit has a service to render which might prove,

if it were accepted, to be of high moral and social value.

(Applause)

Sir, what a spectacle it is to go abroad and see our own Embassies serving intoxicants. I have attended officially, functions of the Government of India as a Pakistan Delegate in Dehli or abroad and that no drinks were served. What kind of image are we projecting abroad ? Of shame and hypocrisy. I think we have to take concrete steps for the spiritual and moral awakening of the people before we can expect to mobilise them and that was the only way that our great Prophet Mohammad (peace be upon him) mobilised them by bringing these constraint against habits which they understood and realised were bad for human beings and for society, and this is a fact even today. Everyone realise, everyone feels they are bad but no one is prepared to bell the cat and it is also consistent with the Principles of Policy laid down in the Constitution itself. I will refer to para (1) of Article 31 which clearly lays this down. And I will only quote one more relevant item i. e. (g) and (h) of Article 37, which says :—

> (g) prevent prostitution, gambling and taking of injurious drugs, printing, publication, circulation and display of obscene literature and advertisements ;
> (h) prevent the consumption of alcoholic liquor otherwise than for medicinal and, in the case of non-Muslims, religious purposes ;

(At this stage Mian Manzoor Ahmad Mohal took the Chair).

Sir, now I refer in general to the alarming situation of law and order in the Province and merely touch upon it at this stage because this has been done by a number of speakers. I would merely say that you cannot improve a force in attitude by providing more men and more materials. That can come about only when you have established institutions and that is why on the election of the Chief Minister when he particularly referred to his desire to create strong and stable institutions,

I was the first one to congratulate and welcome him for that desire and determination. But we are still waiting to see physically in control of a situation which is becoming uncontrolable on the streets and in major cities like Lahore. I would say that before there is total collapse, please create institutions.

Before I really take up budget, because budget is a very difficult Subject, I would like firstly to difine budget, what is a deficit budget and what is a balanced budget and then take up what is written in the book. Let me first of all say that we take pride in bringing about Administrative Reforms. Sir, I beg to disagree. We have not brought about administrative reforms. We have only brought about service reforms. Let me explain service reforms; we have only unified services. Administrative reforms are what Mr. Wattoo was talking about that a man sitting in Bahawalnagar should have no business to come to Lahore and that will be administrative reforms and those we have yet to see. So I would say, please, first of all establish institutions in which we can take pride as legislators and our children, our wives, sisters and mothers can go out feeling secure. Mr. Speaker, unfortunately when this question was raised in my presence, I find that I am in the dark and I have no answer to give. Unless, as a legislator, I can voice my feelings on this completely disgusted, dissatisfied and disillusioned that people are feeling over the law and order which is the cause of lack of institutions and stable ones and independent ones in the sense they would just carry out the orders irrespective of on whom they are going to apply it.

Mr. Speaker, now I come to the Finance Minister's speech and the White Paper before I start evaluation of the various allocations made. I think it is proper to say what budget is. It is a balance sheet of income and expenditure of a Province and it has three kinds :—

(i) It can be a balanced budget.

(ii) It can be a deficit budget.

(iii) It can be a surplus budget.

Normally when the framers of budget want to draw up a deficit budget what objective they have in mind ; they want to inject more money ; they want to create more employments;

they want to create more sources of income, but it could in fact defeat itself. It may not be an expensive budget. It can be a restrictive budget because there may be certain other aspects, borrowing and lendings and spendings and taxes, which may make it another kind of budget than what was visualised. Similarly a surplus budget is meant to draw money away from the market, from the people and that may not also be achieved because there may be certain restraint on tne budget. Now regarding a balanced budget we find that instead of being really balanced it is a restrictive budget. It is a restrictive budget and I will explain it when I will deal with agriculture sector. It is a restrictive budget because you are not giving enough money and you are giving unfair price to the producers. You are aiming to withdraw money from the rural areas into the urban areas by giving him 25 rupees as against hundred rupees. Those who talk about agricultural income tax should know that already for every one maund of wheat which is produced by the tillers of the soil he is paying rupees seventy five income tax because international price is rupees hundred. So you are attempting to take money away from the rural areas, the poor areas and bring that into the urban areas. There is a vocal section, four to five lacks of people, who are forcing you to do this but there are ways of dealing with it. As I will go on agricultural and industrial sectors in greater details, I will assure you how fallacious this entire policy is. I submit once again that party discipline demands that I should not even say this. Do we hold parliamentary party meetings where I can say this ? When budget debate is there and the time is given to the party members, I consider it my duty to put forward the proposals in a constructive sense and I hope in this connection that they will be listened and pay heed wherever it doesn't fundamentally change the concept of the budget. Sir, I use the word concept because as I will say I find no concept as socialist in this budget.

Well, Sir, I was referring to these particular three parts, the three definitions of the budget. What kind of budget they can be ; and while I am on it I am reminded that this is some thing which doesn't really dispose of any thing specific. The

first budget was discussed when I was in the cabinet and I recall that as a result of that discussion fundamental changes were to be made in allocations. Allocations were to be changed for the more productive sectors, and I call more productive sector like agriculture, because it has multiple affairs and they were taken away from the non-productive, or what you call capital funds expenditures to the income raising funds. Capital funds relate to things like communications, roads and other important sectors, and I am very glad to recall that those fundamental changes were made, and then I had no compulsion to defend that budget although it was a deficit budget. For the second budget I was not in the country but abroad. For the third budget which is balanced, when I am here I think I should clarify this that I am defending the deficit budget. I don't think that you were in the Chair but the Deputy Speaker was when an issue came up whether tax imposed by the Federal Government can be discussed and I had then raised a point of order, and I think the Deputy Speaker seemed to agree with me that the Provincial and Federal Government budgets are inter-related, inter-related because the taxes are going to be imposed on kerosene-oil and vegetable ghee. Through those you will get the subsidies of various other items in the Provincial budget or the entire development programme is going to be financed from the subsidy from the Centre. The sum of 163 crore, 120 crore and 43 crore which you want to spend, they will spend on your behalf on irrigation problems. So when these total amounts are going to be expended, what the centre gives you and particularly those which you will raise through taxes on consumers of your own Province, then there is every right to discuss this imposition of taxes by the Federal Government. And to connect this particular and important point I ask you to recall what I said about a balanced budget being restrictive. It is restrictive because you give an allowance of Rs. 35 plus Rs. 50, a total of Rs. 85, and you take away the same - if not more-through increase in prices of sugar, kerosene oil and vegetable ghee. In that sense your budget is restrictive and you can't take any pride that yours is a balanced budget. So, I would say, without really meaning any criticism to any one, that let

us join in the demand with the poor consumer, who has had a very rough deal all along, and much more so in this budget because the industrialist is going to have a number of rebates in the shape of income-tax, wealth tax and holiday tax for going into the backward areas. All this is welcome because we need this investment but when you do it for the big man, please, don't let the big man gain on the swings as well as on the round-abouts. He has gained enough on the swings and round-abouts. When you swing him right upto the rainbow by giving him all these exemptions, don't let him gain on the round-about. Let me explain that whatever increases that have into the consumption of gas and other items, are going to be transferred by the industrialist on to the consumer. Surely, when these announcmcents were being made, a further announcement should have been made that we will enforce a price level on the industries, that this is the price beyond which you cannot go. The question can be raised as to how can this happen when the cost of production goes up ? The answer is that the industrialist should cut down his profits. So, no increase should be permitted without proper examination by a statutory body which should be set up at any level-Federal or Provincial-but it should work. It is about time that such an action should be taken to ensure the interest of the poor consumer who has really become mince meat between the industrialist and the policy-makers.

Now, coming to the deficit of the province, one important aspect which has been forgotten and not mentioned so far, is the debt servicing liability. I am taking up only those issues which have not been mentioned by the members and one of them is the debt servicing liablity of the province. It is about Rs. 144.83 crores, at the end of June 1974 the servicing would be Rs. 4 crore and at the end of 1974-75 the liability will be Rs. 144.92 crore. The current debt servicing liability is Rs. 4 crore and it will rise to Rs. 12.31 crore. Isn't that a deficit and what a colossal deficit ? Surely we are grateful to the Prime Minister, as the Chief Minister said, for writing off our liabilities but the time has come when we should start thinking as to how we can raise the revenues or save the revenues for

other expenditure of this province. There are very few avenues on which revenues can be raised and that is recreation, excise etc. There is very little scope. They will enlarge, they will increase but for the time being I would suggest that there are still many ways left before many months of anguish arise because my friends here in this House have been asking for more and more developmental expenditure in their constituencies. The exercise should be taken whereby those schemes on which a point of no return has been reached they should be allowed to be implemented, but those developmental schemes which are in a nebulous stage and where only mortar and certain materials are being collected, where even tenders are being called, those are the schemes which should be given up and the new ones taken up. This will give you the resources that you require to under-take more socially desirable projects. On this particular aspect I would have talked about my own city of Lahore the much designated as the most beautiful city of Asia, but that designation has not been conferred so far in actual practice. We, the MPAs of Lahore, discussed this matter and we said that an effort should be made to approach social organizations to help us in solving hundred and one problems of this city. I am sure my worthy friends from Lahore will take up this issue because this will save my time and enable me to go onto items which I consider of general importance rather than restrict myself to this one city. Mr. Ghulam Nabi is one of them and, I am sure, he is going to advocate very strongly for making this city really best in Asia. Let me say that there can be no economic decision without political over-tones. No economic question can be solved without political implications and in that we are highly committed ; chained right from foot to neck.

Sir I have one fundamental question to raise. Is this a Bourgois Budget or is this a Socialist Budget? I have gone through the entire allocations and I have not come across a production plan or an economic policy for raising incomes. You will please remember the extension I requested for. Now, what is this particular socialist planning that we keep on talking about ? At this historical juncture, when the budgets really step us on that march, let me explain briefly that socia-

list planning means (1) take-over of the means of production into public hands, (2) take over supervision, control and accountability at all levels, (3) ensure worker's participation at all levels from management to quality control and (4) set-up consumers Societies so that there is equitable distribution and black-marketting and hoarding are eliminated. These are some of the essentials of a socialist planning and I regret to say that what I have seen is not what a socialist should look at and say, "I have so many hands, I have two crores of hands which are willing to work for me. Let me see how I can put these two crores of hands to work". Instead, we see allocations and, as I said in the context of one very important allocation amounting to 30% of the development programme, even that allocation, which is supposed to help the agriculturists, is going to have a restrictive effect, is going to drain his money and pump it into the urban areas. He is not going to benefit because the price of fertilizer has risen. The inputs have gone up. Where is the exercise ? I should like to have seen in a socialist budget an exercise saying, "this is my survey and that is what socialist planning is, if you look at the plans of other socialist countries, that this is what my requirements are and this is how I am going to meet". There is not even a mention of the educated unemployed, which is a sore in our society, which is the source of all the unrest on the campuses and which nullifies and counters all the expenditure that you may incur in the educational sector.

Sir, it is important to refer to agricultural commodities, and one which is very important is wheat. As I said earlier, we seem to live in an island, we are surrounded by countries where the prices have gone up. In India it is 60 to 65 rupees and in the international markets it is about Rs. 100-, and what we are doing is that for the sake of protecting certain interests which need to be protected, do give subsidy to them. We are introducing at the same time a static industrial policy. Let me explain that. When you deny 85% of your people a higher income, which they are entitled to, then so much of purchasing power which should have indicated to you what kind of inffereno you would draw from the principle of

supply and demand because we are living in a mixed economic situation; when that is denied, how can you a Government, how can you as an entrepreneur decide what industry is the best one. The entire demand in the rural areas is dormant because they have not got the money, because you don't give them a fair price, and I am sure the Food Minister, if he had been here, would have welcomed what I am going to say. Please raise the procurement price of wheat in October, that is a month before the farmer allocates his lands for variouscrops (applause) because today if you increase the price the farmer is not going to benefit. The wheat lies with the *arthis*, with the middlemen. So do that and I am sure that your procurement programme will also receive a tremendous boost. As I said, your 85% population is devoid of any demand which makes your industrial policy very static and that is where employment opportunities do not arise, and that is what creates the problems of looking after all those who come to the cities. If you were to provide this, then you will find that it will be easier. I don't say totally you will be successful. It will be easier to contain the rural population there and not create slums in the big cities. That was one step I suggested to take away that particular restrictive influence on the Budget by increase in the price of wheat and also certain other proposals to which I will come.

The other method by means of which you can make the Budget balanced in the real sense and take away the restrictive influence is the demand to the Central Government to withdraw the increases on kerocene oil, vegetable ghee and sugar.

(At this stage Mr. Chairman rung the bell).

Now that you keep on ringing the bell, Mr. Speaker, I think I should come a little more closer home.

**Chaudhry. Mumtaz Ahmad Kahllon** : Sir, I surrender my time in his favour.

**Mr. Chairman** : I am extending the time but I am reminding the honourable member.

**Mr. Abdul Hafeez Kardar** : Thank you very much. I was now going to take up question of nationalisation and how far

nationalisation has fulfilled the reasons for which industries were nationalised. I would merely say this that, please, when you nationalise, what do you do about the workers. Have you involved the workers in the management and organization and running of the industrial units ? It will be recalled, and I am not taking particular credit, that Khanewal Cooperative Mill was the first to have one worker on the Board of Management. Then the industries taken over by the Punjab Industrial Development Board became the second organization which had workers on the Board of Management. Nationalisation can not really exercise that impact where you don't have industrial democracy. What do you mean by taking away just means of production and placing them in the hands of those who were already working for the units which you have taken over ? Their loyalty by and large will remain with those previous masters and I would say, please, introduce industrial democracy and that is where you should be able to bring about greater productivity and that is where, as a member said, our particular interest lies in raising the productivity at all levels.

Secondly, Mr. Speaker, a very important issue where industrial policy is concerned is that we have drawn no distinction between the private and the public sector. It is true that we have mixed economy. But mixed economy normally means I used the word 'normally'; please note the word 'normally' when you draft the reply pointing to officials gallery where certain basic industries are supposed to be in the public sector and other in the private sector. But here what has happened ? There is a mixed grill. In an area which has been nationalised, just as steel ; the private sector also works and puts up unit in the same particular sector. So I would say, let us please define what is a public sector and what is a private sector so that there is a clear distinction between the two. And there is also a very significant thing which one says has happened i.e. without industrial democracy you will have no industrial peace, and when you have industrial peace, you can increase your industrial production. Even U.S.A. is going to invest in the USSR. Why ? Regulated markets, disciplined labour and unless these are made available, no amount of investment-public or private-is going to bear fruit. That is why I parti-

cularly emphasise the need for associating the workers, Mr. Labour Minister, with all the important industrial units.

This reminds me of a story of a Chinese who met me at Islamabad. He said what kind of socialism is this ? There are strikes every day and no body works. Socialist countries don't have these kind of phenomenon. I have tried to weigh through these sketches and figure allocations and failed to see on what particular survey of needs the requirement of two thousand buses has been put forward. I am equally justifying it by saying that our requirement is 20,000 buses. Surely in a document in a white paper such things are put forward on what basis these figures are arrived at. I am talking about a socialist planned budget and this we hrven't seen. Similarly the Housing. Steps are to be welcomed but on what basis the need is from millions. Surely some survey extends the enormity of the issue and the problem facing us should be known, so that people will realise what is the ultimate and what we are trying to do at the moment on this particular subject. I would also request that a criteria of allocation of furnished houses should also be clearly spelt out.

Finally, one important sector is education, and I made reference to the lack of it. I know my friend, Sh. Aziz Ahmad, still suffers from an illusion. When I say that I was participant to the formulation of the education policy, I am only saying that Government policies have to be implemented not on ad hoc basis and there are many items which need very careful codsideration. I am sure that a re-evaluation and re-assessment is already started and one need not dwell on it. But when the evaluation is taking place, I would suggest to our representative to. please, remember and read before he goes in ministerial meetings the one Report which still remains the best on dealing with the students, that is, Justice Hamoodur Rehman's Report. That is a document worth digesting and implementing where student unrest is concerned. While on the subject, I think it will be necessary to say, to repeat ad nauseam, that unless you can keep the police out of the campus you will have a very great problem.

Mr. (Chairman rung the bell.) Sir, I was talking about the bell. regimentation, and you ring

**Mr. Chairman**: Some kind of discipline is required.

**Mr. Abdul Hafeez Kardar**: Sir, I agree and Sir, where the universities are concerned, I would request to the Hon'ble Minister for Education that much emphasis should be laid on research which is meaningful. The problems like salinity and water-logging should be the prime concern of the Engineering and Agriculture Universities.

Sir, because I don't want to impinge upon the patience of my Hon'ble friend in the Chair, finally on the budget again in that particular tone of friendly persuation that the content and the tone of the budget is very painful, painful for a socialist to read, and because I find no direction which would create hope for me. If this is what a socialist Government is going to do with regard to the important item of awakening the people, I would say that there is room for revision, and those land-marks of revision I have submitted in my very short and brief statement that I have made. I thank you for your indulgence.

**مسٹر چیرمین** ۔ چودھری امان اللہ لک ۔

**چودھری امان اللہ لک** (گجرات ۔ 8) ۔ جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوست حفیظ کاردار صاحب نے جس طریق کار سے سمجھانے کی کوشش کی ہے میں اس میں اضافہ کرنے کے قابل تو نہیں لیکن بہر حال میں بجٹ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔ مسٹر سپیکر ۔ 1974-75 کا بجٹ میری نظر میں اس لیے اہمیت کا حامل ہے کہ تین سال کے عرصہ میں جس کی میرے فاضل دوست نے بڑے واضح طور پر نشان دہی کی ہے کہ ہم نے پیپلز پارٹی کے پروگرام میں جو معاشی وعدہ عوام کے ساتھ کیا تھا ۔ اس کے ساتھ کہاں تک ہم سفر ہو چکے ہیں ۔ وہ دوست جو گزشتہ بجٹوں پر بھی مبارکباد دیتے رہے اور اب بھی مبارک باد دے رہے ہیں اور اس لیے دے رہے ہیں کہ نئے ٹیکس نہیں لگائے گئے تو وہ پارٹی کے منشور کو نظر انداز کرتے ہیں کہ ہم نے عوام کو کیا معاشی اور انقلابی پروگرام دیا تھا ۔ اس

کی روشنی میں اگر بجٹ کو دیکھا جائے تو مایوسی کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا ۔ مسٹر سپیکر ۔ حال ہی میں میرے بعض دوستوں نے سابقہ وزیر اعلیٰ اور سابقہ گورنر غلام مصطفیٰ کھر پر تنقید کی تھی ۔ اُن کے دور بربریت میں ان کے دور اقتدار میں اسلامی سوشلزم آیا ۔ سوشلزم کی بات تو کیا یہاں دور بربریت آتے رہے اور جیسے میرے دوسرے موجودہ بجٹ پر داد تحسین دے رہے ہیں وہ سابقہ بجٹوں پر بھی اسی طرح داد تحسین دیتے رہے ہیں جب ایوان کے معزز ممبران کے ضمیر اور اُن کی زبانوں میں اس حد تک فاصلہ ہو جائے تو اتنا ہی فاصلہ عوام کے اور اُن ممبران کے درمیان ہوتا ہے ۔ جو اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ تو یہ ہمارے لیے باعث ندامت ہے کہ ہر وہ چیز جو عوام کے مفاد کے خلاف ہو اس کو داد تحسین دیتے چلے جاتے ہیں ۔ وقت کا تقاضہ یہ ہے اور عوام کی ضروریات کا تقاضہ بھی یہی ہے اور پسے ہوئے عوام کی امنگوں کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ہم انہیں ضروریات زندگی مہیا کر سکیں ۔ اس بجٹ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کونسی معاشی تبدیلیاں ہیں جو اس بجٹ میں عوام کی بنیادی ضرورت مہیا کرنے کے لیے کی گئی ہیں ۔

تو جناب والا جہاں تک معاشی پروگرام کا تعلق ہے ہم نے وعدہ یہ کیا تھا کہ ہم اسلامی سوشلزم ، اسلامی مساوات اور بنیادی ضروریات عوام کو مہیا کریں گے لیکن ہوا کیا ۔ اس پروگرام کو جس کو لوگوں نے ووٹ دیئے تھے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو جس نعرے کو لے کر عوام تک پہنچے تھے ہم نے اس نعرے کو نظر انداز کر دیا اور اس منشور کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن ہم نے اس شخص پرستی کا آغاز کیا ہے جس نے اس ملک کی تمام سیاسی اور سماجی بنیادیں ہلائی تھیں اور لوگ ہمیشہ ہمیشہ شخص پرستی پر انحصار کرتے تھے ۔ آج وہی کچھ پھر ہو رہا ہے ۔ جناب قبلہ رامے صاحب تشریف لائیں تو ہمارے لیے قابل صد احترام ہیں ۔ جناب کھر صاحب تھے تو ہم اُن کی جوتیوں کے غلام تھے ۔ جناب بھٹو صاحب ہیں تو ہم اُن کے اشاروں پر تو چلنے کے لیے تیار ہیں لیکن وہ معاشی پروگرام جس نے جناب بھٹو کو کامیاب بنایا تھا ۔ جس کے لیے بے شمار غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے ہمیں ممبران اسمبلی کو ان ایوانوں میں پہنچایا تھا ۔

ہم نے اس کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے ۔ ایوان میں باتیں کچھ اور ہوتی ہیں ۔ واقعات اور حالات کا تقاضا کچھ اور ہوتا ہے ۔ جب میں یہ چیز دیکھتا ہوں تو مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے ۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے ۔

جناب والا ۔ صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے ۔ اب اس کی حالت یہ ہے کہ فوڈ کی procurement کی سکیم جس کو کامیاب ترین سمجھا جاتا ہے اور جس کے متعلق میرے فاضل دوست جناب دریشک صاحب نے فرمایا تھا کہ اس سال ہم گندم کے سلسلے میں خود کفیل ہو گئے ہیں اور یہ سکیم بڑی کامیابی سے چل رہی ہے ۔ یہ کس قدر دروغ گوئی ہے ۔ کس قدر غلط بیانی ہے ۔ کس قدر جھوٹ پر مبنی ہے یہ بات ۔ ان میں اور ان کے ضمیروں میں بے شمار فاصلہ ہے ۔ دن بدن لوگ دانے دانے کو ترس رہے ہیں حکومت چھاپے مار رہی ہے ۔ پولیس چھاپے مار رہی ہے محکمہ مال کا عملہ دربدر ٹھوکریں کھا رہا ہے تشدد کیا جا رہا ہے ۔ سختی کی جا رہی ہے اس موجودہ procurement سکیم کو کامیاب بنانے کے لیے ۔ میرے خیال میں اس ملک کی تاریخ میں اس پنجاب کی تاریخ میں سے پیشتر کبھی یہ صورت حال پیدا نہیں ہوئی تھی جو آج ہے ۔ لیکن اس جھوٹ کو اس ناکامی کو چھپانے کے لیے اب اس کو کامیاب ترین procurement scheme ظاہر کیا جا رہا ہے ۔ یہ صورت حال کیوں پیدا ہوئی ۔ اس لیے کہ کاشتکار کے خلاف سوشلزم کے نعرے کے تابع نفرت کی فضا پیدا کی گئی ۔ مالک اور مزارع کے مابین سیاسی نعرہ بازی کی وجہ سے جو کشیدگی پیدا ہوئی ۔ میرے فاضل دوست اس کو عملی طور پر محسوس کر رہے ہیں کہ اس کشیدگی نے پنجاب کی معیشت کو تباہ کیا ہے مزارع کے حقوق کے لیے بیحد نعرے لگائے تھے لیکن اس کو عملی تحفظ نہیں دیا گیا ۔ قانونی تحفظ نہیں دیا گیا ۔ آج پنجاب میں صورت حال یہ ہے کہ کسی جگہ پر مالک اور مزارع کی کشیدگی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ کہیں مالکان جو ہیں وہ مزارع کو بے دخل کر رہے ہیں اور کسی جگہ پر مزارع جو ہیں وہ مالکان کو حصہ اور بٹائی دینے سے انکار کرتے ہیں لیکن حکومت اب خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے ۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان سوشلسٹ دوستوں سے جو ہر آنے والے کو لبیک اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ان کے ضمیروں کا حصہ بن چکا ہے ۔ ان سے میں استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلے کو اپنی پارٹی کے اندر پارٹی سے باہر اور اس ایوان

میں فوری طور پر حل کرنے کے لیے محاسبہ کمیٹیاں تحصیل مقام پر اور ضلعی مقام پر مالک اور مزارع کی بنائی جائیں جس میں انتظامی افسران بھی شامل ہوں اور مزارع کو تباہ نہ کریں ان کے آپس کے تعلقات جو کشیدہ ہو چکے ہیں ان کو معمول پر لانے کی کوشش کریں اور صورت حال جو پیدا ہو چکی ہے اس کو بھی خدا کے لیے ہینڈل کریں۔

جہاں تک سرکاری ٹیوب ویلوں کی کارکردگی کا تعلق ہے اس نے بھی بہت حد تک صوبے کو متاثر کیا ہے۔ وزیر آب پاشی بے بس ہیں۔ وزیر زراعت کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے واپڈا ان کے ماتحت نہیں ہے اور وہ بے بسی کے عالم میں ہیں۔ اب گذشتہ سال جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس نے زرعی معیشت کو اس حد تک تباہ کیا ہے کہ پنجاب کے عوام اس حد تک بے بس ہو چکے ہیں لوگوں کی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ برباد ہو رہی ہیں ذرائع آب پاشی مفقود ہو چکے ہیں لیکن ہمارے اسلامی سوشلسٹ دوست اس عمل میں بالکل بے بس ہو چکے ہیں اس معاملے میں بالکل بے بس ہو چکے ہیں۔ واپڈا کے سامنے اور اس نظام کو جو ایوب خاں نے اس صوبے کی معیشت کو اس ملک کی معیشت کو بحال کرنے کے لیے چلایا تھا۔ اس کو قائم نہیں رکھ سکتے وزراء کی اور پنجاب حکومت کی بے بسی کا یہ عالم ہے۔ اس لیے میں یہ استدعا کروں گا کہ اس کو حل کرنے کے لیے زراعت، آبپاشی اور متعلقہ دوسرے محکموں سے بجلی کے محکمے سے انتخاب شدہ محاسبہ کمیٹی بنا کر فوری طور پر اس کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب والا۔ جہاں تک صوبے کے معاشی حالات کا تعلق ہے اس میں رشوت اس حد تک عام ہو چکی ہے کہ اب میرے خیال میں حکومت نے اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور اب حکومت کی بے بسی کا عالم یہ ہے کہ جمع منسٹر صاحب کے جمع چیف منسٹر صاحب کے جمع آل ایم۔ پی۔ اے صاحبان کے جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ان کی بے بسی میرے سمیت سب کے علم میں ہے اور اب یہ ہم سے چھپ نہیں سکتی تو اس بجٹ میں اس عوامی مرض کو جو اس صوبے میں لاعلاج ہو چکا ہے اور رشوت جس انداز سے لی جا رہی ہے۔ اس کو سامنے

رکھتے ہوئے اب انتظامیہ کے لیے اخراجات طلب کرنا ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ بے بسی اور بے کسی کی انتہا ہے یہ وقت کے ساتھ دھوکا ہے ۔ اپنے مستقل کے ساتھ دھوکا ہے کہ ہم ایک بہت بڑے موذی اور مہلک مرض جو قومی اخلاق سطح پر ہمارے ساتھ وابستہ ہے ۔ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور پھر انتظامیہ پر اتنے اخراجات بھی کیے جائیں ۔ تو یہی سمجھتا ہوں کہ باغیرت اور باعزت اور صاحب ضمیر سوشلسٹ لوگ جو ہیں اب ان کے سامنے صورت حالات یہ ہے کہ کس انداز سے افسران عوام کو لوٹ رہے ہیں ۔ کس انداز سے رشوت لی جا رہی ہے تو اس کے لیے میں یہ توقع کرتا تھا کہ کم از کم اس موذی مرض کو ختم کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی قدم حکومت اٹھائے گی ۔ اور اس بہت بڑے مہلک مرض کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے کوئی صوبائی سطح پر اقدام اٹھایا جائے گا لیکن حکومت کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ اس کو ایڈمنسٹریشن کا حصہ سمجھ لیا گیا ہے اور اسے ایڈمنسٹریشن کا حصہ تسلیم کر لیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس معزز ایوان کے اراکین میں کچھ قومی حمیت ہے ۔ قومی غیرت ہے پارٹی کے مشن اور منشور کا ذرہ بھر بھی احساس ہے ۔ ان لوگوں کے اندر کچھ وفا ہے تو عوام کو لوٹتے ہوئے افسران سے بچائیں اور ان کو ان لوٹتے ہوئے افسران سے بچانے کے لیے کوئی نہ کوئی رد عمل ، کوئی نہ کوئی لائحہ عمل تیار کرنا چاہیئے تھا ۔ وہ بھی اس منشور میں اس بجٹ میں موجودہ صورت میں ہمارے سامنے نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ دو تین امراض حل کرنے کے لیے موجودہ بجٹ میں سوشلسٹ پروگرام کی روشنی میں اس بجٹ کا جائزہ لینا چاہیے ۔ صرف یہ کہہ دینا کہ میں مبارک باد دیتا ہوں کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ شکست کے مترادف ہے ۔ میں بھی محمد حنیف رامے صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت حسین الفاظ میں یہ فرما دیا کہ میں صبح صادق اور صبح کاذب کے کنارے پر بیٹھا ہوں ۔ میں تو یہ محسوس کرتا ہوں کہ اب گاڑی جامد ہو چکی ہے آپ خاموشی کے کنارے پر کھڑے ہیں نہ اس طرف ہیں نہ اس طرف ہیں لوگوں کو بہت دیر تک ہم نے دلاسہ دیا ہے ۔ بہت دیر تک دھوکا دیا ہے لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ آپ بے بس اور مجبور ہو چکے ہیں اور عملی ضروریات جو ہیں وہ اس

حد تک بڑھ چکی ہیں کہ اب اسمبلیوں کے اندر بیٹھنے والی اکثریتی پارٹی نعرے بازی ، مولانا کوثر نیازی صاحب کی پبلیسٹی مہم اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت ملکی مسائل کے بہت کچھ ایسے طومار جو ہم لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں یہ اب زیادہ دیر تک ہمیں بچا نہیں سکتے ۔ اب عملی طور پر لوگ پس چکے ہیں ۔ لوگ پہلے ہی مایوس تھے ۔ حزب اختلاف سے اور سابقہ حکومتوں سے لیکن آج جو حشر ہم نے اُن کا کیا ہے ۔ اب وہ زیادہ دیر تک ان طفل تسلیوں کو برداشت نہیں کریں گے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب زیادہ دیر تک عوام کو دھوکا دینا بہت مشکل ہوگا ہمارے پاس دو ہی راستے تھے ۔ ایک اسلامی قوانین کو نافذ کرنا ، صوبائی مقام پر سوشلسٹ نظام کا نفاذ کرنا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

دوسرا معاشی طور پر بجٹ کو اس انداز سے تشکیل کرنا جس کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے کہ ہم نے وہ بنیاد رکھ دی ہے ۔ اب آنے والے اس کو استوار کریں گے ۔ تو یہ ہمارے لیے باعث شرم اور باعث ندامت ہے ۔ آپ کے ضمیروں اور زبانوں کے جو فاصلے ہے وہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں پارٹی اور منشور کے ساتھ وفا کا یہ مطلب نہیں کہ آپ غلط چیز کو غلط کہنے کی جسارت نہ کریں اور ہر غلط چیز کو صحیح کہتے چلے جائیں ۔ یہ سب چیزیں اس ملک کی اس صوبے کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی ۔ ڈاکٹر خان کو انہی لوگوں نے قتل کرایا تھا جو اس کو بالکل عجیب رلک دیتے رہے ۔ ایوب خان کو آخر دم تک یہ کہتے رہے کہ بہت اچھا ہے ۔ آج میں ان دوستوں سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ سوشلزم کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں سوشلزم کے ساتھ کھیل کھیل رہے ہیں ۔ اسلامی روایات کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے میں ڈاکٹر خالق صاحب کی نیک طبیعت سے استدعا کروں گا کہ وہ وزیر تعلیم ہوتے ہوئے بیدار مغز اور نیک نیت ہوتے ہوئے کہیں کہ اُن کا ضمیر کیا محسوس کرے گا کہ ہم نے اسلامی روایات کو کالجوں یونیورسٹیوں میں کہاں تک اپنایا ہے ۔ ہم نے اپنے لباس میں کہاں تک اسلامی روایات کو اپنایا ہے اسلامی روایات جو قائم تھیں ۔ اُن کو ہم نے کس حد تک تباہ کیا ہے ۔ سوشلزم کے نعرے پیش کیے لیکن سوشلزم ہم نے اس لیے شرمندہ

ہے کہ جیسے کاردار صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ سوشلسٹ ملک نہیں ہے اس میں احساس ذمہ داری نہیں ہے اس میں احساس کارکردگی نہیں ہے اس میں وہ بنیادی تبدیلی نہیں ہے اور دو ہی صورتیں ہوا کرتی ہیں ۔ جناب ۔ والا کسی بجٹ میں ۔ وہ ہیں بنیادیں یا وہ قانون ان دونوں کا اس بجٹ میں فقدان نظر آتا ہے ۔ اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ کس حد تک اس کو سوشلسٹ بجٹ کہا جائے اس کو اسلامی نظریات کا حامل بجٹ کہا جائے ۔ اس کو غریب اور مفلوج عوام کی امنگوں اور تمناؤں کے مطابق بجٹ کہا جائے ۔ اس ضمن میں صرف اتنا کہا جا سکتا ہے جیسے کہ عدالت میں status quo جاری ہوتا ہے یہ status quo اس کو کہا جا سکتا ہے کہ ہم مرنے کے لیے تو تیار نہیں ہیں ۔ جینے کی ہم میں سکت نہیں ہے اور ہم اس دوراہے پر کھڑے ہیں ۔

جناب والا ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس صوبہ کی جو معاشی صورت حال ہے ۔ ہمارے اپنے فاضل وزیر صاحب نہایت تندہی سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ اس وقت ایک اہم ترین ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے کہ وہ دیکھیں کہ 75 فیصد آبادی جو آپ کے کاشتکاروں پر مشتمل ہے اس کو آپ کے سوشلزم کے نعروں نے کس حد تک متاثر کیا ہے ۔ شہری آبادیوں کے باشعور اور مہذب طبقہ نے اسے کس حد تک مفلوج کیا ہے اور کس حد تک اس کو ہم نے سامنے لانا ہے اور وہ کون سے منصوبے ہیں جو اس بجٹ میں کاشتکاروں کو دے چکے ہیں کون سا حصہ اس بجٹ کا ہے جس سے ہم نے ان 75 فیصد کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کی ہے ۔ جو ہمیں کہا کر کھلا رہے ہیں ۔ ان میں آپ نے احساس پیدا کرنا ہے ۔ مالکوں اور زمینداروں کے خلاف جو نفرت اس وقت پیدا کرنا ہے ۔ مالکوں اور زمینداروں کے خلاف جو نفرت اس وقت پیدا ہو چکی ہے ۔ وہ بالکل ہی مایوسی کے عالم میں ہے ۔ شہری اور دیہی آبادی میں تفریق کافی دیر سے چل رہی تھی لیکن اب موجودہ حکومت کاشتکاروں اور مالکوں کو کوفت دیئے جا رہی ہے ۔ میں یہ استدعا کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ کہ ڈیری فارمز کا قیام اور زرعی شعبہ کو جس انداز میں پیش کیا گیا ہے ۔

یہ اس انقلاب کے وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے قطعی طور پر کافی نہیں ہے ۔ یہ اس ڈھانچے کو قائم رکھنے کے لیے تو ہے جس پر سابقہ حکومتوں پر تنقید کرتا ہے یا کر رہے ہیں ۔ اس ڈھانچے کو تو قائم رکھا جا سکتا ہے لیکن وقت کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا جا سکتا اس سے بڑا دھوکہ اور کیا ہو سکتا ہے ۔

جناب والا۔ اس سال گورنمنٹ کی procurement scheme ناکام رہی ہے اور اس ناکامی کو چھپانے کیلئے یہاں بیانات تو دیئے جا رہے ہیں اور میرے فاضل دوست دیکھ رہے ہیں کہ کس نظام ساتھ کے ہماری procurement scheme چل رہی ہے۔ جناب والا ۔ جب تک گنے اور گندم کی صحیح قیمت انٹرنیشنل اور نیشنل سطح پر کاشتکاروں کو نہیں دیں گے تو وہ کاشت نہیں کریں گے۔ چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ پولیس ان کو تنگ کر رہی ہے جناب والا۔ ابھی چند روز ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ جو کاشتکار مل سے چینی لینے کے لئے جا رہے ہیں ان کو یہ حکم ہوتا ہے کہ کم از کم سو من گندم دیں اور اس کی رسید دکھائیں اس کے بعد چینی دی جائے گی ۔ یہ ہتھکنڈے کس لئے استعمال کئے جا رہے ہیں ۔ یہ کس قدر خوف ناک اور خطرناک سازش ہے اس ایوان میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور بار ہا تجویزیں ہوتی رہی ہیں کہ کاشتکاروں کو قرضے سے نجات دلائی جائے لیکن نہایت ہی اچھے انداز سے اور حسین سکیموں سے ہمارے سوشلسٹ بھائیوں نے کروڑوں اور اربوں روپے کی صورت میں ان کاشتکاروں کو قرضے کے نیچے دبا لیا اور ایک منظم سازش کے ذریعہ سے دبا لیا اور یہ اس کے بنیادی ڈھانچے کو نہیں سمجھ سکے بلکہ ان کاشتکاروں کو قرضے کے نیچے دبایا جا رہا ہے تا کہ ان کا ذہن اور ان کی اقتصادیات ان کے تابع رہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اس صوبہ کے ساتھ اور بڑا کوئی ظلم نہیں ہو سکتا اور یہ سازش ہے ۔ کہاں چھوٹو رام تھا کہاں وہ لوگ تھے ۔ جو اپنی بنیادوں پر کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور کہاں اب عوامی سوشلسٹ ہیں۔ کہاں ہم اب اسلامی نظریات کے حامل ہیں تو آج ان کو قرضوں کے نیچے اس طرح سے دبایا جا رہا ہے ۔ ابھی تو انہیں قرضے دیئے جا رہے ہیں لیکن وصولی کے وقت ان کو تکالیف ہوں گی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یا تو کاشتکاروں کی زمینیں لے لیں یا پھر اس نظام کو نافذ نہ کریں کیونکہ اس درمیانہ پالیسی نے اس ملک میں تباہی کا سامان مہیا کیا ہے ۔

ہمارے قول و فعل میں یہ تضاد ہے۔ یا پھر نعرے مارنا چھوڑ دیں تا کہ لوگ پر سکون ہوجائیں۔ صنعتی سکون آپ نے تباہ کیا۔ انتظامیہ کو تباہ کیا اسلئے نہیں تباہ کیا کہ وہ corrupt تھے بلکہ اس لئے کہ وہ ہماری ہر جائز و نا جائز چیزوں کو مانتے چلے جائیں ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ انتظامیہ میں لوگ اچھے بھی تھے ۔ اب بھی لوگ اچھے ہیں لیکن کردار ان لوگوں کا اچھا نہیں اور دوسری طرف ہم سے ان پر خرچ کرنے کے لئے منظوری مانگ رہے ہیں ۔

جناب والا۔ آخرمیں میں دو اور گزارشات عرض کروں گا۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ وہ ہمارے ساتھی۔ ہمارے معزز ساتھی جو کہ اس ایوان میں موجود ہیں جو جناب ذوالفقار علی بھٹو اور پیپلز پارٹی کے جھنڈے کے ساتھ وفاداری کا اظہار کرتے تھے۔ اب وہ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ کہ سوشلزم کو دکھ دے رہے ہیں اور عوام کو دکھ دے رہے ہیں ۔ اب یہ پوزیشن ہے لیکن خدا کا سائیکل جو قانون قدرت کا سائیکل چل رہا تھا اب وہ چل چکا ہے اور اب وہ آخری مرحلہ پر ہے ۔ کچھ تو اس کا شکار ہو چکے ہیں اور باقی جو ہیں وہ شکار ہونے والے ہیں ۔ یہ بے بسی کا عالم اور جمہوریت کا عالم ایسا ہے کہ وزراء صاحبان کو بھی اختیار آج تک نہیں دیا گیا ۔

**مسٹر چیئرمین** ۔ ملک خان محمد کھوکھر ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ مجھے وقت تھوڑا دیا گیا ہے ۔ جب کہ دوسرے ممبر صاحبان کو زیادہ وقت دیا گیا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کسی نے نہیں دیا ۔

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ مجھے صرف دس منٹ دیئے گئے ہیں۔

**دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ جناب والا ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میری باری چوتھے نمبر پر ہے اب تو پانچواں اور چھٹا نمبر چل رہا ہے ۔ کہیں میرا نام نظر انداز تو نہیں ہو گیا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں ۔ آپ کا نام ہے ۔ آپ اصل میں صبح تشریف نہیں لائے تھے ۔

**دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ جناب والا ۔ میں تو چوتھے نمبر سے پہلے آیا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں ۔ وہ بات اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن پھر بھی پریزائڈنگ افسر نے اپنے آپ کو منٹل طور پر تیار کرنا ہوتا ہے کہ کون کون سے تشریف لے آئے ہیں اب آپ کی باری آ جائے گی ۔ میاں خان بد کھوکھر۔

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ مجھے دو منٹ اور دے دیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اچھا چلئے دو منٹ اور لے لیں ۔

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں جمہوریت کے متعلق عرض کر رہا تھا تو میرے فاضل دوست گلہ کر رہے تھے کہ ہم پر تشدد ہوا ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوئیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے دور میں جمہوریت کے دور میں آپ نے ان پر بھی اعتماد نہیں کیا ۔ جمہوریت کا یہ حال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے وزراء صاحبان پر اعتماد نہیں کیا اور وزراء صاحبان نے ممبران پر اعتماد نہیں کیا ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کسی دوسرے پر اعتماد نہیں کیا تو جمہوریت کی روح ختم ہو چکی ہے ۔ چہ جائیکہ حزب اختلاف یہ محسوس کرے کہ ہمارے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں ۔ تو یہ جمہوریت کی مکمل طور پر نفی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے انحراف کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ جمہوریت کی اس روح کو جو آپ کی خوشامد کی نذر ہو رہی ہے آپ اپنے حقوق کو نظر انداز کرکے جمہوریت کو قتل کر رہے ہیں ۔ اس لئے بجٹ کی تکمیل عوام کی تمناؤں ان کی آرزوں اور خواہشات کو پیش نظر رکھ کر کریں تا کہ آپ وقت کے تقاضوں کو پورا کر سکیں ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ سکارپ امریا میں سابقہ حکومتوں نے ڈبل آبیانہ کی سکیم واپس لی تھی لیکن موجودہ حکومت نے اس کی وصولی کا آغاز کیا ہے یہ سوشلسٹ گورنمنٹ ہے تو اس طرح سے غریب کاشتکاروں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ناانصافی ہوئی ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ ہمارا پانی کا مسئلہ ہے جیسا کہ میرے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ ایک منظم سازش کے پیش نظر پنجاب کو محروم کیا

گیا ہے ۔ میرے فاضل دوست جناب افضل وٹو صاحب اس سلسلہ میں اپنے ضمیر کے اندر بوجھ محسوس کر رہے ہیں اور پانی کی کمی کو ریمانڈلنگ سکیم دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا دھوکہ پنجاب کے ساتھ ہے اور بڑی زیادتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس سازش کو جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں جو ہمارے ساتھ کی جا رہی ہے کہ لوگوں کو ریمانڈل کر رہے ہیں حالانکہ یہ قطعی طور پر نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں یہ استدعا کروں گا کہ میری تحصیل پھالیہ میں دو اہم ترین سڑکیں تھیں ۔ ایک قائد آباد سے بھلوال ۔ حالانکہ وہ سڑک ہم نے کنٹرکٹ کونسل سے منظور کروا کر بھیجی تھی اور دوسری مونگ سے ملک وال ۔ تو ہم اب کسی سازش کا شکار ہو گئے کہ تحصیل پھالیہ کو مکمل طور پر محروم کر دیا گیا ۔ تو میں ان گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ میرے فاضل سوشلسٹ اور سیاسی دوست ان نظریات کو سامنے رکھ کر اس بجٹ کی بات کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ قوم کی بہت بڑی خدمت ہو گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد اشرف صاحب ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ لک صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ سازشیں ہو رہی ہیں ۔ وہ ہمیں معلوم نہیں ہیں ۔ تو میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس میں ان کا انکشاف کریں ورنہ میں سمجھوں گا کہ یہ بھی سازش میں ملوث ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ ملک خان محمد کھوکھر ۔

ملک خان محمد کھوکھر (ملتان ۔ 13) ۔ جناب والا ۔ میں وزیر خزانہ کو سالانہ بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ وہ اس لئے کہ انہوں نے عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جو ٹیکس شراب پر لگایا گیا ہے ۔ میری رائے تو یہ ہے کہ اس کو بالکل ختم ہی کر دیا جائے کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور میں ایوان سے بھی اپیل کروں گا کہ اس کے ختم کرنے میں مدد دیں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں اپنے حلقہ کے مسائل بیان کروں گا ۔ جناب والا ۔ اس سال ہمیں اس بجٹ پر اس لئے بولنا پڑا کہ ہماری تحصیل ٹبہ سلطان پور کا آج تک استحصال ختم نہیں ہوا کیونکہ وہاں پچیس سال سے سرمایہ دار اور جاگیر دار قابض رہے ہیں ۔ اب پیپلز پارٹی کے نام پر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے نام پر ان کی قیادت میں ہمیں یہاں موقع ملا ہے ۔

جناب والا ۔ جتنے بھی بجٹ آئے ہیں ۔ اس میں ہماری حق تلفی ہوئی ہے اور ہمارے علاقہ میں ایک ٹیڈی پیسہ بھی خرچ نہیں کیا گیا ۔

جناب والا ۔ حالت یہ ہے کہ میرا علاقہ قصبہ (گڑا موڑ) جس کی آبادی 50 ہزار ہے وہاں میں نے اپنا لاکھوں روپے کا رقبہ دے کر ایک پرائیویٹ سکول چلایا تھا ۔ لیکن نیشنلائزیشن سکیم کے تحت وہ سکول بھی نیشنلائز ہوگیا جو چار پانچ سو طلبا وہاں تعلیم حاصل کرتے تھے ۔ اس میں صرف چار کمرے تھے ۔ میں اب وزیر تعلیم سے التماس کرتا ہوں کہ اس کو وسیع کیا جائے شہروں میں تو بڑے بڑے سکول اور ہوسٹل تعمیر کیے گئے ہیں ۔ لیکن ان دیہات والوں کا قصور کیا ہے ۔ اس لئے کہ وہ جلوس نہیں نکالتے اور حکومت کے ناک میں دم نہیں کرتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

اس کے بعد میں جناب والا ۔ صحت کے متعلق عرض کروں گا کہ دیہات میں اس کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے ۔ یہاں 85 فیصد بے زبان لوگ رہتے ہیں ۔ آخر ان کا کب حل تلاش کیا جائے گا ۔ ہم نے الیکشن لڑا اور ان لوگوں کی وجہ سے جیتا ۔ جناب والا ۔ دو سال کا عرصہ تو گزر چکا ہے ۔ ان غریب لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ شہروں میں تو آپ ٹیوب ویل اور ٹینکیاں بنواتے ہیں اور دیہاتی بچارے مویشیوں والی جگہوں سے پانی پیتے ہیں جناب والا ۔ پانی کے لئے ہمارے علاقہ گڑا موڑ اور ٹبہ سلطان پور میں واٹر سپلائی سکیم منظور ہو چکی ہے ۔ لیکن آج تک اسے کوئی پیسہ نہیں ملا ۔ شہروں میں تو دیئے جاتے ہیں میں پوچھتا ہوں یہ استحصال کب ختم ہوگا ؟ میری اپیل ہے کہ گڑا موڑ اور ٹبہ سلطان پور میں واٹر سپلائی سکیم جو منظور ہو چکی ہے اس کے لئے اس سال کے بجٹ میں سے رقم مختص کی جائے ۔ اس کے بعد جناب صحت کے لئے دیہاتوں میں کوئی انتظام نہیں ہے وہاں انسان کو انسان نہیں سمجھا جاتا شہروں

میں تو میوہسپتال اور انسٹر ہسپتال بن جاتے ہیں مگر 85 فیصد عوام داخلہ نہیں لے سکتے ۔ ان کے پاس کوئی وسائل نہیں ہوتے ۔ اس لئے وہ داخلہ نہیں لے سکتے ۔ ہم نے قائد عوام کا ساتھ اس لئے دیا تھا کہ استحصال ختم کریں گے ۔ ابھی تک تو شہروں کو فائدہ ہوا ہے ۔ دیہاتیوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ تعلیم آپ نے مفت کر دی تو وہ بھی شہر والوں کو فائدہ ہوا ۔ دیہاتوں میں جہاں سرے سے سکول ہیں ہی نہیں ان کو کیا فائدہ ہوا ہے ۔

ہسپتال ہیں تو وہ بھی شہروں میں اسکی مثال میں آپ کو پیش کرتا ہوں ہمارے قصبہ گڑامور میں ایک ڈسپنسری ہے۔ اس کو صرف پچاس ٹیکے دیے گئے ہیں۔ آخر وہاں بھی عوام بستے ہیں ۔ یہ استحصال کب ختم ہوگا۔ شہروں میں تو اس لئے زیادہ بھیجے جاتے ہیں کہ وہ احتجاج کرتے ہیں ۔ میرا یہ مطالبہ ہے ہے کہ جتنی سہولتیں شہر والوں کو دی جاتی ہیں اتنی دیہات والوں کو بھی دی جائیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شہر والے کیا کرتے ہیں ۔ وہ بس ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر ان کی کمائی کھاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ جناب والا۔ وہ اتنی دھوپ میں گندم کاشت کرتے ہیں۔ کٹائی کرتے ہیں جب بیمار ہو جاتا ہے کوئی کاشت کار اور اسے حکیم کہتا ہے چینی کے شربت کے ساتھ یہ دوائی کھالو (قہقہہ) تو اس کو چینی بھی میسر نہیں آتی ۔ ان کو آخر کیا ہو گیا ہے ۔ شہر والوں کو تو ایک سیر ہفتہ کی دی جاتی ہے ۔ اس کسان کو صرف دو چھٹانک دی جاتی ہے ۔ کیا اس کو ضرورت نہیں ہے ؟

**ایک آواز** ۔ تو پھر مبارک باد کس چیز کی دی تھی ؟

**ملک خان چد کھوکھر** ۔ جناب والا ۔ سارا زر مبادلہ بھی دیہاتی پیدا کرتے ہیں ۔ شہری کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ کروڑوں روپے زرمبادلہ آتا ہے ۔ اس کے تناسب سے 85 فیصد کیوں نہیں ان پر خرچ کیا جاتا ۔ یہ کہاں کا قانون ہے۔ گندم باہر سے منگوائی جاتی ہے ۔ وہ 62 روپے من پڑ آتی ہے اور ہمارے کاشت کار کو 25 روپے دیے جاتے ہیں اور اس کے علاج کے لئے بھی کوئی سہولت نہیں ہے ۔ کیونکہ وہ ہڑتال نہیں کرتا ۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں اگر دو سال میں کچھ نہیں ہوا تو ہم آئندہ ووٹ لینے آن سے کس طرح جائیں گے ۔ وہ تو ہمارا گریبان پکڑتے ہیں۔ شہروں میں تو سہولتیں ہو گئیں ۔ آپ نے ہمارا کیا کیا۔

معزانہ مطالبہ ہے کہ حکومت ان کے اس مطالبہ پر بھی ہمدردی سے غور کرے۔ ان بیچاروں کو ہر کام کے لئے رشوت دینی پڑتی ہے اور پولیس والے ان کو نا جائز طریقے سے پکڑ کر لے جاتے ہیں ۔ آخر ان کا کون ہے ۔ پانی کی ویسے کمی ہے ۔ وہاں کے جو ایکس ۔ ای ۔ این ۔ صاحب ہیں وہ پانی اس کو دیتے ہیں جو پیسے دے ۔ جو پیسے نہیں دیتا اس کو پانی نہیں ملتا ۔ اگر اس کا انتظام نہ کیا گیا تو پیداوار بری طرح متاثر ہو گی ۔ اوپر سے کپاس کی کاشت کا موسم آنے والا ہے ۔ ہمارے سارے ملک کا انحصار اس پر ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ گندم کا ریٹ پچاس روپے من کیا جائے ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ اس کا ریٹ جو پچیس روپے مقرر ہے وہ ٹھیک ہے ۔ لیکن کپاس کا ریٹ زیادہ کر دیا جائے تاکہ وہ کمی اس سے پوری ہوسکے (نعرہ ہائے تحسین) کپاس ابھی تک ملوں میں پڑی ہوئی ہے ۔ غریب کاشت کار کو ابھی تک پیسے نہیں ملے ۔ فیکٹری والوں کا بھی گھیراؤ ہو رہا ہے یہ سب آپ ٹھیک کریں ۔ تاکہ کاشت کار کاشت کر سکیں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں بار بار گڑا موڑ پر عرض کر رہا ہوں جو ملتان وہاڑی روڈ پر واقع ہے یہ سڑک نہایت خستہ حالت میں ہے ابھی تو یہ بن رہی ہے ! میں وزیر مواصلات سے عرض کروں گا جو نئے نئے وزیر بنتے ہیں وہ پہلے اپنے گھروں کا دورہ کرتے ہیں اگر وہ جائیں بھی تو ملتان ریسٹ ہاؤس میں جاکر ایر کنڈیشنڈ کمرے میں بیٹھ جاتے ہیں میں وزراً صاحبان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کن کن دیہات کا آج تک دورہ کیا ہے جہاں 85 فیصد عوام رہتے ہیں ؟ وہ دیہات جن کے عوام نے 85 فیصد ووٹ انہیں دیئے ہیں ۔ جنہوں نے ان کو منتخب کیا ہے ۔ اور وہ لوگ ان کی طرف نگاہ کئے ہوئے ہیں ۔ جو بھی وزراً صاحبان آئے ہیں ۔ وہ سب شہروں میں گئے ہیں ۔ وہ سب اپنے گھروں میں گئے ہیں ۔ اور انہوں نے اپنے عوام کو خوش کیا ہے۔ انہوں نے عوام کی ضروریات پوری کی ہیں ۔ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے ان دیہات کے عوام کے متعلق کیا کیا ہے ۔ جنہوں نے ان کو 85 فیصدی ووٹ دیئے ہیں ۔ کوئی وزیر صاحب اس کی مثال دیدیں کہ ہم نے فلاں دیہات کا دورہ کیا ہے اور فلاں دیہات کو چیک کیا ہے ۔ فلاں تحصیلدار کا دفتر دیکھا ہے ۔ سوائے اس کے کہ وہ ملتان میں 5 دن کے لیے گئے اور ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں بیٹھے

اور سوئے ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ اپیل کروں گا ۔ کہ آئندہ جو وزرا دورہ پر جائیں تو وہ دیہاتوں میں جائیں تاکہ وہ عوام جو کہ ہمارے گریبان پکڑتے ہیں ۔ وہ ان کا گریبان پکڑیں اور ان کو بھی پتہ چلے کہ ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دئیے تھے ۔ اور یہ ہمارے لئے آئے ہیں ۔ جناب والا انکو وہاں جا کر ان کے مسائل کو سننا چاہیئے ۔

**مسٹر عبدالحفیظ کاردار** ۔ مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ وزرا دورے پر جاتے ہیں اور وہاں جاکر بیٹھ کر سوتے ہیں ۔ تو کیا کوئی آدمی بیٹھ کر سو بھی سکتا ہے ۔

**ملک خان محمد کھوکھر** ۔ جناب والا میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو وزرا صاحبان جن کے خرچے غریب عوام اٹھاتے ہیں ۔ انکا فرض ہے کہ وہ لوگ دیہاتوں کا بھی دورہ کریں ۔ جیسا کہ ہمارے ڈی سی صاحبان اور کمشنر صاحبان ، کبھی اسسٹنٹ کمشنر سے اور کبھی تحصیلدار صاحبان سے رپورٹیں منگوا لیتے ہیں ۔ یہ غلط ہے ۔ یہ وہی نوکر شاہی ہے اس میں کوئی کمی نہیں آئی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ہمارے حلقہ میں آج بھی جاگیردار مزارعین کو بیدخل کر رہے ہیں اور ان کے خلاف پولیس میں جھوٹے مقدمات درج ہوتے ہیں ۔ جس غریب کے پاس پیسہ نہ ہو تو اس کا پرچہ بھی درج نہیں ہوتا ۔ پہلے تو پولیس پرچہ درج نہیں کرتی اور اگر درج بھی ہوتا ہے ۔ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ جیپ لاؤ اس ڈر کے مارے کوئی تھانہ میں جانا پسند نہیں کرتا ۔ تو اس لئے میری گزارش ہے کہ جہاں پولیس کے لئے 13 کروڑ 32 لاکھ رکھے ہیں ۔ خدا کے لئے ان کو جیپیں دیدی جائیں ۔ ہمیں تو ٹیلی فون نہیں مل سکا ہے ان کو ہر تھانہ میں ٹیلی فون لگا کر دیدیں تاکہ وہ رابطہ قائم رکھ سکیں ۔ تاکہ آئندہ جب کوئی ڈکیتی ہو ۔ تو وہ اعلیٰ افسران کو بتا سکیں ۔ کسی جاگیردار کے آگے ان کو جھکنا نہ پڑے ان کے پاس جیپ کا ہونا از حد ضروری ہے ۔

جناب والا ۔ ہمارے دیہاتوں میں کوئی پکی سڑک نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ہمارا قصبہ جو ہے ۔ گڑھ موڑ وہ ایک قصبہ ہے ۔ دیہات کی آبادی ہے جب ہم میلسی جاتے ہیں ۔ تو پہلے ہم ٹبہ سلطان پور جاتے ہیں ۔

اس کے بعد وہاں سے اتر کر ہم لوگ لاری میں بیٹھتے ہیں ۔ تو 22 میل میلسی کی طرف جاتے ہیں ۔ چناب والا ۔ گڑھ موڑ کی سڑک 8 میل پختہ ہے اس کا باقی 10 میل کا ٹکڑا ہے ۔ اگر اس کے بنانے کے لئے اس بجٹ میں گنجائش رکھی جائے۔ تو اس سے عوام کو آسانی ہوگی ۔ صرف 18 میل ہے ۔ اس کے علاوہ تحصیل خانیوال کا بھی ہمارے واڈ کا واسطہ ہے کیونکہ میرا کچھ حصہ ٹبہ سلطان پور میں ہے ۔ اور ٹبہ سلطان پور کے مقدمات جو ہیں ۔ وہ تھانہ جہانیاں میں ہوتے ہیں ۔ اور اس کا اسسٹنٹ کمشنر خانیوال کا علاقہ ہے ۔ اسکا بھی یہی حال ہے ۔ کہ پہلے تو ہم 14 میل بس میں جاتے ہیں ۔ پھر ٹانگہ میں سوار ہوتے ہیں اور جہانیاں میں جاتے ہیں ۔ 30 میل ۔ پھر 20 میل ریل میں بیٹھ کر پھر وہ 40 میل کر کے خانیوال جاتے ہیں ۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے ۔ کہ گڑھ موڑ سے خانیوال تک 18 میل کا ٹکڑا ہے ۔ وہاں پہلے 10 میل پختہ سڑک بنی ہوئی ہے ۔ باقی 8 میل کا ٹکڑا جو ہے ۔ وہ پختہ ہو جائے ۔ تاکہ عوام کو بھی سہولت ہو وقت بھی بچ جائے اور ہمارا حق بھی بنتا ہے کہ دیہاتوں میں جو 85 فیصدی عوام بستے ہیں ۔ اس حساب سے بجٹ میں بھی ان کو 85 فیصدی حصہ ملنا چاہیئے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان گزارشات کے بعد میں وزیر تعلیم سے دوبارہ یہ گزارش کروں گا کہ گڑھ موڑ کے عوام پر رحم کرتے ہوئے اس سال اس سکول کے لئے بجٹ میں ایک لاکھ روپے رکھیں ۔ تاکہ دیہاتوں کے بچے تعلیم حاصل کر لیں ۔ وہ تعلیم کے لئے ملتان اور لاہور نہیں جا سکتے ۔ یہاں پر تحصیلداروں اور امیروں کے لڑکے آتے ہیں ۔ ہم غریبوں کے بچے تو وہاں دیہات میں ہی پڑھینگے ۔ تو میری گزارش ہے کہ اس سال ضرور اس کی عمارت بنائی جائے میں ان گزارشات کے بعد اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری (ملتان ۔ 19) اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ مسٹر سپیکر یہ موقعہ سالانہ بجٹ پر بحث اور تبصرہ کرنیکا ہے اور یہ معزز ارکان اسمبلی کے لئے بے حد اہم اور نازک ہے ۔ ہر معزز ممبر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کیبنٹ کے تمام اراکین مع چیف منسٹر صاحب کے موجود ہوں اور معزز ممبر کے خیالات جو کہ قومی اور ملکی مفاد میں اپنی زبان

سے مسائل پر سیر حاصل تبصرہ کرتے ہیں اور ان کا اظہار کرتے ہیں ۔ تو وہ تمام منسٹر صاحبان نوٹ کریں ۔ آج مجھے چند ایک وزراً کی غیر حاضری مع چیف منسٹر کے محسوس ہو رہی ہے ۔ اس ملک کے عوام کی تکالیف ۔ اس صوبہ کے عوام کی تکلیف ۔ اس صوبہ کے عوام کے مسائل اسقدر طویل اور اس قدر پیچیدہ ہیں اور روز بروز بڑھ رہے ہیں ۔ مسٹر سپیکر میں جو تجاویز لکھ کر اس ہاؤس میں لایا ہوں اور جن مسائل اور مشکلات اور تکالیف کی طرف میں اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اس کے لئے مجھے ایک دن نہیں کئی ہفتے چاہئیں ۔ میں نے یہ ارادہ کیا ہوا ہے کہ میں ان تکالیف اور امراض کا اختصار کے ساتھ ذکر کروں اور ان پر تبصرہ اور سیر حاصل بحث نہ کروں ۔ جناب والا 75-1974 کا سالانہ بجٹ جو کہ لیڈر برسراقتدار پارٹی نے جو کہ ہمارے وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ بھی ہیں ۔ نہایت عقلمندی شائستگی اور figures کی پختگی سے تیار کیا ہے میں یہ دیکھ رہا ہوں کیونکہ میں 1951 سے اس ہاؤس کا ممبر رہا ہوں ۔ تمام figures 90 فیصدی پچھلے بجٹ کی نقول ہوتی ہیں اور 10 فیصدی نئی تجاویز واقعات کے مطابق چند ایک رقومات کی کمی بیشی کی جاتی ہے میں اس کو ایک قومی ضیاع سمجھتا ہوں ۔ میں تجویز کرونگا کہ ہمارا صوبہ غریب ہے ۔ ہمارے عوام غریب ہیں ہمارا ملک غریب ہے اگر انہوں نے صرف figures کی repetition ہی کرنی ہے ۔ تو ان نئی تجاویز کے متعلق figures کو ہی صرف add کیا جائے باقی جو صرف نقول کے جاتی ہیں۔ ان کے لئے یہ کتابت ۔ یہ سرمایہ اور یہ دولت صرف نہ کی جائے اور یہ وقت کا زیاں نہ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ constitution میں ترمیم کی تجویز کر رہے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جہاں تک ہو سکے ۔ میں صرف یہ تجویز کر رہا ہوں ۔

مسٹر رب نواز خان کھتران ۔ وہ figures جن پر عملدرآمد کرنا باقی ہو ۔ انکا اندراج کیا جانا ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ جو گزشتہ بجٹ میں پاس ہو جائیں انکا صرف حوالہ دیا جائے ۔ یہ چیز پچھلے آئین میں موجود تھی کہ جو پچھلے

سال کا بجٹ منظور ہو چکا ہو اُس کو ویسے لکھ دیا جاتا تھا اور اُس کو آئندہ سال کے بجٹ میں دھرانیکی ضرورت نہیں تھی نئی چیز جس کا مطالبہ کیا جاتا ہو ۔ صرف وہی چیز لکھی جاتی تھی ۔ یہ چیز 1962 کے آئین میں جو کہ ایوب خان نے دیا تھا اُس میں موجود تھی ۔

**Mr. Abdul Hafeez Kardar** : I think you are probably mistaken in enlightening the House. The position was that on on-going expenditure there was no voting but the figures were given.

**Mr. Speaker** : I will further clarify it.

**دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ مسٹر سپیکر ۔ میری قوم غریب ہے میرا صوبہ غریب ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آئین میں بھی ترمیم کرنی پڑے ۔ کسی قانون میں بھی ترمیم کرنی پڑے تو ہمیں ترمیم کرنی چاہیے تاکہ ہم ہزاروں روپے بچا سکیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں نے اعتراض نہیں کیا ۔ یہ آپکا حق ہے ۔ چونکہ اس اسمبلی کو اختیار نہیں ہے اس لئے میں نے clarify کیا ہے ۔

**دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ ٹھیک ہے ۔ جناب والا ہم سفارش کرسکتے ہیں ۔ ہماری گورنمنٹ سفارش کر سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ زراعت پیشہ برادری جو اس صوبہ کا اسی فیصد حصہ ہے اور میں شوق سے کہہ سکتا ہوں میرے کہ کاشتکار اور میرے زراعت کار بھائی اسی فیصد مقروض ہیں ۔ ہمیں خوف تھا کہ اُن پر اس مرتبہ مزید ٹیکس اور بدستور سابق ٹیکس لگائے جائینگے ۔ چونکہ یہ طبقہ سیدھا سادھا اور بھولا ہی نہیں بلکہ غیر مہذب بھی ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے سالہا سال کی روایت کو تبدیل کیا اور اس دفعہ کم از کم زراعت پیشہ برادری کو ٹیکس سے معاف رکھا ۔ مسٹر سپیکر ۔ اگر ہم ٹیکسوں کی لعنت سے جو کہ ہر سال اس غریب قوم پر بڑھتے جا رہے ہیں اور جو پہلے بھی متعدد ٹیکس لگائے جاچکے ہیں اور جن کا بھار غریب اور متوسط طبقہ نہیں اُٹھا سکتا ۔ اس سے مستقل بچنے کی صورت صرف یہ ہے کہ جو ہمارے اللے تللوں پر خرچ ہوتا ہے اور جو ہم نے فاضل محکمے کھول رکھے ہیں ۔ جو ہم نے فضول عہدے بنائے ہیں اور اُن

کو بڑھاتے رہتے ہیں اور جو اخراجات ہم کرتے ہیں ۔ ان کی کوئی نگران نہیں ہوتی ۔ جو چیزیں بنتی ہیں وہ پھر اگلے سال ٹوٹنی شروع ہو جاتی ہیں ۔ ان تمام اخراجات کو اگر عمیق نظر سے دیکھا جائے اور ان پر غور کیا جائے تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں پچاس فیصد ایکس چیکر پر بار کم ہوسکتا ہے اور دس سال تک حکومت کو مزید ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں رہے گی اگر میں اس کی تفصیل دوں تو مجھے ایک لمبی فہرست کی ضرورت ہوگی جس کی مجھے وقت اجازت نہیں دیتا ۔

جناب سپیکر ۔ شراب پر گھوڑ دوڑ کی آڑ میں جو جوا کھیلا جاتا ہے اس پر کچھ ڈیوٹیز بڑھائی گئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں وزیر خزانہ صاحب ایسی باتوں کو جو صرف اخلاق کے خلاف ہی نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے بھی خلاف ہیں انکی discourage کرنا چاہتے ہیں ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ جب آپ کہتے ہیں ہمارا دین اسلام ہے تو آپ کو صرف شراب اور جوئے پر ڈیوٹی نہیں بڑھانی چاہیے بلکہ ان تمام سماجی برائیوں (میں آپ کو ان تمام سماجی برائیوں کی فہرست بنا کر دیتا ہوں) اور ان تمام خرافات کو جو قوم کی جڑوں کو کمزور کر رہی ہیں ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہیے ۔ جناب سپیکر ۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے ہمارے ملک ۔ قوم اور صوبے کی معیشت کا اسی فیصد حصہ زراعت پر منحصر ہے ۔ جناب والا ۔ اب اس صوبہ میں یا اس ملک میں کوئی جاگیردار نہیں ہے ۔ میں ملتان کے پانچ دس بڑے زمینداروں میں شمار ہوتا تھا ۔ لینڈ ریفارمز کے تحت گورنمنٹ نے سو سوا سو کے قریب میری اراضی لے لی ہے ۔ یہ وہ اراضی تھی جسے میں نے خود کھڑے ہو کر بنجر شکافی کرکے آباد کیا اور وہ کسی مزارع کے تحت نہیں تھی ۔ ان رقبوں میں سے یہ رقبہ لے لیا گیا ۔ اب میرے پاس اتنا رقبہ ہے کہ اس میں ایک ٹریکٹر چل سکتا ہے ۔ اب جاگیردار کا لفظ صرف exploitation کرنے کے لئے لوگ استعمال کرتے ہیں مگر موقع پر آپ کو کوئی جاگیردار یا لینڈلارڈ نظر نہیں آتا۔ میں یہ عرض کرونگا کہ ہم ایک صورت میں اس کو بہتر سمجھتے ہیں کہ زمین جتنی کم ہوگی اتنی زمیندار کی توجہ زیادہ ہوگی اور وہ زیادہ produce حاصل کرے گا ۔ مگر زمین تقسیم در تقسیم ہو کر unec-onomical unit پیدا کر رہی ہے اور اگر زمین اسی طرح تقسیم ہوتی چلی گئی

تو جو اب موجودہ پیداوار ہے اس پر آپ قائم نہیں رہ سکیں گے یہ کم ہوتی چلی جائے گی ۔ لوگوں کو فکر ہے کہ زمیندار کے پاس زیادہ زمین ہے اور مجھے یہ فکر ہے کہ ہماری زمین اتنی کم ہو رہی ہے ، ایک ٹریکٹر تو کیا دو بیل بھی کاشت نہیں کر سکیں گے ۔ میرے حلقہ نیابت میں ایسے مواضعات ہیں جن میں زمینداروں کی زمین تین فٹ چوڑائی میں رہ گئی ہے اور دو فٹ چورائی میں زمین آتی ہے تو بھائی آپ ہی بتائیں ، اس میں ٹریکٹر تو کیا ہل بھی نہیں چل سکتے ۔

میں نے اپنے محترم وزیراعظم کو تجویز پیش کی تھی کہ جس قدر جلدی ہو کوآپریٹو فارمنگ کریں ہمارے پاس دو ہزار مربعے زمین ہونی چاہیے اور اس میں بڑی مشینری سے کاشت ہو اور لوگوں کو شرعی حقوق سے محروم نہ کیا جائے یعنی انتقالات وراثت بمطابق شریعت درج ہوں مگر ایک باڈی ہو جو کہ کنٹرول کرے ۔ اس کو زمیندار مثلاً ایک ایکڑ کا زمیندار جو ہے وہ اس کا ایک ووٹ ہوگا ۔ ایک باڈی قائم ہو ۔ ہزار ہزار دو دو ہزار مربعوں کے فارم ہوں جن میں وہ selfsufficient ہوں ۔ بڑی مشینری اس میں utilize ہو اور وہ کاشت کریں جیسے روس میں اور چین میں ہوتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ زراعت کے لیے پانی کھاد اور مشینری بنیادی چیزیں ہیں میرے بھائیوں نے اس طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی ہے ۔ میں بھی اپیل کرونگا کہ کھاد کی قیمت اگر 75 روپے اور عام ٹریکٹر کی قیمت اگر ستر اسی ہزار روپے ہو تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ discouragement ہے ۔ encouragement نہیں ۔ اس کے لیے گورنمنٹ کو فوری توجہ کرنی ہوگی اور ہمیں کھاد اور مشینری معقول نرخ پر ملنی چاہیے ۔ مسٹر سپیکر ۔ میرے ایک زمیندار بھائی نے کہا ہے کہ گندم کے نرخ کم کیے جائیں اور کپاس کے زیادہ کیے جائیں ۔ میں عرض کرونگا کہ گندم ایک بنیادی ضرورت ہے جس سے ملک کی خوراک بنتی ہے ۔ پیپلز پارٹی نے جب اپنا منشور پیش کیا تھا اس میں روٹی ، کپڑا ، مکان کا خاص طور پر ذکر ہے تو میں یہ عرض کرونگا کہ اگر پچیس ستائیس روپے من گندم کے ریٹ رہے تو مجھے خطرہ ہے کہ جتنے اخراجات زمیندار یا کاشتکار کو کرنے پڑتے ہیں ۔ اس پر وہ گندم کاشت نہیں کریںگے ۔ مسٹر سپیکر ۔ میں یہ تجویز کرونگا آپ گندم کے ریٹ جتنے

بڑھا سکتے ہیں بڑھائیں مگر عوام کو subsidy پر بیس روپے من کے حساب سے دیں۔ آپ اپنے بجٹ کو زیر بار کریں اخراجات کم کریں مگر گندم کے ریٹ کاشتکار کو زیادہ دیں عوام کو یا مزدوروں کو شہروں میں یا جہاں کہیں وہ ہیں ان کو subsidy دیں۔

جناب سپیکر۔ میں یہ تجویز کرونگا کہ ہر کاشتکار اور ہر زمیندار کو اپنا ٹریکٹر اور دیگر مشینری ضلعی ہیڈ کوارٹر میں پہنچائے جائیں میں یہ بھی تجویز کرونگا کہ ہر ضلع میں موبائیل ورکشاپ کا نظام قائم کیا جائے۔ یہ ورکشاپ موقع پر کاشتکار اور زمیندار سے پوچھے کہ کونسی مشینری رک گئی ہے اور جو بھی پرزہ جات تبدیل کرنے ہوں یا درست کرنے ہوں کر دئیے جائیں تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔

جناب سپیکر۔ یہ عوامی نمائندوں کی حکومت ہے اور ہمیں حکومت سے توقع ہے کہ وہ عوام کے جملہ مسائل عوامی نمائندوں کے ذریعے اپنے حلقوں میں حل کریں۔ کھاد کا مسئلہ، بجلی اور آبپاشی کا نظام، تعلیمی مسائل ہیں پیپلز ورکس پروگرام ہیں۔ ٹیوب ویل ہیں۔ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے مسائل ہیں یہ تمام ایسے مسائل ہیں کہ ہم ان کو موقع پر حل کریں لیکن ہوتا کیا ہے کہ یہ نمائندہ کیونکہ پیپلز پارٹی سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس لیے آپ جا کر کسی دوسرے ممبر جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتا ہے اس سے تصدیق کرا کر لائیں تو آپ کو subsidy ملے گی۔ جناب والا یہ افسوس ناک حالت ہے جب کہ آپ یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہر نمائندہ اپنے حلقہ میں اپنے تمام امور کو خود دیکھے اس لیے آپ کو اس قسم کے احکامات واپس لینے ہونگے اور سرکاری اہلکاروں، ڈپٹی کمشنر، کمشنر، ایس۔ پی، ڈی۔ ایس۔ پی، آئی۔ جی کو یہ کہنا ہوگا کہ تمام نمائندوں کو وہی حق دیا جائے جو پیپلز پارٹی کے ممبران کو دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر اس حکومت کی یہ خواہش ہے کہ صوبہ سے سماجی برائیاں ختم کی جائیں اور سرمایہ داری کی دوڑ کو ختم کیا جائے۔ بدمعاشی ختم کریں غنڈہ گردی ختم ہو۔ جناب والا ہم 26 سال سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ ختم نہیں ہوئی بلکہ بڑھ رہی۔ ہے اس کی وجہ میرے نقطہ نگاہ سے یہ ہے

کہ سب سے پہلے اکابرین مع مسلم لیگ جس نے 23 سال تک حکومت کی انہوں نے اسلام سے دھوکہ کیا اور موجودہ حکومت اسلامی قوانین اور اسلامی تمدن و تہذیب کو نہیں اپنا رہی ہے ۔ جناب والا میرے نقطہ نگاہ سے اسلام جامع ضابطہ ہے اس کے ساتھ کسی بھی ازم کے لگانے کی ضرورت نہیں ہے مگر موجودہ پارٹی نے اسلام کے ساتھ سوشلزم کا لفظ لگایا ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسلامی نظام اور مساوات بھی اور سوشلسٹ معاشرہ کہاں اجازت دیتا ہے کہ جو بڑے سے بڑا لیڈر ہو یا حکومت کا رکن ہو وہ لاکھوں کروڑوں کے محلات میں رہے اور اس کے بارڈر لگانے پر اور اس کی ذاتی حفاظت کے لیے لاکھوں روپے خرچ کیے جائیں ۔ اور وہ جو پہلے ہی بہت مضبوط ہے ۔ اس کی ذاتی رہائیش پر ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ ہو صرف ایک شخص کو تنخواہ دی جا رہی ہو اس کے ذہن کو عیاشی دیجا رہی ہو ۔ ستر کروڑ چین کی قوم عظیم لیڈر ماوزے تنگ اور عظیم لیڈر چو ۔ این ۔ لائی جس کو لوگوں نے خرد آنکھوں سے دیکھا ہے اور جس مکان میں ماوزے تنگ رہتا ہے اس میں ہمارا ایک ڈی ۔ سی رہنا پسند نہیں کریگا ۔ جناب والا ۔ جب چو ۔ این ۔ لائی باہر نکلتا ہے تو اپنی سائیکل پر جاتا ہے ۔

میں اس لیے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یا صحابہ اکرام رضی یا ان کے اہل بیت کی مثال نہیں دے رہا ہوں کہ لوگوں کے اب اسلام کے نام کو سن سن کر کان پک گئے ہیں ۔ لوگ اسلام کے نام کو exploit کرتے ہیں اسلام کا نام لیکر مظالم کرتے ہیں ۔ استحصال کرتے ہیں کاشتکاروں کا استحصال کرتے ہیں مزدوروں کا استحصال کرتے ہیں ۔ میں اس لیے سوشلسٹ معاشرے کا ذکر کر رہا ہوں آپ بتائیں کہ جب آپ سوشلزم کا نام لیتے ہیں تو پھر کیوں قوم کا روپیہ اللے تللے پر خرچ کرتے ہیں جب ہمارے یہ لیڈر باہر نکلتے ہیں تو ان کے آگے پیچھے پولیس گارڈ سکوٹر نہ معلوم کیا کیا بلا ہوتی ہیں پھر کہیں یہ گذرتے ہیں یہ کہاں کا سوشلسٹ معاشرہ ہے ۔ آپ سوشلسٹ نظام کا نام لیتے ہیں اور افسر شاہی نظام کو لاتے ہیں آپ جب باہر جاتے ہیں تو آپ کے آفیسرز آپ کے معززین تمام کام چھوڑ کر ایرپورٹ پر چلے جاتے ہیں ۔ میں آپ کو وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی قوم پہلے ہی 15 دن کام کرتی ہے اور پندرہ دن چھٹیوں میں اور اکا برین کے لیے جانے پر

صرف کرتی ہے ۔ قوم بیچاری دھکے کھاتی پھرتی ہے ۔ دفاتر میں کوئی نہیں بیٹھتا ۔ میں اس آفیسر کا نام نہیں لینا چاہتا ۔ میں اس کو سات دن تک فون کرتا رہا لیکن معلوم یہ ہوتا کہ وہ ایرپورٹ پر گئے ہوئے ہیں اب آپ ہی بتائیں کہ عوامی نمائندہ آفسر کو ملنا چاہے تو وہ نہ مل سکے وہ لیڈروں کے لانے اور پہنچانے پر اپنا وقت صرف کرتا رہے اور دفتر میں نہ بیٹھے تو وہ صوبے کو کیا کنٹرول کر سکتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ ایک بڑی اچھی رسم پڑی تھی کہ بڑے اکابرین،وزرا ڈی ۔ سی وغیرہ عوامی اجلاس لگایا کرتے تھے اور ایک گھنٹہ عوام کو موقع دیتے تھے اور مل کر بیٹھتے تھے اس میں غریب کو ہمت ہوتی تھی ورنہ اس کے کمرے کا رعب اور اس کے اردلی کا رعب ہوا کرتا تھا یہ ایک اچھی رسم تھی کہ وہ اپنا دکھ بیان کرتے تھے ۔ اب اس کو بھی ختم کر دیا گیا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ نے عوام سے in touch رہنا ہے اور عوامی حکومت کہلوانا ہے تو کمروں سے نکلیں دورے کریں عوام سے رابطہ رکھیں ۔ ہر آفیسر اور ہر وزیر ۔ معززین جو اختیار رکھتا ہو اسے کم از کم ایک گھنٹہ عوام کے لیے وقف کر دینا چاہئے جہاں یہ جو سپلائی کو کنٹرول کیا جاتا ہے کہ یہ بڑا un-natural system ہے اس سے رشوت پھوٹتی ہے ۔ اس سے لوگ راتوں رات امیر ہو جاتے ہیں اور بے چینی پھیلتی ہے ۔ جس چیز کی سپلائی کم ہو گی مانگ زیادہ ہو گی ۔ نرخ بڑھیں گے ۔ جناب والا میں یہ عرض کرونگا کہ un-natural کنٹرول ختم کریں اور سمگلنگ بند کریں پیداوار بڑھائیں تو خود بخود قیمتوں کو سپلائی اور مانگ کے مطابق جانے دیں اگر un-natural کنٹرول کیا جائے تو اس سے ایک طبقہ راتوں رات امیر ہو جاتا ہے ۔

میں عرض کرونگا کہ مجھے پارٹی لیڈر کی حیثیت سے کچھ زیادہ وقت دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے 25 منٹ ہو گئے ہیں ۔ اگر میں اسی طرح دو ۔ دو چار ۔ چار منٹ زیادہ کرتا جاؤں ۔ تو وقت پورا کرنا بڑا مشکل ہو جائیگا ۔

**دیوان سید غلام عباس بخاری** - میں اپیل کرونگا کہ مجھے زیادہ وقت دیا جائے۔

**مسٹر سپیکر** - مجھے افسوس ہے کہ میں میاں منظور احمد موہل صاحب کی طرح تو نہیں کر سکتا - میں جو 15 ہر ممبر کو دے رہا ہوں - اُس حساب سے دو سیشن ہونے کی امید ہے ورنہ تین سیشن ہوں گے۔

**دیوان سید غلام عباس بخاری** - جناب سپیکر - میں ایک فقرہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زمیندار کے لیے پیداوار کا مسئلہ بہت ہی پیچیدہ اور اہم ہے - اُس کے لیے میں اپنی حکومت سے اپیل کرونگا کہ کاٹن ہو یا گندم ہو یا کوئی زمیندار کو کارخانہ داروں یا درمیان کے عیار اور مکار ایجنٹس کے طبقہ سے بچایا جائے اور ایسی ایجنسیاں قائم کی جائیں کہ وہ معقول ریٹ پر سے پیداوار خریدیں اور پیداوار ہو اُس کی خرید اور فروخت کے لیے زمیندار اور اُسے کارخانوں کے دھکے نہ کھانے پڑیں - اُسے ایجنٹوں کے پیچھے نہ بھاگنا پڑے - اُس کی کپاس یا گندم کے لیے ایسی ایجنسیاں مقرر ہوں جو اُن کے گھروں سے اجناس اُٹھا لے جائیں اور انہیں گھر بیٹھے رقم وصول ہو جائے۔

جناب والا - امن عامہ کی بہتر حالت اتنی ہو چکی ہے کہ سر سکندر کے وقت سے لے کر اس وقت تک امن عامہ پر میری خاص نظر ہے میں نے کبھی محسوس نہیں کیا تھا کہ میں شام کو نکلوں تو اپنا اسلحہ ساتھ رکھوں یا بغیر اللہ سے دعا اور مدد مانگے نکلوں کہ خیر و عافیت سے واپس آؤں - حالت یہ ہے کہ جب ہم گھر سے نکلتے ہیں تو اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے مالک عزت اور خیریت سے واپس آئیں اور اسلحہ ساتھ ہوتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ نے امن عامہ کو صحیح کرنا ہے تو ہمیں اپنے قوانین میں ترمیمات ہی نہیں کرنی ہوں گی بلکہ اکابرین کو پہلے اپنے آپ کو صحیح کرنا ہو گا غلطہ احکام بند کرنے ہوں گے - بظاہر جو تقریریں کی جاتی ہیں - اُن کے برعکس احکامات پولیس کو دئے جاتے ہیں - یہ بند کرنے ہونگے اور پولیس کو اپنے مخصوص مفادات کے لیے استعمال نہیں کرنا ہو گا - کیونکہ جب ہم آئین قانون اور اخلاق کے خلاف در پردہ پولیس اور انتظامیہ کو احکامات دیتے ہیں تو وہ لوگ کنٹرول میں نہیں رہتے اور اپنی ذات کے لیے بھی آؤٹ آف دی ویے ہو جاتے ہیں - رشوت کھاتے ہیں - قانون - اخلاق - شرافت اور انصاف کی مٹی

پلید کرتے ہیں ۔

دوسری بات یہ ہے کہ پولیس کا امن عامہ میں 80 فیصدی حصہ ہے ۔ ان سے بہتر توقعات رکھنے سے پہلے ہمیں ان کی مشکلات کو رفع کرنا ہو گا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے غلط اور فضول محکمے ہیں آپ وہ بند کریں ۔ فضول عہدے ختم کریں اور میرے نقطہ نظر سے پولیس کانسٹیبل کی تنخواہ 300 روپے سے کم نہیں ہونی چاہیے (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ اگر آپ آئی جی ۔ ڈی ۔ آئی جی ۔ ایس پی اور کانسٹیبل کی تنخواہوں کو سب کے درمیان تقسیم کریں اور حقیقت میں ایک پولیس کانسٹیبل کی تنخواہ تین سو روپے ہو تو ہم توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ زندہ رہے ۔ ٹانگے اور رکشا والوں سے رشوت وصول کنندہ بننے کی بجائے اپنے فرائض کی طرف توجہ دے ۔ جناب والا میں یہ کہونگا کہ ہر تھانے کو جیپ دی جائے ۔ پولیس کے ملازمین کو کوارٹر دئے جائیں اور اپنے افسران کو حکم دیں ۔ میں نے ایک پولیس افسر سے پوچھا کہ آپ ہمیشہ آتے ہی شریف آدمی کو ماں بہن کی گالیاں کیوں دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ "This is a question of psychology" جب ہم ایس ۔ پی کے پاس جاتے ہیں تو وہ ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور اس کا بدلہ ہم عوام سے لیتے ہیں ۔ تو میں اپیل کروں گا کہ بڑے افسر چھوٹے افسر کو ذلیل نہ کریں بلکہ ان کی عزت نفس کا خیال رکھیں ۔

جناب والا ۔ کچھ باتیں تعلیم کے متعلق بھی تھیں اور کچھ پیپلز ورکس پروگرام کے متعلق ۔ میں ان سب کو نظر انداز کر کے اپنے علاقے کے چار ۔ پانچ مسائل عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جو بطور ممبر میرا فرض ہے ۔ جناب والا ۔ میں جلالپور پیر والا تحصیل شجاع آباد سے تعلق رکھتا ہوں اور یہ ضلع ملتان کی ایک تحصیل ہے ۔ یہ علاقہ سب سے پس ماندہ ہے ۔ جناب والا ہمارے لیے جلال پور تا شجاع آباد صرف ایک سڑک ہے ۔ جس سے ہمارا رابطہ ضلع کے ہیڈ کوارٹر سے ملتا ہے مگر اس سڑک کی تکمیل کو چار ۔ پانچ سال نہیں ہوئے کہ یہ اکھڑ چکی ہے اس میں کھڈے پڑ گئے ہیں اور عوام کے لیے آمد و رفت مصیبت کا باعث بن گئی ہے ۔ میں اپیل کرونگا کہ اس کی تحقیق کرائی جائے کہ کس ٹھیکیدار اور کس افسر نے وہ سڑک بنوائی تھی کہ جو صرف چار سال میں ختم ہو گئی ہے ۔ تو اس سڑک کو recondition

کیا جائے ۔ جناب والا ۔ ہماری ایک سڑک جلال پور تا لودھراں 27 میل لمبی ہے اور پہلے یہ ضلع کونسل کی تھی ۔ اب یہ ہائی وے کے تحت ہے ۔ یہ اس علاقے کے لیے بہت ہی اہم سڑک ہے جس کے لیے اس دفعہ شائد کچھ فنڈ رکھا گیا ہے ۔ جس کے تحت یہ سڑک دو یا تین میل بنے گی ۔ وہاں کے عوام پریشان ہیں اور ان کا مطالبہ ہے کہ کم از کم اس سڑک کو ہر سال پانچ سات میل بنا کر جلد مکمل کیا جائے ۔

جناب والا ۔ ہماری جلال پور پیر والا تا لودھراں سڑک پر جلال پور کے قریب ایک پل ہے جو بہت بری حالت میں ہے ۔ جس کے نیچے سے ایک نشیب گزرتی ہے ۔ اس کے نیچے سے سیلاب کا پانی گزرتا ہے ۔ اس پل کے ناقص ہونے کی وجہ سے اس سڑک پر ٹریفک بند ہو جاتی ہے اور پچھلے سیلابوں میں ہم دوسرے علاقوں کو اس لیے امداد نہ بھیج سکے کہ یہ پل ناقص تھا ۔ میں اپیل کروں گا کہ اس پل کو جسے وھاڑی کا پل کہتے ہیں ۔ وہ وھاڑی نہیں جو ضلع ملتان کی ایک تحصیل ہے بلکہ یہ جلال پور پیر والا تا لودھراں سڑک پر ایک پل ہے جو جلال پور کے قریب ہے اس پر اولین توجہ دی جائے ۔

جناب والا ۔ ملتان شجاع آباد ۔ جلال پور ۔ اوچ شریف کے لیے ایک سڑک ہے جس سے ضلع ملتان بہاولپور سے ملتا ہے ۔ صرف اس سڑک کے نامکمل ہونے کی وجہ سے عوام کو 50-60 میل کا چکر کاٹ کر جانا پڑتا ہے ۔ میں اپیل کرونگا کہ جلال پور سے اوچ شریف تک پانچ ۔ سات میل کا ٹکڑا مکمل کر دیا جائے اور جو پل بنے ہوئے ہیں وہ مکمل کر دئے جائیں اور یہ پل سڑک کے سامنے رکھے جائیں تا کہ لوگوں کو چکر نہ کاٹنا پڑے ۔

جناب والا ۔ شجاع آباد اور جلال پور پیر والا ایسا علاقہ ہے جہاں آم بہتات میں ہوتے ہیں اور بھی پھل ہوتے ہیں ۔ اس کے علاوہ اجناس بھی ہوتی ہیں مگر آپ کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ پوری تحصیل میں کوئی کارخانہ موجود نہیں ۔ میں اپیل کرونگا کہ وہاں کے عوام کو یا روزگار کرنے کے لیے وہاں کوئی کارخانہ قائم کیا جائے ۔ جس میں وہاں کی پیداوار کو استعمال کر

سکیں اور وہاں ہماری خواتین ہیں ۔ جو اس ملک کا اور اس صوبے کا 50 فیصدی حصہ ہیں ۔ ہمارے ہاں عورتیں اپنا وقت ضائع کرتی ہیں ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ ہر بستی میں ۔ ہر موضع میں ہر علاقہ میں انڈسٹریل ہوم قائم کیے جائیں اور وہاں مقامی طور پر جو raw material ملتا ہے ۔ اس کے استعمال کرنے کے لیے حکومت منظم طریقے سے وہاں انڈسٹریل ہوم کھولنے کی حوصلہ افزائی کرے تا کہ ہماری یہ جو 50 فیصدی آبادی ہے یہ اپنے وقت کا صحیح مصرف کر سکے ۔ ان ہومز کو ملتان ۔ جلالپور اور شجاع آباد میں قائم کیا جائے ۔

جناب والا ۔ فیملی پاپولیشن پلاننگ کے تحت مرکز کھولے جا رہے ہیں مگر ایسی جگہ جہاں لیڈی ہیلتھ وزیٹر رہتی ہو وہاں یہ مرکز نہیں کھولے گئے جیسا کہ جلال پور میں ہوا ہے ۔ میں اپیل کرونگا کہ پاپولیشن پلاننگ سنٹر اگر نہ کھولے جا سکیں تو وہاں زچہ بچہ کا چارج بھی لیڈی ہلتھ وزیٹر کو دے دیا جائے تا کہ وہ اس کام کی بھی دیکھ بھال کر سکے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وزیر مال ۔

**وزیر مال** ۔ (رانا اقبال احمد) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب سپیکر ۔ آج سالانہ بجٹ پر بحث کا تیسرا دن ہے ۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی طرف فاضل اراکین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے تو اس سلسلے میں میں بھی پنجاب کے چیف منسٹر اور وزیر خزانہ کو مبارک باد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ ان حالات میں جب کہ ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ ہر طرح کے بحران کا شکار ہے۔ خاص طور پر اقتصادی لحاظ سے یہ اقتصادی حالت کوئی آج سے نہیں ۔ یہ چیزیں ہمیں سابقہ حکومتوں کی غلط کاریوں کی وجہ سے وراثت میں ملی ہیں۔ جس وقت ہماری جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کو اقتدار ملا اس وقت ملک طرح طرح سے مصیبتوں، اقتصادی مسائل، سیاسی، اخلاقی بحرانوں کا شکار تھا ۔ قوم مایوس اور بد دل تھی اور قوم کے سامنے کوئی لیڈر شپ اس وقت نہ تھی جو اس قوم کو اس پستی اور شکست اور طرح طرح کی

مصیبتوں سے نکال سکے ۔ چنانچہ ہماری قوم کی نظریں اس وقت امریکہ کی طرف لگی ہوئی تھیں جہاں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے وزیر اعظم اس وقت پاکستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے اپنی قوم کی نمائندگی کر رہے تھے اس وقت جب قائد عوام کو اطلاع دی گئی کہ آپ کی قوم آپ کی بہادر قوم اور بہادر افواج اندرونی اور بیرونی سازشوں کی وجہ سے اس وقت شکست سے دو چار ہے ۔ اس وقت قائد عوام نے پاکستان واپس آنے کا رخ کیا تو آپ نے شاید وہ منظر نہیں دیکھا جس وقت آپ جناب ذوالفقار علی بھٹو قائد عوام اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر آئے تو اس وقت تمام قوم آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کب وہ قائد عوام بھٹو آئے اور اس قوم کی شکست کو فتح میں تبدیل کرے (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا۔ جس وقت قائد عوام نے اقتدار سنبھالا اسی وقت ہماری جماعت , قائد عوام ، ہمارے نمائندوں ، کسانوں ، مزدوروں ، مظلوموں اور مجبوروں کے خلاف سازشیں شروع ہو گئیں اور آج تک وہ سازشیں ختم نہیں ہوئیں ۔ ہر جگہ اپوزیشن جماعتوں کے ساتھ ہم نے تعاون کیا یہاں تک کہ نیشنل عوامی پارٹی کے ساتھ تعاون کیا اور ان کو دو صوبوں میں اقتدار دیا لیکن انہوں نے بھی اپنی من مانی کی ۔ اپنی مرضی کے آرڈر جاری کئے مرکز کے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ پھر یہ الزام لگایا گیا کہ جناب یہ جمہوریت نہیں چاہتے ۔ جناب یہ کہتے ہیں اسلام ہمارا دین ہے ۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے ۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے ۔ طاقت کا سر چشمہ عوام ہیں اور یہ لوگ جو ہیں اپنے وعدے سے پھر گئے ہیں ۔ یہ اپنے وعدے پر قائم نہیں ہیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ جب پاکستان پیپلز پارٹی بنائی گئی تو اس وقت ہم نے اسلام کو مذہب نہیں کہا تھا ہم نے اسلام کو دین کہا تھا اور ہم اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات تسلیم کرتے ہیں اور اسی وجہ سے قائد عوام پرائم منسٹر آف پاکستان کی احمدیہ تحریک کے بارے میں اور ربوہ سینا کے بارے میں تقریر تھی ۔ آپ ان کی تقریر کا ایک ایک لفظ پڑھیں انہوں نے کہا کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ ان کے دلوں کی ترجمانی کی ہے ۔ انہوں نے کہا ہے میرا ختم نبوت پر یقین ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں اور جو حضور صلعم کو آخری نبی نہیں مانتا میں اس کو مسلمان نہیں مانتا ۔ انہوں

نے اپنی تقریر میں یہ کہا (نعرہ ہائے تحسین)

اور اس کے ساتھ ساتھ قائد عوام نے یہ بھی کہا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں سرخ رو ہوں گا کہ جہاں میرے عہد میں اور بہت سے مسائل حل ہوئے ہیں یہ بھی ایک مسئلہ حل ہوگا لیکن اس بتین دہائی پر عوام نے اس کو خوش آمدید کہا اور دوسرے لیڈروں نے بھی اسے خوش آمدید کہا جو کہ تعمیری ذہن رکھتے ہیں۔ جناب اس کے بعد وزیر خان کی مسجد میں اکٹھے ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ کہاں جناب ملک غلام جیلانی کہاں مولانا عبید اللہ انور اور کہاں ان کا اپنا کردار۔ کہاں مسئلہ ختم نبوت اور کہاں ان کی حب الوطنی کہاں پاکستان کہاں بیٹھ کر سازشیں کرتے ہیں۔ اب خدا کے گھر کو بھی معاف نہیں کرتے۔ جب دیکھتے ہیں کہ عوام تو ہمیں نہیں چھوڑتے۔ عوام تو ہماری بات نہیں سنتے عوام کے سامنے نہیں جا سکتے تو اللہ تعالیٰ کے گھر کی پناہ لیتے ہیں جیسے کہ عوام سے روٹھ کر وہاں آ گئے ہوں۔ پھر سازشیں کیا ہیں کہ جناب ہمیں اب ٹکراؤ کرنا چاہیئے۔ ایک پارٹی کے بہت بڑے لیڈر کہہ رہے ہیں کہ اگر گڑ بڑ ختم نہ ہوئی تو ہم بھی میدان میں کود پڑیں گے۔ یہ کون سی فلاسفی ہے کہ اگر گڑ بڑ ختم نہ ہوئی تو ہم بھی گڑ بڑ میں کود پڑیں گے۔ تو یہ ہیں سارے معاملات جو جناب پاکستان پیپلز پارٹی کے ذمے لگانے جا رہے ہیں۔ ہم نے اس دور میں جمہوریت کی خدمت کی ہے ہم جمہوریت کی پیداوار ہیں۔ اگر جمہوریت نہ ہوتی۔ اگر الیکشن نہ ہوتے تو ہم اس ایوان میں نہ آتے۔ نہ ہم ایم پی اے بنتے نہ ہم اقتدار میں آتے نہ ہم وزیر بنتے یہ سب کچھ جمہوریت کی طفیل ہے۔ ہم جمہوریت کی مخالفت کرسکتے ہیں ہم نے جمہوریت کا کہاں گلا گھونٹا ہے۔ کس جگہ آپ نے جلسے نہیں کئے اپوزیشن کے جلسے گلیوں میں محلوں میں ہوتے ہیں اور جناب قہوہ خانوں میں بیٹھ کر طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ چائے کے کپ پر بیٹھ کر یہاں اور وہاں بیٹھ کر اس کو اکساتے ہیں۔ اس کو اکساتے ہیں۔ سوائے اکسانے کے ان کا کام ہی کیا رہ گیا ہے۔

جناب والا۔ ہمارا معاشرہ بنیادی طور پر بد دیانت ہو چکا ہے۔ معاشی طور پر بد دیانت ہو چکا ہے کوئی آدمی یہ نہیں سوچتا کہ میں نے قوم کے لئے کام کرنا ہے۔ میں نے اجتماعی مفاد کے لئے کام کرنا ہے۔ ہر آدمی کی

سوچ یہ ہو چکی ہے کہ میں نے اپنی ذات کے لئے کام کرنا ہے ۔ میں نے اپنے گروہ اور اپنی برادری کے لئے کام کرنا ہے ۔ میں نے قوم کے لئے نہیں کرنا کسانوں میں ، مزدوروں میں ، فیکٹریوں میں پیشہ ور لیڈر ہیں سیاست میں۔ہماری قوم کی بد قسمتی یہ ہے کہ لیڈر ہمیں وہ ملے اور لیڈر وہ بنتے رہے جن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا سیاسی جماعتوں کے لیڈر وہ بنتے رہے ۔ جن کا سیاست سے کوئی دور کا واسطہ نہیں تھا۔ بیورو کریسی تھی۔ مزدوروں کے لیڈر وہ بنے جنہوں نے کبھی ہاتھ سے مزدوری نہیں کی ۔ کسانوں کے لیڈر وہ بنے جنہوں نے کبھی ہاتھ سے ہل نہیں چلایا ۔ طالب علموں کے لیڈر وہ بنے جو بیس پچیس سال پہلے کبھی میٹر میں پڑھتے تھے اور خلیفہ بن گئے ۔ یہ ہے حال ہمارے معاشرے کا اور ہماری لیڈر شپ کا ۔ تو اب خدا خدا کرکے تاریخ ، وقت ، زمانے اور قدرت نے آپ کو ایک لیڈر دیا ہے ۔ ذوالفقار علی بھٹو تو اگر اس کے خلاف بھی اسی طرح سازشیں کرتے رہے ۔ شکست خوردہ عناصر ، سرمایہ دار اور جاگیردار جیسا کہ دیوان صاحب نے فرمایا کہ اصولی طور پر تو جاگیر داری ختم ہو چکی ہے لیکن ابھی جاگیرداری ذہن ختم نہیں ہوا نہ جاگیرداری نظام ختم ہوا ہے ہم کسی شخص کے خلاف نہیں ہم کسی کی ذات کے خلاف نہیں ہم خلاف ہیں تو ایک نظام کے خلاف ہے اور وہ ہے جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام (نعرہ ہائے تحسین)

اسی سٹیج پر اس ایوان میں مزارعوں کا مسئلہ اٹھایا گیا کہ مزارعوں کی بے دخلیاں ہو رہی ہیں ۔ میں اس ایوان کو اس ہاؤس کو جناب سپیکر آپ کی وساطت سے یقین دہانی کراتا ہوں کہ مزارعین کو بے دخل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ان کو بے دخل نہیں کیا جا سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جہاں جہاں ہمیں اطلاع ملتی ہے کہ کسی مزارع کو بغیر کسی قانونی جواز کے بے دخل کیا گیا ہے اس کے خلاف ہم نے سخت ایکشن لیا ہے اور مزارع کو فوراً بحال کرایا ہے ۔ کسی کا لحاظ نہیں ۔ خواہ وہ کتنا بڑا زمیندار یا جاگیردار ہو یا کتنے بھی اثر و رسوخ کا وہ مالک کیوں نہ ہو ۔ اسی طرح ہماری حکومت سے پہلے مزارعوں کو یک دم بغیر کسی بات کے بے دخل کر دیا جاتا تھا۔ مزارع نے کماد بویا ہوتا تھا۔ گندم بوئی ہوتی تھی تو مالک کے تیور کسی بات پر ذرا خراب ہوجاتے تو کہتا تھا کہ جناب آپ ایک گھنٹے کے اندر اندر زمین خالی کر دیں ۔ فصل کو ہم سنبھالیں گے ۔ لیکن آج وہ کچھ نہیں ہے ۔ خریف 1972ء سے لے کر آج تک میں نے یہ واضح ہدایات دی ہیں کہ کسی

مزارع کو قانونی جواز کے بغیر بے دخل نہیں کیا جا سکتا اوراگر کسی نے مزارع کو کسی قانونی جواز کے بغیر بے دخل کیا تو اس کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا اور میں جب سے آیا ہوں میں نے ایکشن لئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ لیتا رہوں گا جب تک رہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ میرے ہی محکمہ کی اشتمال کی بات کی گئی کہ اشتمال اراضیات میں بڑی دھاندلیاں ہیں۔ جناب والا۔ میں نے شروع میں کہا تھا کہ ہمارا معاشرہ بنیادی طور پر .curruptہو چکا ہے ہر آدمی راتوں رات امیر بننے کے خواب دیکھ رہا ہے اور بن چکا ہےاور بن ہےلیکن حرام اور حلال کی کمائی میں تمیز کرنا ہمارے معاشرے کا فرض ہے۔ اگر ہم حرام کی کمائی کمانےوالوں یا وہ کمائی کرنےوالوں یاغلط کام کرنےوالوں کےخلاف کوئی کارروائی کرتےہیں توپھر جناب ہمارے ہی دوست ادھر ادھر سے سفارشیں لے آتے ہیں کہ جی اسے معاف کر دیا جائے۔ جب تک یہ بات ختم نہیں ہوگی۔ جب تک کسی کے خلاف سخت ایکشن نہیں لیا جائے گا۔ اس وقت تک بات نہیں بنے گی۔ حلال اور حرام کی روزی میں تمیز ہمیں کرنی پڑے گی اور وقت آنے پر ہم انشاءاللہ تعالیٰ حرام روزی کمانے والوں اور غیر قانونی طور پر جائیدادیں بنانے والوں کے خلاف کارروائی کریں گے۔ اس کے متعلق آئین میں بھی پروویژن ہے کہ غیر قانونی جائیداد کو بھی ضبط کیا جا سکتا ہے اوراس معاملے میں کسی بات سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ یہ سب تبدیلیاں اور انقلاب قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت لائی جائیں گی۔

تیسری بات جناب والا۔ یہ ہے کہ ہمارے ملک کی بد قسمتی یہ ہے کہ ہر آدمی نے اپنا ایک لیڈر بنا رکھا ہے اور وہ ہر گھر کے آدمیوں کی خواہشات کا مظہر ہے اور اسے پوج رہے ہیں۔اس کی پرستش کرتے ہیں اور جب اس کی خواہشات کا احترام نہ کیا جائے تو پھر جناب وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جب تک ہماری سوچ اجتماعی طور پر قومی نہیں ہوگی۔ اس قوم کی قسمت نہیں بدل سکتی۔ ہم کو یہ تہیہ کرنا ہو گا کہ ہم نے اس قوم اور اس قوم کی قسمت کو بدلنا ہے ہم نے پاکستان کی سالمیت کو برقرار رکھنا ہے جس کے لئے ہم نے 1947ء میں قربانیاں دیں۔ ان مہاجرین سے پوچھئے جو مشرقی پنجاب سے اس قسم کی قربانی دیے کہ اپنی ماؤں۔ بہنوں کی عصمت لٹا کر گھر

سے بے گھر ہوئے در سے بے در ہوئے۔ پاکستان میں آئے اس لئے پاکستان بنا تھا کہ اس پاکستان میں ہر انسان کی عزت و آبرو محفوظ ہو گی۔ افلاس۔ غربت۔ ناداری۔ جہالت اور بے روزگاری ختم کر کے مساوات بھی کا نظام نافذ کیا جائے گا۔ یہ تھا پاکستان کا مقصد اور نظریہ پاکستان۔ اس لئے پاکستان بنا تھا۔ لیکن پاکستان کے بننے کے بعد پہلے دس سال جاگیرداری مسلط رہا۔ جاگیردار رہے وہ پاکستان اور پاکستان کے کسان اور مزدور کے خلاف سازشیں کرتے رہے آج وزارتیں بنیں۔ کل ٹوٹیں۔ آج آئین آ گیا۔ آئین چلا گیا۔ یہ ہو گیا۔ وہ گیا۔ پھر جناب ان کی وجہ سے قوم کو دس سال تک مارشل لاء دیکھنا پڑا۔ مارشل لاء کے دور میں آمریت کے دور میں۔ جہاں جمہوریت نہیں تھی۔ جہاں بات نہیں کر سکتے تھے۔ اخباروں پر پابندی تھی اور جناب کسان مزدور مظلوم اور مجبور کی بات کرنا تو کہاں۔ بڑے بڑے شیر جو بنے ہوئے تھے۔ وہ بھی بات نہیں کر سکتے تھے۔ دس سال کے دور میں سرمایہ داری نظام نے جنم لیا اور پھر دس سال کے بعد جاگیرداری نظام آ گیا۔ اس کے بعد خدا خدا کر کے کسانوں اور مزدوروں نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا۔ پیپلز پارٹی کو کامیاب کروایا۔ طلباء نے ووٹ دیئے۔ یہ کامیابی ہماری ذاتی یا شخصی کامیابی نہیں تھی۔ اگر ہم بھی آپ کی جگہ پر ہوتے۔ اگر ہم بھی آپ کے نظام کے علمبردار ہوتے تو جسطرح ان لوگ کی ضمانتیں ضبط ہوئیں۔ ہماری بھی ضمانتیں ضبط ہو جاتیں۔ ہماری کامیابی قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی مرہون منت ہے۔ ہم ایک شخصیت کی وجہ سے اور کسان اور مزدور کے تعاون سے کامیاب ہوئے اور ان کی وجہ سے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو آج بھی اپوزیشن جماعتیں ہاؤس کے اندر کی باتیں نہیں کرتیں۔ ہم اپوزیشن جماعتوں کے ممنون و مشکور ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ آپ اچھی باتیں کرتے ہیں ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔

تو جناب میں اشتمال کے بارے میں ایک بات کر رہا تھا۔ میرے نوٹس میں لایا گیا کہ جناب گجرات میں یہ ہو گیا۔ وہ ہو گیا اور جلوس آیا۔ اسمیں جناب دو سو باتین سو آدمی تھے۔ کہنے لگے کہ جناب گھورانے کی اشتمال توڑ دی جائے میں نے کہا کہ اچھا بھائی کیوں توڑ دی جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ وہاں جعلی دھاندلیاں ہوئیں۔ بارہ لاکھ روپے رشوت لی گئی۔ اے۔ ڈی۔ سی۔ نے یہ کر دیا۔ سی۔ او۔ نے یہ کر دیا۔ تو میں نے کہا اچھا میں دیکھ لوں۔ جب ان کو کہا کہ اچھا بھائی آپ یہ بتائیں کہ آپ میں سے زمین کس کس کی ہے تو ان میں سے صرف پانچ آدمیوں کی زمینیں تھیں۔ باقی جو تھے ان میں سے نہ کسی کی زمین تھی نہ کوئی مزارع تھا۔ جب پانچ سے پوچھا گیا بھئی آپ کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی۔ وہ کہنے لگے کہ جناب دو کے ساتھ تو کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔ باقی ان کا یہ ہے کہ پلاٹ نہیں ملے۔ تو میں نے کہا کہ

اس کے لئے جلوس نکالنے کی کیا ضرورت تھی ۔ آپ درخواست دیتے اپیل کرتے یا سیدھے میرے پاس آ جاتے تو آپ کے پلاٹ کو درست کر دیتے۔ چنانچہ ایم۔بی۔آر۔ صاحب کو موقع پر بھیجا۔ سکرٹری اشتمال کو موقع پر بھیجا انہوں نے جا کر جو رکاوٹیں ان کے راستہ میں حائل تھیں وہ دور کر دیں اور ان کا معاملہ سیٹ کر دیا۔ تو جناب والا۔ جب تک ہمارے نوٹس میں کوئی بات نہ آئے ۔ جب تک ہمیں کوئی بات نہ بتائی جائے ۔ اس کا حل کیسے ہو سکتا ہے اس لئے حزب اختلاف کے ایم ۔ پی ۔ اے ۔ صاحبان سے بھی اور اپوزیشن کے ارکان سے بھی میری یہ درخواست ہے کہ اس وقت ہمارے ساتھ تعاون کریں اور انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ پنجاب کی حکومت ہر معاملہ کو سلجھائے گی۔ اور ہر مصیبت کو انشاءاللہ تعالیٰ ختم کرے گی۔

جناب والا ۔ اس کے بعد جو نئے ہم نے کام کیا اس کا کوئی ذکر نہیں ۔ مثلاً پچھلے سال 1973.74ء کے لئے پانچ کروڑ اور چالیس لاکھ کی تقاوی سیلاب زدہ علاقوں میں تقسیم کی گئی کسی نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ چالیس لاکھ روپیہ ابھی تک بچا پڑا ہے اس کو کوئی لیتا نہیں ۔ صرف رحیم یار خان میں نوے لاکھ تھا اس میں سے پچاس لاکھ تقسیم ہو چکا ہے اور پانچ لاکھ باقی رہتا ہے ۔ اب حاجی صاحب نے کہا کہ وہ بھی تقسیم کر دینا چاہیے لیکن وہ ربیع 1974ء کے لئے تھی ۔ اس کا بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ حل نکال کر وہ بھی مستحق کاشتکاروں کو تقسیم کریں گے کیونکہ یہ ان کا حق ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد یہ کہا گیا کہ وزراء صاحبان جا کر ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرتے ہیں اور عوام سے رابطہ قائم نہیں کرتے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آج تک کسی ریسٹ ہاؤس میں نہیں ٹھہرا اور نہ ہی آئندہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے ۔ سب سے زیادہ حلقوں میں میں گیا ہوں ۔ ہمارے وزراء بھی جا رہے ہیں تو اب آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ کسی شکایت کا موقع نہیں ملے گا ۔ بات صرف یہ ہے کہ اگر آپ کا تعاون اور اعتماد ہمارے ساتھ رہا تو ہم خلوص دل کے ساتھ چلتے رہیں گے ۔ بڑھتے رہیں گے کسانوں اور مزدوروں کے مسائل حل کرتے رہیں گے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے افسر صاحبان کو واضح طور پر ہدایات دے رکھی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ علاقوں میں جا کر عوام سے رابطہ

قائم کریں ۔ میرے آنے سے پہلے ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں چھ ۔ چھ سال کے کیسز پڑے تھے اور پچھلے افسران موقع ہیڈ کوارٹرز پر فیصلہ کرتے تھے ۔ تو میں نے کہا کہ جناب یہ بات اس طرح نہیں چلے گی۔ آج کیس میرے پاس آئے آج ہی میں آپ کے واپس بھیج دوں ۔ اس کے بعد ہم کوئی بات نہیں دیکھنا چاہتے کہ ہدایات واضح طور پر ہیں اور اب موقع پر جا کر فیصلہ کرتے ہیں بہاولپور کے علاقہ میں جا کر ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے ممبر فیصلہ کرتے ہیں اور کیسز کو طویل عرصہ تک اپنے پاس نہیں رکھتے۔ تو جناب والا ۔ کام ہوگا ۔ ہم کام کرنے کی غرض سے آئے ہیں اور آپ کو تبدیلیاں محسوس ہوں گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے متعلق یہ کہا گیا کہ جناب یہاں جو نظام ہے وہ یہ ہے ۔ وہ ہے ۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں ۔ لیکن ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا جو قانون ہے جو ڈھانچہ ہے وہ کوئی آج نہیں بنا بڑا پرانا نظام ہے ۔ جس وقت بنا تھا اس وقت کے ماحول کے مطابق وہ درست ہوگا لیکن آج اس میں تبدیلی کرنا ہوگی ۔ جیسا کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی مقرر کرنے کا اس ایوان میں وعدہ کیا ہے جلد ہی کمیٹی بنا دی جائے گی ۔ میں نے اس کے بارے میں یہ لائن دی ہے کہ پٹواری کے اختیارات کم از کم کر دیئے جائیں ۔ پٹواری کی پوزیشن ایک ڈاکیہ جیسی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ گرداوری سسٹم میں تبدیلی ہونی چاہیے ۔ اس کے ڈبل کاغذ ہونے چاہیں ۔ اور یہ گرداوری پٹواری موقع پر جا کر کرے اور اس کی نقل کاشتکار کو موقع پر جا کر دے ۔ جیسے دو سو روپے وصول کیے جاتے ہیں اور ساتھ ہی رسید دی جاتی ہے ۔ گرداوری بھی اس طرح کی جائے کہ اسی وقت رسید مالک کو مزارعہ کو دے دی جائے اس کے ساتھ ساتھ انتقالات ہیں ۔ بیع زبانی اور وراثت کا انتقال document deed کا انتقال اسی میں کوئی شک نہیں ۔ بیع زبانی کے انتقال میں بہت سی دھاندلیاں ہوتی ہیں ۔ اس لئے ہم اس کے ڈھانچہ میں بنیادی تبدیلیاں کریں گے اور کر رہے ہیں ۔ میں کمیشن میں بھی اپنے خیالات کا اظہار ایک رکن کی حیثیت سے کروں گا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے غریب عوام کی سہولت کے لیے کورٹ فیس میں بھی کمی کر دی ہے ۔ ہم نے پانچ سو سے لیکر دس ہزار تک کورٹ فیس میں ساڑھے گیارہ فیصد سے ساڑھے سات فیصد تک کمی کر دی ہے (نعرہ ہائے تحسین) میونسپل کارپوریشن اور خود مختار اداروں کے کورٹ فیس سٹیمپ ایکٹ کو ہم چیک

نہیں کر سکتے تھے اس کے لیے بھی ہم نے انسپکٹر بنا دیئے ہیں ۔ اس میں بھی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں جو عوامی حکومت نے کی ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ ابھی میرے فاضل دوست سید فدا حسین شاہ نے میری توجہ ہمارے گوجرانوالہ کے ضلع کے نائب تحصیلدار نوشہرہ ورکاں کی جانب دلائی ہے وہ ایک شخص کو ناجائز طور پر حوالات میں رکھے ہوئے تھا اور اس کا ایک بازو توڑ دیا گیا ۔ میں اس ہاؤس میں اس کو معطل کرتا ہوں اور انکوائری کا حکم دیتا ہوں ۔ باقی جو ہو گی دیکھا جائے گا (نعرہ ہائے تحسین) اس کے بعد میں ایوان کا اور حضور والا کا نہایت مشکور ہوں ۔

**Mr. Speaker** : The House is adjourned for twenty minutes. We shall reassemble thereafter.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی بیس منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسئی صدارت پر متمکن ہوئے)

**مسٹر سپیکر** ۔ میاں عبدالرؤف۔

**میاں عبدالرؤف** (بہاولنگر 5 ) ۔ جناب سپیکر۔ آج میزانیہ کا تیسرا دن ہے اور یہ تیسرا ہی بجٹ ہے۔ جناب سپیکر۔ اس معزز ایوان میں جناب وزیر اعلیٰ نے جو متوازن بجٹ پیش کیا ہے ۔ اس لحاظ سے کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے اور یہ سب سے بڑا بجٹ ہے جو پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا ہے ۔ میں اس بجٹ کو متوازن بجٹ کہونگا اور وزیر اعلیٰ کو مبارک باد پیش کرونگا اور جناب ذولفقار علی بھٹو صاحب وزیر اعظم پاکستان کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے دو ارب 34 کروڑ 65 لاکھ روپے پنجاب کو معاف کر دیئے ہیں ۔ اس سے پنجاب کی معیشت کو بہت بڑا فائدہ ہوگا ۔

جناب سپیکر۔ بجٹ کو دیکھنے اور پرکھنے کے لئے داخلی اور خارجی حالات پر نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے ۔ جب سے عوامی حکومت برسر اقتدار آئی ہے ۔ اس وقت جو حالات تھے ان کو بھی دیکھنا ضروری ہے کہ یہ بجٹ کن حالات میں پیش ہوا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ جب قائد عوام نے اقتدار سنبھالا تو اس وقت آپ جانتے ہیں کہ ملک کا بڑا حصہ کٹ گیا ۔ ہزار ہا لوگ قید ہوگئے اور ان کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ہمیں نئی فوج تیار کرنی پڑی ۔ بہر حال اس پر بھی اخراجات ہوئے تھے اور پہلے بھی ہو رہے تھے ۔ تین تحصیلوں کا رقبہ ہندوستان کے قبضے میں چلا گیا جس کی آمدن یکسر ختم ہوگئی اور وہاں کے لوگوں کو ہجرت کرنی پڑی ۔ حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان کو انہیں گزارہ الاؤنس دینا پڑا ۔ یہ بھی اخراجات کی مد تھی اور اس سے بھی بہت اثر پڑنا لازمی امر تھا ۔ اس کے ساتھ ہی بہت سی فیکٹریاں بند ہوگئیں ۔ جن کا خام مال مشرقی پاکستان سے آتا تھا ۔ تو اس لحاظ سے وہ آمدن ختم ہوگئی ۔ مزدور بے روزگار ہو گئے ۔ اس طرح جنگ کے زمانہ میں فیکٹریوں کو نقصان پہنچا اور مزدور بھی بے کار ہوگئے ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں کی کچھ پیداوار اور کچھ چیزیں مشرقی پاکستان جاتی تھیں ۔ وہاں سے زرمبادلہ کی صورت میں اشیاء آتی تھیں ۔ چنانچہ وہ حصہ الگ ہونے سے ان فیکٹریوں کی استطاعت کار نصف کرنی پڑی ۔ اس وجہ سے مزدوروں میں بھی کمی کرنی پڑی اور بہت سے مزدور بے روزگار ہوگئے تو کچھ ایسا ماحول پیدا ہوا کہ ہر فیکٹری میں دنگا فساد ہوا ۔ یعنی جو فیکٹریاں کام کرتی تھیں وہ بھی بند ہوگئیں اور ایک ایسا معاشی بحران یکدم امڈ آیا جس سے معاشی مسائل پیدا ہوگئے ۔ تو ان حالات میں اچھے بجٹ کی توقع رکھنا ایک خام خیالی تھی ۔ تاہم حکومت پنجاب نے جتنے بھی بجٹ پیش کئے وہ پہلے سے بڑھ کر پیش کئے ۔ تو میں سب سے پہلے 72-1971ء کے بجٹ کو لیتا ہوں جو ہماری حکومت آنے سے پہلے پیش ہوئے تھے جب کہ پنجاب کی حالت جوں کی توں تھی اور ملک صحیح سلامت تھا اور حکومت کے لئے بھی کوئی پریشانی نہیں تھی ۔ 72-1971ء میں آبپاشی کی مد میں دو کروڑ 69 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا جب کہ اس حکومت نے اس بجٹ میں 17 کروڑ 20 لاکھ روپیہ رکھا ہے ۔ اسی طرح سے 72-1971ء میں زراعت کے لئے 5 کروڑ 18 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا اور اب جو رکھا گیا ہے وہ 23 کروڑ 70 لاکھ روپیہ ہے۔ اس طرح پہلے ہاؤسنگ کی مد میں 23 کروڑ 20 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا لیکن اسی دفعہ 25 کروڑ 66 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ تعلیم کے لئے 72-1971ء میں 6 کروڑ 25 لاکھ روپیہ تھا اور اس سال 16 کروڑ رکھا گیا ہے ۔ اسی طرح ٹرانسپورٹ کے لیے

پہلے 6 لاکھ 97 ہزار روپیہ رکھا گیا تھا لیکن اس دفعہ 28 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ ان اعداد و شمار کی روشنی میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ بجٹ جو 72-1971ء میں 33 کروڑ 77 لاکھ روپیہ کا بنا تھا اس دفعہ ایک ارب 80 کروڑ کا ہے ۔ تو کیا خیال ہے کہ یہ ایک اچھا اور متوازن بجٹ نہیں ۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ بجٹ کوئی خاص بجٹ نہیں ۔ اس میں کوئی خصوصیت نہیں ۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں ۔ مجھے انگریزی کا ایک محاورہ یاد آگیا ہے کہ "Rome was not built in a day." یہ اعداد و شمار جو میں نے ایوان کے سامنے پیش کئے ہیں کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ اور کوئی سمجھ بوجھ کے بغیر آدمی ہو تو اس کے ذہن میں یہ آسکتا ہے کہ کہاں 180 کروڑ اور کہاں 33 کروڑ 77 لاکھ ۔ اس طریقے سے اگر آپ یہ خیال کریں کہ اس حکومت نے ٹیکس میں بھی اضافہ نہیں کیا اور کوئی مد بھی نئی پیدا نہیں کی اور اتنا بڑا بجٹ دیا ہے تو کیا خیال ہے کہ یہ ایک معجزہ سے کم ہے ۔ اب بھی اگر وہ لوگ اسے ایک اچھا بجٹ نہیں کہتے تو میں کہتا ہوں کہ وہ خدا کی ناشکری کر رہے ہیں اور ان میں کسی کام کو اچھا کہنے کی جرات ہی نہیں اور نہ ہی وہ کہیں گے کیونکہ ان کا وہ طیرہ جو دو تین بجٹوں کے دوران میں دیکھ رہا ہوں یہی رہا ہے ۔ تو اس بجٹ کی تین چار خصوصیات ہیں جو میں نے ابھی بیان کی ہیں اور پھر ایک دفعہ عرض کرتا ہوں کہ یہ پنجاب کا سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ ہے اور اس میں پہلی بار 47 فیصد دیہاتی آبادی پر خرچ کیا جا رہا ہے ۔ اس سے پہلے اتنی بڑی رقم دیہاتی آبادی پر کبھی خرچ نہیں کی گئی تھی ۔

اس کے ساتھ ایک بات یہ بھی ہے کہ پچھلے سال ایک کروڑ 42 لاکھ کا خسارہ دکھایا گیا تھا لیکن اس بجٹ میں 15 کروڑ 74 لاکھ کا منافع دکھایا گیا ہے یعنی ہمارے ذہین اور محنتی وزیر خزانہ نے اپنی جدوجہد سے اور عقل و دانش سے خسارے کو بھی پورا کیا اور اسکے بعد 15 کروڑ 74 لاکھ کا اضافہ بھی کیا یعنی 23 کروڑ 77 لاکھ روپے کی بچت کی تو میں اس بات پر وزیر خزانہ کو ایک بار پھر مبارک باد پیش کرتا ہوں جو اس کے مستحق ہیں ۔

تیسری بات جو اس بجٹ میں ہے وہ تعلیم کی مد سے متعلق ہے ۔ اس بجٹ میں 33 کرور 77 لاکھ روپیہ تعلیم کے لئے رکھا گیا ہے ۔ اس سے پہلے کبھی اتنی بڑی رقم تعلیم پر خرچ نہیں کی گئی تھی اور نہ ہی ہو سکے گی ۔

اس بجٹ میں پولیس کی مد میں دو کروڑ 50 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے جو اسے چیزیں فراہم کرنے کے لئے اور کمیونیکیشن کو بہتر بنانے کے لئے خرچ کیا جائیگا ۔ یہ پہلی دفعہ اتنی بڑی رقم ہے جو پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کیا جا رہا ہے اور میں اس پر بھی وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اگر اسی طرح کے بجٹ آتے رہے اور انہی مدات پر خرچ ہوتا رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے حالات بہت زیادہ بہتر ہو جائیں گے اور امن و امان کا مسئلہ ہے وہ بھی بہتر ہوجائے گا ۔ بہر حال یہ ترقی کی طرف ایک قدم ہے اور قومیں ترقی آہستہ آہستہ کرتی ہیں ۔ جو حال اتنا متوازن اور صحیح بجٹ پیش کئے جانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ترقی کی طرف بڑھ رہے ہیں اور یقیناً ہماری منزل جلد ہی قریب آ جائیگی ۔

اس کے بعد میں کچھ اور مدات کے متعلق گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ میں دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتا ہوں ۔ دیہاتی ہونے کی صورت میں زمینداروں کے مسائل کو ضرور بیان کرونگا ۔ گندم کا مسئلہ بار ہا ایوان میں زیر بحث لایا گیا ہے ۔ میں عرض کرونگا کہ وزیرخزانہ اور وزیر خوراک نے جیسے ارشاد فرمایا تھا کہ اس سال ہم گندم میں خود کفیل ہو رہے ہیں ۔ تو اس کی کیا وجہ ہے سالہا سال سے زمیندارہ چل رہا ہے پہلے ہر سال کبھی 8 لاکھ ٹن گندم اور کبھی 10 لاکھ ٹن گندم باہر سے منگوائی جاتی تھی ۔ اس دفعہ ہم کیوں خود کفیل ہو رہے ہیں ۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے بجٹوں میں دیہاتی عوام کو سہولیات بہم پہنچائی گئیں جس کے نتیجے میں یہ وقت آ گیا کہ ہم خود کفیل ہو رہے ہیں ۔ تو میں عرض کروں گا کہ ابھی اور ضرورت ہے ٹریکٹر ایک ایسی مشینری ہے جس کا براہ راست زراعت سے تعلق ہے جو آج کل بہت نایاب ہے میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ اس کو آسان قسطوں پر آسان شرح پر زمینداروں کو فراہم کرنا چاہئے اگر اس سال گورنمنٹ ڈیوٹی نہ لے تو بھی اس کی قیمت نصف رہ جائے گی جو کہ آج کل لی جاتی ہے تو اس سے گورنمنٹ پر کوئی خاص بوجھ بھی نہیں پڑے گا بلکہ زراعت میں جو ترقی ہوگی اس سے منافع اس سے کہیں زیادہ ہوگا ۔ بہت سے لوگ ہمارے باہر کے ملکوں میں گئے ہوئے ہیں اگر ان کو اجازت دے دی جائے اور ڈیوٹی معاف کردی جائے تو وہاں ان کا سرمایہ منجمد پڑا ہوا ہے اس سرمائے سے ٹریکٹر پاکستان میں بہت تعداد میں آ سکتے ہیں جس کا بوجھ نہ حکومت پر پڑے گا اور نہ کسی اور پر پڑے گا جس سے اس کمی کو پورا کیا جا سکے گا ۔

گندم کی قیمت بھی ایک incentive کے طور پر زمینداروں کی کار کردگی کو موثر بنانے کے لئے ممد و معاون ہوسکتی ہے کہ اس کی قیمت 25 کی بجائے اگر 30 اور 35 کے درمیان کردی جائے تو یہ چیز بھی گندم کے اگانے میں ممد و معاون ثابت ہوگی ۔ اس طرح سے چونکہ چینی کی قیمت بڑھ چکی ہے اگر گنے کی قیمت بھی بڑھا دی جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے اور کوئی پریشانی اس سے لاحق نہیں ہوگی ۔ چینی میں جیسے ہم خود کفیل ہو رہے ہیں اسی طرح سے چینی ایکسپورٹ کرنے کے قابل بھی ہو جائیں گے ۔ اسی طرح سے گندم بھی ایکسپورٹ کرنے کے قابل ہوجائیں گے تو ملکی معیشت کو سنبھالا ملے گا اور کسی غیر ملک کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانے پڑیں گے جس سے ہماری خود داری پر آنچ آتی ہے جب ہم ہاتھ بڑھاتے ہیں اور کھانے کے لئے مانگتے ہیں جب کہ 85 فیصد آبادی دیہات پر مشتمل ہے اور ان کی گزر بسر زراعت پر ہو اور زراعت میں ہی ہم پیچھے ہیں ۔ اس کے بعد جناب میں اپنی رشوت کے بارے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں ۔

**سید قاسم حسین شاہ** ۔ اپنی رشوت کے بارے میں !

**میاں عبدالرؤف** ۔ اپنے حلقے کے عوام کی خاطر تجویز پیش کر رہا ہوں ۔ تو یہ بڑا شور ہو رہا ہے کہ جی رشوت جاری ہے رشوت زیادہ لی جا رہی ہے ۔ یہ آج سے نہیں بلکہ سال ہا سال سے یہ عمل جاری ہے اور سال ہا سال سے وطیرہ بن چکا ہے افسران کا سمجھ لیجئے یا عوام کا سمجھ لیجئے ۔ اگر عوام جا کر رشوت دیتے ہیں تو وہ لیتے ہیں اگر وہ تنگ کرتے ہیں تو عوام رشوت دینے کے لئے مجبور ہوتے ہیں ۔ ان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ delaying tatcties استعمال کرتے ہیں کوئی فائل پہنچی وہ مہینوں تک میزوں پر ہی گھومتی رہتی ہے جب تک کہ اس کا کوئی والی وارث نہیں پہنچ جاتا اور اس کو پہیہ نہیں لگاتا ۔ جیسے اس کو پہیہ لگاؤ تو اس وقت تک وہ آگے نہیں چل سکتی ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ جو مسل کسی میز پر پہنچے کسی افسر کے پاس 7 دن کے اندر اندر اس پر عمل ہونا چاہیے ۔ اگر 7 دن تک اس پر کچھ نہ کچھ عمل ہو جائے تو پہیہ نہیں پہنچے گا اور خود بخود ہی پہیہ لگ جائے گا اسے اور دو دفعہ کسی آفس سے مسل کو واپس نہ کیا جائے ہوتا یہ ہے کہ کسی پریشر کے تحت اگر مسل آگے چلتی بھی ہے تو اس کو واپس بھیج دیتے ہیں کہ اس پر یہ اعتراض ہے وہ اعتراض ہے ۔ ہر حال اعتراض اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک وہ پہیہ نہ لگ جائے ۔ تو اس کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کسی آفیسر یا کسی کلرک سے پوچھا جائے کہ 7 دن

کے اندر اس کے پاس کتنی مسلیں آئیں اور کتنی انہوں نے کارکردگی دکھائی تو اس کے بعد میرا خیال ہے اس پہیہ کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

جناب والا اس کے بعد میں اپنے علاقائی مسائل پیش کرتا ہوں۔ ہماری تحصیل فورٹ عباس تقریباً 70 میل لمبی ہے اتنی لمبی تحصیل پاکستان بھر میں اور کوئی نہیں ہے۔ میں نے ایک بہ تحریک فنانس منسٹر صاحب کے پاس پیش کی تھی تو اصولی طور پر فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے یہ مان لیا تھا کہ اتنی اتنی لمبی تحصیل نہیں ہونی چاہئے اور اس کی دو تحصیلیں ہوجانی چاہئیں۔ اس میں دو سب ڈویژن ہیں اور یہ واحد ایک پاکستان میں مثال ہے کہ ایک تحصیل دار اور سب ڈویژن دو یعنی ایک تحصیلدار دو اسسٹنٹ کمشنروں پر حکومت کررہا وہ ان کا افسر ہے۔ وہ بلاتے ہیں وہ جاتا نہیں وہ کہتا ہے آج میرا اس طرف پروگرام ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ جب کہ یہ اصولی طور پر مان لیا گیا ہے کہ دو تحصیلیں ہو جائیں۔ صرف ہارون آباد سب ڈویژن کو ایک تحصیلدار کی ضرورت ہے تو یہ پچھلے دو بجٹوں میں بھی میں نے عرض کیا تھا آج تک تو یہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔ پتہ نہیں یہ ہوگا بھی یا نہیں بہرحال عوام کی یہ دیرینہ خواہش ہے۔ ان کی یہ ضرورت ہے اور میں جناب چیف منسٹر صاحب اور ریونیومنسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اپنی پہلی فرصت میں ہی اس پر غور فرمائیں اور اس بجٹ میں اس کو مان لیا جائے اور اس کی دو تحصیلیں کر دی جائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک ڈگری کالج ہے جو نیشنلائز ہوا ہے پہلے تو عوام کے تعاون سے وہ چلتا تھا اور عوام چندہ اکٹھا کرتے تھے اب نیشنلائز ہو گیا ہے۔ اس میں بلڈنگ بہت ناکافی ہے 15 ایکڑ زمین اس کے نام پر لوگوں نے مخصوص کی ہوئی ہے اس میں بلڈنگ بنی ہے تو صرف میں بلڈنگ کا مطالبہ کرتا ہوں کہ وہاں پر بلڈنگ بن جائے۔ کیونکہ سکول کی عمارت میں وہ کالج چل رہا ہے اور اس میں سکول چل رہا ہے۔ اس لئے اس سے دوہرا فائدہ ہوگا۔ سکول بھی ٹھیک طور پر چل سکے گا اور بلڈنگ اس کے لئے کافی ہوگی اور کالج بلڈنگ ادھر چلی جائے گی تو وہ اچھی طرح سے چل سکے گا۔ میری یہ بھی پرزور اپیل ہے کہ ہماری اس گزارش کو ضرور اس بجٹ میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ بہاولنگر کو منٹگمری کے ساتھ ریلوے لائن کے ذریعے ملا دیا جائے۔ اس سے درپیا پر پل بھی بن جائے

گا اور یہ متوازی راستہ بھی ہمارے لئے ہوگا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ کے نیشنل اسمبلی کے ممبر ہیں ؟

**میاں عبدالرؤف** ۔ جی ہاں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تو پھر ان کو مشورہ دیجئے کہ وہ نیشنل اسمبلی میں یہ مطالبہ پیش کریں ۔

**میاں عبدالرؤف** ۔ وہ کریں یا نہ کریں ہم تو یہاں پر کریں گے ۔

**مسٹر سپیکر**۔ مطلب یہ ہے کہ صوبائی حکومت ریلوے لائن نہیں بنا سکتی۔ میں نے اس لئے کہا ہے ۔

**میاں عبدالرؤف** ۔ مرکز کو سفارش تو بھیج سکتی ہے ۔ اس کے علاوہ ایک ہسپتال ہے ہماری تحصیل لیول پر ۔ اس میں ایک ہی ڈاکٹر ہے ۔ آبادی بہت زیادہ ہے تو میں گزارش کروں گا کہ اس کی توسیع بھی ہونی چاہئے اور اس میں ایک ڈاکٹر بھی اور ہونا چاہئے شکریہ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ شیخ عزیز احمد ۔

**مرزا افضل حق** ۔ اب پوائنٹ آف آرڈر کون اٹھائے گا ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ میں خود ہی اٹھا لوں گا ۔ (قہقہے)

**مسٹر سپیکر** ۔ میں نے کہا شاید آپ کو تفویض کریں گے مگر انہوں نے اعتبار نہیں کیا ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ (سیالکوٹ 5) مسٹر سپیکر 75-1974ء کے سالانہ بجٹ پر اس وقت ہاؤس میں بحث ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تیسرا بجٹ ہے۔ 74-1973ء کا بجٹ خسارے کا تھا ۔ 75-1974ء کا بجٹ متوازن کہہ لیں یا مسٹر حفیظ کاردار کی زبان میں اسے restricted بجٹ کہہ لیں ہو سکتا ہے کہ جو ترقی ہو رہی ہے تو اگلا بجٹ منافع کا بجٹ ہو۔ بجٹ کی stages ہوتی ہیں ۔ خسارہ متوازن اور بجٹ اس سال موجودہ بجٹ میں کسی قسم کا کوئی

ٹیکس نہیں لگایا گیا اس لئے میں وزیر اعلیٰ جو اس وقت فنانس منسٹر بھی ہیں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کچھ تلخ حقائق بھی بیان کروں گا اور مجھے اس کے لئے کہنا ہے کہ تلخ بیانی سے معاف رکھیو۔

گزشتہ سال کے مالیاتی بل میں حق شفع کے دعویٰ پر جو کورٹ فیس لگانے کا طریقہ وضع کیا گیا تھا وہ نہ صرف دشوار ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ زمین کی پیداوار کے net profit پر جب وہ کورٹ فیس لگانا پڑتا ہے تو گرداور یا تحصیل دار آلوؤں کی کاشت پر قیمت فصل کو net profit میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جو زمین کی قیمت سے بہت زیادہ ہوتی ہے اس طرح حق شفع کے دائر کرنے والا مدعی مقدمہ چھوڑ دیتا ہے تو اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کرونگا کہ زمین متدعویہ کی probable value لے لیں۔ اس طرح کم سے کم کورٹ فیس کا کوئی طریقہ تو وضع ہو جائے گا۔ اس کو اس حد تک ترمیم کر دیا جائے کہ net profit کی بجائے اس کی value پر کورٹ فیس لگانا چاہیے۔ 1974-75 کے بجٹ پر اور اس کے عوامل پر بحث کرنے سے پیشتر میں چند مسائل جو اپنے ضلع کے متعلق ہیں۔ بیان کرنا چاہتا ہوں کیونکہ بعد میں وقت ہی نہیں رہتا اور اس سلسلہ میں مجھے دو سال کے عرصہ کا بھی تجربہ ہے کہ میں اپنے ضلع کے متعلق کوئی لفظ نہیں کہہ سکا۔

جناب والا ۔ Annual Development Programme کے تحت اس بجٹ میں ایک سو اسی کروڑ روپے کی رقم میں سے ضلع سیالکوٹ کے لیے پچاس لاکھ روپے مختص کیے گیے ہیں اور اس کی تفصیل اس طرح سے ہے

Account No. 80-A Communications and Works Outside Revenue Account (page 107, 1260)

اور صرف on-going سکیموں پر پچاس لاکھ روپے دیئے گیے ہیں اس کی تفصیل اس طرح سے ہے کہ بینی و لا پل تحصیل شکر گڑھ پر دس لاکھ روپیہ مختص کیے گیے ہیں۔ جب کہ 1973-74ء میں اس کے لیے پندرہ لاکھ روپے رکھے گیے تھے۔ revised budget میں پانچ لاکھ روپے دکھائے گیے ہیں اور دس لاکھ وہاں سے بچ گئے۔ وہ دس کے دس 1974-75 میں ایلوائس کر دیے گیے اور اب ہمیں 1974-75 کے حصہ میں سے یعنی ایک سو اسی کروڑ روپے میں سے دس لاکھ روپے دیئے گیے تھے حالانکہ وہ پچھلے سال سے

چلے آ رہے ہیں ۔ اسی طرح سے سیالکوٹ ، گوندل روڈ کے لیے دس لاکھ روپے 1973-74 میں مختص کیے گئے تھے ۔ چھ لاکھ revised budget میں رہ گئے اور اب بڑی مہربانی سے آئندہ سال کے لیے پانچ لاکھ روپے دیے دیے گئے۔ پہلے اس سڑک پر لاگت چالیس لاکھ روپے تھی اب اس کی کل لاگت اسی لاکھ ہو گئی اب اگر ان پانچ لاکھ روپے میں چھ لاکھ پچھلے سال کے جمع کر دیں تو کل دو سال کے گیارہ لاکھ ہوئے۔ اناسی لاکھ روپے حاصل کرنے کے لیے کم از کم سات سال اور انتظار کرنا پڑے گا ۔

اس کے بعد بدوملہی قلعہ صوبہ سنگھ کی روڈ کے لیے دس لاکھ روپے 1973-74 میں دیئے گئے تھے آئندہ سال 1974-75 میں پانچ لاکھ دیا جا رہا ہے بتالیس لاکھ روپے اس کی کل لاگت 73-74 میں تھی اب چونسٹھ لاکھ ہو گئی آپ اس سے اندازہ کر لیں کہ وہ کب ختم ہو گی ۔ اس طرح یہ سارے چھ منصوبے ہیں شکر گڑھ ، کوٹ بھٹیاں روڈ ۔ 10 لاکھ روپے۔ 73-74 میں ریوائزڈ بجٹ میں پانچ لاکھ 74-75 میں ۔ سیالکوٹ ظفر وال روڈ ۔ دس لاکھ 73-74 میں ۔ چھ لاکھ ریوائزڈ بجٹ میں دس لاکھ 74-75 میں ۔ پسرور نارووال روڈ کی چوڑائی پہلے اس کی رقم 48 لاکھ روپے تھی اور اب 20 میل کا سڑک 76 estimate لاکھ 63 ہزار رکھ دیا گیا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ کیا اس رقم سے بیس میل کی نئی سڑک بن سکتی ہے یا نہیں جب کہ اس کو صرف چوڑا کرنے کے لیے 76 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ اور 15 لاکھ روپے 73-74 میں 15 لاکھ ہی ریوائزڈ estimate میں 15 لاکھ 74-75 میں رکھا گیا ہے۔ ہر سال 15 لاکھ کے حساب سے 5 سال میں یہ مکمل ہوگی ۔ ان تمام کا اندازہ اگر جمع تفریق سے کر لیا جائے تو 73-74 میں ان منصوبوں پر 70 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ ریوائزڈ بجٹ میں وہ 41 لاکھ رہ گیا اس طرح سے 29 لاکھ بچا اور 74-75ء میں انہی منصوبہ جات کے لیے 50 لاکھ روپے دیے گئے یعنی 29 لاکھ تو 73-74 کا بچا ہوا ہے اور اب 21 لاکھ روپے اس 180 کروڑ روپے کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سے 21 لاکھ صرف ضلع سیالکوٹ کو دیئے گئے ۔ تو کیا یہ مذاق نہیں ۔

اسی طرح سے میں یہ عرض کرونگا کہ پرائمری درجہ سے مڈل سکول کا درجہ دینے کے لیے 44 رکھے گئے تھے جن کی بلڈنگز تعمیر ہونا تھیں

1973-74 میں 6 لاکھ 40 ہزار روپے کی لاگت رکھی گئی تھی ریوائزڈ بجٹ کے 3 لاکھ 20 ہزار روپے میں سے ہمیں صرف 40 ہزار مل رہے ہیں - گذشتہ سال 1400 نئے پرائمری سکول کھولے تھے اب صرف 500 نئے پرائمری سکول مظفر گڑھ ، ڈیرہ غازی خان - بہاولپور ، بہاولنگر - رحیم یار خان - کیمبلپور - راولپنڈی - جہلم - جھنگ اور میانوالی میں کھولے جا رہے ہیں جب کہ باقی اضلاع کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے - اس طرح سیکنڈری ایجوکیشن کے متعلق جہاں تک مڈل سے ہائی سکول اپ - گریڈ کرنے کا تعلق ہے - لاہور ملتان ، اور بہاولپور ڈویژن کو ایک ایک سکول دیا جا رہا ہے ہر ڈویژن کو ایک ایک سکول دیا جا رہا ہے اور ہر ڈویژن تین تین - چار چار اضلاع پر مشتمل ہے اس کا فیصلہ کون کرے گا کہ کونسے ضلع میں ایک سکول کو اپ گریڈ کیا جانا چاہیے - اس سے بہتر تو یہ تھا کہ اگلے سال جب بجٹ میں روپیہ ہو تو ہر ضلع کو کم از کم ایک ایک سکول دیا جائے - بجائے اس کے کہ ایک ڈویژن کو ایک سکول دیا جائے اس کے ساتھ میں جناب محترم ڈاکٹر صاحب کی توجہ کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس طرح سے ضلع سیالکوٹ کے 550 موجودہ پرائمری سکولوں کو improve اور consolidate کرنے کے لیے 74-73ء میں 2 لاکھ 25 ہزار روپے رکھے گئے تھے - 1 لاکھ 13 ہزار ریوائزڈ بجٹ میں رہ گئے - اب 75-74 میں صرف 68 ہزار روپے دیے جا رہے ہیں 11 لاکھ 40 ہزار کے تخمینہ کو پورا کرنے کے لیے 60 ہزار روپے سالانہ کے حساب سے میرا خیال ہے ان کو consolidate کرنے میں کئی سال لگیں گے -

رورل ہیلتھ سنٹر کی تعمیر کے لیے ضلع سیالکوٹ میں صرف دو مراکز کھولے گئے ہیں اور وہ بھی تحصیل ناروال میں جو خوش قسمت ہے کہ اس تحصیل کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے -

پبلک ہیلتھ سکیم کی مد میں پسرور واٹر سپلائی سکیم میں 5 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جس میں سے 5 لاکھ روپے 74-73 میں تھے جس کو ریوائز کرتے ہوئے 2 لاکھ روپے رکھے گئے - 75-74 کے تخمینہ کے صفحہ نمبر 250 اور 251 پر رقم رکھی گئی ہے 40 فیصد کام مکمل ہو گیا حالانکہ وہاں پر بورنگ کا کام کرتے کرتے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ورکس والے بورنگ کا تمام

سامان اٹھا کر لے گئے اور کام کو بیچ میں چھوڑ دیا گیا اور اس کے متعلق ڈی۔ ایم۔ کو اطلاع دی گئی کہ یہ کیا مذاق ہے جب کہ وہاں ان کو روپیہ بھی دیا جا رہا ہے بلکہ release بھی ہو چکا ہے۔ مسٹر سپیکر۔ 75-74 کے 137 کروڑ میں سے یہ ضلع سیالکوٹ کے حصہ میں آ رہا ہے۔ جناب آپ اس سے اندازہ کرلیں کہ اس سے ہمارے ضلع کی حالت کیا ہو گی۔

اس کے ساتھ میں عرض کرونگا کہ ہمارے جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور نے بحیثیت چیئرمین یا بحیثیت پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ کونسل کے پروفیشنل ٹیکس سے اضلاع جھنگ اور سرگودھا کو مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔ باقی تمام اضلاع میں اس وقت ٹیکس تشخیص ہو رہے ہیں اور وصول بھی کیا جا رہا ہے میں ان سے گذارش کرونگا کہ کمشنر یا ڈی۔ سی۔ کو ہدایت جاری کی جائے کہ باقی اضلاع میں بھی ایسا ہی ہو۔ سرگودھا اور جھنگ میں وہ اس وجہ سے تو نہ ہو کہ وہاں کے اضلاع کے چیئرمین منسٹر ہیں اور باقی کے اضلاع کے چیئرمین منسٹرز نہیں ہیں لیکن جب لوگوں پر ٹیکس تشخیص ہو جائے گا اور وصولی ہو جائے گی تو اس کے بعد معاف کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے میں گذارش کرونگا کہ وزیر موصوف اس سلسلے میں فوری اقدام کر کے کمشنرز کو ہدایات بھیجیں۔

جناب والا۔ جہاں تک ٹیوب ویل کی subsidy سکیم کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ نے روپیہ تو کافی دیا ہے لیکن سیالکوٹ کے ضلع کی subsidy سکیم کے متعلق جوڈیشل انکوائری بٹھائی گئی کہ جن کو ڈیزل انجن خرید کرنے کے لیے آٹھ یا چھ ہزار روپے دیے گئے ہیں ان سے کئی اصحاب نے نہ تو انجن خریدے اور نہ ان کو بروقت استعمال کیا۔ اس سلسلہ میں یہ گذارش کرونگا کہ صوبہ بھر میں اس subsidy سکیم کی بجائے ڈیزل انجن خرید کر دیے جائیں۔ اس کے لیے پمپنگ سیٹ موٹر خرید کر دے جائیں جو شخص ٹیوب ویل لگانے کا خواہش مند ہو اور مستحق ہو۔ اس کو نقد رقم دینی چاہیے۔ لیکن پچھلے سال جو دو ڈھائی ہزار ٹیوب ویلوں کے لیے دی گئی تھی۔ رقم کی بجائے اس کو انجن خرید کر دیا جاتا تو بہتر تھا۔ اب اگر وہ انجن بیچ کر

ختم کر دیں تو آپ اس کا کیا کر سکتے ہیں ان کے خلاف کوئی ایکشن آپ نے نہیں سکتے۔ اسی طرح سے میں نے ایگریکلچر منسٹر اور چیف منسٹر صاحب کو لکھ کر دیا ہے۔ کہ شکر گڑھ میں 81 ٹریکٹر فارغ پڑے ہیں اور ایک کمپاؤنڈ میں ہیں جو ایک سپروائزر کے ماتحت ہیں۔ ان پر سایہ بھی نہیں ہے اور کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے جناب والا۔ یہ آئی۔ ایم۔ ٹی میکسم کے بالکل نئے ٹریکٹر ہیں جو فلڈ ریلیف کے سلسلہ میں آئے تھے اس کے بعد تو ریلیف کمشنر نے حاصل کیے ہیں۔ نہ ہی محکمہ زراعت کو دیئے جا رہے ہیں تین چار ماہ کے بعد اگر پچھلے سال کی طرح بارش اور سیلاب شروع ہو گیے تو بالکل ناکارہ ہو جائیں گے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک قومی ضیاع ہے اس پر فوری طور پر ایکشن لینا چاہیے خواہ وہ ریلیف کمشنر کو دیں یا محکمہ زراعت کو دیں۔ در اصل وہاں سکیم یہ تھی کہ ہر کواپریٹیو سوسائٹی کو ایک ایک ٹریکٹر دیا جائے۔ مگر ابھی تک محکمہ ریلیف اور محکمہ کواپریٹیوں سوسائٹی کے درمیان کوئی فیصلہ ہی نہیں ہو سکا۔ بلکہ ان کی تو خط وکتابت ہی ختم نہیں ہوتی۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ جہاں تک ہمارا اور ہماری حکومت کا تعلق ہے۔ ممبر حضرات خواہ وہ اپوزیشن سے ہوں یا برسراقتدار پارٹی سے ہوں ان میں ایک رجحان چل نکلا ہے کہ ہم پر استاد کی خواہ female ہی ہو پولیس کانسٹیبل سے لیکر افسر تک تحصیلدار ہو یا اسسٹنٹ کمشنر جس سے بھی کام پڑتا ہے اگر ہمارا کہا نہ مانے تو ہم اس کے خلاف دستخطوں کی مہم شروع کر دیتے ہیں۔ ضلع کے ایم۔ پی۔ اے صاحبان دستخط کروانا شروع کر دیتے ہیں کہ اسے یہاں سے تبدیل کر دیا جائے۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس میں ملوث نہ ہوں۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ بھی رنگ پکڑتا ہے۔ مجھے بھی اس پر مجبوراً دستخط کرنے پڑتے ہیں اگر تین چار سال یہی عالم رہا تو ایڈمنسٹریشن کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ اور کارکردگی کا معیار اسوقت تک ختم ہو چکا ہوگا۔ اور پھر آپ کی نہ وزرا صاحبان کی کوئی ویلیو ہوگی۔ جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس رجحان کو ختم ہونا چاہیے پنجابی کی ایک مثل ہے "جیڑا گھر بھیڑا او باہر وی بھیڑا" اگر وہ شخص جس کے تبادلے کے لیے ہم سفارشیں کرتے ہیں اگر وہ راشی ہے ڈسپلن قائم نہیں کرتا

تو اس کے خلاف ایکشن ہونا چاہیے ۔ آپ اس پر چارج لگائیں امن کی انکوائری کی جائے ۔ بجائے اس کے کہ تبادلہ کر دیا جائے ۔ میں آپ کو اپنی ایک مثال دیتا ہوں ۔ میں ایک دفعہ اس سلسلے میں ڈی ۔ آئی ۔ جی کے پاس گیا کہ سب انسپکٹر کو یہاں سے تبدیل کر دیا جائے ۔ اس نے جواب دیا میں دوسرا آدمی کوئی آسمان سے تو نہیں لا دوں گا ۔ آخر وہ بڑی تو سب انسپکٹر ہوگا اگر امن کے متعلق کوئی شکوہ شکایت ہے تو مجھے بتائیں ہم انکوائری کروائیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میاں محمد افضل حیات

**شیخ عزیز احمد** ۔ میرا وقت ختم نہیں ہوا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے آپ نے گھڑی کی طرف نہیں دیکھا اگر میں اس طرح سے کرتا رہا تو باقی ممبران کیسے تقریر کریں گے ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جناب میں نے گھڑی کی طرف نہیں دیکھا ۔ آپ براہ مہربانی تھوڑا سا وقت دے دیں میں نے اپنے علاقے کے مسائل کے بارے میں بتانا ہے ۔

**آوازیں** ۔ شیخ صاحب بیٹھ جائیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میاں محمد افضل حیات ۔

**میاں محمد افضل حیات (گجرات ۔ 6)** ۔ جناب سپیکر ۔ محترم وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر کے آغاز میں صبح صادق کے حوالہ سے جس ادیبانہ اور مفکرانہ انداز سے قوم کی کاہلی اور سستی ، مادہ پرستی ، خود غرضی ، اجتماعی نصب العین کی غیر موجودگی کا جس طریقے سے ذکر کیا ہے اس سے اتنا احساس ضرور ہوتا ہے کہ کم از کم صوبائی حکومت کے سربراہ کو قوم کی خامیوں کا پوری طرح سے احساس ہے ۔ کیونکہ اب تو یہ ڈر ہو چلا تھا کہ ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ معزز ممبر لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں ۔

**میاں محمد افضل حیات** ۔ جناب والا میں پوائنٹ دیکھ رہا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ پوائنٹ پڑھ سکتے ہیں ۔ خواہ کسی اخبار سے کیوں نہ ہوں ۔

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب والا ۔ اب تو یہ ڈر ہو چلا تھا کہ شائد احساس زیاں بھی ختم ہو گیا ہے ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جناب وزیر اعلیٰ نے ایک اچھے طبیب کی طرح مرض کو پہچانا ہے اسی طرح ایک اچھے طبیب کی طرح دوا کا بھی حل نکالیں گے ۔ جناب والا ۔ پاکستانی مسلمان ایک ایسی قوم ہے اور ایسے فرقہ سے تعلق رکھتی ہے جو خطرناک سے خطرناک چیلنج کا مقابلہ بڑی جواں مردی سے کر سکتی ہے ہم نے 1965 میں دیکھ لیا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے عزم اور ہمت کو کوئی آواز دینے والا ہو ۔ جیسا کہ قائد اعظم کی آواز پر اس قوم نے لبیک کہا تھا ۔ اس کے بعد 1965ء میں جب دشمن نے للکارا تو یہ قوم ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی ۔ ایک ایسا مسئلہ جو 27 سال پہلے معمولی حیثیت رکھتا تھا اب ایک اژدھا بن گیا ہے اور اگر اس مسئلہ کو آپ نے ہم نے فوری طور پر حل نہ کیا تو یہ ایک انتظامی مسئلہ بھی بن جائے گا ۔ بس اس کا ایک ہی حل ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے ۔

اس کو اگر ہم نے فوری طور پر حل نہ کیا تو ایک طرف لاء اینڈ آرڈر کی سچویشن خراب ہو جائے گی ۔ دوسری طرف اس کے فوری حل سے ہماری نظریاتی سرحدیں زیادہ محفوظ ہو جائیں گی ۔ ہم ایک نئے عزم اور ہمت کے ساتھ آگے بڑھ سکیں گے۔یہ عمل قابل تحسین ہے کہ نئے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ سوائے اس کے کہ شراب پر ۔ قوم اس کا اور زیادہ خیر مقدم کرے گی جب اس پر بالکل پابندی لگا دی جائے گی اور ہمارے ریونیو میں شراب کی ناجائز آمدنی شامل نہیں ہو گی ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ جناب وزیر اعلیٰ نے بجا طور پر فرمایا ہے کہ زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے اور یہ خوشحالی کاشت کاروں کی وجہ سے ہے ۔ جناب والا ۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ زراعت کی پالیسیوں کی بنا پر جہاں ایک طرف کاشتکار ہیں دوسری طرف معیشت بھی کھوکھلی ہو رہی ہے ۔ چند موقع پرست اور خوشامدی جھوٹے عناصر نے غلط تاویلیں دے کر کہا ہے کہ اس سال ملک گندم میں خود کفیل ہو گیا ہے اور یہ ہر سال کہا جاتا ہے کہ ہماری گندم کی پیداواری حد 85 لاکھ ٹن ہو گئی ہے میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری گندم کی پیداوار کسی طرح بھی 50 لاکھ

ٹن سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور اگر پچاس لاکھ ٹن بھی ہو جاتی تو یہ ہماری بہت بڑی خوش قسمتی ہوتی ۔

جناب والا ۔ اگر گندم کی قیمتوں کا یہی حال رہا ۔ تو میں یہ ڈر محسوس کرتا ہوں کہ اگلے سال ہماری گندم کی پیداوار کم ہو گی ۔ اور کاشت کار اسے منڈی میں نہیں لا سکے گا اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ قیمتوں کا تعین کیا جائے تا کہ فصل بیچنے سے پہلے کاشتکار کو یہ معلوم ہو ۔ کہ یہ منافع بخش فصل ہو گی ۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ صحیح پالیسی اور صحیح طریقہ کار اختیار کیا جائے اور وقت پر کوئی جامع منصوبہ بنایا جائے ۔

جناب والا ۔ یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ کاشتکار گندم کی ذخیرہ اندوزی کر رہا ہے ۔ کاشتکار کا سارا انحصار گندم پر ہے اور اس سے ہی اس نے سارے اخراجات پورے کرنے ہوتے ہیں ۔ اسی سے ہی انہیں نایاب ڈیزل کے لیے رقم اکٹھی کرنا ہے اور اسے تلاش کرنا ہے ۔ اگر وہ ذخیرہ اندوزی نہ کرے ۔ تو وہ یہ سب چیزیں کہاں سے لا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ اب جنہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا ۔ کہ گندم میں ہم خود کفیل ہو رہے ہیں اور اب جب کہ گندم نہیں مل رہی ہے ۔ اور procurement صحیح طریقہ سے نہیں ہو رہی ہے ۔ تو یہ لوگ اب پولیس اور محکمہ مال کی امداد لینے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اور اس کے لیے Dy. Commissioner سے لیکر پٹواری تک ضلع کے تمام سرکاری ملازمین صرف یہی کام کر رہے ہیں کہ کہیں سے گندم حاصل کیا جائے ۔ اور وہ اپنا معمول کا کام بھی نہیں کرتے ۔ وہ صرف کاشتکاروں کو ہراساں کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ میکسی پاک اور چناب 70 کا بیج انہیں پچھلے سالوں ملتا رہا اور ان بیجوں نے بہت اچھی پیداوار دی ہے ۔ لیکن اب وہ اس قابل نہیں رہے ہیں اور ان کی پیداواری حیثیت وہ نہیں رہی ہے ۔ جو پہلے تھی ۔ اس لیے محکمہ مال کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے research Institute سے اور زیادہ مطالبہ کرے کہ وہ بہتر Research کر کے اور زیادہ بیج لائیں ۔ تا کہ اگلے سال نئے بیجوں سے پیداوار اور زیادہ بڑھ سکے ۔ جناب والا ۔ اب کئی Seed Farms ایسے ہیں جن کو کہ Beef Farms میں منتقل کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا گوشت کی ضرورت سے کس کو انکار ہے لیکن کسی وقت بھی

روٹی پر اس کو ترجیح نہیں دی جا سکتی ہے ۔ کچھ جگہیں گورنمنٹ کے پاس ایسی ہیں ۔ جن کا کوئی مصرف نہیں ہے ۔ اس لیے ان جگہوں پر اگر beef farms بنائے جائیں ۔ تو وہ زیادہ بہتر ہو گا ۔ بجائے اس کے ہم seed farms کو beef farms میں تبدیل کریں ۔ مثال کے طور پر قصبل کھاریاں کا علاقہ ہے ۔ جو کئی کئی میل تک پھیلا ہوا ہے اور بیکار پڑا ہوا ہے ۔ اس علاقے کو اگر dairy farms یا seed farms یا beef farm میں تبدیل کیا جائے ۔ تو اس سے بہت زیادہ فائدہ ہو گا ۔ اس وقت وہ محکمہ جنگلات کے پاس ہے اور اس کا کوئی خاص منافع نہیں ہو رہا ہے ۔

جناب والا ۔ اب جس طرح گندم کی حالت ہے ۔ اسی طرح سے کپاس کی بھی یہی حالت ہے غیر یعنی یقینی حالات کی بنا پر کاشتکار جو کپاس بیجتے ہیں انہیں اس سال بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا ہے ۔ جناب والا ۔ باسمتی چاول کی قیمت 90 روپے کر دی گئی ہے جب کہ یہ چاول حکومت 300 روپے من کے حساب سے برآمد کرتی ہے ۔ اس سے زیادہ اور black marketing کیا ہو گی اگر یہ کوئی اور شخص کرتا تو اس کو شائد black marketing کا نام دیا جاتا ۔ اب چونکہ حکومت ایسا کر رہی ہے ۔ اس لیے شاید یہ جائز ہو گا ۔ اس لیے یہ مناسب ہو گا کہ چاول کی قیمت اس لحاظ سے بڑھائی جائے جس لحاظ سے یہ برآمد کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس سے نہ صرف یہ کہ چاول کی پیداوار بڑھیگی ۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ زر مبادلہ بھی زیادہ کمایا جا سکے گا ۔ چاول کی پیداوار کے لیے یہ ضروری ہے کہ کرم کش ادویات کے استعمال کو فروغ دیا جائے اور کاشتکاروں پر ان کے زیادہ سے زیادہ استعمال کے لیے زور دیا جائے کیونکہ بیماریاں لگ جانے کی وجہ سے جس طرح فصل تباہ ہوتی ہے ۔ اس سے seed farming کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے ۔

جناب والا ۔ جس رفتار سے زراعت کے اخراجات بڑھ رہے ہیں ۔ میری یہ استدعا ہے کہ crop insurance اور cattle insurrance کو فروغ دیا جائے تا کہ کاشتکار غیر یقینی حالات ، واقعات اور موسم کا مقابلہ آسانی سے کر سکیں اور نقصانات کو آسانی سے برداشت کر سکیں ۔ میں پچھلے کئی دنوں سے یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مجھے پتا چل سکے کہ یہ ٹریکٹر (tractors) کیسے مل سکتے ہیں اور اس سلسلہ میں ہماری گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے ۔

میری کئی دنوں کی کوشش کے باوجود بھی مجھے ابھی تک یہ پتا نہیں چل سکا ہے کہ یہ کیسے حاصل کیا جاتا ہے ۔ سوائے اس کے کہ وہ زیادہ پیسے دے کر بازار سے black میں خریدے جائیں چند لوگوں نے مل کر اس کو اپنا کاروبار کا ذریعہ بنایا ہوا ہے ۔ جیسا کہ گزشتہ کئی سالوں سے ایک فرضی ادارے نے تقریباً 67 لاکھ روپے کمایا ۔ کھاد کو بلیک کرتے ہیں ۔ کچھ ایسی ہی حالت ہمارے tube well connection کی ہے ۔ اگر کسی کاشتکار کو کبھی یہ tube well connection چاہئیں ۔ تو اس کے لیے اس کو 700-800 روپے رشوت دینا پڑتے ہیں ۔ اور اگر وہ یہ رشوت نہ دے ۔ تو اس کو کئی seasons کی قربانی دینا پڑتی ہے تا کہ وہ اپنی Turn کا انتظار کرے آفیسر چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ۔ اس سے وہ شکایت بھی نہیں کر سکتا کیونکہ شاید وہ سب برابر کے حصہ دار ہوں ۔

جناب والا ۔ یہاں پر میں حکومت کی توجہ دیہاتی زندگی کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ جس میں کہ مزارع اور مالک کی کشیدگی نے ایک خطرناک صورت اختیار کر لی ہے اور یہ چند ایک عناصر ہیں جو اس کو ہوا دے رہے ہیں جو نہ مالک کے ہمدرد ہیں اور نہ ہی وہ مزارع کے ہمدرد ہیں ۔ وہ صرف خانہ جنگی کی صورت پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ غیر یقینی حالات کو ختم کیا جائے اور یہ کشیدگیاں ختم کر کے پر امن فضا پیدا کی جائے ۔ تا کہ جو نوجوان کاشتکاری کرنا چاہتے ہیں ۔ اپنے گاؤں میں جا کر اور اپنے آپ کو وہ خود کفیل بنانا چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں وہ کوشاں ہیں ۔ وہ پر امن طریقہ اور اعتماد کے ساتھ کام کر سکیں ۔ تا کہ ایک طرف تو ملک خود کفیل ہو اور دوسری طرف زر مبادلہ بھی کمایا جا سکے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ تحصیل کھاریاں کے مسائل کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا یہ وہ عظیم خطہ ہے ۔ جس نے کئی سالوں سے وطن عزیز کے لیے قربانیاں دے کر کئی کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں ۔ جن میں سے آپ سب کو معلوم ہے کہ ایک درخشاں مثال میجر عزیز بھٹی شہید نشان حیدر کی ہے ۔ لیکن یہ علاقہ بالکل پس ماندہ ہے اور اس میں ذرائع آمد و رفت بالکل ناکافی ہیں ۔ یہاں آبپاشی کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے جو کچھ

ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے ۔ تھانہ ڈنگا جو کہ اس تحصیل کا ایک حصہ ہے۔ وہاں پر صحت اور تعلیم کا انتظام بالکل ناکافی ہے ۔ ڈنگا شہر کا ہسپتال نہایت بوسیدہ ہے اور وہ ایسی جگہ ہے کہ اس میں کوئی بھی مریض جانا پسند نہیں کرتا ہے ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تعمیر و توسیع کا بندوبست کیا جائے ۔ تاکہ وہاں کے عوام کو فائدہ ہو سکے ۔ جناب والا ۔ تھانہ ڈنگا میں کوئی کالج نہیں ہے وہ لوگ دور دراز علاقہ میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ وہاں پر ایک کالج قائم کیا جائے تاکہ طلبا کو فائدہ ہو سکے ۔

جناب والا ۔ گذشتہ سال اور اس سے پہلے کئی سالوں میں علاقہ ڈنگا سیلاب کی زد میں آرہا ہے ۔ یہ سیلاب کسی دریا کی وجہ سے نہیں آتا ۔ یہ سیلاب پہاڑ کے پانی کی وجہ سے آتا ہے ۔ کافی برسات کی وجہ سے یہ علاقہ پانی کو برداشت نہیں کرسکتا ۔ یہ پانی سیلابی نالوں سے باہر نکل کر جان و مال کا نقصان کرتا ہے ۔ اس لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ان برساتی نالوں کو زیادہ گہرا کیا جائے اور ایسے نالے زیادہ بنائے جائیں تاکہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے یہ علاقہ بچ سکے جناب والا۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ وہ دیہاتی علاقوں میں جہاں پینے کا پانی نہیں ملتا وہاں پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر سپلائی سکیم جاری کرنے کے لئے ہر ممکن امداد فرمائینگے جناب والا ۔ اس مسئلے کے لئے عرض کرونگا کہ کھاریاں کا جو بارانی علاقہ ہے اور اسی طرح اور کئی جھگوں پر واٹر سپلائی سکیموں کی ضرورت ہے ۔ شہر ڈنگا کے لئے اس سال واٹر سپلائی سکیم کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ شائد آبادی کے لحاظ سے کم ہو ۔ اس لئے اس رقم کو دگنا کرنا چاہیے ۔ دوسرے کئی ایسے مقامات ہیں مثلاً ڈھوک گوجران وغیرہ جہاں پانی کی سپلائی کی سکیم کی ضرورت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار رب نواز کھتران ۔

سردار رب نواز خان کھتران (ڈیرہ غازی خان ۔ 1) مسٹر سپیکر اور معزز حضرات ۔ بجٹ کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے اور میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد دینے کی بجائے ابھی اپنی رائے محفوظ رکھتا ہوں اور ایک شعر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ۔

لوگوں میں آپ حضرت عیسٰے ہوا کریں
مانوں گا تب جب میرے دل کی دوا کریں

جناب والا ۔ اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کروں میں عرض کرتا ہوں میں ڈیرہ غازی خان حلقہ نیابت تونسہ شریف سے تعلق رکھتا ہوں ۔ جناب والا۔ بجٹ کی جو خامیاں بیان کی گئی ہیں میں ان سے اتفاق کرتا ہوں یہ بجٹ عوام کے مشورے سے نہیں بنایا گیا اور عوام کے نمائندوں یعنی ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کو بھی consult نہیں کیا گیا اور وزراً صاحبان کی consultation کو بھی میرے خیال میں نظر انداز کیا گیا ہے بجٹ میں جو خامی رکھی گئی ہیں وہ یہ ہے کہ رورل ایریا کو بری طرح سے neglect نظرانداز کیا گیا ہے ۔ جو دور افتادہ علاقے ہیں ۔ ان کی طرف وہ توجہ نہیں دی گئی جیسی دی جانی چاہیے پسماندہ علاقوں کی تعریف بڑی دلچسپ ہے ۔ بعض ممبر صاحبان کی تقاریر سے پتہ چلا ہے کہ ساہیوال بھی پسماندہ علاقہ ہو گیا ہے ۔ ملتان بھی اپنے آپ کو پسماندہ علاقہ کہتا ہے اور پھر میانکوٹ کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ وہ بھی پسماندہ علاقہ ہے ۔ اب مجھے فکر ہے کہ میں اپنے علاقے کے لئے کونسا نام تجویز کروں ۔ بجٹ میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ دور افتادہ علاقوں کی طرف کم توجہ دی گئی ہے ۔ ان علاقوں کی پسماندگی اس وقت تک دور نہیں ہوسکتی ۔ جب تک ترقی یافتہ علاقوں کی بجائے وسائل کا رخ پس اندوختہ علاقوں کی طرف نہ کیا جائے ۔ جب بجٹ بنایا جاتا ہے تو وہ ضلع وار تحصیل وار اور آبادی وار تقسیم نہیں کیا جاتا ہے ۔ یہ غیر مساویانہ تقسیم اتنے تک ٹھیک نہیں ہوسکتی ۔ جتنے تک آپ لوگ یہ نہ کہیں کہ جو ترقی یافتہ علاقے ہیں ان پر توجہ کچھ عرصہ کے لئے کم کر دیں اور پسماندہ علاقوں پر زیادہ سے زیادہ وسائل خرچ کریں تاکہ یہ علاقے ان کے برابر آ جائیں اور پھر اس کی برابر تقسیم کی جائے ۔ جب تقسیم وسائل کا مسئلہ صحیح لائنوں پر نہیں سوچا جائے گا ۔ اتنے تک پسماندہ علاقے اور زیادہ پسماندہ ہوتے جائیں گے ۔

جناب والا ۔ میں بجٹ کے سلسلہ میں اپنے ضلع کے مسائل کی طرف بھی گورنمنٹ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میرا ضلع تین سو میل لمبا اور ڈیڑھ سو میل چوڑا ہے اور اس کا رقبہ دوسرے ڈویژنوں کے برابر ہے ۔ اس کو میں تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ۔ ایک حصہ ہے ۔ پولیٹیکل ایریا جہاں تک میں نے بجٹ کو دیکھا ہے اس علاقہ کی ڈیویلپمنٹ کے لئے ایک پائی بھی اس بجٹ میں نہیں رکھی گئی ۔ اس علاقے کا نقشہ یہ ہے کہ جن

لوگوں نے پتھر اور دھات کے زمانے کا مطالعہ کرنا ہے وہ اس علاقے کو جاکر دیکھ لیں ۔ لوگ غاروں میں رہتے ہیں گھاس پھوس پر گزارہ کرتے ہیں ، اس جگہ قانون وہی ہے جو 1872ء میں انگریز نے دیا تھا ۔ پہلی حکومتیں تو غلطیاں کرتی رہی ہیں لیکن عوامی حکومت نے بھی آج تک اس طرف نہیں دیکھا ۔ اس جگہ پر ایک پولیٹیکل ایجنٹ ہوتا ہے اور اس کے ماتحت چند دفعدار ہوتے ہیں جو ہر قسم کے معاملات طے کرتے ہیں اور اختیارات استعمال کرتے ہیں ۔ وہاں کے باشندوں کا گزارہ مال مویشی پالنے پر ہوتا ہے ۔ ساڑھے تین سو میل لمبے ایریا میں صرف ایک مویشیوں کا ہسپتال فورٹ منرو کے مقام پر ہے ۔ جو ان افسران اور سرداروں کے گھوڑوں کی حفاظت کرتا ہے لیکن لوگ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیوں کہ لوگ بہت دور بستے ہیں ۔ وہ مال مویشی چرانے پر گزارہ کرتے ہیں ۔ اور اب حالت یہ ہے کہ ہماری حکومت کی توجہ اس علاقہ کے لوگوں پر اس طرح پڑی ہے ، انہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ آپ مال زیادہ قیمت پر نہ بیچیں اور چونکہ اس کے مقابلے میں ان مویشیوں کی قیمت بلوچستان میں دس گنا زیادہ ہے۔ اس لئے وہ مال باہر بھیج رہے ہیں ۔ ان لوگوں پر آپ کی عنایت کا یہ عالم ہے کہ آپ وہاں ایک پائی بھی خرچ نہیں کرتے ۔ وہ تو آپ کے لئے مال پیدا کرتے ہیں کہ سستا گوشت کھلائیں ۔ پھر وہ کیوں نہ بین الاقوامی ریٹ سے فائدہ اٹھائیں ۔ جب باقی دنیا اٹھا رہی ہے تو انہوں نے کونسا قصور کیا ہے ۔ جو حکومت کی بے توجہی کی یہ حالت ہے کہ وہاں پر ایک ہسپتال بھی نہیں ہے ۔ جہاں بڑے ایریا میں آپ ان لوگو کو مجبور کر رہے ہیں کہ مال زیادہ پیسوں پر نہ بیچیں بلکہ ادھر بیچیں ۔

اسی طرح تعلیم کی بھی یہی حالت ہے۔ وزیر تعلیم صاحب تشریف فرما ہیں میں نے ان کی خدمت میں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ براہ مہربانی موجودہ تعلیمی نظام کو وہاں بھی رائج کریں ۔ یہاں پر چھوٹے سے چھوٹے اور ردی سے ردی سکول بھی گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لے لئے ہیں لیکن اس جگہ کی حالت یہ ہے وہاں کی تعلیمی پالیسی ایک پولیٹیکل ایجنٹ اور چند دفعدار چلا رہے ہیں ۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اچھی تنخواہ پانے والے ہیڈ ماسٹر اور ٹیچر انہیں کے ماتحت کام کر رہے ہیں ۔ آپ بتائیں کہ اس جگہ پر تعلیم کی کیا حالت ہوگی ۔ وہاں پر

سرسری بندوبست کرائی گئی تھی جسکا ریکارڈ ختم ہو گیا ہے لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی یعنی ترقی کے لئے ایک پائی وہاں پر خرچ کے لئے نہیں رکھی گئی مجھے بتائیں اگر یہی حالات رہے تو پسماندہ علاقے کس طرح ترقی کرینگے۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں علاقہ رود کوہی کے متعلق عرض کرونگا ۔ افسوس کی بات ہے وزیر آبپاشی اب میرے سامنے نہیں بیٹھے ہیں ۔ وہ ڈیرہ غازیخان تشریف لائیں اور وہاں کے حالات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمائیں۔ جناب والا دریائے سندھ کے پانی کا صوبہ سندھ کے ساتھ جھگڑا ہے وہ ہمیں نہیں ملتا اور خبر نہیں یہ پانی کب ہمیں ملے گا ۔ رود کوہی کا پانی ہمارے اپنے بس میں ہے جسے لوگ اپنے معمولی وسائل سے استعمال کر رہے ہیں ۔ اس نظام کی اصلاح پر ہماری حکومت نے ایک پائی تک خرچ نہیں کی ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہمارے وسائل اب بہت اچھے ہوسکتے ہیں اگر اس پانی کو ریگولیٹ کیا جائے اس پر خرچ کیا جائے تو دس پندرہ لاکھ ایکڑ رقبہ زیر آبپاشی آ سکتا ہے ۔ اس بہت بڑی پیداوار سے حاصل کی جا سکتی ہے ۔

آبپاشی کے سلسلے میں میں آپ کی خدمت میں عرض کروں آج سے پانچ سال پہلے چشمہ بیراج بن چکا ہے ۔ ہیڈ بن چکا ہے۔ لیکن چشمہ رائٹ بینک کینال کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ اس سے زیادہ اور کیا بدقسمتی ہے کہ ہیڈ مکمل ہو چکا ہے لیکن نہر کے لئے ابھی تک کچھ نہیں سوچا گیا اور کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے ۔ اس میں زیادہ رقبہ ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ کا آتا ہے کچھ رقبہ ڈیرہ اسماعیل خان کا آتا ہے ۔ ڈیرہ اسماعیل خان کی پوزیشن یہ ہے کہ وہاں زیادہ رقبہ lift irrigation سے سیراب ہوگا لیکن تحصیل تونسہ شریف میں gravity irrigation ہو سکتی ہے ۔ اس مسئلے کی جانب پنجاب کی گورنمنٹ کو خاص توجہ دینی چاہیے ۔ یہ صرف فرنٹیر کا معاملہ نہیں ہے بلکہ پنجاب گورنمنٹ کو زیادہ توجہ دینی چاہیے ۔

جناب والا ۔ آبپاشی کے بعد میں آب نوشی کا قصہ لینا چاہتا ہوں ۔ آب نوشی کی ہماری یہ حالت ہے کہ دس دس بارہ بارہ میل ہمارے لوگ پانی بھرنے جاتے ہیں لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی ۔ اور کارکردگی کا یہ

عالم ہے کہ ایک ایک سکیم کو مکمل کرتے دس دس سال ہو جاتے ہیں لیکن وہاں پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی اور کام کے دور ہونے کی وجہ سے کوئی افسر وہاں نہیں جاتا کوئی نگرانی نہیں ہوتی ۔ جہاں دس روپے خرچ ہونے چاہیں ۔ وہاں سو روپے خرچ ہوتے ہیں ۔ اور جو سکیمیں سالہاسال سے take over کی گئی ہیں وہ بھی ابھی مکمل نہیں ہوئیں ۔ دوسری سکیمیں ہاتھ میں لینے سے پہلے چالو سکیموں کو مکمل کرلیں ۔ میں یہ تیسرا بجٹ دیکھ رہا کہ ایک ہی سکیم کا ذکر بار بار آتا ہے ۔ چالیس لاکھ روپے پہلے سال رکھے گئے تھے ۔ دوسرے سال بھی وہی رقم رکھی گئی تھی ۔اس سال میں بھی وہی رقم رکھی گئی ہے ہماری کار گردگی کی یہ حالت ہے کہ ایک پائی خرچ نہیں ہوتی جب تک کارکر دگی کی طرف توجہ نہ دی جائے اور جب تک ہم اپنے وسائل کو استعمال نہ کریں ۔ جب تک ہم ایمانداری اور محنت سے کام نہیں کرینگے یہی حالت رہے گی ۔ اسلئے اس طرف توجہ دی جائے ہمارے ضلع میں حکومت اور عوام کا جو تعلق ہے وہ تسلی بخش ہے ۔ عوام کو جو سہولتیں حکومت سے ملنی چاہیں اُس کی بجائے تکالیف اور مصائب ملیں آرام میسر نہیں ۔ پسماندہ لوگوں کی طرف کم توجہ دیجاتی ہے ۔

حکومت کو لوگوں کی ضروریات زندگی کو سستا کرنا چاہیے ۔ لیکن وہ دن بدن مہنگی ہو رہی ہیں جناب والا ۔ نرخوں کا ذکر آیا ہے تو نرخوں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک ہمارے دیہاتی زمیندار اور مزدور کو صحیح نرخ نہیں ملیں گے ۔ آپ کی پیداوار میں اضافہ نہیں ہوسکتا ۔ مویشیوں کی صورت میں ہو یا گندم کی صورت میں ہو میں حیران ہوں کہ گندم کو کاشت کرنے والے کاشت کار کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی گندم 25 روپے من بیچے لیکن اس کے مقابلہ میں 35 روپے کا نرخ خود کا ہے 65 روپے من تارے میرے کا ہے ۔ اب مجھے بتائیں کہ کون بیوقوف ان نرخوں کو چھوڑ کر خوردنی اجناس کی طرف جائیگا ۔ جب تک آپ ان بین‌الاقوامی سطح پر نرخ نہیں لائیں گے۔ کمی‌اسی‌طرح رہنے دیں گے ۔ عوام کو آپ نے سستے داموں دینا ہے تو باقی سکیموں کو بند کر دیں انہیں سستے داموں دیں لیکن اس مزدور کو جس کی آبادی 85 فیصد ہے اس کو صحیح مزدوری نہیں ملتی۔اور یہ اس وقت مل سکتی ہے جب کاشتکار کو پیداوار کی صحیح قیمت ملے گی ۔ جناب والا دیہات پہلے ہی ابتر

صورت میں ہیں اس لئے انکے متعلق ان لائینوں پر نہ سوچا جائے۔

میں اپنے ضلع میں صنعتیں لگانے کے متعلق کچھ کہنے سے پہلے اسکا حدود رقبہ بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ضلع کاٹن کے لحاظ سے نہایت موزوں ہے۔ یہاں پر بہترین کاٹن پیدا ہوتی ہے لیکن ابھی تک حکومت نے وہاں پر کوئی صنعت لگانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا ہے نہ وہاں پر ٹیکسٹائل مل ہے نہ وہاں پر کوئی شوگر مل ہے۔ وہاں پر سیمنٹ فیکٹری لگانے کا نہایت اچھا موقع ہے ہماری حکومت کی منصوبہ بندی اتنی غلط ہے کہ جہاں صنعتیں موجودہ ہیں وہاں پر مزید لگا رہے ہیں اور دور افتادہ علاقوں کو بھول گئے ہیں۔ میں استدعا کرونگا کہ مہربانی کرکے آپ منصوبہ بندی کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور منصوبہ بندی کا از سر نو جائزہ لیں پسماندہ علاقوں کی طرف توجہ دیں میں مزید عرض کرتا ہوں کہ یہ معدنی طور پر بہت زیادہ زرخیز ہے آپ نے سنا ہوگا اور اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ چین کی مدد سے ڈیرہ غازی خان میں اور چاغی کے خام لوہے سے ایک سٹیل مل لگانے کے متعلق سوچ رہے ہیں جو سٹیل مل کراچی میں لگ رہی ہے اس کا بہت زیادہ پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ کراچی سٹیل مل کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے وسائل کو استعمال نہیں کرتے کیونکہ کراچی کی سٹیل مل کے لئے آسٹریلیا سے لوہے کی مٹی لائینگے اس کے علاوہ کوک درآمد کریں گے۔ ان کو یہاں لا کر لوہا بنائینگے۔ اس کے مقابلہ میں ہمارے ملک میں اچھے سے اچھے وسائل بیکار پڑے ہیں۔ حکومت اچھی طرح جانتی ہے کہ ہمارے پاس کافی تعداد میں وسائل موجود ہیں پہلے انہیں استعمال کرنا چاہیے۔ کراچی میں سٹیل مل لگانا کیا ضروری ہے۔ نجی طور پر وہاں کافی کام ہو رہا ہے اور حکومت کے کام کی رفتار نہایت غیر تسلی بخش ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگائیں کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں تین سال سے آئل بورنگ ہو رہی ہے ملتان ضلع میں امریکن کمپنی ایک بور چودہ ہزار فٹ بور پر تقریباً چار ماہ لگائے اور ہمارے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہاں تین سال میں بھی ایک بور کو ختم نہیں کرسکے۔ اگر کار کردگی کی رفتار کی حالت یہی رہی تو آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ ہمارے مسائل کس طرح حل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں التجا کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس طرح پیسے کا ضیاع نہ کیجئے۔ پیسے کو خوب سوچ سمجھ کر استعمال کیجئے اور اس کو صحیح لائین پر خرچ کریں۔

اس کے بعد میں ٹرانسپورٹ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - اگرچہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے کہ سابقہ حکومتوں نے ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو ناکام کر دیا تھا - لیکن اب وٹو صاحب نے اپنی تقریر میں کہہ دیا ہے کہ ہم نے کارپوریشن کو ختم کر کے بورڈ بنا دیا ہے - میں یہ کہتا ہوں کہ آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمانا بیوقوفی کی دلیل ہے - ٹرانسپورٹ آپ سے نہیں چل سکتی - آپ پرائیویٹ سیکٹر کی طرف توجہ دیں - ان کو جائز سہولتیں پہنچائیں تاکہ یہ اس کو چلا سکیں یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے اس لئے مزید نقصان نہ اٹھائیں -

مسٹر سپیکر - رائے میاں خان کھرل-

رائے میاں خان کھرل (ساہیوال - 7 )- جناب والا - سب سے پہلے میں اپنے خدا وند کریم اور اس کے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کے طفیل خدا تعالی نے مجھے اپنے علاقے کے مسائل بیان کرنے کے لئے یہ مقام بخشا ہے شکریہ ادا کرتا ہوں اس کے بعد موجودہ بجٹ کے بارے میں عرض ہے

کیا کہوں درد حال پنہانی
وقت کوتاہ قصہ طولانی

حضور والا یہ پچھلے اتوار کی بات ہے جب ہمارے وزیر اعلیٰ و وزیر خزانہ کے موجودہ بجٹ کو عوام نے ریڈیو سے سنا اور اخبارات میں پڑھا - میں اس دن گھر گیا ہوا تھا وہاں ہمارے علاقے کے چھوٹے چھوٹے زمیندار اور ان کے علاوہ دیہاتی پیشہ ور لوگ دیہاتوں میں کام کرتے ہیں - مثلاً تیلی - نائی - لوہار وغیرہ اور شہر کے مل مزدور تانگے والے ریڑی والے وغیرہ اتوار کو حسب معمول اس بجٹ کے پیش ہونے کے بعد میں میرے پاس میری رہائش گاہ پر آئے اور انہوں نے موجودہ میزانیہ پر اظہار خیال کرنا شروع کر دیا اس وقت میں سن بھی رہا تھا اور دیکھ بھی رہا تھا اکثر لوگ زبان سے نہیں بلکہ دل سے راے صاحب کو اس طرح کا ترقی پسند اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر حیران تھے - جناب والا - بات یہاں سے شروع ہوئی کہ وزیر خزانہ نے سب سے پہلا بجٹ پیش کیا تو سوت کی اٹی لے کر بازار مصر میں پہنچے - اگلے سال کدال اور کلہاڑا خریدا گیا اور اس مرتبہ صبح صادق کی روشنی صبح کاذب کی تاریکی

پر غالب لانے کی کوشش کی ہے ۔ اس قسم کی باتیں مجھے حکومت سمجھ کر عوام اپنے حقوق کے حصول کے لئے کر رہے تھے۔ اور حکومتی فرائض کی طرف میری توجہ مبذول کرا رہے تھے ۔ تو ایک دوست جو اس مجلس میں ۔ اس اجتماع میں بیٹھے ہوئے تھے نے کہا کہ آپ موجودہ بجٹ کی باتیں کر رہے ہیں لیکن ہم غریبوں کا روٹی کپڑا اور مکان کہاں گیا ۔ تو دوسرے صاحب نے کہا کہ آپ اتنی تیزی کیوں کر رہے ہیں ۔ یہ کوئی گاجر مولی کا مسئلہ نہیں کہ فوری حل ہو جائے (راجے صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے) یہ سارے صوبے کا مسئلہ ہے ۔ یہ جو اقتصادی اور معاشی مسائل ہیں یہ صوبے کو خوشحال بنانے کے لئے ہیں ۔ یہ چند مہینوں ، چند دنوں یا چند سالوں میں حل نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لئے کافی محنت اور وقت درکار ہے ۔

حضور والا ۔ ان کے علاوہ باقی لوگ مختلف اطراف سے آئے ہوئے تھے ان کے بھی اپنے اپنے مطالبات اور مسائل تھے جناب والا یہ تصویر اور حالات میں آپ کے سامنے اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ جو باتیں وہاں ہوئیں وہ بعینہ آپکی وساطت سے اس معزز ایوان کے معزز کے ممبران سامنے پیش کر سکوں ۔ حضور والا ارکان اسمبلی نے تو اپنی بساط اور سمجھ کے مطابق اور کافی مسائل بیان کئے ہیں ۔ لیکن میں ان غریب عوام کی باتیں کرونگا کہ جنہوں نے پچھلے اتوار کو میرے ساتھ باتیں کیں اور اپنے اپنے مسائل اور تجاویز سے مجھے آگاہ کیا ان میں سے کچھ لوگ جو بہادر نگر ۔ جندراکہ ۔ ستگھرہ ۔ 23 ۔ جی ۔ ڈی ۔ مردانی اور 3-51آر سے آئے ہوئے تھے نے کہا کو ہم لڑکیوں کے لئے اپنے قصبوں میں ہائی سکول چاہتے ہیں اسی طرح گو گیرہ کے لوگ گرلز ہائی سکول کا مطالبہ کر رہے تھے ۔ جندراکہ ۔ 18 ۔ جی ۔ ای ۔ مردانی ۔ جبرکہ ۔ اکبر اور ستگھرہ کے لوگوں نے گرلز مڈل سکولوں کا مطالبہ کیا آر 2-25 اور 27 جی ۔ ڈی اور 38 ینگ پور کے لوگوں نے بوائز مڈل سکول کا مطالبہ کیا ۔ اس کے علاوہ غریب دیہاتیوں نے 50 کے قریب پرائمری سکولوں کا مطالبہ کیا اور کہا کہ وہ اپنی ذاتی اور ملیکتی زمین ان سکولوں کی خاطر دینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ حکومت ان کی منظوری دے دے ۔ اس سے ہمارے بچے اور بچیاں بھی تعلیم حاصل کر سکیں گے آخر وہ بھی اشرف المخلوقات ہیں ۔ انہیں بھی دنیا کو مسخر اور تسخیر کر کے لئے بھیجا گیا ہے چونکہ انسان میں تمام صلاحتیں تعلیم سے ہی آتی

ہیں اس طرح ہم بھی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر ملک کی صحیح خدمت کر سکیں گے ۔

اسکے علاوہ موضع مردانی کے لوگ ہیلتھ سنٹر چاہتے تھے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم چھ ایکڑ اراضی سنٹر کے نام دینے کو تیار ہیں اگر حکومت منظوری دے دے تو بڑی مہربانی ہوگی ۔ اس کے ساتھ ہی موضع بخشو اور 45 ۔ جی ۔ ڈی کے سول ڈسپنسری کا مطالبہ کر رہے تھے ۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ کوھلہ ۔ جندرا کہ جھرکہ گوگیرہ اور ستھکرہ کے لوگ موجودہ سول ڈسپنسریوں کے لئے ڈاکٹروں کی تقرری کا مطالبہ کر رہے تھے ۔ انہوں نے بتایا کہ پہلے ڈاکٹروں کے تبادلے ہو گئے ہیں لیکن آج تک وہاں کسی ڈاکٹر کی تقرری نہیں ہو سکی یہ لوگ تین چار سالوں سے ڈاکٹروں کی تقرری کا مطالبہ کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ میرے حلقہ نیابت میں رینالہ خورد کا علاقہ بھی ہے۔ یہ علاقہ کئی دیہات پر مشتمل ہے ۔ وہاں ہزاروں عوام کا مطالبہ ہے کہ کھڑ جھیل کا پانی نکالا جائے ۔ کھڑ ہم اسے کہتے ہیں جہاں نشیبی زمین ہو ۔ اس علاقے نشیبی زمین جو 100 مربع پر مشتمل ہے وہاں پانی سارا سال رہتا ہے اس اراضی کے زمیندار بھی میرے پاس آئے ہوئے تھے جن کا کوئی اور روزگار نہیں ۔ جن کے پاس روزی کمانے کا کوئی متبادل ذریعہ نہیں ۔ وہ نہایت کسمپرسی کے عالم میں ہیں ۔ وہ کہتے تھے کہ جتنی رقم بھی حکومت چاہے ہم دیں گے اگر وہاں سے وہ جمع شدہ پانی نکالنے کا انتظام کرے جناب والا ۔ اگر وہ پانی نکال دیا جائے تو تمام زمین دوبارہ زیر کاشت آ جائیگی اس سے حکومت کو مالیہ اور آبیانہ ملے گا اور متاثرہ لوگوں کو روزگار بھی مل جائے گا ۔

اسی طرح میرے علاقے کو شمالی جانب ایک قصبہ سید والا ہے جو ضلع شیخوپورہ سے ملحقہ ہے ۔ پچھلے بجٹ کے پیش کرنے کے موقع پر میں متعلقہ وزیر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس علاقہ میں دریائے راوی کے کنارے کنارے ٹیوب ویلز نصب کئے جا چکے ہیں ۔ اور ان پر حکومت کے لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں ۔ صرف بجلی کے کنکشن کی ضرورت ہے۔ وہ دریائی علاقہ ہے اور لوگ اس انتظار میں ہیں کہ جب وہاں بجلی آ جائیگی تو ہم زراعت میں خوشحال ہو جائیں گے اور اس طرح ہماری پارٹی کے وعدے

بھی پورے ہو جائیں گے ۔ لیکن آج تک یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا ۔

وہاں بجلی کے کنکشن ابھی تک نہیں مل سکے ۔ میں نے کئی دفعہ اس مسئلہ پرمختلف جگہوں پر باتیں کی ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہو سکا ۔ وہ مایوس لوگ میرا گریبان پھاڑنا چاہتے تھے ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ کام اب بھی نہ ہوا تو جب آپ واپس آئیں گے تو ہم آپ کا محاسبہ اور آپ کی جواب طلبی کریں گے۔ اب آپ ہی مجھے مشورہ دیں کہ جب میں واپس جاؤں گا اور اس علاقے کے مسائل اسی طرح جوں کے توں اور حل نہ ہوئے۔ تو عوام کو میں کیا جواب دوں گا۔ جناب والا۔ میرے علاقے میں جندرا کہ اور بھوجیال بڑے پرانے قصبے ہیں ۔ وہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ آباد ہیں وہاں پر دریائے راوی کا کٹاؤ جاری رہتا ہے ۔ ان کے متعلق اخبارات میں بھی بیان آئے ہیں اور متعلقہ لوگوں میرے ساتھ بھی باتیں کی ہیں ۔ میں نے اس کے متعلق ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے بھی بات کی ہے۔ اس کٹاؤ سے ہزاروں ایکڑ زرخیز زمین اور باغات وغیرہ تباہ ہو رہے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں دریا کے کٹاؤ سے بچانے کے لئے کوئی خاطر خواہ انتظام کیا جائے ورنہ ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ بربادی اور نقصان کے بعد علاج کرنے کا کیا فائدہ ہو گا ۔

اس کے علاوہ ۔ جناب سپیکر ۔ آپ بھی جانتے ہیں اور جیسا کہ سب معزز دوستوں نے فرمایا ہے ہر جگہ سڑکوں کی بڑی ضرورت اور اہمیت ہوتی ہے ۔ سید والہ کے لوگ مطالبہ کر رہے ہیں کہ سید والہ تا تاندلیانوالہ اور سید والا سے بچیکی تک سڑک بنائی جائے ۔ سید والہ پتن پر پل بننے سے اوکاڑہ تک سفر آسان ہو جائے ۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ ماڑی پتن سے تاندلیانوالہ تک سڑک کی مرمت ہونی چاہیے ۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ (1) گوگیرہ تا گیمبر (2) گوگیرہ تا ستگھرہ (3) گوگیرہ تا جندرا کہ اور اوکاڑہ تا جبرکہ سڑکوں کی تعمیر بھی ہونی چاہیے تا کہ ہمارا علاقہ جو تمام صوبہ میں پسماندہ ہے اسے بھی بجٹ کا کچھ حصہ مل سکے اور ترقی کر سکے ۔

وہاں کچھ تعلیم یافتہ نوجوان اور طلباء بھی موجود تھے ۔ انہوں نے بڑی سختی سے مجھے ٹوکا اور کہا کہ آپ ہماری بات بھی کریں ۔ ہم نے انتخابات میں آپ کا پورا پورا ساتھ دیا تھا اور آپ کی پارٹی کی خدمت کی تھی ۔

ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ہمیں کام اور روزگار دلایا جائے ۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے ہماری بات نہ کی تو ہم تمہیں گھر میں آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ میں نے کہا کہ میں جناب سپیکر کی وساطت سے اس معزز ایوان کے فاضل ارکان کی خدمت میں ضرور عرض کروں گا کہ آپ کے لئے واقعی کچھنا کچھ ہوتا چاہئے جناب والا۔انکی پریشانی کا مداوا نہ ہوا تو یہ ہمارے معاشرہ اور پارٹی پر ایک بہت بڑا بد نما داغ ہو گا۔ اس کے بعد انہوں نے مہنگائی کی بات کی اور کہا کہ جس مہنگائی کا ہم رونا روتے ہیں ۔ یہ مہنگائی تمام دنیا میں بڑھی ہے ۔ ایوب کے دور میں بھی مہنگائی ہوئی تھی لیکن اس وقت ہر قسم کی دکان پر مقررہ اور مجوزہ قیمتوں کی لسٹیں (فہرستیں) لگ گئی تھیں لیکن آج یہ ہو رہا ہے کہ اگر ایک دوکاندار ایک چیز دس روپے سیر فروخت کرتا ہے تو دوسرا دوکاندار وہی چیز پندرہ روپے سیر کے حساب سے بیچتا ہے ۔ اس کا تدارک کرنا چاہئے ۔ لوگوں کا مطالبہ یہ تھا کہ مہنگائی اپنی جگہ پر رہے مگر اس پر حکومت کا کنٹرول ہونا چاہیے تا کہ ایک چیز کا جو بھاؤ ایک جگہ ہو وہی ہر جگہ ہو ۔ آج حالت یہ ہے کہ دوکاندار کہتا ہے کہ سودا لینا ہے تو لو ورنہ بھاگ جاؤ۔ اس بد انتظامی کے بارے میں بڑی باتیں ہوئیں ۔ حضور والا ۔ اس کے بعد جو معین حضرات وہاں آئے ہوئے تھے وہ پیشہ ورانہ ٹیکس کی بات کر رہے تھے ۔ انہوں نے کہا کہ روٹی ۔ کپڑا اور مکان کی بات تو ہوتی رہے گی لیکن وہ کہتے تھے کہ ہماری جان پیشہ ورانہ ٹیکس سے چھڑائی جائے ۔ تا کہ ہم کم آمدنی والے لوگ بھی گزر اوقات کر سکیں ۔

جناب سپیکر ۔اسی طرح مالک اور مزارع کے متعلق کئی باتیں ہوئیں ۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کی الجھانے کو خواہ مخواہ کوشش کی گئی ہے ۔ جہاں تک مالک اور مزارع کے جھگڑے کا تعلق ہے میں بھی ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں میں جانتا ہوں کہ بڑے زمینداروں نے مزارعوں کے خلاف لا تعداد کیس بنوا دیئے ہوئے ہیں ۔ اور مزارعوں کو غیر قانونی طور پر کک آؤٹ کر دیا ہے اور وہ خود کاشت کر رہے ہیں اب مزارع کی سکت نہیں ہے کہ وہ اس بڑے زمیندار کا مقابلہ کرسکے ۔ مسٹر سپیکر یہ لڑائی مقابلہ تصادم فساد پریشانی گھبراہٹ صرف چھوٹے زمیندار اور اس کے مزارعہ کے درمیان جناب والا۔ ایک مربع کم زمین کے مالک تقریباً پنجاب میں70فیصدی ہیں یہ مالک

اور مزارعہ ایک دوسرے کے گریبان پکڑ کر اور ایک دوسرے کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر لڑ رہے ہیں اس مصیبت میں ہمارا سارا ماحول گرفتار ہو چکا ہے میں نے عوام سے پوچھا بھئی اس کا کیا حل ہونا چاہیے انہوں نے کہا آپ تین سال سے حکومت میں ہیں اور ابھی تک کوئی فارمولا نہیں بتایا کم از کم اراضی کی حد مقرر ہو جائے تا کہ آدھ مربع تک بے دخلی ہو سکے ۔ جناب سپیکر۔ کئی سالوں سے ان کے آپس میں تعلقات اور مراسم چلے آرہے تھے لیکن آج جناب ایک آدمی دوسرے کے ساتھ اسلام علیکم کہنے کا روادار نہیں ۔ ہمارے معاشرہ کا جو اتحاد ۔ اتفاق۔ شفقت ۔ محبت اور پیار یہ سب چیزیں جناب مفقود ہو چکی ہیں اور ان کا فقدان ہے یعنی نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ تو حضور والا ۔ اس زیادتی اور بد نظمی کا ضرور کوئی نہ کوئی بندوبست ہونا چاہیے ۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ بھئی آپ کے تمام مسائل یکدم کیسے حل کئے جائیں ۔ وہ کہتے تھے ٹھیک ہے جو کچھ بھی آپ نے کیا ہم جانتے ہیں لیکن آئندہ جب عام انتخابات آئیں گے تو پتہ چل جائے گا ۔ چھوٹے مالکان اور ان کے مزارعین کہتے تھے کہ جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے ہم سمجھ گئے ہیں ۔ جب ہمارے پاس آپ انتخابات کے دوران آئیں گے تو ہم آپ کو بتائیں گے کہ آپ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اور اس وقت جو ہمارے دل میں ہوگا جن جن تکالیف کا شکار ہم ہیں ان کا اظہار ہر ملا کریں گے ۔ جناب والا ۔ وہ وقت آنے سے پیشتر آج ہی ہم سوچیں اور آج ہی ہمیں اس کا کوئی نہ کوئی علاج کرنا چاہیے ۔

حضور والا ۔ اس کے بعد انتظامیہ کا مسئلہ زیر بحث آیا سب لوگوں نے کہا ہماری انتظامیہ کو کیا ہو گیا ہے ۔ اس دنیا کا نظام کیسے چل رہا ہے سیاسی طاقت کے بل بوتے پر جو کچھ کوئی چاہتا ہے کر لیتا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ کے سامنے بھی یہ سب حالات ہیں۔ مثلاً اے ڈی سی جنرل جو آج کل شیخوپورہ میں ہیں ہمارے سابقہ اے سی اوکاڑہ قمرالدین صاحب ہیں ۔ اس کے بعد جناب ابراہیم برق جو تحصیلدار ساہیوال ہیں ان کے بارے میں بھی شاید آپ جانتے ہوں گے انکے علاوہ ممتاز حسین مجسٹریٹ صاحب ساہیوال کے ہیں یہ چند ایک مثالیں کرپٹ افسروں کی ہیں انہیں ہمارے غریب کسان مزدور اور طالب علم جانتے ہیں ۔ لیکن کیا ستم ظریفی ہے کہ آج جو زیادہ کرپشن کرتا ہے اس کو اتنی ہی زیادہ ترقی دی جاتی ہے ۔ جناب والا ایمان دار لوگ جو انتظامیہ میں صحیح

کام کرنے والے ہیں ان کو کوئی نہیں پوچھتا ۔ یہ کتنا الٹ چکر ہے جناب والا ۔ اس ضمن میں کافی سوال پوچھے گئے میں نے کہا آپ فکر مت کریں میرا یہ فرض ہے کہ میں آپ کی بات جناب سپیکر کی معرفت معزز ایوان کے سامنے پیش کروں گا ۔ جناب والا اس بارے میں اگر کوئی خاطر خواہ انتظام نہ کیا گیا تو اچھے اور ایمان دار لوگ بد دل ہو کر کام نہیں کر سکیں گے اور جو برے لوگوں کے وارے نیارے رہیں گے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ ایک مستقل مسئلہ بن چکا ہے ۔

سردار غلام عباس خان گادھی ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ۔ سینئر منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں جو بھی تکالیف معزز ممبران پیش کر رہے ہیں تو یہ نوٹ ہونی چاہئیں ۔ اس پر عمل ہو یا نہ ہو وہ تو بعد کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ان پر اعتبار کریں ۔ نوٹ کرنے کا کیا طریقہ کار ہے ۔ یہ ذہن سے نوٹ کرتے ہیں یا قلم سے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ اس مسئلے سے جناب والا امن عامہ تباہ ہو کر رہ گیا ہے اس کے علاوہ جناب والا ان شریفوں کی حکومت میں (رائے صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے) جس کی لاٹھی اس کی بھینس اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی بات پر عمل ہو رہا ہے ۔ جناب والا ان مسائل اور مصائب پر دھیان دینا ہو گا اس کے بعد ایک اور چیز عام ہو گئی ہے یعنی ہر آدمی جس کا کوئی بھی اختیار ہے چاہے وہ انسر ہے یا جاگیردار ہے یا عام شہری وہ اپنے عہدے سے اپنے مرتبے سے اپنے مقام سے جتنا بھی غلط کام کر سکتا ہے وہ کرتا ہے وہ کہتا ہے میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مجھ میں غلط کام کرنے کی کتنی طاقت ہے تو گویا خدا تعالیٰ نے اسے جو رتبہ دیا ہے یا کوئی مقام دیا ہے اسکو صحیح طور پر کام میں نہیں لاتا تا کہ معاشرہ سنور سکے اور ہم اچھے شہری بن سکیں اور خداتعالیٰ نے جس لیے یہ دنیا قائم کی ہے جس لئے یہ معاشرہ قائم کیا ہے وہ مقصد بھی پایہ تکمیل تک پہنچ سکے۔ جناب والا یہ غلط اقدار جو معاشرے میں پیدا ہو گئی ہیں ان کی وجہ سے ہر آدمی اپنی ذاتی بہتری کے لیے اپنی طاقت کا اندازہ لگاتا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ چیزیں صرف اس وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں کہ ان پر کوئی چیک نہیں ہے جناب والا غلط کاری پر کوئی خاطر خواہ ایکشن نہیں

لیا جاتا اس کے بعد جناب والا رشوت اور سفارش کی بات آگئی آپ بڑی اس بیماری کو اچھی طرح جانتے ہیں میں اس بارہ میں یہ عرض کروں گا کہ رشوت اور سفارش ایک موذی مرض اور مصیبت ہیں ان کی موجودگی میں حقدار کو حق نہیں ملتا اور جس کا حق نہیں بنتا اس کو ناجائز طریقہ سے مل جاتا ہے تو موجودہ حالات جناب سپیکر آپ کے سامنے ہیں ۔ جناب والا مثال کے طور پر کسی غریب آدمی کا باپ یا کوئی رشتہ دار قتل ہو جاتا ہے جب اس کے ملزم کو سزا نہیں ملتی تو وہ اس چیز کا بدلہ لینے کے لیے جب کوشش کرتا ہے چونکہ ملزم پارٹی سفارش یا رشوت کی بدولت بری ہوکر گھر آ جاتی ہے تو چاہے اس کے گھر کو آگ لگ جائے وہ ملزم پارٹی سے بدلہ لینے کی خاطر کئی آدمی قتل کر دیتا ہے اسی طرح کسی غریب آدمی کا جب کوئی مال لوٹ لے اور اس چور کو عدالت سے سزا نہ ملے یا تھانیدار لالچ لیکر اسے چھوڑ دے تو وہ مظلوم بدلہ لینے کے لیے انسانی فطرت کے پیش نظر انصاف نہ ملنے پر اس ظالم کا مال چوری کرتا ہے یا قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اس طرح 80 فیصد کیسز (مقدمات) رشوت اور سفارش کی وجہ سے جنم لے رہے ہیں ۔ اس کی ذمہ داری ہم پر عاید ہوتی ہے اور اس کے ذمہ دار ہم ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اگر ہم ناجائز سفارش اور رشوت کا سد باب کر لیں تو ہمارے معاشرے میں امن و سکون پیدا ہو سکتا ہے ہمارا معاشرہ ہر قسم کی سماجی و معاشی برائیوں سے پاک ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک آیت کریمہ اور حدیث نبوی جو کہ ہر دفتر میں کمروں کی زینت بنی ہوئی ہے اور دیواروں پر آویزاں رکھی جاتی ہے۔ جس میں حکم دیا گیا ہے کہ ناجائز سفارش نہ کرو رشوت نہ لو لیکن ان کی موجودگی میں سفارش اور رشوت کا کاروبار ہوتا رہتا ہے جناب والا آپ خود جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گناہ کو تو معاف کر سکتا ہے جس کے بارے میں علم نہ ہو لیکن جو لوگ دیوار پر لٹکے ہوئے خدائی حکم کی موجودگی میں سفارش یا رشوت کا کاروبار کرتے ہیں۔ تو انہیں خدا تعالیٰ کیسے بخشے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ یہ رشوت اور سفارش کا حال ہے اس کی وجہ سے جناب سپیکر ہمارا معاشرہ ذلیل و خوار ہو گیا ہے ۔ جناب والا ۔ پہلے جو قومیں بری ہوتی تھیں انہیں سزائیں ملتی تھیں ۔ ان کی شکلیں بدل جاتی تھیں اور ان پر عذاب آتے تھے اسی طرح ہم پر بھی عذاب آئے ہیں مشرقی پاکستان علیحدہ ہو گیا سیلاب آ گئے ایوب خان آمر ہم پر مسلط ہوا ۔ مارشل لا آیا جناب یہ مصیبتیں جو ہمارے سامنے ہمارے عمل و کردار کی وجہ سے پیش آتی رہی ہیں اب ان سے ہم نے سبق سیکھنا ہے اب جناب والا آپ بتا سکتے ہیں اور ہم بھی اچھی طرح سے سوچ سکتے ہیں کہ ان مصائب و تکالیف جن کا ہمیں سامنا کرنا پڑا اور گھٹیا ذہن ہندو لالے اور بنیے سے جو ہم نے شکست کھائی ہے اس سے ہم نے کیا سبق سیکھا ہے جناب اب بھی ہم کیا کر رہے ہیں ۔ حضور والا اس میں بھی ہمیں غور و فکر کرنا ہو گا اور تبدیلی لازمی ہوگی ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میں اپنے عوام کی باتیں سن کر گھبرا گیا تھا میں بھی اب یہ سوچتا ہوں کہ آپ کے اس صاف شفاف سر اور مضبوط اور توانا جسم پر بھی ضرور اس بات کا اثر ہو گا اور آپ ہماری باتوں کا نوٹس لیں گے ۔

حضور والا ۔ اس کے بعد ضلعے کی بات آتی ہے عوام نے سوال کیا تھا کہ ساہیوال کا ضلع جس میں 1857ء کی جنگ آزادی کے پروانوں اور حریت پسندوں نے اس برصغیر کی آزادی کے لیے اپنی جانیں دی تھیں ۔ جائیدادیں ضبط کرائی تھیں ۔ بچے سولی پر چڑھوائے تھے ۔ کالے پانی بھیجے گیے تھے ۔ اس کی ترقی اور بہتری کی خاطر آپ نے کیا کیا ہے ۔ ٹھیک ہے کہ انگریز نے اس علاقے کے لیے انتقامی طور پر کچھ نہیں کیا لیکن آپ نے کیا کیا ہے۔ 1947ء سے لیکر پیپلز پارٹی کی حکومت آنے تک کیا ہوا اب پیپلز پارٹی کی حکومت کے بھی تین سال گزر گیے ہیں ۔ لیکن ضلع میں کوئی اجتماعی کام رونما نہیں ہو سکا ۔ جناب والا ۔ ان حریت پسندوں اور آزادی کے پروانوں کے لہو سے ہی سرسید احمد خان کی تحریک ، قائد اعظم کی مسلم لیگ اور تحریک پاکستان ، علامہ اقبال کا تصور پاکستان اور قیام پاکستان پروان چڑھے تھے ۔ اور آج ہمیں یہ موقع نصیب ہوا ہے کہ پاکستان آزاد مملکت ہے حضور والا لوگوں نے ضلع کی

فلاح و بہبود کے بارے میں پوچھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ ابھی کافی باتیں باقی ہیں ۔ آپ بھی بار بار گھنٹی کی طرف توجہ دے رہے ہیں لیکن ایک بات بڑے یقین سے عوام نے بتائی تھی کہ جب آپ ہماری بات اپنے سپیکر صاحب کے گوشگزار کریں گے تو وہ ہماری خاطر اور ہمارے مصائب کی خاطر ہمارے مسائل کی خاطر آپ کو زیادہ ٹائم دیں گے اب دیکھتے ہیں کہ ان کی بات آپ پر کتنی اثر انداز ہوتی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تھوڑے وقت میں ہی آپ نے مجھے بہت کچھ بتا دیا ہے ۔

**رائے میاں خان کھرل** : جناب والا ۔ میں اپنی تقریر کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں اس کے بعد حضور والا ایک بات اور بھی انہوں نے کی ہے کہ ہمیشہ برسراقتدار آدمی کے ساتھ تین طبقے چمٹے رہتے ہیں ۔ باقی وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد صاحب نے بھی عوام کی تین کیٹیگریز بتائی تھیں وہ مجھے اچھی طرح یاد ہیں لیکن اس کے مقابلے میں ان لوگوں نے یہ کہا کہ ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جو خوش آمدیوں کا ہوتا ہے یہ لوگ ہر برسر اقتدار آدمی کو کہتے ہیں ۔ کہ آپ کوئی غلطی نہیں کر سکتے آپ جیسا پہلے تو کوئی پیدا ہی نہیں ہوا وہ اس آدمی کو تباہ کر کے چھوڑتے ہیں۔ دوسرا طبقہ ایسا ہوتا ہے جو تفرقہ بازی پیدا کرتا ہے اور فائدہ اٹھاتا ہے اور تیسرا طبقہ شریف ہوتا ہے وہ سمجھدار ہوتا ہے وہ اپنے ملک اور قوم کی خاطر گویا کہ اجتماعی مسائل کے پیش نظر عموماً خاموش رہتے ہیں نہ وہ چمچہ گیری کرتے ہیں نہ وہ خوش آمدی ہوتے ہیں نہ اپنے ملک کو تباہ کرتے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ مسٹر سپیکر کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ بھی عرض کریں کہ وہ طبقہ جو کہ شریفوں کا عقل مندوں کا ایمانداروں کا اور نیک آدمیوں کا ہے ان کی بات سننی چاہئیے اور خوش آمدی جنہوں نے پاکستان کو تباہ کیا یا دوسرے فسادی آدمی جنہوں نے انتشار پیدا کیا ان سے جان چھڑانی چاہیے ورنہ ہمارا پاکستان جس منزل کے ہم خواہش

بند ہیں وہ نہیں دیکھ سکے گا یہ بھی آپ کو لوٹ کرنا ہوگا سپیشلی آپ کے لیے انہوں نے مجھے کہا تھا ۔ (قہقہے) (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد میں نے پوچھا کہ یہ ساری چیزیں جو آپ بتا رہے ہیں ان کا کیا حل ہے انہوں نے کہا تھا کہ آپ سے پہلے بھی بجٹ بنائے اور پیش کیے جاتے تھے ایسے ہندسوں کا پہلے بھی حساب کتاب ہوتا تھا لیکن اس میں آپ انقلابی اور بنیادی تبدیلیاں لائیں ۔ تو میں نے عرض کیا کہ تبدیلیاں کیسی ۔ انہوں نے کہا تبدیلیاں یہ کہ جتنی آپ کی رقوم ہیں ان پر مزارع چھوٹے مالک مزدور طالب علموں اور محنت کشوں کی کمیٹیاں بنائیں اور وہ تمام ڈیپارٹمنٹس کی نگرانی کریں کیونکہ کچھ ٹھیکیداروں کی جیب میں کچھ حضور والا بیوروکریٹس اور افسر شاہی کی جیب میں چلا جاتا ہے اور کچھ متعلقہ محکمہ کے نگران عملہ کے پاس چلا جاتا ہے اور اصل میں بجٹ کا صرف $\frac{1}{4}$ حصہ جناب والا پہنچتا ہے جو عوام کے کام آتا ہے ۔ اس لیے انہوں نے درخواست کی تھی اور یہ تاکید کی تھی کہ اگر آپ تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو ایسا کریں انہوں نے کہا تبدیلی میں یہ بات ہوگی کہ مزارعے کے مسائل حل ہوں گے دوسرا مزارع مالک کے گھر جا کر اپنا حق نہ مانگے بلکہ مالک مزارعے کے گھر آ کر اس کو اس کا حق دے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اسی طرح کارخانہ دار کے پاس مزدور جا کر اپنا حق نہ مانگے بلکہ کارخانہ دار مزدور کے گھر آ کر اس کا حق اسے دے تو پھر ہم آپ کو مانیں گے اور آپ کی پارٹی کی عزت کریں گے ۔ اس طرح ہر چیز خود بخود درست ہوتی چلی جائے گی ۔ میں نے کہا کہ یہ چیز کیسے حاصل ہو سکتی ہے تو انہوں نے جناب والا کہا کہ یہ چیز انصاف سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ لیکن انصاف زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر کریں ۔ میں نے کہا انصاف کیسے حاصل ہو گا وہ کہنے لگے انصاف ہو صحیح مسلمانی کردار سے۔ میں نے پوچھا بھئی وہ کیسے حاصل ہو گا وہ کہنے لگے صحیح مسلمانی کردار آپ میں تب آئے گا جب آپ قرآن و سنت پر مکمل طور پر عمل کریں گے ۔ میں نے کہا بھائی وہ کیسے حاصل ہوگا وہ کہنے لگے اس کے لیے آپ تعلق باللہ پیدا کریں ۔ چونکہ تعلق باللہ کے بغیر قرآن وسنت پر عمل نہیں ہو سکتا صحیح کردار نہیں آ سکتا اور انصاف کی توقع نہیں رکھی جا سکتی ۔

جناب والا ۔ بار بار آپ گھنٹی پر زور دے رہے ہیں یہ تمام عوام کی باتیں تھیں جو پچھلے اتوار میرے مکان پر ہوئی تھیں ۔ یہ میرا فرض تھا آپ تک پہنچاؤں اب جناب والا ۔ موجودہ بجٹ 75-1974ء جو ہمارے عیار وزیر خزانہ نے اسمبلی کے سامنے پیش کیا ہے اس کے بارے میں اگر آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں تو میں اس کا سرسری جائزہ لے کر اپنی ناقص رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میرے خیال میں یہ کسی اور موقعے پر کر لیجئیے آپ کافی وقت لے چکے ہیں ۔

**رائے میاں خان کھرل** ۔ بہت اچھا جناب میں انہی الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ ساہیوال ضلع کو ایک شوگر مل دی جاوے شکریہ ۔

**Mr. Speaker** The time is extended by 30 minutes and if we sit right upto 3.00 P.M., there may not be an afternoon session or the evening session Chaudhry Muhammad Azam.

**چوہدری محمد اعظم** (سیالکوٹ 10 ) ۔ جناب سپیکر ۔ آج تین چار روز سے 75-1974ء کا بجٹ زیر بحث ہے ۔ مختلف مدات میں رقمیں رکھی ہوئی ہیں ۔ ان مدات میں پہلے بھی رقمیں رکھی جاتی تھیں ۔ لیکن سوال اس بات کا ہے کہ آیا جو رقم کسی مد کے لئے رکھی جاتی ہے اسکا صحیح مصرف ہوتا ہے ۔ اگر صحیح مصرف ہو تو میں انہیں مبارک باد دینے کا مستحق ہوں ۔ اگر آپ 74-73ء کا بجٹ دیکھیں تو پچھلے جو اخراجات ہوئے ہیں ۔ ان میں بڑی دھاندلیاں ہوئی ہیں ۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ ڈسکہ میں پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کا ایک ریسٹ ہاؤس ہے اس کی approach road پر 33-32 ہزار روپے بتائے گئے ہیں کہ خرچ ہوئے ہیں لیکن جناب والا ۔ فرق صرف اتنا ہے جتنا اس کی دیوار میں اور کھتان میں ہے ۔ تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ approach road کہاں تھی اور کہاں بنی ہے لیکن وہ چیک نہیں ہوئی ۔ تو جب تک چیک نہیں ہوگی اس کے لئے اس بجٹ میں رقمیں بڑھانے یا رکھنے سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ میں جو ہم نے allocation کی ہے جب تک اس کا صحیح مصرف نہیں ہوگا ۔ عوام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ۔

اس بارے میں میں مختلف محکموں کے متعلق گزارش کرونگا کہ آپ ایک محکمہ لے لیں مثلاً پولیس ہے۔ پولیس کا ایک تھانیدار ہے اس کے اوپر ایک انسپیکٹر ہے پھر ڈی ۔ ایس ۔ پی ۔ اور ایس ۔ پی ۔ کوئی آدمی ایسی مثال ہی نہیں بتا سکتا کہ کبھی کسی ایس ۔ پی ۔ نے خود ذاتی طور پر تھانیدار کی مرضی کے بغیر کسی مقدمے کو چیک کیا ہو بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ درخواست دینے پر وہ اس سے رپورٹ مانگتا ہے تو ان اخراجات کا کیا فائدہ ہے اگر وہ چیک نہیں کر سکتا ۔ پھر تو وہ تھانیدار ہی کافی ہے جو لکھ کر فیصلہ کر دے ۔ پھر ایسی اتھارٹیز کو مقرر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔

اسی طرح پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی میں کروڑوں روپے کے پروجیکٹس ہوتے ہیں لیکن موقع پر کبھی بھی کوئی چیف انجنیر نہیں گیا ۔ کبھی کوئی ایکس ۔ ای ۔ این نہیں گیا ۔ دفتروں میں بیٹھ کر دفتروں کی زینت بن کر نقشوں پر سے تو وہ پوچھ لیتے ہیں کہ کہاں تک مکمل ہوا ہے لیکن وہ کبھی بھی فیلڈ میں نہیں جاتے فیلڈ میں صرف اوورسیئر اور ورک مسٹری کروڑوں روپے کے بجٹ پر نگران ہونگے ۔ خدارا ان کی کارکردگی کو بہتر بنائیں۔ ورنہ ان افسران کا کیا فائدہ ہے جو موقع پر جا کر چیک بھی نہیں کرتے ہیں اور عوام کی خون پسینے کی کمائی کو نظرانداز کر دیتے ہیں ۔ وہ تو دفتروں میں بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں وہاں جا کر کبھی بھی پڑتال نہیں کرتے کہ کتنے پیسے خرچ ہورہے ہیں ۔ یہی حال ہر محکمہ کا ہے مثلاً محکمہ زراعت کو لے لیں ۔ کاغذوں میں تو سب کچھ موجود ہے ۔ لیکن فیلڈ میں جا کر دیکھیں تو ایک بیلدار ہوگا ۔ کبھی بھی کسی ایگریکلچرل اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے یا ڈپٹی ڈائریکٹر نے فیلڈ میں جاکر ایسا نہیں کیا کہ وہاں جا کر یہ دیکھے ۔ جناب والا ۔ ان کا کام دفتروں میں نہیں ہے کھیتوں میں ہے اگر آپ نے پیداوار بڑھانی ہے ۔ لیکن میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ وہی پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں جو انگریز کے وقت تھی اور اس سلسلہ میں ہماری انقلابی حکومت نے بھی کوئی واضح کام نہیں کیا جو ٹیکنیکلی بہتر ہوسکے ۔

حضور والا ۔ محکمہ تعلیم پر میں سمجھتا ہوں اتنے کروڑوں روپے خرچ کر کے اتنی اصلاحات کر کے اگر آپ دیہات جا کر قصبوں میں جاکر پریٹیکلی دیکھیں تو سکول میں اگر بیس استاد ہیں تو حاضری پانچ کی ہو گی ۔ مطالبے تو روز آ رہے ہیں کہ ہمیں یہ دو ۔ وہ دو ۔ ہماری تنخواہیں بڑھاؤ ہمارا یہ کرو لیکن کوئی چیک نہیں ہے اور سوائے مطالبات کے اور کچھ نہیں ۔

اس سے ہماری نسل بری طرح تباہ ہو رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی شخص ہمیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا کہ ہمارے اساتذہ پہنچا رہے ہیں ۔ یہ صورت حال ہر شعبہ زندگی میں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس وقت قابل تحسین ہوگی اگر ہر شعبہ زندگی میں عملی طور پر جس محکمہ پر روپیہ خرچ ہوتا ہے اس محکمہ کی افادیت بھی سامنے آئے تاکہ لوگ دیکھ سکیں کہ ڈویلپمنٹس ہوئی ہیں ۔

جناب والا ۔ گندم کی طرف مختلف خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ہم نے آج تک لوگوں کو ایجوکیٹ نہیں کرایا ۔ ہم نے آج تک لوگوں کے سامنے اخلاقی طور پر یہ جرأت نہیں کی کہ ہم بتا سکیں ۔ سب سے کم خرچ ہماری زندگی میں روزمرہ آٹے کا ہے اور وہ سب سے کم خرچ ہے ۔ اگر کسی مزدور کا آپ خرچ نکال کر دیکھیں ۔ کسی افسر کا خرچ نکال کر دیکھیں ۔ کسی عام آدمی کا خرچ نکال کر دیکھیں تو خدارا آپ کے سامنے یہ بات آ جائے گی اس کا چائے کا خرچ آٹے کے خرچ سے کم ہے لیکن ہم صرف اس لئے ڈر رہے ہیں کہ اگر پانچ روپے قیمت بڑھی تو شاید لوگ سڑکوں پر نکل آئیں گے ۔ چینی کے لئے نہیں نکلے ۔ تیل کے لئے نہیں نکلے گھی کے لئے نہیں نکلے ، لیکن اگر آٹے کی قیمت بڑھائیں گے تو لوگ سڑکوں پر نکل آئیں گے ۔ اسی خوف کے مارے ہم یہ قیمت نہیں بڑھا رہے ۔ تو میں چیلنج کرتا ہوں اور میرے آج کے الفاظ یاد رکھیں کہ کبھی بھی ہمارا ملک خود کفیل نہیں ہو سکے گا جب تک آپ گندم کی قیمت ستر روپے سے زیادہ مقرر نہیں کریں گے ۔ جو بھی بڑا ماہر ہے میں اس کو چیلنج کرتا ہوں وہ میرے سامنے آئے اور میرے ساتھ تبادلہ خیالات کر کے میرے ساتھ مباحثہ کر لے کہ موجودہ دور میں اگر تیس من گندم فی ایکڑ نکلے تو پچیس کے حساب سے اسکی لاگت پوری نہیں ہوتی ۔ اور جو ہمارے ملک کی پیداوار ہے وہ بارہ اور پندرہ من فی ایکڑ ہے گورنمنٹ کے سامنے ریکارڈ ہے لیکن اگر ہم اسی طرح سے حقیقت کو بیان کرتے رہے تو یہ ملک کس طرح خود کفیل ہوگا اور اگر قیمت نہ بڑھانے سے حکومت باہر سے subsidy منگواتی رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ subsidy کی بجائے کسی ملک سے خریدنے اور خوش آمدیں کرنے سے وہی subsidy لوگوں میں اور عوام میں اپنے زمینداروں کسانوں اور

کاشتکاروں سے خرید کر تقسیم کریں ۔ کیونکہ جب تک اس کی قیمت نہیں بڑھے گی ہمارا ملک کبھی خود کفیل نہیں ہوگا اور موجودہ حکومت کے سامنے جو اعداد وشمار پیش کئے گئے ہیں ۔ میں دعویٰ سے اور پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سے کبھی بھی ہمارا ٹارگیٹ پورا نہیں ہو گا ۔

اب میں جناب کے توسل سے اس ہاؤس کی توجہ اس مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو آج کل موضوع بنا ہوا ہے اور ہماری اپوزیشن کے ممبران بڑی بے چینی سے اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہم ایک قرارداد اس ہاؤس میں لائیں ۔ میں آپ کے توسل سے یہ گذارش کرونگا کہ خدارا ایک بات بار بار سوچیئے کہ اس کا رد عمل کیا ہوگا ۔ آپ کن لوگوں کا شکار ہیں ۔ ان لوگوں کی نشان دہی کیجئے ۔ کیا یہ لوگ وہی تو نہیں ہیں جنہوں نے قائداعظم کی مخالفت کی ۔ یہ وہی لوگ تو نہیں ہیں جن مولویوں نے کل پیپلز پارٹی کے خلاف فتویٰ دیا تھا ۔ کیا یہ وہی لوگ تو نہیں ہیں جو نظریہ پاکستان کے خلاف تھے ؟ کیا یہ وہی لوگ تو نہیں ہیں جو گاندھی اور نہرو کے ساتھ تھے ؟ خدا را میں آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ اس کو بار بار سوچیئے یہ ایک پہلا موقع ہوگا پھر اس کے بعد ہماری یہ قوم جو پہلے ہی مختلف فرقوں میں بٹی ہوئی ہے اور بٹ جائے گی اور آج ایک ۔ کل دوسرا ۔ پرسوں تیسرا پھر یہ روانی سے چلتا جائے گا اور ہمارے ملک کی بقا خطرہ میں پڑ جائے گی ۔

حضور والا ۔ جن کو غدار اسلام غدار وطن کا نام دیا جاتا ہے ۔ میں بھی ان میں سے ایک ادنی سا فرد ہوں لیکن میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا سوچیئے کہ کیا اس کمونٹی کے لوگ جو فوج میں تھے انہوں نے کوئی غداری کی ۔ کیا وہ جنرل اختر نہیں تھا جس نے چھمب جوڑیاں لیا تھا ۔ جنرل جنجوعہ کس کمونٹی سے تعلق رکھتے تھے جو 1971ء کی جنگ میں شہید ہوئے ۔ میں بیشمار مثالیں قائد اعظم کے وطن کی اور قائداعظم کے پاکستان کے وقت کی دے سکتا ہوں آج یہ لوگ زیادہ خیر خواہ بن چکے ہیں ۔ قائد اعظم نے تو پاکستان بننے کے بعد چوہدری ظفر اللہ کو وزیر خارجہ رکھا تھا اگر وہ غدار تھا تو کیا قائد اعظم ان بھول تھا کہ اس نے اس شخص کو رکھا تھا ۔ خدارا سوچیئے انصاف کیجئے ۔ عوام کی رو میں جہیں عوام نے 70ء کے الیکشن میں

فیصلہ دے دیا تھا ۔ میں واضح طور پر منشور پیش کر سکتا ہوں کہ جماعت اسلامی نے منشور پیش کیا تھا کہ اگر ہم برسر اقتدار آ گئے تو ہمیں جماعت اسلامی دائرہ اسلام سے خارج کر دے گی اور دوسری طرف اخباروں میں یہ تھا کہ ربوہ اور لاڑکانہ کے pacts ہو گئے ہیں ۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ عوام نے کیا فیصلہ کیا ۔ اگر عوام ان کے قول کے مطابق چلتی تو آج یہاں اس ہاؤس میں پیپلز پارٹی نہ ہوتی بلکہ جماعت اسلامی ہوتی لیکن وہ کتنی خوفناک اور خطرناک شکست تھی ۔ عوام نے تو یہ فیصلہ دے دیا ہے ۔ آج میں چیلنج کرتا ہوں اور اپنے چیف منسٹر کی وساطت سے گورنمنٹ آف پاکستان سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا فیصلہ عوام پر چھوڑئیے اور ہمیں موقع دیجئے تاکہ ہم اپنے حقائق پوری طرح سے بیان کریں اور دوسرے علماء سے ہم بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنے حقائق کو پوری طرح سے بیان کریں ۔ فیصلہ عوام کر لیں گے ۔ اگر محمد رسول اللہ کا پرچم بلند کرنے کے لئے ہماری جائیں جاتی ہیں تو جائیں اگر ہمارے مکان جلتے ہیں ۔ تو جلیں ۔ ہماری اولادیں ذبح ہوتی ہیں تو ہوں اگر ہماری عصمتیں لٹتی ہیں تو لٹیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا فرقہ تھا جس نے یورپ میں اور افریقہ کے صحراؤں میں رسول کا جھنڈا بلند کیا خدارا سوچیے ۔

**ڈاکٹر حلیم رضا** ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ۔ میں فاضل ممبر سے درخواست کروں گا کہ وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے کے بعد وہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کہیں ۔

**چوہدری محمد اعظم** ۔ جناب والا ۔ میں معذرت چاہتا ہوں ۔ میں صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا پورا نام لوں گا ۔

تو جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کچھ دوست ہونگے جن کو شائد پتہ نہیں ہوگا 1922ء میں اس برصغیر میں ایک تحریک شروع ہوئی تھی ۔ اس میں ملکانہ کے مسلمانوں کو شدھی بنایا جا رہا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو ہندو بنایا گیا تھا ۔ جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے میں یہ درخواست کروں کہ خدارا تاریخ دیکھیں کہ اس غدار اسلام ، غدار وطن جماعت نے کتنا کام سرانجام دیا ۔ جس کی تاریخ مولانا ظفر علی خان اور مختلف اشخاص سے ملتی

ہے ۔ ان کے اخباروں میں موجود ہے جو ہمارے شدید ترین خلاف ہیں ۔ لیکن انہوں نے بھی اس کی تعریف کی ۔ خدارا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر ہمیں آپ اقلیت قرار دیں گے تو جو کچھ مرضی کریں لیکن اپنی بقا کے لئے وطن کی بقا کے لئے اور اسلام کی بقا کے لیے یہ ایک نیا شوشہ ہے ۔ میں پوچھتا ہوں وہ کونسے لوگ تھے وہ کونسے علماء تھے یہ ہمارے خلاف کوئی پہلا فتویٰ نہیں ہے ۔ ڈاکٹر اقبال کو دیکھ لیا ۔ ان کے خلاف فتوے لگے ۔ قائد اعظم کے خلاف لگے ۔ سر سید کے خلاف لگے ۔ بلکہ سرسید کے خلاف تو مکہ مدینہ سے فتویٰ منگوایا گیا ۔ جناب تحریک خلافت کی طرف جائیے تو ہزاروں مسلمانوں کے خاندان جنہوں نے ہجرت کی وہ پہاڑوں میں مر گئے اور کسی نے پرواہ بھی نہیں کی ہندوستان میں رہنا اور انگریز کی حکومت کے ماتحت رہنا ۔ یہ قہر ہے میں پوچھتا ہوں کن علماء نے کن لوگوں نے تحریک چلائی ۔ حضور والا ۔ آج اخباروں میں عوام میں نام لیتے ہیں ۔ پریس نے یہ کہا ہے کہ ربوہ میں یہ ہوا وہ ہوا ۔ قادیانیوں نے احمدی مسلمانوں پر حملہ کر دیا ! یہ مقدمہ عدالت میں ہے لیکن میں ایک سوال کرتا ہوں کہ خدارا دیکھئے ایک ڈبہ میں جہاں طلباء بیٹھے ہوئے تھے وہی مسلمان تھے یا باقی ڈبوں میں بھی مسلمان تھے ؟ ان پر حملہ کیوں نہیں ہوا ۔ جناب والا ۔ ہماری بھی بہو بیٹیاں ہیں۔ آپ بھی بہو بیٹیوں والے ہیں ۔ آپ کی بھی بیٹیاں ہیں ہماری بھی بیٹیاں ہیں آپ کی بھی مائیں ہیں۔ لیکن ان پر جا کر ان لوگوں نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا کوئی الزام نہیں لگایا ۔ جنہوں نے کہا تھا ہم یہاں پر حوریں دیکھنے آئے ہیں۔ آج میں اپنے چیف منسٹر صاحب کی اس تقریر کا حوالہ دیتا ہوں جب انہوں نے پہلی تقریر میں فرمایا تھا کہ مظلوم کا ہاتھ ظالم کی گردن میں میری موجودگی میں ہوگا ۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ ان چند آدمیوں کا عدالت میں کیس موجود ہے ۔ گواہوں نے بھی گواہی دی ہے ۔ لیکن گوجرانوالہ والوں نے کیا قصور کیا تھا لائلپور میں ان لوگوں نے کیا قصور کیا تھا ؟ بلکہ میں آپ کو واقعات بتاتا ہوں کہ ہمارے آدمی نے ایک ہوائی فائر کیا اور اسے گرفتار کر لیا گیا ۔ اگر آج بھی آپ غیر جانب داری سے انکوائری کروائیں تو جتنی برآمد گی بھی ہوگی وہ 50 فیصد پولس کے قبضہ سے برآمد ہوگی۔ میں یہ وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر دیانت داری سے اس کا تجزیہ کریں تو 50 فیصد خود پولیس والوں نے لوٹا ہے اور پولیس سے برآمد گی ہو سکتی ہے ۔ جناب

والا ۔ میں آپ کی وساطت سے پنجاب گورنمنٹ کو اور حکومت پاکستان سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں جو مرضی سزا دیں ان مولویوں کے سر پر جو کچھ دے سکتے ہیں دیں جنہوں نے قائد اعظم کی مخالفت کی جنہوں نے پاکستان کی مخالفت اور ڈاکٹر اقبال کی مخالفت کی تھی جنہوں نے کل ذوالفقار علی بھٹو کی مخالفت کی تھی جنہوں نے سرسید کی تھی اور 110 مولویوں نے اس پر فتویٰ دیا تھا اور کہا تھا لازکاۃ اور ربوہ کا پیکٹ ہو چکا ہے یہ سوشلسٹ ہیں۔ کافر ہیں۔ قادیانی اور یہ دونوں اکٹھے ہو گئے ہیں ۔ انہیں اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں ۔ اور ان کے ساتھ ہر قسم کا سلوک کیجئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گوجرانوالہ میں عید کی نماز پڑھانے کے لئے مولویوں نے انکار کر دیا ۔ اور آج یہی مولوی آپ کے سر پر چڑھے ہوئے ہیں ۔ عوام نے فیصلہ دیا ہوا ہے ۔ خدارا اس کو دیکھیے اگر آپ اپنے منشور میں تبدیلی کرتے ہیں اور اس کے بعد الیکشن ہوتا ہے اور لوگ آپ کو ووٹ دیتے ہیں تو آپ کا حق ہو گا ۔ رائٹ ہوگا ۔ وہ عوامی مطالبہ ہوگا ۔ ورنہ عوام نے فیصلہ کر دیا ہوا ہے ۔

**سردار غلام عباس خان** ۔ جناب والا ۔ لوگوں نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیے تھے ذوئی احمدیوں کے حق میں فیصلہ نہیں کیا تھا ۔ فاضل ممبر اس کی وضاحت فرمائیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ان کی اپنی انٹرپریٹیشن ہے ۔ یہ ان کا اپنا استحقاق ہے ۔ ان کی انٹرپریٹیشن ہے ۔

**راجہ جمیل اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ میں ایک انفارمیشن دینا چاہتا ہوں ۔ معزز ممبر نے کئی دفعہ مولویوں کا نام لیا ہے یہ مولوی جنہوں نے فتویٰ دیا یا قائد اعظم اور علامہ اقبال کو کافر قرار دیا تو میں عرض کروں گا کہ عوام انکے ساتھ نہیں تھے ۔ میں آپ کو وثوق سے کہہ سکتا ہوں ۔ میں نے وہ زمانہ دیکھا ہے اس وقت اگر انہوں نے فتویٰ بھی دے دیا تھا لیکن عوام ان کے ساتھ نہیں تھے اب یہ عوام کا مطالبہ ہے۔ میں کہتا ہوں آپ ریفرینڈم کروا لیں ۔ اور یہ مطالبہ مسلمانان پاکستان پر چھوڑ دیں ۔ بے شک نیشنل اسمبلی میں نہ لے جائیں ۔ اگر عوام یہ کہہ دیں کہ یہ مسلمان ہیں تو ہم انہیں مسلمان کہنے کے لئے تیار ہیں ۔

**چوہدری محمد اعظم** ۔ جناب والا ۔ معزز ممبر نے یہ کہا ہے کہ شائد میں کہہ رہا ہوں کہ لوگوں نے احمدیوں کو ووٹ دیے ہیں ۔ ہرگز نہیں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اس وقت پیپلز پارٹی کے لیڈران کرام پر بھی فتوے لگائے ۔ انہیں سوشلسٹ کہا اور ان کو کافر کہا گیا ۔ خیر ہمارے خلاف تو یہ فتویٰ بڑی دیر سے چلا آ رہا ہے ! لیکن میں سمجھتا ہوں لوگوں نے اس کا کیا جواب دیا تھا ۔ اخباروں میں یہ تصور دیا گیا تھا کہ ربوہ اور لاڑکانہ کا پیکٹ ہو گیا ہے ۔ میں اخبار پیش کر سکتا ہوں لیکن لوگوں نے انہیں قبول نہیں کیا آج بھی عوام ان کے ساتھ نہیں ہیں ۔

**ملک مختار احمد اعوان** ۔ جناب والا ۔ وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی واضح یقین دہانی کے بعد ملک میں جب ایسے ادارے موجود ہیں جو اس بحث کو logical conclusion تک پہنچائیں گے جس میں انہوں نے اس ملک کی assurance کی بات کی اور پھر ان کی واضح یقین دہانی کے بعد ملک میں جو مذاکرہ چل رہا تھا اس کو ختم کیا گیا تاکہ ہم logical conclusion تک پہنچ سکیں ۔ دیکھیں کہ قومی اسمبلی کیا فیصلہ کرتی ہے اور اس ملک کی ideological council کیا فیصلہ کرتی ہے ۔ اس ایوان میں پھر دوبارہ نئے سرے سے اس بحث کو چھیڑا جانا ملک اور قوم کے مفاد میں نہیں ہے ۔ اس لئے میں فاضل ممبر سے درخواست کروں گا کہ اس پر مزید کوئی بحث نہ کی جائے ۔ شکریہ

**چوہدری محمد اعظم** ۔ جناب والا ۔ مجھے بے حد احترام ہے اور میں اس موضوع کو چھیڑنا نہیں چاہتا تھا ۔ میں نے اس لئے بات کی کہ ہماری موجودگی میں یہاں یہ کہا گیا اور میں چونکہ اس فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ میری موجودگی میں یہ سب کچھ ہوا ۔ بجٹ ہو یا کوئی اور موضوع اس پر اپوزیشن ہمیشہ بحث کرتی رہی ہے ۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں بھی بجٹ کے اس حصہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ عرض کروں ۔ ورنہ میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا تھا ۔ تو میں جناب والا۔ اس کو یہیں ختم کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ڈاکٹر حلیم رضا ۔

ڈاکٹر حلیم رضا (لائل پور - 1) ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ پر مختلف فاضل اراکین نے اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ جیسا کہ دوسرے فاضل دوستوں نے جناب وزیر خزانہ کو ایک حقیقت پسندانہ تعمیری متوازن اور ترقی پسند بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کی ہے میں بھی یہ اپنا ایک فرض سمجھتا ہوں کہ میں انہیں ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کروں کہ انہوں نے کوئی نیا ٹیکس نہ لگا کر میں یہ سمجھتا ہوں ۔ یہ ایک مستحسن قدم اٹھایا ہے اور آنیوالا مورخ یقیناً وزیر خزانہ کے اس اقدام کی تعریف کرے گا ۔

جناب والا ۔ اس اجلاس کے دوران فاضل اراکین حزب اختلاف نے بے شمار موضوعات پر گفتگو کی ہے ۔ جس میں انہوں نے یہ بات بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا حب الوطنی کا تمام تر سر چشمہ حزب اختلاف کے اراکین ہیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے ایک بات پوچھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا حزب اختلاف اس بات کا جواب دے سکتے ہیں ۔ کہ کل انہوں نے انتخابات میں حصہ لیا ۔ عوام نے انہیں ٹھکرا دیا اور اس کے بعد اڑھائی سال گزرنے کے باوجود ایک ہوائی مارشل نے ایک بھرے جلسے میں ایک کانفرنس میں اعلان کیا ہے کہ میں قانون کی اس حکومت کو نہیں مانتا ہوں ۔ جواب دیجئیے ۔ کل تم نے انتخابات میں حصہ لیا ہے اور جب تم الیکشن ہار گئے اور عوام نے تمہیں ٹھکرا دیا ۔ تو تم پریس کانفرنس میں یہ اعلان کرتے ہو کہ میں قانون کی اس حکومت کو نہیں مانتا ہوں ۔ میں مسٹر سپیکر آپ کی وساطت سے اپنے فاضل اراکین سے اور اس کے بعد جناب چیف منسٹر سے یہ درخواست کروں گا کہ اس دریدہ ذہن آدمی کے خلاف اس ملک کی قانونی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے جرم میں ایک مقدمہ قائم کیا جائے ۔ اس کے بعد میں جناب والا ۔ حیران ہوں ۔ کہ اپوزیشن کے فاضل اراکین جب بھی یہ تنقید کرتے ہیں ۔ تو وہ ہماری پارٹی کے تعمیری اقدامات کو کیوں بھول جاتے ہیں ۔ اڑھائی سال کا عرصہ گزر چکا ہے کون سا ایسا لائحہ عمل ہے ۔ جو کہ انہوں نے اختیار کیا ہے ۔ مجھے بتائیں کہ کون سا لمحہ ایسا آیا ہے ۔ کہ انہوں نے ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کو

چین کی نیند سونے دیا ۔ کون سا لمحہ ایسا گزرا ہے کہ جناب اپوزیشن نے ان دوستوں نے اس ملک میں تخریبی کارروائیاں نہیں کی ہیں ۔ میں تو کہوں گا کہ ۔

کیا اس لیے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

آپ یقین کریں مسٹر سپیکر ۔ جبتک ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو ہیں اور جب تک ہم جیسے سر پھرے نادان لوگ ان کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں ۔ انشاء اللہ العزیز اس ملک کے خلاف کوئی بھی طاقت ہو ۔ چاہے وہ باہر کی ہو ۔ چاہے وہ اندر کی ہو ۔ ہم اس کا سر کچل کر رکھ دیں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب سپیکر ۔ کل کی قائد عوام کی تقریر نہایت حقیقت پسندانہ ہے آپ نے بھی پڑھی ہو گی ۔ میں نے بھی سنی ہے ۔ اس میں قائد عوام نے ایک بات واضح طور پر کہی ہے کہ جس کا مجھے بھی دکھ ہے اور میرے فاضل دوستوں کو بھی دکھ ہوگا کہ اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقعہ پر ولی خان جیسے غدار وطن نے میرے قائد کے خلاف یہ سازش کی ہے ۔ اجمل خٹک کی وساطت سے کہ قائد عوام پر اس اسلامی کانفرنس کے دوران قاتلانہ حملہ کرایا جاوئے ۔ میں پوچھتا ہوں اس ملک کے حزب اختلاف کے لوگوں سے کہ کل تک حزب اختلاف کے لوگ جو تحریک پاکستان کے خلاف تھے ۔ میں تحریک پاکستان کا ایک ادنے سا کارکن رہا ہوں میں نے قائد اعظم کی قیادت میں انگریز کی جیل دیکھی ہے اور میں نے ان لوگوں کا وہ بہروپ بھی دیکھا ہے کہ کانگریس کی تحریک کے دنوں میں یہ لوگ پاکستان کی تحریک کے خلاف تھے اس سے بڑھ کر اور ستم کیا ہو گا آج وہی ولی خان ۔ اجمل خٹک کے ساتھ مل کر کابل میں سازشیں کرتا ہے اور روس کے سربراہ کے ساتھ مذاکرات کرتا ہے اور پاکستان کی سالمیت کو ختم کرنے کے لیے سازشیں کرتا ہے مسٹر سپیکر ۔ آنے والا مورخ جب کبھی بھی پاکستان کے حریت پسند عوام کی تاریخ مرتب کرے گا ۔ تو آپ یقین کریں کہ ان لوگوں کا نام سیاہ فارم میں یقیناً آئے گا اور انشاء اللہ العزیز جیت پاکستان کے محب وطن اصحاب کی ہوگی ۔ مسٹر سپیکر ۔ ایک بار فاضل اراکین حزب اختلاف

نے کہا تھا کہ ملک میں جاگیریں نہیں ہیں ۔ جاگیرداری ختم ہو چکی ہے ۔ جاگیریں تقسیم ہو چکی ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ غلط ہے ۔ جاگیردار آج بھی ہیں اور اس ملک میں موجود ہیں ۔ اور جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جب عنان حکومت سنبھالی ۔ تو مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے ایک بات کہی تھی ۔

مفلسی بھوک عطیات خداوند نہیں ۔
ایسی فرسودہ روایات کو تبدیل کرو ۔

اس سے پہلے کہ کسانوں میں بغاوت پھیلے ۔
اپنی جاگیروں کو ہل والوں میں تقسیم کرو ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ جاگیرداری اور جاگیردار آج بھی موجود ہیں میرے اس معاشرے میں موجود ہیں آج بھی جاگیردار غریب کی بیٹی کو اغوا کر رہا ہے ۔ قانون خاموش ہے ۔ جاگیردار آج بھی اپنے مزارع پر تشدد کرتا ہے ۔ قانون حرکت میں نہیں آتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کی وجہ وہ ظالمانہ نظام ہے ۔ وہ جاگیردارانہ نظام ہے ۔ وہ سرمایہ دارانہ نظام ہے ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ

نظام زر کے تسلط پر احتجاج کرو ۔
میرے دکھوں کا مداوا کوئی تو آج کرو ۔

میں سیم و زر کے تسلط سے جی نہیں سکتا ۔
جو کر سکو ۔ تو میری بھوک کا علاج کرو ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو جناب والا ۔ جب تک بھوک موجود ہے ۔ جب تک نظام زر موجود ہے ۔ یہ لعنتیں اس ملک میں موجود رہیں گی اور جب تک قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو موجود ہیں ۔ یہ کاروان حیات چلتا رہے گا اور جب تک ہم موجود ہیں ۔ ہم ان تمام برائیوں کو اور اس جاگیردارانہ نظام کو ختم کرنے کی کوشش میں لگے رہیں گے اور وہ وقت آئے گا جب اس ملک کا غریب کسان اور

غریب کاشتکار ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے منشور کے مطابق آزادی کی نعمت سے مالا مال ہوگا ۔ اور جب تک مسٹر سپیکر ۔ نظام زر موجود ہے ۔ اس وقت تک ہمیں اپنی جدوجہد کو مزید آگے بڑھانا ہو گا ۔

نظام زر کے خلاف احتجاج کرتا ہوں ۔
اگر یہ جرم ہے ۔ یارو تو آج کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ میں وقت سے فائدہ اٹھاؤں گا ۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ کی گھنٹی نہ بجنے لگے ۔ تو میں چاہتا ہوں کہ کچھ مسائل مقامی زیر بحث لے آؤں ۔ اس علاقے کے مسائل پیش کرنے سے پہلے سوچتا ہوں کہ پہلے مختلف بجٹ کے موقعوں پر جو یہاں بحث کی گئی ہے اور میرے فاضل دوستوں نے جو تقاریر کی ہیں ۔ میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ تقریریں صرف تقریروں کی حد تک ہوتی ہیں اور میرے دوست جانتے ہیں اس بات کو کہ پہلے بجٹ پر جو مسائل بیان کئے گئے ۔ ان کو حل نہیں کیا گیا ۔ دوسرے بجٹ کے موقع پر جو مسائل پیش ہوئے ۔ ان پر کوئی عمل تو ہو سکا ۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس بجٹ میں ہمیں اپنی تجاویز دینی ہوں گی اور ہمیں اپنی بات آپ لوگوں تک پہنچانی ہوگی ۔
اور وہ یہ ہے کہ ۔

ہمیں خبر ہے کہ دل کا کوئی گوشہ نہ چمکے گا
چلو جھگڑا ہی کیا ہے ۔ لو چراغاں ہم بھی کرتے ہیں

یہ ایک رسم ہے جس کو نبھانے کے لئے میں مقامی مسائل آپ کے سامنے پیش کئے دیتا ہوں سب سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب میں ایک آبادی ہے جس کو کچی آبادی فیکٹری ایریا کہتے ہیں ۔ وہاں پر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے انتخاب سے قبل لاکھوں عوام کی موجودگی میں قرآن پاک سر پر رکھ کر یہ عہد کیا تھا کہ کچی آبادی والو۔ اگر تم آج ذوالفقار علی بھٹو کا ساتھ دیتے ہو تو یہ قرآن گواہ ہے کہ میں برسراقتدار آنے کے بعد تمہیں اس گندی ۔ غلیظ اور متعفن آبادی سے نکال دونگا اور یہاں پر تمہارے رہنے کے لئے اچھے مکانات بنا دئے جائینگے ۔ مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے

ارباب اختیار سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف جناب ذوالفقار علی بھٹو کا وعدہ ہے قرآن سر پر ہے اور دوسری طرف آج حالت یہ ہے کہ تین سال گزر جانے کے باوجود وہ لوگ اسی طرح وہاں زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ جس طرح صدیوں پہلے لوگ غاروں میں رہا کرتے تھے ۔ جناب سپیکر میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی کمیشن مقرر کر دیں۔ اگر آپ وہاں دو گھنٹے اس آبادی میں میرے ساتھ گھومنے کے بعد وہاں سے صحت مند و توانا چلے آئیں تو میں آپ کی ہر سزا سننے کے لئے تیار ہوں ۔ وہاں تعفن ہے ۔ گندگی ہے ۔ جوہڑ ہیں ۔ مچھر ہے اور ملیریا ہے آپ یقین کریں کہ لوگ اس طرح وہاں پر رہتے ہیں جیسے صدیوں پہلے تاریخ کے تاریک دور میں لوگ یہاں رہا کرتے تھے ۔ اس وقت برسراقتدار لوگ جو تھے ۔ میں ان کو وہاں پر لے کر گیا ان میں جناب شیخ رشید صاحب ، ملک غلام مصطفیٰ کھر صاحب ، خورشید حسن میر صاحب اور جناب کوثر نیازی صاحب تشریف لے گئے ۔ غرض کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام برسراقتدار احباب وہاں تشریف لے گئے لیکن میں یہ بات دکھ سے کہتا ہوں کہ ستر ہزار کی وہ آبادی جس میں میری بیٹیاں بھی ہیں میری بہنیں بھی ہیں وہ لوگ اس غلیظ اور متعفن ماحول میں اس طرح جی رہے ہیں جیسے زندگی بھر ایک محیط قسم کا ان پر بوجھ ہے ۔ وہ سسک رہے ہیں ۔ زندہ نہیں ہیں ۔ تو براہ کرم میں آپ کی وساطت سے جناب موجودہ چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس ستر ہزار آبادی کے بے شمار لوگوں کی کچی آبادیوں کو پختہ کرنے کا آپنے عزم کیا ہے ۔ سابقہ حکومت نے بھی اس بات کا اعلان کیا تھا لیکن میں حیران ہوں کہ اس ستر ہزار آبادی کا کیا گناہ ہے ۔ حالانکہ میں یہ بات آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ وہ مہاجر لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تمام اثاثے پاکستان کی تحریک پر قربان کئے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی بچیوں کی قربانی دی ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے شہید کرائے اور ان کو سزا اس بات کی دے رہے ہیں کہ چونکہ تم تحریک پاکستان میں مہاجرین کر یہاں چلے آئے ہو ۔ اس لئے کہ جو سٹیٹ لینڈ ہے یہاں پر تمہیں قطعی نہیں دے سکتے ۔ تم اسی طرح غلیظ ماحول میں زندہ رہنے پر مجبور ہو ۔ لائل پور میں ایک دو جگہ پر جو کچی آبادیاں ہیں ان کو پختہ بنا دیا گیا ہے لیکن چونکہ وہ سٹیٹ لینڈ نہیں تھی اس لئے وہاں پر

کچھ آسان تھا ۔ ہمارے سابق ڈپٹی کمشنر آغا رضا تراب علی صاحب تھے ۔ انہوں نے کوشش کی اور سروے ہوا ۔ مجسٹریٹ ساتھ گیا اور ایک ایک مکان کا سروے کیا اور تین مہینے سروے ہوتا رہا ۔ اس کے بعد پروگرام یہ کہ سو سو مکان وہاں سے اٹھا کر لوگوں کو سکولوں میں بھیج دیا جائے گا وہاں پر مکانات کو گرا کر لوگوں کو حقوق مالکانہ دے دیئے جائیں گے ۔ لیکن وہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا میں ایک بار پھر گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے ان ستر ہزار افراد کے رہنے کے لئے ایک با عزت اور باوقار پاکستانی شہری کی حیثیت سے سہولتیں فراہم کی جائیں ۔

جناب والا ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ لائل پور میں بلدیہ کا ایک محکمہ ہے بلدیہ لائل پور کی آمدن ساڑھے تین کروڑ روپے سالانہ ہے لیکن مسٹر سپیکر آپ حیران ہونگے کہ پورا شہر تعفن کی زد میں ہے ۔ عبادت گاہوں کے سامنے گندگی کے ڈھیر پڑے ہیں ۔ میں یہ دعویٰ سے اور وثوق سے کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں اپنے فاضل اراکین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ جا کر دیکھیں ۔ مساجد کے سامنے گندگی پڑی ہوئی ہے لیکن اٹھانے والا کوئی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب پوچھا جاتا ہے کہ بھائی یہ گندگی جو ہے اس کا کیا علاج ہے ۔ تو کہا جاتا ہے کہ ہم یہ گندگی سالانہ ٹھیکے پر نیلام کرتے ہیں اور ٹھیکے دار کے پاس گاڑی نہیں ہے ۔ اس لیے وہ اٹھا نہیں سکتے ۔ پورے آٹھ بازار گندگی سے اٹے پڑے ہیں وہاں پر عالم یہ ہے کہ شریف بچیاں جب کالج جاتی ہیں تو وہ اس گندگی سے گزر کر جاتی ہیں ۔ کالج کے سامنے گندگی پڑی ہے ۔ مسجد کے سامنے گندگی پڑی ہے تھانہ کوتوالی کے سامنے گندگی پڑی ہے ۔ ۔ یہاں تک کہ میونسپلٹی کے اپنے دفتر کے عقب میں گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ۔ مسٹر سپیکر میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کیا لائل پور کے شہریوں کا یہ گناہ ہے کہ وہ وہاں پر آج تک اس مٹی سے پیار کرتے ہیں ؟ کیا ان کا یہ گناہ ہے کہ وہ صنعتی شہر ہے ؟ کیا ان کا یہ گناہ ہے کہ وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں مزدور بستے ہیں ؟ اور ان کا گناہ یہ ہے کہ آج تک لائل پور شہر کو وزارت نہیں مل سکی ہے ۔ وہ اس لیے کہ ان کی وہاں پر آواز نہیں ہے ؟ لیکن مسٹر سپیکر میں آپ کی وساطت سے عرض کرونگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں چیف منسٹر صاحب ہی امداد کر سکتے ہیں ۔ میں کیا کر سکتا ہوں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرونگا کہ لائلپور شہر کی جو بلدیہ ہے میں اس کے خلاف آپ کو واضح ثبوت مہیا کر سکتا ہوں (آپ وہاں کوئی کمشن بٹھا دیں) وہ یہ کہ ساٹھ ہزار روپے روزانہ چونگی کا چار افسر بیٹھ کر تقسیم کرتے ہیں ۔ اور اگر یہ بات غلط ثابت ہو جائے تو میں اسمبلی کی رکنیت سے محروم ہونے کو تیار ہوں ۔ مسٹر سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ سال میں صرف ایک بار موقعہ آتا ہے ۔ تھوڑا سا اور وقت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے بائیس منٹ تقریر کی ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ مسٹر سپیکر ۔ مجھے کہا گیا ہے کہ عوامی سپیکر چلے گئے ہیں ۔ میں تو آپ کو بھی عوامی سپیکر سمجھتا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ مسٹر سپیکر ۔ میرے تئیس منٹ ہو گئے تھے تو جناب نے سارجنٹ کو حکم دے دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اب میاں غلام فرید کو بلا لیا ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ مسٹر سپیکر ۔ میں استدعا کرونگا کہ صرف دو منٹ اور دے دیں ۔

چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔ مسٹر سپیکر ۔ آپ کا تو کھانا آ گیا ہو گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا کوئی کھانا یہاں نہیں آتا ۔ میں تو غریب آدمی ہوں نہ خرید سکتا ہوں اور نہ منگوا سکتا ہوں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ صرف دو منٹ دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب یہی ایک راستہ ہو سکتا ہے کہ شائد اس پر کٹ موشن آئے گی اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس پر بول لیں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ ایک فاضل ممبر نے مجھے اپنا وقت مرحمت فرما دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو فاضل ممبر وقت دے رہے ہیں وہ پہلے اپنا وقت لے چکے ہیں ۔ اور ان کا نام لسٹ پر ہے ہی نہیں ۔ یہ یہاں پر طریقہ نہیں اور نہ ہی میں نے کبھی اس طریقہ کو اختیار کیا ہے ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ مسٹر سپیکر صرف دو منٹ آپ سے لونگا ۔

چوھدری ممتاز احمد کاھلون ۔ جناب والا ۔ آج صبح جب آپ کرسی صدارت پر موجود نہیں تھے تو اس وقت جو ایکٹنگ سپیکر تھے انہوں نے میرا وقت عبدالحفیظ کاردار کو دے دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ جب کرسی صدارت پر ہوں تو آپ ان سے یہ کرا لیں ۔

**Babu Mohammad Hanif Khan** : Sir, a short while ago one of our friends discussed the Rabwa incident. I submit that this matter is sub judice and it should not have been discussed by this House, I would request that this should not be allowed.

مسٹر سپیکر ۔ یہ سٹیج پوائنٹ آف آرڈر کی نہیں ہے کیونکہ وہ تقریر کر کے چلے گئے ہیں ۔

**Babu Mohammad Hanif Khan** : This part of the proceedings should be expunged.

مسٹر سپیکر ۔ بات یہ ہے کہ پھر سب کی تقاریر expunge ہو جائینگی ۔ آپ کے سوا سب نے ربوہ کا ذکر کیا ہے ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر مسلمان بہر حال ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کا شکرگزار ہونگا اگر مجھے دو تین منٹ اور دے دیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر۔ ابھی دو سپیکر نے اور بولنا ہے پندرہ پندرہ منٹ کے حساب وہ تقاریر تین بجے تک ختم ہونی ہیں۔

سردار غلام عباس خان ۔ جناب والا ۔ میری باری کے پانچ منٹ ان کو دے دیے جائیں۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی جب باری آئے تو اس وقت دے دیں ۔ آپ کا ابھی آج نام موصول ہوا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے کہاں adjust کرنا ہے کیونکہ میرے پاس تین دن سے نام آ رہے ہیں ۔ آپ میاں غلام فرید چشتی کو تقریر نہیں کرنے دیتے تو اور بات ہے ۔

(قطع کلامیاں)

سردار غلام عباس خان ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر حلیم رضا صاحب کو ضرور وقت دے دیں کیونکہ وہ لائل پور کے متعلق کسی خاص بات کا ذکر کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ باقی وقت سید طاہر احمد شاہ کو دے دیں ۔ جب وہ تقریر کرینگے تو وہ لائلپور کا ذکر کرلینگے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ لائل پور پاکستان کا مانچسٹر ہے اس لیے ڈاکٹر صاحب کو اس کے متعلق ارشاد فرمانے دیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ مانچسٹر کی اپنی اہمیت سہی مگر اس مقام کی بھی اہمیت ہے ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ یہ بات غلط ہو جائے گی ۔ اب تیس منٹ ہو گئے ہیں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ دو منٹ اور دے دیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ اچھا جی دو منٹ سہی ۔ چلیے ۔

**Sheikh Aziz Ahmad** : Sir, It is a breach of privilege I am also a member of this House but I was not allowed to continue my speech further for one minute only.

مسٹر سپیکر ۔ شیخ صاحب ۔ آپنے اس وقت توجہ نہیں فرمائی تھی ۔ سات منٹ ہو گئے تھے گھنٹی بجائے ہوئے جب میں نے آپ کو تشریف رکھنے کے لیے کہا تھا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں صرف اٹھارہ منٹ تقریر کر سکا ہوں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب سپیکر میں گذارش کر رہا تھا کہ میں نے واضح الزام عائد کیا ہے کہ لائل پور شہر کی بلدیہ کے ارباب اقتدار 60 ہزار روپے یومیہ تقسیم کرتے ہیں اور اس کے لیے اگر کوئی کمیشن بٹھایا جائے تو یہ ثابت ہو جائے گا اور اگر یہ غلط ثابت ہو تو میں اسمبلی کی رکنیت سے محروم ہونے کے لیے تیار ہوں ۔ جناب سپیکر عوامی نمائندے عوام کے ساتھ وعدے کر کے آئے ہیں کہ عوام کے حقوق کی حفاظت کریں گے ۔ جمہوریت کی بحالی کے لیے ہر قدم اٹھانے کے لیے تیار ہیں ۔ جس کی ہماری پارٹی نے اجازت دی ہوئی ہے مسٹر سپیکر وہاں کی بلدیہ کے لیے بجٹ میں رقوم رکھی گئی ہیں لیکن وہاں کی حالت یہ ہے کہ لائل پور شہر کے سکولوں میں اکثر بچوں کے بیٹھنے کے لیے ٹاٹ نہیں ہیں ۔ سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں ۔ پینے کے لیے پانی نہیں ہے ۔ مسٹر سپیکر مجھے بتایا جائے کہ اتنی کروڑوں کی رقم جو تعلیم کے لیے مختص کرتے ہیں ۔ لائل پور شہر کا کیا قصور ہے کہ وہاں کے بچوں کے لیے بیٹھنے کے ٹاٹ نہ ہوں ۔ اور ان کے اساتذہ یہ کہیں کہ بیٹھنے کے لیے پیڑیاں گھروں سے لیکر آئیں ۔ وہاں کی حالت یہ ہے کہ اس موجودہ نظام تعلیم میں میرے بچے میونسپلٹی کے سکول میں پڑھتے ہیں ۔ آپ کا ڈویژنل پبلک سکول میں پڑھتا ہے ۔ میرے خیال میں یہ تفریق مساوات محمدی میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے بچے کا نام نہ لیں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ میں نے مثال دی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ محترم فاضل وزیر کے بچے ایچیسن سکول راولپنڈی میں پڑھتے ہوں ۔ ایک طرف عرس دیا جاتا ہے اور میرے فاضل وزیر نے جو تقاریر کی ہیں اور گرونانک کے سبق

پیش کیے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ تمام تر نیکی کا سرچشمہ یہ وزرائے کرام ہیں ۔ میں کہتا ہوں ۔ وزرا کرام اور ہمارے عمائدین کرام کے قول و فعل میں تضاد کیوں موجود ہے ۔ ان کی اپنی زندگی اور رہائش میں آسائش کی ٹھاٹ باٹ کا تقابل کریں تو غریب آدمی اسی لاہور میں فٹ پاتھ پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کے لیے مجبور ہوتے ہیں ۔ ہسپتالوں کے دروازوں پر نامعلوم کتنے اشخاص مرتے ہیں ۔ آپ نے تعلیم ، صحت پر کروڑوں وقف کیے لیکن میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ میوہسپتال کے دروازے کے سامنے کئی یتیم لا وارث مریض اس لیے دم توڑ دیتے ہیں کہ ان کے لیے دوائی کا قطرہ نہیں ملتا آخر یہ کب تک ہو گا ۔ اگر ہم عوام کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پورے نہیں کریں گے ۔ تو آنے والی تاریخ ہمارا محاسبہ ضروری کریگی ۔ شکریہ ۔

**میاں غلام فرید چشتی** (ساہیوال ۔ 12) ۔ جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے مالی سال پر ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے ۔

**میاں غلام فرید چشتی** ۔ چند گذارشات پیش کرونگا ۔ جناب والا ۔ محترم وزیر خزانہ نے ملک کے اقتصادی میزانیہ کو بغیر آمدن میں اضافہ اور خرچ اس طرح ترتیب دیا ہے کہ اس کے بہترین استعمال اور آمدن کے ذرائع کو قریب لایا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے اس معزز ایوان میں جو بجٹ پیش کیا ہے وہ اس پر مبارکباد کے مستحق ہیں اور میں ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ ملک عزیز نازک مرحلے سے گذر رہا ہے اور ہمارا ماضی تاریکیوں سے مستقبل کی روشنیوں کی طرف آ رہا ہے ۔ جناب والا ۔ انسان اگر قائد کا سہارا لیکر اور علم سے آراستہ ہو کر چند لمحوں کے بعد جس وقت صبح صادق ہو تو بصیرت پا لیتا ہے ۔ جناب والا ۔ وہ اگر مسجد ویران ملت سے ربط منزل سے وابستگی شکستہ رہے اور غیر سے مطلب رہے تو جناب والا اپنے بے نور چہروں کے لیے کامیابیاں تو کیا کئی صدیاں گذر جانے کے ساتھ بھی کچھ پا نہیں سکتے ہمیں اپنے گذشتہ واقعات سے جو اس ملک میں گذرے

ہیں ۔ سبق سیکھنا چاہئے ۔ جناب والا ۔ ہمیں اپنی صفوں کو درست کرنا ہو گا ۔ انتشار ، بے چینی سے پرہیز کرنا ہو گا ۔ ہمیں ایک متحدہ قوم کی طرح بلند عزائم کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھنا ہے ۔ انشاءاللہ منزل ہماری منتظر ہو گی ۔ جناب والا ۔ اسی لاہور شہر میں ایک عبرت کا مقام ہے ۔ بادشاہی مسجد سے چند قدموں کے فاصلے پر تاریخ میں پابند سلاسل بوجھل قدموں سے تین سو میل طے کیا تھا ۔ ہمیں ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھنا چاہئے ۔

جناب والا ۔ میزانیہ پر کچھ گذارشات پیش کرتا ہوں اہمیت کے لحاظ سے بجٹ میں زراعت کو اولین مقام دیا گیا ہے اور اس کی ترقی اور اس کا استحکام ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ میزانیہ میں زراعت کے مالی اخراجات کو پوری طرح ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے ۔ دوسری طرف کاشتکار کو قرضے کی سہولتیں ، بیج ، کھاد کی کمرشل بنکوں سے سہولتیں دی ہے ۔ اس سے معیشت میں استحکام پیدا ہوگا اور عوام کا رہن سہن کا سٹینڈرڈ اونچا ہو گا ۔ جناب والا ۔ گندم کی ضروریات میں ملک خود کفیل ہو گیا اگر خود کفالت اتنا بڑا کارنامہ نہیں ہے تو کسی نے سوچا کہ دنیا میں تمام انسان بھائی بھائی ہیں ۔ گندم کی کاشت اس سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہے اور پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ ہمیں پیداوار بڑھانا ہے اور زرمبادلہ کمانا ہے ۔ اس لیے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے گندم کی قیمت بڑھانا ضروری ہے اگر آپ غور فرمائیں کھاد بیج کا خرچ نکال کر اس کا مقابلہ آمدن سے کریں تو معمولی آمدن حاصل ہوتی ہے ۔

جناب والا ۔ صنعت کی ترقی کا بھی اس بجٹ میں ذکر کیا گیا ہے اور پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کو بہت ساری رقم دی گئی ہے جو بارہ کروڑ روپے سے بھی زیادہ ہے ۔ اس سے تین ٹیکسٹائل ملیں لگیں گی ۔ چار آٹے کی ملیں لگ جائینگی اور پانچ چاول صاف کرنے کے کارخانے لگ جائینگے ۔ جناب والا ۔ پنجاب میں نجی شعبوں کے پیش نظر سرکاری صنعتوں کا اجرا حوصلہ افزا ہے ۔ حضور والا ۔ اس موقع پر مجھے عرض کرنے کی اجازت دی جائے کہ ہمارے محبوب وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہی فرمایا ہے کہ اس اہم مسئلہ کے پیش نظر سب سے پہلے اقتصادیات کو مد نظر رکھا جائے ۔ حضور والا ۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محبوب قائد عوام کا یہ فیصلہ ہماری معیشت کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضور والا۔ اس بات کو ضرور مد نظر رکھا جائے۔

جناب والا۔ حکومت پنجاب کسی طرف سے منظور شدہ فریدہ ٹیکسٹائل ملز کا کیس ایک سال سے مرکزی حکومت کے زیر اہتمام PICIC وغیرہ کے پاس حصول قرضہ جات کے لئے پڑا ہے۔ جناب والا۔ مرکزی حکومت سے استدعا کی جائے کہ دیہات میں قرضہ فراہم کیا جائے تاکہ پنجاب میں بھی سرمایا کاری اپنی رفتار بڑھا سکے اور بے روزگاری کو کم کیا جا سکے۔

جناب والا۔ اس وقت سرکاری شعبہ میں صنعت کی کارکردگی اور شماریات کا انحصار محض بیوروکریسی پر ہے جس سے شماریات کی صنعت مشکوک رہتی ہے۔ حضور والا۔ میں گزارش کرونگا کہ ایک آزاد چیکنگ مشینری یا ادارہ کا اہتمام کیا جائے تاکہ سرکاری شعبوں کی کارکردگی اور efficiency بڑھ سکے۔

جناب والا۔ بجٹ میں تعلیم اور صنعت پر بھی بہت سی رقم رکھی گئی ہے۔ اس ضمن میں میں گذارش کرونگا کہ پاک پتن شریف جہاں سے میں انتخاب لڑ کر آیا ہوں وہاں ایک انٹرمیڈیٹ کالج ہے۔ عوام کا مطالبہ ہے کہ اسے ڈگری کالج کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ ایک گرلز کالج بھی قائم کیا جائے۔ میں جناب سینئر منسٹر صاحب کی اور وزیر تعلیم کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ از راہ مہربانی میری گزارشات پر غور فرمائیں کیونکہ وہاں کالج کی بہت ضرورت ہے۔ یہ گرلز کالج چاہے فی الحال انٹرمیڈیٹ تک ہی ہو جائے۔

جناب والا۔ رہائشی پلاٹ مختلف شہروں میں مہیا کئے جارہے ہیں۔ لیکن پتہ نہیں ضلع ساہیوال پر کیا مصیبت آئی ہے کہ یہ ہمیشہ نظر انداز ہوتا رہا۔ جناب والا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ضلع ساہیوال میں ہر جگہ پلاٹ موجود ہیں۔ وہاں سستے کوارٹر بنا کر عوام کو دئے جائیں تاکہ پیپلز پارٹی کا منشور تو نہیں کچھ تھوڑا سا وعدہ پورا ہو جائے۔

جناب والا ۔ سڑکوں کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے اور اُن کے لئے بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے جس سے 200 میل لمبی نئی سڑکیں بننی ہیں اور 180 میل لمبی سڑکیں چوڑی ہونی ہیں ۔ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے مگر سینئر منسٹر صاحب موجود ہیں ۔ میں اُن کی خدمت میں گذارش کرونگا کہ ساہیوال تاپاک پتن شریف سڑک کو کشادہ کیا جائے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ اکثر وہاں جاتے رہتے ہیں ۔ اس سڑک کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی حالانکہ یہ بہت اہمیت کی حامل ہے اور یہ ہیڈ سلیمانکی کو ضلع ساہیوال سے ملانے والی واحد سڑک ہے ۔ اسکے علاوہ وہاں کئی قسم کے عرس ہوتے رہتے ہیں اور لوگ وہاں جاتے ہیں اور انہیں بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ اس ایوان میں بھی چند وزراً تھے جو اب نہیں ہیں ۔ وہ وہاں تشریف لے گئے تھے اور جناب کھر نے اسے چوڑا کرنے کا وعدہ کیا تھا ۔ وہ اب نہیں ہیں ۔ لہذا میں گذارش کرونگا کہ اس سڑک کو چوڑا کیا جائے ۔

جناب والا ۔ میں ایک گزارش اور بھی کروں گا ۔ جیسے کہ میرے دوست میاں منظور احمد موہل نے فرمایا کہ وہاں ایک پتن پل ہونا چاہئے ۔ منچن آباد کے قریب اور پاک پتن کے درمیان ایک بوٹ برج Boat Bridge بنایا جائے ۔ اگر وہاں پکا پل بن جائے تو بہاول نگر اور ساہیوال کے درمیان فاصلہ بہت کم ہو جائیگا اور تقریباً 40 میل رہ جائیگا ۔ اس لئے اس پل کی بہت ضرورت ہے اور فوجی نقطہ نظر سے بھی یہ پل بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔

جناب والا ۔ محکمہ پولیس پر بھی بڑا پیسہ خرچ ہو رہا ہے ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ امن و امان قائم رکھتی ہے ۔ چوروں اور ڈاکوؤں سے لوگوں کو محفوظ کر کے اطمینان بخش زندگی بسر کرنے کے انتظامات کرتی ہے ۔ انہیں پیسہ دیا جائے مگر میں ایک بات عرض کرونگا کہ ۔ Man behind the gun کی اصلاح کئے بغیر آپ چاہے کتنا پیسہ لگا دیں کامیابی نہیں ہوسکتی ۔ امن عامہ کا مسئلہ جو ہر حکومت کےلئے درد سر بنا رہا ہے حل نہیں ہوگا ۔ آج اس عوامی دور میں بھی ہم سمجھتے ہیں کہ عوام کی بالا دستی ہے اور چند پولیس افسران اعلے مناصب پر فائز ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے

سماج دشمن عناصر اور قریبی رشتہ داروں کی آج بھی پشت پناہی کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ جو میں اب عرض کرنے والا ہوں وہ بڑی ذمہ داری سے عرض کرونگا کہ ایڈیشنل آئی ۔ جی پولیس میاں اسلم حیات آج بھی اپنے عزیزوں کی ضلع ساہیوال میں پشت پناہی کرا رہے ہیں کہ جو سماج دشمن عناصر ہیں ۔ اگر ایسے لوگوں کو بھی ترقی دے دی جائے تو پھر اس ملک کا خدا ہی حافظ ہے ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں یہ گزارش کرونگا کہ رشوت کا قلع قمع ضرور فرمایا جائے کیونکہ رشوت نے اس ملک کو اور اس قوم کو راشی بنا دیا ہے ۔ رشوت کا قلع قمع ہونا نہائت ضروری ہے ۔ میرے دوست میاں منظور احمد سوھل نے سیم اور تھور کا ذکر کیا تھا ۔ جناب والا ۔ یہ بھی زمین کے لئے ایک لعنت بن گئی ہے ۔ اس کا علاج بھی ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کو بیرونی طور پر عیار دشمن سے واسطہ پڑا ہے جو سوچتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں ۔ جو کہتے کچھ ہیں ۔ اور کرتے کچھ ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ۔ وہ ان کا دھوکہ فریب ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ ہمیں ان لوگوں سے بھی محتاط رہنا چاہیے ۔ حضور والا ۔ ہمیں اپنے ملک عزیز کو خطرات سے نکال کر امن اور سلامتی کے راستے پر ڈالنا ہے ۔ اس میں خواہ حزب اقتدار کا کوئی آدمی ہو یا حزب اختلاف کا ۔ کوئی بھی اس عمل سے بچ نہیں سکتا ۔ جناب والا ۔ اگر وہ اپنے اس فرض سے کوتاہی کرتا ہے ۔ تو وہ خدا کے حضور سرخ رو نہیں ہو سکتا ۔

جناب والا ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ جو گزارشات میں نے پیش کی ہیں ان پر عمل درآمد ہونا چاہیے ۔ سڑک جیسی اہمیت والی بات ۔ پل جیسی اہمیت والی بات ۔ کالج والی اہمیت والی بات ۔ میں گزارش کرونگا کہ میری معروضات پر خاص نظر رکھی جائے تاکہ لوگوں کا فائدہ ہو سکے اور وہ اپنے حقوق جو آئین نے انہیں بخشے ہیں اور ہمیں یہاں پر پہنچایا ہے ۔ وہ پورے ہو سکیں ۔

**مسٹر شمیم احمد خان** ۔ مسٹر سپیکر میں ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ کہ جو ہم یہاں پر اپنے علاقائی مسائل بیان کرتے ہیں ۔ ان کو سننے کے لئے سرکاری افسران تشریف لاتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک

ایک دو دو کر کے غائب ہو جاتے ہیں اور اس وقت جو معزز اراکین تقاریر کر رہے ہیں مسائل پیش کر رہے ہیں ان کا پوری طرح سے نوٹس نہیں لیا جا رہا ۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جو بھی متعلقہ لوگ ہیں انہیں ہدایت کی جائے کہ ہماری مشکلات کو نوٹ کرنے کے لئے یہاں پر ہر حال میں حاضر رہیں ۔

**Mr. Speaker.** It is for the Counsil of Minister to manage it.

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ لیکن انہیں بھی ہم براہ راست تو خطاب نہیں کر سکتے ۔

**Mr. Speaker.** The Chief Minister has been addressed through me.

**میاں خان محمد** ۔ جناب والا اجلاس میں یہ پانچ دس پندرہ آدمی بیٹھے ہوئے ۔ چھٹی کریں ضرورت کیا ہے جناب اگر سننے والے نہیں ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ مجھے تو اس بات کا پتہ نہیں اگر تو آپ کوئی اعتراض کریں جو قانون کے مطابق ہو تو وہ کریں ۔

**میاں خان محمد** ۔ جناب والا ۔ بات یہ ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں اس طرح تو تقریر کی اجازت نہیں دے سکتا میاں صاحب ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ انہوں نے کورم کا ہی اعتراض کیا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں ایسے تو نہیں ہو جاتا ۔ اگر ان کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے یا کوئی اور قانونی بات ہے تو وہ کریں ۔ اس طرح آپس کو جیسے پنجابی میں کہتے ہیں "اوہلے نال گل کرن دا تے کوئی فائدہ نہیں ناں،، ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ ڈرتے ہیں جی کیا کریں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری عبدالغنی ۔

**چوہدری عبدالغنی** ۔ (بہاولنگر 6) جناب سپیکر ۔ سابقہ عوامی حکومت نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت عوامی ڈھانچہ تیار کیا تھا ۔ اس کے عمل میں جو بجٹ پیش ہو رہا ہے یہ اس کی تکمیل کے لئے پہلا قدم ہے ۔ میں جناب حنیف رامے صاحب جنہوں نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے اس بجٹ کو پیش کیا ہے میں بلا مبالغہ ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ ۔

**عبدالرحمن جامی** ۔ جناب والا ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ سننے والے بھی موجود نہیں ہیں اور یہ مبارک باد بھی پیش کر رہے ہیں ۔ وزیر خزانہ سن بھی نہیں رہے اور مبارک باد بھی وصول کر رہے ہیں تو میں اس مبارک باد پیش کرنے کی کیا بات ہے ۔ ان کو تنخواہ اسی بات کی ملتی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ دیکھئے جی اپنا اپنا نقطہ نظر ہے ۔

**عبدالرحمن جامی** ۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ سنتے بھی نہیں اور مبارک باد بھی وصول کر رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ منسٹران اور سپیکر کے لئے یہ انتظام ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے کمرے میں بیٹھے کسی اور کام میں بھی مصروف ہوں تو وہ ہاؤس کی کاروائی سنتے رہتے ہیں ۔

**راجہ محمد افضل خان** ۔ میں ابھی گیا تھا ۔ ان کے دفتر کو باہر سے تالا لگا ہوا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ممکن ہے اندر بیٹھے ہوئے ہوں باہر سے تالا لگایا کہ تاکہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے ۔

**چوہدری عبدالغنی** ۔ جناب سپیکر ۔ وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے ۔ اس پر حزب اختلاف کے تمام ممبران کا انہوں نے دل موہ کر ان سے بھی مبارک باد حاصل کی ہے ۔ اس لئے میں بھی حق بجانب ہوں کہ ان کو مبارک باد پیش کروں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

عالی جاہ اس بجٹ میں تمام محکموں کو ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ ہر شعبے میں متوازن ترقی ہو سکے ۔ کوئی جدید ٹیکس عائد نہیں کیا گیا سوائے شراب کے ۔ اگر شراب پر مزید ٹیکس بھی عاید کر دیا جاتا تو عوام اس سے زیادہ

خوش ہوتے حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ شراب کو بالکل ختم کر دیا جاتا مگر ایسا نہیں ہوا ۔

اس بجٹ میں جہاں صوبے کی مجموعی ترقی کا پروگرام وضع کیا گیا ہے وہاں پر پسماندہ علاقوں کی طرف بھی خاصی توجہ دینا ضروری ہے ۔ اس سلسلے میں ایسے علاقوں میں ہسپتال ۔ سکول ۔ سڑکیں اور واٹر ورکس سکیم کے تحت پینے کے پانی کا انتظام از حد ضروری ہے ۔ اس ضمن میں میں سب ڈویژن فورٹ عباس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ سب ڈویژن فورٹ عباس ایک ضلع کا ایک پسماندہ سب ڈویژن ہے ۔ اس میں آج تک کوئی سڑک نہیں بنائی گئی تمام لوگ پیدل سفر کر کے وہاں پہنچتے ہیں اور یہ سب ڈویژن قریباً 40 میل لمبی ہے ۔ اس میں صرف ایک سڑک تھی جو 32 میل تیار کرکے روک دی گئی ہے اگر اس کو مزید 8 میل توسیع کر دیا جائے تو اس علاقے کے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے جو کہ اب مصیبت کی حالت میں پیدل 15 میل کا سفر کر کے قریبی سٹیشن پر پہنچتے ہیں جہاں سے انہیں کوئی گاڑی یا موٹر وغیرہ مل جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے کہ جسے وہ استعمال کرسکیں ۔

اس کے علاوہ پینے کے پانی کا فوری طور پر انتظام کیا جائے کیونکہ علاقے میں سوائے نہر کے دوسرا کوئی بندوبست نہیں ہے ۔ بارش بھی کم ہوتی ہے ۔ ریگستانی علاقہ ہے اور نیچے کا پانی جو ہے وہ بالکل کھارا ہے اور گرمیوں میں سخت تکلیف کا موجب ہوتا ہے ۔ اس کے لئے اس سے پہلے میں نے ایک درخواست دی ہوئی ہے کہ چک نمبر 340 جو ہے وہاں پر ایک سکیم واٹر ورکس سکیم کے تحت بنائی جائے اور پینے کے پانی کا انتظام ہونا ضروری ہے کیونکہ وہاں پر ہائی سکول بھی منظور ہو چکا ہے اور وہاں پر ہیلتھ سینٹر بھی ہے مگر پانی کے انتظام کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کی کارکردگی کے متاثر ہونے کا بھی احتمال ہے ۔

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ نہر نے uncommanded رقبہ کو موقع پر کمانڈ رکھا ہوا ہے ۔ جس کے لئے عوام عرصے سے چکر کاٹ رہے ہیں مگر ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی ۔ اس سے پیشتر دو سال سے میں

اس کی نسبت گزارش کر رہا ہوں کہ اس رقبہ کو جو uncommanded ہے۔ موقعے پر پانی لگ رہا ہے۔ اسے کمانڈ کیا جائے مگر نہ معلوم کس وجہ سے وہ اس پر توجہ نہیں دیتے حالانکہ اس رقبہ کی قیمت لوگ ادا کر چکے ہیں۔ جب زمیندار نے جس نے رقم اپنی جیب سے دی ہوئی ہے اور اسے پانی میسر نہیں تو اس کا کیا تصور ہے کہ اسے پانی نہ دیا جائے۔ وہ تو پھر اسی طرح ویرانہ کا ویرانہ رہ جاتا ہے اس لئے میں گذارش کروں گا کہ ایسے رقبہ جات جو موقع پر آب پاش ہوتے ہیں اور محکمہ نہر کے کاغذات میں ان کمانڈڈ ہیں ان کو کمانڈڈ تصور کیا جائے۔

اس کے علاوہ کیونکہ یہ علاقہ ریگستانی ہے اور عموماً ریتلا علاقہ ہے اس پر اب جو موگا جات نصب ہو رہے ہیں وہ پنجاب کے مطابق نصب کئے جا رہے ہیں۔ جس سے پانی میں $\frac{1}{4}$ حصہ کمی ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں یہ علاقہ بالکل ویرانہ ہو کر رہ جائے گا۔ حالانکہ میں نے اور دیگر کئی ساتھیوں نے بھی جناب میاں افضل وٹو صاحب کی خدمت میں گذارش کی تھی کہ پنجاب کے مطابق یہاں موگا جات نصب نہ کئے جائیں لیکن نہ معلوم کہ ان کے دل میں کیا سما ہوا ہے کہ وہ اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔

**کرنل محمد اسلم خان نیازی۔** دل میں یا دماغ میں۔

**چوہدری عبدالغنی۔** ہاں جی دل اور دماغ دونوں میں ہی پتہ نہیں کیا سمایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کل جو انہوں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ میں سہ رکنی کمیٹی تیار کر رہا ہوں۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے پچھلے دنوں میں جو تنظیم نو کی تھی۔

**مسٹر سپیکر۔** یہ کس وزارت کے متعلق بات ہے۔

**چوہدری عبدالغنی۔** کل تقرر کی ہے جی انہوں نے۔

**مسٹر سپیکر۔** وہ کس تنظیم نو کی بات ہے۔

**چوہدری عبدالغنی۔** پیپلز پارٹی کی تنظیم نو۔

**عبداللیوم بٹ۔** کون سی پیپلز پارٹی کی۔

**چوھدری عبدالغنی** ۔ او یار افضل وٹو دی گل کر رہیاں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کوئی حکومت کی بات کریں ۔

**چوھدری عبدالغنی** ۔ یہ حکومت ہی ہے جی ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے پہلے جو تنظیم نو کی تھی اس سے تمام کا تمام علاقہ نالاں ہو چکا تھا ۔ اب اگر سہ رکنی کمیٹی بنا لیں گے تو اس میں بھی ویسے ہی لوگ شامل کریں گے جو عوام کے لئے ناپسندیدہ ہوں گے اس لئے میں گذارش کرتا ہوں کہ اس سہ رکنی کمیٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

**مسٹر طاہر احمد شاہ** ۔ جناب والا ۔ اگر کوئی تعمیری تجویز دی جائے تو اس پر تنقید نہیں کرنی چاہیئے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ تو اب ان کا خیال ہے ۔

**مسٹر طاہر احمد شاہ** ۔ جناب والا ۔ اگر تو انہوں نے کوئی تعمیری انداز میں تجویز پیش کی ہے اور تعمیری انداز کو سامنے رکھ کر اگر انہوں نے کوئی مسودہ تیار کیا ہے تو اس پر تنقید برائے تنقید تو کریں ۔ سو بار کریں ۔ اور فاضل اراکین کرتے رہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں ۔ مگر یہ ایک اصول جو انہوں نے بنایا ہے ۔ اس پر تنقید نہیں کرنی چاہیئے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ شاہ صاحب ۔ یہ تو ان کی اپنی رائے ہے ۔

**چوھدری عبدالغنی** ۔ جناب والا ۔ یہ تو ان کی اپنی مرضی ہے میں نے تو اپنی رائے کا اظہار کیا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ تو آپ کا constitutional right ہے کہ اسمبلی میں آپ جب تک ضابطے اور آداب کے مطابق بات کریں ۔

**چوھدری عبدالغنی** ۔ جناب والا ۔ میں نے تو کسی کے خلاف کوئی بات نہیں کی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں نے تو کہا ہے کہ جب تک کوئی بھی رکن ضابطے اور قوانین کے مطابق تقریر کرتا ہے تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

**چوھدری عبدالغنی** ۔ جناب والا ۔ شکریہ ۔

عام شہروں اور میونسپلٹیوں میں اضافی بستیاں تیار کرنے کا حکم دیا گیا ۔ تحصیل فورٹ عباس جو کہ تحصیل کا مرکز ہے وہاں پر جو بستیاں آج تک تیار ہوئی ہیں ۔ اُن کو کوئی رعایت نہیں دی گئی ہے ۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ ان بستیوں کی قیمت مقرر کر دی جائے اور معمولی اقساط پر رقم وصول کی جائے ۔ اگر اُن کے ساتھ یہ رعایت نہیں برتی جائے گی تو وہ لوگ اس سے برباد ہو جائیں گے کیونکہ دوسرے لوگ اُن کو طعنہ دیتے ہیں کہ آپ کو پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا فائدہ پہنچایا ہے ۔ اسی طریقہ سے کھیتی والا میں بھی ایک اضافی بستی بن چکی ہے اُس کی بھی قیمت مقرر کر دی جائے اور اُن لوگوں سے وصول کر لی جائے ۔ وہ دینے پر رضامند ہیں یہ تین اضافی بستیاں ہیں تو ان کے لیے لازمی ہے کہ اُن کی قیمت مقرر کر کے اُن کو مستقل طور پر تقسیم کر دیا جائے ۔

دوسری گذارش میری یہ ہے کہ ٹیوب ویل کے ذریعے سیم اور تھور کو دور کر سکتے ہیں چونکہ منچن آباد اور بہاولپور کا علاقہ عموماً سیم اور تھور سے برباد ہو چکا ہے اگر نہر صادقیہ کے کنارے پر ٹیوب ویل نصب کر دیئے جائیں اور ان کا پانی نہر میں ڈال دیا جائے تو اس پانی میں اضافہ ہو کر آئندہ آبادی کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے اور جو کمی پیدا ہوتی ہے وہ نہیں ہو سکے گی ۔ تو میری گذارش ہے کہ وہاں پر ٹیوب ویل نصب کیے جائیں جیسا کہ ضلع شیخوپورہ میں ہوا تھا ۔

اس کے علاوہ میں ایک اور گذارش کرونگا کہ حسوکان وال پتن پر پختہ پل تعمیر کرنے کے لیے منظور صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے ۔ اُس کو اگر مان لیا جائے تو اس صورت سے ساٹھ میل کا فاصلہ کم ہو جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی پل ہے اور یہ پل چشتیاں کے قریب ساھو کا پل ہے ۔ اس کا فاصلہ چشتیاں سے صرف سات ۔ آٹھ میل ہے ۔ دریائے ستلج پر اگر اس پل کو تعمیر کر دیا جائے تو پچاس میل کا فاصلہ بورے والا کو ملانے کے لیے حاصل پور چشتیاں کا کم ہو جاتا ہے ۔ یہ پل تیار ہونا بھی ضروری ہے ۔

جناب والا ۔ سمگلنگ کی روک تھام کے لیے میں یہ گذارش کرونگا کہ میرے علاقہ میں سمگلنگ کے الزام میں 23 زمینداروں کو گرفتار کیا گیا

حالانکہ اُن کا قصور نہیں ہے ۔ وہ قصور بارڈر پولیس کا ہے یا پولیس کا ہے جو ان لوگوں سے حصہ لیکر وہاں بھجواتے تھے ۔ جب حصہ اُن کو کسی نے نہ دیا تو اُن کو گرفتار کر لیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر تو دونوں ہی ملزم تھے ۔ ایک ملزم نے دوسرے ملزم کو پکڑ لیا ۔

چوہدری عبدالغنی ۔ جی ہاں ۔ پکڑ لیا ۔ جناب والا ۔ اگر ایک ملزم کو پکڑ لیا جائے تو پھر دوسرے کو بھی پکڑنا چاہیئے ۔ اُس کا بھی اتنا ہی قصور ہے جناب والا ۔ خاص کر intelligence کا عملہ جو وہاں پر تعینات ہے ۔ اُس کا بھی یہی طریقہ ہے کہ وہاں ہندوستان میں آدمی بھجواتے ہیں تاکہ وہ وہاں جا کر دیکھ بھال کریں ۔ دیکھ بھال کرنے کے بعد ہمیں بتائیں کہ کون کونسی جگہ پر ملٹری بیٹھی ہوئی ہے لیکن انہی سے وہ سمگلنگ کرواتے ہیں ۔ جس کے متعلق میں نے کئی مرتبہ پہلے بھی ملک کھر صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا ۔ اُنہوں نے بھی کوئی توجہ نہیں دی ۔ وہاں پر اب بھی ایک مقامی شخص غلام قادر نامی ہے جو پولیس کا چہیتا ہے اور وہ پولیس کا ملازم بھی تھا ۔ اُس کے خلاف آج تک پولیس میں کوئی کیس رجسٹر نہیں ہوا اُس کے لیے جب پولیس کو کہتے ہیں ۔ تو وہ کہتے ہیں ۔ کہ اس کے خلاف کوئی پرچہ نہیں ہے ۔ تمام علاقے کی سمگلنگ کا ذمہ دار وہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آپ کتنا وقت اور لیں گے ۔

چوہدری عبدالغنی ۔ جناب والا ۔ صرف دو منٹ اور لونگا ۔

جناب والا ۔ ملازمتوں میں پسماندہ علاقوں خاص طور پر سب ۔ ڈویژن فورٹ عباس سے ترجیحی سلوک فرمایا جائے ۔ کیونکہ یہ علاقے ایسی جگہ پر ہیں کہ وہاں کوئی ذریعہ آمدورفت نہ ہونے کی وجہ سے رشتہ داریاں ٹوٹ گئیں ۔ مرگوں پر لوگ نہیں پہنچ سکتے اور نہ ہی آج تک کوئی وزیر وہاں تک پہنچا ہے بلکہ وزیر کا جانا تو درکنار کوئی افسر بھی وہاں نہیں پہنچا ۔ اس دفعہ کمشنر صاحب وہاں گئے ہیں اور اُنہوں نے وہاں کا دورہ کیا ۔ اس سے پہلے کسی بھی کمشنر نے وہاں جانے کی زحمت گوارا نہیں کی اور اس کے متعلق

یہ مشہور ہے کہ "جا میاں راوی نہ کوئی آوے اور نہ کوئی جاوے" کیونکہ وہ ایسی جگہ ہے جہاں کوئی جانا پسند نہیں کرتا اور نہ ہی آج تک سب ڈویژن فورٹ عباس میں عرصہ چار سال سے کوئی بھی اے۔ سی۔ تعینات کیا گیا حالانکہ یہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اور۔ اے۔ سی کا ہونا لازمی ہے تو جناب والا۔ میری ان گذارشات پر غور فرمایا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ اب ایوان کی کارروائی 21 جون 1974ء آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 21 جون 1974ء بروز جمعۃالمبارک آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا۔)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا کارروائی رپورٹ

(جمعۃ المبارک ۔ 21 جون 1974ء)

(جمعۃ المبارک ۔ 29 جمادی الاول 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ اَلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ
الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ
مَاٰبٍ ۝ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ
لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ
قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝

پارہ ۱۳ — رکوع ۱۰ — آیات ۲۷ تا ۳۰

کہہ دو کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا اور جو اس کی طرف رجوع ہوتا ہے اس کو اپنی طرف کا راستہ دکھاتا ہے۔

جو لوگ ایمان والے ہیں اور ان کے دل یادِ خدا سے سکون پاتے ہیں۔ خبردار رہو کہ اللہ ہی کی یاد سے دل سکون پاتے ہیں، جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے، ان کے لئے خوشحالی اور اچھا ٹھکانا ہے۔ جس طرح ہم دوسرے پیغمبر بھیجتے رہے ہیں اسی طرح اے رسول! ہم نے تم کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گذر چکی ہیں، بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سناؤ اور وہ لوگ خدائے رحمٰن کو نہیں مانتے۔ تم کہہ دو کہ وہی تو میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1974-75

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ میاں مشتاق حسین ڈوگر ۔ چوھدری محمد صادق (سرگودھا) چوھدری ظہور احمد ۔ چوھدری بشیر احمد چٹھہ (ایوان میں موجود نہیں تھے) مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ (راولپنڈی ۔ 6) ۔ جناب سپیکر ۔ یہ سالانہ بجٹ میں نے پڑھا ۔ اور جناب محمد حنیف رامے صاحب کی تقریر بھی لفظ بلفظ پڑھی اور سنی ۔ جناب والا ۔ یہ بجٹ پڑھ کر یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ یہ بجٹ سرمایہ داری نظام کے تحت ایک بہترین بجٹ ہے ۔ میں نے اس سے پہلے کم از کم ایسا بجٹ اس اسمبلی میں نہیں دیکھا ۔ جناب والا ۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک بہترین بجٹ ہے اور ساتھ سرمایہ داری نظام کا حوالہ دیتا ہوں تو اس سے میری مراد یہ ہے کہ جب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ قیوم صاحب ۔ آپ ایک سیکنڈ ٹھہریں ۔ مجھے ابھی ایک فاضل رکن کی چٹ ملی ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ گزشتہ شب پیپلز ہاؤس سے ان کی کار کے چار ویل کیپ کوئی اتار کر لے گیا ۔ اس لئے از راہ کرم کارندوں کو ہدایت کریں کہ وہ فرض شناسی سے کام کریں ۔ بہر حال اس کا کیا کیا جائے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ پیپلز ہاؤس کے جتنے ملازمین ہیں ۔ ان میں سے ایک بھی حاضری نہیں دیتا ۔ وہ ہر وقت کوتاہی کرتے ہیں اور جتنے بھی ملازم ہیں ۔وہ ہر ایم ۔ پی ۔ اے ۔ نے اپنے اپنے خادم بنا رکھے ہیں ۔ جب ہم ان کی شکایت کرتے ہیں تو وہ جو ہمارے بھائی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بھئی آپ کم از کم اس طرح تو نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو پھر بھی آپ کر دیتے ہیں ۔ آپ اگلی بات کہیئے جس طرح کل شیخ عزیز احمد صاحب نے کہی تھی ۔

**رائے سخاوت علی خان** ۔ جناب والا ۔ وہاں پر جو پولیس بٹھائی گئی ہے وہ ہمارے ملازمین کو الٹا خراب کرتی ہے اور ان کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہتی ہے خدارا وہاں سے پولیس ہٹا لیں اور وہاں کے ملازمین سے کہیں کہ وہ ہمارا خیال کریں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ اس تجویز پر غور کریں کہ اگر فاضل اراکین جو ہاؤس میں آ کر ٹھہرتے ہیں یا کسی اور جگہ جا کر ٹھہرتے ہیں وہ ملازمین کا خود انتظام کر لیں اور جو ان کے مہینے کا خرچ ہے آپ اپنے ٹوٹل میں یا الاؤنس میں جمع کر لیں ۔

We can place it atyour disposal.

**رائے سخاوت علی خان** ۔ جناب والا ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ہیلز ہاؤس کے لان میں کل پرسوں سے انہوں نے والی بال کا نٹ لگا رکھا ہے اور اس میں جو ٹیوبیں لگی ہوئی ہیں وہ شاید دو سو روپے کی ایک ٹیوب ہے اور گراؤنڈ کو کوئی بھی پانی نہیں دیتا ۔ اس لئے وہ خشک ہو گئی ہے ۔ اس کے لئے جو مالی رکھا ہوا ہے وہ اپنی دوکانداری کرتا ہے اور جو اس کا سگریٹ کا کوٹہ ہے وہ اس کو بلیک کرتا ہے اور ممبران صاحبان کو کوئی سگریٹ نہیں دیتا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اس شکایت کو اور وہ ساری شکایتیں جو ریکارڈ ہوئی ہیں ان سب کو ہاؤس کمیٹی کے پاس بھیج دیں ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ اگر یہ مسئلہ ابھی ختم نہیں ہوا تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ ہاؤس کمیٹی پہلے موجود ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہر بار مختلف فاضل اراکین قرعہ اندازی میں وہاں رہتے ہیں ۔ کچھ active ہوتے ہیں اور کچھ in-active ہوتے ہیں تو جتنے فاضل اراکین ہیلز ہاؤس میں رہیں اور جب قرعہ اندازی ہو ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ان کی اصل میں یہ شکایت ہے کہ ملازمین ان کے ذاتی ملازمین بن جاتے ہیں ۔

**وزیر تعلیم** ۔ اچھا ۔ ان کے متعلق یہ شکایت ہے

**مسٹر سپیکر** ۔ انہوں نے کہا نہیں ہے مگر میرا جو اندازہ ہے ۔ وہ یہ ہے کہ وہ ان ہی کے خلاف ہے ۔

**وزیر تعلیم** ۔ تو میرے خیال میں اس کا تو یہ حل ہو سکتا ہے کہ ان سب کی ایک میٹنگ ہونی چاہیئے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اچھا جی ۔ اس سلسلہ میں میٹنگ کرتے ہیں ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ جناب والا ۔ اس بجٹ کو ایک اچھا بجٹ کہا جا سکتا ہے جس میں سرمایہ دار کا گھر بھی پورا ہو ۔ جاگیردار کا بھی گھر پورا ہو اور ایک عام آدمی کو وقتی طور پر بے وقوف بنایا جا سکے ۔ حقیقت کی روشنی میں اس بجٹ کا جب مطالعہ کیا جائے تو اس میں مختلف جگہوں پر کچھ امید کی جھلکیاں نظر آتی ہیں ۔ جناب والا ۔ وہ امید ایسی ہی ہے ۔ جیسے صحرا میں چلنے والے کو سراب نظر آتا ہے ۔ مسافر پانی کی امید میں چلتے چلتے پیاس سے مر جاتا ہے اور وہ سراب آگے چلتا جاتا ہے ۔

اسی طرح سے ایک اور مثال دی جا سکتی ہے وہ بھی ایسی ہی ہے کہ جیسے ایک مسافر یہ یقین کر لے کہ جہاں آسمان اور زمین آپس میں ملتے ہیں جب میں وہاں پہنچوں گا تو میرے دکھ درد کی نجات ہوگی ۔ تو جناب والا ۔ نہ آسمان اور زمین کہیں ملیں گے اور نہ ہی اس کے دکھ درد کا مداوا ہو سکے گا ۔ یہی حال ظالمانہ سرمایہ داری نظام کے تحت بجٹوں کا ہوتا ہے ان سے عام آدمی کے دکھوں کا مداوا نہیں ہوا کرتا بلکہ ان کو صرف بے وقوف بنایا جاتا ہے ۔

جناب والا ۔ اس میں خاص طور پر اس نقطہ نظر سے یہ ایک اور خوبی بھی رکھی گئی ہے کہ اس میں شراب اور ریس پر ٹیکس بڑھا کر اسکو مرکز کے بجٹ سے بہتر دکھانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ٹیکس بڑھا کر اچھی بات کی گئی ہے لیکن اس سے کیا مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ یہ بالکل اسی طرح ہے ۔ جیسا کہ ریگستان میں تپتی ہوئی دھوپ میں چلنے والا مسافر

سخت پریشان ہو کر سورج کی گرمی سے نڈھال ہو کر گر پڑتا ہے اور اس وقت بھی وہ یہ توقع رکھتا ہے کہ شاید کوئی چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا آسمان پر آ جائے - جو سورج کی تیز شعاعوں کو مدھم کر دے اور وہ زندہ بچ جائے لیکن وہ گرے ہوئے شخص کی نظروں کی غلطی ہوتی ہے اصل میں وہ چھوٹا سا بادل اسے بچا نہیں سکتا - اس طرح صرف یہ ٹیکس لگانا شراب اور ریس پر- وہ بھی آدھا آدھا کرکے - یہ آنکھوں میں دھول جھونکنے والی بات ہے اگر یہ تصور کیا جائے کہ اس سے عام آدمی کے مسائل حل ہو جائیں گے تو یہ بالکل غلط ہے - جناب والا - یہ سارا قصور سرمایہ داری نظام کا ہے جہاں تک ایک بات رہ گئی وہ یہ ہے کہ عام آدمی تو کیا میرے بہت سے چند ایک نادان ساتھیوں نے بھی کہا کہ یہاں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا تو میں اپنی حکومت سے پوچھتا ہوں کہ دیہی علاقوں میں - - - -

**چوہدری غلام قادر** - پوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا - کیا لفظ نادان پارلیمانی ہے -

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** - جناب والا - اگر ان الفاظ سے کسی ساتھی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں آپ کے حکم سے ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں -

میرے سیدھے سادھے ساتھیوں نے بھی اس کی بڑی تعریف کی - میں یہ کہتا ہوں کہ آج کے دیہاتیوں کی زندگی کا وہ کون سا شعبہ ہے جو پہلے ہی ٹیکسوں سے دبا ہوا نہیں ہے یہاں تک کہ سیلز ٹیکس دیکھو تو وہ دیہاتیوں پر ہے - پروونشل ٹیکس دیکھو تو وہ دیہاتیوں پر ہے - زچہ بچہ ٹیکس دیکھو تو وہ دیہاتیوں پر ہے - اس کے بعد اگر کسی نے تیتر رکھا ہوا ہے (حالانکہ یہ دیہاتیوں کے عام شغل ہوا کرتے ہیں) تو اس پر ٹیکس عائد ہے - بٹیر ٹیکس ہے ، باز ٹیکس ہے ، کتا ٹیکس ہے چولہا ٹیکس ہے - تو میں یہ کہتا ہوں کہ اب کون سی وہ مد باقی ہے جس پر اور کوئی نیا ٹیکس لگایا جائے . البتہ پیشاب ٹیکس لگایا جا سکتا ہے ایک انقلابی کی نظر سے - جناب والا - میں اپنی حکومت سے پوچھتا ہوں کہ کتنے ٹیکس عوام سے ہٹائے گئے ہیں ؟ کتنے

ٹیکس عوام سے ہٹا کر ان کی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے ؟
جناب والا ۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ سارا قصور اس ظالمانہ نظام کا ہے ایک طرف تو محنت کشوں کو سرمایہ دار لوٹتا ہے ۔ گنا ہم پیدا کرتے ہیں ہم سے گندم اور گنا مل والے سستے داموں لیتے ہیں اور پھر دوبارہ ہمیں محتاج کرکے وہی مہنگے داموں چینی ہمیں دی جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ ملوں اور فیکٹریوں میں کام تو مزدور کرتے ہیں محنت کش کرتے ہیں لیکن سرمایہ دار دولت کے بل بوتے پر ان کی محنت کے برابر ان کو اجرت نہ دے کر اپنی تجوریاں بھر بھر کر ظلم کرکے ایک فیکٹری سے دس ۔ دس ۔ فیکٹریاں لگاتا ہے ۔ اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ محنت کش کو لوٹا جاتا ہے اور پیداوار کرنے والوں کے ساتھ ظلم کیا جاتا ہے ۔ اس سے سستے داموں اشیاء لی جاتی ہیں ۔ کم از کم consumers کو سستی اشیاء تو دیں ۔ ایک طرف تو پیداوار کرنے والے پر ظلم اور دوسری طرف consumers پر ظلم ۔ کیا کوئی حکومت نہیں جو اس مڈل مین کو دونوں ہاتھوں لوٹنے سے روکے ؟ آخر یہ دولت کے بل بوتے پر کیوں قوم کو دونوں ہاتھوں دن رات لوٹ رہا ہے ؟ کیا اس ملک میں کوئی انصاف کرنے والا نہیں ؟ کیا پیپلز پارٹی کا ساتھ ہم نے اس لئے دیا تھا کہ ظالمانہ نظام کو اور مضبوط بنایا جائے گا ؟

جناب والا ۔ کیا ہم نے پیپلز پارٹی کا اس لیے ساتھ دیا تھا کہ اس نظام کو اور زیادہ مضبوط بنایا جائے گا ۔ نہیں بالکل نہیں ۔ ہم نے اس لیے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا کہ اس ملک میں سوشلزم نافذ ہو گا ۔ اور اس ملک میں غریبوں کے حالات بہتر ہونگے ۔ مساوات مجدی ہوگی ۔ کوئی ننگا نہ ہو گا کوئی بھوکا نہ سوئے گا کوئی بے گھر نہ رہے گا اور کوئی بے روزگار نہ ہوگا ۔ ظلم کا نام و نشان نہ ہوگا ہر طرف انصاف کا بول بالا ہوگا ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔)

جناب والا ۔ اس سرمایہ داری نظام میں ایک ظلم یہ بھی ہے کہ اوپر والا طبقہ عوام کو ہمیشہ بیوقوف بنانے کے لیے کوشاں رہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے امیروں پر ٹیکس لگایا اور غریبوں کا خیال رکھا اور سہولتیں دیں اسی طرح اس بجٹ میں کہا گیا ہے ۔ جو گھروں میں سوئی گیس کے

consumers ہیں ۔ ان پر ٹیکس نہیں لگائے گئے ہیں ۔ لیکن فیکٹریوں پر اور ملوں پر ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آیا ان پر یہ پابندی بھی لگائی گئی ہے کہ وہ cost of prices کو زیادہ دکھا کر قیمتوں کو زیادہ نہیں بڑھائیں گے ؟ جناب والا ۔ جب فیکٹری مالک پر ٹیکس لگایا جاتا ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پر قیمتوں کو نہ بڑھانے کی پابندی لگائی جائے ۔ اگر یہ آپ تصور کریں ۔ کہ اس ملک میں کم آمدنی والوں کی زندگی اجیرن نہ رہے اگر آپ تصور کریں کہ اس طرح سے اُن کے حالات کچھ بہتر ہو جائیں گے تو یہ بالکل غلط اور بالکل بے سود بات ہے ۔ ادھر سوئی گیس کے استعمال کے لیے فیکٹریوں پر ٹیکس لگا اور فیکٹریوں نے cost of prices بڑھا دیں گے ۔ قیمتیں اور مہنگی ہو جائیں گی اور اس طرح سے ایک آدمی ۔ ایک کم آمدنی والا آدمی اور زیادہ پریشان ہوگا ۔ اس طرح سے انہوں نے سوئی گیس کے علاوہ پیٹرول کی قیمت تو بڑھا دی لیکن انہوں نے بسوں کے مالکان کو بھی حکم دیا کہ تم کرایہ نہیں بڑھاؤ گے (نہیں دیا ۔ نہیں دیا) تو جناب والا ۔ جب تک اس نظام میں جو free enter prize ہے ۔ اُسے جاری رکھا جائے گا ۔ یہ تصور کیا جائے کہ عام آدمی کے حالات بدلیں گے ۔ یہ غلط بے سود اور بے فائدہ بات ہو گی ۔ جناب والا ۔ تو اس نظام کو توڑنے کے لیے جس کا ہم نے وعدہ اس دھرتی کے غریب عوام سے کیا ہوا ہے اس ظالمانہ استحصالی نظام کی زنجیروں کو کاٹنے کے لیے سب سے پہلے مضبوط تنظیم کی ضرورت ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

کسی حکومت کے پاس جب تک مضبوط پارٹی تنظیم نہ ہو وہ کامیاب نہیں ہوا کرتی ۔ انقلابی پارٹی کے لیے تو تنظیم ہی سب کچھ ہوا کرتی ہے یہاں تک کہ حکومتی ٹولہ کو پارٹی گائڈ کیا کرتی ہے ۔ یہاں بھی جب تک ہم نظریاتی اور مخلص کارکنوں کو جائز مقام نہیں دیتے جب تک، موقعہ پرستوں ۔ ابن الوقتوں اور مفاد پرستوں کو اپنی صفوں سے باہر نہیں پھینک دیتے حالات تبدیل نہ ہونگے ضرورت اس بات کی ہے کہ قائد عوام کا ساتھ دینے والے لوگ جنہوں

نے ایوبی دور کے ظلم کے خلاف جدوجہد کی تھی اُن بھٹو کے سچے ساتھیوں انقلاب کے داعیوں کو جیلوں میں نہ ٹھونسا جائے بلکہ جائز مقام دیا جائے اور کارکنوں پر اعتماد کیا جائے تا کہ اس ملک میں انقلاب کی تکمیل ہو سکے۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

تحصیلداروں اور پولیس کے افسروں سے رپورٹیں طلب کرنے والو کان کھول کر سن لو وہ تو شریف آدمی کو کہیں گے ۔ جو اُن کی دلالی کرے گا۔ تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو شریف لوگوں کی لسٹ میں نہیں دیگا۔ کیونکہ کارکن دلال نہیں ہوتے وہ تو معاشرے میں برائیوں کے خلاف جہاد کرتا ہے ۔ قصہ مختصر کہ سوشلزم کے نفاذ کے لیے انقلابی تنظیم کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ تو اس سلسلہ میں ایک دفعہ راولپنڈی کنونشن میں جناب شیخ محمد رشید مرکزی وزیر صحت اور پنجاب پی پی کے صدر نے کہا تھا کہ تنظیم میں عہدے ان لوگوں کو دیے جائیں جن کا معاشرہ میں معاشی مقام پی پی کے منشور سے تضاد نہ رکھتا ہو ۔ دوسرے لفظوں میں انہوں نے فرمایا تھا کہ نیچے سے اوپر تک جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو کوئی عہدہ نہ دیا جائے ۔ محنت کشوں کے ہر جگہ آگے لانے کی کوشش کریں ۔

جناب والا ۔ اس تنظیم کے بعد تعلیمی میدان کی طرف آتا ہوں ۔ جب تک ایک طریقہ تعلیم نہیں ہوگا ۔ اس وقت تک آپ کروڑھا روپے صرف کریں یہ قوم کے ساتھ ایک دھوکا ہوگا ۔ حالات بہتر نہ ہو سکیں گے ۔ ہم انصاف کسی طریقہ سے نہیں لا سکیں گے ۔ جناب والا ۔ ایک طبقہ کی بالا دستی کیوں رکھی جاوے ؟ ہم نے تو جناب والا ۔ مساوات محمدی کا گیت گایا تھا ۔ اللہ تعالےٰ نے کبھی استحصالی طبقہ کو یہ مرتبہ نہیں دیا ہے ۔ کہ وہ خاص سکولوں میں اپنے بچوں کو تعلیم دلوائیں ۔ جہاں پر سہولت میسر ہو اور ہمارے بچے ایسے سکولوں میں تعلیم حاصل کریں ۔ جہاں نہ سٹاف ہو اور نہ فرنیچر ۔ نہ بلڈنگ ہو اور نہ ٹاٹ بلکہ زمین پر جا کر بیٹھیں ۔ یہ سب فرق اللہ کی طرف سے نہیں ہمارا پیدا کردہ ہے ۔ اسے ختم کر کے اس کی جگہ ایک طریقہ تعلیم نافذ

کیا جائے ۔ داخلے اور تقرریوں میں دھاندلیوں کو روکنے کے لیے داخلہ صرف اور صرف نمبروں کی بنیاد پر ہونا چاہیئے ۔ اور نمبروں کی بنیاد پر رکھا جائے ۔ جس کے نمبر زیادہ ہوں ۔ اس کو داخلہ ملے ۔ اور جس کے نمبر کم ہو اس کو داخلہ مت دو ہم نے صرف پاکستان پیپلز پارٹی کو مراعات نہیں دینی ہیں ۔ صرف اپنے کارکنوں کو accomodate نہیں کرنا ہے بلکہ وعدہ ہمارا یہ تھا کہ ہمارا انصاف اس دور دراز بابا کے پاس بھی پہنچیگا ۔ جس کا نہ کوئی ایم ۔ پی ۔ اے اور نہ کوئی ایم این اے ہے ۔ جس کا کوئی سہارا نہیں ہوگا ۔ دور دراز کے علاقوں تک ہمارا انصاف پہنچے گا ۔ وہ اس صورت میں ہوسکتا ہے ۔ جناب والا ۔ کہ تقرریوں اور داخلے میں صرف اور صرف نمبروں کو مقدم رکھا جائے ۔ انٹرویو سسٹم میں سفارشیں چلتی ہے ۔ ظلم ہوتا ہے ۔ غریب اور مستحق لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں اور غیر مستحق لوگوں کو آگے آنے کا موقعہ ملتا ہے ۔

جناب والا ۔ میری گذارش ہے کہ جو زرعی اصلاحات ہیں ۔ وہ زرعی اصلاحات اس طرح سے ہوئیں ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا بادل کا نظر آتا ہے اور تپتی ہوئی دھوپ میں کراہتے ہوئے لوگ یہ تصور کریں ۔ کہ شاید بادل آ جائے گا اور اس سے ہمیں ٹھنڈک پہنچے گی لیکن اس سے ٹھنڈک نہیں پہنچ سکتی ہے ۔ جب تک کہ جاگیرداروں سے جاگیریں چھین نہیں لی جائیں گی اور خود کاشت کرنے والے چھوٹے مالکوں اور مزارعوں کو تقسیم نہیں کر دی جائیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔) چھین لو ان سے جاگیریں ۔ ہمیں یہ کہانیاں نہ سناؤ کہ مزارعین کو بیدخل نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ پرانا قانون ہے ۔ بابا مزارعین آج بھی مالکان کے ظلم میں پس رہے ہیں ان میں عدالتی جنگ کرنے کی سکت نہیں ۔ انصاف دولتمند چھین لیتا ہے غریب تک نہیں پہنچنے دیتا ۔ یہ قانون ظاہرہ مزارعوں کے حق میں ہے حقیقت میں مالک ظالم سب کچھ کرتا ہے ۔ بھئی یہ قانون کون نافذ کرائے گا ۔ اس ملک کا قانون مکڑی کے جالے کی طرح سے ہے ۔ جس میں چھوٹا جانور (مکھی) پھنستا ہے مگر بھینس یا اور موٹا جانور اس کو چیر کر آگے نکل جاتا ہے ۔ اس کے لیے کوئی قانون نہیں ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین ۔)

جناب والا ۔ حالات صرف اس صورت میں بدل سکتے ہیں ۔ جب لوگ اپنی زمینیں خود کاشت کریں ۔ جو زمیندار جتنی بھی زمین خود کاشت کر سکتے ہیں، اس میں کوئی بات نہیں ہے ۔ لیکن اگر کوئی جاگیردار یہ کہے کہ میں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر ۔ مزارعین پر ظلم کر کے ۔ گھر بیٹھے کھانا کھاؤں ۔ تو یہ کھانا ہم اسے بیٹھ کر نہیں کھانے دینگے ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

اس کے بعد قانون بنا دو کیونکہ قانون کے بغیر کام نہیں چلتا۔ مزارعین سے زمین صرف اسی صورت میں مالک لے لے جب کہ وہ خود خوشی سے کاشت کرنا چھوڑ دے اور مالک کے خود حوالے کرے ۔ اگر کوئی مزارع غلطی کرے تو ایک مزارعین پر مشتمل پنچائت فیصلہ کرے ۔ جب تک مزارع خود نہ کہے زمین سے اسے بیدخل نہ کیا جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ اب میں (Industrial Side) صنعتی ترقی کی طرف آتا ہوں کہ فیکٹریوں اور ملوں میں محنت کشوں کو ان کی محنت کے برابر اجرت نہیں مل رہی ہے ۔ آج بھی سرمایہ دار ان پر اتنا ظلم کر رہے ہیں ۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے Labour Reforms کر دی ہیں ۔ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ کسی مزدور کے مقدمے کا فیصلہ 14 دن کے اندر اندر ہوا ہے ؟ میں نے اسمبلی میں یہ سوال کیا تھا ۔ ایک بھی کیس ایسا نہیں ہوا ہے ۔ جس کا فیصلہ چودہ دن کے اندر اندر کیا گیا ہو ۔ تمام کے تمام مزدور چھ چھ مہینے سال سال تک عدالتوں کے چکر لگاتے رہتے ہیں ۔ ان کو انصاف نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ جناب حنیف رامے صاحب نے کہا تھا کہ مزدور کا اعتبار ہماری Labour Courts سے اٹھتا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ میری گزارش ہے کہ تمام ملوں اور فیکٹریوں کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے میں یہ جناب سے گزارش کروں گا کہ پہلے ہم نے جو ملیں لی ہیں ۔ وہ ہم نے قومی ملکیت میں نہیں لی ہیں بلکہ ہم نے ان پر سرکاری کنٹرول کیا ہے اسے nationalisation کی بجائے state control کہا جائے تو بہتر ہے ہماری کتابوں میں انقلاب کی کتابوں میں nationalisation اس کو کہتے ہیں کہ جس

میں share holders کے حصہ جات لے کر قومی خزانوں میں ڈال دیں۔ تمام فیکٹریوں ۔ ملوں یہاں تک کہ جاگیروں کو بھی بلا معاوضہ قومی ملکیت میں لے لیا جائے ۔ اورگورنمنٹ تمام ذرائع پیداور پر قبضہ کر کے خود ملک میں انڈسٹریز لگائے ۔ سرمایہ داری نظام ٹوٹے گا ۔ مہنگائی سے غریب محنت کش چھوٹے گا اور ملک خوش حال ہو گا (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ ہاؤسنگ سکیم کے متعلق گزارش یہ ہے کہ کیا حق پہنچتا ہے آپ کو کہ آپ یہ تمام کالونیاں شہروں میں بنائیں اور دیہات میں ایک بھی کالونی نہ بنائیں ؟ آپ کے خیال میں کیا دیہاتوں میں انسان نہیں بستے ؟ کیا وہ 80% آبادی قومی طاقت نہیں ؟ خدارا اپنی ہاؤسنگ سکیم کو ان علاقوں کی طرف بڑھائیں ۔ اب جناب والا ۔ اتنا لمبا چوڑا پروگرام تو بٹ نے آگے رکھدیا ہے ۔ تو اس کا طریقہ کار کیا ہے ۔ اتنی دولت کہاں سے آئے گی میں یہ کہتا ہوں کہ پندرہ منٹ تک یہاں چوراہے پر راستہ روکتے ہیں تو سینکڑوں کاریں آکر وہاں پر رک جاتی ہیں ۔ تو یہ کاریں کہاں سے آتی ہیں اگر اس ملک میں دولت نہیں تو وہ دولت کہاں سے آئی ہے ۔ نہیں اس ملک میں دولت ہے مگر وہ چند ہاتھوں میں سمٹی ہوئی ہے اس دولت کو برابر برابر تقسیم کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ آپ سب سے پہلے اپنے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو سے کہونگا کہ ڈی کلاس بنو تبدیل کر لو اپنے کپڑے اور ہو جاؤ کھدر پوش اور پوری قوم کو کھدر پوش کر دو قوم کے سامنے نمونہ پیش کرو اور تمام کی تمام مصنوعات باہر بھیجو ۔ دیکھو قوم کیسے سیدھی ہوتی ہے ۔ اس طرح سے زر مبادلہ بھی ملے گا اور قوم دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گی (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد ہماری قیادت میں زندگی کا ہر شعبہ اور ہم سب حکومت کے لوگوں کو ایک نمونے کے طور پر ہونا چاہیے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ عبدالقیوم بٹ صاحب کی تقریر سے پہلے ہی عبدالحفیظ کاردار صاحب کھدر پوش ہو گئے ہیں ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ الحمد للہ سب ساتھیوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ ایسی توفیق دے ۔

**بیگم آباد احمد خان** ۔ جناب والا ۔ میرا خیال ہے کہ پہلے انہیں خود کھدر پوش ہونا چاہیے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ پلیز ۔ تقریر کرنے والے کا ذکر نہیں کیا کرتے ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ جناب والا ۔ اماں جی کی نظر کمزور ہے ۔ میں نے یہ کپڑا تین روپے گز کے حساب سے لیا تھا ۔ اگر وہ لینا چاہتی ہیں تو لے لیں ۔

**Mr. Speaker** : No personal attacks. (Interruptions)

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ وزراء کو کوٹھیوں سے نکال دیا جائے اور ان سے کاریں لے لی جائیں اور ان کو کوارٹروں میں عام آدمی کی طرح رہائش دی جائے ۔

**ملک سرفراز احمد** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ عبدالقیوم بٹ صاحب نے جو یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ مائی صاحبہ کی نظریں کمزور ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ یہ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ انہوں نے بھی چشمہ پہنا ہوا ہے اور آپ نے بھی چشمہ پہنا ہوا ہے اسی لیے میں نے یہ کہا ہے ۔ کہ ان کی نظر کمزور ہے ۔

**ملک سرفراز احمد** ۔ مجھے وہ کپڑا نظر آ رہا ہے جو کہ تین روپے گز والا نہیں ہے ۔

**رائے میاں خان کھرل** ۔ جناب والا ۔ وہ ہماری بھی ماں ہے ۔ واقعی ان کی نظر کمزور ہے ہم سب کو ان کی عزت کرنی چاہیے ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ آپ سب سے بڑھ کر وہ میری اماں جی ہیں ۔ میں ان کا سب سے زیادہ احترام کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزراء سے کوٹھیاں لی جائیں ۔ میرے خیال میں ہم محکموں پر چالیس لاکھ روپے ماہوار کے حساب سے سالانہ خرچ کر رہے ہیں ۔ تعلیمی اداروں میں جو ہم

سرکاری بلڈنگ acquire کی ہوئی ہیں ۔ ان کی جگہ ہم ان کوٹھیوں کو utilize کرسکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ گورنر ہاؤس 20 میل لمبا ہے ۔ یہ کیا تک ہے کہ گورنر ہاؤس 20 میل لمبا ہے ۔ یہ گورنر ہاؤس سامراجی دور کا بنا ہوا ہے ۔ اس کو ختم کر کے ان کو چھوٹے کوارٹروں میں رکھا جائے تا کہ قوم کے سامنے نمونہ پیش ہو ۔ ہمارے ملک سے سامراجیوں کے نشانات مٹانے کے لیے یہ سب اقدامات ضروری ہیں ۔ فضول قسم کے محکمے بند کر دیے جائیں ۔ جناب والا ۔ نیشنلائزیشن کے سلسلے میں بھی ہمیں بہت پیسے ملیں گے اور اس سے بھی دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو گی ۔ جن لوگوں کے پاس چار چار کوٹھیاں ہیں ان سے لے لی جائیں ۔ ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ عیاشی کریں جب کہ ہمارے مزدور لوگ فٹ پاتھ پر سوتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ اب میں علاقائی مسائل کی طرف آتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اپنی تقریر 25 منٹ جاری رکھی ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ صرف آدھا منٹ اور لوگ کا اپنے علاقائی مسائل کے بیان کرنے کے لیے ۔

جناب والا ۔ ضلع راولپنڈی کی پسماندہ کیوں نہیں قرار دیا گیا ؟

مسٹر سپیکر ۔ جہاں آپ جیسے ترقی یافتہ لوگ ہوں وہ کیسے پسماندہ علاقہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ اس لیے کہ چند سامراجی اسلام آباد میں رہتے ہیں لہذا مہربانی فرما کر اسے پسماندہ قرار دیا جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ سکیموں کے سلسلے میں موازنہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمیں بڑی بے دردی سے نظر انداز کیا گیا ہے ۔ ہمارا سختی سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ تمام بارانی علاقے جہاں لوگوں کا انحصار بارش پر ہے وہاں کم از کم شہروں کے برابر جتنی جلدی ہو سکے راشن کیا جائے ۔ میرے علاقے چینی اور آٹے کے بغیر بھوکے مر رہے ہیں ۔ انہوں نے مجھے استعفے دے دیے کہ ہم پہلے پارٹی میں نہیں رہنا چاہتے ۔ میں نے ہاتھ باندھ کر ان کو کہا کہ میں چلا کر اس ہاؤس

میں یہ بات کروں گا اور میرے خیال میں وزیر خوراک کم از کم اتنی مہربانی کرینگے کہ وہ اس علاقے میں جو بارانی ہے جتنی جلدی ہو سکے حالات کو بہتر کرنے میں پوری پوری کوشش کریں گے ۔

جناب والا۔ جو میں نے اس معاشرے کی اصلاح کے متعلق گزارشات کی کار ہیں ان پر ضرور غور کیا جائے اور آخر میں میں یہ کہتا ہوں کہ جب تک اور کوٹھی کی دوڑ ہم ختم نہیں کرتے حکومت ختم نہیں کرتی ۔( کیونکہ یہ ذمہ داری ہم پر پڑتی ہے) اس وقت تک یہ توقع کرنا کہ معاشرہ کرپٹ نہیں ہوگا اور کہ یہ معاشرہ صاف رہے گا ۔ یہ توقع کرنا کہ انتظامیہ صاف ہوگی یہ بالکل بے سود ہے ۔ کار اور کوٹھی کی دوڑ اسی صورت میں ختم ہو سکتی ہے جب ہم اس دوڑ کو روکیں گے تو قدرتی بات ہے اس وقت عوام بھی ہماری نقالی کر کے سیدھے راستے پر چلیں گے ۔ اور جناب والا ۔ جو کام ہم تین سال میں نہ کر سکے وہ کام تین مہینے میں ہو جائے گا ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا (نعرہ ہائے تحسین) ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ جمیل اللہ خان ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ ( 9 گوجرانوالہ ) جناب والا ۔ کئی دن سے سالانہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور کئی فاضل اراکین اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے محترم وزیر خزانہ کبھی ادھر ڈوبے کبھی ادھر ڈوبے ۔ کبھی ادھر نکلنے والا سوال ہے اور وہ بہت کم ہی اس ہاؤس کی طرف نکلتے ہیں ۔

جناب والا ۔ معزز اراکین نے اپنے اپنے علاقے کے مسائل یہاں بیان کیے اور وہ انہیں کی توجہ کے لیے تھے اور ان کے ساتھ دوسرے وزراء کی توجہ کے بھی محتاج تھے وہ اپنی بنسری بجاتے رہے ۔ لیکن دودھ دینے والی بھینس یہاں نہیں رہی ۔ صرف ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تھے وہ شائد اپنے نام کی نسبت سے شروع سے لیکر آخر تک سیشن میں موجود رہے ۔ باقی وزراء بھی گاہے

بگاڑے یہاں موجود رہے ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں یہ عہدہ سنبھالا تھا تو انہوں نے اپنی پہلی پریس کانفرنس میں ارشاد فرمایا تھا کہ اس ملک میں سماج کا جو طاقت ور ظالم دشمن ہے ۔ وہ طاقتور نہیں رہیگا ۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئیں)

اور جو شریف آدمی ہے وہ کمزور نہیں رہے گا ۔ لیکن مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے متعلق بڑی امیدیں وابستہ تھیں ۔ مگر کوئی قدم ابھی نہیں اٹھایا گیا ۔ لیکن بسا آرزو کہ خاک شدی ۔ اب دن کی روشنی میں بھی بینک اور زیورات کی دوکانوں پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے ۔ اسی شہر لاہور میں معصوم اور مجبور بچیوں کی عصمت لوٹ کر رکشہ سے سڑک پر پھینکا جاتا ہے غریب قلی جس کی ستر روپے کل تنخواہ ہے وہ جب اپنے بچے کا رشتہ لیکر واپس آتا ہے تو اس کو سڑک کے اوپر قتل کر دیا جاتا ہے ۔ اس کا نام [illegible] جو ستر روپے ہے (اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں انسان کی قیمت ستر روپے رہ گئی ہے) اس کے لیے اسے قتل کر دیا جاتا ہے ۔ غنڈہ گردی ۔ قتل و غارت اور ڈاکہ زنی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے ایک فاضل رکن نے یہاں پر ارشاد فرمایا تھا کہ ایک انسان کی بھی اغوا ہوتی ہے ۔ ایک مزارع پر ظلم ہوتا ہے لیکن قانون حرکت میں نہیں آتا ۔ قانون ان کے خیال میں جاگیرداروں کی منشاء اور ان کی انا پر چلتا ہے ۔ جناب والا ۔ کیا میں اس سے یہ یقین کر لوں کہ یہ حکومت جاگیرداروں کی حکومت ہے ؟ کیا قانون پر ان کا اختیار نہیں رہا ؟ ان سے یہ فاضل رکن اسی فاضل ایوان میں شاکی ہے کہ قانون حرکت میں نہیں آتا ۔ بچی کی عصمت لوٹی جاتی ہے ۔ مزارع کا حق اس کو نہیں دیا جاتا ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ قانون جاگیرداروں کی جاگیر ہے ۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ پولیس اور انتظامیہ پر اتنا کیوں خرچ کر رہے ہیں ؟

جناب والا ۔ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد ایک المناک اور افسوس ناک سانحہ ربوہ کا ہوا جس کے متعلق کل میرے ایک فاضل رکن نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ مولویوں نے قائد اعظم جناب سرسید احمد خان ۔ اور فیاض ملت ڈاکٹر علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کے متعلق فتوے دے دیے

تھے کہ وہ کافر ہیں ۔ یہ بھی انہیں مولویوں کا فتویٰ ہے کہ قادیانی کافر ہیں ۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ مشائخ کا مولویوں کا اور علماء کا فتویٰ ہم نہیں مانتے حالانکہ حقیقت میں اگر مولوی نہ ہوتے تو ہم اور آپ نہ ہوتے ۔ آپ کے اور ہمارے ماں باپ کا نکاح ہی انہوں نے پڑھایا تھا ۔ تو علماء اور مشائخ کا فتویٰ ہم نہیں مانتے ۔ ہم یہ بھی ماننے کے لیے تیار نہیں کہ یہ ہمارے آئین کی ڈیانڈ ہے ۔ مگر میں ذاتی طور پر یہ جانتا ہوں کہ ختم نبوت ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے ۔ یہ اس کا دین ہے ختم نبوت اس کا ایمان ہے ~~اگر ان کی ڈیانڈ اور ان کا mandate جو ہے وہ خدا کے آئین میں موجود ہے ۔~~

میاں خورشید انور ۔ بے شک ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ گذشتہ تقریر میں میں نے عرض کیا تھا اور اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ جس کے متعلق میرے ایک محترم رکن نے ارشاد کیا تھا کہ یہ پٹان مقیوں کا کنبہ ہے ۔ اس پٹان مقی کے کنبہ کے کہنے پر پاکستان میں گذشتہ سے پیوستہ جمعہ کو ایک عظیم الشان ہڑتال ہوئی ۔ اس کے متعلق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہڑتال جو ان کے کہنے پر ہوئی اس کے دوران کسی جگہ بھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا ۔ جس سے قوم کا سر جھکے ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ اپوزیشن ہی نے یہ ہڑتال نہیں کی بلکہ سب نے کی تھی ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ اس کے دوران فوج ملوث کی جائے گی اور میں نے درخواست کی تھی کہ خدارا فوج کو ملوث نہ کیجئے ۔ وہ فوج جو بہترین فوج تھی اس کی پیشانی پر ایک بدنما دھبہ آ گیا ہے اس لئے جب تک وہ اس کو دھو نہ پائیگی ۔ اپنے ملک اور قوم کے سامنے سرخ رو نہیں ہو سکتی ۔ اس وقت اس کا کوئی اظہار و خیال نہیں کیا گیا لیکن دوسرے دن فوج بلا لی گئی اور ان کی سنگینیں اور مشین گنیں لاہور کے شہر میں بلا لی گئیں ۔ میں خود فوجی ہوں ۔ ان کے دل میں تڑپ ہے کہ ان مشین گنوں اور سنگینوں کا رخ واہگہ کی طرف اور جموں و کشمیر کی طرف ہو ۔ تب ہی اس کا ازالہ ہو سکتا ہے میں نے 28-27 سال ملازمت کی ہے میں نے دیکھا ہے کہ

فوج اس وقت طلب کی جاتی ہے جب سول انتظامیہ پولیس اور دوسرے حفاظتی دستے انتظام کرنے میں ناکام ہو جائیں - مفلوج ہو جائیں - میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہماری حکومت نے انتظامیہ اور پولیس کو آزمائے بغیر ہی فوج طلب کر لی ہے - کیونکہ آجکل انتظامیہ ایک بے یقینی کے دور سے گزر رہی ہے اور بد قسمتی سے یہ سیاہ واقعہ یہاں پیش آیا ہے - کہ وزیر موصوف نے اسی ہاؤس میں کھڑے ہوکر ایک تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کو معطل کر دیا تھا - صرف ایک ایم پی اے کے کہنے پر شیخ صاحب نے اس پر احتجاج کیا تھا - اگر یہ ریت پڑ گئی کہ ایم پی اے کے کہنے پر افسر نکال دیا جائے یا معطل کیا جا سکے - تو یہ ممکن ہے کہ آپ اس کو اگر کوئی اور حکم دیں وہ نہ مانے تو یہ آپ کا استحقاق ہوگا کہ آپ اس کو اس ہاؤس میں رکھ دیں - لیکن اب انتظامیہ اتنی مفلوج ہو چکی ہے - میں آپ کی پارٹی سے التجا کرتا ہوں -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - کورم نہیں ہے -

مسٹر چیئرمین - گھنٹیاں بجائی جائیں - - گھنٹیاں بجائی گئیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر - کورم ہو گیا ہے -

راجہ جمیل اللہ خان - جناب والا - انتظامیہ مفلوج کیوں ہے - اس کی ایک وجہ تو میں نے یہ بتائی ہے - دوسری وجہ یہ ہے کہ حکمران پارٹی میں انتشار ہے اور اس کے مظاہرہ کے سلسلے میں گزشتہ تین سال کی تاریخ شاہد ہے کہ پنجاب کو تین مرتبہ وزارت نصیب ہوئی ایک سرکاری اور دو مرتبہ غیر سرکاری - (Interruptions)

Mr. Speaker. No interruptions please.

راجہ جمیل اللہ خان - پہلے ملک معراج خالد صاحب کو ان کے بعد غلام مصطفےٰ کھر کو اور پھر حنیف رامے صاحب کو بد قسمتی سے پنجاب کو قیادت نصیب نہ ہوئی - اس کی وجہ یہ ہے کہ پارٹی میں انتشار ہے - ہمیں تو

"بھان متی،، کا کنبہ کہا گیا ہے۔ مجھے بتائیں کہ یہ "ھنومان،، کا کنبہ ہے ۔ جس کا مظاہرہ روزانہ تقریروں میں ہوتا ہے ۔ اور جس کی حالت یہ ہے کہ وزرا استعفا دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ اور اس کا مظاہرہ ہر روز یہاں پر وزراء اور ممبران کرتے ہیں ۔ یہ تمام قیادت کی کمزوری ہے اور اس کا اثر انتظامیہ پر پڑتا ہے اور کمزوری اس لئے ہوئی ہے کہ آپ نے اسلام کا دامن چھوڑ دیا ہے اور پاکستان ۔ تثلیث کا تحفہ بن گیا ہے میرے محترم دوست سپورٹ مین ہیں بہترین کرکٹر ہیں ۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو انہوں نے خیر باد کہہ دی اور کہا کہہ آپ بیٹنگ کریں اور وہ با وقار طریقے سے علیحدہ ہو گئے ہیں ۔ ہمارا دین اسلام ہے اور میرے دوست حافظ صاحب نے کہا ہے کہ ۔

جدا ہوا دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ہماری معیشت سوشلزم ہے ۔ طرز حکومت جمہوریت ہے ۔ تینوں چیزیں علیحدہ بتائی گئی ہیں ۔ میں حافظ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ چنگیزی نہیں ہے ۔ سوشلزم کا دعویٰ رکھنے والے میرے بہت عزیز دوست ہیں کئی مرتبہ ان سے مباحثہ ہوا ہے اور کہا ہے کہ سوشلزم کی تعلیم کے اوپر نعوذ باللہ خدا کا پیوند لگا دیا ہے ۔ یہ اسلام ہے میں نے کہا ہے کہ اس پیوند کو کلمہ سے نکال دیں ۔ اس وقت میرے دوست نے کہا کہ ہم پیوند نہیں کہتے ۔ ہم کہتے ہیں کہ سوشلزم نے اچھی چیزیں اسلام سے لی ہیں ۔ اگر کسی چیز کو مستعار لیا جائے تو وہ اصل چیز اچھی یا وہ لینن کی کتاب اچھی یا ماؤزے تنگ کی تعلیمات اچھی یا خدا کی کتاب اچھی کہ جس سے چیز مستعار لی گئی ہے ۔ تو کیوں نہ ہم سیدھا سادہ اسلام کا دعویٰ کریں ۔ جس کی قسم قائد ایوان نے بھی اس معزز ایوان میں کھائی تھی اور ہر ایک پاکستانی کو کہا تھا کہ وہ اسلام کا سپاہی ہے اور پاکستان کی افواج کا سپاہی ہے نہ کہ سوشلزم کی افواج کہا تھا ۔ اس انتشار کی بدولت آج قائد ایوان جو میں جانتا ہوں کہ بہترین قائد ہیں اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو آج عوام ان پر اعتماد نہ کرتے ۔ انہوں نے مجبور ہو کر مجیب الرحمان کے تو چھ نکات تھے ، تو انہیں پانچ نکات دینے پڑے ہیں اور اگر آج کے اخبارات اٹھا کر پڑھیں تو خدا کی قسم ایسے دیکھ کر میرا سر جھک گیا ۔ آج قائد عوام کو پیپلز پارٹی کے متعلق یہ کہنا

پڑا کہ شریفوں کو پارٹی میں لائیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پارٹی میں شریف کم ہیں ۔ میں نے عرض کی ہے کہ جب شریفوں کا مقام پیدا ہوگا تو موشلزم والے سوچیں ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

**Mr. Speaker.** That was a general statement. That was not a particular statement.

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب میں نے یہ کہنا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پارٹی میں شریفوں کی کمی ہے ۔ اور اس کا مفہوم کیا ہے ؟ اس کا مفہوم یہی ہے کہ جو لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ شریف نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب ۔ کرنل راجہ صاحب ہمارے بزرگ ہیں اور قابل احترام ہیں ۔ وہ اس قسم کا لیبل ہم پر تو نہ لگائیں کہ صرف حزب اختلاف والے ہی شرفاء ہیں اور اس طرف بیٹھنے والے شرفاء نہیں ۔

راجہ جمیل اللہ خان ۔ میں نے قطعاً نہیں کہا کہ یہاں پر شرف نہیں ۔ میں تو قائد عوام کے احکامات کا حوالہ دیا ہے ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن مرور جوڑا صاحب نے یہاں علامہ اقبال کا ایک شعر پڑھا تھا ۔ وہ اس سلسلے میں ایک شعر چھوڑ گئے ہیں ۔میں وہ پڑھتا ہوں ۔

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا

آج کے دور کا ایک شعر حسب حال ہے ۔

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقامات آہ و فغاں اور بھی ہیں

جناب والا ۔ مشرقی پاکستان کے بعد آج سارے پاکستان میں اور خاص کر بلوچستان میں جو ظلم وتشدد اور بے انصافی کا شور و غوغا ہے ۔ خدارا اس کا مداوا کیجئے تاکہ ہمیں کہیں یہ پاکستان سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں زراعت کی طرف آتا ہوں ۔ کسان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ معیشت کی بنیاد ہے ۔ وہ کسان جو جنوری اور فروری کی ٹھٹھرتی ہوئی سردی میں اور جون اور جولائی کے مہینوں میں دھوپ میں اپنے پسینے کی کمائی سے ہم سب کو اور خاص طور پر وزراء کو ائیر کنڈیشن کوٹھیاں عطا کرتا ہے اور ہمیں وی ۔ آئی ۔ پی کا عہدہ دلاتا ہے اور ہمیں اس معزز اور ائیرکنڈیشن ایوان میں بھیجتا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ اس پر ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ فاضل رکن جناب عبدالقیوم بٹ نے ٹھیک فرمایا تھا کہ وہ تو پہلے ہی دبا ہوا ہے ۔ جو ٹیکس اس پر پہلے ہی لگائے گئے ہیں ۔ ان کے علاوہ اس کے جسد خاکی کو جیسے کہتے ہیں کہ دھونا کیا اور نچوڑنا کیا ۔ ہمارے وزیر خزانہ نے کیا کرنا ہے ۔ ان کے بڑے وزیرخزانہ جو مرکز میں ہیں وہ سب کچھ کر چکے ہیں ۔ چینی پر ۔ ڈیزل آئیل پر ۔ تیل پر ۔ گھی پر ٹیکس تو لگ چکے ہیں ۔ ٹریکٹروں کے سپیئر پارٹس کو بھی منہگا کیا جا رہا ہے ۔ وہ بھی اس کی پہنچ سے باہر ہیں ۔ گندم کی پیداوار ، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ہماری معیشت کی بنیاد ہے ، وہ 90 لاکھ ٹن ہوگئی ہے ۔ میری تحصیل کی جو بہترین زمین گنی جاتی ہے باقی تحصیلوں کے مقابلے میں وہاں پانچ ایکڑ میں سے 15 - 20 من سے زیادہ پیداوار نہیں ہے ۔ ان حالات میں آپ کا 90 لاکھ ٹن کا جو اندازہ ہے وہ آپ کبھی پورا نہیں کر پائینگے ۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جو کسان ہیں وہ اپنی پیداوار آپ کو نہیں دیتے ۔ وہ اسے منڈی میں لے جا رہے ہیں کیونکہ وہ اسے آڑھتیوں کے ہاتھوں پہلے ہی رہن رکھ چکا ہوتا ہے ۔ جب منڈی میں یہ 31 -30 روپے من بک رہی ہے تو وہ کم پر قیمت آپ کو کیوں دیگا ۔ میں نے آپ کا وائٹ پیپر پڑھا ۔ اس میں Budget Estimate 1974-75 میں بتایا گیا ہے کہ پہلے گیارہ کروڑ 21 لاکھ روپیہ تھا اور اب یہ کم ہوکر ایک کروڑ 98 لاکھ روپیہ رہ گیا ہے ۔ اس میں یہ بتایا گیا کہ فصل خراب ہوئی ۔ فصل بری ہوئی اور برآمد کی پالیسی اور کارکردگی بڑی خراب تھی ۔ میں پوچھتا ہوں کہ جو لوگ اس بری کارکردگی کے ذمہ دار تھے ۔ کیا ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے ؟ اب 75 - 1974ء کا اندازہ ایک کروڑ 21 لاکھ روپیہ بتایا گیا ہے ۔ میں یہ کیسے مان لوں جب کہ پہلے خراب کارکردگی کی وجہ سے ایک کروڑ 98 لاکھ روپیہ رہ گیا تھا اب ایک دم

21 کروڑ ایک لاکھ کیسے ہو سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ کل میں یہ سن کر حیران ہوا تھا کہ میرے فاضل وزیر جناب رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ تقاوی قرضہ جات کا پیسہ بچا ہوا ہے ۔ میری تحصیل میں صرف سوا تین لاکھ روپیہ دیا گیا ۔ تحصیل حافظ آباد اور تحصیل وزیر آباد جو سیالکوٹ کے بعد سیلاب کی زد میں آئے تھے ۔ وہاں انتہائی نقصان ہوا ۔ سینکڑوں گاؤں ختم ہو گئے اور ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا ۔ غریبوں کا سب کچھ لٹ گیا ۔ تو اس علاقے میں کسانوں کو صرف 23 ہزار روپیہ ملا اور ایک خاندان جس نے میرے خلاف انتخاب میں 10 ہزار روپیہ خرچ کیا تھا اسے 50 ہزار سے زیادہ قرضہ دیا گیا ۔ یہ پیسہ تو غریبوں کے لئے تھا ۔ میں ڈی ۔ سی ۔ کے پاس گیا تو اس نے مجھے دو خطوط دیئے ۔ لیکن غریب کسان بنک سے جاکر کہاں سے لے ۔ اگر قرضہ دینا ہے تو آپ خود دیں کیونکہ جو قرضہ 15 - 12 اضلاع کو ملا تھا ۔ اور باقی حصہ دو تحصیلوں کو ملا ۔ تھانہ واہنڈو جہاں پر کوئی دریا نہیں ہے وہاں لوگوں کو لکھوپا روپیہ ملا لیکن دریائے چناب اور نالہ پلکھو نے اتنی تباہی مچائی ہے وہاں اس بیچاری تحصیل کے لوگوں کو کوئی پیسہ نہیں ملا ۔ میں نے چوہدری ارشاد صاحب سابقہ وزیر اور ملک غلام مصطفےٰ کھر صاحب کو ایک خط لکھا تھا لیکن آج تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا ۔

جناب والا ۔ اب میں تعلیم کے متعلق عرض کروں گا ۔ تعلیمی اصلاحات کے بعد ہمارا خیال تھا کہ تعلیمی اداروں میں اصلاح ہوگی لیکن مستقبل کے معماروں کے ساتھ عجیب کھیل کھیلا جا رہا ہے ۔ تعلیمی ادارے بند ہیں ۔ نصاب ہر روز بدلے جا رہے ہیں ۔ جس سے ماں باپ کے اوپر اخراجات کا اور زیادہ بوجھ پڑتا ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے حلقہ انتخاب تحصیل وزیر آباد کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں ۔ گزشتہ سال جناب شمیم احمد صاحب ڈپٹی سپیکر وہاں گئے تھے وہاں صرف ایک انٹرمیڈیٹ کالج ہے جو ایک مرے ہوئے ہندو کی بلڈنگ میں واقع ہے ۔ جو بچے وہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے وہ

اس عمارت میں سما نہیں سکتے ۔ اس انٹرمیڈیٹ کالج میں غریبوں ۔ مزدوروں اور کسانوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جو اتنی تاب نہیں رکھتے کہ لاہور جا کر پڑھ سکیں ۔ میں درخواست کروں گا کہ وہاں ایک ڈگری کالج بنایا جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ عرض کروں گا کہ آج تک وزیر آباد تحصیل میں لڑکیوں کا کالج نصیب نہیں ہوا ۔ کئی بار وزیر تعلیم اور برسراقتدار وزرا کو لکھا ہے کہ وزیرآباد تحصیل میں لڑکیوں کے لئے ایک کالج بنایا جائے ۔ وہاں کئی ہائی سکول ہیں سینکڑوں لڑکیاں ہر سال میٹرک کرکے وہاں سے نکلتی ہیں لیکن حصول تعلیم کے لئے وہ کہیں نہیں جا سکتیں ۔ کیونکہ ان کے والدین میں اتنی استطاعت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی بچیوں کو دور دراز بھیج سکیں ۔ اس لئے خدارا وہاں پر ایک لڑکیوں کا کالج بنایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید فدا حسین ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی حزب اختلاف کی طرف سے جو فاضل رکن تقریر فرما رہے تھے انہوں نے سوشلسٹ تمیشت پر کڑی تنقید کی ہے ۔ میں یہ اپنا پرولیج سمجھتا ہوں کہ جس طرح پر سکون اور پر اطمینان ماحول میں ہاؤس نے ان کی باتیں سنی ہیں جب مجھے تقریر کے لئے وقت دیا جائے گا تو اسی طرح میری باتیں بھی حزب اختلاف کے اراکین کو سننی پڑیں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو ایک اصولی بات ہے ۔ یہاں کے آداب اس بات کے متقاضی ہیں ۔

سید فدا حسین (6 گوجرانوالہ) ۔ جناب سپیکر ۔ سالانہ میزانیہ پیش ہوچکا ہے ۔ اس پر سیر حاصل تبصرہ بھی ہوچکا ہے ۔ ہر معزز رکن نے مبارک باد بھی دی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مجھے کچھ نہیں دیا گیا ۔ میں بڑے ادب سے اس مقتدر اور معزز ہاؤس میں عرض کرتا ہوں کہ اس نظام میں اس set up economic میں جو کچھ صوبہ کے پاس تھا اس کو احسن طریقے سے تقسیم کیا گیا ہے ۔ یہ نظام 1968ء سے بالکل ختم ہو چکا ہے ۔ میں نے پچھلے سال بھی

عرض کی تھی کہ اگر اس نظام میں کچھ ہوتا تو ایوب خان مرحوم اس کو اور چلاتے یا یحییٰ خان اس کو چلاتے لیکن اس نظام کی اب تلچھٹ بھی باقی نہیں رہی ۔ میزانیہ کس لئے پیش ہوتا ہے ؟ میزانیہ فلاح انسانیت اور انسانیت کی بلندی کے لئے ہوتا ہے ۔ تاریخ بھی یہ بتاتی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے ۔ انہوں نے بھی انسانیت کی خیر اور انسانیت کی عظمت کو دعوت دی ۔ قرآن پاک میں ارشاد رب العزت ہے کہ ۔

پارہ 1 سورہ البقرہ ۔ 2 آیت 33

واذا قلنا للملکۃ اسجدو لادم فسجدو الا ابلیس

ابیٰ واستکبر وکان من الکفرین

عظمت انسانیت اس آیت سے مترشح ہے ۔ جس وقت رب العزت نے فرشتوں کو فرمایا کہ تم سجدہ کرو آدم کو ۔ سب نے سجدہ کیا مگر شیطان (ابلیس) نے سجدہ نہ کیا ۔ اس نے تکبر کیا ۔ انکار کیا اور منکروں میں سے ہوگیا ۔ یہ انسانیت کی عظمت قرآن پاک کی رو سے ہے کہ انسان کے سامنے فرشتوں کا جبین سر بسجود نظر آیا ۔ لیکن آج انسانیت کی کیا حالت ہے ۔ کل ہم بسلز ہاؤس کی طرف جا رہے تھے ۔ میں نے فٹ پاتھ پر ایک بچے کو سویا ہوا پایا ۔ میں نے ممتاز احمد کاھلوں صاحب اور عبدالقیوم بٹ صاحب سے کہا کہ ہائی کورٹ کے ساتھ ایک ننگا بچہ دوپہر کے وقت چلتی لو میں جبکہ اس کے جسم پر کپڑا بھی نہیں سویا ہوا تھا ۔ آج ہم انسانیت کی عظمت کی بجائے اس کی یہ تحقیر کر رہے ہیں ۔ جتنے انبیاء ہوئے ہیں ۔ انہوں نے انسانیت کی عظمت کو بلند کیا ۔ آج بسلز ہاؤس میں اگر کوئی یہ کہے کہ انسانیت کے حقوق اور انسانیت کی عظمت کو بحال کرو اس کو مفسد کہا جاتا ہے ۔ اس کو شرپسند کہا جاتا ہے اور جو انسانیت کے طبقات میں تقسیم کو پیدا کرتا ہے ۔ اس کو کہتے ہیں کہ یہ شریف ہے ۔ وہ اعلیٰ خاندان سے ہے ۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ۔

پارہ 20 سورۃ القصص ۔ آیت 3

ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعاً یستضعف

طائفۃ منھم یذبح ابناء ھم ویستحی نساء ھم انہ کان

من المفسدین ۔

فرعون زمین میں بڑا بن بیٹھا تھا ۔ اس نے انسانیت کو طبقات میں تقسیم کر دیا تھا ۔ اس نے ایک طبقے کو اتنا کمزور کر دیا کہ اس کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا اور اس کی بچیوں کو زندہ رکھتا۔ بیشک وہ مفسد تھا۔ پھر آگے باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض
ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں دیکھا اور اس کمزور طبقے کو جو ایمان رکھتے تھے ۔ ان کو طاقت دی کہ اٹھو اور اس طبقے کو شکست دو جس طبقے نے آج تک تمہیں کمزور رکھا تھا ۔

اسی طرح اسی پارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

پارہ 20 ۔ سورہ القصص ۔ آیت 75

ان قارون کان من قوم موسیٰ فبغی علیهم و آتینه
من الکنوز ما ان مفاتحه لتنوا با العصبة اولی القوة اذ
قال له قومه لا تفرح ان الله لا یحب الفرحین ،

قارون کون تھا ۔ وہ حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا ۔ وہ سرمایہ دار تھا ۔ اس کے پاس اتنے خزانے تھے کہ ایک سکت دار جماعت ایک بہت بڑی جماعت اس کے خزانے کی کنجیاں نہیں اٹھا سکتی تھی ۔ جس وقت اس کو یہ کہا گیا کہ

ولا تبغ الفساد فی الارض ان الله لا یحب المفسدین

تم اپنی دولت کے ذریعہ اس زمین پر فساد برپا مت کرو ۔ اللہ تعالیٰ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا ۔ اسی آیت کے ساتھ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے ۔

قال انما اوتیة علی علم عندی

اس نے کہا کہ یہ مال و دولت مجھے اپنے علم (کیمیا) کی وجہ سے حاصل ہوا ہے ۔ یہ میری بہادری کی وجہ سے ہے اسی طرح جناب خاتم المرسلین سرور

کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے دن کو فاخرہ لباس پہن کر مکمل کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

پارہ 22 ۔ سورہ الاحزاب ۔ آیت 39

ما کان محمد ابا احد من رجا لکم و لکن رسول اللہ و

خاتم النبین و کان اللہ بکل شی علیما

بے شک محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں لیکن تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ۔ ارشاد فرمایا ہے ۔

ما اسئلکم علیہ من اجر

میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ۔ ارشاد فرمایا ہے کہ میری ساری تبلیغ اللہ کے دین کے لئے ہے ۔

ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔ میرا وقار کیسا ۔ میرا کردار کیسا ۔ میرا اخلاق کیسا اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

پارہ 4 ۔ سورہ ال عمران ۔ آیت 158

فبا رحمۃ من اللہ لنت لھم و لوکنت فظا غلیظالقلب لا

نفضوا من حولک فاعف عنھم واستغر لھم و شاور ھم

فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہان اللہ یحب المتوکلین

(اے رسول یہ خدا کی ایک مہربانی ہے کہ تم سا نرم دل سردار ہے ۔ اگر تم بد مزاج اور سخت دل ہوتے تب تو یہ لوگ تمہارے گرد سے تتر بتر ہو گئے ہوتے ۔ پس تم ان سے در گزر کرو اور ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگو اور ان سے کام کاج میں مشورہ کر لیا کرو ۔ اس پر بھی جب کسی کام کی ٹھان لو تو خدا ہی پر بھروسہ رکھو ۔ جو لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں خدا ان کو ضرور دوست رکھتا ہے)

یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ آسمانی کتاب برحق کتاب ہے ۔ ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

ذلک الکتب لا ریب فیہ

(یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے ۔)

دوسرا دعویٰ اس پاک کتاب قرآن حکیم کا ہے ۔

ولا رطب ولا یا بس الا فی کتاب مبین

اس کتاب میں سب کچھ خشک و تر موجود ہے اور طبقات کی جو تقسیم موجود ہے یہ کوئی ہمارا نظام نہیں ہے یہ اسلامی نظام نہیں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ نظام اسلامی نظام ہے بالکل غلطی پر ہیں (قرآن حکیم)

وتعز من تشاء وتذل من تشاء

اللہ جس کو چاہے عزت دیتا ہے ۔ اللہ جس کو چاہے ذلت دیتا ہے اور اس کے متعلق قرآن پاک کے ارشادات ہیں کہ عزت والا کون ہے (قرآن حکیم)

ان اکرمکم عنداللہ اتقکم

اللہ کے نزدیک اکرم وہ ہے جو متقی ہے جو ڈرتا ہے ۔ اکرم وہ نہیں ہے جو فرعون جتنی زمینیں رکھتا ہے اکرم وہ نہیں ہے جو قارون جتنے خزانے رکھتا ہے ۔ اکرم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے ۔ انسانیت کی عظمت کو تسلیم کرتا ہے رسالت مآب کے متعلق سورہ نجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (قرآن حکیم)

وما ینطق عن الھوی ان ھوا الا وحی یوحی

کہ میرا رسول بات کرتا ہی نہیں ہے کہ جتنی دیر تک ہم اس پر وحی نازل نہیں کرتے اور جناب رسالت مآب کی یہ ایک حدیث ہے ۔

(حدیث نبوی) اطلب العلم ولو کان بالصین

علم کو حاصل کرو چاہے اس کے لئے تمہیں چین کا سفر کرنا پڑے ۔ اہل عرب کو کہا کہ اے عرب والو سونا چاہتے ہو یہ سب پہاڑ سونے کے ہیں ۔ آج وہی رسالت مآب کے الفاظ صحیح ثابت ہو رہے ہیں ۔ وہ پہاڑ آج سونا اگل رہے ہیں

اسی طرح اس کے متعلق بھی یہی ہے کہ آج جس وقت پاکستان اپنے گرد و ادوار سے مختلف سامراجی ممالک سے گھرا ہوا ہے اور کئی پلانز بن رہے ہیں۔ کوئی روسی پلان ہے۔ کوئی امریکن پلان ہے اور ایک ایسا غریب ترقی پذیر ملک جس پر تمام اطراف سے سازشوں کی بوچھاڑ ہے آج ہمیں اس کو بچانا ہے۔ اجتماعی قوت کے لیگ پلنگ نہیں ہونی چاہیے اور اس ملک کو بچاؤ جس کے متعلق قذافی نے کہا کہ یہ اسلامی مملکتوں کا حصار ہے۔ آج تم اس کو بچاؤ بجائے اس کے کہ لیگ پلنگ کی جائے۔ اجتماعی شعور پیدا کرو۔ اس کو ایک اجتماعی سوچ دو۔ یہ تمام کا ملک ہے اور طبقاتی منافرت جن لوگوں نے پھیلائی تھی۔ ان لوگوں نے اپنی اقوام کو تباہ کیا تھا اور طبقاتی منافرت اس لئے ہوتی ہے کہ طبقات موجود ہوتے ہیں۔ جناب رسالت مآب نے ساری عمر اپنی زندگی کس طرح بسر کی نمونہ ہے کہ ساری عمر 63 سالہ زندگی میں رسالت مآب نے زکوۃ نہیں دی۔ کس لئے نہیں دی کہ میری امت اس کو مثال سمجھ کر دولت نہ جمع کرنے لگ جائے اور نمونہ بنا کر اپنی دولت کے بل بوتے پر السائیت کا استحصال نہ کرے۔ اور کوئی یہ کہتے ہیں کہ سرکار دو جہاں جو ہیں وہ غریب تھے۔ بالکل غلط ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتے تھے مکہ اور مدینہ کے وہ مالک تھے۔ سب کچھ لے سکتے تھے لیکن نہیں لیا۔ آج کسی کو تھانیدار بنا دو تو کل جناب چار مربعے کا مالک ہے۔ آج کسی کو سپاہی لگا دو تو کل دو مربعے کا مالک ہے۔ یہ نظام جس میں لوٹ کھسوٹ کی عام اجازت ہو جتنی دیر تک اس نظام کو تبدیل نہیں کریں گے اتنی دیر تک یہ لوٹ کھسوٹ جاری رہے گی اور کبھی بھی آپ کوئی قدغن نہیں لگا سکتے۔ کبھی اس لوٹ کھسوٹ کو ختم نہیں کر سکتے اس نظام کو بنیادی طور پر تبدیل کرنا ہوگا

(نعرہ ہائے تحسین)

جب اجازت ہوگی کہ ہم مربعے خریدیں ہم کوٹھیاں بنائیں اور ہم کاریں لیں تو کیوں نہ ہوس زر بڑھے۔ کیوں نہ اونچا جانے کی خواہش پیدا ہو۔ چنانچہ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو بجٹ ہے اس سیٹ اپ میں کر بھی کیا سکتا ہے کہ جو شائیلاک کے منہ سے بچ کر آیا۔ اس کو پھر تقسیم کو گیا۔ پھر شائیلاک کے منہ میں دیا گیا۔ عوام کو شاید پھر ملے یا نہ ملے۔ اس لئے میں گزارش یہ کروں گا کہ آؤ مل کر ایک ایسے سماج کی بنیاد رکھیں جس میں لوٹ کھسوٹ نہ ہو۔ جس میں ظلم و تشدد نہ ہو جو بالکل پاک

سماج ہو اور نبی کریم والا سماج ہو۔ آج اگر یہ کہا جائے کہ چین کا نام لیا جاتا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ آج کے متعلق ہی رسول کریم صلعم کی یہ حدیث ہے کہ چین کی طرف چلو اگر اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہو۔ ایسا پاک سماج سب کہتے ہیں بڑا پاک سماج ہے۔ کوئی برائی نہیں ہے۔ کوئی کسی قسم کی حرام کاری نہیں ہے۔ کوئی رشوت نہیں ہے۔ تو پھر اس سماج کو بدلیں۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ اگر ماؤزے تنگ مسلمان ہو جائے تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ بھئی کیوں ناں ہم مسلمان ہو جائیں وہ کیوں مسلمان ہو جائے۔ وہ ہوگا تب ہی جب آپ رسول والا کردار، رسول والا اخلاق، رسولوں والی مثالیں پیش کریں گے تب جا کر یہ نظام بدلے گا۔

اس کے بعد میں اپنی تحصیل حافظ آباد کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ میں تحصیل حافظ آباد کا رہنے والا ہوں۔ اس لئے میں اپنے علاقے کے عوام کی طرف سے گزارش کرتا ہوں کہ میرے علاقے میں طلباء کے ہوسٹل کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ طالبات کے کالج کے لئے کوئی عملہ نہیں ہے ہوسٹل کے لئے بھی کوئی عملہ نہیں ہے اور دنیا کی نمبر ایک منڈی ہے چاول کی۔ جس سے زر مبادلہ سب سے زیادہ کمایا جاتا ہے۔ اس منڈی سے سڑکیں مفقود ہیں۔ کوئی اچھی سڑک نہیں ہے اور اسی طرح ہماری تحصیل میں بے دخلیاں ہوتی ہیں جھوٹے دعوی قائم کئے جا رہے ہیں۔ تھالوں کا نیلام ہو چکا ہے اس لئے جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ اس سیٹ اپ کو تبدیل کریں تا کہ یہ برائیاں ختم ہوں۔ السلام علیکم (نعرہ ہائے تحسین)۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نواب زادہ محمد خان خاکوانی۔

**نواب زادہ محمد خان خاکوانی** (ملتان۔9) ۔ جناب سپیکر ۔ پچھلے سال بجٹ پر بحث کے دوران میں نے یہ کہا تھا کہ 1972ء خریف میں پنجاب میں کپاس کی پیداوار کم ہوئی ہے ۔ دوسرے روز وزیر زراعت بھاگتے ہوئے اس ایوان میں آئے اور انہوں نے میرے بیان کی تردید کر دی بلکہ انہوں نے تو یہ کہا کہ 1972ء میں کپاس کی پیداوار 1971ء کی نسبت زیادہ ہوئی ہے۔ جناب والا ۔ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے جس میں ظاہر ہے کہ 1971ء میں پنجاب میں کپاس کی پیداوار 30 لاکھ گانٹھیں ہوئی تھیں جب کہ 1972ء میں صرف 28

لاکھ گانٹھیں ہوئی ہیں ۔ حضور والا ۔ ایک گانٹھ میں 5 من روئی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ 10 لاکھ من روئی ہماری کم ہوئی ۔ روئی کی نسبت بنولہ دو گنا ہوتا ہے یعنی 20 لاکھ من بنولہ کم ہوا اور یہی وجہ ہے کہ گھی کا بحران شروع ہوا ۔ لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں جناب کہ اس وقت یہ کی غلط بیانی کا نتیجہ آپ دیکھیں کہ کیا ہوا ۔ ایک تو لوگوں کو بے وقوف بنایا گیا ۔ ایک جو ہمارے ترقیاتی منصوبے تھے ان کو دھچکا لگا ۔ ایک ہماری بیرونی امداد بند ہو گئی کیونکہ آپ کو اشیائے خوردنی میں جو پی ۔ ایل 480 کے تحت امداد ملتی ہے وہ صرف اس حالت میں ملتی ہے کہ جب آپ کسی چیز میں خود کفیل نہ ہوں ۔ جب آپ یہ دعوے شروع کر دیں کہ گندم یا چاول میں آپ خود کفیل ہو گئے ہیں تو وہ آپ کو امداد نہیں ملتی ۔ امداد اس صورت میں ہوتی ہے جناب کہ آپ سے صرف وہ روپے لیتے ہیں ۔ وہ روپے بھی آپ کے ملک میں رہ جاتے ہیں ۔ جو ان کے اپنے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوتے ہیں ۔ اگر آپ ایک دفعہ کہہ دیں کہ آپ تیل میں یا گندم میں یا کسی اور چیز میں خود کفیل ہو گئے ہیں تو وہ امداد آپ کی بند ہو جاتی اور پھر اگر آپ کو ضرورت بھی پڑے تو آپ کو وہ چیز ڈالر میں خریدنا ہوتا ہے ۔ حضور والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف نوکر شاہی اور خاص طور پر پلاننگ کے ڈیپارٹمنٹ والوں نے ایک منظم سازش کر رکھی ہے کہ پیپلز پارٹی کو اقتصادی بحران میں مبتلا کر دیا جائے ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کو اپنی آئینی اور مقررہ مدت سے پہلے حکومت سے ہاتھ دھونا پڑے تو اس کی وجہ سیاسی بحران نہیں ہو گا ۔ آئیے ہم دیکھیں یہ کیسی کیسی سازشیں ہو رہی ہیں ۔

جناب والا ۔ 20 لاکھ من بنولہ کم ہوا اس کو انہوں نے اضافہ دکھایا ۔ تیل نکالنے کی مشین انہوں نے ایسی درآمد کیں جو صرف 9 فیصد بنولہ کا تیل نکالتی ہیں ۔ حالانکہ بنولہ میں 18 فیصد تیل ہوتا ہے اور دوسرے ملکوں میں 18 فیصد تیل نکالا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ کی بنولہ کی پیداوار نہ ہی بڑھے ۔ اگر صحیح مشینیں درآمد کی جائیں تو آپ کو تیل کی پیداوار سو فیصد زیادہ مل سکتی تھی ۔ اس طرح جناب آپ دیکھیں Agricultural input and

out put میں قیمتوں میں کتنا تضاد پایا جاتا ہے کہ کاشت کار کی حوصلہ افزائی کی بجائے کاشتکار کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے ۔ جو ٹریکٹر پچھلے دو سال میں اٹھارہ ہزار کا تھا اب 75 ہزار روپے کا آتا ہے میں بلیک کی بات نہیں کرتا میں ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک کا ڈائریکٹر ہوں میں یہ کنٹرول کی بات کر رہا ہوں دوسال پہلے ہائی سپیڈ ڈیزل کی قیمت 3 روپے فی گیلن تھی آج ساڑھے پانچ روپے ہے ۔ اسی طرح کھاد کی بوری پہلے 28 روپے تھی اب اس کی قیمت 75 روپے ہے اور ہمیں جناب یہ کہا جاتا ہے کہ کھاد کی قیمت بیرون ممالک میں بڑھ گئی ہے درست ہے ۔ لیکن جناب اصل قیمت ہے کیا؟ جناب والا ۔ محکمہ زراعت کے ماہرین نے ایک تفصیلی جائزہ لیا تھا کہ جو کھاد ہمارے ملک کے اندر تیار ہوتی ہے اور جو ہم درآمد کرتے ہیں دونوں کو اکٹھا ملا کر ہم اس کا خرچہ دیکھیں تو 62 روپے فی بوری آتا ہے ۔ انہوں نے یہی حساب لگایا ۔ انہوں نے یہ رپورٹ بھی دی لیکن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ والے اور دوسرے محکمہ والوں نے ان کی بات نہیں مانی تیرہ روپے فی بوری زائد لے رہی ہے جس کی وجہ سے حکومت کو 16 کروڑ روپے نفع ہو گا اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے کہا ہے کہ یہ جو بوجھ تھا ۔ صوبہ پر وہ مرکز نے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا ہے حضور والا یہ کوئی بوجھ نہیں ہے 16 کروڑ روپے زمینداروں پر ٹیکس ہے اور حکومت اس کا مفاد اٹھائے گی ۔

اس طرح جناب ان نام نہاد ماہرین کی میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ۔ جنہوں نے پچھلے سال سیلاب زدگان کے لیے جو ٹریکٹر آئے تھے ان کی انہوں نے قیمت فی گھنٹہ 23 روپے مقرر کی تو مجھے اس وقت کی حکومت نے کہا کہ میں اس کا تفصیلی جائزہ پیش کروں جس میں سیکرٹری زراعت اور سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بھی شامل تھے ۔ جناب میں نے اس کا تفصیلی جائزہ لیا تو آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ایک ٹریکٹر جو 35 ہزار کا تھا ۔ زراعت والے اس کا ایک لاکھ 84 ہزار روپے کاشت کار سے وصول کر رہے تھے ۔ جناب والا ۔ سوچیے 35 ہزار کے ٹریکٹر کا ایک لاکھ 84 ہزار روپے کیسے ہوا ؟ میں آپ کو بتاتا ہوں 8 ہزار گھنٹہ ٹریکٹر کی لائف ہے اگر آپ

آٹھ ہزار کو 23 سے ضرب دیں تو یہ ایک لاکھ 84 ہزار روپے بنتا ہے مثال کے طور پر انہوں نے یہ کیسے خرچ لگائے ہوئے تھے - ساڑھے تین روپے فی گھنٹہ زراعت والوں نے سپروائزر کا لگایا - میں نے کہا ساڑھے تین روپے سپروائزر کے لیے ساڑھے تین کو جب آپ 8 ہزار سے ضرب دیں تو 28 ہزار بنتا ہے - ایک ٹریکٹر کے لیے جو 35 ہزار کا آتا ہے ان کو ہر ایک پر ایک نیا سپروائزر رکھنا پڑتا ہے ؟ میں نے ان سے کہا آپ کو سپروائزر کی ضرورت ہی کیا ہے اگر ضرورت ہے تو دس ٹریکٹر کے لیے ایک رکھ لیں - آپ کے پاس فیلڈ اسسٹنٹ ہیں - صرف تین مہینے کا تو کام ہے - سیلاب زدگان کے لیے ہے - آپ کے پاس ایک پورا ایگریکلچر ونگ ہے اور اگر آپ نے لازمی طور پر رکھنا ہی ہے تو دس ٹریکٹروں کے لیے ایک رکھ لیں - ہر ایک ٹریکٹر کے لیے ایک سپروائزر ، ایک آپریٹر اور پھر ایک گریسر بھی ہو - چوکیدار بھی ہو - مجھے یہ کہنے لگے آپ یوں نہ کریں - آپ ہمارا سسٹم نہ تبدیل کریں - جناب والا - یہ ہیں آن کے سسٹم - کہنے لگے اگر آپ سبسڈیز لینا چاہیں تو لے لیں - یہ جناب والا - اس طرح سے ملک کو تباہ کر رہے ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

حضور والا - کپاس پنجاب اور پاکستان کی silver fibre ہے پچھلے بارہ سال میں پاکستان نے صرف ایک من فی ایکڑ بمشکل اضافہ کیا ہے جب کہ ترکی اور ایران نے جن کے ساتھ ان کے (آر - سی - ڈی) معاہدے ہیں انہوں نے 16 من فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کیا ہے - ہماری پیداوار ساٹھ سے ستر دس سال میں صرف ایک من بڑھی ہے یعنی سات من آٹھ من ہوئی جب کہ ترکی اور ایران میں 9 من سے 25 من تک اضافہ ہوا ہے اس کی کیا وجہ تھی ؟ کیونکہ انہوں نے اچھے قسم کے بیج باہر سے درآمد کیے اور کاشت کیے ہیں - ہمارے نام نہاد ماہرین مخالفت کرتے رہے - باہر سے بیج نہیں آنے دیا میں نے دس سال پہلے پانچ پاؤنڈ بیج Delta Pine باہر سے منگوایا تھا اس کی اتنی زبردست مخالفت کی گئی کہ ان کا کاٹن کنٹرول ایکٹ حرکت میں آ گیا میں نے جناب والا - اس پر دو کتابیں لکھی ہیں - اب کیا ہوا اس بجٹ میں 5 لاکھ ٹن کپاس کا بیج باہر سے منگوایا جا رہا ہے اگر اس وقت آپ ہماری بات مان لیتے تو آج یہ پوزیشن نہ ہوتی -

حضور والا ۔ اس طرح ترکی اور ایران میں نوے فیصد کپاس کے رقبہ پر سپرے کرتے ہیں کرم کش ادویات چھڑکتے ہیں اور پاکستان میں صرف ایک فیصد رقبہ پر چھڑکتے ہیں یہ کیسے ترقی ہوگی ۔ پھر کہتے ہیں کہ پیداوار نہیں بڑھتی آپ دیکھیں دس کروڑ روپے سے زائد دوائیاں آپ منگوا رہے ہیں لیکن ہمارے ملک میں آج تک ایک کارخانہ نہیں لگ سکا حالانکہ آپ کے پاس پیٹرو کیمیکل کمپلیکسز ۔ فرٹیلائزر فیکٹریاں ہیں اور انہیں کے خام مال سے یہ دوائیاں بنتی ہیں۔ لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا بات ہے کہ ہمیں اپنے مفاد نظر نہیں آتے دس کڑور کی آپ کرم کش ادویات منگوا رہے ہیں لیکن ان کا ڈسٹری بیوشن سسٹم بھی غور فرمائیں جب اس ملک میں دس کروڑ روپے کی وہ دوائیاں آئیں گی اسی دن دس کمپنیاں آپ کے لاہور میں بیٹھی ہیں ۔ ان کے نام منتقل کر دیں گے ۔ کاغذوں میں وہ دس کروڑ کی ۔اڑھے بارہ کروڑ کی ہو جائیں گی ۔ آپ نے ان کو اجازت دی ہے ۔ 25 فیصد منافع وہ کما سکیں ۔ کس چیز کا ؟ جناب ٹرانسپورٹ کا وہ علیحدہ لگاتے ہیں ۔ سروسز کے علیحدہ ہیں صرف ایک دن میں دس کروڑ کی دوائی کاغذوں کے ٹرانسفر میں وہ بارہ کروڑ کی ہو جاتی ہے دس کمپنیاں ہیں اس کا مطلب یہ ہے ایک ایک کمپنی 25 لاکھ روپے کمائے گی ۔ جناب یہ سازش ہے ان کمپنیوں میں وہی زراعت کے آدمی ہیں جن کو آپ نے ریٹائر کر دیا ہے اور اب ان کے بیٹے اس محکمہ میں بیٹھے ہیں یہ ساری چال ہے ایک سازش کی جا رہی ہے ۔ لوگوں کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے ۔ ایک طرف subsidies دے رہے ہیں ۔ دوسری طرف ان کی جیبوں سے آپ پیسے نکال رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس طرح گندم کو لیجئے ۔ اس کی قیمت 1972 میں 17 روپے من تھی ۔ اب ساڑھے پچیس روپے ہو گئی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف 50 فیصد اس میں اضافہ ہوا لیکن کھاد میں 28 روپے سے 75 تک اضافہ ہوا یعنی ۔ 17 فیصد اضافہ ہوا اقتصادی ماہرین کا خیال ہے کہ حکومت گندم کی قیمت نہ بڑھا کر صرف 8 کروڑ کی بچت کر رہی ہے لیکن اس کا نقصان یہ ہو گا کہ اگلے مالی سال میں دو سو کروڑ روپے کی گندم باہر سے منگوانا پڑے گی ۔

جناب والا ۔ سیاسی سطح پر ہم ہر جگہ مخالف جماعتوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن اقتصادی سطح پر ہم کاشتکار کو کیسے کہیں کہ وہ گندم زیادہ کاشت کرے جب کہ وہ یہ کہنے پر حق بجانب ہوگا کہ آپ کی حکومت امریکہ کے کاشت کار کو تو 100 روپے فی من کے حساب سے دیتی ہے اور وہ بھی ڈالر کی صورت میں اور ہمیں صرف ساڑھے پچیس روپے کے حساب سے دیتی ہے ۔

حضور والا ۔ ہم نے ہمیشہ یہی نعرہ لگایا ہے ۔ آپ پچھلے بارہ سال کی ہسٹری اٹھا کر دیکھ لیں ہر سال محکمہ زراعت اس کے افسر مشیر اور وزراء یہ کہتے آئے ہیں کہ ہم زراعت میں خود کفیل ہو گئے ہیں ۔ کتنی مثالیں ہیں خود کفیل نہیں ہوئے غلط اعداد و شمار دیے جاتے ہیں ۔ جس طرح سے آپ کو بتایا گیا ہے ۔ کپاس کے متعلق میرے پاس ریکارڈ ہے ۔ منگوا کر آپ دیکھ لیں ۔ اس طرح گندم کے رقبہ کے بارے میں پچھلے سال یہ کہا گیا ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ ایکڑ کاشت ہوا ہے ۔ لیکن وہ مشکل سے ایک کروڑ دس لاکھ بنتا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں آپ کس کو پاگل بنا رہے ہیں ۔ لوگوں کو یا حکومت کو بنانا چاہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ ملک کے ساتھ یہ سب کچھ آپ کر رہے ہیں ۔

حضور والا ۔ ایک اور اہم مسئلہ ہے ۔ پنجاب سے ہر سال 50 ہزار بھینسیں کراچی جاتی ہیں اور ایک بھی واپس نہیں آتی اور اس طرح دس ہزار بھینسیں پنجاب سے افغانستان چلی جاتی ہیں ۔ یعنی 60 ہزار بھینسیں آپ کے صوبہ سے ہر سال باہر چلی جاتی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں گوشت کا ۔ گھی کا بحران پیدا ہو یا نہ ہو ۔ تو میں یہ درخواست کروں گا حکومت سے کہ اس کو روکنے کا کوئی بندوبست کیا جائے ۔

اب جناب والا ۔ میں central taxes assigment پر آتا ہوں ۔ مرکزی حکومت انکم ٹیکس وصول کرتی ہے اور ایکسائز ڈیوٹی اور ایکسپورٹ ڈیوٹی ۔ ان تمام رقومات کو اکٹھا کر کے اپنے اخراجات نکال کر کے 20 فیصد اپنے پاس رکھ لیتی ہے ۔ 80 فیصد صوبوں کو تقریباً ان کی آبادی کے حساب سے

دیدیتی ہے ۔ لیکن حضور والا ہوتا کیا رہا ہے ۔ 1971ء سے مرکزی حکومت 20 فیصد تو اپنا حصہ رکھ لیتی ہے 44 فیصد مشرقی پاکستان کے لیے اپنے پاس رکھ لیتی جو باقی بچتا ہے 36 فیصد اس کو صوبوں میں بانٹ دیتی ہے ۔ یہ ہر صوبہ کے ساتھ کتنی زیادتی ہے ۔ کیا وہ رقم آپ مشرقی پاکستان کو بھیجتے رہے ہیں ؟ اس سال 71 کروڑ روپیہ ہے اگر اس لحاظ سے ہمیں آپ نے دیا ۔ مرکز نے اس طرح ہمارا حصہ دیا تو ہمیں صرف 14 کروڑ روپے آئیں گے حالانکہ ہمارا حصہ 34 کروڑ بنتا ہے۔ میں نے خود پڑھا ہے۔کمیشن مقرر ہوا ہے۔ شاید اس سال ہمیں ہمارا حصہ مل جائے لیکن میں دراخواست کروں گا وزیر خزانہ سے کہ پچھلے تین سالوں کا جو ہمارا حصہ ہے وہ تقریباً 100 کروڑ بنتا ہے ہمارے صوبہ کو دیا جائے (نعرہ ہائے تحسین) ۔

حضور والا ۔ ہمارے ایک سابق وزیر اعلیٰ ملک معراج خالد اکثر اس ایوان میں یہ فرماتے تھے کہ ہماری پارٹی میں چند بدعنوان اور بدکردار عناصر گھس آئے ہیں ۔ یہ خوشامدی اور چاپلوس ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ابن الوقت ہیں اور مفاد پرست ہیں جنہوں نے غریب عوام کا مال لوٹا ہے ۔ بہت سے ایسے الفاظ وہ استعمال کرتے تھے جنہوں نے منشور اور آئین سے روگردانی کر کے غریب عوام کو لوٹا ہے اگر ان کا محاسبہ نہ کیا گیا تو پیپلز پارٹی کا وہی حشر ہوگا جو ایک عظیم پارٹی مسلم لیگ کا ہوا ۔ یہ تو ان کے الفاظ تھے ۔ اب جناب والا ۔ میرے الفاظ یہ ہیں کہ وقت آ گیا ہے ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ آیا ہم میں سے تو وہ چند لوگ ایسے نہیں ہیں جنہوں نے پارٹی کے اقتدار اور اپنے عہدوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس غریب صوبہ کے غریب عوام کا مال لوٹا ہے اور انہوں نے بڑی بڑی جائدادیں بنائی ہیں (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ اگر ہم نے ان کو بے نقاب نہ کیا اور اگر آپ نے ان کے جرائم اور بد عنوانیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی تو یاد رکھیں پیپلز پارٹی کا حشر صرف مسلم لیگ جیسا نہیں ہو گا مسلم لیگ کے تو پھر بھی چند ارکان ہر صوبائی اسمبلی میں ہیں اور چند ارکان مرکزی اسمبلی میں پہنچ گئے ہیں پیپلز پارٹی کا حشر اس سے بہت برا ہو گا شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خان محمد ۔

میاں خان محمد ۔ (ساہیوال ۔ 2 ) جناب سپیکر ۔ وزیر خزانہ اس معزز ایوان میں تشریف فرما نہیں ہیں ۔ میں سینئر منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ میری طرف سے اس بجٹ کے پیش کرنے پر ان کو مبارک باد پیش کریں ۔

جناب والا ۔ بجٹ محدود وسائل اور لا محدود ضروریات کا ٹکراؤ ہوتا ہے ۔ وزیر خزانہ وسائل کے امین ہیں اور یہ معزز ایوان عوامی خواہشات اور ضروریات کا نقیب بن کر عوام کی خواہشات پیش کر رہا ہے ۔

جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے پچھلے سال کی تقریر میں فرمایا تھا کہ وزیر خزانہ بڑا بد قسمت انسان ہوتا ہے اسے اپنوں کی تنقید اور بیگانوں کی بے داد سننی پڑتی ہے ۔ جناب وزیر خزانہ آپ پچھلے سال کی طرح وزیر خزانہ نہیں ہیں بلکہ آج کے وقت میں وزیر اعلیٰ ہیں ۔ پنجاب کے سب سے زیادہ مقتدر با اثر اور طاقتور انسان ہیں ۔ اس لئے آپ کو اس ایوان سے ان ممبران سے سب باتیں سننی ہو گی جو عوام باہر بیٹھ کر کر رہے ہیں ۔ اور جو وہ طلب کر رہے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ اس کے لئے آپ کو دل بھی بڑا کرنا ہوگا ۔ آپ کو سینہ چوڑا کرنا ہوگا اور آپ کو ان کی توقعات پر پورا اترنا ہوگا۔ جس کے آپ نقیب ہیں ۔

جناب والا ۔ بجٹ حکومت کی پالیسیوں کا مظہر ہوتا ہے ۔ بجٹ حکومت کی حکمت عملی کا آئینہ دار ہوتا ہے جس میں حکومت اپنی ایک تصویری جھلک پیش کرتی ہے ۔ آئیے ہم دیکھیں حکومت نے اس بجٹ کو پیش کر کے کس تصویر کو عوام کے سامنے پیش کیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس بجٹ میں شروع میں یہ خوشخبری دی گئی کہ کسی قسم کا ٹیکس عوام پر نہیں لگایا گیا ۔ تو جناب والا ۔ اس حد تک تو میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ کسی قسم کا کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ جو پہلے ٹیکس غریبوں پر تھے ۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا لیکن اس بات پر میں شائد داد نہیں دے سکوں گا کہ ان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا جنہوں نے تجوریاں بھر رکھیں ہیں جنہوں نے کالا پیسہ اکٹھا کر رکھا ہے ۔ جناب والا ۔ ان پر ٹیکس لگانے کا کیوں جواز پیدا نہیں کیا گیا ۔ یہاں پر ممبران نے آپ کی اس بات پر کہ آپ نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے ۔

آوازیں شرم ۔ شرم

میاں خان محمد - آپ کو بتایا گیا ہے کہ آپ نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے لیکن وہ لوگ جو بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں - جو بیماری سے مر رہے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ کیا ان امراء پر آپ اس وقت ٹیکس لگائیں گے - جب ہم مر جائیں گے - جب ہم دفن ہو جائیں گے - جناب والا - اس طرح آپ کو یہ بتانا ہو گا کہ ان لوگوں پر جن کے پاس کالی کمائی ہے جن کے پاس استحصال کے ساتھ کمایا ہوا روپیہ ہے - جن کے پاس بنک بیلنس ہیں - ان تجوریوں کے دروازے آپ نے کیوں بند کر دیئے - ان کے دروازے کھولنے کے لئے آپ کو کونسی طاقت چاہیے - وہ کونسا اختیار ہے جو پارٹی نے آپ کو نہیں دیا - جو حقوق آپ کو نہیں ملے - جس پر آپ اپنی بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں -

جناب والا - کیا آپ نے امراء کو سرٹیفکیٹ نہیں دے دیا کہ ان کے پاس ضرورت سے زیادہ پیسہ نہیں ہے ؟ کیا اس بجٹ کو پیش کر کے آپ نے اس بات کا اعلان نہیں کیا کہ ان کے پاس کالا روپیہ نہیں ہے ؟ کیا آپ نے یہ اعلان تو نہیں کر دیا کہ ان کے پاس ناجائز کمائی ہوئی دولت نہیں ہے ؟ کہیں آپ ان کو تحفظ تو نہیں دے رہے ؟ اگر یہ ساری چیزیں نہیں ہیں تو پھر آپ بتائیں کہ یہ ساری کی ساری چیزیں ختم ہو گئی ہیں - غربت ملک سے ختم ہو گئی ہے - کیا جہالت ختم ہو گئی ہے ؟ کیا بیماریاں ختم ہو گئی ہیں ؟ کیا ان کو مکانات مل گئے ہیں ؟ کیا ہر ایک کو کپڑا مل گیا ہے ؟ کیا ہر ایک کو روٹی مل گئی ہے ؟

اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر میں آپ کو پچھلے سال کی تقریر یاد دلاتا ہوں جس میں آپ نے یہ کہا تھا کہ میں ماؤزے تنگ کی مثال نہیں دیتا - ہم روس کی مثال نہیں دیتے - ہم چین کی مثال نہیں دیتے - اس لئے کہ ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے - حضرات دوست ماؤزے تنگ کا نام سن کر لرز جاتے ہیں - آپ نے امام ابن حسن کا نام لیا تھا - آپ نے حضرت ابوذر غفاری کا نام لیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر کوئی بھوکا اپنی بھوک سے مر رہا ہو یا پیاس سے مر رہا ہو تو اسے حق ہے کہ وہ چھین لے (نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر جس کے پاس پانی اور خوراک ہے - وہ خوراک نہ دے اور بھوکا قتل بھی کر دے - تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے -

اس پر کسی قسم کی تعمیر عائد نہیں ہوتی ہے - جناب والا - میں یہاں پر آپ کو اس بات سے مطلع کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اس وقت بھوکے کو روٹی نہ دی تو وہ وہی کریگا - جو امام ابن حسن نے فرمایا تھا کہ اس طرح سے ملک کے اندر افراتفری ہوگی - ملک کے اندر جنگ ہوگی - قتل ہوگا اور پھر آپ کی حکومت یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکے گی -

جناب والا - یہ اعلان فرمایا گیا تھا کہ ہم نے بجٹ میں ویسے تو کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا ہے - صرف شراب پر اور گھوڑ دوڑ پر ٹیکس لگایا ہے - شراب وہ پیتے ہیں - جن کے پاس حرام کی کمائی ہوتی ہے - شراب وہ پیتے ہیں جو کالا روپیہ کماتے ہیں - شراب وہ پیتے ہیں جو رشوت لیتے ہیں - آپ کے اس ٹیکس سے صرف اور صرف یہ ہوگا - کہ وہ اپنی رشوت کی شرح کو بڑھا دینگے - وہ اپنی حرام کی کمائی بڑھا دینگے - اور وہ حرام کی کمائی وہ کہاں سے لیں گے - جناب والا - آپ نے پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں فرمایا کہ آپ یہ سب کچھ چھوڑ کر کوئٹہ تشریف لے گئے تھے - لاکھوں روپے کا کاروبار چھوڑ کر وہاں پہاڑوں میں چلے گئے تھے - اور وہاں پر آپ نے قرآن کی تعلیمات حاصل کی تھیں - کیا وہاں پر آپ کو قرآن میں یہ نہیں ملا کہ شراب حرام ہے ؟ آج آپ وزیر اعلیٰ ہیں اور مقتدر اعلیٰ ہیں - سب کچھ ہیں آپ اس ام الخبائث کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے طلاق کیوں نہیں دے دیتے ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ دیہاتیوں کے لئے کافی کچھ کیا گیا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ دیہاتوں کے لئے جو کچھ بھی کیا گیا ہے - میں اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں - میں آپ کا احسان مانتا ہوں اور حکومت کا ممنون ہوں - لیکن آپ ذرا یہ تو دیکھیں کہ شہر میں بسنے والے ہر انسان کی بارہ ہزار آمدنی ہو جائے - تو اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے - لیکن دیہات میں اگر کوئی ایک قطعہ کا یا ایک پلاٹ کا مالک ہو - وہ آپ کو آبیانہ بھی دے - اور مالیہ بھی دے - اس کو کسی قسم کی رعایت نہیں ملتی ہے (نعرہ ہائے تحسین) - جناب والا - یہ اتنا بڑا فرق آپ کو نظر نہیں آتا ہے - آپ اس کو دیکھتے نہیں ہیں - یہ اتنا بڑا فراڈ دیہاتیوں کے لیے کیوں روا رکھا جا رہا ہے - شہروں کے اندر رہنے والے لوگوں کو آپ مکانات اور پراپرٹی ٹیکس

سے مستثنیٰ قرار دے دیتے ہیں ۔ لیکن دیہات کے اندر چلے جائیں ۔ وہاں پر پیشہ وارانہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ۔ ان دیہاتیوں سے وصول کیا جاتا ہے جہاں پر انہیں ووٹ دینے والا کمی جسے آپ کہتے ہیں ۔ بستا ہے ۔ جہاں پر زمین دار کو کرایہ نہیں ادا کرنا پڑتا ہے ۔ ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے اور اس کے چاروں طرف ٹیکس نے احاطہ کیا ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ عوام حکومت کا خزانہ بھرتے ہیں ۔ لیکن اس خزانہ بھرنے کے عوض ان کو کیا ملتا ہے ۔ پولیس کے پاس جائیں تو گالیاں ۔ دھکے ۔ مکے ۔ یہاں تک کہ ممبران قومی اسمبلی کو بھی معاف نہیں کیا جاتا ہے ۔ پٹواری کے پاس جاتے ہیں ۔ تو وہ ایک نقل کے بہانے اور ایک کاغذ کے پرزے کے عوض اس کے سارے کپڑے اتار لیتا ہے ۔ عدالتوں کا رخ کریں ۔ تو وہاں پر نیلامی بولی جاتی ہے ۔ کیا یہ ممبران اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں ۔ کہ اگر ایک مجسٹریٹ صاحب کو ایک آدمی ہزار روپیہ دیتا ہے ۔ اور مخالف دو ہزار دے جاتے ہیں ۔ تو پہلے پیسے واپس اور دوسرے کے حق میں فیصلہ ہو جاتا ہے ۔ کیا آپ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں ؟ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ یہ سب کچھ موجود ہے اور ہم نے یہ اعلان کیا تھا کہ ان سب چیزوں کو رفع کرنا اور ان تمام غموں کا مداوا کرنا ہے ۔ ان تمام زخموں پر مرہم رکھنا ہے ۔ آپ اپنی آج سے چار سال پہلے کی تقاریر نوٹ کر لیں ۔ آپ شاید بھول چکے ہیں ۔ لیکن عوام ابھی تک نہیں بھولے ہیں ۔ اب میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہم انہیں تاریک راہوں پر چلتے رہے ۔ ہم نے انہیں راہوں پر گامزنی جاری رکھی ۔ تو پھر یہ ہوگا کہ ہم انہیں تاریک راہوں میں کھو جائیں گے ۔ہم پھنس جائینگے ہم قتل ہو جائیں گے ۔ ہم نیست و نابود ہو جائیں گے ۔ خدارا ۔ اس وقت سے ہمیں بچائیے ۔ خدارا اس برے وقت سے ہمیں تحفظ دیں ۔ اس سلسلہ میں میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے پاس وسائل موجود ہیں ۔ آپ کے پاس کافی کچھ موجود ہے ۔ آپ کے پاس پاکستان کے چودہ کروڑ ہاتھ موجود ہیں ۔ آپ ان ہاتھوں کو حرکت میں لانے کی کوشش کریں ۔ آپ ان ہاتھوں کو زمین کے اندر گھس جانے کی طاقت دیں ۔ پھر وہاں سے اتنے خزانے یہ قوم پیدا کر لے گی ۔ جس سے ہم اپنے ملک کو مالا مال کر سکیں گے ۔ اور یہ تمام تر محرومیاں جو ہیں ۔ وہ ختم ہو جائینگی ۔

جناب والا ۔ خاکوانی صاحب گندم اور کپاس کی قیمت کے متعلق عرض کر رہے تھے ۔ کہ گندم کے لیے 32 روپے اور کپاس کے لیے 75 روپے مل جاتے ہیں ۔ لیکن میں نے پہلے بھی اس ہاؤس میں عرض کی تھی کہ وہ ہمیں چھ چھ ماہ ایک ایک سال ادھار پر ملتی ہیں ۔ جب تک 85 بورے چکر نہ لگا لیں ۔ ہمیں وہ 85 روپے بھی نہیں ملتے ہیں ۔ میں نے جناب حنیف رامے صاحب کی وہ پریس کانفرنس جس کا ریڈیو پر اعلان ہوا تھا سنی تھی ۔ وہ فرما رہے تھے کہ ایک بوری کھاد پڑنے سے 25 من کا اضافہ ہو رہا ہے جناب والا ۔ 25 من سے جس طرح سے زمیندار کی حالت ہوتی ہے ۔ وہ اس آسمان کے نیچے بری ہوتی ہے ۔ اس پر اولے پڑتے ہیں ۔ آندھیاں چلتی ہیں بارشیں ہوتی ہیں ۔ طوفان آتے ہیں ۔ اور پھر جو بچ جاتا ہے ۔ وہ فصل اتنا نہیں ہوتا ہے ۔ کہ 25 من کا اضافہ ہو جائے ۔ اگر ایک بوری کھاد سے 25 من کا اضافہ کر سکتے ہیں ۔ تو زمیندار اپنی ساری زمینیں آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں ۔

جناب والا ۔ ساہیوال کے کچھ مسائل ہیں ۔ ساہیوال ایک ایسا بدقسمت شہر ہے ۔ جہاں پر آپ نے اور پہلی حکومت نے کوئی مل نہیں لگائی ۔ کوئی کارخانہ نہیں لگایا ۔ عوام گلیوں اور بازاروں میں بیکار پھرتے پھرتے نظر آتے ہیں ۔ پچھلے وزیر اعلیٰ اور گورنر نے وہاں پر عوام سے وعدہ کیا تھا ۔ پیپلز پارٹی کی طرف سے وعدہ کیا تھا اور آپ کی حکومت کی طرف سے وعدہ کیا گیا تھا کہ پاکستان کی سب سے بڑی مل حکومت ساہیوال میں لگائے گی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی حکومت کا وعدہ آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ساہیوال میں ایک قسم کی کپڑے کی مل ضرور لگائی جائے ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ جناب والا ۔ شیخ محمد ریاض صاحب کی کوشش سے ساہیوال میں ایک سب سے بڑی مل منظور ہو چکی ہے ۔

**میاں خان محمد** ۔ جناب والا ۔ ساہیوال شہر میں بارش کا پانی نکالنے کے لیے ایک بہت بڑا کھالا ہوا کرتا تھا پتہ نہیں وہ کس وجہ سے پر کر دیا گیا اور اس کی اینٹیں کمیٹی نے فروخت کر دیں ۔ پچھلے سال بارش آئی اور سارا شہر آلھ لو فٹ پانی میں گھر گیا ساری بستیاں پانی کے اندر ڈوب گئیں ۔ یہاں پر میرے ساتھ بیٹھے ہوئے کئی ممبران اسمبلی ہیں جنہوں نے یہ حشر دیکھا ۔

ڈیڑھ گھنٹے میں آٹھ انچ بارش ہوئی ۔ لہذا میری گذارش ہے کہ اس کھالے کو از سر نو جاری کیا جائے تا کہ بارش کا پانی وہاں سے نکل سکے ۔

جناب والا ۔ آپ نے مہربانی اور ضبط سے جو میری باتیں سنی ہیں ۔ اس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر شمیم احمد خان ۔ (معزز ممبر تشریف فرما نہیں تھے) مس ناصرہ کھوکھر ۔

محترمہ مس ناصرہ کھوکھر (پی پی 181 حلقہ خواتین) ۔ مسٹر سپیکر ۔ عوامی حکومت آنے کے بعد یہ تیسرا بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ پہلے دو بجٹ جو اس معزز ایوان میں پیش کیے گئے تھے وہ جن حالات میں پیش کیے گئے ۔ اس سے اس ایوان کا ہر معزز رکن اچھی طرح سے واقف ہے ۔ اس سال جو بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ بھی کچھ اتنے خوشگوار اور سازگار ماحول میں پیش نہیں کیا گیا ۔ ترقیاتی سکیموں کے لیے جو فنڈز تھے وہ پچھلے سال کے سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے درہم برہم ہو گئے جس کی وجہ سے ترقیاتی سکیمیں پوری نہ ہو سکیں ۔ ان تمام مشکلات کے باوجود وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے صاحب نے جس محنت سے یہ بجٹ صوبے کے عوام کو دیا ہے اس کے لیے میں ان کو مبارک باد کا مستحق سمجھتی ہوں ۔ جناب والا ۔ جو نیا ٹیکس عائد کیا گیا ہے وہ بھی ایسی چیزوں پر عائد کیا گیا ہے ۔ جس کا عام آدمی کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اگر یہ ٹیکس اس سے زیادہ لگایا جاتا تو میں سمجھتی ہوں اس معزز ایوان کے کسی بھی رکن کو اس پر اعتراض نہ ہوتا ۔

جناب والا ۔ میں اس موقع پر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا شکریہ ادا کرتا اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ انہوں نے صوبہ کے عوام پر سے 34 265 کروڑ روپے کا قرضہ معاف فرما دیا ہے ۔

جناب والا ۔ اس ہاؤس میں آج صبح سے انقلاب کی باتیں ہو رہی ہیں ۔ یہ نام نہاد انقلابی جو ہیں انہوں نے ہمیں یہ درس تو دیا ہے کہ ہم کھدر پوش بن جائیں لیکن انہوں نے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی دن رات

محنت کو نظر انداز کر دیا ہے ۔ کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے کتنی محنت سے اس ملک کو بچایا (نعرہ ہائے تحسین) اگر وہ کھدر پہن کر بیٹھ جاتے اور انقلابی بننے کا دعویٰ کرتے رہتے تو کیا وہ اس ملک کے لیے کوئی مفید کام کر سکتے تھے ؟ قطعاً نہیں ۔ ہماری پارٹی میں ایسے نام نہاد انقلابیوں نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ایسے انقلابیوں کے لیے ہماری پارٹی میں کوئی جگہ نہیں ہے ۔ انقلاب لانا ہے تو کام کر کے لانا ہے اور عمل کے ذریعے لانا ہے صرف کھدر پوشی سے ہم انقلاب نہیں لا سکتے اور نہ ہی ہماری پارٹی کا یہ منشور ہے کہ کھدر پوش بن کر انقلاب لے آئیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عوامی حکومت عوام کے لیے اتنا کچھ نہیں کر سکی جتنی عوام کو اس حکومت سے توقعات تھیں ۔ جناب والا ۔ یہ ہم پچھلے دو سالوں سے کہتے رہے ہیں کہ تمام مشکلات اور جتنے بھی مسائل ہیں یہ ہمیں پچھلی حکومتوں سے ورثے میں ملے ہیں ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اب ہمیں ان مسائل کو حل کرنے میں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ عوامی حکومت کے آنے کے بعد ملک بحرانوں کا شکار رہا ہے ۔ ایک کے بعد دوسرے بحران کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے ۔ جس دن سے پیپلز پارٹی نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی ہے ہماری یہ کوشش رہی ہے اور جناب قائد عوام کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ عوام کی سہولت کے لیے کچھ نہ کچھ کر سکیں ۔ وہ تمام کوششیں میں اس ایوان میں زیادہ تفصیل سے نہیں بتانا چاہتی ۔

جناب والا ۔ ان دنوں ہمارے ملک میں سائنسی رویہ کی وجہ سے law and order situation رہی ہے ۔ جناب والا ۔ ایسے وقت میں جب کہ ہمارا ہمسایہ ملک بھارت ایٹمی دھماکے کر رہا ہے ۔ ہمارے اندرونی خلفشار کی وجہ سے مختلف پارٹیاں ان معاملات کو ہوا دینے کی کوشش کر رہی ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ وقت ایسا ہے کہ ہمیں متحد ہو کر اپنی قوم کے لیے کچھ نہ کچھ کام کرنا ہے ۔ اس وقت ہمیں ایک بہت بڑے چیلنج کا سامنا ہے ۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی ہے ۔ جب تک ہم سخت سے

سخت محنت سے کام نہیں کرینگے ۔ اس وقت تک دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں شامل نہیں ہو سکیں گے ۔ صرف باتوں ۔ نعروں اور تقاریر سے ہم کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے معاشرے میں بہت سی خرابیاں ہیں لیکن کیا یہ خرابیاں ایک دم پیدا ہو گئی ہیں ؟ یقیناً نہیں ۔ ان تمام خرابیوں کو اس سٹیج پر پہنچنے کے لیے ستائیس سال لگے ہیں ۔ اسی طریقے سے ان خرابیوں کو اور اقتصادی بحران کو دور کرنے کے لیے ہمیں بہت وقت درکار ہے ۔ جب تک ہم اقتصادی بحران سے نہیں نکلتے ۔ ہمارے معاشرے کی خرابیاں دور نہیں ہو سکیں ۔

جناب والا ۔ اس دفعہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے بے شک وہ ترقیاتی بجٹ ہے ۔ اس سے پہلے جو ترقیاتی بجٹ پیش ہوتے رہے ہیں ۔ اچھی پالیسیاں بھی بنتی رہی ہیں لیکن اصل کمی جو رہ جاتی ہے وہ ہمیشہ اس کی implementation میں رہ جاتی ہے ۔ موجودہ حکومت کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ جتنی بھی ڈویلپمنٹ سکیمیں ہیں ۔ ان کو پوری طرح سے implement کریں ۔ اور جتنے بھی فنڈز جس مد کے لیے allocate کیے جاتے ہیں وہ دیکھیں کہ کس حد تک اور کہاں تک صحیح طور پر ان کا مصرف ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ ایگریکلچر کو کہا جاتا ہے کہ ہمارے ملک کی base of economy ہے اور اسی طرح سے انڈسٹری جو ہے یہ بھی leading sector کی حیثیت رکھتی ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں کچھ اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں ۔ جناب والا ۔ ضلع راولپنڈی میں اب تک کوئی خاص industrialization نہیں ہوئی ۔ پچھلے سال 1976ء کے قریب ایک ٹیکسٹائل مل کی منظوری ہوئی تھی لیکن اسے بھی نا معلوم وجوہات کی بنا پر بند کرنے کا آرڈر دے دیا گیا ہے ۔ تمام کارروائی ہو چکی تھی ۔ لوگوں نے زمین خرید لی تھی No objection certificate مل گیا تھا لیکن بعد میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سوائے اسلام آباد کے کسی جگہ انڈسٹری set up نہیں کی جا سکتی ۔

راولپنڈی کے آس پاس تمام علاقے مثلاً کہوٹہ اور راولپنڈی کا بہت سارا حصہ مری کے کافی دور کوہالہ تک اور ہزارہ میں بھی بہت سارا ایریا ایسا ہے جس کو specified area کہا جاتا ہے آس میں کم از کم انڈسٹری لگائی جا سکتی تو جناب والا ۔ راولپنڈی ضلع ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پر نہ تو زمینیں اس قابل ہیں کہ آن میں زراعت کا کام ہوسکے کیونکہ وہ بارانی علاقہ ہے وہاں کے لوگوں کی آمدنی کا بذریعہ زراعت نہیں ہے۔ آن علاقوں کے لئے ضروری ہے کہ وہاں انڈسٹری set up کی جائے۔ اور ان لوگوں کو جو specified area میں انڈسٹری لگانا چاہتے ہیں آن کو اجازت دی جائے کہ وہ وہاں پر انڈسٹری قائم کر سکیں کیونکہ مری کے دور دراز علاقوں سے آنے والے لوگ اسلام آباد میں روزانہ آکر محنت مزدوری نہیں کر سکتے ۔ لہذا وہاں کے لوگوں کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ آن کے اپنے علاقے میں کوئی انڈسٹری قائم کی جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرونگی کہ کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ہاؤسنگ سکیم کے سلسلے میں جو بجٹ میں پیسہ رکھا گیا ہے ۔ آس میں مختلف شہروں کے نام دئے گئے ہیں ۔ مثلاً لاہور ۔ ملتان ۔ لائل پور ۔ گوجرانوالہ ۔ جھنگ اور بہاولپور وغیرہ لیکن راولپنڈی کے لئے اس سلسلے میں کوئی ایسا فنڈ نہیں رکھا گیا جس میں کم آمدنی والے لوگوں کے لئے مکانات بنائے جائیں ۔ میں پوچھتی ہوں کیا راولپنڈی ضلع میں بہت جاگیر دار بستے ہیں کیا وہاں کوئی غریب نہیں ہے ؟ کیا وہاں پر کسی کی آمدنی کم نہیں ہے ؟ جناب والا ۔ ضلع راولپنڈی ایسا ضلع ہے ۔ جہاں پر بہت سے آدمیوں نے وطن عزیز کے لئے اپنی جانیں نثار کی ہیں ۔ ہماری Division heavily recruited ہے آن کی خدمات بہت زیادہ ہیں ۔ میں ضروری سمجھتی ہوں کہ ان لوگوں کے لئے ضرور اس بجٹ میں allocation کی جائے اور آن کے لئے مکانات بنائے جائیں ۔

جناب سپیکر ۔ پولیس فورس میں اضافہ کیا گیا ہے جو بہت اچھی بات ہے ۔ لا اینڈ آرڈر بھی بہت ضروری ہے ۔ پولیس فورس بڑھانی چاہیے ۔ کیونکہ یہ بھی معاشرے کی اصلاح کے لئے ضروری ہے ۔ لیکن معاشرے کی اصلاح اس طرح نہیں ہو سکتی جب تک آپ ذہنوں میں انقلاب نہ لائیں اور جب تک

ہم خود انفرادی طور پر اپنا محاسبہ نہ کریں گے ۔ اس وقت تک معاشرے کی خرابیاں دور کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

اس کے بعد تعلیم کی مد آتی ہے ۔ بیشک یہ خوش آئیند بات ہے کہ اس دفعہ بجٹ میں تعلیم کے لئے کافی زیادہ رقوم مختص کی گئی ہیں راولپنڈی کنٹونمنٹ میں صرف ایک کالج ہے اور وزیر تعلیم اچھی طرح جانتے ہیں کہ پچھلے دو سالوں میں اور اس سال بھی میٹرک کے بعد داخلے کے لئے اچھا خاصا جھگڑا کرنا پڑتا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے راولپنڈی کنٹونمنٹ میں مارشل لاء کی حکومت ہے ۔ اس کنٹونمنٹ کالج میں سوائے ملٹری آفیسرز کی بچیوں کے داخلے کے علاوہ سویلین کو داخلہ نہیں دیا جاتا ۔ ڈاکٹر صاحب اچھی طرح جانتے ہیں ۔ میں نے بہت دفعہ التجا کی کہ دوسرے لوگ بھی کنٹونمنٹ میں رہتے ہیں ۔ وہ بھی ٹیکس ادا کرتے ہیں ۔ اس لئے ملٹری آفیسرز کو بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ سویلین کو ہونا چاہئے ۔ اس لئے سویلین بچیوں کو داخلہ کیوں نہیں دیا جاتا ۔ اس بات کا ڈاکٹر صاحب کو اچھی طرح علم ہے ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر صاحب اس بات کی طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ بات ان کے علم میں ہے کیونکہ ان کا حلقہ انتخاب ابھی وہی ہے ۔

**محترمہ ناصرہ کھوکھر** ۔ وہاں لڑکیوں کو بہت تکلیف ہے ۔ اس لئے ان تکالیف کو دور کرنے کے لئے نشستیں بڑھا دی جائیں اگر یہ ممکن نہیں ہوسکتا تو میں درخواست کرتی ہوں کہ راولپنڈی میں لڑکیوں کے لئے ایک کالج کھولا جائے تاکہ سول لوگ بھی اپنی بچیوں کو داخل کر اسکیں ۔ یہ علاقے کے لوگوں کی زبردست ضرورت ہے ۔

جناب والا ۔ راولپنڈی میں میڈیکل کالج کا بہت عرصے سے سنتے آئے ہیں کہ پنڈی میں ایک کالج کھولا جائے گا ۔ اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ لائل پور میں نشستیں بڑھا دیں ۔ یہ کوئی مسئلے کا حل نہیں ہے ۔ راولپنڈی کے لوگ اتنی دور نہیں جا سکتے ۔ مسئلہ وہیں کا وہیں ہے ۔ ہم نے متعدد بار ڈاکٹر

صاحب کو کہا ہے کہ لڑکیوں کے میڈیکل کالج کی نشستیں بڑھائی جائیں لیکن اس پر کوئی کاروائی نہیں ہوئی ۔ میں درخواست کرتی ہوں کہ راولپنڈی میڈیکل کالج صرف لڑکیوں کے لئے مخصوص کیا جائے۔

جناب والا ۔ راولپنڈی میں گریٹر واٹر سپلائی سکیم گذشتہ کتنے سالوں سے شروع ہے لیکن ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ۔ پچھلے سال پانی کے لئے بہت سی رقوم مختص کی گئی تھیں ۔ اس دفعہ بھی یہ خیال کیا جاتا ہے اور اس ایوان میں دیہاتی بھائیوں نے بھی اس قسم کی شکایت کی ہے لیکن یہ صرف شکایت دیہات کی نہیں ہے بلکہ راولپنڈی جیسے شہر میں بھی پانی کا مسئلہ در پیش ہے ۔ عوام کو گرمیوں میں بہت مشکل در پیش آتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں درخواست کرتی ہوں کہ جاتی جلدی ہو سکے گریٹر واٹر سپلائی سکیم کو پورا کیا جائے ۔

اس سے پچھلے سال سوشل ویلفیر کے محکمہ نے انڈسٹریل ہوم کھولنے کا پروگرام بنایا تھا ۔ اس میں سے کچھ انڈسٹریل ہوم کھل گئے تھے اور کچھ سیلاب کی وجہ سے نہیں کھل سکے جو کھل چکے ہیں ان میں پنجاب سے تمام اضلاع میں چار سے آٹھ مشینیں دیگئی ہیں۔ لیکن پنڈی کو پھر نظر انداز کیا گیا ۔ وہاں ایک انڈسٹریل ہوم میں صرف دو مشینیں دی گئی ہیں ۔ میں اس بات سے پہلے بھی ڈاکٹر صاحب کو آگاہ کر چکی ہوں ۔ لیکن ابھی تک اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔ میں درخواست کرتی ہوں کہ راولپنڈی کے انڈسٹریل ہوم میں زیادہ سے زیادہ مشینیں دی جائیں کیونکہ وہاں پر اچھا خاصا کام ہوتا ہے ۔ میں جانتی ہوں کہ ایسے اضلاع میں اور ایسی جگہوں پر مشینیں دی گئی ہیں جہاں کوئی سیکھنے نہیں آتا مشینیں بیکار پڑی ہیں لہذا آپ ان مشینوں کو جہاں ضرورت ہے ۔ وہاں پر مہیا کریں ۔

اس کے بعد اسلام آباد میں تقریباً 140 اسکول ہیں جو سنٹر نے لے لئے ہیں وہ صوبائی سکول تھے ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی تھی ۔ چونکہ ہم نے لڑکیوں کے انٹرویو لئے ہیں ۔ آپ سنٹر سے درخواست کریں کہ وہ ہمارا سٹاف بھی لیں ۔ انٹرویو ہو چکے ہیں ۔ اب وہ اپنی تقرریوں کا انتظار کر رہے ہیں ۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا

کہ کوئی بات نہیں ہے ۔ ان کو پیرزادہ صاحب کے پاس اپیل لے کر جانے دو ۔ کیا میں وہاں کے عوام کو یہ بتادوں ؟ کہ پیرزادہ صاحب کے پاس جلوس لے کر جاؤ کیا اس مسئلے کا حل یہ ہے ؟ میں ڈاکٹر صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ جتنے ہمارے صوبائی سکول سنٹر نے لئے ہیں ۔ ان سب میں جتنے استاد تھے وہ بھی سنٹر لے ۔ وہ نئے استاد بھرتی نہ کریں ۔

آخر میں میں آپکا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے ہمیں تقریر کرنے کا موقع دیا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سید ناظم حسین شاہ ۔

**سید ناظم حسین شاہ** (3 ملتان ) ۔ جناب سپیکر ۔ اس دفعہ بھی سابقہ سالوں کی طرح اس معزز ایوان میں بہت سے دوستوں اور میرے بھائیوں نے بجٹ کو ہدف تنقید بنایا ہے ۔ کسی نے روایتی طور پر مبارک باد پیش کی ہے میں بھی اسی ضمن میں آپ کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف دلاتا ہوں ۔ یہاں صرف فیشن کے طور پر تقاریر کی جاتی ہیں ۔ مطالبے پیش کئے جاتے ہیں اور سابق روایت کے تحت بجٹ پیش کئے جاتے ہیں ۔ ممبر حضرات تقاریر کرتے ہیں مگر اس کے باوجود کسی مطالبہ پر ان کی نظر نہیں پڑتی اور نہ اس کو زیر بحث لایا جاتا ہے نہ کبھی کوئی مطالبہ پورا ہوتا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے جناب والا جمہوریت کی جو شکل اس ایوان کو پیش کرنی چاہیے وہ نہیں یہاں پر تقاریر ہو جائیں اور ان پر عمل نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے آنے کا یہاں کوئی مقصد نہیں ہے ۔ ہم یہاں عوام کے ووٹ لے کر آئے ہیں اور ان کے ووٹ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تکالیف کا ازالہ ہو ۔ اس لئے وہ ہر نئے آنے والے کا استقبال کرتے ہیں کہ وہ ان کی تکالیف کا ازالہ کریں گے ۔ جب چلا جاتا جاتا ہے اور ان کی تکالیف وہیں کی وہیں رہ جاتی ہیں تو حسب عادت یہ کہتے ہیں کہ ایک لٹیرا آیا تھا وہ لوٹ کر چلا گیا ہے ۔ شاید یہ جو اگلا آئیگا وہ ہی ہمارے لئے اچھا ہو لیکن ان کی توقعات کبھی بھی پوری نہیں ہوتیں اس لئے سب سے پہلے اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ جس معزز بھائی نے یہاں

اپنے مطالبات پیش کئے ہیں کم از کم یہاں انہیں یقین دہانی کرالیں کہ جو مطالبات ہم نے یہاں پیش کئے ہیں آن پر ضرور عمل ہوگا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لئے میں اب اپنا مطالبہ پیش کرونگا ۔ اگر صرف تقاریر ہوتی ہیں اور انہوں نے یہ سوچ رکھا ہے کہ ممبران نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنی ہے ۔ بخار نکالنا ہے ۔ نکالنے دو بولنے دو اور نشستند و گفتند وبر خاستند ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ میرے مطالبے پیش کرنے سے کوئی مقصد حاصل ہو ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال یہاں تقاریر ہوئی ہیں اس سے پہلے سال بھی ہوئی تھیں ۔ اس وقت بھی وزیر خزانہ نے یہ تاثر دیا تھا کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے ۔ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ شاید الیکشن قریب آ گیا ہے ۔ عوام کو اب پھر حسین دھوکہ دینا مقصود ہو آپ کہتے ہیں کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ جناب والا اس کا واضح اور عینی ثبوت یہ ہے کہ گھی کی قیمت بڑھ گئی ۔ مٹی کے تیل کی قیمت بڑھ گئی ۔ مٹی کا تیل کون جلاتے ہیں ۔ وہ غریب عوام جلاتے ہیں جس کی بدولت آج ہم اس معزز ایرکنڈیشنڈ ایوان میں بیٹھے ہیں ۔ کیونکہ ان کے گھروں میں تو بجلی بالکل نہیں ہوتی ۔ اس سے ڈیزل کی کھپت بڑھ گئی ہے ۔ آپ اس ملک کی معاشی حالت کو دیکھیں کہ اس ملک کا انحصار زراعت اور صرف زراعت پر ہے کیونکہ یہاں کی 80 فیصدی آبادی زراعت پیشہ ہے ۔ مگر یہ دیکھا جائے کہ کس خوبصورت طریقے سے کاشتکاروں کو یہ کہا گیا کہ آپ کی گندم کی قیمت 18 روپے من سے بڑھا کر 25 روپے من ہوگئی ہے ۔ آپ ذرا ملا خطہ فرمائیں کہ سارے پاکستان میں اس کی پیداوار کی شرح اوسطاً 16 من فی ایکڑ ہے ۔ اور جو آدمی کٹائی کرتا ہے ۔ وہ دس سرلے یعنی آٹھواں حصہ وہ لے جاتا ہے ۔ اس طرح جو چار گھنٹے کام کرتا ہے ۔ وہ تو آٹھواں حصہ لیتا ہے ۔ اس کے بعد تھریشر مشین کی باری آ جاتی ہے ۔ جو بہت کم لوگوں کے پاس ہے ۔ بجٹ میں یہ تو رکھا گیا ہے کہ زراعت اور تھریشرز کے لئے اتنی رقم کر دی گئی ہے لیکن ملتان میں کم از کم ایک تھریشر بھی کسی کاشتکار کو نہیں دیا گیا ۔ تھریشر کے بعد آپ پانی کو لیں ۔ کھاد کو لیں ۔ تو کاشتکار کو چھ من فی ایکڑ نقصان اٹھانا پڑتا ہے ۔ اگر ایک مزدور وہاں چار گھنٹے کٹائی کرتا ہے تو وہ آٹھواں حصہ لے جاتا ہے اور جو کاشتکار 10 مہینے زمین بناتا ہے فصل ہوتا ہے اس کی رکھوالی کرتا ہے اس کو 6 من کا نقصان ہو تو میں پوچھتا ہوں

کہ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ آخر اس ملک کے معرض وجود میں آنے سے پہلے یہ ٹھیک تھا کہ لالہ ہمارا استحصال کرتا تھا اور اسی لئے یہ ملک معرض وجود میں آیا ۔ جناب والا ۔ استحصال ۔ استحصال ہی ہوتا ہے ۔ چاہیے وہ ایک لالہ کرے یا کوئی اور کرے ۔ پہلے بھی یہ استحصال ہوتا تھا اور آج بھی یہی استحصال ہو رہا ہے ۔ اس لئے میں گزارش کرونگا کہ کبھی سابقہ سالوں میں یہ ہوا کہ اسلام کو ایکسپلائٹ کیا گیا ۔ جب اسلام کے نام پر ایکسپلائیٹیشن ختم ہوئی تو اب سوشلزم کے نام پر ایکسپلائیٹیشن ہو رہی ہے۔ بھائی اسلام میں یہ واضح طور پر ثابت ہے کہ جو کچھ آپ کھائیں ۔ وہی غلام کو کھلائیں ۔ جو کچھ آپ اپنے لئے پسند کریں وہی نوکر کے لئے بھی پسند کریں ۔ اسلام میں یہ تفاوت کہاں ہے ۔ اسلام میں یہ فرقہ بندی کہاں ہے کہ کوئی سید کہلاتا ہے ۔ کوئی خان بن جاتا ہے حالانکہ اسلام میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قبیلوں اور برادریوں کے خلاف جہاد کیا اور انہوں نے ایک classless معاشرہ پیدا کیا ۔ مگر ہم ہندوستان میں رہنے کی وجہ سے ذاتوں میں بٹ گئے اور اس کے اوپر مزید جب انگریز یہاں آئے اور حکمران بنے تو انہوں نے اپنے مخصوص مفادات کے لئے یہاں پر طبقات پیدا کئے تاکہ یہ مسلمان طبقات میں بٹ جائیں اور ہمارے مفادات ویسے کے ویسے رہیں ۔

اسی طرح انہوں نے ایک نظام تعلیم بھی رائج کیا حالانکہ میں جناب وزیر تعلیم کا مشکور ہوں ۔ اس کے متعلق میں بعد میں کہونگا ۔ بہر حال انہوں نے ملتان کو نظر انداز نہیں کیا ۔ جیسے باقی وزراء نے کیا ۔ جب وہ وزیر بنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ملتان ڈویژن سے ہیں اور جب بن جاتے ہیں تو ان سے بات بھی نہیں ہو سکتی ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ جہاں انگریز نے ہمیں طبقاتی کشمکش میں ڈال دیا وہاں انہوں نے ایک نظام تعلیم بھی رائج کیا کہ جو صرف اور صرف ان کے مفادات کی نگہداشت کرتا تھا ۔ اسی طرح انہوں نے یہاں ایک جاگیر دار اور سرمایہ دار طبقے پیدا کئے ۔ انہوں نے جو کچھ بھی یہاں پر کیا وہ آپ کے سامنے ہے ۔ ایک دفعہ میں اپنے دیہات میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی کہنے لگا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوا تو وہ کہنے لگا کہ (پنجابی) بابے نے منجی ایسی ٹھوکی اے

کہ ادھی مہنجی کٹ گئی اے فیروی وان باقی اے،، تو یہ نظام تعلیم کی برکت ہے - ہم روزانہ کہتے ہیں کہ افسر شاہی کیوں ہے - یہ اس لئے ہے کہ ہمارا نظام تعلیم ایک لکیر کا فقیر ہے - ہم میں اپنی ذہنی سوچ بالکل نہیں ہے اور ہم سمجھتے ہیں اور حکومت اور وزراء بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہماری یہی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی اپنی کار روائیاں ڈال کر حکومت برقرار رکھیں - باقی کسی کا کوئی خیال نہ رکھیں حالانکہ میری نظر میں یہ سرا سر غداری ہوتی ہے چاہے کوئی ممبر ہو - چاہے وزراء ہوں جب وہ اپنے حلقہ نیابت سے منتخب ہوتے ہیں تو لوگ انہیں اس لئے ووٹ ڈالتے ہیں کہ وہ ان کی تکلیفوں کا ازالہ کریں گے اور یہ وہاں جا کر ہماری بات کریں گے - یہ ہمیں مشکلات سے نجات دلائیں گے - اگر انہیں پتہ ہو کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اور ہم لوگ بے حس و حرکت اس ایوان میں بیٹھ کر ہم فیوڈل لاڈز کی طرح ہاتھ کھڑا کریں گے تو وہ ہمیں کبھی ووٹ نہ دیتے - تو جب تک اس سسٹم کو تبدیل نہیں کریں گے جب تک نظام تعلیم یہی رہے گا - تب تک ہمارا استحصال جاری رہے گا - اب جب ہم سوشلزم کی بات کرتے ہیں تو میرے چند دوستوں کو تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ مفاد عامہ ,,for uplift of the people,, اگر ہم اقتصادی طور پر ان کا معیار زندگی بلند کر سکتے ہیں - تو چاہے وہ سوشلزم کے طریقے سے ہو - چاہے کسی اور طریقے سے جو بنیادی بات ہے وہ یہ ہے کہ ان کا معیار بلند کیا جائے -

جناب والا - اب میں اپنے حلقے کے مسائل کی طرف آؤنگا اور وہ بہت سارے ہیں اور ابھی دو منٹ کے بعد گھنٹی بجنی شروع ہو جائیگی - یہاں پر اس نظام تعلیم کی بدولت یہ بھی ہوا کہ لفظوں میں اور تقریروں میں یہ کہا گیا کہ یہاں صرف اور صرف قانون کی بالا دستی ہوگی لیکن میں پوچھتا ہوں کہ پچھلے 25 - 27 سالوں میں کورٹ فیس میں کتنا اضافہ ہوا ہے - اب اس کورٹ فیس کی شرح کو گھٹا کر ساڑھے دس سے ساڑھے سات کر دیا گیا ہے - مگر اب بھی یہ کورٹ فیس اتنی زیادہ ہے کہ ایک غریب کے ساتھ اگر کوئی زیادتی ہو جائے تو وہ اتنی کورٹ فیس کبھی ادا نہیں کر سکتا اور وہ کبھی دعویٰ دائر نہیں کر سکتا - وہ اس کورٹ فیس کا متحمل نہیں ہو-

میں گزارش کرونگا کہ اگر انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے تو یہ بھی دیکھیں کہ کورٹ فیس کی شرح اتنی نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ بالکل نہیں ہونی چاہیے

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ رک کیوں گئے ہیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کورٹ فیس کا آپ کے علاقے سے کیا تعلق ہے ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب میں تو torts & damages کی بات کر رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ سارا پنجاب ہمارا حلقہ ہے ۔ یہ ہمارے حلقہ سے باہر نہیں ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ میں یہ بات کہنے لگا ہوں ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ میں یہ بات نہیں کہتا ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اگر انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں تو پھر ہر ایک کے لیے ایک ہی انصاف ہونا چاہیے ۔ یہ نہیں کہ جو لوگ کورٹ فیس لگا سکیں انہیں تو انصاف مل جائے اور جو لوگ یہ ادا نہ کر سکیں انہیں انصاف قطعاً نہ ملے ۔ یہ منطق آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی حالانکہ اسلام میں یہ بات واضح ہے کہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے وقت کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ہو ۔ انگریز نے تو یہ لائسنس سسٹم اس لیے ایجاد کیا تھا کہ انہیں ہم سے خطرہ تھا مگر میں یہ پوچھتا ہوں جناب وزیر خزانہ سے اور وزیر اعلیٰ سے کہ آخر اب اس لائسنس کی کیا ضرورت ہے جب ہمارا مذہب اس بات کی اجازت دیتا ہے ... ...

**وزیر قانون** ۔ پوائنٹ آف ایکسپلینیشن ۔ جناب میرے فاضل دوست کے پاس جی ۔ 3 کا لائسنس جو موجود ہے وہ اس حکومت سے انہیں ملا ہے ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ میرے پاس ایم ۔ آئی ۔ 30 کا لائسنس ہے ۔ میں جناب سپیکر کے توسط سے یہ کہوں گا کہ چونکہ اب وہ وزیر بن گئے ہیں اس لیے جناب وزیر قانون کو میری بات سنائی نہیں دیتی ۔ میں نے کہا کہ اسلام میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے وقت کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ہو ۔ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ وہ ایم ۔ آئی 30 کی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ نے جو 30 روپیہ بندوق کے اوپر اور 50 روپیہ پستول کے اوپر فیس

رکھی ہے اگر لائسنس نہ ہو اور یہ پابندی نہ ہو تو حکومت کی آمدنی بہت بڑھ سکتی ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی کرکے یہ جو لائسنس رکھے ہوئے ہیں پچھلی سابقہ روایات کو برقرار نہ رکھیں۔ ہم تو یہ سوچ کر آئے ہیں اور یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم بالکل بنیادی تبدیلیاں لائیں گے۔

جناب والا۔ میں وزیر تعلیم کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ملتان کے لیے بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے مگر ساتھ ہی ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ کالونی ٹیکسٹائل ملز میں صرف میٹرک کا سکول ہے۔ وہاں کی آبادی تقریباً 50 ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ وہاں مہربانی کرکے زنانہ کالج ایف۔ اے اور ایک بی۔ اے تک منظور فرمایا جائے۔ یہ عوام کا مطالبہ ہے۔ موجودہ وزیر تعلیم جو پہلے بھی وزیر تعلیم تھے۔ ان سے بھی یہ مطالبہ کیا گیا تھا۔

جناب والا۔ دوسرے میں اس ہاؤس میں آپ کے توسط سے بارہا عرض کر چکا ہوں کہ شوگر انڈسٹری ملتان میں نہیں ہے حالانکہ ملتان اگر ڈسٹرکٹ کے حساب سے لیں تو یہ تیسرے نمبر پر آتا ہے۔ اگر ڈویژن کے حساب سے لیں تو دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ 80 ہزار ایکڑ وہاں گنے کی کاشت ہوتی ہے۔ میرا شروع سے یہ مطالبہ رہا ہے اور وہاں کے لوگوں کی یہ پرانی خواہش ہے کہ وہاں ایک شوگر انڈسٹری ہونی چاہیے مگر یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ وہ کاٹن ایریا ہے۔ اس لیے وہاں شوگر انڈسٹریز نہیں لگ سکتی۔ جناب والا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فرنٹیر بھی کاٹن ایریا ہے وہاں شوگر ملیں لگی ہوئی ہیں۔ لائل پور بھی کاٹن ایریا ہے وہاں بھی ملیں لگی ہوئی ہیں۔ اگر شوگر انڈسٹری لگے گی۔ بے روزگار لوگوں کو روزگار مہیا ہو گا۔ میں وزیر خزانہ سے پر زور گزارش کرتا ہوں کہ از راہ کرم اس دفعہ مہربانی کردیں۔ پچھلے تینوں بجٹوں میں بھی وہاں شوگر انڈسٹریز کا میرا مطالبہ رہا ہے۔

جناب والا۔ اس کے بعد ملتان کے ضلع میں واٹر سپلائی سکیم آئی ہے مگر سمجھ نہیں آتی کہ تحصیل ملتان کے لوگوں نے کیا قصور کیا ہے وہاں پر واٹر سپلائی سکیم نہیں ہے حالانکہ آج سے دو ماہ پہلے محکمہ کی طرف سے چٹھی آئی

ہے کہ فلاں فلاں جگہ میرے حلقہ نیابت میں واٹر سپلائی سکیم ہے مگر بجٹ میں دیکھ کر مجھے حیرانی ہوئی کہ کوئی سکیم منظور نہیں ہوئی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ تحصیل ملتان کا استحصال نہ کیا جائے اور وہاں پر بھی واٹر سپلائی سکیم منظور کی جائے۔

جناب والا۔ آپ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کو لے لیں "ماشا اللہ"۔ ہمارے وزیر جو ملتان سے تعلق رکھتے ہیں وہ چک جھمرہ کے رہنے والے ہیں۔ نقل مکانی کر کے وہاں آ گئے اور وہ ملتان کے کوٹے سے لیے گئے ہیں مگر ملتان کے کوٹے سے لیے جانے والے وزیر نے ملتان کے مفادات کا تحفظ بالکل نہیں کیا۔ ملتان تحصیل میں ایک بھی سڑک اس بجٹ میں نہیں رکھی گئی۔ ہمیں بتایا جائے کہ ہم نے نے کیا قصور کیا ہے۔ کیا وہاں کے لوگوں نے پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں دئے تھے؟ میں تو وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ملتان تحصیل کو مہربانی کر کے تناسب کے حساب سے جو حساب بنتا ہو اس کا حصہ دیا جائے۔ پچھلے سال ایک سڑک بھی ملتان تحصیل میں نہیں بنی۔ اس سال بھی کوئی سڑک ملتان تحصیل میں نہیں ہے۔

جناب والا۔ ڈیری فارم اور بیف فارم وغیرہ کھولے گئے ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ ملتان کے لیے اس میں سے بھی کوئی حصہ نہیں ہے۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ملتان والوں کے ساتھ اس طریقے سے کیوں سلوک کیا جا رہا ہے۔ آخر اس کی کوئی وجہ بتائیں۔ جب اور اضلاع میں ڈیری فارم کھول رہے ہیں۔ ملتان کی آبادی جو پہلے پانچ لاکھ صرف شہر کی تھی اب دس لاکھ ہو گئی ہے۔ وہاں پر بھی فارم کھولے جائیں۔

مسٹر سپیکر۔ بیگم ریحانہ سرور۔

سید ناظم حسین شاہ۔ یہ ہمارا آخری بجٹ ہے۔ اس کے بعد نئے الیکشن ہوں گے نئے لوگ ہوں گے۔ ہمیں اپنے مطالبات پیش کر لینے دیں۔

جناب والا۔ جہاں تک فشری فارم کا تعلق ہے ملتان میں پورے ضلع کے لیے کوئی فشری فارم نہیں دیا گیا۔ آپ بجٹ میں ڈویلپمنٹ پروگرام دیکھ لیں

مجھے بتائیں کہ ملتان کے ساتھ جو اس طریقے سے سلوک ہو رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے - جناب والا - کوآپریٹو رورل کریڈیٹ کی کوئی سکیم ملتان میں نہیں ہے - پچھلے سال ہمیں یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ جناب وزیر اعظم نے تین کروڑ روپیہ ملتان میں سیوریج سکیم کے لیے دیا - پچھلے سال اس میں سے 15 لاکھ روپیہ ہمیں ملا - کام بالکل جوں کا توں پڑا ہے - میں نے موجودہ وزیر اعلیٰ کو ملتان کے عوام جو پانی پی رہے ہیں - (وہاں جوہڑ جگہ جگہ بنے ہوئے ہیں) - وہ پانی ان کی صحت کے لیے بہت مضر ہے اس پانی کی ایک بوتل ان کی خدمت میں پیش کی تھی - یہ ایک مہینے کی بات ہے لیکن آج تک وہ پانی ویسے کا ویسا ہی پڑا ہے - پچھلے سال ہمیں 15 لاکھ روپیہ ملا - اس سال ہمیں 20 لاکھ روپیہ ملا - ملتان کے لیے اگر تین کروڑ روپیہ منظور ہو چکا ہے تو مہربانی کر کے وہ ایک ہی سال میں جو آپ نے سیوریج سکیم کے لیے پلاننگ کی تھی - اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے -

جناب والا - اس سال بڑی مہربانی ہے وزیر صحت نے رورل سنٹر ملتان کے لیے رکھے - میں استدعا کروں گا کہ ملتان تحصیل کو جس طریقے سے باقی سب محکمے نظر انداز کر گئے ہیں - اس سال بھی نظر انداز نہ کیا جائے - ایک بات وزیر زراعت کی خدمت میں عرض کروں گا جو اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں مگر ان کو علم ہو جائے گا - وہاں پر سپرے جو ہمیں ملتے ہیں - پچھلے سال بالکل سپرے نہیں دیے گئے - اس سال بھی اگر سپرے نہ دیئے گئے تو کاٹن کا موسم گزر جائے گا - وہ کہتے ہیں کہ سپرے امپورٹ ہو رہے ہیں - آ رہے ہیں - جا رہے ہیں پتہ نہیں ملتان میں ملیں گے بھی کہ نہیں -

**مسٹر سپیکر** - بیگم ریحانہ سرور -

**بیگم ریحانہ سرور (شہید)** (پی پی 184 حلقہ خواتین نمبر 4) - جناب سپیکر - آج اس معزز ایوان میں 75 - 1974 کا بجٹ زیر غور ہے اور اس پر چار روز سے بحث جاری ہے - جس محنت - جانفشانی بلند خیالی اور خوش اسلوبی کے ساتھ جناب محمد حنیف رامے صاحب نے یہ بجٹ پیش کیا ہے - وہ واقعی قابل داد اور قابل تحسین ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ بجٹ کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ بجٹ ترقیاتی پروگراموں پر مبنی ہے ۔ بجٹ کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ رقم عوام کی خوشحالی ۔ بہتری اور فلاح و بہبود کے لیے مختص کی گئی ہے ۔ بجٹ کی تیسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عوام کے اقتصادی ۔ سماجی ۔ معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) بجٹ کی چوتھی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عوام پر کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ۔ بجٹ کی پانچویں بڑی خصوصیت یہ ہے ایک متوازن بجٹ ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے ۔ بجٹ کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ 7 کروڑ 42 لاکھ کا خسارہ 15 کروڑ اور 74 لاکھ روپے کے منافع میں تبدیل کیا جا چکا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس سطح پر کامیابی ، کامرانی اور بہرہ مندی کا سہرا اس موجودہ عوامی حکومت کے سر ہے جو جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہے ۔

تیز تر گامزن کہ منزل ما دور نیست

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ جب ہم عوام کی خوشحالی کے لیے زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرنا چاہتے ہیں تو ان کے پیٹ میں درد کیوں ہوتا ہے ۔ جب ہم عوام کی فلاح و بہبود کے لیے زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ہاتھ پاؤں کیوں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں ۔ جب ہم صوبے میں امن عامہ قائم اور برقرار رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرنا چاہتے ہیں تو وہ بوکھلا کیوں جاتے ہیں ۔ جب ہم عوام کے لیے صحت اور تعلیم کی سکیموں کو نافذ کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرنا چاہتے ہیں تو ان کے حواس باختہ کیوں ہو جاتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جب ہم زراعت ۔ صنعت اور معدنیات کو فروغ دینے کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرنا چاہتے ہیں تو ان کو افسوس کس بات کا ہوتا ہے ۔ جب ہم تنخواہ میں اضافہ کرنے کے لیے عوام کی خاطر زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرنا چاہتے ہیں تو ان کو دل کے دورے کیوں پڑ جاتے ہیں ۔ (قہقہے)

جناب سپیکر ۔ شاید اس لیے کہ عوامی حکومت نے عوام کی خوشحالی ، عوام کی ترقی فلاح و بہبود اور ملکی فلاح کے لیے جو اقدام اٹھائے ہیں ۔ عوام اس سے نہایت متاثر ہیں ۔ عوام اس سے انتہائی خوش ہیں اور میں آپ کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ وہ لوگ جو پاکستان پیپلز پارٹی کے شروع میں مخالف تھے اب وہ بھی جناب ذوالفقار علی بھٹو کے گن گاتے ہیں کیوں کہ وہ سمجھ گئے ہیں اور وہ یقین کرتے ہیں کہ جناب بھٹو اور اس عوامی حکومت سے زیادہ کوئی بھی ملک کو سنبھال نہیں سکتا تھا ۔ جن حالات میں پاکستان پیپلز پارٹی برسراقتدار آئی مجھے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ۔ آپ سب اس سے واقف ہیں کہ کتنے نازک حالات تھے ۔ ان حالات میں اور کوئی ایسا انسان نہیں تھا جو کہ اس ملک کی باگ ڈور کو اس طرح بخوبی سنبھال سکتا ۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر حزب اختلاف اس لیے نالاں ہے کہ اب وہ عوام کو راہ راست سے ہٹانے میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر ۔ ان کی مثال ایک ایسے ترازو سے دی جا سکتی ہے جس کے ایک جانب لاکھوں ٹن وزن ڈال دیا جائے اور دوسری جانب میں نہیں کہوں گی ایک کوا چلو ایک مور ہی بٹھا دیا جائے اور وہ مور لاکھ واویلا کرے ۔ لاکھ آہ پکار کرے ۔ لاکھ شور و غوغا برپا کرے وہ کبھی بھی اپنے پلڑے کو دوسرے پلڑے کے برابر نہیں لا سکتا اور کبھی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ جناب سپیکر ۔ گویا ان کو بحث کرنے کی کچھ اتنی عادت پڑ چکی ہے کہ ان کو ہر وقت اسی بات کا انتظار رہتا ہے کہ کب کوئی مسئلہ زیر بحث آئے ۔ کب کوئی تحریک زیر بحث آئے ۔ کب کوئی قرارداد زیر بحث آئے یا کب کوئی بجٹ پیش ہو تو آپ مخالفت کرنے کے لیے ٹوٹ پڑیں ۔ اور اس کی تکہ بوٹی کر ڈالیں میرے خیال میں اس انتظار کی شدت ان کو اس قدر رہتی ہے جس طرح سے کسی شاعر نے شدت انتظار کے لیے کچھ یوں کہا ہے ۔

مرنے کے بعد بھی میری آنکھیں رہیں کھلی
عادت جو پڑ گئی تھی تیرے انتظار کی

(نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں : مکرر ، مکرر ۔

**بیگم ریحانہ سرور** ۔ سنیں سنیں ۔

**Mr. Speaker** : The House is called to order please.

**بیگم ریحانہ سرور** ۔ مرنے کے بعد بھی میری آنکھیں رہیں کھلی

عادت جو پڑ گئی تھی تیرے انتظار کی

(نعرہ ہائے تحسین)

تو گویا جناب مخالف پارٹیاں سیاسی طور پر تو مر چکی ہیں لیکن ان کو ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ کب کوئی مسئلہ زیر غور آئے ۔ کب کوئی مسئلہ زیر بحث آئے اور وہ مخالفت کرنے کے لیے اس پر ٹوٹ پڑیں اور اس کی تکہ بوٹی کر ڈالیں ۔ جناب سپیکر ۔ شروع میں میں نے بجٹ کی 6 بڑی خصوصیات آپ کے سامنے پیش کی تھیں اب میں آپ کی توجہ ضروریات مقاصد ، ڈیمانڈز کی طرف دلاؤں گی ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ میں تعلیم و تربیت کے لیے بہت بڑی رقم مختص کی گئی ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ میٹرک تک تعلیم مفت کر دی گئی ہے اور پہلی جماعت تک کے لیے کتابیں جو ہیں وہ بھی مفت فراہم کی گئی ہیں ۔ خوراک کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے زراعت کے محکمے کے لیے بہت بڑی رقم مختص کی گئی ہے تاکہ کسانوں کو سہولت پہنچائی جا سکے ۔ ان کو کھاد ۔ بیج ۔ ٹریکٹر ٹیوب ویل اور تقاوی قرضے جو ہیں وہ با آسانی دیئے جا سکیں ۔ قیمتوں میں اضافے کے پیش نظر پنشن یافتہ اور تنخواہ یافتہ افراد کو مہنگائی الاؤنس دیا گیا ہے تاکہ وہ اس مہنگائی کا مقابلہ کر سکیں ۔ معدنیات کے شعبے کو فروغ دینے کے لیے ایک کارپوریشن قائم کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ ملکی معدنیات کو بھی ترقی دی جا سکے ۔ صنعتی ترقی کے لیے آپ نے دیکھا کپڑے کی تین ملیں نئی لگائی جا رہی ہیں اور قالین بافی کے 35 نئے مراکز قائم کیے جا چکے ہیں اور اس کے علاوہ ساتھ ہی ساتھ قرضے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے ۔ مسافروں کی سہولت کے لیے دو ہزار بسیں نئی درآمد کی جا رہی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کم آمدنی پانے والوں کے لیے پلاٹس اور مکانات تعمیر کیے جا رہے ہیں ۔ پہلے کبھی کسی حکومت نے ایسا نہیں کیا ۔ سڑکوں اور پلوں کے لیے بھی رقم رکھی گئی ہے ۔ آخر عوام ہی سڑکیں اور پل استعمال کرتے ہیں ۔ اس لیے عوام کے لیے یہ رقم رکھی گئی ہے ۔ سیلاب کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ

اتنا بڑا سیلاب آج تک پاکستان کی تاریخ میں نہیں آیا۔ جس سے متعدد علاقے زیر آب آ گئے اور لوگوں کو جانی و مالی نقصان ہوا لہذا اس کا ازالہ کرنے کے لیے مرمت اور بحالی کے کام کے لیے بھی اچھی خاصی رقم جو ہے وہ مختص کی گئی ہے۔

اسی طرح پولٹری اور ڈیری فارمنگ کے لیے بھی رقم رکھی گئی ہے تاکہ مزید فارم قائم کیے جائیں مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس ہاؤس میں میرا ایک ریزولیوشن متفقہ طور پر منظور کیا گیا جس میں میں نے یہ کہا تھا کہ پولٹری اور ڈیری فارمنگ کو فروغ دینے کے لیے خواتین کو سائنسی اصولوں کی بنیاد پر تربیت دی جائے تاکہ گوشت۔ دودھ۔ انڈے وغیرہ کے لیے جو صوبہ ہے وہ خودکفیل ہو سکے۔ کیونکہ حکومت نے اب خود ہی بجٹ میں اس بات کا اہتمام کیا ہے لہذا میں گزارش کروں گی کہ خواتین کو وہ قرضے دیں تاکہ وہ اس قسم کے مراکز قائم کریں کیونکہ ہوتا اکثر یہ ہے کہ یہاں ریزولیوشن تو پاس ہو جاتے ہیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ آپ نے دیکھا میں نے ایک ریزولیوشن آتش بازی کے لیے پیش کیا تھا جس میں جناب شمیم احمد خان نے ترمیم دے کر اس کو توڑ مروڑ دیا اور اس کو منظور تو کیا گیا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مستقبل میں ایک قانون بنایا جائے گا اگر وہ قانون بن جاتا تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ کل ہی جو 25 آدمی بیچارے جل کر راکھ ہو گئے ہیں کبھی ان کے ساتھ ایسا نہ ہوتا۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب کبھی کوئی سنجیدہ قسم کا ریزولیوشن سامنے آتا ہے تو اس کو مذاق میں اڑا دیا جاتا ہے آپ یہ نہیں سوچتے کہ کل کو ایسا واقعہ آپ کے ساتھ خود بھی پیش آ سکتا ہے۔ جناب سپیکر۔ سب سے پہلے میں نے بجٹ کی خصوصیات پیش کیں۔ اس کے بعد میں نے ڈیمانڈز اور مقاصد کی طرف آپ کی توجہ دلائی اب میں چند ایک تجاویز ہاؤس کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں اگر حکومت مناسب سمجھے تو ان کو قبول کرے۔

مسٹر سپیکر۔ اور اگر مناسب نہ سمجھے تو ؟

بیگم ریحانہ سرور۔ جناب وہ تجاویز ہی ایسی ہیں کہ میرے خیال میں حکومت مناسب ہی سمجھے گی۔ جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کر رہی تھی کہ

سب سے پہلے چور بازاری ، رشوت خوری ، سمگلنگ اور بلیک مارکیٹنگ کرنے والوں کے لیے سخت سے سخت سزائیں بنائی جائیں اور انہیں سخت سے سخت سزائیں دی جائیں ۔ سمگلنگ کرنے والوں کو سر عام کوڑے مارے جائیں ۔ جہاں تک جرائم کی روک تھام کے لیے اقدامات کا تعلق ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جیلوں کو آرام دہ نہ بنایا جائے ۔ جناب وزیر جیل خانہ جات نے ایک بیان یہاں دیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ میں نے صوبے میں جیلوں کا جال بچھا دینا ہے اور ان میں میں نے پنکھے لگوا دینے ہیں ۔ اس کے علاوہ ریڈیو ۔ ٹیلی ویژن آن سے بنوانے ہیں تو میں نہیں سمجھتی کہ در حقیقت یہ باتیں کس حد تک صحیح ہیں لیکن عوام میں ایک تاثر پیدا کیا جا چکا ہے کہ جیلیں جو ہیں وہ بڑی محفوظ ہیں وہاں روٹی کپڑا ملتا ہے وہاں ٹی وی بنانا بھی سکھاتے ہیں تو یہ جیلیں آرام دہ بنا دی گئی ہیں جو غلط بات ہے اس سے تو جرائم بڑھیں گے ۔ کم نہیں ہوں گے ۔ اس کے علاوہ جناب فوجداری مقدمات میں ضروری ہے کہ بیل یا ضمانت جو ہے اس کو مکمل طور پر ختم کیا جائے کیونکہ جب ایک ملزم کی ضمانت ہو جاتی ہے تو اس کے بعد اس کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے اور دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی کام کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے ہاں پولیس سٹیشنوں کی تعداد جو ہے وہ کم ہے اس لیے یہ پرانے وقت کے انگریزوں کے وقت کے پولیس سٹیشن بنے ہوئے ہیں ۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آبادی کے لحاظ سے پولیس سٹیشن جو ہیں ان کی تعداد بڑھائی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو سہولتیں بھی دیں مثلاً ہر پولیس سٹیشن پر ایک جیپ اور دو موٹر سائیکل ہونا لازمی قرار دیا جائے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ آرمی ہر سال اپنی اچھی حالت کی جیپیں اور موٹر سائیکلیں آکشن کرتی ہے لہذا یہ آکشن نہ کی جائے اور یہ جیپیں اور موٹر سائیکلیں Police کو دلوائی جائیں ۔ جناب اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرونگی کہ سکاٹ لینڈ کی جو تربیت ہے وہ ہماری پولیس کے چند افسران کو دی جائے تا کہ وہ پاکستان میں واپس آکر وہی تربیت اپنے باقی دوسرے ساتھیوں کو دیں اور تحقیقات کے طریقہ کار کو بہتر بنایا جا سکے ۔

جناب سپیکر ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی ۔ لیول کے جتنے افسران ہیں اور ان کی جو ترقی ہے وہ اس بات پر رکھی جائے کہ وہ 95 فیصد مقدمات جو زیر تفتیش ہوں جو کہ عموماً چوریاں ڈاکے یا قتل ہوتے ہیں ان کو برآمد کرنے میں سراغ لگانے میں اگر وہ کامیاب ہو جائیں تب ان کو ترقی دی جائے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب آپ اپنی تقریر میں کہہ لیں آپ کی تقریر ابھی تو ہونی ہے ۔ میں بھی پھر آپ کی تقریر میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھاؤنگی ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب والا ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہمارے معزز ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب میں نے ان کی تقریر خراب نہیں کی ۔ یہ خواہ مخواہ میری تقریر کو خراب کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو اپنی تقریر کر چکے ہیں اب آپ ان کی تقریر کیسے خراب کریں گی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب پتہ تو بعد میں لگے گا کہ آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ رائے میاں خان کھرل ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ حضور والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ایک معزز مہمان ۔

( قہقہہ )

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ انہوں نے تو ابھی پیش ہی نہیں کیا ۔ رائے میاں خان کھرل ۔

**رائے میاں خان کھرل** ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس طرح سے ساری اسمبلی کے استحقاق کو ٹھیس پہنچی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کس طرح ۔

**رائے میاں خان کھرل** ۔ جناب والا ۔ یہ جو ہمارے ملک صاحب ہیں ۔ وہ کوئی بات کرنا چاہتے تھے ۔ بیگم صاحب نے انہیں جھاڑ دیا ۔ جناب والا ۔ یہ اچھا اصول ہے کہ ان کی بات کوئی سنتا ہی نہیں ۔ یہ ہمارے وزیر بھی ہیں اور ہماری اسمبلی کے معزز رکن بھی ہیں ۔

**بیگم ریحانہ سرور (شہید)** ۔ جناب ۔ وہ تو چپ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں وہ تو بول بھی نہیں رہے ۔

**رائے میاں خان کھرل** ۔ جناب والا ۔ آخر انہیں موقع دیکر پوچھ تو لیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ انہوں نے برداشت کر لیا ہے ۔ اب میں کیا کروں ۔

**رائے میاں خان کھرل** ۔ جناب والا ۔ ان سے پوچھ لیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ میں تو نہیں جانتا ۔ وہی جانتے ہیں ۔ بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔

**بیگم ریحانہ سرور (شہید)** ۔ جناب سپیکر ۔ تو میں یہ عرض کر رہی تھی کہ یہ ڈی ۔ ایس ۔ پی ۔ لیول تک جتنے افسران ہیں ان کی ترقی کا دارومدار اس بات پر رکھا جائے کہ وہ 95 فیصد مقدمات جو پولیس سٹیشن میں دائر ہوتے ہیں اگر وہ ان کی برآمدی کر لیں تو ان کو ترقی دی جائے اگر 95 فیصد کیسز میں وہ قاتلوں ملزموں چوروں اور ڈاکوؤں کا سراغ نہ لگا سکیں تو ان کی demotion کر دی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ ایس ۔ ایچ ۔ او ۔ کے لیے ایک efficiency cup رکھا جائے جس علاقہ کا ایس ۔ ایچ ۔ او زیادہ سے زیادہ ملزموں ۔ قاتلوں ۔ چوروں اور ڈاکوؤں کو پکڑتا ہے اور یہ بھی خیال رکھتا ہے کہ اس کے علاقہ میں کم سے کم چوریوں کی وارداتیں ہو اور کم سے کم قتل اور ڈاکہ زنی ہو اس کے لیے ایک efficiency cup رکھا جائے اور سال کے بعد باقاعدہ function کر کے اس کو شاباش دی جائے ۔ تا کہ پولیس افسران کو اچھے کاموں کے لیے motivate کیا جا سکے ۔

جناب سپیکر ۔ دنیا میں سب سے کم جرائم عرب میں ہوتے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں اسلامی قوانین نافذ ہیں ۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے آئین نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ سات سال کے عرصہ میں ہمارے قوانین کو بھی اسلامی قوانین میں ڈھال دیا جائے گا اور ان کو اسلامی قوانین بنایا جائے گا ۔ جناب ۔ میں اس ضمن میں عرب کی ایک مثال دونگی کہ وہاں سالوں میں ایک قتل ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ عرب سے مراد آپ کی سعودی عرب ہے ۔ ورنہ عرب میں تو اور بہت سے بھی ممالک ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جی سعودی عرب ۔ تو اس ملک میں سالوں میں ایک قتل ہوتا ہے ۔ جمعہ کی نماز کے بعد حرم شریف کے بڑے گیٹ کے سامنے اس ملزم کو لے آتے ہیں اور اس کا سرقلم کر دیا جاتا ہے ۔ اس طرح سے چوری وہاں نہیں ہے لوگ وہاں نماز پڑھنے جاتے ہیں تو سونے چاندی کے زیورات اور بیش قیمت کپڑے چھوڑ جاتے ہیں ۔ اگر کہیں سالوں میں ایک بار چوری ہو بھی جائے تو جمعہ کی نماز کے بعد حرم شریف سے باہر باقاعدہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور ایک دیگچے میں زیتون کا تیل پک رہا ہوتا ہے تو اس میں وہ داغ دیا جاتا ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب اسلام نے ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور کان کے بدلے کان اور آنکھ کے بدلے آنکھ کا حکم دیا ہے تو ایسے ہی قوانین ہمارے ملک میں جلد از جلد نافذ کر دیئے جائیں ۔ تو معاشرے کی برائیاں ختم ہو سکتی ہیں ۔ اور عوام کی اصلاح ہو سکتی ۔

دوسری بات یہ ہے کہ گواہوں کے لیے وہاں پر سخت ترین سزائیں رکھی گئی ہیں فرض کریں کہ کوئی شخص آ کر کسی شریف آدمی کے متعلق یہ کہتا ہے کہ اس نے قتل کیا اور اس کو پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ تو اُن گواہوان کے لیے بھی سزا ہے جو اس بیچارے بے قصور انسان کو دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس کا وہاں پر بڑا احترام کیا جاتا ہے اور وہ اس لیے کہ پولیس والے وہاں پر کوئی غلط گواہی نہیں دیتے ہیں۔ ایک وہاں پر بڑا مشہور کیس تھا ایک پولیس والے نے کسی شخص کو ناجائز طور پر دو دن اپنی حراست میں رکھا حالانکہ اس شخص نے کوئی قصور نہیں کیا تھا۔ وہ ملزم نہیں تھا لہذا وہاں کی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ جس پولیس والے نے ایک بے قصور کے ساتھ ایسا کیا ہے۔ اس کو بھی دو دن حراست میں رکھا جائے۔ تو اس وجہ سے وہاں پر کوئی پولیس والا کوئی غلط بیانی یا غلط کارروائی نہیں کرتا۔ اس وجہ سے اُن کا بڑا احترام کیا جاتا ہے کیونکہ اُن کے بارہ میں سمجھتے ہیں کہ یہ غلط شہادت کبھی پیش نہیں کریں گے۔ غلط شہادت دینے والے کو برابر کی سزا دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتی ہوں کہ جان و مال کے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ یہاں پر اسلامی قوانین نافذ کیے جائیں۔ اس کے علاوہ ایک بڑی ضروری گذارش میں آپ سے کرنے والی ہوں وہ یہ ہے کہ علاقہ مجسٹریٹ صاحبان کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں جا کر بیٹھیں کیونکہ اس طرح سے امن عامہ کا تحفظ ہوگا اور وہ موقعہ پر جا کر معائنہ کر سکیں گے اور موقع پر جا کر باقاعدہ فیصلہ سنا سکیں گے۔ اس طرح سے عوام کی تکالیف دور ہو سکیں گی۔ عوام کے مسائل بہتر طریقہ سے کم وقت اور کم تکلیف کے ساتھ حل کیے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جہاں تک گارڈین کورٹس کا تعلق ہے میں سمجھتی ہوں کہ اُن کی تعداد بڑھائی جائے اور خواتین کو گارڈین جج مقرر کیا جائے کیونکہ خواتین ہی بچوں اور خواتین کے مسائل کو اچھی طرح سے سمجھ سکتی ہیں اس لیے گارڈین ججز خواتین کو مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر ۔ ایک co-ordination کا مسئلہ ہے میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا اہم مسئلہ یہ ہے ۔ ہمیں اس کے لیے ایک co-ordination Department قائم کرنا چاہیئے کیونکہ اکثر ہوتا یہ ہے کہ جب سڑک بنانے والے یا فٹ پاتھ بنانے والے مکمل طور پر سڑک بنا کر چلے جاتے ہیں دوسرے ہی دن سوئی گیس والے یا واپڈا والے یا واٹر ورکس والے یا سیوریج والے آ کر بڑی بیدردی سے اس سڑک کو کھود ڈالتے ہیں اور اس کے بعد وہاں پر مٹی ڈال کر چلے جاتے ہیں تو اس طرح سے قوم اور ملک کے روپے کا نقصان ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس میں "waste of energy" "waste of money" اور "waste of time" ہے ۔ اس لیے Co-ordination Department کا ہونا لازمی ہے construction کا تمام کام Co-ordination Department کی منظوری کے بعد مقررہ تاریخ پر کیا جائے اس طرح ملک اور قوم کی دولت کو بربادی سے بچایا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ ایک اور بڑا اہم مسئلہ ہے اور وہ ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ کے متعلق ہے جب آپ 17 کو ٹیلیفون کرتے ہیں کہ جی یہ نمبر بتائیں تو آپ کو ہمیشہ غلط نمبر بتاتے ہیں اور جب آپ 18 پر فون کرتے ہیں کہ فلاں نمبر خراب ہے تو وہ خیر سے فون ہی نہیں اٹھاتے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ کمیٹی اپنی سفارشات مرکزی حکومت کو بھیجے اور ایسے افراد کو جو ناکارہ ہو چکے ہیں ان کو اس محکمہ سے نکال دیا جائے اور بے روزگار افراد کو ان کی جگہ لگایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ صرف ایک منٹ اور دیدیں آپ نے دوسروں کو تو پانچ پانچ منٹ زیادہ دیئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں ایوان کے سامنے تو نہیں بتانا چاہتا کہ آپ نے دس منٹ زیادہ لے لیے ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ نہیں ۔ جناب والا ۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر بھی تو اٹھایا تھا دس منٹ تو ٹوٹل ہوئے ہیں ۔ صرف اب میرا ایک پوائنٹ ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اچھا چلیں ۔

**بیگم ریحانہ سرور (شہید)** ۔ جناب سپیکر ۔ یہ طلاق کا جو سلسلہ ہے اس میں یہ ہے کہ جہیز اور suit of recovery کا جو مسئلہ ہے وہ فیملی کورٹ ایکٹ کے شیڈول میں آنا چاہیئے ۔ کیونکہ اگر وہ اس میں آ جائے تو اس کا جو suit of recovery ہے اس کے لیے فیس صرف پندرہ روپے رکھی گئی ہے لیکن چونکہ باقی کے تمام مقدمات جو اس فیملی کورٹس میں ہیں وہ فیملی کورٹس کے شیڈول میں اور اس کے تحت ہی آتے ہیں لیکن جب suit of recovery کا مسئلہ آتا ہے تو وہ سول سوٹ گنا جاتا ہے تو اس لیے خواتین کو اس میں بہت بڑی رقم کا ٹکٹ بھی لگانا پڑتا ہے لہذا میں گذارش کرونگی کیونکہ وزراء صاحبان بھی اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہیں اس پر ضرور غور کریں ۔

جناب والا ۔ اس سے پہلے میری ایک بہن نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ چند ایک ممبر صاحبان یہاں کھدر کا سوٹ پہن کر آ جاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ بس انقلاب آ گیا ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ انقلاب اس طرح سے نہیں آتا تو جناب والا ۔ میں ان کی تائید کرتی ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں نے چند ایک حسین چہرے دیکھے ہیں (قہقہہ) جو کھدر کے سوٹ پہن کر آ جاتے ہیں اور *** کر بیٹھ جاتے ہیں اور گھر جا کر کمخواب کے جوڑے پہن لیتے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ یہ عوامی حکومت ہے ۔ عوامی نمائندوں کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے اور اس طرح سے سرمایہ داری اور جاگیرداری کو چھپانے کے لیے بھیس نہیں بدلنا چاہیے ۔ میں اس بات کی بھی تائید کرتی ہوں ۔

**ایک ممبر** ۔ جناب ایک وقت زیادہ لیا ہے پھر ممبران کو * کہہ رہی ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ جب حسین کا لفظ لیا تو سب خوش ہو گئے ۔ اس وقت تو کسی نے اعتراض نہیں کیا ۔ ویسے آپ نے صحیح نوٹ کیا ہے اس لفظ کو

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

حذف کر دیا جائے۔

**بیگم ریحانہ سرور شہید** ۔ جناب والا ۔ یہ کر لیں کہ خوبصورت بن کر بیٹھ جاتے ہیں ۔ خوبصورت کا لفظ کر دیا جائے ۔

جناب والا ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی تقریر میں واضح طور پر کہا تھا کہ ہم مسلمان ہیں اور ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں اس سلسلہ میں میں یہ ضرور کہوں گی ۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ آپ نے بیگم صاحبہ کو زیادہ وقت دیا ہے مجھے آپ نے زیادہ وقت نہیں دیا ۔ میں نے اپنے علاقہ کے مسائل پر کہنا تھا اور آپ نے انہیں بڑی خوش اسلوبی سے تقریر کرنے کی اجازت دے دی ہے ۔ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کل بھی شیخ عزیز صاحب کا استحقاق مجروح ہوا تھا (قہقہہ) آپ نے دس منٹ مانگے ہیں آپ اور میں بیس منٹ اکٹھے بیٹھ جائیں گے ۔ (قہقہہ) ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.** Mr. Speaker Sir, it is no surprise to have this Budget in this House because people have uttered so much about the socio-economic strains and stresses that the Chief Minister who holds the portfolio of Finance is sensible enough to see that the people cannot bear any further burden of new taxes. It clearly reflects that people are suffering from rising prices and heavy cost of inputs in the agricultural production and, therefore, to think that the the people had expected a budget other than the presented would be a folly.

I will be failing in my duty, if at this juncture I don't congratulate Mr. Kardar on his briliant, scholarly and sagacious speech. I also congratulate a few other Members who have spoken frankly from the Peoples Party and have criticised the short-comings and short-falls of the Budget. If this line is

followed, I am sure Government will become more responsive to the Member's feelings, demands and their suggestions. It clearly appears that People Party has not given its Party the opportunity in having a meeting, in having a general broad-based discussion on the Budget. Therefore, the role that we the Members of the Opposition should have played has been partly played by the Members of the Peoples Party itself.

**Chief Minister** Sir, I would like to make a submission here. It has been brought to my notice by many friends that some of the Members of our own party are making such speeches which as Mr. Hassan Mahmud says, should have come from the Opposition side. It is not a coincidence. Sir it is by design. We have had a meeting of the Assembly Party and I, as Chief Minister, over-ruled the Finance Minister and allowed the Members of my own Party to voice their feelings. We discussed the policy but I allowed my Members that they should speak as representatives of their constituencies. They belong to the people. They have come here by the popular vote of their constituencies. So they have every right to voice their grievances in connection with development in connection with certain works which are the responsibility of the Government. They have every right. Sir, it is in the line of highest traditions of democracy that while discussing the budget people, whether they belong to this side or to that side, they have a right and we have given this right to our Members. So no one should either be happy or should be apprehensive that such speeches are being made. I have the heart, I have the courage to take these speeches.

(Applause from Treasury Benches).

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud**. Mr. Speaker, Sir, it was not necessary for the Finance Minister and the Chief Minister to interrupt my speech. I as a point of courtesy resumed my seat because it was neither a point of order nor an occasion for personal explanation. It could have been a reply in the Finance Minister's own replying time but I congratulate him on deviation from the traditional method to have allowed the members to criticise the Budget on the floor of

the House. I hope he further permits them to exercise even their vote if they don't see eye to eye with him on a particular plan or with a particular point of view. I feel that very good criticism and very good analysis has been presented by Mr. Kardar specially on agriculture. Some times the Finance Ministers are open to conviction. It appears that Mr. Hanif Ramay is going to rank himself amongst them and if that be so, then this is a very happy occasion and we expect certain modifications and changes in the Budget itself before it is put to vote.

Mr. Speaker, Sir, our grievances are not in regard to the Budget. Budget is merely a fiscal document and this year particularly it contains nothing extraordinary. It is putting incomes together, the expenditures together and the Finance Minister having put no additional burden on the masses, hardly needs any comments. But this is an occasion for Members of the Opposition to give vent to their feelings in regarding to Government policies.

Mr. Speaker Sir, I find that this country can only remain together, its solidarity and integrity can only be ensured if there is a democratic process which is properly allowed to function, whether it is within the party or it relates to the Opposition parties. I do admire and appreciate that there is a happy change but the curbs placed on the media of contact by the oposition with the people still continues. Journalism is still being coerced. There is no freedom for press, T. V. and Radio. They completely serve the purposes of Government and the Opposition's point of view is never given any place.

(At this stage Miss Nasra Khokhar occupied the Chair).

Regarding the question of advertisements, favourtism and threats to newspapers, I state that those that who do not publicise Government's point of view or advocate some times the opposition's point of view, they are made to suffer. Similarly, there are curbs on public meetings, on mass contact. It is a part of political process that there should be freedom

and it has been beautifully put by Mr Kardar who pointed out that to build up democracy in this country, which alone can ensure the integrity of this country, institutions must be strengthened, and one the basic institutions that matters and will allow democracy to flourish in this country and cement the different provinces of West Pakistan into one fraternity, into one brotherhood, that is the services. This Government have played havoc with it. They have so bitterly harmed, and so badly damaged their heart that we don't expect any fairplay from them or acceptance of a resposibility in even public good We expected the Chief Minister, enlightend as he is—he is neither vindictive nor he has personal animosities, he has no political pride, we see him humble—to introduce reform in that system and make services an independent institution to administer law and order problems to give justice and to ensure fair play irrespective of party affiliations to every body alike. Mr Speaker, Mr Hanif Ramay, an experienced journalist can be a very fine critic and he can see both the arguments for the day and arguments for the night because it is only logical that you can only argue for the right view only if you can appreciate the wrong. We do expect that in future with the acceptance of a Judge to be the Chairman of the Tribunal the genuine grievances of the services will be redressed in the Tribunal because the removal of the Chairman of the Tribunal will be on the same basis as for the removal of a Judge. It is not only the members of the opposition but also some Members of the People's Party itself who have been victims of the wrath of the predecessor of Mr. Hanif Ramay. An assurance was given that those misdeeds would be eradicated but they have not been eradicated and it pertains to both sides of the House. Let us play the game according to the rules. Let those rules be applicable to both sides. The rules should not be different for their side and rules different for our side. We don't deny them the right to govern this Province but they should govern it the way they would like to be governed when our turn comes. Let the rules remain the same and in doing that they will build good relationship.

Madam Speaker, some members have pointed out that no justice has been done to the 85 per cent population which represents agricultural society. The in-puts, the price of tractors the price of diesel and fertilizer is so exorbitant that the return for their produce is inadequate and in fact it will lead them in to a heavy deficit. We should have had a committee of this House to analyse for the Finance Minister as to what expenditures are incurred for the production of a particular commodity like cotton, wheat and sugarcane and then the fixation of price should have been decided upon. We have not calculated the expenditures at all. The Chief Minister ought to realise that last year we had unprecedented floods with which the rural people lost all their cash crops and they had hardly money to buy fertilizer for their next Khareef Crop, and this year there is acute shortage of water, therefore, the tubwells, which run on diesel, are running simultaneously. It will be in addition to the flow water that the pumped water will be used for the production of the crops and hence there will be more expenses. Government needs to seriously consider revising of the price of wheat from Rs. 25 to at least Rs. 30.

Sir, I am very sorry to state, as Begum Rehana Sarwar once pointed out, that resolutions are passed by this House but no attention and no importance given is to the sentiments and feelings of the Members. I remind the Chief Minister that this House passed a unanimous resolution in regard to the price of cotton and the emphasis during our speeches was that the resolution will not serve any purpose unless the Chief Minister waits on the Prime Minister with Members from both sides of the House to acquaint him of the effect of falling prices on the growers of Punjab. Till today, Mr Chief Minister, cotton is lying in abundance in Karachi. It is bound to effect the price of new crop. In spite of reduction in duty announced by the Central Finance Minister, the price of cotton is not going to be at the level that you envisage. Therefore, if there is shortage of cotton it should be, of course, no surprise to you. First of all, we must dispose of the stocks that are lying at Karachi, because a couple of months later they will be come old stocks losing foreign exchange and at the same time their accumulation will affect the future prices of cotton also.

Madam Speaker, the law and order question is very important. The Chief Minister not only yesterday, in fact over the last three or four days has been heavily involved with inspection of places of accidents, tragic accidents, many people involved in deaths, toll of life taken or deputations have waited upon him in connection with ugly accidents of Liberty Market yet last night another incident happened just near my house, which is not reported in the press or perhaps it will come tomorrow. Some dacoits entered a house chopped off the legs of a person and the details of the news will come tomorrow. I think and I hope that it is not a part of a programmeof sabotage because these sort of happenings demoralise the people and create a sense of insecurity.

It is very unfortunate that inspite of Chief Minister's assurance that the Police will be made vigilant, that they will go round the Lahore city to see that these crimes are prevented, these incidents are happening every day. Very special measures are required to control such happenings. The country is faced with problems about which even the Prime Minister had to make a reference· He has come to the stage of informing the nation that the intrigue and the plan of undoing Pakistan, which caused the separation of East Pakistan, is still at work and in which foreign powers seem to be involved. All the more reason that there is need for unity. We are interested in the integrity and solidarity of the country. We will be one with the Government if we sit across a table and sort out our domestic issues. Our fears are not from the Atomic blast of India but any internal chaos—political, social or economic - is of greater of danger to our stability a nd solidarity. If foreign plans do exist and if some of our people are involved, Government should take serious steps in un-earthing those powers so that the nation becomes vigilant and protects its independence and solidarity, but that can only be done if political process in the country is given due importance. Punjab has the biggest responsibility as, at one time, East Pakistan was a majority province. Punjab today in intelligence, in population in production, both in industrial and agricultural, is to bear the responsibility for the welfare of Pakistan as a whole.

(At this stage, Mr. Speaker took the Chair)

Mr. Speaker, Rabwa incident can be a part of the plan as has been mentioned by the highest authority. The Frontier Assembly, who was not primarily concerned with the matter, has passed a unanimous resolution. In Punjab, which is directly concerned, this issue has been discussed unabashed. Why we are not sorting out this issue and why we are not passing a resolution giving our recommendations to the National Assembly ? What is the hesitation, I don't know. I did question the Leader of the Opposition and I did inquire from the Law Minister but I have not received any satisfactory answer. The unrest in the students, the unrest in the labour and any class struggle in the country will lead to dis-integration as it will be partly fanned by elements who are foreign agents or who have infiltrated into our part of the country. I know for sure that there are infiltrations in Baluchistan, there are infiiltrations in Sind positively and infiltrators are working for the disintegration of this country. On the other hand, if the Government of Punjab curbs democratic process, there will be created undesirable situation which will give an opportunity to the smaller provinces to take advantage of the dis-unity in Punjab and create slogans against Punjab itself. The language riots were part of that campaign and the dismissal of officers in smalle rprovinces was also a part of that campaign. I would not fan parochical feelings but generally our refugees and Punjabis have been the victims. The one rupee note containg four languages. Why ? Why are we giving this sort of feeling ? Why Maulana Kausar Niazi should come out with an eight-hour extra programme of each language in each Province ? Which province demanded that ? No province demanded that. Why are we raising this controversial things in the name of development of local culture ? Our culture should be that of Pakistani. We should not be Sindhis, or Bahawalpuris. We should be Muslims Pakistanis and first and Muslims and Pakistanis last. (applause) This is playing to the gallery. What does it matter if "Ho Jamalo" is not sung for two minutes on the radio ? What does it matter if a Pushto song is not sung? Let them have it in their own folk

dances and in their own functions. Which of the Pathans have come out with the demad that this programme should be on the radio and T. V. ? Sir, we are passing through a very crucial and very dangerous phase. We are not exaggerating the things which are happening. The things that are happening are chaotic and dangerous and should not be taken lightly. What happens in Baluchistan is definitely our concern and what happens in Frontier is positively our concern because each place, I know, each province, every person of smaller provinces accuses Punjab of being instrumental in demolishing democracy in this country,

Now, I will come to Bahawalpur' The House is fully aware that I for one supported, even at a personal loss, the merger of Bahawalpur with the Punjab. I was defeated in the National Assembly election on the basis of this slogan alone but when I look at the budget, out of 150 crores provided for development, Bahawalpur gets round about Rs. 9 crore. I start feeling whether my advocacy for merger with Puujab was right or wrong. I start re-thinking because I expected Punjab to be benevolent, I expected Punjab to welcome us, I expected Punjab to benefit us, to help us, to raise our standards of living, to give us more industries, to give us our High Court Bench, to have a Member on the Public Service Commission, to give us a fair ratio in services, to keep our seniority, to admit our students in Medical Colleges and Engineering Universities. I don't find any such facility and, I am afraid and I see to it that the people of Bahawalpur shall not be treated as people of a colony of the Punjab. If it comes to that, we will have to re-think whether our decision to merge with Punjab was correct or incorrect. I hope the Chief Minister will give serious consideration to reviewing the figures of allocation of development funds to Bahawalpur. I gave certain development to Bahawalpur. Mr. Chief Minister, and since that day if you can account for a few more bricks being added to the institution, I will be grateful and that was several years ago. Bahawalpur is yielding a revenue of at least 20 to 22 crore of Rupees. Take the share for the backward areas. Take it for D.G. Khan, take it for Muzaffargarh

and take it for Mianwali but let it be taken on a pro-rata basis. What Multan contributes, let Bahawalpur contribute but don't deplete us of our revenues and deprive us of our development rights because then we can be a bigger Province than Baluchistan, both in population and revenue. We many not have that big area but our internal resources are bing enough to justify a viable administrative unit.

Mr. Speaker Sir, we hardly give any trouble to the Chief Minister and to the Ministers with our personal problems. The Chief Minister will bear me out that we usually shake hands with each other in dinner parties, which I never did when his predecessor was in office or while he is going out of the House or in the lobbys. But where the question of the interests of an area or the collective good of the country comes in, the Chief Minister and Ministers ought to make it a point that there should be consultation on major issues with the opposition It will be in their interest. May-be, they will know more about affairs than getting one sided information. There should be more consultations not only on legislation but on administrative matters. Now had we had consultation, I don't think the Budget as presented to day would have been pressnted. It might have been a Budget which even the Oppoeition would have applauded. sagacious and intelligent as he is, I don't see any reason why should he live in an egg-shell closed with a few sten-guns. That is no honour to cherish or a convention to follow. You have not been instrumental to any murder of any individual or kindnappings. Only those should fear who are responsible, who had a hand in it. You are a gentleman. You need no sten-guns. No body is going to harm you. have not harmed anybody Those who do harm have reason to protect themselves.

(At this stage Mr. Speaker rang the bell)

Mr. Speaker Sir, I will obey you because there are icut motions on General Administration, Agriculture, Education and Development. Thank you very much and I hope that the Chief Minister, as he built a new tradition of allowing his Members to freely speak in the House, which has never

been done before, shall afford the same opportunity to the Opposition to freely speak on the public plat-form and propagate their political philosophy.

Thank you, Mr. Speaker.

**Mr. Speaker.** Malik Hakmeen Khan, the Minister for Jails.

**وزیر جیل خانہ جات** (ملک حاکمین خان) ۔ جناب سپیکر ۔ پنجاب کا نئے سال کا بجٹ پیش ہوا ہے اب تک اس ایوان میں قائد حزب اختلاف وزرا صاحبان اور معزز اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ مجموعی طور پر یہ بجٹ مثالی اور ترقیاتی بجٹ ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور قائد ایوان حنیف رامے صاحب کی قیادت اور رہنمائی میں ہم پوری کوشش کرینگے کہ اس طرح ہر سال عوام کی خوشحالی اور ترقی کے لیے زیادہ سے زیادہ رقوم بجٹ میں رکھی جائیں ۔

جناب والا ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس خطہ کو بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح کی رہنمائی میں بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا اور اس خطہ کا نام پاکستان رکھا گیا کہ اس میں انصاف اور قانون کی بالادستی ہوگی اسلام کا بول بالا ہوگا ۔ ہم نے انگریز سے نجات حاصل کی لیکن انگریز کے جانشینوں نے یہاں تسلط جمالیا جناب والا ۔ اس کے بعد آمریت کا دور شروع ہوا ۔ تقریباً تیرہ سال تک ان کے قبضے میں رہا آخر میں نتیجہ کیا نکلا اس وقت کے نااہل یحییٰ خان کے دور میں پاکستان کا بہت بڑا حصہ جدا ہو گیا اور 94 ہزار جنگی قیدیوں نے لالوں کے سامنے ہتھیار ڈالے ۔ ان ماؤں کے بیٹے جن کی مائیں کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ ہمارے بیٹے لالوں کے سامنے ہتھیار ڈالیں گے ۔ یہ بات آپ کے سامنے ہے کہ پانچ ہزار مربع میل کا رقبہ جو ان لالوں کے قبضے میں رہا ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں وہ سرسبز شاداب خطہ سیالکوٹ جو دشمنوں کے قبضہ میں تھا اس خطہ کی یہ حالت ہوئی کہ وہ مائیں شہر لاہور کی سڑکوں پر گذرتی تھیں ۔ اور اس وقت عوام میں بے چینی اور مایوسی تھی اور ملک کی معیشت تباہ و برباد ہو چکی تھی

اس وقت ملک کا وقار ختم ہو چکا تھا یحییٰ خان نے ذوالفقار بھٹو کو اقوام متحدہ (U. N. O) سے بلا بھیجا جب بھٹو صاحب آئے تو ان کے سامنے دو باتیں تھیں ایک یہ کہ یحییٰ خان کی اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو بھنور سے نکالا جائے۔ دوسری بات یہ کہ بھٹو صاحب نے آمریت کے خلاف جہاد کیا تھا اور اپنی عوام سے عہد کیا تھا کہ جب میری پارٹی بر سراقتدار آئیگی تو عوام کے لیے خوشحالی ہو گی۔ دوسری طرف ملک کی بقا اور سالمیت کا سوال تھا۔ بھٹو صاحب نے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور اس آڑے وقت میں ملک کی باگ ڈور سنبھالی کیونکہ انہیں یہ معلوم تھا کہ میری عوام مجھ پر اعتماد کریگی کیونکہ اس وقت ملک کی سالمیت کا سوال تھا اگر وہ اقتدار نہ سنبھالتے تو ان کو تاریخ کبھی معاف نہ کرتی بھٹو صاحب نے جس آڑے وقت میں ملک کی باگ ڈور سنبھالی۔ اس وقت اندرون و بیرون ملک سازشیں ہو رہی تھیں۔ اب باتیں تو بڑی کی جاتی ہیں لیکن حقیقی بات کو چھپانا نہیں چاہئے۔ کیا اس وقت کی یہ حالت جو آج آپ کے سامنے ہے ایسی ہی تھی۔ جناب بھٹو نے 94 ہزار قیدیوں کو واپس بلانا تھا۔ اور جو رقبہ 5 ہزار مربع میل کا تھا اسے بھی واپس لینا تھا۔ اپنا کھویا ہوا وقار بھی بحال کرنا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کس طریقے سے واپس آئے۔ اگر آپ عربوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں کہ ہمارے ان بھائیوں نے جنگ میں جو رقبہ کھویا تھا وہ اسے واپس نہ لے سکے۔ حالانکہ خون کی ندیاں بہہ گئیں سب طرف اندھیرا چھا گیا لیکن وہ رقبہ واپس نہ لے سکے۔ یہ جناب بھٹو کی بصیرت تھی۔ یہ ان کی دانشمندانہ سوچ تھی کہ انہوں نے کی عقل مندی سے جنگی قیدی اپنا کھویا ہوا علاقہ اور وقار واپس لیا۔ یہ ساری چیزیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ جناب والا۔ یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں کہ جناب بھٹو دن رات اس ملک کی خوشحالی کے لیے کیا کچھ کر رہے ہیں۔ بہر حال یہاں کوئی الہ دین کا چراغ تو نہیں کہ راتوں رات کوئی چیز ہو جائے۔ جناب والا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ ان تمام دوستوں کے اتحاد اور اتفاق سے ہم اس ملک کو جناب بھٹو کی قیادت میں ایک خوشحال ملک بنائیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے محکموں کے متعلق بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں ۔ جب مجھے محکمہ ہاؤسنگ کی ذمہ داریاں سونپی گئیں ۔ اس سلسلے میں میں آپ سے کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ یہ ایسی سکیم ہے جو ہماری پارٹی کے پروگرام میں شامل ہے کہ ہم عام آدمی کو کم آمدن والے لوگوں کو مکان اور پلاٹ مہیا کرینگے ۔ اس سلسلے میں اس بجٹ میں جو سکیمیں رکھی گئی ہیں ۔ وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ٹوٹل ۔ بجٹ 10 کروڑ 85 لاکھ کا ہے اور آئندہ سال یعنی 1947ء میں پلاٹس اور کوارٹرز کا جو منصوبہ تیار کیا گیا ہے وہ یہ ہے ۔ ٹوٹل پلاٹس تقریباً 34000 ۔ ان میں سے لاہور ٹاؤن شپ سکیم کے لیے 1000 پلاٹس اور 500 کوارٹرز رکھے گئے ہیں ۔ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کے لیے 4000 پلاٹس ۔ و سن پورہ سکیم لاہور کے لیے 1300 پلاٹس گوجرانوالہ کے لیے 7200 ۔ راولپنڈی کے لیے 00 2 کیمبلپور کے لیے 480 ۔ لائلپور کے لیے 3200 ۔ سرگودھا کے لیے 3200 ۔ چنیوٹ کے لیے 1500 ۔ رحیم یار خان کے لیے 800 ۔ جھنگ کے لیے 1600 ۔ جہلم کے لیے 800 ۔ شیخوپورہ کے لیے 600 ۔ ملتان کے لیے 4000 بہاولنگر کے لیے 800 ۔ بہاولپور کے لیے 000 ۔ گجرات کے لیے 600 وہاڑی کے لیے 800 ۔ خانپور کے لیے 600 اور اوکاڑہ کے لیے 600 پلاٹس رکھے گئے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے محکمہ اوقاف کی ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ محکمہ دینی اور روحانی ہے ۔ مجھ میں جذبہ ایمانی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے مشوروں سے ہم اس میں ایسی اصلاحات لائینگے اور ایسی اصلاحات کرینگے کہ انشاء اللہ آپ لوگ انہیں appreciate کرینگے ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے پاس ۔

**ملک مختار احمد اعوان** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ آپ ملک صاحب کی تمام تقریر کے دوران مسکراتے رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ بھی appreciation ہے ۔

**وزیر جیل خانہ جات** ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے محکمہ جیل کی ذمہ داریاں بھی سونپی گئی ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ گذشتہ حکومتوں کے

دوران جیلوں کی حالت نا گفتہ بہ تھی ۔ جناب ہماری عوامی حکومت آئی اور مجھے جیلوں کی ذمہ داری سونپی گئی تو میں نے فوری طور پر پنجاب کی تمام جیلوں کا معائنہ کیا ۔ surprise visits کیں ۔ انہیں ڈسپلن سکھانے کے متعلق ہدایات دیں اور دربار لگائے کہ جیلوں کے عملہ اور قیدیوں کو احساس دلایا جائے ۔ انہیں صاف طور پر خبردار کیا گیا اور انہیں بتایا کہ میرا یہ پروگرام ہے ۔ میں ان جیلوں میں اس قسم کی اصلاحات نافذ کرنا چاہتا ہوں اور یہ آپ کے لیے بھی بہتر ہوگا ۔ بہر حال اس وقت میں نے ایک بیان دیا ۔ ان دوستوں نے سمجھا کہ شائد اس قسم کا انقلاب نہیں آ سکتا اس قسم کی اصلاح نہیں ہو سکتی (نعرہ ہائے تحسین) لیکن ہم نے ثابت کیا کہ اگر اندر جذبہ ایمانی ہے ۔ دیانتداری ہے ۔ اگر محنت سے کام کیا جائے تو یقیناً اس میں کامیابی ہوتی ہے اس وقت کسی کو سوچ نہیں تھی ۔ انگریز کی حکومت یہاں دو سال تک چلتی رہی ۔ انگریز نے بھی کام کیے لیکن انہوں نے بھی اس قسم کی اصلاحات نافذ نہ کیں ۔ بہر حال ہم نے سوچا کہ جب یہ قیدی رہا ہو کر معاشرے میں جاتے ہیں تو معاشرہ انہیں قبول نہیں کرتا ۔ تو وہ نئے سرے سے جرائم کے مرتکب ہو کر پھر جیلوں میں جاتے ہیں ۔ ان کے لیے اصلاحات کرنی چاہئیں تا کہ جب وہ قید کاٹنے کے بعد ایک اچھا شہری بن کر معاشرے میں جائیں ۔ تو معاشرہ انہیں قبول کرے ۔ ہم نے اس پر سوچ بچار کی اور موجودہ دور کے مطابق اصلاحات کیں تاکہ جب یہ معاشرے میں جائیں تو انہیں روزگار مہیا ہو جائے تا کہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں

جناب والا ۔ ہم نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا کہ جیلوں میں ایسی صنعت لگائی جائے جس میں قیدی کام کر سکیں ۔ وہاں ریڈیو بنانے ٹیلویژن بنانے اور ٹرانسٹر بنانے کا انتظام کیا کیونکہ موجودہ مارکیٹ میں ان چیزوں کی مانگ ہے ۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم اس مشن میں کامیاب ہوئے وہی قیدی جو 10 ۔ 10 قتل کرنے والے ۔ ڈاکہ ڈالنے والے اور لوگوں کی عزتیں لوٹنے والے تھے ۔ آج وہ اپنے ہاتھوں سے 6/6-5/5 ٹرانسٹر بنا رہے ۔ ایک ایک آدمی 6/6-5/5 ٹرانسٹرز بنا رہا ہے اب جب وہ باہر جائینگے تو معاشرہ انہیں قبول کریگا ۔ اس سے پہلے تو انہیں اس لیے روزگار نہیں ملتا تھا ۔ کیونکہ معاشرہ

یعنی ہم اور آپ انہیں قبول نہیں کرتے تھے اور وہ نئے سرے سے جرائم کرتے تھے ۔ کیونکہ انہیں کوئی ہنر نہیں آتا تھا ۔ انہیں کوئی صنعت روزگار نہیں دیتی تھی ۔ زمیندار انہیں ہل چلانے کے لیے زمین نہیں دیتا تھا ۔ تو جب انہیں کوئی روزگار نہیں ملتا تھا ۔ نہ ہی بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے روٹی ملتی تھی اور نہ ہی ان کے پاس کچھ اور ہوتا تھا کیونکہ 5-7 سال سزا کاٹنے کے بعد اس کے پاس کچھ بھی نہیں رہتا تھا اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے بیوی بچے کسی نہ کسی طرح تو پیٹ پال لیتے تھے لیکن اس کی موجودگی میں تمام ذمہ داری اس پر ہوتی تھی اور جب اسے روزگار نہیں ملتا تھا ۔ جب اسے گھر کی مجبوریاں تنگ کرتی تھیں جب وہ گھر جاتا تھا تو بیوی بچے خوراک کے لیے اس سے پیسے مانگتے تھے لیکن وہ مجبور تھا کیونکہ اس کے پاس کوئی ذریعہ روزگار نہ تھا ۔ آخر اس کے دماغ میں نئے سرے سے سوچ آتی تھی کہ اس سے تو جیل اچھی تھی ۔ جہاں مجھے دال روٹی تو مل جاتی تھی پھر وہ سوچتا تھا کہ کس نے میرے خلاف شہادت دی ہے ۔ کس نے میری زمین کونسے پٹواری اور گرداور کی ملی بھگت سے اپنے نام منتقل کرالی ہے ۔ جب اس کے ذہن میں یہ بات آتی ۔ تو انتقام کا جذبہ پیدا ہوتا اور وہ نئے سرے سے جرائم کا ارتکاب کر کے جیل میں چلا جاتا ۔ ہم نے اس قسم کی اصلاحات کی ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اور جناب والا ۔ بات حق کی ہونی چاہئے اور میں اس ایوان میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ چند مہینے پہلے ہم برٹش گورنمنٹ کی طرف سے دی گئی دعوت پر وہاں گئے ۔ وہاں باتیں ہوئیں بحث ہوئی اور ان لوگوں نے یہی بات کہی کہ وہاں ہم نے بھی دو سو سال حکومت کی ۔ لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ عوامی حکومت نے اس قسم کی اصلاحات کی ہیں جو کہ ابھی تک ہم نے بھی نہیں کیں ۔ انہوں نے کہا کہ ہماری طرف سے پاکستان کے عوام کو مبارکباد دو ۔ ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں تو جناب والا ۔ میں ان کی آواز آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں ۔

جناب والا اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک طرف تو ہم اس قسم کی اصلاحات نافذ کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہم ان قیدیوں سے جن کی ہزاروں کی تعداد ہے ہم اپنے محکمہ جیل کو جس میں

خرچ ہی خرچ تھا ۔ خود کفیل بنا رہے ہیں ۔ آج اتنے عرصے میں ہم آن سے لاکھوں روپے آمدنی حاصل کر رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ کچھ عرصہ بعد ہم جیلوں میں خودکفیل ہوں گے ۔ میں آپ سے یہ بھی عرض کر دوں کہ ہم آپ سے پھر پیسہ نہیں مانگیں گے کہ آپ ہمیں اتنا پیسہ جیلوں کے لیے دیں ۔ ہم اپنی محنت کرکے وہاں سے فائدہ اٹھا کر خود کو خودکفیل کریں گے ۔ جناب والا ۔ باتیں تو بڑی کرتے ہیں ۔ طنز بھی کرتے ہیں ۔ پیچھے سے بھی آواز آتی ہے ۔ آگے سے بھی آواز آتی ہے لیکن بات عمل سے ہوتی ہے تو جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں بیگم صاحبہ نے جو ایک بات کی تھی اس کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ملک صاحب پنجاب میں جیلیں بچھانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جیلوں میں پنکھے لگا رہے ہیں کیونکہ بیگم صاحبہ کی چوری ہوئی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کب سے ؟

**وزیر جیل خانہ جات** ۔ چند دن پہلے ان کی چوری ہوئی ہے اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ شاید چوری اس لیے ہوئی ہے کہ جیلوں میں پنکھے لگے ہوئے ہیں ۔ گرمیوں کے دن ہیں تو چور نے سوچا ہوگا کہ چلو جیل میں یہ دن گزارنے چاہئیں ۔ یہ میری آن سے بات ہوئی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ انہوں نے آپ کو اعتماد میں لے کر بات کی ہوگی ۔ آپ ہاؤس کو تو نہ بتائیں ۔

**وزیر جیل خانہ جات** ۔ انہوں نے ہاؤس میں بات کی ہے اس لیے میں اس کا جواب دے رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ سچی بات ہے ۔ بیگم صاحبہ نے بات کی ۔ میں آن کی اطلاع کے لیے بتا دینا چاہتا ہوں کہ آخر وہ بھی انسان ہیں ۔ اگر ایک بھائی نے جرم کیا ہے تو چار بھائی کسی نہ کسی طریقے سے قانون کی زد میں آئے ۔ وہاں آج کل کے موسم میں آپ لوگ تو ایرکنڈیشنڈ کمروں سے باہر نہیں نکلتے وہ کوٹھڑیاں جن میں چار چار پانچ پانچ آدمی یا آن بیرکوں میں جہاں انہیں رات دن رہنا ہوتا ہے ۔ بہر حال وہ انسان ہیں ۔ ہمیں انہیں انسان تو سمجھنا چاہیے کل ہر ایک کو کسی کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے اسے بھی جانا

پڑ جاتا ہے (قہقہے) تو جناب والا ۔ ہمیں بحیثیت انسان اُن کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک تو کرنا چاہیے ۔ اس لیے میں نے یہ بات کی ہے ۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ۔ میں اپنے فاضل اراکین اسمبلی کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے ہر جائز مشورے پر اچھے طریقے سے عمل کروں گا اور میں نے ہمیشہ ہمیشہ سب دوستوں کی رائے کو مقدم سمجھا ہے ۔ جناب والا ۔ میں سچی بات کرنا چاہتا ہوں حاشا وکلا خدا گواہ ہے میں جتنا عرصہ منسٹر رہا ہوں میں نے نیک نیتی سے ۔ دیانت داری سے ۔ ایمانداری سے ۔ محنت سے خدمت کرنے کی کوشش کی ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ پوری تندہی اور پوری محنت اور پوری دیانت داری سے خدمت کرتا رہوں گا ۔ میں ان کو گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر** ۔ فقیر عبدالحمید ۔

**رائے میاں خان کھرل** ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ۔ جب ہمارے وزیر جیل خانہ جات تقریر فرما رہے تھے اور ہماری راہنمائی فرما رہے تھے اور اپنے بہترین خیالات کا اظہار کر رہے تھے ۔ اُن کی تصویر نہیں لی گئی حالانکہ ہر منسٹر کی تصویر تقریر کرتے ہوئے اتاری گئی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ ان کے پاس پہلے بہت سی تصاویر موجود ہوں گی ۔

**فقیر عبدالمجید خان** (میانوالی ۔ 3) ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب سپیکر ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تھوڑا سا وقت دے دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اب وہ خطرے کی گھنٹی آپ نہیں بجائیں گے ۔ میں پچھلے دو بجٹوں پر بھی نہیں بولا اور ویسے بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ شاید پسماندہ علاقوں کو یہاں بولنے کی اجازت بھی کم دیتے ہیں ۔ آج تین چار روز ہو گئے ہیں ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میانوالی اور کیمبل پور کے جو پسماندہ اضلاع ہیں ۔ اُن کے نمائندگان کو بہت ہی کم وقت دیا گیا ہے ۔ بہر حال میں پھر بھی آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں تقریر کرنے کا موقع دیا ۔ یہاں بہت سی تقریریں ہوئیں ہمارے دوست بہت عالم فاضل ۔ پڑھے

لکھے لوگ ہیں مگر میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں حکومت کے نوٹس میں وہ باتیں لاؤں گا .....

(شور و غوغا)

مسٹر سپیکر ۔ دیکھیئے انہیں شکایت کا موقع نہ دیجئے وہ پہلے ہی شکایت کر رہے تھے ۔

فقیر عبدالمجید خان ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں حکومت کی معلومات میں اور حکومت کے نوٹس میں ایسی باتیں لانا چاہتا ہوں جو ضروری ہیں اور مبارک باد پہلے بہت سے دوست دے چکے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ ایک خوشامد سی بن گئی ہے ۔

جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ 85 فیصد آبادی دیہات میں ہے ۔ میں بھی ایک دیہات سے تعلق رکھتا ہوں ۔ وزراء حضرات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میری بات پر توجہ فرمائیں ۔ جناب سپیکر وہ گپیں لگا رہے ہیں ۔

**Mr. Speaker** : The House is called to order please.

فقیر عبدالمجید خان ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 85 فیصد دیہات کی آبادی جو ہے جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب سے پاکستان بنا ہے ۔ اُن کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا ۔ بہت سے دوستوں نے باتیں کیں ۔ میں صرف اس پر اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لیے بھی اگر ایسا ہو جائے کہ جس تناسب سے آبادی ہے ۔ اُسی کے تناسب سے ہمیں ملازمتوں میں نمائندگی دی جائے ۔ اُسی تناسب سے ہمیں جتنی بھی ملازمتیں بنتی ہیں ۔ چاہے وہ آفیسرز ہیں اور چاہے چھوٹے ملازمین ہیں ۔ جناب والا ۔ دیہات کے عوام ۔ دیہات کے نوجوان ان شہروں جو ہمارے دل ہیں جیسے لاہور ہے کی حفاظت کے لیے تو کیمبل پور اور میانوالی کے نوجوان اور جیالے جان دیں اور جب افسر کوئی بننا ہو تو میانوالی کے لیے سب پسماندہ اضلاع کے لیے تین چار ملازمتیں ہیں ۔ جناب والا ۔ ایک چپڑاسی ۔ ایک چوکیدار ۔ ایک پٹواری اور ایک جونیئر کلرک اس کے سوا کچھ نہیں ملتا ۔ یا زیادہ سے زیادہ اب ڈاکٹر صاحب کی مہربانی سے

ہی - ٹی - سی - والوں کی ایک فوج ظفر موج بھرتی کر لی گئی ہے - جو اب ہمارے لیے اور آئندہ ایک مصیبت کا باعث بنے گی - یہ ہزاروں کی تعداد میں طلباء و طالبات ہیں جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور جب وہ پڑھ چکیں گے اور ٹرینڈ ہو جائیں گے - تو پھر وہ ٹرینڈ ہو کر ہمارے خلاف مہم چلائیں گے اور جلوس نکالیں گے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ دیہات کے عوام کو جو کہ 85 فیصد ہیں یا 80 فیصدی ہیں ان کو ہر محکمے میں اتنا ہی حصہ دیا جائے جتنا کہ کسی اور علاقے کو دیا جاتا ہے یا کسی شہر کو دیا جاتا ہے -

جناب والا - محکمہ زراعت کے معاملے میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں - میں خود ایک کاشتکار ہوں - بے شک کہ میں نے ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے - بعض دوست نہیں جانتے وہ مجھے مولوی سمجھتے ہیں - میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں خود اپنے ہاتھ سے کاشت کرنے والوں میں سے ہوں - میں خود اپنے ہاتھ کاشت کرتا ہوں جو گندم ہمارے علاقے میں پیدا ہوتی ہے - میانوالی خاص طور پر پسماندہ علاقہ ہے جو بہترین گندم پیدا ہوتی ہے وہ 30 من فی ایکڑ ہے - اس کی قیمت 75 روپے بنتے ہیں اور اس لحاظ سے جو 75 روپے اس کی قیمت ہے - وہ کھاد اور پانی پر لگانے پڑتے ہیں - اس میں ہل چلانا پڑتا ہے - اس کی بوائی ہوتی ہے - اس کی پھر کٹائی ہوتی ہے اس کو چار پانچ دفعہ پانی دینا پڑتا ہے - اس کے اوپر ٹریکٹر سے یا دوسرے طریقے سے ہل چلانے پڑتے ہیں - اس کی مزدوری کا اگر حساب لگایا جائے تو صرف 100 روپے فی ایکڑ بچتا ہے وہ بھی ان لوگوں کو بچتا ہے جو 30 من ایک ایکڑ سے پیدا کرتے ہیں مگر ہر شخص 30 من پیدا نہیں کر سکتا یہ گورنمنٹ کے ریکارڈ میں بھی ہے اور ایک میرے فاضل دوست نے یہاں کے اعدادو شمار بتائے ہیں وہ بہت ہی کم ہے شاید 18 من کے قریب پڑتے ہیں جو پنجاب کی اوسط پیداوار ہے -

گنے کے سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اس کی آپ پوزیشن دیکھیں کہ گنے کا رس نکالنے کے بعد جو بچتا ہے وہ ہم ایندھن طور پر استعمال کرتے ہیں کے اور جو ایندھن گنے کا رس نکال کر بچا لیا جاتا ہے - وہ بھی مل والے پانچ روپے سے سات روپے تک فروخت کرتے ہیں - تو اس لیے ہمارے لیے یہ بہتر ہے کہ ہم ایندھن پیدا کریں - گنا ہمیں پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے - گنے کو تو

ہم کھاد دیں ۔ پانی دیں اس پر محنت کریں اور اس پر محنت کرتے کرتے مر جائیں ۔ اس کے بعد ہمیں چار روپے ملیں ۔ جناب والا ۔ میں حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ کاشت بند ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ میں اس مہینے پندرہ تاریخ کو اپنے گھر گیا اور میرے پاس رات کو کوئی سو ڈیڑھ سو کے قریب آدمی اکٹھے ہو کر آ گئے اور ان لوگوں کی وجہ سے ہی میں یہاں اس اسمبلی میں منتخب ہو کر آیا ہوں ۔ انہوں نے مجھے یہ پیغام دیا کہ آپ اسمبلی تک ہماری یہ بات پہنچا دیں ۔ تو میں ان کی طرف سے یہ بات آپ تک پہنچا رہا ہوں کہ آئندہ گندم کوئی بھی کاشت نہیں کرے گا ۔ اب یہ ایوان گواہ رہے اور اگر یہی پوزیشن رہی تو کوئی بھی گندم کاشت نہیں کرے گا اور میں ان کا آپ تک پیغام پہنچا کر اپنا فرض پورا کر رہا ہوں ۔

اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ ہندوستان میں گندم کی بوری (جس میں تقریباً اڑھائی من گندم ہوتی ہے) کی قیمت دو سو روپے کے قریب ہے جب کہ یہاں پر اس بوری کی قیمت باسٹھ روپے ہے ۔ تو اس سے لوگوں کا خواہ مخواہ سمگلنگ کرنے کو جی چاہتا ہے ۔ خواہشات تو ہم سب کی ہوتی ہیں ۔ تو جب ہندوستان کو ہمیں گندم کی قیمت زیادہ دینی ہے تو وہ کسی نہ کسی طرح سے سمگل ہو جاتی ہے جناب والا ۔ یا تو آپ سمگلنگ کو بند کریں یا پھر گندم کا نرخ ہندوستان کے نرخ کے برابر کریں اگر اس طرح سے ہندوستان میں گندم کے نرخ زیادہ رہے اور یہاں کم رہے تو یقیناً یہ گندم سمگل ہوتی رہے گی یا پھر سمگلنگ کا کوئی ایسا موثر انتظام کریں کہ وہ بالکل ہی بند ہو جائے یا پھر یہ صورت ہے کہ اس کے لیے آپ نرخ بڑھائیں لیکن ایسا کرنے سے تو مہنگائی بڑھے گی اور مہنگائی تو پہلے ہی زیادہ ہے جس کے متعلق اس ایوان میں سیر حاصل بحث ہوئی ہے ۔

جناب والا ۔ میں ایوان میں پہلی بار تقریر کر رہا ہوں ۔ میں کوئی اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں اور اتنا مقرر بھی نہیں ہوں لیکن میری باتیں وہ ہیں جو مجھ پر گزری ہوئی ہیں میں خود کمانے والا ہوں میرا بچہ بھی کماتا ہے ۔ ہم ٹریکٹر چلاتے ہیں اور کماتے پیتے ہیں اور ہم عوام میں رہتے ہیں ۔ میرے کمرے میں ابھی تک air-conditioner نہیں لگا ہوا ہے اور میرے گھر میں ایک چھوٹا

ہے ۔ ڈاکٹر صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے اس دن ہم نے اس گھر کو خوب سجایا ہوا تھا سفیدیاں کی ہوئی تھیں ۔

(اس مرحلہ پر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مگر وہ پھر بھی چھیڑ ہی تھا اور اور اس بیچارے نے کیا کرنا تھا ۔

جناب والا ۔ اب میں ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کی طرف آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ ہے گوشت کی کمی ۔ میں آپ کو بتلا دوں کہ ایک سال کے اندر گوشت بیس پچیس روپے تک مہنگا ہو جائے گا ۔ جناب والا ۔ میری اس بات پر توجہ دیں اور میری باتوں کو سنیں ۔ یہ ایک درویش کی باتیں آپ نہ سمجھیں ۔ گوشت مہنگا ہو رہا ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں ایک واقعہ جو میرے ساتھ گزرا ہے ۔ بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرا ایک اپنا اونٹ تھا ۔ وہ سترہ اٹھارہ سال کی عمر کا ہو گیا ۔ اب وہ مرنے کے قریب تھا ۔ تو میں نے کہا کہ اسے ذبح کر دیا جائے کیونکہ یہ کھانے کے قابل نہیں ہے ۔ حلال مال ہے ۔ اس کو ذبح کرکے دفن کر دیتے ہیں ۔ تو میرے ساتھیوں نے کہا کہ نہیں ۔ اس کو منڈی میں لے جاتے ہیں آجکل اس کے بڑے پیسے ملیں گے تو ہم اس کو ایک منڈی لیاقت آباد کی طرف لے چلے ۔ وہ بیچارہ عمر رسیدہ تھا چل نہیں سکتا تھا ۔ راستہ میں گرتا ۔ اور اس طرح سے ہم نے چار میل کا سفر دو گھنٹے میں طے کیا ۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہمیں اس کے نو سو سالہ روپے مل گئے ۔ جو میں پچاس روپے میں بھی نہیں دینا چاہتا تھا ۔ میں تو اسے حلال کرنا چاہتا تھا ۔ تو وہ جناب والا ۔ پٹھانوں نے خرید لیا ۔ جناب والا ۔ میرا مقتضی طلب مسئلہ یہ ہے کہ پٹھان لوگ وہاں پر کابل سے آتے ہیں اور جتنے بھی گوشت پیدا کرنے والے جانور ہوتے ہیں ان کو خرید لیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ ان کے دام دیتے ہیں اور وہ کابل لے جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسل سے اس حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ خدا کے لیے ان باتوں پر توجہ دیں ۔ آپ سوچیں اور اس کے لیے بہتر اور موثر انتظامات کریں ۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان چیزوں کو آپ کے نوٹس میں لائیں ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا ہی اہم مسئلہ ہے اور اس طرح سے یہاں گوشت کی قلت پیدا ہو جائے گی ۔ مہنگائی بڑھ جائے گی ۔ مہنگائی تو جناب والا ۔ پہلے ہی کافی ہے ۔ اس بات

کا خطرہ ہے کہ یہ مہنگائی ہمیں لے نہ ڈوبے ۔ جناب والا ۔ میں نے کئی مرتبہ عرض کیا ہے کہ اگرچہ وہاں دفعہ 144 لگا دی گئی ہے مگر پھر بھی Frontier کی طرف جانور سمگل ہو رہے ہیں اور اس سے صرف گوشت کی قلت ہی پیدا نہیں ہو گی بلکہ اس سے گھی اور دودھ کی قلت ہو گی ۔ اس سے ہر قسم کی قلت ہو گی ۔ تو جناب والا ۔ اس پر خصوصی توجہ فرمائیں میں بار بار اس بات پر زور دیتا ہوں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ ہمارے اپنے علاقہ کے متعلق چند اور مسائل ہیں ۔ تو میں آن کے بارہ میں آپ کی خدمت میں کچھ باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

**مسٹر چیئرمین** ۔ آپ ذرا جلدی کریں ۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے ۔

**فقیر عبدالمجید خان** ۔ موہل صاحب آپ پر تو مجھے بڑی امید تھی آپ نے تو لوگوں کو گھنٹوں کے حساب سے وقت دیا ہے ۔

جناب والا ۔ میں مرزائیوں کے بارہ میں بھی تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ہمارے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ہمارے وزیر اعلیٰ جناب محمد حنیف رامے صاحب جس طریقہ سے مرزائیت کو لے رہے ہیں ۔ ہم اس پر بالکل مطمئن ہیں اور میرے خیال میں اور بھی کافی لوگ اس بارہ میں مطمئن ہیں ۔ تو جناب والا ۔ میں بھی اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور میرا یہ ایمان ہے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور یہ عوام کی بات ہے اور عوام سے تعلق رکھتی ہے ۔ جو مرزائیوں کو دائرہ اسلام کے اندر سمجھتے ہیں اور آن کو مسلمان سمجھتے ہیں تو میں اپنے ایمان پر اور خیال سے یہ خاص طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ دائرہ اسلام کے اندر نہیں ہیں ۔ اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے زیادتی کی ہے ۔ تو اس لیے اب آن کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے تو اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا ۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم تم سے گلہ کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

خود انہوں نے ہمیں تنگ کیا ہے ورنہ ستائیس برس گزر گئے تھے ۔ اب یہ مسئلہ

ہمارے گلے میں پڑ گیا ہماری حکومت کے گلے میں پڑ گیا (اب گھنٹی بج رہی ہے اور میں آگے جانا چاہتا ہوں) -

جناب والا - اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ میرا علاقہ میانوالی ایک پسماندہ علاقہ ہے اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں اپنے علاقہ کے بارہ میں عرض کروں گا (ڈاکٹر صاحب یہ مسئلہ آپ کی توجہ کا مستحق ہے) میری گزارش یہ ہے کہ میں تو اب بھی اپنے آپ کو طالب علم ہی سمجھتا ہوں کسی پرائمری سکول کے لیے طلبہ کی ضرورت ہے اور کسی پرائمری سکول کو مڈل بنانے کے لیے چند پرائمری سکولوں کی ضرورت ہوتی ہے - پھر وہ مڈل سکول بنتا ہے اور جب کچھ مڈل سکول بن جائیں تو علاقے کے لوگ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں ہائی سکول دیئے جائیں اور جب ہائی سکول پانچ - سات یا آٹھ بن جائیں تو پھر اس کے بعد کالج کا مطالبہ کرتے ہیں - جناب والا - ہم بیس سال سے محنت کر رہے ہیں اور میں علیحدگی میں بھی جناب کی خدمت میں کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ بیس سال کے عرصہ میں ہم نے (محنت سے - کوشش سے - جدوجہد سے - ہمارے ساتھیوں نے - ہمارے مختلف دوستوں اور بھائیوں نے محنت کرکے اور مختلف طریقوں سے اپنے پیسوں سے اور چندوں سے اور گورنمنٹ کے پیسوں سے آٹھ ہائی سکول بنا لیے ہیں - جناب والا - پنجاب کے اندر اگر کوئی کالج بننے کا حق دار ہے تو واللہ میں ایمان کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ وہ لیاقت آباد پیلاں ہے - جناب والا - کسی لحاظ سے بھی یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم پیچھے رہ جائیں - اگر اس کے لیے آپ کو زمین کی ضرورت ہے تو میں دینے کے لیے تیار ہوں - اگر عارضی طور پر عمارت کی ضرورت ہے تو میں اپنا مکان دینے کے لیے تیار ہوں - اس میں پندرہ بیس کمرے موجود ہیں ٹیلیفون بھی لگا ہوا ہے - لیکن آپ کالج وہاں ضرور بنائیں -

دوسری بات یہ ہے کہ میانوالی کے علاقہ میں پانی کی قلت ہے پینے کے پانی کی بھی اور پانی کو زراعت کے طور پر بھی استعمال کرنے میں قلت ہے - جناب والا - داؤد خیل - موسیٰ خیل اور چندروکا جو علاقہ ہے یہ پانی کے مستحق ہیں اور اگر ترقی یافتہ معاشرے میں بھی وہ پیچھے رہ جائیں - اسے ہماری زبان میں علاقہ سہاڑ کہتے ہیں - میں نے ان لوگوں کی بھی تقریریں

سنی ہیں - جن کے علاقے کافی ترقی یافتہ ہیں وہ بھی اپنی تقریر میں شور مچاتے رہے - جناب یہ ہو گیا - وہ ہو گیا - پھر مجھے اپنا ضلع یاد آ گیا اور میں سوچتا ہوں میں کیا کروں

انداز بیان اگرچہ میرا بہت شوخ نہیں شاید
کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

**مرزا فضل حق** - جناب والا - کورم نہیں ہے -

**مسٹر چیرمین** - گنتی کی جائے - گنتی کی گئی - گھنٹیاں بجائی جائیں - گھنٹیاں بجائی گئیں - کورم پورا ہو گیا ہے -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**مسٹر سپیکر** - مسٹر منظور حسین جنجوعہ -

**مسٹر منظور حسین جنجوعہ** - (راولپنڈی - 3) جناب والا - سب سے پہلے آپ کا اور قائد ایوان جناب محمد حنیف رامے کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس دفعہ اس ہاؤس میں ایسی مثال قائم کی ہے جو اس سے پیشتر دیکھنے میں نہیں آئی اور وہ یہ کہ اس سے پیشتر ہمارے جذبات ہمارے دل میں رہتے تھے - کوئی بات ہم کہہ نہیں سکتے تھے - میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ صورت ابھی اس اجلاس میں قائم ہوئی ہے اور امید کرتا ہوں کہ اس کا اثر حکومت اور پارٹی پر اچھا پڑے گا - لیکن میرے اس طرف والے بیٹھے ہوئے دوست جو یہ کہہ رہے ہیں اچھا ہوا - اس طرف والے دوست بھی حکومت کے خلاف بات کر رہے ہیں - میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور اگر کوئی فائدہ نہیں ہوگا تو اجتماعی فائدہ ہوگا اور وہ بے شک ہو - لیکن جہاں تک پارٹی ڈسپلن کا تعلق ہے ہم اس کے پابند ہیں - (نعرہ ہائے تحسین) -

جناب والا - جہاں سب معزز ممبران نے اپنے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تھوڑے دن ہوئے ہماری پاک سرحد پر ایک

دھماکہ ہوا ۔ اس سے ہماری سوئی ہوئی قوم جاگ اٹھی ۔ ہمارے جو قلم پکڑنے والے حضرات تھے ۔ انہوں نے بھی اپنے قلم تھام لیے ۔ اور ان کا رخ اس طرف کیا کہ ہمیں اس کا کیا سد باب کرنا چاہیے ۔ سب سے پہلے انہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو سے رابطہ قائم کیا اور ان پر نظریں گاڑھیں کہ اس کا ہمیں کوئی جواب دیا جائے جناب والا ۔ یہ کوئی ایک دھماکہ نہیں ہوا جو ہمیں چونکا دے ۔ اس سے پہلے بھی کئی دھماکے ہو چکے ہیں ۔ اس ملک اور عالم اسلام کے لیے لیکن وہ دھماکے اگر ہمیں چونکا نہیں سکے ۔ تو یہ تو پھر ایک معمولی سا پٹاخہ تھا ۔ یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے ۔ وہ اس لیے کہ 1947ء سے لیکر آج تک اگر تاریخ کے اوراق پر نظر دوڑائیں تو آپ کو اس سے بھی مہلک دھماکے نظر آئیں گے ۔ کونسا ایسا دھماکہ تھا جو ہمیں جگانے کے لیے کم تھا ۔ کونسا ایسا واقعہ تھا جو ہمیں سبق سکھانے کے لیے کم تھا ۔ 1947ء میں فرقہ وارانہ فسادات نہیں ہوئے تھے ۔ ہندوستان تقسیم ہوا ۔ اس کے بعد کشمیر پر غاصبانہ قبضہ ۔ حیدر آباد رکن اور جونا گڑھ پر غاصبانہ قبضہ کیا یہ ہمارے لیے کچھ کم تھا ؟ اس کے ساتھ نہرو کے اقوام متحدہ کے ساتھ وعدے اور اس کی بیٹی کا ان وعدوں سے انحراف آگے چلئے ۔ 1965ء لیجئے سوئے ہوئے ہمارے دیہاتیوں پر ٹینکوں سے حملہ ۔ یہ بھی ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی تھا اور ہمیں آئیندہ اپنا لائحہ عمل سیٹ اپ کرنے کے لیے کافی تھا ۔ کاش کہ ایک کے بعد جب دوسرا حادثہ آتا اور ہم بڑے جذبات میں آ کر اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ۔ لیکن اس کے بعد ہمیں پھر نیند آنا شروع آ جاتی ہے ۔ یہ جناب والا ۔ ہماری منش میں آ چکا ہے ۔ سستی اور کاہلی ہمیں پھر گھیر لیتی ہے ۔ 1965ء کے بعد 1971ء کو لیجئے اس سے بڑا حادثہ اور دھماکہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ کے ملک کا ایک بہت بڑا حصہ کٹ گیا لیکن جناب والا ۔ جہاں تک ان باتوں کا تعلق ہے یہ کیا بات ہے کہ ہر بات بھٹو صاحب جا کر کریں ۔ ہر چھوٹا سے چھوٹا مسئلہ ان کے پاس لیجاویں ۔ اور کہیں کہ جناب والا ۔ ہم تھک گئے ہیں ہمارا مسئلہ طے کریں ۔ کیوں نہ ہم اپنے مسائل خود حل کریں ۔ کس لیے ہم بیٹھے ہوئے ہیں ۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں لیکر ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور بھٹو صاحب پر نظریں لگائے ہوئے بیٹھے ہیں ۔ وہ ہمارے ہاں آئیں گے ۔ وہ ہدایت کرینگے ۔ وہ وقت مقرر کرینگے ۔

وہ ایسا کرینگے وہ ویسا کرینگے ۔ اس کے بعد ہم لائحہ عمل اختیار کرینگے ۔ انہوں نے آپ پر اعتماد کیا ہے ۔ انہوں نے آپ کو حکومت سونپی ہے ۔ انہوں نے آپ کو وزارتیں دی ہیں ۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ ان ذمہ داریوں کو پورا کریں بجائے اس کے کہ آپ ان کی طرف نظریں لگا کر ہر اہم معاملہ میں ان کی طرف دیکھتے رہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد وہ جو ایک دھماکہ ہوا وہ ایک قوم کا کردار تھا ۔ اس قوم کے اندر تحمل اور برد باری تھی ۔ انہوں نے تکالیف کا مقابلہ کیا ۔ انہوں نے مصائب جھیلے ۔ لیکن اس کے باوجود نہی انہوں نے دھماکہ کیا ۔ ہم نے بھی دھماکہ کیا کہاں ۔ کابل میں کہاں ربوہ میں ۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے ادھر ایک طرف تو یہ کارروائی کرتے ہیں ۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ اتنے اتنے بڑے کام کریں ۔ بھٹو صاحب آپ کے لیے کیا کریں ۔ کم از کم آپ کا یہ فرض ہے کہ جہاں تک آپ کی پہنچ ہے ۔ جہاں تک آپ کی لائن ہے اور جو اپ کے دائرہ کار میں ہے ۔ اس کو محفوظ رکھیں ۔

جناب والا ۔ اب میں چند ایک مسائل کا ذکر کرتا ہوں ۔ اور ان کا ذکر کرنا اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ ان سے وہ لوگ متاثر ہونگے جو کہ ہماری پارٹی کے روح رواں ہیں ۔ جو کہ ہماری پارٹی کی جان ہیں ۔ لہذا ان چند چیزوں کا ازالہ نہایت ضروری ہے ۔ پہلی چیز یہ ہے کہ دیہاتوں میں ایسی آبادی کی بہتات ہے ۔ جن کے پاس مکانات نہیں ہیں اور نہ ان میں اتنی ہمت ہے کہ وہ مکان خریدنا چاہیں ۔ تو خرید لیں ۔ انہیں جگہ خریدنے کا حق بھی نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ یہ کونسی مساوات نجدی ہے ۔ کیا یہی مساوات ہے ۔ کہ ایک آدمی مکان کے لیے جگہ نہیں خرید سکتا ہے ؟ پیسے وہ اپنی گرہ سے دیتا ہے ۔ پھر بھی جگہ اسے نہیں ملتی ہے ۔ یہ کونسا انصاف ہے ۔ یہ کونسا اسلام ہے ۔

اس کے علاوہ پیشہ ورانہ ٹیکس اس سے لیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر وہ دن میں ایک جوتا بھی بناتا ہے تو اس سے ٹیکس لیا جاتا ہے ۔ اس کے بال بچوں کو دیکھیں ۔ اس کی آمدنی کا ذریعہ بھی دیکھیں ۔ پھر اس کے بعد

اگر آن پر ٹیکس لگانا ہے تو لگائیں ۔ یہ نہیں کہ اگر وہ دکان پر آ کر بیٹھ گیا ہے ۔ اگر وہ ایک جوتی مکمل کرتا ہے ۔ تو اس کے لیے دس روپے دو ۔ وہ ٹیکس تو جناب والا ۔ پھر بھی دیگا ۔ لیکن آپ کے چیلے جو وہاں جا کر اس کا حشر کرینگے وہ اس سے نہیں نپٹ سکتا ہے ۔ اگر اس کا ماہوار ٹیکس بنتا ہے ۔ چار روپے ۔ تو وہ اس سے 24 روپے لیتے ہیں ۔ یہ باتیں ہیں ۔ ہمیں ان باتوں کا ازالہ کرنا چاہیئے ہمارے وزرا صاحبان جن جن محکموں سے یہ چیزیں متعلقہ ہیں ۔ وہ اپنے متعلقہ محکموں کو بالکل درست کریں اور دن رات محنت کر کے ۔ ان خامیوں کو دور کریں ۔

جناب والا ۔ بد قسمتی کی بات دیکھیئے کہ اس دور میں بعض پرائمری اور مڈل سکولوں میں ایسے اجی ملازمین موجود ہیں ۔ جنہیں دو دو اور چار چار روپے ماہوار دیا جاتا ہے ۔ ان بیچاروں پر نظر کرم کی جائے ۔ ان کا ماہانہ کم از کم پچاس روپے ہو ۔ کیونکہ اس مہنگائی کے زمانہ میں میرے خیال میں اس قلیل رقم سے کوئی pull on نہیں کر سکتا ۔ اس کے ساتھ ۔ جناب والا ۔ ایک اور لعنت جو ہے شفع کی ۔ جو کہ دیہات میں موجود ہے بلکہ وہ مقدمات کی جڑ ہے ۔ ۔

**چودھری غلام قادر** ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ فاضل مقرر نے غلط الفاظ استعمال کے لیے ہیں ۔ یہ شفع تو اسلامی شفع ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ جو قانونی شفع ہے ۔ یعنی pre-emption اس کا نام تو اسلامی ہے ۔ لیکن یہ ہے تو رواجی قانون ۔ انہوں نے اس قانون کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

**چودھری محمد یعقوب اعوان** ۔ جناب والا ۔ نام تو پھر بھی اسلامی آتا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چلئے یہ رعایت کر دیجیئے ۔

**مسٹر منظور حسین جنجوعہ** ۔ جناب والا ۔ میں وہ لفظ واپس لینے کے لیے تیار ہوں کہ جہاں تک شفع کا تعلق ہے ۔ وہ میں آج بھی پر زور کہوں گا کہ وہ دیہاتوں میں نہیں ہونا چاہیے ۔

**چودھری غلام قادر** ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ انگریز کے وقت یہ چلتا تھا کہ انہوں نے شفع ختم کرنے کی کوشش کی تھی ۔ تو یہاں پر بڑی بڑی ہڑتالیں ہوئی تھیں اور ان کو یہ قانون واپس لینا پڑا ۔

**Mr. Speaker** : He is dealing with the subject of preemption. This is his point of view. Do not try to provoke him.

**مسٹر منظور حسین جنجوعہ** ۔ جناب والا ۔ میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ یہ چیز نہیں ہونی چاہیئے ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ دیہی علاقوں میں سڑکوں اور راستوں پر جو جو تجاوزات ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ ان کو ہٹانے کی کوشش کے لیے صوبائی سطح پر مہم چلائی جائے ۔ اور متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو یہ آرڈرز دیئے جائیں ۔ کہ وہ اپنے حلقہ کے اندر جتنے بھی تجاوزات ہیں ۔ ان کو ہٹا کر ہمیں رپورٹ دیں ۔ ان کی وجہ سے دیہاتوں میں جو گلیاں ہیں ۔ ان میں آنے جانے میں بڑی دشواریاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر اس وقت خاص طور پر جب کہ ہم سڑکیں پکی کرنا چاہتے ہیں تو بڑی دقت پیش آتی ہے اور سڑکیں پکی نہیں ہو سکتی ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں اپنے حلقہ نیابت راولپنڈی ڈسٹرکٹ کے ساتھ جو سوتیلی ماں کا سلوک کیا گیا ہے ۔ اس کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ راولپنڈی میں اور باتوں کو چھوڑ کر صرف پیلز ورکس پروگرام فنڈ کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ کہ پچھلے سال ہمیں 22 لاکھ کی رقم الاٹ ہوئی ۔ اس کے برعکس جہلم کو 26 لاکھ ۔ ساہیوال کو 57 لاکھ اس کے بعد 57 لاکھ کے علاوہ 20 لاکھ کی رقم انہیں اور دی گئی ۔ جناب والا ۔ جو 22 لاکھ کی رقم راولپنڈی کو دی گئی ہے اور جو First stage ہے ۔ وہ بھی ابھی تک نہیں ہوا ہے اور Second stage بھی lease نہیں ہوئی ہے ۔ تو جناب والا ۔ یہ زیادتی نہیں تو اور کیا ہے ۔ ہم وہاں

اپنے علاقوں میں جا کر انہیں کیا بتائیں کہ ہم پنجاب اسمبلی میں بیٹھ کر ان کے لیے کیا لائے ہیں ۔ صرف یہی کہ ہم ان کے لیے شرافت کے ڈھیر لائے ہیں ۔ انہیں ایسی شرافت نہیں چاہیے ۔ انہیں ۔ ایسا خلوص نہیں چاہیے جو ان کے حقوق کو غصب کر رہا ہو ۔ انہیں یہ کچھ نہیں چاہیے انہیں صرف اپنے حقوق کی پائیداری چاہیے ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے حلقہ نیابت کی طرف آتا ہوں ۔ 73 1972ء کا بجٹ تھا 74 1973ء کا بجٹ تھا اور اب یہ 75 1974ء کا بجٹ اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ کروڑوں روپے ان بجٹوں میں رکھے گئے لیکن میرے علاقے کے لیے ایک پائی بھی نہیں رکھی گئی اور اب بھی اس بجٹ میں کچھ نہیں رکھا ۔ خدا کے لیے ایسا نہ کریں ۔ یہ کتنی زیادتی ہے ۔ میں نے پچھلی دفعہ یہ الفاظ استعمال کیے تھے " بہتی گنگا سے آپ مجھے چلو بھر پانی دے دیں" اس وقت آپ ہنسے تو میں نے جان بوجھ کر یہ الفاظ استعمال کیے ۔ اس لیے کہ شائد اپنی الفاظ کی برکت میں جھے کچھ مل جائے ۔ لیکن پھر بھی اتنی بڑی رقوم میں سے لگاتار تین سال مجھے ایک ٹیڈی پیسہ نہیں ملا ۔ میں اپنے علاقے میں کس طرح جا سکتا ہوں ۔ میں ان کو کیا جا کر کہوں کہ میں نے تمہارے لیے کونسی نمائندگی کی ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اس دفعہ اس 75-1974ء کے بجٹ میں مجھے کم از کم تین چیزیں لازمی دی جائیں ۔ ایک رورل ہیلتھ سنٹر کوٹ ریلہ میں ایک واٹر سپلائی سکیم سید کسران میں ۔ ایک انٹر میڈیٹ کالج دولتانہ میں ۔ میں نے یہ تینوں least demands بتائی ہیں ۔ میرے خیال میں آپ سب اس بات کی تائید کرینگے کہ اگر تین سال لگا تار ایک آدمی کا استحصال ہوتا رہے تو اس کا حق بنتا ہے کہ وہ ڈیمانڈ کرے ۔ خدا حافظ

مسٹر سپیکر ۔ چودھری غلام قادر ۔

چوہدری غلام قادر (سیالکوٹ ۔2 ) ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و خاتم النبیین ۔

جناب والا ۔ موجود بجٹ جو پیش کیا گیا ہے اس پر حزب مخالف اور حزب موافق کے اراکین نے مبارکباد پیش کی ہے ۔ میں بھی اس متوازن بجٹ پیش کرنے پر ان الفاظ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

مشک آنست کہ خود ببوئید نہ کہ عطار بگوید ۔

جناب والا ۔ اس بجٹ کی بحث کے دوران قائد حزب اختلاف نے یہ کہا تھا ۔ "کہ پاکستان پیپلز پارٹی میں کتنے گروہ ہیں اور وہ انتشار کا شکار ہو چکے ہیں" ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں اگر کوئی گروہ ہے تو ایک ہی گروہ ہے اور وہ قائد عوام کا گروہ ہے آپ نے دیکھ لیا تھا کہ یہاں پر گروہی اختلاف تو ضرور پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ باعث برکت ہوتے ہیں یہاں ایوان کے اندر آپ نے دیکھ لیا کہ جناب میاں منظور احمد موہل اور جناب میاں محمد افضل وٹو کے کتنے اختلافات تھے ۔ انہوں نے پارٹی کی خاطر ۔ عوام کی خاطر اور قائد عوام کی خاطر اپنے ہاتھ ملا کر اپنے اختلافات دور کر لیئے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی کے کارکن آج بھی قومی مفاد کی خاطر عوام کی خاطر ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں صحت کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ محکمہ صحت کے لیے 10 کروڑ 8 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ میں اس متعلق ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ مریضوں کی دوائیوں پر پیسے زیادہ خرچ ہونے چاہیں اور ہسپتالوں کی عالیشان بلڈنگز پر اس کی نسبت کم پیسے خرچ ہونے چاہئیں ۔ کیونکہ اس مقصد کے لیے معمولی کمرے بھی بنا کر گزارہ ہو سکتا ہے ۔ اس رقم میں سے زیادہ سے زیادہ رقم ادویات کے خریدنے پر استعمال ہونی چاہیے ۔ صرف اپریشن تھیٹر یا زیادہ بیماریوں کے مریضوں کے لیے اچھے کمرے بنا لیے جائیں کیونکہ اس طرح ادویات کی کمی پوری ہو سکتی ہے ۔ ڈاکٹروں کی کمی کے سلسلے میں میں عرض کرونگا کہ اگر ڈاکٹر تین گھنٹے زیادہ کام کرنے پر رضامند ہو جائیں تو ان کو دگنی تنخواہ دے دی جائے ۔ اس طرح

وہ ضرور دگنا یا تین گنا کام کرنے پر تیار ہو جائینگے اور اس طرح سے ڈاکٹروں کی کمی بھی پوری ہو سکے گی - مہلک بیماریوں کے سپیشلسٹ اور سرجن کو ذرا کام کم ہوتا ہے وہ دو ہسپتالوں میں دگنی تنخواہ لیکر کام کر سکتے ہیں - اگر ان کی تنخواہ زیادہ کر دی جائے تو پانچ یا دس میل کے ایریا میں وہ ڈیوٹی دے سکتے ہیں - پھر سوشل سکیورٹی سکیم میں جو ڈاکٹر ہیں ان کو بھی ہسپتالوں کے ساتھ منسلک کر دیا جائے اور ان کے فنڈز کا علیحدہ حساب رکھا جائے اس طرح سے ڈاکٹروں کی کمی پوری ہو سکتی ہے -

جناب والا - مہنگائی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مہنگائی زیادہ ہے - ٹھیک ہے مہنگائی زیادہ ہے مگر یہ نہیں دیکھتے کہ پچھلے دس ماہ میں ملازمین کے لیے 85 روپے کا اضافہ کیا گیا - ان کی تنخواہوں میں یہ ایک بڑا اضافہ ہے اور اس کے لیے حکومت مبارکباد کی مستحق ہے - ہر چیز کی قیمت بڑھی ہے - کیا فصل کی قیمت نہیں بڑھی ؟ کیا دیہاتوں میں دیسی گھی کی قیمت بیس روپے سیر نہیں ہو گئی ؟ کیا اس کے بعد مزدوروں کی مزدوری اڑھائی روپے سے دس بارہ روپے نہیں ہو گئی ؟ اگر ان چیزوں کی قیمتیں بڑھی ہیں تو بناسپتی اور چینی کے کچھ دام بڑھنے بھی لازمی تھے -

جناب والا - اس کے بعد میں عرض کرونگا کہ یہاں پر یہ بات کہی گئی ہے کہ دین کو چھوڑا دیا ہے اور سیاست کو چنگیزی بنا دیا ہے - تو میں اس کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے دین کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی اسے چنگیزی بننے دیا ہے بلکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے - پیپلز پارٹی جب سے برسراقتدار آئی ہے اس نے وہ کام کر دکھائے ہیں جو عین اسلام کے مطابق ہیں - مسلمانوں کے اتحاد کے لیے علامہ اقبال علیہ رحمت جیسے شاعر ہمیشہ شعر لکھتے رہے -

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

جناب والا - اس شعر کو عملی جامہ کس نے پہنایا ؟ اس کو عملی جامہ موجودہ حکومت نے پہنایا - ہمارے محبوب قائد نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو

یہاں پر اکٹھا کر کے بتا دیا کہ یہ دیکھو اس شعر کی ترجمانی ہو رہی ہے - تو وہ ملک جو آپس میں متحد نہیں تھے ان سب کو ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کرنے والا ہمارا محبوب قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو ہے -

جناب والا - وہ کہتے ہے ہیں "جی سوشلزم" سوشلزم کا اگر لفظ آ جائے تو اپوزیشن الرجک ہو جاتی ہے - ان دنوں وہ الرجک ہیں - تو سوشلزم کا نام نہیں سننا چاہتے سوشل کا نام ہے تہذیب پتا نہیں تہذیب سے ان لوگوں کو کیوں ضد ہے سوشلزم میں کہتے ہیں کہ جمہوریت کہاں سے آئی ہے - جمہورت ڈیموکریسی کا ترجمہ ہے - ڈیموکریسی یونانی لفظ ہے - ڈیموکریسی اسلام میں نہیں ہے - اس کا اتنا چرچہ کرتے ہیں تو جمہوریت یہی ہے کہ اگر سو ممبر ہوں اور ان میں سے 91 ممبر کہہ دیں کہ یہ بات ٹھیک ہے تو وہ بات ماننی پڑتی ہے - اگر وہ یہ کہیں کہ شراب حلال ہے تو وہ حلال ہو جائے گی ؟ اس لیے اسلامی جمہورت کا لفظ ساتھ - لگایا گیا ہے یعنی ہم اسلامی جمہوریہ کہیں گے کیونکہ جب جمہوریت اسلام سے رسہ توڑائے گی تو ہم اس کے پیچھے نہیں جائینگے - جب تک جمہوریت اسلام کے اندر رہے گی اس وقت تک ہم اس کی تابعداری کرینگے - اسی طرح آپ نے یہ آیت پڑی ہوگی - یسئلونک ما ذاینفقون قل العفو -

اے نبی لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں تو کہہ دو کہ ضرورت سے جتنا زیادہ ہے وہ خرچ کر دو کیا سوشلزم یہی نہیں کہتی ؟ پھر اس کے ساتھ اسلامی کا لفظ لگا دیا گیا ہے کہ " اسلامی سوشلزم " - اگر یہ سوشلزم کمیونزم کی طرف جائے گا تو ہم اس کے پیچھے نہیں جائینگے - اسلامی سوشلزم جو ہے اس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ -

کلمة الحکمة ضالةالمومن - (اگر حکمت کہیں سے بھی ملتی ہے تو وہ مومن کی ہے) -

ایک آیت اس میں یہ ہے کہ ضرورت سے زائد سامان جو ہے وہ قوم کا مال ہے وہ قوم کو دے دیا جائے تو اس میں کونسی برائی ہے - میں اپنے

دوست سے اتفاق کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ شراب اور جوئے کوام الخبائث کی حیثیت سے طلاق ثلاثہ دینی چاہیے اور اس کے ساتھ ہی میں کہتا ہوں کہ سونے اور چاندی کا نجی استعمال ممنوع قرار دیا جائے

والذین یکنزون الذھب و الفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم -

اے لوگو سونے اور چاندی جو جمع کرتے ہو اگر تم یہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کروگے تو تمہارے لیے عذاب علیم ہے -

میں ایک چھوٹی سی بات بتاؤں گا کہ میرے محلے کا ایک حجام تھا وہ مجھے کہنے لگا کہ میرے بچے کی کڑمائی ٹوٹ گئی ہے - میں نے کہا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ لڑکی والے کہتے ہیں کہ سات تولے سونا دو ورنہ ہم لڑکی کا رشتہ نہیں دینگے - میں نے انہیں کہا کہ میں غریب آدمی ہوں اور اتنا سونا نہیں دے سکتا - تو لڑکی والوں نے کہا جاؤ ہم رشتہ نہیں دیتے - جناب والا - یہ سونا اور چاندی بڑی برائیوں کی جڑ ہے - اس لیے قرآن حکیم میں واضح احکام ہیں کہ اس کو نجی طور پر ممنوع قرار دینا چاہیے -

جناب والا - اس کے بعد میں اپنے علاقے کے مسائل آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں - جناب والا - میری تحصیل سیالکوٹ کا شمالی اور مشرقی حصہ بالکل بارانی ہے - زمین بہت اچھی ہے اور آگے نارووال اور تحصیل پسرور کے باڈر کے ساتھ ساتھ ڈیفنس نالہ ہے - اگر اس ڈیفنس نالے کو راوی توی لنک کینال بنا دیا جائے تو اس طرح ڈیفنس ہو جائیگا اور دوسرے اس بدقسمت علاقے کی قسمت جاگ اٹھے گی - وہاں جو زمین پانی کی وجہ سے بنجر پڑی ہے اس کو پانی بھی مل سکے گا اور وہ نہایت زرخیز بن جائے گی - کیونکہ دریائے توی بارہ مہینے چلتا رہتا ہے - اس کا پانی دریا چناب میں جا گرتا ہے - اگر چھینکڑہ کے مقام پر ایک چھوٹا سا ڈیم بنا دیا جائے تو وہ نہر کا کام دے سکتا ہے اور اس سے بارہ مہینے پانی چل سکتا ہے - وہاں پر سرکاری ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں - لیکن جہاں تین سو چار سو فٹ پر پانی ہے

وہاں گورنمنٹ نے ٹیوب ویل نہیں لگائے اگر وہاں ٹیوب ویل لگائے جائیں تو وہاں پر بیشمار روپیہ خرچ آ ئیگا اور اتنے میں وہاں لنک کنال بن سکتی ہے - اگر اس کو بنا دیں تو یہ ہمیشہ کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے - اگر وہ کسی صورت میں نہ بن سکے تو سرکاری ٹیوب ویل اس علاقہ میں لگائے جائیں -

جناب والا - میرا حلقہ سیالکوٹ ہے جہاں مزدور پیشہ لوگ ہیں جن کی زمین ایک ایکڑ یا دو ایکڑ ہے ان کی زیادہ زمین نہیں ہے - تمام سال راشن خرید کر کھاتے ہیں - اس لئے میں عرض کرونگا کہ تین میل کے ایریا کو راشن ایریا قرار دیا جائے تاکہ ان لوگوں کی بہتری ہو سکے - پہلے بھی انہوں نے درخواستیں دی تھیں ان کا کیس اوپر گیا لیکن اس کو راشنگ ایریا نہیں کیا گیا -

اس کے بعد میں تعلیم کے متعلق کچھ عرض کرونگا - دیہات میں تعلیم کا شعور اب پیدا ہوا ہے - انہوں نے اپنی بچیوں کو پڑھانا شروع کیا ہے - وہاں پرائمری سکول موجود ہیں اور مڈل کلاسز شہر میں ہیں - وہ بچیاں شہر میں نہیں آ سکتیں - شہر کا ماحول اسی قسم کا ہے - میرے حلقہ میں تین سو دیہات ہیں وہاں لڑکیوں کا مڈل سکول نہیں ہے - میں عرض کروں گا کہ وہاں کم از کم پانچ سات میل کے اندر مڈل سکول لڑکیوں کے لئے ہونے چاہئیں میرے حلقہ میں بارہ تیرہ مڈل سکول ہیں جو پاکستان سے قبل چل رہے تھے لیکن ابھی تک ان کو ہائی سکول نہیں کیا گیا - ان میں سے کم از کم دو کو ہائی کا درجہ دیا جائے -

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ہمارا ضلع سیالکوٹ ایک پسماندہ ضلع قرار دیا جانا چاہیے یہ آفت زدہ ضلع ہے - 1947ء میں یہاں مہاجرین کی مار پڑی اور تقریباً تین لاکھ مہاجر آباد ہوئے - اس کے بعد 1965ء کی جنگ میں اس ضلع کو جنگ کی مار پڑی لیکن اس ضلع کو ملا کیا یہی کہ "سیالکوٹ تو زندہ رہیگا"- اس کے بعد سیلاب کی مار پڑی - اس لئے اس ضلع کو آفت زدہ قرار دیا جانا چاہیے - اس کے بعد 1971ء میں پھر جنگ کی مار پڑی - لیکن گورنمنٹ اس طرف توجہ نہیں دیتی حالانکہ پیپلز پارٹی نے تمام ووٹ حاصل کئے ہیں - اور انہوں نے اس نمائندے کو بھی منتخب کرایا ہے جو اس وقت جیل میں تھا ہمارے ضلع سے تعلق نہیں

رکھتا تھا ۔ وہ میانوالی سے آیا تھا اور وہ جیل میں تھا اس کو ہم نے وہاں کامیاب کرایا ۔ سولہ کی سولہ نشستیں پیپلز پارٹی کو ملیں ۔ یہ سب غریب لوگ تھے اور انہوں نے اس پروگرام پر لبیک کہا تھا اور وہاں کی عوام نے ان کو ووٹ دئے تھے اور ان کو کامیاب کرایا تھا ان کی طرف دھیان دینا چاہیے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں احسان الحق پراچہ ۔ تاج محمد خانزادہ ۔ رانا پھول محمد خاں رائے عمر حیات خان ۔ شبیر حسین چیمہ ۔ ماسوائے شبیر حسین چیمہ کے تمام ارکان موجود نہیں ہیں ۔

چوھدری شبیر حسین چیمہ (بہاول پور 2 ) ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے اپنے حلقہ کے متعلق کچھ مسائل پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ میرا علاقہ بہت دور دراز چولستان کا علاقہ کہلاتا ہے ۔ یہ علاقہ آج سے 40 سال قبل آباد ہوا تھا ۔ وہاں نوابوں کی حکومت تھی ۔ ہمارے ساتھ بہت بے انصافیاں ہوئیں ۔ شروع میں نہ کوئی سڑک تھی نہ سکول اور نہ کالج ۔ بدقسمتی سے جو رقم پچھلے سال کے بجٹ میں رکھی گئی تھی وہ ہمارے ڈویژن کے وزیر جو پیپلز ورکس پروگرام چیئرمین بھی تھے انہوں نے زیادہ سے زیادہ دو میٹنگ کیں ۔ انہوں نے یہ سوچا کہ میں شکست خوردہ ہوں ان کے علاقے کی ترقی نہیں ہونی چاہیے ۔ انہوں نے ہمارے ساتھ بہت بے انصافی کی ۔ کیونکہ ان کی میرے ساتھ ذاتی طور پر کچھ چپقلش تھی ۔ انہوں نے ان کاموں میں رکاوٹ ڈالی ۔ جناب سپیکر ۔ یزمان سے احمد پور شرقیہ 32 میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ عوام بالکل پیدل یا گھوڑوں پر سفر کرتے ہیں ۔ ان کے لئے پکی سڑک جلد تعمیر کی جائے ۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کرونگا کہ ڈسٹرکٹ کونسل خانقاہ سے تیلی والا کی سڑک ہر سال ایک میل بنتی تھی لیکن جب سے ہماری حکومت آئی ہے وہ ایک میل بننی بھی ختم ہوگئی ہے کیونکہ میاں صاحب جو چیئرمین تھے ان سے گڑبڑ تھی اس لئے وہ پیسہ نہیں دیتے تھے ۔

جناب سپیکر ۔ یہ بہت بڑی لعنت ہے کہ اس علاقہ میں لائل پور گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ اور کوٹ ادو کے لوگوں نے جا کر وہاں نا جائز قبضے کرنے شروع کردئیے ہیں ۔ ان کے خلاف کار روائی کی جائے ۔ جناب والا ۔ محکمہ

سال ان سے پوچھے کہ یہ تم کیا کر رہے ہو - جناب سپیکر - میں وزیر مال سے درخواست کروں گا کہ وہ اس بارہ میں تحقیقات کرائیں کہ آیا یہ قبضہ جو کیا جا رہا ہے کسی حکمنامہ کے تحت کیا جا رہا ہے - اگر وہ ناجائز قابض ہیں تو وہ ان کے خلاف کارروائی کریں -

حضور والا - میڈیکل کالج بہاولپور میں جو سیٹیں رکھی گئی ہیں - بدقسمتی سے جو یہاں سیکریٹری صاحب تھے انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق وہاں چھ لڑکے تعینات کرائے تھے - پرنسپل کی معرفت یہ بہت بڑی نا انصافی کی گئی ہے - اب وہ سیکرٹری صاحب ترقی پا کر پرنسپل مقرر ہوگئے ہیں - اس لئے میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ فوری طور پر ان کو تبدیل کیا جائے - کیونکہ جو وہاں ڈائریکٹر بھی ہے وہ بھی ان کا رشتہ دار ہے - اب یہ ایک قسم کی وراثت ہوگی - یہ نہیں ہونا چاہیے -

جناب سپیکر - میں گزارش کروں گا کہ پولیس کے پانچ تھانے ہیں میں یہ بات حلفاً بیان کروں گا کہ پانچوں تھانوں میں monthly مقرر تھے اور باقاعدہ طور پر monthly لی جاتی ہے - جوا - شراب عام ہوتی ہے - اس کو بند کیا جائے - یہ میرے حلقہ کی بات ہے کہ اس تھانے میں ایک ایس ایچ - او مقرر ہے جو فورٹ آباد آیا ہے وہ روزانہ ڈیڑھ تولہ افیم کھاتا ہے - اس کی الکوائری کرائی جائے -

جناب سپیکر - مزارعین کے متعلق یہاں یہ بات ہوتی ہے کہ ان کی بے دخلیاں نہیں ہوئیں - میں یہاں پر عرض کردینی چاہتا ہوں کہ میرے علاقے میں مزارعین کی بے دخلیاں ہوئی ہیں اور یہ زبانی ہی نہیں ہوئیں بلکہ کاغذی کارروائی ابھی تک جاری ہے - مہربانی کر کے انہیں روکا جائے یا اس سلسلے میں وزیر صاحبان جو اخبارات میں بڑی بڑی سرخیاں لگواتے ہیں کہ مزارعین کو بے دخل نہیں کیا جائیگا ، یہ سرخیاں نہ جائیں کیونکہ ان کا اثر مزارعین پر ہوتا ہے - وہاں لاٹھیوں اور کلہاڑوں سے مزارعین کو بے دخل کیا جاتا ہے اور وہ ہمیں تنگ کرتے ہیں -

اس کے بعد میرے ضلع میں یونین کونسلوں کے سیکرٹریوں سے سپروائزروں کی تعیناتی ہونی تھیں جو 50 فیصدی سیکرٹریوں میں سے اور 50 فیصدی لئے رکھنے تھے۔ تو اس میں یہ کیا گیا کہ جو سپروائزر رکھے گئے ان میں سے میں ایک کا نام بتاؤں گا کہ وہاں کے ڈائریکٹر صاحب نے اپنی ملی بھگت کے ذریعے سینئر سیکرٹریوں کو چھوڑ کر جس کا نمبر کم از کم تیسواں تھا اسے سپروائزر بنا دیا گیا۔ باقی سارے پنجاب میں کوئی سپروائزر نہیں رکھا گیا لیکن وہاں رکھے گئے کیونکہ وہاں ان کی ملی بھگت ہے۔ اور پھر سرکاری ملازم ہونے کے سرکاری ٹھیکے بھی پیپلز ورکس پروگرام کے تحت اے۔ ڈی۔ بی۔ ڈی صاحب اسی کو دیتے ہیں۔ تو مہربانی کر کے اس کی تحقیقات کرائی جائے اور اگر یہ بات صحیح ہو تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ میں یہ بھی عرض کرونگا کہ 5-5 مرلے کے پلاٹوں کی جو تقسیم ہورہی ہے۔ مہربانی کر کے اس کا بھی حکم ہونا چاہیے کہ یہ دیہاتیوں میں تقسیم ہوں تاکہ ہمارا یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ زمیندار اگر ایکڑ کا بھی مالک ہو تو وہ نہیں چاہتا کہ کسی غریب کو 5 مرلے زمین بھی ملے۔ وہ تو یہ کہے گا کہ یہ بھی اسے تقسیم کر دی جائے۔ تو ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، اسے بھی حل کیا جائے۔

اس کے علاوہ یزمان کی غلہ منڈی کو کچی آبادی قرار دے کر اس کی ترقی کی جائے۔ اور آج سے 25 سال پہلے ناجائز قبضہ کر کے جن افراد نے مکانات تعمیر کر لئے تھے انہیں مالکانہ حقوق دئے جائیں اور جو بھی قیمت بھی حکومت وصول کرنا چاہے ان سے جائز قیمت وصول کر کے وہ پلاٹ انہیں دے دئے جائیں۔ منڈی یزمان بہت بڑی منڈی ہے۔ سب تحصیل بھی ہے اور چولستان کی تحصیل ہے۔ رلنجرز کا ہیڈ کوارٹرز بھی ہے۔ وہاں بجلی نہیں مہربانی کر کے منڈی یزمان کو بجلی مہیا کی جائے۔

آخر میں میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس معزز ایوان میں عام ممبروں کو بحث میں حصہ لینے اور دل کی بھڑاس نکالنے کی اجازت دی۔

مسٹر سپیکر۔ چوہدری علی بہادر خان۔

**چوہدری علی بہادر خان** (ملتان - 18) - جناب سپیکر - میں آپ کا شکر گزار ہوں اور ساتھ ہی وزیر قانون کا بھی کہ انہوں نے اپنے وقت کو چھوڑ کر کہا کہ وہ وقت مجھے دے دیا جائے - آپ نے ایک پس ماندہ علاقے کے ممبر کو موقع دیا کہ وہ اپنے علاقے کے متعلق یہاں کچھ بیان کر سکے -

**مسٹر سپیکر** - یہ redefine کرنا پڑے گا کہ لاہور کے علاوہ بھی کوئی علاقہ ایسا ہے کہ جو پس ماندہ نہیں -

**چوہدری علی بہادر خان** - جناب والا - اس سے پہلے بھی دو بجٹ پیش ہو چکے ہیں مگر وہ خسارے کے بجٹ تھے - اس بجٹ میں 55 کروڑ 71 لاکھ روپیہ تعلیم کے لئے دیا گیا جو پہلے کبھی نہیں دیا گیا - اس کے علاوہ وہ صحت کے لئے 10 کروڑ 8 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے اس طرح پولیس کے لئے 13 کروڑ 35 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے - اس کے علاوہ ترقیاتی پروگراموں کے لئے 180 کروڑ روپیہ صرف کیا جائے گا - اس کے علاوہ فلڈ کمیشن اور محکمہ آبپاشی کے لئے 17 کروڑ 20 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے - اسی طرح تعمیر کے لئے 28 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اور 2200 نئی بسیں منگوانے کے لئے بھی اس میں رقم رکھی گئی ہے - اس لئے اس بجٹ کو اگر ایک ترقیاتی بجٹ کہا جائے تو یہ کوئی شک وشبہ کی بات نہیں - میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ پر میرے بہت سے فاضل دوستوں نے تنقید کی ہے - یہ ٹھیک ہے کہ ہر چیز کا ایک اچھا پہلو ہوتا ہے اور ایک برا لیکن یہ ہر کسی کی مرضی ہوتی ہے کہ وہ کوئی سا پہلو لے لے - تنقید بھی جائز اور مستحسن ہے لیکن جو تنقید برائے تنقید کی جائے اس کا صرف وقت ضائع کرنے کے علاوہ وہ اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا - جناب والا - میرے بہت سے فاضل دوستوں نے تنقید کی ہے لیکن اگر وہ اس تنقید کو اپنے اوپر لاگو کریں - اگر وہ اپنا حال دیکھیں تو یہ تنقید ان پر بھی حاوی ہوتی ہے - بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں ان لوگوں کا قول و فعل متضاد ہو جاتا ہے - اگر انقلاب کی بات ہوتی تو یہ کہا گیا کہ ناجائز دولت ضبط کی جائے - میں نے اس معزز ایوان میں 1972ء میں ایک بل پیش کیا تھا - جس کا نام uontrol of ill-gotton wealth تھا لیکن جب وہ سٹینڈنگ کمیٹی میں گیا تو تقریباً دو سال تک چلتا رہا اور بیشتر ممبران ایسے تھے جو میری مخالفت

کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اسے واپس لے لیں ۔ وہ کہتے تھے کہ اس کو ملک معراج خالد نے پیش کرایا ہے حالانکہ نہ انہوں نے مجھے کہا اور نہ ہی میں نے ان کے کہنے پر یہ پیش کیا ۔

**Mr. Speaker.** What happens in the Committe is not permitted to be discussed here. This is an old standing convention.

**چوہدری علی بہادر خان** ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کی مخالفت میں انہوں نے پورا زور لگایا ۔ میں کمیٹی کی بات نہیں کرتا ۔ کمیٹی کے باہر بھی زور لگایا گیا کہ میں اسے واپس لے لوں لیکن میں نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا تکلیف ہے ۔ اس میں یہ ہے کہ اگر کسی نے ناجائز ذرائع سے دولت جمع کی ہے تو اس کو ضبط کیا جائے ۔ لیکن اس کے باوجود میرا بل مسترد کر دیا گیا اور وہ منظور نہ ہو سکا ۔ اس لئے تنقید کرنا تو آسان ہے لیکن اچھے کام کی تعریف کرنا بڑا مشکل کام ہے ۔ تنقید تو ہم آسانی سے کر سکتے ہیں لیکن جب اپنے اوپر بات آتی ہے تو پھر اسے نبھانا مشکل ہوتا ہے ۔

دوسرے میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں ترقیات کے لئے بہت زیادہ رقم رکھی گئی ہے لیکن میں جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تمام کی تمام رقم اس سال میں خرچ ہونی چاہیے ۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ جتنی رقم بار بار آتی رہتی ہے ۔ وہ خرچ نہیں ہوتی ۔ جیسا کہ جناب راسے صاحب نے اعلان کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس پر عمل بھی کریں گے کہ تمام ترقیاتی کام بجائے اس کے کہ یہ جنوری اور فروری میں شروع ہوں وہ جولائی یا ستمبر میں شروع ہو جائیں ۔

اس کے علاوہ پنجاب اسمبلی نے ایک قرار داد پاس کی تھی کہ پیشہ وار ٹیکس معاف کر دیئے جائیں ۔ لیکن اس پر صرف سرگودھا ضلع میں سردار صغیر احمد نے ڈسٹرکٹ کونسل میں عمل کرایا ہے ۔ لیکن دوسرے اضلاع میں اس پر عمل نہیں ہو رہا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی خدمت میں

عرض کروں گا کہ وہ ہدایات جاری کریں کہ پیشہ ورانہ ٹیکس اس ایوان کی قرار داد کو مد نظر رکھتے ہوئے معاف کیا جائے ۔

گندم کی قیمت اس وقت حکومت نے ساڑھے پچیس روپے من مقرر کی ہے ۔ اس کے علاوہ ڈیڑھ روپیہ فی من تک کرایہ کا مارجن رکھا گیا ہے ۔ لیکن صورت یہ ہے کہ سرکاری خرید بہت کم ہو رہی ہے اور ضرورت کے مطابق نہیں ہو رہی اس کی وجہ یہ ہے کہ ساڑھے پچیس من کا بھاؤ سرکاری مراکز میں بھی دیا جا رہا ہے ۔ جس شخص سے آپ سرکاری مرکز پر ساڑھے پچیس روپے من گندم خریدیں گے ۔ اگر اسے اپنے گھر بیٹھے یہی بھاؤ مل جائے تو وہ سرکاری مرکز پر گندم کیوں لے کر جائے گا ۔ یہی وجہ ہے کہ سرکاری مراکز میں خریداری بہت کم ہو رہی ہے ۔ میری تجویز ہے کہ بجائے ڈیڑھ روپیہ من کرایہ کا مارجن رکھنے کے گندم کی خرید کا بھاؤ بجائے ساڑھے پچیس روپے کے 27 روپیہ من مقرر کر دیا جائے ۔

ملتان کا ضلع کاٹن ایریا ہے ۔ جو کپاس کی حالت اس سال ہوئی وہ اب کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ اس کا جو بھاؤ ہمیں ملنا چاہئے تھا وہ نہیں ملا اور 80 کروڑ روپیہ ابھی تک چند ایک فیکٹریوں کے مالکوں کے پاس زمینداروں کا قابل وصول پڑا ہے اور حکومت نے کوئی کوشش نہیں کی کہ یہ رقم زمینداروں کو وصول ہو ۔ باوجود اس کے کہ جننگ فکٹریوں کے مالکوں کو بنکنگ کی سہولت بھی دی گئی ہے ۔ اب تو وہ یہ رقوم واپس کرسکتے ہیں ۔

میں جناب کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس وقت ہماری حکومت پاپولیشن پلاننگ بورڈ پر بہت روپیہ خرچ کر رہی ہے ۔ لیکن اس کے جو نتائج ہیں وہ جناب کے سامنے ہیں ۔ اس ایوان میں میں نے ایک سوال پوچھا تھا ۔ کہ پیدائش اور شرح اموات میں کیا تناسب ہے تو اس کی ریشو تقریباً ایک اور تین کی ہے لیکن اس محکمے پر جو کروڑوں روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے اگر ان کی کارکردگی یہی ہے تو پھر پیسے کو ضائع کرنے کا کیا فائدہ ہے اس لیے میں جناب والا ۔ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس محکمے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے کوئی جامع قدم اٹھایا جائے تاکہ ان لوگوں کے وہ فیملی پلاننگ آفیسر اور ان کے ڈائریکٹر اور دوسرے لوگ جو ہزاروں روپے ماہوار تنخواہ لے

رہے ہیں اور ان کے ٹی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے ہیں ۔ یعنی ایک معمولی موٹی ویٹر جو ہے وہ بھی تقریباً ساڑھے تین چار سو روپے کے قریب بمع ٹی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے کے لیے لیتا ہے اور ان کا کام صفر ہے ۔ یہ ایک قومی ضیاع ہے ۔ اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ کوئی چیکنگ یا کوئی ایسا قدم اٹھایا جائے کہ ان کی کارکردگی صحیح ہو سکے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ اب میں اپنے علاقائی مسائل کی طرف آتا ہوں سب سے پہلے میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وزیر تعلیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے ایک دیرینہ مطالبے کو منظور کرتے ہوئے شجاع آباد میں ایک کالج منظور فرمایا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ جناب والا ۔ دوسرا ہمارا مطالبہ مینگو ریسرچ سینٹر کے متعلق ہے ۔ عرصہ دو سال ہوئے کہ یہ مینگو ریسرچ سینٹر شجاع آباد کے لیے بجٹ میں فراہم کیا جاتا ہے لیکن وہاں کوئی عملی کام نہیں ہوتا ۔ ۔ ۔

**کنور محمد یاسین خان** ۔ پہلے سارے ہاؤس کو آم کھلائیں پھر مینگو ریسرچ سینٹر منظور کیا جائے گا ۔

**چوہدری علی بہادر خان** ۔ میں جناب بجٹ سیشن کے بعد یعنی 28 جون کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ سارے ہاؤس کو آم کھلاؤں گا ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ انہوں نے ہاؤس میں اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے اس بات کو یاد رکھیں ۔

**چوہدری علی بہادر خان** ۔ تو مینگو ریسرچ سینٹر کے بارے میں جناب دو سال سے یہ رقم بجٹ میں مہیا کی جاتی ہے لیکن وہاں کا عملہ جو ہے وہ قطعی طور پر کام کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے ۔ یہ معاملہ میں جناب چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں بھی لایا تو انہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ شجاع آباد میں کوئی کلب نہیں ہے ۔ یہ کوئی شہر نہیں ہے ۔ یہاں کوئی ایسا اچھا ہوٹل نہیں ہے ۔ تیسری دفعہ وہی تجویز پھر لکھ اس لیے ہم یہاں نہیں رہنا چاہتے ۔ ہمیں ملتان شفٹ کرنے کی اجازت دے دی جائے حالانکہ چیف منسٹر صاحب دو دفعہ ان کی اس تجویز کو رد کر چکے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے

بھیج دی ہے کہ شجاع آباد سے اس کو شفٹ کرکے ملتان میں قائم کیا جائے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ جیسا کہ دو دفعہ وہ پہلے فیصلہ فرما چکے ہیں تیسری دفعہ بھی محکمہ کی اس تجویز کو قبول نہ کریں اور جو یہ منصوبہ دو سال سے ہمارے لیے بجٹ میں آ رہا ہے اس سینٹر کو وہیں قائم کیا جائے۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ شجاع آباد ایک بہت پسماندہ تحصیل ہے گذشتہ 25 سال میں جب سے پاکستان بنا ہے یا اس سے پہلے یہاں کوئی سڑک تعمیر نہیں ہوئی ۔ گذشتہ 25 سال میں صرف 8 میل سڑک اس تحصیل میں تعمیر ہوئی ہے ۔ میں نے اس بارے میں صوبائی اسمبلی میں ایک سوال دیا تھا ۔ سوال نمبر 4492 کے جواب میں جناب وزیر مواصلات نے 74 - 1 - 28 کو جواب دیا تھا کہ ہم ایک سڑک آپ کے 75 - 1974ء کے اے ۔ ڈی ۔ پی میں شامل کر لیں گے لیکن جناب اس واضح یقین دہانی کے بعد بھی اور ایوان میں جواب دینے کے باوجود بھی کوئی سڑک اس 75 - 1974ء کے منصوبے میں شامل نہیں کی گئی ۔ جس سے ہماری تحصیل کے جو حقوق تھے وہ پامال ہوئے ہیں ۔

آخر میں جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت زمینداروں کو ٹیوب ویل کے لیے کنکشن دیئے جا رہے ہیں اس میں پہلے سب سڈی جو دی جا رہی تھی وہ ساڑھے سات ہزار روپے تک محکمہ واپڈا دیتا تھا یعنی ساڑھے سات ہزار سے جو زائد اسٹیمیٹ ہوتا تھا ۔ اس کی قیمت جو کنکشن حاصل کرنے والا ہوتا تھا ۔ اس سے لی جاتی تھی اور ساڑھے سات ہزار روپے تک وہ محکمہ برداشت کرتا تھا ۔ اب انہوں نے اپنا جو میٹریل ہے اس کی قیمت تقریباً چار گنا کر دی ہے یعنی جو پول وہ سو روپے کا یا دو سو روپے کا دیتے تھے اب ہزار روپے اس کی قیمت لگاتے ہیں ۔ اور سب سڈی جو ساڑھے سات ہزار روپے تھی ۔ بدستور وہی ہے ۔ اس لیے اگر کوئی زمیندار زمیندارہ اغراض کے لیے کنکشن لینا چاہتا ہے تو وہ اگر صرف دو پول لے تو اس کی رقم 10 ہزار روپے زائد دینی پڑتی ہے ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ یہ سب سڈی ساڑھے سات ہزار روپے سے بڑھا کر کم از کم 15 ہزار روپے کی جائے ۔ اگر انہوں نے چار گنا قیمت بڑھائی ہے تو سب سڈی جو ہے کم از کم ڈبل تو کر دیں ۔ ان حالات میں

میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سردار صغیر احمد ۔

**وزیر قانون** (سردار صغیر احمد) ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے قسم ہے اس صبح کی جو رات کی طویل تاریکی کے بعد بیدار ہوتی ہے ۔ مجھے قسم ہے اس صبح صادق کی جو صبح کاذب کے بعد نمودار ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے جس تاریکی کا ذکر کیا ہے یہ تاریخ پاکستان کی وہ تاریکی ہے ۔ جس کے اندر ہم نے اپنے مقصد کو بھلا دیا ۔ جس کے لیے ہم نے اس مملکت خداداد پاکستان کو حاصل کیا تھا ۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد قائد اعظم رح کی علیحدگی سے وہ مقصد ۔ وہ مشن ۔ وہ تحریک جو پاکستان کے لیے قائم کی گئی تھی ۔ جاری کی گئی تھی ۔ وہ باقی نہ رہی ۔ یعنی لوگوں نے اہل ہنود کے مال کو گدھوں کی طرح نوچنا شروع کر دیا اور کرسیوں کی جنگ اس ملک میں ہوتی رہی اور ہم اپنے مقصد سے اتنی دور ہوتے چلے گئے کہ ایک نقصان کے بعد ہم نے دوسرا نقصان اٹھایا لیکن ہمیں ہوش نہ آیا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ آج ہم جس مقام سے گزر رہے ہیں یہ ایک صبح کا مقام ہے ۔ جس کا میں نے آغاز میں ذکر کیا ہے جس کی میں نے آغاز میں قسم کھائی اور آپ جانتے ہیں کہ تاریخ میں قائد اور لیڈر بڑی مشکل سے پیدا ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک موقع دیا کہ ہم نے قائداعوام ذوالفقار علی بھٹو کی سرکردگی میں ان کی قیادت میں اس تحریک کو جو قائداعظم رح نے شروع کی تھی ۔ دوبارہ جاری و ساری کر دیا ۔ قوم نے 1970ء کے انتخابات میں اسی طرح لبیک کہہ کر قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا ساتھ دیا جس طرح کہ انہوں نے قائد اعظم رح کی تحریک کا ساتھ دیا تھا ۔

جناب والا ۔ آج ہم اس میزانیے پر بحث کر رہے ہیں ۔ تو میں نے دیکھا ہے کہ لوگوں نے سڑکوں کا ذکر کیا ۔ لوگوں نے اپنی مشکلات پیش کیں ۔ یہ میزانیہ تو ایک معمولی بات ہے لیکن ہم نے کبھی اپنے آپ پر تنقید نہ کی ۔ کبھی ہم نے اپنے کردار کا جائزہ نہ لیا ۔ کبھی ہم نے اپنے ذاتی میزانیے کو پیش نظر نہ رکھا کہ کیا ہم میں بھی کوئی نقص ہے ؟ ہم خود کیا کرتے ہیں ۔

کیا کر رہے ہیں ۔ ہمیں کیا کرنا چاہیئے ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے اس بات کی ابتداء یعنی خود ہماری پارٹی ہی کی طرف سے ہوئی ۔ ہماری پارٹی نے اپنی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا اور آپ نے دیکھا کہ اس دفعہ بجٹ پر بحث کا انداز مختلف ہے۔ سرکاری بینچوں سے ممبران تنقید کرتے ہیں ۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ ہم اپنا جائزہ لیں اپنے آپ کی تصحیح کریں اور خود آپ اپنے اوپر تنقید کریں تاکہ ہمارے افسران جو ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم لوگ بھی اپنے آپ کا محاسبہ کر سکیں ۔ جب تک ہم اپنا محاسبہ نہیں کرتے گے ہم کسی صورت میں اپنے مقصد کو نہیں پا سکیں گے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قائد ایوان نے اس بات کی اجازت دی کہ ممبران کو یہ اجازت ہے کہ وہ دل کھول کر دل کی بھڑاس نکالیں اور تنقید کریں اور اس بات کا جائزہ لیں کہ ہم کہاں ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ میں ذکر کر رہا تھا اس تحریک کا جو پاکستان کے قیام کے لیے جو پاکستان کے انتظام و انصرام کے لیے قائد اعظمرح نے شروع کی تھی ۔ بدقسمتی سے جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے سب سے پہلی بیماری جو ہمارے ملک میں وارد ہوئی وہ ہندو کی جائیداد تھی اس میں جب راتوں رات امیر بننے کا لوگوں نے مظاہرہ کیا تو آپ نے دیکھا کہ ہر شخص جو ہے وہ دولت کی دوڑ میں بھاگ نکلا ۔ رشوت کا یہاں ذکر کیا گیا ۔ برائیوں کا ذکر کیا گیا ۔ یہ رشوت اور تمام برائیاں کیا یہ سب اسی بات کا نتیجہ نہیں ہیں کہ ہم لوگوں نے ہوس زر کو اپنا مقصد بنا لیا اور پھر ہم اتنی گہرائیوں تک چلے گئے اور اتنے گر گئے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہم نے آدھے ملک کو کھو دیا ۔ آج بھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ملک میں ایک قیادت موجود ہے اور ایک جماعت موجود ہے جو اس ملک کو بھنور سے نکال کر منزل مراد تک لے جانا چاہتی ہے ۔ لیکن وہ لوگ جو پاکستان کی تحریک کے مخالف تھے ۔ وہ لوگ جنہوں نے ہمیشہ قائد اعظم کی مخالفت کی ۔ وہ طاقتیں جو اس ملک کو بنتے نہیں دیکھنا چاہتی تھیں ۔ وہ آج بھی مصروف عمل ہیں کہ کس طرح یہ ملک جو ہے ۔ پارہ پارہ ہو جائے اور وہ اپنی مراد حاصل کر سکیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سردار صاحب ایک بج کر دس منٹ ہو گئے ہیں ۔ آج جمعہ ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی تقریر پیر کے روز کر لیں ۔

**وزیر قانون** ۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اب ایوان کی کارروائی 24 جون 1974ء آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 24 جون 1974ء بروز سوموار 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

سوموار ۔ 24 جون 1974ء
(دوشنبہ ۔ 2 جمادی الثانی 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○
اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○

پارہ ۲۰ سورہ ۲۸ رکوع ۹ آیات ۵۱ تا ۵۵

اور ہم پے در پے ان لوگوں کے پاس ہدایت کی باتیں بھیجتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور جب (قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم (اس پر ایمان لے آئے) بلاشبہ وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس کے پہلے سے فرماں بردار ہیں ۔

ان لوگوں کو دوگنا بدلا دیا جائے گا کیونکہ وہ صبر کر رہے ہیں ۔ اور بھلائی کے ذریعہ بُرائی کو دُور کرتے ہیں، اور جب کبھی بے ہودہ بات سُنتے ہیں تو اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال ۔ تم کو سلام ۔ ہم حاسدوں کے خواستگار نہیں ۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

۲۴-۶-۷۴

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## مسٹر تاج محمد خانزادہ

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> I have been unable to attend the meetings of the Assembly on 10th June and from the 13th June to 20th June, 1974. Pleaes grant me leave.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

---

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1974-75

## بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

**مسٹر سپیکر** ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور (سردار صفدر) احمد** ۔ جناب سپیکر ۔ میں عرض کر رہا تھا اور میں اس تاریک رات کا ذکر کر رہا تھا جو پاکستان کی 23-24 سالہ تاریخ کا حصہ ہے ۔ پاکستان کی یہ الدوہناک تاریخ قائد اعظم کی ہم سے جلد علیحدگی کی وجہ سے واقع ہوئی ۔ ان کی وفات کے بعد ملک میں حد سے زیادہ رشوت سمگلنگ ، چور بازاری غرضیکہ معاشرے کی جتنی بھی برائیاں تھیں وہ تمام کی تمام ہمارے معاشرے میں سرایت کرآئیں ۔ ہم ایک خوفناک حد تک

پہنچ گئے ۔ جناب والا ۔ اس کا اصل سبب یہ تھا کہ ملک میں کوئی دستور نہیں تھا ۔ آپ جانتے ہیں کہ کیانی مرحوم نے ایک موقع پر کہا جب وہ ایک دعوت میں شریک تھے ۔ ایک فربہ عورت کے ہاتھ میں ایک پلیٹ تھی اور اس نے پلیٹ میں چاول ڈالے اور کچھ دوسرے لوازمات بھی اس میں ڈالے ۔ یہ تمام چیزیں موجود تھیں اور وہ پلیٹ اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئی ۔ جس کی وجہ سے کھانے کا شیرازہ بکھر گیا ۔ جناب والا ۔ یہی مسئلہ پاکستان کا ہے کیونکہ پاکستان کے پاس کوئی آئین نہیں تھا ۔ کوئی دستور نہیں تھا ۔ کوئی قیادت نہیں تھی ۔ آپ جانتے ہیں کہ ان وجوہات کی بنا پر اس ملک کا شیرازہ بکھرا اور یہ برائی کی حد تک پہنچ گیا ۔

جناب والا ۔ پہلی دفعہ پیپلز پارٹی نے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس کو وہ پلیٹ بخشی ہے ۔ جس میں یہ اپنے عناصر کو ترتیب دے سکتا ہے ۔ اس ملک کو ایک ایسا قابل عمل آئین دیا گیا ہے ۔ جس پر عمل کر کے ہم ایک معاشرے کی تشکیل کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اب موجودہ حکومت اس آئین کے تحت اس معاشرہ کی ترتیب میں ہمہ تن مصروف ہے اور آئین کے تحت قائم ہونے والے اداروں کے قیام کے لئے پوری جدوجہد کر رہی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ جب بھی کوئی تحریک چلائی جاتی ہے تو اس تحریک کے لئے قائد اور مقصد کا ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ تحریک پاکستان کی ہی مثال لیجئے اس کے اندر مقصد تھا اور وہ مقصد تھا پاکستان کا حصول اور ایک ایسے معاشرے کا قیام جو اسلامی نظام کے مطابق ہو اور قیادت بھی ہمیں قائد اعظم محمد علی جناح کی میسر تھی ۔ پھر مقاصد بھی دو طرح کے ہوتے ہیں ۔ ایک مثبت اور ایک منفی ۔ تو پاکستان کی تحریک میں مثبت اور منفی دونوں چیزیں شامل تھیں ۔ اس وقت مقصد ہمارا یہ تھا کہ ایک علیحدہ ملک حاصل کریں انگریزوں کی غلامی سے اور ہندوؤں کیساتھ ہمارے جو تعلقات تھے ۔ ان سے ہمیں نفرت تھی ۔ جناب والا ۔ پاکستان بننے کے بعد ایک مقصد پورا ہو گیا ۔ ہمیں مملکت مل گئی ۔ لیکن ہمارے پاس قیادت نہ رہی اور اس کے متبادل جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں اگر کوئی دستور ہوتا تو مختلف ادارے قائم ہوتے تو یہ ہمارا معاشرہ اور

اس کی زندگی کے تمام شعبے ان اداروں کے گرد گھومتے لیکن ایسا نہیں ہو سکا ۔ جناب والا ۔ اب اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے اس ملک کو قیادت اور آئین نصیب ہوا ہے ۔ جس کے تحت ہم اپنے اداروں کو اور اس ملک کے معاشرہ کو قائم کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ یہاں ممبران کی طرف سے یہ شکایت ہوتی ہے کہ نوکر شاہی ان کا احترام نہیں کرتی ان کو صحیح مقام نہیں ملتا ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک کسی طبقہ اور گروہ کو احترام نہیں مل سکتا جب تک ان کے اپنے درمیان باہمی احترام نہ ہو ۔ مجھے اس بات کی شکایت ہے کہ ممبران خود ایک دوسرے کا احترام نہیں کریں گے ۔ تب تک آپ کو دوسروں سے عزت نصیب نہیں ہوگی ۔ اس کے بغیر یہ مطالبہ کرنا کہ دوسرا گروہ یا دوسرے طبقات ہماری عزت نہیں کرتے ۔ میرے خیال میں یہ شکایت بجا نہیں ۔

جناب والا ۔ مجھے یقین ہے کہ اس ایوان کے فاضل اراکین دیانت دار ہیں محنتی ہیں اور ایک جذبہ رکھتے ہیں لیکن مجھے ساتھ ساتھ یہ افسوس ہے کہ وہ ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنے میں بھی پس و پیش نہیں کرتے ۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کرنا ہوگی ۔ پھر ہم انتظامیہ سے اور دوسرے لوگوں سے یہ مطالبہ کرسکتے ہیں کہ وہ ہماری عزت کریں اور ہمیں ہمارا مقام دیں ۔

جناب والا ۔ ایک مرتبہ پاکستان کا ایک پارلیمانی وفد آسٹریلیا کے دورے پر گیا تھا وہاں کسٹم والے چیک کرنے کے لئے آئے ۔ جناب والا ۔ امتیاز گل صاحب جو اس ایوان کے فاضل رکن رہے ہیں جب کسٹم والوں نے ان کا کارڈ دیکھا تو انہوں نے سلوٹ کیا اور کہا کہ ہم چیک نہیں کرتے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ اگر کوئی ممبر سمگلنگ کا مال لے آئے تو اس کا کیا علاج ہے ؟ اس کسٹم والے نے جواب دیا کہ پھر اس ملک کا خدا حافظ ہے ۔

جناب والا ۔ دنیا میں عوامی نمائندوں کی یہ قدر ہوتی ہے اور یقیناً ہمارے ملک کے عوامی نمائندوں کو بھی یہ عزت حاصل ہوگی اور اس کے لئے ہم ہر

فرض عائد ہے کہ ہم وہ مقام حاصل کریں اور اپنا وقار بلند کریں قوم پر یہ ثابت کریں کے جو نمائندے ہیں وہ ہر چیز سے مبرا اور پاک ہوتے ہیں ۔

جناب والا ۔ یہاں شہری اور دیہاتی کا ذکر بھی آیا ۔ اس قسم کی تقاریر کی گئیں کہ شاید دیہاتیوں کے ساتھ کوئی سوتیلا سلوک کیا جا رہا ہے اور شہریوں کے ساتھ کوئی فیاضی برتی جا رہی ہے ۔ مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ استحصالی طبقات شہروں اور دیہاتوں دونوں جگہ پر ہوتے ہیں ۔ میں فاضل ممبران سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ دیہات کا استحصال کر کے گلبرگ کی کوٹھیوں میں عیش و عشرت کرتے ہیں ۔ اُن کے متعلق اُن کا کیا خیال ہے ؟ ہر شہر میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جھونپڑیوں میں بستے ہیں ۔ جن کو حفظان صحت کی کوئی سہولت بھی میسر نہیں ہے ۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو گلبرگ کے بنگلوں میں عیش و عشرت کرتے ہیں اور غریب کسان اپنی گزر بسر بڑی مشکل سے کرتے ہیں ۔ یہ حکومت دیہاتوں اور شہریوں دونوں کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس معاملہ میں کسی حکومت سے پیچھے نہیں ہے ۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پہلی مرتبہ اس حکومت نے دیہاتی عوام کو مفت پلاٹ مہیا کرنے کے لئے پروویژن رکھی ہے اس سے قبل اس قسم کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ اس بجٹ میں بھی رقم رکھی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ پہلی حکومت ہے جس نے کالونی ایکٹ میں ترمیم کر کے ان لوگوں کو رہائشی پلاٹ کا حق دیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ سیاہ قانون تھا ۔ جس کے تحت وہ لوگ جن کے پاس زمین نہیں تھی ۔ اُن کی رہائش کے لئے کوئی پلاٹ نہیں تھا ۔ زمینداروں کی رعیت بن کر رہتے تھے ۔ جناب والا ۔ پہلے کالونیز ایریا میں حق شفع کا حق نہیں تھا ۔ اس میں بھی ترمیم کر دی ہے اور لائلپور ملتان ۔ لاہور ۔ شیخوپورہ تمام جگہ پر حق دے دیا گیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ کیا محترم وزیر صاحب بتا سکیں گے کہ یہ بہاولپور کے لئے بھی ہے یا صرف انہیں شہروں کے لئے ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ پنجاب میں کر دیا گیا ہے ۔ تمام پنجاب میں کالونیز ایکٹ جو 1912ء میں نافذ کیا گیا تھا ۔ اُن کو حق

نفع دے دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس سے پیشتر جب کوئی مالک زمین فروخت کرتا تھا ۔ اُس کا مزارع خرید نہیں سکتا تھا ۔ یہ تمام اصلاحات دیہات کے لئے ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں ۔ جناب والا ۔ اس حکومت نے آئین کے تحت ادارے قائم کرنے کے لئے مثبت اقدامات کئے ہیں ۔ پبلک سروس کمیشن نے جو پچھلی مرتبہ 100 وکلاء کا انتخاب کیا تھا ۔ موجودہ حکومت نے اُن سب کا تقرر کر دیا ہے ۔ اور یہ فخر بھی موجودہ حکومت کو حاصل ہے ۔ جناب والا ۔ پبلک سروس کمیشن کا احترام کرتے ہوئے اُن کی تقرری کا حکم دے دیا ہے ۔ یہ پہلی حکومت ہے ۔ جس نے سروسز ٹریبیونل ایکٹ پاس کروایا ۔ یہ پہلی حکومت ہے جس نے سول سرونٹس کو ریگولیٹ کرنے کے لئے قانون بنایا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ سمگلنگ کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے ہم نے کوشش شروع کی ہوئی ہیں اور ہم نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ گندم کا ایک دانہ بھی حکومت ملک سے باہر نہیں جانے دے گی اس سلسلہ میں جن لوگوں کو یہ عادت تھی ۔ حکومت پنجاب نے اُن کو اپنا مہمان بنایا ہوا ہے اور اس قسم کی دوسری برائیوں کو بھی حکومت بتدریج ختم کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سمگلنگ کو نہ صرف ختم کر دیا جائے بلکہ اُس کو قطعی طور پر ختم کر دیا جائے گا ۔ حکومت ایسے منصوبوں پر عمل درآمد کر رہی ہے

جناب والا ۔ اب میں اپنے محکموں کے متعلق عرض کروں گا ۔ جہاں تک لیبر کا تعلق ہے ۔ اس حکومت نے وہ حقوق ومراعات مزدوروں کو دیے ہیں جو آج تک کسی حکومت نے نہیں دیے تھے ۔ کیونکہ ہماری حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ یہ اُن کا حق ہے ۔ جناب والا ۔ مزدور بھی اپنے کام کو پوری طرح نہیں کرتے ۔ ہماری حکومت اس بات سے بھی آگاہ ہے اور حکومت کو اس بات کا احساس ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں کمی واقع ہوگئی ہے چنانچہ اس بات کو بھی دیکھنا ہوگا اور مزدوروں کو بھی اپنا فرض ادا کرنا ہوگا ۔ اس کے ساتھ ساتھ سرمایہ کاروں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ سرمایہ کاری کریں صنعتیں لگائیں ۔ حکومت انہیں اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ کسی صورت میں بھی صنعتی امن کو تباہ نہیں ہونے دیا جائے گا ہر صورت میں صنعتی امن کو بحال رکھا جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس وقت تک میں آپ کے سامنے کھڑا

رہوں گا ۔ میں صنعتی امن کو برقرار رکھوں گا ۔ اور اگر میں اس مقصد میں ناکام رہا ۔ تو میں اس منصب کو چھوڑ دوں گا ۔ کیونکہ یہ میرا ایک فریضہ ہے ۔ کہ اس صوبہ میں ہر صورت میں صنعتی امن بر قرار رہے ۔ اور ملک میں سرمایہ کاری ہو ۔ صنعت بڑھے ۔ تاکہ بے روزگاروں کے لئے روزگار کے مواقع میسر ہوں ۔ حکومت نے اس مقصد کو اپنی پالیسی کا سنگ میل بنا رکھا ہے ۔ کہ کسی صورت میں کسی بھی شخص کو جو قانون کے خلاف ہو ۔ چاہے وہ مزدور ہو ۔ یا ورکر ۔ کوئی بھی ہوں اس کو قانون کی خلاف ورزی کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ہر صورت میں دونوں طبقات کو ملک کے موجودہ قوانین کے اندر اپنے آپ کو ڈھالنا ہوگا اور اس کے مطابق چلنا ہوگا ۔ حکومت نے اس بات کا پکا تہیہ کر رکھا ہے کہ کسی صورت میں بھی اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ کوئی شخص چاہے وہ کسی مزدور تحریک کے پردے میں ہو ۔ یا کسی بھی سیاسی ہاتھ کے زیر اثر اگر اس ملک کے صنعتی امن کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا ۔ تو اس کا نام ونشان اور اس کا ناپاک جسم اس صوبہ میں برقرار نہیں رہے گا ۔

جناب والا ۔ جہاں تک محکمہ قانون کا تعلق ہے ۔ اس کے لئے اگر میں اس ایوان میں کوئی بات کروں ۔ تو یہ میرے لئے بے جا نہ ہوگا ۔ کیونکہ جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے ۔ اس کے لئے میں تمام فاضل اراکین کو اور جناب والا ۔ آپ کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں ۔ کہ اس اسمبلی نے اتنے اچھے اور شاندار قانون پاس کئے ہیں ۔ جو آئین کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اپنی منزل کی طرف پوری طرح سے گامزن ہیں ۔ اس کے لئے میں آپ کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ تمام فاضل اراکین ۔ حزب اختلاف ۔ اور حزب اقتدار اور ان تمام حضرات جو دلچسپی کے ساتھ اس میں حصہ لیتے ہیں ۔ اس میں میرا اپنا حصہ کم ہے اور اس فاضل ایوان کا زیادہ ہے ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ذکر کیا گیا ہے کہ فلاں علاقے میں سڑک نہیں ہے ۔ یہ ہونی چاہئے ۔ فلاں علاقے میں سکول ہونا چاہیئے ۔ یہاں ذکر کیا گیا ہے کہ فلاں جگہ پر ہیلتھ سینٹر ہونا چاہیئے ۔ جناب والا ۔ یہ سب مادی ترقی ہے ۔ اس ملک میں اگر

دودھ کی نہریں بہا دیں ۔ تو اس وقت بھی یہ ترقی میرے خیال میں فضول نہیں تو موثر ثابت نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ ہم میں ذہنی انقلاب پیدا نہ ہو ۔ ہم نے تعمیر انسانیت کے لیے ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا ہم سڑکوں کا مطالبہ تو کرتے ہیں ۔ لیکن ہم اپنے دل کی سڑکوں کو کبھی کشادہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ جناب والا ۔ سب سے ضروری اور اولین کام یہ ہے کہ ہم اس ملک کے عوام میں ایک ذہنی انقلاب برپا کریں ۔ ان کے اندر ایک ذہنی شعور پیدا کریں تا کہ وہ لوگ اپنے حقوق اور فرائض میں امتیاز کر سکیں ۔ جناب والا ۔ یہ ذمہ داری محض حکومت پر ہی نہیں ہے بلکہ یہ ہر اس شخص پر لازم ہے جو ذی شعور ہے ۔ عوامی نمائندگان پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر طبقہ فکر کے لوگوں کو جو کسی نہ کسی صورت میں عوام کی قیادت کرتے ہیں ۔ ان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے احساس دلائیں کہ جہاں وہ مادی ترقی کے لیے کوشش کرتے ہیں وہاں پر ساتھ ساتھ اپنی ذہنی پستی کو بھی دور کرنے کی کوشش کریں ۔

جناب والا ۔ مادی ترقی کا ذکر آیا ہے ۔ تو مجھے ایک بات یاد آ گئی یہ مادی ترقی ہوتی چلی جائے لیکن اس کا اس ملک میں کوئی اثر نہیں ہوگا ۔ جب تک یہ بچوں کی لائین ختم نہ ہوں گی ۔ جناب والا ۔ جب ہم آبادی پر نگاہ دوڑاتے ہیں ۔ تو آبادی اس رفتار سے بڑھ رہی ہے کہ مادی ترقی کی رفتار اس کے مقابلہ میں اتنی زیادہ نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ ہم لوگ ترقی کرتے چلے جائیں اور ادھر پیدائش اولاد میں بھی ترقی ہوتی رہے ۔ تو یہ ترقی محدود ہوگی ۔ اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا آپ نے دیکھا کہ پاکستان بننے کے بعد اسی صوبہ میں کتنی ملیں قائم ہوئیں ۔ کتنے کارخانے قائم ہوئے ۔ یعنی کافی مادی ترقی ہوئی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ آبادی میں اضافہ کی بنا پر اس ترقی سے ایک عام آدمی کی زندگی پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا ۔ یقیناً اگر ہم نے اس رفتار کو جاری رکھا ۔ تو کسی طرح سے بھی ترقی نہیں ہوگی خواہ ہم کتنی ترقی کرتے چلے جائیں ۔ اس کا کوئی اثر مادی زندگی پر نہیں پڑے گا ۔ ایک بد قسمتی جناب والا ۔ یہ ہے کہ بعض لوگ اس بات کو سمجھتے ہوئے بھی اس پر عمل نہیں کرتے ہیں ۔ کچھ لوگ جان بوجھ کر اگر ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہو

گئی ہے ۔ دوسری پیدا ہو گئی ہے ۔ تو وہ کوشش کرتے رہیں گے ۔ چاہے دس لڑکیاں پیدا ہو جائیں ۔ جب تک کہ ان کے ہاں لڑکا پیدا نہیں ہوگا وہ اپنی رفتار کو کم نہیں کریں گے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ہندووانہ تصویر ہے یہ ہم نے ہندوؤں سے ورثہ میں پایا ہے ۔ کیونکہ ہمارے ملک کی اکثریت زیادہ تر ہندوؤں سے مسلمان ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک فضول سا تصور ہے ۔ عورت کو ایک خاص معاشرہ میں ایک تحقیر سی حاصل ہے ۔ وہ یہ کہ آپ دیکھتے ہیں کہ جب لوگ شادی کے لیے جاتے ہیں ۔ تو وہ گولے چلاتے ہیں ۔ ڈھول بجاتے ہیں ۔ شہنائیاں بجاتے ہیں ۔ یہ ایک ہول کا سامان ہوتا ہے ۔ ایک حملے کا سا سماں ہوتا ہے ۔ جب نکاح ہو جاتا ہے ۔ تو آپ دیکھتے ہیں کہ اس عورت کو پازیب بھی پہنایا ہوتا ہے ۔ اس کے ناک میں نتھ بھی ڈالی جاتی ہے اس کے ہاتھ میں چوڑیاں ہوتی ہیں ۔ یہ سب ایک قیدی کی نشانیاں ہیں ۔ یہ ہندووانہ رسم ہے ۔ جناب والا ۔ پھر جب اس کو ڈولی میں واپس لاتے ہیں ۔ تو جس طرح Physically اسے اٹھا کر لے جاتے ہیں پھر رخصتی کے وقت ایسا سماں پیدا کیا جاتا ہے کہ ماں باپ روتے ہیں ۔ یعنی ہم نے ابھی تک معاشرے میں عورت کو وہ مقام نہیں دیا ہے لڑکیوں کو وہ عزت نہیں دی ہے ۔ جو ہمیں دینی چاہیے ۔ جناب والا ۔ میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ

**Mr. Speaker** : Here are two points of order please. Ch, Muhammad Yaqoob Awan.

**چودھری محمد یعقوب اعوان** ۔ جناب والا ۔ میں فاضل محرک سے وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ برتھ کنٹرول کے متعلق ان کے جو ارشادات ہیں ۔ یہ اسلامی ہیں یا غیر اسلامی ۔ اس کی وضاحت کریں ۔

**مسٹر عبدالحفیظ کاردار** ۔ یہ تمام چیزیں جو کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں ۔ کیا یہ ان کے انسداد کے لیے اس ایوان میں کوئی بل بھی لا رہے ہیں ۔

**وزیر قانون** ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہم نے عورت کو وہ مرتبہ نہیں دیا ہے ۔ ورنہ ہم عورت کو اگر اسلامی مرتبہ دیتے ۔ تو ہمارے ہاں اگر بچی پیدا ہوتی ۔ تو ہمیں بچے کی خواہش پیدا نہ ہوتی ۔ اسلام کے اندر لڑکے اور لڑکی میں میرے خیال میں سوائے ان کے حقوق اور فرائض کے اور

فرق نہیں ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ رسالت مآب کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی ۔

**Mr. Speaker** : Here is a point of order. Begum Abad Ahmad Khan.

**بیگم آباد احمد خان** ۔ میں ذرا دو لفظ کہنا چاہتی ہوں ۔ ماشاءاللہ ان کی بڑی اچھی تقریر ہے ۔ میں ان کی عزت کرتی ہوں مگر عورت کو اگر مرد نے اس کا جائز مقام دیا ہوتا اور کندھے کا بوجھ نہ بنایا ہوتا ۔ تو آج وہ طاقت دوہری ہوتی ۔ اب تک مظلوم عورت کندھے کا بوجھ بنی ہوئی ہے ۔ اسے برابر کا حقوق دیا جائے ۔ اب تو یہ حرکتیں ہوتی ہیں کہ جب عورت بولتی ہے تو مرد ان کی توہین کرتے ۔ تو یہ کنٹرول کرنا بھی اپنی جگہ درست چیز ہوگی ۔ مگر یہ لفظ مجھے پسند نہیں آیا ہے کہ یہ ہندو سے پیدا ہوئے ہیں ۔ تعداد بڑھی ہوئی ہے ۔ مسلمان اگر اپنے طبقہ کو بھی دیکھیں ۔ تو اس کی بھی تعداد بڑھ سکتی تھی ۔ جس طرح سے کہ نئے بچے پیدا ہو رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ بیگم صاحبہ انہوں نے یہ نہیں کہا ہے کہ اکثریت ان لوگوں کی ہے ۔ جنہوں نے غیر مسلموں سے اپنے آپ کو مسلمانوں میں convert کیا ہے ۔

**بیگم آباد احمد خان** ۔ ہاں جی ۔ گاندھی جی نے بھی کہا تھا کہ تھوڑے سے باہر سے آئے ہیں اور وہ واپس چلے جائیں ۔

ان کے مولا بلالو مدینے انہیں
نہیں بھاتے دلی وغیرہ انہیں ۔

تو اس وقت یہ کہا جاتا تھا کہ یہ ہندو سے پیدا ہوئے ہیں ۔ یعنی ہندو سے مسلمان ہوئے ہیں ۔ یہ ہندولوگوں کی اولاد ہیں اس لیے انہیں دوبارہ ہو جانا چاہئیے ۔ اور زبان ہندی یعنی ہندوستانی ہونی چاہئیے ۔ تو یہ ساری چیزیں ذرا خوشگوار نہیں معلوم ہوتی ہیں ۔ انہیں ذرا مہربانی کر کے خارج کر دینا چاہئیے ۔ باقی عورت کو کندھے کا بوجھ نہیں بنانا چاہئیے ۔ برابر کا بنائیں ۔ تو فائدہ ہوگا ۔

**وزیر قانون** ۔ جناب والا ۔ میں صرف یہ عرض کر رہا تھا ۔ کہ ہم میں بہت ساری رسومات ہندوؤں جیسی ہیں ۔ ——

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ محترم وزیر صاحب اپنے خیالات میں جو کچھ فرمائیں ۔ انہیں اس کا حق ہے اور ان کا یہ حق کوئی بھی سلب نہیں کر سکتا ۔ لیکن میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک برتھ کنٹرول کا تعلق ہے ۔ یہ اسلام کے قوانین کے سرآسر خلاف ہے ۔ تمام علما اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور کر چکے ہیں ۔ جیسے کہ وہ آعلی قوانین کی مخالفت کرتے رہے ہیں ۔ یہ ایوب خان کے دور آمریت کی منصوبہ بندی اور قوانین ہیں ۔ اس پر حکومت کو نظر ثانی کرنی چاہئیے ۔ اور ان کو ختم کرنا چاہئیے اور اس کا فائدہ بھی کوئی نہیں ہوا ہے ۔ اتنا روپیہ اس پر صرف ہوا ہے ۔ اتنا پیسہ اس پر ضائع ہوا ہے ۔ اتنی انرجی اس پر خرچ ہوئی ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔ لیکن سوائے اس کے کہ ڈاکٹر دوائیاں بیچیں اور منصوبہ بندی سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ۔

سینیٹر منسٹر ( ڈاکٹر عبدالخالق ) ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی توجہ ایک بنیادی بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس بجٹ سیشن میں تمام فاضل اراکین کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ جو چاہیں کہیں اور انہوں نے کہا ہے ۔ اور ہم نے یہاں پر بہت صبر سے بیٹھ کر سنا ہے اور کسی کی تقریر پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی ہے ۔ حد یہ ہے کہ یہاں پر fantastic باتیں بھی کی گئی ہیں ۔ ہم پر attacks بھی کیے گئے ہیں ۔ لیکن ہم نے صبر کیا ہے ۔ ہماری policies کو twist کر کے بیان کیا گیا ۔ ہے لیکن ہم نے کسی فاضل رکن کی تقریر کو interrupt نہیں کیا ہے ۔ میں آپ کے توسل سے یہ عرض کروں گا کہ فاضل وزیر کو اپنے خیالات جو وہ ادا کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ کرنے دیں اور یہ جو روائت ہم نے قائم کی ہے ۔ اگر سچی روایت ہے ۔ تو ہر شخص صبر و تحمل سے سنے ۔

علامہ رحمت ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے جناب سینئر منسٹر صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ سردار صغیر احمد صاحب کی تقریر بڑی دلچسپی سے سن رہے ہیں ۔ وہ بہت اچھی تقریر کر رہے ہیں ۔ میں ان تقریر میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھتا لیکن جو بات کہنی ہوتی ہے ۔ وہ کہی جاتی ہے میں نے یہ پہلے دن کہہ دیا تھا کہ جہاں تک "تعاونوعلی البروالتقوی

کا سوال ہے اس پر تو تعاون ہوگا ۔ اگر وہ کوئی ایسی بات کہیں جس سے میں یہ سمجھوں کہ وہ شریعت کے خلاف ہے تو اس پر نکتہ چینی کرنا میرا فرض ہے ۔

**چوہدری غلام قادر** ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے معذرت کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام میں فطری طور پر برتھ کنٹرول ہے ۔ اسلام میں حکم ہے کہ لڑکا دو سال دودھ پئے گا اور بچی تین سال اور پاک دودھ پئیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ تو اب زیادہ علم وفہم کا مسئلہ بن گیا ہے ۔

**وزیر قانون** ۔ جناب والا۔ میں ذکر کر رہا تھا کہ ہمارے ہاں کافی اولاد صرف لڑکے کی انتظار میں پیدا ہو جاتی ہے ۔ اگر لڑکی یا عورت کو ہمارے معاشرے میں وہ مقام حاصل ہوتا تو شائد لڑکوں کا انتظار نہ کرنا پڑتا ۔ اس لئے میں نے وہ مثال دی تھی کہ لڑکی کے لئے یہ تصور ہندووالہ ہے اور ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے ۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھنا چاہیے کہ ان کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی آن کی دختر نیک اختر سے جو اولاد آگے پیدا ہوئی اس نے اسلام کا نام روشن کیا اور آس کو زندہ کیا ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ برتھ کنٹرول اسلام کے خلاف ہے ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے ۔ میں کوئی عالم نہیں ہوں کہ میں فتوے صادر کروں لیکن میری نگاہ سے یہ بات گزری ہے کہ جامعہ الازہر کے علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ برتھ کنٹرول اسلام کے خلاف نہیں ہے ۔ اس صورت میں جامعہ الازہر دنیا میں ایک مستند ادارہ ہے ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ جامعہ الازہر کے علماء نے یہ بھی فتویٰ دیا تھا کہ اخوان المسلمین کو قتل کر دیا جائے ۔

**وزیر قانون** ۔ جناب والا ۔ یہ علیحدہ بات ہے ۔ میں تو ایک حوالہ دے رہا ہوں جس پر میں نے اپنی argument کو base کیا ہے کہ جامعہ الازہر

دنیا میں اسلامی تحقیق کا ایک مستند اور مانا ہوا ادارہ ہے ۔ وہاں کے علماء نے فتویٰ صادر کر دیا ہے کہ برتھ کنٹرول خلاف اسلام نہیں ہے ۔ آخر میں میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ اگر ہم اس ملک میں ترقی دیکھنا چاہتے ہیں تو اس پر ہمیں عمل کرنا ہوگا ۔ اگر آپ مصنوعی عمل نہیں کرتے تو کم از کم جس طرح میرے بھائی چوہدری غلام قادر صاحب نے کہا ہے ۔ اسلامی طریقہ ہی اپنا لیں تب بھی برتھ کنٹرول ہو جائے گا ۔ شکریہ ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ کچھ فاضل اراکین کے نام پرسوں بھی پکارے گئے تھے اور کچھ کے نام اب پھر پکارتا ہوں۔ میاں مشتاق حسین ڈوگر۔ چوہدری محمد صادق۔ (سرگودھا) ۔ کرنل محمد اسلم خاں نیازی ۔ رانا پھول محمد خان ۔ چوہدری محمد انور میاں محمد رفیع مسٹر محمد انور بٹ ۔ مسٹر منور خان ۔ ان میں سے کوئی موجود نہیں ہے؟ (کوئی موجود نہیں تھا) تو اب ان کے نام لیٹ کے آخر میں چلے گئے ہیں ۔ وقت ہوا تو ان کو ملے گا ۔ اس حساب سے جتنا وقت باقی بچے گا ۔ رانا کے ۔ اے محمود

رانا ۔ کے ۔ اے ۔ محمود خان (شیخوپورہ ۔ 7 ) ۔ موجودہ بجٹ جناب سپیکر جو زیر بحث ہے یہ بلا شبہ متوازن بجٹ ہے کیونکہ یہ نہ فاضل ہے اور نہ ہی خسارے کا بجٹ ہے ۔ اس میں ترقیاتی منصوبوں کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے اس لئے اس کو ترقی پسند بجٹ کہا جا سکتا ہے ۔ ہمارے وزیر خزانہ نے اس اس بجٹ میں کافی محنت کاوش اور جانفشانی سے کام لیا ہے بلکہ بقول آن کے پرکاری و ہوشیاری کا بھی عمل دخل ہے ۔ اس لئے کہ عوام کو لئے ٹیکسوں سے محفوظ رکھا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ دو ٹیکسوں کا اس بجٹ میں ذکر کیا گیا ہے جو لئے لگائے جانے مقصود ہیں ۔ ایک ٹیکس شراب پر لگایا گیا ہے جو میرے خیال میں نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ وہ شراب پر ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے ۔ پرمٹ ہولڈرز کی تعداد میرے خیال میں کوئی بہت زیادہ نہیں ہے حالانکہ ٹیکس شراب پر ہونا چاہیے تھا کیونکہ شراب ڈرموں کے حساب سے بکتی ہے ۔ اگر اس پر ٹیکس لگایا تو حکومت کو زیادہ آمدنی ہوتی ۔ میرے بعض دوستوں نے اس معزز ہاؤس میں اپنی تقاریر میں اس بارے میں اظہار خیال کیا ہے کہ شراب پر مکمل پابندی عائد کی جاتی ہے ۔ میں بھی ان کے خیالات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں

مگر جناب والا ۔ یہ کام فوری طور پر نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ۔ آپ بخوبی واقف ہیں کہ "چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی" ۔ تو جناب والا ۔ اس پر ٹیکس لگایا جا سکتا تھا اور ٹیکس لگانے سے شراب نوشی کی discourge ضروری ہوتی ہے ۔ تو میں وزیر خزانہ کو یہ عرض کرونگا کہ وہ پرمٹوں کی بجائے شراب کی بوتلوں پر ٹیکس لگائیں تاکہ حکومت کو زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہو ۔

جناب والا ۔ دوسرا ٹیکس سینما کی ٹکٹوں پر بتایا گیا ہے ۔ آپ بخوبی واقف ہونگے کہ سینما کی تفریح ایک معمولی آدمی کی تفریح ہے ۔

(اس مرحلہ پر میاں منظور احمد موہل صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جن میں مزدور کسان ۔ چھوٹے دکان دار ٹیکسی ڈرائیور اور تانگہ بان وغیرہ شامل ہیں ۔ یہ لوگ عام طور پر شام کے وقت اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر معمولی تفریح ایک دو روپے میں کر سکتے ہیں ۔ امراء کی کوٹھیوں میں تو تمام عیش و طرب کے سامان موجود ہوتے ہیں ۔ غریب لوگ سینما جاتے ہیں اور اس ٹیکس کی زیادتی غریب آدمیوں پر پڑی ہے ۔ جناب والا ۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ اس سے زیادہ بہتر تھا کہ یہ ٹیکس شراب پر لگا دیا جاتا اور یہ لوگ جو اس زد میں آتے ہیں اس ٹیکس سے محفوظ رہتے ۔

جناب والا ۔ موجودہ زندگی نہایت ہی کٹھن پیچیدہ اور اجیرن ہو چکی ہے کہ موجودہ حکومتیں اور ریاستیں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ وہ عوام کی زیادہ سے زیادہ بہبود کے لئے سوچیں اور زیادہ سے زیادہ ذمہ داری اپنے اوپر لیں ۔ تو اس سلسلے میں جناب والا حکومت کوئی پیچھے نہیں رہی ۔ ترقیاتی منصوبوں میں جو رقم رکھی گئی ہے وہ بلا شبہ ہمارے حالات اور معیشت کو بہتر کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی ۔ جناب والا ۔ سابقہ حکومتیں اپنے فرائض نظم ونسق برقرار رکھنے اور چند رفاہی محکموں میں رقم خرچ کرنے کو محدود رکھتی تھیں لیکن موجودہ حکومت میں حالات کے تقاضوں کے مطابق پالیسی مرتب کی جاتی ہے اور شہریوں زندگی کے ہر پہلو پر غور و خوض کر کے بجٹ تیار کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ موجودہ بجٹ میں 180 کروڑ روپے کی رقم ترقیاتی منصوبوں کے لئے وقف کی گئی ہے ۔ اس میں سب سے زیادہ رقم محکمہ تعلیم پر 55 کروڑ ہے جو سکولوں کالجوں میں تنخواہوں پر چالو

منصوبوں پر خرچ کر رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ 16 کروڑ ترقیاتی منصوبوں کے لئے وقف کئے گئے ہیں ۔ یہ خوش آئندہ بات ہے کہ تعلیم پر اتنے روپے خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ 16 کروڑ کی رقم میں سے 50 نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے اور چھ سو کو بہتر بنایا جائیگا ۔ 49 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا اور گیارہ مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ ہماری 80 فیصد سے زائد آبادی ناخواندہ ہے ۔ حکومت اس مد میں اتنی رقم خرچ کر رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ناخواندگی کو دور کرنے اور اس کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک مستحسن قدم ہے ۔

دوسرے سب سے بڑی رقم زراعت پر خرچ کی جا رہی ہے ۔ اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہماری معیشت کا انحصار زراعت پر ہے اور ہماری 70 فیصد آبادی دیہاتی آبادی ہے ۔ اور ان کی گزر بسر بھی زراعت پر ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس میں یہ عرض کرونگا کہ ٹیوب ویل کا نظام نہایت خراب ہے اور 50 فیصد ٹیوب ویل خاص طور پر سکارپ ایریا کے خراب رہتے ہیں ۔ محکمہ ان کی طرف دھیان نہیں دیتا اگر یہی حالت رہی تو چاہے ہم کروڑوں کی رقوم زراعت پر خرچ کریں لیکن اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوسکتے جب تک ان محکموں کو جو زراعت کے متعلق ہیں ان پر پوری طرح دھیان نہ دیں گے ۔ میرے علاقہ میں خاص طور پر ٹیوب ویل کا نظام بہت ابتر ہو رہا ہے ۔ اگر ٹیوب ویل درست نہ ہوئے تو میرے علاقہ میں چاول کی فصل نہیں ہو سکے گی اگر ہو گی بھی تو بہت کم ہوگی اور حکومت اس سے زر مبادلہ نہیں کما سکے گی ۔

جناب والا ۔ تیسری رقم ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے لئے رکھی گئی ہے ۔ یہ 25 کروڑ سے زائد ہے لیکن جناب والا ۔ مکان عام لوگ بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے اور یہ کوئی اچھی انوسٹمنٹ نہیں ہے ۔ ہماری حکومت نے بڑا اچھا قدم اٹھایا ہے کہ وہ غریب آدمیوں اور متوسط طبقے کے آدمیوں کو مکان بنا کر دے رہی ہے اس سے مکانوں کی قلت ضرور دور ہو جائے گی لیکن میری اس سلسلہ میں ایک گزارش ہے ۔ جتنے پلاٹوں کو ٹھیک کرنے کا جو منصوبہ تیار کیا گیا ہے ۔ ان کے متعلق عرض ہے کہ اس میں میرے ضلع کا کوئی ذکر

نہیں آیا ۔ میں حیران ہوں کہ تمام بڑے بڑے شہروں کا نام اس میں آتا ہے ۔ لیکن سب ڈویژن اور تحصیل کا کہیں ذکر نہیں ۔ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا ۔

مذکور تیری بزم میں کس کا نہیں آتا
پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا

جناب والا ۔ آٹھ کروڑ کی رقم صنعت کے لئے رکھی گئی ہے ۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ چار شوگر ملیں ۔ تین ٹیکسٹائل ملیں ۔ چاول چھڑنے کے پانچ کارخانے ہوں گے ۔ جناب والا ۔ شوگر ملوں کی جگہ کا تعین کر دیا ہے ۔ اس میں پتوکی ۔ ہسرور ۔ کمالیہ اور کوٹ ادو شامل ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید حرفوں کی تکرار کی وجہ ہے چار نام دیئے گئے ہیں اور یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے ضلع شیخوپورہ یا کسی سب ڈویژن اور تحصیل کا نام نہیں آیا ہے ۔ جناب والا ۔ پیپلز ورکس پروگرام میں سابقہ سال آٹھ کروڑ رکھے گئے تھے ۔ اور اس دفعہ چھ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ ان تمام رقوم کو دیکھا جائے تو ہمیں فاضل وزیر خزانہ کا قائل ہو جانا چاہئے کیونکہ اتنی بھاری رقوم ترقیاتی منصوبوں کے لئے رکھی گئی ہیں اور جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ وہ پیپلز ورکس پروگرام پر اتنا خوش نہیں ۔ کیونکہ پچھلے سال جو سکیمیں رکھی گئی تھیں ۔ ان پر پوری طرح کام نہیں ہو سکا ۔ جناب والا ۔ دہلی کے ایک شاعر نے کہا ہے ۔

لہنگے کی چھت دکھا کر چھکن نے مار ڈالا

جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ تمام رقوم رکھی جا رہی ہیں یہ کہیں لہنگے کی چھت نہ ثابت ہوں ۔ پچھلے سال ہمیں تجربہ ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے ۔ لیکن ہماری کوشش ہے کہ اتنی رقوم جب خرچ کی جائیں تو ان سے عوام پر کوئی اچھے نتائج برآمد ہونے چاہیے ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس مرتبہ دیہات میں بھی رقوم پہنچانے کی سعی کی جارہی ہے ۔ یہ بڑی اچھی بات ہے ۔

جناب والا ۔ پولیس فورس پر اس دفعہ ہم 13 کروڑ روپے خرچ کی جا کر رہے ہیں ۔ اڑھائی کروڑ کی رقم اس کو زیادہ موثر بنانے پر خرچ رہی ہے ۔ جناب والا جب پولیس کا نام آتا ہے تو ہمارے حزب اختلاف کے

ممبران کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ پولیس پر خرچ ہو رہا ہے وہ ان کو دبانے کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے ۔ حالانکہ یہ قطعی غلط ہے ۔ ہم پولیس کو اس لئے مستعد اور چوکس کرنا چاہیے ہیں تاکہ امن عامہ قائم رہے ۔ جناب والا ۔ میں جانتا ہوں کہ حزب اختلاف کے تمام اراکین بڑے شریف ہیں انہیں کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہیے ۔ انہیں بے جا تنقید پولیس کے معاملات میں نہیں کرنا چاہیے ۔ جناب والا ۔ پچھلے چند دنوں میرے ایک دوست نے سادگی کو اپنا شعار بنانے کے لئے اس ہاؤس میں بڑا زور دیا تھا ۔ یہ بات ایک خاتون رکن کو نا گوار گزری تھی ۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ انہوں نے اس پر احتجاج کیا ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ سادگی تمام مذہب کے رہنماؤں نے بتائی ہے یہ بات شکیسپیئر پر نے بھی کہی ہے ۔

**Mr. Speaker.** I will interrupt the Hon ble memble for a minute to make an announcement.

I have recived some new names today. It is not possible for me to accomodate them on the fifth day of the geneval debate. I am sorry for that.

**رانا کے ۔ اے محمود خان** ۔ جناب والا۔ مجموعی طور پر ہمیں اپنی زندگی کوسادہ رکھنا چاہیے کیونکہ اس سے ہوس زر ختم ہوگی ۔

**بیگم آباد احمد خان** ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے بتانا ہے کہ میں تو سادگی کی بڑی قائل ہوں ۔ میں نے تو کھدر بھی پہنا ہے اور اپنے ہاتھ کا کاتا ہوا پہنا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی controversy نہیں ہے ۔ یہ صرف غلط فہمی کا نتیجہ ہے ۔

**بیگم آباد احمد خان** ۔ ہم چاہتی ہیں کہ عورت جب باہر آئے تو مجاہد بن کر آئے ۔ ہم نہیں چاہتیں کہ وہ سنگار کر کے آئے ۔ میں سمجھتی تھی کہ یہ اشارہ میری طرف ہے ۔ اب میری غلط فہمی درو ہوگئی ہے ۔

**رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان** ۔ جناب والا ۔ جب تک ہم اپنی زندگی میں سادگی کو اپنا شعار نہیں بنائیں گے تب تک یہ ہوس زر یہ کوٹھیاں وغیرہ جو بن رہی ہے ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا اور اگر یہی کام چلتا رہا اور ہوس زر بڑھتی رہی تو پھر ہم ایک دوسرے کا گلا کاٹتے رہیں گے اور پھر ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں جناب کے توسط سے اس امر کی وضاحت چاہتا ہوں کہ ہمیں بجٹ کی جو کاپی فراہم کی گی ہے "Estimates of Charged Expenditure and Demands for Grants" اس کے صفحہ 338 پر پولیس کی مد میں 60 ہزار روپیہ spare parts for wireless sets charged کی شکل میں دکھایا گیا ہے ۔ جب کہ ڈیمانڈ کے ہیڈ میں کوئی رقم نہیں میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بتا دوں کہ یہ misprint ہے ۔ اس میں charged expenditure نہیں ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ملک اللہ دتہ ۔

**ملک اللہ دتہ** ۔ (لاہور ۔ 16 جناب والا ۔ یہ جو 75-1974ء کا میزانیہ پیش کیا گیا ہے ۔ اس کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آئندہ سال کے اندر ہم نے کیا کچھ کرنا ہے ۔ اور پچھلے سال ہمارے جو منصوبے تھے ۔ ہم نے ان کے متعلق کیا کیا ہے ۔ ہماری پیپلز پارٹی کی جو حکومت ہے ۔ یہ کسی وزیر یا وزیر اعلیٰ یا وزیر خزانہ کی نہیں ۔ بلکہ اصل معنوں میں پارٹی کا منصوبہ ہے ۔ جو پیش کیا گیا ہے اور وہ پارٹی کے مطابق بنایا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ میں جناب کی وساطت سے اپنی حکومت اور اس ایوان پر عوام کی طرف سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ۔ ان کے بارے میں عرض کروں گا کہ ہمارے قائد عوام نے جو بھی پاکستان کے عوام کے مسائل تھے ۔ جب سے پاکستان بنا ہے ۔ ان پر عبور پا لیا ہے ۔ اس کے بعد جو ترقیاتی منصوبے ہماری حکومت نے بنائے ہیں ان کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری پارٹی کے پروگرام کے مطابق جو ہم پیچھے کہتے رہے ہیں اور ہمارے

آئین کے اندر بھی یہ شق موجود ہے کہ ناجائز ذرائع سے جنہوں نے دولت ہتھیالی ہے وہ واپس لی جائے۔ جو سمگلرز ہیں۔ جب سے پاکستان بنا ہے جنہوں نے جو کچھ بھی ہتھیایا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسی سال کے اندر اندر آن تمام سے وہ واپس لی جائے اور جن لوگوں نے سمگلنگ کر کے جو کچھ حاصل کیا ہے جب تک وہ واپس نہیں لیا جائیگا اُس وقت تک سرحدوں پر چاہے جتنی بھی نگرانی رکھی جائے۔ سمگلنگ رک نہیں سکتی۔ اُس کے روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی انہوں نے حاصل کیا ہے۔ وہ واپس لیا جائے اور جتنے ناجائز مکان یا جو کچھ بھی انہوں نے بنایا ہے جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے تحقیقات کر کے جس نے بھی ناجائز طریقے سے حاصل کیا ہے وہ واپس لیا جائے۔

اس کے علاوہ ہماری پارٹی کے منشور اور پروگرام کے مطابق آئندہ سال کے لیے حکومت کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ جو کچھ بھی ہم کہتے ہیں یا کہتے رہے ہیں کہ جتنی زمین قومی ملکیت میں لی گئی ہے وہ چھوٹے مالکوں اور مزارعوں میں تقسیم کر دی جائے اور جنہوں نے ناجائز طریقے سے زمین حاصل کی ہے۔ جو ہم کہتے رہے ہیں کہ افسر شاہی نے اپنے لیے یا اپنے بچوں یا بیٹوں کے نام پر زمین حاصل کی ہے وہ بھی واپس لے کر آن میں تقسیم کی جائے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی مکانوں کے متعلق منصوبہ بندی ہوئی ہے وہ سب شہروں کے اندر شروع کی ہوئی ہے اور دیہاتوں کے لوگ ابھی تک دیکھ رہے ہیں۔ جب ہماری حکومت یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ہر بالغ جس کے پاس مکان نہیں اُسے مکان دیا جائے گا تو اس سال کے پروگرام میں یہ بات شامل ہونی چاہئیے کہ فوری طور پر دیہاتیوں کی لسٹیں تیار کرا کر اسی سال کے اندر اندر پانچ۔ سات۔ دس مرلے کے پلاٹ کی جو حد مقرر کی گئی ہے۔ زمین acquire کر کے آن کو مکانوں کے واسطے دی جائے۔

اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ آسائش کا تمام سامان شہریوں کے لیے ہے اور دیہات والے دیکھ رہے ہیں اور انتظار کر رہے ہیں۔ اس وقت جو مطالبہ سب سے زیادہ ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے دیہاتیوں کو آنے جانے کی سہولتیں میسر ہوں۔ حکومت نے سڑکوں کے متعلق

جو پروگرام بنایا ہے ۔ اس سے ہمارا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے صوبائی حکومت مرکز سے اپیل کرے اور اس سے بہت زیادہ رقم قرضہ کے طور پر لے کر سڑکوں کے مسئلہ کو اول نمبر پر حل کرے ۔ میں ایک دو سڑکوں کا ذکر نہیں کرتا ۔ میں عوام کی امنگوں کے مطابق دیہاتیوں کی ضرورت کے مطابق ہر جگہ زیادہ سے زیادہ سڑکیں بنانے پر زور دے رہا ہوں ۔

اس کے بعد دوسرے نمبر پر دیہاتیوں میں جلد از جلد بجلی پہنچائی جانی چاہئے اگر اس وقت بھی بجلی کے محکمہ میں دیکھا جائے تو ہزاروں کے حساب سے ٹیوب ویلز کے لیے بجلی کی درخواستیں جمع پڑی ہوئی ہیں ۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ زراعت کو ترقی دی جائے ۔ لیکن دوسری طرف تین سال سے درخواستیں وہاں پڑی ہیں ۔ تو جب تک بجلی نہیں ہوگی ٹیوب ویل نہیں چلیں گے اور ترقی نہیں ہوگی ۔ اس کے لیے ایک ایک کمیٹی بنائی جائے جو یہ فیصلہ کرے کہ جہاں جہاں بجلی کی مانگ زیادہ ہے وہاں جلد از جلد بجلی پہنچانے کا انتظام کیا جائے ۔

جناب والا ۔ ایک مسئلہ برتھ کنٹرول کا ہمارے وزیر محترم نے یہاں پیش کیا ہے ۔ اسلام کی رو سے ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ جہان فانی ہے اور اس کے بعد اور جہان آئے گا ۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ہے ، وہاں ساتھ ہی اس نے فرما دیا کہ رازق میں ہوں ۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کا رزق میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں ۔ برتھ کنٹرول سامراجی ذہنیت ہے ۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ جانے والے کو علاج کے ذریعے نہ جانے دیا جائے اور دوسری طرف یہ ہے کہ آنے والے کو روک دیا جائے ۔ معصوم بچوں کو قتل کر دیا جائے ۔ آبادی بڑھنے کے نام پر ۔ یہ اسلام اور سوشلزم دونوں کے خلاف ہے ۔ جناب والا ۔ فطرت کی مطابق ضرورت ایجاد کی ماں ہے ۔ جتنی آبادی بڑھے گی وہ سوچنے پر مجبور ہوگی ۔ خالق نے جو کچھ تخلیق کی ہوئی ہے اس میں بشر خلیفہ ہے ۔ اس میں قوت ہے کہ اللہ تعالے کی تخلیق کی ہوئی چیزیں اپنے استعمال میں لائے ۔ ایٹمی ذرائع آج تک موجود ہیں ۔ ضرورت پیش آئی تو حاصل کیے گیے ۔ آبادی بڑھنے کے ساتھ وہ انسانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ مجھے کس طرح اپنی ضرورت کو پورا کرنا ہے ۔ تو وہ تخلیق کرتا ۔ خالق نے جو کچھ

پیدا کیا ہوا ہے اس کو نکال کر اپنے استعمال میں لا سکتا ہے ۔ قرآن میں خداوند تعالے نے فرمایا ہے کہ میں نے اس جہان کے اندر ، جو آپ کو نظر آ رہا ہے ۔ اٹھارہ ہزار مخلوق پیدا کی ہے اور اس تمام مخلوق میں سے انسان کو میں نے اشرف المخلوقات بنایا ہے ، خلیفہ بنایا ہے ۔ اس میں یہ قوت موجود ہے کہ تخلیق کی ہوئی چیزیں اپنے استعمال میں لائے ۔ اس لیے یہ ذہنیت کہ نسل انسانی کو روک دیا جائے ، زیادہ پیداوار نہ ہو سکے ، یہ نظام فطرت اور اسلام دونوں کے خلاف ہے ۔ سامراجی ذہنیت ہے ۔ اس کا نتیجہ کچھ حاصل نہیں ہو رہا ۔ اس پر جتنا سرمایہ خرچ کر رہے ہیں ۔ اس کے فوائد کچھ حاصل نہیں ہو رہے ۔

جناب والا جہاں میں نے سڑکوں کا ذکر کیا ہے ، وہاں میں تھوڑی سی اور گزارش بھی کروں گا ۔ ایک سب سے زیادہ اہم مسئلہ پیدا ہو چکا ہے ۔ جس پر ہمیں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ اس کا حل کیا ہے میں تھوڑا سا ہاؤس کی معلومات کے لیے عرض کروں گا جس دن ایک لڑکا ملتان میں پولیس کے تشدد سے فوت ہوا ، میں اس دن پتوکی جا رہا تھا ۔ جس وقت لاری ملتان چونگی پر پہنچی تو لڑکوں نے اسے روک کر سواریوں سے خالی کروا لیا ۔ وہ عوام کو پریشان کر رہے تھے ۔ دوسرا واقعہ یوم مئی پر پیش آیا ، میں سیالکوٹ گیا ہوا تھا ۔ جب میں واپس آیا ، تو گوجرانولہ چونگی پر محض چند آدمی لاریاں روک کر سواریاں اتار رہے تھے ۔ وہ شام کا وقت تھا ۔ منظر دیکھنے والا تھا ۔ عورتوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے تھے ۔ ان کے پاس سامان تھا اور کوئی آدمی ان کے ساتھ نہ تھا ۔ وہ سخت ہراساں تھیں ۔ ان کے پاس اپنی منزل پر پہنچنے کے لیے وسائل نہ تھے ۔ وہی چند آدمی جو لاریاں روک رہے تھے ، یہ اعلان کر رہے تھے کہ بھائیو ۔ جس وقت شام ہوگی ، حکومت کے غنڈے عورتوں کو تنگ کریں گے ۔ آپ نے ان کی حفاظت کرنی ہے ۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچ رہے تھے کہ یہ کس کی بیٹیاں ، کس کی مائیں اور کس کی بہنیں اور کس کے بچے ہیں ۔ عبدالرحمان ہمارا ساتھی تھا ۔ وہ ہمیشہ عوام کے مفاد کے لیے جد و جہد کرتا رہا تھا ۔ وہ یہ سبق نہیں دے گیا تھا کہ اپنی ماؤں ، بہنوں اور بیٹیوں کو تنگ کیا جائے ۔ اب اتنا ہراس پھیلا ہوا ہے کہ کوئی بھی آدمی اپنی بیوی بچوں کو کہیں بھیجنے سے پہلے سوچتا ہے کہ

اگر میں ساتھ جاؤں تو کام سے رہتا ہوں اور اگر میں ان کو اکیلا بھیجتا ہوں تو پتا نہیں آگے کیا حالت ہوگی ۔ اس لیے یہ مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے ۔ میں سارے ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس کے متعلق کچھ نہ کچھ سوچ کر کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے جس سے ٹریفک کا یہ مسئلہ حل ہو اگر کسی جگہ کوئی تخریب پسند رکاوٹ پیدا کرتا ہے تو حکومت کا یہ فرض ہے ، اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ معصوم بچوں ، عورتوں یا ضعیف العمر آدمیوں یا جو بیمار ہسپتالوں میں داخل ہونے کے لیے آئے تھے ، ان کو بے سہارا کر دینے سے زیادہ کوئی ظلم یا جبر ہمارے ملک میں نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ۔ ان چند گزارشات کے ساتھ میں جناب کا بہت بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے ۔ السلام علیکم ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کچھ اور نام بھی آئے ہیں

I think to accommodate the fresh names we need to have an afternoon session.

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ پانچ بجے ٹھیک رہے گا ؟

**وزیر تعلیم** ۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن سے پوچھ لیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ تو اس وقت موجود نہیں ہیں ۔ میرا خیال نہیں کہ ان کو کوئی اعتراض ہوگا ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ آج ساڑھے پانچ بجے ہماری کیبنٹ میٹنگ ہے اگر آپ تھوڑی سی مہلت دے دیں تو میں آج ہاؤس ختم ہونے سے پہلے آپ کو بتا دوں گا ۔

**Mr. Speaker** : I woule like to accommodate them.

**وزیر تعلیم** ۔ اتنی دیر میں میں قائد حزب اختلاف سے بھی بات کر لوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیونکہ میں حساب لگا رہا تھا کہ ٹائم بھی کاٹنا پڑے گا۔ پندرہ منٹ سے بارہ منٹ کرنا پڑے گا۔ جو کہ مناسب بات نہ ہوگی ۔ کہ کچھ فاضل اراکین کو تو پندرہ سے بیس منٹ تک مل گئے اور جب یہ بحث ایک خاص نہج پر پہنچ گئی ہے تو میں وقت کم کر دوں ۔

وزیر تعلیم ۔ کچھ دیر بعد پتا کر کے عرض کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری محمد یعقوب مان ۔

چوھدری محمد یعقوب علی مان (لاہور ۔ 12 ) ۔ جناب سپیکر ۔ میں مسٹر محمد حنیف رامے وزیر خزانہ کو فاضل بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں انہوں نے وسائل کے اندر رہ کر صوبے کے ہر حصے کے لیے رقم فراہم کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی قصور کی چند مخصوص ضروریات ہیں جن کے متعلق عرض کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ قصور کی جیل میں قیدیوں کی تعداد کبھی ہزار بارہ سو سے کم نہیں رہی ۔ 1965ء اور 1971ء میں اچانک حملے کی صورت میں ان قیدیوں کا اخلا حکومت کے لیے مصیبت ثابت ہوا ۔ میں عرض کروں گا کہ ایسے موقع پر اگر قیدیوں کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے تو وہ جیل گولہ باری کی زد میں ہے ۔ اس کی دیواریں ٹوٹنے کے بعد اگر ہزار بارہ سو قیدی فرار حاصل کرنے کے بعد ملک میں چلے جائیں تو یہ خوف وہراس پیدا کرسکتے ہیں ۔

چنانچہ اس وقت ان قیدیوں کو بڑی مشکل سے دوسری جیلوں میں منتقل کیا گیا ۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ قصور کی جیل جو کہ باڈر سے اڑھائی میل کے فاصلے پر واقع ہے اسے قصور اور چونیاں کی تحصیل کے کسی محفوظ مقام پر تعمیر کیا جائے اور قیدیوں کو فی الفور وہاں پر منتقل کیا جائے ۔

نمبر 2 ۔ قصور تحصیل کا گاؤں سیجرا اور پتھی والا ۔ چندا سنگھ والا ۔ مبو کے وغیرہ تقریباً 12 دیہات ہیں جو ہندوستان کے علاقے کے اندر خاکنائے کی صورت میں چلے گئے ہیں ۔ یعنی ہندوستان کے علاقے میں ایک حصہ ایسا ہمارا واقع ہے جہاں پر دیہات ہیں جب کبھی بھی سیلاب آتا ہے تقریباً ہر سال سیلاب آتا

ہے تو یہ تمام کے تمام گاؤں ڈوب جاتے ہیں ۔ اس وقت سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے اور خاص طور پر 1965ء اور 1971ء کی جنگ میں سڑک نہ ہونے کی وجہ سے اس آبادی کا انخلاء جو ہے وہ حکومت کے لئے مصیبت کا باعث بنا اور بہت سے لوگ یا تو مارے گئے یا ہندوستان نے ان کو قیدی بنا لیا ۔ اب ایک سڑک سیجرا پھاٹک سے لے کر شیر پور تک زیر تعمیر ہے اپنی مدد آپ کے تحت اس کے علاوہ اگر 6 میل علاقہ میں اور سڑک بنا دی جائے تو ایمرجنسی کے وقت اس علاقے کی آبادی اور مال وغیرہ کا انخلاء آسانی سے ہو سکتا ہے ۔

اس کے بعد قصور تحصیل کی سڑک جو گنڈا سنگھ والا سے کھڈیاں کو جاتی ہے وہ 12 میل لمبی ڈسٹرکٹ کونسل کی ملکیت ہے ۔ وہ کچی سڑک ہے حسین خان والا سے آگے اس کا 6 میل حصہ نشیب ہونے کی وجہ سے سال میں تین چار ماہ زیر آب رہتا ہے اور اس سڑک کو زمینداروں نے encroachment کر کے اپنے کھیتوں میں شامل کر لیا ہے اگر یہ 12 میل لمبی سڑک پکی بنا دی جائے تو انخلاء کے علاوہ دفاعی لحاظ سے دفاعی مقاصد کے لئے بھی یہ نہایت ہی موزوں سڑک ہے ۔ تو میں یہ تجویز کروں گا کہ اس سڑک کو بھی اسی سال کے بجٹ میں اگر تعمیر کے سلسلے میں شامل کر لیا جائے تو یہ اس علاقے کی بہت بڑی خدمت ہوگی ۔

قصور تحصیل کا ایک ہی ہسپتال ہے جو شہر قصور میں واقع ہے ۔ قصور شہر کی ایک لاکھ پچیس ہزار آبادی ہے ۔ جنگ کے موقعہ پر شہریوں کے لئے بھی یہ ہسپتال ناکافی ثابت ہوا ہے اور جنگ کے سلسلے میں جو casualties ہوتی ہیں زخمیوں وغیرہ کو بھی اسی ہسپتال میں لایا جاتا ہے تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس ہسپتال کی عمارت کی توسیع کے لئے ۔ ایکسرے پلانٹ و دیگر ضروریات جو ہیں وہ مہیا کرنے کے لئے ایک خاصی رقم مختص کی جائے ۔

اس کے علاوہ 8 میل ریلوے کی پٹری جو قصور سے گنڈا سنگھ بارڈر کو جاتی تھی ۔ 1955 کے سیلاب میں بہہ گئی تھی ۔ اس کے بعد بجائے اس کے کہ حکومت تعمیر کرتی وہاں سے ریل کی پٹری کو اکھاڑ لیا گیا ۔ میری تجویز ہے کہ یہ 8 میل ریلوے لائن کا جو ٹکڑا ہے اس کو از سر نو بنایا جائے ۔

اس کے بعد میں چند ایک واقعات ایسے ہیں جو 31 دسمبر سے شروع ہو کر 9 مارچ 1974ء تک جاری رہے ان کے متعلق ذکر کرنا بھی میں بہت ضروری سمجھتا ہوں ۔ میں نے اور میرے چند ساتھیوں نے مصطفےٰ کھر کے خلاف ایک یاد داشت جو کہ بددیانتی کے الزامات پر مشتمل تھی ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کو بھیجنے کے لئے تیار کی جس کا علم 31 جنوری کو جناب غلام مصطفےٰ کھر کو ہو گیا ۔ 31 جنوری کو وزیراعظم اٹر پورٹ پر تشریف لانے والے تھے میں جب وہاں پر پہنچا تو جناب مصطفےٰ کھر نے ایم پی ۔ اے اور ایم این ۔ اے حضرات کی موجودگی میں میرے ساتھ نازیبا رویہ اختیار کرتے ہوئے مجھے چیلنج کیا کہ میں اگر ان کے خلاف مہم کو جاری رکھوں گا ۔ تو میں ان کے غضب سے نہ بچ سکوں گا ۔ چنانچہ میں نے انہیں یہ کہا کہ ایسی شکایات جو بددیانتی پر مشتمل ہیں ۔ یہ کرنا میرا جمہوری حق ہے تو پھر انہوں نے مجھے ڈرانے ۔ دھمکانے کی بیحد کوشش کی مجھے منع کیا گیا کہ میں مسٹر خالد ملک اور اپنے دیگر ساتھیوں کے ہاں نہ جاؤں اور ان کے ساتھ رابطہ نہ رکھوں ۔ چنانچہ انہوں نے مجھے منع کرنے کی انتہائی کوشش کی ۔ مجھے ڈرایا ۔ دھمکایا اس پر میں نے 6 فروری کو تحریک استحاق پیش کی ۔ میری تحریک استحقاق اگرچہ چند حالات کے تحت جناب سپیکر نے چیمبر میں ہی ختم کر دی تھی ۔ اس کے بعد مصطفےٰ کھر صاحب آئے اور بجائے اس کے کہ وہ اس کا جواب دیتے انہوں نے ایک پریس کانفرنس کی اور مجھ پر الزامات جو جھوٹ پر مبنی تھے ۔ عاید کرنے شروع کر دیئے ۔ چنانچہ 7 تاریخ کو میں نے ایک اور تحریک استحقاق پیش کی ۔ جس میں میں نے یہ بیان کیا کہ ان کے عاید کردہ الزامات جو ہیں وہ بالکل جھوٹ پر مبنی ہیں اور بالکل بے بنیاد ہیں ۔ تو اس کو بھی چیمبر ہی میں ختم کر دیا گیا ۔ لہذا میں نے جناب سپیکر آپ سے دریافت کیا کہ میں کون سا فورم استعمال کروں اور اپنے ساتھیوں کو یہ بتا سکوں کہ انہوں نے میرے ساتھ جو دھونس دھاندلی اور سینہ زوری کی ہے وہ غلط ہے تو آپ نے ہی کہا تھا کہ میں بھی ایک پریس کانفرنس کروں ۔ چنانچہ اسی دن چائے کے وقفے پر میں نے کیفے ٹیریا میں پریس کانفرنس کو خطاب کیا اور میں نے بیان کیا کہ ان کے عائد کردہ الزمات جو ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں ۔ اس پر ان کے ایک چہیتے وزیر مسٹر طالب حسین نے کوشش کی کہ میں اور میرے ساتھی اس ضمن میں ہاؤس میں

نہ بول سکیں ۔ چنانچہ جب انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو میں نے انہیں کہا کہ آپ کس کس کو دیکھیں گے یہاں پر تو ہر ایک ممبر جو ہے ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بن چکا ہے اور وہ اس کے خلاف احتجاج کرتا ہے تو اس وقت اس نے مجھے یہ کہا تھا کہ اگر اور کسی کو نہیں تو میں تم کو ضرور دیکھوں گا ۔ چنانچہ اس نے اس پروگرام کے تحت مصطفےٰ کھر صاحب کو جو ظلم ستم پر پہلے ہی آمادہ تھے اور کمو بستہ کیا اور انہوں نے 12 فروری 1974ء کو قصور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور وہاں پر یہ اعلان کیا کہ یعقوب خان پر سے پنجاب کی زمین تنگ کر دوں گا۔ وہ میرے غضب یا قہر سے نہیں بچ سکے گا۔ اگر وہ امن کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی نشست سے استعفا دے دے ۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اپنے چند وزراء ساتھیوں اور محمد علی پھول خان اور عاشق ڈوگر جو ہمارے ایم پی اے ہیں ۔ ان کو قصور کے ڈاک بنگلے میں لے جاکر ایک پروگرام ترتیب دیا اور اس میں لوکل پولیس کو بھی شامل کیا گیا اور یہ طے پایا کہ میرے گھر بار کو لوٹ لیا جائے ۔ آگ لگا دی جائے ۔ ریونیو ریکارڈ جو ہے اسے تبدیل کر دیا جائے ۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق 15 16 فروری کی درمیانی شب سے لے کر 9 مارچ 1974ء تک 23 دن متواتر ran sacking ہوتی رہی آتش زنی بھی انہوں نے کی ۔ مان کے کاغذات مال جو جو ہیں وہ انہوں نے تبدیل کئے ۔ حتیٰ کہ خسرہ گرداوری جو زیر کار ہے وہ سالم کی سالم تبدیل کردی اور وہ اس لئے تبدیل کی کہ میری زمین پر مزارع جو ہیں ان کا قبضہ دکھا کر فصل ایستادہ سے مجھے محروم کر دیا جائے ۔ چنانچہ انہوں نے پروگرام کے تحت علاقے کے غنڈے اور باہر کے اضلاع سے بھی غنڈے بلائے ٹریکٹروں ۔ ٹرالیوں اور ٹرکوں سے میرا اثاثہ بیت لوٹ لیا گیا ۔ کھڑی فصلیں جو تھیں ۔ ان کو اجاڑ دیا یا برداشت کر لیا گیا ۔ میرے 7 ٹیوب ویل 3 ٹریکٹر ۔ ان کی ٹرالیاں ۔ ان کا سامان ہزاروں من غلہ یہاں تک کہ میری بیٹی کا جہیز بھی وہ لوٹ کر لے گئے (شیم ۔ شیم) میں نے اس کے متعلق off and on پولیس اور باقی افسران بالا دست کو اطلاع دی ۔ تحریری طور پر درخواستوں کے ذریعے ۔ ٹیلیگراموں کے ذریعے مگر یہاں کی پولیس نے پرچہ بھی درج نہ کیا ۔ اس کے بعد جب کھر سے ہمارا چھٹکارا ہوا نئی حکومت معرض وجود میں آئی تو 10 اپریل 1974ء کو زیر دفعہ 395 397 307 325 148

425/149 کے تحت ایک پرچہ درج کیا گیا ۔ جس کی تفتیش پر سپیشل سٹاف مقرر کیا گیا ۔ وہ سپیشل سٹاف جو تھا ان میں صرف ایک انسپکٹر باہر سے لیا گیا تھا باقی سب لوکل پولیس والے اس میں شامل تھی ۔ انہوں نے کسی چیز کی بھی برآمدگی نہیں کی ۔ ایک ٹریکٹر اور ایک ٹرالی جو کھر کے ساتھی ہندوستان کو سمگل کرنا چاہتے تھے وہ میرے آدمیوں نے اس پولیس کی وساطت سے ہندوستان کے باڈر پر پکڑ لی ۔ اسی طرح سے ایک میرا ٹریکٹر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد یعقوب خان صاحب میں آپ کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ کسی ممبر کا اگر نام لیا جائے تو چاہے آپ کے تعلقات ان کے ساتھ اچھے ہوں یا نہ ہوں تو اس کا نام اچھی طرح سے لیں ۔

چوہدری محمد یعقوب علی خان ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق تو پرچہ بھی درج ہو چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں وہ میں نہیں کہہ رہا ہوں ۔ آپ نے کھر کہا ۔ اگر مسٹر کھر یا ملک غلام مصطفےٰ کھر کہتے تو یہ نام لینے کا صحیح طریقہ ہے ۔

چوہدری محمد انور سعید ۔ جناب والا کئی منٹ سے یہی نام لیا جا رہا ہے ساری تقریر سننے کے بعد آپ نے اب یہ کہا ہے یا تو آپ اس کو expunge کریں یا جہاں جہاں نام کسی ایم ۔ پی ۔ اے کا کسی ایک صاحب کا آیا ہے وہ expunge کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ مثلاً رانا پھول محمد خان کا رانا ٹائٹل پہلے آ گیا ہے مگر "کھر" کوئی نام لینے کا طریقہ نہیں ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ جہاں بھی جناب کھر کا نام آیا ہے اس کے ساتھ مسٹر یا جناب کے لفظ کا اضافہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد یعقوب خان ۔

**چوہدری محمد یعقوب علی خان** - جناب والا - اس پولیس کے عملہ نے جو تحقیقات کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس نے کوئی recovery effect نہیں کی - یہاں تک کہ میرے ایک ٹریکٹر کے بارے میں جو ساٹھ - ستر - ہزار روپے کا تھا ریاست علی - ایس ایچ او صدر - آئی جی صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ یہاں سے لے جا کر گوجرانوالہ میں بیچا گیا اور پھر اس کو dismantle کرنے کے بعد اس کو کباڑیئے نے سرگودھا میں جا کر اس کو بیچا باوجود اس کے کہ وہ ٹریکٹر اور اس کے حصے پکڑے گئے ہیں وہ تا حال وہاں ایسی ہی سرگودھا کی تحویل میں ہے اس ایس۔ ایچ - او کو جس نے ڈاکہ زنی کر کے اس ٹریکٹر کو یہاں سے وہاں لے جا کر بیچا تھا اسے معطل تک نہیں کیا گیا تھا - اس کو شامل تفتیش نہیں کیا گیا - اسی طرح لاکھوں روپے کی چیزیں جن میں ہزاروں من غلہ چھبیس سو من گندم اور دو ہزار من جوی سینکڑوں من تمباکو اور اس طرح بھینس گائیں یہ سب لوٹ لی گئی ہیں اور وہ اب دور دراز علاقوں میں پہنچائی جا رہی ہیں - وہ پولیس جو ڈاکہ زنی اور آتش زنی کے اس کیس میں ملوث تھی اس کو اگر انکوائری اور برآمدگی پر لگایا جائے تو اس سے کیا توقع ہوسکتی ہے آج تین دن ہوئے ایک تھانیدار جو تفتیش پر مامور کیا گیا ہے اس نے ایک ٹرالی ایک ڈاکو کے قبضے سے برآمد کی - اس نے ٹرالی کے حصے کر کے اپنے کھیت میں دبائے ہوئے تھے اور جب وہ وہاں سے برآمد کر کے لائی گئی تو موجودہ ایس - ایچ - او - غلام علی جو اس وقت صدر میں تعینات ہیں انہوں نے کہا کہ تم نے کیوں برآمد کی - اس ٹرالی کے ساتھ ٹریکٹر بھی تھا اور اس میں سامان بھی تھا اگر یہ برآمد ہوئی ہے تو وہ چیزیں بھی برآمد ہونگی اور ان میں تمام افسران ملوث ہیں - اب تم کس کس افسر کو گرفتار کرو گے تو اس سلسلے میں گذشتہ سے پیوستہ جو پالمانی پارٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اس میں میں نے یہ چیز کہی تھی کہ یہاں سے ایک کمیٹی کی تشکیل کی جائے جس کا کسی وزیر کو سربراہ مقرر کیا جائے تو جناب محمد حنیف رامے صاحب نے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل کی تھی جس کا سربراہ جناب بریگیڈئیر چوہدری صاحبداد خان کو مقرر کیا تھا - چوہدری بشیر احمد صاحب - جناب سکندر خان صاحب - تقی صاحب ایم - پی - اے حضرات یہ تینوں اس کے ممبر تھے یہ بارہ تاریخ کو وہاں گئے انہوں نے جگہ کا مشاہدہ کیا اور لوگوں سے دریافت کیا اور مجھے یہ پتہ چل

گیا کہ انہوں نے اپنی رپورٹ جناب وزیر اعلیٰ کو بھیج دی ہے ۔ تو اس ضمن میں اگرچہ مجھے یہ پتہ نہیں کہ انہوں نے کیا رپورٹ بھیجی ہے ۔ بہر حال میں گذارش کروں گا کہ اس رپورٹ کو یا تو پارٹی میٹنگ میں پیش کیا جائے یا کیبنٹ اس پر غور کرنے کے بعد فیصلہ صادر کرے تاکہ حق رسی ہو سکے ۔

اس کے علاوہ اگرچہ باتیں تو بہت ہیں لیکن وقت تھوڑا ہے ۔ میں زیادہ دیر نہیں لے سکتا ۔ نہ مجھے زیادہ وقت دیا جائے گا ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ جناب وزیر اعلیٰ نے جب حلف لیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ہر ظالم کی گردن پر میرا ہاتھ ہوگا ۔ تو میں ان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں اور ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ کونسے عوامل ہیں جو انہیں روکتے ہیں کہ پرچہ ہونے کے باوجود مال کا حصہ برآمد ہو جانے کے باوجود ان بڑے آدمیوں کو شامل تفتیش کیوں نہیں کیا گیا ۔ انہیں گرفتار کر کے کیفر کردار تک کیوں نہیں پہنچایا گیا ۔ اسی طرح میرے تین اور الزامات ہیں جو جناب کھر سے منسوب کرنا چاہتا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے پہلے کسی صاحب کے نوٹس میں نہیں آیا کہ 72-1971 میں گورنمنٹ پنجاب نے ساٹھ لاکھ بوریاں خریدنے کا رفیع ایسوسیشن ۔ ایٹ کو ٹھیکہ دیا تھا اور تین روپے پچیس پیسے فی بوری ریٹ مقرر ہوا تھا کئی لاکھ روپے زر ضمانت رفیع ایسوسی ایٹ سے گورنمنٹ نے جمع کروائے تھے جب consignment مکمل نہ کرسکے تو ان کی زر ضمانت ضبط کر لی گئی اور کھر صاحب نے اس فرم کو تین روپے پچیس پیسے فی بوری کے حساب سے payment کرنے کی بجائے چھ روپے ستانوے پیسے فی بوری payment کر دی اور اس کی کسی سے بھی منظوری نہیں لی اس طرح انہوں نے تقریباً دو کروڑ تیس لاکھ روپے کی رقم ان کو زیادہ دی اور اسی طرح اگلے سال اسی لاکھ بوریاں خریدنے کا رفیع ایسوسی ۔ ایٹ سے ٹھیکہ طے پایا تین روپے پچیس پیسے فی بوری اس کی قیمت طے ہوئی ۔ وہ تین روپے پچیس پیسے میں بوریاں سپلائی نہ کر سکے اس کو تین روپے پچانوے پیسے فی بوری کے حساب سے کروڑ ستر ایک لاکھ بیس ہزار روپے کی کس طرح سے payment کر دی گئی ۔

اسی طرح سے رومالیہ سے دو سو پچاس بسیں خرید کیں ۔ اگرچہ یہاں پر جو باڈی بلڈرز ہیں وہ سولہ ہزار روپے فی بس باڈی بناتے ہیں انہوں نے ٹھیکہ

اپنی فرم کو کراچی میں دے دیا اور بیس ہزار فی باڈی ان سے زیادہ طے کیا اور payment ان کو تیس ہزار فی باڈی کے حساب سے کی۔ اگرچہ specifications کا مال بھی ان کی بناوٹ کے سلسلہ میں نہیں لگایا گیا تھا۔ اس طرح پچیس لاکھ روپے کی زیادہ payment بغیر کسی وجہ سے کی۔ حالانکہ محکمہ کا جو سربراہ تھا اور جو افسران تھے۔ انہوں نے احتجاج کیا تھا کہ specifications کے مطابق میٹریل ان باڈیز پر نہیں لگایا گیا۔ تو میں یہ مطالبہ کروں گا جیسا کہ جناب محمد حنیف رامے نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر کسی آدمی کے متعلق انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ وہ غاصب اور ظالم ہے۔ چور اور ٹھگ ہے تو وہ اس کی گردن پکڑیں گے اور اسے سزا دیں گے۔ لہذا میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے ان الزامات کے متعلق فی الفور انکوائری کی جائے پھر اس طرح سے جو مجرم ثابت ہوتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوھدری بشیر احمد (ساھیوال) ۔

**مسٹر بشیر احمد** (ساھیوال 15) ۔ جناب سپیکر ۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے ۔

جناب والا ۔ وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے نے جو 1975 - 1974ء کا بجٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ بجٹ پنجاب کا سب سے بڑا بجٹ پنجاب کی پوری تاریخ میں سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اس کے علاوہ جو قوم کی حالت کا تجزیہ کیا ہے جیسا کہ جناب محمد حنیف رامے صاحب نے بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ روشنی سے تاریکی جدا ہوتی ہے اور دل بشارت دیتا ہے کہ صبح قریب ہے لیکن آنکھ ابھی اس کی شہادت نہیں دیتی۔ پھر کہا کہ وہ صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان ایک لکیر ہے جہاں کالے اور سفید دھاگے میں تمیز نہیں ہو پاتی۔ پھر کہا کہ ہمارے ہاتھ ایک دوسرے کی جانب لپک رہے ہیں ذات پرستی ناروا داری اور قوم دشمنی سکہ رائج الوقت ہیں۔ پھر کہا کہ انفرادی اور گروہی رنجش اس جارحانہ انداز میں گرم کار ہیں۔ جیسے

ہمارے سامنے کبھی اجتماعی نصب العین تھا ہی نہیں پھر کہا یہ سر زمین ہم نے ایک عہد اور عزم کے ساتھ حاصل کی ہے پھر کہا کہ وطن اور ملت کی تعمیر کے لئے کدال تھمائی گئی تھی ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن کو یہاں کسی کی تقریر پڑھنے کا کوئی حق نہیں ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں ۔ وہ تو ان کی تقریر کا حوالہ دے رہے ہیں ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا ۔ کیا وہ ساری تقریر وہی پڑھیں گے اور کوئی انہوں نے کام ہی نہیں کرنا ہے ۔ مہربانی کر کے بہت سے ممبران کا وقت ہے کتاب گھر سے پڑھ کر آئیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ ان کو quote کر رہے ہیں ۔

**مسٹر بشیر احمد** ۔ پھر کہا وہ علم اور عمل سے اس طرح گریزاں نظر آتے ہیں جیسے ہم نے تاریکی میں روشنی کی جانب نہیں بلکہ روشنی سے تاریکی کی طرف سفر کا عزم کیا تھا ۔ پھر کہا شیکسپئر کے شائلاک کی طرح قوم کے ناتوان جسم سے اپنے حصے کا گوشت نوچ لینے کی فکر میں ہیں ۔ غربت کے بحر تیز رو میں کہیں کہیں خوشحالی کے جزیرے نظر آتے ہیں ۔ پھر یہ بھی کہ امن و امان کے قیام کے نام پر پولیس سٹیٹ بنا کر رکھ دیا ۔ پھر کہا کہ ہم اس چیز کو چھوڑ کر ایک طرف نہ ہو جائیں بلکہ آگے بڑھ کر اس پہیہ کی گردش تیز کرنے میں حصہ لیں ۔ آخر میں کہا کہ ترقی کے پھل کو آپس میں مل کر بانٹنا افضل ہے ۔

جناب والا ۔ یہ نقشہ قابل قدر اور قابل داد ہے یہ میرے دل کی آواز ہے اس پر میں جناب محمد حنیف رامے کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں تحریک پاکستان میں قائداعظم کا ایک ادنیٰ کارکن تھا ۔ جب پاکستان حاصل کیا ۔ خیال تھا کہ اس میں عدل و انصاف ہوگا ۔ ظلم وستم نہیں ہوگا معاشی اقتصادی ناہموار نہیں ہوگی ۔

جناب والا ۔ قائد اعظم کی زندگی نے وفا نہیں کی ۔ پاکستان خود غرض کی گود میں چلا گیا ۔ پاکستان کی دولت ۔ سیاست اور طاقت پر چند خود غرض

عناصر نے چند با اثر خاندانوں نے قبضہ کر لیا ۔ پاکستان اس کے ساتھ ہی چند افراد کی لونڈی بن کر رہ گیا اور ہماری معاشرتی اور اقتصادی زندگی مختصر ہو کر رہ گئی ۔ جناب والا ۔ انتشار ۔ ذاتی بہبود ۔ لوٹ کھسوٹ اور بددیانتی نے ملک کی بنیادیں تک ہلا رکھکر دیں ۔ ان عوام دشمن سیاست دانوں نے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر بے اصول سمجھتا اور اپنے ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح دی ۔

جناب والا ۔ سب سے پہلے 1951ء میں انتخابات ہوئے اور اس انتخاب میں دھونس اور دھاندلی ہوئی ۔ میں تحصیل وھاڑی کے علاقہ کا رہنے والا ہوں اور 1951ء میں جب انتخابات ہوئے ۔ میں ایک پولنگ سٹیشن پر تھا ہم نے چودہ سو ووٹ ایک پولنگ سٹیشن پر بھگتائے ۔ تین بجے کے بعد پندرہ منٹ کا وقفہ چائے کے لئے کیا گیا لیکن اس کے بعد بھی ہم نے چھ سات ووٹ بھگتائے لیکن جب گنتی ہوئی تو ہمیں وہی سات ووٹ ملے جسے عوام منتخب کرنا چاہتے تھے افسر شاہی کو ایسی پارٹی کی نمائندگی منظور نہیں تھی ۔ اس لئے انہوں نے ہر حربہ استعمال کیا ۔ وہاں لیاقت علی کا پرائیوٹ سیکرٹری آیا ۔ میں نے گزارش کی کہ یہ کیا دھاندلی ہے ۔ جمہوریت کا گلا کیوں گھونٹا جا رہا ہے تو اس نے جواب دیا جس شخص کو ہم وزیر اعلیٰ پنجاب بنانا چاہتے ہیں آپ اس کو ہرانے کی فکر میں ہیں ۔ یہ تھی جناب والا ۔ دھونس اور دھاندلی اس طرح پچیس سال تک ان نام نہاد لیڈروں نے ۔ ۔ ۔ ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.** Sir according to your previous rulings, it should be called as Quaid-i- Millat Nawab-zada Liapa Ali Khan.

**مسٹر سپیکر** ۔ انہوں نے کہا ہے کہ نام لینے کا ایک انداز ہوتا ہے ۔

**وزیر قانون** ۔ جناب والا ۔ انہوں نے لیاقت علی خان پر الزام نہیں لگایا بلکہ ان کے پرائیوٹ سیکرٹری کی بات کی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ انہوں نے تو کہا ہے کہ اسمبلی میں جب کسی کا نام لیا جاتا ہے تو اس کا ایک خاص انداز ہوتا ہے ۔ کم از کم مسٹر تو کہنا چاہیے

اور پھر نواب زادہ لیاقت علی خان تو اس ملک کے پہلے پرائم منسٹر تھے ۔

**مخدوم زادہ سید حسین محمود ۔** قائد ملت جناب ۔

**راجہ جمیل اللہ خان ۔** جناب والا ۔ ان کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ جن کے متعلق یہ بات کر رہے ہیں وہ اب اس ملک کے سفیر بن گئے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر ۔** وہ تو ایک تاریخی واقعہ بیان کر رہے ہیں ۔

**مسٹر بشیر احمد ۔** جناب والا ۔ 25 سال تک قوم کو کوئی دستور نہیں دیا گیا اور وہی دستور مسلط رہا جو انگریز قوم نے 1935ء میں دیا تھا انگریز قوم کو اس ملک سے محبت نہیں تھی اسے صرف لوٹنے سے محبت تھی ۔ وہ دستور ہم پر مسلط رہا ۔ وہ سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ اور لوٹ کھسوٹ والا نظام قوم اور ملک کو تباہی کے دھانے پر لے گیا ۔ جناب والا ۔ 1970ء کے جب انتخاب ہوئے اور ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس نظام کی اشارہ کیا کہ یہ لوٹ کھسوٹ والا نظام ختم کر دیا جائے گا تو جو استحصالی لوگ تھے ۔ سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے ایجنٹ تھے انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اسلام خطرے میں ہے ۔ جناب والا ۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اس دنیا میں آئے ۔ کیا لیکر آئے ؟ دین اسلام لے کر آئے یکے بعد دیگرے نبی آتے رہے ۔ دین نامکمل رہا اور اس وقت دین کامل اور مکمل ہو گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے ۔ زمانہ میں اللہ کی طرف سے آواز آئی کہ آج کے دن دین کامل اور مکمل ہو چکا ہے ۔ آئندہ کوئی نبی نہیں آئے گا اور اللہ تعالی نے خود وعدہ کیا کہ میں قیامت تک اس دین کی حفاظت کروں گا ۔ جب اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہے تو دین کوئی خطرہ نہیں ہے اگر خطرہ ہے تو استحصالی نظام کو ہے ۔ سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کو ہے ۔ لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کو ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ہمارے ملک کی آبادی کا $\frac{1}{4}$ چوتھائی حصہ پیداوار کرتا ہے اور $\frac{3}{4}$ حصہ کہتا ہے کہ کھائے گا کوئی اور کھائیں گے ہم ۔ جناب والا ۔ جب تک ہم سب کے سب پیداوار نہیں کریں گے تو ہم کیسے ترقی کریں گے ۔ انہوں نے تو ہماری اولادوں کو بھی مفلوج کر رکھا ہے اور ہم کب تک

مفت لیکر گزارہ کریں گے ۔ جناب والا ۔ جب تک اس پیداوار کی منصفانہ تقسیم نہیں ہوگی ہم کبھی آگے نہیں چل سکیں گے ۔

جناب والا ۔ اب میں نظام حکومت کی طرف آتا ہوں جو اس نظام کی پیداوار ہیں ۔ سب سے پہلے میں پولیس کی طرف آتا ہوں ۔ اس کے متعلق الہ آباد کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس (نرائن مولا) نے ایک مشہور مقدمہ پر فیصلہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ہندوستان کی پولیس فورس جو ہے ۔ یہ بد معاشوں کا منظم گروہ ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ واقعی یہ سب سے بڑا منظم گروہ ہے ۔ پولیس کی سر عام رشوت ۔ غنڈہ عناصر کے ساتھ کاروباری شراکت تفتیش میں ہیرا پھیری ۔ جناب والا۔ پنجاب میں کوئی ایسا تھانہ نہیں ہےجس میں افیون ۔ چرس ۔ شراب جوأ بازی ۔ جیب کترے ۔ عصمت فروش ۔ سمگلنگ ۔ چور بازاری کے اڈے موجود نہ ہوں اور پولیس کی ان غنڈہ عناصر کے ساتھ شرکت نہ ہو ۔ جناب والا ۔ تھانے کے ٹاؤٹوں ۔ کھڑپنچوں اور وڈیروں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں ۔ شریف لوگوں اور مجبور لوگوں کو باور کرایا جاتا ہے کہ زندگی میں تم نے سب سے بڑی غلطی کی ہے کہ تم نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا ہے ۔ جناب والا ۔ ضلع ساہیوال سے پچھلے دنوں ایک اخباری بیان آیا تھا کہ پولیس کی طرف سے 22 لاکھ روپے کا مسروقہ مال برآمد کر لیا گیا ہے ۔ کہتے ہیں جناب والا ہم نے ناجائز اسلحہ برآمد کر لیا ۔ میں پوچھتا ہوں کتنے اشتہاری مجرم برآمد کرلئے ہیں ۔ ایک فلک شیر نامی کو پولیس مقابلہ میں گولی مار دی گئی فلک شیر میرے حلقہ کا ایک غریب آدمی ہے ۔ اس کو بیس دن پولیس نے اپنے پاس رکھا اور جب وہ پولیس تشدد سے مر گیا تو اسے پولیس مقابلہ دکھا دیا ۔ اس لئے کہ جو پولیس نے قتل کیا ہے اس کی پردہ پوشی کی جاسکے ۔ اس طرح جو ناجائز اسلحہ برآمد ہوا وہ جس سے برآمد ہوا۔ اس سے پیسے لے لئے اور کسی دوسرے شریف شہری پر ڈال دیا گیا ۔ تو جناب والا ۔ اس طرح سے کرتے ہیں ۔ چوری کا مال برآمد کرنا تو ان کے بس کا روگ نہیں ۔ اگر چار چور مدعی اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر پکڑوا بھی دے تو تین چور اس میں سے فروخت کر دئے جاتے ہیں اور تین دوسرے خرید کر ان پر ڈال دے جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ تمام کی تمام جعلی کار کردگی میرا

سال آپ پر اور آپ کا سال مجھ پر 9 ہزار کی بھینس ۔ 20 ہزار کا بیل ۔ اسی طرح جناب والا ۔ میرے حلقہ سے ایک لڑکا بورہوالہ میں سینما دیکھنے گیا ۔ اس کو وہاں دو پولیس کے سپاہی مل گئے انہوں نے اس کا منہ سونگھا اور کہا کہ تم نے تو شراب پی ہوئی ہے ۔ اس کے بعد اس کی جامہ تلاشی لی گئی 300 روپے اس کی جیب سے نکال لئے گئے ۔ وہ میرے بھائی کے پاس آیا ۔ میں نے ٹیلیفون کیا 200 روپے (اے ۔ ایس ۔ آئی) نے دلوا دے اور باقی رقم نہیں دی گئی ۔ کیا اس نے کوئی جرم کیا تھا ؟ لیکن اے ۔ ایس ۔ آئی سپاہیوں کی بیک کرتا ہے اور اے ۔ ایس ۔ آئی کی ۔ ایس ایچ ۔ او کی ایس ۔ پی کرتا ہے اور ایس پی ۔ کی آئی ۔ جی ۔ کرتا ہے ۔ تو آپ بتائیں کہ لوگ جائیں تو کہاں جائیں یہ تو ایک منظم گروہ ہے منظم گروہ نہیں تو اور کیا ہے ۔ اس کے علاوہ ۔ ۔

**راجہ جمیل اللہ خان** ۔ جناب پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ کیا معزز ممبر اس سے اوپر بھی بتائیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر بشیر احمد** ۔ آتا ہوں، آپ فکر نہ کریں ۔ جناب والا ۔ آجکل وکیلوں کی کیا حالت ہے ۔ زیادہ تر سودا بازی اور اپنے موکلوں کے ساتھ بد دیانتی بلکہ جناب والا ۔ بعض ممبر اسمبلی جو وکلاء ہیں ۔ ان کا تو یہ حال ہے بس کیا پوچھتے ہیں ۔ ان کے تو وارے نیارے ہوگئے ہیں 5 ہزار سے لے کر 30 ہزار تک وہ فیس وصول کر رہے ہیں اور قانون کی کتاب انہوں نے کبھی کھول کر بھی نہیں دیکھی ۔ اسمبلی کا ممبر بننے سے پہلے ان کو کوئی 100 روپے میں وکیل نہیں کرتا تھا اور اب 20 ہزار تک وہ فیس لے رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ سودا بازی کرتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

( شور )

**Mr. Speaker**-Here is a point of order, Mr. S. M. Massod please.

**مسٹر ایس ۔ ایم مسعود** ۔ جناب والا ۔ معزز رکن نے وکلاء برادری اور خاص طور پر وہ وکلاء جو کہ اس اسمبلی کے ممبر ہیں ۔ ان پر ایک بہت بڑی aild wllegation نکالی ہے اگر وہ اس ادارے کی رفاہ کے لیے کوئی بات

کہتے ہیں تو ہمیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے ۔ اس پر ہمیں اعتراض نہیں ہے ۔ لیکن جب یہ wild allegation لگائیں گے تو یہ تمام برادری پر اس کا غلط اثر پڑتا ہے ۔ ان کو چاہیئے تھا کہ جو شخص ایسے ہیں ۔ ان کی نشاندہی کی جاتی ۔ یہ بہت غلط طریقہ ہے کہ آپ ایک profession پر الزام لگائیں اور اس میں جو کالی بھیڑیں ہیں ۔ ان کی نشان دھی نہ کریں ۔ آپ ان کی نشاندی کریں ۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح سے اسمبلی کے عوام کے احتساب سے بچ سکتے ہیں ۔ اگر آپ کی بات درست ہے ۔ تو ہم آپ کے ساتھ شامل ہوں گے اور ان کا استحصال کریں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چودھری محمد یعقوب اعوان ۔

**چودھری محمد یعقوب اعوان** ۔ اگر lawyers کے خلاف as a class یا individuall کوئی شکایت تھی ۔ تو ان کا بولنا درست تھا ۔ میرے فاضل دوست نے as a class ان پر جو allegatious لگائی ہیں ۔ ہم کم از کم اس کے خلاف protest کرتے ہیں ۔ This should not happen.

**مسٹر سپیکر** ۔ چودھری جمیل حسن منج ۔

**چودھری جمیل حسن خان منج** ۔ جناب والا ۔ میں اعوان صاحب کی اور مسعود صاحب کی تائید کرتا ہوں ۔

**مسٹر بشیر احمد** ۔ جناب والا ۔ میں کہتا ہوں کہ جو وکلاء اسمبلی کے ممبر بنتے ہیں ۔ جب تک وہ اسمبلی کے ممبر رہتے ہیں ۔ ان کو مقدمات کے بارے میں عدالتوں میں جانا نہیں چاہیئے ۔ بلکہ بہت سے دوست ایسے ہیں جنہوں نے یہ غلطیاں کی ہیں ۔ اس لیے میں نے یہ گزارش کی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ وکلاء کے لیے ہے یا for every business or profession.

**چودھری محمد انور سمہ** ۔ جناب والا ۔ کوئی ٹرانسپورٹروں کے لیے بھی moral code ہے ۔ یا صرف وکلا کے لیے ہے ۔

**مسٹر بشیر احمد** ۔ جناب والا ۔ میں ٹرانسپورٹر نہیں ہوں ۔ میں ٹرانسپورٹ کی طرف بھی آتا ہوں ۔ جناب والا ۔ بعض عدالتیں اور ان کا عملہ جو ہے ۔ وہ مقدمات کی سود بازی اور جعل سازی میں مصروف ہے ۔ چوری کا مال بانٹ دیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ غریب آدمی پولیس انکوائری سے لے کر سپریم کورٹ تک کیسے اس نظام میں انصاف حاصل کر سکتا ہے ۔ امیر آدمی ہر سٹیج پر قیمتاً انصاف لے لیتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے محکمہ صحت ہے ۔ دوائیاں بازار میں فروخت ہوتی ہیں ۔ محکمہ نہر زمینداروں کے ساتھ سودا بازی میں مصروف ہے ۔ اور اس کے علاوہ ٹھیکیداروں کو یعنی پہلے تو ٹھیکیداروں سے کمشن لیتے تھے ۔ اب یہ لوگ ان کو کمشن دیتے ہیں ایسی کمیٹیاں ہیں جو بل بنا کر خود ان کو کمشن دیتی ہیں ۔

اسی طرح سے محکمہ تعلیم ہے ۔ جناب والا میرے حلقہ میں ایک بھی گرلز سکول نہیں ہے میں تین سال سے پیٹ رہا ہوں ۔ تین لاکھ کی آبادی ہے اور وہاں ایک بھی گرلز سکول نہیں ہے ۔ حالانکہ لڑکیوں کو پڑھانا مشکل ہے ۔ لڑکوں کو تو دوسری جگہ پر پڑھایا جا سکتا ہے ۔ بلکہ میں نے ایک مڈل سکول کی تجویز بھی دی تھی کہ بورے والا سے لیکر شیر شاہ تک 15 میل کا فاصلہ ہے درمیان میں چک نمبر 409 آتا ہے لیکن ہمارے محکمہ تعلیم کے افسروں نے کیا کیا ۔ ڈھگو سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر جہاں پر چلے ہی ایک پائی سکول تھا ۔ اس کو مڈل سکول بنا دیا گیا ۔ لیکن اس پندرہ میل کے فاصلہ پر کوئی بھی مڈل سکول نہ بنایا ۔

اس طرح سے جناب والا ۔ محکمہ ٹیلیفون کو دیکھ لیں ۔ اگر تو نقد رقم دیں ۔ تو کال مل جاتی ہے ۔ ورنہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی لائن خراب ہے ۔ یا یہ کہتے ہیں ۔ کہ آگے والا ٹیلیفون خراب ہے ۔ بورے والہ ۔ سے عارف والہ تک چھ ماہ ہو چکے ہیں ۔ کتنی لائن کٹ گئی ہیں ۔ لیکن ابھی تک وہ درست نہیں ہوئی ہیں ۔ نہ کبھی ان سے کوئی پوچھتا ہے ۔ بلکہ محکمہ والے بھی ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور جو تاریں چوری ہوتی ہیں ۔ جو تاریں کاٹتے ہیں یہ محکمہ والے ان سب کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں ۔ یہ لوگ تاریں کاٹ کر بازاروں میں فروخت کرتے ہیں ۔ اسی طرح سے محکمہ ریلوے اور روڈ

ٹرانسپورٹ کو لے لیں ۔ ۔ ۔

**مسٹر مصطفےٰ ظفر قریشی** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسل سے فاضل ممبر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ معزز ارکان اسمبلی کمرشل پلاٹ الاٹ کرا لیتے ہیں ؟

**مسٹر بشیر احمد** ۔ جناب والا ۔ میں نے ابھی تک کوئی کمرشل پلاٹ الاٹ نہیں کرایا ہے ۔ یہ جس نے بھی کہا ہے اس نے غلط بیانی کی ہے ۔ اچھا جناب والا ۔ ریلوے اور ٹرانسپورٹ کے کنڈکٹر چیکر ۔ مرمت کے بہانے تمام کی تمام ریلوے اور ٹرانسپورٹ کو کھا رہے ہیں ۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں ۔ کہ اگر یہی حالت رہی تو یہ دونوں محکمے نقصان میں ہونگے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ ہے ۔ یا گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سے مراد ہے ۔

**مسٹر بشیر احمد** ۔ جناب ۔ میرا مطلب گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سے ہے ۔ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے مالک بیچارے تو چاہے نقصان میں جائیں یا نفع میں ان کی اپنی چیز ہے ۔ جناب والا ۔ میں تو ٹرانسپورٹ نہیں ہوں ۔ جناب والا ۔ دوسری طرف آئیں محکمہ خوراک ۔ چینی آٹا ۔ بلیک ۔ محکمہ کسٹم جناب والا ۔ اگر میں محکموں کی تفصیل بیان کرتا رہا ۔ تو بہت ٹائم لگے گا ۔ باقی محکموں کا خدا ہی حافظ ہے ۔

موجودہ بجٹ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے ۔ اس سے پہلے بھی بجٹ پیش ہوئے ہیں ۔ اگر تمام بجٹوں کا سونا خرید کر اس کو رکھا جائے ۔ تو پنجاب کی پوری سر زمین سونا بن جائے لیکن جناب والا ۔ ہوا کیا ۔ یہ گلبرگ یہ گلگشت ۔ ستلج ٹاؤن ۔ ماڈل ٹاؤن اس کے علاوہ اور کالونیاں وہ سب ان ہی بجٹوں کے اصول پر تیار ہوئی ہیں اور یہ سارے عیش و عشرت ۔ یہ آدمی رقم بجٹوں کی قوم پر خرچ ہوتی اور آدمی رقم لوٹ کھسوٹ پر صرف ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے دیکھیں کہ غریبوں کو تو سوکھی روٹی میسر نہیں ہوتی ہے ۔ اور ان کی دوائی کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں ہے ۔ اور امیر آدمی کے لیے ہر آسائش موجود ہیں ۔

جناب والا ۔ دکانداروں کو دیکھیں کہ ناجائز منافع خوری ۔ ملاوٹ ۔ ذخیرہ اندازی سمگلنگ اور گاہک کی جیب کاٹنے میں ان کو مہارت حاصل ہے ۔ کوئی گاہک جائے اس کی جیب فوراً کاٹ لیتے ہیں ۔ کارخانہ داروں کو دیکھیں ۔ ٹیکس چوری کرتے ہیں اور گھٹیا مال تیار کرتے ہیں ۔ سرکاری محکموں کو دیکھیں ۔ جناب والا ۔ سرکاری محکموں کے ملازم ۔ کارخانہ دار ۔ اور دکاندار ۔ یہ کون لوگ ہیں ۔ یہ ہمارے بھائی ہیں ۔ یہ ہمارے بزرگ ہیں اور یہ ہم میں سے ہیں ۔ کہیں یہ باہر سے نہیں آئے ہیں ۔ جناب والا ایک شخص بدعنوان نہیں ہے ۔ یا ایک طبقہ بدعنوان نہیں ہے جس کو درست کر لیا جائے ۔ جیسا کہ میں پہلے نشاندہی کر چکا ہوں اور آپ کے حالات درست ہو جائیں گے ۔ زندگی کے ہر شعبہ کو جناب والا ۔ بغور دیکھیں جیسے رامے صاحب نے کہا ہے اور انہوں نے شائیلاک کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ اسی طرح سے زندگی کے ہر ایک شعبہ میں دیکھیں ۔ آپ کو ہر طرف شائیلاک ہی شائیلاک نظر آئیں گے ۔ جناب والا ۔ آخر میں میں یہ چیز آپ سے پوچھوں گا ۔ کہ آخر یہ تمام گناہ کس کا ہے ؟ یہ گناہ اس فرسودہ نظام کا ہے جو قوم نے 1968 میں دفن کر دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بریگیڈیر صاحب داد خان ۔

مسٹر بشیر احمد ۔ جناب والا ۔ بس ایک منٹ ۔ تو یہ اس نظام کا گناہ ہے ۔ جب تک ہم اس استحصالی فرسودہ ظالمانہ جاگیردارانہ ۔ سامراجی اور گلے سڑے نظام کو ملک سے باہر نہیں پھینک دیتے ہیں ہم کبھی بھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

مسٹر سپیکر ۔ بریگیڈیر صاحب داد خان ۔

مسٹر بشیر احمد ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس فرسودہ نظام کو تبدیل نہیں کیا اور ہمیں بنیادی تبدیلیاں لانی ہیں ۔ اس کے علاوہ دستور میں صاف فیصلہ ہے کہ حکومت ختم نبوت پر ایمان رکھتی ہے ۔ ساتھ ہی آج کل جو حالات پیدا ہوئے ہیں ۔ یہ غیر ملک کی ایک سازش ہے ۔ اس کا فیصلہ ہونا چاہیئے ۔ ہمارے سامنے چند دن ہوئے ایک آگ لگی تھی کہ ظلم ہو گیا ۔ ظلم ہو گیا ۔

میرے سامنے والے دوست سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے اپنی ذات کو اجاگر کرنے کے لیے اور اخبارات کی زینت بننے کے لیے ایک طرف اپنی بداعمالی کی نشاندہی کرتے ہیں اور اپنے کاموں کے لیے سرکاری آدمیوں کو بلیک میل کرتے ہیں ۔ اور سرکاری ملازمین کے لیے استحصالی پروگرام کو تحفظ بھی دیتے ہیں ۔ علاقائی ۔ قومی ۔ لسانی ۔ اور ملکی جھگڑوں کو وہ ہوا بھی دیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ برگیڈیر صاحبداد خان ۔ The member has availed 35 minutes. بشیر صاحب آپ کا وقت کافی ہو چکا ہے The member is requested to resume his seat. I cannot give more time. دیکھیں 35 منٹ ہو گئے ہیں ۔

وزیر زراعت (بریگیڈیر چوہدری صاحب داد خان) ۔ جناب والا ۔ میرے اس معزز دوست کی جوشیلی تقریر کے بعد اگر اجازت مل جائے تو میں بھی کچھ عرض کروں کہ 75-1974ء کا تیسرا بجٹ جسے زیر بحث آئے ہوئے پانچواں روز ہے ۔ اس پر دونوں اطراف سے معزز اراکین نے سیر حاصل تبصرہ کیا اور تقریباً تمام پہلوؤں پر بڑے اچھے انداز میں اس پر تنقید کی ۔ اس کا جائزہ لیا ۔ سب سے بڑی بات جو میرے لیے اور اس معزز ایوان کے لیے خوش آئیند ہے وہ یہ ہے کہ یہ جمہوری عمل بڑی مدت کے بعد بڑی جدوجہد سے شروع ہوا ۔ آج اس میں استحکام ہے اور وہ رواں دواں ہے ۔ یہ تیسرا بجٹ اس معزز ایوان میں ہماری پارٹی کی طرف سے پیش ہو رہا ہے اور یہ بھی ایک بہت اعلیٰ بات ہے کہ اسی وزیر خزانہ نے پہلا ۔ دوسرا اور تیسرا بجٹ ایک خاص فلسفہ ایک خاص مقصد کے لیے ایک خاص منزل کی جانب جو اقدامات کیے اور جو قدم اٹھائے ۔ ان میں سے جو تیسرا بجٹ ہے وہ سب سے بہتر اور سب سے الگ ہے ۔

اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بجٹ کا جائزہ لینے کے لیے ہمیں حالات اور وسائل کا جائزہ لینا پڑے گا اور اس کے ماتحت ہم دیکھیں گے کہ یہ بجٹ کن خطوط پر تعین ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں ۔ میں معزز ایوان اور اپنے فاضل دوستوں کو کسی فگرز سے یا کروڑوں کی رقموں سے نہیں الجھاؤں

گا ۔ میں صرف اس بجٹ کے چند موٹے موٹے اغراض و مقاصد یہاں بیان کرونگا ۔ سب جانتے ہیں کہ 16 دسمبر 1971ء کا دن ہماری تاریخ میں سیاہ ترین دن تھا ۔ اس کے بعد جب ہماری پارٹی نے حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالیں اس وقت ملک اپنا وقار کھو چکا تھا ۔ حکومت کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی اور حقیقت میں یہاں کوئی اقتدار نہیں تھا ۔ جسے پارٹی کے حوالے کیا جاتا ۔ صرف مسائل تھے اور وہ بھی بڑے بھیانک اور الجھے ہوئے اور ان کو حل کرنے کے لیے وسائل نہیں تھے ۔ اب یہ اڑھائی سال کے عرصہ میں جو ہماری حکومت مرکزی اور پنجاب نے اس ملک کی خدمت کی ہے ۔ اس کا اگر ٹھنڈے دل سے جائزہ لیا جائے تو ہم فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان ایک دفعہ پھر بڑی ترقی کے نئے عزم کے اور نئے حوصلہ کے ساتھ ایک نئی منزل کی طرف گامزن ہے ۔ متفقہ آئین قوم کو دینا ۔ قیدیوں کو واپس لانا بمع 195 جنگی قیدیوں کے ۔ مقبوضہ علاقے واپس لینا ۔ اسلامی کانفرنس کا اسی ایوان میں منعقد ہونا اور سب سے بڑھ کر بنگلہ دیش کے مسئلے کو جو کہ بڑا نازک مسئلہ تھا ۔ اس خوش اسلوبی سے سلجھانا ۔ تو آج ہم پھر ایسے موڑ پر اور ایسی جگہ پر پہنچ گئے ہیں کہ جہاں ہم ایک دفعہ پھر مسلم بنگال کے ساتھ رابطہ کے لیے جا رہے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ اس دفعہ یہ آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ پاکستان جس کو توڑنے کی کوشش کی گئی تھی پہلے سے زیادہ مستحکم ہو کر ابھرے گا اور یہ امید ہے کہ ہاؤس کے دونوں اطراف سے سب ارکان اس وفد کے لیے جو بنگلہ دیش جا رہا ہے ۔ دعا کریں گے ۔ کہ بچھڑے ہوئے بھائی ایک دفعہ پھر مل جائیں ۔

جناب والا ۔ اب کے اس بجٹ میں ایک نئی روایت مقرر ہوئی ہے وہ یہ کہ اس بجٹ پر دونوں اطراف سے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے معزز اراکین کھل کر تنقید کر رہے ہیں اور بعض دفعہ تو تنقید حد سے بھی بڑھ گئی ہے ۔ یہ ایک ایسی روایت ہے جو آگے چل کر جمہوری استحکام کے لیے ممد ثابت ہوگی ۔ میرے ایک معزز دوست نے بجٹ کی تعریف میں یہ کہا کہ بجٹ میں کیا ہونا چاہیے ۔ بجٹ کیسے ہوتا ہے اور ایک بھائی کی طرف سے یہ بھی تجویز آئی تھی کہ on going سکیم کو discuss نہ کیا جائے ۔ آئین کے

ماتحت بھی اور جمہوری نظام میں بھی ہر قوم کا پیسہ جو ہوتا ہے وہ اسمبلی میں پاس ہوتا ہے ۔ اُس پر بحث ہوتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ تمام معزز ممبران اپنا یہ حق کبھی نہیں چھوڑیں گے ۔ بجٹ خواہ on going ہو ۔ خواہ نئی سکیموں پر اُس کے ہر پہلو پر وہ بحث بھی کریں اور ہر پالیسی کی وہ اجازت بھی دیں گے یہ جو بجٹ کا تخمینہ پیش کیا گیا ہے ۔ اس میں دونوں چیزیں ہیں ۔ آمدن اور خرچ ۔ جس وقت یہ پاس ہوتا ہے خواہ وہ خسارے کا ہو خواہ منافع کا ہو خواہ وہ متوازن ہو ۔ وہ voted grant کی شکل میں حکومت کی ایجنسی کو دیا جاتا ہے ۔ پھر اُن کا فرض ہے کہ وہ آمدنی بھی پیدا کریں اور اُنہیں مدات پر جن کی اسمبلی نے اجازت دی ہے ۔ خرچ بھی کریں اور اسمبلی کو حق حاصل ہے کہ وہ دیکھے کہ اُن کے دئے ہوئے پروگرام پر ان کی دی ہوئی مدات پر صحیح خرچ ہو رہا ہے ۔ اس لیے جب voted grant یہاں سے انتظامیہ کے پاس جائے گی تو پھر یہ دونوں چیزیں اُن کے ہاتھ میں ہیں ۔ آمدن کا پیدا کرنا اور خرچ پر کنٹرول کرنا ۔ اسی طرح سے جس طرح بجٹ میں پاس ہوا ہے ۔ تو یہ restriction پر بجٹ کا ایک حصہ ہے ۔ اس لیے کوئی بجٹ ایسا نہیں ہو سکتا جس پر restriction نہ ہو ۔ بجٹ کا بنیادی اصول ہے کہ اُس پر کچھ restriction لگائی جائے تا کہ بجٹ متفقہ حدود کے اندر وہ مقاصد حاصل کر سکے جو اسمبلی نے پاس کی ہیں یا جن کی اسمبلی نے اجازت دی ہے ۔ یہ بجٹ جو آج ہمارے سامنے پیش ہے یہ ایک متوازن بجٹ ہے اس میں وہ تمام اغراض و مقاصد اور تمام ٹارگیٹ دے دیے گئے ہیں ۔ اب اگر اسمبلی اس کو پاس کرے گی تو یہ ہماری انتظامیہ کا کام ہے کہ وہ اس کو چلائے ۔

اس سلسلے میں میں یہ کہتا ہوں کہ میرے بہت سے دوستوں نے نوکر شاہی پر اعتراضات کیے ہیں ۔ لیکن میں نوکر شاہی کے متعلق صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ وہ آپ ہی کی حکومت کا ایک اہم ستون ہے ۔ اگر وہ صحیح کام نہیں کرتے تو اُن کو سزا دی جا سکتی ہے ۔ اُن کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے لیکن خدا را یہ ضرور سمجھیں کہ اُن کو کام کرنے کے لیے آپ کے پلان اور آپ کے پروگرام کی اجازت ہو اور اس وقت تک وہ آپ کے ساتھ صحیح رابطہ قائم نہیں کر سکتے ۔ صحیح آپ کے ماتحت نہیں بن سکتے جب تک ہماری

قیادت اُن سے لائق نہ ہو ان میں vision زیادہ نہ ہو اور اُن کے کردار و دیانت میں کوئی شک نہ ہو ۔ اگر ہم ایسی قیادت پیدا کر سکے تو مجھے یقین ہے کہ آپ ہی کی ایجنسی جسے گورنمنٹ کی ایجنسی یا نوکر شاہی کہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کے زیر اثر تابعدار ہوگی willing and cooperative ہوگی تو اس وقت میں اپنے بھائیوں کو ضرور کہونگا کہ ایک ہمارا بھی فرض ہے کہ وہ ایسا کردار پیش کریں جس سے ہمارے دوسرے بھائی جو کہ نوکر شاہی کی وجہ سے معتوب کیے جاتے ہیں وہ ہمارے ساتھ مل، کر کام کریں اور ہمارے ماتحت رہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ تقاریر یہاں ہوئی ہیں ظاہر ہے کہ حسب معمول حکومتی پارٹی کو پھول اور پتھر دونوں سے نواز جاتا ہے تو ان تقاریر میں کچھ ایسی تقاریر بھی ہیں جو حد سے بڑھ گئی ہیں ۔ تو میں صرف چند تقاریر کا اس لیے ذکر کرتا ہوں کہ میرے اُن دوستوں نے جن کا اس ایوان میں اور اس حکومت میں ایک نمایاں حصہ رہا ہے اور وہ اقتدار کے مالک بھی رہے ہیں ۔ صحیح ہے کہ کچھ وجوہات کی بنا پر کچھ خرابیاں ہوئی ہیں اور کچھ تبدیلیاں ہوئی اور ایسی تبدیلی کو شائد اتنا اچھی طرح نہ لیا گیا ہو لیکن میں اپنے دوستوں کی حقیقت پسندی کا اعتراف کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ مان لیا کہ ۔ موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں اس کے بعد اب میں اُن سے پر خلوص عرض کرتا ہوں کہ ہماری پارلیمنٹ کی پارٹی میٹنگ باقاعدہ ہوتی ہے ۔ اُس میں یہ تمام چیزیں زیر بحث آتی ہیں ۔ اگر کسی وجہ سے یہ نہ آ سکیں تو یہ عذر نہ کریں کہ چونکہ پارلیمنٹ کی پارٹی میٹنگ نہیں ہوتی ۔ اس لیے ہم وہاں نہیں کر سکتے کہ ہاؤس کے فلور پر ہمیں یہ کہنا ہے ۔ تو میں ان سے کہتا ہوں لائحہ عمل وہی ہو گا کہ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ ۔ کیونکہ ہماری پارٹی کے لیے سب سے اچھا شگون یہی ہے کہ ہم مل کے آگے بڑھیں ۔

جناب والا ۔ مجھے ایک واقعہ کی ضرور نشان دھی کرنا ہے ۔ وہ واقعہ جو ہماری سرحدوں کے نزدیک ہوا ہے ۔ ہندوستان نے ایٹمی دھماکہ کیا ۔ اُس کو کسی نے ایٹم بم کہا ۔ کسی نے ایٹم کہا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا

اثر ملک کے ہر باشندہ اور خاص کو پنجاب کے ہر شہری پر پڑتا ہے ۔ نیشنل اسمبلی میں یاس اور نا امیدی دکھائی گئی ۔ کچھ لوگوں نے فوج کے متعلق بھی کہا ۔ میں آپ کی وساطت سے بات کرنا چاہتا ہوں ۔ پنجاب کا کوئی شہری خواہ وہ کوئی بھی ہو کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو ۔ میں اس کے جذبات کی عکاسی کر رہا ہوں وہ اپنی حفاظت اور ملک کی سالمیت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہیں اور ہر طریقے سے وہ بھی ایٹمی طاقت بننا چاہتے ہیں ۔ جس طرح ہندوستان بنا ۔ خواہ کتنی بھی قربانی دینی پڑے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔ ان دوستوں سے خاص کر جو پنجاب کے تھے وہ ان کی اپنی رائے ہو سکتی ہے ۔ لیکن پنجاب کے عوام کی صحیح ترجمانی نہیں ہوئی ۔ صحیح عکاسی نہیں ہوئی میں ان سے عرض کروں گا کہ یہ نہ کریں ۔ دوسری چیز جو کچھ ہم نے کیا جو کچھ ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس کی بنیادی چیز جمہوری عمل ہے اور میں آج فخر سے کہتا ہوں اور خاص کر حزب اختلاف سے کہ اس معزز ایوان سے جمہوریت جس انداز سے چلائی گئی ہے اور دوسری طرف سے بھی جو حمایت حاصل رہی ہے اس سے بہت سے مسائل جو حل نہیں ہوتے تھے وہ یہاں حل ہوئے ہیں اور ان پر ہمیں فخر ہے اور میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے ایوان میں وہ روایات اور قدریں قائم رکھیں جو آگے چل کر مشعل راہ ہوسکتی ہیں ۔

جس وقت ہم یہ سنتے ہیں کہ کچھ معزز لیڈر جو اپنے آپ کو لیڈر کہتے ہیں جنہوں نے الیکشن میں حصہ لیا ۔ وہ کہتے ہیں کہ اس حکومت کو غیر جمہوری اور غیر آئینی طریقے سے تبدیل کیا جائے تو یہ ایوان کی ہتک ہے ۔ یہ جمہوری عمل کی نفی ہے اور یہ آئین کے خلاف ہے ۔ وہی تحریک والے ممبر نیشنل اسمبلی میں بھی ہیں ۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے اگر وہ دوست واقعی اس حکومت کی نہیں مانتے ۔ اگر وہ واقعی جمہوری عمل کو آگے نہیں بڑھنے دیتے اور وہ واقعی چاہتے ہیں کہ اس حکومت کو غیر آئینی طریقے سے صرف بھٹو دشمنی پر بدلا جائے تو میں عرض کروں گا کہ وہ اپنے ممبران سے کہیں کہ یا تو وہ تحریک استقلال کا نام چھوڑ دیں یا آزاد ممبر کی حیثیت سے بیٹھیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اندر جمہوری طریقے سے مخالفت کریں اور باہر غیر آئینی طریقے سے حکومت کو بدلنا چاہیں ۔ میں کسی کی سیاسی فہم و

وسفراست پر تبصرہ نہیں کرتا لیکن جمہوری طرز عمل کو روکنے کے لئے جب کہیں سے آواز اٹھے گی تو میرے سارے دوست خواہ کسی طرف بھی بیٹھے ہوں اس کے برخلاف پکار کریں گے اور کہیں گے یہ انہیں منظور نہیں ۔ ایسی چیزیں پنجاب میں برداشت نہیں کی جائے گی ۔

جناب والا ۔ یہی ایک واقعہ ہے جس کو ربوہ کا واقعہ کہتے ہیں یہ 29 مئی کو پنجاب میں پیش آیا۔ اگر واقعی اس پر قابو نہ پایا جاتا تو پنجاب کیا بلکہ سارا ملک ایسے شعلوں کی لپیٹ میں آ جاتا ۔ جس سے آگے چل کر بڑے تشویشناک حالات پیدا ہوتے ۔ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری حکومت کی پالیسی اور انتظامی صلاحیت نے جس جانفشانی اور مستعدی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس چیز کو روکا ہے وہ قابل فخر ہے ۔ ہم اس پر جتنا چاہیں فخر کرسکتے ہیں ۔ اور یہ اتنا الجھا ہوا مسئلہ ہے کہ جس کی حقیقت بھی ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کیوں اچانک پیش آ گیا ۔ اس کو بڑی مستعدی سے روکا گیا ۔ قائد عوام خود اس وقت لاہور تشریف لائے ۔ اور ہر مکتب فکر کے لوگوں سے ملے اور جو 90 سالہ پرانا مسئلہ ہے اس کو جوش و جذبات اور اشتعال کے دائرہ سے نکال کر ہوش و تحمل کے دائرہ میں لے آئے ہیں اس پر ہم جتنا فخر کریں کم ہے کیونکہ جوش اور جذبات میں جو فیصلے ہوتے ہیں وہ صحیح نہیں ہوتے ۔ اسی جوش کے تحت میرے ایک دوست جو منجھے ہوئے پارلیمنٹرین ہیں یہ کہہ گئے تھے کہ ابھی آرڈیننس جاری کریں اور فیصلہ کریں ۔ تمام اسمبلیوں کا اس وقت اجلاس ہو رہا ہے ۔ جب اسمبلی ہو رہی ہو تو آرڈیننس نہیں ہوسکتا لیکن یہ جوش تھا ۔ لیکن اب میں فخر سے کہتا ہوں کہ حکومتی پارٹی اور قائد عوام کی محنت اور تعاون سے آج ہم اس ملک میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مسئلے کو خوش اسلوبی اور ملک کی عوام کے تعاون کے ساتھ اس طرح حل کریں گے کہ تمام قوم اس کو مانے گی ۔ یہ حل فرد اکیلے کے حل سے بہت بہتر ہوگا اور اس کی عزت تمام دنیا میں ہوگی ۔

میں ان معاملات کی طرف آتا ہوں جو مجموعی ذمہ داری کے ماتحت دو مہینے قبل میرے ذمے لگائے تھے یعنی زراعت جنگلات اور حیوانات کے محکمے زراعت جو پنجاب میں پیداوار کا سب سے اہم محکمہ ہے ۔ اب میں اس کے

متعلق کہتا ہوں ۔ اس میں کٹ موشنز بھی ہیں ۔ بحث کے دوران میں اُن کا جواب دونگا ۔ میں اور میری حکومت سمجھتی ہے کہ زراعت کا مقصد پیداوار کو بڑھانا ہے اور اس حد تک بڑھانا ہے کہ ملک بھی خود کفیل ہو جائے اور باہر بھی بھیجا جائے ۔ یہ مقصد ہے ۔ اس میں کون سی چیز حائل ہے ۔ سب سے پہلے ہم کاشتکار کے لئے جو کچھ کریں گے ۔ اُن کی بھلائی کے لئے کریں گے وہ اگر کاشتکار کی جیب میں پیسہ ہوگا تو پیداوار ضرور بڑھے گی اور یہ تجربہ سے کہا جا سکتا ہے کہ جو بھی تجربہ ہوگا ۔ ہم اُس کو کاشتکار کے گھر تک پہنچائیں گے یہ ہمارا نصب العین ہے ۔ جس کو ہم حاصل کرتے رہیں گے ۔ اور ہم نے اپنے محدود وسائل کے اندر 20 جون سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کاشتکار کو کھاد کے لئے جو دقتیں پیش آتی ہیں ۔ اُن کے لئے ہم نے 544 سیل ڈپو متعین کئے ہیں ۔ جہاں 2 سے 4 بجے بعد دوپہر بنک والے پٹواری ۔ محکمہ مال اور کھاد کے بیچنے والے حاضر ہوں گے اور کاشتکار کو یہ دیئے جائیں گے بغیر کسی تصدیق کے اُس کو آرڈر مل جائے گا ۔ مجھے معلوم ہے کہ کھاد کی قیمت بڑھی ہے ۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اُس کے پاس اس کو خریدنے کی طاقت نہیں ہے ۔ اس لئے یہ اقدامات کئے گئے ہیں ۔ تاکہ وہ کھاد ڈال سکے ۔ اس طرح اس کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہر چیز کی لاگت نکالی جائے گی پھر اس کی قیمت خرید جو گورنمنٹ چاہے وہ مقرر کرے گی اور نقین کیا جائے گا کہ قیمت خرید لاگت سے زیادہ ہو اس طرح باسمتی کی قیمت 62 سے 90 روپے کی ہے ۔ کپاس کی قیمت متعلق گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ پھوٹی کی قیمت آئندہ فصل میں جو اُٹھے گی وہ سو روپے من سے کم نہیں ہوگی اور یہ مسئلہ اُس وقت اٹھایا جائے گا مجھے افسوس ہے کہ یہ شروع وقت پر نہ اُٹھائی گئی ۔ ابھی تک کچھ کپاس کاشتکاروں کے پاس ہے ۔ جس سے کاشتکاروں کو بہت زیادہ نقصان ہوا ہے آئیندہ اس کی ڈسپوزل وقت پر ہوا کرے گی ۔ اُس وقت جو ساڑھے سولہ کروڑ روپے کاشتکار کو دینے ہیں اور آج کی خبر کے مطابق تقریباً دو کروڑ روپے ادا کیا جا چکا ہے ۔لیکن آئیندہ کے لئے تین چیزیں کپاس پر اثرانداز ہوتی ہیں ایک بین الاقوامی قیمتیں ۔ دوسرے مقامی قیمتیں اور تیسرے اُن کی ادائیگی ۔ اس کے لئے ہم سوچ رہے ہیں بین الاقوامی قیمتوں پر تو پاکستان کا کنٹرول نہیں اور ساری monopoly واشنگٹن میں ہے ۔ تو ہم تجویز کریں گے کہ کپاس پیدا کرنے والے ملک پاکستان ۔ سوڈان ۔ مصر اور کوریا مل کر ایسا لائحہ

عمل تیار کریں کہ اگر کپاس کی قیمتوں میں fluctuation آئے تو نقصان کم ہو۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اگر حکومت نے فیصلہ کیا کہ آئندہ مقامی ملیں قیمتیں بڑھائیں اور اگر قیمتیں بڑھ گئیں تو ہم یہ کریں گے کہ مقامی خریدار جو ملیں ہیں وہ ایک خاص حد کے اندر ضرور کپاس خریدیں تاکہ وہ speculations میں نہ رہیں کہ آخر وقت میں قیمتیں گرتی ہیں یا بڑھتی ہیں اور کپاس کی خریداری لگاتار جاری رہے۔ ادائیگی کے متعلق یہ واضح ہو چکا ہے کہ آئندہ کپاس کے لئے جتنا قرضہ چاہیں لے سکتے ہیں۔ جو چیز جو اس دفعہ ہمیں پیش آئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ پیش نہیں آئے گی۔ نے میں کپاس پر اس لئے زور دیا ہے کہ جو صنعتیں کپاس پر دارومدار رکھتی ہیں۔وہ نصف سے زیادہ زر مبادلہ کماتی ہیں۔

دوسری چیز جو کاشتکار کو چاہیئے وہ بیج ہے۔ اس کے متعلق زرعی یونیورسٹی۔ اور زرعی تحقیقاتی مرکز لائل پور تحقیقات کر رہی ہے اور میں یہ بات فخر سے کہہ رہا ہوں کہ جہاں تک گندم کا تعلق ہے ہم دنیا کے ممالک کی صف میں تیسرے نمبر پر ہیں۔ باقی دالیں وغیرہ ہیں وہ اس حد تک نہیں بن سکیں، جس حد تک بننی چاہیئے تھیں۔ آج گندم کی تحقیق کی یہ حالت ہے کہ نئی قسمیں دریافت ہوئی ہیں جو چار ہیں۔پوٹھوہار۔ ہاری یا پری۔ لائلپور 73 اور سائدل یہ فاؤنڈیشن کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس 24 ہزار من بیج تیار ہے اور آئندہ ربیع میں تقریباً 30 فیصدی رقبہ پر نئی قسمیں ہوں گی اور اس سے اگلے سال ایک اور قسم چناب 70 وغیرہ کے علاوہ اور نئی قسمیں بھی آئیں گی۔ یہ ساری قسمیں پہلی قسموں سے بہتر ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے بتا دیا ہے کہ آلو۔ کپاس اور گنا۔ پر کافی تحقیقات ہوئی ہے لیکن اس میں وہ break through نہیں ہوئی۔ جس کا شتکار حق رکھتا ہے اور ملک امید رکھتا ہے کہ ایک کروڑ 50 لاکھ یعنی ڈیڑھ کروڑ روپیہ صرف ریسرچ کے لئے رکھا گیا ہے اور اگر یہ رقم پوری نہ ہوئی تو مرکز نے کہا ہے کہ ہمیں مزید رقم دینے کو تیار رہے تاکہ رقم کی کمی نہ ہو۔

پانی کے متعلق میرے فاضل دوست جو نہری سسٹم پر انحصار رکھتے ہیں وہ بتائیں کہ پانی کی کیا حالت ہے۔ آپ نے سن بھی لیا ہے کہ tail پر پانی نہیں جاتا اور جو لوگ tail-end پر ہیں انہیں پانی کی تکلیف ہے۔ اس کے لئے

بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ تکلیف دور ہو جائے ۔ اس سال ہم نے ڈیڑھ کروڑ روپیہ پرائیویٹ ٹیوب ویلز کے لئے رکھا ہے ۔ چار ۔ چھ ۔ آٹھ ہزار روپیہ کی subsidy ان علاقوں کے کسانوں کو بھی دی جائے گی ۔ اس وقت تک تین ہزار ٹیوب ویلز لگ چکے ہیں اور اڑھائی ہزار کے لئے مزید رقم رکھی گئی ہے ۔ پنجاب میں جو ٹیوب ویلز ڈیزل پر لگائے گئے ہیں وہ پانی کو supplement کرنے میں ممد ثابت ہوں گے ۔ تو سکارپ ایریا میں ٹیوب ویل کے لئے بجلی کم آ رہی ہے ۔ چیئرمین واپڈا نے ہدایات جاری کی ہیں کہ چاول کی بوائی کے وقت load-shedding نہیں ہوگا اور ٹیوب ویلز چلتے رہیں گے ۔ تو کسی حد تک اس چیز کو پورا کر لیا گیا ہے یہ میں بعد میں بتاؤں گا ۔

**رائے سخاوت علی خان** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جن لوگوں نے ڈیزل پمپ لگائے ہوئے ہیں وہ اڑھائی سو روپے میں ایک ڈرم خریدتے ہیں ۔ تو ڈسٹرکٹ کونسل نے اس پر فنڈ لگایا ہوا ہے ۔ اسے معاف فرمایا جائے ۔

**بریگیڈئر چودھری صاحب داد خان** ۔ یہ تجویز میرے پاس لائیں تو میں اس پر ضرور غور کر کے یہ مطالبہ متعلقہ محکمہ تک پہنچاؤں گا ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ آلو کے بیج کے بتعلق کیا خیال ہے ؟

**بریگیڈئر چوھدری صاحب داد خان** ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آلو کا بیج ابھی باہر سے آتا ہے ۔ میں اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ یہاں پیدا نہیں کیا جاتا (نعرہ ھائے تحسین)

**سید تابش الوری** ۔ آپ آرام سے نہیں بیٹھیں گے یا یہاں نہیں بیٹھیں گے ۔

**بریگیڈئر چودھری صاحب داد خان** ۔ دونوں باتیں ٹھیک ہیں ۔ اگلی چیز یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے شکائیت کی ہے کہ 85 فیصدی آبادی جو زراعت پر انحصار رکھتی ہے انہیں وہ مراعات اور حقوق حاصل نہیں ہیں جو دوسری آبادی کو حاصل ہیں ۔ اس کے باوجود کہ شہری آبادی اور دیہاتی آبادی کے مسائل الگ الگ ہیں لیکن یقیناً وہ ایک ہی جسم کے دو ہاتھ ہیں اور اس تفاوت کو اس حد تک نہ بڑھایا جائے کہ یہ دونوں حصے الگ

الگ شمار ہوں ۔ یہ دونوں ایک ہی جسم کے حصے ہیں ۔ کاشتکار کو اس کی اجناس کا صحیح بھاؤ دینے کے لئے اور ایم ۔ پی ۔ اے حضرات جو اس علاقے سے تعلق رکھتے ہوں ۔ ان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے اور پھر ہم دیکھیں گے کہ چاول ۔ کپاس ۔ گنا وغیرہ کی کیا قیمت ہونی چاہئے تاکہ کاشتکار کو نفع ہو سکے ۔

اس کے بعد تیسری چیز ایسی ہے جس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں اور یہ کھاد ہے ۔ اس وقت کھاد کی کہیں بھی کمی نہیں ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کی قیمت کاشتکار کی پہنچ سے باہر ہے ۔ اس کے لئے قرضے دئے جا رہے ہیں ۔ میرے پاس بہت سی ایسی رپورٹیں آئی ہیں کہ ہمارے بہت سے بھائی یہ قرضے نہیں لے رہے ۔ یا لینے سے ھچکچاتے ہیں ۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ کھاد کے کارخانے یہاں لگیں اور کھاد ملک کے اندر تیار کی جائے ۔ کیونکہ جو کھاد باہر سے آرہی ہے وہ بڑی مہنگی ہے اور اس کی قیمت subsidy سے بھی پوری نہیں ہو سکے گی ۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ تمام کرم کش دوائیاں ہم باہر سے امپورٹ کر رہے ہیں اور کوئی دوائی ایسی نہیں جو یہاں تیار ہوتی ہو سوائے دو کے یعنی ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی اور بی ۔ ایچ ۔ 2 جو زیادہ مفید نہیں ۔ تو یہ تمام دوائیاں باہر سے منگوانی پڑتی ہیں ۔ گو اس کے لئے بجٹ میں 10 کروڑ 45 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے جس میں 30 فیصدی subsidy بھی شامل ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس دفعہ چاول اور کپاس کی فصل پر کرم کش دوائیوں کا چھڑکاؤ کر دیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس وقت حل ہوگا جب ہم اپنے ہاں دوائیاں بنائیں گے ۔ کم از کم foundation plant تو اب تک لگ چکا ہے ۔ تو جب یہ اپنے ملک میں تیار ہوں گی تو کاشتکار کو آسانی سے دستیاب ہو سکیں گی ۔ اگلی چیز زرعی آلات ہیں ۔ ان کے لئے بھی تحقیقات ہو رہی ہے اور Thresher shellers بنائے جا رہے ہیں اور اس بجٹ میں اس مد کے لئے کافی روپیہ رکھا گیا ہے ۔ 100 بل ڈوزر کے لئے ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ soil conservation کے لئے بڑا مفید کام کرے گا اور کاشتکار کی مدد کرے گا ۔ ایک وقت تھا کہ ملک میں 800 بل ڈوزر تھے ۔ ان کی کوئی replacement نہیں ہوئی ۔ ان میں سے صرف تین

سو رہ گئے ہیں جو کام کر رہے ہیں ۔ جب یہ حالت ہے تو حکومت نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ بل ڈوزر کی تعداد بڑھائی جائے اور اگر منظوری دے دی جائے تو ایک سو بل ڈوزر پنجاب میں آئیں گے ۔ ٹریکٹر کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے ۔ اس کے متعلق ہم ایک کمیٹی بنائیں گے اور ہم دیکھیں گے کہ ٹریکٹر کس طرح آسانی سے کاشتکار کو اور grower کو دستیاب ہو سکے ۔ اس چیز کو priority دی جائے گی تاکہ کاشتکار کی یہ مشکل بھی دور ہو سکے ۔ میں زراعت کی مجموعی کارکردگی بتا دینا چاہتا ہوں ۔ آپ دوستوں نے دیکھی ہوگی ۔ شکایات بھی ہیں ۔ جو ہولناک سیلاب اگست 1973ء میں آیا تھا اس کا سارا اثر زرعی سیکٹر پر پڑا تھا ۔ خریف کی فصل کو بچایا بھی گیا اور ربیع کی فصل کو بوایا بھی گیا ۔ یہ جس طریقے سے کیا گیا وہ حکومت کے لیے قابل فخر بات تھی ۔ سب سے زیادہ ہدیہ تبریک میں کاشتکار کو پیش کرتا ہوں جس کا سب کچھ لٹ چکا تھا لیکن اس کے باوجود اس دھن سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا ۔ ہماری تو صرف مدد تھی ۔ لیکن پنجاب کے کاشتکار کا عزم اور حوصلہ قابل تعریف ہے ۔

مجھے افسوس ہے کہ پنجاب کے جنگلات ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں بہت تھوڑے ہیں ۔ عموماً جہاں جنگلات اگلے جا سکتے ہیں وہ علاقہ 20 فیصد جنگلات میں ہوتا ہے اور کم از کم دس فی صد لیکن پنجاب میں صرف تین فیصد جنگلات ہیں ۔ تقسیم ملک کے بعد ان میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی اور صرف دو فی صد جنگلات ہیں وہ بھی گھٹیا قسم کے ریلوے لائن اور سڑک کے ساتھ ساتھ لگا دیے گئے تھے ۔ اس میں ترقیاتی بجٹ تو صرف ڈیڑھ کروڑ روپے کا ہے لیکن ہم کوشش کریں گے کہ جہاں بھی کوئی ایریا انڈر کلائڈ آتا ہے وہ جنگلات کے لیے مخصوص کیا جائے اور خاص طور پر پنجاب کے خطے میں جنگلات کو توسیع دی جائے ایک قابل ذکر چیز یہ ہے کہ پاپولر پلانٹیشن جو کی گئی ہے ، اس میں کچھ ترقی ہوئی ہے ۔ میرے دوستوں نے مجھے بڑے شد و مد سے کہا تھا کہ آو ہمارے ساتھ ، بتائیں کہ پلفرج کہاں ہے ، رشوت کہاں ہے ۔ میں مانتا ہوں کہ وہاں پلفرج بھی ہے ۔ جس دوست نے کہیں بھی نشاندہی کی ، ایکشن لیا جائے گا ۔ جس دوست نے ڈی ۔ ایف ۔ او کے متعلق بتایا تھا ، وہ ٹرانسفر ہو رہا ہے ۔

ماہی پروری کے متعلق میں عرض کرونگا کہ جب ملک میں گوشت کی اتنی کمی ہے اور اس پر اتنی مہنگائی ہے تو مچھلی ہمارے لیے ایک متبادل غذا ہو سکتی ہے۔ جس پر ابھی تک اتنا زور نہیں دیا گیا۔ آپ کی حکومت نے اس سال جو رقم مانگی ہے وہ پچھلے سال سے چار گنا ہے۔ مجھے امید ہے اس سے ماہی پروری میں ہم ترقی کریں گے اور وہ دن آئے گا کہ گاؤں کے لوگ بھی مچھلی کھانا شروع کریں گے، اس وقت پتا چلے گا کہ ہم نے کچھ ترقی کی ہے۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** - مچھلی تو گاؤں والے اب بھی کھاتے ہیں۔

**وزیر زراعت** - مجھے بھی یہ پتہ ہے - لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ اتنی کھائیں کہ ان کو بیف کی ضرورت نہ پڑے۔

لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی ترقی کے لیے تین کروڑ روپے مانگے گئے ہیں - یہ ایک انتہائی ضروری محکمہ ہے - پہلے اس پر وہ توجہ نہیں دی گئی جس کا یہ مستحق ہے۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** - پوائنٹ آف انفارمیشن - میں یہ انفارمیشن لینا چاہتا ہوں کہ اس پر توجہ اپوزیشن نے دینی ہے یا وزیر متعلقہ نے؟

**وزیر زراعت** - یہ توجہ بیس پچیس سال سے نہیں دی گئی یہ کوئی آج کی بات نہیں - مجھے تو آئے ہوئے دو مہینے ہوئے ہیں - میں ضرور اس پر توجہ دوں گا - میں تو اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب میں نہ تھا، بلکہ آپ حکومت میں تھے۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** - انہیں آئے تو دو مہینے ہوگئے ہوں گے، لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت کو تو دو سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے - میں یہ وضاحت چاہتا ہوں۔

**مسٹر سپیکر** - اس طرح سے مکالمہ بازی مناسب نہیں۔

**وزیر زراعت** - جناب والا - یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری عادات اچھی ہیں اور مرغی کے گوشت کو سب سے اعلیٰ سمجھا گیا ہے - اس کے بعد

مٹن کو اور سب سے کم اچھا بیف کو سمجھا گیا ۔ خدا کرے یہ عادت تبدیل نہ ہو ، ورنہ یہاں کوئی جانور زندہ نہیں بچ سکے گا ۔ فوری ضرورت ہے کہ پولٹری فارم کو ترجیح دی جائے اور پولٹری فارم کے اضافے میں جلد سے جلد اتنی ترقی ہو کہ وہ مٹن کے برابر آ جائے تاکہ جو مویشیوں پر زد پڑتی ہے وہ کم ہو جائے ۔ ہم نے لائیو سٹاک ڈویلپمنٹ بورڈ بنایا ہے اور اس کے لیے آپ سے ایک کروڑ اور کچھ لاکھ کی خطیر رقم مانگی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ وہ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا ۔ ظاہر ہے کہ اس کی کارکردگی اس بجٹ کے ، اس سال کے بعد آپ کے سامنے لائی جائے گی ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں ایک بات پھر کہنا چاہتا ہوں ۔ زراعت پر کٹ موشن ہے جس پر تفصیل سے بحث ہوگی اور میں اس کا جواب دوں گا ۔ لیکن ایک بات میں کہتا ہوں کہ یہ تیسرا بجٹ پیپلز پارٹی کی طرف سے پنجاب میں پیش کیا گیا ہے ۔ یہ ایک ہی وزیر خزانہ کی وساطت سے اور ایک ہی وزیر خزانہ کے ہوتے ہوئے یہ خوش آیند قدم ہے ۔ حالات و وسائل کا جائزہ لیتے ہوئے ، میں فخر کے ساتھ کہتا ہوں ، یہ ایک متوازن بجٹ ہے اور ایک قابل فخر بجٹ ہے ۔ اگر ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں تو ہم اس ایوان اور اس ملک میں ایک ایسی روایت قائم کریں گے جو آنے والوں کے لیے اچھی ہوگی ۔ میں حنیف رامے صاحب اور اپنے دوستوں کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ مخدوم حمیدالدین ۔ (فاضل رکن موجود نہ تھے) ۔ مسٹر تاج محمد خانزادہ (فاضل ممبر موجود نہ تھے) ، ملک غلام نبی ۔

**ملک غلام نبی** ( لاہور ۔ 3 ) ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ پر بحث کا آج پانچواں دن ہے ۔ اس معزز ایوان میں ان ایام میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے گئے ہیں ۔ ہر معزز رکن نے اپنے خیالات اور تاثرات کو نہایت ہی شگفتہ انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ بجٹ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں ۔ لیکن بجٹ کے متعلق سب سے بڑی چیز یہ ہوتی ہے کہ اگر بجٹ کسی آمر کے نمائندے کی طرف سے پیش کیا جائے تو بجٹ میں آمریت کی بو ہوتی ہے ۔ اور اگر بجٹ

کسی عوامی حکومت کے نمائندے کی طرف سے پیش کیا جائے اور اس میں عوام کی خواہشات کا خیال رکھا جاتا ہے ۔ بجٹ کسی قوم کے آغاز اور انجام کی داستان نہیں ہوتا ۔ یہ ایک گوشوارہ ہوتا ہے جس کا سال رواں کے خرچ اور آمدن پر انحصار ہوتا ہے اور وہ سال کے اختتام پر بطور کسوٹی کے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے کہ ایک حکومت جس نے بجٹ پیش کیا تھا وہ اس پر کاربند رہی ہے یا جو باتیں اس نے کی تھیں ۔ ان کو پورا کیا ہے یا نہیں ۔ جناب والا ۔ آپ میرے ساتھ متفق ہوں گے کہ ہمارا معاشرہ بے راہ رو چکا ہے ۔ اس میں کافی حد تک ہم بھی برابر کے شریک ہیں ۔ ہوا یوں کہ چوبیس برس تک حکومتیں بدلتی رہیں ۔ اور اس ملک میں ڈرامے ہوتے رہے اور عوام خاموش تماشائی کی حیثیت سے سب کچھ دیکھتے رہے ۔ کیونکہ ان کی زبانیں گنگ تھیں اور وہ کچھ کہنے سے عاری تھے ۔ لیکن کچھ مخلص ایماندار ، دانشور صحافی اور سیاسی کارکن ایسے بھی تھے جن کی آوازیں اس دور میں بھی ملک و ملت کے حق میں اٹھتی رہیں اور اسی لیے جب ہماری حکومت آئی تو ہم نے ہر مکتب فکر کے انسانوں سے یہ کہا خواہ وہ کسی کونے میں تھے ۔ کسی سمت سے کسی جگہ پر بھی وہ تھے کہ آؤ اپنے دل کی بات کہو جو تم نہیں کہہ سکتے ۔ تمہیں آج ہم اس بات کا حق دیتے ہیں کہ تم اپنے دل کی بات کہہ سکو تاکہ ہم تمہاری مشکلات اور تمہارے مطالبات کا ازالہ کر سکیں ۔ ۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

لیکن بدقسمتی سے کچھ یوں ہوا اور ہوا کچھ اس قسم کی چلی کہ مطالبات جو تھے وہ ایک وبا کی صورت اختیار کرتے چلے گئے ۔ قومیں جو اپنے فرائض سے غافل ہوتی ہیں وہ اپنے مطالبات منوانے میں بھی ناکام رہتی ہیں ۔ فرض سے لا تعلقی جو تھی ۔ اس کے متعلق کسی نے کوئی توجہ نہ دی ۔ آپ جناب لیبر پر ایلمز کو دیکھیں مزدوروں نے جو انہیں نہیں کرنا چاہیئے تھا وہ انہوں نے کیا وہ کیوں؟ حکومت نے جتنی فراخ دلی سے مزدوروں کے معاملات کو سمجھا اور ان کو مراعات دیں وہ دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ممالک کے برابر ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود بھی مزدوروں کی صفوں میں ایسے انتشار پسند

لوگ آج بھی موجود ہیں جو ان کو آرام نہیں لینے دیتے جو آتش زنی لاک اپ ایسی حرکتوں اور جلوس نکالنے پر انہیں ہمیشہ آمادہ رکھتے ہیں اور یہ سب اس لیے کہ ایسا کرنے سے ان کی اپنی دال روٹی کا سوال پورا ہوتا ہے ۔ ایسے لوگ جن کا ان کی تنظیموں سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ وہ ان کے لیڈر بنے بیٹھے ہیں ۔ پھر اس کے علاوہ آپ اپنے طالب علموں کو دیکھئے یہ ایسے بے راہ رو ہو چکے ہیں اور ہم ان پر فخر کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے دست و بازو ہیں یہ ایک ایسی شہرت ہے جس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ دربوزہ گربن چکے ہیں ۔ کبھی یہ ایک پارٹی کے پاس جائیں گے کبھی یہ دوسری پارٹی کے پاس جائیں گے ۔ کہیں سے اسلحہ حاصل کریں گے کہیں سے یہ کوئی اور مراعات حاصل کریں گے ۔ ان کا کام یہی ہے ۔ بجائے اس کے کہ وہ علم کی طرف توجہ دیتے انہوں نے اپنی پارٹیاں ۔ اپنے دھڑے اس طرح قائم کر لیے ہیں جیسے وہ ملک پر حکومت کرنا چاہتے ہیں اور سیاسی پارٹیوں کو اس ملک پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے دوسرے ملکوں کے بھی طالب علم ہیں 1947ء کے بھی طالب علم تھے مگر ان کو مثال کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔ اس وقت تو قائد اعظم رح نے یہ کہا تھا کہ اگر آج کسی طبقے نے غفلت برتی وہ کسی مقام پر بھی ہو خواہ وہ لائبریری میں ہو مسجد میں ہو رنڈی کے بالا خانے پر ہو سوداگر ہو تاجر ہو وہ کسان ہو زمیندار ہو کچھ بھی ہو وہ فوجی ہو پولیس میں ہو جب تک وہ اس انقلاب میں حصہ نہیں لے گا ۔ اسے یا تو مٹ جانا ہوگا یا ہندو کا غلام بننا ہوگا یا اسے اپنے لیے ایک آزاد ملک کا قیام کرنا ہوگا ۔ اس لیے اس وقت طالب علم کی ضرورت تھی کہ اس نے اپنا سب کچھ تحریک کے لیے لگا دیا تھا ۔ لیکن آج کے طالب علم کے لیے کون سی ایسی بات ہے ۔ جس کے لیے ہر روز ہڑتالیں ہوتی ہیں ۔ سکول اور کالج بند ہوتے ہیں اور ہمارے اساتذہ حضرات بھی اب ایسے چور ہو چکے ہیں ایک استاد تو وہ تھے جو حالی اور اقبال پیدا کرتے تھے ۔ ایک استاد یہ ہیں جو ان لوگوں کو پیدا کرتے ہیں کیونکہ ان کا اپنا علم صرف اس حد تک ہے کہ ان کے دس روپے یا بیس روپے بڑھ جائیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کمال کر دیا ہے ۔ کاش کہ وہ وہ انقلابی سپرٹ کے ساتھ ان بچوں کے اندر وہ جذبات بھڑکاتے ۔ وہ ایسے ٹیکے

لگائے کہ پانچ یا دس برس کے بعد ہی بچے جوان ہو کر ان تمام چیزوں کا سینہ چاک کر دیتے جو ان کے راستے میں آج مزاحم ہیں ۔ مگر ہمارا استاد جو ہے ۔ اس کی نظر وہاں تک نہیں ہے ۔ ہمارا استاد وہاں کھڑے ہو کر نہیں سوچ سکتا اس نئے دور میں ہم نے آج رومیز پیدا کر رکھے ہیں آپ اپنی ہی بہنوں کو تمام خواتین کے سکولوں کالجوں کے دروازوں پر تنگ کرنے کے انہوں نے طریقے اپنا رکھے ہیں ۔ یہ تو دولتیے جن کے بڑوں کو اگر آج قبروں سے اٹھایا جائے تو وہ شرمندہ ہو جائیں کہ جو توقع نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے پاس کبھی کاریں ہوں گی اور وہ اس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے ان کے پاس کوٹھیاں ہوں گی اور یہ ان کی یہ شان ہوگی ۔ انہیں یہ سب کچھ اس نئے ملک اور آزادی نے دیا جس کے لیے آپ نے بے بہا قربانیاں دی تھیں ۔ جس کے لیے آپ کی دس لاکھ ماؤں بہنوں نے عصمتیں لٹائی تھیں تو اس ملک کے لیے ان بچوں پر جب تک حکومت سخت نگرانی نہیں کرے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس روگ کو دور نہیں کر سکتے ۔ میں سب سے زیادہ اس ایوان کی وساطت سے اپنے کسان کو سلام کرتا ہوں جو کسی سازش میں شریک نہیں ہے جو اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے جو محب وطن ہے اور جو ہماری زندگی کا ضامن ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ اگر ہم اپنی ساری مراعات کسان کے لیے رکھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے وزراء ۔ میری پارٹی اور میرے ساتھیوں کا اس ملک پر سب سے بڑا احسان ہوگا ۔ پتہ نہیں آپ ان لوگوں سے کیوں ڈرتے ہیں جنہیں بہت تھوڑے عرصے میں ہم بالکل درست کر سکتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

خدا معلوم آپ ان کے اندر کیا طاقت دیکھتے ہیں کہ یہ لوٹ کھسوٹ کی وارداتیں یہ مارکٹائی یہ ایسی حرکتیں جو شاید آپ کو مرغوب خاطر ہیں اس لیے آپ ان کو ایسا کرنے سے باز نہیں رکھنا چاہتے ۔ مگر میں یہ بتا دوں کہ ہمیں ان کو باز رکھنا ہو گا ۔ جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے میں وزیر تعلیم کو کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ آج ذمہ داری ان پر ہے کیونکہ اگر قوم آج علم سے شناسا ہو گئی ۔ اگر آج ہم نے اپنی نئی پود کو تعلیم دی ۔

موجودہ پود سے تو تم مایوس ہوچکے ہیں لیکن نئی پود کو جو دس برس کے بعد ابھرے گی اگر آج ہم نے ان پاگلوں کی طرح جو دوسرے ملکوں میں پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے پارکوں میں جا کر اپنے چھوٹے ننھے منے بچوں سے یہ کہا تھا تم نے مستقبل میں کیا کرنا ہے ۔ یہ ملک تمہارا ہے یا کسی کا ہے ۔ یہ تم سے کھویا گیا تھا تمہارے آباؤ اجداد کی غلطیوں کی وجہ سے تو وہ قوم ابھری تھی جس کو عرف عام میں جرمنی کہا جاتا ہے اور دوسری کئی قومیں ہیں ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جن کے متعلق میں اس وقت بحث میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے نئی تعلیمی پالیسی میں اپنے پی ٹی سی پرائمری سکولوں کے لیے تین کروڑ روپے کی جو رقم رکھی ہے اسے اور بڑھا دیں اور جو ڈیڑھ کروڑ روپیہ آپ نے ٹریننگ کے لیے رکھا ہے ۔ اس کو بھی دوگنا کر دیں تاکہ پنجاب کے اندر پرائمری سکولوں کا جال بچھ جائے کوئی ایسا گاؤں کوئی ایسا دیہات ہمارے صوبے کے اندر نہ رہے جہاں پر کہ ہمارا پرائمری ۔ سکول نہ ہو اور اس کے لیے جو استاد آپ نے لینے ہیں وہ بچے ہوں گے جو میٹرک میں فرسٹ ڈویژن یا سیکنڈ ڈویژن حاصل کر کے نکلیں گے ۔ آپ ان کو پی ٹی سی کا کورس کروائیں کیونکہ وہ کفیل بنیں گے اپنے کنبوں کا سہارا بنیں گے ۔ ان کے پاس استطاعت نہیں ہوگی کہ وہ کالجوں میں جائیں یا یونیورسٹیوں میں جائیں ۔ اس لیے یونیورسٹیوں کے لیے آپ نے جو رقمیں رکھی ہیں ۔ وہ کم کریں ۔ آپ نے وظائف کے لیے دو کروڑ روپے رکھے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ وہ وظائف کہاں جائیں گے ۔ میری درخواست ہے کہ ہم کم از کم ان بچوں کے لیے اس پود کے لیے جو آگے آنے گی زیادہ سے زیادہ رقم مختص کریں ۔

جناب والا ۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آپ نے اپنے بجٹ میں کوئی ایسی رقم ورزش گاہوں کے لیے جو آپ کا حق تھا نہیں رکھی ۔ آپ ہر ضلعے کے مقامی سنٹر اور شہر کے اندر ایک ورزش گاہ دیتے ۔ ایک ہال تعمیر کرتے جس میں کم از کم تین یا چار ہزار آدمیوں کے لیے جگہ ہوتی جہاں وہ آ کر آپ کی تقاریر سنتے اور لوگوں کو سن سکتے ، کس قدر آپ نے غفلت برتی ہے ۔ زندہ قوموں کی سب سے بڑی ضرورت یہی ہوا کرتی ہے ۔ اور ان کو یہ چیزیں میسر آتی ہیں ، آپ اپنے شہر لاہور کو دیکھئیے ۔ میں مینار پاکستان کمیٹی

کا ممبر ہوں تین برس سے میں میٹنگیں attend کر رہا ہوں لاہور کے کمشنر اس کے صدر ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس بیس لاکھ روپے ہیں انہوں نے ڈھائی ہزار انسانوں کی نشستوں کا ایک ہال اور ایک میوزیم جس میں تحریک پاکستان کے مجاہدوں کی داستانیں ہوں گی یہ ایک مکمل پلان بنایا ہوا ہے ۔ مگر پیسے کی کمی ہے کبھی مرکز دے گا کبھی صوبہ دے گا ۔ جناب والا ۔ اس پر خاص توجہ دیں کہ کم از کم اس لاہور شہر کے اندر ایک ایسا ہال تو بن جائے جس میں دو یا تین ہزار آدمی سما سکیں ۔ یہ پاکستان نیشنل سینٹر جس میں سارے پچاس آدمی آتے ہیں اور وہاں پر اتنے اچھے لوگوں کو آپ نے لگا رکھا ہے جو واقع کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ خدا کے لیے وقتی طور پر پاکستان نیشنل سینٹر کو تو کسی ایسی جگہ پر لے جائیں جہاں پر کم از کم ہزار انسان تو جا کر آپ کے چیف منسٹر جناب سپیکر کو اور دوسرے وزراء اور دانشوروں کو اور شاعروں کی باتیں جا کر سن سکیں ۔ وہاں پر تصویریں تو اتاری جاتی ہیں مگر اس کے اندر سننے والے آدمی چالیس یا پچاس ہوتے ہیں ۔ کس قدر ظلم کی بات ہے ۔ اور لاہور جیسا کہ جناب حفیظ کاردار نے کہا ہے کہ اس کی ایک شان تھی آج اس کا کیا حال ہے ۔ 1947ء سے پہلے جناب والا ۔ ہر دروازے کے باہر ایک باغ ہوتا تھا اور ان باغوں کے اندر سے چھوٹی نہر بہتی تھی اور عوام گرمیوں میں ان سبزہ زاروں میں جا کر بیٹھتے تھے ۔ تاش ۔ شطرنج ۔ کھیلا کرتے تھے مشاعرے ۔ علمی مباحثے یہ سب باتیں وہاں پر ہوتی تھیں آج وہاں کیا ہے غلاظت کے ڈھیر ذلت اور رسوائی کے نقشے ۔ ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت پانی کی نہر تھی اب دودھ کی نہر ہو گی ۔ (قہقہہ)

ملک غلام نبی ۔ جی ہاں ۔ وہ بھی ہم آپ کو دیں گے ۔

وہ تمام سبزہ خشک ہو چکا ہے ۔ اس وقت ہم غلام تھے تو ہمارا یہ حشر تھا ہم آزادی کے ساتھ بربادی کو لے کر آئے ہیں ۔ لیکن خدا کے لئے یہ لاہور جو ایشیاء کا سب سے بہترین شہر تھا ۔ آیئے اس پر توجہ دیں یہ شہر تمام صوبہ کا خوبصورت ترین شہر ہے جہاں پر روز ایک لاکھ انسان نئے آتے ہیں اور ایک لاکھ انسان یہاں سے نکل کر باہر جاتے ہیں تمام معزز رکن جو یہاں پر بحثیں کرتے ہیں کہ فلاں جگہ یہ ہوا

ہمارے دوست گاؤں کے رہنے والے ہیں دیہات کے رہنے والے ہیں ان سب کی کوٹھیاں لاہور میں موجود ہیں کیونکہ لاہور کے متعلق تونور جہاں سے کہا گیا تھا کہ اب چھوڑدیں۔ تو اس نے بھی کہا تھا کہ جان دے کر لاہور کے متعلق نور جہاں سے کہا گیا تھا کہ اب جہانگیر مرچکا آپ لاہور کو چھوڑ دیں تو اس نے بھی کہا تھا کہ جان دے کر میں نے لاہور کو خریدا ہے ۔ جہاں جہانگیر ہوگا تو میں اسے کیسے چھوڑکر غزنی یا ایران چلی جاؤں میں بھی یہاں ہی رہوں گی ، تو یہ وہ لاہور ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں وزیر تعلیم کی توجہ ورزش گاہوں کی طرف اور gymnasium hall کی طرف دلاتا ہوں جہاں ہمارے باڈی بلڈرز اور ویٹ لفٹرز ہوں گے اور وہ ان کھیلوں کی طرف توجہ دیں گے ۔ بجائے اس کے کہ وہ ریشہ دوانیاں کریں یا شرارتیں کریں ذلت اور رسوائی کے کارنامے کریں ۔ جس سے سٹوڈنٹس کمیونٹی بھی شرمسار ہو اور مستقبل کا طالبعلم بھی۔ شرمساری محسوس کرے ۔ میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی پوری توجہ اس طرف دیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے اور صوبے میں gymnasium halls کی تعمیر جاری ہو جائے ۔ جناب سپیکر ۔ کوئی بھی کوئی نظریہ زندگی اس وقت کامیاب ہوتا ہے جب قوم کے اندر صلاحیت موجود ہو ۔ ہم نے الیکشنوں میں ایک انقلاب کا وعدہ کیا تھا ہم نے کہا تھا کہ اسلام ہمارا مذہب ہے اور سوشلزم ہماری معیشت ہے ۔ ہم یہ لے کر آئے ہیں مگر یار لوگوں نے طوفان برپا کر دیا کفر کے فتوے لگائے گئے لیکن اسی سوشلزم نے جس کو ہم نے معیشت کہا تھا ۔ دنیا کی سب سے بڑی قوم کو جنم دیا جس کے اندر انہوں نے حدیں مقرر نہیں کیں کہ چور کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے ۔ شرابی کو کوڑے لگائے جائیں گے ۔ زانی کو سنگسار کیا جائے گا ۔ کوئی ایسی حدیں نہیں ہیں مگر وہ قوم اتنی پاکیزہ قوم ہے کہ وہ ہر کام اس خوش اسلوبی سے کر رہی ہے کہ دنیا کی ساری قومیں آج اس کی پاکیزگی اور طہارت کو دیکھ رہی ہیں ۔ وہ اسلئے کہ جب کسی قوم میں جذبہ پیدا ہوتا ہے جب عمل کی روح بیدار ہوتی ہے تو پھر قوم بنتی ہے اس سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد آیا ۔ جناب والا ۔ 1948 میں منٹگمری جو اب ساہیوال ہے ۔ جناب شیخ نثار احمد صاحب ایڈووکیٹ کی کوٹھی پر گیا ہوا تھا ۔ وہاں ہماری ایک میٹنگ تھی ۔ سردیوں کا موسم تھا چار بجے ہوئے تھے اور وہاں پر نواب ممدوٹ (مرحوم)۔ شیخ خورشید احمد

(مرحوم) راجہ حسن اختر (مرحوم) جناب حمید نظامی اور میاں عبدالباری (مرحوم) تھے ایک بوڑھا سفید ڈاڑھی کے ساتھ مولی کھاتا ہوا وہاں پر آگیا اور کہا کہ نظامی صاحب یہ سوشلزم کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ سوشلزم کا جواب دیتے ہمارے اور بہت سے دوست جو شامل تھے حامد محمود تھے میں تھا جو ابھی ہم زندہ ہیں ایک اور صحافی تھے جو بڑے معمر ہیں میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا۔ انہوں نے کہا کہ بھائی یہ جو سوشلزم ہے اس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ان کی کوئی حمایت کرے گا تو اس کو اک گلی اک جلی۔ اک کلی (روٹی۔ کپڑا اور مکان) دی جائے گی اس نے کہا کہ بس۔ انہوں نے کہا کہ جی بس ہاں البتہ ایک بات ہے یہ جو لوگ ہوتے ہیں یہ خدا کے منکر ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی ایسی بات نہیں۔ اس نے پھر کہا کہ نظامی صاحب یہ جو نظام ہے یہ آپ ہمیں دے دیں ہم اس کا وہ حلیہ بگاڑیں گے کہ ساری عمر سوشلزم نام نہیں لے گا کہ وہ مسلمان قوم کے پاس آئے وہ مسلمان جس نے اسلام جیسے مکمل ضابطہ حیات کے بخیئے ادھیڑ کر رکھ دئے ہیں بھلا وہاں سوشلزم ہم سے کیسے بچ سکے گا تو وہ سفید ریش تھا جس کا نام نہیں پوچھ سکا۔ نہ مجھے آج پتہ ہے شاید وہ بھی اللہ میاں کو پیارا ہو چکا ہوگا تو یہ اس کے تاثرات تھے قوموں کے اندر زندگی اس وقت آتی ہے جب ان کے اندر خودداری کا جذبہ بیدار ہو جو قوم جو بجلیوں پر آشیانے بنانے کے ارادے رکھتی ہو وہ خود یہ سوچے کہ اس نے چاند کی طرف جانا ہے اور اس نے کائنات کے تمام راز پانے ہیں آپ اور ہم نے ایک نئے پاکستان کا وعدہ کیا ہے اور اس کا نعرہ لگایا ہے تو خالی نعرے لگانے سے یا جناب ذوالفقار علی بھٹو کی کوشش سے وہ نیا پاکستان معرض وجود میں نہیں آسکے گا۔ جب تک کہ قوم کے اندر وہ جذبہ پیدا نہ ہو اور قوم خود نہ چاہے ہم اس وقت تک نیا پاکستان معرض موجود میں نہیں لا سکتے اور پھر اس قوم کو زندہ کرنے کے لیے سرسید احمد خان۔ حالی۔ اکبر الہ آبادی۔ مولانا ابوالکلام آزاد اقبال اور قائد اعظم ان سب نے بہت کچھ کیا اور اقبال نے تو اپنی زندگی ختم کر دی۔ اتنا کچھ کہا کہ خدا کرے یہ قوم سمجھے۔ اسی نے کہا تھا

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارو کوئی سوچ ان کی کوتاہ نظری کا

لیکن نہ اس کے رونے سے قوم بدلی ۔ نہ میرے کہنے سے قوم بدلے گی ۔ نہ ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کی ہٹیاں کھول رکھی ہیں ۔

جناب والا ۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے چند منٹ اور دے دیں کیونکہ کچھ اعتراضات اٹھائے گئے تھے۔ میں اپنی تقریر کو چھوڑتا ہوں اپنے جذبات کو اس وقت چھوڑتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ بہت سے لوگوں نے یہاں پر کہا ہے کہ ریس کورس میں کوارٹرز غریبوں کے لئے بنائے جائیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ریس کورس ایک ایسی جگہ ہے ۔ جہاں پر دنیا کی بہترین ٹیمیں آکر آپس میں پولو کھیلتی ہیں ۔ وہاں پر ترکی اور ایران کی ٹیمیں آتی ہیں اور اس کے بعد پھر وہاں پر گھوڑے بھاگتے ہیں اور گھوڑوں والوں کے لئے وہاں پر کم از کم ایک ہزار کوارٹرز بنے ہوئے ہیں ۔ جس میں سائیس گھسیارے اور کام کرنے والے مزدور ہزاروں کی تعداد میں رہتے ہیں ۔ ریس سے ستر لاکھ روپے ٹیکس حکومت کو ملتا ہے شراب کے لئے بھی بڑا کچھ کیا کہا ہے۔ میں یہ کہتا کہ ہوں خدا کے لئے ٹھنڈے دل سے سوچا کریں کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے اندر کتنے وہ لوگ ہیں جو شراب نہیں پیتے صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے شراب پر بند کر دو ۔ شراب پر وہ کر دو کے نعرے لگا رہے ہو آؤ اٹھو میرے ساتھ چلو ان قحبہ خانوں کے اندر جہاں دختران ملت کے ننگے جسم بک رہے ہیں ۔ ہم ان کو چل کر بند کریں ۔ اٹھو گھر گھر میں ایک ایک محلے میں آج جوئے خانے کھل چکے ہیں ۔ تو کون ان کا علاج کرے گا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اور میرے ایم ۔ پی ۔ اے ساتھی اور میرے دوسرے دوست اگر ان کے نوٹس میں ایسی بات لائیں کہ فلاں جگہ پر جوا خانہ کھلا ہوا ہے اور وہ پولیس افسر کے زیر سایہ چل رہا ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب ان کو فوری طور پر بند کرادیں اور ایسے افراد کو سزا دیں ۔ انہوں نے کئی بار کہا کہ ایم ۔ پی ۔ اے اپنے علاقوں میں نہیں جاتے میں اس سے ہمیشہ بغاوت کرتا ہوں کہ میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوں ۔ میں سردار عبدالرب نشتر کے زمانے میں گیا تھا میں نے ان سے کہا کہ فلاں جگہ پر غلط بات ہو رہی ہے انہوں نے میری بات نکلنے سے پہلے اس کا علاج کر دیا تھا اب اگر میں یہ کہوں کہ فلاں تھانیدار یہ ہے فلاں یہ ہے اگر اس پر سوچ بچار کرنا ہے ۔ اس پر اگر تین یا چار مہینے لگتے ہیں تو مجھے اپنے علاقہ میں جانے

کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ میرے علاقہ میں سب سے پہلے جو بات میرے سامنے آئے گی وہ یہی ہوگی کہ یہاں پر ظلم ہو رہا ہے ۔ یہاں مظلوم کو کچلا جا رہا ہے تو میں کیا کہوں گا اور کیا کروں گا ۔ علاج تو میرے پاس نہیں ہے میں علاج کے لئے ان کے پاس آؤں گا علیحدگی میں بھی اور اس معزز ایوان میں بھی ان سے یہ درخواست کروں گا اور میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمیں پولیس squads بنانے چاہئیں تاکہ ایسے جرائم نہ ہو سکیں ۔ آپ نے سمگلنگ کی روک تھام کے لئے ایسے squads بنائے ہیں حکومت اس کے لئے مبارک باد کی مستحق ہے ۔ جناب والا ۔ آپ اس وقت ہندوستان کے ایٹم بم کا رونا رو رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کی گندم کا ایک دانہ ہندوستان کی سرحد پار کر کے ہندوستان میں نہ پہنچے تو ان کا ایٹم بم ناکام ہو جائے گا ۔ کیونکہ آپ کی گندم ان کو زندہ رکھتی ہے تو آپ ان برائیوں کا ان امراض کا علاج کریں انہیں دور کرنے کی کوشش کریں ۔ بجائے اس کے کہ ہم دوسروں کو کہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں ہم اپنا علاج کریں ۔ آپ کو ایک ملک دیا تھا ۔ بد قسمتی سے یا خوش قسمتی سے آج اس کے چار صوبے رہ گئے ہیں ۔ چاروں صوبوں کے اندر بھی سازشیں پروان چڑھ رہی ہیں ۔ مخالفت کی دیواریں اٹھ رہی ہیں ۔ وہ ہمارے لئے نہیں ہم آج ہیں کل نہیں ہوں گے ۔ جو سورج چڑھتا ہے وہ غروب ہوتا ہے جو طوفان آتے ہیں وہ ڈھل جاتے ہیں ۔ اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں نے تو اس ملک کو بچانا ہے ۔ ملک کے لئے جو کوئی بھی آئے گا ۔ اس کو یہ کرنا پڑے گا کہ ان چاروں صوبوں کو اکٹھا رکھے کیونکہ جناب سپیکر ۔ ہم نے پنجاب کے لئے یہ ملک نہیں بنایا تھا ۔ ہم نے پنجاب کے لئے اپنی ماؤں اور بیٹیوں کی قربانی نہیں دی تھی ۔ ہم نے پنجاب کے لئے اپنا گھر بار نہیں چھوڑا تھا ہم نے پاکستان کے لئے سب کچھ کیا تھا اگر میرا پاکستان نہیں ہے تو میں پنجاب کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے میرا پاکستان عزیز ہے ۔ میں ان صوبوں سے کہتا ہوں جو شکوک و شبہات ہیں ان کو دور ۔ کردو خدا کے لئے پنجاب کے ساتھ سینہ سے سینہ ملا کر دیکھو ۔ 60 فیصدی کہتے ہو ہم پہلے 40 فیصد لے رہے ہیں ۔ 40 فیصد سے

بھی کم لینے کو تیار ہیں تم خوش رہو تاکہ تم بھی اسی پاکستان کی عزت کے لئے اس کے دفاع کے لئے اس کی شان کے لئے اور اس کے وقار کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہ کرو۔

جناب والا۔ اس کے بنانے والے نے سچ کہا تھا اگر تم نے اپنے ذرائع کو یک جا کر لیا تو یقیناً دنیا کی کوئی طاقت تمہیں شکست نہیں دے سکتی مگر بات یہ بتائی کہ تم آپس میں نہ لڑنا کیونکہ اس نے دیکھا تھا اور ہماری تاریخ بتا رہی ہے کہ ہم اپنے خلفاً کے قاتل اپنے اماموں کے قاتل۔ سچی بات کہنے والے کے قاتل۔ ہم مظلوم کے قاتل۔ حق مانگنے والے کے قاتل ہم اپنے ہمسائے کے قاتل اس لئے تم اپنے آپ کو سنبھالو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو قوم کے اندر وہ صلاحیت پیدا کرو کہنے سے نہیں فتویٰ دینے سے نہیں، بات کریں تو سچی۔ ڈرتے کیوں ہو؟ وہ قوم دنیا کی زندہ قوم کہلاتی ہے۔ جو سیاسی طور پر زندہ ہو نہ کہ وہ مذہبی طور پر ہو یہ بات بھی خوب کہی کہ مذہب اور سیاست ایک ہے۔ کوئی ایک نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو ہم پاکستان کیوں بناتے پھر جہاں ہم بیٹھے رہتے مسلمان ہوتے جہاں جا کر جھنڈے گاڑے وطن ہے یہ کیوں کہا تھا ہم نے۔ اپنے لئے حدیں کیوں مقرر کیں جغرافیائی حدود کا تعین کیوں کیا۔ آپ نے 6 کروڑ مسلمانوں کر ہندوؤں کے رحم و کرم پر کیوں چھوڑا تھا۔ اس لئے کہ تم اپنا ملک بنانا چاہتے تھے۔ تم اپنے ڈھب سے رہنا چاہتے تھے۔ تم اپنی مرضی کے مطابق حکومت کرنا چاہتے تھے۔ تم اپنے انداز فکر کو لانا چاہتے تھے جناب سپیکر۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کاش کہ مجھے اور وقت دیا ہوتا لیکن میں جانتا ہوں آپ کے پاس ایک طویل لسٹ ہے آگے چل کر پھر اگر موقع ہوا تو میں عرض کروں گا۔ اس وقت میں صرف یہی کہتا ہوں اور ختم کرتا ہوں علامہ اقبال کی اس رباعی کے ساتھ۔

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

**مسٹر سپیکر** ۔ آج شام کا اجلاس بھی ہوگا جو سات بجے شام ہوگا۔

(قطع کلامیاں)

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ جناب والا ۔ شام کی نماز بھی پڑھنی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ فکر نہ کریں نماز با جماعت کروائیں گے یہاں انتظام ہے حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** (رحیم یار خان 1 ) ۔ جناب والا ۔

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہہ مصلحت سے بھی ہے وہ رند بادہ خوار اچھا

میں وزیر خزانہ صاحب کو اس امر کی مبارک باد پیش کروں گا کہ انہوں نے یہ بجٹ پیش کرتے وقت اپنی حکومت کی ناکامیوں ۔ کوتاہیوں اور غفلتوں کو تسلیم کیا ہے اور برملا طور پر اعتراف کیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس بجٹ پر تقریر کرتے وقت انہوں نے ارشاد فرمایا کہ پیپلز پارٹی کی ڈھائی سالہ حکومت کے بعد جب یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے اور ایسی فضا میں یہ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے کہ تمام صوبہ عناد بغض مفاد پرستی اور انتشار کا شکار ہو چکا ہے ۔ جناب والا ۔ انہوں نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ وہ عزم و عہد جس کے تحت یہ خطہ معرض وجود میں آیا تھا ۔ یہ ملک بنا تھا ۔ جس کی احیا اسی حکومت کے دور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کے دنوں میں ہوئی ۔ وہ بھی اسی حکومت کی کار فرمائی کے نتیجہ میں ان کے اپنے قول کے مطابق چند دنوں کے اندر اندر وہ جذبہ دب کر رہ گیا۔ جناب والا ۔ میں انہیں اس امر مبارک باد دوں گا کہ انہوں نے ہمیں اس زحمت اور تہمت سے بچایا ہوسکتا تھا کہ اگر ہم کہتے تو یہ گلہ کرتے اچھا ہوا کہ انہوں نے خود ہی اعتراف کر لیا کہ اس صوبہ کا وزیر خزانہ ایک عیار وزیر خزانہ ہے جو ڈھائی سال تک عیاری کے طور پر بجٹ پیش کرتا رہا ۔ اس صوبے کے عوام کو یہ تاثر دیا جاتا رہا ہے کہ یہ بجٹ خوشیوں کا ضامن ہے یہ حکومت خوشحالی لائے گی ۔ یہ حکومت امن وامان قائم کرے گی ۔ یہ حکومت غریب عوام کا معیار بلند کرے گی ۔ آخر کار ڈھائی سال دھوکہ دینے کے بعد خود ہی محسوس کرلیا ۔ بجائے اس کے کہ معزز ارکان چلا اٹھیں اور گلی کوچوں میں یہ کہنا شروع کردیں کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے تو انہوں نے خود ہی اس امر کا اعتراف کر لیا کہ اس حکومت کا وزیر خزانہ ایک عیار

وزیر خزانہ ہے ۔ جو ہمیشہ عیاری کے ساتھ اس صوبہ کے عوام کو بجٹ دیتا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس امر کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ آج کی بجٹ تقریر میں نہ میں حکومت کو کوسوں گا نہ ہی جناب ان کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کروں گا نہ ہی اپنی تقریر کو زیادہ تر تنقید پر مبنی رکھوں گا کیونکہ ہمیں تجربہ ہو چکا ہے ۔ ڈھائی سال کے عرصہ میں ہم نے بے پناہ تنقید کی ۔ ہم نے کوتاہیوں کی نشان دہی بھی کی مگر حکومت نے ایک شریر بچے کی طرح جسے بار بار اگر ٹوکا جائے اور اس کی کوتاہیوں کی نشان دہی کی جائے تو وہ بجائے اس کے کہ اپنی اصلاح کرے وہ ڈھیٹ بن جاتا ہے ۔ اور یہی حال ہماری حکومت کا ہے ۔ آج میں اپنے سابقہ عمل کو تبدیل کرتے ہوئے حکومت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ ہوتی کیا چیز ہے۔ بجٹ کون پیش کرتا ہے۔ کس لئے پیش کیا جاتا ہے اور کن کے لئے پیش کیا جاتا ہے کیونکہ آج تک یہ تاثر دیا جاتا رہا ہے جو سمجھا جاتا رہا ہے اور جو سمجھایا جاتا رہا ہے کہ شائد یہ بجٹ بنیئے کا ایک بہی کھاتہ ہے جس میں آمدنی اور خرچ کو دکھایا جاتا ہے کہ اس سال ہم کتنا کمائیں گے کتنا خرچ کریں گے ۔ کتنا فائدہ ہوگا۔ کتنا گھاٹا ہوگا اور ہمیشہ اسی عمل کے تحت جناب والا ۔ اس حکومت نے بجٹ کو اس ایوان میں پیش کیا ہے ۔ میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں۔ جس وقت افراد نے ملت کی شکل اختیار کی ۔ ایسی ضرورت محسوس ہوئی کہ ہم اپنے آپ کو منضبط کریں اور منضبط کرنے کا ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ۔ جب تک ہم اپنی سوسائیٹی میں سے چند افراد کو اپنا ضامن اور ذمہ دار نہ بنا دیں ، اور جب یہ عمل بھی کر دیا گیا حکومت کا نام بھی دے دیا گیا تو پھر اس حکومت کو چلانے کے لئے پیسے کی ضرورت تھی ۔ ریونیو کی ضرورت تھی اس لئے نہیں کہ صرف تنخواہیں دی جا سکیں ۔ اس لئے نہیں کہ ان چنے ہوئے لوگوں کو ان حکومت کے افراد کو جن کو سوسائیٹی نے اپنے آپ کو منضبط کرنے کے لئے اپنا حاکم مانا اپنا ضامن مانا اور بقول دیگر انہیں اپنا خادم جانا ۔ انہیں صرف نوازنے کے لئے نہیں بلکہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور جب وہ حکومت بن گئی تو حکومت کے ذمہ فرائض سپرد کیے گئے جناب والا ۔ سب سے اولین فرض جو کسی حکومت کا ہوا کی جان و مال کی حفاظت تھی اور انہیں بنیادی حقوق کا تحفظ دینا اور ان کے

لیے بنیادی حقوق کی ضمانت فراہم کرنا ۔ انہیں وہ آزادی دینا جو کہ ایک آزاد اور خود مختار اور جمہوری معاشرے میں ہر ایک فرد کا آئینی ۔ بنیادی ۔ قانونی اور اخلاقی فرض ہوا کرتا ہے ۔ اور جناب والا ۔ چونکہ سماج کا ایک وسیع حلقہ ہوا کرتا ہے ۔ اس میں جھگڑے بھی ہوتے ہیں ۔ اس میں اختلافات بھی ہوتے ہیں اور اس میں حقوق کی نوعیت بھی تصفیہ طلب ہو جایا کرتی ہے ۔ تو یہ حکومت کے لیے ایک لازمی امر قرار دے دیا گیا کہ بجائے اس کے کہ لوگ آپس کے تنازعات کا فیصلہ خود کریں اور قانون اپنے ہاتھ میں لیں ۔ عدلیہ کا نظام قائم کیا جاتا ہے تاکہ لوگ عدلیہ میں انصاف حاصل کر سکیں ۔ ان کے لیے اس نظام کو قائم کرنا چلانا اور صحیح خطوط پر جاری کرنا ۔ یہ حکومت کی دوسری بڑی ذمہ داری ہے ۔ اور ایک تیسرا فرض جو کہ ایک حکومت پر عائد ہوتا ہے ۔ وہ ہے عوام کی خوشحالی اور اپنی سرحدوں کی حفاظت ۔ یہ تین بنیادی اصول ہیں اور یہ وہ بنیادی فرائض ہوا کرتے ہیں ۔ جو کہ کسی حکومت کے سپرد ہوا کرتے ہیں اور ان فرائض کو پورا کرنے کے لیے حکومت عوام سے ٹیکس کی صورت میں چندے کی شکل میں ۔ subsidy یا جس شکل میں کہہ دیں ۔ ان سے پیسہ مانگتی ہے کہ پیسہ ہمیں دو ۔ تاکہ ہم اپنے فرض کو پورا کر سکیں ۔

جناب والا ۔ اسی لیے یہ بجٹ پیش ہوا کرتا ہے اور بجٹ کے پیش کرتے وقت یہ بتانا نہایت ضروری ہوتا ہے کہ ہم نے پچھلے سال عوام سے اتنے کروڑ اور اتنے ارب روپیہ وصول کیا ہے ۔ اور اس کے عوض ہم نے اپنے بنیادی فرائض کو کس حد تک پہنچایا اور نبھایا ہے اور ہم اس میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں ۔ جو حکومت جناب والا ۔ اپنے بنیادی فرائض پورے کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی ۔ ان کو وہ پورا نہیں کر سکتی ہے ۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس حکومت کو عوام پر حکومت کرنے کا کوئی حق ہو ۔ یا اس حکومت کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ اس صوبہ کے عوام سے کسی قسم کا مطالبہ کر سکیں کہ ہمیں پیسہ فراہم کرو تاکہ ہم اس صوبہ کو چلا سکیں ۔ آئیے ایک ایک چیز کو دیکھیں ۔ میں نہیں کہوں گا ۔ آپ ہی موازنہ کرتے جائیں ۔ آپ ہی دیکھتے جائیں کہ آپ نے حکومت کے نظام کو کس حد تک چلایا اور اپنے فرائض کو کس حد تک پورا کیا ہے ۔

جناب والا ۔ کون نہیں جانتا ہے کہ اس صوبہ میں کتنی گھٹن واقع ہو گئی ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ اس صوبہ کے عوام اور معاشرے نے حکومت اس لیے قائم کی تھی کہ وہ ہمیں جائز ۔ جمہوری ۔ اخلاقی اور قانونی آزادی کی ضمانت دے اور ہمارا تحفظ کرے ۔ آپ نے کتنی آزادی دی ؟ آج تحریر و تقریر پر کتنی پابندیاں ہیں ؟ آج آپ دیکھیں کہ کتنے صحافیوں کے جلوس روزانہ مال روڈ سے گزرتے ہیں ۔ یہ آپ نے آزادیاں دی ہیں ۔ یہ آپ نے تحفظات دیئے ہیں ۔ جان و مال کی حفاظت کا جو اولین اور بنیادی فرض ہے وہ آپ کے سامنے ہے ۔ دور کی بات نہیں ہے ۔ آپ ہی کے زیر سایہ ۔ آپ ہی کے دارالخلافہ میں ۔ آپ ہی کے دارلحکومت میں آپ بتائیں ۔ کتنی ڈکیتیاں ۔ کتنی چوریاں روز ہوتی ہیں ۔ کتنی عصمتیں روز لوٹتی ہیں ۔ کتنے اغوا روز ہوتے ہیں ۔ کتنے قتل روز ہوتے ہیں ۔ مجھے بتائیں کہ ان کو روکنا کس کا فرض ہے ۔ کیا یہ آپ کی حکومت کا فرض نہیں ہے ؟ کیا پیسہ آپ اس لیے ہم سے نہیں مانگ رہے ہیں ۔ کیا عوام پر ٹیکس اس لیے آپ عائد نہیں کرتے ؟ آپ دیکھیں کہ آپ کو اڑھائی سال کے اندر کتنی کامیابیاں ہوئی ہیں ۔ کتنے تحفظات آپ نے عوام کو دیئے ہیں کیا عوام مطمئن ہیں ؟ کیا عوام پورے طور پر آپ پر اعتماد کرتے ہیں کہ اگر اس بجٹ کی رقم آپ کے سپرد کر دی جائے ۔ 192 کروڑ روپیہ آپ کے ہاتھ میں دے دیا جائے ۔ تو اس کا مصرف آپ اس طرح سے کریں گے کہ جو ایک آزاد ۔ جمہوری ۔ قانونی حکومت کے فرائض کے اندر ہوا کرتا ہے ۔

جناب والا ۔ میں تو حیران ہوں اور اڑھائی سال سے دیکھ رہا ہوں ۔ کہ بنیئے کی طرح بجٹ ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے ۔ حکومت اپنے ہر ایک شعبہ کو نفع اور نقصان کی حیثیت سے دیکھ رہی ہے ۔ کسی بھی مہذب معاشرے میں ۔ کس بھی مہذب دور میں یہ روا نہیں رکھا گیا ہے کہ انصاف کے حصول کے لیے بھی قیمت ادا کی جائے ۔ آپ اسلام کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں ۔ انصاف کا حصول ہر شہری کا حق ہے ۔ انصاف سستا فراہم کرنا ۔ انصاف کا درست فراہم کرنا حکومت کا بنیادی فرض ہے ۔ آپ نے کیا کیا ۔ اسلام تو حصول انصاف کے لیے ایک پائی بھی اجازت نہیں دیتا ہے ۔ اسلام ٹیکس کی اجازت دیتا ہے ۔ اسلام جزیہ کی اجازت دیتا ہے ۔ اسلام ہر چیز کی اجازت دیتا مگر کوئی بھی ۔ کسی بھی نوعیت کا ۔ کسی بھی اسلامی دور

کا واقعہ نہیں بتا سکیں گے کہ انصاف کے حصول کے لیے کوئی گیا ہو اور اس نے انصاف کے حصول کے لیے قیمت ادا کی ہو ۔ انگریز نے یہ نظام رائج کیا تھا کہ انصاف کے حصول کے لیے قیمت ادا کرو ۔ کورٹ فیس دو ۔ اس کو بھی گوارہ کیا گیا اور اس کورٹ فیس کی بھی ایک حد ہوتی ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کارگزاری کے طور پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم نے اس سال انصاف دینے کے لیے کورٹ فیس اور judicial stamps کے ذریعہ 60 کروڑ روپیہ وصول کیا ہے ۔ اور آخر یہ آپ کا کیا کارنامہ ہے ۔ ایسے آپ آمدنی تصور کرتے ہیں یا تصور کہ ہم نے 60 کروڑ کا انصاف اس صوبہ میں ہمیں بیچا ہے ۔ آپ نے غریبوں کے لیے انصاف کا حصول نا ممکن العمل بنا دیا ہے ۔ آپ نے کورٹ فیس کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ عدلیہ کا وجود ہی نہ رہے ۔ اور لوگ یہ کہنا شروع کر دیں کہ ہمیں تو عدلیہ کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ جب غریب کو انصاف نہیں ملے گا ۔ جب غریب انصاف کے دروازے تک نہیں پہنچ سکے گا ۔ جب غریب کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہوگا کہ ساڑھے سات فیصدی وہ advalorum court Fee ادا کر کے flat rate پر عدالت کے دروازے تک پہنچ سکے ۔ تو لازمی طور پر اس کی آواز اٹھے گی کہ ہمیں یہ عدلیہ نہیں چاہیئے اور جب عدلیہ نہیں ہوگی تو پھر کیا ہوگا ۔ وہ آپ ہی سمجھیں کہ پھر قانون پر ایک کے اپنے ہاتھ میں ہوگا ۔ خدارا آپ عدالتوں کو بنیئے کی نظر سے نہ دیکھیں ۔ یہ تو ہے دوسرا فرض کہ جس میں آپ کامیاب ہوئے ہیں ۔ جو آپ کی کارگزاری ہے ۔

جناب والا ۔ اب آپ تیسرے فرض پر آ جائیں ۔ جو حکومت کا بنیادی فرض ہے وہ ہے عوام کی خوشحالی اور سرحدوں کی حفاظت ۔ ہمیں جناب والا ۔ بار بار یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری سرحدوں پر ایٹمی دھماکے ہو رہے ہیں ۔ ہندوستان نے ہماری سرحد پر ایٹمی دھماکہ کر دیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ انڈیا دس ایٹمی دھماکے کرے ۔ ہمارا کیا ۔ بالخصوص مسلمان اور وہ بھی پنجاب کے دلیر مسلمان جن کا یہ ایمان ہے ۔ کہ

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ ۔
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی ۔

آپ اس قوم کو بزدل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ کتنے وسائل ہیں ۔ کتنا بجٹ کا حصہ ہے ۔ کتنے ذرائع ہیں ۔ جو کہ آپ نے اختیار کیے ہیں کہ آپ اس ایٹم بم کے مقابلے کے لیے اس قوم کو تیار کریں ۔ آپ سے تو اتنا بھی نہیں ہو سکا ہے کہ اس بجٹ میں آپ اتنی رقم فراہم کر دیں اس صوبہ کے لیے کہ جس کی سرحدوں پر ایٹم کے دھماکے ہو رہے ہیں کہ ہر شہری کے لیے فوجی ٹریننگ لازمی قرار دی جائے ۔ ہر بالغ شہری ۔ جو کہ 18 سال سے زائد عمر کا ہے اس کے لیے فوجی ٹریننگ لازمی قرار دیں ۔ آپ نے تو جناب والا ۔ اس حد تک بھی نہیں کیا ہے ۔ آپ کی تمام تر توجہ کس چیز پر رہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ۔ میرے فاضل دوست یہ فرما رہے تھے کہ فوجی ٹریننگ لازمی قرار دی جائے ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ دریافت کروں گا کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے یا مرکزی ۔

**Mr. Speaker.** For the purpose of general discussion, you cannot split things and overall picture of the situation could be presented.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ہمیں بار بار یہ ڈرایا جاتا ہے کہ اس ملک کی جمہوریت کو ختم کرنے کے لیے روزانہ نت نئی سازشیں کی جا رہی ہیں ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کونسی ایسی جمہوریت کی اصطلاح ہے ۔ کس ملک کی آپ نشاندہی کر سکتے ہیں یا مثال دے سکتے ہیں ۔ جس ملک میں جمہوریت ہو اور اس طرح کی ہو جس طرح کی آپ نے جمہوریت اس ملک میں نافذ کی ہوئی ہے ۔

کیا آپ ان ایوانوں کو صرف جمہوریت کہا کرتے ہیں ؟ جناب والا ۔ یقین جانیں صرف صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی قائم کر دینا ۔ جمہوریت نہیں ہے ۔ آپ کو صرف اس لیے جمہوریت دکھائی دیتی ہے کہ انہیں کے ذریعے آپ کو وزارتیں مل جائیں گی ۔ انہیں کے ذریعے آپ کو کرسیاں مل جائیں گی انہیں کے ذریعے آپ کو کوٹھیاں مل جائیں گی ۔ انہیں کے ذریعے آپ کو کاریں اور بنگلے مل جاتے ہیں ۔ اسی لیے آپ کے لیے اس سے بہتر اور کوئی جمہوریت

نہیں ہے ۔ آپ یقین جانیں کہ جس ایوان میں آپ اور ہم بیٹھے ہیں ۔ جس ایوان کی تقدیس اور حفاظت کا روزانہ ہم پرچار کرتے ہیں ۔ آپ نے کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ اس ایوان کے نیچے ستون بھی ہے اور یہ ایوان کسی ستون پر کھڑا ہے آپ نے اس چیز کا کبھی موازنہ نہیں کیا ۔ آپ نے بار بار کہا کہ اس ملک میں مارشل لاء آتے ہیں ۔ اس ملک میں فوجی ڈکٹیٹر آ جاتے ہیں ۔ اس ملک میں ایک آدمی قبضہ کر لیا کرتا ہے ۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ کیوں قبضہ کیا کرتا ہے ۔ کیوں مارشل لاء کی لعنت سوار ہوتی ہے ۔ ہم اور ہندوستان اکٹھے آزاد ہوئے ۔ وہاں کیوں مارشل لاء نافذ نہیں ہوا ۔ یہاں کیوں بار بار مارشل لاء نافذ ہوتا ہے ۔ وہاں کیوں جمہوریت کو خطرہ نہیں ہے ۔ یہاں جمہوریت کے ہوتے ہوئے بھی جمہوریت کو خطرہ بتایا جاتا ہے ۔ اس کا آپ نے کبھی سدباب کرنے کی کوشش کی ہے ؟ جناب والا ۔ جو جمہوریت بغیر ستونوں کے قائم کی جائے جس جمہوریت کی بنیادیں نہ ہوں وہ جمہوریت کبھی دیرپا نہیں ہوا کرتی ۔ جمہوریت نیچے سے اٹھتی ہے اور اوپر آتی ہے ۔ ہمارا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ ہم جمہوریت کو اوپر سے لاتے ہیں ۔ نیچے سے ستونوں کی بنیاد کی ہم پرواہ نہیں کرتے ۔ کیا آپ بتائیں گے کہ جمہوریت کیا ہوتی ہے ؟ جمہوریت وہ ہوتی ہے جس میں عوام کا صوبے کی حکومت اور اس ملک کے ہر شعبے میں براہ راست عمل دخل ہو ۔ آپ مجھے بتائیں کہ عوام کا کس شعبے سے اب تعلق ہے ۔ اصل جمہوریت تو لوکل گورنمنٹ سے شروع ہوتی ہے اور اسمبلیاں بنانے سے پہلے ہر سمجھدار حکومت ہر وہ حکومت جو چاہتی ہے کہ جمہوریت بنے ۔ جو چاہتی ہے کہ جمہوریت قائم رہے ۔ جو چاہتی ہے جمہوریت پنپے وہ کوشش کرتی ہے کہ اس ملک کے اور اس صوبے کے اندر زیادہ سے زیادہ جمہوری انداز میں لوکل گورنمنٹ کا نظام قائم ہو تا کہ عوام محسوس کریں ۔ جناب والا ۔ جمہوریت وہ ہے جس میں عوام اپنی شرکت محسوس کریں ۔ عوام تو ہم سے لا تعلق ہیں ۔ صرف اسمبلیوں کے انتخاب سے جمہوریت نہیں آ جایا کرتی ۔ جمہوریت وہ ہے کہ ہر گاؤں ۔ ہر قصبے ہرشہر اور ہر صوبے میں عوام کی کونسل ہو ۔ اپنے صوبے میں تو عوام کی کونسلیں قائم کر دیں مگر یہ بتائیں ۔ گاؤں شہر اور دیہاتوں کی سطح پر آپ کا کونسا جمہوری نظام موجود ہے ۔ اور جب تک وہ نظام نہیں ہوگا ۔

اس وقت تک کیا حشر ہوگا ۔ آپ کو پتہ ہے کہ عوام بے تعلق ہیں ۔ عوام جمہوریت سے نا آشنا ہیں ۔ جس جمہوریت کہتے ہیں وہ جمہوریت عوام نہیں مانتے ۔ عوام کو تو اتنا پتہ ہے کہ پہلے بھی مارشل لاء کے وقت میں ان پر وزیر حکومت کیا کرتے تھے ۔ اب بھی ان پر وزیر حکومت کرتے ہیں ۔ ان کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے ۔ وہ وزیر بھی پاکستان کے ہوا کرتے تھے اور اب بھی پاکستان کے ہوا کرتے ہیں ۔ جب تک آپ انہیں حکومت میں شامل نہ کریں ہر قصبہ اور ہر گاؤں آپ کی حکومت میں شامل نہ ہو وہ جمہوریت کسی بھی حالت میں پنپ نہیں سکتی ۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے جناب والا ۔ کہ جمہوریت جمہوریت کی رٹ تو لگاتے ہیں لیکن جمہوریت کے نام سے کوسوں دور بھاگتے ہیں ۔ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ جب بھی ملک میں ایسا ہوا نیچے کوئی ادارہ نہیں ہوا کرتا تھا ۔ عوام حکومت سے لاتعلق ہوا کرتے تھے ۔ عوام کا حکومت سے کوئی عمل دخل نہیں ہوا کرتا تھا ۔ جب بھی کوئی فوجی انقلاب آیا تو عوام نے کوئی فرق محسوس نہیں کیا ۔ انہیں کسی قسم کا پتہ نہیں لگا کہ آخر ہو کیا رہا ہے اور کیا ہو کر رہے گا اور یہی حال آپ کر رہے ہیں ۔ اگر آپ جمہوریت لانا چاہتے ہیں تو اس طرف کوئی ٹھوس قدم اٹھائیں لیکن آپ نے اس اڑھائی سال کے عرصہ میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا ۔ ارے جس آدمی کو آپ کوستے ہیں شائد آپ نے نہ دیکھا ہو ۔ اب آپ سمجھنے کی کوشش کریں ۔ کہ ایوب خان نے بھی اسمبلیاں بنانے سے پہلے کونسلیں قائم کی تھیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دس سال نکال گیا ۔ لولی جمہوریت اور لنگڑی جمہوریت تھی indirect جمہوریت تھی ۔ دس سال صرف اس لیے چلتی رہی کہ اس کی بنیادیں کچھ نہ کچھ نیچے موجودہ تھیں ۔ آپ جس جمہوریت پر گھمنڈ کر رہے ہیں ۔ اس کی بنیادیں کہاں ہیں ؟ آج خدا نخواستہ اس ملک میں انقلاب برپا ہو جائے تو کون ہے آپ کی مرثیہ خوانی کرنے والا ؟ کون ہے ان کا چیک کرنے والا ۔ کون ہے انہیں روکنے والا ۔ پہلے ہمیں یہ مراعات حاصل تھیں ۔ پہلے ہمیں حکومت میں عمل دخل حاصل تھا جواب نہیں ہے ۔ خدا کے لیے جمہوریت چلانا سیکھو جمہوریت کو سمجھنا سیکھو ۔جمہوریت کو اپنی حد تک تک محدود نہ رکھو اپنے اقتدار تک محدود نہ رکھو ۔

جناب والا ۔ کیا یہی جمہوریت ہے ؟ کیا اسی کو ہم جمہوریت کہیں ؟ آپ اسی بجٹ کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ الیس اضلاع کا یہ صوبہ پنجاب۔ یہی اسمبلی۔ یہی ایوان اور اسی پارٹی کی حکومت تھی اس صوبہ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ آتا ہے ۔ تو وزیراعلیٰ سمیت تمام وزراء کا خرچ 6 لاکھ 82 ہزار روپیہ ۔ میں یہ خرچ آپ کی حکومت کے وزیر اعلیٰ اور وزراء کا بتا رہا ہوں ۔ میں کسی دوسری حکومت کی نشاندہی نہیں کر رہا ۔ جناب والا ۔ 73 - 1972ء کے بجٹ میں بلکہ 74 - 1973ء کے بجٹ میں جو تخمینہ دیا گیا تھا کہ وزیر اعلیٰ اور وزراء سمیت خرچ 6 لاکھ 82 ہزار روپیہ تھا ۔ جناب والا ۔ پہلے 14 وزراء اور ایک چیف منسٹر کا خرچ 6 لاکھ 82 ہزار روپیہ ۔ آپ نے اس میں تو بڑی جلدی ترقی کر لی کہ اب صرف وزیر اعلیٰ کا خرچ اس بجٹ میں 6 لاکھ 56 ہزار 8 سو پچاس روپے رکھا گیا ہے اور باقی وزراً کا 6 لاکھ 12 ہزار روپے دکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جمہوریت وہی ایوان وہی۔ آئین وہی ۔ set up وہی ۔ میں نے کوئی فرق محسوس نہیں کیا کہ جب اس ضوبے کی ساری کابینہ بشمول وزیر اعلیٰ پر 6 لاکھ 82 ہزار روپیہ خرچ ہوتا تھا اب جب کہ ساری کابینہ پر 13 لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں ۔ مجھے تو فرق نہیں دکھائی دیا ۔ مجھے تو ابتری زیادہ محسوس ہوتی ہے ۔ مجھے تو انتشار زیادہ دکھائی دیتا ہے ۔ آپ اندازہ فرمائیں آخر یہ عوام کی حکومت ہے ۔ آخر آپ چاہتے کیا ہیں ؟ کس قسم کی راحتیں آپ لانا چاہتے ہیں ؟ اس کے بلند بانگ دعویٰ تو آپ کرتے ہیں لیکن عملاً کیا ہو رہا ہے ؟

جناب والا ۔ اب میں سوشلزم کی طرف آتا ہوں کہ بار بار کہا جاتا ہے کہ چائینا نے اس لئے ترقی کی کہ وہاں پر عوام بیدار ہو گئے ۔ ان میں قوت اور بیداری پیدا ہو گئی تھی ۔ کون کہتا ہے کہ چائینا کا عوام بیدار نہیں ہوا تھا چائینا کا عوام افیونی تھا چائینا کا عوام سڑک پر لیٹ کر افیون پیا کرتا تھا ۔ چائینا کے عوام کی قسمت بدلی تو چائینا کے لیڈروں نے بدلی ۔ کس حالت میں بدلی ؟ چالیس چالیس فٹ لمبی کار پر چڑھ کر نہیں بدلی ۔ ایئر کنڈیشنڈ کوٹھیوں میں رہ کر نہیں بدلی ۔ قالینوں اور دوسری آرائشوں سے مزین دفتروں میں بیٹھ کر نہیں بدلی ۔ کھدر کا لباس پہن کر تپتی دھوپ میں چل کر ۔ لانگ مارچ کر کے ۔ اپنے آپ کو بھوکا رکھ کر عین اسلامی نظریہ کے مطابق ۔ اگر قوم بھوکی تھی تو انہوں نے دو سلیں اپنے پیٹ پر باندھ

لیں ۔ تب جا کر چائینا کے عوام کی قسمت بیدار ہوئی ۔ یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آئی کہ جب عوام میں خوشحالی نہیں آ سکتی تو حکومت کس کے لئے بنائی جاتی ہے ۔ کس لئے ووٹ دئے گئے تھے ۔ آپ کو کس لئے منتخب کیا گیا تھا ؟ اس لئے تو نہیں کہ آپ کا کام ہے انقلاب لانا ۔ یہ قوم نہایت شریف سیدھی سادی اور محب وطن ہے ۔ بد قسمتی اس قوم کی ہے تو یہی ہے کہ اس قوم کو لیڈر ملے تو عیار ملے ۔ حاکم ملے (جناب والا ۔ مجھے اس سے زیادہ لفظ استعمال کرنے چاہیں) تو بد دیانت حاکم ملے ۔ عیار لیڈر ملے ۔ قوم جائے تو کہاں جائے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ قوم کی دلچسپیاں ملک سے ختم ہو رہی ہیں (اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے گھنٹی بجائی) جناب والا ۔ آج اپوزیشن سے صرف ایک ممبر ہی تو بول رہا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ جو بھی ہے اب تیئس منٹ ہوگئے ہیں ۔ حاجی صاحب ذرا ایک سیکنڈ ٹھہریں ۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب آپ کا بڑے زور سے مطالبہ آیا تھا کہ آپ نے دس بجے تقریر کرنی ہے اور آپ پونے بارہ بجے تشریف لائے ہیں ۔

**سید طاہر احمد شاہ** ۔ جناب والا ۔ میں معافی چاہتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں صرف آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ دس بجے اس ایوان نے آپ کا بہت انتظار کیا ۔

**سید طاہر احمد شاہ** ۔ جناب والا ۔ اب مجھے کتنے بجے وقت ملے گا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اب آپ کو رات کے ساڑھے آٹھ بجے وقت ملے گا ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ آئین بنا اور آئین میں صوبائی خود مختاری رکھی گئی ۔ آئین کے اندر حکومتیں بنانے اور بدلنے کا نظام مقرر کیا گیا ۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ پاکستان میں تین صوبوں میں آئین نافذ ہوا لیکن یہ صوبہ اس آئین کے نفاذ سے محروم ہے ۔ آج تک اس صوبہ کو وہ حکومت نہیں ملی ۔ جو حکومت آئین فراہم کرتا ہے ۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے کہ حکومت کیسے بنتی ہے ۔

مجھے ایسی حکومت چاہئے جو حکومت صرف پنجاب کی نمائندہ ہو اور جو پنجاب کے حقوق کی حفاظت کر سکے ۔ مگر افسوس ہے کہ اس تین سال کے عرصہ کے دور میں ایک بھی وزیر اعلیٰ ایسا نہیں ملا جو آئین کے مطابق خود مختار ہو ۔ جو اس آئین کو صوبائی عوام کی منشا کے مطابق چلا سکے اور مرکز سے اتنا خوف نہ کھائے کہ کس وقت اس کی رسی کھینچ لی جائے ۔ جناب والا ۔ یہ بد قسمت صوبہ پنجاب ہے جس کا یہ حال ہے کہ اس کو خود مختاری نہیں ملی ۔ مجھے اس امر میں کلام نہیں اور یہاں ببانگ دہل اعتراف کرتا ہوں کہ جناب چودھری حنیف رامے جیسا شریف وزیر اعلیٰ اس ایوان کو میسر ہوا اور میں ببانگ دہل کہتا ہوں کہ جس دن سے یہ وزیر اعلیٰ بنے ہیں ۔ اس دن سے صوبہ کے عوام کو کچھ تھوڑا بہت عزت نفس ، شرافت کا احساس پیدا ہوا ہے ۔ جو اسے پہلے نہیں تھا مگر اس سے مجھے غرض نہیں ہے ۔ مجھے اصل غرض اس سے ہے کہ ہمیں آئین کے مطابق حکومت ملنی چاہیے ۔ ہماری آئین کے مطابق حکومت ہونی چاہئے ہماری حکومت مرکز سے اتنا خوف کھاتی ہے کہ صحافی اگر دفعہ 144 کے تحت گرفتار ہو جائیں ۔ تو ان کے مقدمات کو واپس لینا ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیار میں ہے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان کو واپس لے سکتا ہے اور وزیر اعلیٰ کہتے ہیں کہ مجھے اجازت لینے دو کہ ان کو چھوڑنا ہے یا نہیں ۔ جناب والا ۔ ایک معمولی ملازم ڈائریکٹر تعلیم ہے ۔ صوبے کے عوام چیختے ہیں ایم بی اے چیختے ہیں ۔ دھاندلیاں ہوتی ہیں ۔ تقرر جس انداز سے ہوتے ہیں ۔ میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر ڈائریکٹر تعلیم ملتان کی تقرری میں صوبائی حکومت کا دخل ہے تو مجھے اس ایوان سے نکال دیں ۔ یہ حکومت تو ایک ڈائریکٹر تعلیم ملتان تعینات نہیں کر سکتی ۔ اس کے تبادلے کے لئے ایوان میں واشگاف الفاظ میں کہا جاتا ہے کہ جناب اس کو تبدیل کر دیا جائے ۔ اوپر سے رسی کھینچتی ہے کہ تم کون ہو تبدیل کرنے والے وہ رہے گی ۔ یہ ہماری حکومت کو آئینی اختیارات ہیں ۔

ہم جناب والا ۔ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم جمہوریت پسند ہیں ۔ ہم نے جمہوریت نافذ کی ہے ہم اس صوبہ میں جمہوریت چاہتے ہیں لیکن جس صوبہ کے اندر یہ عالم ہو تو ہم کیسے توقع کر سکیں کہ

اس صوبے کو اس کا حق ملے گا۔ میں جناب والا۔ باہر نہیں جاتا میں آپ کا وائٹ پیپر اٹھا کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ اپنے وائٹ پیپر میں جس صدارتی آرڈر نمبر 2 اور 10 آف 1971 کے حوالے اس میں دئے ہیں۔ جن دو چیزوں کی تقسیم کی گئی ہے ویسٹ پاکستان کے اثاثوں کی تقسیم اور سنٹر کے ٹیکسوں کی تقسیم کا موازنہ قائم کیا گیا ہے۔ جہاں ادائگیوں کا تعلق ہے صدارتی آرڈر نمبر 2 کا تعلق ہے جس میں ہم نے ذمہ داریاں ادا کرنی تھیں وہ تو 1971 سے واجب الادا ہو گئی اور ہم ادا کر رہے ہیں۔ پنجاب کا غریب کسان اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے ادا کر رہا ہے لیکن جناب والا۔ جہاں وصولی پیدا ہوتی ہے وہاں ندارد مجھے بتائیں کہ کیا یہ پنجاب کے ساتھ ظلم نہیں ہو رہا ہے یہ آپ کی وجہ سے نہیں تو کس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ وہ اس کمزور حکومت کی وجہ سے نہیں تو کس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ 80 فیصد الوکیشن جو 1971 کے صدارتی آرڈر میں ہوئی ہے جتنے بھی سنٹر کے ٹیکس وصول ہوتے ہیں اس میں 80 فیصد صوبے کا حصہ ہے اور 20 فیصد سنٹر کا حصہ ہے۔ اب 80 فیصد میں سے پنجاب کو کیا مل رہا ہے۔ 1971 سے مشرقی پاکستان کٹ گیا ہے۔ 1971 سے مشرقی پاکستان کے محاصل کی ایک پائی اس خزانہ میں جمع نہیں ہو رہی۔ 1971 سے تمام ٹیکسوں کی۔ مغربی پاکستان کی آمدنی کے 80 فیصد میں سے 56 فیصد پنجاب کا حصہ ہے مگر ہو کیا رہا ہے کہ سنٹر مشرقی پاکستان کا 44 فیصد حصہ کاٹ کر الگ رکھ رہا ہے لیکن وہ مشرقی پاکستان کا حصہ پنجاب کو تو بالکل نہیں مل رہا ہے۔ نہ معلوم کس کو مل رہا ہے۔ اس کا نام ونشان نہیں پتہ نہیں کہ کس صوبے کو مل رہا ہے۔ 44 فیصد مشرقی پاکستان تسلیم بنگلہ دیش تسلیم وسائل تمام مغربی پاکستان کے اس کے باوجود مغربی پاکستان کو 56 فیصد ملنا ہے لیکن اسے ملتا کیا ہے۔ صرف 36 فیصد۔ جناب والا۔ میں کہتا ہوں کہ اس صوبے سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ نہری پانی کا سوال ہو تو ہمیں بتایا جاتا ہے کہ کمیشن بٹھایا ہے ابھی فیصلہ ہوگا اور پنجاب کے کسان رو رہے ہیں لیکن ٹیکسوں کی تقسیم کا سوال ہو تو تب بھی کمشن بٹھایا جاتا ہے۔ پنجاب کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ میں ایک چیز واشگاف الفاظ میں اس ایوان میں بتا رہا ہوں کہ ہم پنجاب کی محرومیوں کو زیادہ دیر برداشت نہیں کریں گے میں اس کو روا داری نہیں کہتا

بلکہ پنجاب کے ساتھ غداری کہتا ہوں ۔ اس کا میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ اگر 31 دسمبر 74 تک پنجاب کے وسائل صدارتی آرڈر نمبر10 کے تحت مکمل طور پر وصول نہیں کر سکتی تو اس ایوان کی چار دیواری گواہ ہے کہ میں حکومت کے خلاف عدم اعتماد پیش کرونگا اور وہ عدم اعتماد کامیاب نہ ہوا تو میں بھوک ہڑتال کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ پنجاب کے عوام اور زیادہ محرومیوں اور ظلم کا شکار نہ ہوں ۔ جناب والا ۔ نہری پانی جو پنجاب کے کسانوں کے لئے ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی صاحب آپکو بہت موقع ملے گا ۔ آپ نے کٹ موشنز دی ہوئی ہیں وہ تقریباً 35 کے قریب ہیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ آپ نے 36 منٹ دوسروں کو دئے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ کے بھی 35 منٹ ہوگئے ہیں ۔ آپ کو کٹ موشن پر موقع مل جائے گا ۔ مسٹر محمد یار خان لاشاری ۔

**محمد یار خان لاشاری** (ساہیوال 8 ) ۔ جناب سپیکر ۔ یہ روائت چل نکلی ہے کہ خسارے کی سرمایہ کاری کی جائے یا منافع کی ۔ بجٹ متوازن پیش کیا جائے یا غیر متوازن مبارک بادیوں کا سلسلہ چل نکلتا ہے بجٹ در اصل حکومت کے اقتصادی شعبے میں عزائم کا نام کسی حکومت کے انتظامی شعبہ میں کیا مقاصد ہیں اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کوئی حکومت کس حد تک کامیاب ہوئی ہے۔ جناب والا ۔ موجودہ بجٹ میں حقیقی طور پر اقتصادی جمود کے ٹوٹنے کی نشان دہی ہوتی ہے۔ جناب والا۔ ہماری بنیاد زراعت پر ہے۔ اور زراعت ہماری معیشت ہے اور ہماری معیشت سوشلزم ہے۔ میرے کسی دوست نے خاصی تنقید کی تھی ۔ جناب والا ۔ سوشلزم وہی معیشت ہے جس کا ثبوت اسلام کے اولین ایام میں ملتا ہے ۔ جناب والا ۔ جوں جوں مسلمانوں نے مساوات کو ترک کر کے ملوکیت اختیار کی ۔ اس جذبہ اور نظریہ نے غیر مسلموں کے پاس پناہ لی اور مسلمان اس سے لاتعلق ہوگئے ۔ لیکن جناب والا ۔ اس کے ساتھ یہ بات تسلیم کرنا ہوگی کہ اس سلسلے میں حکام اور عوام دونوں کو اپنی جگہ انفرادی اور

اجتماعی کردار ادا کرنا ہوگا ۔ حکام کو یہ کردار ادا کرنا ہوگا ۔ جس طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کردار ادا کیا تھا ۔ جب حکومت کا کاروبار کرتے تو حکومت کا دیا جلاتے اور جب اپنا کاروبار کرتے تو اپنا دیا جلاتے ۔

جناب والا ۔ یہ بات بھی ہم نے دیکھی کہ ہمارے وزراء کرام جب دورے پر جاتے ہیں تو بنگلوں میں ٹھہرتے ہیں لیکن جب عوام وہاں جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ جناب وزیر کسی رشتہ دار کی شادی پر تشریف لائے ہیں ۔ تو اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے ذاتی کردار کو درست کرنا ہوگا ۔ ہمیں اپنا دامن استحصال سے پاک کرنا ہوگا ۔ پھر ہم یہ بات کہہ سکیں گے کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے لباس پر دو چادریں استعمال ہوئی ہیں ۔ تمہارے پاس دوسری چادر کہاں سے آئی ۔ تو یہ ہم اس وقت کہہ سکیں گے جب ہمارا ذاتی دامن استحصال اور آلودگیوں سے داغدار نہیں ہوگا ۔

آج کل چور بازاری ، رشوت ستانی اور سمگلنگ کا بڑا چرچا ہے ۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ ہم نے اسلامی تعلیمات سے انحراف کر لیا ہے اور حقوق العباد کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے ۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے انحراف کر رہے ہیں ۔ جن سے ہمیں اسوہ حسنہ ملتا ہے ہمیں ان کی تعلیمات بحیثیت ایک مبلغ کے نظر آتی ہیں ۔ پھر ہمیں ان کی شکل بحیثیت ایک فوجی جرنیل کے نظر آتی ہے ۔ تو تمام برائیوں کی جڑ یہ ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات سے انحراف کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ رشوت ستانی عام ہے ۔ حکام پر نوکر شاہی کے الزامات لگائے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ کبھی ہم نے اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھا ہے کہ رشوت کیوں ہے ۔ ایک شخص محکمہ نہر کے افسر کو اس لیے رشوت دیتا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے حصے کا پانی چھین کر اپنا موگہ بڑا کرنا چاہتا ہے ۔ جناب والا ۔ ایک تحصیلدار کو اس لیے

رشوت دی جاتی ہے کہ ایک شخص کی والدہ سوتیلی تھی کیونکہ اس کے والد کی دو بیویاں تھیں ۔ وہ اس لیے تحصیلدار کو رشوت دیتا ہے کہ انتقال میں اس کا نام بالکل خارج ہو جائے۔ پٹواری کو اس لیے رشوت دی جاتی ہے کہ وہ گرداوری میں اس کی زمین خود کاشت دکھائے ۔ ہمیں پہلے اپنے گریبانوں میں بھی جھانکنا چاہئے ۔ ہوس زر نے ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے ۔ ہمیں اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنے بھائیوں کے حقوق پہچاننے کی کوشش بھی کرنی چاہئے ۔ کیا ہم ان بھائیوں کے لیے پیسہ اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جنہوں نے قیامت کے دن ہمیں کوئی فائدہ نہیں دینا قرآن پاک میں ہے

(1) لا تذر وازردة وزر آخراہ ط

کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ۔ یہ آپ کے بھائی جن کے لیے آپ دولت جمع کر رہے ہیں یہ کسی کام نہیں آئیں گے ہم خود اپنے نفس کے ذمہ دار ہوں گے اور کوئی بھی ہمارا ذمہ دار نہیں ہوگا ۔ قرآن کہتا ہے کہ ۔

(1) أعلمو انما الحیوة الدنیا لعب

و لهو و زینة و تفاخر م بینکم
وتکا ثرفی الاموال و الاولاد

کہ اے دنیا والو جان لو ۔ یہ دنیاوی زندگی ۔ یہ فخر و زینت ۔ یہ مال کی زیادتی ۔ یہ لہو و لعب یہ سب عارضی ہیں ۔ یہ دنیاوی زندگی محض دھوکے کی بات ہے ۔ ہم نے اسلام کی تعلیمات کو جب سے چھوڑا اسی دن سے ہم پر تنزل کا وقت شروع ہو گیا ۔ ان تمام مصیبتوں کا محض ایک ہی حل ہے کہ جہاں اسلامی تعلیمات کو اور اسلامی قوانین کو نافذ کیا جائے ۔

جناب والا ۔ شراب پر ٹیکس عائد کیا گیا ۔ لیکن یہ بھی کبھی سوچا گیا کہ شراب کے متعلق قرآن ہمیں کیسا سبق دیتا ہے ۔ شراب کی حرمت ایک تدریجی سلسلے سے شروع ہوئی ۔ آخر کار اس کی مکمل حرمت کا حکم آ گیا تو لوگوں نے اسی وقت سے اس کا استعمال چھوڑ دیا تھا ۔ اب بھی اس سلسلے کو ختم ہونا چاہئے ۔ اسے فوری طور پر بند ہونا چاہئے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں شراب کی حرمت کا ذکر ہوتا ہے

وہاں یہ بھی ہے کہ ۔ ۔

المال والبنون زینة الحیوة الدنیا

والباقیات الصلحت

یہ شیطانی عمل ۔ یہ جوئے ۔ یہ شراب یہ کیا ہیں ۔ یہ شیطانی عمل ہیں ۔ یہ ناپاک ہیں ۔ اگر ہم ان پر عمل کریں گے تو ہم شیطان کی پیروی کریں قرآن میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ۔

انما الخمر والمیسر والا نصاب والا زلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوة

کتنے واضح احکام ہیں کہ شیطان چاہتا ہے یہ بغض و عداوت اور ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنا ۔ یہ کیا ہیں یہ سب شیطانی عمل ہے ۔ شراب اور جوا کے متعلق کہا گیا ۔

انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر

ویصدکم عن ذکراللہ وعن الصلوة فھل انتم منتھون

کہ یہ بغض و عداوت کی جڑ ہیں اور اللہ کی ضد ہیں ۔ وہ تمہیں اچھے کاموں سے روکنا چاہتا ہے ۔ اور پھر قرآن پوچھتا ہے کہ اے مسلمان تو اس سے باز رہنا ۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم اس سے باز نہیں آئیں گے ۔ یہ تمام مصیبتیں اس وقت ختم ہوں گی ۔ جب ہم قرآنی تعلیمات کو اپنائیں گے ۔ جناب والا ۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا ۔ لیکن یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ہر کمالے را زوالے ۔ قرآن کہتا ہے کہ ہم نے آپ کے مقامات بلند کیے ۔ جناب والا ۔ جناب حنیف رامے وزیر اعلیٰ بن گئے ۔ یہ کوئی پھولوں کی سیج نہیں ۔ یہ کانٹوں کی سیج ہے ۔ تو انہیں اپنی حکومت میں اپنے صوبے اور عوام کے حقوق کو پہچاننا پڑے گا ۔ اگر انہوں نے ان کے حقوق نہ پہچانے تو یاد رکھیں وہ خدا اور عوام کے سامنے جوابدہ ہوں گے ۔ جس شخص نے بھی حکومت کو کبر و غرور کا نشان بنایا ۔ اسی نے اپنی قوم کا بیڑہ غرق کیا ۔ وہ کبھی بھی اپنی قوم کے حق میں صحیح ثابت نہ ہو سکا ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میرے علاقے میں ون اور ون اے ایل کے 34 چکوک ہیں ۔ وہاں نہری پانی کا مسئلہ انگریز کے زمانے سے حل طلب ہے ۔ جس وقت نہریں آئیں تو اس وقت پانی کی نسبت یہ رکھی گئی تھی کہ تیسرے حصہ کے برابر آباد کاروں کو دیا جاتا تھا ۔ جناب والا ۔ جناب والا ۔ آجکل تو 100 فیصدی آبیاری کی جا رہی ہے ۔ وہاں زیر زمین پانی کڑوا ہے ۔ میں استدعا کرونگا کہ اس سلسلے میں پلاننگ کرا کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میرے تمام علاقہ میں گرلز ہائی سکول سرے سے کوئی نہیں ۔ میں استدعا کرونگا کہ اختر آباد کے سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنے علاقے کی نشان دہی بھی کریں کہ آپ کس علاقے کی نمائندگی کر رہے ہیں تاکہ اگر کوئی نوٹ لے رہا ہو تو صحیح نوٹ کر سکے ۔

خان محمد یار خان لشاری ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب سے استدعا کرونگا کہ وہ نوٹ فرما لیں ۔ میرا علاقہ تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہیوال ہے ۔ جناب والا ۔ میرے علاقے تحصیل اوکاڑہ میں water works rural supply کی سکیم پر عمل در آمد کیا جائے ۔ سننے میں آیا ہے کہ اوکاڑہ کے لیے دو سکیمیں بنائی گئی ہیں ۔ تو خدا کے لیے رینالہ خورد میں بھی سٹلائٹ ٹاؤن بنایا جائے کیونکہ وہاں گلاسکو فیکٹری ہے ۔ اس کے ساتھ ہی میں استدعا کرونگا کہ اوکاڑہ میں بھی اس سکیم پر پوری طرح عمل درآمد کیا جائے ۔

اس کے بعد ایک ضروری بات جو میں ہر بجٹ کے موقع پر استدعا کرتا آیا ہوں وہ وزیر آبپاشی اور وزیر زراعت سے متعلق ہے ۔ میرے علاقہ میں زیادہ غلہ آ گاؤ سکیم کے تحت ٹیوب ویل نصب کیے گئے تھے جن پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوا تھا ۔ لیکن آج تک انہیں بجلی کے کنکشن نہیں مل سکے ۔ جب محمد انور سمہ صاحب وزیر مال تھے تو ان دنوں بھی میں نے استدعا کی تھی اور جب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب آئے تو ان سے بھی استدعا کی ۔ شائد

وہ بھول گئے ہوں ۔ تو میں استدعا کرونگا کہ اس سکیم کو عملی جامہ پہنایا جائے تا کہ ملکی معیشت پر اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہو سکیں ۔ میرے علاقہ میں شیر گڑھ کے لیے محکمہ ڈیری ڈویلپمنٹ کی سکیم بنائی گئی ہے ۔ میری استدعا ہے کہ اگر اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مزارعین کو بے دخل کرنا پڑے تو ان کے لیے متبادل بندوبست کر دیا جائے ۔ تو یہ ایک اچھی بات ہوگی ۔ ۔ ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ کایانہ سٹیٹ اور رینالہ سٹیٹ کے مزارعین کی بد حالی کا رونا میں یہاں روتا ہوں ۔ ان کے حالات نہایت ناگفتہ بہ ہیں ۔ رینالہ سٹیٹ کا تمام رقبہ ایک انگریز عورت کو گھوڑیوں کی پرورش کے لیے دے دیا گیا ہے ۔ اب تو خدا کے فضل سے سنا ہے کہ حکومت پاکستان وہ رقبہ واپس لے رہی ہے ۔ بہر حال مزارعین کا تحفظ نہیں کیا جا رہا ۔ اسی طرح کایانہ سٹیٹ کے رقبے ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کے ریٹائرڈ جرنیلوں کو پٹے پر دیے گئے تھے ۔ میں ہفتے کے دن اوکاڑہ گیا تھا ۔ مزارعین کی حالت اتنی خراب ہے کہ حکومت کی توجہ ضروری ہے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب بیس منٹ کے لیے چائے کا وقفہ ہوگا اور ہم بارہ بج کر بیس منٹ پر دوبارہ اکٹھے ہوں گے ۔

(اس مرحلہ پر چائے کے وقفہ کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

مسٹر سپیکر ۔ قبل اس کے کہ میں رائے سخاوت علی خان سے استدعا کروں کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں ۔ آج میں نے صبح اخبارات میں دیکھا ہے ۔ جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ شاید کوئی قرار داد پیش ہو رہی ہے ۔ بجٹ سیشن میں سوائے بجٹ کے کسی اور مسئلہ پر بحث نہیں ہو سکتی ہے ۔ نہ ہی غور ہو سکتا ہے ۔ کچھ قرار دادیں مسئلہ قادیان پر دفتر میں موصول ہوئی ہیں کہ ان کو اقلیت قرار دیا جائے ۔ ضابطے یہ بجٹ میں تو پیش نہیں ہو سکتی اس کے بعد جو بھی آئیں گا آئے گا ۔ اگر وہ ضابطے کے مطابق ہوئیں ۔ تو وہ ایوان میں زیر بحث آئیں گی ۔

**امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا ۔ یہ جو قرار داد ہمارے لیڈر آپ کو دے رہے ہیں ۔ جس کے پہنچنے سے پہلے آپ نے یہ فیصلہ بھی فرمانا شروع کر دیا ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ صوبہ سرحد میں بجٹ کے دنوں میں ہی یہ ریزولیوشن ہو چکا ہے ۔ اور اگر سرحد میں یہ ریزولیوشن ہو سکتا ہے تو یہاں بھی ہونا چاہیے اگر بجٹ میں کوئی پابندی ہوتی تو جیسے یہ صوبہ ہے ۔ وہ بھی اسی طرح سے پاکستان کا ایک صوبہ ہے ۔ اس میں استحقاق پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی ہے جناب والا ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا ۔ کہ یہ بھی ہمارا حق ہے ۔ ہمارے جذبات کی طرف دیکھیں جن کی ہم ترجمانی کرنا چاہتے ہیں ۔ ہمیں اس کی پوری اجازت دی جائے ۔ ریزولیوشن آپ رکھ لیں ۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ یہ ہاؤس کی مرضی ہے اسے منظور کرے یا نہ کرے ۔ لیکن میں یہ استدعا کروں گا ۔ کہ یہ ریزولیوشن ہاؤس میں آنا چاہیئے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اس ایوان میں اس مسئلہ پر اراکین نے جس طریقہ سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ میں یہاں پر سرحد اسمبلی کو زیر بحث لانا نہیں چاہتا ہوں ۔ لیکن پھر بھی یہ بڑے دعوےٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کے ممبران نے جس طرح سے یہاں اس ہاؤس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ آج تک کسی بھی اسمبلی نے اتنے واضح اور مفصل طور پر اس کا اظہار نہیں کیا ہے ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ میں یہ عرض کروں گا ۔ جناب والا ۔ کہ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ بات تو سنیں ۔ مجھے معلوم نہیں کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی اسمبلی کے ضوابط کیا ہیں ۔ اس لیے میں اس بات کا آپ کو جواب نہیں دے سکتا کہ ان کے ضوابط کیا ہیں اور وہ قرار داد کن حالات میں وہاں پیش ہوئی ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا ۔ آئین تو سارے ملک کے لیے ایک ہی ہے ۔ ایک صوبہ کے لیے کہیں علیحدہ تو نہیں ہو سکتا ۔ صوبہ کے ضوابط ایک ہی قسم کے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ رائے سخاوت علی خان ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں بھی اس سلسلے میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کی قرار داد پہنچ چکی ہے ۔ اس سے پہلے بھی بہت سی قرار دادیں آئی ہوئی ہیں ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ میری قرار داد بھی آپ کے پاس پہنچ چکی ہے قواعد و ضوابط کے مطابق جیسے بھی ہو اس پر آپ غور کریں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ قرار داد اسمبلی کے ریکارڈ پر رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔ کیوں نہیں میں نے اپنے دستخط کر کے سیکرٹری صاحب کو دے دی ہے ۔ ۔ رائے سخاوت علی خان ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کرونگا کہ اس سلسلے میں رولز suspend کر دیئے جائیں ۔ اور قرار داد پر بحث کی جائے

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور اس سے پہلے روایت بھی موجود ہے کہ جب بھی آپ کے سامنے ایسا مسئلہ پیش ہوا ہے تو آپ نے ہاؤس کی منظوری سے رولز suspend بھی کیے ہیں ۔ ہنگامی طور پر آپ نے زیر بحث لانے کی اجازت بھی دی ہے چونکہ یہ مسئلہ صوبائی سطح کا ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے جذبات واحساسات سے متعلق ہے اور اس وقت پورا پنجاب اسمبلی کی طرف نظریں لگائے ہوئے ہے ۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو زیر بحث لانے کے لیے آپ ہاؤس سے درخواست کریں کہ میری اس درخواست کو بطور تحریک پیش کرنے کی اجازت دے کہ رولز suspend کر دیے جائیں اور یہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے سے متعلق قرار داد کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو معلوم ہے کہ کن حالات میں رولز suspend کیے جاتے ہیں اس کے محرکات کیا ہوتے ہیں ۔ آج بہر حال وہ محرکات موجود

نہیں ہیں ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا ۔ ہم آپ کے اس فیصلے کے خلاف واک آوٹ کرتے ہیں ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ جناب والا ۔ ہم شائد شام کے اجلاس میں بھی شریک نہ ہوں ۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئی)

**مسٹر سپیکر** ۔ رائے سخاوت علی خان ۔

**رائے سخاوت علی خان** (لائل پور ۔ II ) ۔ جناب والا ۔ یہ جو سالانہ بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ یہ جناب وزیر خزانہ صاحب نے نہایت فاضلانہ انداز سے پیش کیا ہے اور ماسوائے افیون ۔ شراب اور ریس کے باقی کسی آئٹم پر ٹیکس یہ نہیں لگایا گیا ۔ امراء رئیس زادوں اور نوابزادوں کی آئٹمیں ہیں ۔ ان پر اس سے زیادہ ٹیکس لگائیں تو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ۔ بہرکیف عوام پر براہ راست کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ بجٹ نہایت فراست اور ذہانت سے پیش کیا گیا ہے اور میں اس کے لیے جناب وزیر خزانہ صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میرا تعلق حلقہ نمبر 62 لائلپور نمبر II سے ہے ۔ یہ وہی حلقہ ہے جس کے عوام نے جنگ آزادی میں حصہ لیا ۔ یہ وہی حلقہ ہیں ہے جس کے عوام نے پہلی جنگ عظیم میں جبری بھرتی ہوکر لڑنے سے انکارکر دیا تھا یہ وہی حلقہ ہے جس کے عوام نے 1946ء میں قائد اعظم رحمت اللہ علیہ کے ہاتھ مضبوط کیے تھے اور مسلم لیگ کے امیدوار کو کامیاب کروایا تھا ۔ یہ وہی حلقہ ہے جس کے عوام نے 1970 کے الیکشن میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھ مضبوط کر کے پاکستان پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو کامیاب بنوایا ہے ۔ اس علاقے میں بہت سے شہید پیدا ہوئے ۔ رائے احمد خان شہید 1857ء میں ۔ سرور شہید 1965ء میں اور شہید بلال بھی انہیں ستاروں

میں سے ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے ۔ ان شہداء کے حلقے کا ہمیشہ پسماندگی سے تعلق رہا ہے اور حکومت نے کسی دور میں توجہ نہیں کی حالانکہ قبل از تقسیم ہندوستان گورنمنٹ برطانیہ نے ہی اس حلقے کی ڈویلپمنٹ کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا تھا اور نہ ہی گورنمنٹ پاکستان نے چھبیس ستائیس سال کے عرصہ میں کسی قسم کی کوئی توجہ دی ہے ۔ یہاں نہ کوئی پکی سڑک ہے ۔ نہ ڈسپنسری نہ ہسپتال اور جو ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے ۔ جہالت کا دور دورہ ہے ۔ جرائم کی فراوانی ہے ۔ مظلوم لوگوں کی اکثریت ہے ۔ پولیس کا تشدد ہے اگر میں اسے رسہ گیروں کا تشدد کہوں نہیں تو کم تا ہم موجود 6 ڈی آئی جی اور ایس ایس پی صاحب کے ہونے سے قدرے سکون ہے ۔

جناب والا ۔ مطالبات کے بارے میں میں اتنی گزارش کرونگا کہ دور ایوبی میں ہر طبقے کے لوگوں نے مطالبات پیش کیے یہاں تک کہ پٹواریوں نے بھی اپنے مطالبات پیش کر دئے لیکن ہم نے یعنی میرے حلقے کے زمینداروں اور باقی لوگوں نے کسی طرح کا کوئی مطالبہ پیش نہیں کیا اور نہ ہی عوامی دور میں جس وقت کہ ہر خاص و عام اکثر و بیشتر سڑکوں پر آ گئے اور اپنے مطالبات پیش کیے ۔ ہم نے کوئی مطالبہ پیش نہیں کیا ۔ ہم ہمیشہ سر بسجود رہے کہ اللہ میاں حکومت کو برقرار رکھے اور اس کے ہاتھ مضبوط کرے ۔ ہم اپنے کھیتوں میں ہل چلاتے رہے ۔ کام کرتے رہے اور حکومت کے بارے میں ہمیشہ سر بسجود رہے ۔ یہ نہیں کہ میں سرے سے مطالبات پیش نہیں کروں گا ۔ میرے بھی چند مطالبات ہیں وہ یہ کہ تاندلیاں والا میرے حلقے کا سب سے بڑا قصبہ ہے اچھی خاصی اس کی آبادی ہے ۔ یہاں طلباء اور طالبات کے لیے الگ الگ کالج چاہیئے ۔ اسے سب تحصیل کا مقام دینا چاہیئے ۔ شوگر مل چاہیے اور اس علاقے میں ٹیکسٹائل مل لگائی جائے کیونکہ یہاں اچھی خاصی آبادی ہے ۔

**چودھری محمد یعقوب اعوان** ۔ جناب والا ۔ صرف ایک منٹ کے لیے میں ایک پوائنٹ کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں وہ یہ کہ میرے فاضل دوست جو اس وقت تقریر فرما رہے ہیں انہوں نے کہا ہے 1970ء کے الیکشن میں ان کے حلقہ نے پیپلز پارٹی کی خدمت کی ۔ میں بطور ایک

پریذیڈنٹ پیپلز پارٹی یہ عرض کروں گا کہ وہاں کسی شخص نے ٹکٹ کے لیے درخواست نہیں دی تھی اور نہ ہی میرے بھائی صاحب نے ٹکٹ کے لیے درخواست دی ۔ انہوں نے آزاد امیدوار کی حیثیت سے الیکشن لڑا ۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ الیکشن لڑنے کے بعد وہ کن خیالات کے پیش نظر اس طرف تشریف لائے ۔ پہلے وہ اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے اور پھر ادھر تشریف لائے اس لیے میں عرض کرونگا کہ ان کے حلقہ نے پاکستان پیپلز پارٹی کی کوئی خاص خدمت نہیں کی ۔ وہاں تو کسی نے ٹکٹ کے لیے درخواست تک نہیں دی ۔

**رائے سخاوت علی خان** ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ غلام نبی صاحب اس حلقہ کے ایم ۔ این ۔ اے ہیں ۔ ۔ ۔

**Mirza Tahir Beg.** Point of order Sir. I have been aggrieved with the explanation extended by Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan that any person who has not supported the Pakistan Peoples Party during the elections has no right to enjoy the privileges which are being given to other persons. As a matter of fact our member who joined Peoples Party after the election has got great contribution towards the party and towards his own constituency.

**مسٹر سپیکر** ۔ رائے سخاوت علی خان ۔

**رائے سخاوت علی خان** ۔ جناب والا ۔ جناب غلام نبی صاحب ایم این اے میرے حلقہ سے منتخب ہوئے ہیں ۔ 5 دسمبر 1970ء کا اخبار مساوات پڑھیں پیپلز پارٹی نے میری حمایت کی ہے اور میں نے بحیثیت امیدوار الیکشن لڑا ہے اور کامیابی حاصل کی ہے ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں نے اتنی اکثریت حاصل کی کہ جو امیدوار دوسرے نمبر پر آیا اس نے ساڑھے سات ہزار ووٹ حاصل کئے اور میں نے 46 ہزار میں سے 25 ہزار ووٹ حاصل کئے ۔

**چوہدری محمد یعقوب اعوان** ۔ یہ غلط ہے ۔

He never applied for a ticket -

**Mr. Speaker.** This is no controversy.

**رائے سخاوت علی خان** ۔ اخبار "مساوات" نکال کر دیکھ لیں ۔

**سید طاہر احمد شاہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ رائے سخاوت علی خان صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب نہیں ہوئے۔ کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس حلقہ میں اپنا کوئی نامزد امیدوار الیکشن کے لئے کھڑا نہیں کیا تھا۔ لیکن دوران انتخابات پاکستان پیپلز پارٹی کی تمام ہمدردیاں رائے سخاوت علی خان صاحب کے ساتھ تھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کچھ اور بات کہی تھی ۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ وہاں ٹکٹ کے لئے apply نہیں کیا تھا ۔ اس لئے وہاں کی عوام نے پارٹی کی خدمت نہیں کی ۔ یہ کہنا مناسب نہیں ہوگا ۔ یہ اعتراض پیدا نہیں ہوتا ۔

**رائے سخاوت علی خان** ۔ جناب والا ۔ گذارش یہ ہے کہ ستیانہ تا جھامرہ سڑک زیر تعمیر ہے ۔ آٹھ سال کا عرصہ ہوا ہے ۔ مگر یہ سڑک مکمل نہیں ہوئی ہے یہ ساڑھے چار میل کا ٹکڑا ہے ۔ پچھلے سال بھی وہاں ٹنڈر منظور ہوئے تھے لیکن سوائے مٹی ڈالنے کے اور کچھ نہیں ہوا ہے ۔ ان نئی سڑکوں میں اس سڑک کو بھی شامل کیا جائے ۔ ہمارا علاقہ جو پل جان محمد براستہ تھانہ بلیٹ تا ماڑی پتن 5 میل کا ٹکڑا ہے اگر اس ٹکڑے کو بنا دیں تو یہ ساہیوال سے مل جائے ۔ یہ علاقہ اچھا خاصا ہے ۔ صرف دو سڑکوں کا مطالبہ ہے اگر یہ ملا دیا جائے تو یہ قصبہ ایک دوسرے سے مل جاتا ہے ۔

موضع جھامرہ کے لئے ایک ہیلتھ سنٹر ہے اور ایک اچھی خاصی آبادی ہے ۔ اس کے گرد و نواح میں کوئی ڈسپنسری نہیں ہے کھاد کا بھی ایک اچھا خاصا مسئلہ ہے اور بین الاقوامی ریٹ حاصل کر چکی ہے ۔ اجناس کے بھاؤ خاطر خواہ نہیں ہیں لیکن کھاد کے بین الاقوامی ریٹ ہیں ۔ اس لئے زمیندار کو اجناس کے ریٹ بھی ویسے ہی ملنے چاہیں ۔ جناب والا ۔ کھاد کی حالت یہ ہے کہ گنا 4/25 روپے فی من ہم سے لیا جاتا ہے ۔ لیکن اس سے ٹاف بھی تیار ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ گتہ بھی تیار کیا جاتا ہے ۔ سپرٹ بھی تیار کی جاتی ہے اور دیگر مصنوعات بھی مثلاً ایندھن یا جلانے کے بھی یہ کام میں آتا

ہے ۔ اس طرح کپاس کی قیمت 100 روپے من کی گئی ہے جس سے زمیندار مایوس ہو گیا ہے ۔ اس لئے اس سال اس کی کاشت کم ہے ۔

ایوان کے اکثر معزز ممبران نے پولیس پر تنقید کی ہے ۔ جناب حاجی سیف اللہ نے خاص کر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ اس کے بارے میں اتنی گزارش کرونگا کہ پولیس کی زیادتیاں گنوانے کی میں ضرورت محسوس نہیں کرونگا لیکن اگر پولیس صرف چوروں تک محدود رہے تو ٹھیک ہے ۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ لیکن جب چور کے بھائی اس کے والدین اور عزیز و اقارب کو پریشان کرتے ہیں ۔ تو بلاوجہ مداخلت کرتے ہیں ان کا رشتہ چور سے صرف خونی رشتہ تک محدود ہوتا ہے ۔ حالانکہ چور کا باپ ایک فقیہہ بھی ہو سکتا ہے ۔ چور کی ماں بوڑھی اور بیمار بھی ہوسکتی ہے ۔ چور کا بھائی نیک بھی ہو سکتا اس لئے چور کے ساتھ جو چاہیں تشدد کریں ہم خوش ہیں ۔ لیکن اس کے عزیزوں کو محض اس بنا پر سزا دینا کہ یہ چور کے رشتہ دار ہیں قرین قیاس نہیں ہے ۔ حالانکہ روز محشر میں ہر انسان کو اپنے گناہوں کی سزا ملے گی نہ بیٹا باپ کے گناہ کی سزا بھگتے گا ۔ نہ باپ بیٹے کی سزا بھگتے گا ۔

ملکی پیداوار خسارہ میں جا رہی ہے ۔ کسانوں کے اکثر مویشی پھاٹک میں بند کر دئے جاتے ہیں اس کے بیل بند کر دئے جاتے ہیں اس لئے وہ ان کے بغیر کھیت میں جا کر کام نہیں کر سکتے ان کے ملازمین کو پولیس پکڑ کر لے جاتی ہے ۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے اور کھیتوں میں کام بدستور جاری رہے ۔ تاکہ پیداوار میں خسارہ نہ ہو ۔ دودھ دینے والے جانور جن کی بوڑھوں اور بچوں کو دودھ کے لئے ضرورت ہوتی ہے ۔ ان تمام کو حراست سے باہر رہنا چاہیے ۔

تعلیم کے بارے میں عرض ہے کہ ہمارا علاقہ بہت پسماندہ ہے ۔ بچوں کے لئے ایک ہائی سکول اور ایک مڈل سکول کا مطالبہ ہے ۔ دیہی علاقوں میں مڈل کو ہائی کا درجہ دے دیا جائے ۔ چک نمبر 230-231 میں پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے ۔ زنانہ سکول کی بھی بہت کمی ہے ۔ اس کو پورا کیا جائے ۔

بجلی دیہات میں عیاشی کے لئے ہمیں نہیں چاہیے ۔ ہمیں بجلی پیداوار کو بڑھانے کے لئے درکار ہے ۔ کیونکہ ڈیزل 225 روپے فی ڈرم پہنچ چکا ہے ۔ جو

ہماری قوت خرید سے باہر ہے اور اس کو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے ۔

میری فلمی دنیا والوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ ہمارے حال پر رحم کھائیں وہ ہمیشہ ہماری زندگی کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں ۔ حالانکہ ہم بہت سادہ ہیں اور ہمارے اکثر دیہاتی لوگ حیا کے سلسلے میں جیلوں میں پڑے ہیں ۔ لیکن یہ فلمی دنیا والے ہماری زندگی کو جس طرح پیش کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگی بہت رنگین ہے اور ہم بہت عیاش ہیں ۔ لیکن ایسا نہیں ہے ۔ دیہاتی زندگی کے متعلق سب کو معلوم ہے کہ وہ بہت سادہ زندگی ہے ہمیں انہوں نے کہیں یا نسری بجاتے دکھایا ہے اور کہیں کھیتوں میں ناچتے دکھاتے ہیں حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے ۔ خدا را شریف زادوں کو اس غلط رنگ میں پیش نہ کرو ۔

شیخ ریاض صاحب نے کہا ہے کہ زمینداروں پر ٹیکس لگایا جائے ۔ اس بارے میں گزارش کرونگا کہ کارخانہ دار پر کیوں نہ لگایا جائے ۔ کارخانہ دار جو ایک لاکھ کی مشینری لگاتا ہے اس میں سرمایہ صرف 25 فیصد ہوتا ہے اور اس میں نارمل ڈیوٹی 20 فیصد ایڈیشنل ڈیوٹی 15 فیصد ۔ ڈبل شفٹ 22 فیصد اور ٹیکنیکل سیکشن اسسٹنٹس 30 فیصد ۔ اگر اس طرح اسے ایک لاکھ 65 ہزار روپیہ واپس ہوتا ہے ۔ تو اس کو ذاتی طور پر بھی 20 فیصد ملتا ہے ۔ وکلا کو کتابوں کی اشد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ 12 ہزار کی آمدن پر کوئی ٹیکس نہیں اس میں لائف انشورنس پرایڈنٹ فنڈ وغیرہ وغیرہ اتنی مراعات ہوتے ہوئے بھی شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ زراعت والوں کو بہت مراعات دی گئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے ۔ اس کے مقابلہ میں زمیندار کو دیکھئے کہ وہ ایک مرلہ کاشت کرتا ہے اس پر اسے ٹیکس دینا پڑتا ہے اگر مزروعہ زمین کو بناتا ہے تو بھی اس کو ٹیکس دینا پڑتا ہے ۔ حالانکہ اپنی مجبوری کے تحت جہاں گورنمنٹ کی زمین نہیں تھی اپنی زمین پر آبادی کرنا پڑی تو اس کو دس سال تک لگان دینا پڑتا ہے ۔ جہاں وہ مویشی باندھتا ہے وہاں بھی اس کو ٹیکس دینا پڑتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**شیخ محمد ریاض** ۔ جناب والا ۔ معزز ممبر نے میری تقریر کا حوالہ دیا ہے ۔

میں نے زمینداروں پر ٹیکس لگانے کی تجویز کی ہے ۔ اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے بڑے زمینداروں پر اور بڑے کارخانہ داروں پر ٹیکس لگانے کے لئے کہا تھا ۔ نہ کہ صرف زمینداروں کو ۔

**رائے سخاوت علی خان** ۔ پولیس والوں نے ہڑتال کی تھی تو رضا کاروں اور پیپلز پارٹی کے ورکروں نے ڈیوٹی سنبھال لی تھی ۔ لیکن اگر کھیت والے مجبور ہو گئے تو شائد انہیں کندھا دینے کے لئے بہت کم لوگ آگے آئیں ۔ تو ان کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ۔ متوازن کرنے کے لئے ۔ دیہات والوں کو زندگی جن پر آپ انحصار کرتے ہیں ۔ شہر والوں کے برابر بنانے کے لئے کسی وقت ایسا کریں کہ ایک بنگلے کا ائیر کنڈیشن نکال دیں اور ایک مزدور کے لیچے سے پتھر نکال دیں اور اسے بوریا نصیب کر دیں پھر آپ دیکھیں گے کہ جو مزدور ہے وہ اپنی کدال سے کام کر سکتا ہے اور جب ایک furnished بنگلہ میں ائیر کنڈیشن نکال دیں گے ۔ اور وہاں پنکھا چلتا رہے تو وہ کام نہیں کر سکتا ۔ پوزیشن یہاں تک ہے کہ اگر ایک بنگلے کا پورچ بننے سے روک دیا جائے تو اس سے 10 جھونپڑیاں تعمیر ہوسکتی ہیں ۔

زمینوں کے بارے میں گزارش ہے کہ جہاں مزارعین نے اپنی زمین خرید لی ہیں اور اب وہ زمینداروں کی زمین بطور چراگاہ استعمال کر رہے ہیں ۔ جب وہ خود ملکیت کے خانے میں آ جائیں ۔ تو جو چھوٹے چھوٹے کاشتکار اور چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں ان کا رقبہ انہیں چھوڑ دینا چاہئے تاکہ وہ خود وہاں کام کر سکیں ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جس وقت انتخابات ہو رہے تھے تو اس دیہات کی صرف دس فیصد آبادی کو تسلیم کیا گیا اور جو 90 فیصدی چھوٹے چھوٹے زمیندار تھے ان کے ووٹوں کو تسلیم نہ کیا گیا ۔ جب زرعی اصلاحات نافذ ہوئیں تو ہم نے انہیں خوش آمدید کہا ۔ اگر وہ اس کے ٹوٹل کو لیچے بھی لے آئیں تو ہم پھر بھی اسے خوش آمدید کہتے لیکن جو بڑی بڑی صنعتیں کام کر رہی ہیں ان کا ٹوٹل بھی کم ہونا چاہئے ۔ یہی اس ملک کی ترقی کا راز ہے اس لئے جب تک بڑے بڑے پلانٹ کام کرتے رہے اور بڑی بڑی ملیں اور یونٹ اس ملک کی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں ۔ اس سلسلے میں آپ گرین مارکیٹ کے اعداد و شمار منگوا کر دیکھیں تو جن لوگوں کے رقبے زیادہ تھے ۔

ان کا مال آ رہا ہے باقی چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو کوئی نہیں پوچھتا ۔ اُسے بیلوں کی جوڑی بھی رکھنی پڑتی ہے ۔ وہ چارہ کھا جاتے ہیں ۔ تو اس کا کام بڑی مشکل سے ہی چلتا ہے کیونکہ اُس کی ضروریات کافی ہوتی ہیں ۔ ہمارے دیہات میں جہاں سرکاری زمین ہے وہاں تو حکومت انہیں پلاٹ دے رہی ہے ۔ جن کے پاس اپنی زمین نہیں اور جن دیہات میں سرکاری رقبہ نہیں ہے وہاں بھی اس نوعیت کا انتظام ہونا چاہیے ۔

قبرستانوں کے بارے میں گزارش ہے کہ جہاں پر قبرستانوں کا رقبہ تھا وہ یا تو زمینداروں نے ہتھیا لیا ہے یا لوگ اس زمین کو چراگاہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں ۔ وہاں لوگوں کو دفن کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ملتی میں گزارش کرونگا کہ اس رقبہ کو بڑھایا جائے ۔ اب میں تقریر ختم کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ نہیں ہیں ۔ امیر عبداللہ خان ۔ خانیوال ۔ ۔ ۔ نہیں ہیں ۔ چودھری بشیر احمد ۔ شیخو پورہ ۔

**چودھری بشیر احمد** ۔ (شیخو پورہ ۔ 2) جناب سپیکر ۔ موجودہ بجٹ جو زیر بحث ہے ۔ اُسے اگر ایک نظر سے دیکھا جائے تو دو باتیں سامنے آتی ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اور دوسری چیز یہ ہے کہ زراعت کی ترقی کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم مخصوص کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ ایک تیسری بات جو بہت خوش کن ہے وہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے اپنی پارٹی کے ممبران کو بجٹ پر بحث کے دوران اس پر تنقید کرنے کی اجازت دی جو ایک شاندار روایت ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ روایت آئندہ بھی قائم رہے گی ۔

جناب والا ۔ 1970ء میں جب کہ پیپلز پارٹی کامیاب ہوئی ۔ جمہوریت کے دور کا آغاز ہوا اور لوگوں کو ان کے حقوق سے آشنا کرایا گیا ۔ اتنی دیر بعد لوگوں کو آزادی خیال کا موقع ملا ۔ جس کے نتیجہ میں بےچینی اور بےصبری بھی کار فرما رہی ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہنگامے ہوئے اور قانون شکنی بھی ہوئی ...

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ اس کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ انھوں نے اُس بنیادی اور راہنما اصول کو نظر انداز کر دیا ۔ جو جمہوریت کے لیے بہت ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ وہ اصول یہ ہے کہ قانون کی بالادستی کو جمہوریت پر فوقیت حاصل ہونی چاہیے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جمہوریت کا کھیل کھیلنے کے لیے تشدد ۔ فساد اور فتنہ کے لیے راہ ہموار نہیں کرنی چاہیے ۔ اگر ہم اس اصول پر عمل کرتے تو آج یہ حالت نہ ہوتی لیکن ہم نے اسے ہمیشہ نظر انداز کیا ۔ اگر ہم گزشتہ چار سالوں کا محاسبہ کریں تو ہم دیکھیں گے کہ ہم نے ان چار سالوں میں کیا حاصل کیا ۔ میرے نزدیک ہم نے کھویا زیادہ اور پایا کم ۔

جناب والا ۔ مزدور خواہ وہ کھیت میں کام کرتا ہو یا فیکٹری میں ہو ۔ وہ ہماری ملکی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اُس کے ساتھ ہمدردی کرنا اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنا ہمارا فرض ہے جس کے لیے قانون بھی واضح کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ طلباء جو ہمارے ملک اور قوم کا سرمایہ ہیں اور ہمارے مستقبل کے معمار ہیں ۔ اُن کے لیے بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اُن کی ضروریات کو پورا کریں ۔ انھیں زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیں ۔ جیسے کہ حکومت نے گزشتہ چار سالوں میں کوشش کی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ میں یہ بات کہنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا کہ جب قانون شکنی اور ہنگامہ خیزی ہو تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس رجحان کو بھی روکے ۔ اس طرح سیاست میں بھی مختلف سیاسی جماعتوں کو قانون کی بالادستی قائم رکھنی چاہیے تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں ۔ اسی طرح مختلف لوگوں کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں ۔ جناب والا ۔ اگر تعداد کی کثرت کی بنا پر یا حزب اقتدار سے تعلق رکھنے کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا کیا جائے تو جمہوریت کی روح کچلی جاتی ہے ۔

جناب والا ۔ سوشلزم معاشی انصاف کا دعویدار ہے اور جن لوگوں کو مذہب سے کم دل چسپی ہوتی ہے ۔ اُن کے لیے یہی کافی ہے کہ انھیں دنیا میں معاشی انصاف مل جائے ۔ جب پیپلز پارٹی انتخابات سے پہلے میدان میں آئی تو انھوں نے لفظ سوشلزم کو مزید خوبصورت بنانے کے لیے اُس کے ساتھ اسلامک کا لفظ بھی لگایا اور اسے اسلامک سوشلزم کہا ۔ جناب والا ۔ اگر سوشلزم

ہمیں معاشی عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے تو اسلام اس سے بڑھ کر اچھی تعلیم دیتا ہے اور ایسے انسان کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ جناب والا۔ اگر سوشلزم لینن اور مارکس کے سامنے اپنی تعلیمات کے لیے جواب دہ ہے۔ تو اسلامک سوشلزم میں وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے سامنے جواب دہ ہے۔ لیکن میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج اسلامک سوشلزم والے ملک میں ہزاروں لوگوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔ ہزاروں لوگ بے گھر ہو گئے ہیں۔ کروڑوں عوام کی جائداد لوٹ لی گئی ہے۔ کیا سوشلزم ہمیں یہ سبق دیتا ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس طرف توجہ کریں۔ بہت سے لوگوں کو اپنا عقیدہ بدلنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ میں انسانیت کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی جن کو حالیہ ہنگاموں میں نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان کے نقصانات کی تلافی کرے۔ جناب والا۔ ہمارا فرض بحیثیت اسلامی سوشلسٹ کے یہ تھا کہ ہم ہر ایک کے ساتھ انصاف اور عدل کرتے، بغیر کسی تمیز، بغیر کسی فرق کے۔ لیکن یہاں پر فضا قسم کی قائم کی جا رہی ہے، قائم ہو رہی ہے کہ اگر یہی رہے تو سوائے اس تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ حالات

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ مسٹر خالد نواز خان۔ (معزز ممبر موجود نہ تھے) چوہدری مشتاق احمد۔

چوہدری مشتاق احمد (سیالکوٹ 9)۔ جناب والا۔ میں موجودہ تخمینہ کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں اور اس پر باری باری اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا حصہ اس کا وہ ہے جس میں ہمارے قائد عوام نے پنجاب کو قرضہ جات معاف کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سیلنٹی کنٹرول اور فرٹیلائزر میں سبسڈی کے لیے 43 کروڑ روپیہ دیا ہے۔ اس کے لیے میں اپنے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کا انتہائی شکر گزار ہوں اور میں تہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب، جو وزیر اعلیٰ بھی ہیں، ان کی کوششوں سے ہمیں ایسی رعایت حاصل ہوئی ہے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ ان کو بھی میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

دوسرا حصہ یہ ہے کہ ایک سو اسی کروڑ بجٹ ترقیاتی منصوبوں کے لیے رکھا گیا ہے اور اس میں مزید کوئی ٹیکس بھی عوام پر نہیں لگایا گیا ۔ یہ حصہ بھی قابل مبارک باد ہے ۔ اس کے لیے بھی میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے پنجاب کے عوام کے لیے ایک جامع ترقیاتی منصوبہ پیش کیا ہے ۔ لیکن جو تیسرا حصہ ہے ۔ وہ ہے سالانہ ترقیاتی پروگرام ۔ جناب والا ۔ اس حصے پر مزید غور کرنے کی ضرورت ہے ۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ حصہ غیر منصفانہ اور نا پسندیدہ ہے ۔ تو اس پر آپ بھی مجھ سے اتفاق کریں گے اور میں اس کی وجوہات بتاتا ہوں ۔

جناب والا ۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام بناتے وقت ہیڈ کوارٹر اور صدر مقام سے اضلاع کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ لوگ اپنا سالانہ ترقیاتی پروگرام بنا کر ہمیں بھیجیے ۔ اس کے بعد اسے وہاں سے تحصیل لیول پر سالانہ ترقیاتی پروگرام پر بحثیں ہوتی ہیں ۔ عوام کی ضروریات کو سامنے رکھا جاتا ہے ۔ وہاں سے اپنی سفارشات کے ساتھ اضلاع کو سالانہ ترقیاتی پروگرام بھیجے جاتے ہیں اور ضلع کونسلیں وہاں پر بڑی بحث و تمحیص کے بعد سالانہ ترقیاتی پروگرام تیار کر کے اور اس پر ترجیحات مقرر کر کے صدر مقام کو بھیجتی ہیں ۔ جناب والا ۔ 74-1973 اور 75 - 1974ء میں جو بھی ضلع سیالکوٹ میں priority fix کی گئی ، جو بھی سکیمیں ہم نے بھیجیں وہ یہاں ردی کی ٹوکری میں پھینک دی گئیں اور اپنے طور پر منصوبہ بندی کرنے والوں نے ، جو میرا خیال ہے کہ افسر لوگ ہیں ، انھوں نے وہاں کے عوامی جذبات کا احساس نہ کیا ، وہاں کے عوام کی خواہشات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انھوں نے اپنے طور پر غیر ضروری سکیمیں اس میں شامل کر دیں ۔ میں مثال کے طور پر اپنی تحصیل کی ایک سکیم کے متعلق کہنا چاہتا ہوں ۔ شکرگڑھ ظفروال ایک سڑک ہے ۔ اگر وہ بنا دی جاتی تو ضلعی مقام سے ہمارا فاصلہ چالیس میل ہو جاتا جب کہ اب یہ فاصلہ پینسٹھ میل ہے ۔ پچیس میل کا فاصلہ کم ہو جاتا اور یہ عوام کے لیے انتہائی ضروری تھا ۔ ہر ضلعی کونسل کی میٹنگ میں جہاں کہ ہمارے حنیف رامے صاحب صدر بھی رہ چکے ہیں ، خوش قسمتی سے وہ جانتے ہیں کیونکہ وہ تحصیل کے ریلیف منسٹر بھی رہ چکے ہیں ۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ کتنی اہم سڑک تھی اور اس کے لیے عوام کی طرف سے کتنی گزارشات کی گئی تھیں کہ یہ سڑک رکھیے

نہ کہ وہ سکیم رکھیں کہ ایک سڑک شکرگڑھ سے بھی نالے سے مشرق کی طرف رکھی ہے ۔ صرف آٹھ میل مشرق کی جانب بارڈر کی طرف جاتی ہوئی ۔ جس میں زیادہ سے زیادہ دو تین قصبوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے یا چند اور دیہات کو ۔ ساری تحصیل کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا ۔ سارے ضلع نے باتفاق رائے سفارش دی کہ شکرگڑھ ظفروال سڑک کو اولین ترجیح دیں لیکن یہاں پر اس کو پھینک دیا گیا اور اس کی بجائے غیر ضروری اور غیر اہم سڑک رکھ دی گئی ۔ جناب والا ۔ اس غیر اہم سڑک کے لیے پانچ لاکھ روپے اس سال کے لیے مختص کیے گئے ہیں اور تخمینہ ساٹھ لاکھ روپے کا ہے ۔ گویا یہ سکیم بارہ سال میں مکمل ہو گی ۔ کیا عوام بارہ سال تک دیکھتے رہیں گے کہ وہ سڑک مکمل ہو تو پھر اس ضروری سڑک کی طرف توجہ دے ؟ عوامی جذبات اور ضرورت کا خیال نہیں رکھا گیا ۔ یہ سڑک اس لیے بھی ضروری تھی کہ وہاں سے نالے گزر رہے ہیں ۔ تین نالے ہیں ۔ ہسنتر نالہ ، چوٹی نالہ اور ایک کریر نالہ ہے ۔ وہاں پل بن جاتے اور سیلاب کے دنوں میں دلوں کے درمیان رہنے والے لوگوں کے لیے باقی ضلع ہیڈ کوارٹر اور تحصیل سے رابطہ قائم اور فاصلہ کم ہو جاتا ۔ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ سیلاب کے دنوں میں وہ لوگ باقی دنیا سے بالکل منقطع ہو جاتے ہیں ۔ ان کو راشن بھی نہیں پہنچایا جا سکتا اور ان کو کئی دیگر تکالیف بھی ہوتی ہیں ۔ جناب والا ۔ وہاں اس سڑک پر سولنگ لگا ہوا تھا ۔ اگر یہی پانچ یا دس لاکھ اس کے لیے رکھ دیا جاتا اور ہمارے پل تعمیر کر دیے جاتے تو کیا یہ ضروری نہ تھا ؟

جناب والا ۔ سڑک کے علاوہ اولین ترجیح کا حامل ایک اور مسئلہ تحصیل ہیڈ کوارٹر کے لیے پانی کی سکیم تھی جو ضائع کر دی گئی ۔ مجھے یہ بتائیے کہ پنجاب میں کون سی تحصیل ہے جہاں حکومت کی طرف کوئی پانی کی سکیم نہیں کیا شکرگڑھ تحصیل ہی میں پانی کی کوئی سکیم نہ ہونی چاہیے ؟ تحصیل ہیڈ کوارٹر جیسا قصبہ پانی کی سپلائی سے محروم ہے ، کیا یہ زیادتی نہیں ؟ ہم نے اسے ترجیح نمبر ایک پر رکھا ہوا تھا اور انہوں نے کوٹلی لوہاراں ، ایک چھوٹے سے قصبے کو سکیموں میں رکھ دیا ۔ جناب والا ۔ اس طرح اے ۔ ڈی ۔ پی میں ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ سیالکوٹ پچیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے ۔ ایک چوتھائی کروڑ ۔ پنجاب کا چودھواں حصہ ۔ اگر بجٹ پر نظر دوڑائی جائے جس میں ترقیاتی منصوبوں پر ایک سو اٹھالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ کمیونی کیشن کی مد میں سیالکوٹ کے لیے صرف اکیس لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ حالانکہ آبادی کے لحاظ سے اہل سیالکوٹ کو دو کروڑ روپے ملنے چاہیئں تھے حق و انصاف کا تقاضا یہی تھا کہ اہل سیالکوٹ کو دو کروڑ روپیہ دیا جاتا ۔ لیکن اکیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ہم نے سیالکوٹ والوں کو بہت کچھ دے رکھا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں سیلاب آتے ہیں ۔ جہاں پر جنگ میں لاکھوں لوگ بے گھر ہوتے ہیں ۔ یہ علاقہ ہے جہاں آج بھی دو سو سکول بغیر چھت اور بغیر چار دیواری کے ہیں ۔ بچے اور بچیاں دھوپ میں بیٹھ کر پڑھتی ہیں ۔ جنگ کے دنوں میں ان پر قبضہ ہوا اور وہ تباہ کر دیے گئے ۔ لیکن آج دو سال گزرنے کے باوجود وہ سکول ابھی تک تعمیر کے محتاج ہیں ۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں کے ایک قصبے سکھو چک کے لوگ خیموں میں رہ رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ شکر گڑھ وہ علاقہ ہے جس کی پختہ سڑکیں پنجاب کی سڑکوں کے مقابلے میں سب سے کم لمبی ہیں ۔ آپ اپنے ریکارڈ میں دیکھ لیجئے ۔ درجہ دوم کی سڑکیں وہاں صرف چودہ میل لمبی ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تو یہ پسماندگی ہے نہ کہ وہ پسماندگی ہے جس کو وہ لوگ جو کہ ہمیشہ یہاں پر حکمران رہے ہیں ۔ گورنر اور وزیر رہے ہیں ۔ وزیر اعلیٰ رہے ہیں ہمیشہ سے جب سے پاکستان بنا ہے انہوں نے اپنے علاقوں کو پسماندہ قرار دلوا لیا اور وہ جو حقیقت میں پسماندہ علاقے ہیں جن کا آپ ریکارڈ اٹھا کر اعداد و شمار دیکھ لیجئے ۔ ایک کمیٹی بھیج دیجئے ۔ ممبران اسمبلی کی کمیٹی بھیج دیجئے وہ علاقے جو کہ پسماندہ ہیں ان کا دورہ کرے اور اپنی رپورٹ دے ۔ لیکن ہو کیا رہا ہے کہ جو پسماندہ علاقے ہیں ۔ ان کو کہتے ہیں ترقی یافتہ ہیں اور جو ترقی یافتہ ہیں ان کو کہتے ہیں کہ یہ پسماندہ ہیں ۔ تو جناب والا ۔ یہ انصاف ہے ۔ کیا یہی کچھ ہمارے ساتھ ہوتا رہے گا ؟ کیا یہی کچھ ہم حاصل کرتے رہیں گے ایسا ہم کبھی نہیں ہونے دیں گے کہ ہمارے علاقے کے عوام کا استحصال ہو ۔

جناب والا ۔ سکولوں کی مد میں دیکھ لیجئے پورا لاہور ڈویژن ہے اور اس کے لیے ایک ہائی سکول رکھا گیا ہے ۔ پنڈی ڈویژن کے لیے چار ہائی سکول رکھے گئے ہیں ۔ کیا یہاں ہمارے بچے تعلیم حاصل نہیں کرتے ؟ میرا تھانہ لیسو کلاں ہے ڈیڑھ لاکھ جہاں کی آبادی ہے ۔ ڈاکٹر صاحب ! میں آپ کو وہاں پر لے کر گیا تھا آپ نے دیکھا وہ بلڈنگ بھی دیکھی جس میں میں نے وہاں عارضی طور پر ہائی تعلیم کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے ۔ اپنے طور پر میں نے ٹیچر رکھے ہوئے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ نے وہاں کا حال دیکھا کہ وہاں کیا حال ہے ۔ تو میرے سارے تھانے میں ایک بھی ہائی سکول نہیں ہے ۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ ہم ترقی یافتہ ہیں اور آپ کے علاقے پسماندہ ہیں ۔ تو جناب والا ۔ یہ ناانصافی نہیں ہونے دی جائے گی ۔ یہ ناانصافی نہیں چلے گی ۔ اس کے علاوہ میں وضاحت کے طور پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں یہ ہوتا ہے اس عورت کی شکل بنائی جاتی ہے کہ اس کے منہ پر تو پاؤڈر لگاتے جاؤ اور اس کا نچلا حصہ ڈڈو کی مانند ہو ۔

**مسٹر منظور حسین جنجوعہ** ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر ۔ جہاں تک پسماندگی کا تعلق ہے ۔ اس سے پیشتر بھی میرے خیال میں میں دو دفعہ اس بجٹ کی بحث میں بتا چکا ہوں کہ میرا ضلع بھی پسماندہ ہے اسے بھی پسماندہ ضلع قرار دیا جائے اور میں اپنے بھائی کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا .....

**چوہدری مشتاق احمد** ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ پسماندہ نہیں ہیں ۔ آپ بھی پسماندہ ہیں ۔ ہم بھی پسماندہ ہیں ۔ آپ کو بھی حق ملنا چاہیے ۔ ہمیں بھی ہمارا حق ملنا چاہیے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر منظور حسین جنجوعہ** ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس پر جتنا بحث و مباحثہ ہو رہا ہے پسماندگی کے لحاظ سے میرے خیال میں تحصیلوں کو لیا جائے ۔ بجائے اس کے کہ ڈسٹرکٹ کو لیا جائے کہ کون کون ڈسٹرکٹ ایسے ہیں جو پسماندہ ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ پھر آپ کو کبھی موقع ملے گا تو تقریر کر لیجئے ۔

**چوہدری مشتاق احمد** ۔ تو جناب والا ۔ معزز دوست جو فرما رہے ہیں میں عرض کروں گا کہ آپ یہاں پر ایک کمیٹی تشکیل کر دیں ۔ ایک وزیر

صاحب کی قیادت میں وہ تمام علاقوں کا دورہ کریں اور دیکھیں کہ کون سے علاقے پسماندہ ہیں ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ ڈاکٹر صاحب لوں بھیج دیو ۔

**چوہدری مشتاق احمد** ۔ چلو ڈاکٹر صاحب کو ہی بھیج دیں ۔

**وزیر قانون** ۔ کسی سابقہ وزیر کو بھیجا جائے تو اچھا رہے گا ۔

**چوہدری مشتاق احمد** ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں ڈیزائن کرنے والے منصوبہ بندی کرنے والے افسر لوگ جو کہ عوام کے جذبات کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں رکھتے جو کہ عوامی امنگوں کے قاتل ہیں جو کہ غیر ضروری اور غیر اہم سکیموں کو ہم پر تھوپتے ہیں اور ہماری ضروریات کا پاس نہیں رکھتے ۔ ہمارے احساسات کا خیال نہیں رکھتے ۔ اس میں بنیادی تبدیلی کی جائے اور ہر ضلع سے کوئی نہ کوئی عوامی نمائندہ اس ہائی پاور بورڈ کا ممبر بنایا جائے تاکہ وہاں بیٹھ کر وہ اپنے حقوق کی حفاظت کرسکے اور ان کا تحفظ کر سکے تو اس کے لئے میری درخواست ہے کہ سینئر منسٹر صاحب اس پر غور فرمائیں ۔ جناب والا ۔ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ دن دور نہیں جب عوام ہمارا محاسبہ کریں گے اور ہم سے پوچھیں گے کہ بتاؤ کہ چاہیے تو یہ منصوبہ تھا اس کی کیا ضرورت تھی کیوں بنایا ہے تم نے ۔ کیا کر رہے ہو کیوں تمہیں ہم نے ممبر بنایا تھا کس لئے تمہیں ممبر بنایا تھا ۔ ہماری ضروریات کا احساس کرنا پڑے گا اس سارے بجٹ سالانہ ترقیاتی پروگرام پر دارومدار ہے ۔ ہمارے لئے باقی اور کوئی بجٹ نہیں ہے ۔ سرکاری افسران کی تنخواہیں لے جائیں ۔ جتنی مرضی لے جائیں ہمیں اس سے کیا تعلق ہے ہمیں تو تعلق ہے کہ ہمارے علاقے میں کیا بنا ہے ۔ کیا بن رہا ہے ۔ ہمیں تو دیکھنا ہے کہ ہمارے علاقے میں کیا تعمیرات ہوئی ہیں ۔ کیا عوام کو ہم دکھائیں گے ۔ جب سے پاکستان بنا ہے ۔ پنجاب کی تاریخ میں آج تک آب پاشی کی ایک بھی سکیم میری تحصیل میں نہیں بنائی گئی ایسا منصوبہ نہیں ہے جس سے ذرائع آب پاشی مہیا کئے جائیں ۔ حالانکہ وہاں ٹیوب ویل لگ سکتے ہیں ۔ لفٹ اریگیشن ہو سکتی ہے ۔ کیا کچھ نہیں ہو سکتا اگر سروے کیا جائے ۔ تو کیا ہماری تحصیل اسی لئے ہے

کہ آپ اسے پسائندہ ہی رکھیں ۔ میں آپ کو واقعہ سنانا چاہتا ہوں کہ پہلے تو ہمارے ساتھ یہ کچھ ہوتا رہا ہے ۔ کہ جب سکندر مرزا صدر بنا تو ہماری بار کونسل نے مبارک باد کی ایک ٹیلیگرام دی اس کا جواب آیا "شکر گڑھ انڈیا" کے پتہ پر تو اس وقت کے صدر ہمیں انڈیا میں سمجھتے تھے اور آج بھی مجھے تو کچھ نظر نہیں آرہا ۔ ہم ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہے کہ ہم پاکستانی ہیں ۔ قائد عوام نے بڑی مشکل سے ہمیں واپس لیا ہے وہ تو لے گئے تھے کیونکہ اس وقت کے صدر نے لکھ کر دے دیا تھا کہ یہ انڈیا والے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ شکر کریں اندرا گاندھی کو اس ٹیلیگرام کا پتہ نہیں چلا ۔

(قہقہے)

**چوہدری مشتاق احمد** ۔ وہ تو تسلیم کر لیتی ۔ اگر وہ تار اس کے پاس کوئی ایجنٹ لے جاتا تو وہ کلیم کر لیتی کہ صدر پاکستان نے یہ لکھا ہے ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس نہ سڑکیں ہیں ۔ نہ ذرائع آب پاشی ہیں ۔ نہ ہمارے وہاں پر کوئی انڈسٹری لگی ہوئی ہے ۔ نہ کوئی زرعی سکیمیں ہیں ۔ وہاں تو جناب والا ۔ ادھر سے ہمارے خلاف قانون بن رہے ہیں ۔ ہم کھلی تجارت نہیں کرسکتے کیونکہ باڈر کے قریب رہتے ہیں سمگلر بن جائیں گے ۔ گندم بھی ہم نہیں لے جا سکتے اپنے لوگوں کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر تک پابندیاں ہیں ۔ راستے میں ہی پکڑ لیتے ہیں اگر کوئی اپنے گھر کے لئے دس بوری گندم بھی لیے جا رہا ہو تو وہ بھی پکڑا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں درخواست کروں گا کہ آخر ہم لوگوں کا بھی پاکستان میں رہنے کا حق ہے ۔ ہمیں بھی پنجابی اور پاکستانی سمجھا جائے ۔

**کرنل محمد اسلم خان لیازی** ۔ انہیں تسلیم کیا جائے ۔

**چوہدری مشتاق احمد** ۔ تو ہمیں تسلیم کیا جائے ۔ بالکل صحیح آپ نے فرمایا ۔ میرے دوست نے بہت اچھا فرمایا کہ ہمیں بھی مہربانی کرکے تسلیم کر لیا جائے ۔ ہمیں بھی تسلیم کیا جائے کہ ہم بھی آپ میں سے ہیں اور ہمارا بھی اتنا ہی حق ہے ۔ یہاں پر رہنے کا اور پھلنے پھولنے کا اور یہاں کی رعایت و مراعات لینے کا جتنا کہ آپ کو ہے ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ

بجائے اس کے کہ آپ سارا پیسہ بڑی بڑی ہائی ویز پر لگا دیں بڑی بڑی جو خوبصورت سڑکیں ہیں ان کو یہاں بڑھاتے چلے جائیں ۔ آپ دیہات کی طرف بھی توجہ دیں ۔ آپ ان لوگوں کی ترقی کے لئے بھی پیسے رکھیئے تاکہ وہاں پر کچھ نظر آئے کہ وہاں پر بھی کچھ ترقی ہوئی ہے ۔ آپ اتنی لمبی سڑکیں یہاں پر ڈبل ڈبل کر رہے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ اس کی چند لوگ تعریف کریں گے ۔ پر سڑک آپ بنائیں گے تو جناب والا ۔ لائل پور کی طرف ہی جائے گی ۔ یہ جی ٹی روڈ ہی بڑھتی چلی جائے گی ۔ اس پر گزارہ چلے گا کیا ؟ دیہات کے رہنے والے ان چیزوں کے حق دار نہیں ۔ وہاں توجہ دیجیئے تاکہ اگلے الیکشن میں ادھر کے عوام کو بھی ہم کہہ سکیں کہ ہم نے آپ کی خدمت کی ہے ۔ ہم نے آپ کے لئے بہت کچھ کیا ہے ۔ ہماری حکومت آپ کے لئے بہت کچھ کر رہی ہے اور ہمیں ووٹ دیجئیے ۔ جناب والا ۔ میں سارے وزراء صاحبان کو اور سارے ممبران اسمبلی کو دعوت دیتا ہوں کہ میرے علاقے میں آئیں ۔ میں آپ کا خرچ برداشت کروں گا ۔ میں ایک غریب آدمی ہوں لیکن میں آپ کو سارا علاقہ دکھاؤں گا اور آپ بتاؤں گا کہ کیا میرا علاقہ پسماندہ ہے یا نہیں ہے اور پنجاب میں اگر سب سے زیادہ پسماندہ میری تحصیل نہ ہو تو پھر جناب بے شک آپ مجھے حکم دیں ۔ میں ممبری چھوڑ جاؤں گا ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر شمیم احمد خان ۔

مسٹر شمیم احمد خان (لائل پور ۔ 2 ) ۔ جناب والا ۔ سیاست کا بھی ایک ضابطہ ہوتا ہے اور آج ہمارے دائیں طرف جو تشریف رکھتے ہیں جنہوں نے بڑی لمبی تقاریر کی ہیں اور مختلف موضاعات کو چھیڑا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ اخلاقی فرض تھا کہ وہ ہاؤس میں تشریف رکھتے اور ہماری باتیں بھی سنتے اور ہم ان کے اٹھائےہوئے نکات کا جواب دے سکتے ۔ میرے نزدیک ان کا جو آج کا بائیکاٹ ہے وہ اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت دیتا ہے کہ آج وہ ہاؤس سے غیر حاضر ہوکر چلے گئے ۔

جناب سپیکر ۔ پہلے دن سے اب تک جن نکات پر زور دیا گیا ۔ ان میں ایک تو مشرقی پاکستان کی علیحدگی تھا ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حزب اختلاف والے کیا کہنا چاہتے ہیں ۔ مشرقی پاکستان کیسے علیحدہ ہوا یہ

ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے کسی تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے ۔ صاف ستھری سی تاریخ کی بات ہے ۔ ایک ۔ دو تین ۔ چار ۔ کی طرح تو گن کر دیکھا جا سکتا ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب پاکستان میں وہ سیاسی اور اقتصادی صورت حال ہے جو 1947ء سے لیکر علیحدگی کے دن تک اس ملک میں باقی رہی ۔ مشرقی پاکستان کے لوگوں کو اقتصادی طور پر اور سیاسی طور پر مسلسل محروم رکھا گیا ۔ اقتصادی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ سرمایہ داروں اور جاگیر داروں نے محروم رکھا ۔ جاگیر داروں کی یہاں پر حکومت تھی ۔ جاگیرداروں نے 1947ء سے لیکر ایوب خان کے دنوں تک پاکستان میں ایک ایسا سیاسی نظام رائج رکھا ۔ جس میں مغربی پاکستان کے جاگیرداروں نے بالخصوص مشرقی پاکستان کے لوگوں کو پورے سیاسی حقوق نہیں دیے اور جو ٹوٹے پھوٹے ہوئے حقوق اُن کو ملے بھی تھے ۔ تو 1958ء میں اس ملک میں مارشل لاء لگا کر مشرقی پاکستان کے لوگوں کو مکمل طور پر اقتصادی طور پر بھی اُن کے حقوق سے محروم کر دیا گیا ۔ سرمایہ داروں کا جو اپنے آپ کو سرمایہ دار کہلاتے ہیں میرے نزدیک اُن کا کوئی ملک نہیں ہے ۔ سرمایہ دار کسی جغرافیائی حدود میں پابند نہیں ہے ۔ سرمایہ دار چور اور لٹیرے کی طرح سمندری قزاق کی طرح بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے ۔ مغربی پاکستان کا سرمایہ دار جس نے لالہ پور ۔ کراچی اور پشاور کے مزدوروں کو لوٹا ۔ اس سرمایہ دار نے ڈھاکہ میں اور چٹاگانگ میں ہر جگہ پر مشرقی پاکستان کے لوگوں کا استحصال کیا وہاں کے لوگوں کو مسلسل لوٹتے رہے اور مجھے یاد ہے کہ جب مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہونے پر آرہا تھا ۔ اُس وقت بھی میرے مشرقی پاکستان کے دوستوں نے آ کر بتایا کہ وہاں پر لوگوں کو دو چھٹانک چاول ایک دن میں ہر شخص کو کھانے کے لئے ملتا ہے ۔ ایک ایک گھر میں ایک ساڑھی پر گذارہ کیا جاتا ہے ۔ صبح کو بچی ساڑھی پہن کر کالج جاتی ہے اور شام کو اُس کی والدہ وہی ساڑھی پہن کر اپنے رشتہ داروں کے پاس یا بازار میں جاتی ہے ۔ یہی صورت حال مشرقی پاکستان میں اقتصادی طور پر تھی تو جناب سپیکر ۔ میں پھر میں سمجھتا ہوں کہ کسی قسم کی تحقیقات کی ضرورت نہیں یہ واضح بات ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب یہاں کا سرمایا دار اور جاگیر دار اور اُن کے ساتھ اُن کو

protect کرنے والی اور defend کرنے والی نوکر شاہی شامل تھی ۔ اب کسی کو اس سے تکلیف ہو یا نہ ہو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مشرق پاکستان کی علیحدگی کے جو اسباب ہیں ۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہمیں اپنی پالیسیوں کو وضع کرنا پڑے گا ۔ آج کے پاکستان کو ہمیں ان ہی حالات میں دیکھنا پڑے گا یہ سرمایہ دار اور جاگیر دار جس نے ایسے حالات پیدا کئے کہ مشرق پاکستان علیحدہ ہوا ۔ آج بھی یہ وہی حالات پیدا کر رہا ہے اور یہ نظام وہی اقتصادی نظام اور لوگوں کو حقوق سے محروم کرنے والا سیاسی نظام ہے اور اس نظام کو بحال کرنے کے لئے تمام طبقات کوشش کر رہے ہیں ۔ 1970 کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی کی جدوجہد کے نتیجہ میں قائد عوام کی قیادت کے نتیجہ میں پاکستان کے لوگوں نے ایک فیصلہ دیا اور اکثریت کے طور پر فیصلہ دیا تھا کہ پاکستان میں یہ اقتصادی نظام نہیں چلے گا اور اگر کوئی اقتصادی نظام چلے گا تو وہ استحصال سے پاک سوشلزم کی سائنٹیفک بنیادوں پر چلے گا تو یہ 1970ء کا فیصلہ تھا آج مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ لوگ جن کے منہ پر عوام نے سیاسی تمانچے مارے ۔ آج وہ کس منہ ۔ کس جرات اور کس حوصلے سے کھڑے ہو کر سوشلزم کے خلاف بات کرتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ آج پاکستان محض ایک لمحہ فکریہ ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی آج اس مقام پر آ چکی ہے کہ ہمیں پاکستان کے دشمنوں کو جو مشرق پاکستان کی علیحدگی کا سبب ہوئے ۔ سرمایہ داروں ۔ جاگیرداروں اور نوکر شاہی ان سب کو دیکھنا پڑے گا کہ وہ اب کس انداز میں کام کر رہے ہیں ۔ میرے نزدیک جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ سرمایہ دار کا کوئی base نہیں ہے ۔ آج پاکستان میں سرمایہ دار اپنے آپ کو محسوس کرتا ہے کہ اس کی بقا کے دن کم ہیں ۔ سرمایہ دار کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ اس سے اس کی انڈسٹری چھینی گئی ہے ۔ اس کو اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا ہے ۔ پاکستان کے عوام جاگ چکے ہیں اور سرمایہ دار کا چونکہ کوئی وطن نہیں ہے ۔ اس کا کوئی پرچم نہیں ہے ۔ اس کا کوئی نظریہ نہیں ہے ۔ اس کے پاس کوئی مقدس کتاب نہیں ہے ۔ تو میں عرض کرونگا کہ پاکستان کا سرمایہ دار اور جاگیر دار پاکستان کے لٹیرے بحری قزاقوں کی طرح اب ان کی یہ

کوشش ہے کہ یہ پاکستان جس میں استحصال کے لئے گنجائش نہیں رہی جس کے عوام ۔ مزدور اور کسان جاگ چکے ہیں ۔ یہاں پر اب یوم حساب نظر آ رہا ہے ۔ ایسے یہ پاکستان دو دیواروں کی طرح آپس میں ملتا ہوا نظر آ رہا ہے ۔ جہاں پر اس کی ایک دن موت واقع ہو جائے گی ۔ تو اپنی موت بچانے کے لئے اس کی یہ کوشش ہے کہ اس پاکستان کو ہی ختم کر دیا جائے اور وہ اپنے منصوبہ کو مکمل کرنے کے لئے مختلف سازشوں میں مصروف ہے اور نوکر شاہی اس کو protect کرتی ہے ۔ پاکستان کی بیوروکریسی جو کہ ہمیں انگریزوں سے ورثہ میں ملی ۔ جو ایک خاص ذہن کے لئے انگریز نے پیدا کی تھی ۔ یہاں کے لوگوں کو محکوم رکھنے کے لئے یہاں کے لوگوں پر ڈنڈا چلانے کے لئے ۔ پاکستان کے بننے کے بعد یہاں پر جو جاگیرداروں کی حکومت آئی اس نے بھی نوکر شاہی کو استعمال کیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب سے ہماری حکومت آئی ہے وہ بھی اس معاملہ میں کوئی ترقی نہیں کر سکی ۔ آج بھی جو سرکاری ملازم کام کرتا ہے اسے صرف پتہ ہے کہ مجھے صرف کاغذ کو dispose of کرنا ہے ۔ اس کو نیچے پھینک دینا ہے یا اوپر بھیج دینا ہے ۔ اس کے سامنے کوئی نقطہ نظر نہیں ہے ۔ کوئی مقصد نہیں ہے کوئی لگن نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم سرکاری ملازموں کے ذہن تبدیل کریں وہ ذہن جو انگریزوں سے اسے ورثہ میں ملے ہوئے ہیں ۔ لیکن ہم اس کے ذہن کو تبدیل کرنے میں ناکام رہے ہیں جس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے ۔

دوسرا طبقہ جو اس وقت پاکستان کے خلاف کوشش کر رہا ہے وہ سرمایہ داروں کا طبقہ ہے ۔ سرمایہ داروں کو ہم نے بڑی کنڈلی چھٹی دی ہے ۔ ہم نے جب ان کی انڈسٹری کو لیا تو ہم نے ان کے جو shares تھے ان پر کنٹرول نہیں کیا ۔ انہوں نے اپنے shares کو مارکیٹ میں بیچ دیا اس وقت سرمایہ داروں کے پاس بہت زیادہ دولت ہے ۔ بہت زیادہ روپیہ ہے جو اس نے انڈسٹری سے نکال لیا ہے اور اس روپے کو اس نے ٹریڈ میں پھینک دیا ہے ۔ زیادہ روپیہ نکالنے سے اس کی holding capacity بڑھ گئی ہے ۔ holding capacity کے نتیجے میں مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس بجٹ میں کیوں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا کہ ٹریڈ کو کس طرح سے کنٹرول کیا جائے سرمایہ دار اس ملک میں مہنگائی پیدا کرتا ہے اور اس ہتھیار کے ذریعے سے

پاکستان کی بنیاد کو کمزور کرنا چاہتا ہے - اس کو کیوں نہیں چھیڑا گیا اسی طرح سے ہم بات تو سوشلزم کی کرتے ہیں لیکن پچھلے دو سال میں اور آئندہ جو نظر آرہا ہے پبلک سیکٹر میں کوئی نئی صنعت نہیں لگائی گئی یہ ہمارے نظریات کے خلاف ہے اگر پبلک سیکٹر میں بہت کچھ لگایا ہوتا تو ہمیں پتہ چلتا کہ یہ ہماری حکومت ہے - اور یہ سوشلزم کے راستہ پر چل پڑی ہے لیکن ہمارا یہ دو تین سال کا تجربہ ہے کہ پبلک سیکٹر میں صنعت نہیں لگائی گئی اور جو لگائی گئی اس کو لینے کے بعد نوکر شاہی کے حوالے کر دی گئی اور پی - سی - ایس اور سی - ایس - پی افسران کے حوالے کر دی گئی - بھائی اگر تو صنعت چلانی ہے تو صنعت کو چلانے کے لئے اس کے مزدور چاہئیں یا اس کے لئے آپ کو ماہرین نہیں ملتے تو کم از کم ایسے لوگوں کو وہاں پر بھیجتے جن کے سامنے کوئی منزل ہو - کوئی مقصد ہو - جو پاکستان کی بقاء اور حیات پر یقین رکھتے ہوں - جو استحصال کے خلاف لڑنا جانتے ہوں - آج پاکستان ایک نظریاتی مملکت آپ ان کے حوالے کرتے لیکن آپ نے تو سرکاری ملازمین کے حوالے کردی اور جو باقی کچھ افسران رہے وہ ان سرمایہ داروں کے سابقہ ملازم ہیں - گھی انڈسٹریز کے تمام ملازمین اس وقت پنجاب میں گھی انڈسٹریز کو کنٹرول کر رہے ہیں - بھائی ! کل تک جو ملازم تھے جو نمک خوار تھے جو سرمایہداروں کی جوتیاں چاٹتے تھے - آج آپ ان کو کہہ رہے ہیں کہ جاؤ انڈسٹری چلاؤ اور وہ سرمایہ دار کے مفاد کے خلاف چلاؤ - وہ قطعا نہیں چلائیں گے - وہ تو ذہنی طور پر اس آقا کے غلام ہیں - ان کی تو خواہش ہے آرزو ہے کہ ان کے پرانے آقا واپس آ جائیں - جناب والا - میری گزارش ہے کہ اگر آپ انڈسٹریز کو ترقی دینا چاہتے ہیں اور جس کے نتیجے میں یہاں روزگار کے مواقع فراہم ہوں گے - جس کے نتیجے میں پیداوار بڑھے گی اور منہگائی کم ہوگی - تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان انڈسٹریز کو پہلے تو نوکر شاہی سے صاف کیا جائے اور بامقصد لوگوں کے حوالے کیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ پبلک سیکٹر میں مزید صنعتیں لگائی جائیں -

جاگیرداروں کی بھی وہی حالت ہے - ہم نے لینڈ ریفارمز کی ہیں لیکن لینڈ ریفارمز کے نتیجے میں جاگیردار کا جو hold ہے - زمیندار کا جو hold ہے

اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اب بھی زمیندار اور جاگیردار اپنے علاقوں میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو اقتصادی حقوق سے محروم کر رہے ہیں۔ ہمیں یاد ہے ہم نے الیکشن میں کہا تھا کہ چھوٹے زمیندار ہمارے ساتھ تعاون کریں ہم ان کا مالیہ معاف کر دیں گے۔ اب مجھے سمجھ نہیں آتی ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک یا اس سے کم زمین کے مالک سے کیوں مالیہ لیا جاتا ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ان کا مالیہ معاف کریں اور جاگیرداروں پر انکم ٹیکس کے ریٹ سے ٹیکس لگائیں۔ جیسے جیسے زمین بڑھتی جائے۔ اسی طرح مالیہ بھی بڑھنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں سو سے دو سو فیصد کرو اور دو سو سے چار سو کرو۔ لیکن چھوٹے کسان کو معاف کرو۔ جو غریب ہیں جن کے پاس زمین نہیں ہے اور "کمین" کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں دولتانے اور ٹوانے جن کو لمبے لمبے نام ملے ہیں۔ یہ ان کو انگریزوں کی جوتیاں چاٹنے پر ملے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں آپ ان کو رعایتیں کیوں دے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر آپ پنجاب کا زرعی نظام بدلنا چاہتے ہیں تو غریب لوگوں کا مالیہ معاف کرنا پڑے گا۔ یہ ٹیکس جو غریب اور کمین لوگوں پر لگے ہوئے ہیں یہ ٹیکس امیر اور جاگیر داروں پر لگا دیں۔ جو بڑی بڑی کاروں اور کوٹھیوں والے جو پنجاب کی سر زمین پر دندناتے پھر رہے ہیں۔ ان پر لگا دیں۔

اس کے بعد جناب والا۔ میں عرض کروں گا کہ اگر آپ نے ملک کو بچانا ہے۔ اس کی بقاء کو قائم رکھنا ہے تو جمہوریت کو بھی قائم رکھنا ہوگا۔ اور اگر جمہوریت کو قائم نہیں کریں گے۔ اس ملک کے آئین کا تحفظ نہیں کریں گے تو اس ملک کی بقاء خطرے میں پڑ جائے گی۔ میرے دوست جو اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ ان کو نہیں پتہ کہ اس میں کیا کیا مضمرات اور نقصانات ہیں۔ وہ تو بس اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ جناب والا۔ میں پھر بھی آپ سے کہوں گا کہ اگر یہ آئین بچے گا تو ملک بچے گا اور یہ آئین بچے گا تو جمہوریت بچے گی اگر کسی طرح سے اس ملک یا جمہوری قدروں کو نقصان پہنچا تو یہ ہمارے لئے بہت تکلیف دہ بات ہو گی۔ ایک لیڈر جو باہر بیٹھ کر کہتا ہے میں حکومت سے بات نہیں کرتا negotiation نہیں کروں گا۔ میں اس حکومت پر ایمان نہیں

رکھتا ۔ میں پوچھتا ہوں اس کا کیا مطلب ہے ۔ کیا یہ حکومت آئین کے تحت نہیں ہے ؟ عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے تحت قائم نہیں ہوئی ۔ اگر جناب والا ۔ جمہوریت اور پاکستان کے عوام سے پیار ہے تو آپ کو بات کرنا پڑے گی اور اگر نہیں کریں گے تو واضح ہو جائے گا کہ تم نہ پہلے کبھی پاکستان کے ساتھ تھے نہ اب پاکستان کے ساتھ ہو۔ نہ پہلے محب وطن تھے نہ اب محب وطن ہو اور مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کا نوٹس کیوں نہیں لیا جاتا ؟ کیوں نہیں پوچھا جاتا کہ تم کیسے کہتے ہو کہ حکومت established by law نہیں ہے ۔ آئین کے تحت نہیں ہے ؟ اسی طرح ایک لیڈر ولی خان نے کوشش کی کہ ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو کو نقصان پہنچایا جائے ۔ میں پوچھتا ہوں کیوں ؟ اس سے ہمارا زبانی رشتہ ہے ۔ ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ تو ہم پسینہ کےساتھ پسینہ اور لہو کے ساتھ لہو بہائیں گے ۔ لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف منصوبہ بنانے والو ۔ ذوالفقار علی بھٹو جس دن چلا گیا اس دن پاکستان نہیں بچے گا ۔ کوئی صورت نہیں ہے کہ تم پاکستان کو بچا لو ! کیونکہ ذوالفقار علی بھٹو کے دم سے یہاں آئین آیا ۔ اس کے دم سے یہاں جمہوریت قائم ہے ۔ میں جناب والا ۔ واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ جتنی سازشیں ہو رہی ہیں جتنی کوششیں ہو رہی ہیں ۔ یہ سب چاہے سرمایہ دار کر رہے ہیں چاہے جاگیردار یا نوکرشاہی کر رہی ہے ان سب کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ پاکستان کا خاتمہ ۔

جناب والا ۔ ایک بات مجھے سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ پاکستان طویل جدوجہد کے بعد حاصل کیا گیا اور کافی جدوجہد کے بعد یہ ملک بنا لیکن آج بھی پنجاب میں ملک حاکمین خان کے محکمہ میں ایسی جیلیں موجود ہیں جہاں پر شہدائے آزادی کو پھانسی دی گئی لیکن آج تک کسی بھی حکومت نے اور ہمارے دوست ملک حاکمین خان صاحب کو بھی یہ نصیب نہیں ہوا کہ کم از کم ان کو پریزرو کریں سنبھالیں ۔ وہ ہماری وراثت ہے انہوں نے تو تحریک کے سنگ میل قائم کئے ۔ خدا کے لیے جہاں آپ کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہو وہاں ایک پیسہ ان کے شہدائے وطن کے لیے بھی خرچ کر دیں ۔ اس بجٹ میں ایک پیسہ ہی رکھ دیں ۔ ان کوٹھڑیوں اور یادگاروں

پر بھی کچھ خرچ کرو جو ان شہدا کی وجہ سے قائم ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ کوٹھریوں اور حیلوں کو بھی محفوظ کر لیں جہاں پر ان شہدا نے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دی تھی ۔ جناب والا ۔ میں پوچھتا ہوں آج تو ملک میں مارشل لا نہیں ہے ۔ ایوب خان جا چکا ہے آزادی مل چکی ہے لیکن آج بھی شاہی قلعے میں کوٹھری اسی طرح سے موجود ہے جہاں پر عظیم حسن ناصر نے جمہوریت کے لیے اپنا خون دیا تھا ۔ حسن ناصر کی وہ کوٹھڑی بھی preserve کریں کیونکہ وہ جمہوریت کی جدوجہد میں گیا ہے ۔ وہ سوشلزم کی جدوجہد میں گیا ہے ایک آنہ ہی ان کے لیے بجٹ میں رکھ دیں اور ان کوٹھریوں کو محفوظ کرو تاکہ آنے والی نسلیں کم از کم اس جگہ کو دیکھ لیں جہاں ان کا ساتھی ان کے مستقبل کے لیے شہید ہوا تھا ۔ جناب والا ۔ میں نے اس دفعہ بھی دیکھا ہے کہ بجٹ میں اس قسم کی کوئی پروویژن نہیں ہے ان لوگوں کے لیے کچھ نہیں رکھا گیا اس طرح سے ایسے لوگ ایسے جیالے سپاہی جو 1947ء میں پہلے جنگ کر رہے تھے وہ آج بھی موجود ہیں بوڑھے ہو گئے ہیں ۔ ان کے ہاتھوں میں رعشہ آگیا ہے وہ غریب معذور ہیں اور بھوکے مر رہے ہیں ۔ اور اس پاکستان میں جس کے لیے انہوں نے قربانیاں دی تھیں آج نتیجہ کیا ہے کہ پاکستان کی دولت یہاں کے سرمایہ دار ۔ جاگیردار کھا رہے ہیں اور جن لوگوں نے جدوجہد کی وہ بھوکے مر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ باعزت لوگ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے ۔ لہذا اس بجٹ میں ان کے لیے بھی کوئی پروویژن ہونی چاہیے تھی ۔ ان کا بھی کوئی خیال کرنا چاہیے تھا جن کی جدوجہد کے نتیجے میں ہم نے سبز پرچم اٹھایا ہوا ہے ۔ جن کی جدو جہد کے نتیجے میں جناب سپیکر ۔ آپ بھی اس کرسی پر بیٹھے ہیں ۔ جن کی جدوجہد کے نتیجہ میں مجھے بھی بات کرنے کی طاقت ملی ہے ۔

**Mr. Speaker :** Time is extended for five minutes.

**مسٹر شمیم احمد خان ۔** جناب سپیکر ۔ میں نے کچھ باتیں اپنے علاقہ لائلپور سے متعلق بھی عرض کرنی ہیں ۔ جناب والا ۔ لائلپور کے لیے اس دفعہ بجٹ میں دو ہزار کے قریب پلاٹ دیئے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ لائلپور میں

لاکھوں کے قریب کچی آبادی ہے جیسا کہ ڈاکٹر حلیم رضا نے اس پر کہا ہے لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہیں اور دو ہزار سے کئی گنا زیادہ مکان پچھلے سال سیلاب کی نظر ہو گئے ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں ۔ لائلپور کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے ؟ لائلپور شہر کی صورت حال یہ ہے کہ پچھلے سال لائلپور شہر سے کسی ایک آدمی کو بھی نوکری نہیں ملی اور ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں میری اطلاع کے مطابق دو آدمیوں کو نوکری ملی تھی ۔ لیکن اُن کا تعلق بھی ڈسٹرکٹ سے تھا ۔ لائلپور شہر کے کالج اور یونیورسٹیوں میں دن رات گریجویٹ پیدا ہو رہے ہیں لیکن اُن لوگوں کے لیے نوکریوں کے دروازے بند ہیں کیونکہ کوٹہ سسٹم ہے ۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ کوٹہ سسٹم ختم کیا جائے ۔ جناب والا ۔ دوسرے ضلعوں کو اس لیے نظر انداز کیا جا رہا ہے کہ وہاں پر کوئی سیاسی طاقت نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ یہ نقطہ نظر یہ طریقہ وار دات بالکل غلط ہے اور لائلپور شہر جو پہلے ہی بہت زیادہ غربت کا شکار ہے مزدوروں کا شہر ہے ۔ اُن کے لیے دو ہزار پلاٹ ۔ اُن کے ساتھ مذاق ہے ۔ اونٹ کو زیرہ دکھانے والی بات ہے ۔ لاکھوں کچے مکان ہیں ۔ ہر سال ہمارے دوست تقریریں لکھ جاتے ہیں ۔ بالکل ایسا نظر آتا ہے جیسے کوئی دستور کی بات ہو ایسے ہی ہم تقریریں کرتے رہیں اور وہ لکھتے رہیں ۔ ایک سال کے بعد شاید یہ نوٹ غائب ہو جاتے ہیں ۔ مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ لائلپور چھوٹے چھوٹے مالکوں کا ضلع ہے ۔ اس ضلع میں زیادہ سے زیادہ زرعی قرضے دیں ۔ وہاں پر چھوٹی صنعتوں کا قیام کریں ۔ پولٹری فارم قائم کریں ۔ وہاں پر زراعت کی ترقی کے لیے زرعی قرضے دیں کیونکہ لائلپور ضلع کی جو آبادی وہ بلوچستان کے پورے صوبہ کے برابر ہے اور لائلپور کی آبادی پورے بہاولپور ڈویژن کے برابر ہے ۔ میں یہ آپ سے گزارش کروں گا کہ لائلپور کو اُس کی آبادی کے برابر وسائل ضرور دیں ۔ تا کہ لوگوں کو کچھ کھانے پینے کے لیے مل جائے ۔ ان کے پاس بے شک وسائل کافی ہیں لیکن آبادی اُس کے وسائل سے زیادہ ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ قرضے دیں ۔ تا کہ لائلپور کو بھی ترقی مل سکے ۔

(شکریہ)

**مسٹر سپیکر** ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

**آوازیں** ۔ ختم کریں ۔ ختم کریں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ تقریر ابھی کریں گے یا شام کو کریں گے ۔

**کرنل ریٹائرڈ محمد اسلم خان نیازی** ۔ شام کو کر لوں گا ۔

**Mr. Speaker** : Then the House is adjourned till 7.00 p.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی شام بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

# شام کا اجلاس

(میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**مسٹر چیرمین** ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

**کرنل ریٹائرڈ محمد اسلم خان نیازی** (میانوالی ۔ 1) ۔

نشیمن پر نشیمن اس طرح تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے آپ ہی بیزار ہو جائے ۔

جناب والا ۔ سب سے پہلے میں بجٹ کی اس طرح تعریف کروں گا کہ کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے ۔ اور بے ٹیکس بجٹ پر میں وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم خوش نصیب لوگ ہیں کہ ہمیں ذوالفقار علی بھٹو جیسا قائد عوام مل گیا ہے جس نے ہمارے مسائل حل کئے ہیں وہ اس طرح کہ آدھا حصہ ملک کا چلے جانے کے بعد ہمارے پاکستان کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دیا اور 1971ء کی جنگ میں جو رقبہ ہاتھ سے چلا گیا تھا وہ واپس کرایا اور جنگی قیدیوں کا مسئلہ جو کافی سنگین پوزیشن اختیار کر گیا تھا جب کہ ہمیں ایک بد ترین قوم سے واسطہ پڑا ہوا تھا وہ ذلیل اور بد ترین قوم جس نے آج تک تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے ہمیشہ عہد شکنی کی ۔ وہ یہ معاملہ تھا آسانی سے حل نہیں ہونے دیتے تھے ۔ لیکن قائد عوام کا تدبر تھا اور ان کی ڈپلومیسی تھی اور ان کی پالیسی تھی جس سے انہوں نے جنگی قیدی واپس لیے اور پھر آدھا ملک جانے کے بعد پاکستان کو سہارا دیا ۔

**مالک مختار احمد اعوان** ۔ جناب والا ۔ کیا وزراء کرام صحافیوں کے ساتھ گرفتاری کے لیے تشریف لے گئے ہیں ۔

**مسٹر چیئرمین** ۔ وہ آ رہے ہیں ۔

**کرنل محمد اسلم خان نیازی** ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ پاکستان مفلوج ہونے کے بعد بھی قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے ایک بہت بڑا کارنامہ کر کے دکھایا ہے جو اسی ایوان میں اسلامک کانفرنس ہوئی اور تمام دنیا کے اسلامی ممالک کو یہاں بلایا اور یہ شرف ہمارے پاکستان کو حاصل ہوا ہے ۔ میں اس کے لیے قائد عوام کو خراج تحسین پیش کرنے کے بعد عرض کروں گا ۔

ہم نے بنایا ہے پھر اک نیا آشیانہ
جاؤ پھر سے یہ بات کسی طوفان سے کہدو

**ڈاکٹر حلیم رضا** ۔ جناب والا ۔ شعر کا وزن درست نہیں ہے ۔

**کرنل ریٹائرڈ محمد اسلم خان نیازی** ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا اور میری یہ گزارش ہے کہ انہیں کہیں کہ یہ مداخلت اور مذاق کی بات نہ کریں مذاق کی بات کرنا ہے تو وہ ٹی روم میں کرلیں ۔ باقی میں اپنے علاقے کے مطالبات پھر دھراؤں گا اور میں یہ 1972ء سے دھرا رہا ہوں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان پر کوئی عمل نہیں ہوا ہے ۔ جو تجاویز ہم نے پیش کیں یا جو مطالبات ہم نے پیش کئے ۔ یہاں ان پر کوئی عمل نہیں ہوتا یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے علاقے کے اتنے اہم مطالبات ہیں اور ان سے صرف ہمارے علاقے کی معیشت کی بہتری اور بہبود کا انحصار ہی نہیں بلکہ پاکستان کو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ میرے حلقہ میں سب سے زیادہ اہم سکیم یہ ہے کہ اڑھائی سو سال سے پرانی نہر چل رہی ہے ۔ یہ عیسیٰ خیل میں ہے اور اسی کی اسی حالت میں ہے ۔ اس پر کیوں روپیہ خرچ نہیں کیا جاتا اور اس کی حالت کیوں بہتر نہیں بنائی جاتی ۔ میں اپنے مطالبات ضرور دھراؤں گا ۔ تو گزارش یہ ہے کہ یہ نہر جو اسی طرح زبوں

حالی میں پڑی ہے اسے محکمہ نہر کی تحت لے کر اس پر روپیہ خرچ کرکے اسے ایک صحیح نہر بنایا جائے تا کہ اس سے علاقہ کا بھی فائدہ ہو اور پاکستان کی معیشت بھی اس سے مستفید ہو ۔

باقی جناب وہاں جناح بیراج بنا ہوا ہے ۔ اس سے صرف ایک نہر تھل کینال نکل رہی ہے جو کہ left bank پر نکالی گئی ہے ۔ میری استدعا ہے کہ ایک نہر right bank پر بھی نکالی جائے جس سے عیسیٰ خیل تحصیل کا بیشتر حصہ سیراب ہوگا اور لوگ خوشحال ہوں گے اور پاکستان کی معیشت کو بھی فائدہ پہنچے گا ۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانے کے لیے پیش کر رہا ہوں ۔ اس کے علاوہ وہاں ایک ڈیم بنا ہے جسے جیچانی ڈیم کہتے ہیں ۔ وہ سلٹ اپ ہو چکا ہے اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں اور لوگوں سے اس کا آبیانہ بھی لیا جاتا رہا ہے ۔ اس کو صحیح کرنے کا بندوبست کیا جائے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

باقی ہمارے ہاں عیسیٰ خیل کالج کا مسئلہ بڑا سنگین ہے جو کہ منظور بھی ہو چکا ہے مگر ابھی تک اس کی ہوا بھی کہیں نظر نہیں آتی ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے مطالبات دہرا رہا ہوں ۔ وہاں پر دو تین سڑکیں ہیں جو صرف عیسیٰ خیل کے لیے ہی نہیں بلکہ پاکستان کے دفاع کے لیے بھی مفید ہیں ۔ کالا باغ سے ایک سڑک کا صرف 6 میل کا ٹکڑا بقایا ہے اگر وہ بنا دیا جائے تو کوہاٹ تک 100 میل کا شارٹ کٹ ہو جائے گا ۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ یہ چھ میل کا ٹکڑا کوئی نہیں بناتا اور معلوم نہیں کہ کون خوش نصیب لوگ ہوں گے جو اسے بنائیں گے اور ہم اس سے مستفید ہوں گے اور پاکستان کے دفاع کو بھی فائدہ ہوگا ۔

اس کے علاوہ ایک گزارش یہ ہے کہ چشمہ بیراج پر کروڑوں اور اربوں روپے سے دریائے سندھ پر پل بن چکا ہے ۔ عیسیٰ خیل سے اس پل تک صرف 16 میل کا فاصلہ ہے اگر یہ سڑک بن جائے تو عیسیٰ خیل ہی نہیں ضلع بنوں اور وزیرستان تک 40 میل کا شارٹ کٹ ہو جاتا ہے ۔ سرگودھا اور لاہور کے لیے ۔ یہ بھی وہاں کے عوام کا مطالبہ ہے جو میں آپ کی وساطت سے ریکارڈ پر

رکھنا چاہتا ہوں ۔ ایک سڑک اگر تلہ گنگ تا چکری بن جائے تو صرف یہی نہیں کہ صرف تلہ گنگ سے چکری تک 40 میل کا شارٹ کٹ ہو جائے گا بلکہ اگر دیکھا جائے تو یہ روٹ اسلام آباد سے میانوالی ۔ سرگودھا ۔ جھنگ ۔ مظفر گڑھ ۔ ملتان اور کراچی تک شارٹ کٹ ہو جائے گا اور آنے جانے کا 80 میل شارٹ کٹ ہو جائے گا ۔ میں عرض کروں گا کہ مجوزہ سڑک کو ضرور بنایا جائے۔

ہمارا علاقہ پسماندہ علاقہ ہے اور جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کی اطلاع کے لیے دھرانا چاہتا ہوں کہ وہاں لوگ پینے کا پانی دس دس میل سے لاتے ہیں ۔ تو وہاں پینے کے پانی کا انتظام کرنا بہت ضروری ہے ۔ اگر public health dept. کے تحت اس علاقے کا پورا سروے کرایا جائے تو نہ صرف عیسیٰ خیل ۔ تحصیل بلکہ تحصیل میانوالی ۔ تحصیل بھکر کے دور دراز علاقے بھی ہیں جہاں پانی نہیں ۔ تو ان علاقوں میں پینے کے پانی کا انتظام کیا جائے ۔ سکول ۔ ہسپتال ۔ بجلی ۔ یہ چیزیں جو یہاں مل رہی ہیں ۔ وہاں ہمارے پسماندہ علاقہ میں فراوانی سے کیوں نہیں جاتیں ۔

کانٹوں کا دامن تھام جو تا عمر ساتھ دیں
پھولوں کا کیا جو سانس کی گرمی نہ سہہ سکیں

پھر عرض کیا ہے ۔ ۔

ان اجڑی سی آنکھوں میں اسلم
زمانے کے رنج و الم سو رہے ہیں

تو گزارش ہے کہ میں نے اپنے علاقے کے پسماندہ علاقوں کے متعلق عرض کرنا تھا ۔ اس کے بعد میں جناب کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ روٹی ۔ کپڑا اور مکان کا ہم نے دعویٰ تو کیا ہے مگر یہ چیزیں ایسی ہیں جو کہ عملی طور پر اتنی آسان نہیں ہیں ۔ ابھی کروڑوں عوام دیہات میں ایسے مل جاتے ہیں جو بے گھر ۔ بے کپڑا اور بے روٹی ہیں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک مری کی مال روڈ پر 40 سال سے جو لنگڑے اور لولے بیٹھے ہیں وہ 12 ۔ 15 یا 20 ہوں گے ۔ ابھی تک ہم انہیں روٹی کپڑا اور مکان نہیں دے سکے اور مری کی مال روڈ ایسی جگہ ہے جہاں پر باہر سے tourist بھی آتے ہیں ۔ وہاں چترال

اورکراچی تک کے لوگ آتے ہیں اور اگر وہ یہ دیکھیں کہ یہاں لولے لنگڑے لوگ بیٹھے ہیں تو یہ بڑی معیوب بات ہے ۔ غریب عوام کو روٹی ۔ کپڑا اور مکان مہیا کرنے کے لیے میرے پاس نعم البدل ہے ۔

جناب والا ۔ میرے پاس ضلع میانوالی میں بے شمار قسم کی معدنیات موجود ہیں ۔ بلکہ یہ جہلم سے سرگودہا ضلع میں اورکیمبل پور اور راولپنڈی کے اضلاع میں موجود ہیں ۔ وہاں معدنیات کے خزانے ہیں اور اگر وہ خزانے نکالے جائیں اور ان کو excavate کیا جائے تو دولت کی فراوانی ہو گی اور پھر روٹی کپڑا خود بخود مہیا ہو جائے گا اور غریب کو روزی خود بخود مہیا ہو جائے گی ۔ اور اس سے وہ اپنی جھونپڑی خود بخود تعمیر کرلے گا ۔ جناب والا ۔ عرب میں ریت ہے ۔ آپ صاحبان جو وہاں تشریف لے گئے ہیں ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ عرب کی سرزمین پر ریت کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔ لیکن وہاں تیل نکل آیا اور ان کی کایا پلٹ گئی ہے ۔ امریکہ جیسا ملک عربوں سے قرضے لے رہا ہے ۔ یہ اللہ کی شان ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس فائر کلے ہے ۔ چائنا کلے ہے جس سے برتن بنتے ہیں اور یہ بھی الٹی گنگا ہے کہ ہماری فائر کلے کے برتن کراچی میں جاکر بنتے ہیں اور پاک پور ۔ گجرات اور لالہ موسیٰ میں بھی بنتے ہیں اگر یہ برتن وہاں بنتے ہیں تو پھر یہ کارخانے میانوالی میں کیوں نہ لگائے جائیں ۔ اس سے وہاں کے بے گھر ۔ بے روٹی اور بے کپڑا لوگوں کو خود بخود روزی مہیا ہو جائے گی ۔

**ملک مختار احمد اعوان ۔** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر کو پہلی دفعہ یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے علاقے کے متعلق مسائل یہاں پیش کریں بلکہ آزادی سے اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں ۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سات بجے اجلاس کا وقت تھا ۔ اب ساڑھے سات بج چکے ہیں اور وزراء کرام میں سے کوئی بھی ایوان میں تشریف نہیں رکھتے اگر وہ یہاں موجود ہوتے تو نوٹ لے سکتے اور اپنی تقریر میں جوابات دے سکتے تھے اور ان مسائل کا حل ڈھونڈ سکتے تھے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ ایوان کا وقت صحیح

طور پر صرف کیا جا رہا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ اجازت لے کر نماز پڑھنے گئے ہوئے ہیں ۔

(آوازیں ۔ کیا سارے وزراء اکٹھے گئے ہوئے ہیں)

**مسٹر سپیکر** ۔ مجھے کوئی پتہ نہیں ۔ مجھے تو یہی کہہ کر گئے ہیں کہ نماز کا وقت ہے اور ہم نماز پڑھنے جا رہے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ جناب ۔ کیا وہ نماز کے متعلق ریگولر ہیں یا آج ہی نماز پڑھ رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ مجھے پتہ نہیں ۔ مجھے ایک ٹیلی فون آیا تھا کہ وہ نماز پڑھنے گئے ہیں ۔ میں انہیں دیکھنے نہیں گیا ۔ مجھے تو یہی اطلاع ملی ہے ۔

**رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان** ۔ جناب ۔ کیا وہ باجماعت نماز پڑھنے گئے ہیں ۔

**ڈاکٹر حلیم رضا** ۔ جناب والا ۔ میں بھی یہی دریافت کروں گا کہ کیا وہ باجماعت نماز ادا کرنے گئے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ مجھے تو یہی کہا گیا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور وہ نماز پڑھنے گئے ہیں ۔

**کرنل (ریٹائرڈ) محمد اسلم خان نیازی** ۔ جناب والا ۔ میں معدنیات کے متعلق عرض کر رہا تھا ۔ میرے پاس silica sand ہے جس سے شیشہ بنتا ہے ۔ میرے پاس gypsum ہے جس سے fertilizer بنتا ہے ۔ میرے پاس lime stone ہے جس سے cement بنتا ہے ۔ میرے پاس red ochre ہے جس سے پینٹ بنتے ہیں اور اس کے علاوہ میرے ہاں پاکستان کی biggest coal mines اور salt mines ہیں ۔ جو کالا باغ میں ہیں جنہیں ہم ادھر ادھر بھیج رہے ہیں اور اس سالٹ سے سوڈا کاسٹک نہیں بنا رہے ۔ سوڈا بائی کارب اور سوڈا ایش نہیں بنا رہے ۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے سے اون لیور پول اور لندن جاتی تھی ۔ وہاں اسے دھوتے تھے ۔ پھر وہاں سے کینیڈا جاتی

تھی وہاں اس کا yarn بنتا تھا ۔ اس کے بعد وہ امریکہ جاتی تھی جہاں اس سے قالین بنتے تھے ۔ اگر آپ قالین اب یہاں بنانے لگ گئے ہیں تو کتنا بہترین عمل ہے ۔ آپ ایران کا مقابلہ کرنے لگے ہیں ۔ آپ اس طرح اپنا raw material استعمال کرکے یہاں دولت کی فراوانی کر سکتے ہیں ۔ میری اس مضمون کے اوپر اتنی ہی تجویز ہے کہ ہم خام مال کو خود استعمال کریں امید ہے کہ غور فرمایا جائے گا ۔ یوں میرے پاس dolomite ہے iron ore ہے جس کے متعلق سوچا جا رہا ہے کہ سٹیل مل کراچی میں لگے ۔ شکر ہے کہ انہوں نے سیلون میں لگانے کا فیصلہ نہیں کر دیا ، iron ore ہے جس میں 36 فی صد آئرن ہے اور باقی 64 فی صد پتھر اور ریت ہے ۔ وہ ریت یہاں سے ڈھلائی کرکے لے جائیں گے ۔ یہ ہمارے انجینئر اور ہمارے یہ اکونومسٹ سبحان اللہ ! وہ کہتے ہیں کہ یہ تو laymen ہیں ، مگر اللہ کے فضل سے بھیڑ کی دم کی بھی خود انہیں سمجھ نہیں ۔ گزارش ہے :

ٹوٹ جائے ابھی سنگین چٹانوں کا غرور
کوئی فرہاد تو اٹھے میرے پیغام کے بعد

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ آپ کے ذہن میں یہ ہے کہ پٹ سن تو مشرقی پاکستان میں ، بنگلہ دیش میں رہ گئی ہے ، میرے پاس وہاں سے زیادہ لمبے ریشے والی اور زیادہ سائز والی پٹ سن پیدا ہوتی ہے ۔ میرے پاس ایک کلے پر نہیں ، ایک مربعے پر نہیں ، جناب والا ۔ تیرہ میل دریائے سندھ کا پیٹ ہے ۔ کالاباغ سے لے کر کراچی تک چلے جائیے ، ہزار میل میں آپ یہ کاشت کر سکتے ہیں ۔ میں نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ جیسے ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن ہے ، جوٹ ڈویلپمنٹ کارپوریشن بھی بنالیے ۔ میرے علاقہ کی طرف آئیے ۔ جڑانوالہ ، لائل پور یا سرگودہا میں جوٹ مت لگائیے ۔ وہاں کپاس کی بجائے آپ پٹ سن شروع کر دیں تو فائدہ نہیں ہوگا ۔ آپ وہاں کریں جہاں پر صرف جوار باجرہ ہوتا ہے تاکہ ملک کو نقصان نہ ہو ۔ economy کے مطابق بات کر رہا ہوں ۔ یہ بھی میری تجویز ہے ۔

اس کے بعد گزارش یہ ہے کہ ہندوستان نے جو ہمارے قریب ایٹمی دھماکہ کیا ہے ۔ اس کے متعلق میری تجویز تو یہ ہے کہ ہمیں بھی اپنی تمام طاقت اور وسائل خرچ کرکے اور باہر سے بھی مدد لے کر ان کے مقابلے میں ایٹم بم تیار کرنا چاہیے ۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر ہم ایمان پر مضبوط ہیں تو ہمیں گھبرانے کی ضرورت نہیں : ہمارا ایمان ہے کہ ہم دس کفار کے مقابلے میں ایک ہی کافی ہیں :

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ محترمہ ممز حسینہ بیگم کھوکھر ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر (حلقہ خواتین ۔ 6) ۔ جناب عالی ! آزادی تقریر ملنے کے بعد میں چاہتی ہوں کہ میں آج اپنے ضمیر کی آواز بلند کروں ۔ اس کے لیے میں رامے صاحب کو سلام کرتی ہوں کہ جنہوں نے آزادی تقریر دے کر ہمیں اپنے ضمیر کی آواز بلند کرنے کا موقع دیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں کہتی ہوں :

سکون داغ پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
کہ جب تلک ستم کی سیاہ رات چلے

جناب والا ۔ اس مقدس ایوان میں کئی طالع آزما آتے رہے اور انھوں نے بارہ کروڑ عوام کے مستقبل کو پس پشت ڈال کر اپنی جاگیروں کا تحفظ کیا ۔ اپنے سرمائے کا تحفظ کیا ۔ آج کا مجلسی نظام کیا ہے جس میں بھوکے ننگے پاکستانی بھوکے گرسنہ اور برہنہ پاکستانی بچے اور یہ مٹی کے کچے کوٹھے آپ کے مجلسی نظام کا مذاق اڑا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ غریبوں کی داستان غم اتنی اندوہ ناک ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی ۔ میں کہتی ہوں :

جن کو تو رستم و سہراب کہا کرتا ہے
وہ جواں میں نے یہاں خاک بسر دیکھے ہیں

بھی نہیں بلکہ :

میں نے ملتے ہوئے مٹی میں گہر دیکھے ہیں
میں نے لتھڑے ہوئے کیچڑ میں قمر دیکھے ہیں

* * *

میں نے جو دیکھا ہے اے کاش تو بھی دیکھے
دل کی دھڑکن بھی سنے دل کا لہو بھی دیکھے

آج بھی آپ کی فیکٹریاں سرمایہ دار پیدا کر رہی ہیں ۔ میں کہتی ہوں کہ جلا دو اُن فیکٹریوں کو جو سرمایہدار پیدا کریں ، اور

جس کھیت سے دھقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب والا ۔ جو سمجھتے ہیں کہ ہماری پارٹی اپنے منشور سے ہٹ گئی ہے ۔ میں قسم کھاتی ہوں کہ عادلانہ نظام قائم کرنے کے لیے ہم سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے ۔ ان کی اطلاع کے لیے میں عرض کرتی ہوں :

رکے ہوئے ہیں جو دریا انہیں رکا نہ سمجھ
کلیجہ چیر کے نکلیں گے کوہساروں کا

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم
جو چلے تو جاں سے گزر گئے

کہتے ہیں کہ موجودہ حکومت نئے الیکشن میں شکست کھائے گی ۔ میں کہتی ہوں کہ عادلانہ نظام لانے کے لیے ہم آگ اور خون کی ہولی کھیل کر اس ایوان میں آئے ہیں ۔ آگ اور خون کی ہولی کھیل کر عادلانہ نظام قائم کریں گے اور کسی کا باپ بھی ہمیں شکست نہیں دے سکتا :

یہ ہمیں تھے جس کے لباس پر سر راہ سیاہی لکھی گئی
یہی داغ تھے جو سجا کے ہم سر بزم یار چلے گئے

(نعرہ ہائے تحسین)

تم کہتے ہو کہ لوگ رشوت لیتے ہیں ، میں کہتی ہوں نظام بدلو ۔ تم کہتے ہو مہنگائی ہے ، میں کہتی ہوں نظام بدلو ، تم کہتے ہو کہ بھوکے ننگے بچے روشوں پر پڑے رہتے ہیں ، میں کہتی ہوں نظام بدلو ، تم کہتے ہو ، لوگ شراب پیتے ہیں ، اور بد معاشی کرتے ہیں ، میں کہتی ہوں نظام بدلو ، تم کہتے ہو کہ بجٹ میں کروڑ ہا روپیہ زراعت کے لیے رکھا گیا ہے ، میں کہتی ہوں نظام بدلو ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

نشیمن پر نشیمن اس طرح تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے آپ خود بے زار ہو جائے

میری بہن نے کہا ہے کہ کھدر پہننے سے انقلاب آتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں کہتی ہوں کہ مادر وطن کی کئی بیٹیاں ہیں جن کے سر پر چادر نہیں تو ہمیں کیا حق حاصل ہے کہ ہم زرق برق لباس پہنیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ نام نہاد انقلابیوں کو پارٹی سے نکال دو ۔ میں کہتی ہوں ان دیوانوں کو نکال دو * * * * * *

محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ کھدر پوشی نہیں چاہیے ۔ میں نے کہا تھا کہ انقلاب لانا ہے تو کھدر پوشی کی بجائے.....

مسٹر سپیکر ۔ یہ حوالہ آپ کی طرف نہیں ہے بلکہ کسی اور ممبر کی طرف ہے ۔

* بحکم مسٹر سپیکر ۔ حذف کر دیا گیا

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ ایوان میں نہیں کہا اگر انقلابیوں کو پارٹی سے نکال دیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔

**محترمہ ناصرہ کھوکھر** ۔ جناب والا ۔ آپ میری تقریر کا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں ۔ میں نے بالکل یہ نہیں کہا کہ ایسے انقلابیوں کو پارٹی سے نکال دیں ۔ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ ہمیں ایسے انقلابیوں کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ صرف کھدر پوشی کی تلقین کریں ۔ کیونکہ ایک معزز رکن نے یہ کہا تھا کہ میں ذوالفقار علی بھٹو کو بھی کہتا ہوں کہ وہ کھدر پہنیں تو اس کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ اگر وہ کھدر پہن کر بیٹھ جاتے تو آج تک جتنے ملک میں انہوں نے کام کئے ہیں وہ کام کبھی نہ ہوتے ۔ ہمارے جو علاقے تھے وہ دشمن کے قبضے سے واپس نہ ہوتے ۔ ہمارے جنگی قیدی واپس نہ آ سکتے اور لاہور جیسے شہر میں اسلامی کانفرنس منعقد نہ ہو سکتی ۔ جناب والا ۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ سادگی ہمیں منظور نہیں ہے یا سادگی ہمیں پسند نہیں ہے ۔ ہم جب خواتین میدان میں نکل آئی ہیں تو ظاہر ہے ہم اپنا سنگھار وغیرہ قربان کر کے اس ایوان تک پہنچی ہیں ۔ ہمیں کسی قسم کے سنگھار کی ضرورت نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میری تقریر کا آج صبح بھی حوالہ دیا گیا ہے جو کہ بالکل غلط انداز میں پیش کیا گیا ہے ۔ میں نے سادگی کے متعلق کسی جگہ پر بھی یہ نہیں کہا کہ ہمیں سادگی کی ضرورت نہیں ہے میں نے صرف اس بات کا جواب دیا تھا کہ ہمیں کھدر پوشی کی بجائے سخت محنت سے کام کرنا ہوگا اور انقلاب محنت سے آ سکتا ہے صرف کھدر پوشی سے نہیں آ سکتا ۔ میں اب بھی اپنی اس بات پر قائم ہوں شکریہ

**مسٹر سپیکر** ۔ میں فاضل اراکین سے التماس کروں گا کہ یہ نام لینے کے رواج سے میں نے پرسوں بھی منع کیا تھا اور اس تقریر کا وہ حصہ جس میں ایک فاضل رکن کا نام درج ہے میں اسے حذف کرتا ہوں ۔

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کیونکہ جب یہ پھول بنتے ہیں تو اس کے پتھر بھی بن سکتے ہیں اور وہ پتھر پر شیشے والی جو دیوار ہے یا کھڑکی ہے اس پر بھی پڑ

سکتے ہیں ۔ صرف یک طرفہ کارروائی اس میں نہیں ہوتی ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم اس ملک میں انقلاب لانا چاہتے ہیں ۔ تو تمام کی تمام گورنمنٹ کو پہلے قوم کے سامنے نمونہ پیش کرنا چاہیے اور میں نے یہ رائے دی تھی کہ ایک قوم ہے تو ایک لباس بھی ہو جائے تو اچھی بات ہے ۔ کیوں نہ ہم باقی تمام کا تمام کپڑا ایکسپورٹ کر کے فارن ایکسچینج کمائیں ۔

**Mr. Speaker.** Member are entitled to have their own views but I cannot permit naming a particular member in this House. This is my approach in this matter.

فاضل اراکین کو اس بات کا حق حاصل ہے جو ان کے ذہن میں بات ہو اس کو پیش کریں کہ سادہ کپڑے پہنے جائیں کھدر پہنا جائے ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ عیاشی چھوڑی جائے ۔ نہ خود عیاشی کی جائے اور نہ کسی کو کرنے دی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اور ایر کنڈیشنڈ کمروں میں رہا جائے ۔ چاہے وہ پیپلز ہاؤس کے کمرے ہوں یا کسی وزیر کے ۔ جن کی یہ رائے ہے ان کو حق ہے کہ وہ اپنی اس رائے کو پیش کریں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ایر کنڈیشنڈ کمرے استعمال کرنے کے باوجود بھی قوم کی خدمت کی جا سکتی ہے تو انہیں بھی اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنا نقطہ نظر پیش کریں لیکن میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ یہاں پر نام لے کر کسی کو گالیاں دی جائیں ۔

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ جناب والا ۔ میں صرف اپنے سوشلسٹ وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ بجٹ تیرے دل کی آواز ہے اگر ہے تو خیر ۔ اگر نہیں تو اپنے دل کی آواز بلند کر ۔ سات کروڑ عوام کے دل بھی تیرے ساتھ دھڑکیں گے ۔ آخر میں میں یہ کہتی ہوں ۔

برہم ہوں بجلیاں کہ ہوائیں خلاف ہوں
کچھ بھی ہو اہتمام گلستاں کریں گے ہم

جناب والا ۔ میں اب ملتان کی بات کروں گی ۔ سب سے اہم بات میں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ایوان ملتان 19 لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کیا جانا مقصود تھا لیکن اب اس کی تعمیر روک دی گئی ہے جو کہ اب کھنڈر میں تبدیل ہو رہا ہے ۔ میری عرض یہ ہے کہ اس کی تعمیر شروع کی جائے ۔ ملتان میں یونیورسٹی 1972ء میں قائم کی گئی تھی جس کے لئے 10 لاکھ روپے رکھے گئے تھے اور یونیورسٹی کا ابھی تک کوئی اجرا نہیں ہوا بلکہ ایک کوئی جاگیردار بچہ صاحب ہیں وہ زمین دینے سے گریزاں ہیں ۔ میں کہتی ہوں حکومت اپنا ہاتھ بڑھائے اور یونیورسٹی قائم کرے ۔ عام تاثر یہ لیا جا رہا ہے کہ کھر نے جو تعمیراتی کام ملتان میں شروع کئے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کھر کون ہے ۔

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کھر صاحب نے ۔

**Mr. Speaker.** Please show that much courtesy. He is a member of this House and he is entitled to have that minimum respect when his name is taken.

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ کھر صاحب میں نے کہا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں آپ نے بعد میں کہا ہے پہلے کھر ہی کہا تھا ۔ میں اس بات کی اجازت کسی صورت میں نہیں دے سکتا ۔

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ بہر حال میں یہ گزارش کروں گی ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ کوئی انداز تکلم نہیں ہے ۔ اس ایوان کے کچھ آداب ہیں ۔ جب کسی فاضل رکن کا نام لیا جائے تو ایک خاص انداز میں لیا جاتا ہے ۔

**محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر** ۔ جناب والا ۔ عام تاثر یہ لیا جاتا ہے کہ جناب کھر صاحب نے تعمیراتی کام ملتان میں شروع کئے تھے راسے صاحب کی حکومت انہیں کرنا نہیں چاہتی ۔ میں چاہتی ہوں کہ ملتان کے عوام میں یہ بدظنی نہ پھیلے اور یہ تعمیراتی کام شروع ہو اور یونیورسٹی کا اجراء بھی کیا جائے ملتان کو ہر دور میں نظر انداز کیا گیا ہے ۔ مسلم سربراہوں کی کانفرنس میں

کوئی بھی سربراہ ملتان میں نہیں آیا حالانکہ ملتان پاکستان کا تیسرا شہر ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ کوئی تو سربراہ بھیجا جاتا ۔

(قہقہے)

آوازیں ۔ اب کیا ہو سکتا ہے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ دیکھیں ۔ ملتان میں اتنی تاریخی جگہیں ہیں ۔ انہیں ملتان کا پتہ چلتا ۔ لاہور اور باقی دوسرے شہروں میں گئے ہیں ۔ لیکن ملتان میں نہیں آئے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker. The House is called to order please.

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ اس کے علاوہ ملتان کی بلدیہ جو ہے وہ کام ٹھیک نہیں کر رہی ۔ میں کہتی ہوں کہ ایک سخت قسم کا ایڈمنسٹریٹر بھیجا جائے اور جو ملازمین وہاں بیس بیس سال سے مقیم ہیں ۔ انہیں ٹرانسفر کر کے لئے آدمی بھیجے جائیں اور یونیورسٹی کے لئے میری عرض یہ ہے کہ ملتان کے ایم پی اے صاحبان کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ وہ وائس چانسلر اور پراجیکٹ ڈائریکٹر وغیرہ کا انتخاب کرے اور حکومت اپنی سفارشات پیش کرے ۔ اس کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔

ملک شاہ محمد محسن (لاہور ۔ II) ۔ جناب والا ، پنجاب کا 75-1974ء میزانیہ اس ایوان کے سامنے پیش ہے اور اس پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے ۔ متعدد اراکین نے بحث میں حصہ لیا ہے ۔ میرے خیال میں میزانیہ متوازن ہے اور مختلف شعبوں اور ترقیاتی پروگراموں کے جو رقوم مختص کی گئی ہیں وہ قابل تحسین ہیں ۔ جو کوشش وزیر خزانہ نے اس ضمن میں کی ہے وہ بھی قابل تحسین ہے ۔ لیکن سب سے زیادہ میرے خیال میں ایک عظیم قدم جو وزیر خزانہ نے اس بجٹ کی بحث کے دوران اٹھایا وہ ہماری پارلیمانی جمہوریت کی تاریخ میں ایک سنہری کارنامہ ہے ۔ ممبران اسمبلی جو حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں

اُن کو تنقید کرنے کا صرف اختیار ہی نہ دینا بلکہ مدعو کرنا ۔ میرے خیال میں تنقید اور خود تنقید ہی کی طرف ایک بہت بڑا قدم ہے اور وزیر خزانہ نے اپنے اس عمل کو جس کے ذریعے میزانیہ کی تشکیل کی گئی ہے اپنے آپ کو محاسبے کے لئے پیش کیا ہے ۔ میرے خیال میں اس امر سے خوشامد کرنے اور خوشامد قبول کرنے کا رجحان جو ہے اس کو روکنے کے لئے بھی یہ ایک بڑی تدبیر ہے ۔ اس لئے میں اس امر پر وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ لیکن مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تنقید کرتے وقت معزز ممبران نے بہت حد تک مثبت انداز اور جمہوری انداز اختیار نہیں کیا ۔ حقائق کو سامنے نہیں رکھا اور جن بدعنوانیوں دھاندلیوں اور بے انصافیوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ میں اُن سے اتفاق کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ بہت حد تک وہ صحیح ہیں لیکن ہمیں اُن کا جواز پیش کرنا چاہئیے تھا کہ اُن کا پس منظر کیا ہے ۔ کن کی پیدا کردہ یہ چیزیں ہیں ۔ کس نظام میں یہ کردار بنے ہیں ۔ کس نظام میں ہماری یہ اقدار الٹ پلٹ ہوئی ہیں ۔ کس نظام میں ہماری جو سوچ ہے غلط راستے پر چلی گئی ہے ۔ بہر حال میرے ساتھی ایک مفلوج معاشرے کے افراد سے مثالی کردار کی توقع کرتے رہے ۔ میرے خیال میں وہ حقیقت پسندی نہیں تھی ۔

جہاں تک حزب اختلاف کے ممبران کا تعلق ہے ۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے بھی فراخ دلی سے کام نہیں لیا بلکہ بغض سے کام لیا ہے ۔ ہماری پارٹی کی حکومت پر تعمیری تنقید کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے بلکہ دعوت دیتی ہے تاکہ ہم میں جو کوتاہیاں ہیں ۔ اور جو کمیاں کسی کام میں رہ جائیں اُن کو ہم دور کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ ہم ان میں اس تنقید کی روشنی میں ترمیم کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ لیکن ہم میں کچھ اچھائیاں بھی ضرور ہوں گی اور میرے خیال میں میری پارٹی کے ابتدائی دور حکومت میں ایسے ایسے کارنامے سرانجام دئیے ہیں جو کسی صورت میں بھی سیاسی معجزات سے کم نہیں ہیں ۔ میرے خیال میں حزب اختلاف کے اراکین آئین کی حیثیت کو کسی ملک کی بقاء کے لئے ۔ کسی ملک کی سالمیت کے لئے کسی ملک کے وجود کے لئے اُن سے زیادہ کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ چیز کتنی ضروری ہے ۔ میرے خیال میں تو جس طرح جسم سے روح کا تعلق

ہے اسی طریقے سے آئین کا ملک کے ساتھ تعلق ہے اور پھر 25 سال بعد اسلامی وفاق اور جمہوری نظریہ پاکستان کے تابع آئین ملا اور ایک پیچیدہ مسئلہ جو سالوں سے پاکستان کے لئے مصیبت کا باعث بنا ہوا تھا یعنی صوبائی خود مختاری وہ بھی حل کیا گیا ہے - اس کا تو کسی نے ذکر تک نہیں کیا - مقبوضہ علاقوں کو دشمن سے خالی کرانا اور جنگی قیدیوں کو واپس لانا اور سب سے زیادہ نظریہ پاکستان کی بنیاد کے مطابق اسلامی سربراہی کانفرنس کا اسی معزز ایوان میں منعقد کرانا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس سلسلے میں اسلام کے دعوے داروں نے اس کا ذکر تک بھی کرنے کی تکلیف گوارہ نہیں کی - میرے خیال میں اس تنگ دلی اور اس تنگ نظری سے ان کی تنقید کسی صورت میں بھی میرے خیال میں صحت مند نہیں ہو سکتی - میں سمجھتا ہوں کہ اس کا پس منظر یہ ہے کہ استحصالی - سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کے باعث معاشرے کے اندر اتنی بیماریاں پھیل جاتی ہیں کہ ان کے ذہن میں مفاد پرستی تعصبات اور گروہ جنم لے لیتے ہیں (اور جب ہم کسی چیز کے اچھے برے ہونے کا) اور جب ہم کسی چیز کو اچھا برا ثابت کرنے کے لئے اپنی رائے کا اظہار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم تعصبات - گروہ بندی اور مفاد پرستی کے تابع ہو جاتے ہیں اپنے پچیس سالہ ماضی سے یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ جب تک ہم اچھے کو اچھا نہیں کہیں گے اور برے کو برا نہیں کہیں گے - شریف کا احترام نہیں کریں گے - برے کی مذمت نہیں کریں گے - ہم اپنی لٹی ہوئی اخلاق قدروں کو جو الٹ پلٹ ہو چکی ہیں کسی صورت میں واپس نہیں لے سکتے - لیکن حزب اختلاف نے اپنی اس تعمیری سوچ کو سامنے رکھنے کی کوشش نہیں کی اور اپنی تنقید کو عملی طور پر پیش نہیں کیا -

میرے دوستوں نے لاقانونیت - بے انصافی اور دھاندلیوں کا بیشمار ذکر کیا ہے - وہ کہنے میں حق بجانب ہیں لیکن میرے خیال میں جب ہم کہتے ہیں کہ عوامی حکومت کو دسمبر 1971ء میں ورثہ میں جس شکل میں پاکستان ملا - میں اس کی تفصیل دھرانا نہیں چاہتا لیکن ان سب مشکلات میں سے سب سے ہولناک اور خطرناک میرے خیال میں جو چیز ہمیں ورثہ میں ملی ہے وہ شاید ہندوستان کے ایٹم بم کی ہولناکیوں سے زیادہ ہے - وہ ہے ایک مفلوج اور منتشر افکار کا معاشرہ جس نے پچیس سالہ غلط نظام میں پرورش پائی - نظریہ

پاکستان کے نام پر پاکستان لینے والوں نے شرافت کو ذلیل کیا ۔ ہم نے غنڈہ گردی اور لوٹ مار کرنے والوں کو چوھدری بنا کر احترام کی کرسی دی ۔ ہم نے عوام کو بیوقوف سمجھ کر حکومت کے کام میں شرکت کا موقع نہیں دیا ۔ sense of participation نہیں دی ۔ تو اس طرح سے sense of responsibility کبھی نہیں آ سکتی ۔ ہم نے بنیادی قدروں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا ۔ ہمارے اس پاکستان کو اسلام کے نام پر بنانے والوں نے اپنے امام دین کو "کمین" بنا کر رکھ دیا تو اس صورت میں جب معاشرے کی یہ حالت ہو ۔ ہم ان سے کیسے مثالی کردار کی توقع کریں ۔ اس معاشرہ کو ایسا بنانے میں ہم نے غنڈہ گردی ۔ شرافت اور راتوں رات امیر بننے والے رجحان کی آبیاری کی اس کا احترام کیا ۔ اس کو مقام دیا ۔ ہماری ہی جب نسل نے جانے یا انجانے consciously یا unconsciously یہ محسوس کیا کہ یہی زندگی کا مقصد ہے یہی ہماری راہ زندگی ہے اور اس پچیس سالہ نظام حکومت میں اس پچیس سال کے عرصہ میں شراب خانہ میں چھوٹی پود ایک ناگفتہ بہ پود بن چکی ہے اور جو اس وقت نوجوان تھے وہ اب بڑھاپے کی طرف سفر کر رہے ہیں اس پختہ ذہن سے جن کی سوچیں بدل چکی ہیں ۔ جن کی اقدار بدل چکی ہیں ۔ جن کی اخلاقی قدریں الٹ پلٹ ہو چکی ہیں ان سے یہ توقع کرنا کہ یہ مثالی کردار ادا کریں عبث ہے ۔ تو دوستو یہ افسوس کی بات ہے کہ ہمارا اس وقت یہ ماحول ہے لیکن ہمیں اس انقلاب کے لئے بھر پور کوشش کرنا ہوگی ۔ ذھنی انقلاب لانے کی ضرورت ہے اور جب تک ذھنی انقلاب نہیں آئے گا ہمارے معاشرے کے لوگ مثالی کردار-ادا نہیں کر سکیں گے اور یہ بالکل ناممکن ہے ۔

جناب والا ۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم نے اس مفلوج معاشرے کے مفلوج ترین افراد میں سے اسی ہزار کو ہم نے چن لیا اور ملک کی قسمت کا فیصلہ ان کے ہاتھ میں دے دیا ۔ ابھی حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے ایوب دور کا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ کیونکہ وہاں جمہوریتیں قائم تھیں ۔ وہاں چھوٹی سطح سے لیکر جمہوریتیں قائم تھیں ۔ اس لئے وہ دس سال کے عرصہ تک حکومت کرتے رہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ حاجی صاحب جیسے جہاندیدہ یہ دلیل دیتے ہیں ان کو یہ بھی چاہیے تھا کہ اس کا انجام بھی بتا دیتے کہ

اس دس سالہ حکومت کا بعد میں اختتام کیسے ہوا ۔ انجام کیا ہوا ۔ انجام کی بڑی مثال جو ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک کے دو ٹکڑے ہوگئے اور ایک مفاد پرست طبقہ نے اپنے مفاد کے لئے یہ فارمولہ گھڑا اور بارہ کروڑ عوام کی قسمت کا فیصلہ اسی ہزار بی ڈی ممبران کے ہاتھوں میں دے دیا ۔

جناب والا ۔ ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ اس سے نتائج کیا برآمد ہوئے تو ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا اور ہمیں مان لینا چاہیے کہ سابقہ پچیس سالہ نظام میں جو کچھ ہوا ۔ جو طریقہ اور طرز حکومت تھا ۔ جو طور و اطوار تھے یہ سب غیر قانونی اور غیر اخلاقی تھے اور نظریہ پاکستان کے منافی تھے ۔ جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں تو اس سے جو منفی نتائج نکلتے ہیں ۔ ہم نے وہ تمام نشانیاں دور کرنی ہیں ۔ ہم نے وہ تمام رسمیں ختم کرنی ہیں ۔ ہم نے وہ تمام وسائل ختم کرنے ہیں جن کے ذریعے سے جس طاقت اور سوچ کے ذریعے سے یہ غلط نظام قائم رہا ۔ اس لیے ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ وہ کون سے وسائل تھے ۔ وہ کون سی طاقتیں تھیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب سوشلزم کا نام لیتے ہیں تو بعض دوست جو یہاں موجود نہیں ہیں allergy محسوس کرتے ہیں ۔ بڑے allergic ہوتے ہیں اور جب ان کے سامنے دوسری مثال آتی ہے اور مثالیں بھی دیتے ہیں ۔ غزوہ خندق کا حوالہ دیا جاتا ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس وقت پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا ۔ انہوں نے ہاتھ میں کدال لی ہوئی تھی ۔ خلفائے راشدین کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے ۔ ابوذر غفاری کا ذکر کیا جاتا ہے اور عمر بن عبدالعزیز کے طریقہ زندگی کو بھی بیان کیا جاتا ہے ان کی سادہ زندگی کا ان کے اصحاب کی زندگی کا اسلامی معاشرہ کا ذکر تو کرتے ہیں لیکن ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے ۔ میں اپنے ساتھیوں سے بھی کہوں گا کہ جب ہم یہ سوشلزم کا نعرہ لگاتے ہیں کم از کم ہمارا اپنا نفس ہماری اپنی ذات تو اپنے اختیار میں ہے ۔ کوئی افسر ہمارے اختیار میں نہیں کوئی تھانیدار ہمارے اختیار میں نہیں ۔ کوئی اور ہمارے اختیار میں نہیں لیکن جہاں تک ہماری اپنی ذات ہے دوستو وہ تو ہمارے اپنے اختیار میں ہے ۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ مساوات محمدی کا نظام آئے ۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی سوشلزم کا نظام آئے تو کم از کم ہمارے اپنے طور و اطوار اس سوچ کے مطابق ۔ اس نعرہ اور

اس پروگرام کے مطابق ہونے چاہیں ۔ وہ تو ہمارے اپنے اختیار میں ہے ۔ اسی طرح میں اُن ساتھیوں کو کہتا ہوں جو اس وقت موجود نہیں ہیں اور جو اسلامی کارناموں کی یہاں باتیں کرتے ہیں کہ خدا کے لیے جب تک یہ قول و فعل کا تضاد ختم نہیں ہو گا کسی صورت میں بھی نہ عوام ہم پر اعتماد کریں گے اور نہ ہم اپنی منزل پر پہنچ سکیں گے ۔

جناب والا ۔ جمہوریت کی باتیں کی جاتی ہیں ۔ جمہوریت کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے ۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے جب وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس جمہوریت کی کتاب کو سامنے رکھتے ہوئے ۔ اس وقت جو قادیانیوں کا مسئلہ قوم کے سامنے ہے ۔ اس اصول کے پیش نظر انہوں نے یہ اعلان کیا کیا کہ اس کا عوام فیصلہ کریں گے یعنی عوام کی چنی ہوئی صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی اس کا فیصلہ کرے گی ۔ ایک طرف تو ہم جب کوئی آرڈیننس ایسا لاتے ہیں یا اسمبلی میں کوئی بل لاتے ہیں تو اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ عبارانہ طریقہ ہے یا غیر جمہوری طریقہ ہے ۔ اس وقت ہمارے فاضل رکن نے بیان دیا تھا اور وہ دوسرے دن پریس میں آیا تھا کہ آرڈیننس کے ذریعے ہو سکتا تھا ۔ ایسے اس طریقہ سے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ خود ہی آرڈیننس کی مذمت کرتے ہیں ۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اس طریقہ سے کیا جائے تو ہماری بات کو تسلیم ہی نہ کرنا یہ ایک تعصب کی بات ہے ۔ یہ ایک بغض کی بات ہے ۔ ایک مفاد پرستی کی بات ہے ۔ کسی اچھی چیز کو اچھا کہنا چاہیے ۔ دوسرا یہ کہ ایک پرانے پارلیمنٹیرین جیسے ہمارے علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب ہیں وہ اگر یہ بھی نہ سمجھ سکیں کہ جب لیشنل اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو تو اس وقت تک مرکز کی طرف سے آرڈیننس کا پیش ہونا آرٹیکل 89 کے تحت بالکل ناممکن ہے ۔ لیکن انہوں نے اپنی مرضی کی بات کرنی ہو تو وہ اور بات ہے ۔ اگر انہوں نے ہماری ہر بات کا برا منانا ہے تو علیحدہ بات ہے ۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ گھی مہنگا ہو گیا ہے چینی مہنگی ہو گئی ہے اور پھر دوسری طرف یہ کہنا کہ گندم کی قیمت کیوں نہیں بڑھائی ۔ حالانکہ گندم بھی بنیادی ضرورت ہے ۔ ہر غریب آدمی کے استعمال کی چیز ہے اگر

گھی ۔ کھانڈ ۔ تیل سے عوام پر بوجھ پڑتا ہے تو کیا گندم کی قیمت زیادہ کرنے سے عوام پر بوجھ نہیں پڑے گا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ کم قیمت ہے ۔ میں اُن کے اصولوں کی بات کرتا ہوں ۔ ایک طرف تو کہتے ہیں قیمتیں زیادہ ہیں اور دوسرے ہی لمحے کہتے ہیں گندم کی قیمت بڑھائی جائے ۔ اس لیے کہ گھی ۔ تیل وہ خود پیدا نہیں کرتے ۔ گندم وہ خود پیدا کرتے ہیں ۔
(جناب سپیکر نے گھنٹی بجائی)

جناب والا ۔ گھنٹی بج چکی ہے ۔ میں اپنے علاقے کے کچھ مسائل بیان کرنا چاہتا ہوں اور بجٹ کے متعلق بھی عرض کرتا ہوں کہ یہ بجٹ ایک اچھا بجٹ ہے رقوم اچھی طرح مختص کی گئی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں جب تک عوام کی اقتصادی قوت اور اس کی implementation میں اس کے خرچ میں شامل نہیں کیا جائے گا ۔ اُس وقت تک مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے ۔ سابقہ سالوں میں بھی اس کا ضیاع ہوتا رہا ہے ۔ ہمیں اب تجربہ ہو چکا ہے ۔ تو میں عرض کروں گا کہ اب ہمیں منظم طریقہ سے خرچ کرنا چاہیے اور جب تک عوام کی شرکت نہیں ہو گی اُس وقت تک مقصد حاصل نہیں ہو گا ۔ جناب والا اس لیے لوکل گورنمنٹ کا خاکہ بل کی شکل میں اسمبلی میں پیش کیا تھا میں اپنی طرف سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کو جلد از جلد اسمبلی میں قانونی شکل دینے کے لیے پیش کیا جائے تاکہ ہمارے مطلوبہ مقاصد حاصل ہوسکیں ۔

آخر میں جناب والا ۔ میں ضلع لاہور کے بارہ میں عرض کروں گا یہ میرا حلقہ ہے اور میں لاہور کے دیہاتی علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں ۔ سب سے پہلے میں صرف زرعی اصلاحات کی بات کرتا ہوں ۔ جہاں تک میں نے اپنے ضلع میں دیکھا ہے میرے ضلع میں نواب مظفر علی قزلباشی جو میرے حلقہ میں ہیں جس کو جناب والا ۔ آپ قریب سے جانتے ہیں کیونکہ 1964ء الیکشن میں آپ میرے ساتھ تھے اس نتیجے سے زرعی اصلاحات کے تحت کافی زمین نکالی گئی تھی اور اس وقت وزیر اوقاف شاید موجود ہیں ۔ اوقاف کے تحت تقریباً پچاس مربع اراضی جو اس کے اپنے قبضہ میں تھی وہ تو توڑ دی گئی اور تقسیم کے لیے اب عمل ہو رہا ہے ۔ لیکن یقین جانیے کہ پیمانہ یہ رکھا گیا ہے کہ 1971-72 کی خسرہ گرداوری کے مطابق اس کی تقسیم کی جائے لیکن جو

مزارعین اصل میں وہاں کاشت کر رہے ہیں ان کے نام پر کوئی خسرہ گرداوری نہیں ہے اور جو ان کے اپنے ایجنٹ چوھدری ۔ ٹاؤٹ ۔ جو ان کے لیے الیکشن لڑتے رہے ہیں یا ان سے کسی نہ کسی طریقہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کے نام پر خسرہ گرداوری بنائی گئی ہے ۔ میں نے اس ضمن میں اسسٹنٹ کمشنر لاہور سے رابطہ قائم کیا لیکن اس نے ان کاغذات کے پیش نظر اس ریکارڈ کے پیش نظر معذوری کا اظہار کیا ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ ایسی مثال سے مجھے خدشہ ہے کہ زرعی اصلاحات کا مقصد فوت ہوجائے گا جو عوامی حکومت کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ نہایت ہی انقلابی اقدامات ہیں لیکن ان پر عمل درآمد ہونا چاہیے میری اس سلسلہ میں تجویز ہے کہ ایک عوامی بورڈ تشکیل دیا جائے جو ہر ایسی جگہ پر جہاں ایسے رقبے اور ایسی اراضی الاٹ کی جا رہی ہے جو جاگیرداروں سے لی جا رہی اس کی پڑتال کریں اس پر کنٹرول کریں تاکہ حق دار کی تسکین ہو سکے اور بد دیانتی نہ ہو سکے ۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور** ۔ جناب والا ۔ میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ شاہ محمد حسن صاحب نے لوکل گورنمنٹ لاء کا ذکر کیا ہے ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ کے نظام کے لیے مرتب کیا گیا ہے ۔ وہ اس جمعرات کو ایک خصوصی کمیٹی کے روبرو پیش ہو رہا ہے ۔ اس کے فوراً بعد اسے بھی انشاءاللہ اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر** ۔ راجہ سکندر خان ۔

**راجہ سکندر خان** (جہلم ۔ 3) ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کروں میں قائد ایوان اور وزیر اعلیٰ اور ہر دلعزیز وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ بجٹ متوازن بجٹ ہے اس لئے میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی میں اس میں کچھ اضافہ کرنے جسارت چاہوں گا وہ یہ کہ بجٹ پیش ہونے کے بعد جو لمبی چوڑی تقریریں کرنے کا بہتیرا موقع دیا گیا ہے اگر اس بجٹ کی تیاری سے قبل ہم سے مشورہ کر لیا

ہوتا تو میرے خیال میں زیادہ موزوں ثابت ہوتا ۔ جناب والا ۔ بجٹ قابل تعریف اور قابل تحسین ہے ۔ اس لحاظ سے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ جن ٹیکسوں کا اظہار اس معزز ایوان میں کیا گیا ہے وہ بھی ہمارے صوبہ کے بجٹ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ مرکزی بجٹ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ریسز اور شراب پر ٹیکس لگایا گیا ہے جس سے غریب عوام پر کوئی ٹیکس نہیں لگا ۔ البتہ میرے چند ایک دوستوں نے ریسز کے متعلق عرض کیا ہے جس سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں ریسز نہیں ہونی چاہیں لیکن میں گزارش کروں گا کہ گھوڑا ایک ایسا جانور ہے جو مسلمانوں کو اپنی پشت پر بٹھا کر جنگل دریا اور پہاڑ چیرتا ہوا اس خطہ ارض میں لے آیا جسے ہندوستان کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ مسلمان اس لحاظ سے آباد ہوئے گھوڑے کی maintenance پر آج کل بہت خرچ آتا ہے اور اس کی قیمت صرف ریسز اور پولو میں ہوتی ہے ۔ اگر اس نقطہ نظر کو ملحوظ رکھا جائے تو میں استدعا کروں گا کہ گھوڑے کی نسل کو ملک سے ختم نہیں کرنا چاہیے ۔

جناب سپیکر ۔ اب میں سروسز کے متعلق عرض کروں گا ۔ اس معزز ایوان میں چند ایک محکمہ جات پر کافی لے دے ہوئی ہے ۔ میرے خیال میں وہ محکمہ جات نہایت اہم ہیں ۔ جناب والا ۔ ہر ایک محکمہ اور سوسائیٹی میں اچھے آدمی بھی ہوتے ہیں اور برے آدمی ۔ اگر سروسز میں تمام محکمہ کو مورد الزام ٹھہرایا جائے تو اس سے سروسز میں جو دیانت دار اور نیک دل افسر موجود ہیں ان کو اسی ترازو پر نہ تولا جائے ۔ میرے خیال میں یہ ان دیانت دار افسران کے ساتھ زیادتی ہو گی اور خاص کر جب کہ وہ اس معزز ایوان کے رکن بھی نہیں ہیں اور نہ ہی جواب دہ ہیں اور نہ کوئی representation ہے ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ ملازمان ہمارے ملک کے اور حکومت کے پر اور بازو ہیں تو ان کے ساتھ منصفانہ سلوک ہونا چاہیے جناب والا ۔ میرے بھائیوں نے جاگیرداری اور مزارعان کے جھگڑے کا ذکر کیا ہے ۔ میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ملک کی 80 فیصدی آبادی زراعت پیشہ افراد کی ہے ۔ جو میرے خیال میں اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں ۔ یہ تنازعہ جو ہے اس کو زیادہ پیچیدہ نہیں کرنا چاہیئے ۔

میرے خیال میں ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو ان مسائل کو جو زمینداری کے سلسلہ میں پیدا ہو چکے ہوں یا پیدا ہو رہے ہوں۔ ان کی چھان بین کرے اور خاص کر اس کمیٹی میں ایسے افراد منتخب کئے جاویں۔ جو کہ زمینداراہ کو سمجھ سکیں۔ تا کہ مزارعان، زمینداران اور جاگیرداروں کے مسائل خوش اسلوبی سے حل ہو سکیں۔

جناب والا۔ میں اپنے غریب ملک کی غریب ترین تحصیل پنڈ دادن خان سے تعلق رکھتا ہوں اور اس تحصیل کی نمائندگی کا مجھے شرف حاصل ہے۔ جناب والا۔ یہ تحصیل وہ تحصیل ہے۔ جس میں کہ فوجی اور سابق فوجی اور پنشنرز زیادہ بستے ہیں۔ جناب سپیکر۔ یہ وہ تحصیل ہے۔ جس کی نمک کی آمدنی سے 9 یا 10 کروڑ روپے سالانہ حکومت کو آمدنی ہوتی ہے اور ایک لحاظ سے تمام ملک ہمارا نمک خوار ہے۔ لیکن یہی نمک ہماری تباہی کا باعث بنا ہوا ہے۔

دوسری بلائے ناگہانی جو کہ ہماری تحصیل پنڈ دادن خان میں ہے۔ وہ ہے۔ منگلا ڈیم کی کنسٹرکشن۔ تقریباً ڈیڑھ سو میل کی لمبائی سے گزر کر دریائے جہلم ضلع جہلم سے گزر کر تحصیل پنڈ دادن آتا ہے۔ جناب والا۔ جس دن سے منگلا ڈیم کی کنسٹرکشن شروع ہوئی ہے اور اس کا پانی بند کیا گیا ہے۔ تو جو دریا ایک سال میں 8,7 ماہ چلتا تھا اور اس پر تمام علاقہ بلکہ تھل کا نواحی علاقہ بھی اس پر گزر اوقات کرتا تھا۔ تو وہ اس قدرتی وسیلہ سے natural gift سے بغیر کسی معاوضہ کے محروم ہو گیا ہے۔ اس حکومت نے ہمارے لوگوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس کے بدلے تحصیل کو نہر دی جائے گی۔ چنانچہ جلال پور کینال کا کیس 1967 سے شروع ہوا اور اب یہ تیسرا بجٹ جا رہا ہے کہ جس میں یہ سکیم بطور un-approved scheme جا رہی ہے۔ گویا تین سال میں یہ کیس finalize نہیں ہوا حالانکہ پنجاب گورنمنٹ نے اسے بنیادی طور پر منظور کر لیا ہے اور co-ordination committee سے بھی یہ پاس ہو کر central committee کو چلا گیا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ central committee کو سفارش کی جائے کہ وہ ہمارے اس جائز مطالبہ پر غور کرے۔

جناب سپیکر۔ ہمارا دوسرا مسئلہ جو کہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

وہ یہ ہے کہ کوہ نمک اور دریائے جہلم ایک دوسرے کے متوازی جاتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان کافی وسیع رقبہ ہے - اس کو تھل کے نام سے پکارا جاتا ہے - کوہ نمک سے تین چار چشمے نکلتے ہیں - جو ابتدائی صورت میں یعنی ابتدائی جگہ سے ان کا منبع میٹھا ہے - جب وہ کوہ نمک کے اس حصہ میں داخل ہوتے ہیں جہاں کہ نمک زیادہ مقدار میں موجود ہے - تو وہاں سے وہ کڑوا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور جب میدانی علاقے میں پہنچتے ہیں تو وہ زیر زمین جا کر اس تحصیل کے تقریباً اڑھائی تین لاکھ ایکڑ رقبہ کو خراب اور برباد کر چکے ہیں - تو یہ پانی اگر پائپ کے ذریعہ سے کنٹرول کر کے میدان میں لایا جائے تو اس سے ہم آبپاشی کا کام بھی کر سکتے ہیں - اور پینے کے پانی کا مسئلہ بھی اس سے حل ہو سکتا ہے - کیونکہ اس تحصیل میں پینے کے پانی کا مسئلہ پہلے سے زیادہ acute ہے -

جناب - اس تحصیل میں سڑکوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے - پچھلے سال حکومت نے کافی مہربانی کی ہے اور اس تحصیل میں سڑکوں کے لیے کافی رقم بجٹ میں مختص کی گئی تھی - لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری ڈویژن سے تقریباً 85 لاکھ روپیہ lapse کرا کر ضلع ملتان میں منتقل کیا گیا ہے اور وہ تمام رقم اس ڈویژن میں میری اطلاع کے مطابق خرچ ہو چکی ہے - جناب والا - میں اس معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ سال کے لیے بجٹ میں زیادہ امداد دی جائے -

جناب سپیکر - اس تحصیل کا دوسرا حصہ پہاڑی ہے - جس میں small dams اور small industries قائم کی جائیں تو اس سے تحصیل کے اس حصہ کی کافی امداد ہو سکتی ہے - میں پر زور گزارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں اس تحصیل کی جو غریب ترین تحصیل ہے امداد اور معاونت کی جائے - ہماری تحصیل جو کہ کافی عرصہ سے ایک کسمپرسی کی حالت میں پڑی ہوئی ہے اور لوگ بہت خراب حالت میں رہتے ہیں - ان کی پوری پوری امداد کی جائے - شکریہ -

مسٹر سپیکر - سید طاہر احمد شاہ -

سید طاہر احمد شاہ - جناب والا - - -

**مسٹر سپیکر** ۔ قبل اس کے کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں ۔ میں کل کی sittings کے متعلق اس ایوان کو بتا دینا چاہتا ہوں ۔ کل بھی دو سیشن ہوں گے ۔ پہلا سیشن صبح 8 بجے ہو گا ۔ دوسرا سیشن شام پانچ بجے ہوگا ۔

**سید طاہر احمد شاہ** (لائلپور ۔ 3) ۔ جناب والا ۔ میزانیہ 75 ۔ 1974 کی تعریف میں میرے بعض دوستوں نے جملے ادا کئے ہیں اور حزب مخالف کی طرف سے تنقید کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے ۔ یہ بات خوش آیند ہے کہ نئے سال کے بجٹ میں صوبائی حکومت نے سوائے شراب اور ریس کورس کے کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا ہے ۔ جناب والا جب سے ہماری حکومت معرض وجود میں آئی ہے یہ میرا مشاہدہ ہے کہ لائل پور میں کچی آبادیوں کی حالت بد سے بد تر ہوتی چلی جا رہی ہے ۔ ان کی طرف کوئی خاطر خواہ دھیان نہیں دیا جا رہا ہے ۔ یہاں پر ترقی یافتہ اور پسماندہ علاقوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اگر آبادی کے تناسب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو لائل پور بھی پسماندگی کے حلقہ میں آئے گا ۔ میں ایوان کے ہر معزز رکن کو اور کابینہ کے ارکان حتیٰ کہ جناب وزیر اعلیٰ کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ خدا را لائل پور آ کر کچی آبادیوں کی طرف نگاہ دوڑا کر دیکھیں کہ انسان آج کے دور میں بھی کس طریقے سے کیڑوں مکوڑوں کی طرح زندگی بسر رہا ہے ۔ جناب والا ۔ میرا لائل پور کے اپنے دوسرے جیالے ساتھیوں کی طرح یہ مطالبہ ہے کہ لائل پور کی کچی آبادیاں جن پر ہر سال لاکھوں روپے ڈویلپمنٹ کے لیے خرچ کئے جانے کے باوجود ان کی حالت بہتر نہیں ہو سکی ۔ ان کو جس طرح لائل پور کی غریب پورہ کی کچی آبادی کو مسمار کرکے عوامی کالونی کی صورت میں بنا کر دی گئی ہے ۔ اسی طرح جیسا کہ ان کے بارے میں جناب آغا تراب علی رضا صاحب ڈی ۔ سی کے زمانے میں ایک سکیم تیار کی گئی تھی ان کو بھی گرا کر پکی کالونی میں تبدیل کیا جائے ۔ جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا ان غریب آبادیوں کے مکینوں سے لائل پور میں وعدہ بھی تھا ۔ لہذا یہ ضرورت ہے کہ وہاں پر وہ وعدہ پورا کیا جائے ۔

جناب والا ۔ عوامی کالونی کا میں نے ذکر کیا ہے ۔ ہماری پارٹی ہماری حکومت کا روٹی کپڑا اور مکان کا وعدہ ہے ۔ ہم نے ان لوگوں کو جب اپیل کی تو انہوں نے یہ اپیل منظور کی ۔ باوجود اس کے کہ ان کو جگہ دے دی

گئی اور وہاں پر پانچ ہزار فی خاندان کے حساب سے قرضہ بھی دے دیا گیا۔ لیکن جناب والا ۔ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان غریب آدمیوں پر زمین کی قیمت پر مزید سود کا بوجھ ڈال دیا گیا ۔ جناب والا ۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ ان سے اول تو زمین کی قیمت نہ لی جائے ۔ وہ غریب لوگ ہیں ۔ وہ اس بوجھ کو برداشت نہیں کرسکتے ۔ اگر ایسا نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم ان پر زمین کی قیمت کا سود نہ لگایا جائے ۔ اس کے علاوہ جو ان کو پانچ ہزار روپیہ قرضہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کی طرف سے دیا گیا ۔ وہ اتنا کم ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں وہ بیچارے ایک ایک دو دو کمرے بنا سکتے ہیں ۔ کسی کی دیوار نہیں ہے کسی کی کا صحن نہیں ہے ۔ ان کے لیے کم از کم پانچ ہزار روپے فی خاندان کے حساب سے مزید قرضہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے دلوایا جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد بلدیہ کی کارکردگی کی طرف آپ کی توجہ اورآپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ حضور والا ۔ بلدیہ ہر لحاظ سے اپنے فرض کی ادائیگی میں قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے ۔ جدھر بھی نظر دوڑاتے ہیں ۔ گندگی کے ڈھیر اور جوہڑ دکھائی دیتے ہیں ۔ آب رسانی کا فقدان ہے ۔ اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ پریشانیاں ہیں ۔ بلدیہ کے اہلکاروں کی یہ حالت ہے کہ جب تک کسی کام کے لیے ان کی مٹھی چند سکوں سے گرم نہیں کی جاتی ۔ وہ کوئی کام نہیں کرتے ۔ بارہا ہزاروں مرتبہ ان کے خلاف آواز اٹھائی ۔ اخبارات میں پریس کانفرنس کی گئیں ۔ وزراء کرام کے علم میں یہ بات لائی گئی ۔ وہاں کی ایڈمنسٹریشن سے بارہا مطالبہ کیا گیا مگر اس کے باوجود ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی ۔

جناب والا ۔ جیسا کہ میرے لائل پور کے جیالے ساتھی ڈاکٹر حلیم رضا صاحب نے ابھی یہاں ہاؤس میں کہا ہے لائل پور کی میونسپل کمیٹی کی محصول چونگی میں سے روزانہ ساٹھ ہزار روپیہ غبن کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں بھی اس بات کی تائید کرتا ہوں ۔ لائل پور بلدیہ کے اہلکاران اور افسران اس میں حصہ دار ہیں اور عوامی خزانے کو عوامی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں ۔ اگر اس کی تحقیقات کرائی جائے تو جناب والا ۔ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جائے گی اور اس کا بین ثبوت یہ بھی ہے آپ اس کی ہسٹری اور ریکارڈ

دیکھیں ۔ لائل پور سے چند گڈز ٹرانسپورٹر کی زندگی کو سامنے رکھا جائے ۔ ان کے ماضی کو دیکھا جائے تو کل وہ کسی اڈے پر پلے دار تھے ۔ کل کسی اڈے پر ایک کلرک تھے ۔ منشی تھے جو ایک ٹرک میں ان کا دو آنے کا حصہ تھا ۔ آج وہ بڑی بڑی ٹرانسپورٹ کمپنیوں کے مالک بنے بیٹھے ہیں اور جو چونگی کے کلرک ہیں اور ان کے چپڑاسی ہیں آپ ان کی جائیدادوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے ۔ جتنی بھی وہاں پر اضافی بستیاں اور کالونیاں ہیں ۔ ان میں ان کے کچھ بیوی کے نام پر ہیں کچھ دوسرے رشتہ داروں کے نام پر بلڈنگز ہیں ۔ دکانیں ہیں ۔ ان کی ٹیکسی کاریں ہیں ۔ ان کے ٹرکوں میں حصے ہیں ۔ حضور والا ۔ اس طرف توجہ دینی بڑی ضروری ہے کہ اس بات کا ازالہ کیا جائے ۔ مجھے شرم سے اس ہاؤس میں یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ جتنے وہ بد دیانت ہیں اور عوامی خزانے کو لوٹتے ہیں ۔ پہلی حکومتوں کی ان کو سرپرستی حاصل ہوتی تھی مگر آج اس حکومت کے دور میں بھی کسی وزیر کی یا اراکین اسمبلی کی یا پیپلز پارٹی کے مقتدر اصحاب کی ان کو سرپرستی حاصل ہے اور باوجود اس کے کہ متعدد بار ان کے تبادلے کا ۔ ان کے خلاف تحقیقات کا مطالبہ کر چکے ہیں ۔ کوئی عمل حرکت میں نہیں آتا ہے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح تعمیرات کا حال ہے ۔ جہاں کوئی سڑک بنائی جاتی ہے تو وہاں پر ناقص مٹیریل استعمال کیا جاتا ہے ۔ گلیوں میں نالیوں کی گندے پانی کی نکاسی کا یہ عالم ہے کہ جب میں بی ۔ ڈی ممبر تھا تو وہاں پر روزانہ صبح خاکروب مجھے آ کر رپورٹ دیا کرتا تھا کہ جی اپنے علاقے کو چیک کر لیں میں نے وہاں پر مکمل صفائی کر دی ہے ۔ ہر سال گلی کو اکھاڑ کر نئی بنائی جاتی تھی ۔ نئی نالیاں تعمیر کی جاتی تھیں ۔ مرمت کی تو بات ہی نہیں ہے بہت کچھ ہوتا تھا ۔ مگر آج نہایت افسوس کی بات ہے آپ میرے علاقے رضا آباد کو دیکھئے ۔ لوگ ٹیکس تو دیتے ہیں مگر ان کا خیال قطعاً نہیں رکھا جاتا ۔ چک نمبر 279 دیکھئے ۔ مدن پورہ دیکھئے سیلاب نے جو تباہ کاریاں کی ہیں ان کو وہاں دیکھئے ۔ اس کے علاوہ کبھی وہاں پر کوئی گلی نہیں بنتی ہے ۔ وہاں پر کوئی نالی نہیں بنتی ہے ۔ عوام کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے بیماریوں کے گھر بنے ہوئے ہیں ۔ مچھروں کی بہتات ہے اور اگر ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی میونسپل کمیٹی کو ملتی ہے تو میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ سوائے

افسروں کے بنگلوں کے کسی گھر میں کوئی سپرے نہیں کیا جاتا ۔ اور اسی طریقے سے تمام ادویات بیچ دی جاتی ہیں ۔ بلیچنگ پاؤڈر پانی میں ڈالا جاتا ہے تاکہ پانی کو صاف کر کے استعمال میں لایا جا سکے مگر سینکڑوں روپے کا روزانہ بلیچنگ پاؤڈر مارکیٹ میں فروخت کر دیا جاتا ہے ۔ وہاں پر مشینری کا بھی یہی عالم ہے کہ 16 ٹیوب ویل set ہیں ۔ pumping set ہیں ۔ ان میں سے بمشکل 6 کام کر رہے ہیں ۔ بجلی کے بند ہو جانے کی وجہ سے وہاں اضافی بستیوں میں پانی قطعی طور پر نہیں ملتا تو اس گرمی کے موسم میں بچے پینے کے پانی کو ترستے ہیں ۔ یہاں کہا گیا ہے کہ لائل پور پاکستان کا مانچسٹر ہے اور یہ اس کی حالت ہے ۔ جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ سول عدالتوں میں بہت زیادہ کیسز پنڈنگ ہیں ۔ جب ان کی طرف دیکھا جاتا ہے کہ بیچارے سول جج اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں ۔ ان کے پاس کوئی مشینو ٹائپسٹ نہیں ہیں ۔ دیوانی عدالتوں میں مقدمات جلد نمٹانے کے لیے سول جج کی عدالتوں میں مشینو ٹائپسٹ تعینات کیے جائیں ۔ میں نے کہیں بھی سول ججوں کے لیے رہائش گاہیں نہیں دیکھیں ۔ ان لوگوں نے انصاف کرنا ہوتا ہے ۔ اگر ان کو رہائش کی سہولتیں میسر نہ ہوں گی تو وہ سرمایہ دار ان کو رہائش گاہ مہیا کرتا ہے مکان دیتا ہے اور وہ اس کے دست نگر ہوتے ہیں ۔ اسی لیے وہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کریں گے ۔ کیونکہ وہ سفارش کر کے ان سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ ہماری حکومت کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ لائل پور میں ایک ٹرانسپورٹر ہے جو کبھی وہاں ھا کر ہوا کرتا تھا ۔ لائل پور میں اس کو نذیرا کے نام سے پکارا جاتا تھا لیکن آج وہ چوھدری نذیر کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ وہ صرف دولت کے بل بوتے پر اپنے آپ کو چوھدری نذیر کہلاتا ہے ۔ یہ شخص سماج دشمن ہے ۔ یہ سفید پوش غنڈہ ہے ۔ یہ غنڈوں کی سرپرستی کرتا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ لائل پور کی انتظامیہ کی اس کو حمایت حاصل ہے ۔ لائل پور کے چند اراکین اسمبلی جن کے نام میں لینا نہیں چاہتا وہ ان اراکین اسمبلی کے ضمیروں کو خریدتا ہے اور اس طریقے سے تاریخ کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ ایوب خان کے دور کی پیداوار ہے کیونکہ اس نے

کرنل سلامت علی شاہ کے ذریعے ایوب خان کے بیٹوں سے ووٹ حاصل کیے۔ اس کے بعد جب طاہر ایوب تک رسائی ہوئی تو کرنل سلامت علی شاہ کو دھوکہ دیا۔ جب ایوب خان کا دور گیا تو یحیٰی خان کی جنرل رانی کا سب سے بڑا چہیتا بن بیٹھا۔ اس نے لائل پور میں ریسٹ ہاؤس بنایا ہوا ہے۔ لاہور میں گلبرگ میں ریسٹ ہاؤس بنایا ہوا ہے مری میں کوٹھی بنائی ہوئی ہے۔ راولپنڈی میں ریسٹ ہاؤس بنایا ہوا ہے۔ وقت کے با اثر افراد کو شراب مہیا کرتا ہے۔ اس کے بعد ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کی لائل پور کے جنرل بس سٹینڈ میں عملداری ہے اگر کوئی اس کے مقابلہ میں بس چلاتا ہے تو اس کو دھمکی دیتا ہے اور کسی کی بس چلنے نہیں دیتا۔ غنڈوں سے سائیڈ مروا کر عوامی زندگیوں سے کھیلنے سے گریز نہیں کرتا۔ جناب والا۔ میں وزیر ٹرانسپورٹ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ستم بالائے ستم یہ کہ حضور والا۔ لائل پور جی۔ ٹی۔ بس کے اڈہ پر اس نے اپنے دوست کے اثر اور طاقت کے بل بوتے پر اور غنڈہ گردی کی بنا پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور وہاں آج بھی روزانہ 50 - 62 روپے غنڈہ ٹیکس ہر پندرہ منٹ کے بعد جو بھی بس نکلتی ہے وصول کرتا ہے اس کی اپنی کوئی بس نہیں ہے۔ غریب لوگوں کی بسیں ہیں جو ہر پندرہ منٹ کے بعد باہر نکلتی ہے۔ ان سے روپے وصول کرتا ہے اور اس کو باہر نکال دیتا ہے۔

**مسٹر سپیکر۔** آپ کے اٹھارہ منٹ ہو گئے ہیں۔ دو منٹ اور دے سکتا ہوں۔

**سید طاہر احمد شاہ۔** جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ لائل پور کے عوام کا مطالبہ ہے کہ غنڈہ گردی کو جلد از جلد بند کرایا جائے اور جو افسران ان کو ناجائز طور پر تحفظ دیتے ہیں۔ ان کا محاسبہ کیا جائے۔ تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ اور وہ گھناؤنے کردار دوبارہ نہ پیدا کر سکیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ وزیر ٹرانسپورٹ راولپنڈی تا لائل پور اور لائل پور تا لاہور کے روٹوں کو قومی ملکیت میں لے لے اور اس طرح یہ غنڈہ گردی ختم ہو جائے۔ یہ بھی غریب عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ لائل پور لاہور کے درمیان سپر ہائی وے قائم کیا جائے کیونکہ لاہور پنجاب کا دارالخلافہ ہے اور لائل پور پاکستان کا صنعتی شہر ہے۔ اس لیے اس کے فاصلہ کو کم کرنے کے لیے سپر ہائی وے قائم کی جائے۔

لائل پور میں سب سے بڑی دقت ہے کہ وہاں نئی مارکیٹیں نہیں ہیں ۔ لائل پور میں ایک ٹی ۔ بی ہسپتال ہے ۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس ٹی ۔ بی ہسپتال کو لائل پور شہر سے باہر منتقل کر دیا جائے اور یہاں مارکیٹیں اور کمرشل سنٹر بنائے جائیں تاکہ عوام کی ضروریات پوری ہو سکیں ۔ یہاں ٹریفک کا بہت خراب حال ہے ۔ لائل پور شہر میں ایک راجباہ ہے اور اس کے کنارے پر ایک ٹمبر مارکیٹ ہے ۔ یہ ٹمبر مارکیٹ والے اپنا کیس ہائی کورٹ میں ہار چکے ہیں ۔ یہ لائل پور کے عوام کا مطالبہ ہے کہ اس ٹمبر مارکیٹ کو وہاں سے ہٹایا جائے اور اس کے کنارے پر سڑک تعمیر کی جائے تاکہ ٹریفک کا مسئلہ حل ہو سکے ۔

جناب والا ۔ یہاں سینماؤں کی حالت یہ ہے کہ پہلے تو یہاں غنڈے بلیک مارکیٹ کرتے تھے لیکن اب باقاعدہ طور پر چار چھ آٹھ آنے ہر ٹکٹ کے ساتھ زائد وصول کرتے ہیں ۔ غریب آدمیوں کے لیے یہی ایک واحد تفریح ہے ۔

اب میں محکمہ خوراک کے متعلق دو چار گزارشات کرتا ہوں کہ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ نے گیارہ منٹ لے لیے ہیں ۔

**سید طاہر احمد شاہ** ۔ جناب والا ۔ مجھے صرف دو منٹ اور دئے جائیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میاں محمد رفیع ۔

**میاں محمد رفیع** ۔ جناب والا ۔ میرے وقت میں سے دو منٹ دے دئے جائیں ۔

**سید طاہر احمد شاہ** ۔ جناب والا ۔ محکمہ خوراک کا عالم یہ ہے کہ جتنے انسپکٹر صاحبان ہیں ان کو مل مالکان کی طرف سے ماہانہ مل جاتا ہے اور میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں اور وزیر اعلیٰ یا کوئی اور وزیر کیونکہ وزیر خوراک میں تو اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ وہاں کا دورہ کریں کو میں دعوت دیتا ہوں کہ آ کر دیکھیں جو تناسب حکومت نے مقرر کیا ہے اس سے کہیں زیادہ اس میں سے میدہ سوجی نکال کر کس طرح عوامی زندگیوں سے کھیلتے ہیں اور عوام کی صحتوں کو برباد کرتے ہیں ۔ آپ ان کو چیک کر کے موقع پر لیبارٹری سے چیک کرائیں اور ملزمان کو عبرت ناک سزائیں دیں ۔ جتنے انسپکٹر صاحبان ہیں ان کو ڈپوہولڈر ماہانہ 50 روپے دیتے ہیں وہ ان کو بلیک کرنے کا موقع دیتے ہیں ۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ایک من کے پیچھے ایک سیر چینی ڈپوہولڈروں سے وضع کرتے ہیں اب آپ خود جمع کریں کہ کتنے من بنتی ہے ۔

جناب والا ۔ میں نے پچھلی دفعہ مطالبہ کیا تھا کہ عارتی شیشہ عوامی چیز ہے اور اس کی ملک میں دو فیکٹریاں تھیں ۔ ایک مشرقی پاکستان میں رہ گئی اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ میانوالی میں ایک فیکٹری لگائی جائے کیونکہ وہاں پر اس کا خام مال مہیا ہو سکتا ہے ۔

اس کے علاوہ بلڈوزرز کی درآمد پر لاکھوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ لائلپور کی انجنئرنگ ورکشاپ میں جا کر دیکھیں کہ وہاں کتنے بلڈوزرز ہیں ۔ جو بالکل کارآمد ہیں اور ان کی جو حد مقرر ہے ابھی تک انہوں نے اتنا کام نہیں کیا ۔ وہ بالکل بےکار پڑے ہیں ۔ ان کے متعلق میری تجویز ہے کہ انہیں condemn کر کے ان کے تمام پرزے اتار کر لاکھوں روپے کے بلڈوزرز ۔ جو کارآمد ہیں اور جن پر صرف 500 روپیہ مرمت کی لاگت آئے گی جو بےکار بنا دیئے گئے ہیں ۔ انہیں کارآمد بنایا جا سکتا ہے ۔

ہمارا ایک دیرینہ مطالبہ ہے کہ جو سڑک طارق روڈ کے متوازی ہے وہ ہائی وے کے پاس ہے ۔ ہم نے کئی مرتبہ تحریری اور زبانی طور پر مطالبہ کیا ہے کہ اس سڑک کو میونسپل کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے ۔ وہاں پر ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے پانی کھڑا رہتا ہے جو کمرشل ایریا کی طرف جاتا ہے ۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس سڑک کو میونسپل کمیٹی کے تحت کر دیا جائے ۔ اس کے علاوہ ایک اور سڑک جسے پرانی لائلپور ۔ جھنگ روڈ کہتے ہیں ۔ میل نمبر 88 ۔ ریل بازار اور ٹاؤن ہال کے سامنے سے گزرتی ہے ۔ اس کے متعلق ہمارا مطالبہ ہے کہ اسے بھی میونسپل کمیٹی کو منتقل کر دیا جائے ۔

جناب والا ۔ لائلپور مزدوروں کا شہر ہے ۔ یہ بہت بڑا شہر ہے جس کی دس لاکھ کی آبادی ہے ۔ میرا مطالبہ ہے کہ بلدیہ کو کارپوریشن کا درجہ دیا جائے ۔

جناب والا ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال لائلپور کی طرف بھی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں ۔ وہاں پر جو کاؤلٹی وارڈ ہے وہاں اہلکار پوچھتے ہیں سائل سے کہ کونسی پرچی لینی ہے ۔ 324 - 325 - 326 یا 307 - انہوں نے فیس مقرر کی ہوئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں محمد رفیع ۔

میاں محمد رفیع (لاہور - 7) ۔ جناب والا ۔ میں محمد حنیف رامے وزیر خزانہ کو 75 - 1974ء کا بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ انہوں نے وسائل کے اندر رہ کر مزید ٹیکس لگائے بغیر سابقہ سالوں سے اچھا بجٹ پیش کر کے ایک قابل تعریف کارنامہ انجام دیا ہے ۔ اگرچہ قابل فخر وزیر خزانہ نے صوبہ کے ہر حصہ کو اس کی ضروریات کے پیش نظر تعمیری کاموں کے لیے کافی روپے فراہم کیے ہیں تاہم میں اپنے رحم دل وزیر خزانہ سے اپیل کروں گا کہ موضع بھوگیوال کی تقریباً 200 ایکڑ اراضی زیر آب ہے ۔ اس پر عرصہ 15 سال سے پانی کھڑا ہے ۔ جس کی وجہ سے چھوٹے مالک بہت غریب بن چکے ہیں ۔ یہاں سے پانی کے نکاس کا بندوبست کیا جائے ۔ بجلی کے ٹیوب ویلز پر مبلغ دس روپے فی ہارس پاور جو نیا ٹیکس لگایا گیا ہے ۔ اسے معاف کر دیا جائے ۔ میرے علاقہ میں سوئی گیس نہ ہونے کے برابر ہے ۔ سوئی گیس کے حکام سے رابطہ قائم کیا ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے ۔ جب ان کی مرضی ہوگی سوئی گیس مہیا کی جائے گی ۔ لہذا ہمیں بھی سوئی گیس کی نعمت سے مستفید فرمایا جائے ۔ واٹر سپلائی سکیم اور سیوریج سکیم کا اجرا کر کے میرے علاقے کے لوگوں کی خواہش کو پورا کرنے کا انتظام کیا جائے ۔ میرا علاقہ بہت پسماندہ ہے مگر کارپوریشن لاہور نے باقی حلقوں کی نسبت وہاں بہت تھوڑا کام کیا ہے اور اسے ہر نعمت سے محروم رکھا ہے ۔ (قہقہہ) یہاں کی سڑکیں ۔ نالیاں ۔ گلیاں پختہ نہیں ہیں ۔ انہیں پختہ کیا جائے اور کارپوریشن کی فوری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے ۔ اس علاقے میں چلڈرن پارک نہیں ہے ۔ اس کی طرف بھی کارپوریشن کی فوری توجہ مبذول کرائی جائے ۔ بجلی اور ٹرانسپورٹ کی سہولت میرے علاقے میں برائے نام ہے ۔ بجلی کی لائن میرے تمام حلقہ میں بچھائی جائے ۔ جی ۔ ٹی روڈ سے بھوگیوال کے لیے ایک نیا روٹ مہیا کیا جائے تاکہ سکول اور کالجوں کے طلباء اور طالبات کو پریشانی نہ ہو ۔ عام طور پر اوسنی بس کے اڈوں پر جی ۔ ٹی روڈ ۔ باغبانپورہ پر کوئی شیڈ نہیں ہے ۔ سکولوں اور کالجوں کے بچے اور بچیاں دھوپ اور بارش میں روزانہ بسوں کے انتظار میں کھڑے رہنے کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں ۔ لہذا شیڈ تعمیر کیے جائیں ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا خالق حسین ۔

**مرزا خالق حسین** (راولپنڈی - 8) - جناب سپیکر - سب سے پہلے میں جناب حنیف رامے صاحب کو 75 - 1974ء کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں - جناب سپیکر - میرے فاضل دوستوں نے اس بجٹ پر کافی بحث و تمحیص کی ہے - میں بھی اپنے علاقے کے عوام کے مسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا - جناب سپیکر - 1947ء میں جب پاکستان بنا تو اس وقت بھی ہمارے علاقے کے لوگوں نے ایک دو نعرے سنے تھے - مسلم لیگ - زندہ باد - مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ جا - پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الا اللہ - ہم لوگوں نے اس وقت بھی یہ سمجھا تھا کہ اب پاکستان بن گیا ہے - اس کا مطلب لاالہ الا اللہ محمدالرسول اللہ ہے - تو کلمہ پڑھنے والے سب لوگ ایک ہوں گے - ایک جگہ بیٹھیں گے - ایک جیسا کھائیں گے - ایک جیسا پیئیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ اونچ نیچ نہیں رہے گی - لوگوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دے کر اسے کامیاب کرایا - جناب والا - اس کے بعد ہوا کیا ؟ قائد اعظم محمد علی جناح اور جناب لیاقت علی خان صاحب کی وفات کے بعد جاگیرداروں نے حکومت پر قبضہ کر لیا - آئے دن حکومتیں بدلتی رہیں حتیٰ کہ 1958ء میں فوج نے حکومت سنبھال لی - جناب والا - ہم اس وقت بھی سوچ رہے تھے کہ ہمارے اس کلمے اور نعروں کا کیا بنا - ہم نے ووٹ دئے - لوگ اسمبلی میں آئے پھر روائتی تقریریں ہوئیں - جیسی ہم آج کر رہے ہیں لیکن ہم وہیں کے وہیں رہے - جس گاؤں میں ہم رہتے ہیں آج 1974ء ہے اور ہم اسی گاؤں میں رہ رہے ہیں - میرے فاضل دوستوں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ لاہور باغبانپورہ بھی پسماندہ ہے - میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر لاہور پسماندہ علاقہ ہے تو پھر ہمارا کیا حال ہے - خیر - پھر مادر ملت نے شمع جلائی - ہمارے علاقہ کے لوگوں نے ان کو بھی بے حد سپورٹ کیا - میں بھی اس وقت یونین کمیٹی کا چیئرمین تھا - ہمیں امید تھی کہ انقلاب آئے گا مگر وہ بھی جاگیرداروں اور سرمایہداروں کے گٹھ جوڑ سے ناکام ہوئی - اس کے بعد قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیں اپنی شخصیت سے متاثر کیا اور ساتھ یہ پیغام دیا کہ روٹی - کپڑا اور مکان - ہم لوگوں نے سوچ سمجھ کر روٹی - کپڑے اور مکان والے نعرہ کو کامیاب کیا - لیکن آج تک بھی لوگ یہی دیکھ رہے ہیں - انتظار کر رہے ہیں کہ ہمارا یہ مسئلہ کب حل ہو گا -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میرے فاضل دوستوں نے اپنے اپنے علاقوں کی نمائندگی کی ہے ۔ انہوں نے سڑکوں ۔ ہسپتال ۔ راشن ۔ زراعت ۔ تعلیم کے متعلق کہا ۔ ان کی تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جگہ پسماندہ ہے اگر آج انہیں دس ہزار یا 50 ہزار روپیہ نہ ملا تو سڑکیں نہیں بنیں گی ۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک آپ استحصالی نظام نہیں ختم کریں گے ۔ یہ فائلی نظام ختم نہیں کریں گے تب تک پاکستان ۔ پنجاب ۔ میرا گاؤں اسی طرح پسماندہ رہیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ ذہنی انقلاب کی ضرورت ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم ذہنی انقلاب کی پیداوار ہیں ۔ اب ذہنی انقلاب کے بعد عملی کام کرنے کا وقت ہے ۔ اگر عملی کام نہیں ہوگا تو لوگ کام نہیں کریں گے ۔

جناب والا ۔ میرے حلقہ تیابت میں ایک میل بھی پکی سڑک نہیں ہے ۔ ہماری زبان پوٹھوہاری میں گدھی کو "کھوتی" کہتے ہیں۔ مریض کو دوائی کے لیے شہر میں کھوتی پر آٹھ میل کا فاصلہ طے کرکے لایا جاتا ہے ۔ میں خود آٹھ دس میل پیدل چل کر گوجر خان آ کر ۔ لاہور آتا ہوں ۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے یہ بجٹ ہمارے علاقوں کی کب ترقی کریں گے اور کب ہماری سڑکیں بنیں گی ۔ ہم نہیں رہیں گے تو ایک میل سڑک بھی پکی نہ ہو گی ۔ گوجر خان سے بھگام روڈ ، گوجر خان سے بیول روڈ و گوجر خان سے کلر اور گوجر خان سے سکھو ، یہ چار سڑکیں چار چار پانچ پانچ میل کی ہیں ۔ کوئی تیس تیس میل کی نہیں اگر یہ سڑکیں بن جائیں تو لوگوں میں ذہنی انقلاب لانے کے لیے ہمیں جلد کام کرنے کا موقع ملے گا ۔ سڑکیں پکی ہوں گی تو ہم جلدی وہاں پہنچ جائیں گے ۔ اب تو وہاں جانے کے لیے ہمیں کھوتوں اور اونٹوں کا بندوبست کرنا پڑتا ہے ۔ الیکشن میں بھی ہم بیٹریاں اور لاؤڈ سپیکر وغیرہ ان پر لاد کر عوام کے پاس جاتے تھے ۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ممبر تو بن گئے ، تنخواہیں لے رہے ہیں ، کاروں کے پرمٹ لے رہے ہیں ، ہمارے لیے کیا کیا ہے ؟ ہمیں تو کھدر نہیں ملتا اور آپ بوسکی پہنتے ہیں اور ووٹ لیتے ہیں ۔ ہم نے آپ کو ووٹ دیا تھا ، آپ نے ہمارے لیے کیا کیا ہے ؟ ہم ان کے سامنے جواب دہ ہیں ۔

جناب ملک غلام مصطفیٰ کھر کی مہربانی سے ایک پل کالجی نالہ منظور ہوا تھا ۔ 1947ء سے مسلم لیگ کے دور سے ہمارے ریپبلک ممبر اس کا مطالبہ

کرتے رہے ہیں ۔ اس کے لیے کتابوں میں چار لاکھ روپے دکھایا گیا ہے کہ خرچ ہو گیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ صرف چار ایک سو روپے کے پتھر وہاں پڑے ہوئے ہیں ۔ 75 - 1974ء کے بجٹ میں اب کچھ پیسے رکھے گئے ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ کام وہاں جلد از جلد شروع کرایا جائے ۔ ساتھ ساتھ اگر وہ کانسی نالے کا پل بن جائے تو اس سے آگے سڑک ہی نہیں ہے ۔ اگر اے ۔ ڈی ۔ پی میں زیادہ پیسے نہیں دیتے تو کم از کم ایک لاکھ روپیہ ضرور سڑک کے لیے رکھ دیا جائے ۔ تو میں کہوں گا کہ بہت بڑی بات ہے ۔

جناب والا ۔ میرے سب ڈویژن میں ایک سول ہسپتال ہے جسے ڈسٹرکٹ کونسل چلا رہی ہے ۔ پہلے ہی ڈسٹرکٹ کونسلوں کا جو حال ہے ، اس کا آپ کو علم ہے ۔ وہاں دوائی تک نہیں ہوتی اگر وہاں کوئی لاش آ جائے تو اس کے پوسٹ مارٹم کے لیے مدعیوں کو پٹیاں سپرٹ اور روئی وغیرہ وغیرہ جو اس میں کام آتی ہیں ، لانی پڑتی ہیں ۔ میں جناب چیف منسٹر کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ معمولی سا کام ہے ۔ صوبائی گورنمنٹ نے تمام ہسپتال اپنی تحویل میں لے لیے ہیں اگر تحصیل گوجرخان کا سول ہسپتال بھی صوبائی حکومت اپنی تحویل میں لے لے ۔ تو یہ چند سینکڑوں کا کام ہے ۔ تنخواہ پہلے ہی ایک ڈاکٹر لے رہا ہے ۔ کم از کم دوائیاں تو لوگوں کو ملیں گی ۔

جناب والا ۔ گوجر خان سب ڈویژن پانچ لاکھ آبادی پر مشتمل ہے ۔ ہمارے لوگ فوج میں خدمات سرانجام دیتے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ اس غریب ملک کے لیے ہمارے لوگ یورپ میں جا کر زرمبادلہ کماتے ہیں ۔ ان کے بچوں کے لیے کوئی کالج نہیں ۔ میں وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ گوجر خان سب ڈویژن میں کم از کم ایک لڑکیوں کا انٹر کالج ضرور ہونا چاہیے ۔ گوجر خان سے راولپنڈی تیس میل کا فاصلہ ہے اگر جوان بچیاں بسوں پر بیٹھ کر تیس میل جائیں اور پھر وہاں سے واپس آئیں تو ان کی کیا حالت ہو گی ؟ میری گزارش ہے کہ اس دفعہ ضرور گوجر خان میں لڑکیوں کا انٹر کالج رکھیں جناب سپیکر صاحب ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ انہوں نے خوش قسمتی سے پندرہ میل کچا جا کر ایک جلسہ کیا تھا جس کا نام جبڑ تھا ۔ اس جلسے کی بدولت میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی میٹنگ میں سفارش کریں کہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ اس سڑک کے لیے ضرور

رکھیں ۔ یہ آن لوگوں کا مطالبہ ہے ۔ راستہ کچا اور بہت گڑ بڑ رقبہ ہے ۔ چڑھائیاں اور اترائیاں ہیں کہ ختم نہیں ہوتیں ۔ وہاں ہمیں سو سو فٹ اوپر اور چار سو فٹ نیچے آنا پڑتا ہے ۔ یہاں تو میدانی علاقے کو بھی پسماندہ کہتے ہیں ۔ پسماندہ تو وہ علاقے ہیں جہاں پندرہ پندرہ میل تک پانی نہیں ملتا ۔ انھوں نے تو لاہور کو بھی پسماندہ کہا ہے ۔ اسلام آباد تو ویسے ہی باہر ہے ، راولپنڈی کے لیے میں پھر مطالبہ کروں گا کہ پسماندہ علاقہ قرار دیا جائے ۔ کیا وجہ ہے کہ پیلز ورکس پروگرام میں ہم نے چھ کروڑ روپیہ سے چار تحصیلوں میں کام کیا ہے ۔ ہم وہاں کیا کریں ؟ چلے ہی میرے فاضل دوستوں نے آسے پسماندہ قرار دینے کے لیے مطالبہ کیا ہے ۔ میں بھی کہوں گا کہ اگر راولپنڈی کو نہیں تو کم از کم گوجر خان کو ضرور ہی پسماندہ علاقہ قرار دیا جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد زراعت کا مسئلہ ہے ۔ وہاں چند فیلڈ اسسٹنٹ ہیں ۔ یہ کھیتوں میں جاتے ہی نہیں اور اپنے دفتروں میں بیٹھے رہتے ہیں ۔ انسپکٹر زراعت بھی دیہات میں نہیں جاتا کہ زمینداروں اور کسانوں کو کھیتی باڑی کے طریقے سمجھائیں ۔ تنخواہیں لے رہے ہیں لیکن دفتروں سے باہر نہیں جاتے ۔ میں وزیر زراعت صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہاں کم از کم بلڈوزر یونٹ بھیج دیں ۔ ہماری زمین کا کٹاؤ زیادہ ہے ۔ منگلا ڈیم میں پانی کی وجہ سے ہماری زمین کٹاؤ میں جا رہی ہے ۔ نشیب و فراز بڑے بڑے ہیں ۔ اگر وہاں بلڈوزر یونٹ بھیج دیں تو ہم انشاءاللہ اپنی زمین ہموار کرکے کم از کم کسی پوزیشن میں آ جاتے ہیں ۔ ہماری زمین اچھی ہے ۔ اتنی بری نہیں ۔ پتھر مری کہوٹہ کی طرف ہیں ۔ گوجر خان صرف مٹی ہی مٹی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ ہمارے حلقے میں دو تھانے ہیں ۔ مندرہ اور گوجر خان ۔ جی ۔ ٹی روڈ پر ہیں ۔ میں آن لوگوں کی بات کر رہا تھا جو یورپ میں زرمبادلہ کماتے ہیں ۔ جب وہ پانچ سال کے بعد گھر آتے ہیں تو ہوائی اڈے پر اترتے ہی پولیس چلی جاتی ہے ۔ وہ آن سے کہتے ہیں کہ آپ کے خلاف درخواست ہے کہ آپ کے پاس ناجائز اسلحہ ہے ۔ بھائی ، آنھیں گھر تو جانے دو ۔ میں گزارش کروں گا کہ تھانہ گوجر خان اور مندرہ کی پولیس کو کم از کم اتنی ہدایت تو کی جائے کہ لوگوں کو امن و امان سے رہنے دیں ۔ بڑی رشوت لے رہے ہیں ۔

ہم کیا شکایت کریں اگر کسی کی شکایت کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایسا ہوتا رہا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ پچھلے سال ہمارے تین چار سکول اپ۔گریڈ ہوئے تھے ۔ ان کی عمارتوں کے لیے کوئی پیسہ ہی نہیں ہے ۔ وہاں بچوں کے بیٹھنے کے لیے جگہ ہی نہیں ۔ میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ کچھ اور اپ۔گریڈنگ نہیں کرتے تو ان سکولوں کو تو کم از کم کچھ پیسے دیں ۔ تاکہ ان کے کمرے بن جائیں اور بیٹھنے کے لیے جگہ بنے ۔

جناب سپیکر ۔ میں تہ دل سے واضح طور پر اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ ان تمام بیماریوں کا علاج اسلامی سوشلزم ہے ۔ جب تک اس ملک میں اسلامی سوشلزم نہیں آئے گا ، نہ ہماری سڑکیں بنیں گی ، نہ ہسپتال اور سکول بنیں گے نہ کالج ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر ۔** مسٹر منور خان ۔

**مسٹر منور خان** (کیمبل پور - 7) ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ بجٹ پیش کرنے پر جناب وزیر خزانہ کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے ۔ لیکن اس کی مزید تعریفوں میں جانے سے پہلے ایک بات میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری اسی پچاس فی صد آبادی کسانوں کی ہے ۔ ان بنچوں پر بیٹھنے والے میرے دوستوں کی ، نمائندگان صاحبان کی اکثریت بھی انھی کی بدولت ہے ۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہاں سے تو نمائندگی لے کر یہاں ان سیٹوں پر آئے لیکن یہاں سوائے بھی ایک بات دہرانے کے ان کی کسی بات کو دہرانا اپنی توہین سمجھتے ہیں ۔ اس لیے بہت افسوس ہے ۔ میں جناب چیف منسٹر کی خدمت میں یہ گزارش کرنی ضروری سمجھوں گا کہ میرا ضلع کیمبل پور بھی لینڈ لارڈوں کا ضلع ہے ۔ اس میں خاص طور پر دو تحصیلیں ، فتح جنگ اور پنڈی گھیب بالکل ہی ظلم کا نشانہ بنی ہوئی ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسان اب تک ضرور سویا ہوا ہے ۔ لیکن میں یہ بات بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس

وقت اس سوئے ہوئے قافلے کو جاگنے کا موقع ملا یہ جاگ اٹھا تو یاد رکھیے یہ کوئی چیز اپنے راستے میں رکاوٹ نہیں بننے دے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

خدارا اس کی تکالیف کا احساس کیجئے۔ ان کا ازالہ کیجئے۔ ورنہ یہ کوٹھیاں۔ یہ سیٹیں۔ یہ سب باتیں جو انہی کی بدولت ہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ زندہ رہ سکیں۔ کسان ملک کی اکثریتی آبادی جس کو سوائے ایک ٹکہ روز کی آمدنی کے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ یہاں پر بجٹ میں تو ملازمین کے لیے 50 روپے ماہوار بڑھا دیئے ہیں کیونکہ مہنگائی کے اثرات ان پر پڑے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ وہ کسان جس کو ایک ٹکہ روزانہ کی مزدوری نہیں پڑتی اس کا کیا بنا ہے؟ وہ کدھر گیا ہے۔ اس کو کون سی چیز ملی ہے۔ زرعی اصلاحات کے اندر یہ درست ہے کچھ رقبہ لینڈ لارڈوں سے لیا گیا ہے لیکن وہ رقبہ بھی جو لیا گیا ہے بنجر خستہ حال ہے۔ اس حالت میں کہ وہ آباد ہونے کے قابل بھی نہیں ہے۔ بہت بڑا نعرہ لگا کہ زرعی اصلاحات میں اتنا رقبہ ہم نے جناب بلا معاوضہ لے لیا ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ اس کا کچھ فائدہ کسان کو نہیں پہنچا۔ پہنچا ہو گا کسی ایک کو چند ایک کو۔ لیکن چند مزارعین کو رقبہ دے دینے سے اصلاحات کامیاب نہیں ہو جاتیں۔ وہ باتیں نہیں بنتیں۔

جناب والا۔ میں یہ عرض کروں کہ اس کے بعد ایک اور بات آئی تھی بیج اور کھاد وہ بھی مالک کے ذمے ڈالا گیا۔ اب اس بیج کے بارے میں میں تعریف کروں کہ ہمارے علاقے میں بیج کی بات پر تو اتنی اونچی بات نکلی کہ میں اب کیا کہوں کہ کیا کچھ ہوا۔ ان مزارعین پر جنہوں نے بیج کا لینڈ لارڈوں کے سامنے مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں ہماری حکومت نے اس الیکشن میں کامیاب ہونے اور برسراقتدار آنے کے بعد یہ ایک تحفہ دیا۔ عنایت کی مہربانی کی۔ جب انہوں نے کھاد اور بیج مانگا تو وہاں مالکان نے ایک ذیلی تنظیم بنائی۔ ضلع کے تمام مالکان ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوئے۔ چندہ اکٹھا کیا گیا۔ سکیم تیار کی گئی اور پھر اس کے بعد اس منصوبے کے تحت ان پر حملہ کیا۔ ہزاروں آدمیوں نے مسلح ہو کر ناجائز اسلحہ لے کر ان مزارعین پر حملہ کیا۔ ان کے گھر تباہ کر دئے۔ ان کے مکانات کی چھتیں اکھاڑ دی گئیں اور

ان مزارعین کی زمین جو ان کے قبضے میں تھی ۔ اس سے انہیں محروم کر دیا گیا ۔ بہانہ یہ تھا کہ اس میں کچھ رقبہ عدالت کی طرف سے بے دخل کیا گیا تھا ۔ از حد افسوس ہے کہ وہ بے دخل ہونے والی زمین کے اندر کوئی بیس مکان تھے جن کے اندر تقریباً آٹھ خاندان بس رہے تھے جن میں دو تین مزارعین رہتے تھے اور باقی جو تھے وہ بیچارے فوج میں ملازم تھے اور ان کے بچے وہاں بس رہے تھے ۔ ان کو بھی ظلم کا نشانہ بنایا گیا ۔ جو بے حد افسوس کی بات ہے ۔ میں نے آج سے پہلے یہ گزارشات پیش کی تھیں ۔ سابقہ حکومت کے چیف منسٹر جناب کھر صاحب کے زمانے میں ان سے اور پھر جناب وزیر خزانہ اس وقت کے اور فی الحال جناب حنیف رامے جو چیف منسٹر صاحب ہیں ان سے بھی یہی گزارشات کی تھیں کہ بجائے اس کے کہ آپ ان لوگوں کو بے جا دولت کہیں سے لا کر کوئی کام کر کے فوائد پہنچائیں ۔ میں نے چند گزارشات کی تھیں کہ آپ اگر یہ عمل کریں تو ان لوگوں کے جو کہ ملک کی اکثریتی آبادی ہیں بہت سے مسائل جو ہیں وہ حل ہو جاتے ہیں ۔ ایک بات تھی کہ جن مکانات میں وہ لوگ رہ رہے ہیں ان کے حقوق ملکیت ان کو دے دئے جائیں ۔ ایک طرف تو ہماری حکومت ہاؤسنگ سکیم کے تحت مکانات بنا کر مہیا کر رہی ہے ۔ ہم کہتے ہیں ہمیں بنا کر مت دو ۔ ہمیں کم از کم وہ ہمارے بنے بنائے مکان جو ہیں ان کے حقوق ملکیت تو عطا کرو ۔ لیکن افسوس کہ جو چیز بنائے بغیر دی جا سکتی ہے وہ تو نہیں دی جاتی اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کو بنا کر دیں گے ۔ کیسے دیں گے کس طرح دیں گے مجھے سمجھ نہیں آتی ۔ وہ تو آپ لاہور میں دیں گے ۔ وہ تو آپ لائل پور میں دیں گے ۔ وہ تو آپ اور شہروں میں دیں گے ۔ لیکن دیہاتوں میں بسنے والے کسانوں کو آپ کیا دیں گے ۔ میں کہتا ہوں کہ ان مکانات میں وہ آباؤ اجداد سے بس رہے ہیں یہ آج آٹھ خاندان جو ظلم کا نشانہ بنے ہیں یہ مکانات بھی ان کے اپنے بنائے ہوئے تھے ۔ ان کے سرمائے کی وہ پونجی جو انہوں نے اپنی زندگی میں جمع کی تھی ۔ وہ دولت لوٹ لی گئی ۔ تباہ کر دی گئی ۔ اب وہ بیچارے مکان کے بغیر اپنے بچوں کے ساتھ وہاں پر بکھرے پڑے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ۔ میں نے یہ بات ابتدا میں جناب چیف منسٹر صاحب کو گزارش کر دی تھی کہ وہاں پر حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں اور یہ ایک بہت بڑا معاملہ ہے ۔ یہ بات معمولی بات نہیں ہے ۔ یہ چار آٹھ آدمیوں کی بربادی کا مسئلہ نہیں ہے ۔ وہاں پر مالک مزارع کا مقابلہ ہے اور یہ بہت

اہمیت کا حامل ہے ۔ یہاں سے میری بات پر ٹیلیفون کیا گیا ۔ کمشنر صاحب کو مقرر کیا گیا ۔ ہم نے یہ گزارش کی کہ ضلعی انتظامیہ ڈپٹی کمشنر تک وہاں پر کوئی مداوا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ یہاں لاہور سے کوئی آدمی جائے یا کمشنر صاحب کو مقرر کیا جائے ۔ تو کمشنر صاحب کو مقرر کیا گیا ۔ ہماری ضرورت کے مطابق ۔ ہم ان کے مشکور ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کمشنر صاحب نے وہاں جانا مناسب نہ سمجھا وہاں موقع پر جا کر ان لوگوں کا مداوا کرنا ۔ حالات کا جائزہ لینا مناسب ہی نہ سمجھا اور انہی لوگوں سے رپورٹ مانگی جو اس واقعہ میں ملوث تھے اور انہی کی رپورٹ کے مطابق اس پر رپورٹ لکھ کر پندرہ بیس چالیس صفحوں کی ایک رپورٹ بھیج دی ۔ یہ تو بہت عجیب وغریب بات ہے یہ تو وہی پرانا نظام ہے کہ پٹواری کی شکایت کرو ۔ پٹواری سے ہی رپورٹ مانگو ۔ پٹواری ہی کہہ دے کہ ٹھیک ہے جی کوئی بات نہیں ہے ۔ یہ تو وہی پرانا نظام ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ڈیمانڈ پر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے ۔ وہاں پر ہزاروں مزارع جمع تھے ۔ دوسری طرف مالکان کے غنڈے ناجائز اسلحہ سٹین گنیں ۔ گرنیڈ ۔ رائفلیں سیون ایم ایم وغیرہ لیے ہوئے اس جگہ کی حفاظت کے لیے تعینات تھے ۔ ان مزارعین نے جناب ڈی ۔ سی ۔ سے مطالبہ کیا کہ حضور والا ۔ آپ تشریف لائے ہیں ہم آپ کے مشکور ہیں ۔ برائے مہربانی آپ ان غنڈوں سے ہمیں نجات دلائیں ۔ وہ ابھی تک یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اسلحہ لیے ہوئے وہ دیکھیں سامنے ۔ ڈی ۔ سی ۔ صاحب کہتے ہیں ۔ بھائی غلط کہتے ہو وہاں تو کوئی آدمی نہیں ہے ۔ انہوں نے کہا حضور والا ۔ ہم آپ کو بتا رہے ہیں وہ بیٹھے ہیں سامنے ۔ ہماری آنکھوں سے دیکھیں ۔ آپ انہیں پکڑیں ۔ انہیں گرفتار کریں ۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا کہ میرے پاس کوئی فورس نہیں ہے ۔ آخر کار مزارعین نے کہا جناب ۔ یہ سب آپ کی فورس ہے ۔ آپ حکم تو کریں ہم آپ کو پکڑ دیتے ہیں جب اس مجمعے کے سامنے بے بس ہوئے تو پھر اظہار خیال کیا کہ ٹھیک ہے آپ جا کر پکڑ لیں ۔ میں حقیقت سے یہ بات عرض کر رہا ہوں ۔ ان مزارعان نے ڈپٹی کمشنر کی ایک آواز پر ان پر raid کیا ۔ وہ غنڈے جو اسلحہ لے کر وہاں ان کو ڈرانے کے لیے انہیں تباہ و برباد کرنے کے لیے بیٹھے تھے ۔ جن کو اپنے اسلحہ پر ناز تھا ۔ جن کے

پاس اسلحہ نہیں تھا ان لوگوں نے انہیں بمع اسلحہ پکڑ لیا ۔ چودہ آدمی پکڑ کر ڈی ۔ سی کے حوالے کر دئے گئے کہ لو ۔ جناب یہ ہیں وہ غنڈے ۔ ہم تو قانون کا احترام کرتے ہیں ۔ ہم تو آپ کے قانون کے باندھے ہوئے انسان تھے ورنہ یہ لوگ کبھی بھی ہمارے مکانوں کو اکھاڑ کر نہیں لے جا سکتے تھے ۔ بہرحال وہ پولیس کے حوالے کئے گئے ۔ جناب اے ۔ ایس ۔ آئی جو چوکی کے انچارج تھے وہ ڈی ۔ سی سے آرڈر وصول کرنے کے بعد ان کو انہی مالکان کے بنگلوں پر لے گئے ۔ ان سے کہا کہ جناب اب آپ حکم کریں کہ اب ہم کیا کریں ۔ انہوں نے کہہ کہ جناب ۔ ان غنڈوں کو ہمیں زندہ رکھنا ہے اور پھر ناجائز طور پر انہوں نے اپنی طرف سے کچھ آدمی جو بے قصور تھے وہ دے دئے ۔ ان کے خلاف کارروائی کی گئی ۔ ان لوگوں نے جناب ڈی ۔ سی کے پاس جا کر بیان دیا کہ حضور والا ۔ ہم نے انہیں جاکر پکڑا تھا ۔ ہم انہیں جانتے ہیں ان کا جو ناجائز اسلحہ تھا وہ کہاں گیا ۔ یہ تو اور لوگ ہیں جن کا وہاں چالان ہو چکا ہے ۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو انہوں نے ایس ۔ پی سے کہا اور نتیجہ یہ نکلا کہ اے ۔ ایس ۔ آئی کو تبدیل کر دیا ۔ بات تو بڑی بن گئی اور وہ بات اپنی جگہ پھر ساتھ ہی ایک اور بات ہوئی ۔ یہاں سے عمل ہونے کے بعد جناب وزیر اعلیٰ کے حکم کے بعد ایک مقدمہ مالکان کے خلاف رجسٹر کر لیا ۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کن دفعات کے تحت مقدمہ درج ہوا ہے لیکن ایک طرف تو انہوں نے مزارعین کی چھت گرائی ۔ دو تین مزارع بے دخل کئے گئے تھے جو کہ زمین کاشت کر رہے تھے اور باقی جو تھے وہ کچھ فوج میں ہیں اور کچھ جو کہ زمین کاشت کر رہے ہیں وہ وہیں رہ رہے ہیں اور پھر جب سامان اکھیڑ کر لے گئے اور ان کے گھر کا جو سامان تھا وہ بھی لوٹ کر لے گئے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اب ان کے خلاف کون سی دفعہ لگائی گئی اور کہاں تک مجرم پائے گئے ۔ لیکن وہ لوگ بھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کے خلاف اب تک کچھ بھی نہیں ہوا ۔ درمیان میں قدرتی بات تھی کہ قادیانیوں کی بات ہو گئی اور وہ مسئلہ کچھ لچک کھا گیا اس کے بعد جناب وزیر اعلیٰ سے پھر میں نے آ کر گزارش کی کہ حضور والا ۔ وہ معاملہ تو وہاں اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تحصیل فتح جنگ اور تحصیل پنڈی گھیب کے اندر تمام بٹالیاں کھلیاں میں پڑی ہوئی ہیں ۔ نہ تو گاہی کرنے دیتے ہیں نہ وہ جو ڈھیریاں پڑی ہوئی ہیں وہ اٹھانے دیتے ہیں ۔ وہاں تو دفعہ 144 لگی ہوئی ہے ۔ مزارع پابند ہے ۔

لیکن مالکان کے اوپر کوئی دفعہ 144 کی پابندی نہیں ہے براہ مہربانی کم از کم ان فصلوں کو اٹھایا جائے ۔ وہ نقصان ہو رہا ہے اور مالکان صرف لطف اندوز ہو رہے ہیں ۔ گندم تو ان کی جائے گی ۔ ہم تو عدالت میں دعویٰ کر کے ڈگری حاصل کر لیں گے ۔ یہ اس حکومت کے اندر ان مزارعان کو تحفظ ملا ہے جنہوں نے بیج مانگا ۔ یہ حالت ہوئی اور پھر یہاں سے حکم دیا گیا کہ آپ بھی حلقہ میں جائیں ۔ ڈی ۔ سی کو ہدایت کی گئی ۔ ڈی ۔ سی بھی آیا اور میں بھی گیا ۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جہاں پر سنجیدہ مسئلہ تھا ۔ اس کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ۔ میری تحصیل کے اندر (حلقہ میرا دونوں تحصیلوں میں ہے ۔ جہاں پر یہ واقعہ ہوا وہ پنڈی گھیب ہے جہاں میں رہتا ہوں وہ تحصیل فتح جنگ ہے) فتح جنگ کے لوگ بلائے گئے ان کے ساتھ بات چیت کا انداز کچھ عجیب و غریب تھا میں تو خاموش بیٹھا باتیں سن رہا تھا کہ ڈی ۔ سی صاحب کیا حکم دیتے ہیں ۔ مالکان کیا کہتے ہیں ۔ مزارعان کیا کہتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جو فیصلہ وہاں پر صادر ہوا ۔ مزارعین نے تنگ آ کر یہی کہا کہ حضور والا ۔ ہم بیج نہیں لیتے ۔ ہمیں کم از کم رسید تو مہربانی کر کے دے دیں ہم بٹائی دینے کے لیے تیار ہیں وہ فیصلہ ہوا ۔ وہ فیصلہ کر کے چلے گئے ڈی ۔ سی نے مجھے کہا کہ میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں کہ ہم نے فیصلہ کر دیا ہے ۔ میں بولا حضور والا ۔ محتاط رہنا ایسی بات بنا کر اپنی زبان سے نہ نکال دینا ۔ ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ہے ۔ نصف بات باقی ہے ۔ جو حقیقت ہے ۔ اس پر جب تک عمل نہ ہو ۔ ناممکن ہے ۔ وہی بات ہوئی جب وہ لوگ گھر پہنچے ۔ مالکان نے کہا کہ ہم تو نہیں لیتے ۔ بات صرف اتنی ہے کہ ان کے پاس چھ فصلوں کے دعویٰ کا تو حق ہمارے آئین میں ہے وہ ایک فصل کی بٹائی لیں یا چھ فصلوں کا دعویٰ کر کے ان کو ذلیل کریں میں نے یہ بھی گزارش کی تھی کہ حضور والا ۔ ہماری پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہے ایک قانون کی بات جو میں نے گزارش کی تھی اور دوسری بات یہ بھی کہی تھی کہ چھ فصلوں کی بجائے کم از کم مالک کو ایک یا دو فصلوں سے زائد کے دعویٰ کا حق نہ دیا جائے ۔ اس سے ہماری نصف آبادی متاثر ہو رہی ہے اور ان پر یہ ظلم کر رہے ہیں ۔ ان کو یہ خراب کر رہے ہیں ۔ یہ انہیں بالکل اٹھنے نہیں دیتے ۔ ابھی اس کے بعد پھر آپ نے الیکشن لڑنا ہے ۔ کون لوگ ہمیں ووٹ دیں گے ؟ یہی لوگ ہوں گے ۔ اس لیے میں نے یہ بھی گزارش کی

تھی ۔ لیکن کوئی بات اب تک نہیں بنی ۔ اس بجٹ میں ہمیں تو کم از کم ان باتوں کا اشارہ دکھائی نہیں دیتا ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ مزارعین جن کے بل بوتے پر ہم یہاں آئے ۔ کم از کم ان کے حقوق کو کچھ نہ کچھ محسوس کرنے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے اور ہمیں یاد رکھنا چاہیے ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وقت قریب آنے والا ہے ۔ کہ مالکان اکٹھے ہو کر دولت کے بل پر ۔ اسلحہ کے بل پر کوئی بھی بات کر سکتے ہیں ۔ لیکن نہتے مزارع ۔ نہتے کسان اپنی جان کی قربانی دے دیں گے ۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ یہ آپ کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور یہ وقت بتائے گا ۔ میری آج کی آواز ہو سکتا ہے کہ کسی کو پسند نہ آئے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ سب باتیں سامنے آئیں گی ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ان لوگوں کو ۔ ان سوئے ہوئے لوگوں کو کم از کم وہاں پر مطمئن رہنے دیا جائے ۔ ان سوئے ہوئے لوگوں کو چھیڑ نہ جائے ۔ جگایا نہ جائے ۔ اگر وہ اٹھے تو پھر خدا ہی حافظ ہے ۔ یہ یاد رکھ لینا ۔

اس کے بعد میں اس حلقہ سے نمائندہ ہوں ۔ یہ تو ایک جنرل مسئلہ تھا یہ پورے پنجاب کا مسئلہ تھا یہ صرف کیمبلپور کا مسئلہ نہیں تھا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حلقہ تو ہر ممبر کا اپنا اپنا ہے ۔

**مسٹر منور خان** ۔ حضور والا ۔ میں یہ بالکل تسلیم کرتا ہوں لیکن کچھ میرے حلقے کی بھی بات ہے اور کچھ ذاتی بات بھی ہے ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ کسی اور موقع پر اپنے اس حق کو استعمال کریں ۔

**مسٹر منور خان** ۔ جناب والا ۔ سال کے بعد میں ایک دفعہ کھڑا ہوا تھا اور آج سے پہلے کبھی کوئی موقع نہیں ملا ۔ میں تو یہی گزارش کروں گا کہ آپ براہ مہربانی تھوڑا سا وقت دے دیں ۔ میں نے چند مفید باتیں کرنی ہیں ۔

اس کے بعد ہمیں یہ بھی خدشہ ہوا تھا کہ ہمارا ضلع کیمبلپور جو ایک پسماندہ ضلع ہے ۔ تو یہ بہت بڑا خواب ہمارے ضلع میں عوام کو دکھایا گیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھئے ۔ اس طرح تو بات نہیں بنے گی آپ نے تو پھر تمہید شروع کر دی ہے ۔

مسٹر منور خان ۔ حضور والا ۔ میں اپنے آپ کو بالکل مختصر کر لیتا ہوں تو اس حالت میں میں یہ گزارش کروں گا کہ پسماندہ ضلع ہونے کی صورت میں اس ضلع میں جہاں کہ پانی پینے کو بھی میسر نہیں ہے میں تو یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں کہاں تک ہمیں یہ facility ملی ہے ۔

میری تحصیل فتح جنگ ہے اور اس کے اندر پانی پینے کو میسر نہیں ہے اگر تحصیل کا بھی یہی حال ہے تو دیہاتوں کے لوگوں کا کیا حال ہو گا میں یہ گزارش کروں گا کہ فتح جنگ میں پانی پینے کے لیے نہیں ہے ۔ اس کی بہت بری حالت ہے ۔ کم از کم ہمارا ایک منصوبہ تو رکھ لیا جاتا اور باقی جو ایسی سکیمیں ہیں اور جو رکھی ہوئی ہیں میں کہتا ہوں کہ ان میں سے پیسہ منہا کر دیں ۔ جناب والا ۔ میں اپنے علاقہ کے لوگوں کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کروں گا کم از کم ہماری تحصیل فتح جنگ میں پانی کا بندوبست کیا جائے ۔

اس کے بعد سکولوں کی بات ہے ۔ ملازمین کو تو آپ نے پچاس روپے دے دئے ان کے تو پیسے آپ نے بڑھا دئے لیکن درجہ چہارم کے لوگ جو وہاں دس روپے تنخواہ لے رہے ہیں جو کہ 25 روپے تنخواہ لے رہے ہیں ۔ ان لوگوں کا بھی حق بنتا ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ منظم نہیں ہیں ۔ ان کی آواز نہیں لیکن وہ انسان ضرور ہیں ۔ ایک شخص دو سو روپے پر گزارہ نہیں کر سکتا ۔ دوسرا شخص دس روپے پر گزارہ کیسے کر سکتا ہے ۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب پھر آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس کا کچھ کریں ۔

اس کے بعد ہمارا ایک ہسپتال تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ہے ۔ اس کی بلڈنگ بہت خستہ حالت ہے ۔ اب اگر کوئی آدمی وہاں پر جاتا ہے تو ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں ۔ مہربانی کریں کم از کم ایک پنکھا تو لا دیں ۔ جب جناب والا ۔ پنکھے کی بات آتی ہے تو ہمارا علاقہ آپ کو پتہ ہے بہت غریب ہے ۔ تو لوگ

بھاگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم علاج ہی نہیں کرواتے اور چلے جاتے ہیں میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ کم از کم تحصیل سطح پر کچھ کریں ۔ دیہاتیوں کا میں نہیں کہتا ۔ ان کا تو خدا ہی حافظ ہے ۔

اس کے بعد پیپلز ورکس پروگرام کے متعلق میں عرض کروں گا ہماری آخری قسط ابھی تک نہیں ملی ۔ باوجود بار بار التجا کرنے کے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی کیا وجہ ہے ۔ وہاں پر تمام بلڈنگیں چھتوں تک جا چکی ہیں ۔ لیکن کہیں چھت نہیں ہے اگر وہ رقم نہیں ملے گی تو تمام کام ختم ہو جائے گا ۔ تو میری یہ گزارش ہے اس پر فوری طور پر توجہ دی جائے ۔ اس کے ساتھ ہی آپ گھنٹیاں بجا رہے ہیں میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ (شکریہ)

**مسٹر سپیکر** ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ۔

**سید کاظم علی شاہ کرمانی** (ساہیوال - 9) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

جناب سپیکر ۔ موجودہ میزانیہ پر کئی روز سے دونوں اطراف سے بحث ہو رہی ہے ۔ بڑے بڑے مقررین نے فصاحت و بلاغت کے ساتھ اس پر تبصرہ کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے متوازن بجٹ پیش کیا ہے ۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب قابل صد تحسین ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں تھوڑا سا گلہ بھی ہے کہ ہمارے ضلع ساہیوال کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جو دی جانی چاہیے تھی ۔ جناب والا ۔ تمام پنجاب میں پانچ چھ ملیں لگائی جا رہی ہیں لیکن اس ضلع میں جو سب سے زیادہ گندم اور دوسری اجناس پیدا کرتا ہے ۔ جو پیپلز پارٹی کے لیے ایک ممبروں کی ٹیم لے کر آیا ہے ۔ اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور بہانہ یہ بنایا گیا ہے کہ جناب والا ۔ وہ کاٹن ایریا ہے اگر چینی کی فیکٹریاں لگ گئیں تو کاٹن میں کمی واقع ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں ۔ جڑانوالہ کاٹن ایریا نہیں ہے کیا بتوکی کاٹن ایریا نہیں ہے ؟ کیا جہاں اور ملیں لگی ہیں کاٹن ایریا نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ضلع ساہیوال کے کسی مقام پر چینی ۔ کپڑے اور گتے کی ملیں لگائی جائیں ۔ یہ تینوں چیزیں بڑی کامیابی کے ساتھ چل سکتی ہیں جو ہماری کمی بھی دور کر سکتی ہے اور ضلع کے لیے زرمبادلہ بھی کما سکتی ہے ۔ جناب والا ۔

میں عرض کروں گا کہ ہم لوگ عوام کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ یحییٰ کے دور آمریت میں ہم نے الیکشن کی جب مہم شروع کی۔ ہم نے کچھ وعدے بھی لوگوں سے کیے ہیں لوگوں کے دلوں میں ابھی تک یہ وعدے موجود ہیں۔ جناب والا۔ اگر ہم نے ان وعدوں پر عمل نہ کیا تو ہم عوام کے سامنے کیسے جائیں گے۔ جناب والا۔ ہم نے پچھلی حکومت کی برائیاں ان کے سامنے پیش کیں بلکہ ان کے سامنے موجود تھیں اور ہم نے انہیں یقین دلایا تھا۔ ہم آپ کے لیے بہت کچھ کریں گے۔ روٹی۔ کپڑا اور مکان۔ تعلیم۔ صحت کی سہولیات مہیا کریں گے۔ ہم نے انہیں یہ بھی کہا تھا کہ آپ کو بد عنوان بد دیانت۔ نوکرشاہی سے نجات دلائیں گے۔ ہمارے منشور کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ جناب والا۔ میں نے اس طاقت کے سرچشمہ کو ایک معمولی سے نوکرشاہی کے پرزے سے پٹتا دیکھا ہے۔ جوتیاں پڑتی دیکھی ہیں۔ اس کے پاؤں میں غیر قانونی طور پر کڑے پڑے ہوئے دیکھے ہیں۔ جناب والا۔ جب ہم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں سنبھالی تھی۔ اس وقت بہت سے بحران آئے لیکن قائد عوام کی فراست اور تدبر نے ان پر قابو پا لیا لیکن لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ جس وقت ہم الیکشن جیت جائیں گے۔ مشرقی پاکستان کٹ جائے گا اور ہماری قربانیاں ہندوستان کے پاس چلی جائیں گی۔ ہمارے ایک لاکھ نوجوان اور دوسرے لوگ جنگی قیدی بن جائیں گے۔ ہم نے اس میدان میں بھی بہت کامیابی حاصل کی ہے۔ ساڑھے چھ ہزار مربع میل علاقہ بھی واپس آیا اور ہمارے قیدی بھی غیر مشروط طور پر واپس آ گئے۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ اس سے ہمارا پیٹ نہیں بھرے گا لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ پہلے تو گندم مل جاتی تھی اور سستی ملتی تھی۔ جب سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی حکومت تھی لیکن اب اچھی سوشلسٹ حکومت آئی ہے۔ آپ اچھے سوشلسٹ ہیں۔ خود تو جا کر ایرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بنگلوں میں کاروں کے پرمٹ حاصل کرتے ہیں اور دوسری مراعات حاصل کرتے ہیں اور وہ طاقت کا سرچشمہ جس کی وجہ سے ہم ان کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ جن کے بل بوتے پر پنجاب کے چند شہزادے وزارت کی کرسیوں پر متمکن ہیں۔ جن کے بل بوتے پر پیپلز پارٹی کی حکومت قائم ہوئی۔ اگر اس طرح طاقت کے سرچشمہ کو آپ بھول جاتے ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کا حشر مسلم لیگ جیسا ہو گا۔ آپ

کو مسلم لیگ کا بھی حشر یاد ہے ہم نے اس وقت بھی دور آمریت کے خلاف جدوجہد کی ۔ ہم نے آمریت کا ساتھ ایک دن بھی نہیں دیا ۔ جناب والا ۔ مسلم لیگ جب برسراقتدار آئی ۔ میں اس وقت مسلم لیگ میں کارکن تھا ۔ ہم نے اپنے لیڈروں سے کہا محلاتی سازشیں چھوڑ دو ۔ آپس میں گڑ اور ریوڑیاں نہ بانٹیں ۔ آپس میں صلاح مشورے نہ کریں بلکہ عوام سے پوچھیں ۔ عوام سے بات کریں ۔ اس طاقت کے سرچشمہ کو دیکھیں ۔ وہ جماعت جس نے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد ملک بنایا ۔ اس کا حشر آپ کے سامنے ہے ۔ میں آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں ۔ اس محسن جماعت نے کونسا دن دیکھا ۔ کیا آج مسلم لیگ کا کوئی نشان باقی ہے ؟ کہاں ہیں مسلم لیگ کے لیڈر ؟ ان کی عوام میں کیا قدرومنزلت ہے کہیں ایسا نہ ہو ۔ یہی حال ہمارا بھی ہو ۔ اگر طاقت کے سرچشمہ کو اسی طرح جوتے پڑتے رہے طاقت کے سرچشموں کو نوکرشاہی کے پرزوں کے دروازوں پر بھٹکنا پڑا ۔ طاقت کے سرچشمے کو آپ سہولیات مہیا نہ کر سکے تو خاکم بدھن کہیں ہمیں وہ دن نہ دیکھنا پڑے ۔

جناب سپیکر ۔ ہم نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم سرمایہداروں اور جاگیرداروں کو ختم کر دیں گے اور اس نام کی کوئی چیز اس ملک میں باقی نہیں رہے گی لیکن مجھے معاف کریں ابھی تک وہ سب کچھ چل رہا ہے ! پرانی دکانیں ۔ پرانے وہ جاگیردار جنہوں نے ہیرا پھیری کرکے زمینیں بچا لیں وہ اس وقت تک اسی طرح جاگیردار ہیں ۔ نوکرشاہی سے انہوں نے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے ۔ ان کے ایجنٹ دلال ان کو رشوتیں پہنچا رہے ہیں ۔ جناب اس طرح طاقت کے سرچشمہ کا جو حال ہو رہا ہے ۔ خدا کی قسم اس ایوان میں بیٹھ کر یا ان وزارت کی کرسیوں پر بیٹھ کر آپ نہیں دیکھ سکتے ۔ خدا کے لیے جائیے اور جا کر گاؤں میں دیکھیئے ۔ جا کر ان غریبوں کو دیکھیئے ۔ جو کہ بے سہارا ہیں ۔ خدا کی قسم اس وقت جب ان کا حال دیکھتے ہیں ۔ تو جی چاہتا ہے کہ جا کر نوکرشاہی کا گلہ دبا دیں ۔ ان کو جا کر کہیں کہ تم اپنی تنخواہیں لیتے ہو ۔ کس بات کی تنخواہ لیتے ہو ۔ اس لیے لیتے ہو کہ ان لوگوں کو تکلیف ہو یا اس لیے لیتے ہو کہ ان لوگوں کو تکلیف نہ ہو ۔ یہ کیوں ہے ؟ جناب والا ۔ ہم کیسے انقلاب لائیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت تبدیل ہو گئی ہے لیکن یہ کوئی انقلاب کی طرف ہمارا کوئی قدم نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کو آج سے چودہ سو برس پہلے کے انقلاب کی طرف لے جاتا ہوں ۔ جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ دولت تھی ۔ نہ حکومت تھی ۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی فوج تھی اور نہ کوئی پولیس ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہی جیالے کارکنوں کی کوئی جماعت تھی ۔ آپ کے پاس خدا کی مدد ۔ قوت ایمانی اور ارادے کی پختگی تھی ۔ وحدانیت کے ساتھ ساتھ اعتقاد تھا ۔ جس نے تمام عالم میں اسلام کا ڈنکا بجا دیا تھا اور پرچم اسلام سر بلند کیا تھا ۔ جناب والا ۔ قیصر و کسریٰ کے منارے ٹوٹ گئے تھے ۔ ایران کے آتش کدے ٹھنڈے ہو گئے ۔ کیوں ؟ اس لیے کہ ان کے پاس ایک نہایت ہی پاکیزہ مقصد تھا ۔ جناب والا ۔ بدوؤں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مبلغ بنا دیا تھا ۔ ڈاکوؤں اور چوروں کو غازیوں میں رنگ دیا تھا اور میں آپ کو ایک عرض کر دوں کہ جو لوگ اپنی بچیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیتے تھے ۔ ان بچیوں کو ان کا حصہ دلوایا ۔ یہ ذہنی طور پر ایک بہت بڑا انقلاب تھا ۔

جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اضلاع میں جو بھی ضلع کے سربراہ ہوں یا محکمہ کے ان کو متنبہ کیا جائے ۔ مثلاً پولیس ۔ یہاں پر تھانے نیلام ہوتے ہیں اور تحصیلیں بکتی ہیں ۔ تو ایس پی کو متنبہ کیا جاوے کہ اگر تیرے ضلع میں کسی تھانیدار یا انسپکٹر یا کسی ڈپٹی نے یا اس سے نیچے کے کانسٹیبل نے اگر کسی سے رشوت لی ۔ یا کوئی بدعنوانی کی ۔ تو تم اس کے ذمہ دار ہوگے ۔ ڈی ۔ سی کو اس بات کا ذمہ دار قرار دیا جائے کہ اگر پٹواری سے لے کر اس کے اے ۔ ڈی ۔ سی ۔ (جی) تک کوئی بھی بد عنوانی کا مرتکب ہو گا تو وہ اس کا ذمہ دار قرار پایا جائے گا ۔ میرا ذاتی تجربہ ہے ۔ جناب والا ۔ میں ایس پی کے پاس گیا ۔ میں نے اسے ایک واضح مثال دی ۔ اچھی مثال ۔ گواہ موجود ۔ ثبوت موجود کہ فلاں تھانیدار نے اتنی رقم فلاں سے لے لی ہے اور بد عنوانی کی ہے وہ کہنے لگے کہ آج کل تو بہت سے لیتے ہیں ۔ سب ہی لیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اپنے محکمہ کو کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں تو وہ سفید ہاتھی باندھنے کی کیا ضرورت تھی ۔ اتنی اتنی کوٹھیاں ۔ کاریں ۔ ایئر کنڈیشنر ۔ عملے ۔ تنخواہ ۔ الاؤنس اور جناب والا ۔ جہاں کہیں ان کو کوئی

آدمی ملنے جائے ۔ تو وہ اس کو یوں ملتے ہیں کہ جیسے وہ خدا ہوں اور وہ بچارے بندے ہی نہ ہوں ۔ جناب والا ۔ تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اگر ڈی ۔ سی ۔ یا ایس ۔ پی بد عنوانی کرے ۔ تو اس کا ذمہ دار چیف سیکرٹری اور آئی ۔ جی ۔ کو ہونا چاہیے اور صوبائی سربراہ جو ہیں ان کو ہونا چاہیے ۔ وہ ان کا محاسبہ کریں ۔ جناب والا ۔ اگر ہم یہ سب کچھ کرنے کے قابل ہو جائیں تو یہ بدعنوانیاں اور یہ رشوت ستانیاں انشاءاللہ ختم ہو جائیں گی ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے علاقہ کے چند ایک مسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جو کہ پہلے بجٹ میں پیش کیے ۔ پھر دوسرے بجٹ میں پیش کیے ۔ اور اس کے بعد آج پھر تیسرے بجٹ میں پیش کر رہا ہوں اس وقت تک ان مسائل کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحفظ پولیٹیکل پارٹیز میں ہی نہیں ۔ برادری میں بھی ایک آدمی کی کوئی وقعت ہوتی ہے ۔ جو کہ ہم نے پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی ہے اور اس کے لیے میں یہ کہوں گا ۔ کہ

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

ہم نے پارٹی ڈسپلن کو اپنایا ۔ ہم نے پارٹی ڈسپلن کی سوئی سے اپنے ہونٹ سی لیے ۔ لیکن کیا کریں ۔ کوئی مانتا ہی نہیں ۔ کچھ ہوتا ہی نہیں ۔ ہم اگر اپنی حکومت کے نوٹس میں صحیح حالات نہ لائیں ۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ ہماری بد دیانتی ہے ۔ یہ عوام کے ساتھ بد دیانتی ہے ۔

جناب والا ۔ میرے علاقہ میں صرف تین ہائی سکول تھے اور وزیر تعلیم کی مہربانی سے ایک اور کھل گیا ہے ۔ لیکن اگر آپ ان سکولوں کو جا کر دیکھیں ۔ تو وہ ہائی سکولوں سے زیادہ ایک تندور کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی عمارت نہایت بوسیدہ ہے ۔ میں اپنی حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ ان چاروں سکولوں شیر گڑھ ۔ اجیت گڑھ ۔ 32 فور ایف اور 14 فور ایف ۔ کی عمارات کی طرف توجہ دی جائے ۔

جناب والا ۔ مجھے جو حلقہ انتخاب ملا ہے ۔ اس کا اکثر و بیشتر حصہ سیم اور تھور کی نذر ہو چکا ہے ۔ وہاں پر ایک ٹالی لاکھوں روپے صرف کر کے

بنائی گئی تھی ۔ اگرچہ اس نالی بھاری پر تو شاید ہزاروں ہی لگے تھے اور باقی رقم تو پتہ نہیں کہاں کہاں خرچ ہوئی اور کہاں گئی اور پتہ نہیں کہ کون سے فائدے کے لیے خرچ کئے گئے ہیں ۔ میں اس لیے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان علاقوں کو سیم اور تھور سے بچایا جائے اور اس وقت کے طاقت کے سرچشمہ عوام کو جو بھوک سے مر رہے ہیں ۔ ان کو بھوکا اور پیاسا مرنے سے بچایا جائے ۔

جناب والا ۔ اب رہا سڑکوں کا مسئلہ ۔ میرا علاقہ دو تحصیلوں پر مشتمل ہے ۔ تحصیل دیپال پور اور تحصیل اوکاڑہ ۔ اس میں 60 میل لمبی اور 10 ۔ 15 میل چوڑی دریائے ستلج بیاس کی ایک پرانی گزرگاہ ہے ۔ جسے خشک بیاس کہا جاتا ہے ۔ اگرچہ عملی طور پر وہ آج کل خشک نہیں ہے اس میں پانی چلتا ہے اور اس پر کوئی پل نہیں ہے ۔ اس علاقے میں کوئی سڑک نہیں ہے ۔ سوائے ایک 5-4 میل کے اس لیے میرا مطالبہ ہے کہ گیمبر سے پاکپتن روڈ ۔ رینالہ سے دیپال پور ۔ وان رادھا رام سے شیر گڑھ پیلی پہاڑ سے ساہیوال یہ سڑکیں اگر بنائی جائیں تو یہ علاقہ ڈیفنس کے لیے بھی اچھا ہے جناب والا ۔ مطالبات تو بہت ہیں ۔ لیکن 'ٹلی' نے میرا دل بٹھا دیا ہے اس لیے آخر میں میں وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کروں گا کہ

نہیں دیتا نہ دے مے لیکن اتنا سوچ لے ساقی
بھری محفل میں کس کی ذات پر الزام آتا ہے

**مسٹر سپیکر** ۔ محمد انور بٹ ۔ چوہدری محمد انور ۔ چوہدری کلیم اللہ ۔ آپ نے کچھ فرمایا ہے ؟

**وزیر اعلیٰ** ۔ جی ہاں ۔ میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اچھا ۔ جناب چیف منسٹر ۔

**وزیر اعلیٰ** ۔ جناب والا ۔ آج شام کے اجلاس میں مجھے اپنے چند ایک دوستوں کی جدائی کا احساس ہو رہا ہے ۔ کچھ یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اس ایوان میں جب تک اپوزیشن موجود نہ ہو ایوان میں سردی کچھ زیادہ ہو جاتی ہے ۔ اب میں بہت سے دوستوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ بغلوں

میں دبائے بیٹھے ہیں ۔ لیکن یہ محض temperature کا کمال نہیں ہے ۔ یہ اس لیے ہے کہ اس وقت ہمیں شمشیر بے نیام حاجی محمد سیف اللہ نظر نہیں آ رہے ہیں ۔ نہ ہی وہ عطر فتنہ جناب الوری صاحب نظر آ رہے ہیں ۔ (قہقہہ) اور نہ ہی ہمارے بزرگوار جناب علامہ رحمت اللہ ارشد جلوہ افروز ہیں ۔ اور نہ خورشید انور کی پھلجھڑیاں ۔ چھوٹ رہی ہیں ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ یہ تمام دوست صبح بظاہر walk out کر گئے ۔ خیال تھا کہ یہ حضرات شام کے اجلاس میں تشریف لے آئیں گے ۔ لیکن اس وقت بھی وہ ہمیں داغ مفارقت دینے میں ہی بہتری خیال کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جس مسئلہ پر انہوں نے آج واک آؤٹ کیا وہ کسی اعتبار سے بھی ضروری نہ تھا اور اس سلسلے میں ہماری اور اپوزیشن کی ابتدا ہی سے ایک رائے تھی ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ختم نبوت پر سب سے پہلے اس ایوان میں ایک سیر حاصل بحث ہوئی تھی ۔ جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے رولنگ دے دی تھی ۔ اس کے باوجود ہم نے پیشکش کی کہ ہم اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے تیار ہیں (نعرہ ہائے تحسین) اور اس دن تین گھنٹے تک اس ایوان میں اس مسئلہ پر بحث ہوتی رہی ۔ جناب والا ۔ جن اسمبلیوں کی بات کی جاتی ہے کہ وہاں قرارداد پاس ہوئی ۔ وہاں تو شائد قرارداد پاس کرنے میں تین منٹ بھی نہ لگے ہوں لیکن اس معزز ایوان میں اس مسئلہ پر پورے تین گھنٹے پہلے دن بحث ہوئی ۔ اس کے بعد تمام اراکین نے بجٹ پر بحث کرتے ہوئے دوبارہ اس مسئلہ کو چھیڑا ۔ جس نے جو چاہا اپنی دیانتدارانہ رائے کے طور پر اس ایوان کے سامنے پیش کیا ۔ کسی دوست پر پابندی نہیں لگائی گئی ۔ اس تمام سیر حاصل بحث کے بعد جب یہ بات میرے سامنے لائی گئی تو اس دن جناب علامہ رحمت اللہ صاحب تشریف نہیں لائے تھے بلکہ اپوزیشن کی قیادت میاں خورشید انور صاحب کر رہے تھے ۔ جناب میاں خورشید انور صاحب اور حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب میرے پاس تشریف لائے ۔ انہوں نے کہا کہ اس قرارداد کے بارے میں کیا خیال ہے ۔ بظاہر یہ کہا جا رہا ہے کہ ایک اسمبلی میں قرارداد پیش کی گئی ہے ۔ اب پنجاب اسمبلی کو اس کی پیروی کرنی چاہیے ۔ معاملہ پیروی کرنے کا نہیں ہے بلکہ پنجاب اسمبلی نے تو اس معاملہ میں پہل کی ہے اور دوسری اسمبلیاں اس معاملے میں اس کی پیروی کر رہی ہیں اور پنجاب اسمبلی نے تو اس پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ دوسری اسمبلیاں تو محض اس کو ٹرخا رہی ہیں ۔ اس لیے ہم اس معاملے میں نہ پڑیں ۔ بہرحال اس کے بعد اس پر بحث ہوتی رہی اور

دونوں حضرات نے خاص طور پر میاں خورشید انور صاحب جو اس دن قائد حزب اختلاف تھے جو پوری اپوزیشن کی طرف سے بول رہے تھے ۔ اس کی ترجمانی کر رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کی شمشیر بے نیام دونوں اس بات پر رضا مند تھے کہ ٹھیک ہے ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی میں اس مسئلے پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے یا اس کا جواز نہیں ہے کہ پنجاب اسمبلی اس مسئلے پر خاموش ہے یا کسی سے پیچھے ہے نہیں ۔ بلکہ پنجاب اسمبلی نے تو اس مسئلے پر پہل کی ہے اور اس نے جو کارگزاری کے سلسلے میں کیا ہے وہ تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا ۔ وہ دونوں دوست اس بات پر رضامند ہو کر رخصت ہو گئے ۔ تین چار دن کا وقفہ بیچ میں گزر گیا اور آج دوبارہ یہ مسئلہ اٹھایا گیا ۔ جب دوبارہ یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو جناب والا ۔ اس وقت یہ مسئلہ اس طرح سے پیش کیا گیا کہ حزب اقتدار کے لیے بولنے کا مقام نہ تھا چونکہ آپ نے ایک فیصلہ صادر کیا یہ کیفیت پیدا کی گئی یہ immage بنانے کی کوشش کی گئی ۔ جیسے حزب اقتدار کو اس معاملے میں عوام کی رائے سے کوئی اختلاف ہے یا اس نے اپنے موقف میں کوئی ترمیم کی ہے۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ محض حزب اقتدار کی پوزیشن embarrass کرنے کے لیے یہ تماشا کیا گیا ۔ ورنہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔ آج بھی قائد حزب اختلاف سے گفتگو رہی ۔ ان کے ساتھیوں سے گفتگو رہی اور وہ اس بات پر ہمارے ساتھ متفق تھے کہ اس مسئلے پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے ۔ اگر اس کو باقاعدہ کارروائی کے بعد بھی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ رسم دنیا ادا کرنی ہے اور ایک رسمی کارروائی کے طور پر آپ قرارداد چاہتے ہیں تو اس کا بھی موقع آ جائے گا ہمیں اصولاً اس پر بھی کوئی اختلاف نہیں ۔ لیکن جب اس کی ضرورت ہو جب اس کا کوئی جواز ہو تب ایسی بات ہو لیکن ہم نے باوجود اس کے کہ اس کا کوئی جواز نہیں کوئی موقع نہیں اور اصولی طور پر ہم نے اس پر کوئی اختلاف نہیں کیا اور یہ بات طے کی کہ جب یہ معاملہ آپ کے

سامنے آئے گا تو ہم دونوں اس معاملہ پر کوئی احتجاج یا اصرار نہیں کریں گے اور جس طرح آپ طے کریں گے اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ بجٹ سیشن ہو رہا ہے اور اس کے بعد اس کا وقت آئے گا اور اگر وہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہوا۔ تو اس پر غور کر لیا جائے گا۔ اس کے لیے ہم ہر وقت تیار تھے اور وہ بھی اس کے لیے تیار تھے لیکن نہ جانے ان کے دل میں کیا آئی کہ اس کے بعد انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ ہمیں داغ جدائی دیں اور یہ سیٹیں آج خالی نظر آئیں۔

جناب والا۔ صورت یہ ہے کہ جب کوئی اسمبلی کوئی قرارداد کسی مقصد کے لیے پیش کرتی ہے کہ قومی اسمبلی کے سامنے کسی صوبہ کی اسمبلی کی جانب سے متفقہ طور پر ایک قرارداد رکھی جائے۔ اس کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ وہ اس اسمبلی کی توجہ اس مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ جناب والا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کس اسمبلی کی توجہ ہم کس مسئلے پر مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ جب یہ طے ہو گیا۔ جب وزیر اعظم صاحب نے ہمارے شہر میں تشریف رکھتے ہوئے ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر قوم کو خطاب کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ہم اس مسئلے سے غافل نہیں۔ ہم اس مسئلہ کو قومی اسمبلی میں لے جانے کے لیے تیار ہیں اور اس کے بعد بتقریب اس کے لیے ایک وقت بھی شائع کر دیا جائے گا اور شیڈول بھی بتا دیا جائے گا کہ یہ کب کیسے اور کس دن سارا کچھ ہوگا۔ کس اسمبلی کی توجہ دلانے کے لیے یہ قرارداد ہے۔ کس کے لیے ہم یہ قرارداد پیش کر رہے ہیں۔ کیا یہ اسمبلی محض رسمیں ادا کرنے کے لیے ہے؟ کون سی بات ہے جو اس اسمبلی میں اس مسئلہ پر نہیں ہوئی۔ کیا ہماری طرف سے واشگاف یہ اعلان نہیں ہوا؟ کیا وزیر اعظم صاحب کی طرف سے واشگاف طور یہ اعلان نہیں کیا گیا کہ جہاں تک ختم نبوت کا تعلق ہے ہم اور ہمارے ایمان ہی نہیں ہمارے ایمان۔ دستور سازی کی ساری مہم کے دوران انتہائی واضح طور پر سامنے آگئے ہیں جس کے نتیجہ میں

دستور میں تحفظ دے دیا گیا ہے - تو اس عقیدہ پر ایسی صورت میں کون سی بات باقی رہ جاتی ہے جس پر ہم قومی اسمبلی کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں - جب ہمارا موقف واضح ہے جب ہمارے ارادے واضح ہیں اور وزیر اعظم جو قومی اسمبلی کے قائد ایوان بھی ہیں جب وہ یہ بات کہہ چکے ہیں - جب ریڈیو اور ٹیلیویژن پر اس سلسلے میں اعلان ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اس کے قرارداد کی سوائے ایک رسم ادا کرنے کے اور کیا حیثیت رہ جاتی ہے - اور جب اس سے بھی نہ آپ نے ہی اختلاف کیا اور نہ ہم نے اختلاف کیا تو پھر یہ ڈرامہ کیوں سٹیج کیا گیا ؟ بہر حال مجھے اس پر انتہائی افسوس ہے اور اس لیے افسوس ہے کہ اپوزیشن کے رہنماؤں نے پہلے اس پر اتفاق کیا - مجھے زیادہ دکھ اس بات کا ہے کہ اگر جمہوریت کا نام لینے والے جمہوریت کا یہ حشر کریں گے کہ آپس کے کئے ہوئے وعدے - آپس کی کی ہوئی committment کا ذرا پاس نہ کریں گے تو اس کے بعد افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ پھر جمہوریت کے بارے میں ان دوستوں کی نیت ہمیں نیک معلوم نہیں ہوتی - میں دور نہیں جانا چاہتا - میں اظہار افسوس تک اپنے آپ کو محدود رکھتے ہوئے جناب والا - یہ امید کرتا ہوں کہ ہمارے فاضل دوست اس ایوان کی کارروائی پر پانی پھیرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور نہ ہی خواہ مخواہ بلا جواز اس طرح کی فضا پیدا کرنے کے لیے اس طرح سے ناٹک کھیلیں گے جس سے یہ اندازہ ہو کہ شاید حزب اقتدار کی پوزیشن میں کوئی فرق آئے ہماری پوزیشن واضح ہے - ہم اپنے عوام کے ساتھ اپنے صحیح عقائد کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم ہیں ہم ختم نبوت کے سلسلے میں واضح طور پر اپنی قوم کے سامنے اپنا موقف پیش کر چکے ہیں - ہم ختم نبوت سے انکار کرنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے - (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی اس طرح کتنے ہی کھیل رچائے - قوم کے سامنے ہماری پوزیشن واضح ہے اور انشاء اللہ واضح رہے گی - آپ کا بہت بہت شکریہ -

(نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر** - مزید کارروائی جاری رکھی جائے یا کل کے لیے اجلاس ملتوی کیا جائے -

آوازیں ۔ کافی کارروائی ہو چکی ہے اب اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

**Mr. Speaker.** The House is adjourned till 8.00 a.m. tomorrow. There shall be two sittings tomorrow; Ist at 8.00 a.m. in the morning and 2nd at 5 p.m.

(اسمبلی کا اجلاس 25 جون 1974ء بروز منگل آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

---

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

منگل 25 جون 1974ء

(سہ شنبہ 3 جمادی الثانی 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

پارہ ۲۸ سورہ ۶۱ رکوع ۱۰،۹ آیات ۷ تا ۱۱

لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ خواہ کافر کتنے ہی ناخوش ہوں۔ وہی (اللہ ہی تو) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے، خواہ مشرکوں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔ اے ایمان والو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے مخلصی اور چھٹکارا عطا فرمائے۔ وہ یہ کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

۲۵-۶-۷۴

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## مسٹر نذر حسین منصور

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذر حسین منصور ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was at Lahore and remained in bed for 17.6.1974 to 20.6.1974.

Kindly grant leave for four days and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

---

## راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I was unable to attend the session on 21.6.74, Friday-due to some important engagements. I will be obliged if leave is granted by the House.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

---

## چوہدری شوکت علی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری شوکت علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری مورخہ 21 جون کے اجلاس میں

شرکت نہ کر سکا لہذا 21 جون کی رخصت منظور
کی جائے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

---

**ملک محمد اعظم**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اعظم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Due to illness I could not attend the Assembly's session on 21st June, 1974. Leave for the day may kindly be granted.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

---

**راجہ جمیل اللہ خان**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ جمیل اللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش یہ ہے کہ میں طبیعت کی ناسازی کی وجہ
سے 24 جون 1974ء سے 28 جون 1974ء تک
اسمبلی حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ برائے مہربانی میری
رخصت منظور فرمائی جاوے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

---

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 75-1974

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر : چوہدری کاپراللہ - چوہدری جمیل حسن خان سنج - سردار غلام عباس خان - مسٹر رستم علی بلوچ - مسٹر محمد اسلم خان - رانا پھول محمد خان - مسٹر محمد انور بٹ - چوہدری محمد صادق - یہ سب معزز ممبران حاضر نہیں ہیں - میاں مشتاق حسین ڈوگر -

میاں مشتاق حسین ڈوگر (شیخوپورہ - 3) - جناب والا - سال 75 - 1974 کے بجٹ پر بحث شروع ہوئے آج چھٹا دن ہے - معزز اراکین نے اس پر رنگا رنگ جذبات سے بھری ہوئی جوشیلی اور بڑی فلسفیانہ تقریریں فرمائیں - جس میں اس بجٹ کو سراہا بھی گیا اور بہت تعریف بھی کی گئی - اس پر تنقید بھی کی گئی اب میں چھٹے اور آخری دن میں اس بجٹ کی کسی منطق اور فلسفے میں نہیں الجھنا چاہتا - مختصر سے چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنے علاقے کے مسائل بیان کروں گا -

جناب والا - ہمارے یہاں ایک عام وبا ہوتی ہے کہ سالانہ بجٹ پیش ہونے سے پہلے چند سماج دشمن عناصر اشیائے ضروری کو مارکیٹ سے غائب کرکے اس امید پر ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں کہ جونہی بجٹ پیش ہو اور وہ اپنی منہ مانگی قیمتیں وصول کریں - لیکن ہماری حکومت پنجاب نے ان کی ان تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا اور کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا - جس سے ان تمام سماج دشمن عناصر کی سخت حوصلہ شکنی ہوئی بلکہ ان نامساعد حالات میں ایک ایسا عمدہ بجٹ پیش کرکے ایک روشن مثال قائم کی گئی ہے جس کے لیے حکومت پنجاب اور خاص کر وزیر اعلیٰ پنجاب مبارک باد کے مستحق ہیں - اس بجٹ میں انہوں نے ریس اور شراب پر ٹیکس لگایا ہے یہ ایک نہایت مستحسن اقدام ہے لیکن چاہیے تو یہ تھا کہ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں ان دونوں چیزوں پر مکمل پابندی عاید کر دی جاتی - جس سے ہمارے دونوں دین اور دنیا سنور جاتے - یہ ریس جس کو دوسرے لفظوں میں جوا کہا جاتا ہے اس میں گھوڑوں کی دوڑ پر شرطیں لگائی جاتی ہیں اور جوا کھیلا جاتا ہے - یہ جوا اور شراب

ام الخبائث ہیں جو تمام سماجی برائیوں کا منبع ہیں اگر ان پر مکمل پابندی عاید کر دی جاتی تو اس سے معاشرے میں سے بہت سی سماجی برائیاں از قسم رشوت خوری ۔ چور بازاری ۔ سمگلنگ ۔ بلیک مارکیٹنگ یہ خود بخود ختم ہو جائیں یا اور کچھ نہیں تو ان میں کمی ضرور واقع ہو جاتی ۔ کیونکہ ہم متوسط طبقے کے لوگ جب ان لعنتوں میں پھنس جاتے ہیں اور جب ریس کلب اور بار روم میں جانے کے عادی ہو جاتے ہیں اور ہم ان چیزوں کے متحمل نہیں ہو سکتے ۔ تو ان اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اپنے آپ کو مہذب معاشرے ، مہذب سوسائٹی میں ڈھالنے کے لیے کرپشن پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ یہ چیزیں ہیں جو ہمیں بددیانت کر دیتی ہیں ۔ پھر ہم افسران کو کہتے ہیں ۔ نوکرشاہی کو پھر کہتے ہیں کبھی اپنے آپ کا جائزہ نہیں لیتے اور خود اپنے متعلق کبھی بھی نہیں سوچتے ۔ آخر وہ بھی ہم میں سے ہیں ۔ سوچنے والی بات ہے کہ ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے ؟ ہم تنقید کرتے ہیں ۔ دوسروں پر بڑی آسان لگتی ہے ۔ بڑی اچھی اور جذباتی تقریریں کرتے ہیں ۔ بڑی خوبصورت تقریروں میں بڑے خوبصورت الفاظ میں ان کے خلاف زہر افشانی کرتے ہیں اور طرح طرح کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور پھر نوکرشاہی اور افسر شاہی کو کوستے ہیں ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے انسان کو اپنے اوپر نگاہ ڈالنی چاہیے اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں ۔ اپنے آپ کو درست کر لیں اور اپنے آپ کو اپنی تقریر کے مطابق ڈھال لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ نوکرشاہی ۔ یہ افسر شاہی ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا کر سکے اور ہمارے راستے میں حائل ہو سکے ۔ ہم ایک طرف تو مثال دیتے ہیں خلفائے راشدین کی باتیں کرتے ہیں اولیائے کرام کی ، باتیں کرتے ہیں اسلام کی لیکن جب اپنے اوپر نگاہ ڈالیں تو ہمارا اپنا جو کردار ہے ہمارا اپنا جو اخلاق ہے اس میں اور قول و فعل میں ایک وسیع خلیج نظر آئے گی ۔ جب ہم افسران کے پاس جاتے ہیں وہ بھی ہمارے کردار کو اخلاق کو سمجھتے ہیں ۔ وہ بھی جانتے ہیں ۔ آخر جب ہم ان کو جانتے ہیں وہ بھی ہم میں سے ہیں اس لیے وہ بھی ہمیں پہچانتے ہیں ۔ ہم نے ان کا اگر محاسبہ کرنا ہے۔ عوام نے ہمارا محاسبہ کرنا ہے اور ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہو گا اور ان کا محاسبہ کرنے سے پہلے جو ہاتھ ہم ان کے گریبانوں کی طرف بڑھائیں وہ ہاتھ اتنے صاف ہونے چاہئیں اتنے پاک ہونے چاہئیں کہ وہاں تک کوئی ان کو پہنچنے سے

نہ روک سکے ۔ جب پہلے ہی ہمارے قدم ڈگمگا رہے ہوں اور ہمارے اپنے ہاتھ اتنے آلودہ اور گندے ہوں کہ ان میں سے اخلاقی گراوٹ کی اور سماجی برائیوں کی بو آتی ہو ۔ تو ہم کیسے ان کا محاسبہ کر سکتے ہیں ۔ لیکن آج حال یہ ہے کہ جب ہم اپنی ظاہری نمود کے لیے اپنی ظاہری زیبائش کے لیے کرپشن پر مجبور ہو جاتے ہیں اور غلط کام کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کسی افسر کو کوئی غلط کام کرنے کے لیے کہتے ہیں اور وہ ہماری مرضی کے مطابق نہیں چلتا تو ہم فوراً اسی کے خلاف آوازیں کسنے لگ جاتے ہیں ۔ جو حضرت عمر فاروق رض کی مثال پیش کی جاتی ہے ان کو ان کے سامنے جس نے اٹھ کر یہ سوال کیا تھا کہ یہ آپ کا پلا اتنے کپڑے میں کیسے بن گیا ہے تو اس میں اور ہم میں بہت فرق ہے ۔ ان کے دامن پاک ہوتے تھے ہمارے دامن آلودہ ہیں ۔ پہلے ہم اپنے اخلاق اور کردار کو درست کریں تو پھر کسی دوسرے کا بھی محاسبہ کیا جا سکتا ہے ۔ اس لیے ہم میں حوصلہ ۔ جرأت اور اتنی برداشت ہونی چاہیے کہ ہم اپنا بھی محاسبہ کر سکیں اور اپنے کردار کو بھی پرکھ سکیں ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے علاقے کے چند مسائل عرض کروں گا خانقاہ ڈوگراں اور سانگلہ ہل میں سمجھتا ہوں کہ صنعتی لحاظ سے بڑے پسماندہ علاقے ہیں جن کو آج تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے بڑی مشکل کے بعد سانگلہ ہل میں ماڈرن شوگر مل قائم ہوئی اور وہاں تک ضلع شیخو پورہ کے عوام کو گنا لے جانے کے لیے کوئی راستہ نہیں ۔ یہ اتنی بڑی مل ہے کہ اگر اس کو پورا گنا ملتا رہے تو میرا خیال ہے کہ سارے ایشیاء میں سب سے بڑی مل یہ ہے ۔ یہ چینی کی قلت بھی دور کر سکتی ہے اور لوگوں کو سہولت میسر آ سکتی ہے ۔ صرف دو سڑکیں ہیں اور وہ پانچ ۔ چھ چھ میل زیادہ سے زیادہ لمبی ہیں جس سے ہمارے ضلع شیخو پورہ اور ضلع لائل پور دونوں کو وہاں تک گنا لے جانے میں آسانی ہو گی ۔ ایک سڑک خانقاہ ڈوگراں سے سانگلہ ہل تک ہے اور دوسری سڑک پکاڈلہ سے سانگلہ ہل ۔ ان دو سڑکات سے سارے ضلع شیخو پورہ سے سانگلہ ہل شوگر مل تک گنا آسانی سے لے جایا جا سکتا ہے ۔ ویسے ہم نے ڈسٹرکٹ کونسل میں ۔ پیپلز ورکس کونسل میں اس کی منظوری بھی لی ہوئی ہے اور اس کونسل نے اس کو top priority بھی دی ۔ لیکن ایک میل ایک سال میں بنے گی اور دوسرا میل دوسرے سال میں اور اس طرح سے تو میرا خیال ہے

کہ دس سال لگ جائیں گے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر مواصلات کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس پر فوری توجہ دیں اور سب سے پہلے یہ دو سڑکیں مکمل ہونی چاہئیں ۔

جناب والا ۔ میری ایک اور عرض ٹاؤن کمیٹی خانقاہ ڈوگراں کے متعلق ہے جناب والا ۔ اس کی حالت بہت ہی کمزور ہے اور ہم نے بڑی مشکل سے بڑی جدوجہد سے وہاں سے جو سڑک گزرتی ہے اس پر ٹول ٹیکس لگایا تھا اور اس سے ہمیں اچھی خاصی آمدنی ہوتی رہی ہے لیکن اب پتہ نہیں کہ کس وجہ سے یہاں سے کوئی حکم گیا اور وہ ہمارے ڈی ۔ سی صاحب نے بھیجا کہ یہ آپ نہیں لے سکتے ۔ دوسرے کئی شہروں میں اس طرح کا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اور ہمارا وہ ٹیکس بند کر دیا گیا ہے ۔ جس وجہ سے ہماری کمیٹی کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ ملازمین کی تنخواہیں بھی پوری نہیں ہو سکتیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس ٹیکس کی بھی اجازت دی جائے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ ہمارا علاقہ تعلیمی لحاظ سے بھی بڑا پسماندہ ہے ہمارا ایک سکول اپ ۔ گریڈ ۔ ہوا جس کے لیے میں اپنے نیک دل اور نیک سیرت وزیر تعلیم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہم پر یہ خاص مہربانی فرمائی تھی اور جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے اب ان کی خدمت میں مودبانہ درخواست کروں گا کہ ہمارے خانقاہ ڈوگراں میں ہماری بہت دیرینہ خواہش تھی اور ہمارے عوام کی خواہش تھی کہ ایک کالج ہو اور میں ڈاکٹر صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں کے غریب لوگ شہروں میں حصول تعلیم کے لیے اپنے بچوں کو نہیں بھیج سکتے اور یہی وجہ ہے کہ وہ بچارے ان پڑھ رہ جاتے ہیں اور وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ۔ تو جناب والا ۔ اگر وہاں ہمیں کالج کی منظوری دے دی جائے تو ہم اس کے لیے پہلے کی نسبت سے بھی بہت زیادہ مشکور ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ خان امیر عبداللہ خان ۔

خان امیر عبداللہ خان (خانیوال) ۔ جناب والا ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحمان ہے اور جو چیز آسمان میں ہے اور جو چیز

زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح کرتی ہے اور اسی کی تعریف کی قائل ہے اور اسی کی سچی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے -

جناب والا - میرا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں - ان کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا -

جناب سپیکر - آج میزانیہ کا چھٹا دن اور ساتویں نشست ہے - ہر طرف سے معزز ارکان نے سیر حاصل بحث کی ہے اور یہ امر اطمینان بخش ہے کہ یہ میزانیہ متوازن ہے کیونکہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا لیکن سابقہ سال کے ٹیکس کو ہلکا نہیں کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت نے گھی - تیل - چینی کے نرخوں میں اضافہ کرکے عوام پر اور بوجھ ڈال دیا - جس سے تشویش اور زیادہ بڑھ گئی ہے - میں اس کے بارے میں عرض کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب دو روپے cotton fee tax اور انتقالات کی فیس کا جو اضافہ تھا اس پر مہربانی کرکے دوبارہ نظر ثانی فرمائیں اور ان میں تخفیف کریں تاکہ کسان اور کھیت مزدور کا بوجھ ہلکا کیا جا سکے -

ہمارے معزز ممبران نے میزانیہ پر بحث کرتے ہوئے ٹیکسوں پر بہت تنقید کی ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے گورنمنٹ کی بہتر کارکردگی کو نہیں سراہا اور ان تین سالوں کے میزانیہ میں 462 کروڑ روپے کی رقم جو مہیا کی گئی ہے - وہ مختلف ترقیاتی شعبوں میں کام پر لگی بھی ہے - اس سے ہزاروں بے روزگار انسانوں کے لیے روزگار کا سامان مہیا کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی بارہ کروڑ روپے کی رقم ہاؤسنگ کے لیے مختص کی گئی ہے تاکہ کم آمدنی والے لوگوں کو مکانات سستے داموں پر مہیا کئے جا سکیں - میں اس کے لیے اپنے وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں -

جناب والا - میزانیہ پر نظر ڈالنے سے پہلے میں زراعت کے شعبہ کے متعلق عرض کروں - کل وزیر زراعت نے از راہ کرم اس شعبہ پر کافی روشنی ڈالی - میں تو صرف اس کے ایک یا دو پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا - کہ زراعت کے شعبہ میں گندم - کپاس اور گنا کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے متعلق پالیسی اختیار

کرنے کے لیے وقت کا صحیح تعین نہیں کر سکتی ۔ اور میرے خیال میں آج تک اس میں کامیابی بھی حاصل نہیں کر سکی کیونکہ بجائے اس کے کہ کسان اور کھیت مزدور کو کچھ سہولتیں میسر ہوں گندم کی قیمتوں میں اتنی کمی واقع ہو رہی ہے کہ کسان یا کھیت مزدور کو اس کی پیداوار کی صحیح قیمت یافت نہیں ہو سکتی اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اس سال گندم کی پروکیورمنٹ کا جو سلسلہ جاری ہے 15 جون تک ساڑھے تین لاکھ ٹن گندم گورنمنٹ حاصل کر سکتی ہے حالانکہ اس کے حاصل کرنے کے لیے گورنمنٹ کی تمام ایجنسیاں بروئے کار ہیں ۔ لیکن پھر بھی گندم پوری طرح حاصل نہیں ہو سکی ۔ اس کے مقابلہ میں پچھلے سال اس وقت تک آٹھ لاکھ ٹن گندم میسر آ گئی تھی اس کی وجہ کیا ہے حالانکہ پچھلے سال ساڑھے بائیس روپے ریٹ تھا ۔ گندم اس وقت بھی میسر ہو گئی ہوتی لیکن مرکزی گورنمنٹ کے وزیر خزانہ صاحب کے بیان کے مطابق کہ اگست ستمبر میں گندم ساڑھے تیس روپے من ہو جانے کی یہی وجہ ہے کہ زمیندار اور غریب کاشت کار گندم نہیں دے رہے ہیں ۔ اب گورنمنٹ کی ساری مشینری اس پر لگی ہوئی ہے ۔ لیکن گندم پھر بھی دستیاب نہیں ہو رہی ہے ۔ گورنمنٹ کو سوچنا چاہیے تھا کہ اس کا صحیح اور موزوں وقت کون سا تھا اس کے لیے ضروری تھا جب گندم کھیت میں تھی اس وقت جب کپاس کا ریٹ 75 روپے مقرر کیا گیا تو گندم کا ریٹ بھی بڑھا دینا چاہیے تھا ۔ گورنمنٹ نے سوچا یہ آئندہ فصل کی کاشت کے موقع پر ریٹ بڑھانے کا اعلان کیا جائے گا جس سے لوگوں کو کشش ہو گی لیکن ایسا نہیں ہوا ۔ یہی وجہ ہے کہ گندم دستیاب نہیں ہو رہی ہے ۔

کپاس کی حالت بھی یہی ہے ۔ اس کے بارے میں بھی گورنمنٹ کی پالیسی واضح نہیں ہے ۔ پچھلے سال کپاس پر جو ڈیوٹی لگائی گئی اور بنکوں پر جو پابندی لگائی گئی اس کا یہ حشر ہوا کہ آج تک کسان اور کھیت مزدور کو اس کی قیمت نہیں مل سکی ۔ ابھی تک کپاس کئی جگہوں پر پڑی ہوئی ہے اور جون کے مہینے میں کارخانے چل رہے ہیں ۔ اور وہ نقصان میں جا سکتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسان اور کھیت مزدور کو پیسے حاصل نہیں ہو سکے اور کارخانہ داروں نے ستر اور اسی روپے من کپاس خرید کر رکھی ہوئی ہے ۔ اس طرح کسان اور کھیت مزدور برباد ہو گئے ہیں ۔ اب گورنمنٹ کہہ رہی ہے کہ

ہم آئندہ سال سو روپے سے کم قیمت نہیں ہونے دیں گے ۔ حضور والا ۔ اب تو کپاس نومبر دسمبر میں پیدا ہو گی ۔ ہمیں یقین ہے کہ سو روپے یا اس سے زیادہ قیمت ہمیں ملے گی ۔

اس کے علاوہ میں کھاد کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال کھاد کی قیمت 55 روپے تھی اور اب 75 روپے ہو گئی ہے جو عوام کی قوت خرید سے بہت زیادہ ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ناقص پالیسی ہے ۔ یہ کسان اور کھیت مزدور کو برباد کر رہی ہے اور صرف بیس فیصد آبادی کو آپ فائدہ پہنچا رہے ہیں ۔ اس بیس فیصد کی تو آپ سنتے ہیں لیکن 80 فی صد کی آپ نہیں سنتے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے اس ہاؤس میں استدعا کروں گا کہ وہ سنٹرل گورنمنٹ سے سفارش کریں کہ پالیسی سوچ سمجھ کر بنائیں ۔ یہ جو کتابوں کے کیڑے ہیں ان کی باتوں پر عمل نہ کریں اور ان لوگوں سے بھی مشورہ کریں جن کو اس میدان میں عملی تجربہ ہے ۔

زراعت کے متعلق وزیر زراعت نے فرمایا تھا کہ جنگلات کے محکمہ پر ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ کریں گے ۔ میں کہتا ہوں ضرور کریں ۔ نئے درخت لگیں یا نہ لگیں ۔ لیکن جو موجود ہیں ان کو بچائیں ۔ آپ کی قیمتی لکڑی ہے اسے تباہ ہونے سے بچائیں ۔ اس کے ساتھ میں عرض کروں گا ( اے ۔ ڈی ۔ سی ) محکمہ زراعت میں گورنمنٹ کے پاس کپاس کے ذخیرے پڑے ہوئے ہیں گندم کے ذخیرے بھی تھے جو ضائع ہو گئے اور پھر یہ کہا کہ یہ ناقص ہیں ۔ آٹھ روپے من سے چوبیس روپے من فروخت ہوئے اور ابھی ہمارے وزیر زراعت کے عہد حکومت میں یہ فروخت ہوئے ہیں ۔ ان حالات میں جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ گورنمنٹ کی مشینری کیا کر رہی ہے کہ ہزاروں من جمع شدہ اجناس برباد کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ زراعت کا دارومدار پانی پر ہے اور پانی کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ہمارا علاقہ جو ہے وہ لوئر باری دوآب پر واقع ہے تحصیل خانیوال اور ساہیوال ۔ اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ہمارا علاقہ جو ہے وہ سرسبز اور شاداب علاقہ ساہیوال اور ملتان کا شمار ہوتا ہے اور کاٹن ایریا میں شمار ہوتا ہے ۔ میرا علاقہ تحصیل خانیوال اور خاص کر جہانیاں جو میرا علاقہ انتخاب

ہے وہ tail پر واقع ہے جناب والا ۔ وہاں اس وقت تک 50 فیصد کپاس کی کاشت باقی ہے ۔ تو میں عرض کروں گا کہ اس آباد علاقہ کو غیر آباد علاقہ نہ بتایا جائے ۔ لوئر باری دوآب کے حصہ کا پانی B.S لنک کو دیا جاتا ہے مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے میں وزیر آبپاشی سے استدعا کروں گا کہ یکم جون سے پندرہ جون کی تاریخیں دیکھیں اس میں B.S لنک کو کتنا پانی ملا ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ خدا کے لیے آباد علاقہ کو غیر آباد نہ قرار دیں ۔

اب میں محکمہ تعلیم کے متعلق عرض کروں گا کہ سینئرمنسٹر صاحب اور وزیر تعلیم بڑے نیک دل ہیں لیکن ان کی کمزوریوں اور مجبوریوں کا بھی ہمیں احساس ہے لیکن جناب والا ۔ رشوت کی بڑی شکایت ہو رہی ہے ۔ میں کہتا ہوں یہ ایک اچھا پروفیشن تھا لیکن یہ بھی کمرشل ہو گیا ہے ۔ جتنی بد عنوانیاں تعلیم کے شعبہ میں ملتان ریجن میں ہوئی ہیں اتنی شاید کہیں نہیں ہوئیں ۔ ہمارے وزیر تعلیم صاحب اتنے بے بس ہیں کہ وہ ایک ہیڈ ماسٹر کے تبادلہ کا حکم دیتے ہیں اور ان کے ماتحت عملہ وہ تبادلہ بھی نہیں کرتا ۔ میں کہتا ہوں ان کے اپنے محکمہ کا یہ حال ہے تو وہ باقی اصلاحات کیا کریں گے ۔ حکومت معلوم نہیں کیا کر رہی ہے جو اپنے ماتحتوں سے کام نہیں کروا سکتی وہ اور کیا کرے گی ۔

جناب والا ۔ آپ گھنٹی نہ بجائیں میں نے اپنے علاقہ کے متعلق کچھ تھوڑا سا عرض کرنا ہے ۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ کواپریٹیو ڈیپارٹ منٹ ایک ایسا محکمہ ہے جس نے قیام پاکستان کے وقت جو خدمات انجام دیں گراں قدر ہیں غیر مسلموں کے چلے جانے کے بعد کاروباری اداروں میں منڈیوں میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا ۔ اس ایجنسی کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں تھی جو اس خلا کو پوری کرتی ۔ اور اس نے تمام منڈیوں کو آباد کیا اور گندم ۔ چاول ۔ گنا ۔ کپاس کی پیداوار کو فروغ دینے میں سب کو امداد دی اور تین چار سال میں معیشت اچھی ہو گئی ۔ بد قسمتی سے جو محکمہ کوڑیوں میں حساب کرتا تھا کروڑوں میں آ گیا ۔ انہوں نے بد عنوانی کی ہوگی میں کہتا ہوں کھاد کو اس ملک میں سب پہلے اس محکمہ نے متعارف کرایا جس نے لاکھوں روپے برباد کئے انٹروڈیوس کیا ۔ لوگوں کا تو خیال تھا کہ کھاد کلر پیدا کرتی ہے

اور زمین خراب کرتی ہے لیکن جب تجربہ کامیاب ہوا تو پھر پرائیویٹ پارٹیوں کو دے دی جب ان کے پاس بلیک مارکیٹ شروع ہو گئی تو دوبارہ کواپریٹو کو دے دی ۔ اب پرائیویٹ سیکٹر سے چھین کر پی ۔ اے ۔ ایس ۔ سی (ASC) بنائی گئی ہے ۔ لیکن داؤد اور ایسو فرٹیلائزر کیا پرائیویٹ سیکٹر نہیں ہیں ۔ جب ان کے نمائندے وہاں کام کر رہے ہیں تو کواپریشن والوں کو کیوں محروم کیا جا رہا ہے ۔ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ (ASC) کے مقابلہ میں کواپریشن کو بھی ڈسٹریبیوشن کا کام دیا جائے اور مقابلہ کیا جائے کہ بلیک مارکیٹ کیسے کم ہوتی ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس محکمہ نے سیالکوٹ میں جنگ کے متاثرہ علاقوں میں 105 ٹریکٹر بھیج کر وہاں آباد کاری کی اور بہترین کارکردگی دکھائی ۔ کوئی اور محکمہ اس وقت موجود نہیں تھا یہی ایک محکمہ کام آیا اسی محکمہ نے جناب والا ۔ اس ملک میں اجتماعی طور پر مشینی کاشت کا جو تجربہ کیا گیا ہے اسی محکمہ نے کیا ہے جس کی وجہ سے اب بھی خانیوال ملتان کے علاقے میں یہ تجربہ کامیاب ہوا ہے ۔ موقع پر آپ جا کر دیکھیں تو جناب والا ۔ کو معلوم ہو گا کہ تجربہ ٹھیک رہا اگرچہ میں کچھ نقائص بھی تھے اور اس میں غلطی بھی ہوئی ۔ یہ ایک تجربہ ہے اور تجربہ میں ہمیشہ ناکامیاں بھی آتی ہیں ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ تجربہ ہمارا ناکام رہا ہے ۔ سب سے بہترین تجربہ ہے ۔ اور میں یہاں پر دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو فارمنگ کے تحت بڑی معمولی سی holding ہوتی ہے ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ کے مزارعہ کے رقبوں کی ۔ ان کے رقبوں میں جا کر دیکھیں ۔ کہ بالمقابلہ دیگر چھوٹے مالکان کے ان کی حالت بہتر ہے تو میں عرض کروں گا کہ Co-operation کو آزما کر دیکھیں ۔

جناب والا ۔ میں اپنے علاقہ کے مسائل کی طرف بھی آؤں گا ۔ اور اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ خانیوال ایک لاکھ کی آبادی ہے ۔ اس علاقہ میں ایک انٹر گرلز کالج ہے ۔ پچھلے سال میں نے یہ تجویز کی تھی کہ اس کالج کو ڈگری کا درجہ دیا جاوے ۔ اس کی عمارت بھی کافی وسیع ہے ۔ سٹاف بھی پہلے سے لگا ہوا ہے ۔ وہ کافی ہے ۔ اس میں شاید ایک آدھ لیکچرار کی مزید ضرورت ہوگی ۔ تو وہ بھی میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اگر یہ گورنمنٹ پر کوئی بوجھ ہے ۔ تو ایک سال کے لیے ایک یا دو لیکچرار کی

تنخواہ میں اپنے پاس سے دینے کے لیے تیار ہوں ۔ لیکن وہاں پر ایک لاکھ کی شہری آبادی کے لیے اور اس کے علاوہ سات آٹھ لاکھ گرد و نواح کی آبادی ہے ۔ اس علاقہ میں ایک ڈگری گرلز کالج کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ خانیوال شہر کا جو ریلوے کا پھاٹک ہے ۔ یہ ایک رکاوٹ ہے ۔ اور ہمیں کئی کئی گھنٹے وہاں پر انتظار کے لیے ٹھہرنا پڑتا ہے ۔ اس کے لیے میں جناب وزیر مواصلات سے گزارش کروں گا کہ بائی پاس بنایا جاوے ۔ تاکہ لوگوں کی تکلیف رفع ہو جائے ۔

جناب والا ۔ خانیوال سے چوک چک نمبر 29 - 30 براستہ ماموراہ بنگلہ سات میل سڑک پہلے پختہ ہے ۔ اور ایک چھ میل کا ٹکڑا باقی ہے ۔ اس کو مہربانی کر کے پختہ بنایا جاوے ۔ مواصلات کے متعلق میں گزارش کروں گا کہ وزیر مواصلات موجود نہیں ہیں ۔ ان کو تو کرپشن کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور نہ یہ کرپشن کرتے ہیں ۔ ان کو گورنمنٹ کا خزانہ کافی ہے ۔ اور کچھ اس میں سے ٹھیکیداروں کو بھی کافی کچھ مل جاتا ہے ۔ لیکن باہر سے ان کو لینے کی ضرورت نہیں رہتی ہے ۔ لیکن یہ میں آپ کو بتا دوں کہ جو کام یہ کرتے ہیں ۔ چھ مہینے کی بجائے ایک سال کے بعد اس کی مرمت کی ضرورت ہوتی تو ہمیں بھی سہولت ہو گی اور گورنمنٹ کو بھی کچھ بچت ہو گی ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو سڑکیں تحصیل کے اندر ہیں ۔ ان کے مقابلہ میں جو دوسری انٹر ڈسٹرکٹس سڑکیں ہیں ان پر توجہ ہی نہیں ہے تو میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کروں گا کہ وھاڑی عبدالحکیم براستہ کچا کھوہ ۔ یہ ایک ایسی سڑک ہے ۔ جو کہ بہاولنگر ۔ ملتان ۔ جھنگ ۔ سرگودہا کے اضلاع کو connect کرتی ہے ۔ اور اس کا ٹکڑا عبدالحکیم سے کچا کھوہ ۔ جو کہ دس میل کا ٹکڑا ہے ۔ اور جس کے لیے میں کئی ایک بار گزارش کر چکا ہوں ۔ لیکن بائی وے والے اس کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ اس سلسلہ میں محکمہ بائی وے فوری طور پر توجہ کرے ۔ اس کے علاوہ تحصیل خانیوال میں دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت رورل ہیلتھ سینٹر نہیں ہے ۔ اس سکیم کا اجرا کیا جائے ۔ واٹر سپلائی سکیم کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ واٹر سپلائی سکیم کا اجرا کیا جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نذر حسین منصور ۔

**مسٹر نذر حسین منصور** (ساہیوال - 4) ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل اراکین اسمبلی کی پانچ چھ دن کی تقاریر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خواہ وہ ارکان اسمبلی حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں یا حزب اقتدار سے ۔ وہ تمام موجودہ وقت میں ایک تغیر چاہتے ہیں ۔ ایک تبدیلی چاہتے ہیں ۔ دوسرے لفظوں میں اگر اس کو انقلاب کہیں تو بےجا نہ ہوگا ۔ ان کے مسائل لا محدود ہیں ۔ ان کی مشکلات اتنی زیادہ ہیں کہ ایک سڑک سے لے کر ایک سکول تک اور ایک ہسپتال سے لے کر ایک مکان تک رشوت ۔ لوٹ کھسوٹ ۔ غرضیکہ اس کائنات میں جتنی بڑی برائیاں ہیں اور جتنے بڑے دکھ ہیں ۔ ان تمام کا رونا انہوں نے اس ایوان میں رویا ہے ۔ اور ایسے محسوس ہوا ہے کہ یہ پنجاب اسمبلی مسائل اور مشکلات کا دوسرا گھر ہے اور کتنی بدقسمتی ہے کہ عرصہ 26 سال سے یہ ملک جس کا نصب العین ۔ جس کی منزل عظیم تھی وہ انسانی قدریں ۔ وہ انسانی فلاح جس کے لیے یہ ملک قائم ہوا تھا ۔ وہ تو ناپید ہوتی چلی گئی ۔ لیکن آئے دن مسائل پیدا ہوئے ، آئے دن مشکلات پیدا ہوئیں ۔ حتیٰ کہ 26 سال کا تاریخی دور جو ہے ۔ اس نے پاکستان کو سوائے مسائل اور مشکلات دینے کے اور کچھ نہیں دیا ہے ۔ یہ ہماری تاریخ کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ ہر رکن اسمبلی جو ہے ۔ اس کی زبان پر ایک مسئلہ ہے ۔ ایک دکھ ہے ۔ ایک مشکل ہے اور اس کے مداوا کے لیے وہ اس طریقہ سے روتے اور ماتم کرتے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ بے چینی قومی فلاح اور خوشی محدود ہو جاتی ہے ۔ اگر اس کا بہترین طریقہ سے مداوا نہ کیا گیا اور ان کے دکھوں میں گہری دلچسپی نہ لی گئی ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملکی استحکام ۔ سالمیت ۔ فلاح اور ترقی کے یہ جو خواب ہیں ۔ وہ کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوں گے ۔ کتنے افسوس کی بات ہے ۔ لا محدود مسائل یہاں پر بیان کیے گئے ہیں ۔ کساد اور مہنگائی کا رونا رویا گیا ہے ۔ رشوت کے متعلق تقاریر ہوئی ہیں ۔ پولیس کے جبر و تشدد کے متعلق تقاریر ہوئیں ۔ حتیٰ کہ دونوں زمیندار اور مزارعین پر تقاریر ہوئیں ۔ تمام تقاریر میں سمجھتا ہوں کہ ہوتی ہیں ۔ ایوان میں ہم بیٹھتے ہیں اور وہ تمام تقاریر ایک فضا میں چلی جاتی ہیں ۔ نہ کوئی ان کو سننے والا ہمیں یہاں نظر آتا ہے ۔ اور نہ ان کا مداوا کرنے کے لیے کوئی طرز عمل اور طریقہ کار ہمارے سامنے ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک رواج اور ایک فیشن کے طور

پر ہم جمہوریت کو یہاں پر چلا رہے ہیں اور یہ اس قوم کا المیہ ہے کہ ہمیشہ رواج اور فیشن کے طور پر جمہوریت کو اس ہاؤس میں رکھا گیا ہے ۔ کردار اور عمل سے ہم نے وہ نتائج پیدا نہ کیے جو کہ زندہ قومیں پیدا کرتی ہیں ۔

جناب والا ۔ جہاں تک 75 - 1974ء کے بجٹ کا تعلق ہے ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ موجودہ مخصوص حالات میں پاکستان کے معاشی ۔ معاشرتی ۔ اقتصادی ۔ سیاسی اور تلخ حالات میں اس سے اچھا بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہو سکتا ہے ۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں کہ ان حالات میں اس سیاسی ابتری ۔ اس اخلاق باختگی ۔ ان اجڑی ہوئی اور ان گری ہوئی قدروں کے ماحول میں جب کہ قوم ۔ اخلاق ۔ سیاسی ۔ معاشی ۔ معاشرتی ۔ اور ہر شعبہ زندگی میں ایک بحران اور ردو بدل کا شکار ہو جاتی ہے ۔ لیکن انہوں نے اپنی ذہانت اور فطانت اور اپنی محنت اور دیانت سے ایک بجٹ پیش کیا ہے ۔ ہم اس کو قابل برداشت اور قابل تعریف بجٹ کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن اس بجٹ کے ساتھ اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہمارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے ۔ ہماری بیماریاں ختم ہو جائیں گی ۔ ہمارا افلاس ختم ہو جائے گا ۔ ہماری سڑکیں بن جائیں گی ۔ ہمارے ہسپتال بن جائیں گے ۔ رشوت ختم ہو جائے گی ۔ لوٹ کھسوٹ دور ہو جائے گی ۔ استحصال سے پاک معاشرے کا قیام ممکن نہ ہوگا ۔ تو یہ ممکن ہے ۔ اتنے خواب اور اتنے بڑے بڑے جو مسائل اس بجٹ سے پیوستہ نہیں ہیں ۔ ایک بجٹ کسی قسم کی تقدیر میں انقلاب برپا نہیں کر سکتا ۔ بجٹ کے علاوہ اور بہت سے سیاسی اور اقتصادی عوامل ہوتے ہیں جو کسی قوم میں انقلاب لاتے ہیں جو کسی قوم کا مقدر تبدیل کرتے ہیں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے بس میں جس حد تک جو بات تھی ۔ انہوں نے اپنی دیانت اپنے خلوص سے اس ایوان کے سامنے 75 - 1974ء کے میزانیہ کی شکل میں پیش کر دی ۔ اگر تمام ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کے علاقوں میں سڑکیں نہ بنیں ۔ ہسپتال نہ بن سکیں ۔ سوئی گیس نہ آئے اور ناخواندگی بیک قلم ختم نہ ہو ۔ رشوت ختم نہ ہو ۔ فحاشی کے اڈے ختم نہ ہوں ۔ تو میرے دوستو ! چشم زدن میں یہ تمام معاملات کوئی سیاستدان کوئی قوم جو ہے اس نے کبھی حل نہیں کیے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو احساس ہے ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کو احساس ہے ۔ انہوں نے اپنے مختلف اعلانات میں یہ کہا ہے ہم نے جو کچھ کیا ہے ہم

اس پر لاف زنی نہیں کرتے ۔ ہم نے وہ کچھ نہیں کیا جو ہمارے منشور اور نصب العین تھا ۔ اس موجودہ حکومت کے جو چند مقتدرین اور اکابرین ہیں ۔ میں ان کو قابل ستائش سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ماضی کے بددیانت سیاستدانوں کے برعکس اپنی کمزوریوں اور اپنی غلطیوں کا اپنی مختلف تقریر میں اسمبلیوں میں اعتراف کیا ہے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک پیپلز ورکس پروگرام کا تعلق ہے ۔ وزیر اعلیٰ نے پچھلے دنوں یہ بیان دیا تھا کہ پیپلز ورکس پروگرام ایک نہایت ہی عمدہ پروگرام ہے لیکن ہم اس سے وہ نتائج حاصل نہ کر سکے ۔ جن نتائج کے لیے اس پیپلز ورکس پروگرام کو معرض وجود میں لایا گیا تھا ۔ ہم نے یہ بھی اکثر سننے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان سے رشوت ختم نہیں ہوئی ۔ موجودہ حکومت نے اکثر کہا ہے کہ لوٹ کھسوٹ جاری ہے ۔ موجودہ حکومت کب کہتی ہے کہ استحصالی نظام ختم ہو چکا ہے ۔ موجودہ حکومت پولیس سے ۔ مال سے اور دیگر جو انتظامیہ کے بڑے بڑے ذمہ دار افسران اور اہلکاران ہیں ۔ ان سے پوری طرح مطمئن نہیں ہے لیکن یہ تلخ حقیقتیں کس لیے پیدا ہوئیں ۔ کس نے پیدا کیں ۔ کب کی پیداوار تھیں ؟ ان کا تجزیہ کرنے کے لیے ہمیں ماضی کی طرف بھی جانا پڑے گا ۔ پاکستان کی چھبیس ستائیس سالہ سیاسی تاریخ پر غور کریں ۔ اس ملک کی قیادت ۔ سیاست ۔ افسری جو بھی بڑی بڑی کیدی آسامیاں اور ذرائع آمدنی ہوں پر صرف ایک جاگیردار اور سرمایہدار طبقے نے حکومت کی ۔ میں سمجھتا کہ 20 دسمبر 1971ء سے پہلے دولتانوں نے حکومت کی ۔ قزلباشوں نے حکومت کی ۔ لنگڑیالوں نے کی ۔ یا ممدوٹوں نے کی ۔ یا مخدوموں نے کی ۔ یا فوجی آمروں نے کی ۔ ایوب خانوں نے کی اور موسیٰ خانوں نے کی اس کے سوا پاکستان کی تاریخ میں رکھا ہی کیا ہے ۔ تو ان حکمرانوں نے ہمیں جو نتائج ہمیں دئے وہ ہمارے سامنے ہیں ۔ بھوک ۔ افلاس ۔ بیماری ۔ رشوت اور لوٹ کھسوٹ یہ انہیں لوگوں کی پیداوار ہے ۔ تو ان تمام بیماریوں ۔ ان تمام مسائل اور ان تمام مشکلات کو تین سال کی مدت میں حکومت کلی طور پر ختم کر دے ۔ یہ دنیا کی کسی تاریخ میں ثابت نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جہاں تک حکومت کے احتساب کا تعلق ہے ۔ وزیر اعلیٰ نے ہمیں ایک تعمیری تنقید کا حق دیا ہے تو میں اس طرف بھی آنا چاہتا ہوں کہ حکومت جب یہ کہتی ہے کہ ہم وہ کچھ نہیں کر

سکے ۔ جو کرنا چاہتے ہیں تو یہ کہہ دینے سے ہم مطمئن نہیں ہو سکتے ۔ میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا اس لیے کہ یہ قوم کا مسئلہ ہے ۔ عوام کا مسئلہ ہے ۔ پہلے اگر یہ پاکستان لاالہ الااللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تو اس مقصد اور منزل کو پانے کے لیے ہم نے جو کیا وہ ہمارے سامنے ہے ۔ ایک ملک ایک قوم یہ عزم لے کر اٹھے کہ اس کا نصب العین لاالہ الا اللہ ہو اور دنیا کی تمام برائیوں کو وہ قوم اپنے اندر جنم دے ۔ کہ فحاشی ۔ عریانی ۔ عصمت فروشی ۔ بیماری اور افلاس یہاں ہو ۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ آج کے پاکستان میں وہ کونسی برائی ہے جو نہیں ہے ۔ کسی اور ملک میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے نہ ہوں مگر ہمارے پاس کچھ قدریں باقی ہیں ۔ وہ ہیں انسانی اور اخلاقی قدریں ۔ تو انہیں قولاً عملاً نہیں بلکہ رسماً تکلفاً اور رواجاً ہم ان کو زندہ رکھے ہوئے ہیں ۔ ہمارے اندر وہ زندہ دلی ۔ جرأت بے باکی اور حسن کردار جو ہے وہ مفقود ہو چکا ہے ۔

میرے دوستو ! میں اپنے علاقے کے مسائل آج قطعاً بیان نہیں کرنا چاہتا اس لیے کہ مسائل بیان کرنے سے کیا وہ مسائل حل ہو سکتے ہیں ؟ جتنے مسائل آپ نے یہاں بیان کیے ہیں ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ نہ حکومت کے پاس اتنے وسائل ہیں ۔ نہ حکومت اس پوزیشن میں ہے کہ ان کو 75 - 1974ء میں یا 76 - 1975ء میں حل کر سکے ۔ حقیقت کا ہمیں سامنا کرنا ہوگا ۔ میں کہتا ہوں یہ کس طرح ممکن ہے کہ 75 - 1974ء یا 76 - 1975ء میں تمام پنجاب میں سڑکیں بن جائیں ۔ ہسپتال ہر جگہ ہو جائیں ۔ ہر گاؤں میں پرائمری اور مڈل سکول ہو جائیں ۔ لوٹ کھسوٹ اور رشوت ختم ہو جائے ۔ جو بات نا ممکن ہے وہ میں یہاں نہیں کرنا چاہتا ۔ اس لیے کہ سیاست approachable possibility کا نام ہے ۔ قابل عمل کائنات کا نام ہے ۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حالات میں موجودہ سیاسی ۔ اخلاقی اقتصادی بحران کی روشنی میں اور بیرونی مسائل کی روشنی میں ہم کہاں تک جا سکتے ہیں ۔ حقائق کو سامنے رکھ کر ہمیں بجٹ بنانے پڑیں گے ۔ حقائق کو سامنے رکھ کر ہمیں پروگرام اور مطالبات پیش کرنے ہوں گے ۔ حقائق کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے حقوق اور فرائض کو سر انجام دینا ہوگا

میں یہ بات بھی بیان کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ جو بھی سیاستدان آتا

ہے وہ طالبعلموں کی تعریف کرتا ہے اور ان کو appreciate کرتا ہے وہاں وہ یہ نہیں سمجھتا کہ طلباء اپنے دائرہ عمل سے باہر نکل چکے ہیں ۔ امتحانی مراکز میں جو کچھ طالبعلم کرتے ہیں وہ ہمارے سامنے ہے ۔ جوان لڑکیوں سے بس سٹاپوں پر جو طالبعلم کرتے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے ۔ امتحانی مراکز میں جس طریقے سے پرچوں کو حل کیا جاتا ہے ان کا یہ کردار بھی ہمارے سامنے ہے ۔ میرے دوستو ۔ یونیورسٹیوں ۔ انٹرسیڈیٹ سیکنڈری بورڈ میں جعلی اسناد کا جس طرح اجرا ہوتا ہے وہ ہمارے سامنے ہے ۔ آج کا طالبعلم مسلمان قوم کا طالبعلم نہیں کہلا سکتا ۔ میں اس کو پوری ذمہ داری کے طور پر کہتا ہوں ۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں جیسے شاعر مشرق علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ۔

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

تو میں کہتا ہوں کہ جو طالبعلم اپنی بہنوں کو چھیڑتا ہے ۔ جو امتحانی مراکز میں نقل مارتا ہے ۔ اساتذہ کی بے حرمتی کرتا ہے ۔ سیاسی سوداگری اور ذاتی مفادپرستی کی خاطر امن اور قانون پر حملہ کرتا ہے ۔ اپنے حقوق و فرائض کی اڑ میں اپنے امن کو تہہ و بالا کرتا ہے تو میرے دوستو ۔ بتاؤ کیا یہ منزل مسلمان کی ہو سکتی ہے ؟ قطعاً نہیں ۔ یہ امریکہ برطانیہ اور فرانس کی ہو سکتی ہے ۔ یہاں سڑکوں کا مطالبہ ان کی آخری منزل ہے ۔ ہسپتال لینا ۔ معیار زندگی ٹیلیفون ۔ ریڈیو ۔ ہوائی جہاز اور آسائش زندگی ان کی آخری منزل ہے ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں ۔ قرآن کے نقطہ نظر سے مسلمان کی حیثیت ۔ فکری اعتبار سے ۔ علمی اعتبار سے ۔ تجربتاً تاریخاً عقل اور عشق کی روشنی میں ۔

کہ پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلمان کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

میرے دوستو ۔ اسلامی سوشلزم ہم نے کس لیے لانے کی کوشش کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ پلیز ۔ مجھ سے خطاب کریں ۔ دوستوں سے میری معرفت بات کریں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب والا ۔ اسلامی سوشلزم کے نام پر ہم نے لبیک کہا ۔ قائد عوام نے اسلامی سوشلزم کو موجودہ اقتصادی بحران اور

جو برائیاں ہیں اُن کا حل قرار دیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مکان ہم نے لینے رشوت ختم کرنی ہے معیار زندگی بلند کرنا ہے ۔ عوام کو ان کے سیاسی معاشرتی اقتصادی حقوق دینے ہیں ۔ یا اس ملک کو دولت سے مالا مال کرنا ہے تو میرے دوستو ۔ یہ ہماری منزل نہیں ۔ اپنی اصل منزل کو حاصل کرنے کے لیے ایک ذریعہ ہے ۔ اس لیے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر مکان نہ بھی بنے ۔ اگر سڑکیں نہ بھی بنیں ۔ تو ہمارا اتنا نقصان نہیں ہے اگر اس ملک میں بے حیائی اور فریب یونہی رہے گا ۔ عصمتیں یونہی لٹتی رہیں گی ۔ بد اخلاقی ۔ اخلاق باختگی ۔ بد معاشی ۔ شراب نوشی اور بے حیائی کے اڈے یونہی چلتے رہیں گے ۔ تو میرے دوستو ۔ جو پاکستان قائد اعظم نے بنایا تھا یہ وہ پاکستان نہیں ہے ۔ یہ مسلمانوں کا پاکستان نہیں ۔

**مسٹر سپیکر ۔** جو فاضل مقررین تقاریر کر چکے ہیں اُن کو کوئی حق نہیں کہ کہیں اُنکا وقت دیا جائے ۔ جنہوں نے تقریر نہیں کی ہے ان کے نام میری لسٹ پر ہیں اگر ان میں سے کوئی تقریر کرنا نہ چاہے تو اور وہ منصور صاحب کے خیالات سے مستفید ہونا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ بہر حال ان کی اطلاع کے لیے ایک بات کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ میرے لیے واحد کا صیغہ کافی ہے ۔ دوست کے لفظ پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ اس کو جمع کے طور پر استعمال نہ کریں ۔

امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

**مسٹر لذر حسین منصور ۔** دو منٹ اور دے دیجئے ۔

**مسٹر سپیکر ۔** آپ نے اپنا مافی الضمیر ادا کر لیا ہے ؟

**مسٹر لذر حسین منصور ۔** میں جناب کا شکر گزار ہوں گا میرے دوستوں نے مجھے وقت دینے کے لیے کہا ہے ۔ میں وقت نہیں لینا چاہتا ۔ میرا اپنا پانچ منٹ وقت ہے ۔

**مسٹر سپیکر ۔** آپ اٹھارھویں منٹ میں ہیں ۔

**مسٹر لذر حسین منصور ۔** مسائل اتنے ہیں مشکلات اتنی ہیں اور جو ہمارے دکھ ہیں وہ اتنے ہیں کہ ان کو بیان کرنے کے لیے پانچ چھ منٹ بہت کم

ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ آج کے حالات میں جس طریقے سے ہم گھر چکے ہیں ان کے لیے تو مہینوں چاہئیں اور ان دکھوں اور مشکلات کے مداوا کے لیے قوموں کو دو تین سال نہیں بلکہ کئی سال چاہیں اس کے سوا اور زیادہ عرض نہیں کرنا چاہتا ۔ آج سب سے بڑی بیماری جو ہمارے معاشرہ میں موجود ہے ۔ سیاست میں بھی ہے وہ یہ ہے کہ غریب نے پہلی دفعہ ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت پر بھرپور طریقے سے ساتھ دیا تھا ۔ 1970ء کے انتخابات میں یہ پہلی دفعہ ہے کہ غریب عوام جو معمولی خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے ۔ کسانوں اور مزدوروں کے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے ۔ انہوں نے اقتدار میں حصہ لیا ۔ ان میں سے ایم ۔ پی ۔ اے ، ایم ۔ این ۔ اے ۔ بنے ہیں ان لوگوں میں سے اکثر اسمبلی کے وزیر بنے ہیں ۔ دوستو غریبوں کو یہ حق قائد عوام کی قیادت میں حاصل ہوا ہے ۔ ہم اس حقیقت سے قطعاً انکار نہیں کر سکتے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک سازش کا احساس ہونا چاہئے کہ جب پاکستان بنا تھا اس وقت ان معصوم سیاستدانوں کو نوکر شاہی کے بڑے بڑے افسروں نے اپنی سازش کی لپیٹ میں لے لیا تھا ۔ آج پاکستان پیپلز پارٹی میں وہ عمل جاری ہو چکا ہے ۔ میں یہ بات صاف کہوں گا کہ ہم قصور وار ہیں یا کوئی اور قصور وار ہے ۔ میں بیان نہیں کرنا چاہتا لیکن قائد عوام اور وزیر اعلیٰ سے ضرور التجا کروں گا کہ اس ملک کی سب سے زیادہ آبادی غریب ہے ۔ سات کروڑ میں سے 85 فیصد غریب ہیں ۔ ان 85 فی صد لوگوں کو یہاں پر حکومت کرنے کا حق ہے اور یہ حق ذوالفقار علی بھٹو نے دلوایا ہے ۔ ہم لوگ اسمبلیوں میں آ چکے ہیں وزیر بن چکے ہیں ۔ بڑے بڑے عہدے ہمارے قبضہ میں ہیں ۔ نوکر شاہی کے پرزے ۔ فوجی آمر ۔ سرمایہ دار جاگیردار آپ کے اور ہمارے مقتدر بن چکے ہیں اگر یہ بھکانے کی کوشش کریں کہ یہ بھوکے لوگ ہیں ۔ کل کون تھے آج کون ہیں ۔ یہ رشوت لیتے ہیں ۔ یہ خود کمیونسٹ ہیں ۔ یہ سوشلسٹ ہیں ۔ اس قسم کی طعنہ زنی خدا نخواستہ اگر مقتدرین حکومت کے ذہنوں پر اثر کر گئی تو میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ تاریخی المیہ ہوگا ۔ آج کا مزدور آج کا مزارع آج کا غریب رکن ہے نواب دولتانوں اور ممدوٹوں کی حکومت کا وقت بدل گیا ہے ۔ حالات بدل چکے ہیں ۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس ملک کی اس قوم کی سالمیت کے لیے ان ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم ڈٹ جائیں اور اپنا مقصد حل کر کے رہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی (میانوالی ۔ 2 ) ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے اس بجٹ کے چند الفاظ سے شروع کرنا چاہتا ہوں ۔ آج جناب والا ۔ اس پر بحث کا آخری دن ہے اور اتفاق سے مجھے بولنے کا موقع ملا ہے ۔ اور یہ میری اپنی خواہش تھی ۔ بہر صورت مجھے چند مجبوریاں تھیں ۔ جس کی وجہ سے مجھے آخیر میں بولنا پڑا ۔ میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ مختلف مسائل اور مختلف طریقہ کار اس بحث میں آ سکتے ہیں ۔ زراعت کے متعلق جو کچھ میرے فاضل دوست خاکوانی صاحب نے کہا میں اس کی پوری تائید کرتا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کے مسئلہ پر جتنی روشنی ڈالی جائے ۔ تکالیف تو ہر زمیندار کو اس سے بھی زیادہ ہیں ۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے ۔ وہ کافی ہے ۔ جناب والا ۔ میں وزیر خزانہ کو ایک قسم کی مبارکباد بھی دیتا ہوں کہ یہ ان کا تیسرا بجٹ ہے اور میرے چند دوستوں نے اس بحث کے اندر الفاظ استعمال کئے ہیں کہ یہ بجٹ مکارانہ ۔ عیارانہ ہے ۔ یا اس قسم کا کچھ کہا گیا ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کسی حد تک درست نہیں ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ نا تجربہ کارانہ ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں بہت سی باتیں ہوتی ہیں ۔ میں وزیر خزانہ کو عرض کروں گا کہ کتنے کمال مہربانی سے جس طرح دوسرے مشیر رکھے ہیں ۔ اگر ایک مشیر خزانہ بھی رکھ لیتے تو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اور اس میں بہت سی امداد ہو جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اگر قومی روپیہ زیادہ خرچ کر دیا جائے تو کوئی بات نہیں ہے کیونکہ یہ عوام کا روپیہ ہے اور وہ عوام کے نمائندوں پر خرچ ہو رہا ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ میرے چند دوستوں نے کہا ہے کہ پہلے وزیر اعلیٰ پر صرف چھ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا تھا اور اب ساڑھے بارہ لاکھ روپے خرچ ہو رہا ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے ۔ مجھے افسوس ہے ان دوستوں پر کہ ان کو اتنا معلوم نہیں ہے کہ کیا فرق پڑتا ہے ۔ کیا ان کو مہنگائی کا علم نہیں ہے کہ اس وقت ملک میں کتنی مہنگائی ہو گئی ہے ۔ چینی کی قیمت کہاں پہنچ چکی ہے ؟

کیا وزراء کو چینی کی ضرورت نہیں ہوتی ؟ تیل مہنگا ہو گیا ہے جناب والا ۔ گ ی جو گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے ۔ اتفاق سے مہنگا ہو گیا ہے یہ تمام چیزیں مہنگی ہو گئی ہیں ۔ عوامی نمائندوں کو ترقی نہیں دی جائے گی تو کس کو دی جائے گی ۔ اس لیے مجھے ان سے سخت اختلاف ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے بارہ لاکھ بھی کم ہیں بلکہ یہ کم از کم 25 لاکھ ہونے چاہیے تھے آپ کو مہنگائی کا اندازہ نہیں آخر یہ بے چارے کیا کریں ۔ کاریں کم کر دیں بھائی صاحب کاریں کم کرتے ہیں تو مساوات محمدی کا زمانہ ہے ۔ سوشلزم تو میں جانتا نہیں ہوں ۔ اس کا مجھے پتہ نہیں ہے کہ یہ کس چیز کو کہتے ہیں ۔ مجھے تو سوشلزم کے معنی کا بھی پتہ نہیں ہے ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان نے ایٹم بم بنا لیا ہے کیا ہم اس کے مقابلہ میں اخراجات نہ بڑھائیں تاکہ ہندوستان کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اتنا امیر ملک ہے ۔ دولت مند ملک ہے کہ ایٹم بم تو کیا وہ ہائیڈروجن بم بنا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی نکتہ چینی نہیں کرنا چاہیے ۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں نہیں کرنی چاہیں ۔ ایسی باتیں ہوا کرتی ہیں یہ عوامی حکومت ہے اور عوام کی چیز کو استعمال کر رہے ہیں ۔ کسی کو کیا حق ہے کہ وہ ان پر نکتہ چینی کرے ۔ وہ عوامی نمائندے ہیں کیونکہ اس کا لیبل سوائے پیپلز پارٹی کے اور کوئی لگا ہی نہیں سکتا ۔

بہر صورت میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت میرے منہ سے ایٹم بم کا لفظ نکل گیا ہے کہ میں کسی حد تک اپنے وزیر اعظم کو یہ credit ضرور دیتا ہوں کہ انہوں نے دنیا کو کم از کم بتلا دیا ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک نے محض ہمیں کمزور اور بلیک میل کرنے کے لیے یہ ایٹم بم کا دھماکہ کیا ہے اور اس وقت ہمارے وزیر خارجہ بھی دنیا کو اس بات سے آگاہ کر رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں میں ہر دو کو مبارک باد دیتا ہوں لیکن میں عرض کروں گا کہ ہم ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ ہندوستان کنگال ہے اور وہ اسلحے کے ڈھیر لگا رہا ہے ہندوستان کنگال ہے اور اس نے ایٹم بم بنا لیا ہے اور بھی بنا لے گا اور ہم اسے کنگال کہتے رہیں گے ۔ لیکن وہ اتنا مضبوط ہو جائے گا کہ ہمارے تمام مطالبات جن میں سب سے بڑا مطالبہ ہمارا کشمیر کا ہے اسے کمزور کرنے میں اسے زیادہ تقویت پہنچے گی ۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ کل اس ایٹم بم کی لپیٹ میں یہ کہہ دیا

جائے کہ بھائی ہماری کیا طاقت ہے ۔ ہمارا چھوٹا سا ملک ہیں ۔ یہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا رہ گیا ہے ۔ ہندوستان نے ایٹم بم بنا لیا ہے اور اس کے پاس دیگر مختلف اسلحہ ہے ۔ اب دشمنی کو رہنے دیجئے ۔ ہم آپس میں افہام و تفہیم سے گزارہ کریں گے ۔ لیکن میں حکومت سے التجا کرتا ہوں اور میں حکومت کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اس لیے بر سر اقتدار آئی ہے کہ اس نے روٹی کپڑے اور مکان کا وعدہ کیا تھا یہ غلط ہے ۔ میں ہر اس شخص کے ساتھ debate کرنے کے لیے تیار ہوں کہ یہ اس لیے بر سر اقتدار نہیں آئی تھی ۔ پیپلز پارٹی صرف ایک وجہ سے معرض وجود میں آئی اور وہ وجہ ذوالفقار علی بھٹو تھے اور ذوالفقار علی بھٹو کو عوام نے کیوں قبول کیا ۔ روٹی ۔ کپڑے اور مکان کے لیے بالکل نہیں کیا ۔ میرے فاضل دوستوں نے ابھی کہا ہے کہ ممدوٹ گئے دولتانہ گئے ۔ فلاں گئے ۔ فلاں گئے ۔ یقیناً گئے ۔ لیکن اب بھی قوم نے کن کو منتخب کیا ؟ نواب سر شاہ نواز کے لڑکے کو منتخب کیا اور کسی کنگال کو پھر بھی منتخب نہ کیا ۔ اگر غریبوں کو آگے لانا مقصود ہوتا تو بہت سے میرے دوست ایسے بھی موجود تھے اور پہلے بھی تھے کہ جو کبھی یونین کمیٹی کے ممبر نہیں بن سکتے تھے ۔ ذوالفقار علی بھٹو کے منتخب ہونے کی ایک ہی وجہ تھی اور وہ یہ تھی کہ جو انہوں نے یو ۔ این ۔ او میں یہ کہا تھا کہ میں ہزار سال تک لڑ سکتا ہوں ۔ جناب والا ۔ ان دیوانے پنجابیوں نے جو پنجابی نہیں رہے صرف پاکستانی ہیں اور پاکستانی رہ کر مرنا چاہتے ہیں ۔ اس کے علاوہ پنجابی کچھ نہیں چاہتے ۔ تو جو کردار ذوالفقار علی بھٹو نے اس وقت ادا کیا ۔ اس بات نے اسے ہیرو بنا دیا ۔

میں عوام اور اس معزز ایوان کی یاد داشت کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا کہ جس وقت ذوالفقار علی بھٹو تاشقند کے مسئلہ کے بعد فیلڈ مارشل ایوب خان سے اختلاف کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے وہ اپنے گھر جا رہے تھے تو اسی لاہور کے سٹیشن پر انہوں نے روٹی ۔ کپڑے اور مکان کا ذکر نہیں کیا تھا اور پنجاب کے نوجوانوں نے اپنا خون ان کے اوپر چھڑکا ۔ جناب والا ۔ اگر انہوں نے اس نعرے پر ووٹ دئے ہوتے تو اس وقت تک تو یہ نعرہ لگا ہی نہیں تھا ۔ جناب والا ۔ میں اسے مختصر کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ میں بہت دور چلا گیا ۔ بہر صورت میں جناب کی وساطت سے مرکزی حکومت تک پنجابیوں کی

طرف سے یہ بات پہنچا دینا چاہتا ہوں کہ ہم عزت کی موت مرنا چاہتے ہیں - ہم ذلت کی دولت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں - ہم چاہتے کہ جتنا ٹیکس جتنی ڈیوٹی لگانا چاہتے ہو لگا لو - ہم قبول کرنے کے لیے تیار ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا دفاع اتنا مضبوط ہو کہ ہندوستان ہماری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے - میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مکان بیچ کر ان کی قیمت وصول کر لیں - ہماری جائدادیں لے لیں ہماری موٹریں بیچ دیں ہم سائیکلوں پر آنے کے لیے تیار ہیں اور ہم وزراء سے بھی یہی توقع رکھتے ہیں کہ جو فخر سے کہتے ہیں کہ نہ ہمارا گزر تھا - نہ ہماری زمین تھی - وہ بھی بیدل جانے کے لیے تیار ہو جائیں - میں چاہتا ہوں کہ دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں - کبھی دنیا نے کسی بھی کمزور کی طرف نہیں دیکھا - آپ یہودیوں - اسرائیلیوں اور عربوں کا مسئلہ دیکھ لیں - جب تک عرب کمزور تھے - جب تک وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی ہمت نہیں رکھتے تھے تب تک عرب منہ کی کھاتے رہے - دنیا میں ان کی بات سننے والا کوئی نہ تھا ان کے دوست بھی اگر کوئی بات کہتے تھے تو بڑی دبی زبان سے کہتے تھے - لیکن امداد کوئی نہیں دیتا تھا - لیکن جب انہوں نے تہیہ کر لیا - جب عرب مرنے مارنے کے لیے تیار ہو گئے - سر پر کفن باندھ لیے تو اب ڈاکٹر کیسنجر بھی وہاں جاتا ہے اور امریکہ کا صدر نکسن بھی وہاں جاتا ہے اور ابھی تک ان کی خوش آمدیں ہو رہی ہیں اور عرب اپنے مطالبات پر ڈٹے ہوئے ہیں - تو میں عرض کروں گا کہ دنیا میں باتوں سے کبھی کوئی کسی کی نہیں سنتا - جب تک انسان ایک قوم بن کر اپنی عملی طاقت کا مظاہرہ نہیں کرتا - اپنے اتحاد کا مظاہرہ نہیں کرتا تب تک کوئی قوم کسی کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتی -

جناب والا - 1965ء کی جنگ دیکھ لیں - جب یہ جنگ شروع ہوئی تو ہمارے دوستوں کی یہ حالت تھی کہ شاہ ایران بنفس نفیس یہاں تشریف لائے - ترکی کے وزیر اعظم یا صدر - مجھے اچھی طرح یاد نہیں - وہ بھی یہاں تشریف لائے - کیوں آئے ؟ کیونکہ آپ تہیہ کر چکے تھے ہم نے ہندوستان سے لڑنا ہے - ہم نے اس کا مقابلہ کرنا ہے - ہم نے اسے شکست دینی ہے اور قوم کی یہ حالت تھی کہ جب جہاز لاہور پر چڑھ کر گھومتے تھے تو لوگ چھتوں پر چڑھ کر ایسے دیکھتے تھے جیسے پتنگ دیکھتے ہیں - ان کا مورال اتنا بلند تھا کہ وہ

لوگ اگلے مورچوں پر دیکھنے جاتے تھے وہاں ویگن لے جاتے تھے اور انہیں کوئی خطرہ نہیں تھا کہ گولی آتی ہے کہ نہیں آتی ۔ اب جس سے پوچھیں۔ یہ میرے جیسے بوڑھے آدمی کے لئے عجیب بات ہے کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ پاکستان رہے گا یا نہیں رہے گا ۔ خدا جانے کیا ہو گیا ہے ۔ خدارا یہ بات سمجھیں کہ لوگ کیوں شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ میں ان لوگوں سے کہتا ہوں جو ہمارے ہاتھوں میں گولی دیتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ تین سال ہو گئے ہیں تم ان برائیوں کو تو تین سالوں میں دھو ڈالتے لیکن ہوتا یہ رہا ہے کہ لوگ پہلے کبھی پاکستان کے متعلق یہ نہیں سوچتے تھے کہ پاکستان رہے گا یا نہیں رہے گا ۔ یہ بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم اس طرح سوچنے پر اتر آئے ہیں ۔ یہ سوچنا کہ ہمارا کیا بنے گا یہ اس لیے ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مورال کو آخری حد تک پہنچا دیا ہے ۔ ہمیں یہ حوصلہ دیا جا رہا ہے یا ہمارا مورال دن بدن گرایا جا رہا ہے ؟ میں التجا کرونگا کہ باقی باتوں کو چھوڑیں ۔ یہ وہ وقت اور زمانہ نہیں ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں ۔ ہم پاکستان کے مسئلے پر ان کی ہر بات سننے کے لیے تیار ہیں ۔ چاہے جو جی میں آئے کہیں ۔ لیکن اس کے لیے ہمیں یقین دلانا پڑے گا کہ ہم اپنے دفاع کو ہر حالت میں ۔ ہر طریقے سے مضبوط کریں گے اور ہندوستان کو یہ بتائیں گے کہ پاکستانی مسلمان ہیں ۔ انہیں مرنا آتا ہے ۔ وہ موت کو شہادت سمجھ کر قبول کرتے ہیں آپ انہیں ایٹم بم سے نہ ڈرائیں ۔ آپ انہیں کسی چیز سے نہیں دھمکا سکیں گے ۔ ہمیں اپنی فوجی طاقت کو مضبوط کرنا چاہئے ۔ جناب والا ۔ میں نے اٹیم بم پہ کافی وقت لے لیا ہے ۔ میں معافی چاہتا ہوں ۔ اس کے بعد میں اپنے صوبے کے کچھ حالات بیان کروں گا ۔

جناب والا ۔ میں یہ مسئلہ اس لیے نہیں چھیڑ رہا کہ کس صوبے سے کسی صوبے کا اختلاف ہو ۔ میں نے بھی پہلے بھی یہ کہا ہے کہ ہم پنجابی صرف پاکستانی ہیں ، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ۔ جناب والا ۔ اس وقت میں تھل ایریا کی سب سے بڑی تکلیف بتانا چاہتا ہوں ۔ اس میں مظفر گڑھ ' میانوالی ، جھنگ اور سرگودھا شامل ہیں جو تھل کینال سے سیراب ہوتے ہیں ۔ میں اریگیشن منسٹر کو ان واقعات کے بارے میں بتا دینا چاہتا ہوں ۔ یہ میری بد قسمتی ہے کہ اس وقت وہ موجود نہیں ہیں ۔ بہر صورت میں ان کے نوٹس میں

لانا چاہتا ہوں ۔ حالات یہ ہیں کہ پنجاب میں ایک ہزار ایکڑ کو صرف تین کیوسک سادہ پانی ملتا ہے اور چاول کے ایریا کے لیے ساڑھے تین کیوسک پانی ملتا ہے ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس طرح پانی کی تقسیم کرنے سے یہ چیزیں کوئی مفید ثابت نہیں ہوتیں ۔ سندھی ہمارے بھائی ہیں ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ان کا حق ہے ، وہ انہیں ضرور دیا جائے ۔ میں قطعاً نہیں چاہتا کہ ایک تولہ پانی بھی جو ان کا حق ہے ، بند کیا جائے ۔ لیکن آپ اس سے اندازہ لگا لیں کہ ایک ہزار ایکڑ ہمیں ساڑھے تین کیوسک پانی ملے اور ان کو ساڑھے بارہ کیوسک آپ دیکھ لیں کہ کتنا فرق ہے ۔ میں واضح کر دوں تاکہ مغالطہ نہ رہے ، چاول کے لیے ساڑھے تین کیوسک ہم کو اور ساڑھے بارہ کیوسک ان کو ملتا ہے ۔ دوسرا تین ہم کو اور سات ان کو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب میرا پیغام اریگیشن منسٹر تک پہنچا دیں گے ۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ اس وقت کینال ڈیپارٹمنٹ میں سندھ ڈیپارٹمنٹ کے دو آفیسر ان کے اوپر مقرر کیے گئے ہیں ۔ ایک ہیڈ پنج ند پر بیٹھا ہے اور ایک ہیڈ کالا باغ پر ۔ وہ پانی کی پیمائش کرتے ہیں ۔ ہمارے پانی کی پیمائش کرتے ہیں سندھ میں جانے والے پانی کی پیمائش نہیں کرتے ۔ اس میں میرا تھوڑا سا مطالبہ ہے ۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ نہ بیٹھیں ۔ ضرور بیٹھیں ۔ لیکن دو آدمی پنجاب کے نیچے بھی بیٹھ جائیں ۔ سندھ ہیڈ ورکس پر دیکھیں کہ سمندر میں کتنا پانی جا رہا ہے اور وہ پنجابیوں کو ملنا چاہیے ۔ خدا کے لیے اس کو روکیں ۔ میرا اتنا مطالبہ ہے کہ پنجاب کے بھی دو آدمی وہاں بٹھا دیے جائیں جو یہ چیک کریں کہ وہاں جو زائد پانی سمندر میں جا رہا ہے ، وہ سمندر میں نہ گرے اور وہ بدنصیب پنجابیوں کو دیا جائے ۔

جناب والا ۔ میں نے آپ کا کافی وقت لیا ہے ۔ میں معافی چاہتا ہوں ۔ لیکن مجھے کچھ اور گزارش بھی کرنی ہے ۔ ابھی میرے فاضل دوست امیر عبداللہ خان آف خانیوال نے تعلیم کا ذکر کیا ہے ۔ مجھے بڑا افسوس ہوا ہے ۔ انہوں نے میرے ڈویژن کو مات کرنے کی کوشش کی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جو مظالم ان کے ملتان ڈویژن پہ ہوئے ہیں وہ اور کس جگہ پر نہیں ہو سکتے ۔ خدا جانے اگر ہم سے زیادہ مظالم ہوئے ہیں تو وہاں تعلیم بہتر ہو گی بھی نہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ جو مظالم میرے ڈویژن پہ ہوئے ہیں وہ کبھی سننے پڑھنے میں ہی

نہیں آئے ۔ وہاں نظام تعلیم کے بارے میں میں کیا عرض کروں ۔ ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ وزیر تعلیم نہایت شریف ہیں لیکن ہمارا شرافت سے کوئی تعلق نہیں ۔ ہمارا تعلق عوام کی تعلیم سے ہے اگر عوام کی تعلیم کا یہی حال رہا ، اگر عوام کی تعلیم بکتی رہی ، اگر کرپشن جاری رہی جس کا وعدہ پچھلے بجٹ سیشن پر وزیر تعلیم نے فرمایا تھا کہ میں اس کی پوری انکوائری کروں گا ۔ انہوں نے انکوائری کا وعدہ کیا تھا ، خدا جانے انہوں نے انکوائری کی یا نہیں ۔ میرے علم میں تو ابھی تک نہیں آئی اگر ایوان کے کسی ممبر کو اس کا علم ہے تو میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ وہ اٹھ کر بتا دے کہ ہاں ہوئی ، ہوئی ہے اگر نہیں ہوئی تو جناب والا ۔ میں آپ کو بھی یاد کراتا ہوں کہ اس انکوائری کا کیا بنا ؟

**وزیر تعلیم** ۔ کس چیز کی انکوائری ؟ کوئی تفصیل تو بتا دیں ۔ وہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر معطل کر دیا گیا ہے ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا ۔ آپ نے پی ۔ ٹی ۔ سی کے داخلوں کے متعلق وعدہ کیا تھا کہ جو داخلے پیسے لے کر ، کورپشن سے کیے گئے ہیں ، فرسٹ ڈویژن کے لڑکوں کو محروم کرکے تھرڈ ڈویژن کے لڑکوں کو داخل کیا گیا تھا اور جو سیٹوں پر داخل کیے گئے ہیں ان کی آپ انکوائری کرائیں گے ۔ یہ کئی بار ہو چکا ہے ۔ میں کیا عرض کروں ۔ آپ قابل آدمی ہیں سب چیزیں سمجھتے ہیں ، میں کیا آپ کو سمجھاؤں ۔ جناب والا ۔ پہلے زمانے میں پی ۔ ٹی ۔ سی کے ٹریننگ کورس دو سال کے ہوا کرتے تھے اب پندرہ دن میں لوگوں نے یہ کورس پاس کیا ہے ۔ صرف پندرہ دن میں ۔ باقی دن امتحان تھے ۔ داخلے جاری ہیں ۔ اب آپ بتائیں کہ جو بد نصیب استاد سند لے کر جائے گا ، جو امتحان کے ریزلٹ ہیں ، اس پر مجھ سے پہلے ایک فاضل دوست روشنی ڈال چکے ہیں ، میں کیا عرض کروں ۔ بہر صورت پندرہ دن کا تربیت یافتہ آدمی ، اس کا جو ریزلٹ ہوگا وہ آپ بھی جانتے ہیں اور زیادہ جانتے ہوں گے ۔ میں کہتا ہوں کہ واقعی دیانت دار آدمی ہیں ۔

جناب والا ۔ ساتھ ہی امداد باہمی کے ڈیپارٹمنٹ کا ذکر ہوا تھا ۔ مجھے حیرت ہوئی ہے کہ ہمارے فاضل ممبر نے امداد باہمی کا نام کہاں سے سن لیا ؟ اس کا تو جنازہ ہی نکل چکا ہے ۔ اب عوامی زمانہ ہے ، امداد باہمی کی ضرورت

ہی کیا ہے ؟ جو چیز دنیا اپنا رہی ہے ، ہم نے اس کا جنازہ نکال دیا ہے ۔ ہمیں پتہ نہیں کہ وہ ہے کہاں ؟ وہ تو multi purpose سوسائٹی کو روتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے وہ بتا دیں کہ یہ کواپر یٹو موومنٹ ہے کس جگہ پر ؟ شاید ابھی تک ہمارے وزیر ہی کوئی نہیں ہیں ۔ بہر صورت جب تھے بھی تو ان کو بھی یہ پتہ نہ تھا کہ یہ موومنٹ ہے کیا بلا ؟ جناب والا ۔ مجھے معاف کریں ۔ یہ روز پیپلز پارٹی کی طرف سے سوشلزم کا نعرہ لگتا ہے ، یہ جو کہتے ہیں کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو چیز مساوات محمدی میں ہے ، وہ سوشلزم میں نہیں ۔ ہماری بد نصیبی یہ ہے کہ ہم مساوات محمدی کی طرف نہیں آتے ۔ یہ بالکل غلط ہے کہ مساوات محمدی امیروں کی حفاظت کے لیے ہے ۔ وہاں تو امیر تھے ہی نہیں ۔ امیروں کی تو کبھی اسلام میں حفاظت ہی نہیں ہے ۔ اسلام کا نعرہ تو بالکل سادہ اور صحیح تھا ۔ مساوات محمدی میں ایک ہی لفظ کافی ہے ۔ کوئی مسلمان اس وقت تک کھانا نہیں کھا سکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی کھانا نہ کھائے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام شہر اس وقت تک بھوکا رہے گا جب تک اس گاؤں کا ۔ اس شہر اور قصبے کا ایک آدمی بھی بھوکا ہے ۔ جناب والا ۔ اسلام میں ایسی ایسی مثالیں ہیں جس میں یہ چیز موجود ہے کہ غریبوں کی کیسے امداد کی جائے ۔ کیا کچھ نہیں جو اسلام میں نہیں ہے ۔ میرے خیال میں روز ہمیں سوشلزم کا پیوند لگا کر جس طرف جا رہے ہیں وہ نہ اس راستے پر ہیں نہ اس راستے پر ۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ خدا جانے یہ ہمیں کہاں لے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ اگر اجازت دیں تو میں اپنے ضلع کے متعلق بھی کچھ عرض کروں ۔

**مسٹر چیئرمین** ۔ آپ کے دو منٹ رہتے ہیں ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ دو منٹ تو بہت تھوڑے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ تو بڑے فراخ دل تھے جب وہاں تھے ۔

**مسٹر چیئرمین** ۔ آپ کے پچیس منٹ تھے جو ختم ہو چکے ہیں ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ ارے بھائی کچھ تو کہنے دیں ۔ جناب

والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ میرا ضلع بہت ہی پسماندہ ضلع ہے اور اس کی پسماندگی کی حالت یہ ہے جناب والا ۔ کہ پانی کا بھی میں ذکر کروں گا ۔ اس سلسلے میں یہ ہے کہ ہر ہفتے حد بندی ہوتی ہے وہاں جن لوگوں کے پاس نہریں بہتی ہیں ۔ چھوٹے زمینداروں کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے ۔ سندھ جیسا میں نہیں کہتا ۔ پنجاب جیسا ہی سلوک ان کے ساتھ کر دیا جائے ۔ اس کے لیے زیادہ مطالبہ نہیں کرتا ۔ جناب والا ۔ چشمہ بیراج ہے وہاں میں نے کل بھی منسٹر صاحب سے باتیں کی ہیں انہوں نے کہا کہ یہ میرا اختیار نہیں ہے اور یہ میرے اختیار سے باہر ہے یہ واپڈا کے اختیار میں ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اب جناب سپیکر آ گئے ہیں شاید میرا ٹائم بھی بڑھا دیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا کہ مرکزی حکومت کو کہیں کہ میرے غریب ضلع کے چشمہ بیراج کے آباد کاروں اور چشمہ کے ایریا میں جو دریائے سندھ میں اس وقت گھرے ہوئے ہیں ۔ اس وقت بھی طغیانی کی حالت میں ہیں ۔ مہربانی کرکے ان کی طرف توجہ کریں اگر آپ چاہیں تو میں نام لینے کے لیے تیار ہوں مہربانی کرکے جناب والا ۔ وہاں ان کو اس ایریا میں شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے ۔ جو تربیلا ڈیم اور دوسرے ڈیموں کے عوام سے ہوا ہے ۔ اس سے پہلے بھی میں مطالبہ کر چکا ہوں اور اب بھی اس سے زیادہ میں کوئی اور مطالبہ نہیں کرتا ۔

جناب والا ۔ ہمارا تمام ضلع سکولوں اور ہسپتالوں سے محروم ہے ۔ چھدرو کا ایریا جو کہ بہت ہی آبادی والا اور بہترین مڈل سکول وہاں ہے ۔ میرا یہ حکومت سے مطالبہ ہے کہ مہربانی کرکے اس کو ہائی سکول میں تبدیل کیا جائے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح میری گزارش ہے کہ موچھ اور چھدرو کا ایریا جو ہے اس میں ہیلتھ سینٹر کھولے جائیں ۔

اسی طرح جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ٹیوب ویلوں کی سکیم جیسے کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے اسی طرز پر ہمارے ضلع میں تمام اس ایریا میں جو کہ بارانی ہے وہ سکیم جلد چلائی جائے ۔ مثلاً موسیٰ خیل کا تمام ایریا

بمع چھدرو کے تمام کا تمام تھانہ باراتی ہے۔ چکڑالہ تھانے کا کمر موشانی کا تمام کا تمام تھانہ باراتی ہے۔ عیسیٰ خیل کا وہ حصہ جہاں اس وقت پانی نہیں ہے کیونکہ وہ جو چھوٹے زمیندار ہیں کوئی بڑے زمیندار نہیں کہ جو خود ٹیوب ویل لگا سکیں۔ جناب والا ۔ میں آپ کے خوف سے جلد ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو سکیم حکومت نے بنا رکھی ہے کہ ٹیوب ویل لگانے پر چھ ہزار یا سات ہزار کی امداد دی جائے گی۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ امداد کسی غریب کو مل سکتی ہے کیونکہ جناب والا ۔ جب ٹیوب ویل لگانا ہو تو ٹیوب ویل لگانے کے لیے تیس ہزار روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں جس غریب کے پاس تیس ہزار روپے ہوں گے وہ چھ ہزار روپیہ بھی ڈھونڈ لے گا۔ جناب والا ۔ یہ چھ یا سات ہزار روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے یہ تحفہ پھر امیروں کو دیا جا رہا ہے۔ میں عوامیوں سے کہتا ہوں بھائی ! آپ سنیں یہ چھ ہزار کسی غریب کو ملا ہے تو مجھے اس کا نام بتا دیں۔ اس لیے اس کے متعلق میری تجویز ہے۔ جناب والا ۔ کہ یہ طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ جسے حکومت پسماندہ ایریا تسلیم کرتی ہو جو بھی حکومت مناسب سمجھے وہاں ٹیوب ویل حکومت اپنے اخراجات پر لگا دے اور اریگیشن سسٹم کے طریقے سے آبیانہ لگایا جائے اور اس آبیانے کے ذریعے اس سے وصولی کی جائے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو چھوٹے اور غریب زمیندار ہیں ان کو بھی فائدہ ہو گا۔

جناب والا ۔ میں ایڈمنسٹریشن کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایڈمنسٹریشن گولیاں مارنے سے کبھی نہیں چلتی میں تو دیہاتی آدمی ہوں ایڈمنسٹریشن چلانے کا کبھی موقع نہیں ملا۔ اس لیے اتنی عرض کروں گا کہ جو سوار ہوتا ہے جب وہ گھوڑی پر سوار ہوتا ہے اور وہ لگام پکڑتا ہے تو گھوڑی سمجھ جاتی ہے کہ یہ میرے اوپر سوار ہے اور وہ اس کے اشارے پر چلتی ہے لیکن اگر گھوڑی کو گولی مار دیں تو چلے گا کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ ایڈمنسٹریشن کی اصلاح ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے طریق کار اختیار کیے جائیں جو کہ بالکل قانون کے مطابق ہوں۔ وہاں مداخلت نہ کوئی ایم پی اے کر سکے نہ کوئی منسٹر۔ اب حالت یہ ہے۔ جناب والا ۔ کہ پہلے اگر ٹیلیفون

پر سیکرٹری کو وزیر صاحب کہتے تھے ، میں برے بھلے زمانے کی باتیں کر رہا ہوں جب برے لوگ حاکم تھے ۔ میں ان کی بات کر رہا ہوں تو سیکرٹری کہتا تھا ۔ جناب یہ قانوناً ہم نہیں کر سکتے تو وہ کہتے تھے کہ بھائی اگر قانوناً نہیں کر سکتے تو کوئی بات نہیں ۔ اب کیا ہوتا ہے ۔ اب یہ ہوتا ہے کہ ٹیلیفون کرتے ہیں کہ میں حکم دے رہا ہوں اگر دو منٹ میں آپ نے یہ کام نہ کیا تو کان پکڑ کر باہر نکال دوں گا ۔ جناب والا ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کنٹرول ضرور منسٹران کا ہو لیکن وہ ایک قانون کے مطابق ہو ۔ کسی منشور اور آئین کے تابع ہو ایک طریق کار کے اندر ہو اگر ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ۔ سیکرٹری صاحبان ۔ یا کوئی افسر اس سے ادھر ادھر ہو تو اس کو کان سے پکڑ کر بے شک نکال دیں ۔ اس کو بے شک نوکری سے نکال دیں لیکن یہ ظلم خدا کا ۔ ابھی میں ایک آفیسر کے پاس گیا تھا ۔ اس کے پاس ایک ہی وزیر صاحب کے تین آرڈر پڑے ہوئے تھے ۔ اس نے کہا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں کون سے آرڈر پر عمل کروں ۔ ایک پر ہے کہ تبادلہ کر دو ۔ اسی پر لکھا ہے تبادلہ روک دو اور پھر اسی پر لکھا ہے اب تبادلہ کر دو ۔ اب جناب وہ سیکرٹری کرے تو کیا کرے ۔ مجھے آپ ہی بتائیں ۔ ایسے ایڈمنسٹریشن جناب کیسے چلے گی ۔ ایڈمنسٹریشن ایسے چلے گی کہ وہ آپ کے تیور دیکھ کر ہی سمجھ جائیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے ۔ آپ کے لگام پکڑتے ہی ان کی سمجھ میں آ جائے کہ اب اس کے بعد کیا کرنا ہے ۔ میں ان گزارشات کے ساتھ اس بحث کو اپنی طرف سے ختم کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔

**قاضی محمد اسماعیل جاوید** (ملتان - 14) ۔ جناب سپیکر ۔ آج کا بجٹ جس پر بحث کا آخری دن ہے ۔ اس پر تفصیلاً بحث ہوئی ۔ مدلل اور مفصل بحث ہوئی اور تقریریں ہوئیں ۔ کسی نے اس کے حق میں تقریر کی ۔ کسی نے اس پر نکتہ چینی کی ۔ جناب والا ۔ میں بھی اس کے حق میں بولنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بجٹ ہر طبقے کے لیے اچھا ہے ۔ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے لیے بھی اچھا ہے اور محنت کشوں کے لیے بھی ۔

جناب والا ۔ پچھلے سال بجٹ پیش ہوا اس میں خاصی گرم جوشی تھی جذبات تھے اور اس میں تھوڑی سی ضرب جاگیرداروں پر لگائی گئی تھی ۔ سرمایہداروں کو چھوڑ کر ۔ تو اس ضرب سے ہمارے 85 فیصد دیہاتی عوام خوش ہوئے اور کیوں خوش ہوئے اس لیے کہ اس بجٹ میں انقلاب کا پیغام تھا ۔ سوشلزم کا پیغام تھا ۔ خوشحالی اور استحصالی کا پیغام تھا ۔ اس میں صوبے کے عوام کی خدمت کا پیغام تھا ۔ جناب والا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس سال بھی بجٹ پیش ہوا اور اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا لیکن اس میں جاگیردار اور سرمایہداروں پر نیا ٹیکس نہ لگا کر میں یہ سمجھتا ہوں اور جس طرح کہ میرے دوست روکڑی صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ہمارے طبقہ کو مایوس کیا ہے ۔ جناب والا ۔ پہلے بھی میں نے ایک دیہاتی کے تاثرات پیش کیے تھے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ بہت اچھا بجٹ ہے لیکن اس دفعہ میرے اس دیہاتی جٹ بھائی نے کہا کہ "وڈیرے وزیر نوں وڈیریاں دی وی لاج اے" (نعرہ ہائے تحسین) تو جناب والا ۔ اگر یہ ٹیکس سرمایہ داروں اور جاگیرداروں پر لگایا جاتا تو آج امیر عبداللہ خان روکڑی ہمیں حقیر نہ سمجھتے ۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں کیا حنیف رامے ایک جاگیردار وزیر اعلیٰ ہیں ؟ کیا ڈاکٹر عبدالخالق ایک جاگیردار وزیر تعلیم ہیں ؟ نہیں محنت کشوں اور غریبوں کے بیٹے ہیں ۔ ان کی کوئی جائیداد یا ان کے مکان اور کوئی ان کا سرمایہ بتا دیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ کہتے ہیں کہ کوئی بھی غریب اعلیٰ آسامی پر نہیں جا سکتا میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو میں مثال نہیں دینا چاہتا تھا لیکن بلغاریوں کی مثال دوں گا کہ ایک کسان تھا ستمبر لوئی اس نے جدوجہد کی اور وہ حکومت پر قابض ہوا لیکن اس میں چند کھوٹے سکے موجود تھے اور وہ کھوٹے سکے کون تھے یہ جاگیردار اور سرمایہ دار تھے اور اس کی حکومت کا انہوں نے تختہ الٹ دیا ۔ تو میں اپنے دوستوں کو جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اگر اس طرح کی سازشیں کریں گے تو غریب عوام ان کی سازشوں کو ایک منٹ میں بے نقاب کر دیں گے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں پچھلے دنوں کا ایک واقعہ جو ملتان میں ہوا تھا آپ کی خدمت میں بیان کروں گا ۔ ہمارے ایک زمیندار لیڈر ایک دعوت پر گئے ۔ وہاں کے کھوٹے سکے ۔ وہاں کے شکست خوردہ عناصر اور رسہ گیر ان

کے ساتھ تھے تو انہوں نے وہاں کہا جس طرح آج روکڑی صاحب کہہ رہے تھے کہ ایم ۔ پی ۔ اے نا اہل ہیں کیونکہ وہ افسران کی عزت نہیں کرتے ۔ ان کے پاس سلیقہ نہیں ہے اور وہ ان کے ساتھ تمیز سے بات نہیں کرتے ۔ جناب والا ۔ ان اصحاب کو آپ کی وساطت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ ہم کسی وقت نا اہل تھے ۔ ہم اس وقت نا اہل تھے جب ہم نے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں جدوجہد استحصالی نظام کے خاتمہ کے لیے کی تھی انہیں یہ سب چھوٹے طبقے نا اہل نظر آتے ہیں ۔ اور یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے میرے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو پر گولیاں چلائیں اور ان کی گاڑی کے ٹائیر پھاڑ دیئے تھے ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ جی ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ جناب والا ۔ پہلے بھی ایک معزز رکن چھوٹے طبقے اور چھوٹے لوگ کہہ چکا ہے تو میرے خیال میں یہ 95 فیصد لوگوں کو چھوٹا طبقہ یا اقلیت کہنا ان کی توہین ہے ۔

**قاضی محمد اسماعیل جاوید** ۔ جناب والا ۔ اس وقت میں اپنے حلقہ کی بات کرتا ہوں کہ وہاں کے جاگیرداروں کے ڈر سے کوئی آدمی کھڑا نہیں ہوتا تھا کہ وہ پیپلز پارٹی کا الیکشن لڑے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ اگر ہم کھڑے ہوئے یا تو ہمیں قتل کر دیا جائے گا یا ہماری آواز کو دبا جائے گا ۔ تو جناب والا ۔ اس وقت ہم نے قربانیاں دیں ہم نے پارٹی کے لئے سب کچھ کیا تو جناب والا ۔ یہ سازشیں جو ہو رہی ہیں اور یہ بھی ہمیں پتہ ہے کہ سازشیں کہاں ہو رہی ہیں ہم سب کچھ جانتے ہیں اور یہ غریب عوام کسی قسم کی سازشیں کبھی بھی مکمل نہیں ہونے دیں گے ۔ اور میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ دوسرے الیکشن میں قاضی نہیں آئے گا یہ بھی ٹھیک ہے کہ دوسرے الیکشن میں میرا طبقہ نہیں آئے گا لیکن جاگیردار یا سرمایہ دار بھی نہیں آسکتے ۔ اگر آئے تو مزدور آئیں گے ۔ کسان آئیں گے ۔ اگر آئے تو ریڑی والے آئیں گے ۔ تانگے والے آئیں گے ۔ جاگیردار اور سرمایہ دار نہیں آ سکتے ۔ کسی صورت

میں بھی ہم تمہیں نہیں آنے دیں گے ۔ نعرہ ہائے تحسین جناب والا ۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ لوگ مخلص ہیں اس لئے ہم انہیں پارٹی میں لے رہے ہیں ۔ وہ وقت یاد ہے کہ جب ان مخلصوں نے ہماری پیپلز پارٹی کے جھنڈے جلائے تھے ۔ جب انہوں نے ہمیں حقیر سمجھ کر جیلوں میں بھیج دیا ۔ میں جانتا ہوں اور ہمارے یہ معزز ارکان بھی جانتے ہیں کہ جب تک قائدعوام جناب ذوالفقار علی بھٹو محنت کشوں مزدوروں غریبوں کا بھٹو ہمارے ساتھ ہے۔ ان کی کسی قسم کی سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی نعرہ ہائے تحسین ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میری ایک دو باتیں تھیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گی ۔ تو اب میں اپنے علاقہ کے مسائل کی طرف آنا چاہتا ہوں ۔ میرے دوست نے کہا ہے کہ یہاں دولتانوں اور قریشیوں کی بات ہوتی ہے ۔ تو میں ان دوستوں کو آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ جناب والا ۔ تحصیل میلسی ایک جاگیردار کی سٹیٹ ہے لیکن وہاں کچھی ۔ مکرو اور پورانے آباد ہیں ۔ قریشیوں ۔ نوابوں خاکوانیوں ۔ گیلانیوں کی اما جگاہ بھی میلسی ہے ۔ ایک ایسی میلسی جہاں آج تک کوئی کالج قائم نہیں ہو سکا ۔ ان کی ذاتی کوشش تھی کہ یہاں کوئی کالج قائم نہ ہو بلکہ ایک ڈیرے جاگیردار نے مجھ سے کہا کہ قاضی اگر تم یہاں حکومت کرنا چاہتے ہو ۔ اگر یہاں کے عوام کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہو تو خدا کے لیے کالج نہ بننے دینا ۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ میں اسمبلی میں چیلنج کروں گا کہ میں چھ مہینے میں مستعفی ہوتا ہوں لیکن خدا کے لیے میری میلسی میں کالج بنا دو ۔ تو جناب والا ۔ کالج کی بے حد ضرورت ہے ۔ میرے خیال میں پنجاب میں واحد تحصیل میلسی ہے ۔ جس میں کالج نہیں ہے اس کے لئے اسی ایکڑ اراضی خالصہ امرتسر کے نام پر پڑی ہے ۔ جناب والا ۔ وہاں کی کمیٹی نے ایک لاکھ روپیہ کالج کی تعمیر کے لئے منظور کیا ہے اور اس کے ساتھ دس ہزار روپے سالانہ گرانٹ وہاں کے مخیر حضرات نے اس سلسلہ میں لکھ کر دی ہے ۔ وہ جناب ڈاکٹر صاحب کو دے دی ہے کہ ہم پچاس ہزار روپے کالج کی تعمیر کے لئے چندہ دیں گے تو جناب والا میلسی میں سب سے بڑی ضرورت مجھے کالج کی ہے کیونکہ شجاع آباد کے لئے بھی وعدہ ہو چکا ہے لیکن واحد یہ تحصیل ہے جہاں کالج نہیں ہے میرے علاقہ کے

غریب بچے نہ ملتان جا سکتے ہیں۔ نہ لاہور آ سکتے ہیں ۔ تو میں وزیر تعلیم سے مطالبہ کرونگا کہ وہ اس پر غور فرمائیں ۔

**سید ناظم حسین شاہ ۔** جناب والا ۔ فاضل مقرر نے کہا ہے " کہ میرے غریب بچے" تو کیا ان کے اتنے بچے ہیں ؟

**مسٹر سپیکر ۔** بچوں سے کیا مراد ہے ۔

A legislator is entitled to call the young and the younger generation of his own constituency as his own chlidren.

**قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔** جناب والا ۔ اس کے بعد میں مزارعوں کی بٹائی کے متعلق عرض کروں گا ۔ ہماری حکومت نے کہا ہے کہ ان کو زمیندار معاملہ ۔ اپیانہ ۔ کھاد اور پانی دے ۔ تو جناب والا ۔ اس پر کوئی عمل نہیں ہو رہا ہے ۔ میں وزیر مال سے درخواست کروں گا کہ اس قسم کی کمیٹیاں بنائی جائیں جو زمینداروں پر سختی کریں اور یہ عمل درآمد کرائیں ۔ کوئی تھوڑا بہت عمل ہوتا ہے وہاں محصولی خرچ جو پرانے ہتھکنڈے زمینداروں کے تھے وہ انہوں نے شروع کر دئے ہیں ۔ تین سیر فی من محاصل خرچ ہے یہ محاصل کی ہے یہ فلاں کی ہے ۔ یہ فلاں کی ہے اور سب کچھ سمیٹ کر گھر لے جاتے ہیں اور ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے اور کچھ میرے علاقہ میں بے دخلیاں بھی ہوئی ہیں ۔ تو اس کے لیے بھی میں وزیر مال صاحب سے عرض کروں گا ۔

اس بعد جناب والا ۔ میری میلسی میں سب سے بڑا مسئلہ ذریعہ آمدورفت کا ہے ۔ تین سال کی مدت میں ہم نے صرف ایک میل لمبی سڑک بنائی ہے اور پچیس سال کی مدت میں صرف چھ میل سڑک میلسی میں بنی ہے ۔ جہاں میرے خیال میں تقریباً تین سو میل کی سڑکیں ہیں تو میں ان سڑکوں کے متعلق بھی کہوں گا کہ اشرف شاہ سے کروڑ پکا ۔ میلسی سے مترو ۔ میلسی سے فتح پور ۔ میلسی خان پور اور لڈن سے کرم پور ۔ کرم پور سے نور شاہ اور میلسی سے وہاڑی نہایت ہی اہم ترین سڑکیں ہیں ۔ جناب والا ۔ ان پر غور فرمایا جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد بلدیات کا مسئلہ ہے بلدیات کے مسئلہ پر بڑی باتیں ہوتی ہیں اور بہت سے دوست شکایت کرتے ہیں کہ صفائی نہیں ہو رہی ہے

یہ نہیں ہو رہا ہے - وہ نہیں ہو رہا ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس کے لیے بھی کوئی ایسا نظام مقرر کریں کہ اس پر کنٹرول کیا جا سکے تاکہ صفائی ہو سارا کچھ ہو -

جناب والا - اس کے بعد میری تحصیل کا مسئلہ ہے - تو جناب والا - میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میلسی ایک ایسی آفت زدہ تحصیل ہے - جاگیرداروں کی سٹیٹ ہے - وہ کوشش کرتے ہیں کہ میلسی میں کچھ نہ ہو - پہلے بھی کوشش کرتے تھے کہ یہ طبقہ ان پڑھ رہے اور ہماری غلامی میں رہے - لیکن اب وہ کوشش کرتے ہیں کہ اگر کوئی چیز بن گئی تو اس کا سارا سہرا قاضی کو یا ایم - این - اے صاحب کو یا کسی دوسری ایم - پی - اے صاحب کو چلا جائے گا - اس لیے یہ بننا نہیں چاہیے وہ ہائی لیول پر کوشش کرتے ہیں کہ وہاں کوئی چیز نہ بنے -

جناب والا - میں نے بجلی کے لیے پانچ دیہات دئے تھے - میرے دوست ملک خان محمد کھوکھر اور ایم - این - اے صاحب نے مل کر دیہات دئے تھے سب تحصیلوں میں ایک ایک یا دو دو یا تین تین دیہات میں بجلی پہنچ گئی - لیکن ہماری تحصیل میں ابھی تک نہیں پہنچی - تو جناب والا - بجلی بھی ضروری ہے کیونکہ نہایت پسماندہ تحصیل ہے - شجاع آباد کے ساتھ ساتھ میلسی بھی ڈسٹرکٹ ملتان میں بد قسمت تحصیل سمجھیں یا بالکل پسماندہ سمجھیں اس میں کوئی کام نہیں کیا گیا اگر سکول ہے تو وہاں جا کر دیکھیں تو دو - دو سو لڑکے پچاس والے کمرے میں ٹھونسے ہوئے ہیں - بار بار کہا گیا ہے کہ میلسی میں ایک ہی ہائی سکول ہے نہ اس کی چار دیواری ہے نہ کوئی گیٹ ہے - ٹیوب ویل بھی میں نے چندہ اکٹھا کرکے لگوایا ہے اور بار بار سوال دیا لیکن اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا - تو بجلی کے متعلق جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ معاندہ اور ڈوڈہ موضع ہے اور جاگیرداروں کی سٹیٹ ہے - تو میں جب ڈسٹرکٹ کونسل میں چلایا خدا کے لیے ہمیں ڈگری دو - غریب آدمی کے قصبہ میں بھی بجلی دو - وہاں مہاجرین رہتے ہیں - ان کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے آج تک وہاں وڈیروں کو تسلیم نہیں کیا - اس کا اثر یہ ہوا کہ پھدان میں جو پہلے الیکٹری فائی تھا تو وہ دوبارہ اس کو کر

دیا گیا ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ ساری تفصیل اسی طرح کی ہے وہاں یہ ضرور ہونا چاہیے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

**رانا پھول محمد خان** ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ کل میرے متعلق اور چند دوستوں کے متعلق ایک محترم دوست اور معزز رکن چوہدری محمد یعقوب صاحب نے ذاتی حملے کئے ہیں مجھے اپنے ان حملوں کا جواب دینے اور وضاحت کرنے کے لئے وقت دینا آپ کے لئے ضروری ہو گیا ہے کیونکہ یہ میرا حق ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ویسے بھی آپ کا نمبر آنے والا ہے ۔ آپ اپنی تقریر میں وضاحت کر سکتے ہیں ۔

**رانا پھول محمد خان** ۔ کہیں ایسا نہ ہو درجہ چہارم کی طرح سب سے آخر میں میرا نمبر آئے ہی نہ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے انٹرول کے بعد آپ کا سب سے پہلا نمبر ہے ۔

**رانا پھول محمد خان** ۔ شکریہ

**مسٹر سپیکر** ۔ مسٹر رستم علی خان بلوچ

**مسٹر رستم خان بلوچ** (ساہیوال ۔ 2) ۔ جناب سپیکر۔ زیر بحث میزانیہ کا آج آخری دن ہے ۔ دونوں اطراف سے کافی بحث کی گئی ہے اور میرے خیال میں کوئی ایسا پوائنٹ نہیں ہے جو رہ گیا ہو اور جس پر مزید بحث کی جا سکے ۔ اس بحث کو جس کو ہمارے وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحب نہایت دانشمندانہ اور فہم و فراست کے انداز سے پیش کیا ہے ۔ میں اسے عوامی بھی کہونگا کیونکہ اس پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ اس کی جیسی بھی تعریف کروں وہ کم ہے اس کے بعد میں عرض کرونگا کہ شراب کے لائسنسوں پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے ۔ اس کی بجائے اگر اس پر مکمل طور پر پابندی عائد کر دی جاتی تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ اسلام کی رو سے شراب حرام ہے ۔ اس پر پابندی لگا دینا چاہیے اور یہ حضرت رسول اکرم کا فرمان ہے کہ شراب کو دوائی کے طور پر بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے ۔ اس میں کوئی شفا نہیں ہے ۔ اگر اس پر پابندی لگانے

میں کوئی تاخیر ہے تو میں یہ تجویز کروں گا کہ اس کو ناقابل ضمانت جرم قرار دینا چاہیے ۔ اس جرمانہ اور سزا کو ختم کرکے ڈرائی کو شارع عام پر 40 کوڑوں کی سزا دی جائے تاکہ دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ زراعت کے لیے بھی کافی رقم رکھی گئی ہے ۔ زراعت جو ہے وہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ زراعت کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے ۔ پنجاب میں پانی کا مسئلہ بھی ہے ۔ اسے بھی امید ہے کہ منصفانہ طریقہ سے حل کر دیا جائے گا جو بھی پنجاب کا حق ہے اسے ضرور دیا جائے گا کیونکہ پانی کے بغیر زراعت کی ترقی ممکن نہیں ہے ۔

اس بعد میں یہ عرض کروں گا کہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے بہتر تھا کہ پہلے عوامی نمائندوں سے مشورہ کر لیا جاتا اور ہم اپنے مسائل آپ کو بتا سکتے کہ ہمیں سڑکوں کی ضرورت ہے یا سکولوں کی ۔ بجلی کی ضرورت ہے یا کسی اور چیز کی ۔ ہم سے پوچھ لیا ہوتا تو زیادہ بہتر تھا آخر ہم لوگوں نے ان کے سامنے جانا ہے ہم ان کو کیسے منہ دکھائیں گے ۔ بجٹ پہلے پیش کر دیا جاتا ہے روز بعد ہم سے کہا جاتا ہے کہ پر بجٹ مباحثہ کریں ۔ ہمیں معلوم ہے کہ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے آپ ایک کان سے سنیں گے اور دوسرے کان نکال دیں گے یہ تو ایسے ہی ہماری چیخ وپکار ہے ۔

ایک بات جو میری سمجھ میں نہیں آئی کہ پیپلز ورکس پروگرام ہمارے ڈسٹرکٹ ساہیوال میں کیوں موثر نہیں ہو رہا ۔ وہاں ہم سالوں سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے سکولوں کو اپ گریڈ کرو لیکن انہیں اپ گریڈ کرنے کی بجائے کم کر دیا گیا ہے ۔ آخر مجھے بتائیں کہ اس کی کیا وجہ ہے ۔ رقم جاتی کہاں ہے ۔ کون اس کو غبن کر رہا ہے ۔ کس طرف جا رہی ہے ۔ متعلقہ محکموں سے جب پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں رقم آئی تھی ہم نے arrear clear کر دئے ہیں ہمیں ریکارڈ کیوں نہیں دکھایا جاتا کون سے ایریر کلیر کئے جاتے ہیں ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا زرعی ترقیاتی بنک میں پہلے ہم جو مشترکہ کھاتہ دار تھے ان کو درخواست دیتے تھے تو قرضہ مل جاتا تھا ۔ ان میں سے ایک کو بھی قرضہ مل جاتا تھا لیکن اب انہوں نے یہ لائحہ عمل اختیار کر لیا

ہے کہ اگر مشترکہ کھاتے والے علاقہ کا ایک آدمی درخواست دیتا ہے تو اسے قرضہ نہیں دیا جاتا ۔ مہربانی کرکے ان کو ہدایت کریں کہ اگر مشترکہ کھاتہ والا ایک حصہ دار بھی درخواست دیتا ہے تو اسے قرضہ ملنا چاہئے ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ پولیس پر بہت سی رقم خرچ کی جا رہی ہے ۔ ان کو جیپیں دی جا رہی ہیں ۔ ٹیلیفون بھی دئے جا رہے ہیں ۔ ٹھیک ہے وہ ہمارا امن و امان بحال کرتے ہیں ۔ ہمارے لیے وہ کام کر رہے ہیں ۔ لیکن ان کو چاہیے کہ وہ جرائم کا سد باب کریں ۔ میں تمام دوستوں اور ممبران حضرات سے پوچھتا ہوں ۔ آپ کے پاس بھی لوگ آتے ہوں گے ۔ کوئی یہ بتا دے کہ کسی سفارش یا رشوت کے بغیر حق رسی کی گئی ہو ۔ جب کسی مدعی کی چوری ہوتی ہے تو وہ تھانے میں جاتا ہے تو پولیس اسے کہتی ہے جاؤ اپنے طور پر تلاش کرو جب مل جائے تو بتا دینا ۔ یہ کیا شرافت ہے کہ وہ شریف آدمیوں کو تنگ کریں ۔ کیوں وہ شریف آدمیوں کی پگڑی اچھالتے ہیں ۔ کیوں پولیس سٹیٹ بنایا جا رہا ہے ۔ پولیس کو ہدایت دیں کہ وہ لوگوں

کی تلاش کریں ۔ یہ پولیس کے لیے جو مد رکھی جاتی ہے یہ ضرور رکھیں ۔ ان کو تمام سہولتیں دیں لیکن کام تو صحیح کریں ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا ہمارے ڈسٹرکٹ ساہیوال میں دودھ ۔ گوشت کی بہت زیادہ کمی ہو گئی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سی اچھی بھینسیں اور مویشی کراچی کی طرف جا رہے ہیں اور جب کراچی میں وہ دودھ دینا بند کر دیتے ہیں تو وہ ان کا گوشت بیرونی ممالک میں بھیج دیتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ان کو واپس بھیج دیتے اور گوشت کی کمی واقع نہ ہوتی ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا اور مجھے علم ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ہم کافی عرصہ سے پہلے بھی چیخ و پکار کر رہے ہیں ۔ بلکہ جو پہلے سڑکیں تھیں ۔ ان پر بھی مٹی ڈال دی گئی ہے اور اب وہ گزرگاہ کے قابل نہیں رہی ۔ اب اور نہیں تو کم از کم مٹی اٹھوا لیں تا کہ گزرگاہ تو بن سکے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا علاقہ تھانہ نور شاہ اور برج والا ڈسٹرکٹ

ساہیوال ہے۔ تھانہ برج والا میں ہمارے چکوک ہیں جناب انہیں نوٹ کر لیا جائے۔

1. 58/5
2. 58/6
3. 47/5
4. 85/5
5. 62/5

جناب والا۔ یہ سات آٹھ چکوک ہیں جو سیم سے بری طرح متاثر ہو چکے ہیں اگر ہمارے وزیر آبپاشی موقع پر جائیں۔ ان کو دیکھیں کہ ان زمینوں کا کیا حال ہو چکا ہے۔ اب تو ان کے گھروں کو بھی خطرہ ہے کہ سیم کی وجہ سے گر جائیں گے۔ وہاں کوئی سیم نالہ کا بندوبست کر دیا جائے یا بجلی کا کنکشن دیا جائے تا کہ وہاں ٹیوب ویل لگا کر بچ سکیں۔ باقی سکولوں کے متعلق ہے اگر ڈاکٹر صاحب اجازت دیں تو میں عرض کر دیتا ہوں کہ کون سے سکول اپ گریڈیشن کے لیے ضروری ہیں اور باقی ہماری ایک سڑک جو ساہیوال کو لائلپور سے ملاتی ہے۔ جس سے لائلپور کا فاصلہ 56 میل رہ جاتا ہے۔ اب سڑک دونوں اطراف سے بن چکی ہے۔ صرف پل نہیں بنا۔ میں نے سابق وزیر تعمیرات مواصلات میاں افتخار احمد تاری سے بھی کہا تھا اور انہیں موقع پر بھی لے گیا تھا لیکن اس کا بھی کوئی اثر نہیں نکلا۔ اب مہربانی کر کے اس کی طرف توجہ دی جائے۔ میں آپ کا مشکور رہوں گا۔

جناب والا۔ بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ امن و امان نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے۔ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے صحیح اور اجتماعی نصب العین سے ہٹ کر انفرادی نصب العین پر چلے گئے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کی leg pulling کر رہے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اجتماعی طور پر عوام کو کوئی فائدہ ہو اور اس کے لیے ہمارے قول اور فعل میں تضاد ہے۔ اس چیز پر ہمارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی کا مال اور عزت محفوظ نہ ہو۔ ان الفاظ کے ساتھ۔ جناب والا۔ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر مسٹر محمد انور علی بٹ۔

**مسٹر محمد انور علی بٹ** (سیالکوٹ 7) ۔ جناب والا ۔ بجٹ پر بحث کا آج چوتھا دن ہے ۔ سب سے پہلے تو میری یہ گزارش ہے کہ چوہدری شاہ نواز صاحب سے کہا جائے ۔ کہ وہ اپنی سیٹ پر چلے جائیں کیونکہ وہ مجھے پہلے ہی تنگ کر رہے ہیں ۔ اب میں نے اپنے علاقہ کے مسائل اور بجٹ پر کچھ کہنا ہے ۔ اس لیے مہربانی ہوگی اگر یہ اپنی سیٹ پر چلے جائیں ۔ جناب والا ۔ بجٹ پر سب ارکان نے اپنے اپنے رنگ میں بہت کچھ کہا ہے ۔ لیڈر آف اپوزیشن اور مختلف ارکان حزب اختلاف اور حزب اقتدار نے تقاریر کی ہیں ۔ ہمارے وزیر خزانہ نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے ۔ میں انہیں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ بجٹ کے سلسلہ میں سوشلزم پر بھی باتیں ہوئیں ۔ جناب والا ۔ سوشلزم کیا ہے ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مالک بن اشترکو گورنر مقرر کرکے بھیجا ۔ تو ان کو ہدایت کی کہ تم نے اپنی برادری اور دوسروں کے ساتھ انسانیت کی بقا کے لیے انصاف کرنا اور ان کا احترام کرنا ہے ۔ تو جناب والا ۔ آج وہ وقت آ گیا ہے کہ آج وہ لوگ جو اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جو کہ انگریز کے وقت سے ان کے پٹھو رہے ہیں ۔ جاگیریں اور وزارتیں لیتے رہے ہیں ۔ آج وہی لوگ ناصح کی حیثیت سے اسلام کے نام پر ہمیں یہ نصیحت کرتے ہیں کہ مساوات محمدی یہاں پر ہونا چاہیے ۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں ۔ ہمارے قائد نے مساوات محمدی کا اصول سکھایا اور ان لوگوں کو بتایا تھا کہ تم لوگ جو کہ زبان سے یہ باتیں کرتے ہو کہ مساوات محمدی ہونا چاہئے ۔ گاؤں ۔ دیہات اور شہروں میں جن کو آپ کمین کہتے ہیں ۔ ان کو آپ اپنی چار پائی کے نزدیک بھی نہیں بیٹھنے دیتے ہیں ۔ ان کی بیویاں اور بچے سارا سارا دن آپ کا کام کرتے ہیں اور پھر بھی شام کو آپ اسے "کمین" کے نام سے پکارتے ہیں اور انہیں نچلے درجہ کی کلاس سمجھتے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ کیا قائد عوام نے یہی منشور دیا تھا ؟ جناب عبد اللہ روکڑی صاحب نے کہا تھا کہ قائد عوام نے یہ الیکشن اس واسطے جیتا ہے کہ انہوں نے ۔ این ۔ او میں ہزار سال تک لڑنے کا وعدہ کیا تھا ۔ یہ بھی درست ہے ۔ لیکن جب انہوں نے ان غریبوں ۔ محنت کشوں اور depressed class

کو یہ کہا اور انہیں زبان دی کہ تمہارے بھی کچھ حقوق ہیں ۔ تم بھی اس دنیا میں پیدا ہوئے ہو اور اس لیے وہ اٹھے اور انہوں نے قائد عوام کا ساتھ دیا اور ہم لوگ جو تھڑوں پر بیٹھنے والے اور غریب آدمی ہیں۔ ہم اس ہاؤس میں آئے اور ہمیں بھی موقعہ ملا کہ ہم ان لوگوں کی باتیں کر سکیں ۔ تو جناب والا ۔ نصیحت کرنی کچھ اور ہوتی ہے ۔ اس پر عمل کرنا کچھ اور ۔

اس سلسلہ میں جناب میں بجٹ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ annual development progrmme کے لیے 180 کروڑ رکھا گیا ہے ۔ انگریز چلا گیا ہے ۔ انگریز کے خلاف بہت سی باتیں ہوئیں اور اب بھی ہو رہی ہیں ۔ لیکن انگریز کا دیا ہوا نظام اب بھی چل رہا ہے ۔ جناب والا ۔ انگریز کتنی دور کی بات سوچتا تھا اور اسی طرح وہ دور تک نگاہ لگاتا تھا کہ اس کا دور تک اثر جاتا ۔ جناب والا ۔ وہ اپنے ملک میں تو ایک کانسٹیبل کو عام آدمی سے 10 پاؤنڈ زیادہ دیتا ہے ۔ لیکن یہاں ہمارے ایک کانسٹیبل کی تنخواہ 110 روپے۔ تو جناب والا ۔ آپ بتائیں کہ 110 روپے جس آدمی کی تنخواہ ہو ۔ وہ کس طرح سے law and order کو maintain کرے گا ۔ جب کہ دوسرے محکمے مثال کے طور پر engineering deptt کو لے لیں ۔ اب آپ نے 180 کروڑ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ پر رکھا ہوا ہے اس میں سے 20 فی صد کو وہ اپنا ذاتی حق سمجھتے ہیں ۔ ایسے کہ جیسے وہ ان کی تنخواہ کا ایک حصہ ہے 20 فی صد روپیہ نکال کر علیحدہ رکھ لیں گے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ پانچ ساڑھے پانچ کروڑ کے قریب یہ روپیہ بنے گا ۔ جو یہ لوگ اپنا حق سمجھ کر لے جائیں گے اور یہ روپیہ ڈیویلپمنٹ کی رقم میں سے ہی جائے گا ۔ اس کو وہ رسوت نہیں کہتے ہیں اور وہ اپنا حق سمجھتے ہیں ۔ یہ پانچ کروڑ روپے وہ اپنے علیحدہ لے جائیں گے ۔ اس کے بعد فنانس کا معاملہ آتا ہے ۔ جناب والا ۔ finance deptt والے بجٹ میں provid کرتے ہیں کہ فلاں فلاں رقم فلاں فلاں منصوبوں پر خرچ ہوگی اور اس لیے رکھی گئی ہے ۔ لیکن یہ اس کو release نہیں کریں گے یا اسے مئی کے مہینے میں release کریں ۔ تا کہ یہ کہیں پر بھی خرچ نہ ہو سکے اور اگر خرچ بھی ہو ۔ تو انجینئرنگ اور فنانس والے مل اس کو fifty, fifty کر لیں اور fictitious کام ظاہر کرکے اس ورسے کو خورد برد کر لیں ۔ میں اس سلسلہ میں جناب والا ۔ یہ عرض کروں گا کہ

اس کا تدارک کیا جائے اور finance والے اس کو پہلے release کریں - اس کے بعد پولیس والوں کے لیے یہ جو foot constables ہیں یا ministerial staff ہے - ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں - جب تک ان کی تنخواہیں نہیں بڑھائی جائیں گی - ہم چاہے اربوں روپے کا بجٹ بنا لیں - اس کی implementation صحیح نہیں ہو گی - کیونکہ ایک بھوکے آدمی کے آگے کچھ رکھ دیں اور اس کو کہیں کہ تم نے اسے نہیں کھانا ہے یا ایک بھیڑیے کو ایک ریوڑ کا رکھوالا مقرر کر دیں - یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے -

دوسری بات میں یہ عرض کروں گا - جناب والا - کہ اصلاح اور corruption کی باتیں ہو رہی ہیں - ہر آدمی نے کہا ہے کہ کرپشن بند ہونی چاہیئے - ابھی تک اس کے متعلق کچھ بھی نہیں ہو سکا - یہ محض اس لیے نہیں ہوتا کہ ہم لوگ جنہوں نے ناجائز دولت اکٹھی کر رکھی ہے اور آج بھی کر رہے ہیں - خواہ وہ ایم - پی - اے ہو یا ایم - این - اے ہو - یا کوئی افسر ہو جب تک ان کی جائیداد کو declare نہ کیا جائے - اور ان کا سد باب نہ کیا جائے - تب تک یہ رشوت ختم نہیں ہو سکتی ہے - ہر آدمی جائز ناجائز طریقہ سے دولت بنانے میں لگا ہوا ہے اور جب تک اس کا سد باب نہ کیا جائے گا ان کا محاسبہ نہیں ہوگا - یہ corruption آپ کبھی بھی نہیں روک سکتے ہیں -

اس کے بعد جناب والا - میں اپنے علاقہ کی بات کروں گا - میں اس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں جس نے نظریہ پاکستان دیا اور مجھے اس پر فخر ہے کہ اسی شہر میں شخصیت پیدا ہوئی جس کے اشعار آج بھی پڑھے جاتے ہیں اور اس کی تصویروں پر ہار چڑھائے جاتے ہیں - لیکن اس پنجاب کی جہاں تک development کا تعلق ہے پچھلی دفعہ 70 لاکھ روپیہ finance deptt نے ہمارے علاقے کے لیے allocate کیا - اس کے بعد 40 ہزار - پھر revision ہوئی اور پھر 40 لاکھ ہو گیا اور آج اس دفعہ finance depatrment نے ہیرا پھیری کرتے ہوئے - وہ 20 ہزار ہمیں صرف دیا اور 40 ہزار سے وہ 30 ہزار پہلے والے اور 20 ہزار اپنے پاس سے دے کر 50 ہزار صرف ہمارے ضلع کو دیا ہے -

مسٹر سپیکر - آپ کے پانچ منٹ باقی ہیں -

مسٹر محمد انور علی بٹ ۔ جناب والا ۔ اس طرح میرا تسلسل ختم نہ کریں جب آپ کہیں گے میں بیٹھ جاؤں گا ۔

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بیماری جب شروع ہوتی ہے تو ہمارے ضلع سے شروع ہوتی ہے حالانکہ وہاں پر sanitation بڑی اچھی ملتی ہے جنگ شروع ہوتی ہے تو ہمارے ضلع سے شروع ہوتی ہے ۔ سیلاب جب شروع ہوتے ہیں تو ہمارے ضلع سے شروع ہوتے ہیں ۔ میں تین دفعہ آبپاشی منسٹر فار اریگیشن کو وہاں لے کر گیا ہوں کہ اللہ ہمارے لیے ان بندوں کی تعمیر کراؤ ۔ جناب قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو وہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے بھی اس سلسلے میں حکم دیا لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ والے بیس فی صدی روپیہ یقینی لے جائیں گے ۔ بجٹ میں یقینی طور پر وہ ہمارے لیے allocate کریں گے ۔ لیکن وہ جائیں گے ۔ جہاں تک ان کی کارکردگی اور کام کا دخل ہے ۔ ایک انچ بھر کام نہیں کیا ۔ نہ ہی انہوں نے estimate بنایا ہے اور نہ کوئی سکیم بنائی ہے ۔ حالانکہ قائد عوام نے خود موقع پر حکم دیا تھا کہ اس کام کو چلاؤ ۔ بارش ہو گئی ہے سیلاب کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے ابھی لاہور یا اگلی طرف دو چار دس دن میں تھوڑا پانی جائے گا لیکن میرے علاقے میں دریا سے پانی دس انچ باہر نکل چکا ہے اور گاؤں کے ارد گرد چکر لگا ہے ۔ تو اللہ اس کے لیے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا ۔ وہ اب بھی سینیئر منسٹر ہیں وہ میرے ساتھ بطور اریگیشن منسٹر وہاں گئے تھے لہذا ان سے میں استدعا کروں گا کہ ضلع سیالکوٹ میں میرے علاقے کی تحصیل جسڑ جس کے متعلق میں عجیب بات کرنی چاہتا ہوں ۔ جسڑ کے مقام پر بہت زیادہ کیوسک پانی کی وجہ سے پانی فلڈ ہوتا ہے اور یہاں اخباروں میں دے دیا جاتا ہے کہ 25 ہزار کیوسک پانی آ رہا ہے ۔ وہ اس لیے آتا ہے کہ پانی cracks سے نکل کر دوسری طرف جایا کرتا ہے اس کے لیے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس علاقے کے بچاؤ کے لیے کوئی انتظام کریں اگر یہ cracks اور بند فوری طور پر مکمل نہ کئے گئے تو میرے تین سو گاؤں تباہ ہو جائیں گے ۔

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں زبانی عرض کروں گا کہ جناب ڈاکٹر صاحب آپ نے ہمیں دو نیشنلائزڈ تعلیمی ادارے دئے ۔ ایک

گرلز سکول اور ایک کالج دیا ہوا ہے ۔ اس کے لیے پچھلے سال ایک لاکھ روپے رکھا گیا ۔ چونکہ نیشنلائزیشن سے پہلے سکول کو جو آدمی چلاتا تھا وہ یہاں محکمہ تعلیم میں خاصا forceful آدمی ہے تو اس کی وجہ سے ایک لاکھ روپیہ رکھ لیا گیا تھا ۔ اب کی دفعہ یعنی ہمارے دو سب ڈویژن میں ایک گرلز سکول ہے ۔ ہماری زمینداریاں بہت کم ہیں ۔ دس ایکڑ سے زیادہ کسی کی زمینداری نہیں ہے ۔ ہماری بچیوں اور لڑکوں کا زیادہ تر دارمدار تعلیم پر ہے تو میں اس سلسلے میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس علاقے کا جو گرلز کالج ہے جو انہیں کے محکمے کے آدمی نے دیا ہوا ہے ۔ اس کے لیے کچھ کریں تاکہ ہماری بچیاں وہاں پر تعلیم حاصل کر سکیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری کلیم اللہ ۔

**مسٹر محمد انور علی بٹ** ۔ جی !

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ نے کہا تھا کہ جب آپ کہیں گے ۔ میں بیٹھ جاؤں گا ۔

**مسٹر محمد انور علی بٹ** ۔ جناب والا ۔ تین سال کے عرصہ میں پہلی مرتبہ بات کر رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ تعلیم کے متعلق میں نے عرض کر دیا ہے ۔ اس کے بعد میں سڑکوں کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ مریدکے ۔ نارووال سڑک 1971ء میں شروع ہوئی تھی اور یہ دو سال پہلے مکمل ہو جانی چاہیے تھی اس دن جناب ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحب کو آپ نے کہا تھا کہ دسمبر تک یہ کام ختم ہو جائے گا ۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دسمبر 1980ء تک اگر مکمل ہو جائے تو مجھے پکڑ لیں ۔ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اس پر چالیس ہزار روپیہ فی مہینہ زائد لے رہا ہے تو اس سلسلہ میں خدا کے لیے جناب ملہی صاحب کوشش کریں اور اور مریدکے نارووال سڑک پر جہاں گورنمنٹ کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے اسے بچانے کے لیے فوری طور پر اس سڑک کو مکمل کرانے کی کوشش کریں اور جو ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کو ٹھیکہ دیا ہے وہ منسوخ کرکے کسی پرائیویٹ ٹھیکیدار کو وہ ٹھیکہ دیں تاکہ اس کا interest involve ہو اور وہ

یہ کام کر سکے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری کلیم اللہ ۔

**چوہدری کلیم اللہ** (رحیم یار خان ۔ 3) ۔ جناب سپیکر ۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرنا چاہتا کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ بغیر نئے ٹیکسوں کے لگائے پیش کیا اور سب سے زیادہ نمایاں پہلو جو اس میں ہے وہ یہ ہے کہ اس میں ڈیویلپمنٹ پر سب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے ۔ جو آج تک پنجاب کے صوبہ میں کبھی نہیں رکھی گئی ۔

اب میں ان چند امور کے کے متعلق کچھ عرض کروں گا ۔ اس بجٹ میں جو عوامی حساسات کے متعلق ہیں سب سے پہلے میں وہ عرض کرتا ہوں کہ عوام اس بجٹ کو ایک کاغذی کارروائی سمجھتے ہیں وہ اس لیے کہ ڈیویلپمنٹ پر جس قدر اخراجات تجویز کئے جاتے ہیں ۔ مختص کیے جاتے ہیں ۔ ان رقومات کو وقت پر release نہیں کیا جاتا ۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب سال ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے ۔ اس وقت آخری مہینے یعنی مئی اور جون میں آ کر رقومات release کی جاتی ہیں جو ان دو مہینوں میں اخراجات کا ہونا بالکل ناممکنات میں ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ تمام تر رقومات lapse ہو جاتی ہیں یا پھر کوئی خرچ ہوتی ہیں تو اس طریقے پر خرچ ہوتی ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مصرف بالکل بے بنیاد اور نا کارہ اور ضائع ہونے کے مترادف ہوتا ہے ۔ اگر ان کو دور کرنے کے لیے کوئی کارروائی نہ کی گئی تو وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ کارروائی جو بجٹ پر کی جاتی ہے یہ صرف کاغذی کارروائی ہے ۔ اس لیے میں تجویز کرتا ہوتا ہوں کہ ہر سہ ماہی کے بعد اداروں سے رپورٹیں طلب کی جائیں کہ انہوں نے اس بجٹ کے متعلق کیا کیا اخراجات کئے ہیں اور وہ رپورٹ ہر سہ ماہی کے بعد شائع کی جائے تا کہ عوام یہ سمجھ سکیں کہ بجٹ کے مطابق کس قدر عملدرآمد ہو چکا ہے ۔

جناب والا ۔ اب میں یہ عرض کروں گا کہ شراب اور ریس پر جو ٹیکس لگائے گئے ہیں ان کا عوام پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑے گا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر شراب اور ریس پر مکمل پابندی لگائی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام

اس موجودہ شکل کے مقابلے میں زیادہ بہتر سمجھتے اور ان پر اچھے اثرات مرتب ہوتے۔

جناب سپیکر ۔ اس کے بعد میں لینڈ ریفارمز کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ لینڈ ریفارمز کے تحت چھوٹے طبقے پر جن کی حد ملکیت 12 ایکڑ سے کم ہے ان پر میں سمجھتا ہوں کہ بہت برے اثرات مرتب ہوئے ہیں ۔ چھوٹے زمیندار جس قدر بھی غیر حاضر ہیں یا جن کے مزارع کام کرتے ہیں وہ اپنے مالکان کو اول تو حصہ ہی نہیں دیتے اور اگر دیتے ہیں تو اپنی مرضی سے دیتے ہیں ۔ وہ مالک اراضی نہ مزارع کو بے دخل کر سکتا ہے نہ ان پر کوئی کارروائی کرسکتا ہے جس سے وہ اپنا حق مانگ سکے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ لوگ جو چھوٹے مالکان اراضی ہیں ان کی بہتری کے لیے جن کی تعداد صوبہ پنجاب کے اندر مزارعوں کے برابر ہوگی ۔ اول، تو مزارعوں سے زیادہ ہوگی نہیں تو برابر ضرور ہوگی ۔ ان کی امداد کرتے ہوئے مارشل لاء ریگولیشن 115 سے ان کو مستثنیٰ قرار دیا جائے تاکہ وہ لوگ بھی اپنی ملکیت سے فائدہ اٹھا سکیں ۔

جناب والا اب میں کچھ ملازمتوں کے سلسلے میں جو نئی ملازمتیں دی جاتی ہیں عرض کروں گا وہ یہ کہ نئی ملازمتوں کی تقرری کا طریقہ کار اس وقت وزراء صاحبان کے رحم و کرم پر ہے ۔ جس ضلع سے کوئی وزیر صاحب یا وزراء صاحبان ہوں وہ اول تو اپنے حلقہ انتخاب تک رہتے ہیں دوسرے نمبر پر وہ ضلع تک پہنچتے ہیں اس لئے میں گزارش کروں گا کہ ایسے اضلاع جن کا کوئی وزیر نہیں ہے ۔ ان کی حق رسی کے لیے ایسا عمل اور طریقہ اختیار کیا جائے کہ گریڈ 15 تک کے تمام ملازمین کی بھرتی ضلعی سطح پر کرائی جائے ۔

اب جناب والا ۔ میں اپنے علاقائی مسائل کے متعلق کچھ عرض کروں گا ۔ میرا تعلق ضلع رحیم یار خان سے ہے ۔ ضلع رحیم یار خان پچھلے سال کی تباہ کاریوں کی وجہ سے دو تہائی رہ گیا ہے ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن وہاں پر ایک ایسا خطہ ہے جہاں پر ابھی تک پانی ہے ۔ اس لیے میں اس کے لیے عرض کروں گا کہ جس قدر رقوم اس بجٹ میں مختص کی گئی ہیں وہ ناکافی ہیں

اور وہاں کے عوام کو مطمئن کرنے کے لیے یہ قطعی طور پر ناکافی رقوم ہیں - کیونکہ سیلاب کی تباہکاریوں کی وجہ سے اس ضلع کی بہت تباہی ہوئی ہے - اور باہر کی دنیا سے جو وفود آتے ہیں تو رحیم یار خان کی تباہکاریوں کو دکھایا جاتا ہے اور اس ضلع کو دکھا کر کروڑوں روپے کی امداد باہر سے ملی ہے مگر افسوس ہے کہ اس ضلع کو ایک فیصد بھی اس امداد میں سے نہ مل سکا - میں گزارش کروں گا کہ اس ضلع کی آباد کاری کی جائے کیونکہ لوگ ابھی تک وہاں ٹیلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں - اس لیے اس ضلع کی آباد کاری کے لیے خاص طور پر اس فنڈ میں سے امداد دیں - جب تک کروڑوں روپوں کی امداد نہ دی جائے گی وہ لوگ آباد نہیں ہو سکیں گے - اور وہ یہ سمجھیں گے کہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا گیا اور وہ دوبارہ صوبہ کی تحریک چلائیں گے - اسی دوران ایک خوشخبری سنائی گئی ہے کہ اس کے لیے تین کروڑ روپے منظور کیے گئے ہیں لیکن ابھی تک وہاں ایک کروڑ روپیہ بھی تقسیم نہیں ہو سکا - اس لیے میں گزارش کروں گا کہ فنانس کارپوریشن کو قرضوں کی تقسیم کرنے کے ضمن میں تاکید کی جائے اور جو رقوم ضلع کی آبادکاری کے لیے مہیا کی گئی ہیں وہ رقوم تقسیم کریں اور یہ کام جلد از جلد کریں -

اب میں سیلاب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مارجنل بند میں شگاف آ چکا ہے - میں نے خود جا کر دیکھا ہے اور کورنگ بند کے کنارے جو ہیں وہ بالکل بے سود ہیں اور ضلع رحیم یار خان کے لوگ اس سے ہراساں ہیں - فصل خریف اور کپاس کی فصل خراب ہو گئی ہے - اس سال بھی سیلاب آ گیا ہے اس لیے خدارا ان لوگوں کو آباد کرنے اور اس علاقے کو محفوظ کرنے کے لیے وہاں کورنگ بند کا جلد کام کرائیں تاکہ وہ بند محفوظ ہو سکے اور لوگ ہراساں نہ رہیں اور اپنے کام کاج میں لگ جائیں -

خان پور کی کافی آبادی ہے وہاں پر شوگر ملیں ٹیکسٹائل ملیں ہیں - چودہ جیننگ فیکٹریاں ہیں اور خان پور سے گیارہ میل کے فاصلہ پر سوئی گیس گزرتی ہے لیکن بد قسمتی سے اس شہر کو سوئی گیس نہ مل سکی - اس لیے میری درخواست ہے کہ اس شہر کو سوئی گیس مہیا کرنے کا انتظام کیا جائے - یہ تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ خان پور میں نہ ہائی سکول ہے نہ کالج - نہ

کوئی سڑک رہی ہے ۔ اس لیے میری عرض ہے کہ جو چیز وہاں موجود ہے اسی کو بتا دیا جائے تاکہ لوگ وہاں آباد ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم ۔

**Minister for Education** (Dr. Abdul Khaliq) : Mr. Speaker Sir, while I rise to explain the aims and objects of the policies and programmes presented by the Government of the Punjab in the budget of 1974-75, I am conscious not only of the most vituperative rhetorics expressed and delivered in this House by the learned Members of the Opposition but I am also conscious of the wishes galore speeches of my own partymen. Mr. Speaker, I wish to emphasise the perspective in which this budget should be considered; I will digress from what I wanted to say and would appreciate that at least one learned Member of this House this morning said what I wanted to say. He said that one budget cannot solve the problems of this Province, and the problems which are there for centuries and not for years. This is exactly what I wanted to start with. I will not tax the comprehension of the learned Members, the Finance Minister chose not to tax the people of the Punjab. I will only introduce two factors which will explain, which will clarify, which will elaborate and elucidate the perspective in which I wish this budget to be considered, to be criticised and to be appreciated.

Sir, I would like to remind the learned Members of this House that during mid 18th Century or some where near 1750 when the industrial revolution, when the machine revolution came into being in Europe, in Great Britain and U.S.A., the countries of the world came to be divided into two kinds of countries viz agricultural raw products producing countries and the countries which imported that agricultural raw material turned it into what the economists say value added goods. They exported those value added goods to these agricultural raw products producing countries and this process was based on exploitative terms of trade. This process impoverished the countries which were producing agricultural raw products and Pakistan falls into the category of agricul-

tural raw products producing countries.

Sir, the more we produce, the more we trade with the international world; the more we lose, the more we transfer our real resources. I will elucidate my point by saying that every year Pakistan has to sell more maunds of cotton and rice to import less quantity of steel, less quantity of Soya Been Oil, less quantity of tin, less quantity of aluminium and less quantity of so many other industrial raw materials. Even if we work more and produce more, the moment our cotton goes into the international market, the unit price will fall.

(At this stage Mian Manzur Ahmad Mohal occupied the Chair)

In fact, Pakistan will get less money than it did during the previous years. This process of exploitative terms of trade has continued, at least, for two centuries and one could have described this inexorable, this callous passing of time by quoting Fitzgerald's rendering of Rubaiaat-e-Umar-e-Khayyam.

"Writing finger writes and having writ
Moves on, nor all thy piety, nor thy wit,
Can lure it back to cancel half a line
Nor all thy tears shall wash a word of it,"

So, after the passing of this inexorable time, the centuries of exploitative terms of trade have impoverished our country and some times in a sense, which is pseudo-euphoric, we say that we are an agricultural country. Now, I am not pleased to say that Pakistan is an agricultural country. We are per force an agricultural country. We have been given this fate to be an agriculturgl country. We don't say that we are an agricultural country because we have some particular eudowments for agriculture. We don't have enough canal water, we are always at each other's throat for more water and we don't have enough arable land. I would like to remind the learned members of this House that the cropped area, per head, is falling and we still say that we are an agricultural country. Waterlogging and salinity is distroying our lands day in and day out. These are our endowments. We don't say with great happiness

or joy or pleasure, but we are deemed to be an agricultural country. This is not the fate that one would enjoy and be happy. I wish to illustrate this point by giving few figures...

**رانے سخاوت علی خان** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک نہیں ۔ میں کہوں گا کہ یہ زراعت پیشہ لوگوں کا ملک ہے ۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم زیادہ بندر گاہیں نہیں رکھتے کیونکہ تقسیم ہندوستان کے وقت ہمیں زیادہ دریا نہیں ملے ۔ ہم زیادہ نہریں کھود کر ان سے پانی لگا کر زیادہ پیداوار حاصل کر سکتے ہیں اور جسے ہم ایکسپورٹ کر سکتے ہیں ۔ جتنی ایکسپورٹ ہم کر رہے ہیں وہ ہم کاٹن کی کر رہے ہیں ۔

**وزیر تعلیم** ۔ یہ میرا قصور ہے ؟ میں نے یہ نہیں کہا کہ ہمارا پاکستان زرعی ملک نہیں ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ہم خوشی سے زرعی ملک نہیں ہیں ۔ ہمیں بد قسمتی سے ایک ایسے گھڑے میں ڈال دیا گیا ہے کہ ۔

We are forced to be an agricultural country. We have been doomed by our fate over the centuries to be an agricultural country. What I mean to say is that we cannot boast about it. What do we produce out of agricultures? We can't have enough wheat to eat and we cannot have other things enough to eat. So, we are deemed to be an agricultural country and we are not proud to say it. The more we work the more poorer we get. This is how somebody has decribed it "work harder and get poorer" It is a very good expression which is being inflicted on the Third World. This is not our choice. I will come out later with the suggestions. This is not a consideration in abstract. I wanted to illustrate this exploitative terms of trade before my friend interrupted me.

During 1972-73, Pakistan import bill on machinery, petrolium, fertilizers and industrial raw material was 797 million dollars; we can multiply it by 10 to calculate the rupees. In 1973-74, the year just now passing, we have imported almost the same quantities for 1450 million dollars. In 1972-73, we imported the same quantity in 797 million dollars and in 1973-

74, in a span of one year only, not a century, we lose almost 650 crores of rupees in importing almost the same quantity of machinery, petroleum, fertilizers and P.O.L products. This will show how much this exploitative terms of trade is working. Why I quote one year? Because if this one year is multiplied by 200 years then the learned members of this House will realise where does Pakistan stand.

I have introduced another item, Soya Bean Oil, which we import for our vegetable ghee. When I was Minister for Industries in October 1973, it cost us 490 dollers per ton. Only last year, in October 1973, the Soya Bean Oil cost us 490 dollars per ton and this year, in May 1974, in a span of six or seven months, it has cost us 800 dollars per ton. This shows that the harder we work, the poorer we get. This was the one factor which operated directly on economic grounds.

The second factor is rather indirect. The second factor which I wish to introduce is that Pakistan is spending quite a lot of money on the defence of its national independence, national integrity and national solidarity. Sir, we are a unique country in the world where we have enemies not only across the borders but in our own ranks also. We have in our own country people who have loyalties outside of this country and they make no bones about it. They speak very clearly of their aims and objectives. So, Pakistan has to be all the more cautious and spend lot of money on her defence. This year, it is about Rs. 558 crores. I don't want to go into the details but why I mention this and why I say that we are spending so much is because this is a sacrifice which we have to make in order to preserve this home-land of Islam. The Muslims of whole India want it to be protected. When I say sacrifice, it is just not a word of nine syllables to be uttered, listened and forgotten. Sacrifice means going without some thing and not consuming some thing for a great cause. This is what sacrifice means and this is what Qurbani means. When we say that the father is doing Qurbani for the sake of his son, it means that the father is going without good clothes or he is going without good food but he is sacrificing and making the

money available for the education of his son or for his other needs. This is Qurbani, this is sacrifice. So, sacrifice means that we will have to go without hospitals, without roads and without houses, for a while, for the great cause of preserving our national independence, our national solidarity and our national integrity. And this is a responsibility given to us not only by the people of Pakistan but by every Muslim of India who voted for Pakistan in 1945-46 elections and also by the rest of the Muslim World. We have to maintain Pakistan. Col. Ghaddafi, the President of Libya, was not wrong when he said -

پاکستان حصن الاسلامیہ

"Pakistan is the fort of Islam in Asia" because he knew that this nation has been created. He knew we are a new nation. This is another thing that we are a juvenile and young nation. So, we must have new ideas, new ideology, new vigour, the ebulliance and effervescence of a new nation which is marching ahead. We must sacrifice for the preservation of our national independence and when I say sacrifice, I wish to remind the learned members of this House, that we will have to go without schools, without hospitals, without roads and without houses for a while for the great cause for which we will live and die in this country. And this morning learned Members of the Opposition and my own Party men have said that we will sacrifice to any extent. We will give any tax, let the Prime Minister or the country go also atomic so that we can also match India. So this is a translation of sacrifice. But some times we do forget these wishes galore which my learned Members have expressed. It means that at that time we were forgetting that we are sacrificing continuously. If we were not to spend so much on defence, we could have raised the Budget mani-fold and give more houses, schools and hospitals. So Sir, this exploited process working for more than two centuries, where it has brought us, where it has landed us. We are an over-populated country. We are short of or at the most we meet our food requirements. What do we mean by

food? We mean by it 'Anaj' i. e. wheat. That is not enough food. But even some time we cannot get enough of it. This is where the fate has brought us. This is where we are doomed after the exploitation of more than two centuries. The second factor that I introduced is the money that we spend for the national independence and the integrity and the solidarity of aur country.

Now, Sir, after having said this which was merely an exercise to paint the perspective so that my honourable friends can appreciate why this has been what we have done so far, and what the peoples Government have done so far, I would say that we have so far either controlled the process of exploitation or eliminated it altogether in certain fields. I will elucidate what I am saying. Sir, we have nationalised many fields. We have nationalised some industries, mostly of medium techonology type. We have nationalised Banks, Insurance Companies, Shipping Companies. So in all these industries there is no one capitalist at work who has a profit motive. All these industries are being run by the State. Imagine all of them are making profits. Imagine the banks making profits, Imagine the Shipping Companies making the profits, big Beco and other companies making the profits. All this profit will be ploughed into the peoples welfare. All this profit will go into the National Budget and the Provincial Budget and will be ploughed and spent on peoples welfare, on schools and hospitals. All this profit before this went to a capitalist.

Secondly, the management since, is in the hands of State, the relationship with labour is not based on any exploitation but is based on his welfare. When I say that we have controlled the exploitation in other places, by labour laws and by land reforms— I am not saying that my learned friends have repeatedly reminded of ejection of tenants and so many other things - by both these pieces of Reforms, we have managed to control the exploitation to a large extent. But I would say this that we have managed a coup d'etat against exploitation and we have not yet delivered coup de grace to the forces of exploitation. I only wish to remind our critics that when we

came in power on 20th December, 1971, there were thousands of labourers in each city who had been turned out by the owners on most flimsy and on most trivial basis and we, the Peoples Government, reinstated thousands of those labourers who had been turned out from the factories and the mills in the months before we came into power. And now the pendulum is swung right the other way round and now it is the labourer who turns the owner out and not the owner who turns the labourer out, although I don't think it is right.

(Applause from the Treasury Benches)

(خیرالامور فی اوسطہا)

The best policy is to be in the middle. I would like the pendulum to go back so that there is a reapprochement, so that there is a detente between the labour and the owner and they can work side by side and the owner cares for the labourer and the labourer produces more. So far what we have done is that we have eliminated the process of exploitation and we have controlled the process of exploitation by many Reforms. The biggest one is the Land and the Labour Reforms. Now, Sir, somebody would ask me that while you have done so, while you have nationalised Beco and others, you have nationalised Shipping Companies, Banks, where are the benefits? The people are not all that rich. So I will tell them that this is exactly what happens that once you acquire the means of production that is not an end in itself. This is a means to an end. Now we have acquired the means, how we will meet the end. Sir, the only answer in the world is to produce more of every thing. I will not go into big industries. I will say smaller things. Supposing, we produce more coal, we will produce more bricks and bricks will be cheaper. We will be able to build more roads, more houses and more buildings. Similarly, if we are able to produce more oil at this time we produce only 15% of our national needs of the petroleum and its products; 15% is most inadequate for a growing nation, for a nation that has not got any exportable surpluses naturally we will export oil and if we become self-sufficient, we will save all the money and that money can be ploughed into public

welfare. Similarly, in the present factories, whatever we have, if we produce more cloth, not only we will use more, we will wear more cloth but we will also export more. At this time we are using about 15 yards per person per year. This is the lowest figure in the United Nations. These are just a few examples to tell my learned members how the benefits will reach a poor man Not merely by nationalisation. That is just one step. That is just acquisition of means. The next step is to produce more and we will share more. Here, when I say that we produce more and share more, I will say that in the fields that we have discovered the only way is to work hard, to use all the installed capacity that we have. In the present Federal Government's Budget, Government has made so many relaxations to give a boost to the utilisation of any installed capacity that exists in Pakistan so that we would have mills in which we produce more, we use more, more share comes to use and we also export and become richer. I would elucidate my point of view. If we export raw cotton, we get less and no labour gets employed. If we produce just one step value-added good i. e. if we spin the cotton into yarn we produce a value-added good and we use our labour and its export value is also more. If we go one step further that if we weave this yarn into cloth, this becomes a more value added good, we will export more and earn more. So on the production side we should go more and more for value-added goods so that we can earn more from our international trade and the terms of trade, which are exploited, which are against us, are not in our favour, shall be changed in favour of Pakistan so that we can do something real and substantial about the difficulties that are faced by our people.

Sir, I forgot to mention the cotton and rice export that the Government has nationalised. This is being done by Trading Corporation of Pakistan. All this also brings money into the National Budget. Now Sir, I will say, how much we are. Because whatever we produce unless we know that how many we produce, it is no use. Economic Planning for whom, for how many?. Sir, our G.N.P. during the year is to rise by 6% and our population will rise by more than 3%. So we miss half of the progress that we will make, that will just be nulli-

fied by the additional mouths that we have to feed, the additional people that we have to clothe, school, hospitalise. So the important thing is to have a programme. A first class programme of population planning, I will admit before this House that there is a lot to be desired in the functioning of this department. However, we are paying attention to it, and also to the criticism of those learned Members who say that we are spending so many crores on this Family Planning. We could have spent so many crores on some other products which could have yielded results. Sir, this is a part of the economic planning. I said economic planning for whom, for how many, and unless we know how many we are going to have we will never succeed in producing enough for our population. So many people say that population in Pakistan is not of that much. I also say alright it is not of that much. But let us say what our endowments are, what our resources are. What is an optimum population? What is the best population to have? The best population to have Sir, is a population which you can employ productively in different economic fields in your country and a population for which you can supply consumer goods that they need Optimum population is the one that you can employ productively in your country and supply it with the consumer goods that it needs. So the answer to my question will come whether Pakistan is over populated or rightly populated, whether it is optimum population or not. I would say 'not'. It is over populated because we are not able to use our people productively and we are not able to meet all the requirements of their consumption that we could. I will illustrate and I have already referred many times to Belgium and England. In Pakistan we have hardly (I am not very sure) 170 people in one sq. mile of our country. Belgium and England have about 800 people in one sq. mile and yet they are not over-populated because they can employ their population productivhly and supply that population what ever it needs for its consumption. Now since we are not able to do it, this is iust to convince, because lot of Hon'ble Members in this House are so ill-informed about the population planning and they always attack this department, I wish that some of my talk may go to convince them, so that they can in future increase this propaganda in

the people because they are the representatives of lakhs of people and if they get convinced, however long I have to talk, I will say this will be time worth spent. So many of my friends who are known as revolutionary, I say I am as much revolutionary as any body else is. I am also a poor man's son. I have come in politics to do away with poverty, to do away with hunger, to do away with disease, to do away with scarcity and to do away with want. But Sir, if poverty was such an easy thing to eradicate, it would have been eradicated. In this connection I would like to quote an example from Khulafa-i-Rashidah, because no body here could doubt their motive, no body here could doubt their sincerety, no body here could doubt their wisdom, no body here could doubt their guidance; Rashidah means guidance from the God.So they could not eradicate poverty in their time. Arabia didn't become the richest country of the world, because they had poor resources and it depends upon the resources of the country. Once Hazrat Ali was asked like we are being asked in this House, and he replied in a very simple and comprehensible language. He said if the poverty was a 'man' I would have killed him What he meant was that if it was so easy to eradicate poverty he would have eradicated poverty, like if it was a 'man' I would have killed him. It is not that easy but nevertheless, I share the wishes of my friends Whatever they have said I will also say in the words of Rubayat-i-Umar-i-Khayyam :—

"Ah love! could thou and I with fate conspire,

To grasp this sorry state of things entire,

Wouldn't we shatter it to bits and then,

Remould it nearer to heart's desire."

Sir, this is my wish also, this is my wish along with my colleagues that if we could demolish all this existing system and then remould, it remake it, reshape it, rebuild it according to the hearts desire that we all nourish in this House, then as I said previously and I repeat it, wishes are not like saddled horses that every body sits on a horse and it is ready to ride. Whises have to be implemented by actions and actions in poli-

tics need to be backed by finances, by the means of production. Sir, I wish to remind my learned friends through you that what we have done is to acquire certain means of production and now we should increase production so that we can have more share of it.

Now Sir, I will come to a few departments. Sir, the agricultural policy has been explained in detail by my Honable friends, but I will only reiterate that we wish to follow a policy of self sufficiency in food, higher yield of cash crops, i.e., cotton and rice. The only way to change from petty commodity production which our land, which our agriculture is we are only petty commodity producers the only way to produce and to make large scale production of agricultural products as so many of my learned friends hinted is through Cooperative Movement. I am glad that a very learned and a revolutionary Member of our Peoples' Party and a Member of our Central Committee, which is the Central Policy Making Body, Sheikh Muhammad Rashid, is taking up this matter in real earnest and the Punjab Government has conveyed its ideas about the Cooperative Farming, and we have gone so far because our farmer as yet is not tuned to the mode of parting away with his land, however small, however petty, however tiny his holding may be. He cannot part away with that holding. So we have to modify our views. This is a democracy. So many times when my friends talk, they some times talk as if this was a one party State, some times they talk as if this was a Kingdom and the King would say some thing and would be accepted. So we are in a democratic country, we are doing and implementing our programme under difficult conditions. So, we have to care for the wishes and for the likes and dislikes of our farmers. We have modified our programme of cooperative farming. Previously, in this country a large farm of five hundred acres was given the facilities of cooperative farming. Now, we find that it is very difficult, rather impossible, to acquire land on such a large scale. Why I stress ? Because already we have a couple of cooperative farms in Punjab but they are a drop in the ocean. They do not matter at all. What we need is to have cooperative farming on a very

large scale so that we can put in more inputs, more fertizers, more water, better agricultural practices and hence, produce more products. This is one of our policies and the Federal Government is at it.

Now, the industrial policy. I was lamenting all the time that we have been impoverished by the industrialised countries. So, what should we do ? What is the conclusion that we should draw ? The conclusion is that we should also become, as much as possible, an industrial country. Now, how does one become an industrial country? One of my friends said yesterday that so far no industries have come np, and this and that. I would like to submit that industries don't come up in one mon th's time or in six months' time. They have a long gestation. If you order, in foreign exchange, in hard currency, today for a plant, it will take at least 2½ years for delivery. Secondly, look at our own-self first. Every tehsil wants its pound of flesh. When we are not prepared to give a part of our tehsil's budget for the development of other tehsil, how do we expect the richer industrialised countries-people of different colour, different race and different ideology-to help us ? We have been at loggerheads. Our forefathers had been at loggerheads. We have had so many wars in between. How can we expect the rich industrialised, the happy and the prosperous countries to share our miseries and woes ? How is it possible when we don't share our own miseries and woes ? The process of industrialization for a country like Pakistan is very very difficult. One of my friends said that there is a lot of money in Pakistan and, as an example, he stated that if you stop cars on one road for a short time you will have a mile long queue of cars. That does not mean that it is our industrial capacity. For industrial capacity we need certain kind of industrial unit. Now, from where do we get that ? Nobody wants to give it to us, and without capital, without foreign machinery, you just can't develop. Look at the United States of America, the citadel of capital in the world ; it developed on the capital which came from Western Europe and Great Britain. America developed on the machinery, on the capital, that came from Western Europe and Great Britain. American capital went to

Canada and developed it. British and American capital went to Australia and Newzealand and industrialised those countries. Now, where is such a parent country which is willing to help us? Our predicament is all the more difficult and puts us in an embarrassing position So, through you, I remind the learned members of this House that you can't do industrialization in a span of one month or six months. It is not like taking out one tree from place and grafting it at another. What kind of industries we should have? If we import raw material and produce some thing which does not yield us money, what is the use of having that industry? So, what we are going for is an agro-base industry. We are going to have four sugar-mills, three cotton mills and five rice shellers. As I said last time, when we use the conventional methods of husking rice, we break lot of Basmati rice which is tantamount to breaking sterling Pounds and Dollars. Therefore, we are putting these units so that we can save lot of our rice. Then, Sir, about the location of these mills. So many gentlemen have raised questions about Bahawalpur. I wish to inform the members that one of these textile mills will be installed at Sahiwal, one at Dera Ghazi Khan and one at Bahawalpur.

Then, we come to small industries sector. Sir, this is another sector in Pakistan whitch is an opening for us because in small industries there is less investment as most of the machinery is manufactured inside the country and most of the raw materiel is available in the country. So, we are going whole hog for the putting up of small industries in our country. I invite all the would-be investors, most of them are sitting in this House, or their constituents to come up and invest in the small industries because it costs only upto an amount of twenty lac rupees to establish a small industry. We give 60% credit and more 20% for the running of the business. We decide the applications in six weeks. Feasibility, site, location, availability of raw material and all other things are decided within six weeks time.

There is another important field where we should go and where, I am sure, Allah Ta,ala has created resources for us but those resources are hiden from our eyes. We have to go

for these hidden resources and, therefore, from this year, we have created a Mineral Development Corporation. Its job will be to carry out surveys, locate sites, apply scientific methods in mining to prevent wastage of mineral extraction as well as its uses because, at this time, lot of it is being wasted.

Now, I come to, I won't say much maligned but sufficiently criticised sector of education. In this sector we will spend during the new year about three core rupees on primary education. Here, I wish to pause for a while. I think any Islamic State any Islamic country must implement the words of

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

طلب العلم فریضتہ علی کل مسلم و مسلمتہ

(It is the bounden duty of every Muslim and Muslemah to learn.)

Therefore, it is most important for every Islamic country to provide facilities so that our populace might be able to discharge this duty. Hence our primary aim in this education programme is to provide a primary school in each and every sizeable village. After this, there are so many items but we have a Teachers, Training Programme and we will spend one crore rupees on it. Many gentlemen have emphasized on the training of teachers so that we have better standards of education. On scholarships we will give two crore rupees. Yesterday, one of the learned members asked as to who will get these scholarships. Naturally, these will go to the poor and to the meritorious. So, Sir, two crore rupees for scholarships during 1974-75. Then we have a programme for the upgradation of 64 primary schools to middle. We will give libraries to 450 schools and 10,000 radio sets to primary schools for school broadcasts which the Pakistan Broadcasting Corporation will start very soon.

Some of my learned friends, without learning the details, criticised the upgradation of middle schools. One of my learned friend said that there is upgradation of one middle

school to high in the whole of Lahore Division but there are four in the Rawalpindi Divison. I am not sure from where he got these figures but they are certainly not the figures given by the Education Department. In fact, I will inform that learned member that the money which is being spent on the upgradation is the highest in Lahore. It is Rs. 11,50,000. I am talking about the upgradation of only middle schools to high schools. In Rawalpindi, the amount is only seven lac rupees, in Sargodha it is also seven lac rupees, in Multan it is ten lac and twenty-five thousand rupees and in Bahawalpur it is four lac and twenty-five thousand rupees. These are all Divisions. Before my friends from Bahawalpur shriek that they have lesser number of schools which needed to be upgraded, I wanted to take away this erroneous impression amongst my friends here as if I were favouring Rawalpindi by giving more but I would say that many a lesser men in history have fallen prey to regional, to district, to divisional and to provincial prejudices in politics and, hence, have claimed leadership on that account. I, Abdul Khaliq, state on the floor of this House that, although I am most modest, I am not a leader of any sort, nor do I claim from the people of Rawalpindi or Rawalpindi Division or any part thereof, that, look, I am taking away the rights of some other Division and giving them to you ; so next time you vote for me and you make me leader. I hate that and I will never do that. (applause) But I will do justice to everyone. I am not Minister for Rawalpindi Division. I am Minister for Punjab. I have a constituency in Rawalpindi no doubt, but not the district loyalties, not the divisional loyalties and not the regional loyalties. I am above all that. I hope the learned Members will be able to appreciate that this is not hypocrisy but this is a real truth.

In education the most important thing is to have purposeful education. I met Cylonese Minister for Education some months ago and I said, "well, you have done very well because you have free education to the University level". He said, "Now we have people who are graduates and are working as push cart-drivers. Previously they were illiterate. This is the

only difference they have made into our population." So this is not just educating but educating for a purpose. We had started last years a programme of Agro-Technical Education in 425 schools. This year we are introducing in 1120 schools agro-technical and home-economics courses. Similarly we will have 6 new inter-colleges and are upgrading 6 inter colleges to degree colleges. Now, before everyone of my friends starts asking me where these will be located, I can only say that the decision will be taken by mutual consultations and I will not make any personal decision.

Two most important items in education are the tuition fees and the text-books. These are the items on which everybody spends money. During the very first year people ask me, criticise and vilify that the Peoples Government has done nothing. I say this because what you get you say that this is granted. This we already have. What else the Government has done ? So I want them to appreciate that there were so many Governments in this country ; even there were Governments who ruled from 1958 to 1969, a span of 11 years continuous rule, but was there any programme of making education free gradually ? I say gradually because in Pakistan if we make wishful planning, if we indulge in wishful thinking, if we fight the wind-mill like Sancho Panza we will land in trouble. Our actions will not result in any tangible welfare of our people. Therefore, we have to make appreciable, pragmatic, realistic approach and we have chalked out a programme for ourselves that first year we will have free education up to Class VIII, on 1st October, 1973 the education upto 8th Class was made free and thus this year a promise was fulfilled to the very hour that we made, that our leader made on 15th March, 1972. The second step we are taking is that by 1st October, 1974 education will be free up to matriculation.

Now I come to the second item of text books. This year we gave to the clase I boys a set of books costing Rs. 5.60. So many people will say, Dr. Sahib what difference does it make? Every body can spend Rs. 5.60. I say no. For a poor man

Rs. 5 60 matter. So let me summarise that if what 1 have done and if the Peoples Government have done Reforms and a man for whom Rs.5 60 matter and he has benefitted then I am very proud of it. I am very happy that at least that poor man in this country for whom Rs.5.60 matter benefitted. I feel vastly satisfied, not merely satisfied. Sir, 1 know my own example. When I was in school and our tuition fee in class 1 used to be one rupee and 10 annas, our teacher used to say on the 10th of each month that alright, you, you and you all those go home, get the money before the school closed otherwise I will strike your name off. One rupee and 10 annas mattered for so many. They could not muster one rupee and ten annas. So even now there are poor in this country for whom Rs. 5.60 matter. So this is a reform for them all. I am not ashamed but I am proud of this that segment of our society for whom Rs. 5.60 matter, we have done this reform.

Now, Sir, I wish to answer one criticism of my dear friend about having two systems of Education. I want to analyse it in very simple details. There are about 60 Europeon Type English Medium Schools for which Government is not spending any money. Excluding the two, which are run by military authorities for which we have to pay some money, to all the other English Medium Schools Government does not pay a penny. The rich people are paying for their running who educate their sons and daughters there. They pay for them. Now, if my friend wants that Government should take over these schools, then you know what will happen ? We will have to spend in addition of the Government Schools whose standard is not very desirable. Day in and day out my learned friends remind me that they have not got benches, rooms, laboratories, scientific equipments etc. So even the Government schools need to be improved. Then how can I spare the money from the schools where the poor men's sons and daughters, like me, go and sit on the 'tats'. I cannot spare money from them and spend on 60 schools where the rich pepole go. So I am not ashamed to say on the floor of this House that I will not subsidize the education of the rich. Pakistan is not so rich. . . .

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔

وزیر تعلیم ۔ I am not taking it personal

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ جناب والا ۔ میں پرسنل نہیں لے رہا ہوں ۔ بات یہ ہے کہ پیسے ہمارے ان سکولوں پر خرچ نہیں ہوتے ہیں کیا ؟ ہم اس سے ایک طبقہ کا تحفظ نہیں کر رہے ہیں ۔ اجازت نہیں دے رہے ہیں کہ تم حکومت کرنے کے لیے اور سرمایہ دار اور جاگیردار لے آؤ ؟ اس ملک میں کیا ہم نے بنیادی طور پر ایک طبقہ کو کچلنے کا تہیہ نہیں کیا ہوا ۔ ایسی بات نہیں ہونی چاہیے ۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایک طریقہ تعلیم رائج کیا جائے ۔

**Minister for Education** : I thought this will not be a dialogue of the deaf. What I have said, I will explain again.

گورنمنٹ کے سکولوں میں جن میں غریبوں کے بچے پڑھنے کے لیے جاتے ہیں ہم کئی کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں اور وہ بھی ناکافی ہیں ۔ ان میں ابھی تک سٹاف کم ہے ۔ ان میں ابھی تک پنکھے نہیں ہیں اور آنریبل ممبر کہہ چکے ہیں کہ وہاں ابھی تک پانی پینے کے لیے مٹکا نہیں ہے ۔ ٹاٹ نہیں ہیں ۔ ان پر ابھی تک چھتیں بھی نہیں ۔ اب اگر یہ میرے پاس چوائس ہے تو میں ان غریب لوگوں کے سکولوں سے کچھ پیسے نکال کر ان سکولوں پر خرچ کروں ۔ آپ سمجھ لیں کہ ان پر بہت کم خرچ ہوں گے کیا ؟ اب جو ہر امیر آدمی اپنے بچوں کے لیے پڑھائی کے سلسلہ میں خرچ کر رہا ہے اس کا حکومت کے خزانہ پر کوئی بوجھ نہیں ہے ۔ حکومت کے خزانہ سے کوئی پیسہ ان انگلش میڈیم سکولوں پر نہیں خرچ ہو رہا ۔ ایک گرانٹ ان انگلش میڈیم سکولوں کے لیے پچھلے سال کے بجٹ میں اور اس سال کے بجٹ میں منظور ہوئی تھی ۔ لیکن ڈاکٹر عبدالخالق نے بہت سے لوگوں کو ناراض کر کے وہ گرانٹ نہیں لینے دی (نعرہ ہائے تحسین) انہوں نے مجھے کہا کہ جب حکومت نے بجٹ میں یہ رقم رکھی ہے تو آپ کیوں اسے lapse کر رہے ہیں ۔ میں نے کہا lapse ہونے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ یہ نوٹ پھٹ جائیں گے بلکہ جب ہم اور ایڈیشنل ایکسپنڈیچر کریں

This money will go there

تو اتنی آسان بات ہے کوئی مشکل نہیں ۔

اناں سٹھاں سکولاں تے حکومت دا کوئی خرچ نہیں ہو ریا کیا آنریبل ممبر اے چاھندے نے میں غریباں دے سکولاں توں جناں وچ ٹاٹ وی نہیں ۔ جناں وچ کمرے وی نہیں ۔ جناں وچ چھتاں وی نہیں ۔ جناں وچ پکھے وی نہیں تے پانی وی نہیں ۔ کیا میں اناں دے پیسے کڈ کے امیراں دے سکولاں تے لا دیاں گا کیا میں امیراں دے بچیاں واسطے تعلیم فری کر دیاں گا ؟

Then this money will go there. Perhaps my friends think that revolution has been completed, but it is not. Sir, if you ever meet with a Chinese friend as I did, you know what he will say: he will say that we are still a developing country. We still need lot of development. Sir, the revolution has not completed in Pakistan. Have we controlled the incomes that people make? Let them spend it. But they would not. So if you like, then you should go and control the incomes, the income the doctors make, the barristers make, the advocates make, the businessmen make, the importers and exporters make, the landlords and other people make. I will not subsidise the education of the rich at this stage. A stage will come when Pakistan will become such a prosperous State. My son studied for three years in Great Birtain where he used to pay no fee. He got all the books and stationery from there, a bottle of milk at 11.00 and lunch at 1.30. So this is a welfare State. They can provide it at this time. But we cannot provide at this time to every man who can afford to pay for the education of his children. It is for the poor people. Mr. Speaker, it is for those where there was no roof on head. Sir, I studied in a school where there was no "taat" and I used to take 'Khali bori' from my own house and put it on the floor and sit under the trees, I am very proud of it that I am here and speaking on the floor of this House. I did go to a school whatever sort it was. So our job is to provide money for the poor people, for the needy for whom Re 1.10 matters, for whom Re 1.50 matters and we don't want to subsidise the education of the rich.

مسٹر ایس ایم مسعود ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر صاحب نے تعلیمی پالیسی پر نہایت عمدہ بحث کی ہے ۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم امیروں کے سکول اس

لیے نیشنلائز نہیں کرتے کہ یہ سرکاری خزانہ پر بوجھ نہیں ہے ۔ اگر وہ صحیح سوشلسٹ ذہن سے یا اپنی پارٹی کے منشور پر عمل کرتے ۔ تو سب سے پہلے ان سکولوں کو نیشنلائز کیا جاتا تاکہ غریبوں کے بچوں کو وہاں پر تعلیم مل سکے ۔ بلکہ یہ انہوں نے الٹا کلاس لیول کو بڑھایا ۔ اس لیے کہ غریب لوگ تو پہلے بھی ان سکولوں میں جاتے تھے جہاں پر وہ پڑھتے تھے ۔ ان کو وہاں پر کوئی رکاوٹ نہ تھی ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ان سکولوں کو نیشنلائز کیا جاتا تاکہ غریب بچے بھی وہاں پر جا سکتے ۔ آپ نے اپنی پارٹی کے منشور کو الٹا رائج کیا ۔

**ڈاکٹر عبدالخالق** ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست نے یہ فرمایا ہے کہ ان سکولوں کو نیشنلائز کرنا چاہیے ۔ ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ کیا ہم یہ کر بھی سکتے ہیں ۔ اپنے وسائل کو بھی دیکھنا چاہیے ۔

**چوہدری غلام قادر** ۔ یہ جو 60 سکول ہم نے نیشنلائز کر دیئے ہیں ۔ یہ بھی اتنا بڑا کارنامہ ہے ۔ جب ہمارے پاس پیسہ ہوگا تو دیگر سکولوں کو بھی کر دیا جائے گا ۔

**مسٹر ایس ایم مسعود** ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں ان کے لیے تعلیم بالغاں کا بھی ادارہ کھولنا چاہیے ۔ اتنے 60 سکول تو نیشنلائز ہو گئے ہیں ۔ میں کہتا ہوں ۔ تو ان سات سکولوں کو نیشنلائز کیوں نہیں کر سکتے ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو پہلے نیشنلائز کرنا چاہیے تھا اور باقی کو بعد میں ۔

**Minister for Education** : I am grateful for the elucidation. I listened to the debates of the Hon'ble Members.

**Mirza Tahir Beg** : Point of order sir. I would like to draw the attention of the Hon'ble Education Minister towards the point which we have neglected so far, and, that is, the schools under the administration of the Cantonment Board. In my constituency there are only two nationalised schools.

**Mr. Chairman** : This is not a point of order.

**رانا پھول محمد خان** ۔ جناب والا ۔ جب وزیر تعلیم تقریر فرما رہے ہوں

تو اس تقریر میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا جا سکتا ۔ جو ارکان اسمبلی یہ تجاویز دینا چاہتے ہیں ۔ وہ اپنی اپنی تقریریں کریں ۔ آپ کو سپیکر کے فرائض احسن طریقہ سے سر انجام دینا چاہیے ۔

**Minister for Education** : I am grateful to the learned members.

**Mr. Chairman** : Doctor Sahib, how much time you will take to conclude?

**Minister for Education** : Sir, I will wind up within five minutes. Sir, I listened with immense patience to the speeches of the Hon'ble Members and mostly I smiled at that time. So I expect at least this much courtesy from my learned colleagues that they will allow me time to explain. I explained in three languages and I can't do more than that.

**سید قابش الوری** ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر صاحب بڑی فاضلانہ تقریر کر رہے ہیں مجھے خوشی ہے کہ اب آپ نے ارکان اسمبلی کا وقت بڑھا دیا ہے اور میرے خیال میں مجھ سے بھی آپ یہی طریقہ روا رکھیں گے اور اگر یہی سلسلہ رہا اور انہوں نے ہر بات پانچ پانچ اور چھ چھ زبانوں میں سمجھائی تو اس کے لیے بھی کوئی حد ہونی چاہیے کہ آپ کتنی زبانوں میں تقریر کریں گے ۔ آپ ذرا تعین فرما دیں ۔

**Minister for Education** : Sir, I wish to wind up. I don't want to take any more time. Sir, another point that came up for discussion was 'dress' and the examples quoted were of Chica. If I draw a picture of the Chinese in 1945, at that time it was a much poorer country than Pakistan is at this time. The dress in China was introduced for two or three reasons. First, to give a decent dress to every Chinese but this was not to lower their standard. I am coming to all the reasons so that some body may not get up after the very first reason. One reason was to give decent dress to the Chinese people. Now they are very respectable, very nice, very well developed and are very respectable friends, but at that time they were in pangs of worst kind of poverty and sir, you need the worst kind of poverty to bring a revolution of that type.

Without it you can never bring a revolution of that type in a prosperous or in a happy country. Revolution does not come because of one man, because of twenty and because of hundred men. Revolution comes when the conditions for it are ripe. I said some time ago, and I will repeat it, that Lhasa-Khatmando Road connecting China and Nepal was being constructed and an American Correspondent asked King Mahindra at that time that, look, this is a jeepable Road. Don't you know that communism will come into Nepal from China. And the King laughed and said, well, I don't think that communism travels by jeep. So I wish to remind my friends that if we wish to bring that kind of things from out-side, circumstances in the country have to be such. There has to be that kind of feeling in every man to bring that kind of revolution. So the first reason for change of dress was to give the Chinese people a decent dress. The second ideal was to give the Chinese people dress of the modern civilization. Trousers and tunic is not the traditional Chinese dress. It is not the dress which the Chinese are using for the centuries. I respect their own National dress. Whenever a rich man wore, whenever a rich landlord and jagirdar used to wear silky dress that of course seemed very beautiful but the common man at that time, the peasant, the labourer, he was not having the decent dress. So the second reason was to give him a dress of modern civilization. The third reason, of course, was to make people look similar in dress, so that they remove all the distinctions in that country. Sir, here I wish to remind my Hon'ble friends who are asking for revolution by change in dress, that they are going far on the periphery. If they really want to ask for a revolution, I will educate them to ask for nationalization of land, nationalization of capital, nationalization of things. If you go for a dress and want to bring a revolution through dress, you tell me the first decree of Lenin and the first order passed by Mao. Which one was about the dress? Maybe, 142 order might have been about the dress. The first decree that they passed was not about dress, was not about these useless things. These are just peripheral things and these are not central things. If you ask for a real

revolution then study revolution and see how a revolution really comes. Why should I face here the criticism? I say I am also a revolutionary and I am with you. The Peoples Party's Government in Punjab is following the foot-steps of the Central Committee and the Chairman of the Party, Mr. Zulfiqar Ali Bhutto. So, whenever the Central Committee decides to bring in a certain kind of change, it will certainly come. It will come in Punjab as well as in other provinces. Therefore, the Punjab Government should not be singled out or criticised or villified as if this is a reactionary force sitting in the path of revolution. We are following our Central Committee and we have most respectable and honourable men there. We have in that Central Committee men of their word, men who are as much revolutionary as I am or as any of my friends here is. I will say in this House that I am not against revolution but Punjab Government should not be criticised as if being in the path of the revolution. We are following the orders of our Central Committee. That is our highest policy-making body and we have three learned members in this House - the Chief Minister, Mr. Muhammad Afzal Watto and Malik Ghulam Mustafa Khar - who are members of the Central Committee. As I said in the beginning, although I don't want to talk about myself, I am a poor man and I came to this Party to bring revolution, to bring change, to eradicate poverty and to eradicate hunger. (applause) If I am a Minister, this is not a position which I have bartered for or bargained for. Every one of them is a potential Minister, every one of them is a respectable would-be Minister and they can be Ministers. We can always change seats. The Party may think that such and such person is more talented and now he should be here. Those who are Ministers they are serving, they are co-equals to you and the duty, whatever is given to them, can be given to everybody else. If I count the money that we are spending on the Pipal House it will not be proper. If I say that rupees fifty lac will be needed for 49 rooms, it will mean that one room at the cost of one lac rupes for a learned member would have been constructed. At that time I may be an MPA and not a Minister. Similarly, Rs. 2¼ which my learned friends pay as rent. Do you think that

is all? Could you hire a similar room in any other hotel in the city with 2½ rupees? This is given by the Government in order that we can fulfil our functions properly. I am not saying that this is "Ehsan". This is merely to enable us to perform our duties. We sit here on benches which are cosy because we have to sit for very long hours. These benches could be just wooden benches otherwise. We have loudspeakers here so that we could convey our thoughts or voice very easily. What are these things? These are the things provided bs the modern civilization. So are the dresses of the modern civilization. If people wanted to follow a man with Khaddar or Dhoti, then the Muslims of India should have followed Gandhi and not Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, who always dressed according to modern civilization.

مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ بشرٹ اور پینٹ میں کھدر کی کوئی بات نہیں ۔

**Minister for Education.** Usually people say that that gentleman is wearing English dress. I would say that because we were the slaves of English, therefore, we think that this is an English dress. This is not an English dress. This is the dress of the modern civilization. Why do we use aeroplane ? Why don't we go on our 'Gadda' ? This is because we have discarded those things. Why do we use that damn thing here to speak louder because this is a thing provided by the modern civilization. Why do we use telephone to talk on long distance? These are the things provided by the modern civilization. If we dress in the dress provided by the modern civilization, then this is not accusation of being reactionary or standing in the path of revolution. Let my friends here or let anybody go to China and see how beautiful the Peoples Hall is. They are proud of it. It is not in shambles like our 'Daaira' that we have in the village community. It is a beautiful Hall and they are proud of it because they want to welcome their guests in a beautiful place. Similarly, for that reason, we have the Governor House here where we entertained all the distinguished guests who came in the Islamic Summit and went to see the Prime Minister, to have tea, to have lunch and to stay there.

We have all these beautiful things to show that we are a country who honours her guests. Should we take our guests into gbettos and should we keep them in discomfort ? All these things need not be criticised. They are not in anybody's name. The Governor House and this Assembly are not in anybody's name. These are public buildings. Every-body who comes here as member of the Provincial Assembly will enjoy the comforts and facilities provided in this House.

Then we come to the criticism on Ministers' staff cars. I ask the members who level such attacks that let the Government take away the cars and give us travelling allowance or provide us, in any way, travelling facilities. If we hire private cars, it will be much more expensive. Therefore, it is much cheaper to have staff cars. Similarly, the bungalows we live in or the pipal House we live in. It is just possible that if these were not built for us, we will all go and live in small cottages. I assure my friends that I have practical experience of poverty. Perhaps many gentlemen here don't have that experience but I don't need to go to Mochi Gate or Lohari Gate to know how the poor people live because there is no susbstitute for practical experience. If there is going to be a change for austerity, I am one with them. I have lived abroad for years. So many people come back from abroad with stiff neck-ties, with suits all the year round and all that, but I don't wear them. I do wear dress which is the dress of modern civilization. I wear Shalwar on occasion and I wear Achkan on occasion. So, dresses are to be worn according to the occasion and it is a fact that dresses don't usher in revolution. I would like to mention the recent revolution which came in Latin America. They did not pass the first decree that everyboy should change his dress. He continued to dress the way South Americans do. Lenin, when he returned, continued to have the bow-tie and the suit which the European Russians wear. Not all the Russians dressed at that time in suits but now all the Russians dress up in that way because they have reached that standard of living. These things are supplied by the modern civilization. We should either discard modern civilization and go into that old bullock cart age. . . .

**Mr. Chairman.** The House is adjourned for Tea Break. It shall re-assemble after 20 minutes.

(The House then adjourned for Tea Break at 11.50 a.m.)

(The house met after tea break with Mr. Speaker in the chair.)

**Mr. Speaker.** yes, minister for Education.

**Minister for Education.** Sir, to end the chapter of education I want to correct the members that we ore going to upgrade fifty middle schools to high schools and not elevent. All those schools will get buildings. Most of the money will be for supply of scientific equipments. So we choose the sites and naturally the availability of buildings will be a criterian and hence this could be kept in mind.

Now, Sir, the question has been raised about the industrialization of Bahawalpur and at present there are three textile units in that area viz., Gulistan Textile mills, Samma Satta Textile Mills, Abbasi Textile Mills Rahimyar Khan, and Bahawalpur Textile Mills, Khanpur. In addition to this, in current year which is ending now, Qadri Textile Mills has been sanctioned and it is going to be located at the border of Tehsil Bahawalpur and Chishtian, and it has not only been sanctioned but loan for this, a French credit, has been allocated by PICIC. So the project is advancing towards establishment. Secondly, the wool factory is being located at Rahimyar Khan and for this also foreign currency loans have been provided by the IDBP. So these are the two units which are coming up and they made a lot of progress.

Now, Sir, the last item is the criticism about the Peoples Works Programme. Sir, one learned Member without learning the details criticised that Rawalpindi had got less than other districts. First of all, let me tell the Hon'ble Members of this House that there are nineteen districts in Punjab. . . .

**سید تابش الوری** ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ کیا میں یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ وہ بحیثیت وزیر خزانہ بجٹ پر بحث conclude کر رہے ہیں یا بحیثیت وزیر صنعت جواب دے رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وزیر تعلیم کی حیثیت سے ہی جواب دے رہے ہیں لیکن پیپلز ورکس پروگرام پنڈی کے غالباً وہ انچارج ہیں ۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ صنعت سے متعلق بھی وہ جواب دے رہے ہیں ۔ میں چاہتا تھا کہ اگر انہیں جواب دینا ہے تو ابھی اور مقررین باقی ہیں ۔ ان کی تقریریں سننے کے بعد وہ جواب دیں ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔

Sir, I end my speech, I want to repeat my wishes that I am one with the people who want change and I will again repeat that.

"AH LOVE ! COULD THOU AND I with Fate conspire
To Grasp this Sorry state of things ENTIRE
WOULDN'T we shatter it to Bits and then,
Remould it nearer to HEART's desire."

**مسٹر سپیکر** ۔ رانا پھول محمد خان ۔

رانا **پھول محمد خان** (لاہور ۔ 15) ۔ جناب سپیکر ۔ میں موجودہ میزانیہ پر کوئی تنقید تو کرنا نہیں چاہتا لیکن کچھ ایسی چیزیں عرض کرنی چاہتا ہوں جو ہمارے صوبہ اور ہمارے علاقے سے تعلق رکھتی ہیں ۔ اس لیے میری تنقید برائے تنقید نہیں ہو گی بلکہ میں اپنی تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر حکومت مناسب سمجھے تو ان کو بجٹ میں شامل کر لیا جائے ۔ ممکن ہے کہ ہماری بہت ساری تکالیف کا ازالہ ہوسکے ۔

جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اس بجٹ کا پیش کرنا بہت ہی بڑا کارنامہ ہے جب کہ ہمارے صوبہ کے مسائل بہت زیادہ ہیں اور وسائل بہت کم ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ جہاں تک یہ کہا گیا ہے کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرکزی بجٹ کی روشنی میں اس بجٹ کو تیار کیا گیا ہے تو ہماری حکومت کا یہ فرض تھا کہ وہ مرکزی حکومت سے درخواست کرتی کہ یہاں پر ایک براہ

راست ٹیکس عائد ہو رہا ہے جس سے غریب مزارع ۔ کاشت کار ۔ چھوٹے مالک اور تمام زمیندار متاثر ہوں گے ۔ جناب والا ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دوں کہ کھاد کی subsidy واپس لینے سے اس صوبہ کے چھوٹے سے چھوٹے مزارع اور زمینداروں پر براہ راست ساٹھ روپے فی ایکڑ کا بوجھ پڑا ہے ۔ گندم کو پکانے کے لیے ایک بوری کی بجائے تین بوریاں کھاد استعمال کرنی پڑتی ہیں اور فی بوری تیس روپے قیمت پڑتی ہے ۔ اس سے یقینی طور پر اس صوبہ کے کاشت کے رقبہ پر ساٹھ روپے فی ایکڑ کا بوجھ پڑ گیا ہے جو ہم دیہاتی لوگ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں ۔

جناب والا ۔ اب دیکھیئے کہ چینی کی قیمت آٹھ آنے فی سیر بڑھ گئی ہے جس سے اس صوبہ اور اس ملک کا ہر آدمی اور ہر شہری متاثر ہوا ہے لیکن گنے کی قیمت نہیں بڑھائی گئی ۔ اگر آپ دیکھیں تو لکڑی کی قیمت دس روپے فی من اور توڑی کی قیمت آٹھ روپے فی من ہے لیکن گنے کی قیمت پانچ روپے اور کچھ پیسے فی من ہے حالانکہ گنے کی پیداوار کے لیے ہم خود ہماری بہنیں اور بیٹیاں اپنے سر پر گوبر کے ٹوکرے اٹھا کر کھاد ڈالتی ہیں ۔ اس کے بعد گنا پیدا ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے گندم کی قیمت ہے مجھے یہ افسوس ہے کہ اس سال ہم اپنے لیے target کے مطابق گندم حاصل نہیں کر سکے اور اب اس کے لیے جناب وزیر خوراک نے کافی محنت شروع کی ہے ۔ میں اس کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے حالات کو بروقت سنبھال لیا ہے لیکن جو گندم ساڑھے پچیس روپے من دیہاتوں سے خریدی جا رہی تھی جناب والا ۔ اس سے کوئی زمیندار اور کاشت کار اپنا خرچ پورا نہیں کر سکتا ۔ جس کا یقینی اور لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ گندم کاشت کرنے کی بجائے اور چیزوں کی طرف رجوع کریں گے اور اس سے ملک میں خوراک کی کمی واقع ہوگی ۔ اس وقت محکمہ خوراک جو گندم خرید رہا ہے اور اس کا خرچہ ایک ہفتے سے برداشت کر رہا ہے اگر یہ طریقہ آج سے پندرہ دن پہلے اختیار کیا جاتا اور اگر وہی ساڑھے اٹھائیس روپے کاشت کار اور زمیندار کو دے دئے جاتے تو یقینی طور پر حکومت کی اپنی ڈیمانڈ سے بھی زیادہ گندم حاصل ہو سکتی تھی لیکن چونکہ بازار میں ستائیس اور اٹھائیس روپے فی من گندم کا نرخ تھا اور محکمہ ساڑھے پچیس روپے

خریدتا تھا ۔ اس لیے ہمارے محکمہ خوراک کو گندم مہیا نہیں ہو سکی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کو چاہیئے کہ گندم کی قیمت پنتیس روپے فی من مقرر کرے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ جاگیرداروں کا مطالبہ ہے میں کہتا ہوں کہ انہیں مغالطہ ہے ۔ جاگیردار کا گندم کی پیداوار سے اتنا تعلق نہیں ہے جاگیردار اب یہاں کوئی نہیں ہے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زرعی اصلاحات کے بعد یہ جاگیرداریاں ختم ہو چکی ہیں ۔ اب اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ زمیندار چند ہیں لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ زمیندار ایک وہ طبقہ ہے جو اپنے مزدور کو اپنی کل آمدن کا نصف حصہ دیتا ہے ۔ کوئی کارخانہ دار آپ کو اس ملک میں ایسا نہیں ملے گا جو اپنی کل آمدن کا نصف حصہ اپنے مزدوروں کو دیتا ہو ۔

جناب والا ۔ گندم کی پیداوار بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی قیمت بڑھائی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مزدوروں کو، غریبوں اور ملازموں کو جن کو ڈپو سے آٹا لینا پڑتا ہے ۔ اس کے لیے حکومت امریکہ سے گندم منگواتی ہے اور زرمبادلہ اس پر خرچ کرتی ہے اور وہاں سے 45 یا 48 روپے فی من گندم خرید کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اپنے ملک کی پیدا کردہ گندم 35 روپے نہ خریدی جائے اور یہاں کے کاشتکاروں کا حوصلہ بلند نہ کیا جائے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری صوبائی حکومت اس مسئلہ پر خاص توجہ دے اس وقت بھی میرے پاس ثبوت موجود ہے کہ ساڑھے پچیس روپے کی بجائے ساڑھے اٹھائیس روپے فی من ہماری صوبائی حکومت خرید کر رہی ہے لیکن اس کا فائدہ زمینداروں اور کاشتکاروں کو نہیں پہنچ رہا ہے ۔ اس کا فائدہ تو آڑھتیوں کو پہنچ رہا ہے ۔ اس لیے یہ فائدہ براہ راست کاشتکار کو پہنچنا چاہیے جو اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی کی قیمت وصول نہیں کر رہا ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پندرہ فیصد شہری آبادی 85 فی صد دیہاتی آبادی کا استحصال کر رہی ہے چونکہ خاص طور پر وزیر تعلیم صاحب یہاں تشریف فرمائیں میں ان کی توجہ مبذول کراؤں گا ۔ طریقہ کار تو یہ ہے کہ جب بجٹ پر ارکان اسمبلی اپنے خیالات کا اظہار کریں تو ہر محکمہ کے وزیر صاحب کا فرض ہے کہ وہ یہاں پر بیٹھیں نوٹ لیں اور ہماری مشکلات کا

حل تلاش کریں ۔

جناب والا ۔ سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے دیہاتی جن کے بچوں کا معیار تعلیم شہری تعلیم سے بہت کمتر ہے ۔ ہمارے بھائی ہمارے عزیز اس صوبائی اسمبلی کے ارکان بن کر تو قانون سازی کر سکتے ہیں جیسے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ میں بھی پینڈو ہوں تو اگر ایک پینڈو ملک کا وزیر اعلیٰ بن سکتا ہے ۔ ایک پینڈو اس ملک کا صدر بن سکتا ہے ۔ قانون ساز ادارے کی بجائے آئین ساز اداروں کے ارکان اور سپیکر تو بن سکتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ وہ سی ۔ ایس ۔ ای افسر نہیں بن سکتا جناب والا ہمارے لیے تو ایک خاص مقام ہے sweeper دیہاتی ۔ چوڑاسی دیہاتی ۔ چوکیدار دیہاتی رات کو پہرہ دینے والا دیہاتی ۔ پولیس اور فوج میں سپاہی دیہاتی ۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ وہ ایس ۔ پی اور ڈی ۔ سی اور کلرک تک نہیں بن سکتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ competition میں آتے ہیں تو ہمارے سکولوں میں پڑھے ہوئے بچے شہری اعلیٰ تعلیم کے مقابلے میں competition میں نہیں آ سکتے ۔ میں نے 1966ء میں بھی یہ مسئلہ پیش کیا تھا اور اس وقت کے وزیر تعلیم نے مجھ سے اتفاق کیا اور ہمارے لیے تیس فیصد سیٹیں انجینئرنگ کالج میں اور 20 فی صد میڈیکل کالجوں میں اور 15 فی صد سیٹیں گورنمنٹ کالج میں مخصوص کیں لیکن مارشل لا کے دور میں تمام سیٹوں کو ختم کر دیا گیا ۔ صرف گورنمنٹ کالج میں 15 فیصد سیٹیں برقرار رہیں ۔ جناب والا ۔ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ ہمیں بھی اس ملک کا حصہ دار بنائیں ۔ ہم اس ملک کے محافظ ہیں ۔ اس ملک کو کما کر کھلاتے ہیں اس لیے ہمارے لیے بھی میڈیکل کالجوں میں اور انجینئرنگ کالجوں میں سیٹیں مخصوص کریں ۔ یہ میرا مطالبہ نہیں ہے بلکہ یہ 85 فیصد مجبور بے کس ۔ بے بس اور بے زبان دیہاتیوں کی رحم کی اپیل ہے (نعرہ ہائے تحسین) اس پر جناب والا ۔ ضرور غور فرمائیں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ جہاں تک پیپلز ورکس پروگرام کا تعلق ہے اس کی وجہ سے دیہاتیوں کو کچھ ترقی ملتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اچھی طرح سے عمل درآمد نہیں ہوا ۔ اس کی رقموں کو صحیح طور پر خرچ نہیں کیا گیا ۔ اس کی اصل وجہ میں سمجھتا ہوں حکومت کی حلقوں میں نامزدگی ہے ۔ چیرمینوں کی نامزدگی کی بجائے آپ یہ کریں میرا

یہ مشورہ ہے - تجویز ہے کہ ایم - این - اے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے یہ صوبائی معاملہ ہے آپ ایم - پی - اے پر اعتبار کریں اور انہیں کہیں کہ وہ اپنے ضلع سے چیرمینوں کا خود انتخاب کریں - اس ضلع کی ایم - پی - اے کی اکثریت جس کو چاہے منتخب کرے تاکہ وہ اچھا کام کریں -

جناب والا - میں گزارش کروں گا کہ جناب وزیر آبپاشی تشریف نہیں رکھتے میرے علاقہ میں بارہ گاؤں ایسے ہیں جو راجباہ نیاز بیگ سے سیراب ہوتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ جناب وزیر تعلیم میری مدد فرمائیں گے اور یہ نوٹ فرما کر وزیر آبپاشی تک میری آواز پہنچائیں گے کہ وہاں پانی نہیں پہنچتا - سرکاری ٹیوب ویل وہاں نیاز بیگ سکیم کے تحت لگائے گئے لیکن وہ آدھے سے زیادہ خراب پڑے ہیں اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ لوگ وہاں آبیانہ جرمانہ کے طور پر ادا کر رہے ہیں - پانی ان کو وہاں ملتا نہیں ہے اس کے لیے 1967ء میں بھی میں نے ایک قرار داد پیش کی تھی اور اس ہاؤس نے اتفاق رائے سے منظور کی کہ بلوکی سلیمانکی لنک سے بذریعہ لفٹ اگر اس راجباہ کو پانی دے دیا جائے تو وہ بارہ گاؤں جن کی زمین ضلع لاہور میں سب سے اعلیٰ ہے لیکن وہاں مویشیوں کے لیے پانی نہیں ہے ان کے پاس پٹھے نہیں ہیں اور وہ تڑپ رہے ہیں اگر اسے پانی دے دیا جائے تو میرا علاقہ آباد ہو جائے گا اور اس حکومت کو بھی رعائتیں دے سکتا ہے - عوامی حکومت کو عوامی تکالیف کا احساس کرنا چاہیے اور انہیں رفع کرنا چاہیے - میری یہ اہم گزارش ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اس پر غور فرمائیں گے -

اس کے علاوہ جناب والا - دیہات میں بجلی کی حالت یہ ہے کہ آپ یقین کریں کہ جتنا ایک موٹر کا خرچ آتا ہے اتنا ہی بجلی کے کنکشن حاصل کرنے میں خرچ آتا ہے - جناب والا - ہمیں اس مصیبت سے بچائیے - ٹرانسفارمر مٹوروں میں پڑے ہوئے ہوں گے لیکن کہہ دیا جائے گا کہ ہیں ہی نہیں - اس لیے آپ خاص توجہ فرمائیں اس وقت جب کہ ملک کی پیداوار بڑھانے کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے - جہاں آپ محنت کرکے تقریریں فرماتے ہیں اور ریڈیو پر اعلان کرتے ہیں - وہاں آپ کو واپڈا سے بھی رابطہ قائم کرنا چاہیے اور انہیں کہنا چاہیے کہ بجلی کے ٹیوب ویلوں کے جو کیس ہیں ان کو فوراً نکال

دینا چاہیے -

امن و امان کے متعلق تو میں اتنا عرض کروں گا کہ رشوت بہت زیادہ ہوگئی ہے - ہم میں سے بہت سے وزیر ابھی نئے نئے بنے ہیں شاید پرانے وزیروں کو حالات کا صحیح علم نہ ہو کیونکہ وہ ہم سے کچھ زیادہ دور ہیں لیکن نئے وزیروں کو تو حالات کا پوری طرح علم ہے وہ کل تک چیختے تھے کہ رشوت چل رہی ہے رشوت بڑھ رہی ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہتا اس پر بھی آپ کو خاص توجہ دینی چاہیے تھی -

جناب والا - ہمارے لاہور کے ساتھ ستم ظریفی یہ ہے کہ ہم لاہوریا ہونے کی وجہ سے مارے گئے ہیں - جو ترقیاتی کام ہیں جو انڈسٹری ہے وہ سب لاہور میں ہیں اور ضلع لاہور میں ایک کارخانہ بھی نہیں ہے - ایک بھی ترقیاتی کام نہیں ہوا اس لیے ضلع لاہور کا حق جو ہے وہ لاہور کو دے دیا گیا ہے حالانکہ ہماری آبادی بھی ان سے زیادہ ہے - لیکن ہمارا کوٹہ تو لاہور شہر کو دے دیا جاتا ہے اور ہم جناب والا - اللہ اللہ اور خیر سلا - چونکہ ہم ضلع لاہور میں شمار ہوتے ہیں اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ضلع لاہور کے دیہاتی حلقوں میں بھی انڈسٹری لگائی جائے اور ان لوگوں کو بھی اس سے استفادہ ہونا چاہیے جو بیچارے محروم ہیں -

اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ ہمارے ہاں قتل کی وارداتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت اگر تھوڑی سی توجہ فرمائے تو میرا یہ ایمان ہے کہ قتل کی وارداتوں میں 75 فی صد کمی واقع ہو سکتی ہے اس کی اصل وجہ اغوا ہے - میری بہنیں یہ محسوس نہ کریں میں واقعات کی وجہ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب کوئی کسی کی بہن یا بیٹی کو اغوا کرتا ہے تو وہ پولیس کی طرف رجوع کرتا ہے تو پولیس والے یہ کہتے ہیں کہ یہ عورت چونکہ بالغ ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے - جب قانون ان کی مدد نہیں کرتا انصاف انہیں نہیں ملتا - ہمارا معاشرہ غیرت والا معاشرہ ہے وہ اپنے انتقامی جذبہ کے تحت جا کر اس کو قتل دیتے ہیں اور جب اغوا کنندہ کو قتل کرتے ہیں پھر اس کے وارث اس کو قتل کرتے ہیں - اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے - جناب والا - اس کا صحیح حل یہ ہے کہ اگر زیر دفعہ

498 اس کو قابل دست اندازی پولیس قرار دیا جائے تو میرا یقین ہے کہ 75 فی صد قتل کی وراداتوں میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کل میرے فاضل دوست جو نہایت ہی قابل احترام ہیں جو مجھ سے زیادہ معزز رکن ہیں جن کی عزت و احترام میرے دل میں بہت زیادہ ہے انہوں نے کل اپنے گھر کے لٹنے کے بارے میں ہم پر الزام لگایا انہوں نے ریسٹ ہاؤس میں بیٹھ کر جناب مسٹر مصطفےٰ کھر سے صلاح مشورے کئے ہیں ۔ میں اس کی پر زور تردید کرتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس میں ہمارا ہاتھ اور سازش ثابت کر دیں تو میں خود کشی کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ مصطفےٰ کھر صاحب جب قصور کے ریسٹ ہاؤس گئے اس دن وہاں پیپلز پارٹی کا جلسہ تھا وہاں پر آپ اور جناب وزیر تعلیم بھی موجود تھے ۔ ہمارا اس میں کوئی ہاتھ نہیں ہے ۔ وہاں اس قسم کا کوئی مشورہ نہیں کیا گیا ۔ انہوں نے ہمارے خلاف کیس رجسٹر کروایا جس کی تفتیش ہو رہی ہے ہم ضمانتوں پر ہیں اور میں حلفیہ کہتا ہوں میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار ضمانت کروائی ہے اور پہلی دفعہ میرے خلاف کوئی مقدمہ درج ہوا ہے ۔ شاید میرے معزز دوست کے خلاف تو بہت سارے مقدمات ہیں ۔ اس کے باوجود ہم نے آف نہیں کی ۔ وہ فرما رہے ہیں ۔ پولیس تفتیش نہیں کر رہی ۔ پولیس نے ہمارے بیان لیے ہیں ۔ چیف جسٹس نے ہماری ضمانت کی ہے اس لیے پولیس ہمیں گرفتار نہیں کر سکتی تھی ۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مقامی پولیس تفتیش اچھی طرح نہیں کر رہی ہے ۔ میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں کہ جب ان کا یہ مطالبہ ہے تو میں نے بھی جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو لکھ کر بھیجا ہے کہ مقامی پولیس دھاندلیاں کر رہی ہے اور دوسری پارٹی کے کہنے پر چل رہی ہے اور اس کے زیر اثر ہے اس لیے چونکہ ہم ملزم تین ایم ۔ پی ۔ اے بھی ہیں ہماری یہ درخواست ہے اور ہم انصاف کی اپیل کرتے ہیں کہ اس تفتیش کو کرائم برانچ کے سپرد کیا جائے اس طرح ان کا بھی گلہ دور ہو جائے گا ۔ وہ اس ہاؤس میں اقرار کر چکے ہیں کہ انہیں پولیس سے انصاف کی توقع نہیں ہے ۔ میں ان کی تائید کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ایک رکن اسمبلی ہونے کی حیثیت سے انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے اس تفتیش کو کرائم برانچ کے سپرد کیا

جائے اس کے بعد اگر ہم مجرم ثابت ہوئے تو میں بخوشی وہ سزا قبول کرنے کے لیے تیار ہوں جو ایک گنہگار ۔ بد دیانت اور اس قسم کے کمینے انسان کو قبول کرنی چاہیے ۔ میں بخوشی اس کو قبول کروں گا اور میرے ساتھی سردار محمد عاشق اور ملک محمد علی بھی اس کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں گے ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ لوگوں میں جو کچھ بھی کہیں ہم نے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا ۔ یہاں تک کہ ہمارے قتل کی سازش ہو رہی ہے ۔ اس اسمبلی کے اراکین اور یہ دیواریں اس بات کی گواہ ہوں گی کہ اگر ہمارے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا تو اس کی ذمہ داری جناب چوہدری محمد یعقوب صاحب پر عائد ہو گی ۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے کوئی ذلیل حرکت نہیں ہوگی اور نہ ہم کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ بنیادی طور پر ایم ۔ پی ۔ اے کی ایک کمیٹی بنائی گئی ۔ ایک وزیر صاحب بھی اس کے چیرمین بن کر گئے ۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ ہمیں بلاتے اور کہتے کہ تمہیں بھی اس میں ملوث کیا گیا ہے یہاں ایک رکن اسمبلی کی شکایت تو سنی جاتی ہے ہم بھی ارکان اسمبلی ہیں ۔ رکن اسمبلی کی طرح ارکان اسمبلی کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے تھی ۔ ہمیں بلانا چاہیے تھا کہ آپ کے متعلق یہ بات ہے کیا آپ اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟ ہم سے ہر چیز پردے میں رکھی گئی میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ دوبارہ تحقیقات کریں اور وہ اپنے الزامات ہم پر ثابت کریں اور ہمیں صفائی کا موقع دیں ۔ اگر ہم اس کمیٹی کی نظر میں بھی گنہگار ثابت ہوتے ہیں تو جو سزا ہمیں دیں گے ہم بخوشی قبول کریں گے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے انہیں ایسا کرنا چاہیے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں جناب والا ۔ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ مسٹر جمیل حسن خان منج ۔

**مسٹر جمیل حسن خان منج** ( گوجرانوالہ ۔ 4 ) ۔ جناب سپیکر ۔ آج میزانیہ پر بحث کا چھٹا دن ہے اور اس پر بحث ہوتی چلی آ رہی ہے کافی معزز اراکین نے اس کے حق میں اور مخالفت میں تقریریں کیں ۔ ان تقاریر میں سے خاکوانی صاحب کی تقریر کو میں endorse کرتا ہوں ۔ جتنا زراعت کے بارے میں ان کا حصہ ہے ۔ میں اسے حقیقت پر مبنی سمجھتا ہوں اور محسن صاحب کی تقریر بھی حقیقت پر مبنی ہے ۔ حقیقتاً جو معاشرہ پیپلز پارٹی کو ورثہ میں ملا

ہے وہ واقعی ایک مفلوج معاشرہ ہے جب تک ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے ۔ ہمارے مسائل جوں کے توں رہیں گے ۔ ہمارا سب سے اولین فرض ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے اپنے معاشرے میں جا کر کام کریں اور ان کو سکھائیں اور بتائیں کہ انصاف پر مبنی معاشرہ میں آسان کمائی ۔ راتوں رات امیر ہو جانا ۔ ایسی کوئی چیز نہیں ۔ جس میں حلال اور حرام میں فرق نہ رہے ان چیزوں سے ان کو مانع کریں ۔ ان کے ساتھ مل کر کام کریں۔ جیسا کہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے پیپلز ورکس پروگرام دیا ہے ۔ اس کا در اصل صحیح علاج پیپلز ورکس پروگرام ہی ہے ۔ اب اگر ہم اپنے حلقوں میں ان لوگوں کے لیے جو محنتی ۔ جفا کش ہیں اور چند روپوں سے چھوٹا سا کام کر سکتے ہیں ، سرمایہ مہیا کریں اس طریقہ سے ہم اپنے معاشرے کی اصلاح کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ کام کی مصروفیت ان کے ذہنوں کو مشغول کر دیتی ہے اور وہ کسی دوسری سوچ میں نہیں پڑتے ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے ہم اپنے معاشرے کو اچھا اور اعلیٰ بنا سکتے ہیں ۔

اس کے علاوہ کچھ تقاریر فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق تھیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارے آئین میں اس کی پوری طرح وضاحت کر دی گئی ہے کہ مسلمان کون ہے اور کون نہیں ہے ۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ اس مسئلہ کا فیصلہ ہو چکا ہے اور آئین نے فیصلہ کر دیا ہے ۔

اس کے بعد کچھ تقاریر طبقات کے متعلق ہوئی ہیں اور اس میں سب سے پہلے نوکر شاہی کو لتاڑا گیا ہے ۔ میں یہ کہوں گا کہ نوکرشاہی نے جو استقلال اور صبر دکھلایا ہے ۔ میں اس کی تعریف کروں گا لیکن ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ جب ہم اقتدار میں آ گئے ہیں ۔ تو نوکرشاہی سے کام نہ لیں ۔ اس کے ہم خود ذمہ دار ہیں ۔ نوکرشاہی اس کے ذمہ دار نہیں ۔ اگر ہم میں اتنی قابلیت اور ذہانت نہیں ہے کہ ہم نوکرشاہی سے کام لے سکیں ۔ یا نوکر شاہی کو درست کر سکیں ۔ تو پھر ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم نوکرشاہی کو لتاڑتے رہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد بھی کچھ طبقات کا ذکر آتا ہے ۔ طبقات میں جناب والا ۔ میں بتا دوں کہ ہمارا ملک ہندوستان سے علیحدہ ہوا ہے ۔ ہندوؤں

نے آج تک پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ ہندوؤں نے سپین میں اپنے ایکسپرٹ بھیج رکھے ہیں تاکہ وہ تحقیق کریں کہ مسلمانوں کو کیسے ختم کیا جائے۔ ہم آپس میں طبقات پیدا کرکے ہندوؤں کے عزائم کو تقویت دے رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم آپس میں یکجہتی پیدا کریں۔ ہم کارخانہ دار اور مزدور کو ایک دوسرے کے قریب لائیں اور ان کے سیاسی مسائل کو حل کریں۔ یہ نہیں کہ مزدور اور کارخانہ دار ایک دوسرے کو گالیاں دے کر علیحدہ کر لیں۔ نہیں۔ ہم سب مسلمان ہیں اور پاکستان کی تشکیل کے لیے سب مسلمانوں نے کام کیا ہے۔ راجکماری سے لے کر درہ خیبر تک ہر مسلمان نے اس کے لیے کام کیا ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ کسان اور زمیندار کو مسائل میں الجھ کر لڑنے جھگڑنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اور ہمیں چاہیے کہ ان کے جتنے مسائل ہیں۔ یا تو ہم آپس میں بیٹھ کر ان کی مصالحت اگر کروا سکتے ہیں کرا دیں یا اگر ان کے مسائل حل کرا سکتے ہیں۔ تو وہ حل کریں۔ یہ ایسے مسائل نہیں ہیں۔ جو کہ حل نہ ہو سکیں۔

جناب والا۔ میں میزانیہ کی روشنی میں چند محکموں کے متعلق تجاویز پیش کرتا ہوں۔ مثلاً ریوینیو کا ہے۔ ریوینیو کا چارج لیتے ہی ہمارے وزیر صاحب نے ایک روز مجھ سے بات کی تھی۔ چونکہ وہ ریوینیو کے اچھے خاصے وکیل بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے بات یہ کہی ہے۔ کہ بورڈ آف ریوینیو چلتا ہے۔ تو پٹواری سے اور پٹواری چلتا ہے تو بورڈ آف ریوینیو سے۔ یہ رشتہ ختم کرنے کے لیے کوئی ایسا طریقہ ہو۔ تو میں یہ کہوں گا کہ ان کے محکمے نے پہلے سے ہی انتظام کیا ہوا ہے۔ کمپیوٹر سسٹم جو ہے اس وقت صرف ڈسکہ اور خانیوال میں اس کی ٹریننگ ہو رہی ہے اور اس کے مطابق میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہمارا ریوینیو سسٹم کمپیوٹرائز ہو جائے۔ تو میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو پٹواری کی اہمیت ہے کہ وہ ایک نقل کے لیے ایک دو سو سے لے کر ہزار روپیہ تک لے لیتا ہے۔ جتنا وہ چاہے۔ اس طرح سے وہ چیز ختم ہو سکتی ہے اور پٹواریوں کی جو اہمیت ہے۔ وہ بھی اس طریقہ سے ختم ہو سکتی ہے اور وہ اتنی زیادہ نہیں رہے گی جو اس وقت ہے۔ اس کے علاوہ ریکارڈ میں جو رد و بدل ٹیمپرنگ اور جو جو وہ قباحتیں کرتے ہیں۔ وہ بھی ختم ہو جائیں گی۔ ایک ضلع چند کاغذات میں سمٹ کر ہر جگہ پر پہنچ سکتا ہے۔ ریوینیو بورڈ میں۔

کسی ریونیو آفیسر کے پاس ۔ کسی کمشنر کے دفتر میں ۔ کسی تحصیل میں ہر جگہ اس کی کاپی پہنچ سکتی ہے ۔ یہ نہیں کہ پٹواری آئے گا تو کام ہوگا ۔ ورنہ نہیں ۔

اسی طرح سے اشتمال اراضیات کا محکمہ ہے ۔ اشتمال کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ جو غریب اور چھوٹے زمیندار رہتے ہیں ۔ وہ تو درجہ بندی میں پس جاتے ہیں ۔ جتنے امیر اور بڑے زمیندار ہیں ۔ وہ تمام کے تمام پٹواریوں کو خوش کرتے ہیں اور اپنی اپنی درجہ سوم اور چہارم کی زمین اول درجہ میں لگوا لیتے ہیں اور غریبوں کی اراضیات ہلکی کروا کر وہ رقبہ لے لیتے ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس محکمہ سے درجہ بندی کا سسٹم لے لینا چاہیے ۔ کیونکہ درجہ بندی کے ایکسپرٹ زراعت یا جنگلات والے ہیں ۔ ان سے درجہ بندی کرائی جائے ۔ اگر جنگلات والے درجہ بندی کریں تو زراعت والے جا کر چیک کریں ۔ کہ آیا یہ classification of soil درست ہو چکی ہے ۔ یا نہیں ۔ تو اس طریقہ سے فائدہ ہو جائے گا ۔ اس کے علاوہ چکوک کا جو معاملہ ہے ۔ اس میں ہر زمیندار اورکاشتکار کا جتنا رقبہ بنتا ہے ۔ وہ رقبہ ایک ہی جگہ دیا جائے ۔ یہ نہیں کہ وہ 12 چکوک میں تھا ۔ تو اب وہ 8 میں کر دیا گیا ہے ۔ یہ کوئی اشتمال نہیں ہے ۔ اشتمال کا مطلب یہ ہے ۔ کہ یک جا ہو ۔ segmentation ہو جائے ۔ زمیندار جو ہے اگر اس کا رقبہ اس طرح سے پھیلا رہا ۔ تو اس طرح سے ہماری آمدنی نہیں بڑھ سکتی ہے ۔ اور ہماری effeciency جو ہے ۔ وہ بھی نہیں بڑھ سکے گی ۔

اسی طرح سے آن کے پاس rehabilitation کا معاملہ ہے ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ 1960ء کے بعد جتنی الاٹمنٹیں ہیں ۔ کم از کم اس میں 85 فیصدی جعلی ہیں ۔ بوگس ہیں ۔ اور ان کی وجہ سے غریب مہاجروں کا استحصال ہوا ہے ۔ ان کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھایا گیا ہے ۔ مثلاً کسی نے اپنی بچی کی شادی کرنی ہے ۔ اس کے پاس رقم نہیں ہے ۔ تو اس غریب نے یونٹ بیچے ہیں اور وہ یونٹ ان لوگوں نے خرید لیے ۔ جنہوں نے یہاں پر لوٹ کھسوٹ کی تھی ۔ تو میں یہ کہوں گا کہ 400 - 500 یونٹ کا جو بھی رقبہ بیچا گیا ہو ۔ اس کے علاوہ جتنے رقبہ کی sale ہوئی ہے ۔ وہ تمام کی تمام mutation set aside کر دیں ۔ تاکہ ان غریبوں کا جن کا استحصال ہوا ہے

اور جن کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر لوٹا گیا ہے ۔ اُن کے رقبے ان کو واپس ملنے چاہیئں ۔ اس محکمہ کو 30 جون کو wind-up کر دیا گیا ہے ۔ لیکن وہ شریف اور غیور مہاجر جنہوں نے آج تک کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے ہیں ۔ وہ بیچارے محنت مزدوری کر کے کھاتے ہیں ۔ حالانکہ وہ مشرقی پاکستان میں مالکان تھے ۔ اور ان کے یونٹ بدستور پڑے ہوئے ہیں ۔ یا کسی نے یونٹ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر الاٹ کرا لیے ہیں ۔ وہ بچارے مارے مارے پھر رہے ہیں ۔ اس لیے پنجاب گورنمنٹ کو چاہیے کہ اس محکمہ کو قائم رکھیں اور تا وقتیکہ ہر مہاجر کا آخری یونٹ اور آخری کلیم تک settlement نہیں ہو جاتا اس کو wind up نہیں کرنا چاہیے ۔ پنجاب کو ان کے لیے نیا بجٹ اور نیا محکمہ raise کرنا چاہیے ۔

آخر میں میں جناب زراعت کے متعلق عرض کروں گا ۔ میں جناب وزیر خزانہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے محکمہ زراعت جو کہ اس صوبہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ اس کو اس دفعہ کافی سے زیادہ پیسے دیئے ہیں ۔ یعنی سابقہ حکومتوں سے بھی بہت زیادہ مگر یہ پھر بھی کم ہیں ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس محکمہ کو ہر محکمہ پر ترجیح دی جانی چاہیے ۔ کیونکہ یہی ایک محکمہ ہے ۔ جس سے ہماری اقتصادی پوزیشن بہتر ہو سکتی ہے ۔ تو اس کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ انہوں نے ابھی یہ ذکر کیا تھا اس میں cooperative bank کی پاس بک جاری کر دی جائے ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہر گاؤں میں مثلاً ایک گاؤں 25 مربع کا ہے ۔ اس میں پانچ چھ ٹریکٹر گورنمنٹ کے جانے چاہئیں اور cultivator کا وہاں پر account کھل جانا چاہیے ۔ اس کی پاس بک میں جتنی وہ چیزیں ہیں ۔ مثلاً insecticide وغیرہ وہ تمام کی تمام farmer's shop پر ہوں اور وہ تمام اشیاء ان کو مہیا کرے ۔ جس وقت اس کی produce تیار ہو ۔ تو اس وقت حساب کر کے اس سے بمع آبیانہ کے پیسے کاٹ لے ۔ اور باقی رقم اس کے حوالے کر دے ۔ اس طریقہ سے پروڈکشن بڑھ سکے گی ۔ اس کو بروقت insecticides,fertilizer ہر چیز جس وقت ضرورت ہو گی اس کے مطابق اس کو مل سکے گی اور ہماری پروڈکشن بہت اونچی ہو سکتی ہے ۔

اسی طرح محکمہ جنگلات کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے پاس جتنی اراضیات دریا سے دور ہیں وہ چھوڑ کر اب دریاؤں کے کناروں پر آ جائیں تاکہ دریا کے کناروں پر جنگلات کو فروغ دیا جا سکے ۔ اس طرح سے embankments بنیں گی اور دریا کو کسی وقت جا کر مجبور کر سکیں گی کہ وہ ایک ہی راستے سے بہہ سکے اور روزانہ سیلاب کی مصیبت اور تکلیف کا جو مسئلہ ہے یہ حل ہو سکتا ہے ۔ جو اراضیات قیمتی ہیں وہ ہمارے لیے رزق پیدا کریں گی ۔ جو اراضیات اب فاریسٹ کے ماتحت ہیں ان سے نکل کر وہ دریاؤں کے کناروں پر آ جائیں اگرچہ تکلیف کا مقام تو ضرور ہے کیونکہ وہاں کام کرنا پڑے گا ۔ اسی طرح سے جہلم سے آگے گزر جائیں محکمہ زراعت نے یا گورنمنٹ نے کوئی اس علاقے میں کام نہیں کیا ۔ یہ علاقہ صرف انگریز نے محض fodder produce کرنے کے لیے رکھا ہوا تھا ۔ پچیس چھبیس سال سے جب سے پاکستان بنا ہے آج تک وہاں fodder پیدا ہو رہا ہے ۔ محکمہ جنگلات نے وہاں قطعاً کوئی کام نہیں کیا حالانکہ میں یہ لکھ کر دیتا ہوں اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی competent آدمی کو وہ علاقہ دیا جائے تو وہاں چھوٹے چھوٹے ڈیم بن سکتے ہیں اور وہاں کی اراضیات کو زیر کاشت لایا جا سکتا ہے ۔ وہاں پر natural growth اتنی ہو سکتی ہے کہ ان کو وہاں سے raise کیا جا سکتا ہے ۔ وہاں شہد کی نہریں چلائی جا سکتی ہیں ۔ وہاں سے بھیڑ بکری اون ہر چیز پیدا ہو سکتی ہے لیکن اس کے لیے ہماری گورنمنٹ نے کوئی بھی کام نہیں کیا ہے اور جو ذرائع ہیں ان کو ٹٹولا نہیں ۔ نہ ان کی تلاش کی گئی اور نہ معدنیات پر کوئی زور دیا گیا ۔ وہاں کی معدنیات کو قطعاً نہیں نکالا گیا ۔ اس سلسلے میں کوئی اخراجات نہیں کیے گئے ۔ ذرائع ہمارے پاس بہت کم ہیں لیکن ہماری حالت یہی ہے کہ جیسے کسی کی چھاتی پر بیر پڑا ہو ۔ کوئی آئے اور منہ میں ڈال دے ۔ جب تک ہماری قوم کی یہی حالت رہے گی ہم بدستور اسی طرح رہیں گے ۔ ہمارے وسائل وسیع ہیں لیکن مسائل کو حل کرنے کے لیے ہم وسائل کو ٹٹولتے نہیں ہیں ۔ ان کو بروئے کار نہیں لا رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اب میں اس موضوع سے ذرا ہٹ کر اپنے ضلع کے متعلق تھوڑی سی عرض کروں گا کہ کامونکی ایک قصبہ ہے جو کہ جی ٹی روڈ پر واقع ہے ۔ وہاں کوئی ستر بہتر ہزار کی آبادی ہے ۔ وہاں نہ کالج ہے ۔ نہ ہسپتال

ہے ۔ صرف دو سکول ہیں ۔ ایک لڑکوں کا اور ایک لڑکیوں کا ۔ اردگرد کے متعدد دیہات کا انہیں دو سکولوں پر زور ہے ۔ میں ہر سال چیختا ہوں کہ وہاں کوئی واٹر ورکس دیا جائے ۔ وہ قصبہ نشیب میں واقع ہے ڈرینیج کا کوئی سسٹم نہیں ہے ۔ لوگ وہی پانی پیتے ہیں جو گرتا ہے اور فلٹر ہوکر نلکوں میں آ جاتا ہے ۔ تو میری submission یہ ہے کہ وہاں ڈرینیج سسٹم دیا جائے کیونکہ میونسپلٹی وہاں کی اتنی غریب ہے کہ وہ اس کا انتظام نہیں کر سکتی ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ تعلیم کا بوجھ برداشت کر لیں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ دو اڑھائی لاکھ روپے سے کچھ ڈویلپمنٹ اس طبقے کی ہو سکتی ہے ۔ میں دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ اس قصبے کے لیے کچھ کیا جائے ۔ اسی طرح میں گوجرانوالہ کے متعلق عرض کروں گا کہ وہاں دو کالج ہیں ایک لڑکوں کے لیے اور ایک لڑکیوں کے لیے ۔ وہ چھوٹے چھوٹے کالج تھے اور پہلے انٹرمیڈیٹ کی بنیاد پر تھے ۔ اب ان میں اتنی زیادہ تعداد ہو گئی ہے کہ طلباء نہ پورے آ سکتے ہیں اور نہ ہوسٹل کی اتنی capacity ہے کہ وہ ہوسٹل میں رہ سکیں ۔ تو میری submission ہے کہ ان کالجوں میں ضرورت کے مطابق توسیع کی جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو subsidy کا سسٹم ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ بھاؤ کا گلا گھونٹنے سے یہ بھاؤ نہیں رک سکتا ۔ میری submission یہ ہے کہ ایک grower کو زیادہ سے زیادہ جتنی بھی قیمت ہو سکتی ہے یعنی جتنی قیمت پر وہ produce کرتا ہے ۔ اس کے ساتھ اس کو منافع دے کر ساری قیمت دی جائے ۔ گندم کے بھاؤ کے متعلق رانا پھول محمد خان نے کہا ہے کہ 25 روپے من ہے تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں آپ میرے ساتھ agriculturists اور economists بٹھا لیں کہ 25 روپے من کے حساب سے زمیندار یا grower جو ہے وہ صریحاً گھاٹا کھا رہا ہے ۔ اگر اس کو industrial base پر calculate کیا جائے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کو گھاٹا ہے ۔ اس گھاٹے کو جب تک پورا نہ کیا جائے اس کی production نہیں بڑھ سکتی ۔ آپ کھاد میں subsidise کرکے دیتے ہیں ۔ ادھر سے گندم import کرتے ہیں اور اس میں subsidise کرتے ہیں تو ایک طریقہ سے subsidise کریں کہ گندم کا اور اجناس کا بھاؤ

جہاں تک ہو سکتا ہے زیادہ بیج زیادہ کریں تاکہ growers بیچ سکیں ۔ پھر subsidise کرکے آپ اپنی دو فیصد ۔ تین فیصد ۔ چھ فیصد ۔ دس فیصد جو بھی آبادی ہے وہ culculate کریں وہ نکل سکتی ہے ۔ census تمہارے پاس موجود ہیں اس کے مطابق اس آبادی کو subsidise کرکے دیں تاکہ ان کو محسوس ہو احساس ہو کہ ہاں جی ۔ ہمیں کچھ نہ کچھ subsidise کرکے دیا گیا ہے ۔ یہ کیا ہے کہ subsidy کہیں بھی محسوس نہیں ہو رہی کوئی احساس نہیں کرتا کہ مجھے subsidise کرکے دیا گیا ہے ۔ جتنی رقم گورنمنٹ subsidy میں سے اب خرچ کر رہی ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ جتنی ہماری آبادی subsidised ریٹ پر حقدار ہے اگر اسے دی جائے تو وہ آبادی پنپ سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں question of privilege پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے question of privilege پیش کرنے سے پہلے میں ایک بات کر لوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس اس وقت انیس نام ہیں۔ ابھی پچھلے گھنٹے دو گھنٹے میں تین نئے نام آئے ہیں ۔ اگر دو بجے کے بعد break نہ کی جائے اور سیشن کو جاری رکھا جائے تو بڑی آسانی سے سب کو accommodate کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ انٹرول کر دیں اس کے بعد رات کو جب تک آپ چاہیں چلائیں ۔ مثلاً دو بجے ختم کرکے تین بجے یا ساڑھے تین بجے بلا لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پانچ بجے تو کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد دو breaks ہوتی ہیں ایک نماز عصر کی اور دوسری نماز مغرب کی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ لنچ کے لیے آپ تھوڑا سا انٹرول کر لیں ۔ اس کے بعد جتنا مرضی ہے بٹھائیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ پانچ بجے تو نماز عصر ہو جاتی ہے صرف مغرب کی نماز کی break آئے گی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وقت کم کر دیا جائے مثلاً نئے بولنے والوں نے کہا ہے کہ ہمیں پانچ پانچ منٹ بھی قبول ہیں ۔

**میاں منظور احمد موہل** ۔ جناب والا ۔ جنہوں نے آج نام دئے ہیں ان کے لیے ٹھیک نہیں ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ اپنے rights سے پوچھ لیجئے کہ یہ ٹھیک ہے یا نہیں یہ تو انہوں نے اپنا نام لکھوانے کے لیے کہا ہے مثلاً اب مسٹر نذر حسین منصور صاحب مجھے کہتے تھے کہ پانچ منٹ سے زائد چھٹا منٹ تقریر نہیں کروں گا 15 منٹ کے بعد روکنا شروع کیا ۔ روکتے ۔ روکتے تیس منٹ کے بعد وہ جا کر رکے ہیں ۔ گاڑی جب چل نکلتی ہے تو ڈرائیور کتنی بھی بریک کیوں نہ لگائے کہیں حساب سے ہی بریک لگتی ہے ...

اب سیشن جاری رہے یا ایک گھنٹے کی break کر لی جائے ؟

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ ایک گھنٹہ کی break کر لیں ۔ پھر ٹھیک ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ایک بجے کر دیتے ہیں پھر تین بجے کے بعد continue کریں گے کیونکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ دو بجے break for lunch ہوتی ہے تو جنہوں نے دو بجے یا اڑھائی بجے کھانے کا انتظام کیا ہوا ہے ۔ ان کو شائد ڈیڑھ بجے نہ مل سکے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ question of privilege جناب والا ۔ یہ ہر ممبر کا قانونی حق ہے کہ وہ کسی بھی موشن یا بل میں آج ترمیم پیش کر سکتے ہیں ۔ آج فنانس بل میں ترمیمات پیش کرنے کا آخری دن ہے اور وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ہم نے شراب کے sales licence پر 50 فیصد اور ریس کورس پر ڈیڑھ سو فیصد ڈیوٹی بڑھا دی ہے ۔ جناب والا ۔ فنانس بل کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ریس کورس کی ڈیوٹی تو اس میں شامل ہے مگر شراب کی increase کی ڈیوٹی اس میں شامل نہیں ہے جب کہ تقریر میں صفحہ 9 پر واضح طور پر درج ہے اور اس ایوان میں کئی دفعہ اس امر کو

زیر بحث بھی لایا جا چکا ہے کہ شراب پر ڈیوٹی بڑھا دی گئی ہے - میرے خیال میں جب تک فنانس بل میں جس طرح دوسری ڈیوٹیز کا ذکر آیا ہے وہ نہ آئے تو ڈیوٹی نہیں بڑھ سکتی اور اس فنانس بل میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس طرح سے breach of privilege بھی ہوئی ہے اور ہمارا وہ حق جو اس میں ترمیم دینے کے سلسلے میں ہے اس سے بھی ہم محروم ہو رہے ہیں - تو اس کی وضاحت کر دیں -

مسٹر سپیکر - میں یہ بات ابھی تک appreciate نہیں کر سکا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - انہوں نے دو ٹیکسوں کا فرمایا ہے -

مسٹر سپیکر - ایک تو کہتے ہیں کہ موجود ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - دوسرا نہیں ہے- یہی بتا دیں - ریس کا تو ہے -

مسٹر سپیکر - آپ دونوں کی بات نہ کریں ایک ہی کی بات کریں تاکہ میں confuse نہ ہوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - انہوں نے فرمایا ہے کہ شراب کی سیل پر پچاس فیصد ٹیکس بڑھا رہے ہیں - مگر فنانس بل میں اس کا کوئی بھی ذکر نہیں ہے - اور تاوقتیکہ فنانس بل میں اس کا ذکر نہ ہو کوئی بھی ٹیکس یا فیس نہیں لگ سکتی اور ہم نہ ہی اس سلسلے میں ترمیمات دے سکتے ہیں - یا تو وہ کہیں کہ ہم نے یہ لگائی ہی نہیں اور محض تقریر میں ہم نے اس کا ذکر کیا تھا - اگر لگائی ہے تو فنانس بل کا وہ صفحہ ہمیں بتا دیں جس پر وہ موجود ہے -

مسٹر سپیکر - چیف منسٹر صاحب آئیں گے تو پھر اس وقت
I will decide this point.

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اگر انہوں نے اس کے بعد پیش کی تو پھر ہمیں اس کی ترمیم دینے کا حق ہوگا -

مسٹر سپیکر - ہاں - کیوں نہیں - حاجی صاحب - 50 فیصد اگر ہو بھی پھر بھی آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ اس کو کہیں کہ 25 فیصد ہونا چاہیے یا 100 ہونا چاہیے - وہ آپ کا استحقاق اپنی جگہ پر قائم ہے -

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ دو دن سے پہلے ہم ترمیم نہیں دے سکتے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ فنانس بل کب آ رہا ہے ؟

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ پرسوں 28 جون 1974ء کو آ رہا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ پرسوں کیسے آ سکتا ہے اس لیے کہ دو دن آج شام کی تقاریر کے بعد ہی ہوں گے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ نہیں جناب ۔ آپ کا یہ مطلب ہے کہ جس دن ورکنگ ٹائم گزر جائے ۔ جناب سینئر منسٹر صاحب سے پوچھ لیں کہ آیا اس میں موجود ہے یا نہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ بات ہو جائے گی ۔

**میاں خورشید انور** ۔ جناب والا ۔ کل میں کام سے باہر گیا ہوا تھا ۔ میری غیر موجودگی میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے حاجی سیف اللہ صاحب سے اتفاق کیا تھا کہ احمدیوں کے سلسلے میں جہاں کوئی ریزولیوشن نہ لایا جائے ۔ میں اس سلسلے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ہاؤس میں مطالبہ کیا تھا کہ اس قسم کا ریزولیوشن آنا چاہیئے ۔ چنانچہ یہ ہاؤس کے نوٹس میں ہے کہ ہمیں وزیر قانون صاحب باہر لے گئے تاکہ ہم بیٹھکر مضمون تیار کر لیں ۔ جب ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے قرار داد کا مضمون لکھ کر دیا جو مناسب نہیں تھا ہم نے آپس میں مشورہ کیا ۔ اس کے بعد میں اور حاجی صاحب دوبارہ اُن کے پاس گئے ۔ اُن سے بحث کی ۔ اس میں مرزائیوں کا واضح ذکر آنا چاہیے تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہماری مجبوریاں ہیں ۔ بحث ہوتی رہی ۔ ہم نے انکار کیا ۔ اگر آپ متفقہ طور پر ان الفاظ کو شامل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو اس ریزولیوشن کا کوئی فائدہ نہیں ہے جو سرکاری طور پر بنایا گیا ۔ ہم نے صرف اس قرار داد سے اتفاق نہیں کیا تھا جو سرکاری طور پر لکھی گئی تھی کیونکہ اس سے ہمارے جذبات کی ترجمانی نہیں ہوتی تھی ۔ اس لئے ہم نے کہا کہ ہمارے ریزولیوشن غیر سرکاری طور پر جو ہم نے دیئے ہوئے ہیں ان کو طریقے کے مطابق زیر

بحث لایا جائے۔ آج نہ سہی کل آجائیں۔ پھر آجائیں وہ تو ہوسکتا ہے۔ ہم نے التوا تک اتفاق کیا تھا۔ یہ نہیں کہا تھا کہ یہاں ریزولیوشن نہ لایا جائے۔ جناب والا کو یاد ہوگا کہ اس سلسلے میں بہت سے دوستوں نے بلکہ آپ کی پارٹی کے ممبران نے نوٹس دے رکھے ہیں۔ قرار داد آپ کے پاس پہنچ چکی ہے اور میں نے پچھلے سال بھی یہاں ریزولیوشن لانے کی کوشش کی تھی جسے آپ نے از راہ کرم اپنے چیمبر میں ختم کر دیا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہم احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے حق میں نہیں ہیں۔ اس کی وضاحت کرنا ضروری تھی کیونکہ میں کل نہیں تھا۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ پوائینٹ آف پرسنل انفارمیشن۔ جناب والا میاں خورشید انور صاحب نے چونکہ میرا نام لیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کل اپنے بیان میں میرا حوالہ دیا تھا اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ حزب اختلاف نے اس امر سے اتفاق کیا تھا کہ کوئی بھی قرار داد احمدیوں کے سلسلے میں پیش نہ کی جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس ہاؤس کے کم و بیش 25/30 ممبران نے جن میں میں بھی شامل ہوں قرار داد کا نوٹس دے رکھا تھا۔ احمدیوں مرزائیوں اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت اس بنا پر قرار دیا جائے کہ وہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ صبح جب میں آیا تو جناب وزیر قانون صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ غیر سرکاری قرار دادیں بہت آ چکی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ ایک متفقہ قرار داد ہاؤس میں آجائے تاکہ وہ قرار دادیں ختم ہو جائیں اور متفقہ قرار داد ہاؤس کی جانب سے آجائے۔ میں نے کہا کہ اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے فرمایا کہ وزیر اعلیٰ سے مشورہ کر کے آپ لوگوں کو بتا دوں گا۔ اس پر میاں خورشید انور بحیثیت لیڈر آف دی اپوزیشن اور وزیر قانون وزیر اعلیٰ کے پاس گئے۔ وہاں سے ایک قرار داد لے آئے کہ ہم اس کو اپنے دوستوں کو دکھاتے ہیں کہ آیا اس پر رضامند ہوتے ہیں یا نہیں۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ ہم ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہیں۔ یہ قرار داد مجھے دکھائی گئی۔ میں نے اس قرار داد کو دیکھا اور اس سے اتفاق نہ کیا کہ جب تک آپ اس میں یہ نہ

لکھیں کہ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی بنا پر احمدیوں ۔ قادیانیوں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے یہ vague شکل میں چھوڑ دینا احمدیوں اور قادیانیوں کا ذکر نہ کرنا یہ ایسا مسئلہ بنا دیں گے جو قابل بحث بن جائے گا۔ حالانکہ اس امر پر کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ قادیانی اور احمدی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے ۔ اس کے بعد میاں خورشید انور لیڈر آف دی اپوزیشن وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس گئے اور پندرہ منٹ تک اس پر بحث ہوئی کہ جب تک قادیانیوں اور احمدیوں کا نام اس قرار داد میں نہیں لکھیں گے ۔ اس وقت تک ہم اسے ہاؤس کی قرار داد ماننے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن وہ اس قسم کی قرار داد پیش کرنے کے حق میں نہیں تھے ۔ کافی بحث مباحثہ کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب نہ مانے۔ وہ قادیانیوں اور احمدنیوں کا نام اس قرار داد میں لکھنے کے لئے قطعاً تیار نہیں تھے ۔ ہمیں فلاں مجبوری ہے۔ یہ دقت ہے۔ یہ تکلیف ہے۔ اس پر بحث ہوچکی ہے اور انہوں نے بے پناہ مجبوریوں کا اظہار کیا۔ ہم نے کہا یہ مجبوریاں آپ کے لئے ہوں گی ہمیں کوئی مجبوری ایمان کے مقابلہ میں نہیں ہے۔ اگر آپ سرکاری طور پر اس قرار داد کو نہیں لا سکتے۔ تو ہماری غیر سرکاری قرار دادوں کے نوٹس ایوان میں موجود ہیں۔ اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قواعد کی رو سے ہم بجٹ کے دوران کوئی قرار داد پیش نہیں کرسکتے ۔ بجٹ کے فوراً بعد جب غیر سرکاری دن آئینگے تو ہم اپنی ہی قراردادیں پیش کریں گے۔ جو واضح ہیں۔ جس میں مرزائیوں۔ قادیانیوں کا نام درج ہے آپ کی یہ قرار داد vague ہے اور الٹا مرزائیوں اور قادیانیوں کو فائدہ پہنچانے کے مترادف ہے۔ اس کو ہم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لہذا اس کے بعد انہوں نے کہا کہ

چشم ما روشن دل ما شاد

جو آپ چاہتے ہیں وہ ہم کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ جو ہم کرنا چاہتے ہیں وہ آپ کرنے کے لئے تیار نہیں تو آپ اپنا حق استعمال کریں اور غیر سرکاری دن پر ان قراردادوں کو پیش کریں۔ یہ ہمارا فیصلہ تھا۔ یہ ہماری آپس کی گفت و شنید ہوئی اور قطعاً اس امر پر اتفاق نہیں ہوا کہ یہ قرار داد پیش نہیں کی جائیگی بلکہ اب بھی ہماری قرار دادیں موجود ہیں جو قانون اور آئین کے مطابق ہیں جب بھی غیر سرکاری دن آئے گا تو اس میں انشاءاللہ العزیز پیش

کریں گے۔ بہرحال یہ تاثر جو ہمارے متعلق دیا گیا ہے یہ قطعی طور پر غلط ہے۔ ہم نے قطعاً اس پر اتفاق نہیں کیا تھا بلکہ ہم اب بھی اصرار کر رہے ہیں۔ اصرار کرتے رہیں گے۔ یہ ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے کہ وہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیں۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا۔ بہر حال یہاں آس کا الٹ کہا گیا ہے یہ بہرحال میرا گلہ ہے انہوں نے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ آپ لوگ ختم نبوت کے مسئلے پر نہیں جانتے۔ مجھے آپ کے ایمان کا یقین ہے۔ ہمارا بھی اپنا ایمان ہے اور ہمارے چیرمین صاحب نے اس کا واضح اعلان کیا ہے۔ حکومت کو امن و امان قائم کرنے کے لئے مجبوریاں ہوسکتی ہیں۔ لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ وزیر اعلیٰ کو اس قسم کی مجبوری ہے کہ فلاں نام نہ رکھا جائے۔ قطعاً ایسی مجبوری نہیں کیونکہ آپ سے ہماری ذمہ داریاں زیادہ ہیں۔ ہمیں ملک میں امن چین قائم رکھنا ہے۔ اس لئے بعض اوقات ایسے طریقہ کار اختیار کرنا پڑتے ہیں۔ اگر قومی اسمبلی اور وزیر اعظم صاحب نے خود اس مسئلے کو ہاتھ میں لے لیا ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کس بات کی طرف توجہ دلائے۔ کیا وہ پہلے متوجہ نہیں ہیں؟ صوبائی اسمبلیوں میں قرار دادیں اس لئے پیش ہوتی ہیں۔ آپ رولز آف پروسیجر دیکھ لیں کہ قرار داد اس وقت پیش کی جاتی ہے جب صوبائی اسمبلی کو کسی مسئلے پر وفاق حکومت کی توجہ دلانی مقصود ہو۔ وہ پہلے ہی متوجہ ہیں اور قوم کے سامنے اس چیز کا اعلان کر چکے ہیں اور ہمارا سب کا ایمان ہے اور آپ کے ایمان پر شک و شبہہ کی بات نہیں ہے حاشا وکلا۔ آپ کا اور ہمارا ایمان مشترک ہے۔ صرف انہوں نے یہ بات کہی تھی آپ نے جو واک آوٹ کیا انہیں اس بات پر افسوس اور گلہ ہوا اور کوئی ایمان کے متعلق ایسی بات کی۔ نہیں ہماری ذمہ داریاں آپ سے زیادہ ہیں اس لئے ہم زیادہ سوچ سمجھکر کسی طریقے سے چلیں گے اور اس کے لئے ہمیں اپنے قائد کی رہنمائی حاصل ہے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سید تابش الوری۔

**سید تابش الوری (بہاولپور - 4)** ۔ جناب سپیکر۔

فریب وقت نے گہرا حجاب ڈالا ہے
وہاں بھی شمع جلا دو جہاں اجالا ہے

مجھے سب سے پہلے اس بات کا شکوہ کرنا ہے کہ پارلیمانی روایات کے خلاف جناب وزیر خزانہ اپنے بیشتر وزراء سمیت اس ایوان سے غیر حاضر ہیں غیر حاضری کی یہ بدعت جناب معراج خالد نے شروع کی۔ جناب کھر نے اسے آگے بڑھایا اور اب جناب رامے اسے مستحکم کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کی صریحاً توہین ہے کہ بجٹ کے آخری روز بھی جب رامے صاحب کو جوابی تقریر فرمانی ہے وہ ہماری تقاریر سننے کے لئے موجود نہیں ہیں۔ آخر ہم صرف ان کی تقریر سننے کے لئے یہاں نہیں آتے بلکہ اپنے جذبات و خیالات اور مطالبات و ضروریات ان تک پہنچانے آتے ہیں اور جب وہ اس ایوان میں موجود ہی نہیں ہیں تو ہمارے جذبات اور احساسات کس طرح صحیح طور پر ان تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس ایوان میں داتا دربار کے وہ مجاور موجود نہیں جو دس من پھولوں کی پتیوں سے ان کا استقبال کرسکیں لیکن یہاں ان کی اپنی پارٹی کے ایسے ارکان موجود ہیں جو مزاحیہ پر قصیدوں کے گلدستے ان کے گلے میں ڈال سکتے ہیں جناب والا۔ وزیر ترقیات۔ وزیر صنعت، وزیر صحت، وزیر اطلاعات، وزیر بلدیات، وزیر خزانہ اور نہ جانے کتنے محکموں کے انچارج ہمہ صفت موصوف وزیر اعلیٰ جناب محمد حنیف رامے نے پنجاب کا تیسرا بجٹ بقول ان کے صبح کاذب اور صبح صادق کے دھندلکے میں پیش کیا ہے جہاں کالے اور سفید دھاگے میں تمیز نہیں ہوتی۔ صبح کاذب اور صبح صادق کی یہ درمیانی لکیر ان کے احساس رجائیت اور ان کی مصورانہ خوش رنگی کی تخلیق ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ سفر کی جس منزل پر کھڑے ہیں وہ ایسے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گھری ہوئی ہے جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا اور قومی قافلہ محض آوازوں اور نعروں کے سہارے ٹامک ٹوئیاں مارتے آگے بڑھ رہا ہے۔

جناب والا۔ ملت کے قافلے کو ظلمت کے اسی موڑ پر پہنچنا تھا کیونکہ آج کی قافلہ سالار جماعت نے کذب و صدق سے معمور جو منشور دیا تھا اور اس سلسلے میں عوام کو جو سنہری خواب دکھائے تھے۔ اس کا حاصل فکر و عمل کی یہی رو سیاہی ہے جو آج ہمارے پیراہن ملت کا داغ بن گئی ہے۔ جناب والا۔ جھوٹ بے ضرر بھی ہوتے ہیں اور خطرناک بھی لیکن سب سے زیادہ خطرناک جھوٹ وہ ہوتا ہے جس میں کچھ سچ بھی شامل ہو اور جناب

والا۔ قافلہ سالار جماعت کا منشور ایسے ہی جھوٹ کی ایک دلفریب اور دل نشیں صورت ہے کیونکہ اس میں روٹی۔ کپڑے اور مکان کے دلفریب نعروں کی صورت میں بنیادی انسانی ضروریات کی سچالیاں بیان کی گئی ہیں۔ ضرورتوں کی یہی سچائی دلفریبی بن گئی اور اہل کارواں جوق در جوق اس کی طرف کھنچتے چلے گئے لیکن اب جب ان کی آنکھیں کھلی ہیں تو انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا اور ہر شخص یہ محسوس کر رہا ہے کہ "ہم گجر بجنے سے دھوکا کھا گئے" جناب والا۔ پیپلز پارٹی کا منشور اس صدی کا سب سے بڑا انتخابی فریب تھا۔ جس کے نتیجہ میں عوام اور حکومت کے درمیان اعتماد کا بحران پیدا ہو گیا ہے اور انتخابات۔ جمہوریت اور سیاسی منشوروں سے متعلق لوگوں کا اعتماد متزلزل ہو کر اب اس نقطے پر پہنچ گیا ہے کہ وہ سیاسی وعدوں کو محض شعبدہ گری سمجھنے لگے ہیں۔ جناب والا۔ ہماری تاریخ مفاد پرستی کی تاریخ ہے۔ بعض مفاد پرستوں نے اس ملک میں اسلامی نظام کے علمبردار اقتدار پر قبضہ جمائے رکھا۔ اب بعض دوسرے مفاد پرستوں نے اسلامی سوشلزم کے نام پر حکومت کے تخت پر فائز ہو کر عوام کو ایک نئے سراب سے روشناس کیا ہے عوام نعروں کی اس گرما گرمی تکلیف دہ بے اثری سے تنگ آ کر بے حسی و بیزاری کی کیفیت سے دوچار ہیں۔ جذبات کی چنگاریاں آہستہ آہستہ سلگ رہی ہیں۔ احساس کا لاوا ابل رہا ہے کشیدگی اور محاذ آرائی کے طوفان جنم لے رہے ہیں۔ اور میں ہلکی فضا میں کسی خوفناک سیاسی زلزلے کی دھمک صاف محسوس کر رہا ہوں۔

جناب والا۔ سیاسی انتشار تیز تر ہوتا جا رہا ہے۔ بیرونی سازشیں گہری ہو رہی ہیں اور مرکزی حکومت خطرناک عوامل و نتائج سے بے پروا چاروں صوبوں میں یک جماعتی نظام قائم کرنے کے لئے ایسا خطرناک سیاسی جوا کھیل رہی ہے۔ جس میں پورے ملک کی سالمیت داؤ پر لگا دی گئی ہے۔

جناب والا۔ بلوچستان ظلم کی آگ میں جل رہا ہے۔ سرحد میں دہشت انگیز سرگرمیاں تیزتر ہیں۔ سندھ میں سندھو دیش کا فتنہ جوان ہو رہا ہے۔ پنجاب میں خانہ جنگی اور امن و امان کی ابتری اپنے آخری نقطے پر پہنچ رہی ہے اور پورے ملک کی اجتماعی فضا میں ایک لوحہ گرمی کی کیفیت طاری

ہے۔ جناب والا۔ یہ صورت حال ہمارے لئے ایک عظیم لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہے اور پنجاب کے محب وطن عوام۔ پنجاب کے محنت کش عوام اس سیاسی قمار بازی اور شعبدہ گری کو زیادہ دیر تک خاموش تماشائی کی حیثیت سے برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر موجودہ حکومت نے اپنی ظالمانہ اور آمرانہ حکمت عملی کو تبدیل نہ کیا تو وہ دن دور نہیں جب خود عوام گلیوں اور کوچوں میں نکل کر اس حکومت کو تبدیل کرنے کے لئے انتہائی اقدامات کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح جس طرح بھٹو صاحب کی قیادت میں اپوزیشن آمریت کے خلاف لوگوں نے متحد ہو کر تحریک شروع کی تھی۔

جناب والا۔ ملک کے دوسرے حصوں میں اشتعال اور کشیدگی کی کیفیتیں کیا کم تھیں کہ پنجاب کی خوابیدہ و خاموش فضا میں ربوہ کے حالیہ المناک واقعہ کی صورت میں نئی چنگاریاں اور نئے شعلے بھڑکا دئے گئے ہیں۔ جناب والا۔ یہ تو وقت بتائے گا کہ اس آتشیں صورت حال کی تخلیق میں کس کس کی سحر سر محضر لگی ہوئی ہے۔ یہ تو مورخ بتائے گا کہ اس فتنے کو کس نے پیدا کیا اور کس نے کس کس طرح اسے ہوا دی لیکن اگر ہم واقعی اس صورت حال کی نزاکت سے آگاہ ہیں۔ اگر ہم واقعی اس صوبے کے امن و امان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم واقعی اسلامیان پاکستان کے جذبات و احساسات کا پاس خاطر رکھتے ہیں تو ہمیں واضح طور پر یہ اعلان کرنا ہو گا کہ عوام اور اسلامیان پاکستان کی خواہش اور مطالبے کی روشنی میں تمام مکاتب فکر کے علماء کے فیصلے کے مطابق مرزائیوں اور احمدیوں کو ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی بنا پر بلا تاخیر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ان کے تمام اوقاف کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے جن کے ذریعہ انہوں نے اپنے انداز میں ایک خاص سازشی ماحول پیدا کرکے اس ملک میں مختلف قسم کے فتنوں کو جنم دیا ہے۔ جناب والا۔ تمام اوقاف سرکاری تحویل میں لیے جا چکے ہیں لیکن ربوہ کے لاکھوں کے اوقاف اور سرمائے پر ابھی تک اس حکومت نے کوئی "التفات" نہیں کیا۔ جناب والا۔ پنجاب کو نبی ساز سر زمین کہا جاتا ہے اور واقعی یہ عجیب بات ہے کہ برصغیر میں اسی خطے کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اگر سکھوں کا کوئی گورو پیدا ہوا تو وہ بھی پنجاب میں اور مسلمانوں میں اگر کوئی نبوت کا دعویدار اٹھا تو وہ بھی پنجاب میں۔ ہم پنجاب کے غیور

مسلمانوں کی حیثیت سے اس داغ کو دھونا چاہتے ہیں اور اس داغ کو دھونے کی صرف یہ بات ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی کے اس نمائندہ ایوان میں قرار داد منظور کریں جس کے بعد اس قسم کی جھوٹی پشہ کے لیے بند ہو جائیں ۔ جناب والا ۔ جناب رامے تبدیلیاں مجھے نمایاں طور پر محسوس ہوئی ہیں ۔ تحریر میں ادب و شعر کی جھلکیاں اسی طرح کم وزیر اعلیٰ بننے کے بعد رامے صاحب کے چہرے پر ہو گئی ہے اور دوسری تبدیلی یہ کہ سوشلزم کی وہ رمق جو وزارت خزانہ میں تابندہ تھی اب اقتدار اعلیٰ کی چمک دمک میں گم ہو کر رہ گئی ہے آخر آرزو کی وہ بیقراری کہاں گئی جو اس سے پہلے بحیثیت وزیر ان کے لب ۔ ان کے ذہن اور قلب میں جاری و ساری رہتی تھی ۔ جناب والا ۔ میرے نزدیک یہ ایک ترقی پسند وزیر اعلیٰ کا رجعت پسندانہ بجٹ ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ ایک غریب وزیر خزانہ کا سرمایہ دارانہ میزانیہ ہے ۔ جس میں روایتی اعداد و شمار کی شعبدہ گری سے عوام کو حقیقی خوش حالی اور ترقی کے سبز باغ دکھائے گئے ہیں ۔ لیکن حقیقت میں ان کے لیے اس میں ایسی کوئی خوش خبری موجود نہیں جو انہیں حقیقی ترقی ، خوش حالی اور فلاح کی منزل کی طرف گامزن کر سکے ۔ جناب والا ۔ جناب رامے نے اپنے آپ کو عیار وزیر خزانہ کہا ہے اور اسے ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اس بجٹ کو متوازن بجٹ قرار دینے کی کوشش کی ہے ۔ حالانکہ یہ متوازن بجٹ نہیں بلکہ اٹھاون لاکھ روپے کے خسارے کا بجٹ ہے ۔ اس اعتبار سے ہم نے خسارے کی سرمایہ کاری کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اور خسارے کے میزانیوں کی جو طرح ڈالی ہے وہ روایت بدستور قائم ہے ۔

جناب والا ۔ جناب وزیر خزانہ نے ٹیکس نہ لگانے کا بھی دعویٰ کیا ہے ۔ لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ چینی کی قیمت میں 8 آنے سیر اور سنیما کی ڈیوٹی میں سو فی صد اضافے کو ٹیکسیشن کی نئی شکل نہیں کہیں گے اور کیا کہیں گے پھر انہوں نے کاٹن اور جننگ فیکٹریوں کی لائسنسنگ فیس میں جو اضافہ کیا ہے، اسے کس معنی سے تعبیر کریں گے انہوں نے شراب اور ریس کورس پر جو اضافی ٹیکسیشن کی ہے ، انہیں کس نام سے یاد کریں گے ۔ میں اس کی تعریف

کرتا ہوں کہ شراب اور ریس پر ضرب لگائی ہے - شراب اور ریس جیسے مذموم مشاغل پر بھاری ٹیکس لگانا چاہیے۔ یہ اس ایوان کے جذبات و احساسات کے عین مطابق ہے - لیکن بہر حال اصطلاحی و معنی اعتبار سے انہیں نئے ٹیکس سے ہی تعبیر کیا جائے گا - جناب والا - ان ٹیکسوں کے اضافے سے عوام کی ایک بڑی تعداد متاثر ہو گی جو سفید پوشوں ، لوئر مڈل کلاس اور غرباء سے تعلق رکھتی ہے - ان کے لیے تفریح کا صرف ایک ذریعہ سینما ہے - سینما کی تفریحی ڈیوٹی میں سو فی صد اضافہ کسی طور پر پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا - اسی طرح چینی اور دوسری متعلقہ ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافے سے عوام پر ایک نیا بوجھ پڑ جائے گا اور وہ غریب عوام جو خوف ناک مہنگائی سے پہلے ہی خیدہ کمر ہیں ، اور جھکتے جائیں گے عوام کی بے بسی اور خستہ حالی کے یہ درد ناک منظر کسی بھی عوامی ، فلاحی اور جمہوری مملکت کی دعویدار حکومت کے لیے قابل رشک نہیں ہو سکتے - جناب والا - اس بجٹ میں ملازمین کو دس فی صد مہنگائی الاونس دینے کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ کم از کم پچاس روپے اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو روپے ماہوار دیئے جائیں گے - لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک ہزار روپے تک یا اس سے کم تنخواہ پانے والوں کو الاونس کا یہ استحقاق حاصل نہیں ہو گا - میں نہیں سمجھتا کہ اگر ہزار روپے سے زیادہ تنخواہ پانے والوں کو یہ استحقاق حاصل نہیں ہو گا تو پھر انہیں ڈیڑھ سو روپے کا زیادہ سے زیادہ الاونس کس طرح سے مل سکے گا -

**مسٹر سپیکر** - یہ سنٹر کی بات کر رہے ہیں ؟

**سید قابض الوری** - جناب والا - یہ صوبے کی بھی ذمہ داری ہے - صوبائی مینرائٹی میں اس کا ذکر موجود ہے - مہنگائی الاونس اور دوسری مالی ذمہ داریوں کے بوجھ سے ہماری بلدیات پہلے ہی بری طرح سے مالی بحران کا شکار ہیں اگر یہ نیا الاونس بھی انہیں ادا کرنا پڑا تو ان کے تمام ترقیاتی منصوبے یکسر ختم ہونے کے بعد ان کے بجٹ صرف تنخواہوں کے بجٹ بن کر رہ جائیں گے اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے تمام بلدیاتی اداریے جن کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے ، انہیں مہنگائی الاونس اور دوسرے ترقیاتی اخراجات کے لیے حکومت مسلسل ایک معقول گرانٹ دینے کا انتظام کرے -

جناب والا ۔ اسی طرح یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ کھاد کی رعایتی قیمت کا بوجھ اور بیج و تھور کا انسدادی پروگرام وفاق حکومت کو منتقل کر دیا گیا ہے اور نئے سال میں وفاق حکومت پنجاب پر 43 کروڑ روپے صرف کرے گی جب کہ وفاق بجٹ میں سارے صوبوں کو دینے کے لیے 32 کروڑ 49 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا جب کہ مجموعی رقم بتیس لاکھ روپے ہو تو پنجاب کو 43 کروڑ کیسے ملیں گے ۔ اعداد و شمار کی یہ غلطی وفاق بجٹ میں ہے یا صوبائی بجٹ میں اور اس کی اصلاح معلوم نہیں ان دونوں میں سے کون کرے گا ۔

جناب والا ۔ گندم کی خود کفالت کا بھی نعرہ لگایا گیا ہے ۔ خود حکومت کے حلقے اس بات کے معترف ہیں کہ اس سال پینسٹھ لاکھ ٹن گندم کی پیداوار کا جو تخمینہ کیا گیا ہے وہ غلط ثابت ہو رہا ہے ۔ جعلی اعداد و شمار کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے ۔ اب اس ڈھول کا پول کھل رہا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے اس سال سیلاب کی وجہ سے یقیناً کچھ کاشت میں اضافہ ہوا ہے لیکن مجموعی طور پر پیداوار کم ہوئی ہے ۔ محتاط اندازہ یہ ہے کہ اس سال پچاس اور ساٹھ لاکھ ٹن سے زیادہ صوبے کی پیداوار نہیں ہو گی ۔ لیکن انہی غلط اعداد و شمار اور اس غلط حکمت عملی کی بنا پر اس سال کے لیے اٹھارہ لاکھ ٹن گندم کی خریداری کا ٹارگیٹ مقرر کر دیا گیا ہے ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ ایسا ٹارگیٹ مقرر کرتے وقت اس اصول کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے کہ پروکیورمینٹ مجموعی پیداوار کی بیس فی صد سے زیادہ نہ ہو ۔ اگر ٹارگیٹ اس سے زیادہ ہو تو پھر عوام کے پاس سے گندم چھن کر حکومت کے ذخیروں میں منتقل ہو جاتی ہے اور نتیجتاً دیہات میں خاص طور پر قحط کی سی کیفیت پیدا ہو جایا کرتی ہے ۔ اس اصولی پس منظر میں پنجاب کے لیے اٹھارہ لاکھ ٹن گندم کی خریداری کا ٹارگیٹ غلط طور پر مقرر کیا گیا ہے ۔ حالانکہ پیداوار کے اعتبار سے اسے بارہ لاکھ ٹن ہونا چاہیے تھا ۔ جناب والا ۔ اندھا دھند خریداری کے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے اور ہمارا صوبہ غذائی بحران کی لپیٹ میں آ جائے گا اس وقت صرف شہروں میں آٹے کی راشننگ ہے اور صرف شہری ضرورت کو پیش نظر رکھ کر حکومت نے 18 لاکھ ٹن گندم میں سے 9 لاکھ ٹن گندم پنجاب کے لیے ذخیرہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے پھر یہ مجموعی

ٹارگیٹ پورا ہو یا نہ ہو ۔ اس میں تقریباً 9 لاکھ ٹن گندم دوسرے صوبوں ، آزاد کشمیر اور فوج کو دینی ہو گی ، جس کے بعد پنجاب کے لیے خود گندم کی قلت کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا ۔ کیونکہ جب آپ دیہات سے گندم چھین لیں گے تو پھر بیج اور دیہاتیوں کی خوراک کے لیے ہمیں خود گندم اور آٹا فراہم کرنا پڑے گا ۔ نو لاکھ ٹن کی موجودہ مقدار جو آپ نے مقرر کی ہے ، وہ صرف شہروں کی ضرورت کے لیے ہے دیہات کے لیے آپ کو گندم کی الگ ضرورت پڑے گی تو آپ کو اس کے لیے امریکی گندم درآمد کرنی پڑے گی اور اس طرح سے پنجاب اپنی غذائی کفالت کے باوجود آئندہ کے لیے مزید زرمبادلہ کے بوجھ اور اضافی اخراجات تلے دبتا چلا جائے گا ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال پنجاب انہی حالات سے دو چار ہوا تھا اور مرکزی حکومت نے اس سلسلے میں کچھ مالی بوجھ برداشت بھی کیا تھا ۔ لیکن بنیادی خسارہ پنجاب ہی کو برداشت کرنا پڑا ۔ اس کے باوجود غذائی قلت ہمارا مقدر رہی ، میں اس سلسلے میں ایک الزام ، ایک چارج لگانا چاہتا ہوں ۔ اس حکومت نے پچیس ہزار ٹن چری (سرگم) صوبہ پنجاب کی غذائی ضرورت کے لیے درآمد کی ہے جس پر ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے ۔ یہ چری ناقابل استعمال ہے جسے مویشی بھی نہیں چرتے ۔ اب وہ چری حکومت کے گوداموں میں پڑی سڑ رہی ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈیڑھ کروڑ روپے کی خطیر رقم گورنمنٹ کے خزانے سے کس طرح کس کے حکم سے کس مقصد کے لیے صرف کی گئی ۔ عظیم قومی سرمائے کے اس ضیاع کا قومی مجرم کون ہے کس نے یہ غلط فیصلہ کیا اور چری جیسی پنجاب کے عوام کو کھلانے کے لیے کیوں درآمد کی گئی ۔ جب کہ ایسا ہی ایک تلخ تجربہ اس سے پہلے ہوا تھا جس کی ناکامی کے بعد طے کر لیا گیا تھا کہ آئندہ اس قسم کی کوئی اور غلطی نہیں کی جائے گی ۔ لیکن ہم نے پھر ایک دفعہ اس غلطی کا اعادہ کیا پھر اسی قومی جرم کا ارتکاب کیا ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ڈیڑھ کروڑ روپے کی بربادی کے اس اسکینڈل کی تحقیقات کرائی جائے جناب والا ۔ گندم کی خریداری کی رفتار بیحد سست ہے اس میں نہ صرف پالیسی کا کسی نہ کسی حد تک دخل ہے بلکہ ایک بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ سرکاری نرخ کم ہے جب کہ کھلے بازار میں بالخصوص غیر پیداواری علاقوں میں گندم کی قیمت سرکاری نرخ سے بہت زیادہ ہو گئی ہے ۔ اس وقت صورت یہ ہے کہ حکومت گندم خرید نہیں رہی بلکہ چھین رہی ہے ۔ اس نے ڈپٹی کمشنروں ، تحصیلداروں

گرداوروں اور پٹواریوں کو اس کام پر مامور کیا ہے کہ جس کاشتکار یا زمیندار کے پاس گندم موجود ہے ۔ حاصل کر لی جائے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دیہات کے عوام گندم کے ایک ایک دانے کو ترسیں گے اور جب وہ بھوک سے بلکتے ہوئے آپ کے پاس گداگر بن کر آئیں گے تو آپ کے گودام ان کے پیٹ کی طرح خالی ہوں گے ۔ جناب والا ۔ گندم کی خریداری کے ساتھ ساتھ چینی کی فروخت کا مسئلہ بھی توجہ طلب ہے ۔ چینی کے سلسلے میں حکومت جو ناجائز منافع کما رہی ہے اور جس طرح عوام کا خود استحصال کر رہی ہے اس کا بھی کوئی نہ کوئی انسداد ہونا چاہیے ۔ یہ حکومت جو استحصال اور ناجائز منافع خوری کے خلاف بقول خود جہاد فرما رہی ہے وہ خود اس سال صوبائی بجٹ کے تخمینوں کے مطابق سات کروڑ روپے سے زیادہ رقم صرف چینی سے منافع کی صورت میں کما رہی ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اسے سات کروڑ روپے کا منافع ہو رہا ہے تو اس نے چینی کی قیمت میں اتنا اضافہ کیوں کیا ہے ۔ اور استحصال کا خاتمہ کرنے والی عدالی حکومت ، عوام کا استحصال کیوں کر رہی ہے؟

جناب والا ۔ اب ذرا صنعت کی طرف آئیے ! جناب وزیر خزانہ نے صنعت کی ترقی کو اہم منزل قرار دیا ہے لیکن اس اہم شعبے کے لیے صرف 8 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں یہ انتہائی ناقابل فہم بات ہے کہ اس سال چار شوگر ملیں تین ٹیکسٹائل ملیں اور پانچ چاول کے کارخانے قائم کرنے کا اعلان کیا گیا ہے ایک شوگر مل پر چھ کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں مگر یہاں چار شوگر ملوں تین ٹیکسٹائل ملوں اور پانچ چاول کے کارخانوں کے لیے 8 کروڑ روپے رکھے جا رہے ہیں رقم کی یہ تخصیص کسی طرح سے بھی ان کے اس اعلان کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی کہ وہ صنعت کو اہم ترین منزل سمجھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بات بھی المناک حد تک تشویش انگیز ہے کہ پنجاب خام مال پیدا کرتا ہے اور بیشتر صنعتیں سندھ میں لگتی ہیں ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اب تک سرکاری سطح پر صنعتی ترقی کی 17 سے زیادہ کارپوریشنیں بن چکی ہیں جن کے ہیڈ آفیسز سندھ میں ہیں اور ان میں سے کسی ایک کارپوریشن کا بھی جو صنعتی ترقی کے لیے معرض وجود میں آئی ہیں ۔ پنجاب میں ہیڈ آفس قائم نہیں کیا گیا ۔

اسی طرح سے پنجاب میں خشک بندرگاہ قائم کی گئی ہے لیکن وہ دو ماہ سے خشک پڑی ہوئی ہے کیوں کہ دو ماہ میں یہاں سے صرف 19 ٹن مال بھیجا

جا سکا ہے اس وقت ساری کی ساری shipping space سندھ اور دوسرے صوبوں کے لیے مختص ہو کر رہ گئی ہے ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ پنجاب کے لیے جو خام مال ہی پیدا نہیں کرتا بلکہ صنعتی طور پر بھی امتیازی مقام رکھتا ہے اس خشک بندرگاہ کو موثر بنانے کی خاطر 60 فیصد shipping space مہیا کی جائے ورنہ لاہور کی خشک بندرگاہ ایک خشک تجربہ ثابت ہو گی ۔

جناب والا ۔ اب مجھے بہاولپور کا ذکر کرنے دیجیئے ۔ جس کے چالیس لاکھ مظلوم عوام حق تلفیوں اور محرومیوں کی آگ میں جل رہے ہیں اور اب یہ احساس اور مطالبہ شدید تر ہوتا جا رہا ہے کہ صوبائی حیثیت کی بحالی کے سوا اس کا اور کوئی علاج نہیں ۔ وفاقی دستور کے بعد اب خود پنجاب کا مفاد بھی اسی میں ہے کہ بہاولپور کو صوبائی حیثیت دے کر پنجاب اور بہاولپور کے مشترکہ مفادات کی حفاظت کی جائے ۔ جناب والا ۔ ہماری بد قسمتی کی انتہا یہ ہے کہ ماضی کے حکمرانوں کی طرح جناب وزیر اعظم بھٹو کے اس اعتراف کے باوجود کہ بہاولپور مسلسل محرومیوں کا شکار ہے اور اس پر اس کی آمدنی کے مقابلے میں شرمناک حد تک کم رقم خرچ کی جا رہی ہے ابھی تک حق تلفیاں ہمارا مقدر ہیں ۔ ہمیں توقع تھی کہ نئی حکومت کم از کم اپنے قائد کی اس یقین دہانی پر تو عمل کرے گی کہ بہاولپور کو تلافی مافات کرنے کے لیے ترجیح دی جائے گی لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ یقین دہانی پر عمل تو ایک طرف الٹا بہاولپور کو نئی محرومیوں اور نئی حق تلفیوں کا شکار بنایا جا رہا ہے اور وہاں صنعتی ، اقتصادی اور زرعی پسماندگی کے سائے اور گہرے ہوتے جا رہے ہیں ۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ بہاولپور کے لیے وزیر اعظم کے وعدے کے مطابق ترجیحی بنیاد پر ہمہ گیر ترقیاتی منصوبوں کے لیے زیادہ رقوم مختص کی جائیں ۔ صنعتی ترقی کے لیے انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بنک آف پاکستان کی شاخ بہاولپور میں کھولی جائے اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے موجودہ آفس کو ریجنل آفس بنایا جائے اور اس کے علاوہ بہاولپور کے لیے مرکزی و صوبائی سرکاری ملازمتوں میں ہر سطح پر تقرری اور ترقی کا کوٹہ مخصوص کیا جائے کیونکہ بہاولپور کی نمائندگی اب سول انتظامیہ میں برائے نام رہ گئی ہے ۔ اسی طرح سے بہاولپور میں ہائی کورٹ کے مستقل بنچ کا مطالبہ بھی بڑا قدیم ہے اب اس کی منظوری ہو جانی چاہیے ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور اور پنجاب کے پسماندہ علاقوں کے لیے مرکز سے خاص طور پر اسی طرح سے مالی گرانٹ حاصل کی جائے جس طرح بلوچستان اور سرحد کے پسماندہ علاقوں کے لیے غیر معمولی رقوم مخصوص کی جا رہی ہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ حال ہی میں بلوچستان کو مرکز کی طرف سے چالیس کروڑ روپے دیئے گئے ہیں ۔ اس کے برعکس پنجاب کے پسماندہ علاقوں کے لیے ایک کوڑی بھی مخصوص نہیں کی گئی یہ ایسی صورت حال ہے جو پنجاب کے لیے بالخصوص پسماندہ علاقوں کے لیے سوہان روح بنی ہوئی ہے پنجاب کو مجرم ضمیری میں مبتلا کر کے اب خود اس کا استحصال کیا جا رہا ہے اور پنجاب گنگ ہے جب تک مجرم ضمیری کا یہ احساس ختم نہیں کیا جائے گا اور موجودہ حکومت پنجاب کے اجتماعی مفادات کی حفاظت کرنے کے لیے عملی اقدام نہیں کرے گی اس وقت تک پنجاب کا مفاد اسی طرح سے خطرے میں رہے گا ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ اندھیرے چھٹ رہے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ سیاسی اور انتظامی سطح پر اندھیرے بڑھ رہے ہیں اور بے یقینی و بے اعتمادی کی فضا دھندلی ، بوجھل ، اور سنگین ہوتی جا رہی ہے لیکن میں اہل درد سے کہوں گا کہ وہ مایوس نہ ہوں ، ہراساں نہ ہوں ، جہد و استقلال کی منزلوں میں مایوسی کفر ہے اندھیرے بہر حال چھٹیں گے اور نئی صبح کی اجیالی کرن انشاءاللہ اس صوبے بلکہ پورے ملک پر یقیناً نمودار ہو کر رہے گی ۔

چراغ آخر شب اس قدر اداس نہ ہو
کہ تیرے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے

**آوازیں** ۔ واہ واہ مکرر مکرر ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ملک مختار احمد اعوان ۔

**ملک مختار احمد اعوان** (ملتان - 1) ۔

بس اس بات پہ یاروں کو خفا رکھا ہے
کہ اپنا انداز ذرا ان سے جدا رکھا ہے

اور مجھ کو کیا خاک سزا دیں گے زمانے والے
مجھ کو خود اپنے ہی احساس نے سولی پہ چڑھا رکھا ہے

**آوازیں** ۔ مکرر مکرر ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب والا ۔ میں جب اسیر تھا میں جب وزیر تھا تو میں نے ہمیشہ ایک بات کی کہ اس ملک پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت جب تک بجا طور پر نہ کی جائے گی ۔ جتنے بھی میزانیے اس ایوان میں پیش کیے جاتے رہیں گے تو متضاد باتیں ہوں گی ۔ جناب والا ۔ آج جب پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے تیسرا میزانیہ وزیر اعلیٰ صاحب نے پیش کیا ہے تو آج بھی اس ایوان میں متضاد باتیں کی گئیں ۔ متضاد باتیں بالکل اس انداز میں کہ جس طرح پوری دنیا میں ایک بحث جاری ہے ایک ڈائیلاگ جاری ہے ۔ جناب والا ۔ دو نظام اس دنیا میں موجود ہیں ۔ ایک سرمایہ‌دارانہ نظام اور ایک سوشلسٹ نظام معیشت ۔ حضور والا ۔ یہاں پر ایک طرف کسان کی بے بسی کا ماتم کیا گیا ۔ دوسری طرف مزدوروں کی برطرفیوں کی بات کی گئی لیکن یہ بھی کہا گیا کہ جناب جاگیردارانہ نظام ہے کہاں ۔ جاگیردار تو ختم کیے جا چکے ہیں اب تو کوئی پانچ مربعے کا مالک ہے یہ تو بیچارے چھوٹے زمیندار ہیں تو پھر آج بھی متضاد باتیں ہوئیں ۔

جناب والا ۔ اگر ہم اپنے صدق دل سے آج اس ایوان میں تجزیہ کریں تو پھر نظام کوئی بھی ہو ۔ میں سید ناظم حسین شاہ کی بات آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ نظام سرمایہ دارانہ ہو یا سوشلسٹ ۔ جناب والا ۔ ایک ایسی قوم جو پسماندگی سے دوچار ہو اور جس کے سامنے بحرانوں کا ایک سمندر موجود ہو اور وہ اس سمندر سے گزر کر منزل کی جانب بڑھ رہی ہو جناب والا ۔ اس کی گراس نیشنل انکم سب سے بڑی چیز ہوتی ہے کہ کس حد تک قومی سرمائے میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ حضور والا ۔ اگر اس ملک میں مکسڈ اکانومی کی بات ہوئی اور آج مکسڈ اکانومی کا تجربہ کیا جا رہا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ وقت کا تقاضا نہ تھا ۔ یہ وقت کا اہم ترین تقاضا بالکل اسی طریق پر تھا کہ جس طرح پچیس سال تک یہاں پر آمریت کے بادل چھائے رہے اور اس کے بعد جمہوریت کی جڑوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی ۔ ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے ۔ وزیر اعظم بھٹو کی طرف سے ۔ جناب والا ۔ جب تک ایک متوازن معیشت قائم نہ کی جائے گی اس وقت تک تضادات قائم رہیں گے ۔ حضور والا ۔ آج میں بڑی حیرت سے یہ سنتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں جو مہمان تشریف فرما ہیں ۔ جو جمہوریت کے داعی ہیں ۔ جنہوں نے جمہوریت

کے نفاذ کے لئے بیش بہا قربانیاں دی ہیں خصوصاً پاکستان پیپلز پارٹی کے پرچم تلے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب ہونے والے معزز اراکین جو خاک اور خون کے سمندر سے گزر کر اس ایوان میں پہنچے ہیں۔ آج بھی جن کی پشت پر کارکنوں کا لشکر موجود ہے۔ جناب والا۔ وہ جمہوریت کی قدرومنزلت سمجھتے ہیں آج پھر کس طرح سے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ آج اگر فرقہ وارانہ بات کی جاتی ہے تو دونوں طرف سے ایک بات کو تسلیم کیا گیا کہ یہ ملک کے ساتھ سازش کی جا رہی ہے جمہوریت کے قتل کے لئے ایک فریق کی طرف سے یا دوسرے فرقہ کی طرف سے ایک نیا منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر آئیے میں آپ کو بتلا دیتا ہوں کہ آج سامراج نے نوآبادیاتی نظام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد بھی نوآبادیاتی نظام کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے بھی ایک نئی چال چلی ہے اور پھر آج پاکستان بھی اس سازش کا کہیں شکار تو نہیں۔ آج جب ہم تجزیہ کرتے ہیں جب قومی اسمبلی میں وزیر اعظم ولی خان کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس ملک کے آئینی سربراہ کے قتل کا منصوبہ افغانستان میں بنایا گیا تھا۔ ایک شہر سے کرانے کے قاتلوں کو بھیجا گیا تھا۔ جناب والا۔ تو پھر وہ اپنی ذات کے لئے نہیں کہتے۔ بحیثیت ذوالفقار علی بھٹو نہیں کہتے۔ پھر وہ ایک ہی جملے میں سامراجی سازشوں کا تجزیہ کرتے ہیں کہ سامراج کے نزدیک وہ تمام چالیں ماند پڑ گئی ہیں وہ جھوٹی اور لغو سازشیں ہوئی ہیں کم از کم پاکستان جیسے پسماندہ ملک میں جو غیر ترقی پذیر حالت سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے اور سامراج جو ہزاروں میل دور بیٹھکر ذوالفقار علی بھٹو کی موجودگی میں پاکستان میں معاشی استحصال اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ سے قائم نہیں رکھ سکتا جاری نہیں رکھ سکتا جناب والا۔ تو پھر ایسے ملک پر ایک ضرب لگ جاتی ہے کہ سامراجی ممالک ایسے ممالک کی سالمیت کو خطرہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے ممالک کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب والا۔ کیا ولی خان اس خاندان اور گھرانے سے تعلق نہیں رکھتا۔ جنہوں نے پاکستان کو وجود میں لائے جانے کی مخالفت کی تھی۔ آج اگر ان کی طرف سے ذوالفقار علی بھٹو پر قاتلانہ حملے کے منصوبے بنتے ہیں تو پھر وہ قتل اس بچے ہوئے پاکستان کا دوسرا نام ہے وہ ذوالفقار علی بھٹو کی ذات کا سوال نہیں ہے۔ جناب والا۔ ذوالفقار علی بھٹو کو قتل کرنے

کے لئے اتنے بھیانک منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ آج پھر اگر سامراجی پاکستان کی سالمیت کو خطرے میں ڈال کر بھی کھوئے جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کو کسی چور دروازے سے یہاں اقتدار میں لانا چاہتے ہیں تو پھر میں بڑے جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کو یہ بتلا دوں کہ آج جس شعور سے ہمارے قائد نے ہمارے کارکنوں کو ہمکنار کر دیا ہے۔ کارکنوں کے خلاف کوئی بھی سازش ہو۔ کارکنوں کے حقوق کو ایک چند فرد افراد یا افراد کا ایک ٹولہ غصب کرنے کی کوشش بھی کرے تو کارکنان یک زبان ہو کر ایسے رجعت پسندوں کے سامنے ڈٹ سکتے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ۔

یہیں سے ہوگی جزا سزا سب
یہیں سے اٹھے گا شور محشر
یہیں پہ روز حساب ہو گا

جناب والا۔ اگر یہ سب حقیقت ہے جہاں پر افسوس کیا جانا مقصود ہے تو پھر یہ قوم آج مٹھی بھر رجعت پسندوں کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اس انداز میں بھی مقابلہ کر سکتی ہے اور آج پھر قوم خود فیصلہ کر سکتی ہے پاکستان کی جغرافیائی و نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اسی صورت میں کی جاسکتی ہے کہ پاکستان میں غیر طبقاتی نظام قائم کیا جائے۔ پاکستان میں طبقات کو مٹا دیا جائے۔ جناب والا۔ جب میں یہ کہتا ہوں تو میں کسی صورت میں طبقاتی منافرت نہیں پھیلا رہا ہوں۔ طبقاتی منافرت وہ لوگ پھیلاتے ہیں جنہوں نے مزارعین پر ظلم کئے۔ جناب والا۔ چشتیاں میں ایک مزارع کو قتل کرنے کے بعد وہاں کے زمینداروں نے لاش ایک درخت کے ساتھ لٹکا دی۔ اس کو جلایا گیا اور اس وقت تک کسی کو نزدیک نہیں جانے دیا جب تک لاش جل کر راکھ نہ ہو گئی اور یہ کہا گیا کہ ہم اس لاش کی مہک اور اس کی خوشبو سارے علاقے میں پھیلانا چاہتے ہیں تاکہ کوئی کسان یہ نہ کہے کہ میں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا تھا۔ اور میرا سر فخر سے بلند ہے اور کوئی کسان یہ نہ کہہ سکے کہ اگر 85 فیصد دیہاتی آبادی جو کسانوں پر مشتمل ہے ان کے سر جب فخر سے بلند ہوتے ہیں تو پھر ان کے سروں پر ذوالفقار علی بھٹو کا سر پوری دنیا میں پورے عالم اسلام میں فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ جناب والا۔ ایک طرف اگر کسانوں کے ساتھ یہ سازشیں کی گئیں۔

**حافظ علی اشفاق** ۔ جناب والا ۔ چشتیاں کا یہ معاملہ جس کا جناب مختار احمد اعوان نے حوالہ دیا ہے ۔ عدالت میں چل رہا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہاں کے اے ۔ سی اور ڈی ۔ ایس ۔ پی کا آپس میں رشوت ستانی کا معاملہ ہے اور سودے بازی کا جھگڑا ہے ۔ اصل میں وہ معاملہ نہیں ہے جو اعوان صاحب نے بتایا ہے ۔

**ملک مختار احمد اعوان** ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جو کسانوں کی ہمدردی کا دم بھرا ہے میں اس کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ یہاں پر زرعی اصلاحات کی گئیں ۔ زرعی اصلاحات کے تحت کسانوں کو بہت سی مراعات دی گئیں ۔ کسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا لیکن ایک قانون جو 1951ء سے پنجاب آرڈیننس کی شکل میں پنجاب میں نافذ العمل ہے آج بھی وہ قانون موجود ہے جس میں زمینداروں اور کسانوں کی بٹائی کی بات کی گئی تھی کہ پیداوار کا 60 فیصد حصہ کسان کو ملے گا اور 40 فیصد زمیندار کو ۔ جناب والا ۔ اس قانون کا احترام کہاں کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ مارشل لا ایم ۔ ایل ۔ آر ۔ 115 میں کسانوں کے حقوق کو ترجیحات دی گئیں اور کسانوں کے حقوق کو تحفظ دیا گیا ۔

**Mr. Speaker :** The time is extended by five minutes.

**ملک مختار احمد اعوان** ۔ لیکن جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر میں یہ کہوں کہ آج جو لوگ جاگیرداروں اور زمینداروں کی نمائندگی کرتے ہوئے اس ایوان میں میری تقریر کے دوران مداخلت کر رہے ہیں کیا یہی نہیں تھے جنہوں نے راتوں رات انجمن کاشتکاران بنائی ۔ جنہوں نے بہاولپور میں ایوان زراعت بنایا اور پھر کروڑوں روپے اکھٹے کرتے ہوئے بورڈ آف ریونیو کا رخ کیا کیونکہ وہاں پر بھی افسران کی شکل میں انہی کے بھائی موجود تھے ۔

**سید قائم الوری** ۔ جناب والا ۔ یہ صریحاً غلط ہے ۔ وہاں پر کوئی ایوان زراعت نہیں بنایا گیا ۔ وہاں پر کروڑوں روپے نہیں لئے گئے ۔ جناب والا ۔ ان کو کہا جائے کہ وہ relevant ہوں خواہ مخواہ کی الزام تراشی نہ کریں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ پتہ نہیں کہ جو واقعات بیان کئے ہیں ۔ گورنمنٹ ان کو کس حد تک مانتی ہے ۔ میں نے تو واقعات کی تحقیق نہیں کرنی ہے ۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ بالواسطہ طور پر اس حکومت کی شدید مذمت کر رہے ہیں کہ اُن کے دور میں یہ سب کچھ ہوا لیکن یہ انکشاف اب ہوا جب یہ وزیر نہیں رہے حالانکہ یہ واقعات اس سے پہلے بھی ہوتے رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ اب تک ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پر مالیہ معاف نہیں کروا سکے ۔۔

**ملک مختار احمد اعوان** ۔ جناب والا ۔ میں نے ان کی تقریر میں کوئی مداخلت (interruption) نہیں کی تھی ۔ اگر جواب کا حق آپ نہیں دیتے ۔۔۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب اگر یہ ہمیں ایجنٹ کہیں گے تو ہم ان کو کہیں گے کہ یہ سرمایہ داروں کے نام نہاد نمائندے ہیں اور ان کا استحصال کرکے اس صوبے میں خلفشار پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے سید صاحب ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ یہ بھی کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ ہاتھ سے اشارے کرکے ہمیں سامراجی ایجنٹ کہتے ہیں ۔۔۔۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آخر وہ ہاتھ کو کہاں لے جائیں۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ انہوں جاگیر داروں اور سامراجیوں کا ایجنٹ کہا ۔ ان کو زبان پر قابو نہیں ہے اور آپ ہم سے کہہ رہے ہیں کہ ہم اس پر احتجاج بھی نہ کریں ۔

**Mr. Speaker :** Would the Hon'able member please resume his seat ?

دیکھیں یہ سیاسی phrases ہیں اور یہ پارلیمانی آداب کے بالکل خلاف نہیں ہے پچھلے تین سو سال میں جب انگلستان میں صنعتی انقلاب آیا تھا اور برطانوی پارلیمانی نظام جس کی پیداوار ہے یہ اس وقت سے phrases چلی آ رہی ہیں اور اتنی parliamentary phrases دنیا کے کسی ملک میں استعمال نہیں ہوئیں ۔ اور یہ ان کا ایک انداز ہے بلکہ انداز بیان ہے ۔۔۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ پھر ہمارا انداز بیان بھی دیکھئے گا ۔

**Mr. Speaker :** Would the Hon'able member please resume his seat ?

جب وہ وزیر بھی تھے تو غالباً اسی قسم کا اعتراض کیا تھا کہ .....

(قطع کلامیاں)

Would the Honourable member please resume his seat ?

تب بھی آپ نے اعتراض کیا تھا کہ ان کے ہاتھ ہی نہیں ہلتے بلکہ بال بھی ہلتے تھے ۔ اس لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔

**سید تابش الوری ۔** آج تو ان کا روآں روآں ہل رہا ہے ....

**ملک مختار احمد اعوان ۔** جناب والا ۔ یہ وقت جو ضائع کیا گیا ہے .....

**مسٹر سپیکر ۔** یہ وقت میں نے آپ کے لیے نہیں بڑھایا تھا آپ کے تو دو منٹ رہ گئے ہیں پانچ منٹ تو میں نے اپنے کام کے لیے بڑھائے تھے ۔

**ملک مختار احمد اعوان ۔** میں پنجاب کے غریب کسان ....

**Mr. Speaker :** There are only two minutes left. I have to do other transaction in the remaining two minutes. Don't try to become the Speaker.

**ملک مختار احمد اعوان ۔** جناب والا ۔ لاکھوں روپے چندہ اکٹھا کرنے کے بعد بورڈ آف ریونیو نے ماہ نومبر میں ایک سرکلر جاری کروایا گیا جس سرکلر کے تحت ریونیو افسروں کو یہ ہدایات دی گئیں کہ بٹائی کے مسئلہ پر زمیندار اور مزارعہ کے درمیان افہام و تفہیم کے اصول پر چلتے ہوئے فیصلے کروانے چاہیں جناب والا ۔ وہ باہمی افہام و تفہیم کیا ہوا کرتی ہے ۔

جناب والا ۔ کیا Punjab Tenancy Act ختم کر دیا گیا ہے اس سرکلر کے کیا معنی ہیں ۔ جناب والا ۔ میں آج وزیر مال سے یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا وہ بتا سکیں گے کہ اس سرکلر کی قانونی حیثیت کیا ہے ؟ جوں ہی وہ سرکلر جاری ہوا ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے افسر شاہی جو پیپلز پارٹی کو ورثہ میں اور جو ملی ہے آج بھی سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے ساتھ گٹھ جوڑ کیے ہوئے ہے ۔ پورے افسر شاہی نظام کو ۔ جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام

کو اس ملک کی پولیس تحفظ دیتی ہے۔ جناب والا۔ اسسٹنٹ کمشنروں اور پولیس نے مل کر کسانوں پر ظلم کئے۔ دفعہ 144 کے تحت ان کی فصلیں اٹھائی گئیں اور بٹائی 60 اور 40 کے تناسب سے نہ لینے دی گئی جناب والا۔ وہ افہام و تفہیم غلط ہے اور وہ سرکلر کہاں گیا؟ اگر وزیر مال صاحب ایوان میں موجود ہوتے تو شائد اس بات کی وضاحت کر سکتے۔ اس طرح جناب والا مزدوروں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا۔ مزدوروں کے ساتھ یہاں پر ایک انصاف پر مبنی اصلاحات کا اعلان کیا گیا اصلاحات کا نفاذ افسر شاہی نظام کے مہروں کے تعاون سے کیا جانا مقصود تھا مگر taken over industries میں جہاں پر۔۔

مسٹر سپیکر۔ taken over industries تو آپ کی نہیں ہیں پھر آپ کہیں گے میری طرف اشارہ ہے۔

ملک مختار احمد اعوان۔ taken over industries میں جہاں پر لوکر شاہی کے مہروں کو منیجر بنایا گیا۔ جناب والا۔ میں آپ کو ایک فیکٹری کی مثال دیتا ہوں۔ میں بھی پنجاب کا لیبر منسٹر رہا ہوں وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ میرے تین ماہ کے دور میں کسی مزدور کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔ کوئی مزدور قید نہیں ہوا۔ کسی مزدور پر گولی نہیں چلائی گئی۔ کسی مزدور پر لاٹھی نہیں چلی بلکہ میں خود یرغمال بنتا چلا گیا (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ یہاں پر بیکو میں بننے والا سریا لنڈے بازار میں سستا ملتا ہے بیکو کے ریٹ اجرتوں سے زیادہ ہیں۔۔ تو کیا ایسی باتوں سے مزدوروں کے دل نہیں دکھیں گے۔ جناب والا۔ پھر اگر یہاں سرمایہ دار سرمایہ لے کر جو کہ ایک قومی سرمایہ ہے سرمایہ سرمایہ داروں نے جیب سے خرچ نہیں کیا تھا بلکہ پوری قوم کا سرمایہ تھا جو loans کی شکل میں انہوں نے لیا۔ اگر جناب والا نصیر اے۔ شیخ آئر لینڈ کی طرف رخ کرے گا۔ وہاں پر فیکٹری لگائے گا۔ سہگل اور پیکجز کے مالکان تنزانیہ میں اور آدم جی داؤد سنگاپور کا رخ کریں گے۔ فاروق۔ اے۔ شیخ آسٹریلیا میں فیکٹری لگائے گا تو یہ پورے ملک سے چوری کرکے چور بھاگ کیوں رہے ہیں۔ مزدوروں کے دل روتے ہیں۔ مزدوروں کے دل دکھتے ہیں۔ ان چوروں کو پکڑا جائے اور بھاگنے نہ دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا۔ یہ اگر حالات ہوں گے تو پھر علاج بھی

دو دنوں کے اندر ہو سکتا ہے علاج صرف یہ ہے کہ یہاں پر سامراج کی تربیت یافتہ پولیس کے نظام کو درست کیا جائے ۔ یہاں لاہور شہر میں ہیرا منڈی کا تھانہ ٹبی 60 ہزار کا کیوں بکتا ہے ۔

آوازیں ۔ SHAME, SHAME, SHAME

جناب والا ۔ بارڈر ایریا میں تھانے ایک لاکھ روپے میں بکتے ہیں ۔ ممبران اسمبلی کو کیوں رسوا کیا جاتا ہے ۔ ان کو کیوں رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب یہ آئی ۔ جی پولیس ۔ ایس ۔ ایس ۔ پی پولیس کے پاس جاتے ہیں کہ فلاں ایس ۔ ایچ ۔ او ہم پر رعب ڈال رہا ہے اس کو وہاں تعینات کر دیا جائے فلاں ایس ۔ ایچ ۔ او اتنے بھائی بندوں کو لے کر آیا ہے برادری کا واسطہ دیتا ہے کہ فلاں تھانہ اس کو دے دیا جائے ۔ جناب والا ۔ یہ سب چیزیں میرے قائد کو ورثہ میں ملی تھیں تو قائد نے ٹکٹ دیتے اور منشور کا اعلان کرتے وقت کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ تم علاقائی تحریکوں کے شکار ہو جاتا ؟ اگر علامہ صاحب موجود ہوتے تو میں پھر بلند بانگ آواز میں یہ کہتا کہ علاقائی تحریکیں اگر اٹھائی جا رہی ہیں ۔ اگر چل رہی ہیں ۔ علاقائی تحریکوں کے نام نہاد قائد ان تحریکوں کے نام پر نوجوان انقلابی پڑھے لکھے دانشوروں کو ایک خاص رخ پر ڈالتے ہوئے bargaining کرتے ہیں وہ baragining ہو گی ۔ اس طرح علاقائی تحریکیں بھی اندر اندر چل رہی ہیں یہ تمام قباحتیں ورثہ میں ملی تھیں ۔ اس کا حل صرف ایک ہے کہ ممبران اسمبلی پورے ضمیر سے کام لیتے ہوئے آزادانہ طور پر رائے کا اظہار کریں اور تجزیہ کریں ۔ جس وقت قربانیاں دی گئیں تھیں وہاں پر منزل صرف یہ تھی کہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق اسلام کے اصولوں کے تابع رہتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں سوشلسٹ نظام معیشت قائم کیا جائے گا اگر ہم نے اس منزل پر پہنچنا ہے تو پھر جناب والا ۔ میں یہ کہوں گا کہ آج برادریوں اور فرقہ بندیوں کی بات نہ کی جائے ۔ ان کارکنوں کی قربانیوں کی طرف دیکھا جائے جو نہ جاٹ تھے ۔ نہ اعوان تھے ۔ نہ رائیں تھے ۔ نہ مغل تھے ۔ نہ پٹھان تھے ۔ وہ تو سوشلسٹ قائد کی قیادت میں اپنے خون کی قربانی دینے کے لیے میدان میں آئے تھے آج اگر ہم نے برادریوں کا شکار ہوتے ہوئے نظریات کو قربان کر دیا جناب والا ۔ تو پھر میں یہ کہوں گا آج اس ایوان میں دوآرا تھیں ۔ debates کو ایک رخ پر یا دوسرے رخ پر ڈالنے کی بجائے ہم

سب متفق کیوں نہیں ہو جاتے ۔ اگر پاکستان کی سلامتی کا سوال ہے کسانوں اور مزدوروں کی بھلائی کا سوال ہے تو آج دو آرا نہیں ہونی چاہئیں میں صرف یہ کہوں گا کہ آج یہاں تنقید کی بجائے اگر ماضی پر نظر دوڑائیں ۔ منزل کو سامنے رکھیں تو پھر میں یہ کہوں گا کہ ۔ ۔ ۔ ۔

ٹین کی تپتی ہوئی چھت پر تمہیں کس نے کہا تھا کہ چلو
راستہ ایک ہے دونوں جانب ! ادھر آؤ یا اسے پار کرو

اب کوئی ابر آئے گا نہ سایہ ہو گا
شام تک دھوپ یوں ہی چمکے گی

بیچ رستہ میں تماشہ نہ بنو ! تلوے جلتے ہیں تو جلنے دو
ادھر آؤ یا اسے پار کرو ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں ۔ واہ ۔ واہ

Mr. Speaker : The House is adjourned till 3.30 p.m. today.

(The House then adjourned)

---

# شام کا اجلاس

(اسمبلی کا اجلاس 3-30 بجے شام دوبارہ شروع ہوا ۔
مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 75-1974

---

بحیثیت مجموعی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی شیخ محمد اقبال ۔

حاجی شیخ محمد اقبال (جھنگ ۔ 1) ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ۔ آج مجھے 75 ۔ 1974ء کے میزانیہ پر بحث میں حصہ لینے کا موقع ملا ہے ۔ میں اس میزانیے کا بغور مطالعہ نہیں کر

سکا کیوں کہ میں غیر حاضر رہا ۔ اس غیر حاضری کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد محترم پہلے بیمار رہے اور اس کے بعد اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک میرے ضلع جھنگ کا تعلق ہے وہ یہ کہ ضلع جھنگ سارے پنجاب میں سب سے زیادہ پسماندہ ضلع ہے ۔ صنعتی لحاظ سے ۔ پانی کی کمی اور مواصلات کی وجہ سے یہ ضلع اتنی ترقی نہیں کر سکا ۔ اس سلسلے میں میری چند گزارشات ہیں ۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب جو کہ سینیئر منسٹر ہیں وہ اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جھنگ میں انڈسٹری نہیں ہے اس کی اصل وجہ یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کو حکومت پنجاب ٹیکسٹائل ملوں کے پرمٹ دیتی ہے وہ پرمٹ لینے کے بعد جھنگ میں نہیں لگاتے کیونکہ وہ ضلع پسماندہ ہے اور ٹیکس کے لحاظ سے باقی شہروں کی طرح وہاں بھی ٹیکس ہے ۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ ضلع جھنگ کو un-developed ضلع قرار دیا جائے ۔

ضلع جھنگ میں اکثر رقبہ پانی کی کمی کی وجہ سے بنجر ہے اس لیے اس کا پانی زیادہ کیا جائے تا کہ یہ رقبہ کام میں آ سکے ۔

ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ اور میونسپل کمیٹی جھنگ پسماندہ ہونے کی وجہ سے ان کی مالی حالت کمزور ہے ۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ اگر پنجاب گورنمنٹ کے پاس سرمایہ نہیں ہے تو سنٹر کو کہیں کہ ضلع جھنگ کے لیے گرانٹ دیں ڈسٹرکٹ کونسل کی مالی حالت خراب ہونے کی وجہ سے ضلع جھنگ کی ترقی نہیں ہو سکی ۔ میونسپل کمیٹی کمزور ہونے کی وجہ سے شہر میں ترقی نہیں ہو سکی ۔ عالیجاہ ! سابقہ الیکشن میں ضلع جھنگ نے پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں دئے تھے کیونکہ وہ لوگ اسی نظریہ سے دیکھتے ہیں کہ جس طرح اور حکومتیں آئیں اور کسی حکومت نے بھی ضلع جھنگ کی طرف توجہ نہ دی ۔ میں موجودہ عوامی حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر ضلع جھنگ کی طرف توجہ دیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مرتبہ جب بھی الیکشن ہوئے تو ضلع جھنگ کے عوام عوامی حکومت کو ووٹ دیں گے ۔

جناب والا ۔ میں نے ایک قرارداد آج جناب سپیکر کی خدمت میں پیش کی ہے ۔ اس سے پہلے بھی ایسی قراردادیں آئی ہوں گی ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ملک میں امن عامہ بحال کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرے ۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو خطرہ اس بات کا ہے کہ ملک میں امن عامہ نہ رہے گا اور پاکستان کی ترقی میں رکاوٹ آ جائے گی ۔ جس طرح صوبہ سرحد نے مرزائیوں اور قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا ہے اسی طرح پنجاب اسمبلی یہ متفقہ طور پر سفارش کرے کہ مرزائیوں اور قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا جائے ۔ جو ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے ۔ جناب سپیکر ۔ پنجاب پاکستان کا دل ہے اگر پنجاب اسمبلی نے یہ قرارداد پاس نہ کی تو پنجاب کے عوام کے دلوں میں شکوک و شبہات پنجاب حکومت کے خلاف ہوں گے کہ پنجاب حکومت نے یہ قرارداد پاس نہیں کی ۔ اس لیے پنجاب حکومت کی بہتری اسی میں ہے کہ یہ قرارداد پاس کرکے اللہ اور اللہ کے رسول کو راضی کرے ۔ اللہ تعالی پنجاب کے عوام پر خوش ہوگا اور پھر کوئی مشکل نہیں کہ پنجاب ترقی نہ کرے ۔

جہاں تک ٹیکس کا تعلق ہے جو ٹیکس اس وقت لگایا گیا ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ریس اور شراب پر بڑھا کر بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن دوسرا ٹیکس جس کا اثر غریب عوام پر پڑتا ہے بالواسطہ یا بلا واسطہ کم کر دیا جائے ۔ میں نے پچھلے سال اپنی تقریر کے دوران یہ کہا تھا کہ گورنمنٹ نے جو پہلے ٹیکس لگایا ہوا اس کو صحیح طور پر وصول کرے تو کوئی کمی نہیں ہے یہ کارخانہ دار اور جاگیردار کوئی صحیح ٹیکس نہیں دیتے ۔ میں نے اپنی مثال دی تھی کہ میں بھی ایک ٹرانسپورٹر ہوں اور آٹھ دس ہزار بسیں چلتی ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ یہ ٹرانسپورٹر بھی ٹیکس صحیح ادا نہیں کرتے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ٹیکس لگانے کی بجائے ان ٹیکسوں کی وصولی کی طرف توجہ دیں کیونکہ اس طرح حکومت کو زیادہ سرمایہ ملے گا ۔

اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جھنگ سے لائل پور اور جھنگ سے بھکر ریلوے لائن کے لیے سنٹر حکومت کو سفارش کرے ۔ ذرائع آمدورفت کو آسان کیا جائے ۔ یہاں سڑکیں بھی سنگل ہیں ۔ انڈسٹری

والے وہاں انڈسٹری نہیں لگاتے کیونکہ وہاں بجلی اور پانی کی کمی ہے ۔ اس لیے میں درخواست کروں گا کہ اگر بجٹ میں گنجائش نہیں ہے تو سنٹر سے گرانٹس لے لیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری محمد نواز ۔

**چوہدری محمد نواز** ( گجرات ۔ 3 ) ۔ جناب والا ۔ بجٹ کے متعلق حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کی طرف سے بہت کچھ کہا گیا ہے اور تا آنکہ آخر دلی مبارکباد اور رسمی مبارکبادیاں ہوئیں ۔ جناب والا ۔ یہ درست ہے کہ تنقید ہمارا حق ہے اور تعمیری تنقید نہایت اچھی بات ہے ۔ جہاں تک تعمیری تنقید کا تعلق ہے ۔ اس معزز ایوان میں ہماری یہ حق تلفی نہیں ہوئی ۔ جناب والا ۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو مخالفت برائے مخالفت سے سخت نفرت کرتے ہیں اور نفرت بھی کیوں نہ کی جائے ۔ اس راستے پر چلنے والے امن کی وادی میں کبھی نہیں پہنچ سکتے اور نہ ہی اس طرح قوم و ملک کی کوئی خدمت ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے حکومت کے ہر اچھے کام کی ہمیشہ تعریف کی ہے اور جب بھی حکومت نے قوم اور ملک کے مفاد میں کچھ کیا ہے ۔ میں نے حکومت سے تعاون کیا ہے ۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ میرے اور میرے عزیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے ۔ کیا کہوں اور کیا نہ کہوں ۔

رہوں چپ تو کلیجہ جلتا ہے
بولوں تو تیری رسوائی ہے

جناب والا ۔ میرے خیال میں بجٹ اس قابل تو نہیں کہ اس کے قصیدے لکھے جائیں مگر اسے برا کہنے کا مطلب بھی مخالفت برائے مخالفت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں اگر وزیر خزانہ بقول میاں خورشید انور صاحب دلی مبارک باد کے مستحق نہیں تو اس شعر کی مکمل تفسیر ضرور ہیں ۔

مانا کہ اس چمن کو نہ کر سکے گلزار
کچھ خار کم کر گئے گزرے جدھر سے ہم

جناب والا ۔ میں نہایت ہی پسماندہ اور غریب علاقہ کا رہنے والا ہوں ۔ اگر آپ آج سے 800 سال پہلے کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں تو میرے ساتھ آئیے ۔ یہ کچھ زیادہ دور نہیں ۔ روشنیوں کے اس شہر لاہور ۔ اس پنجاب کے دل شہر لاہور سے صرف 70 میل دور آپ کو جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہوئے انسان نظر آئیں گے ۔ وجہ کیا ہے ۔ وہاں سڑک قسم کی کوئی چیز ہمارے ہاں نہیں ۔ وہ لوگ جانتے ہی نہیں کہ بجلی کس بلا کا نام ہے بد قسمتی ملاحظہ فرمائیں کہ اس بیسویں صدی میں سینکڑوں بالغ ایسے ہیں جنہوں نے ابھی تک ریل گاڑی نہیں دیکھی ۔ جناب والا ۔ ہمارے اس پسماندہ علاقے کا کچھ نہ کچھ سد باب کرنا آخر حکومت ہی کا کام ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ مسٹر محمد اشرف ۔

**مسٹر محمد اشرف** (ساہیوال ۔ 5 ) ۔ بجٹ پر بحث کا آج آخری دن ہے ۔ دونوں اطراف سے معزز ارکان اسمبلی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بجٹ کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر کہ تفصیلاً بحث نہ کی جا چکی ہو ۔ جناب والا ۔ میرا بولنے کا ارادہ نہیں تھا ۔ مجھے صرف اپوزیشن کی وجہ سے بولنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اسمبلی میں اپوزیشن پارٹی یا اس بجٹ کی اپوزیشن ؟

**مسٹر محمد اشرف** ۔ اسمبلی پارٹی کی اپوزیشن ۔ ۔ ۔

**مسٹر شمیم احمد خان** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب ۔ کیا اپوزیشن والے واک آؤٹ پر ہیں ؟

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں ۔ ابھی چوہدری محمد نواز نے تقریر کی ہے ۔

**مسٹر محمد اشرف** ۔ جناب سپیکر ۔ اگر اپوزیشن اس ایوان میں اپنا صحیح کردار ادا کرتی تو آج نوبت یہاں تک نہ پہنچتی کہ گورنمنٹ پارٹی کے لوگ صحیح اور جائز تنقید اپنی پارٹی پر ہی کریں ۔ اگر یہ لوگ اپنے ذاتی مفادات پر قومی مفادات کو ترجیح دیتے ۔ اگر یہ لوگ اپنے ذاتی مفادات کو نظر انداز کرکے قومی مفادات کا خیال رکھتے تو آج ایوان میں یہ نوبت نہ آتی ۔ جناب

والا ۔ آپ نے دونوں اطراف سے باتیں سنی ہوں گی کہ حزب اختلاف ہم سے بھی زیادہ آگے نکل گئی ہے کہ انہوں نے اس بجٹ کی اور وزیر خزانہ اور گورنمنٹ پارٹی کی تائید کی ۔ جناب سپیکر ۔ اگر یہ بجٹ صرف وزیر خزانہ پیش کرتے تو میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح انہیں خراج تحسین دئے بغیر نہ رہتا لیکن وہ وزیر خزانہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس سب سے بڑے صوبے کے وزیر اعلیٰ بھی ہیں اور وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے ان پر اور بھی بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ۔ جناب والا ۔ جس وقت وہ وزیر اعلیٰ ہوئے تو انہوں نے اپنی ابتدائی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ اس صوبے سے غنڈہ گردی ۔ چور بازاری اور لاقانونیت کو ختم کیا جائے گا اور انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ غنڈہ گردی ۔ چور بازاری ۔ سمگلنگ اور دوسری چیزیں صرف انتظامی نہیں بلکہ اقتصادی ہیں ۔ جناب والا ۔ پارٹی کا پہلا فرض یہ ہے کہ ان تمام برائیوں کو دور کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام وزراء صاحبان نے بھی اس میں ہاں میں ہاں ملائی تھی کہ وہ تمام برائیوں اور بیماریوں کا خاتمہ کریں گے ۔ لیکن میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ ان تمام برائیاں کا سد باب کرنے کے لیے انہوں نے اس بجٹ میں کون سی چیز رکھی ہے کہ جو ان برائیوں کو ختم کر سکتی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ تمام چیزیں ۔ رشوت ۔ چور بازاری ۔ غنڈہ گردی یہ اس طرح ختم ہو سکتی ہیں کہ سب سے پہلے جو بھی جائیدادیں ان لوگوں نے آج سے 28 سال پہلے سے آج تک ناجائز ذرائع سے اور لوٹ کھسوٹ کر کے اکٹھی کی ہیں ہماری پارٹی کو چاہیے تھا کہ وہ آج ہی اس ایوان میں اس بات کا واضح طور پر اعلان کرتی کہ ہم وہ جائیدادیں جن کا پاکستان کے آئین میں واضح طور پر ذکر ہو چکا ہے کہ جو ناجائز طریقے اور لوٹ کھسوٹ سے کمائی ہوئی ہیں انہیں کسی وقت بھی لیا جا سکتا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اب اس میں ڈرنے کی کون سی بات ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس کے بعد میں اپنے علاقے کے چند مسائل کا ذکر کروں گا ۔ بد قسمتی سے میں جس علاقے سے منتخب ہوا ہوں ۔ وہ تمام دیہاتی علاقہ ہے ۔ اس علاقے میں نہ تو کوئی شہر ہے نہ کوئی ٹاؤن کمیٹی ہے اور نہ کوئی ایسے دوسرے منصوبہ جات ہیں جن سے کسی قسم کی آمدن ہو ۔ جناب والا ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنی بڑی بڑی کتابیں تو ہمیں دے دیتے ہیں ۔ لیکن

پچھلے تین سال میں صرف تین لاکھ روپیہ میرے علاقہ کے حصہ میں آیا ہے ۔ جناب والا ۔ تین سال میں ایک سو یا ڈیڑھ سو چکوک کے لیے اس رقم سے کیا ہو سکتا ہے جب اس مہنگائی کے زمانہ میں دو اڑھائی لاکھ روپیہ سے صرف ایک میل لمبی سڑک بنتی ہے ۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے سکول ۔ ہسپتال اور سڑکوں کے منصوبے کہاں گئے ۔ لیکن ہمارے پاس انہیں دینے کے لیے کوئی جواب نہیں ۔ حضور والا ۔ میں ایک تجویز پیش کروں گا ۔ اس بجٹ میں پیپلز ورکس پروگرام کے لیے خاص رقم رکھی گئی ہے ۔ یہ رقم صرف اور صرف دیہاتوں پر صرف کی جائے لیکن جو ہمارے شہری بھائی ہیں وہ اس بجٹ میں سے بھی جو صرف دیہات کے لیے ہے اپنا حصہ بٹا لیتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ساہیوال کے نزدیک ایسے دیہات بھی موجود ہیں ۔ ایک سابق چیف منسٹر صاحب نے ہمارے ایک گاؤں کے لیے دوسڑکوں کی منظوری دی تھی ۔ اندازہ کیجئے کہ اس ضلع میں وہ دیہات بھی شامل ہیں جو سڑکوں سے دس دس اور بیس بیس میل دور ہیں ۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ آخر وہ کون سی حکومت آئے گی جو دیہاتوں سے اس ناانصافی کو ختم کرے گی ۔ جناب والا ۔ بدقسمتی سے میرا علاقہ صادق ملہی صاحب سے ملتا جلتا ہے ۔ پچاس گاؤں ایسے ہیں جو ضلع ساہیوال میں اپنی خوراک اور دوسری اجناس نہیں لا سکتے ۔ کیونکہ ان کے لیے انہیں بیس پچیس میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے ۔ جہاں کوئی سڑک نہیں ۔ وہ تمام اجناس میاں چنوں ضلع ملتان میں یا بورے والا میں لے جایا کرتے تھے ۔ چونکہ اب گورنمنٹ نے گندم اور دوسری فصلوں پر پابندی عاید کر دی ہے اور وہ لوگ بہت ہی مجبور ہیں ۔ میں نے ڈاکٹر محمد صادق ملہی صاحب سے یہ التجا کی تھی کہ اگر آپ ہم پر اور ان پچاس گاؤں پر رحم کر سکتے ہیں تو چودہ پندرہ میل سڑک دے دیں ۔ لیکن انہوں نے مجھے جواب دیا کہ مجھے منسٹر رہنے دیں گے یا نہیں ؟ میں نے کہا کہ اس میں ایسی کیا بات ہے تو انہوں نے کہا کہ ملتان کے ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے الزام عاید کر دیں گے کہ انہوں نے تمام سڑکیں اپنے ہی علاقے میں رکھ دی ہیں ۔ آج وہ نہیں ہیں ورنہ میں ان کی خدمت میں التجا کرتا ، تمام ہاؤس اور اپنے دوست ممبر صاحبان جو ملتان کے ہیں ، ان کی خدمت میں عرض کرتا کہ ہماری چالیس پچاس ہزار کی آبادی کے گاؤں پر رحم کریں اور انہیں چار پانچ میل کی سڑک کا ٹکڑا دے دیں تو ان کی تکلیف رفع ہو سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے حلقے میں ایک قصبہ کسو وال ہے وہاں بچیوں کا مڈل سکول ہے ۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں کئی مرتبہ التجا کی لیکن معلوم نہیں کہ وہ کون سے ذرائع ہیں جو سکولوں کو اپ گریڈ کرتے ہیں ۔ جب ان کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ اپنی کمیٹی میں جائیں ۔ جب کمیٹی کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو پتہ نہیں ، ہمیں تو اختیار نہیں ، ہمیں نہیں معلوم کہ کون کرتا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ واضح طور پر بتائیں کہ یہ کام کس کے ذمے ہیں اور کون کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مہر محمد ظفراللہ خان ۔

مہر محمد ظفر اللہ خان ( جھنگ ۔ 3) ۔ جناب والا ۔ بیشتر اس کے کہ میں اپنی تقریر شروع کروں ، میں جناب کی وساطت سے پریس والے بھائیوں کو عرض کروں گا کہ چونکہ سال میں ایک ہی دفعہ بجٹ اجلاس ہوتا ہے اور ہمیں اسی میں تقریر کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ آخر جن علاقوں سے ہم نمائندے بنے ہیں ۔ ان کا بھی کچھ حق ہے کہ وہ ہم سے پوچھیں کہ آپ ہمارے لئے کیا کر رہے ہیں ۔ کم از کم پریس والے حضرات ممبران کی تقریر کا کچھ نہ کچھ متن اخبار میں دیا کریں ۔ یہ میری برادرانہ درخواست ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ جائز ہے ۔

جناب والا ۔ یہ میزانیہ جو پیش کیا گیا ہے ، جہاں تک اس کا میں نے جائزہ لیا ہے اس میں اچھائیاں بھی ہیں اور کچھ خامیاں بھی میں نے محسوس کی ہیں ۔ اچھائیاں یہ ہیں کہ شہری بھائیوں پر ، جنہیں پہلے بھی کافی سہولتیں اور زندگی کا بیشتر ساز و سامان مہیا کیا گیا ہے ان پر مزید خرچ کیا جا رہا ہے اور ان کو کافی زیادہ سہولتیں دی گئی ہیں جب کہ دیہاتی بھائیوں کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے ۔ ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ کاشتکاروں پر بجٹ کا بہت سا حصہ صرف کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ حساب کا سوال ہے کہ دو جمع دو چار ہی ہوتے ہیں ، پانچ نہیں ہوتے ۔ جو دیہاتی لوگوں پر اس بجٹ میں خرچ کیا جا رہا ہے ، یا دکھایا گیا ہے اس میں دراصل کاشت کار کو قطعاً کوئی

فائدہ نہیں پہنچتا۔ وہ تھرڈ پارٹی یا تھرڈ پرسن جو کہ شہری لوگ ہیں، دراصل وہ کما کر لے جاتے ہیں اور نام بن جاتا ہے کہ یہ کاشت کار کے فائدے کے لئے پیسہ خرچ کیا گیا ہے۔ ہماری پوزیشن یہ ہے کہ چونکہ میں خالصتاً دیہات کا رہنے والا ہوں، وہیں پیدا ہوا، وہیں تعلیم پائی اور میرا حلقہ نیابت بھی مکمل طور پر دیہاتیوں پر ہے، شہری نہیں ہے۔ ہماری یہ پوزیشن ہے کہ اس وقت ہم نے جو گندم کی فصل اٹھائی ہے۔ اس میں ہماری اوسط زیادہ سے زیادہ اٹھارہ من فی ایکڑ آئی ہے اور پچھلی فصل کی پیچائی پر چونکہ سیلاب زدہ علاقہ ہے جو گورنمنٹ نے، ہمیں کھاد دی تھی ہم مشکل سے اس کھاد کا بوجھ اتار سکیں گے یا گورنمنٹ کو واپس کر سکیں گے۔ آئندہ کپاس کی فصل کے لئے کھاد انتہائی ضروری ہے۔ چونکہ زمینیں بھی عادی ہو چکی ہیں۔ اگر کھاد نہ ڈالی جائے تو فصل نہیں ہوتی۔ کھاد کی یہ پوزیشن ہے کہ ایک بوری پچھتر روپے کی ہے۔ اندازہ کریں کہ سات روپے سے چل کر پچھتر روپے تک پہنچ گئی ہے۔ یہ پچھلے دو مہینے میں ہوا ہے۔ پہلی جب میں قیمت پچاس تھی، پھر پچپن اور اب پچھتر روپے ہے جو ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اس کے مقابلے میں اجناس کی قیمت کم ہے۔ گندم کی قیمت پچیس روپے من ہے جس سے ہمیں فائدہ نہیں پہنچتا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ سال لوگ گندم بہت کم کاشت کریں گے اور یہ بات ملکی سطح پر نقصان دہ ہو گی۔ کپاس کی پوزیشن یہ ہے۔ آپ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں، میں چیلنج کرتا ہوں کہ کم از کم دو تین فی صد لوگوں نے کھاد ڈالی ہوگی۔ کسی نے آج تک کھاد استعمال نہیں کی۔ وہ قوت برداشت سے باہر ہے۔ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ ہر حالت میں کھاد، زرعی آلات اور بیج کی قیمت ہر لحاظ سے کم کی جائے۔ تا کہ کاشتکاروں کو فائدہ پہنچ سکے اور اس کی دل جوئی ہوسکے اور وہ محنت سے کام کر سکیں۔ جو ترقی یافتہ اضلاع ہیں ان کے تو دیہاتوں میں بھی کافی ترقی ہے۔ پس ماندہ اضلاع کے دیہاتی بچارے تو بالکل جانوروں جیسی زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر ایک رات اور ایک دن آپ دیہات میں گزاریں تو شاید آپ محسوس کریں کہ لوگ کیسے وقت گزار رہے ہیں۔ اس رات کی گرمی اور مچھر میں آپ کو ایک منٹ بھی نیند نہیں آ سکے گی۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ میری معرفت اس ایوان کے اراکین سے خطاب کر رہے ہیں۔

مہر محمد ظفراللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے اس لئے عرض کیا ہے کہ آپ کا بھی یہ فرض ہے کہ آپ بھی دورہ کریں ۔ اگر آپ جھنگ تشریف لائیں تو ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ بلائیں تو دیکھئے کہ میں کس طرح سر کے بل آتا ہوں ۔

مہر محمد ظفراللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہاں نہ بجلی ہے ، نہ سڑک ہے ، نہ سکول ہے ، نہ ہسپتال ہے ، کوئی تفریح کا ذریعہ نہیں ۔ آپ یقین جانیں دیہاتی بیچارے صبح سے شام تک کام کرتے ہیں اور شام کے بعد انکی زندگی ایسے معلوم ہوتی ہے ۔ جیسے دن غروب ہو جاتا ہے ۔ ان کی زندگی بھی غروب ہو جاتی ہے ۔ ان کے لئے ماسوائے حق زوجیت ادا کرنے کے اور کوئی چیز نہیں رہ اور اس جاتی سے ویسے بھی آبادی پر نقصان ہو رہا ہے ، آبادی بڑھ رہی ہے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ دیہاتیوں کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے ۔ میری یہ تجویز ہے کہ ایک ہائی لیول کمیٹی بنائی جائے جو صرف اور صرف دیہاتوں کی اصلاح اور ترقی کے لئے جامع منصوبے تیار کرے ۔ جناب والا ۔ بہت کچھ ہو سکتا ہے ۔ آپ اندازہ کریں ۔ بہت تھوڑے خرچ سے آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں ۔ مثال کے طور پر ان کی تفریح کے لئے کچھ سامان پیدا کر سکتے ہیں ۔ ٹورنگ جیپوں پر فٹ کرکے اخلاقی نوعیت کی فلمیں آپ دکھا سکتے ہیں ۔ ٹیلی ویژن دے سکتے ہیں ۔ میں جناب کو عرض کروں کہ پچھلے سال میں کوشش کرکے اپنے گاؤں میں بجلی لے گیا اور ٹیلی ویژن خرید کر لے گیا ۔ پانچ پانچ سات سات سو دیہاتی ٹیلی ویژن دیکھنے آتے ہیں ۔ اس سے وہ سلجھ بھی رہے ہیں ۔ ابھی ابھی مجھ پر ایک دیہاتی نے سوال کیا ہے کہ یہ بجٹ بجٹ کسے کہتے ہیں جو بار بار ٹیلی ویژن پر بجٹ کا ذکر ہو رہا ہے تو میں نے اسے سمجھایا کہ یہ صوبے کا بجٹ ہے ۔ اگر آپ اس کو مزید سمجھیں تو آپ گھر کا بجٹ بھی بنا سکتے ہیں ۔ ان کے لئے کوئی ذریعہ ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنا کچھ وقت تفریح میں گزار سکیں ۔ تو اس کے متعلق جناب ضرور کچھ نہ کچھ کیا جائے ورنہ یہ دیہاتی بیچارے جن میں جہالت پہلے ہی زیادہ ہے دن بدن یہ جانوروں کی طرح دبتے چلے جا رہے ہیں ۔ میرے اکثر بھائی دیہات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ میں ان سے کہوں گا بے شک ہم اب

شہروں میں آگئے ہیں لیکن دراصل ہمارا اصل مقام دیہات ہی ہیں تو ہمارا یہ اخلاقی فرض ہے کہ ہم دیہاتوں کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ کریں۔

جناب والا۔ اب چند ایک اپنے ضلعے کے مسائل پیش کروں گا۔ میرے ضلعے کی پوزیشن یہ ہے کہ اب بھی جناب سردار ضمیر احمد صاحب نے دو تین میٹنگیں کرا کے کچھ کام شروع کرایا ہے ورنہ بالکل بند پڑا تھا۔ وہ بھی تشریف فرما ہیں۔ 31 لاکھ روپے ہماری ڈسٹرکٹ کونسل کا بجٹ ہے جس میں 29 لاکھ روپے عملے کی تنخواہوں کا خرچہ ہے اور دو لاکھ روپیہ ہمارے تمام اضلع کے منصوبوں پر خرچ ہوتا ہے۔ یہ حال ہماری ڈسٹرکٹ کونسل کا ہے۔ تو جناب اس لئے میں جناب سینئر منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ تک ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ کی پوزیشن ضرور بیان کی جائے اور میں سردار صغیر احمد صاحب سے بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ بھی ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ کے متعلق وزیر اعلیٰ کو پوری طرح آگاہ کریں گے۔

جناب والا۔ ہمارے علاقے میں نہری پانی جو ہے دوسرے ضلعوں میں 65 فیصد ہے ہمارے ضلعے میں 35 فیصد ہے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت ہمارے ضلع میں پانی اور بجلی کی کمی کو پورا کرے۔ جناب والا۔ وہاں بجلی بھی نہیں ملتی۔ ٹیوب ویلوں کے لئے۔ جناب میں عرض کروں گا کہ اگر بجلی کم از کم ٹیوب ویلوں کے لئے مل جائے تو ہمارا مسئلہ کسی نہ کسی حد تک حل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سوئی گیس ہمارے جھنگ سے 15 میل سے گزر رہی ہے اور ہماری بار بار التجا پر آج تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ انڈسٹری کارخانے وہاں کوئی نہیں لگائے گئے۔ میں ڈاکٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ جن کارخانوں کا انہوں نے اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے کم از کم ایک شہر جھنگ میں لگایا جائے۔

جناب والا۔ تعلیم کی پوزیشن یہ ہے کہ کئی کئی دیہاتوں میں نہ کوئی سکول لڑکوں کے لیے ہے نہ لڑکیوں کے لیے اور چھوٹے چھوٹے بچے جو ہیں وہ جناب چار چار پانچ پانچ میل چل کر سکول میں جاتے ہیں تو اس کے لیے جتنے دیہات ہیں کم از کم ہر دیہات میں پرائمری سکول تو ضرور ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب کے وعدے کے مطابق ہم تو پچھلے سال بھی انتظار کرتے رہے

لیکن جناب والا ۔ ہمارے ضلع میں دیہاتی سکول بہت کم ہیں ۔ بے حد کم ہیں ۔ اگر اس چیز کا جائزہ لیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنے دیہات ہیں جہاں کہ سکول نہیں ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ سڑکوں کی پوزیشن یہ ہے کہ سوائے تحصیل ہیڈ کوارٹر کے دیہاتوں میں کوئی سڑک نہیں ہے چونکہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت بنی تھی وہ بن نہ سکی ۔ آئندہ سال بھی اگر یہی صورت رہی تو پھر جناب والا ۔ یہ بہت مشکل ہو جائے گا ہمارا سارا پیسہ ضائع ہو جائے گا ۔

جناب والا ۔ فلڈ کے متعلق عرض کروں گا کہ ضلع جھنگ جو ہے میرے خیال میں پنجاب میں سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے اور اگر خدا نہ کرے اس دفعہ پھر فلڈ آ گیا تو جناب والا ۔ ہماری وہ پوزیشن ہو گی کہ جیسے پنجابی کی ایک مثال ہے کہ "اک کراڑ ونگاں دی بوری پیا لئی جالدا سی جٹ نے ماریا سوٹا تے پھیا ہئی ایہہ کیہہ اے ۔ اوس کراڑ نے جواب دتا ہئی اک سوٹا ہور مارو تے کجھ وی نہئیں" ۔ تو جناب اگر ایک فلڈ اور آ گیا تو ہم کم از کم بیس سال پیچھے چلے جائیں گے ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا سد باب بھی بروقت کیا جائے ۔ گو کافی کچھ کیا گیا ہے لیکن ابھی تک وہ بہت کم ہے ۔

جناب ۔ سمال انڈسٹری کے متعلق بھی عرض کر دوں کہ یہ بھی ہر حالت میں دیہاتوں میں فوری طور پر قائم کی جائے کیونکہ جو لوگ بے کار پھرتے ہیں مرد اور عورتیں وہ سب کام کر سکیں گے خود بھی کمائیں گے اور ملک کے لیے بھی مفید ثابت ہوگا ۔ دیہاتوں کے لیے جناب ایک اور چیز بھی نہایت ضروری ہے ۔ ہر دیہات میں کھیلوں کا میدان ضرور ہونا چاہیے اور یہ قانون ہونا چاہیے کہ ہر دیہات میں جہاں سرکاری رقبہ ہو وہاں کھیلوں کا میدان لازمی قرار دیا جائے اور کھیلوں کا سامان بھی ڈسٹرکٹ کونسل ایک بار ضرور مہیا کرے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں شکریہ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ مسٹر ایس ایم مسعود ۔

**مسٹر ایس ایم مسعود** (لاہور - I) جناب سپیکر ۔ جس وقت وزیر خزانہ نے فجر کی قسم کھا کر اس ایوان کے سامنے اس صوبے کا آئندہ بجٹ رکھا تو انہوں نے فجر

کی قسم کھاتے ہوئے یہ کہا کہ وہ ایسے مقام پر کھڑے ہیں جہاں روشنی اندھیروں سے جدا ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ جب وہ یہ بات اس ایوان کے سامنے کہہ رہے تھے تو میری نظر ماضی کی طرف لوٹ گئی اور مجھے وہ وقت یاد آیا جب میں 15 اگست 1947ء کو پاکستان کے جھنڈے تلے پہلی مرتبہ کھڑے ہو کر اس ملک میں ایک نئی فجر کو طلوع ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا ۔ ہمیں خیال تھا کہ یہ وہ فجر ہے جو اسلامیان ہند کی جدو جہد آزادی کے طور پر نمودار ہوئی ہے یہ اس ملک کے اندر مسلمانوں کے لیے ایک نئے انقلاب کا باعث بنے گی وہ مسلمانوں کو جدو جہد آزادی کی اس جگہ پر لے جائے گی جس کے لیے مسلمان ہندوستان اور پاکستان نے ایک نئی قوم اور ایک نیا ملک تعمیر کیا ہے وہ ایک عظیم الشان سلطنت اور ایک عظیم الشان مملکت میں تبدیل ہو جائے گی ۔ لیکن بد قسمتی سے وہ لوگ جو میر کاروان تھے وہ لوگ جن پر قوم کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی انہوں نے اپنی ہی قوم کو لوٹنا شروع کر دیا انہوں نے اپنے اس قافلے پر ڈاکہ ڈالنا شروع کر دیا ۔ اور پھر ایک وقت آیا کہ جب قوم کی اس قدر ابتر حالت ہو گئی کہ یہاں سے یہ آواز اٹھی کہ

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
کہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

جناب والا ۔ ہم انتظار کرتے رہے کہ وہ صبح پھر کب آئے گی ۔ 20 دسمبر 1971ء کو وہ صبح نمودار ہوئی لیکن وزیر خزانہ نے جس وقت اپنی تقریر میں کہا کہ وہ صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان کھڑے ہیں تو جناب والا ۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا اب بھی وہ صبح صادق نمودار ہوئی ہے یا نہیں ۔ جناب والا ۔ وہ صبح صادق نمودار ہو چکی ہے لیکن اس کی روشنی سے قوم نے چندھیا کر اندھیروں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ہے قوم اس کی تابنا کی اور روشنی سے حیران ہو کر پیچھے کی طرف دیکھ رہی ہے اور اب بھی اندھیروں کی طرف ان کی نگاہیں ہیں کہ شاید وہ اندھیرے اس صبح صادق سے بہتر تھے ۔ لیکن میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ قوم نے 1970ء کے الیکشن میں اس معاشی انقلاب کے لیے جس کے لیے اس قوم نے جدو جہد کی تھی جس صبح کے لیے وہ انتظار کرتے رہے تھے اس کے لیے انہوں نے ووٹ دیئے اور پاکستان پیپلز پارٹی کو برسر اقتدار لانے کے لیے انہوں نے اپنا تمام زور اور اپنی قوت صرف کر دی

پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی لوگ کہتے ہیں کہ آج بھی انقلاب کی ضرورت ہے انقلاب کس لیے ؟ انقلاب کس چیز کے لیے لایا جاتا ہے ؟ انقلاب کی جدو جہد صرف اس لیے کی جاتی ہے کہ طاقت حاصل کی جائے حکومت حاصل کی جائے پھر جب حکومت اور طاقت آپ کو دے دی گئی تو پھر کون سی بات ہے جو رکاوٹ کا باعث بن رہی ہے کہ ہم اس ملک کے اندر معاشی انقلاب نہیں لا سکتے ..... (نعرہ ہائے تحسین)

..... جناب والا ۔ آج ہم پر ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ معاشی انقلاب جس کے لیے ہم نے قوم سے وعدہ کیا تھا آج پورے طور پر اس طاقت کو اپنے پورے زور کو اپنی حکومت کے وسائل کو بروئے کار لا کر اس ملک کے اندر معاشی انقلاب لائیں ۔ قوم آپ کی طرف آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی ہے لیکن اگر ہم پھر اس صبح صادق کو جس پر بادلوں کی گھٹائیں آ رہی ہیں ان کو ہم نے چھٹنے اور ہٹنے نہ دیا اور صرف ان کو چھائے رہنے دیا تو مجھے پھر پتہ نہیں کہ اس قوم اور ملک کی کیا صورت حال ہو گی ۔ جناب والا ۔ اس ملک کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی نے انقلاب لانے کے لیے صنعتی انقلاب یا معاشی انقلاب اس کے لیے انہوں نے وعدہ کیا تھا ۔ ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں مانتا ہوں کہ صوبائی حکومت پر اتنی ذمہ داری عاید نہیں ہوتی جتنی کہ مرکزی حکومت پر عاید ہوتی ہے کیونکہ ملک کے اندر انڈسٹریلائزیشن یا معاشی انقلاب کے لیے یا زرعی انقلاب کے لیے جو بھی پالیسی حکومت نے طے کرنا وہ اسی کی پالیسی مرکزی حکومت یا وفاقی حکومت طے کرتی ہے اور صوبائی حکومتیں ان پر عمل درآمد کرتی ہیں لیکن جب ہم صوبے میں یا مرکز دونوں جگہ ایک ہی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں تو اس پلیٹ فارم پر بھی اپنی مرکزی حکومت سے وہ بات کہہ سکتے ہیں جس کے لیے ہم سمجھتے ہوں کہ اس ملک کے عوام کے لیے انتہائی ضروری ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے دو سال میں جو زرعی اصلاحات اور دیگر اصلاحات کی ہیں اس کا زیادہ زور دیہاتی عوام کی بہبودی پر رہا ہے آپ دیکھ لیجئے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے برسر اقتدار آنے سے پہلے دیہاتوں کی طرف سے لوگ شہروں کی طرف رخ کر رہے تھے اور شہروں کے لیے مصیبت بنی ہوئی تھی ۔ شہروں کے مسائل دن بدن بڑھتے چلے جا رہے تھے مگر آج پاکستان کی وہ صورت حال نہیں ہے

یہاں شہری آبادی پر وہ دباؤ نہیں ہے آج شہروں سے لوگ واپس دیہات جا رہے ہیں کیونکہ دیہات کے اندر اجناس کی قیمت کو بڑھا دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج دیہاتی آبادی کی بہتری کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی کام کر رہی ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ 80 فیصد یا 85 فیصد آبادی دیہات میں بستی ہے ان کی بہتری کے لیے ہم نے بہت کچھ کرنا ہے آج معیشت کا محور شہر نہیں ۔ اس سے کیا ہو رہا ہے کہ اس سے شہروں کے اندر بسنے والے افراد جن کی آمدنی محدود ہے اس سے ان پر زد پڑ رہی ہے اور ان کی تکالیف بڑھتی جا رہی ہیں ۔

جناب والا ۔ جب ہم کہتے ہیں کہ سوشلسٹ معیشت ہم نے لانی ہے تو پھر کیا بات ہے اگر ہم نے سوشلسٹ معیشت لانی ہے تو اس کے لیے صرف دیہاتی آبادی پر ہی زور نہیں دیا جاتا اس کے لیے شہری آبادی متاثر ہو رہی ہے اور اس کی مشکلات بڑھ رہی ہیں ان کو بھی دور کرنا ہمارا فرض ہے اس کا کوآپریشن دوسرے سوشلسٹ ملکوں میں حل سمجھا گیا لیکن ہم نے آج دو سال کے بعد اس ملک کے اندر کوآپریشن شروع کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی ہم اگر کوآپریشن کو اس ملک کے اندر لاگو کر دیں اور پوری قوت کے ساتھ لاگو کریں تو شہری آبادی کے بھی مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ ہمارے دوست کہتے ہیں کہ جناب کھاد کی قیمت بڑھ گئی ہے کھاد پر حکومت چالیس کروڑ امداد دیتی ہے اس بات کی بنا پر کہ کھاد کی قیمت بڑھ گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ گندم کی قیمت بڑھا دی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ گندم کی قیمت ایک لحاظ سے بڑھانا ضروری ہو گی وہ اس لیے کہ ہم پچھلے ستائیس سال سے سمگلنگ کو روک نہیں سکے اور دنیا کا کوئی بھی ملک آج تک سمگلنگ کو نہیں روک سکا سمگلنگ کو ہم اس صورت میں ہی روک سکتے ہیں کہ اپنے ملک کے اندر ان چیزوں کی قیمتیں جو سمگل ہوتی ہیں اتنی بڑھا دیں کہ وہ دوسرے ملکوں میں نہ جا سکیں ہم پاکستان کے اندر اگر گندم کی قیمت بڑھا دیتے ہیں تو اس سے فائدہ بھی ہوگا کہ ہم دوسرے ملکوں کو گندم کی سمگلنگ کو بچا سکیں گے اور ہم جو زرمبادلہ کماتے ہیں ۔ کپاس بھیج کر ۔ کپڑے بھیج کر ۔ چاول بھیج کر اور دوسری چیزیں بھیج کر کماتے ہیں اور جس کے لیے ہم اپنے ملک میں اتنی قربانیاں دیتے ہیں وہی پھر اسی گندم کو خریدنے کے لیے زرمبادلہ ضائع کرنا پڑتا ہے اگر ہم گندم کی سمگلنگ کو روک دیں اور یہاں سے سمگلنگ نہ

ہو تو وہ زرمبادلہ جو ہم اشیاء ملک سے باہر بھیج کر کماتے ہیں وہ ہم اس ملک کی صنعت کاری (industrialization) کے لیے استعمال کر سکتے ہیں لیکن اگر گندم کی قیمت آج پچاس روپے کر دیں تو اس سے شہروں میں بسنے والے، مزدور کارکس، بابو اور چھوٹی چھوٹی تنخواہوں والے پس کر رہ جائیں گے اسکا ایک ہی حل ہے کہ جن ممالک میں سوشلسٹ معیشت لائی گئی ہے وہاں انہوں نے کوآپریٹیو سوسائٹیاں بنائیں اس کے لیے میں فوری طور پر حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ اگر انہوں نے صحیح معنوں میں اس ملک کے اندر معیشت کو سوشلسٹ لائن پر لانا ہے تو شہروں کے اندر ایسی تین قسم کی سوسائٹیاں بنائی جائیں۔ پہلی سوسائٹی جس کا دوسرے ملکوں میں تجربہ ہو چکا ہے اور اس کو consumers co-operative society کہا جاتا ہے تو اس کے لیے اگر آپ چالیس کروڑ روپے کی subsidy کھاد پر دیتے ہیں وہ بند کر دی جائے اس سے گندم کی قیمت بڑھائی جائے اور جب گندم کی قیمت بڑھ گئی تو وہ چالیس کروڑ روپیہ آپ اسی فیصد آبادی کی بجائے اس کا بیس فیصد شہری آبادی پر خرچ کریں اس کا ایک تو فائدہ یہ ہوگا کہ وہ چالیس کروڑ کی بجائے ایک ارب ساٹھ کروڑ کا فائدہ سمجھا جائے گا اور اسی فیصد آبادی پر جو چالیس کروڑ خرچ کرتے ہیں وہ آپ بیس فیصد لوگوں پر خرچ کریں گے اور یہی رقم consumers co-operative society کو subsidy کے طور پر دینی چاہیے تاکہ لوگوں کو کھانے پینے اور اناج کی چیزیں سستی میسر آ سکیں ایک حل تو اس کا یہ ہے دوسرا قدم جو آپ کو اٹھانا پڑے گا وہ یہ ہوگا کہ اگر یہ کھانے پینے اور کپڑے کی چیزیں جو ہم نے consumers co-operative society سستی دیتی ہیں تو پھر وہ ادارے جو ان کو بہم پہنچاتے ہیں ان کی بھی حکومت کو امداد کرنا پڑے گی۔ دوسروں ملکوں میں ان کو کہا جاتا ہے۔ .....

ڈاکٹر حلیم رضا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

مسٹر سپیکر۔ ڈاکٹر حلیم رضا۔

ڈاکٹر حلیم رضا۔ جناب والا۔ میں بھائی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ جو دیہاتوں میں کھیت مزدور ہیں وہ آبادی کا نصف حصہ ہیں تو ان کا کیا علاج ہو گا؟

**مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود** ۔ آپ ذرا بیٹھئے ۔ آپ کو ابھی اس کا حل مل جائے گا۔ تو یہ جب دوسرے ۔ ...

**مسٹر سپیکر** ۔ شکر ہے کہ ان کو بھی کسی نے یاد کر لیا ہے ۔

**مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود** ۔ ان اداروں کو Consumers Supply Guilds کہتے ہیں وہ ان کا کام ایسی کوآپریٹو سوسائٹیاں جن کی معرفت سستی چیزیں Consumers Co-operative Societies کو دی جاتی ہیں۔ بہم پہنچانا ہوتا ہے ۔

تیسرا ادارہ جو اس وقت قائم کرنے کی ضرورت ہے وہ ہے State Buyers Society یہ State Buyers Society کسانوں سے لوگوں سے اور کھیت مزدوروں سے چیزیں مہنگے داموں پر خریدتی ہیں اور Consumers Co-operative Society کو سستے داموں پر دیتی ہیں اور پھر یہی اشیا باہر ملکوں میں بھی سستے داموں پر بہم پہنچاتی ہیں تو وہ subsidy جو کھاد پر یا دوسری چیزوں پر آپ نے دینی ہے وہ ان اداروں کی بہبود کیلئے آپ خرچ کر سکتے ہیں جیسے میرے بھائی نے کہا ہے کہ کھیت مزدوروں کا کیا کریں اس کا تو ایک ہی حل ہے کہ آپ جب Co-operative Farming کریں اس ملک کے اندر co-operation کو introduce کریں تو اس کا ایک نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ کھیت مزدور کو جب چھوٹے مالک اور بڑے مالک جن کی زمینیں اس کوآپریشن میں لازمی جانا قرار دی جائیں گی ان کی آمدنی پر پھر آپ کو limit لگانا پڑے گی جب آپ کہتے ہیں کہ چھوٹے زمینداروں کی ٹیکس سے کمر ٹوٹ جاتی ہے تو آپ دنیا کے جن سوشلسٹ ممالک کا نظام دیکھئے وہاں کم سے کم آمدن کا بھی تعین کرنا پڑتا ہے زیادہ سے زیادہ آمدن کا بھی تعین کرنا پڑتا ہے ہم نے دو سال میں صنعتوں کو nationalise کیا ہے لیکن nationalization جیسا کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے کہا ہے کہ یہ حل نہیں کوئی قوم صرف صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے سے اپنے ملک کے اندر مسائل کو دور نہیں کر سکتی ۔ nationalization صرف ایک قدم ہوتا ہے اور ضروری قدم ہوتا ہے آپ nationalization کر کے صنعتی ترقی آئندہ channelize کریں جو 1971ء میں ہم کر سکتے تھے

جس کا گلہ ہمیں ہے کہ ہم نے عوام کی وہ بڑی طاقت جو 1971ء میں ہمارے ساتھ تھی اس کو صحیح لائنز پر channelize نہیں کیا وہ معاشی انقلاب یا زرعی انقلاب جو ہم لانا چاہتے تھے اس کو ہم نے اور عوام کی طاقت کو 1971ء میں صحیح لائنوں پر نہ کر کے ضائع کر دیا۔ جناب والا۔ یہ کہتے ہیں کہ چین کے اندر راتوں رات سڑکیں بن گئی ہیں۔ چین کے اندر کارخانے لگ گئے ہیں تو آخر وہاں ذرائع ہیں وہ manpower افرادی قوت کی بنا پر راتوں رات ڈیم بھی تیار کر لیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں manpower صحیح طریقے سے اسکو utilize نہیں ہوئی استعمال کرنے کی ضرورت ہے اگر آپ اس ملک کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں اگر آپ اس ملک کی معیشت کو بچانا چاہتے ہیں تو manpower کو utilize کئے بغیر اس ملک میں کوئی انقلاب نہیں آسکتا۔ جناب والا۔ اس ملک کی جو آج تک پالیسی رہی ہے مجھے اس پر اعتراض ہے آج ڈاکٹر صاحب نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا کہ ہم آج بھی دوسروں کے resources کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہمیں غیر ملکی امداد ملے تو پھر ہی ہم اس ملک کے اندر کارخانے لگائیں گے لیکن کیا تمام دنیا میں جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا اس پر عمل ہوا کہ برطانیہ سے سرمایہ نکلا تو وہ امریکہ میں استعمال ہوا، امریکہ سے نکلا تو کینیڈا میں utilize ہوا برطانیہ سے نکلتا تو نیوزی لینڈ میں utilize ہوا آسٹریلیا میں utilize ہوا یہ بات تو آبادیاتی دور تک تو درست ہے لیکن اب سو فیصدی درست نہیں ہے دنیا میں ایسے ملک بھی ہیں جنہوں نے غیر ملکی امداد کے بغیر صنعتکاری Industrialization کی میں پوچھتا ہوں کیا جو سوئزر لینڈ میں انڈسٹرلائیزیشن ہوئی وہ غیر ملکی امداد سے ہوئی، کیا جاپان کی جو انڈسٹرلائیزیشن ہوئی ہے وہ غیر ملکی امداد سے ہوئی ہے؟ چین میں بھی ابتدائی طور پر روس نے ضرور امداد کی لیکن 1960ء سے لے کر آج 1974ء تک ان کی انڈسٹرلائیزیشن غیر ملکی امداد سے نہیں ہوئی۔ جناب والا۔ اگر آپ کو غیر ملکی امداد نہیں ملتی تب بھی آپ کو اس ملک کے ذرائع سے صنعتکاری کرنا ہوگی اس کا یہی ایک ایک ہی حل ہے جس پر حکومت نے پوری طرح توجہ نہیں دی ہمیں چاہیے کہ اس ملک میں سمال انڈسٹر کا جال بچھا دیں ہمیں چاہیے کہ اس وقت بھی پارٹی اور وہی عوام کی طاقت کو لے کر کواپریٹیو سوسائٹیز بنائیں اور ان کی مدد سے ہم چھوٹی صنعتیں لگائیں۔ میں نے ایک دفعہ جنوری

میں بھی ڈاکٹر صاحب سے کہا تھا کہ خدارا یہ بات چھوڑیے آپ اس انتظام کو کہ 60 فیصد تو سال سکیل انڈسٹریل کارپوریشن امداد دے گی اور بقایا 40 فیصد سرمایہ دار لگائے گا پھر تو سرمایہ دارانہ نظام ہی رہے گا اگر چالیس فیصد رقم لگائی ہے تو پھر کیسے لئے لوگ انٹروڈیوس ہوں گے ایسے لوگ جو قابلیت کے مالک ہیں ، انجینئر تو بے کار پھر رہے ہیں وہ کیسے آخر انڈسٹری لگا سکتے ہیں ، کوآپریٹیو سوسائٹی بنا کر ان کو انڈسٹری دیجئے وہ چلائیں ملک میں انڈسٹریل ریولوشن لائیں میں کہتا ہوں اگر ایسے سو میں سے بیس پچیس فیصد انڈسٹری ضائع بھی ہو جائے پھر بھی 75 فیصد آپ اس ملک میں نئی چھوٹی صنعت لگا سکتے ہیں اور دنیا میں ایسے ملک ہیں جنہوں نے صرف چھوٹی صنعتوں پر اپنے ملک کے resources exploit کرکے انڈسٹرلائیزیشن کی ہے آپ شمالی کوریا کو دیکھ لیجئے وہاں پر انہوں نے اپنے resources exploit کرکے انڈسٹرلائیزیشن کی ہے اور آپ بھی اسی طرح کر سکتے ہیں ضروری نہیں Heavy industry لگائیں آخر ہالینڈ جیسا ملک جہاں Agriculture Economy ہے دنیا میں سر فہرست ممالک سے ہے وہ بھی Agriculture Economy کی بنیاد پر آگے بڑھے ہیں۔ تو جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ آپ بھی Industrial Revolution کی طرف توجہ دیں۔ جس انقلاب کی باتیں ہم یہاں کرتے ہیں وہ انقلاب پھر ایک خواب رہ جائے گا۔ آخر انقلاب کس چیز کا نام ہے ، سوشلسٹ حقیقت ہو یا کیپٹلسٹ دونوں کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے کہ اپنے عوام کی بھلائی کریں۔ اور عوام کا معیار زندگی بلند کریں سرمایہ دارانہ معیشت کے ہم اس لئے خلاف ہیں ایک ترقی پزیر ملک کے لئے اس نظام میں ترقی کے لئے بہت دیر ہو جاتی ہے دوسرا کہ اس نظام میں صرف چند لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن یہ بات میں ضرور کہوں گا کہ اس بجٹ میں ابھی تک وہ بات نہیں ہے۔ کیوں کہ آج بھی ہم نے اس بجٹ میں فیصلہ نہیں کیا کہ ہم نے سرمایہ دارانہ نظام چلانا ہے یا سوشلسٹ نظام چلانا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے بھی آگے دو حصے ہیں ایک خالصتاً وہ Free Enter Prize جس طرح کے امریکہ کے اندر ہے دوسرے وہ کیپٹلسٹ ملک ہیں جن کو Welfare States کہا جاتا ہے اگر Welfare State اس ملک میں بنانی ہے تو جناب والا۔ اس کی تو بنیاد ہی ٹیکسز پر ہے وہاں تو لوگ اسی اسی اور نوے

نوے فیصد ٹیکسز ادا کرتے ہیں تب Welfare State بنتی ہے ہم یہاں کہتے ہیں ہم نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام میں سب سے اچھی بات یہ ہے۔ ایک سرمایہ دارانہ نظام کے حامل اس ملک کے ایک شعبہ کا وزیر اعلیٰ یہ کہے کہ میں نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا؟ اگر آپ نے اسے Welfare State نہیں بنانا ہے میں سوشلسٹ ملک کی بات نہیں کرتا تب بھی آپ کو نئے ٹیکسز لگانے پڑیں گے تاکہ عوام کی فلاح وبہبود کی جائے آپ کہتے ہیں کہ 180 کروڑ روپے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کیا پہلے پچھلے سال 140 کروڑ ہم نے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کیا اور ہر طرف تالیاں اور واہ واہ ہوئی میں پوچھتا ہوں کیا آج پیسے کی قیمت قوت خرید پیسے کی ۱/۲ نہیں ہے؟ اگر آپ 180 کروڑ خرچ کرتے ہیں تو در حقیقت یہ Increase نہیں ہے بلکہ قوت خرید کے حساب سے کمی decrease ہے اس کو آپ نے بڑھانا ہے اس کے لئے آپ کو تیار ہونا ہوگا۔ تنقید ہوتی ہے تو ہونے دیں میں کہتا ہوں وہ جاگیردار طبقہ جو اس ملک میں اس اسمبلی کے اندر بھی برسراقتدار رہا ہے جو قوتیں 27 سال سے اس ملک کے اندر برسراقتدار رہیں اب اگر اس پر کوئی زک پڑتی ہے تو پڑنے دیں اگر شہر کا آدمی 12 ہزار روپے سے زیادہ آمدنی والا ٹیکس ادا کرسکتا ہے تو کیوں لینڈڈ کلاس اس پر ٹیکس ادا نہیں کر سکتی ان پر جناب والا ٹیکس لگائیے اگر آپ ملک کی بہبود کے لئے یہ نہیں کریں گے تو وہ خواب جو اب تک ہم دیکھتے رہے ہیں وہ پورے نہیں ہوں گے (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا۔ دوسری بات جس پر میں آنا چاہتا ہوں وہ ہے ربوہ کا مسئلہ میں اس بارے میں پہلے کچھ نہیں عرض کر سکا مگر اب چونکہ مسئلہ اس قدر طوالت پکڑ گیا ہے اور پکڑتا جا رہا ہے تو میں بھی اس پر کچھ عرض کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں جناب والا۔ اس مسئلہ پر تمام صوبہ سے آواز آئی کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اقلیت کیوں قرار دیا جائے؟ کیونکہ یہ فرقہ انگریز کی پیداوار تھا؟ یہ انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی قوت کو توڑنے کے لئے پیدا کیا تھا؟ مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے بچپن میں مرزا غلام احمد صاحب کی ایک کتاب پڑھی تھی۔ (کشتی نوح) اس کا پہلا فقرہ ہی تاج برطانیہ کی حمایت میں تھا کتاب کا آغاز ہی اس بات سے تھا۔ میں کہتا ہوں یہ فرقہ جو برطانوی سامراج یا دوسری سامراج طاقتوں کی حمایت کرتا رہا ہے آج انہوں نے پھر سیاسی طاقت حاصل

کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے دیکھا ربوہ کا واقعہ incident کیوں ہوا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے کیا گیا ہے اور اس کے لئے یہ ایک شوشہ کھڑا کیا گیا تاکہ کوئی اور قوت یا حکومت برسراقتدار آجائے جو ان کے لئے زیادہ مفید ہوگی۔ جناب والا۔ یہ لوگ غیر ملکی طاقتوں کے ایجنٹ رہے ہیں آج سے نہیں بلکہ دنیا کے کئی ملکوں میں ان کے بارے میں جو رپورٹیں چھپی ہیں۔ میں صرف ایک کے بارے میں حوالہ دینا چاہتا ہوں ہسٹری آف پاکستان جو (یو۔ ایس۔ ایس۔ آر) اکیڈیمی آف سائینس میں شائع ہوئی تھی اس کے صفحہ نمبر 183 پر ہے۔

"A HISTORY OF PAKISTAN" published by the U.S.S.R. Academy of Sciences, page 183 -

The Ahmadiyas were accused of trying to create a state within a state, to convert orthodox Muslims to their faith, and employ the Pakistan machinery of state for their own sectarian ends.

There were ample grounds for these charges. Soon after the establishment of Pakistan the Ahmadiya sect became highly militant. In 1948, through its Caliph, Mullah Bashir ud Din, it announced the tablish, a campaign for the conversion of Pakistan's people, including the orthodox Sunnites, to its faith. Ahmadiya areas were to be founded within Pakistan to further the campaign, and Baluchistan was to be the first such area. It was planned to complete the campaign by 1952. The Ahmadiya leaders, and Al Fazal, an Ahmadiya publication, said in just so many words that Pakistan's state machine should be used in the interests of the sect.

وہ سیاسی قوت جو یہ طبقہ اقلیت کی بنیاد پر .....

**مسٹر سپیکر** ۔ ذرا جلدی ختم کرنے کی کوشش کریں ۔

**مسٹر ایس ایم مسعود** ۔ جناب والا ۔ صرف پانچ منٹ میں ختم کر دوں گا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ پانچ منٹ تو بہت زیادہ ہیں ۔ میں نے اپنی عمر کی بہترین تقریر سات منٹ میں مکمل کر لی تھی ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ جناب آپ تو عالم فاضل ہیں ۔

**ایک آواز** ۔ کہاں پر ؟

**مسٹر سپیکر** ۔ موچی دروازے پر ۔

**مسٹر ایس ایم مسعود** ۔ جناب والا ۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نے ایک اقلیت کی سیاسی قوت کو توڑنا ہے لیکن سیاسی قوت کو توڑنے کے لیے اگر آپ اقلیت قرار دیں گے تو یہ مسائل کا حل نہیں ہوگا کیونکہ اگر آپ ان کو اقلیت قرار دیتے ہیں تو یہ دس لاکھ افراد اس ملک کے اندر غیر ملکی سازشوں کا شکار ہوں گے یہ بھی ضروری نہیں کہ دس لاکھ کے دس لاکھ ہی ان سازشوں کا شکار ہوں مگر وہ کوشش کریں گے کہ اپنی اقلیت کی بنیاد پر دوسرے ممالک کے تعاون سے اس ملک کے اندر سیاسی عروج حاصل کریں جیسے 1952ء میں کوشش کی ۔ 1974ء میں کوشش کی ۔ اس کا حل ایک ہی ہے میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ فوری طور پر جس طرح کمال اتاترک نے خلافت اپنے ملک میں ختم کی تھی ان کی خلافت کو بھی اس ملک کے اندر ختم کر دیا جائے (نعرہ ہائے تحسین) یہ خلافت جو انہوں نے قائم کی ہوئی ہے اس پر پابندی لگا دی جائے اور قانونی طور پر اس کو ختم کر دیا جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کو by law ختم کیا جاوے ۔ دوسرا قدم جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ضروری ہے ۔ وہ ہے کہ ان کی مذہبی املاک کو حاصل کیا جاوے ۔ یعنی ان کو اوقاف کے ذریعہ قانونی طور پر لینا نہایت ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اوقاف مسلم ہوگا ۔ یا کہ غیر مسلم ۔

مسٹر ایس ایم مسعود ۔ اوقاف مسلم ہوگا ۔ میں نے تو پہلے ہی کہا ہے ۔ کہ غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دینا چاہیے ۔ یہ مسئلے کا حل نہیں ہے ۔ تیسری بات جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے propaganda کے ذرائع کو حکومت اپنے قبضہ میں لے لے ۔ چوتھی بات اگر آپ یہ سمجھتے ہیں ۔ کہ ربوہ شہر جو بنا ہے اس کو ہم ایک free شہر قرار دے دیں ۔ تو جناب والا ۔ اس کے لیے یہ بھی کیجیئے کہ یہ علاقے آپ نے رکھے ہیں کہ وہاں پر لوگ جائیں اور آباد ہوں ۔ تو ان کے لیے روزی کا بھی بندوبست ہونا چاہیے ۔ کیونکہ نئے لوگ وہاں پر روزی کے بغیر آباد نہیں ہو سکتے ۔ پانچویں بات یہ ہے ۔ کہ اس شہر کے اندر جو حکومت کے ادارے قائم ہیں ۔ مثلاً کالجز ڈسپنسریاں ۔ اور تھانے وغیرہ ۔ ان پر غیر احمدی لوگ لگانے پڑیں گے جناب والا ۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے ۔ جس پر ممکن ہے کہ کچھ لوگ اعتراض کریں ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی نہایت اہم ہے ۔ اس لیے کہ اس فرقہ نے اپنے اندر ایک خول قائم کر لیا ہے کہ کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا ۔ زنجبار میں اس طرح Asians نے ایک حلقہ اپنے لیے بنایا ہوا تھا ۔ نہ کوئی ان میں شادی ہو سکتی تھی ۔ نہ دوسرے تعلقات وہاں پر قانون کے ذریعہ ایشیائی لوگوں کو زنجبار کے رہنے والے لوگوں کے ساتھ شادی پر مجبور کیا جاتا تھا ۔ اگر یہ بات بھی آپ سے ہو سکے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ضروری ہے ۔ اس سے اس ملک کے خلاف ایک شور ڈالا جائے گا ۔ زنجبار کی حکومت کے خلاف ایک شور اٹھا تھا ۔ لیکن جب تک ان کے اندر کی طاقت کو توڑا نہیں جائے گا ۔ مسائل کا حل اس وقت تک نہیں ہوگا ۔ جب تک کہ ان کے اندر infiltration نہیں ہو گی۔ مسائل حل نہیں ہو سکتے ہیں۔ تو جناب والا یہ پانچ چھ چیزیں یا پانچ چھ حل ہیں ۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی سیاسی قوت کو توڑنے کے لیے نہایت ضروری ہیں ۔ ورنہ یہ مسئلہ ۔ اگر آپ ان کو اقلیت قرار دے دیں گے ۔ تو جناب والا ۔ اقلیت کے کچھ international حقوق ہوتے ہیں ۔ جو کہ ان کو لازماً دینے ہوں گے ۔ ورنہ یہ ہوگا کہ جس طرح سے آپ نے دیکھا کہ مشرقی پاکستان میں ہندوستانیوں نے وہاں national liberation کی movement کے نام سے interfere کیا ۔ یہاں پر بھی اگر

انہوں نے national liberation کے نام پر movement چلائی گئی۔ تو کئی ایک غیر ملکی ادارے interfere کریں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری لال خان۔

**مسٹر ایس ایم مسعود** ۔ جناب والا۔ مجھے اب صرف اپنے علاقے کے مسائل عرض کرنے دیں۔ جناب والا۔ میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ جو کہ پنجاب اسمبلی میں میں سمجھتا ہوں کہ ایک sensitive area ہے۔ اسی علاقے میں جماعت اسلامی کا گڑھ ہے۔ اس علاقے میں Government officer's residence ہیں۔ اس علاقے میں پنجاب یونیورسٹی ہے اسی علاقے میں 90 کے قریب دیہات بھی ہیں۔ یہ ایک ایسا علاقہ ہے کہ جہاں پر شہری اور دیہاتی علاقہ ملا ہوا ہے یہاں پر دونوں قسم کی problems ہیں۔ جناب والا۔ اس لیے گزارش ہے۔ کہ اس علاقے کے لیے خاص طور پر اور لاہور میونسپل کارپوریشن کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ لاہور میں ایک ہزار کے قریب جوہڑ ہیں۔ یعنی ایک ہزار کے قریب pools ہیں۔ جن کے لیے امداد کی ضرورت ہے۔ دوسرا جناب والا۔ صرف تعلیم کے لیے 105 کروڑ کی ضرورت ہے۔ sanitation کے لیے 100 کروڑ۔ اسی طرح سے گلیوں کے لیے 3 کروڑ سڑکوں کے لیے 3.20 کروڑ۔ اور street lights کے لیے 20 لاکھ کی ضرورت ہے۔ یہ رپورٹ ہے جناب والا۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اسمبلی میں proctor کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

**مسٹر ایس ایم مسعود** ۔ جناب والا۔ یہ ساری figures میونسپل کارپوریشن نے مرکزی finance deptt سے demand کیے ہیں اور میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ بھی اس سلسلہ میں اپنا حصہ لے۔ کیونکہ اگر شہروں کے مسائل حل نہیں ہوں گے تو شہروں کی آبادی sesitive آبادی ہو گی۔ اگر Rawalpindi Technical Institute میں ایک لڑکے کے مارے جانے سے اس ملک میں انقلاب آ سکتا ہے۔ تو شہری آبادی میں انقلاب کیوں نہیں آ سکتا ہے۔ .....

**Mr. Speaker** : I hope you have been able to make the point.

**مسٹر ایس ایم مسعود** ۔ جناب والا ۔ صرف پانچ منٹ اور دے دیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ بات یہ ہے کہ

The debate has to close by six and yet there are almost a dozen speakers to speak.

**مسٹر ایس ایم مسعود** ۔ جناب والا ۔ ان معروضات کے ساتھ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ حکومت ان علاقوں پر توجہ دے تاکہ نئے الیکشن پر ہم عوام کو بتا سکیں کہ آپ کے لیے شہروں کے نمائندوں نے بھی آواز بلند کی ۔ صرف دیہاتی نمائندوں نے آواز بلند نہیں کی ۔ شکریہ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری لال خان ۔

**چوہدری لال خان** (گجرات - 9) ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ بجٹ ایک قابل تحسین بجٹ ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ قابل اعتراض بھی ہے ۔ چھ دن کی ہمارے بھائیوں کی مسلسل تقاریر میرے خیال میں بے سود ہیں ۔ کیونکہ بجٹ کی تجاویز ہماری تقاریر سے پہلے عملہ finance نے چھپوا لی ہیں ۔ ہماری تقاریر کی روشنی میں کوئی ترمیم ہرگز نہیں کی جائے گی ۔ کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہیے کہ ہماری تجاویز اور ہمارے مسائل Finance Minister کے سامنے بجٹ تیار ہونے سے پہلے ہونی چاہئیں۔ جو رقوم زرعی ترقیاتی سکیموں کے لیے مختص کی گئی ہیں۔اس پر بھی غیر منصفانہ تقسیم ہوئی ہے ۔ کیونکہ عوامی ضروریات کو پیش نظر نہیں رکھا گیا اور نہ ہی ہمارے نمائندوں سے کوئی مشورہ لیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ محکمہ پولیس کے واسطے جو پندرہ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے ۔ وہ بالکل غیر منصفانہ ہے ۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کیونکہ ان کی گزشتہ سال کی کارکردگی کے پیش نظر وہ اس کے مستحق نہیں رہے ہیں ۔ امن عامہ کی صورت حال بہت خراب ہے ۔ گرانی نے عوام کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور حکومت نے اس بارے میں کسی قسم کا کوئی کنٹرول نہیں کیا ہے اور نہ ہی بجٹ میں اس بارے میں کوئی تجویز پیش کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں گجرات کی ایک پسماندہ تحصیل پھالیہ سے تعلق رکھتا

ہوں ۔ تحصیل پھالیہ باوجود جالیہ زرعی اجناس اور بہترین مویشیوں کے سلسلہ میں سارے صوبہ پنجاب میں اول حیثیت رکھنے کے سابقہ حکومتوں نے اس کو پس پشت ڈالے رکھا ۔ تحصیل پھالیہ میں خاص طور پر میرا حلقہ انتخاب جنوب مغربی حصہ ہے ۔ اس میں نہ کوئی پکی سڑک ہے اور نہ کوئی ہسپتال ہے اور نہ کوئی بجلی ہے ۔ دو ہائی سکول ہیں اور وہ بھی صرف لڑکوں کے ۔ لڑکیوں کے لیے کوئی ہائی سکول نہیں ہے ۔

جناب سپیکر ۔ میرے حلقہ میں چار سڑکیں ہیں ۔ ایک سیدان تا وریام ۔ دوسری گوجرہ تا قادر آباد تیسری گوجرہ تا ریڑکا بالا براستہ چکنمبر 44 اور چوتھی ہیڈ فقیریاں تا بھابھڑا ۔ یہ چاروں سڑکیں کچی ہیں ۔ جو سڑک گوجرہ تا قادر آباد ہے یہ میری ذاتی سڑک ہے ۔ اس سڑک پر دس میل کچے پر جانا پڑتا ہے ۔ سڑکوں کی اس قدر ناگفتہ بہ حالت ہے کہ اگر دو چھٹیاں بھی ہوں تو ہم پیپلز ہاؤس میں ہی گزار دیتے ہیں ۔ ذرائع آمدورفت اس قدر محدود ہیں کہ اگر کوئی قسمت کا مارا بیمار ہو جائے تو ہسپتال تک پہنچتے پہنچتے راستے ہی میں دم توڑ دیتا ہے ۔ لوگوں کی زرعی اجناس منڈیوں تک نہیں پہنچ سکتیں ۔ آئے دن جو زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں اگر کسی نے ضلع یا تحصیل میں تاریخ بھگتنی ہو تو ایک دن گھر سے پہلے روانہ ہوتا ہے اور تاریخ بھگت کر ایک دن بعد میں گھر پہنچتا ہے اس لیے کہ ہماری سڑکوں کی حالت بالکل ابتر ہو چکی ہے ۔ جناب والا ۔ سیدان تا وریام جو سڑک ہے یہ تین اضلاع میں سے گزر کر جاتی ہے اور پچاس میل لمبی ہے ۔ اس کے گرد و نواح میں تقریباً دو سو دیہات واقع ہیں جو کہ سارا اٹھاڑ کا علاقہ ہے اور یہ سڑک ربوہ کے نزدیک سرگودہا اور چنیوٹ والی سڑک سے جا ملتی ہے ۔ ذرائع آمدورفت اس قدر محدود ہیں کہ لوگ سفر نہیں کر سکتے اگر یہ سڑک پکی بنا دی جائے تو تقریباً تین اضلاع سرگودہا ۔ گجرات ۔ جھنگ جہاں سے یہ گزرتی ہے یعنی اٹھاڑ کے علاقہ کے لوگ با آسانی سفر کر سکیں گے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں بجلی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں صرف ایک گاؤں میں بجلی ہے باقی تمام دیہات بجلی کی سہولت سے محروم ہیں ۔ یہاں اگر بجلی دے دی جائے تو وہ غریب کسان اپنے پرائیویٹ

ٹیوب ویل لگا کر اپنی کھیتی باڑی کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ سکارپ ایریا میں جو ٹیوب ویل ہیں وہ تقریباً ستر فیصد خراب رہتے ہیں ۔ ان پر جو اپریٹرز مقرر کیے گئے ہیں وہ غیر حاضر رہتے ہیں اور متعلقہ افسران کسی قسم کی توجہ نہیں دیتے ۔ لہذا ان کو خاص وارننگ دینی چاہیے کیونکہ آج کل دھان کا موسم ہے اور لوگ بیچارے پانی کو ترس رہے ہیں ۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ہمارے علاقے میں دریائے چناب کے کنارے پر جو لوگ رہائش پزیر ہیں ان کے لیے نہ نہری پانی ہے اور نہ ٹیوب ویل کا پانی ہے وہ پرانی رسم کے مطابق کوئیں چلاتے ہیں اور اپنا بسر اوقات کرتے ہیں ۔

**چوھدری ممتاز احمد کاھلوں** ۔ جناب والا ۔ جناب سینیئر منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں ۔ جب وہ واپس آ جائیں تو پھر تقریر شروع ہو ۔

**مسٹر ڈپٹی سپیکر** ۔ میرے پاس ایسی کوئی پروویژن نہیں ہے ۔ ویسے ان کے تمام مطالبات یہاں نوٹ ہو رہے ہیں ۔

**چوھدری لال خان** ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ پچھلے سال کے سیلاب میں ان لوگوں کے تمام مویشی اورسامان زیر آب آ گئے تھے۔ گورنمنٹ نے امداد دی ہے لیکن ماسوائے چند لوگوں کے باقی سارے لوگ جو دریا کے کنارے پر بیٹھے تھے وہ اس امداد سے محروم رہے ۔

جناب والا ۔ اب میں پولیس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ پولیس کی کرپشن انتہا کو پہنچ چکی ہے ۔ رشوت زوروں پر ہے ۔ خاص کر ہمارا ضلع اور بالعموم ہماری تحصیل میں بالخصوص پولیس کا یہ رویہ ہو چکا ہے کہ اب اس نے مدعی اور مدعا علیہ دونوں طرف سے رشوت لینی شروع کر دی ہے ۔ میرے خیال میں ان کو روکنے کے بارے میں حکومت کا کوئی خیال نہیں ہے لہذا اس کا کوئی سدباب ضرور ہونا چاہیے ۔ حکومت نے ہم پر صرف ایک عنایت کی ہے کہ وہاں ایک ایس ۔ پی چیمہ صاحب کو تعینات کیا ہے ۔ اس کے بارے میں ہم خوش ہیں کہ اس نے چوری روک دی ہے ۔ اس کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ چوھدری محمد اسلم خان ۔

چوھدری محمد اسلم خان (راولپنڈی ۔ 4) ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ میزانیہ پیش کرنے پر میں جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں ھدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ چونکہ یہ میزانیہ اس لیے خوش آئند ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔

جناب والا ۔ اس برصغیر میں دو تحریکیں تیزوتند طوفان کی طرح ابھریں ایک تحریک پاکستان اور دوسری عوامی تحریک ۔ اس معزز ایوان میں اکثریت ایسے چہروں کی ہے جو اس تحریک کے مرہون منت ہیں اور اسی شجر بہار سے پیوستہ ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر ہم نے اس تحریک کو زندہ جاوید رکھنا ہے تو ہمیں ذہنی انقلاب لانا ہوگا ۔ وہ اثرات گروہی ، فکری ، تہذیبی ، تاریخی انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جن کا شعور و عزم ماضی حال اور مستقبل کا احاطہ کرکے فکری اور تاریخی قوتوں کی تسخیر میں زبردست جدوجہد جاری رکھنے کا حامل ہو ۔ یہ کارشیشہ و آہنگ جذبات کے شعلوں اور بگولوں سے سرانجام نہیں پاتا ۔ جناب والا ۔ اس وقت را تعلق ان رجحانات ۔ میلانات اور نتائج و عواقب سے ہے جو ہماری سیاسی ، فکری اور تہذیبی زندگی میں اس طرح داخل ہو رہے ہیں جس طرح سرطان کا پھوڑا پھیلتا جا رہا ہے ۔ ہمارا معاشرہ فکری اور اخلاقی بحران میں مبتلا ہے ۔ خدا جانے یہ غیروں کی خصم کاری تھی یا اپنوں کی سہل انگاری یا یوں سمجھئے کہ سوچ وبچار کے چشمے خشک ہوتے جا رہے ہیں اور غور و فکر کا متاع بے بہا لٹا دینے کے بعد اپنے دامن میں بے بسی ۔ بے عملی اور پاماندگی کے سنگریزے مجتمع کرتے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس وقت بحیثیت قوم ہمیں عظیم الشان منصوبے کے تحت پوری طرح تیار ہونے کی اشد ضرورت ہے اور ہمیں ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے ہمیں تو اسی فلسفہ ۔ جذبے ۔ عزم اور شوق فراوان کو زندہ کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے جس نے پاکستان کا خمیر اٹھایا تھا ۔ جناب والا ۔ اسلام کے تخلیقی جذبے نے پاکستان کی بنیادیں رکھیں ۔ ہم اسلامی نظام فکر ۔ اسلامی ثقافت اور اسلامی طرز زندگی کے بغیر خود مختار قوم کی حیثیت سے زندہ نہیں رہ سکتے جناب والا ۔ اس حقیقت کے پیش نظر ملک کے تمام وسائل اسلامی شعور کو پختہ کرنے میں صرف کرنے چاہیں ۔ ہمارا اسلامی نظام ۔ ہمارا ادب و ثقافت

پوری قوم کی رہنمائی ایک سمت میں کرتے جائیں تا کہ ہر فرد کے قلب اور ذہن میں نصب العین کی حدت خون بن کر دوڑنے لگے ۔ اگر ہم قوم کو زندہ کارفرما اور توانا روح بخشیں تو پھر اس کے جسم کو کون مسخر کر سکتا ہے ۔ قوم کے سفینے کو بچانا ہے تو وہ ہاتھ کاٹ دیجیئے جو اس میں سوراخ کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ان ہاتھوں کو مضبوط کرنا پڑے گا جو کشتی کی حفاظت کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں اپنے حلقہ نیابت کے مسائل کی طرف جناب کی توجہ مبذول کراتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سب سے پہلے میں جناب سپیکر کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ ضلع راولپنڈی ۔ جہلم اور کیمبل پور یہ بارانی اضلاع ہیں ۔ مجھے اس پر بڑا تعجب اور افسوس ہے کہ جہلم بھی پسماندہ اضلاع میں شامل ہے ۔ کیمبل پور بھی پسماندہ اضلاع میں شامل ہے لیکن راولپنڈی کا جو رورل ایریا ہے وہ تقریباً میرے خیال میں اس ایوان کے تمام صاحبان اور سپیکر صاحب بھی بذریعہ سڑک گئے ہوں گے ۔ انہوں نے وہ مٹی کے ٹیلے دیکھے ہوں گے اور وہ بنجر علاقہ دیکھا ہو گا ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں تو ویسے ہی راولپنڈی مورگاہ کا ہوں ۔ اس لیے مجھے نہ بتائیے ۔ اپنے دوسرے دوستوں کو بتائیے ۔

**چوہدری محمد اسلم خان** ۔ یہ تو اور بھی زیادہ خوشی کی بات ہے ۔

جناب والا ۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ضلع راولپنڈی کو کیوں نہیں پسماندہ قرار دیا گیا ۔ تو اس لیے میں جناب کی وساطت سے جناب سینئر منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اسے انتہائی توجہ سے پسماندہ اضلاع میں شامل کرائیں ۔ ۔ ۔ ۔

اس کے علاوہ اور گزارش ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کی جو رقوم تقسیم کی گئی ہیں ۔ وہ بھی انتہائی نامنصفانہ ہیں ۔ میرے علم میں یہ لایا گیا کہ اس ضلع کے لیے نو لاکھ روپے دیئے گئے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ اس ضلع کے

عوام کے ساتھ انتہائی ظلم ہوا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ضلع جہلم کو کیمبل پور کے برابر رقوم مہیا کریں ۔ اس کے بعد تھانہ چونترہ اور تھانہ روات جو اسلام آباد اور راولپنڈی کے دامن میں ہیں ۔ وہ انتہائی پسماندہ ہیں ۔ وہاں کوئی پختہ سڑک نہیں ہے ۔ کوئی ہسپتال نہیں ۔ اگر ہسپتال ہے تو ڈاکٹر نہیں ہے ۔ دوائی نہیں ہے دو اہم سڑکیں ہیں ۔ جہاں چکری روڈ جو راولپنڈی کو تلہ گنگ سے ملاتی ہے ۔ تلہ گنگ براستہ کھور 84 میل ہے ۔ اگر اس سڑک کو پختہ کیا جائے تو تلہ گنگ کا 50 میل کا فاصلہ رہ جاتا ہے ۔ تو اس لیے میں گزارش کروں گا کہ راولپنڈی کو تلہ گنگ سے ملانے کے لیے سڑک پختہ کی جائے ۔

جناب والا ۔ ایک سڑک چوڑیاں ہے جس کا فاصلہ تقریباً 18 میل ہے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی کی ہے اور اے ۔ ڈی ۔ پی میں رقم رکھی ہے لیکن یہ رقم ایک مذاق کے مترادف ہے یعنی ایک لاکھ روپے ۔ میری التجا ہے کہ اس میں مزید رقم عطا کی جائے ۔ اس کے علاوہ ہوڈیاں اور نکدالی ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پر پختہ سڑک نہیں ہے برسات کے موسم میں اگر کوئی بیمار ہو جائے تو 15 میل تک اس کو کندھوں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں ۔ مہربانی فرما کر اس سڑک کی طرف توجہ مبذول کریں ۔

اس کے علاوہ ایک خاص بات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ محکمہ پانی ویز کے متعلق ہے کہ پچھلے سال جو رقم راولپنڈی کے لیے رکھی گئی تھی ۔ وہ تقریباً 85 لاکھ روپے تھے ۔ وہ ملتان ریجن میں خرچ ہوئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپرنٹنڈنگ انجینئر پانی ویز کی غفلت کا نتیجہ ہے ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں آپ کی وساطت سے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ راولپنڈی کے مسائل جو ہیں وہ ان کا ڈسٹرکٹ بھی ہے تو اس لیے مہربانی فرما کر ان کو نوٹ فرمائیں اور اس کے لیے وہ محکمہ کو تنبیہ کریں کہ وہ وقت پر کام کروائیں ۔ اس دفعہ وہاں میں نے دیکھا ہے کہ جب ٹھیکیدار ٹینڈر دیتے تھے تو وہ ان کو منع کرتے تھے کہ ٹنڈر نہ دیں ۔ ان کو عوام کے ساتھ نا معلوم کیا محبت تھی ۔ تو اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ جہلم کیمبل پور اور راولپنڈی بارانی اضلاع ہیں ۔ جہاں کروڑوں

ایکڑ رقبہ بنجر پڑا ہوا ہے ۔ اگر اس رقبے کو ہموار اور قابل کاشت کیا جائے تو ہماری پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے ۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسا پروجیکٹ بنائیں جو اس رقبہ کو قابل کاشت بنا سکے ۔ باقی آبپاشی کے اضلاع ہیں ۔ وہاں پر کروڑوں ایکڑ رقبہ سیم اور تھور کی نذر ہو چکا ہے ۔ اس لیے یہ جو بارانی اضلاع کا رقبہ ہے یہ بچا ہوا ہے ۔ اس کو قابل کاشت بنایا جائے تا کہ اس سے فضل پیداوار ہوسکے ۔ اس کے علاوہ زرعی معیشت کے ماہرین جو فیصلہ کرتے ہیں وہ صرف ان آبپاشی اضلاع کو دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں بلڈوزر کے جو ریٹ ہیں وہ بارانی علاقوں میں بھی وہی ہیں اور پنجاب میں بھی وہی ہیں ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ کم از کم یہ تخصیص رکھیں کہ جو اضلاع بارانی ہیں اور وہاں کے عوام انتہائی غریب ہیں ان کو کم قیمت پر بلڈوزر مہیا کئے جائیں ۔ اس کے علاوہ تقاوی قرضے اس سال تقسیم کئے گئے ہیں ۔ باقی اضلاع کا مجھے معلوم نہیں ۔ راولپنڈی کا یہ حال تھا کہ کوآپریٹو سوسائٹیز کے ممبران نے تمام قرضے نکلوا لیے ۔ عوام اس سے فائدہ نہیں پہنچا ہے ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ اس ملک میں دو تین مرتبہ زرعی اصلاحات ہوئیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب کوئی جاگیردار نہیں ہے جب حد ملکیت مخصوص ہو جائے ۔ جاگیردارانہ ذہن ہوتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی اچھے گھر میں اگر کوئی ایسا انسان پیدا ہو جائے جس میں انسانیت شرافت اخلاق قدریں موجود ہوں وہ معاشرے کے لیے مفید ہو سکتا ہے ۔ اسی طریقے سے اگر کوئی غریب گھر میں پیدا ہو جائے اور اس میں انسانیت ہو شرافت اخلاق قدریں ہوں تو وہ معاشرے کے لیے مفید ہو سکتا ہے ۔ یہ ایک ذہن ہوتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات غریب گھر میں بھی جاگیردارانہ ذہن پیدا ہو سکتا ہے ۔ اس کے اندر وہی اوصاف ہوں ۔ شراب پیئے ۔ جوا کھیلے ۔ زنا کرے ۔ باقی تمام برائیاں بھی ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ جن افراد میں یہ برائیاں موجود ہیں وہ بھی اسی اوصاف کا مالک ہے ۔ اس لیے انسان عمل اور کردار سے پہچانا جاتا ہے ۔ اس ملک میں اکثریت چھوٹے چھوٹے زمینداروں کی ہے ۔ خاص کر راولپنڈی میں ہمیشہ سے چھوٹے زمیندار ہیں ۔ میرے خیال میں اس زرعی اصلاحات میں ایک بھی زمیندار ایسا نہیں تھا جس پر اس کا اثر ہوا ہو تو وہاں کیفیت یہ ہے کہ جو چھوٹے زمیندار ہیں وہ 20

25 ایکڑ یا ساڑھے بارہ ایکڑ کی ملکیت کے ہیں ۔ ان میں سے اکثر نوجوان ملازمتیں کرتے ہیں اور اپنا گذر اوقات کرتے ہیں ۔ زمین جو مزارع کو دی ہوئی ہے ان کو کچھ بھی وہاں سے حاصل نہیں ہوتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مزارع کے حقوق جو ہیں وہ منصفانہ طور پر ان کو دئے جائیں اور جو مالک خواہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے اس کو حقوق بھی صحیح معنوں میں دئے جائیں ۔ کچھ عرصہ پیشتر مزارع اور مالک ایک خاندان تصور ہوا کرتا تھا ۔ اب تفریق پیدا ہو گئی ہے ۔ جو ملک کے لیے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز محبت پیار سے حاصل ہوتی ہے چپقلش سے حاصل نہیں ہوتی ۔ اس لیے میں التجا کرتا ہوں کہ اس چپقلش کو ہوا نہ دیں بلکہ اس کو حل کرنے کے لیے کم از کم ہر ڈسٹرکٹ میں کمیٹیاں بنائی جائیں جو منصفانہ فیصلہ کریں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں ایک اور عرض کرتا ہوں کہ اب بھی پنجاب کے جو پرائمری سکول ہیں ان میں بھشتی اور خاکروب کو اڑھائی اور پانچ روپے ماہوار مل رہے ہیں ۔ کیا ان سے ان کی گزراوقات ہو سکتی ہے ؟ اس لیے میں گزارش کروں گا آپ کے توسط سے جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں کہ انہیں درجہ چہارم کی تنخواہ دی جائے ۔ آخر وہ بھی ملازم ہیں اور انسان ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر تعلیم ۔ وہ درجہ چہارم کے ملازم نہیں ۔

چوھدری محمد اسلم خان ۔ اگر وہ درجہ چہارم کے ملازم نہیں ہیں تو انہیں درجہ چہارم دیا جائے ۔ وہ بھی خدمت کرتے ہیں ۔ وہ بھی کام کرتے ہیں ۔ بس اب میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر خالد ملک ۔

**Malik Muhammad Kahlid** : Mr. Speaker and Members of this House, the debate on general budget enters the sixth and final day today various and suggestions have been offered by members from both sides of the House. I would only elaborate a few points and then come down to the problems of my own constituency and district.

To begin with, Sir, the Punjab Government is importing bull-dozers worth about Rs. 4.25 crore which, according to me, are absolutely useless. I will give you the reason why these are useless. The reason is that, today, the most modern means of levelling the land is by scrapers and not the bull-dozers. Bull-dozers are already available with the Engineering Section of the Agriculture Department and scrapers are available in our country in plenty because they are locally manufactured. To my knowledge, I feel that levelling the land by means of bull-dozers is an obsolete method and the most madern means known to technology and to the world for levelling the land is by scrapers which cost less. A small wheel-type tractor can be used at the same time. You can also utilize the same tractor for other agricultural practices. Secondly, those 400 tractors which are lying in the workshops uselessly are not being used, they can be utilized. Those tractors need only a few repairs and if the Government provides a couple of lacs of rupees, I am sure, these tractors which are lying uselessly in the workshops can be utilised in the fields. I am grateful to the Minister for Agriculture that he has come in the House and, through you, I would like to tell him that the Government used these tractors during the floods. Six hundred tractors were bought by the Punjab Government during the floods and they were used in the flood affected areas. Later on, these tractors were sold out, at the book value. The small land-owners, farmers and peasants cannot afford to use all modern means of technology, modern scientific methods of mechanization because this machinery is too expensive and an ordinary small farmer cannot afford this machinery. Therefore, if the Government can bring in lot of machinery and give it to small farmers that will change the lot of the common man, that is, the son of the soil, the tiller of the soil, the landless tenant in the villages because our economy is an agricultural economy and 90% of the people directly or indirectly depend on agriculture. You must remember your promises you made during the elections and you must remember that you got the mandate on these suggestions. I am sure the present Government is doing everything possibel but still there is a lot to be done. A person who

owns two squares of land cannot afford to buy a tractor, he cannot offord to purchase fertilizer. He puts in his investment whatever he has and after one year he fights with the vagaries of nature, with hailstorms coming unimely, with the devastions of rains and floods, and inspite of that he cannot afford to have anything. Today, we have got insurance companies nationalised by the Government. I would request that for the betterment of the small farmer if the Government introduces a scheme of crop insurance it will go a long way in producing more for the country and for increasing the yield per acre of land in Punjab particularly and in Pakistan generally. The method of hiring would be much better than buying tractors by the small farmers. I am sure the Government is doing a lot by providing financial ways and means for the farmers to have cooperative farming but if the government gives agricultural equipment to the farmers and they can hire this equipment then it will help them a lot. At the same time, from the tubewells which are being sunk by the Government, if water is sold to the farmers that would be much better than buying that equipment because they cannot afford it. Sir, only 13,000 tractors are coming in this country duridg the next year. In case you give some sort of contract to any firm or if the Centre takes up and gives large number of agricultural machinery to the Province, we would be benefitting because a majority of us lives in villages or is directly concerned with the villages.

Mr. Speaker, the management of water is also very essential. Almost 40% of the water is wasted. I am sure there are better ways of managing water. As Dr. Abdul Khaliq, Minister for Education, said in his morning speech that we have not enough water but, I am sure, with the coming into existence of Turbela and Mangla Dams, we will have enough water stored in those Dams and we would be able to supply water to our canals and we will be able to give enough water to our cultivator.

If you want a tractor on cash or on credit, a farmer has to wait at least for two years and even then it is not easy to get a tractor. Besides waiting for two years, you have also to go through the mill and go on string-pulling from one place

to another. Later on, it is only the influential people who get the tractors. Therefore, I would request that more tractors should be imported into the country. The loans that were given to the farmers as subsidy for the development of their lands ; previously, there was no 2½% charge on the mortgage but since last year they have introduced this charge. In addition to this charge, the rate of interest has gone as high as 12% which is even higher than the rate charged by the commercial banks. I request that the Government may kindly consider the abolition of this 2½% charge.

Mr. Speaker, the prices of agricultural in-puts have risen sky high whereas the prices of agricultural commodities have not risen that high. Here I would like to explain to you that how it would effect the growth of food later on in the Province. If the prices would go on increasing the tillers would shift over to other crops. I would like to give you an example here of producing wheat on one acre where we use the modern means and methods of production and I have calculated the cost of growing wheaton one acre that is :—

| | |
|---|---|
| Cultivation | Rs. 200 |
| 4 bags of fertilizer | Rs. 300 |
| Seed | Rs. 25 |
| Harvesting cost | Rs. 200 |
| Land Revenue | Rs. 31 |
| Watering | Rs. 102 |
| Management | Rs. 100 |

and here I have not included middleman's "arath" and the transportation charges because you have to take your wheat to city and want to sell it there because you get more price in the cities than you get at the Government Purchase Centres. Mr. Speaker, I was told by some people from my constituency then there are Inspectors along with Magistrates going to each village forcing the people to give wheat more than they actually had and ultimately breaking down their godowns and giving them a lot of trouble. If this is so and it is the way then it will become very difficult to procure wheat and for the next year it will be still more difficult, because the people

want to shift over to other crops. When the international price of wheat is Rs. 110/—, then why not offer some thing to the growers in the Punjab. We are the main producers of the country. Punjab has been the granary of the East ever since and we produce enough food not only for ourselves but for the rest of the three Provinces. Mr. Speaker, industrial development comes with agricultural development. Because of the GHERAO, JALAO and strikes for the last three or four years there has hardly been any industry established in Punjab. I would like to suggest, Mr. Speaker, that in case the private entrepreneurs is not willing to invest in the private sector, the Government should put up the industries keeping in view the growth of population. Sir, the population is increasing and at the same time there is a problem of unemployment. If you are not going to put up new industries how you are going to accommodate the unemployed people. Mr. Speaker, Sir, I don't agree with the increase in the prices of the essential commodities, the necessities of life, lik kerosene oil, like ghee, like sugar. I feel that the luxuries could have been taxed more. The increase in the prices of necessary items is not fair and it will effect the common man.

Mr. Speaker, Sir, the corruption is rampant. Law and order situation is very bad. With all the efforts that the Government can put in I have a feeling that still a lot can be done. I welcome the Commission made at Patwar and the Thana level. I am sure this will go a long way.

**Mr. Speaker** : I hope the Ministers will at least observe the rule of moving in the Hall.

**Malik Muhammad Khalid** : Now, I come down to the problems of my constituency. My learned friend, Mr. Tahir Ahmad Shah, yesterday said that Lyallpur is the Manchester of Pakistan. I totally agree with him as far as the industries are concerned but not as far as the development is concerned, not as for as the roads are concerned. The city is probably the dirtie in Pakistan and the roads are so bad that you can't travel. Road from Lyallpur to Sheikhupura is in a bad shape, Lyallpur to Sumandry, Lyallpur to Jaranwala they are odd

and in bad shape, whereas at least 45 lac of people more than the population of Baluchistan live in only one town and that is Lyallpur. I would request the Senior Minister to kindly note down and see to it that more can be done in Lyallpur beause Lyallpur is in a deplorable condition. The Provincial Government last year promised that they are going to put up a Medical College in Lyallpur I would like to remind the Senior Minister that not much has been done. In factory area rights of ownership have been given to the Kachi Abadi and not much has been done except that one Kachi Abadi. Some work has been started on that. I would like to bring to the notice of my friends when the Housing Minister is not here. . . . .

**Chaudhari Muhammad Yaqoob Awan :** Mr. Speaker, with your kind permission I would like to make a submission and want to correct my Hon'ble friend that the Medical College at Lyallpur has started working. Sir, he is saying that nothing has been done. Lot of accommodation has been given and provided for the college.

**Malik Muhammad Khalid :** Mr. Speaker, I am sure that the building is not enough and I knew that Medical College was in existence but I said little has been done and not much has been done.

**Mr. Speaker :** He says little has been done.

**Malik Muhammad Khalid :** Sir, I would like to bring to the notice of the Housing Minister that some people have got certain unauthorised construction in the best parts of the locality with the connivance of the Housing Staff.

Now I come down to my constituency Sir. My only textile mill, that is the Gojra Textile Mills, has been closed. Ever since we won the election and got the power that mill has been closed. I would like to bring it to the notice of the Government and request that they should do some thing to run the mill. There is upgradation of Intermediate College for Women and upgradation of Middle Schools in my area.

Last of all Sir, I would request through you, Sir. this august House that the most essential thing is accountability and the

Prime Mininster has often spoken about it. There should be accountability for every body no matter in whatever high office he my be. With these words I thank you.

**مسٹر سپیکر** ۔ خان نوازش علی خان ۔

**خان نوازش علی خان** (جھنگ ۔ 8) ۔ حضور والا ۔ گلاں تے بہت ساریاں کرن والیاں نیں وقت بہت تھوڑا بندا اے پھوں ٹلی کھڑک پیندی اے ۔ میرا خیال اے پئی میں بہتی دیر تائیں لوکاں نوں انتظار نہ کراساں ۔ مینوں تقریر کرن دی تے جاچ کوئی ناں پر گل بڑی سرہتی تے پکی ہوسی گزارش میری سرکار ایہہ پئی جھڑا گھیو دا مسئلہ بنیا کھلوتا اے نوں ایہہ بڑا اہم اے ۔ تے جے ایدھے تے غور نہ کیتا گیا تے ایہہ ودھدا جاسی گھیو دی ایس ویلے پوزیشن ایہہ وے پئی ملناں ای نہیں بند ہو گیا اے سگوں نایاب ہو گیا اے ایہدے حل کرن واسطے یعنی جد تک جیہڑی اصولی چیز اے ملک دے وچ اوس نوں واپس نہ لیایا گیا تے گھیو والا مسئلہ کدی کامیاب نہ ہوسی اگر گھیو والا مسئلہ اسی کامیاب کر لئیے تے دودھ دا مسئلہ وی کامیاب ہو جاندا اے گوشت دا مسئلہ وی کامیاب ہو جاندا اے ۔ لکڑی دا مسئلہ وی کامیاب ہو جاندا اے ۔ ایہہ اتنے اہم مسئلے ہن پئی شہر لاہور ورگے شہر وی ایس مصیبت وچ پھسے ہوئے نیں ۔ دو کنیاں وس جان تے پٹھان 13 روپے من لکڑیاں کر دیندے نیں ۔ (قہقہہ) ناں ایہہ ہسن دی گل نہیں میرے جٹ دی گل تے ذرا کو غور فرماؤ ناں میرے سردار تے تہانوں سمجھ آ جائے کہ کتنی مصیبت اے اینہاں شہراں تے اور ساڈے لوکاں تے وی ۔ ساہنوں اگر فارم بنان دی جگہہ دتی جائے تے ایدھے نال ای ایس گل دی ضمانت دتی جائے پئی ہن ایہہ زمیناں نہیں کھسن لگے ۔ ۔ ۔

**چوہدری لال خان** ۔ سائیں ملک دی گل وی کرو ۔

**خان نوازش علی خان** ۔ سرکار میں ملک دی خیر واسطے کھلوتا گل پیا کریناں میں بھوکا نہیں ۔ میں زمیندار بندا واں ۔ میں اصلی گھیو کھاناں ۔ میں گندہ ناں کھاناں ناں میں کدی گھیو بازاروں لیا اے ۔ میں مٹی کٹیاں والا بندا واں ۔ گزارش ایہہ میں تہاڈے شریاں واسطے پیا کریناں ۔ (قہقہے)
۔ ۔ ۔ ۔ تے جناب جد تک ایہہ فارم نہیں بنن گے ۔ ایہہ ملک کدی کامیاب نہیں

ہو سکدا نہ گھیو دا مسئلہ حل ہو سکدا اے ۔ اگر کوئی کر سکدا اے تے او اٹھ کے کہہ دیوے پئی میں غلط گل پیا کریناں ۔ فارم بنن تے مجھیں گائیں بھیڈاں اور مرغیاں رکھیے ۔ درخت لائیے تے تد جا کے اسی کامیاب ہو سکدے ہاں ۔ تے اگے جناب ملاں لوکاں کول من تے بھاء ہیٹھاں سی ۔ ہن اساں لیاں نیں تے مہنگا ہو گیا اے جے ہور سختی کیتی تے ہور مہنگا ہووے گا ایس لئی میری گزارش اے میرے سردار جیھڑی میں حضور دے اگے اگے ای گزارش پیا کریناں پئی ایہہ فارم بنائے جان ۔ فارم ہون تے لکڑی دا مسئلہ حل سکدا اے گوشت دا مسئلہ حل ہو سکدا اے ۔ کوکڑاں ہون گیاں بھیڈاں ہون گیاں ایسے طرح گھیو دا مسئلہ حل ہوئے گا دودھ دا مسئلہ حل ہوئے گا ۔ یعنی اگر فارم نہ بنن قبلہ تے ایہ چیزاں نہیں حل ہو سکدیاں ستر سال دا بندا ہاں ۔ زمیندارا تجربے دی بناء تے میں ٹھیک عرض پیا کریناں ۔ ایس تے سارے بندے غور کرو تے ایدھے تے چنگی طرح غور کرکے سوچو ۔ جناب ملاں وی لیسو تے گندا گھیو پیدا کر سو چنگا نہ کرسو ۔ (قہقہے)

ایس تو اگے جناب گزارش میری ایہہ وے پئی وزیر خزانہ صاحب نے جیھڑا بجٹ پیش کیتا اے میں اوہدے تے ایہناں نوں مبارک باد پیش کرناں پئی ایہناں ایس وار زمینداراں تے کوئی چٹی نہیں لائی ۔ تے زمینداراں دے ہن شاید دن چنگے آ گئے نیں ۔ ۔ ۔

**چوہدری لال خان** ۔ شاید ۔ ۔ ۔

**خان نوازش علی خان** ۔ شاید نہیں پک اے ۔ ملوم ہندا پئی ہن چنگے دن آ گئے نیں تے میں وزیر صاحب دا شکریہ ادا کریناں تے اوہناں معرکیاں دا وی شکریہ ادا کریناں جنہاں ساڈھے نال تعاون کیتا اے ۔ ساڈھے نال بڑا ظلم ہند اے میرے سرکار ۔ ساہنوں کھاد نہیں لبھدی ۔ مجھیں نہیں رکھن دیندے ۔ کائی رکھی وی تے چور لے جاندے نیں مڑ تھانیدار کول وخوان تے مڑ تھانیدار ایک جھوریٹ درج کرن دی لے لیندا اے ۔ مڑ نیر اگے وی بتھیرے خرچ نیں جھیڑے ایک مجھ لبھن لئی کرنے پیندے نیں ۔ میرا خیال اے میں بس کراں ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تہاڈے دس منٹ ہور نیں ۔

**سید فدا حسین** ۔ سائیں تہاڈا ٹائم بڑا وڈا اے ۔

**خان نوازش علی خان** ۔ جے میرا ٹائم بڑا وڈا اے تے مڑ تے فیر میں مرزائیاں والی گل وی کرساں میں تے بھیڑا بیا کھلوتاں کہ مڑ کدھرے ٹلی ناں وگ کھلووے ۔ تے میرے سردار جے اک مجھ چوری ہو جائے تو اوہنوں لبھن واسطے چار ہور دینیاں پینیاں نیں اور تھانیدار صاحب جیپ تو سوا ٹردے نہیں ۔ جیپ تو سوا اک قدم نہیں رکھدے ایس مسئلے تے حکومت نوں غور کرنا چاہی دا اے ۔ غریباں واسطے خاص طور تے غور کرنا چاہی دا اے ایس لئی پئی میری تے کوئی لکا لیے تے میں وی کسے وی لکا لیساں ۔ (قہقہے)
میں زمیندار بندا واں میں تے لکا لیساں میری کوئی لکائے ۔ لیکن غریب نال بڑا وادھا بندا اے میرے سرکار ۔ ایس توں بعد قبلہ مرزائیاں دا مسئلہ اے میری عقل ایہہ نہیں مندی کہ اگر حکومت تکڑی ہوے تو کامیاب ہوے تو اوہناں نوں اقلیت قرار دتا جائے ۔ بالکل نہیں دینا چاہی دا ۔ بھائیو لوگ میرے ایس بیان نال ناراض ہون یا میرے نال اتفاق کرن کیونکہ ایتھے اک فرقہ نہیں ۔ میں شیعہ ہاں کل لوں کہن کے شیعاں نوں وی اقلیت قرار دیو ۔ بریلویاں نوں وی دیو ۔ چکرالویاں نوں وی دیو ۔ تے ایس طرح تے صرف اسمبلی دا ہال ای رہ جائے گا باقی سارے باہر چلے جان گے ۔ اک اک کر کے ساریاں نوں کڈھ دیو تے باقی کیہہ رہ جائے گا ۔ ایس لئی حضور جتھوں تک میرا ایمان اے میں ایہہ عرض کرناں پئی اوہناں نوں سزا دیو جنہاں نے قانون نوں اپنے ہتھ وچ لین دی کوشش کیتی اے ۔ اوہناں نو اقلیت قرار نہیں دینا چاہی دا ۔ اقلیت سارے ای لوگ نیں ۔ قائد اعظم رح نے پاکستان بنایا تے ایس نوں کسے خاص فرقے لئی نہیں بنایا ایہہ سارے مسلماناں واسطے بنیا اے ۔

**شیخ محمد اقبال** ۔ مرزائی مسلمان نہیں ۔

**خان نوازش علی خان** ۔ جے او مسلمان نہیں تے او ساہنوں مسلمان نہیں کہندے ۔ ایہہ مولویاں دا جھگڑا اے ۔ ساہنوں ایہدی بحث وچ نہیں پینا چاہی دا ۔ ایہہ حکومت دا کم نہیں ۔ ایہہ سیاست دی چیز نہیں ۔ شیخ صاحب ۔ ایہہ مولویاں دا جھگڑا اے اوہ تے آپس وچ جھگڑا پئے کر دے نیں ۔ اک دوسرے نوں کہندا اے پئی توں مسلمان نئیں ۔ دوسرا تیسرے نوں پیا کہندا اے توں مسلمان نئیں تے تیسرا چوتھے نوں پیا کہندا اے ۔ اسلام جھیڑا اے 72

فرقیاں دا اکٹھا مذہب اے ۔ اوہناں نیں گناہ کیتا اے اوہناں نوں سزائیں دیو اونہاں نوں پھانسی دیو ۔ اونہاں نوں ملک بدر کرو ۔ قید کرو اور سخت تے سخت قید کرو ایس توں میں تئیں منع کردا لیکن ۔ ۔ ۔

**حافظ علی اسد اللہ ۔ (پوائنٹ آف آرڈر)** جناب سپیکر ۔ معزز ممبر کا اپنا نقطہ نظر ہے لیکن ان کی معلومات کے لیے میں عرض کرتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ مسلمانوں کے جتنے بھی فرقے ہیں جنہیں مسلمان کہا جاتا ہے ان میں سے کسی فرقے نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا کسی بھی فرقے کے پیشوا نے اس میں شیعہ بھی ہیں اہل سنت والجماعت بھی ہیں دیوبندی اور بریلوی ویسے ہی دو سکول ہیں دو مدرسے ہیں کوئی علیحدہ فرقہ نہیں ہے ۔ باقی یہ ہے کہ کسی فرقے نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ۔ یہ کہ حضور صلعم کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔ وہ کافر ہے ۔ اس لیے ہمارے مسلمانوں کا اتحاد ہے تمام فرقوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اگر اقلیت قرار دیا جائے تو ایسا کوئی رخنہ نہیں ہے تمام فرقوں کے درمیان ۔

**خان نوازش علی خان ۔** حضور والا ۔ میرا ایہہ مطلب نہیں کہ میں ایس بحث وچ جانواں لیکن میرا عقیدہ تے فبر ایہہ وے پئی اول توحید دوسرا عدل تیسری نبوت تے چوتھی امامت تے پنجویں قیامت ۔ جھڑا ایہناں وچوں اک گل نہیں مندا او مسلمان نہیں ۔ میں اوہنوں مسلمان نہیں سمجھدا آخر میں جٹ بندا واں میں جواب تے دتی رکھساں میداں کس طرح چھوڑ سکناں ۔ (قہقہے)

**مسٹر سپیکر ۔** تسی اپنی گل کرو ایہناں دی گل دا نوٹس نہ لئو ۔

**خان نوازش علی خان ۔** مڑ اوہناں وی بند کرو ناں میری سرکار تے میری سرکار میں ایس گل دے حق وچ نہیں پئی اونہاں نوں اقلیت قرار دیو ۔ ۔

**آوازیں ۔** مہنگائی ۔ ۔ ۔ ۔

**خان نوازش علی خان ۔** مہنگائی دی گل تے میں کیتی کھلوتا ناں ۔ پئی گھیو نئیں ملدا میرے سردار آٹے دی بڑی قلت ہو گئی ہے فارم بنا دیو زمینداراں نوں تاکہ ساڈے ایہہ مسئلے حل ہو سکن ۔ تے شہراں وچ تے فوج وچ اپنا راشن لوگ آپ پیدا کرسکن بس میں ختم کرناں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ آج صبح حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جس کے ذریعے انہوں نے پوچھا تھا کہ جو شراب پر ٹیکس لگایا گیا ہے وہ فنانس بل میں نہیں ہے تو اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب دے دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔ ہاں ۔ کیوں نہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے فینانس بل میں اس صورت میں کوئی چیز لانے کی ضرورت نہیں تھی وہ ہم ایگزیکٹیو آرڈر کے ذریعہ ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے کر سکتے تھے اور نوٹیفیکیشن جاری کر دیں گے ۔

مہر محمد ظفراللہ خان ۔ جناب سپیکر ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی ۔

مہر محمد ظفر اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اب جناب وزیر تعلیم صاحب تشریف فرما ہیں ۔ تو میں جو ایک پوائنٹ چھوڑ گیا تھا ۔ عرض کرنا چاہتا ہوں تو جناب یہ جو تین مہینے کی چھٹیاں ہوتی ہیں ان کے لیے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ جو لیکچرار صاحبان اور جو پروفیسرز صاحبان ہیں ۔ ان دنوں میں ان سے ڈیوٹی لی جائے کہ وہ دیہاتوں میں جا کر جہاں دیہاتیوں کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے سوائے مولوی کے وہاں کوئی بتانے والا نہیں ہے نہ کوئی پڑھانے والا ہے تو یہ صاحبان وہاں جا کر تقریریں کریں ۔ دیہاتیوں کو سمجھائیں ان کے بچوں کو زراعت کے متعلق بتائیں تو یہ ڈیوٹی بھی ان سے لی جا سکتی ہے اور وہ خواہ مخواہ اتنا وقت چھٹیوں پر بھی نہیں رہ سکتے ۔ جناب والا ۔ وہ مفت کی تنخواہ لیتے ہیں ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم صاحبہ آپ کچھ فرما رہی تھیں ۔

**بیگم آباد احمد خان** ۔ جناب سپیکر ۔ اسی طرح جب علی گڑھ کالج میں تین مہینے کی چھٹیاں ہوا کرتی تھیں تو اس وقت یہ کام طالب علموں کے سپرد کیا جاتا تھا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ تو پروفیسروں کی بات کر رہے ہیں ۔

**بیگم آباد احمد خان** ۔ میں تو اپنی آپ بیتی ۔ مجھے تو پتا نہیں ہے کہ پہلے کیا ہوا ۔ تو میں عرض کروں کہ انفلوئنزا کے زمانے میں جب میڈیکل کالج کو چھٹی ملی تھی تو ہر طالب علم سے کہا گیا تھا کہ ڈاکٹروں کو جا کر اپنی خدمات پیش کرو ۔ یہ بہت اچھی تجویز ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وزیر اعلیٰ ۔

**وزیر اعلیٰ** ۔ (مسٹر محمد حنیف رامے) :۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

وآیت لھم الارض المیتتہ ۔ احییناھا واخرجنا منھا
حبا فمنہ یاکلون وجعلنا فیھا جنت من نخیل واعناب
وفجرنا فیھا من العیون لیاکلوا من ثمرہ وما عملتہ ایدیھم
افلا یشکرون ۔

جناب والا ۔ یہ آیت جو میں نے ابھی تلاوت کی ہے سورۃ یاسین کی 33 ۔ 34 اور ۔ 35 کی آیات ہیں خداوند کریم نے فرمایا ہے ۔

ان کے لئے علامت ہے ۔ مردہ زمین جس سے ہم
نے حیات کو دی اور اس میں سے اناج اگایا جو وہ
کھاتے ہیں اس مردہ زمین میں ہم نے کھجور اور
انگور کے باغات پیدا کئے اور اس مردہ زمین پر
ہم نے پانی کے چشمے پیدا کر دیئے ہیں تاکہ لوگ
زمین کے پھل کھائیں یہ انسان کا کمال تو نہ تھا
اور اس پر انسان خدا کا شکر بجا نہیں لاتے ۔

جناب والا ۔ مردہ زمین کی اصطلاح قرآن حکیم میں باربار استعمال ہوئی ہے جہاں کہیں استعمال ہوئی ہے وہاں انسان کی روحانی اخلاق حیات نوکی

مثال کے طور پر استعمال ہوئی ہے کہ اگر وہ زمین جو مردہ ہو چکی ہے ۔ خداوند کریم اسے حیات تو دے سکتا ہے اس کے اندر سے پانی کے چشمے پھوٹ سکتے ہیں ۔ اس میں باغات اگ سکتے ہیں ۔ اس میں اناج اگ سکتا ہے ۔ جیسے انسان سیر ہوکر کھائیں اور پھر یہ بھی عجب نہیں کہ وہ معاشرہ اور وہ معیشت جو برباد ہو چکی ہے ۔ جن میں عدل ختم ہوگیا ہے ۔ انسان کی روح مر گئی جہاں انسان انسان کا دشمن بن بیٹھا وہ معاشرہ اور معیشتیں حیات نو پا جائیں اور انسان کی اقتصادی ۔ معاشرتی ۔ سیاسی ۔ اخلاقی اور روحانی زندگی بھی ایسی ہو کہ واقعی وہ انسان سے شرف کے مطابق ہو ۔

جناب والا ۔ آج جب ہم اپنے معاشرہ اور اپنی معیشت پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ اپنا معاشرہ اور اپنی معیشت کی جو زمین ہمیں ورثہ میں ملی وہ کیسی تھی ۔ جناب والا ۔ مجھے کہنے دیجئے کہ ہم نے بھی ایک مردہ زمین ورثہ میں پائی تھی۔ یہ ہماری زمین جب ہمیں ورثہ میں ملی تو اس وقت اس معاشرہ کو اس ملک اور اس قوم کو شکست ہو چکی تھی۔ ملک جنگ کے تاریک دھواں میں لپٹا ہوا تھا جناب والا ۔ جب اس مردہ زمین کو ہم نے ورثہ میں پایا تو ہم نے بھی اس پر غور کیا ۔ ہم نے دعا بھی کی اور ہم نے کوشش کا آغاز بھی کیا کہ خدا را ہمیں یہ ہمت نصیب ہو کہ ہم بھی اس مردہ زمین میں پانی کے چشمے بہا لائیں ۔ ہم بھی اس مردہ زمین میں ایسے باغات پیدا کرسکیں جو جنتوں کو شرمائیں ۔ اب جناب والا ۔ یہی اس کوشش کی کہانی ہے جو پہلے تین سال میں ہمارے گوشت اور ہماری ہڈیوں پر تاریخ نے لکھی ہے ۔ جناب والا ۔ جب انسان جدوجہد کر رہا ہوتا ہے اور جدجہد کے نتیجہ میں پھل اور ثمرات پیدا نہیں ہوتے تو اس کی کیفیت یہی ہوتی ہے جیسے ایک کسان زمین کی تاریکی میں اپنے قیمتی بیج کو ڈال کر اپنے گھر آ جاتا ہے ۔ اسے امید تو ہے لیکن یقین نہیں ہے کہ وہ بیج جو اس نے زمین کے سینے میں دفن کر دیا ۔ اس سے کیا اگتا ہے ۔ جناب والا ۔ ہم نے نیک نیتی کے ساتھ اس مردہ زمین میں اپنی محنت اپنا پسینہ اور اپنے پسینے کے موتی اس زمین میں بکھیرے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ وہ رب کریم ضرور ان بیجوں سے کسی نہ کسی دن پھل لائے گا ۔

جناب والا ۔ مجھے وہ دن یاد ہے جب ہم میں سے وہ لوگ جو تحریک پاکستان میں شامل تھے اور اکثر سنتے تھے کہ اب پاکستان کو قائم ہوئے پچیس سال گزر گئے ہیں ۔ وہ 14 اگست 1972ء کا بڑی بیچینی سے انتظار کر رہے تھے کہ اس دن ہم قیام وطن کی عظیم سالگرہ منائیں گے ۔ اس دن ایک عظیم جشن ہوگا آج آزادی ملے پچیس سال ہوگئے ہیں لیکن جب 14 ۔ اگست 1972ء کا دن آیا تو یہ اندازہ کرنا بہت مشکل تھا کہ یہ جشن کا دن ہے یا کوئی تقریب جنازہ ہے ۔ جناب والا ۔ جب قوم دو حصوں میں کٹ چکی تھی جب ملک کی تقسیم ہو چکی تھی ۔ جب پاکستان دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک نہ رہا جب پاکستان دنیا کی سب سے بڑی ریاست نہیں رہی تھی اس دن نے یہ تہیہ کیا کہ ہم نے آگے بڑھنا ہے اور اس تقریب جنازہ کو ہم نے چاک گریبان کی تقریب بنا لیا اور ہم نے اپنا محاسبہ شروع کیا ۔ ہم نے سوچا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے ! ہم نے کیوں شکست کھائی اور اگر ہم نہ سوچتے تو جناب والا ۔ ایک اور شکست بھی بڑی آسانی سے ہو سکتی تھی ۔ ہمارے لئے یہ ممکن بنائی جا سکتی تھی ۔ کیونکہ مجھے یاد ہے وہ دن جب ہم نے حکومت سنبھالی ۔ ہمارے ہمسائے ملک سے ایک آواز اٹھی کہ ہمیں جو کامیابی آج حاصل ہوئی ہے ۔ چند مہینے میں ہمیں اس سے بھی بڑی کامیابی حاصل ہوگی لیکن اس چاک گریبان کے نتیجے میں اس محاسبہ کے ثمرے کے طور پر ہم نے جو کوشیش کیں ان پر مختصر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ ہم نے سوچا کہ کیا کرنا چاہیے اور اندازہ ہوا کہ ہم سیاست میں ناکام ہوئے ہیں جناب والا ۔ اگر سیاست ناکام ہو جائے تو سب کچھ بگڑ جاتا ہے ۔ ہم نے یہ اندازہ کیا کہ پچھلے 25 سال میں قائداعظم کے بعد قومی سطح کی قیادت کا فقدان رہا ۔ کوئی لیڈر شائد ایسا ہو جس نے پوری قوم کے لئے سوچا ہو یا جس کی سوچ نے پوری قوم کو متاثر کیا ہو یا پوری قوم اس کے پیچھے چلی ہو ۔ جناب والا ۔ اس سے بڑھ کر اس امر کا احساس پچھلے 25 سال میں شائد ہی رہا ہو ۔ جناب والا ۔ ہمارے پاس سب کچھ تھا لیکن کوئی مقصد نہیں تھا ۔ ہم نے نظریہ کا نام تو بہت لیا مگر عمل کے میدان میں بالکل کورے ثابت ہوئے ۔ ہم نے پاکستان میں اسلام کے رشتہ کی بہت باتیں کیں ۔ لیکن نام کی حد تک ۔ اس نام کو روح کے طور پر جسم میں داخل نہ کر سکے اور ہم نے بھلا دیا کہ روح بھی اس وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب اس

کے لئے ایک قالب ہوا - اس کے لئے ایک جسم ہو - لیکن ہم یہ تو بھول ہی گئے - اسلام کو عمل میں لانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ایک قالب اور جسم چاہیے - جس میں اسلام کار فرما ہو چنانچہ اسلام تو باقی رہنا ہی تھا لیکن پاکستان اپنی اصل شکل میں نہ رہ سکا - ہم نے یہ سوچا کہ اگر ہم نے آگے بڑھنا ہے تو ایک طریقہ ہے - نظریہ کا خیال اور عمل کا خیال کریں - اس کے ساتھ ساتھ اس جسم اور قالب کا بھی خیال کریں جس کا نام پاکستان ہے جس کے قیام اور استحکام کی صورت میں اسلام اس روئے زمین پر عمل میں آسکتا ہے -

جناب والا - ہم نے ایک اور حقیقت کا بڑی احساس کیا وہ یہ کہ سیاست اخلاق فلسفہ اور معاشرت ان سب چیزوں کو لیجئے - بے شک ان کی بے حد ضرورت ہے لیکن ان سب کے نیچے جب تک عمل کے ستون نہیں ہوں گے - اس وقت تک یہ تمام دائرہ بے کار ہو گا - جب تک ان تمام نظریات - عقائد اور فلسفہ کے نیچے اقتصادی سطح پر عدم مساوات "عدم نہیں ہوگا - احسان کی فضا کار فرما نہیں ہوگی اس وقت تک یہ ساری باتیں باتیں ہی رہیں گی اور نیچے جڑیں کھوکھلی ہوتی جائیں گی - جناب والا - ہم نے اس پر بھی غور کیا کہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کیسے بنا - جناب والا - بہت غور کیا اس سے نتیجہ یہ اخذ کیا کہ جب خدا مسلمان کو یاد کرتا ہے تو ان کے بارے میں کہتا ہے -

یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ -

لیکن یہ تو ہم نے ان کے بارے میں سوچا کہ ہاں وہی مومن جو بلغیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں لیکن ایک چیز بھول گئے اس کے ساتھ خداوند کریم نے اس بات پر اصرار کیا تھا ومما رزقنھم ینفقون " اور وہ ایسے ہوتے ہیں جو اپنا مال خرچ کرتے ہیں -"

جناب والا - ہم نے دیکھا روپیہ ہماری زندگی کا حاصل بن گیا ہے ہم نام تو لیتے ہیں نظریات کا - بہت سی چیزیں جو بے حد اہم ہیں ان کا بھی نام لیتے ہیں بالغیب ایمان کا تذکرہ کرتے ہیں صلوۃ کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن ایک چیز جس سے ہم کنی کتراتے ہیں - وہ یہ ہے کہ جب دوسروں پر پلے

سے خرچ کرنے کی بات آتی ہے تو اس وقت ہم گریز کی راہ اختیار کر جاتے ہیں ۔ چنانچہ ہم نے یہ بھی سوچا کہ اگر مشرقی پاکستان کی کہانی ہم دہرانا نہیں چاہتے تو ہمیں نظریں دوڑا کر چاروں طرف ارد گرد پھیلے ہوئے ملک میں دیکھنا چاہیے کہ کہاں کہاں محرومی اور پسماندگی ہے ۔ کہاں کہاں غربت و افلاس نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں ۔ کون سے طبقات محروم چلے آتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے مطابق اس محاسبے کے مطابق ہم آگے بڑھیں ۔ اور اس کے مطابق ہم اپنی پالیسیاں بنائیں ۔ اور اپنے اعمال کے قالب تراشے ۔

جناب والا ۔ ہم نے یہ بھی غور کیا جس ترقی کا بہت نام لیا جاتا تھا اور جو بے حد ضروری ہے آخر ایک زمانہ سے کئی عشروں سے یہ کہا جاتا رہا ہے کہ پاکستان نے تمام ترقی پذیر ملکوں سے زیادہ ترقی کی اور پاکستان ترقی پذیر ملکوں کے لئے ایک نمونہ ہے ۔ ایوب خان کے دور میں بڑے شدو مد سے سنتے آئے کہ پاکستان جس شرح سے ترقی کر رہا ہے دنیا کا کوئی ملک ترقی نہیں کر رہا اور جناب والا ۔ جب ہم نے اپنا اپنا محاسبہ کیا تو معلوم ہوا کہ کچھ اس انداز سے ترقی ہوئی کہ امیر امیر تر ہوگئے اور غریب غریب تر ہوگئے ۔ بے شک قوم نے مجموعی طور پر کئی اعتبار سے ترقی کی لیکن جب اوسط نکالی گئی تو چند لوگ اوسط کے لحاظ سے کروڑ پتی اور ارب پتی بن گئے لیکن غریب لوگ پہلے سے زیادہ کنگال اور غریب ہوگئے ۔ چنانچہ اس محاسبہ کے نتیجہ میں علم ہوا ۔ ترقی ضروری ہے ۔ پیداوار بھی ضروری ہے لیکن ترقی ۔ ثمرات اور پیداوار کے نتائج اس وقت کسی معاشرے اور معیشت کو مردگی کی کیفیت سے نکال کر صحیح اورصالح زندگی کی طرف لے جاسکتی ہے اور اس وقت اس کے باغات جلوہ افروز ہو سکتے ہیں اس وقت اس کے چشمے بہہ سکتے ہیں ۔ جب ترقی اور پیداوار کے نتائج تقسیم کے اعتبار سے عادلانہ سطح پر ہوں ۔ جب تک ترقی اور پیداور صحیح منصفانہ تقسیم سے ہم کنار نہیں ہوتی ۔ اس وقت تک ترقی کسی طرح سے معاشرہ اور معیشت کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی (نعرہ ہائے تحسین) لیکن جناب والا ۔ کہا جا سکتا ہے ۔ یہ باتیں آپ اس وقت بھی کرسکتے تھے جس وقت انتخابی مہم چلائی تھی ۔ اس وقت بھی آپ نے یہ باتیں کی تھیں جناب والا ۔ میں پھر دہراتا ہوں ۔ جو سبق ہم نے اس لمحہ حاصل کیا وہ پہلے نہیں تھا ۔ وہ سبق یہ تھا بے شک

اقتصادی پہلو بے حد اہم ہے لیکن اقتصادیت اقتصادی زندگی معیشت کچھ بھی ہو جب سیاست بگڑتی ہے جب سیاست ناکام ہوتی ہے تو اس وقت جناب والا۔ سب کچھ بگڑ جاتا ہے۔

جناب والا۔ اس لئے ہم نے یہ سوچا کہ جب تک پاکستان سیاسی طور پر مستحکم نہیں ہوتا ہے اور پاکستان کے سیاسی مسائل حل نہیں ہوتے ہیں۔ اس وقت تک پاکستان کی معیشت بھی صحیح خطوط پر استوار نہیں ہو سکتی۔ جناب والا۔ یہ تھا وہ سبق جو کہ ہم نے اس کیفیت میں سے اپنے لئے حاصل کیا اور اس کے نتیجہ میں جناب والا۔ ہمارے لئے یہ لازم تھا کہ ہم پہلی توجہ سیاست کو صحیح خطوط پر لانے کے لئے کریں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ ہمارے رقبے چھن چکے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے قیدی دشمن کے قبضہ میں ہیں۔ اور ان پر مقدمات چلانے کا منصوبہ ہے۔ جناب والا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ شاید یہ کہا جائے کہ ہاں ٹھیک ہے۔ آپ نے یہ کام کئے۔ لیکن کیا کیا لیکن میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی شخص اور قوم کو وطن عزیز سے محبت ہے۔ تو وہ جس طرح اپنے ایک ایک انچ رقبہ کے لئے اپنا ایک ایک بچہ کٹانے کے لئے تیار ہے۔ وطن عزیز اور اپنے مادر وطن کے لئے اپنے جسم کے ٹکڑے جن پر کہ دشمن نے قبضہ کر لیا ہے۔ جب وہ اسے واپس ملتے ہیں۔ تو وہ خداوند کریم کا شکر ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس قوم کو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی ہے کہ ساڑھے چھ ہزار مربع میل کے رقبہ کو جو کہ دشمن نے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ اس مغربی پاکستان کی سرحد پر وہ واپس لے لئے گئے۔ لیکن اس قوم نے حکومت کا شکریہ تو کیا ادا کرنا تھا۔ خدا کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ اس کے بعد رقبوں کے سلسلہ میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ صدر ناصر نے 100 میل لمبا ٹکڑا جسے نہر سوئیز کہتے ہیں۔ سامراجی قوتوں سے آزاد کرا لیا تھا اور اس کے بعد صدر ناصر نے 1967ء میں ہزاروں میل کا رقبہ دشمن کے قبضہ میں جانے کی کیفیت پیدا کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ان کے دور میں ایسا ہوا وہ رقبے آج تک نہیں ملے ہیں۔ اس کے لئے دوبارہ جنگ بھی ہو چکی ہے۔ لاکھوں بچے پھر شہید ہو چکے ہیں۔ اربوں کا اسلحہ دوبارہ ختم ہو چکا ہے اور جب صدر ناصر کو شکست ہوئی۔ تو انہوں نے اپنی قوم کو استعفے پیش کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم ایک غیور قوم ہیں۔ صدر ناصر کو قوم نے

اس 100 میل کے ٹکڑے پر جس کی لمبائی ہے - چوڑائی نہیں ہے - اس کے حصول پر قوم نے صدر ناصر کو یہ خراج تحسین پیش کیا ہے کہ صدر ناصر کے فوت ہو جانے پر پوری قوم دھاڑیں مارمار کر روئی - جیسے ہر شخص کا اپنا باپ مر جاتا ہے - اور اس کو مسجد میں دفن کیا گیا - یہ ایک غیرت مند اور شکر گزار قوم کا رویہ ہے - لیکن یہاں پر ہزاروں مربع میل کا رقبہ لمبا چوڑا دونوں طرف سے حاصل کر کے وطن عزیز میں دوبارہ شامل کر لیا گیا ہے - لیکن ہم نے اس پر بھی خراج تحسین پیش کرنا ضروری نہ سمجھا - صرف اس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وطن عزیز سے محبت میں کمی واقع ہو گئی ہے - بہر حال ایک لاکھ سپوت جو کہ جنگ کے نتیجہ میں اور شکست کے نتیجہ میں دشمن کے قبضہ میں چلے گئے تھے - وہ واپس آئے اور ان پر مقدمات غیر مشروط طور پر ختم کر دئے گئے - اس کے لئے پاکستان نے کیا دیا - جو بازی سیاست کی میز پر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کھیلی - وہ کس حالت میں کھیلی -1965ء میں میدان جنگ میں جیتی ہوئی بازی صدر ایوب نے سیاست کی میز پر ہار دی میدان تاشقند میں ہار دی - آج میدان جنگ میں کھوئی ہوئی بازی جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ورثہ میں دی گئی اور اسے کہا گیا کہ تم اسے سیاست کی میز پر شملہ کی میز پر جیت کر دکھاؤ - انہوں نے جیت کر دکھائی -

یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا دیا - پیپلز پارٹی نے پاکستان واپس دلایا - اس کے رقبے واپس دلائے - اس کے قیدی واپس دلائے - اس کے مقدمات جو چل رہے تھے - جس میں پاکستان کی اتنی بدنامی تھی - ایک ایک بات سامنے آتی تھی - ایک ایک جنگی قیدی سے پوچھا جاتا تھا کہ تم نے کیوں ہتھیار ڈالے اور ان کی بے عزتی کرنی تھی - اس سے پاکستان پیپلز پارٹی نے بچایا - صرف اتنا نہیں - پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ بھی اندازہ کیا کہ پاکستان آخر ایک خطے کا حصہ ہے - پاکستان کیا ہے ؟ کس جگہ واقع ہے - اس کا کیا کردار ہے اس کی کیا شکل ہے - ہم کن کن کے ساتھ ہیں اور جب ہم نے نظر کی تو پھر پتہ چلا کہ 1965ء کا کوئی شخص 1970 میں ہمارے ساتھ نہ تھا - صرف گنتی کے گنے چنے لوگ چند لوگ ضرور تھے اور ہم ان کے شکر گزار ہیں - لیکن جو کیفیت 1965ء میں تھی - جب ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ تھے - وہ اس دور میں نہ تھی - جب یحیٰ خان سب کچھ تھے اور پورا ملک

ذوالفقار علی بھٹو جب میدان میں آئے اور ساری دنیا میں بجلی کی طرح کوند گئے ۔ اس نے چند ہی روز میں جگہ جگہ دورے کر کے پھر پاکستان کو دنیا کے نقشے پر روشنا کیا ۔ دنیا کے بیشتر ملکوں کے ساتھ پاکستان کے روابط کو ازسر نو استوار کیا ۔ تمام بڑی طاقتوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات قائم کئے ۔ وہ پاکستان جسے نہ امریکہ گھاس ڈالتا تھا۔ نہ روس پوچھتا تھا اور نہ چین کو اتنی ضرورت تھی ۔ اس پاکستان کو تمام بڑی طاقتوں کے ساتھ دوبارہ اپنے مقام پر اس طرح کھڑا کیا کہ نہ روس ہمارا پہلا دشمن رہا اور نہ امریکہ ۔ چین جو کہ ہمارا دوست رہا ہے ۔ اس کی دوستی میں کوئی کمی نہ آئی بلکہ اس میں اور اضافہ ہوا ۔

اس کے ساتھ جب ہم نے اندازہ کیا کہ پاکستان دنیا میں کونسی حیثیت اور کونسا مقام رکھتا ہے ۔ تو ہم نے دیکھا کہ ہمارا مقام اسلامی دنیا میں ہے ہم اسلامی دنیا اور عالم الثالث کے حصے ہیں ۔ اس کے نتیجہ میں پاکستان کو وہ عظیم عزت نصیب ہوئی جس کا خواب میرے آباؤ اجداد نے آپ کے آباؤ اجداد نے ایک ہزار سال تک دیکھا تھا کہ کاش عالم اسلام میں وہ اتحاد جو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اور خلفائے راشدین کے دور میں تھا ۔ ہماری عظیم سلطنتوں کے دور میں تھا ۔ یہ شرف آپ کے اس معزز ایوان کو ہوا کہ یہاں پر ساری دنیائے اسلام کے سربراہ جمع ہوئے۔ انہوں نے سر جوڑ کر بیٹھنا قبول کیا اور آپ کے شہر لاہور میں ۔ اس عظیم مسجد شاہی مسجد میں سب اللہ تعالی کے حضور میں سر بسجود ہوئے اور سب نے یہ چاہا اور سب نے یہ دعا کی کہ اے رب پاک ۔ عالم اسلام میں اتحاد قائم کر دے اور پاکستان عالم اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ بن جائے ۔ جناب والا ۔ یہ معمولی بات نہیں ہے ۔ ایک شہر میں جہاں کوئی بڑا بادشاہ آجاتا ہے۔ تو اس بات کو بہت بڑی بات سمجھا جاتا ہے ۔ آپ کے اس شہر لاہور میں 40 اسلامی ملکوں کے سربراہ ایک دن اور ایک رات نہیں پورا ہفتہ یہاں رہے ۔ اور آپ نے ان کا استقبال کیا ۔ ان کی پاکستان کو یہ مہمان نوازی شرف کی ۔ حاصل ہوا کہ وہ خواب جو کہ مسلمانوں صدیوں سے دیکھ رہے تھے ۔ ان کو پورا کیا گیا ۔

جناب والا ۔ ہم آخر کیا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہم نے آخر کیوں کیا ۔ اس لئے کیا کہ ہم اپنی تلاش میں نکلے تھے ۔ ہمیں 25 سال میں یہ بھول

گیا تھا کہ ہم کسی گردوں کے ٹوٹے ہوئے تارے ہیں ۔ ہمیں بھول گیا تھا کہ ہم کسی آسمان سے اترے ہیں ۔ اور کیا کرنے آئے ہیں ۔ آخر پاکستان کیوں بنا ؟ ہم کون ہیں ؟ ہمارا اس عہد حاضر میں کیا حصہ ہے ؟ کیا کردار ہے ؟ انسانیت اور تاریخ ہم سے کیا چاہتی ہے اور اس آسمان کی آنکھ جو کہ ہم پر لگی ہوئی ہے ۔ وہ ہمیں مزید کتنی مہلت دے سکتی ہے کہ ہم اپنے کردار کو نہ پہچانیں ۔ اگر ہم نہیں پہچانیں گے تو وقت کا سیلاب ہمیں بہا کر لے جائے گا ۔ جناب والا یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ ہم اپنی تلاش میں تھے ۔ ہم نے اپنی تلاش کی ۔ ہمیں یاد آیا کہ جب پاکستان بنا تھا ۔ ہم نے ایک بات کہی تھی ۔ ہم نے کہا تھا ۔ کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگا ۔ پاکستان ایک ایسا ماڈل ہوگا ۔ جو آج کے دور میں تقاضوں کے مطابق ۔ اسلام کی اصل روح کو تازہ و تابندہ کرے گا ۔ اور اس پر عمل کر کے دیا کھائے گا ۔ تاکہ ساری دنیا جو کہ اس وقت آپس میں جنگوں میں الجھ رہی ہے ۔ جس کا نظام زر ناکام ہو چکا ہے ۔ اس میں انسان کے پاس کوئی مقصد نہیں رہا ہے ۔ ان معاشروں میں جن میں رزق وافر ہو جاتا ہے ۔ ان معاشروں میں خود کشی کی شرح بڑھ جاتی ہے ۔ کیوں کہ انسان کے پاس مقصد نہیں ہے ۔ پاکستان ایک ایسا ملک بنے گا ۔ جو کہ دنیائے عالم کو ایک مقصد سے ہم کنار کرے گا اور بعد میں نمونے کے طور پر ان کے سامنے آئیگا ۔

جناب والا ۔ پاکستان اس لئے بنا تھا کہ جو کچھ ایک تعمیری معاشرہ انسان کو دے سکتا ہے وہ بھی اسے دے اور جو کچھ ایک سوشلسٹ معاشرہ اسے دے سکتا ہے وہ بھی اسے دے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پاکستان اس لئے بنا کہ انسان کو صرف روٹی اور بولنے کی آزادی ہی نہ ملے بلکہ انسان اخلاق سے بھی بہرہ ور ہو ۔ انسان روحانی زندگی گزار سکے ۔ یہ صرف ایک ہی صورت میں ممکن تھا کہ جو کچھ بھی ہم چاہتے ہیں اگر وہ اقتصادی عدم ہے ۔ سوشلزم ہے اگر انسانی زندگی میں مشورہ اصول ہے ۔ جمہوریت ہے ۔ وہ دونوں اسلام کے زرین اصولوں کے تحت ہوں ۔ قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق ہوں ۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق ہوں اس لئے جناب والا ۔ پاکستان بنا تھا ۔ انسان کو جو نہ جمہوریت سے ملا ہے نہ سوشلزم سے ملا ہے وہ سب کچھ انسان کو ملے گا اور اتنا ملے گا اور جو

کچھ بھی جمہوریت زیادہ سے زیادہ دعوے کر سکتی ہے وہ بھی ملے۔ جو سوشلزم زیادہ سے زیادہ دعوے کر سکتی وہ بھی ملے اور کچھ اس سے زائد بھی ملے ۔ لیکن جناب والا ہوا کیا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

اس کے نتیجہ میں کیا ہوا ۔ اس کے نتیجہ میں یہ ہوا کہ جمہوریت ناکام ہوگئی اور مارشل لاء آ گیا۔ ہم ادھر مارشل لاء کے سائے میں بیٹھے تھے اور ادھر جناب والا ۔ ہمارے جیسے بہت سے ملک جو اسلامی بھی تھے ان میں کچھ تبدیلی آرہی تھی اور بہت سی جگہوں پر مارشل لاء لگے۔ لیکن بہت سی جگہوں پر مارشل لاء کا نام لیا۔ وہ اسلام ایک نئے ڈھنگ سے لگے اور اسی رد عمل کے طور پر جب ہم نے اسلام جو بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایک صف میں کھڑا کرنے کے لئے برپا ہوا تھا اسی لئے ابوجہل اور ابوسفیان کو قبول نہیں تھا۔ جناب والا ۔ اس سلام نے جب انسان کے معاشی مسائل حل نہ کئے تو انہیں سر زمین میں جہاں مسلمان اول اول آباد ہوئے تھے سرخ آندھی آئی اور وہ سارے ملک آہستہ آہستہ اس کی لپیٹ میں آتے چلے گئے ۔ مصر ۔ یمن ۔ عراق ۔ شام ۔ لیبیا ۔ الجزائر ان سب نے آہستہ آہستہ اچانک کبھی انقلابیوں کی صورت میں کبھی دوسری تبدیلیوں کی صورت میں سوشلزم کا چرچہ کیا ۔ پھر اس کی شکل الا اشتراکیۃ الاسلام کے نام سے ابھری اور پاکستان جو اسی علاقے کا حصہ ہے وہ بھی اس سے بچ نہیں سکتا تھا ۔ وہ ہوائیں جو وہاں سے اٹھی تھیں وہ ہمارے آفاق کو بھی چھونے والی تھیں ۔ چنانچہ جناب والا ۔ اسی لئے ہمارے یہاں بھی سوشلزم کا چرچہ کیا اور پھر وہ آپ کی طرف چلی جو آپ سب کو معلوم ہے ۔ لیکن چونکہ اس معزز ایوان میں اسلام کا ذکر آیا ہے ۔ اسلام جس کو ہم نے خانقاہیت کا روپ دے دیا ۔ وہ اسلام نہیں جو دراصل ایک انقلاب تھا ۔ معیشت میں ہی نہیں معاشرت میں بھی ہم نے اس اسلام کا نام لیا اور زیادہ تر جو لوگ اسلام کا نام لیتے رہے وہ وہی تھے جو خانقاہیت کے روپ میں اسلام کو دیکھنا چاہتے تھے ۔ لیکن میں اپنی طرف سے نہیں علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کے الفاظ میں آپ دوستوں کی تھوڑی سی توضیح کرنا چاہتا ہوں ۔ میں آپ سے گزارش کرونگا کہ آپ توجہ دیں ۔ اقبال کی ایک

مشہور نظم ہے جس میں ابلیس اپنے مشیروں سے ہم کلام ہے اور پوچھتا ہے کہ تم لوگ دنیا میں پھر رہے ہو۔ بتاؤ آج کی کیا کیفیت ہے۔ ہم کسقدر کامیاب ہیں اور اس کے مشیر اس کو بتاتے ہیں کہ دنیا میں ایک بہت بڑا فتنہ برپا ہو چکا ہے۔ وہ فتنہ ہے اشتراکیت کا۔ وہ فتنہ ہے سوشلزم کا وہ فتنہ ہے کیمونزم کا اور اس سے یہ ہوگا کہ دنیا ایک انقلاب سے گزرے گی۔ اس میں بہت رد عمل ہوگا اور کایا پلٹ جائے گی اور اس میں غریب امیر کا فرق ختم ہو جائے گا۔ پھر تم کیا کرو گے۔ تم تو یہ فرق رکھنا چاہتے تھے تم تو طبقات کو چاہتے تھے۔ پھر کیا ہوگا۔ لیکن ابلیس کہتا ہے نہیں۔ تم نہیں جانتے کہ یہ لوگ جو سوشلزم کی بات کر رہے ہیں یہ لوگ جو کیمونزم کی بات کر رہے ہیں۔ ان کو کچھ پتہ نہیں۔ تمہیں پتہ نہیں ہے کہ فتنہ فردا کیا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ فتنہ فردا سوشلزم ہےاشتراکیت ہے۔ نہیں نہیں۔ یہ اشتراکیت کا نام لینے والے لوگ جو ہیں یہ آشفتہ سر ہیں ان کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ ان کو آگے پیچھے کی خبر نہیں ہے۔ وہ فتنہ جس سے مجھے خوف ہے وہ تو وہیاسلام ہے جو در اصل ایک سچا انقلاب ہے۔ خدا کے لئے کوشش کرو (ویسے ابلیس بھی خدا کومانتا ہے) کہ کہیں یہ انقلابی اسلام نہ پھیل جائے۔ چنانچہ ابلیس کہتا ہے۔

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشان روزگار آشفتہ۔ مغز آشفتہ ہو۔

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے۔
جس کی خاکستر میں ہے۔ اب تک شرار آرزو۔

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ۔
کرتے ہیں اشک سحر گاہی سے جو ظالم وضو۔

جانتا ہے جس پہ روشن باطن ایام ہے۔
مزد کیت فتنہ فردا نہیں اسلام ہے۔

اور وہ کہتا ہے کہ تم اس سے نہ ڈرو یہ تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتی یہ تو مسلمان کرسکتے ہیں جو اسلام کو ایک انقلابیپیغام سمجھتے ہیں ان سے ڈرو۔

جانتا ہوں میں یہ امت حامل قرآن نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندہ مومن کا دین

جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے ید بضیا ہے پیران حرم کی آستین

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں

الحذرآئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن مرد آزما مرد آفرین

موت کا پیغام ہر نوع غلامی کے لیے
نے کوئی فغفورو خاقاں نے فقیر رہ نشین

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امین

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمین

جناب ۔ آخر میں اس نے کہا ۔
ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دین کی احتساب کائنات

مت رکھو ذکر و فکر صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے

جناب والا ۔ ایک طرف کوشش ہو رہی تھی کہ مزاج خانقاہیت میں اس امت کو پختہ تر کر دیا جائے اور دوسری طرف کچھ لوگ سروں پر کفن باندھ کر یہ پیغام لے کر میدان میں اترے تھے کہ اسلام اگر واقعی خدا کا دین ہے اور ہمیشہ سے یہ اسلام ہی خدا کا دین رہا ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک یہ دنیا اہل اسلام کی دنیا تھی ۔ تو پھر دنیا آج بھی انسان کے لیے دنیا ہے ۔ ان کے مسائل کا مکمل حل رکھتی ہے ۔ لیکن اسی صورت میں صرف اور صرف اسی صورت میں کہ اس کی سچی روح کارفرما ہو اوپر اس کے اور ملوکیت اور سلاطینیت نے جو گرد ڈال دی

ہے ۔ اس سب کو اس سے جدا کر کے اور اس سے جو صدیوں سے خانقاہیت اور پادشاہیت اور یزیدیت نے تمام چیزوں میں اسلام کی تاریخ میں جو کردار ادا کیا اس کی چھاپ سے ہٹا کر اسلام کو پھر پاکیزہ صورت میں سامنے لایا جائے۔ اس کی عدل اور احسان کی تعلیم کو عام کیا جائے ۔ جناب والا ۔ پیپلز پارٹی نے یہی کوشش کی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بے شک آپ یہ ہماری شکلیں دیکھ کر یہ کہیں لیکن یہ ایسا ہی ہوتا ہے ۔ اسلام کی خدمت بسا اوقات اسی طرح کے لوگوں نے کی ہے ۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ اقبال کی شکل بھی ہماری جیسی تھی لیکن اپنی صدی میں اس سارے دور میں اقبال سے بڑا خدا نے مومن شائد پیدا نہ کیا ہو ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اسی پالیسی پر چلتے ہوئے ہم نے ایک دستور بنایا ہے جو اسلامی بھی ہے اور عوامی بھی ۔ وہ دستور جمہوری بھی ہے ۔ جناب والا ۔ ہم نے تہیہ کیا ہے کہ اب اس دستور کے مطابق ہم اپنی پالیسیوں کو آگے بڑھائیں گے اور اس کے مطابق جہاں ہم نے عہد کیا ہے کہ ہم اپنی سیاست کو جمہوریت پر استوار کریں گے وہاں ہم نے یہ بھی عہد کیا ہے کہ ہم اپنی معیشت کو سوشلزم پر استوار کریں گے ۔ ہم ان دونوں عہدوں پر پوری طرح سے پابند ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بنیادی پالیسی کا معاملہ ہے ۔ بنیادی پالیسیاں جب تک واضح نہ ہوں اس وقت تک عمل بھی صحیح نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے قرآن پاک میں جب بھی ایمان کا ذکر آیا اس کے ساتھ عمل کا ذکر بھی لازمی طور پر آیا ہے ۔ جہاں اہل ایمان کو پکارا گیا وہاں اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ۔ " وعملو الصحات "

اور وہ جو صحیح عمل کریں گے ۔ ہم صحیح عمل چاہتے ہیں تو اس کے لیے لازمی بات ہے کہ ہماری پالیسی درست ہو ۔ ہمارا ایمان بھی یہی ہے ۔ ہمارے عقائد اور نظریات بھی یہی ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بات ہو سکتی ہے کہ وعظ قسم کی چیز معلوم ہو ۔ اس لیے میں آج کے دور کے عملی انسان کی مثال آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور اس عظیم ہیرو کا نام ماوزے تنگ نے ماوزے تنگ نے کہا تھا اور یہ آپ نے ایک انقلاب کی تکمیل سے تھوڑے عرصہ پہلے کہا تھا کہ

"کسی انقلابی پارٹی کے تمام عملی اقدامات کا لفظ آغاز اس کی پالیسی ہوتی ہے اور یہ پالیسی پارٹی کے عمل کے نتائج میں اظہار پاتی ہے۔ وہ انقلابی پارٹی جب بھی کوئی عمل کرتی ہے وہ اپنی پالیسیوں پر عمل کر رہی ہوتی ہے اگر وہ صحیح پالیسیوں پر عمل نہیں کرتی تو ضرور ایک غلط پالیسی پر عمل پیرا ہے اور اگر وہ ایک متعین پالیسی پر شعوری پالیسی پر عمل نہیں کر رہی تو ضرور اس پر جاہلانہ طور پر عمل پیرا ہے"

اس نے کہا تھا کہ اگر ہم نے اپنی پالیسی پر عمل کرنے میں کوتاہی کی تو ہم فتح حاصل نہیں کر پائیں گے۔ زیادہ واضح الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے جنگ پارٹی کا استحکام ہے۔ اگر ہم نے اصولی غلطیوں کا تدارک نہ کیا تو ہم ناکام رہیں گے۔ جناب والا۔ پالیسی کے سلسلے میں جب کوئی جماعت کیا کوئی جمعیت کوئی ملک اور قوم واضح ہو جاتی ہے تو پھر اس کے بعد اس کا راستہ متعین کرنا سب سے آسان ہوا کرتا ہے اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم عمل میں ترجیحات کا ایک نظام قائم کریں۔ عوام عملی پالیسی کے مطابق آگے چلیں یہ ایک مقصد ہے لیکن مقصد کو حاصل کرنے کے لیے راستہ بھی بنانا پڑے گا۔ راستے چنیں گے کہ پہلی منزل کیا ہو گی۔ دوسری منزل اور تیسری منزل کیا ہو گی۔ ہمیں تعین کرنا پڑے گا کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ ہماری حالت کیا ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں اور ہونا کیا چاہئے۔ ان دونوں کے درمیان کیسے توازن پیدا کیا جا سکتا ہے جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ واضح ہے لیکن جو کچھ ہم ہیں وہ بھی واضح ہے اب ہم مقصد کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیں سوچنا ہوگا اور راستے کو بنانے کے لیے طریقہ کار اختیار کرنا ہو گا۔ جناب والا۔ یہ تو واضح طور پر معلوم تھا کہ ہم کیا چاہتے ہیں مگر میں اس کی وضاحت اپنے الفاظ میں کرنے کی بجائے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں یہ اس کا ایک خواب اور مقصد ہے۔ جو انہوں نے کہیں بیان کیا۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ دن دور نہیں کہ ہمارے سب دیہات میں کھیت اور باغ اناج اور پھلوں سے لد جائیں گے اس کے لہلہاتے کھیت میوے سے لدے ہوئے باغ دیہاتوں کے چوباروں پر مسرور بچوں کی تانوں سے گونج اٹھیں گے۔ ان بچوں پر صحت مند سرخی ہو گی۔ ان کے بازوں میں کتابیں ہوں گی تو میرا سر فخر کے ساتھ بلند ہوگا۔ ہمارے عظیم شہروں کی عظیم گلیوں میں ہمیں چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے بچوں کے المناک مناظر دکھائی نہیں دیں گے۔ ایسے بچے جن کی آنکھیں دھنسی ہوئی اور گال پچکے ہوئے ہوں جو اپنے پیٹ کی دوزخ کو بھرنے اور تن ڈھانپنے کے لیے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں اس طرح وہ اپنے والدین اور معاشرے کو ذلت کی پستی میں لیے جا رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا جب ہمیں یہ منظر نہیں دیکھنے پڑیں گے۔

انہوں نے کہا کہ ایسے معاشرے کی تعمیر کریں گے جس میں لالچ اور خود غرضی کی بوسیدہ قدروں کو ختم اور پورے معاشرے کی بہبود و فلاح کا تصور پروان چڑھے گا ہم اپنی نئی تہذیب کی عمارات تعمیر کریں گے۔ تعلیمی اداروں کارخانوں بند اور پشتوں اور ایکٹروں اور ٹی وی کے مراکز پر مشتمل ہی ہمارے بیسویں صدی کے تاج محل ہوں گے یہ خواب کہاں تک پورا ہو سکتا ہے اس سوال کے لیے ہمیں آسمانوں سے زمین پر واپس آنا پڑے گا اور میرا خیال یہ ہے میں اس مثال کے جواب کے ساتھ ان اعتراضات کا جواب بھی دوں جو بجٹ کی بحث کے دوران اس ایوان میں اٹھائے گئے اعتراضات اپنوں نے بھی اٹھائے اور بیگانوں نے بھی۔ میں نے پچھلے سال شاید اس سے پچھلے سال اس موقع پر کہا تھا۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

لیکن اس مرتبہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں ۔

مجھے سزا کے لیے بھی نہیں قبول وہ آگ
جس کا شعلہ نہ ہو تند و سرکش و بے داغ

اس لیے اب میری ذمہ داریاں پہلے سے جدا گانہ ہیں ۔ اب میں ایک اور طرح سے اپنا سینہ آپ کے سامنے کھولتا ہوں ۔ اب میں سوچتا ہوں مجھے پہلے سے زیادہ فراخ دل ہونا چاہئے ۔ اس لیے جب مجھ سے کوئی شکائیت کی جاتی ہے تو میں اپنا سر اپنے گریبان میں ڈالتا ہوں گلہ نہیں کرتا اور پہلا سوال اپنے آپ سے کرتا ہوں کہ سوچو کہیں سچ تو نہیں ۔ اگر سچ ہو تو میں شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اسی جذبہ کے تحت میں نے یہاں دوستوں کے اعتراضات کو سنا ۔

ان اعتراضات کے سلسلے میں گفتگو کرنے سے قبل میرا خیال یہ ہے کہ چھوٹا سا مسئلہ بیان کر دوں ۔ آج ہمارے معاشرے میں انسان کی زندگی کچھ ایسی بن گئی ہے کہ جہاں بظاہر نئی نئی ترقیات ہو رہی ہیں وہاں ساتھ ہی انسان کی سچی اور اصلی جذباتی اور معاشرتی زندگی میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔ جناب والا ۔ انسان بہت سی سہولتوں کے باوجود پہلے جتنا آسودہ ۔ مطمئن اور خوش نہیں ہے ۔ ساری دنیا میں کہیں بھی دیکھیں ۔ بہت چند لوگ ہیں پہلے کی طرح آسودہ اور خوش نظر آتے ہیں آخر کیا وجہ ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس مسئلے کو کئی اعتبار سے دیکھا جا سکتا ہے شاید انسان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے ۔ شاید ضرورت اس امر کی ہو اور دنیا کے وسائل کم ہو گئے ہوں اور انسان کھانے والے زیادہ ہو گئے ہیں بہت سے لوگ یہ علاج سوچتے ہیں کہ انسانوں کی تعداد میں کمی کر دینا چاہئے ہو سکتا ہے یہ بھی اپنی جگہ ایک حل ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں انسان کی زندگی کی اس طرح اصلاح انتہائی ضروری ہو گئی ہے کہ انسان پہلے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بھر پور زندگی گزار سکتا ہے لیکن میں ایک خاص نقطہ سے اس مسئلے کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ ہمارا عام انسان کتنے سال جیتا ہے چنانچہ پاکستان میں 27/23 سال ۔ 27 سال تک کا انسان عموماً اپنے معاشرے سے کچھ لیتا ہے ۔ ابھی وہ سے دینے کے قابل مشکل سے ہوا چاہتا ہے ہمارے شہروں میں 21/20 سال تک کا لڑکا پڑھتا رہتا ہے ۔ اس کے بعد دو چار سال تک جوتیاں چٹخنا پڑتی ہیں ۔ اس کے بعد پھر ایسے معمولی سی

نوکری ملتی ہے جس میں اس کا آنے جانے کا خرچہ پورا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی جاتی ہے باقی اس کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے بوجھ سے نکال کر کسی دوسرے کے لیے کچھ کر سکے۔ اگر پاکستان کے عام شہری کی زندگی 27 سال ہے تو یقیناً وہ اپنے معاشرے سے کچھ لیتا ہے دیتا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری زندگی دن بدن پہلے سے غریب تر اور مفلس ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر ایک انسان پوری زندگی گزارتے ہوئے 65 - 70 سال کی عمر تک پہنچے تو ہو سکتا ہے جہاں اس نے اتنی دیر تک اپنے ماں باپ اور معاشرے سے اتنا کچھ لیا اس کے بعد وہ اسے کچھ لوٹا بھی سکے۔ صرف اتنا نہیں۔ یہ وہ عمر ہے کہ جب انسان جذبات سے ہٹتا ہے۔ جب عقل و دانش اور حکمت اس کے آفاق پر طلوع نہیں ہوئے ہوتے۔ جب اسے کسی چیز کی کچھ قدر معلوم نہیں ہوتی۔ اس لیے جب اس عمر کے انسان یہاں رہیں گے۔ جب تک اوسط عمر یہی ہو گی تو ہمارا معاشرہ اور ہماری قوم اسی طرح جذباتی سطح پر رہے گی اور اس میں منطق۔ عقل حکمت اور دانش مفقود ہو گی۔ دوسرے معنوں میں جن لوگوں کے پاس یہ صلاحیتیں ہونے کا امکان تھا جب وہ معاشرے میں کم ہوں گے تو ظاہر ہے اس صورت میں یہ معاشرہ خصوصی طور پر ان نعمتوں سے محروم ہوتا۔ اس لیے میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کیا ایسا انتظام ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی شرح پیدائش اور شرح موت کو ایک ایسے مقام پر لے آئے جہاں اس کے وسائل ایسے اس بات کی مہلت دیں کہ وہ ایک پورا span ایک کامل انسان کی پوری عمر گزار سکے تاکہ وہ اس معاشرے کو کچھ اپنے پاس سے دے بھی سکے۔ جناب والا۔ بہر حال یہ بھی ایک خواب ہے لیکن اس کی جانب بھی قدم اٹھانا چاہئے۔

میں نے کہا تھا میں آسمانوں سے زمین پر آ کر فلسفے اور نظریات سے نیچے آ کر عمل کی بات کرنی چاہتا ہوں ان اعتراضات کے حوالے سے جو بجٹ پر اٹھائے گئے۔ بجٹ پر میرے اپنے دوستوں میں سے بہت سے دوستوں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ سوشلسٹ بجٹ نہیں ہے۔ بجٹ تو بہر حال بجٹ ہوتا ہے۔ سوشلسٹ تو پالیسیاں ہو سکتی ہیں۔ یہ تو میزانیہ ہے۔ بہر حال چونکہ میں نے کہا کہ ایک واضح پالیسی کے مطابق ہمیں آگے بڑھنا ہے اس لیے بجٹ بھی اسی پالیسی کا نتیجہ ہے اور اس میں بھی اس کا عکس آنا چاہیے۔ ضرور

آنا چاہیے ۔ لیکن خالد میرے دوستوں نے وہ عکس دیکھنا نہیں چاہا کیونکہ سوشلزم کی ایک بنیادی صفت یہ ہے کہ نجی شعبوں کے مقابلے میں پبلک سیکٹر یعنی قومی تحویل میں لیے جانے والا شعبہ سوشلسٹ معاشرہ میں ضروری ہوتا ہے ۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب آپ اس بجٹ کو سوشلزم کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو مہربانی سے ایک چیز نہ بھولیں کہ ہم نے جمہوریت کو قائم رکھنے کا بھی وعدہ کیا تھا اور وہ ملک جس میں صرف سوشلسٹ پارٹی ہوتی ہے ۔ جہاں واحد پارٹی کی حکومت ہوتی ہے ۔ جہاں one party dictatorship ہوتا ہے ۔ کوئی اپوزیشن نہیں ہوتی ۔ اخبارات آزادی اظہار ۔ اگرچہ میرے دوستوں کو اس کا بھی گلہ ہو گا کہ یہاں کون سی آزادی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جتنی آزادی اس مسئلہ پر پاکستان میں ہے شاید ہی کسی اور ملک میں ہو ۔ آپ کے پڑوسی ملک میں امریکہ میں دیکھیں کہ حکومت پر کتنی پابندیاں لگتی ہیں لیکن پاکستان میں اخبارات کون سی باتیں ہیں جو نہیں لکھتے ۔ کون سی بات ہے جو ہمارے دوست نہیں کہتے ۔ ان کے ضمیر بھی زندہ ہیں اور ان کی زبانیں بھی کام کر رہی ہیں اس لیے کہ بول کہ اب آزاد ہیں کہنے والی کیفیت ہے ۔ تو اس صورت میں بھی ہمارے ہاں جو سوشلزم چل رہا ہے وہ جمہوریت کے شانہ بشانہ چل رہا ہے اس لیے کہ ہم اس انداز سے نہیں چل سکتے جیسے روس چلتا ہے جیسے چین چلتا ہے ۔ ہم اپنے سوشلزم کو اپنی جمہوریت کے شانہ بشانہ چلائیں گے ۔ اس لیے ہمیں کچھ مجبوریاں بھی ہیں لیکن پھر بھی میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ پبلک سیکٹر میں معیشت کا وہ حصہ ہے جو اب قومی تحویل میں ہے اور پہلے کے مقابلے میں معتد بہ اضافہ ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ اس ایوان میں آئی بجٹ پاس پاس ہوئے ہیں جن میں سرکاری شعبوں کی صنعتوں کے لیے 25 لاکھ کا بجٹ پاس ہوا کرتا تھا لیکن میں نے اس 25 لاکھ کی رقم کو 5 کروڑ میں بدلا اور 5 کروڑ کی جائے جو پچھلے سال رکھی تھی مجھے موقع ملا تو ہم نے پبلک سیکٹر میں صنعتیں قائم کرنے کے لیے اپنے وسائل میں اتنی گنجائش پیدا کی کہ 5 کروڑ کی جائے 12 کروڑ روپے خرچ کئے ۔ ( نعرہ ہائے تحسین )

جناب والا ۔ چینی کی تقسیم ۔ اس کی تجارت مکمل طور پر حکومت کی تحویل میں لی گئی ۔ جناب والا ۔ کھاد کی تقسیم گزشتہ سال سرکاری شعبے میں

آگئی ۔ جناب والا ۔ بنسمتی کی برآمد کے سلسلے میں جتنی بھی procurement حکومت نے کی monopoly procurement پر گندم کی procurement بڑے وسیع پیمانے پر کر رہے ہیں ۔ تمام سکول اور کالج تعلیمی تمام ادارے قومی شعبے میں آ گئے ہیں ۔ جناب والا اس سال اکتوبر سے میٹرک تک کی تعلیم کو مفت کیا جا رہا ہے ۔ گھی کے تمام کارخانے قومی تحویل میں لے لیے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ صنعتوں کے ساتھ ساتھ mineral development کے لیے ایک کارپوریشن بنائی ۔ لائیوسٹاک اور ڈیری کی ترقی کے لیے ایک الگ independent بورڈ بنایا گیا ۔ اس کے علاوہ جو بڑے بڑے لائیو سٹاک تھے ان پر بھی حکومت نے ہاتھ ڈالا ہے اور کالا باغ اور خضرحیات وغیرہ کے جو بڑے بڑے لائیو سٹاک فارم تھے انہیں بھی اپنی تحویل میں لینے کا آغاز کر دیا گیا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ چونکہ یہ قومی ملکیت کا مسئلہ ہے اس لیے یہ قومی سطح پر قائم شدہ ہے ۔ حکومت اس میں زیادہ دخل دیتی ہے چنانچہ آپ مرکز میں دیکھیں مرکز میں ساری کپاس کی برآمد قومی تحویل میں لے لی گئی ہے ۔ اس کے بعد سرکاری شعبے میں ایک عظیم کام مرکزی سطح پر ہو رہا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان میں ایشیا کا سب بڑا فولاد کا کارخانہ ایک ہزار کروڑ روپیہ کی لاگت سے قائم کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ حقیقت یہ ہے کہ روایتی (classical) سوشلسٹ ملکوں کو چھوڑ کر پاکستان میں مصر سے بھی بڑا پبلک سیکٹر ہے ۔ پاکستان کا پبلک سیکٹر اب دنیا کے تمام ان ممالک سے جو روایتی طور پر سوشلسٹ نہیں ہیں ۔ جہاں ایک پارٹی کی حکومت نہیں ۔ سب سے بڑا ہے اور مصر سے بھی جہاں ایک پارٹی کی حکومت ہے ۔ اس کے پاس بھی پبلک سیکٹر میں اتنا حصہ نہیں ہے جتنا کہ پاکستان میں پبلک سیکٹر میں آپ نے قومی تحویل میں معیشت کا حصہ لے لیا ہے ۔

جناب والا ۔ اصل اہمیت سوشلزم میں کس چیز کی ہوتی ہے ؟ اصل اہمیت ہے اجتماعیت کی روح ۔ انفرادیت کے مقابلے میں اجتماعیت کی روح ۔ اس سلسلے میں میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک یہ اجتماعیت کی روح صنعت کے میدان سے نکل کر زراعت کے میدان

میں نہ چلی جائے اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے ۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ امداد باہمی کے اصول پر ہم اپنی تمام کھیتی باڑی کو استوار کریں اور اس سلسلے میں ہم غافل نہیں ۔ شیخ محمد رشید صاحب کسانوں اور زراعت کے ماہر سمجھے جاتے ہیں ان کی سرکردگی میں کوآپریٹو کا شعبہ مرکزی حکومت میں کام کر رہا ہے اور چاروں صوبوں کے نمائندوں نے حال ہی میں ان کے ساتھ مل کر ایک میٹنگ کی ہے جس میں پنجاب کی حکومت نے کابینہ کے طے شدہ اصولوں کے مطابق کوآپریٹو کو ترقی دینے کے لئے اپنی رائے دی ہے ۔ جناب والا ۔ چونکہ یہ سوشلزم کا معاملہ ہے اس لئے کسی سوشلزم کے استاد اور گرو کا حوالہ اچھا رہے گا ۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ ماؤزے تنگ کی ایک بات سن لیں ۔

"خواہ ان کا نام کچھ بھی ہو ۔ خواہ ان کے ارکان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکے ۔ وہ درجنوں میں ہوں یا سینکڑوں میں ہوں

اور خواہ ان کی تعداد مقررہ تعداد کے برابر ہو یا اس سے نصف ہو ۔ خواہ ان کا امداد باہمی کا دائرہ انسانی محنت تک محدود ہو ، یا مویشیوں یا آلات کشاورزی تک ۔ خواہ ان کے ارکان کام کے دنوں میں اکٹھے رہتے ہوں ، یا اکٹھے کھاتے پیتے ہوں یا اکٹھے نہ کھاتے پیتے ہوں ۔ خواہ ان کی نوعیت عارضی ہو یا مستقل ۔ میرے نزدیک امداد باہمی کے تمام ادارے مبارک ہیں ۔ بس شرط یہ ہے کہ ان میں اجتماعیت کی روح کار فرما ہو اور ان میں عوام کی شرکت ان کی رضا پر مبنی ہو"

جناب والا ! میرا بھی اس سال کچھ ارادہ ہے ۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ امداد باہمی کی ایک الگ ، independent وزارت بنادی جائے اور یہ بھی میرا ارادہ ہے کہ اگر میرے پاس ، جس کے پاس اس وقت فنانس بھی ہے ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بھی ہے ، لوکل گورنمنٹ بھی ہے ، ہیلتھ بھی ہے ، میرے پاس اگر کوئی وزارت ہو تو وہ امداد باہمی کی وزارت ہو ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ آج تک ہم نے کواپریشن کی پولیٹ سوفیا کی ہے کہ کواپریشن ہونی چاہیے ، کواپریشن ہونی چاہیے ۔ لیکن کواپریشن ایک مکینیکل بن گئی ۔ کواپریشن لوکل سطح پر حاوہ کہانے کا ایک نسخہ بن گئی ۔ روپیہ پیدا کرنے کا ایک طریقہ بن گئی ۔ لیکن جناب والا ۔ ضروری ہے کہ اسے مفید بنایا جائے ، اسے دل کش بنایا جائے بڑے بڑے بیٹ والوں کے لیے نہیں غریبوں کے لئے ، اور اس کا طریقہ ہے کہ کواپریشن کا فائدہ ہے وہ تمام ضروری اشیا تقسیم ہوں ، لوگوں تک پہنچیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہے ۔ لرنگڑ ملیں تو کواپریٹرز سے قرضے ملیں تو کواپریٹوز سے ۔ کھاد ملے تو کواپریٹوز سے ، پھر میں دیکھتا ہوں کہ کیسے لوگ کواپریٹو نہیں بناتے اور اس طرح سے ملیں کہ ہو سکے تو آدھی قیمت پر ملیں ، تین چوتھائی پر ملیں ، رعایت ملیں ۔ جب لوگوں کو یہ سہولتیں ملیں گی اور ان کو پتہ چلے گا کہ یہاں سے ساری بیماریوں کا علاج ہوتا ہے اور آسان اور سستا ہوتا ہے ۔ تو یقیناً کواپریشن پھلے پھولے گی ۔ جب نظریہ موجود ہے جب ارادہ موجود ہے ، جب ضرورت موجود ہے ملتا ہے کہ ایجاد کی ماں ہوتی ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کواپریشن کا شعبہ ترقی نہ کرے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے یہاں ہماری معیشت میں صحیح معنوں میں اجتماعیت کی روح کارفرما نہ ہو اور یہاں سوشلزم بنیاد نہ بنے ۔

جناب والا ۔ دوسرا بڑا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اصل میں یہ بجٹ نہ خسارے کا بجٹ ہے ، اور نہ متوازن بجٹ ہے ۔ یہ تو ایک بڑا restrictive بجٹ ہے ۔ ایسا بجٹ ہے جس میں کوئی پھیلاؤ نہیں ۔ کہا گیا ہے کہ جناب ویسے تو کہنے کو اب رقم پہلے سے بڑھ گئی ہے ، لیکن چونکہ قیمتیں بھی بڑھ گئی ہیں اور تنخواہوں میں بھی اضافہ ہو گیا ہے ۔ اس لئے پہلے کے مقابلے میں اب زیادہ ترقی نہیں ہوگی ۔ جناب والا ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو بھی حصہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا ہوتا ہے وہ ہمیشہ جاری اخراجات پر فاضل رقم ہوتی ہے ۔ وہ ایڈیشن (اضافہ) ہوتا ہے پہلے کے مقابلے میں اگر پانچ کروڑ بھی تان ڈویلپمنٹ کے علاوہ ہم خرچ کرتے تو جو رقمیں خرچ ہوتی ہیں وہ پانچ کروڑ اس سے کم از کم اس حد تک زیادہ ہوتا ۔ لیکن ہم نے تو ڈویلپمنٹ بجٹ سے جاری بجٹ ہے ۔ recurring expenditure ہے ایک سو اسی کروڑ روپیہ زیادہ

خرچ کیا ہے ۔ اس بجٹ میں ۔ کیسے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ restrictive بجٹ ہے ۔ کیسے کوئی کہہ سکتا ہے کہ جہاں حالت تھی وہیں رہے گی ۔ ایک سو اسی کروڑ روپیہ کہاں چلا جائے گا ۔ ایک سو اسی کروڑ روپیہ اسی طرح اس صوبے میں تقسیم ہوگا جیسے میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے ، ہماری ایت ہے، کہ جس طرح پانچ دریاؤں کا پانی ایک ایک کھیت تک پہنچتا ہے اور بدن کا خون ناخن سے لے کر سر کے بال تک پہنچتا ہے ، ہماری کوشش ہوگی کہ اس معیشت میں اور معاشرہ میں یہ ایک سو اسی کروڑ روپیہ اسی طرح پھیلے اور ایک ایک فرد کو اس کا ثمر ملے ۔ جناب والا ۔ اس کے باوجود کہ اے ۔ ڈی ۔ پی میں ایک سو اسی کروڑ روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ جو خرچ نان ڈویلپمنٹ بجٹ میں ہو رہا ہے ، وہ بھی پہلے سے زیادہ ہے اور اس میں بھی ایسے اخراجات ہیں جو معاشرے کو فائدہ پہنچائیں گے ۔ کیونکہ وہ سماجی خدمات سوشل سروسز سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ایک معمولی سی مثال ہے سکولوں میں سٹیشنری کے لئے پہلے ستره لاکھ رکھے جاتے تھے ، اس دفعہ پچپن لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ ایک چھوٹی سی اور مثال ہے ۔ دوائیوں کے لئے پچھتر لاکھ روپے رکھے جاتے تھے اس مرتبہ ایک سو ساٹھ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ نان ڈویلپمنٹ سائیڈ پر بھی جو اخراجات میں اضافہ ہوا ہے اس میں اساتذہ کو ملازمت ملے گی ، اس میں لئے ڈاکٹر بھرتی کیے جائیں گے ۔ اس بجٹ میں ایسے اخراجات بھی ہیں جن پر اگر آپ غور کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ restrictive بجٹ نہیں ہے ، اس میں بڑا پھیلاؤ ہے ۔ ہوسنگ کے شعبے کو لے لیجئے ، سستے مکانات کے شعبے کو لے لیجئے ۔ 73-1972ء میں اڑھائی کروڑ روپیہ اس پر خرچ کیا گیا تھا ۔ اس سے اگلے سال پندرہ کروڑ اور اس سال چھبیس کروڑ ۔ اڑھائی کروڑ سے چھبیس کروڑ تک رقم پہنچ جائے اور اس کے بعد میرے ایک فاضل دوست یہ فرما دیں کہ جناب ، یہ بڑا restrictive بجٹ ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی اپنی طبیعت میں کچھ restrictiveness ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

جس کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا ہو ۔ ورنہ اگر دل کو کشادہ کریں تو یہاں بھی ان کو وسعت نظر آ جائے گی ۔

جناب والا ۔ چند ہے اور اعتراض بھی ہوئے ہیں ۔ لیکن ان اعتراضات پر بات کرنے سے پہلے میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک خواہش تو میرے فاضل دوستوں کی یہ خواہش ہے کہ صاحب ، بعض اجناس کی قیمت کم ہے ، قیمتوں میں اضافہ ہونا چاہیے ۔ دوسری طرف میرے دوستوں کو شکایت ہے کہ صاحب ، مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی ہے ۔ قیمتوں میں اضافہ بھی چاہیے اور مہنگائی بھی نہیں چاہیے ! ٹیکسوں کی مد میں سو فیصدی ہے ۔ میرا شکریہ اگر ادا ہوا ہے تو اس بات پر کہ ایسے ٹیکس نہیں لگائے گئے ۔ ٹیکس نہیں لگائیں گے تو آمدنی کہاں سے ہوگی ؟ لیکن تنخواہوں اور سہولتوں میں اضافے کی بھی خواہش ہے ۔ وسائل کہاں سے آئیں گے ؟ وسائل تو حاصل کئے جائیں لیکن سہولتوں میں اضافہ ہو جائے ۔ قیمتوں کو اضافہ کر دیا جائے یعنی گرانی نہ ہو ۔ جناب والا ۔ میں نے اپنے لئے "عیار" کا لفظ استعمال کیا تھا ۔ اس پر میرے فاضل دوستوں نے مجھے بہت داد دی ۔ لیکن میں یہاں اعتراف کرتا ہوں کہ اتنی عیاری مجھ میں نہیں کہ میں ان تضادات کو حل کر پاؤں ۔ گرانی بھی نہ ہو اور قیمتوں میں اضافہ بھی نہ ہو ۔ ٹیکس بھی نہ لگیں ، وسائل میں کمی بھی ہو اور سہولتوں اور تنخواہوں میں اضافہ بھی ہو جائے ۔ بہر حال جناب والا ۔ جو عیاری میں کر سکتا تھا وہ میں نے بتا دی ۔ اسی بجٹ میں بائیس تیس کروڑ روپے کی بچت ہے ۔ اور کسی صوبے کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی ، پنجاب کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ اس سال رواں کے دوران اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اپنے پلے سے پندرہ سولہ کروڑ روپیہ پنجاب نے مزید خرچ کیا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بہر حال ، اگر ٹیکسوں کے علاوہ داد دی جا سکتی تھی تو ایک دو بوائلنگ اور بھی تھے ۔ گندم اور چینی میں خود کفالت معمولی بات نہ تھی ۔ لیکن خیر ، کلمۂ خیر کہنا ہمارا قومی شعار ہی نہیں ۔ چونکہ یہ ہمارا قومی شعار نہیں کہ ہم کلمۂ خیر کہیں ، اس لیے مجھے کوئی شکایت نہیں ۔

جناب والا ۔ ایک بڑا مزے دار تضاد اور بھی سامنے لایا گیا ۔ کہا گیا کہ چیف منسٹر کے خرچ میں اضافہ ہو گیا ہے ۔ اس ایوان میں ، آپ بھی اور اس ایوان کے در و دیوار بھی گواہ ہیں ۔ بارہا ایک بات اور بھی کہی گئی کہ صاحب ، اس دستور میں تمام تر اختیارات تو چیف منسٹر کو ہیں ، لیکن

استعمال کوئی اور کر رہا ہے ۔ جناب والا ۔ جب وہ "کوئی اور" چیف منسٹر بنا تو ظاہر ہے کہ جو اختیارات بحیثیت چیف منسٹر اس نے استعمال کرنے تھے تو یہ وہ تمام paraphernalia وہ عملہ ، اور وہ تمام صورتیں جو اختیارات کو استعمال کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہیں ، وہ بھی اس کے کھاتے میں جاتی تھیں ۔ اس لئے اگر ہم یہ چاہتے تھے کہ گورنر ، جسے دستور کے مطابق اختیارات نہیں ہیں ، وہ یہ اختیارات استعمال نہ کرے اور وہ تمام اختیارات چیف منسٹر استعمال کرے تو جناب والا ۔ پھر ایسا ہوا کہ گورنر کے اخراجات میں کمی آئی کہ روپے کی کمی ہو گئی اور وہ عملہ جو چلے اس کے تحت کام کرتا تھا جب وہ چیف منسٹر کے کھاتے میں آ گیا تو چیف منسٹر کے خرچ میں تھوڑا سا اضافہ ہو گیا ۔ بہر حال یہ تو تضادات کی بات تھی ۔

جناب والا ۔ بہت زیادہ اعتراض کیا گیا وہ یہ تھا کہ موجودہ پولیس اور انتظامیہ نے ایک مرتبہ پھر مزارعوں کے مقابلے میں زمینداروں کی حمایت شروع کر دی ہے اور زرعی اصلاحات پر صحیح طور پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ۔ جناب والا ۔ میں اس مسئلے سے کافی حد تک آگاہ ہوں ۔ مجھے اعتراف ہے کہ کہیں کہیں ایسے واقعات ہوئے ہیں جو واقعی نہیں ہونے چاہئیں لیکن یہ ایک [illegible] تھا جو شروع ہو چکا تھا یہ عمل شروع ہو چکا تھا میں تو اتنی بات کہہ سکتا ہوں ۔ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جو سو دن میں نے گزارے ہیں اس کرسی پر وہ اپنے پنجوں کے بل ہی گزارے ہیں ۔ آج ایسی ہی کیفیت رہی ہے جتنی بھی بارے پیٹ میں شکمی درد رہا اور اس کے بعد باہر کی فضا ایسی بن گئی بہر حال جو دن بھی گزرا سو اچھا گزرا ۔ مجھے یہ کہنے کی شاید گنجائش نہیں کہ میں ان معاملات پر توجہ نہیں کر سکا ۔ مجھے توجہ کرنی چاہئیے پر وہ بات جو غلط ہے میں اس کا مجرم ہوں ۔ میرے نام جو گناہ لکھا جاتا ہے وہ میرے نامہ اعمال میں ایک سیاہی کا اضافہ کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے اس احساس کے ساتھ آپ کو صرف یہی عرض کرنا ہے کہ جہاں تک مزارعوں کا تعلق ہے کسانوں کا تعلق ہے میرا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے میرا گروہی مفاد نہیں ہے کیونکہ اللہ کے فضل و کرم سے میری ایک انچ زمین نہیں ہے اس لئے میں کیوں مزارعین اور کسانوں کے حقوق کے لئے جدوجہد نہیں کروں گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز

ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ زرعی اصلاحات پر انتہائی سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا۔ ہاں اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ اس ملک میں اور اس صوبے میں جہاں مزارع ہیں وہاں چھوٹے کاشتکار بھی ہیں۔ وہاں چھوٹے زمیندار بھی ہیں اور یہاں اکثر اس معزز ایوان میں بات ہوتی ہے کہ جناب اب تو کوئی بڑا زمیندار نہیں رہا بہرحال مجھے یقین ہے کہ بڑے زمیندار اب بھی ہیں۔ ان پر ہماری نظر ہے لیکن ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جو واقعی بڑے زمینداروں کی حد میں نہیں آتا ان کو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ان لوگوں کے پاس اتنی زمین رہ گئی ہے کہ وہ اس کو ایک ٹریکٹر اور ایک ٹیوب ویل کے ساتھ کاشت کر سکتے ہیں اور اس میں باعزت زندگی گزار سکتے ہیں۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ایسے مالک بھی ہیں جو زمین کے مالک ہیں۔ مالک کہلاتے ہیں۔ مزارع نہیں۔ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم کے مالک ہیں لیکن آپ کو سن کر شاید حیرت ہو کہ ان کی تعداد ستر پچھتر فیصد ہے جو زمین کے مالک کہلاتے ہیں اور ہمارے ہاں زمین سے تو اس حد تک محبت ہے کہ جس کے چار گائے بھی ہوتے ہیں وہ بھی کہتا ہے میں زمیندار ہوں۔ جناب تو زمینداروں میں وہ بھی ہیں اور وہ زمینداروں کی کل مقدار میں ستر اسی فیصدی کے قریب ہیں تو ان کو میں کیسے نظر انداز کر دوں۔ کہیں کہیں ایسا بھی ہے کہ ان پڑھے میں پڑھا کہتا ہوں کہ مزارع بھی ان غریب چھوٹے زمینداروں کے ساتھ زیادتی کر جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لئے ان کے ساتھ بھی انصاف کرنا ہمارا فرض ہے۔ میں انصاف کے مقام پر کھڑا ہوں۔ میں ان کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتا۔ میں ان کے ساتھ بھی انصاف کروں گا۔ مزارع کا جو حق ہے وہ بھی اسے لے کر دیا جائے گا اور اگر مزارع کسی کے کہنے پر یا بہکانے پر چھوٹے زمیندار اس غریب چھوٹے زمیندار جو ساڑھے بارہ سے کم کا مالک ہے اس کے ساتھ بے انصافی کرتا ہے تو وہ بے انصافی بھی اسے نہیں کرنے دی جائے گی۔ جناب والا۔ پھر مجھے یہ بھی احساس ہے کہ جہاں عام زمیندار طبقے کا سوال ہے اس کو شکایت ہے کہ صاحب آپ شہری آدمی ہیں پتہ نہیں کیا کر دیں گے آپ ہمارے ساتھ اور شہری اور دیہاتی کے مسئلے پر بڑی بحث ہوئی میرے کئی فاضل دوستوں کا یہ خیال ہے کہ میری حکومت کا تختہ بڑی آسانی سے الٹا جا سکتا ہے۔

**میاں خورشید انور** ۔ بے شک۔

(قہقہے)

وزیر اعلیٰ - بے شک ان کے خیال پر انہوں نے کہا ہے ان کے خیال کی صحت پر نہیں کہا - (قہقہے) لیکن ایسا نہیں ہے اس لئے کہ میں بے خانماں برباد آدمی ہوں - بے خانماں بھی نہیں بے خانماں برباد آدمی ہوں - نہ میرا گھر ہے نہ میری زمین ہے میں نہ شہری ہوں نہ دیہاتی - میں تو اس سر زمین کی خاک ہوں اس میں سے اگا ہوا ایک چھوٹا سا پودا ہوں جسے آپ نے جہاں لگا دیا تو یہاں لگ گیا - آج یہاں نہیں ہوگا تو کہیں اور لگ جائے گا بہت آوارہ گردی کی ہے - میں نے بہت سے میدانوں کی خاک چھانی ہے - بہت سے میدان رہ گئے ہیں - ان میں نکل جاؤں گا لیکن اس کے لئے اپنے اندر ایک ہی جذبہ ہے اور وہ جذبہ ہے کہ جس مقام پر کھڑے ہیں اس مقام کا حق ادا کریں گے چنانچہ میں شہریوں اور دیہاتیوں کے مقابلے میں یکساں فاصلے اور قربت پر کھڑا ہوں - میں جس طرح شہروں میں بسنے والے غریب لوگ ہیں مجھے اتنے ہی عزیز ہیں جتنے دیہات میں بسنے والے غریب لوگ اور ہر پاکستانی کی عزت خواہ وہ غریب ہو یا امیر ہو وہ بھی مجھے اتنی ہی عزیز ہے - (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - بہت کچھ سنا گیا ہے - کچھ مالیہ لگ گیا کچھ آبیانہ - زرعی ٹیکس لگ گیا - لیکن میں نے یہی سوچا ہے نہیں کہ میں نے اپنی رائے بدل لی میری رائے اب بھی یہی ہے کہ جن کے پاس زیادہ ہے ان سے لینا چاہیے اور ان کو دینا چاہیے جن کے پاس نہیں - (نعرہ ہائے تحسین) وہ زمیندار ہوں یا سرمایہ دار اور ہم لیں گے اور جب بھی ہماری پارٹی اس سطح پر کوئی تجویز کرے گی ہم اس کو پوری شدومد کے ساتھ اپنائیں گے - لیکن جناب والا - ہم نے یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ کسی پر اتنا ہی بوجھ ڈالیں کہ اس کی کمر نہ ٹوٹ جائے - کہتے ہیں آخری تنکا اونٹ کی کمر توڑ دیتا ہے - ایک طرف تو کھاد پر سے subsidy اٹھا لی جائے - کھاد مہنگی کی جائے آخر وہ رقمیں پہلے حکومت اپنے پلے سے خرچ کرتی تھی - اب آپ نے کھاد کی قیمت بڑھا دی - پھر ایک طرف تو کھاد کی قیمت بڑھا دیں - دوسری طرف آپ زرعی ٹیکس لگا دیں یہاں ایک ہی مقصد آپ کا ہو سکتا ہے کہ آپ ان کی کمر توڑنا چاہتے ہیں لیکن اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ صوبہ جو آپ کی قومی دولت میں سب سے زیادہ حصہ ادا کرتا ہے وہ زندہ و تابندہ رہے - ترقی کرے کیونکہ سب سے زیادہ ترقی کے امکانات اسی شعبے میں ہیں تو پھر کیسے آپ ان کی کمر توڑیں گے - آپ

ان کو کوئی تو سکھ کا سانس لینے کی مہلت دیں ۔ اس لیے مجھے افسوس ہے کہ باوجود بکھرا یہ نظریہ ہے لیکن میں انصاف پسند ہوں ۔ اس لیے جہاں ایک طرف زمیندار پر یہ بوجھ ڈالا گیا کہ اناج کی قیمت بڑھائی گئی وہاں ہم نے زمینداروں پر اس مرتبہ ایک پائی بھی ٹیکس نہیں لگایا ۔ (تعریف ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ایک اور مزے دار بات کی گئی ہے کہ وسائل دیہات سے چل کر شہروں کی جانب جا رہے ہیں ۔ قومی دولت شہروں کی طرف رخ کر گئی ہے اور دیہات سے لیا جا رہا ہے شہروں کو دیا جا رہا ہے جناب والا ۔ میں اس پر بڑی تفصیل بحث کر سکتا ہوں لیکن میں صرف ایک مختصر سی مثال آپ کو دوں گا کہ میں شہر لاہور میں جہاں میں پلا بڑھا ۔ میں نے بہت سے محلات ۔ بڑی بڑی کوٹھیاں دیکھیں اور میں نے ان لوگوں کو بھی اس شہر میں دیکھا ہے جو اس شہر میں صدیوں سے رہ رہے ہیں اور لاہوری کہلاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ سب شہروں میں شہری رہنے آتے ہیں لیکن میں نے تو انہیں جھونپڑیوں میں رہتے دیکھا ہے اور میں نے تو انہیں شہر کے اندرون بھی رہتے ہوئے دیکھا ہے جہاں ایک کوٹھڑی میں ماں اور باپ بھی ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں ۔ بیٹی اور اس کا میاں بھی ۔ جہاں اس کمرے میں ان کی شادی بھی ہوتی ہے اسی میں بچیاں جوان ہو جاتی ہیں جہاں اس کے اندر اسی کمرے میں گدے اور بکریاں بھی باندھی جاتی ہیں جناب والا ۔ یہی کیفیت دیہات کی ہے یہی کیفیت اصل شہر والوں کی ہے جناب والا ۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان بڑے شہروں میں جو محلات ہیں اور جو بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں وہ ان دیہاتوں کے مالکان بڑے بڑے زمینداروں کی ہیں ۔ گلبرگ میں آپ population census کرا کر دیکھیں کہ کتنے لوگ وہ ہیں جو لاہور کے رہنے والے شہری ہیں اور کتنے وہ لوگ ہیں جو دیہاتوں کی دولت زمینداروں اور جاگیرداروں کی صورت میں سمیٹ کر ان بڑے شہروں کی رونق دوبالا کرنے کے لیے یہاں آ کر آباد ہو گئے ۔ کیا ان کے نام پر میں یہ سمجھ لوں کہ شہروں کو بہت کچھ مل رہا ہے ؟ حقیقت یہ ہے کہ شہروں کے تنگ و تاریک علاقوں میں جا کر آپ دیکھیں خدا کی قسم ان کی زندگی دیہات میں رہنے والوں سے بدتر ہے ۔ وہ غیر انسانی زندگی گزار رہے ہیں ۔ نہ ان کے پاس دیکھنے کے لیے آسمان کی چھت ۔ ایک ٹوٹی ہوئی جھونپڑی میں وہ پیدا ہوتے ہیں ۔ جوان ہوتے ہیں اور اسی میں مر

جانتے ہیں ۔ آپ سب والا ۔ خدا کے لیے مہر فضل حسین کے زمانہ کی شہری اور دیہاتی تفریق کو ختم کر دیجئے ۔ غریب شہروں میں ہوں یا دیہات میں ۔ وہ غریب ہیں تو ان کی فکر کرنی چاہئے ۔ یہ نہیں کہ شہری غریب کو نظر انداز کر دیا جائے اور دیہاتی غریب کی ہم زیادہ فکر کریں ۔ یہی نہیں کہ شہروں کی طرف توجہ کی جائے اور دیہاتوں کو نظر انداز کر دیا جائے ۔ یہ سب یکساں ہیں اور سب کے لیے ایک معاوضہ ہونا چاہیئے ۔

جناب والا ۔ میں چند مغالطے بھی دور کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک بات زبان زد ہو گئی ہے ۔ ہر آدمی جو اٹھتا ہے وہ کہتا ہے ہماری آبادی کا ۸۵ فی صد ہمارے دیہات میں رہتی ہے جناب والا ۔ اب یہ آبادی کا تناسب بدل گیا ہے ۔ اب ۵۱ فی صد دیہات میں رہتے ہیں اور ۴۹ فی صد شہروں میں ۔ جناب والا ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہماری ۸۵ فی صد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے جناب والا ۔ اس وقت زراعت آپ کے ملک میں لوگوں کو صرف پچاس فی صد کی حد تک روزگار مہیا کر رہی ہے اور صنعت اور سروسز پچاس فی صد کر رہی ہیں ۔ صنعت میں ۔ تجارت ۔ دستکاری یہ چیزیں شامل ہیں اور دیہاتی کاریگر لوگ بھی شامل ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ تو رہے یہ مغالطے ہماری نظر سے اوجھل ہوں تو پھر صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ وسائل کی تقسیم میں تھوڑی سی تبدیلی کی بھی ضرورت ہے اور جو بات انہوں نے چلائے رکھی تھی کہ زراعت واقعی ہماری معیشت کی بنیاد ہے اور اس پر توجہ دینا ہمارا فرض ہے ۔ اس لیے جیسا میں نے کہا تھا کہ پالیسی کے مطابق ہمیں ترجیحات مقرر کر دینی چاہئیں ۔ عمل میں جب تک ترجیحات نہیں ہوں گی ۔ ہم منزل تک نہیں پہنچ سکیں گے اگر ہمیں یہ پتہ نہیں ہے کہ پہلی منزل کہاں ہے ۔ پہلا پڑاؤ کون سا ہے تو ہم منزل پر کیسے اپنا قدم نہیں رکھ سکیں گے ۔ جناب والا ۔ پہلی منزل زراعت کی ترقی ہے اس کے بعد زراعت پر مبنی صنعتوں کے ذریعہ ہمیں معیشت کو ترقی دینے کی منزل ہے ۔ زراعت پر کیوں زور ہے ۔ زراعت پر اس لیے زور ہے جناب والا ۔ کہ اس پر زور دینے سے اچھا فائدہ نکل سکتا ہے ۔ صنعت کے ایک کارخانے میں آپ دو اور تین شفٹیں چلا سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں چلا سکتے ۔ لہٰذا اگر کوئی کارخانہ دو شفٹیں چلا سکتا ہے تو تین تین شفٹیں چلا کر ۵۰ فی صد اس میں اضافہ ہو جائے گا ۔ لیکن زراعت میں بہت کم ہے ہمارا ایک شخص جو زراعت

پر کام کرتا ہے وہ ڈیڑھ انسان کے لیے بھی روٹی پیدا نہیں کر سکتا اگر جیسا آپ کہتے ہیں کہ اسی پچاسی فی صد لوگ زراعت پر کام کرتے ہیں تو ان کو تو 150 ۔ 165 ۔ 170 آدمیوں کے لیے خوراک پیدا کرنی چاہیئے ۔ وہ نہیں کر سکتے اس کا کیا مطلب ۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے لیے پیدا کرتا ہے اور پیدا کیا کرتا ہے ؟ کیا کھاتا ہے ؟ وہ آدھے انسان کی غذا بھی نہیں کھاتا ۔ ہمارے دہقانی کو نہ گوشت ملتا ہے ۔ نہ پروٹین ۔ سبزیاں تک نہیں اگاتا ساری لالچ میں کہ اسی رقبہ پر بھی گندم کاشت کرے گا ۔ اچار سے روٹی مرچ پیاز سے روٹی کھاتا ہے ۔ لسی سے روٹی کھاتا ہے ملتان میں آم اور خربوزے سے بھی روٹی کھا لیتے ہیں ۔ یہ اس کی حالت ہے تو جناب والا ۔ اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ زراعت میں بڑی ترقی ہو گئی ترقی اس لیے ہو گئی کہ ہمارے سو فی صد انسان اپنی زراعت سے پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں کھا سکتے ہیں حالانکہ ہماری آبادی کا اتنا بڑا حصہ زراعت پر کام کرتا ہے ۔

جناب والا ۔ ترقی یافتہ ملکوں میں جہاں زراعت کو ترقی دی گئی ہے وہاں کیفیت یہ ہے کہ امریکہ میں ایک شخص زراعت پر کام کرتا ہے اور بیس سے لے تیس انسانوں کے برابر ضرورت کا رزق پیدا کرتا ہے ۔ ذرا ان کا دسترخوان دیکھیے پانی کی جگہ دودھ پیتا ہے ۔ ایک گھنٹے تک صرف کھانا کھاتا ہے کہ آپ کا پورا گاؤں نہیں کھاتا ۔ جتنا ایک امریکن خاندان گوشت کھا جاتا ہے کیوں ؟ اس لیے کہ انہوں نے زراعت کو واقعی ترقی دی ہے ۔ اس لیے میں اس بات سے آگاہ ہوں کہ اگر ہم نے ترقی کرنا ہے تو وہاں کر سکتے ہیں جہاں اس کی گنجائش ہو ۔ ہماری مشینیں باہر سے آتی ہیں ۔ اگر انہیں بجلی مہیا ہو تو وہ اسی رفتار سے چلتی ہیں جس رفتار سے باہر کے ملکوں میں چلتی ہیں ۔ لندن میں زراعت سے جو فائدہ ہوتا ہے وہ یہاں نہیں ہوتا ۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ہمیں زراعت پر زور دینے کی ضرورت ہے ۔ مزید ریسرچ کی ضرورت ہے ۔ صرف گندم پر ایک بڑی بھلی ریسرچ ہوئی لیکن دالوں اور بیشمار چیزوں پر صحیح ریسرچ نہیں ہوئی ۔ ان کی پیداوار میں کوئی انقلاب نہیں آیا ۔ ان میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے مثلاً کپاس ہے ۔ کپاس کا کیڑا فصل کو برباد کر دیتا ہے کیوں نہ اس بات پر ریسرچ ہو اور ایسی کپاس دریافت ہو جو کیڑے کے لیے resistant ہو ۔ جس کو کیڑا نہ لگے اور جس کی پیداوار بھی اچھی ہو ۔ ہو سکتا ہے اگر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری ممتاز کاہلوں صاحب وہاں پر اشارہ کر رہے ہیں کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

**وزیر اعلیٰ** ۔ ٹھیک ہے ۔ کاہلوں صاحب نماز پڑھ لیں ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ شروع میں تو آپ نے قرآن حکیم کی آیات کا حوالہ دیا ہے ۔ تو اب شاید آپ بھول گئے کہ نماز بھی ضروری ہے ۔

**وزیر اعلیٰ** ۔ بالکل جی ۔ کیوں نہیں ۔ میں نے تو خود کہا ہے کہ نماز پڑھیں ۔

جناب والا ۔ لیکن زراعت کے سلسلہ میں یہ نہایت ضروری ہے کہ زراعت کو ایک ہمہ گیر سرگرمی سمجھا جائے ۔ زراعت کو صرف یہ نہ سمجھا جائے کہ صرف گندم اور چاول پیدا کرنا ہے ۔ زراعت کے سلسلے میں ہمیں یہ بھی پتہ ہو کہ ہمارا کسان جو 365 دنوں میں سے 200 دن بے کار ہوتا ہے وہ بڑی آسانی سے کوئی چھوٹی صنعت بھی اپنے پاس چلا سکتا ہے ۔ اگر ہم دیہات میں بجلی مہیا کر دیں ۔ ہم چھوٹے چھوٹے ولٹری فارم وہاں بنا دیں ان کے لیے قرضے دیں ۔ ان کو ترسری مہیا کریں ۔ تو جناب والا ۔ زراعت ایک ہمہ گیر سرگرمی بن سکتی ہے ۔ بہر حال جب تک زراعت ترقی نہیں کرتی ۔ حقیقت یہ ہے کہ صنعت بھی ترقی نہیں کر سکتی ۔

اب صنعت کے معاملے میں بھی بہت سی باتیں ہیں اور یہ کہا گیا اور بجا کہا گیا کہ صنعت کے شعبے میں سرمایہ کاری بہت کم ہو رہی ہے ۔ خاص طور پر نجی شعبہ میں سرمایہ کاری نہ ہونے کے برابر ہے ۔ جناب والا ۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ جو ہمارے سامنے لایا جاتا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری اس لیے نہیں ہوتی کیونکہ مزدوروں نے صنعتی امن کو خراب کیا ہوا ہے اور مزدور کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے حقوق نہیں دیئے جاتے ۔ اس وقت کیفیت یہ ہے اور میں برملا کہتا ہوں کہ مزدوروں نے اپنے جائز اختیاری دائرہ سے تجاوز کرنے کا شعار اختیار کر لیا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں سرمایہ کار بھی اپنے دائرے سے آگے نکل جاتا ہے اور وہ ان کو سزا دینے کے لیے لاک آؤٹ کرتا ہے ۔ وہ ان کو سزا دینے کے لیے بڑتال کرتا ہے اور حکومت دونوں میں سمجھوتہ کراتی ہے ۔ یہی ہوتا ہے اور کچھ نہیں ۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مزدور یہ جان لیں کہ ان کے اقتصادی حقوق کیا ہیں اور حکومت ان کو تسلیم کرتی ہے

اور وہ اقتصادی حقوق ان کو لے کر دینے کی پابند ہے لیکن اگر مزدور یہ راستہ اختیار کریں کہ سرمایہ کار کی بے عزتی شروع کر دیں۔ جناب والا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ سرمایہ داروں کی بے عزتی کریں ان کی داڑھی نوچیں اس کا گھیراؤ کریں اور اس کی ملوں پر قبضہ کریں (جناب والا۔ یہ unfair labour practices ہیں) جناب والا۔ اسی طرح حکومت جتنی سرمایہ دار کے خلاف مزدور کی اقتصادی جدوجہد کے لیے مدد کرے گی اتنا ہی میں واضح کر دینا چاہتا ہوں اس ایوان کی وساطت سے کہ مزدور کو بھی وہی صورت ملے گی جس کا وہ حق دار ہوگا جو وہ کام کرے گا (تالیاں) یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ کام بھی نہ کرے اور اجرت بھی طلب کرے! اسی طرح میں صنعت کاروں سے کہوں گا کہ جب آپ ایک شخص کو برطرفی سے نکالتے ہیں تو وہ کیوں نہیں نکلتا اور باہر اس کی حالت میں کیوں مظاہرے ہوتے ہیں۔ اگر جناب والا۔ اس مزدور کو باہر کسی جگہ پر روزگار ملے تو وہ یہی کہہ سکتا ہے مجھے یہاں 60 روپے ملتے ہیں تو مجھے دس روپے دینے والے بھی موجود ہیں۔ تو وہ بھی یہ کہے۔ "کہاں کھساں توں۔ نہیں منڈا ناں ہن۔ میں وی اتھے نوکری نہیں کرنی"۔ لیکن جناب والا۔ اس کی زندگی کا سوال ہوتا ہے اسے معلوم ہے مجھے باہر تو نوکری نہیں ملے گی۔ اس لیے وہ کہتا ہے "تو لے میرا حق کرنا اے میں نے اتھے بیٹھا واں" اور اسے یہ بھی پتہ ہے کہ حکومت مزدور کی جانب جھکی ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے مجھے تو تمہارا باپ بھی نہیں نکال سکتا۔ جناب والا۔ وہ کام بھی کم کرتا ہے اور کرتا بھی نہیں۔ اس طریقہ سے صنعتی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اس پر بھی ہم نے انصاف کرنا ہے۔ جناب والا۔ ہم اگر ترقی چاہتے ہیں تو پیداوار میں اضافہ کرنا ہوگا اور اس کے لیے ہر شخص کو کام کرنا پڑے گا کیونکہ سوشلزم کا بھی یہی اصول ہے بلکہ بنیادی اصول ہے جو کارل مارکس سے لے کر ماؤزے تنگ تک سوشلزم کی بنیاد ہے اگر مزدور یہ کہے کہ میں کام بھی نہیں کرتا اور اجرت بھی پوری ملے تو پھر اس طرح یہ نہیں ہو سکتا۔ سوشلزم کے اعتبار سے نہ کسی اور مہذب معاشرے کے اعتبار سے۔ لیکن جو انصاف ہے ہم کریں گے۔

جناب والا۔ ایک اور مسئلہ جو یہاں پیش کیا گیا ہے وہ مسئلہ پانی کا ہے جو پنجاب کے حقوق کے عنوان سے جیسے پنجاب کے حقوق مرکزی حکومت

کے مقابلہ میں محفوظ ہوں ۔ اور کسی قسم کا کوئی غاصبانہ قبضہ کی کوشش کی گئی ہوا اس معاملہ میں پانی کی مثال سب سے بڑھ چڑھ کر دی جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ اول تو جو پانی پنجاب کو پہلے سے مل رہا تھا وہ اب بھی مل رہا ہے صرف ایک چشمہ جہلم لنک کا معاملہ ہے جس پر ایک عارضی سمجھوتا ہوا اور وہ یہ ہے کہ سرحد کی ضروریات پوری کرنے کے بعد جو پانی بچ رہے اسے سندھ اور پنجاب میں پچاس پچاس فیصد کے حساب سے برابر تقسیم کیا جائے جناب والا ۔ یہ ایک عارضی حل ہے اس پر مکمل طور پر اور حتمی طور پر کوئی فیصلہ ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی پنجاب کے حقوق کے خلاف نہیں ہوگا اور اس سے آپ تمام لوگ مطمئن ہوں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اصل معاملہ پنجاب کے تربیلا کے موقع پر آئے گا ۔ اصل پانی جو تقسیم ہوتا ہے وہ تربیلا کا پانی ہے ۔ جنوری 1975ء میں تربیلا کا معاملہ مکمل ہوگا اور انشا اللہ تعالی جو اس پر غور و فکر ہوگا ۔ اس سے آپ پوری طرح مطمئن ہونگے ۔ میں بھی اس سے آگاہ ہوں اور آپ سب محسوس کریں گے کہ پنجاب کے حقوق کا مکمل طور پر تحفظ کیا گیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ پانی کی ڈیولپمنٹ ایک مسئلہ ہے۔ 26 کروڑ اور 28 لاکھ روپے تک ڈیولپمنٹ پر خرچ کئے جائیں گے ۔ ڈیولپمنٹ سائڈ اور سکارپ پر 14 کروڑ اور مزید (10) کروڑ اسی سال پانی پر خرچ کئے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ ایک فاضل دوست نے پہلے بھی بہت دفعہ کہا کہ سندھ کا پانی سمندر میں ضائع ہو جاتا ہے لیکن پنجاب کے کھیت ترستے رہتے ہیں ۔ ہم نے اس پر بھی غور کیا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب اور سندھ کی حکومتوں کے درمیان یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس سال کوٹری کے نیچے سے جتنا پانی بہہ کر سمندر میں جاتا ہے اسکا فوری طور پر تدارک ہوگا ۔ پنجاب کو یہ حق دیدیا جائے گا کہ وہ اتنا پانی زائد کھول لے جو کوٹری کے نیچے سے بہہ کر جاتا ہے ۔

جناب والا ۔ پنجاب کے حقوق کے سلسلہ میں یہ ایک اور بات کہی گئی کہ مشرقی پاکستان کے سٹیل ایکسز 54 کروڑ سے زائد حصہ تھا وہ صوبوں کے

درمیان کیوں تقسیم نہیں کیا جاتا۔ اب جب کہ دستور میں ہے۔ تو اس پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا جاتا۔ جناب والا۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو قرضے مشرقی پاکستان کے لئے وہ ابھی عائد کئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا تصفیہ ابھی نہیں ہوا۔ اخلاقاً اور قانوناً ابھی پاکستان اور بنگلہ دیش میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ وہ مرکزی حکومت رکھ رہی ہے تاکہ اگر یہ رقم دینی پڑ جائے تو اس وقت کوئی رقم ہمارے پاس موجود ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ کوئی صوبائی حکومت یہ خود نہیں کرتی اس کام کے لئے مرکزی حکومت نے اور صوبوں کے درمیان Assets and liabilities کی تقسیم کے لئے فنانس کمیشن قائم کر دیا گیا ہے۔ جس میں آپ کا یہ خاکسار وزیر خزانہ بھی ممبر ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب کے مشہور ماہر مالیات حافظ عبدالمجید کو بھی رکن نامزد کیا ہے تاکہ پنجاب کا کیس پیش کریں۔ اس کا بھی جناب عنقریب صحیح تصفیہ ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں کسی بدگمانی کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب والا۔ ایک اور فاضل دوست نے کھاد اور سکارپ کے سلسلہ میں کہا ہے کہ 43 کروڑ روپے کی رقم مرکز کی طرف سے رکھی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مرکزی بجٹ کا مطالعہ کیا ہے وہاں صرف 32 کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے۔ جناب والا۔ 43 کروڑ روپے پنجاب کو کیسے مل گئے؟ جناب والا۔ میں تھوڑا سا عرض کروں گا اگر انہوں نے تھوڑی سی غور ریزی کی ہوتی تو انہیں قریب ہی ایک اور رقم مل جاتی 32 کروڑ کی رقم کھاد کے لئے ہے اور 40 کروڑ روپے مرکز نے سکارپ کے لئے الگ رکھی ہے۔ کل رقم 72 کروڑ ہے۔

جناب والا۔ لوکل گورنمنٹ کے بارے میں بہت سے فاضل دوستوں نے گفتگو کی ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ میں عوام کی موجودگی سے ہمارے ترقیاتی ثمرات نیچے تک پہنچیں گے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض جگہوں پر گاؤں کی سطح پر ترقی کا پھل نہیں پہنچا۔ اور بعض جگہوں پر واقعی قوم کی سطح پر ترقی کا حل نہیں ہوا ہے۔ اس لئے میں اس سے آگاہ ہوں۔ ہماری حکومت نے بلکہ آپ کی حکومت نے اس پر غور فکر کیا ہے۔ کابینہ کے کئی اجلاسوں میں اس پر غور وفکر ہوا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ اب پیولز ورکس کونسلوں کو ڈسٹرکٹ

کونسلوں میں ضم کر دیا جائے تاکہ جو کام ہو اور جو فنڈز متعلق ہوں ۔ وہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور وزرا صاحبان جو کہ میری طرح مصروف ہیں ۔ ان کو اس قسم کی دوری سے سبکدوش کر دیا جائے ۔ اور آپ دوستوں میں سے ان لوگوں کو جو یہ کام اور جو یہ بوجھ زیادہ اچھے اور احسن طریقہ سے اٹھا سکتے ہیں ۔ ان کو سونپا جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) تمام ضلع کی یونین کونسلوں کے رکن کو نمائندگی دی جائے ۔ ہر یونین کونسل میں جتنے بھی گاؤں ہیں ۔ ان تمام کو نمائندگی دی جائے ۔ تمام یونین کونسلز کو نمائندگی ملے اور ہر گاؤں کی سطح پر عوامی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں ۔ جو کہ اپنے اپنے گاؤں کے ترقیاتی منصوبوں کو ان کی منزل تک پہنچا سکیں ۔ جناب والا ۔ مجھے امید ہے کہ اس طرح سے ہم ان خطرات کا بھی نہایت اچھے طریقے سے سدباب کر سکیں گے ۔ ایک اور مسئلہ ہے کہ طوالت کے ساتھ اٹھایا گیا ہے ۔ لیکن اس کا میں نہایت اختصار کے ساتھ جواب دینا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ بہاولپور کو جو کچھ ہمارے بجٹ میں یا کہ قومی یا صوبائی سطح پر حصہ contribute کرتا ہے وہ زیادہ ہے ۔ اور جو کچھ اسے ملتا ہے ۔ وہ کم ہے ۔ ایسا بالکل نہیں ہے ۔ بہاولپور کی آبادی ہے پنجاب کی آبادی کا دس فیصدی ہے لیکن بہاولپور کو مجموعی طور پر annual development programme کی ان رقموں میں سے جو allocate ہوئی ہیں ۔ جو قابل تقسیم ہیں ۔ ان میں سے ساڑھے بارہ فیصدی حصہ دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ بہاولپور کی ترقی کے لئے بھی میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ بہاولپور میں 25 ہزار ٹکلوں کی ایک ٹیکسٹائل مل قائم کی جا رہی ہے ۔ بہاولپور میں پاکستان کا سب سے بڑا داؤد ہرکولیس سیمنٹ بھی تقریباً دگنا بڑا کھاد کا کارخانہ فوجی فاؤنڈیشن کے ذریعہ سے قائم کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ بہاولپور میں ایک مزید شوگر مل لگانے کا پورا ارادہ خیر پور ٹامے والا میں ہے ۔ لیکن میں نے جیسا کہ کہا ہے ۔ میں اس پر اپنی بحث کو اختصار کی حد تک رکھنا چاہتا ہوں ۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ ہمیں مشرقی پاکستان کی کہانی یاد ہے ۔ ہمیں یہ علم ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی بات اقتصادی حقوق اور اقتصادی محرومی سے شروع ہوئی ۔ اور اس نے صوبائی خودمختاری کا روپ دھارا ہے اور بالآخر وہ علیحدہ ہوئے ۔ ہم کسی صورت میں بھی اس بات کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں کہ بہاولپور ہو یا کیمبل پور ۔ رحیم یار خان ہو ۔ یا کہ ڈیرہ غازی خان ۔ بہاولنگر ہو ۔ یا کہ کرشن نگر ۔ کوئی بھی پس ماندہ علاقہ ہو ۔ ہم ان

علاقوں کی پسماندگی دور کرنے کے لئے اس کے پابند ہیں اور ہماری پالیسی یہی ہے کہ ہم ان کی ترقی پر نظر رکھیں اور ان کی ترقی یافتہ علاقوں سے بھی زیادہ رقوم دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ ہم محرومی کے الاؤ کو اور زیادہ بھڑکانا نہیں چاہتے ۔ یہ محرومی کے الاؤ بڑی حد تک بھڑکتے رہے ہیں ۔ اور انہوں نے پوری قوم اور ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے ۔ اس لئے ہم مزید یہ غلطی نہیں کریں گے اور ہم سے یہی توقع رکھنی چاہیے کہ ہم اس کا مداوا کریں گے ۔ لیکن جناب والا ۔ یہ محرومی جس کے لئے ہر شخص نے اس ایوان میں بات کی ہے کہ بہاولپور کو کم ملا ۔ میں نے کرشن نگر کا نام لیا ہے ۔ اس لئے کہ شہروں کے بھی بعض علاقے پس ماندہ ہیں ۔ مجھے ایک بھی دوست ایسا نظر نہیں آتا ہے جس نے یہ نہ کہا ہو کہ میرے علاقے میں کمی نہیں ہے ۔ پسماندگی نہیں ہے یا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں مجھے کوئی اپنے ساتھ خوش نظر نہیں آتا ہے ۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس کے علاقے کے لئے یہ نہیں تھا ۔ وہ نہیں تھا یہ ہونا چاہئے ۔ وہ ہونا چاہئے اس کا صرف ایک ہی مطلب ہے جناب والا ۔ کہ جو کچھ ہمارے پاس دینے کے لئے ہے ۔ وہ اتنا نہیں ہے کہ آپ سب کی ضرورتیں پوری کر سکیں ۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ پنجاب کے ترقی یافتہ علاقوں کی کہانی بس ایک افسانہ کی سی ہے ۔ سارے پنجاب میں کہیں کہیں میرے الفاظ کے مطابق اکا دکا خوش حالی کی جا گیریں ہوں تو ہوں ۔ لیکن سارا پنجاب اس طرح کی مجبوری کا شکار ہے ۔ سارے پنجاب کی ایک مجموعی تصویر بنتی ہے ۔ وہ پاکستان کی تصویر سے جدا گانہ نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ پنجاب کی گلیوں میں سونا نہیں اگ رہا ہے ۔ یہاں پر وہی خاک اڑتی ہے جو کہ پاکستان کی ہر گلی میں اڑتی ہے ۔ اس کے لئے ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ پسماندگی ۔ یہ محرومی ۔ یہ ہماری اپنی پیدا کردہ ہے ۔ اگر ہماری ایک روح ہے اور کام کرنے کے لئے خداوند تعالیٰ نے دو ہاتھ دئے ہیں ۔ تو کیا وجہ ہے کہ یہ دو ہاتھ بھی ہمیں پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھلا سکتے ہیں ۔ اس معاشرہ میں بے شمار لوگ ایسے ہیں ۔ جو کہ دوسروں کے طفیلیوں کے طور پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا خون چوس رہے ہیں ان کو بھی آپ کام پر لگا دیں ۔ جناب والا ۔ آج میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی آدمی بھوکا نہیں سوتا ہے ۔ کہیں نہ کہیں سے کھاتا ہے ۔ کوئی بھائی سے کھاتا ہے کوئی ماں سے کوئی باپ سے کھاتا ہے کوئی چچا سے کوئی خود

کھاتا ہے۔ کہیں نہ کہیں سے کھا کر سوتا ہے ہر شخص۔ لیکن کیا ہر شخص کام کرتا ہے؟ نہیں۔ اگر وہ وہیں سے کھاتا رہے۔ جو دن جو یوں سے کھاتا ہے اور کسی کام پر نہ جائے۔ تو کیا آپ کی پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے؟ کیا ہم یہ کام کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کتنا کام کرتے ہیں ہم؟ ٹھیک ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بھٹو صاحب کام کرتے ہیں۔ 8 گھنٹے کام کرتے ہیں۔ 10 گھنٹے کام کرتے ہیں۔ 18 گھنٹے کام کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ 8 گھنٹے کام 10 آدمیوں کے برابر کام کرتے ہیں۔ اول تو محنت ایسی چیز ہے ہی نہیں جو کہ انسان اپنی حد سے زیادہ کرے۔ لیکن چلئے دماغی محنت شامل کر لیں اس لئے سمجھیں کہ دس آدمی کے برابر کام۔ سمجھ لیں سو کے برابر۔ ہزار کے برابر۔ دس ہزار کے برابر۔ کہیں حد تو ہوگی اگر وہ سارا دن کام کریں گے۔ تو دس ہزار گھنٹے دس ہزار آدمیوں کے برابر۔ لیکن اگر چھ کروڑ عوام اپنے روزانہ دنوں میں اپنے کام میں تھوڑا سا بھی اضافہ کر لیں۔ تو ہر روز کام کے چھ کروڑ گھنٹے بنتے ہیں۔ اور چھ کروڑ گھنٹے اضافہ ہو سکتا ہے۔ کیسے نہیں ہو سکتا ہے۔ کیا جن قوموں نے شکستیں کھائی ہیں۔ اور جنہوں نے یہ تہیہ کر لیا کہ ہم دوبارہ اٹھیں گے۔ کیا ان مادہ پرست قوموں نے اپنی قوموں کو بنانے کے لئے دھڑا دھڑ کام نہیں کیا ہے۔ کیا جناب جرمنی کو اور جاپان کو شکست ہوئی۔ تو ان مادہ پرست قوموں نے اپنی قومی ترقی کے لئے دگنا کام ہر روز نہیں کیا ہے؟ کیا برس ہا برس انہوں نے چھٹیوں سے در گزر نہیں کیا ہے؟ لیکن ایک طرف یہ غربت و افلاس کی یہ تصویر اور دوسری طرف ہمارا یہاں یہ خیال کہ جتنا ہم کام کرتے ہیں۔ اتنا بھی ہمیں نہیں کرنا چاہئے۔ آج سرکاری دفاتر میں بڑھتائیں۔ کالے بلے۔ فیکٹریوں میں بڑھتائیں۔ آج ہر جگہ یہی انداز نظر کیوں کہ ہم نے جو جنت کی تصویر بنائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہاں انسان جو کچھ چاہتا ہے۔ وہ چاہتے ہی اس کے منہ میں آ جاتا ہے۔ یہ پیاری جنت کی تصویر ہے۔ عزیزان من۔ اس دنیا میں جنت بنانے کے لئے ایک تصویر ہے اور وہ تصویر یہ ہے کہ انسان کو جب جنت سے زمین پر بھیجا گیا تو اس کے لئے ایک ہی راستہ باقی رہا اور اس پر بائیبل گواہ ہے۔ کتاب مقدس توریت گواہ ہے۔ اس میں کہا گیا کہ تو دوبارہ اس مشقت کے اصول کے ذریعے رہ پا سکتا ہے۔ یہ مشقت یہ لیبر یہ جنت ہیں۔ یہ انسان کے لئے دوبارہ اس جنت کو پانے کا راستہ ہے۔ جب انسان محنت سے گریز کرتا ہے۔ اس کی جنت چھن

جاتی ہے اور جب بھی انسان محنت کرتا ہے ۔ جنت کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں ۔

جناب والا ۔ آج طالبعلموں کا رویہ کس طرح ہے ۔ کیا وہ پڑھائی کے سلسلے میں سنجیدہ ہیں ؟ کیا وہ چاہتے ہیں کہ آنے والی انتظامیہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں ؟ جناب والا ۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ نہیں ۔ جناب والا ۔ مزدوروں کا رویہ بھی کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اگر انہوں نے یہ ٹھانی ہے کہ اب مزدور والج آنے کا کیا اس کے لئے تیاری کر رہے ہیں ؟ اس کے ذریعے سے جہاں سوشلزم آئی ہے کیا وہاں اس طرح پرولیٹرز کی کوئی ذمہ داری بنتی ہے ؟ وہاں تو اسٹائک کر کام کرنا پڑتا ہے ۔ جناب والا ۔ وہاں تو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر اپنی ضرورتوں کا اصراف روکا جاتا ہے تاکہ بچت ہو اور اس بچت کی سرمایہ کاری ہو اور سرمایہ کاری سے زائد ترقی ہو ۔ لیکن ہم کیا کر رہے ہیں ۔ ہمارا کیا رویہ ہے ؟ ہمارا رویہ یہ ہے کہ جس شعبے میں ہم کام کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اس پر جتنی آمدنی ہو وہ ہمارے اوپر تقسیم کر دی جائے ۔ جناب والا ۔ وہ چند لوگ ۔ جو مزدور کسی فیکٹری میں یا کسی دفتر میں ملازم ہو گئے وہ بالکل اس بات کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ کروڑوں لوگ باہر بے کار پھر رہے ہیں ۔ ان کی صرف خواہش ہوتی ہے کہ اگر دو روٹیاں مل رہی ہیں تو ان کو چار روٹیاں ملنی چاہئیں ۔ لیکن وہ یہ نہیں دیکھ رہے کہ کروڑوں لوگ باہر رہتے ہیں جو محنت اور عزت کی روٹی کما کر کھانے کے قابل نہیں ہیں ۔ کسی سے مانگ کر کھاتے ہیں ۔ ان کا پہلے خیال کرنا ہوگا اگر ساری بچت پر دفتر پر محکمہ کے عملے پر تقسیم کر دی جائے تو جو محکمے خود دولت نہیں کماتے ۔ وہ کہاں سے کھائیں گے ۔ جو لوگ بے روزگار باہر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کو کہاں سے رزق ملے گا ۔ بچت نہیں ہوگی تو سرمایہ کاری کہاں سے ہوگی ۔ سرمایہ کاری نہیں ہوگی تو ہمیں روزگار کہاں سے ملے گے ۔ مزدوروں کا رویہ مناسب نہیں ہے ۔ اہلکاروں کا رویہ غیر اخلاقی ۔ غیر قانونی ہے اور کسی صورت میں بھی ملک اس کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔

جناب والا ۔ یہی حال کسانوں کا ہے وہ کسی کا استحصال نہیں کرتے لیکن اپنے ساتھ ظلم کرتے ہیں ۔ ان کو یہی چاہیے کہ وہ تعلیم حاصل کریں ۔ حکومت نے تعلیم مفت کر دی ہے ۔ تعلیم نہیں اس سے فائدہ اٹھاتے اٹھائیں اس سے

فائدہ ۔ تعلیم حاصل کریں اور اس کے بعد یہ بھی نہ بھولیں کہ جو ان کی کارکردگی ہے ہم بھی ان کے گیت گاتے ہیں ۔ ایڑی سے چوٹی تک پسینہ ان کا بہہ رہا ہے ۔ سردیوں اور گرمیوں میں کام کرتا ہے ۔ لیکن حاصل اس کو کیا ہے کہ نہ اس کا اپنا پیٹ بھرتا ہے اور نہ قوم کا پیٹ بھرتا ہے اور ساری قوم زراعت پر لگی ہوئی ہے ۔ اس کی کارکردگی صحیح نہیں ہے ۔ اس کو اپنی کارکردگی بہتر بنانی ہوگی ۔ ان کو پتہ ہونا چاہیے کہ :

دھکان نہ ہو اگر تن آسان
ہر دانہ ہے صد ہزار دانہ

ایک ایک دانے میں اگر اسے صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو ہزار اور لاکھ دانے کی اس کے اندر خداوند کریم نے گنجائش رکھی ہے ۔ اس لئے ہمیں اپنے کسان کے رویے کو صحتمندانہ بنانا ہوگا ۔

ہمیں اپنی انتظامیہ کے رویے پر غور کرنا ہوگا۔ انتظامیہ ۔ پولیس ۔ اہلکاران بڑے بڑے افسر اور یہ لوگ جو اس معاشرہ کے پریویلیجڈ لوگ ہیں جو مراعات یافتہ طبقہ ہے ان تمام لوگوں کو سوچنا ہوگا ۔ اور کتنے لوگوں کو آپ کے معاشرہ میں اعلیٰ تعلیم ملتی ہے ۔ 15 فیصد کی شرح ہے ۔ تو یہی اب ملی ہے مگر اس میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو میری طرح دستخط ہی کر سکتے ہوں ۔ اعلیٰ تعلیم والے دو تین فیصد سے زیادہ نہیں ۔ جن لوگوں کو اس معاشرہ نے ڈاکٹر بنایا ۔ انجینئر بنایا اور اس غریب قوم نے ایک ڈاکٹر کے آپرو 75 ہزار روپے اپنے پلے سے خرچ کئے ۔ اس غریب قوم نے ایک انجینئر پیدا کرنے کے لئے 50 ہزار روپے اپنے پلے سے خرچ کئے اور اب ان کا رویہ کیا ہے کہ جناب لیبیا جانے کے لئے No objection certificate دے دیں ۔ جناب فلاں جگہ جانے کے لئے No objection certificate دے دیں ۔ تو پھر اس ملک کو کون بنائے گا ۔ اس ملک کی عزت اور بہتری کون دیکھے گا تمہیں قوم نے اپنا پیٹ کاٹ کر اتنا صرف کر کے اس قابل بنایا ۔ تمہیں تعلیم دی ۔ تمہیں سہولت دی ۔ اس کے بعد تمہارا رویہ یہ ہے کہ لیبیا میں تنخواہ زیادہ ہے لہذا تم وہاں چلے جاؤ ۔ ان کو بھی سوچنا ہوگا ۔ بڑے بڑے افسران کو سوچنا ہوگا ان لوگوں کو سوچنا ہوگا یہ لوگ ان لوگوں میں سے ہیں جو مراعات یافتہ ہیں ۔ جن کو اعلیٰ تعلیم ملتی رہی ۔ اچھی پوشاک ملی ۔ اچھے گھر ملے

اگر آج ان لوگوں نے اپنے رویے میں اصلاح نہ کی اور جیسے میرے بہت سے دوستوں نے کہا تھا تو پھر ان کو اس بات کی انتظار کرنی چاہیے کہ کہیں وہ لوگ جو محروم ہیں ان کا ہاتھ ان کی گردن تک آئے گا (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ایک طرف ایشیائی دعا کہ ہم دوسری طرف اپنے اندر اپنی حالت دیکھیں اپنے اندر جو دعا کے ہیں ۔ اور یہ وقت یہ تو نہیں کہ ہم آپس میں دست گریباں ہوں ۔ ہاں ہر چیز کا طریقہ ہے ۔ قانون کا دائرہ ہے ۔ حکومت نے اپنی پالیسی واضح کی ہے ہر چیز اپنے طریقے سے آگے بڑھے ۔ محض اس کے لئے کہ ہم اپنی شہیدوں میں نام لکھوا جائیں ۔ انگلی کٹوا کر ہم شہیدوں میں نہیں لکھوا سکتے ۔ جس کو شرف ملا ہے ۔ اسی کو ملا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ کسی زمانے میں خاص طور پر عرب میں علوم فنون کی بڑی قدر تھی ۔ اس زمانے میں اور اس کے بعد بھی ارسطو کو بہت quote کیا جاتا تھا ۔ اس زمانے میں سمجھا جاتا تھا کہ [illegible] تمام علوم کی جڑ ہے ۔ پتہ نہیں کیوں ۔ شائد اس لیے کہ یہ بھی ایک طرح کی دعا ہو خدا کرے یہاں بھی تحریک احیائے علوم جڑ پکڑے ۔ یہاں بھی علم و فنون ترقی کریں ۔ شائد اس وجہ سے ہی سے ارسطو سمجھے یاد آ گیا ہو ۔ جی چاہتا ہے ارسطو کو quote کروں ۔

"انسانی معاشرے میں امیری اور غریبی کی انتہا ہی بدی کی جڑ ہے ۔ جہاں آبادی انتہائی امیر اور انتہائی غریب کے دو طبقوں میں بٹی ہو وہاں ریاست کا تصور بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ وہاں طبقات کے درمیان صحیح دوستی نہیں ہو سکتی اور دوستی معاشرت کا لازمی اصول ہے"

ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ امن ہو ۔ امن و امان کی اتنی بات کی گئی لیکن جناب والا امیر اور غریب کی دوستی نہیں ہو سکتی اور جب تک طبقات ہیں امن نہیں ہو سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

امن ایک ہی صورت میں ہو سکتا ہے کہ طبقات ختم کر دیئے جائیں ۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ طبقات کیسے ختم ہوں ۔ اسلام بھی طبقات کو ختم کرنا چاہتا ہے اور خدا نے القصص میں فرما دیا :

"ہم نے دیکھا ہے زمین میں کچھ لوگ بڑے بن
بیٹھے ہیں اور انہوں نے کچھ ایسا کر لیا ہے کہ انہیں نیچے
نگلا ہے لیکن ہم نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ
اب وہ جنہیں زمین میں کمزور کر دیا گیا ہے ہم
ان کو اوپر لائیں اور ان کو زمین کا وارث بنائیں
اس نے کہا اے خدا تو نے یہ ارادہ جو پہلے کیا
تھا تیرا یہ ارادہ پھر اس سے زمین پر آشکارا ہو پھر
اس سے زمین پر وہ جنہیں نیچے کر دیا گیا ۔ وہ
ابھریں اور زمین کے وارث بنیں ۔"

جناب والا ۔ ہماری دعا یہی ہے ۔ ہماری کوشش یہی ہے صرف اسی طرح سے یہ طبقات ختم ہوں اور سچے معنوں میں انسان کے درمیان دوستی ہو جائے صرف انہیں معنوں میں یہ مردہ زمین جس کے ہم وارث بنے تھے۔ اس میں زندگی کی نہر دوڑ سکتی ہے اس میں زندگی آمیز پانیوں کے چشمے پھوٹ سکتے ہیں ۔ اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ ابھر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ صرف اسی صورت میں انسان واقعی شکر کر سکتا ہے کیونکہ خدا نے گلہ کیا کہ ہم نے سب کچھ دیا لیکن انسان نے شکر نہ کیا ۔ یقیناً یہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن اس کو ابھارنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جو انسان کے بس میں ہے ۔ وہ اسے ادا کرے ۔ اس لئے کہ کسی بھی قوم کی حالت قرآن کے اصول کے مطابق اس وقت تک نہیں بدل سکتی جب تک وہ خود اپنی حالت کو بدلنے کے لئے دل اور ذہن سے تیار نہ ہو ۔ جناب والا ۔ شکر کا لمحہ ضرور آئے گا ۔ مجھے امید ہے کہ ضرور آئے گا لیکن اس سے پہلے ہمیشہ صبر کا لمحہ آتا ہے ۔ صبر جو ہاتھ توڑ کر بیٹھ رہنے کا نام نہیں ۔ صحیح عمل اور جدوجہد کی تیاری کے لمحے کا نام ہے ۔ جناب والا ۔ صبر طوفان سے پہلے وہ لمحہ ہے جب طوفانوں کے بارے میں ابھی کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ یہ آٹھ کر کیا کرے گا صبر انسان کے اندر وہ مہلت ہے جب وہ جھپٹنے اور لپکنے کے لئے ارادہ کے لئے ارادہ کرتا ہے ۔ تو میں آپ سے کہوں گا ۔ ہاں شکر کے لئے ضرور تیاری کریں لیکن صبر کے اس لمحے کو بھی بڑی اچھی طرح سے ادا کریں ۔ جناب والا ۔ ساتھ ہی امید بہار بھی رکھی ہے ۔ میں اپنے ایک مرحوم دوست کے چند اشعار آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔

شہر اجڑے تو بنا ہے کشادہ زمین خدا
اک نیا آشیانہ بنائیں گے ہم صبر کر صبر کر

دف بجائیں گے برگ و شجر صف بصف
ہر طرف خشکسالی سے پھوٹے گا نم صبر کر صبر کر

لہلہائیں گی پھر کھیتیاں کارواں کارواں
کھل کر برسے گا ابر کرم صبر کر صبر کر

آپ سب نے صبر کیا اس لئے آخر میں ایک اور شعر سن لیجئے۔

یہ بیجا نہ آج اندھیرا ہے
ذرا رخ بدلنے کی دیر ہے

جو خزاں کے خوف سے خشک ہے
وہی شاخ لائے گی برگ و بر

خدا حافظ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(Mr. Speaker : The House is adjourned. It shall reassemble tomorrow at 9.00 a.m.)

(اسمبلی کا اجلاس 26 جون 1974ء بروز بدھ نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

بدھ ۔ 26 جون 1974ء

(چہار شنبہ 4 جمادی الثانی 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا ۔

مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ
قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ
إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ
وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ
وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ
وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝

پارہ ۔ ۷ ۔ رکوع ۸ ۔ آیات ۱۴ تا ۱۸

(اے پیغمبر) آپ کہیئے کہ میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو مددگار بناؤں وہی تو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کو کھانا دیتا ہے اور خود کسی سے کھانا نہیں لیتا یہ بھی کہہ دو کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں اور یہ کہ تم (اے پیغمبر) مشرکوں میں نہ ہونا ۔

یہ بھی کہہ دو کہ میں اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر اللہ نے بڑی مہربانی فرمائی اور یہ کھلی کامیابی ہے ۔ اور اگر اللہ تم کو کوئی سختی پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (راحت) عطا کرے تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں ۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ اور اپنے بندوں پر غالب اور دانا و خبردار ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## ملک سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک سرفراز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 25 ماہ حال بوجہ ایک ذاتی کام اجلاس اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا مہربانی فرما کر اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

( تحریک منظور کی گئی )

---

## راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل دراخوست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

Please request the House to grat me leave for 27th, 28th and 29tn May, 1974 as I could not attend the Session due to indisposition.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

## شیخ محمد اقبال

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اقبال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہوئی ہے ۔

مودبانہ گزارش ہے کہ بندہ کے والد صاحب بیمار

تھے اور بیماری کی وجہ سے مورخہ 5 جون 1974ء
کو وفات پا گئے اس لیے یکم جون 1974ء تا 23
جون 1974ء اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں
کر سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

**چوھدری علی بہادر خان**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوھدری علی بہادر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I was not feeling well. Therefore could not attend Session on 10th and 17th June, 1974. Kindly grant leave Thanks.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

( تحریک منظور کی گئی )

---

**سردار نذر محمد خان جتوئی**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بخار 17/6/1974 تا 21/6/1974 اجلاس
میں حاضر نہیں ہو سکا لہذا براہ مہربانی ان ایام کی
رخصت منظور فرمائی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

( تحریک منظور کی گئی )

---

**بیگم ریحانہ سرور شہید**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست محترمہ بیگم ریحانہ سرور (شہید) ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I hereby bring to your notice that I could not attend Session on 24.6.1974 because I was not well. Kindly grant me leave and oblige.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

**مسٹر خالد نواز خان وٹو**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بوجہ بیماری مورخہ 24 جون 1974ء
کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ اس لیے اس دن
کی رخصت عنایت فرمائی جائے

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

# مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

**قاضی محمد اسماعیل جاوید** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 42 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے مدت میں 15 اگست 1974ء تک توسیع کر دی جائے :

**مسٹر سپیکر** ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 42 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 15 اگست 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**قاضی محمد اسماعیل جاوید** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 43 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 15 اگست 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 43 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 15 اگست 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

# مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مرزا فضل حق رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مرزا فضل حق رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1974 تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1974ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

**مسٹر سپیکر** ۔ اب اخراجات برائے سال 75 ۔ 1974ء پر بحث اور رائے شماری ہو گی ۔

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ کل میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کل آپ تشریف نہیں رکھتے تھے میں نے اسے رکھا ہوا ہے میں آپ سے اس بارے میں مشورہ کرنا چاہتا تھا ۔

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ آج پیش کرنے کی اجازت دے دیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں پھر اس کو دیکھوں گا کل تو آپ تشریف نہیں رکھتے تھے ۔

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ میں جناب کل ذرا لیٹ ہو گیا تھا ۔

**مرزا فضل حق** ۔ جناب والا ۔ آپ نے انہیں دیکھا نہیں وہ تو کل موجود تھے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ بات نہیں ہے ۔ کل وہ تشریف فرما نہیں تھے اور وہ خود تسلیم فرما رہے ہیں ۔ کم از کم عدعی سے تو زیادہ چست نہیں ہونا چاہیے آپ تو کل سارا دن خود تشویف نہیں لائے ۔ اس لیے آپ کیا گواہی دے سکتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ وہ اس لیے اہمیت کی حامل ہے ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اس میں بات یہ ہے کہ اس کی admissibility مشکوک ہے

I would like to discuss with you before I dispose it of.

اس کی admissibility اس لیے مشکوک ہے کہ کاروں کے پرمٹ کا ملنا جو ہے وہ کسی فاضل رکن اسمبلی کا استحقاق نہیں ہے جہاں تک تو یہ رولز اور قوانین کہتے ہیں اور پھر آپ تو ماشاء اللہ وکیل ہیں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ نے گرانٹ کا لفظ استعمال کیا ہے ۔

That is a grant by the executive. So I would like to discuse this matter with you.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ ان کی قیمتوں میں جو کمی بیشی سینٹرل حکومت کرتی ہے اور ہمارے ساتھیوں کو جن کو کاریں 38ہزار 70 روپے میں ملی ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ کی یہ شکایت ہے کہ ان کو بھی چار چار ہزار روپیہ دینا چاہیے ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ یہ شکایت نہیں ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تو پھر اور کیا شکایت ہے ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ شکایت یہ ہے کہ جس طرح دوسرے ساتھیوں کو ملی ہیں ہمیں بھی اسی طرح ملیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ تو ایگزیکٹیو کر کر سکتی ہے اور پھر اس طرح کاروں کا مہنگا ملنا یہ آپ کا استحقاق بنتا ہے یا نہیں ۔ پرمٹ ملنا یا تمام ارکین کو بیک وقت پرمٹ ملے اور جب کبھی کوئی لینے جائے ان کو اسی قیمت پر ملے جو پہلے پرمٹ لینے والوں نے دی ہے ۔ میں نے اس کو دیکھا ہے تو یہ کوئی استحقاق بنتا اور پہلے تو پرمٹ کا ملنا کوئی استحقاق نہیں ہے ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں نے تو قیمتوں کے متعلق لکھا ہے ،

**مسٹر سپیکر** ۔ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر basically استحقاق نہیں ہے تو وہ ایک consequential چیز ہے اس سے استحقاق کیسے بن سکتا ہے ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں اتنی عرض ہے ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اگر آپ اس کو dispose of کرانا چاہتے ہیں تو ۔

I will have to do.

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ نہیں جناب مقصد یہ نہیں ہے مقصد ان

کا یہ ہے کہ آپ نے ہاؤس کی آگے جا کے نمائندگی کرنی ہے ۔ آپ جا کر ان سے سفارش کریں کہ ان کے ساتھ نا انصافی نہ ہو ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں نے اسی لیے ان سے التماس کی ہے کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں بعض اوقات وہ یہاں ہی ہر بات کی وضاحت چاہتے ہیں تو میں اس پر مجبور ہو جاتا ہوں ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ آپ مجبور نہ ہوں ۔ اس سے توقع کی جا سکتی ہے کہ آپ کے دل میں ابھی وہ خانہ ہمارے لیے ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ کو شاید پتہ نہیں ہے فاضل رکن یہاں موجود ہیں ۔ میں خود کراچی گیا ہوا تھا تو میں نے کہا کہ میں بھی اپنی گاڑی خرید لوں چوہدری نواز صاحب گجرات سے یہاں تشریف رکھتے ہیں ۔ جب مجھے یہ پتہ چلا کہ یہ قیمت اس وقت بھی زیادہ مانگ رہے تھے تو میں نے ڈائریکٹر جنرل آف پرائسز سے ، پرائم منسٹر صاحب سے چیف منسٹر صاحب سے بات کی ۔ ۔ ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ اب وہ قیمت زیادہ مانگ رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ایک ماہ دس دن پہلے بھی وہ یہی قیمت مانگ رہے تھے ۔

This was brought down by my efforts and the efforts of the Chief Minister.

اب آپ کی تحریک استحقاق آئی ہے

I will try to bring it to their notice.

**مسٹر نوازش علی خان** ۔ موٹراں دے متعلق میں وی اک عرض کراں سرکار ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ او جی آ جائے گی ہن کل ۔ فی الحال تے میں ایس بحث نوں بند کر دتا اے ۔ کل تسی بھول گئے سو ۔

**مسٹر نوازش علی خان** ۔ کل بڑی سواد دی اے ۔ جناب سانڈے نال بڑا ظلم ہوئیاں اے اسی ایتھوں گئے تو اوہناں سانڈے کولوں دوہ پیسے منگے ۔ اوس ویلے اسی کتھوں دیندے ۔ اسی کوئی نال لے گئے سان فالتو پیسے ۔ البتہ بڑی بے عزتی اے میرے سرکار محمراں دی ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ خان صاحب میں نوٹ کر لیا اے ایس شکایت نوں ۔

ملک غلام قادر ۔ جناب والا ۔ میرے ساتھ بھی اسی طرح ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ گاڑی لے آئے ہیں ۔

ملک غلام قادر ۔ گاڑی تو لے آیا ہوں لیکن پیسے کہیں سے مانگ کر دیئے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جس کے پاس پیسے تھے ۔ اس نے دے دیئے ۔ مجھ جیسے آدمی کے پاس پیسے نہیں تھے ۔ میں واپس آ گیا تو اس میں کیا ہے ۔

ملک غلام قادر ۔ وہ دوسرے کوٹے کی بات ہے دوسرے کوٹے کے وقت 38 ہزار 70 روپے قیمت تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں پتہ کرتا ہوں اس بات کا ۔ مطالبہ زر نمبر 16 ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ قبل اس کے کہ آپ رائے شماری کرائیں ۔ ایک تحریک التواء جو دی گئی تھی اس لیے کہ جناب جنرل ڈسکشن ختم ہو چکی ہے اور اب ہم حالات پر بحث نہیں کر سکتے وہ بہت ضروری نوعیت کی ہے ۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو اسے پہلے لے لیں کل قومی اسمبلی نے بجٹ کا کام چھوڑ کر بھی یہ کام کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ چیف منسٹر سے یا سینئر منسٹر صاحب سے مل لیں ۔ مجھے اس میں کیا اعتراض ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ میرے پاس اس کی کاپی ہے ۔ میں پڑھ دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا پڑھتے ہیں ۔ میں آپ کو ایک اور چیز پڑھ کر سنانے لگا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ جمہور 26 جون 1974ء میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ پہلے آپ میری بات تو سن لیں ۔

**میاں خورشید انور** ۔ جناب والا ۔ مجھے پتہ ہے کہ آپ کسی نہ کسی رول کا حوالہ دیں گے کہ یہ نہیں ہو سکتا گزارش یہ ہے کہ میں ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ بات ٹھیک ہے ۔ میں نے کہا ہے کہ آپ سینئر وزیر سے بات کر لیں and let a joint request. come اور پتہ نہیں کہ اس پر انہوں نے for admissibility voting بھی کروائی ہے یا نہیں یا اس کے بغیر ہو گا اور by arrangements much more can be done تو آپ سینئر وزیر سے بات کر لیں ۔

**میاں خورشید انور** ۔ جناب والا ۔ ہمارے اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر انہوں نے کارروائی کی ہے اور وزیر صاحب کے پاس پہنچ گیا ہے کہ گجرات شہر میں ایک پولیس افسر چیمہ صاحب نے نماز جمعہ کے خطبہ میں قادیان کے مسئلہ پر اپنے جذبات کا اظہار کرنے والے علمائے کرام کو ان کے گھروں سے گرفتار کر کے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر سربازار تمام شہر میں پھرایا ۔ انہیں پولیس سٹیشن میں بھوکا پیاسا رکھا گیا اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ نماز تک ادا نہیں کرنے دی گئی ۔ اس واقعہ سے گجرات کے عوام میں زبردست اشتعال ، غم و غصہ اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ میرا انگوٹھا لگوانا چاہتے ہیں ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ میں پیش کر رہا تھا کہ فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن نے کچھ بات کہنا مناسب سمجھی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں خورشید انور صاحب کا درجہ بہت اونچا ہے اور میری نظر میں تو ذاتی طور پر بھی ۔ لیکن جب تک علامہ ارشد ان کے اپنے recognized لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں آپ ان کو ڈپٹی لیڈر ہی کہا کریں ۔ اس سے ان کی عزت میں کوئی کمی نہیں آتی ،

**وزیر تعلیم** ۔ بہت اچھا جی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ کوئی بات نہیں کہ علامہ صاحب چلے گئے ہوں یا لابی میں بیٹھے ہوں اور آپ ان کو قائم مقام بنائے جا رہے ہیں ۔

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1974-75

## ( پر بحث اور مطالبات زر پر رائے شماری )

### مطالبہ نمبر 16

**مسٹر سپیکر** ۔ وزیر تعلیم ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ ایک رقم جو 55,70,73,000 00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ ایک رقم جو 55,70,73,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے ۔

حاجی صاحب اس سے قبل کہ آپ اپنی کٹوتی کی تحریک کو پڑھیں 4 اور 5 کی مد میں جو requirements ہیں ان کے مطابق نہیں ہے کیونکہ رولز میں یہ لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے پڑا specify کرنا ہے ۔

The particulars of the policy that are to be discussed.

میں اس میں جو رعایت کر سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے جو پیش کی گئی ہیں اس میں اگر یہ محرکین اپنا حصہ لینے کا حق استعمال کرنا چاہیں ۔

I would allow them to participate but this cannot be moved legally.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 37 ۔ تعلیم میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک
روپیہ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 37 ۔ تعلیم میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک
روپیہ کر دیا جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشید ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 37 ۔ تعلیم میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر
دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 37 ۔ تعلیم میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر
دی جائے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میرے اعتراض پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے جو حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی جو تحریک پیش کی گئی ہے وہ 116 ۔ (الف) کے ماتحت آتی ہے اور ان کی 116 (ب)اور اس میں یہ کہا گیا ہے جہاں تک کہ امتحانات لینے کے نظام قومی تحویل میں لیے گئے ۔ سکولوں کی حالت اور محکمہ تعلیم کی کارکردگی کا تعلق ہے کو زیر بحث لایا جائے ۔ اب زیر بحث لانے کا . . . .

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ اس کے ماتحت نہیں آتی ہے ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ نہیں ۔ جناب والا ۔ وہ آتی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ (b) کے ماتحت کیوں آتی ہے انہوں نے کہا ہے کہ سب کو ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ پہلے میں یہ کہا گیا ہے کہ تخفیف کر کے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ "ایک روپیہ کر دیا جائے" اس میں بھی یہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ نہیں ۔ جناب والا ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ بلدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے تو جناب والا ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک روپیہ تخفیف کی جائے اس کا مطلب یہ بنتا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ original میں ٹھیک ہے اس میں مس ۔ پرنٹ ہے ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اس میں مس پرنٹ ہے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ انگریزی میں صحیح دی گئی ہے اور اس میں "be reduced to rupee one" ہے جناب والا ۔ آپ جو بھی کریں ۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جناب والا ۔ میرے پاس دونوں کے اردو کے ہیں ۔ ان میں بھی یہی ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ بہر حال جو کچھ ان کو لکھ کر دیا ہوا ہے وہ چھپا ہوا ہے ۔ "be reduced to rupee one" اس میں لکھا ہوا ہے ۔

اچھا جی ۔ اس کو میں دوبارہ پڑھتا ہوں ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ

مد ۔ 37 تعلیم میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر
دی جائے ۔

**Sheikh Aziz Ahmad :** Opposed.

**مسٹر سپیکر** ۔ سید تابش الوری ۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 37 ۔ تعلیم میں تخفیف کرکے اسے ایک روپیہ کر
دیا جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 37 ۔ تعلیم میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک
روپیہ کردیا جائے ۔

**Sheikh Aziz Ahmad :** Opposed.

**مسٹر سپیکر** ۔ اس کے بعد دو تحاریک ہیں 4 اور 5 نمبر پر اس میں جو رولز کی requirements ہیں ۔

Those have not been complied with.

> Rule 116 (a) .... A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he propose to discuss. heT discuss shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice.....

But I am allowing Makhdumzada Syed Hassan Mahmud and Sardar Amjad Hamid Khan Dasti to participate in the earlier motions.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جیسے جناب نے فرمایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ میں کر رہا ہوں ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس کے بارے میں کچھ اندازہ ہو جائے کہ کتنا وقت لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے دو لینی ہیں ۔ ایک تعلیم پر اور جنرل ایڈمنسٹریشن پر ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ interval تک ہو جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بارہ بجے یا ساڑھے گیارہ بجے تک یہ ہو جائے ۔

**Mr. Speaker :** I hope that the participants will keep this in view.

---

(اس مرحلہ پر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔)

حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم یار خان - 1) ۔ جناب والا ۔ آج جس مسئلہ کو اس معزز ایوان میں زیر بحث لایا جا رہا ہے ۔ وہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر میں سمجھتا ہوں ۔ عوام کے مستقبل ۔ اس صوبہ کے حال اور اس صوبہ کے عوام کی تمام تر معیشت کا انحصار ہے ۔ جناب والا ۔ تعلیم ایک ایسی پالیسی ہے ۔ ایسی چیز ہے جو انسانوں کو صحیح انسان بناتی ہے ۔ جو اس کو مہذب معاشرے کا فرد بناتی ہے ۔ اس کے بغیر انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں ہوتا ۔

جناب والا ۔ آج ہمیں آزاد ہوئے تقریباً 27 سال ہو چکے ہیں ۔ آزادی سے قبل ہمارا تعلیمی نظام بدیشی حکمرانوں کے قبضہ میں تھا جو ہمارے لیے تعلیمی پالیسی وضع کیا کرتے تھے جن کا مقصد ہمیں صرف کلرک بنانا تھا تاکہ ہم وفادار اور خدمت گزار کی حیثیت سے خدمت کرتے رہیں ۔ اور ان کے loyal بن سکیں ۔ آزاد اور مہذب معاشرے کا فرد نہ کہلا سکیں ۔ جناب والا ۔ ہمارے ذہنوں کو مفلوج کرنے ہماری ذہنی آزادی کو سلب کرنے اور ہماری تاریخ کو ہمارے ذہنوں کو مٹانے کے لیے جس قسم کا وہ تعلیمی نظام لا سکتے تھے انہوں نے صوبہ میں وہ نافذ کیا اور اس کے اثرات جناب والا ۔ ان کی دی ہوئی تعلیم

کا یہ اثر ہوا کہ ہم اپنے اسلاف کی تعلیم بھول گئے ۔ ہم اسلام سے نا آشنا ہو گئے ۔ ہم اپنے آپ کی پہچان نہ کر سکے اور ہماری کیفیت وہ ہو گئی کہ .....

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کر گسوں میں
اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و راہ خسروانہ

جناب والا ۔ یہی کیفیت ہم پر طاری رہی آخر کار اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم پر مہربانی کی اور ہمیں خدا تعالیٰ نے جناب والا ۔ قائد اعظم کی شکل میں ایک رہنما دیا ۔ جس نے ہمیں آزادی سے روشناس کروایا اور خطہ پاک جس کا یہ صوبہ دل ہے ۔ ہمیں آزادی کی فضا میں نصیب ہوا ۔ ہمیں توقع تھی کہ آزاد ہونے کے بعد ہمارے لیڈران ۔ ہماری حکومت ۔ ہمارے رہنما سب سے پہلے جس مسئلہ پر توجہ دیں گے وہ مسئلہ تعلیم ہوگا اور زنگ ہمارے دماغوں پر لگ چکا ہے ۔ جو بدیشی حکمران ہمارے ذہنوں پر عفریت چڑھا کر گئے ہیں انہیں فوری طور پر اتارا جائے گا ۔ ہم پھر اپنی تیرہ سو سالہ پرانی تاریخ میں لوٹ جائیں گے مگر افسوس ہے کہ جتنے بھی حکمران آئے انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی ۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ اس ملک کو باقی رکھنے کے لیے اس قوم کو زندہ رکھنے کے لیے اس قوم کے اندر آزادی کا جذبہ قائم کرنے کے لیے سب سے اولین ضرورت یہ ہے کہ اس کا تعلیمی نظام ایسا بنایا جائے جو اس کی آزادی کی روح کو برقرار رکھ سکے ۔ جو اسلام کے نظریات کو قائم رکھ سکے اور جو اس قوم کے ہر فرد کو مسلمان بنا سکے ۔

جناب والا ۔ میں تعلیم کی ایسی ترقی کو قطعاً ترقی نہیں مانتا اگر ہمیں یہ بتایا جائے کہ جناب جس وقت ہم آزاد ہوئے ہمارے پاس اتنے کالجز نہیں تھے اور جس وقت ہم نے چارج سنبھالا ہمارے ہی دور میں ڈھائی سال کے عرصہ میں ہم نے اتنے کالج زیادہ بنا دیے ۔ جناب والا ۔ میں اسے حقیقت نہیں کہوں گا اگر ہمیں بتایا جائے کہ ہمارے ملک میں مڈل سکول کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی ہے ۔ ہمارے ہاں نئے پرائمری سکول اتنے کھل گئے ہیں ۔ ہمارے ہاں ہائی سکولوں کا ایک جال بچھ چکا ہے اور ہم نے یونیورسٹیوں میں زیادہ سے زیادہ شعبے قائم کر دیے ہیں ۔ میں اس ترقی کا قائل نہیں ہوں ۔ میں اسے ترقی نہیں مانتا بلکہ میں یہ کہوں گا آپ اس بد ترین نظام میں اضافہ کے موجب بنے ہیں ۔ مگر اس نظام

میں آپ اصلاح نہیں کر سکتے ۔ ہمیں زیادہ سکول اور زیادہ کالج نہیں چاہیئے تھے ۔ ہمیں زیادہ یونیورسٹیاں نہیں چاہیئے تھیں ۔ ہمیں چاہیے تھا تو وہ ہمارا تعلیمی نظام جو ہماری ضرورت کے مطابق ہو ۔ ہماری ملکی اور قومی ضرورت کے مطابق ہو ۔ ہماری اسلامی ضرورت کے مطابق ہو ۔ جب تک ہم اس موجودہ نظام کو صحیح نہ کریں ۔ اس وقت تک جتنا مرضی ہم اس نظام کو بڑھاتے جائیں ۔ وہ آپ کے لیے تنزلی کا باعث بنتا جائے گا ۔ آپ کی ترقی کا باعث نہیں بن سکے گا ۔

جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہوگا اور اس سے بڑھ کر میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بد قسمتی کوئی نہیں ہو گی اگر ہم ماضی کے تجربات سے اب بھی فائدہ نہ اٹھائیں ۔ یہ تجزیہ نہ کریں کہ مشرقی پاکستان ہم سے کیوں الگ ہوا ؟ کیوں ہمارا ایک اہم ترین بازو کٹ گیا ؟ کون کہتا ہے کہ لیڈروں کی سازشوں سے ہوا ! کون کہتا ہے کہ عوام چاہتے تھے کہ ہم پاکستان سے الگ ہو جائیں ۔ کون کہتا ہے کہ وہ بنگلہ دیش کی طرف راغب ہو جانا چاہتے تھے ۔ افسوس تو یہی ہے جناب والا ۔ کہ بنگال میں جہاں ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد تھی ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی اور مشرقی پاکستان کا تمام تر تعلیمی نظام اور نصاب ان ہندوؤں کے حوالہ کر دیا گیا ۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ نئی پود کے ذہن میں انہوں نے بجائے اسلامی رواداری اسلامی اخوت اسلامی بھائی چارہ اور آزادی کی روحوں کو جگانے کے زیادہ تر انہیں بنگالی بنانے کی کوشش کی اور انہیں بنگلہ دیش بنانے کی ترغیب دی اور انہوں نے ایسا نظام دیا کہ لوگ اپنے ملک ۔ اپنی قوم ۔ اپنے مذہب اسلام اپنی اخوت اور بھائی چارے سے بے زار ہوتے گئے ۔ جناب والا ۔ اب بھی وقت ہے کہ اس سے ہم سبق حاصل کریں ۔ ماضی کی لکیروں کو پیٹنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ماضی پر رونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جو قومیں ماضی پر روتی ہیں یا لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں وہ کسی صورت میں اپنا مستقبل نہیں سنوار سکتیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اب ماضی کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں اس سے سبق سیکھیں اور وہ غلطیاں جو ماضی میں ہم سے ہوتی رہی ہیں وہ ہم نہ دھرائیں اور نہ کریں ۔

جناب والا ۔ اس حکومت کے آتے ہی ہمیں یہ مژدہ سنایا گیا کہ جناب ہم تعلیم کے سلسلہ میں ایک انقلاب لائیں گے ۔ ہم اس ملک میں ایک تعلیمی

پالیسی نافذ کریں گے جو ہماری قسمت بدل کر رکھ دے گی اور ایسا تعلیمی نظام ہم اس ملک کو دیں گے جو اس ملک کی ضرورت کے مطابق ہوگا ۔ مگر افسوس جناب والا ۔ کہ جو تعلیمی پالیسی ہمیں دی گئی جو تعلیمی لبادہ اوڑھ کر ایک پالیسی کی شکل میں ہمیں دیا گیا وہ پالیسی تو نہیں تھی بلکہ ہماری سرائیکی زبان میں جیسے کہتے ہیں ''پلیسی'' وہ ضرور تھی ۔ جیسے ہماری سرائیکی زبان میں دھوکہ اور فریب کو کہتے ہیں ۔ یہ دھوکہ اور فریب تھا ۔ اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے ۔ مجھے افسوس ہے جناب والا ۔ کہ اس تعلیمی پالیسی کا نفاذ 1972ء میں ہوا ۔ آج ہم 1974ء میں پہنچ چکے ہیں اس کو پورے طریقہ سے ہم نے آزما لیا ہے کہ یہ تعلیمی پالیسی کس حد تک کامیاب ہوئی ہے ۔ کس حد تک اس نے ہماری ترقی میں رول ادا کیا ہے یا کس حد تک ہمیں اس میں زیادہ سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے //....

شیخ عزیز احمد ۔ جہاں تک فاضل محرک کی cut motion کا تعلق ہے ۔ زیر بحث لانے کے صرف دو مسائل ہیں ۔ ایک تو یہ کہ امتحانات کا موجودہ نظام ۔ یونیورسٹی میں روز افزوں تعلیمی مسائل ۔ نظم و نسق کا فقدان ۔ اور سہولتوں کی فراہمی کا ۔ جناب والا ۔ اس وقت میرے فاضل دوست نظام تعلیم پر عام بحث کر رہے ہیں ۔ یا کہ تحریک کٹوتی پر ۔ میں آپ کی توجہ قاعدہ116 کے اس پیرا کی طرف توجہ دلاتا ہوں ۔ جس میں یہ ہے کہ

Rule 116 reads :—

> (a) A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss.

انہوں نے بحث کے لیے دو پوائنٹ دیے ہیں ۔ ایک تو امتحانات اور دوسرا نظم و نسق اور اس میں سہولتوں کا فقدان ۔

> The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate and alternative policy.

تو اس سلسلہ میں وہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ امتحانات کا نظام بدل کر اس طرح سے کر دیا جائے۔ یا یونیورسٹیوں کی سہولتوں میں نظم و نسق کا فقدان۔ یا اس کے جو تعلیمی وسائل ہیں ان کو بروئے کار لایا جائے۔ یہ تو جناب تعلیمی پالیسی پر بحث کر رہے ہیں۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا۔ جب تک ایک فاضل ممبر تقریر کر رہے ہوں۔ تو کسی اور ممبر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بھی اپنی تقریر شروع کر دے۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ نہیں جناب۔ میں تقریر نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ اپنے نکتہ کی وضاحت کر رہا ہوں۔

**Mr. Chairman** : Sheikh Aziz Ahmad has rightly pointed out. I hope the learned member has taken notice of that.

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب والا۔ ہمیں بھی سن لیجئے کہ ہم کیا وہ صحیح طور پر کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے rightly point out کیا ہے۔ ہماری بھی سن لیا کریں۔ اس کو سننے سے پہلے یہ فیصلہ نہ کر لیا کریں کہ ہم نے رولنگ ان کے حق میں دینی ہے۔ جناب والا۔ میں معافی چاہتا ہوں۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا۔ مجھے جناب شیخ صاحب کے جذبہ کا پوری طرح سے احساس ہے۔ وہ ذرا توجہ سے پڑھا کریں۔ اس میں روز افزوں تعلیمی مسائل بھی ہیں۔ ان کے معنی اگر ان کو نہیں آتے۔ تو میں ان کا استاد نہیں ہوں کہ سمجھتا رہوں۔ بہر حال یہ پالیسی cut motion ہے اگر وہ انگریزی کو اٹھا کر دیکھ لیں اگر ان کو اردو کے صحیح معنی نہیں آتے۔ تو مکمل تعلیمی نظام میں لکھا ہے I have given notice of that. اس کے باوجود میں ان کے جذبات کا پورا پورا احساس کرنے کی کوشش کروں گا۔ جناب والا۔ میں اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کبھی ہم نے اس امر کا تجزیہ کیا تھا۔ ضروری نہیں۔ میں نہیں کہتا کہ حکومت نے تعلیمی پالیسی بد نیتی سے نافذ کی ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے نیک نیتی سے کی ہے ان کا منشاء درست ہوگا مگر ایک چیز جو وہ ایک بار نافذ کر دیں۔ اس کے بعد اس کا تجزیہ کرنا۔ اس کا محاسبہ کرنا۔ اس کی چھان بین کرنا۔ ان

کا فرض ہے ۔ یہ question of prestige نہیں ہوتا ہے کہ ہم نے یہ اقدام کیا ہے اورنیک نیتی سے کیا ہے مگر وہ کس حد تک کامیاب ہوا ہے ۔ اگر وہ کامیاب نہیں ہوا ہے ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر عمدہ کارکردگی اس سے بڑھکر فراخدلی کوئی نہیں ہو گی کہ وہ اپنی ناکامی کا خود اعتراف کر کے اس کی اصلاح کریں ۔ جناب والا ۔ کون نہیں جانتا کہ محض ایک سستی شہرت حاصل کرنے اور محض ایک ڈھونگ رچانے کے لیے ۔ محض ایک تعلیمی بحران پیدا کرنے کے لیے اس صوبہ میں تعلیمی پالیسی کا نفاذ کیا گیا اور وہ سکول جو کہ پرائیویٹ ادارے تھے ۔ جو کہ حکومت کی کسی قسم کی امداد کے بغیر ۔ حکومت کی کسی قسم کی کرم نوازیوں اور مہربانیوں کے بغیر ۔ اپنے ہی وسائل سے اور کوشش سے ۔ اپنی ہی ہمت سے محض اس غرض سے چلائے جا رہے تھے کہ اس صوبہ میں تعلیمی سہولتوں کا فقدان نہ رہے ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ کون نہیں جانتا کہ ان پرائیویٹ انجمنوں نے ۔ ان پرائیویٹ اداروں نے بہت تعلیمی خدمات سرانجام دی ہیں ۔ میں نہیں کہتا کہ سب پرائیویٹ ادارے بہت اچھے تھے ۔ میں نہیں کہتا کہ ان میں کوئی برائی نہیں تھی ۔ جناب والا ۔ اچھائی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ برائی بھی ہوتی ہے اور لازماً ہوتی ہے ۔ جہاں اجالا ہوتا ہے وہاں اندھیرا اس کے پیچھے ضرور آتا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس میں خراب ادارے بھی تھے مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ خراب ادارے ختم کرنے کے ساتھ ہم اچھے ادارے بھی ختم کر دیں ۔ بالخصوص ایسے ادارے جناب والا ۔ جو کہ ہماری آزادی کا بھی موجب بنے ۔ جناب والا ۔ اب آپ بہتر جانتے ہیں ۔ آپ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ اس شہر لاہور میں کتنے ایسے ادارے موجود ہیں ۔ پرائیویٹ تاریخی ادارے ایسے موجود ہیں ۔ جنہوں نے نہ صرف تعلیمی خدمات سر انجام دی ہیں بلکہ اس ملک کی آزادی کا سبب بنے ہیں ۔ اور اس ملک کے قیام میں بھی حصہ لیا ہے ۔ بلکہ پیش پیش رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ ان اداروں کو قومیانہ نہیں چاہیے تھا ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس اتنے وسائل تھے ۔ اگر آپ کے پاس اتنی ہمت اور اتنے ذرائع تھے تو آپ بے شک انہیں قومیا لیتے ۔ ان کو اپنے معیار پر لے آتے کہ ہر ادارہ ایک نئی یونیورسٹی

کہلاتا ۔ مگر آپ نے یہ نہ سوچا کہ ہمارے وسائل کتنے ہیں ۔ ہمارا مقدور کتنا ہے ۔ ہماری قوت کتنی ہے ۔ ہم کتنی حد تک اس ذمہ داری کو سنبھال لیں گے ۔ محض وقتی دعویٰ اور وقتی بلے بلے کے لیے جناب والا ۔ آپ نے ایک اچھے خاصے چلتے چلاتے نظام کو یعنی پرائیویٹ اداروں کو فوری طور پر قومیا لیا ۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان اداروں کو قومیا لینے کے بعد آپ نے اس صوبے کے تعلیمی مسائل کو حل کر دیا ؟ آپ نے اس صوبے کے تعلیمی ضروریات کو پورا کر دیا ہے ؟ میں کہتا ہوں کہ ان اداروں کو اگر آپ اپنی جگہ پر رہنے دیتے اور جو ادارے آپ کی زیر نگرانی چل رہے ہیں ۔ اگر ان کی ہی اصلاح احوال آپ کر لیتے ۔ ان کا معیار ہی آپ بلند کر لیتے ۔ ان کو ہی آپ بہتر بنا لیتے ۔ تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اس صوبہ میں تعلیمی بحران پیدا ہوتا ۔ جناب والا ۔ آپ نے اندازہ فرمایا ہوگا اور اس معزز ایوان کا ہر رکن یہ جانتا ہے کہ یہ پرائیویٹ ادارے کیوں کامیاب ہو رہے ہیں اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں ۔ باوجود اس امر کے کہ ان پرائیویٹ اداروں میں کسی قسم کی سہولیات نہیں ہیں ۔ ان کا تنخواہ کا نظام بالکل ناقص اور غلط تھا ۔ انتہائی قلیل تنخواہ ان کو دی جاتی تھی ۔ ٹاٹ پر بھی بٹھایا جاتا تھا ۔ بعض اوقات مٹی پر بھی بٹھایا جاتا تھا اور اس کے باوجود بھی طلباء پرائیویٹ اداروں میں داخلہ لینے کو زیادہ ترجیح دیتے تھے بہ نسبت آپ کے سرکاری اداروں کے ۔ کیوں ؟ وہ اس لیے کہ ان اداروں میں تعلیم زیادہ تھی ۔ ان اداروں میں تعلیم کا معیار اچھا تھا ۔ ان اداروں میں امتحانات کے نتائج بہتر ہوتے تھے ۔ ... ...

**Sheikh Aziz Ahmad** : Mr. Speaker Sir, may I draw your attention to the fact that what Haji Saifuliah Khan is discussing is not mentioned in the cut motion.

**Mr. Speaker** : Haji Sahib, your cutmotion is " to discuss the policy underlying the demand so far as the increasing educational problems, lack of discipline, provision of facilities in educational institutions, universities and present system of education."

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ بالکل صحیح ہے ۔ آپ نے بڑا اچھا کیا کہ میرا جو اصل موشن ہے وہ انگریزی میں پڑھ کر سنا دیا ۔ اور اب شیخ عزیز احمد صاحب کی غلط فہمی بھی دور ہو گئی ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کررہا تھا کہ ہمیں چاہیے یہ تھا کہ ہم اپنے اداروں کا معیار بلند کرتے ۔ آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ کتنے بے روزگار افراد تھے جنہیں آپ کے پاس ملازمت نہیں ملا کرتی تھی ۔ وہ آپ کے ہاں دھکے کھایا کرتے تھے ۔ آپ کے ہاں vacancies نہ ہونے کی بنا پر در بدر پھرا کرتے تھے ۔ ان کے لئے دو ہی راستے ہوا کرتے تھے یا تو وہ بیکار پھریں ۔ آوارہ گرد ہو جائیں یا پھر وہ پرائیویٹ ادارے خود قائم کریں ۔ یا پرائیوائٹ قائم کردہ اداروں میں جس حالت میں انہیں روزگار مل سکے وہ کریں۔ اب آپ اندازہ فرمائیں گے ۔ کہ ان میں بیشتر ملازمین interim طور پر اس وقت تک جب تک سرکاری ملازمت نہیں ملا کرتی ۔ ان میں یہ ملازمتیں کیا کرتے تھے اور انہیں اس امر کا احساس ہوا کرتا تھا کہ اگر ہمارا تعلیمی معیار بلند نہ ہوا اور ہمارے ہاں اگر نتائج بہتر نہ ہوئے ۔ امتحانات میں زیادہ سے زیادہ لڑکے اس ادارے سے کامیاب نہ ہوئے تو یہ ادارہ بند ہو جائے گا اور ہمارے مستقبل کی روٹی ختم ہو جائے گی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی صاحب It is not included that why it has been nationalised. Please restrict yourself.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ بہت اچھا ۔ میں اب دوسری ائیٹم پر آتا ہوں جناب والا ۔ مجھے اس پر اب زیادہ کچھ نہیں کہنا ۔ میں نے صرف اس لئے کہا ہے کہ حکومت متوجہ ہو جائے ۔ حکومت موازنہ کرے ۔ حکومت اس امر کا احساس کرے ۔ انہوں نے اپنے لئے مسائل پیدا کئے ہیں ۔ صوبہ کے عوام کے لئے تعلیمی بحران پیدا کیا ہے یا انہوں نے صوبہ کی ۔ حکومت کی کوئی خدمت کی ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے اپنے وزیر تعلیم کی قابلیت اور دیانتداری کا اعتراف ہے ۔ مجھے اپنے وزیر تعلیم کی شرافت کا بھی اعتراف ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اعتراف ہے کا اس بجٹ میں زیادہ سے زیادہ رقم تعلیم پر خرچ کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس سے بھی جناب والا ۔ میں انکار نہیں کرسکتا مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے کے لئے اس صوبے کے بجٹ میں ہمیشہ تعلیم نے اس امر کی کوشش کی ہے ۔ کیا انہوں نے قومی سطح پر سوچ کر ایک قومی فرد بن کر اس امر کا جائزہ لیا ہے کہ بجٹ میں جتنی بھی رقوم تعلیم کے لئے ہمیشہ رکھی جاتی رہی ہیں ۔ ان کا صحیح مصرف ہوتا رہا ہے ۔ ان کا

صحیح معنوں میں خرچ بھی کیا جاتا رہا ہے ۔ ان سے تعلیمی مسائل دور کئے جاتے رہے ہیں یا کئے گئے ہیں ؟ جناب والا ۔ جتنی دھاندلی اور گڑبڑ اس محکمہ تعلیم میں پیدا ہوگئی ہے اور اس دور میں جتنی ہوئی ہے آج سے قبل تعلیمی اداروں میں اتنی کبھی نہیں ہوئی جناب والا ۔ جتنے بھی زیادہ سے زیادہ فنڈ حکومت تعلیمی اداروں کے لئے فراہم کرتی ہے جتنی زیادہ سے زیادہ گرانٹیں تعلیمی اداروں کے لئے فراہم کرتی ہے کبھی حکومت نے یہ سوچا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب قائد حزب اختلاف وزیر تعلیم کے پاس تشریف لے گئے)

جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے جناب وزیر تعلیم کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ کہ ہم اس ایوان میں بالخصوص ان کٹ موشنز کو انہیں کی توجہ کے لئے پیش کیا کرتے ہیں کہ وہ ہماری معروضات سنیں اور آپ کا بھی custodian of the House کی حیثیت میں یہ فرض ہے کہ جب وزیر کو یہ privilege حاصل ہے کہ وہ دو گھنٹے تقریر کریں اور ہم وہ سنیں تو کیا وزیر کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ بھی ہماری معروضات کو سنیں ؟ کم از کم ان کی توجہ تو مبذول کرائیں ۔

**Sheikh Aziz Ahmad** Sir, the Hon'ble Member is irrelevant

**Mr. Speaker** There is no question of irrelevancy. He is only trying to draw the attention of the Education Minister that he is not attentive.

آپ نے لیڈر آف دی اپوزیشن کو ان کے پاس بھیج دیا ہے وہ کیا کریں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ ہم یہ مسائل کس کے لئے بیان کر رہے ہیں کس کے لئے تجاویز دے رہے ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ایک طرف آپ نے قائد حزب اختلاف کو ان کے پاس بھیج دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ میں نے نہیں بھیجا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ دو منٹ ٹھہر ہی جائیں ۔ ۔ ۔ (وقفہ)

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ میں جناب وزیر تعلیم صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ تعلیم کے مسائل زیادہ سے زیادہ رقوم فراہم کرنے سے حل نہیں ہوتے ۔ مجھے پتہ ہے ۔ آپ کے وسائل اتنے نہیں ہیں ۔ جتنی

ہماری تعلیمی ضروریات ہیں البتہ یہ تو ہمارے وسائل میں ہے یہ تو ہماری طاقت میں ہے کہ جتنے بھی وسائل اس صوبہ کے غریب عوام تعلیم کے خرچ کے لئے آپ کے سپرد کرتے ہیں ۔ ان کا کم از کم صحیح اور جائز مصرف ہو ۔ جناب والا ۔ شائد آپ کو اس امر کا علم نہ ہو اور ہو سکتا ہے کہ ہونے کے باوجود آپ اس طرف توجہ نہ دے سکے ہوں مگر میرا فرض ہے کہ آپ کے نوٹس میں لاؤں ۔ جتنی بھی تعلیمی اخراجات کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولیات اور گرانٹ اس صوبہ کی تعلیم کی مد میں دی جاتی رہی ہیں ۔ ان کا انتہائی طور پر غلط مصرف کیا جاتا رہا ہے ۔ ان میں انتہائی کرپشن کی جاتی رہی ہے ۔ ان میں انتہائی دھاندلیاں کی جاتی رہی ہیں ۔ اور میں دیانتداری سے کہہ رہا ہوں کہ 25 فیصدی اصل خرچ نہیں ہوتا ۔ 75 فیصدی خرچ آفیسرز کی جیب میں جاتا ہے ۔ آپ ایک ایک پائی کے کسٹوڈین ہیں ۔ آپ ایک ایسا نظام متعین کریں ۔ آپ ایک ایسا طریقہ کار متعین کریں ۔ کہ ایک پائی کا بھی قوم کے خزانے سے غلط مصرف نہ ہو سکے اور کوئی افسر اس میں بددیانتی نہ کر سکے ۔ میں پہلے ہی واشگاف الفاظ میں کہہ چکا ہوں کہ ہمارے وزیر تعلیم انتہائی دیانتدار ہیں ۔ ہمیں ان کی دیانتداری پر کوئی شک نہیں مگر ہمیں ایسی دیانتداری نہیں چاہیے ۔ اگر وہ بددیانت افسران پر کنٹرول نہیں کرسکتے تو صرف ان کا دیانتدار ہونا کافی نہیں ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کو یہ تجویز کرونگا کہ وہ اس کے متعلق alternative تجویز بتائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضروری نہیں ہے ۔

He can do it, but there is no obligation.

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ ضروری ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ کم از کم سنیں تب پتہ لگے گا ۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے ۔ میں وہ بھی بتاؤں گا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ آپ غیر ضروری باتیں نہ کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ بھی کم از کم غیر ضروری نشست و برخاست سے پرہیز کریں ۔

**Mr. Speaker.** The House is called to order please.

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ وہاں پر کرپشن اس طرح ہوتی ہے کہ آپ نے گرانٹ دی اور نچلے افسروں کو دی کہ اتنے لاکھ روپیہ فرنیچر کی خریداری کے لئے دیا جاتا ہے ۔ اتنا روپیہ فلاں مد کے لئے دیا جاتا ہے اور اس میں ہوتا کیا ہے ۔ جناب والا ۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ وہ گرانٹیں بروقت release نہیں ہوتیں ۔ سال کا جب آخری ماہ ہوتا ہے یعنی جون کے مہینے میں ان گرانٹوں کو release کیا جاتا ہے اور پھر جب وہ release ہوتی ہیں تو release کرنے والے افسر جب تک اپنا حصہ نہ مانگیں، جب تک اپنا پہلے حصہ نہ لیں ۔ اس وقت تک وہ انہیں release کرنے کے آرڈر نہیں دیتے اور جس وقت انہیں release آرڈر ملتے ہیں اور وہ آخری ایام بلکہ اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ اٹھائیں انتیس جون کو پیسے ملتے ہیں اور وہ فرضی بل اور فرضی ووچر بنا کے فرضی فرموں کے نام پیسے وصول کرتے ہیں ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ سکولوں میں جو سامان جاتا ہے ۔ اس کے متعلق معزز رکن کا کیا خیال ہے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ یہ پابندی تو ہوتی ہے کہ کوئی ممبر اگر irrelevant ہو تو اسے چیک کیا جا سکتا ہے اور اگر ایک ممبر irrelevantly بار بار اٹھے تو اسے بھی چیک کیا جا سکتا ہے

**مسٹر سپیکر** ۔ اس لئے میں نے ان کا original انگریزی میں پڑھ دیا تھا۔ آپ نے غالباً، اس کی طرف توجہ نہیں دی ۔ آپ کہیں تو میں اس کو repeat کردوں ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جی ہاں ۔

**Mr. Speaker.** "To discuss the policy underlying the demands so far as the increasing educational problems, lack of dicipline and provision of facilities in educational institutions, universities and present system of education."

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ ان سے پوچھ لیں کہ تسلی ہو گئی ہے یا نہیں یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا دل گردہ ہے وہ کس طرح سے اس کو برداشت

کر رہے ہیں ۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ اس غریب صوبہ کا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ان کا حق ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ڈاکٹر صاحب خیال کریں ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اس غریب صوبے کی ایک ایک پائی قیمتی ہے جس طرح اکٹھا ہوتا ہے اور کس طرح اس کو عوام دیتے ہیں وہ کس کو معلوم نہیں ہے ۔ اگر اس کا خرچ بے جا طریقہ سے کیا جائے تو غریب عوام کے ساتھ اس سے زیادہ ظلم کیا ہو سکتا ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ جناب ڈاکٹر صاحب اس امر پر خصوصی توجہ فرمائیں اور جتنا بھی پیسہ ایجوکیشنل کمیٹیوں کی شکل میں یا تعلیمی اداروں کے لئے منظور کیا گیا ہے ۔ اس کی ریلیز بر وقت ہو جایا کرے اس ریلیز کے سلسلے میں ان افسران میں سے بیشتر افسران بد دیانت ہیں ۔ مجھ سے نام نہ گنوائیں میں نام نہیں لینا چاہتا ۔ میں سمجھتا ہوں اور مجھ سے زیادہ ڈاکٹر صاحب جانتے ہیں کہ کس طرح دھاندلیاں ہو رہی ہیں ۔ اس لئے آپ ایک پول بنائیں ۔ ڈاکٹر صاحب اس کی آسانی سے نگرانی کر سکتے ہیں ۔ جتنی ضروریات بر وقت درکار ہوں مثال کے طور پر اس صوبہ کے لئے دو لاکھ کرسیاں چاہئیں چار لاکھ ٹاٹ چاہیے ۔ اس صوبے کے لیے لیبارٹری کا سامان چاہیے یا دوسری ضروریات فراہم کرنا ہیں تو آپ براہ راست اپنی نگرانی میں ڈسٹرکٹ کی سطح پر اس کا انتظام کریں ۔ میرے پاس مثالیں موجود ہیں کہ جناب کاردار صاحب نے از راہ کرم میرے علاقہ کا ہائی سکول جو بالکل مسمار ہو چکا تھا اس کے لئے پندرہ ہزار روپیہ کا فرنیچر کی خرید کے لئے دیا ۔ لیکن اس کے لئے کوئی ٹنڈر نہ طلب کیا گیا اور اس گرانٹ کا جو حشر ہوا اور اس طرح برباد ہوا کہ سکول میں فرنیچر نہیں پہنچا اور قطعی طور پر اس گرانٹ ضائع ہو گئی کا ناجائز استعمال ۔ وہ گرانٹ اور ہمارے کھاتے میں پندرہ ہزار روپے رکھے گئے ۔ جناب والا ۔ وقت بہت کم ہے اور بہت سے مقررین کو موقع دینا ہے اس لئے زیادہ تفصیل میں عرض نہیں کرنا چاہتا میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس بارے میں پوری طرح توجہ فرمائیں ۔ نقد گرانٹس دینے کی بجائے ۔ اشیا کی شکل میں جس طرح گورنمنٹ میڈیکل سٹور سنٹر بنا ہوا ہے اس طرح سٹور بنائیں اور وہاں سے وہ ریلیز کریں تاکہ اس میں ہیرا پھیری نہ ہو سکے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اصل امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ محض سکول کھولنے سے ۔ محض اساتذہ مقرر کردینے سے ۔ محض طلبا کو داخلہ دینے سے تعلیم نہیں آتی اگر محض داخلہ لینے اور حاضری پوری کرنے سے کوئی شخص تعلیم یافتہ ہو جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں امتحانات کا نظام قطعی طور پر ختم کر دینا ہوگا ۔ اصل تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ جو بچہ جس ادارے میں داخل ہو جس شعبہ میں داخل ہو وہ اس میں پورے طور پر فارغ التحصیل ہو کر نکلے اس کا معیار تعلیم اس درجے کے مطابق ہو جس میں وہ داخل ہے ۔ اسی درجے کی قابلیت سال کے بعد کیلئے ۔ ہونا کیا ہے کسی کو پتہ نہیں ہے ۔ کیا ڈاکٹر صاحب اس چیز سے لا علم ہیں کہ ہمارے امتحانوں کی کیفیت کیا ہوتی ہے ۔ جناب والا ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے امتحانات کے سنٹر نیلام ہوتے ہیں ۔ سپر نٹنڈنٹ جب امتحان کے سنٹر میں جاتا ہے ۔ تو وہ نرخ مقرر کرتا ہے اور معزز رکن جانتے ہیں کہ ان میں ریٹوں کی شرح کیا ہوتی ہے ۔ اگر کاپیاں باہر سے لے جائیں تو سو روپیہ دیں اگر آپ کتاب لے کر جائیں تو پچاس روپے دیں اور اگر نوٹس لے کر جائیں تو 25 روپے اگر پوچل گچھ کرنا ہے تو تب دس روپے تو وہ امتحان دے سکتا ہے۔ حقیقت کا اعتراف کرنا بہت بڑی فراخدالی ہے ۔ اس سے زیادہ عظمت کوئی نہیں اگر ہم حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں ۔ جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری یونیورسٹیاں محض اس امتحانات کے نظام کی وجہ سے کتنی بدنام ہو چکی ہیں ۔ باہر کے ممالک میں یہ نشر ہو چکا ہے کہ پاکستان میں ڈگریاں ایسے مل جایا کرتی ہیں ۔ استعداد پر نہیں ملتیں ۔ ازراہ خدا تعلیم کو صحیح معنوں میں تعلیم بنائیں اور اس صوبے کے عوام کو تعلیم یافتہ بنانا ہے تو امتحانات کے نظام پر نظر ثانی کریں ۔ امتحانات کے نظام پر کڑی نظر رکھیں اور اتنی سختی بھی کریں جو بد نام ایگزامینر سپر نٹنڈنٹس اور کنٹرولر آف امتحانات ہیں ان سب کو یکسر ختم کریں ان بجائے کی دیانتدار آدمی بھیجیں ان کی نگرانی کریں اور ایک ایسا طریقہ کار متعین کریں جس کے لئے اولین ضرورت اس بات کی ہے کہ طلبا کو اخلاقیات کی تعلیم دی جائے ۔ جناب والا ۔ صرف آدمی کتابوں سے تعلیم یافتہ نہیں ہو جاتا ۔ جب تک ان کا اخلاق بلند نہ کیا جائے ۔ ہر لڑکے کے ذہن میں یہ ڈالا جائے کہ یہ آپ کے لئے زہر قاتل ہے ۔ اگر آپ امتحان میں

نقل کریں گے تو آپ کا کوئی بھی پرسان حال نہ ہوگا ۔ جب تک آپ پاس اپنی قابلیت نہ ہونگے ۔ جب تک یہ اثر نہیں ڈالیں گے ۔ ان کو سچائی کی طرف راغب نہیں کریں گے اس کو نقل نویسی سے پرہیز نہ سکھائیں گے اور وہ اس وقت ہوگا جب آپ تعلیمی نصاب میں اخلاقیات کا عملی دخل زیادہ رکھیں گے ۔ کہ ہر لڑکا اخلاقیات میں مکمل ہو کر نکلے ۔

جناب والا ۔ آپ اندازہ فرمائیں گے کہ اس وقت یونیورسٹیاں جو ہر ملک اور صوبہ میں قیمتی سرمایا ہوتی ہیں۔ آج وہ ایک مسئلہ بن گئی ہیں۔ اور حکومت کےلئے درد سر بنی ہوئی ہیں ۔ آج ہماری حکومت سب سے زیادہ اگر پریشان ہے ۔ تو یونیورسٹی سے پریشان ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں ۔ کہ اپنی یونیورسٹیوں سے طالب علم پریشان ہیں اور وہ ان سے چھٹکارا بھی حاصل نہیں کرسکتے ۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ انہوں نے اس طرف کبھی توجہ نہیں دی آخر یہ کیفیت اور بے چینی کیوں پیدا ہوئی ؟ یونیورسٹی سیاست کا اکھاڑا کیوں بن گئی ہے ؟ ان کا ماحول کیوں ابتر ہوتا جا رہا ہے ؟ اس طرف آپ نے توجہ نہیں دی ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بیرونی ممالک میں جائیں وہاں کی یونیورسٹیوں کا مطالعہ کریں۔ وہاں کی یونیورسٹی کی فضا دیکھیں یونیورسٹی کا احاطہ طلبا کی ملکیت ہوا کرتا ہے اور وہ ان کی اپنی سٹیٹ ہوا کرتی ہے ۔ ان میں آپ آزادی بحث تمحیص کی اجازت دیں۔ ان پر پابندی نہ لگائیں۔ آپ اس سٹیٹ کو بالکل خود مختار چھوڑ دیں جس وہ مسئلے پر بحث کرنا چاہتی ۔ جو بھی پالیسی اپنے لئے بہتر اپنا سکیں اپنی حدود میں رہ کر اپنائیں اس سے باہر وہ کسی قسم کا دخل نہیں دے سکتے اور بیرونی سیاست میں کسی قسم کا دخل نہ دیں ۔ کیونکہ طلبا باہر کی سیاست میں آتے ہیں ۔ اس لئے انہیں اپنی سیاست میں گھٹن محسوس ہوتی ہے ۔ حکومت نے وہاں پر بھی ایسی ناروا اور ناجائز پابندیاں لگا رکھی ہیں اور ایسی بے جا مداخلت حکومت نے کر رکھی ہے کہ یونیورسٹیوں میں گھٹن پیدا ہوگئی ہے ۔ طلبا بے چینی محسوس کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب گھٹن کی فضا محسوس کرتے ہیں تو وہ باہر نکلتے ہیں ۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ ہماری یونیورسٹیوں کے نظام کو اور طلبا کی ذہنی آزادی کو قطعی طور پر مفلوج نہ کریں اور یونیورسٹیوں کے اندر اپنا نظام آپ بنانے دیں ۔ انہیں مواقع دے تاکہ گھٹن دور ہو جائے اور حکومت کے لئے پریشانی کا موجب نہ بنے ۔

جناب والا ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ اساتذہ کا مقام کتنا بلند ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر کسی شخص کو کوئی ذہنی تکلیف نہیں دی جا سکتی ۔ اس سے زیادہ ذہنی کوفت کسی کو نہیں دی جا سکتی کہ ایک استاد جو بی ۔ اے ۔ بی ۔ ایڈ ہے وہ پی ۔ ٹی ۔ سی کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے ۔ وہ جونئر انگلش ٹیچر کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے اور اسی ڈگری کے حامل استاد جنہوں نے اس کے بعد ڈگری لی ہے ۔ اس کے بعد بی ۔ اے کیا ہے وہ ڈائرکٹ ریکروٹمنٹ میں ایس ۔ ای ۔ ٹی بن جاتا ہے ۔ مجھے بتائیں کہ کون سا قانون آپ کے مانع آتا ہے ۔ اس کے لیے کتنی رقم کی ضرورت ہے ۔ بجائے اس کے کہ آپ نے مستی شہرت حاصل کرنے لیے بے پناہ رقم رکھی ہے ۔ اسے کم کرکے آپ ایک کام کر لیں کہ جتنے بھی اساتذہ آپ کی سر و سز میں موجود ہیں ان کو قابلیت کے مطابق جگہ دیں تا کہ ان کی ذہنی پریشانی ختم ہو ۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ استاد جس نے بی ۔ ایڈ کیا ہوا ہے ۔ جسے آپ نے کسی ادارے میں استاد بھی رکھا ہوا ہے ۔ اسے آپ پی ۔ ٹی ۔ سی کے سکیل کی تنخواہ دے رہے ہیں تو کیا آپ توقع رکھتے ہیں کہ وہ بچوں کو تسلی بخش طور پڑھا سکے گا اور زندگی اطمینان سے بسر کر سکے گا ۔ یہ قطعی طور پر ناممکن ہے ۔ جناب والا ۔ میں استدعا کروں گا کہ تمام اساتذہ کو ان کی تعلیمی قابلیت کی بنا پر سکیل دیا جائے کیونکہ یہ بے چینی جتنی جلدی دور ہو سکے اتنا ہی ملک کا اور قوم کا فائدہ ہے ۔

جناب والا ۔ میں جناب ڈاکٹر صاحب جن کی شریف النفسی کا میں پرسلا اعتراف کرتا ہوں کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں محض عربی میں تقریر کر لینے سے ۔ محض عربی میں ابتدا اور انتہا کر لینے سے اسلام نہیں آ جاتا ۔ اسلام کی کچھ اپنی قدریں ہیں ۔ آپ نے اس بجٹ میں دیکھا کہ وہ اساتذہ جو مسجدوں میں پڑھاتے ہیں ۔ جن کو آپ نے ملازمت میں جاری رکھا ہے ۔ جن کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے دین اور مذہب کو اپنایا ہے ۔ جن کا قصور اتنا ہے کہ وہ فارغ التحصیل ہیں ۔ ان کے پاس آپ کی جدید یونیورسٹی کی ڈگریاں نہیں ۔ جن کے پاس اسلام اور دین کی ڈگریاں ہیں ۔ انہیں آپ نے ملازم بھی رکھا ہوا ہے ۔ ہمیں پتہ ہے کہ بجٹ کو محض ایک بجٹ کی شکل میں ڈاکٹر صاحب نہیں دیکھتے ان کی نظر بجٹ کی تفصیلات پر بھی ہے ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں جو ان کی دنیا اور دین دونوں کے

لیے بہتر ہے اگر ان کی نظر اس جانب پڑ سکے ۔ صوبے کے اندر 661 کے قریب وہ سکول ہیں جو مساجد میں قائم ہیں ۔ جنہیں ابتدا میں محض اس لیے جاری کیا گیا تھا کہ لوگ ان کی طرف زیادہ راغب ہوتے تھے ۔ لوگ پرائمری سکولوں کی بجائے مسجدوں میں زیادہ بچے داخل کراتے تھے ۔ تو آپ نے بجٹ میں 661 سکول رکھے ہوئے ہیں جنہیں جاری رکھنے کے لیے آپ نے بڑی مہربانی کی ہے ۔ ان کے لیے اس بجٹ میں صرف 3,76,770 روپے رکھے گئے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب کی توجہ اس طرف نہ گئی ہو کہ ایک آدمی کے حصے میں کتنی رقم آتی ہے ۔ تو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج کے دور میں جب کہ صرف 47/50 روپے فی کس تنخواہ دے رہے ہیں ۔ مجھے بتائیں کہ اس سے بڑھ کر کیا کوئی ظلم ہو سکتا ہے کہ ساڑھے سنتالیس روپے پر آپ نے ایک مدرس رکھا ہوا ہے ۔ اس کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ دین اور اسلام پڑھاتا ہے ۔ اور مساجد میں بیٹھ کر پڑھاتا ہے ۔ وہ آپ کی عالیشان عمارتوں میں نہیں بیٹھتا ۔ اس کا یہ قصور ہے کہ اس نے قناعت کی ہوئی ہے ۔ میں امید کروں گا کہ جناب ڈاکٹر صاحب اس طرف ضرور توجہ دیں گے ۔ مجھے امید ہے کہ یہ ان سے بھول چوک ہو گئی ہے ۔

میں اس سے بڑھ کر ایک اور ظلم کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری سابق ریاست بہاول پور میں " تنظیم مکاتب " تھی جس کے نمونے پر باہر کے ملکوں نے بھی اسی قسم کے ادارے کھولے ۔ یہ تنظیم 1951ء میں قائم کی گئی اور اس کے تحت 66 کے قریب سکول کھولے گئے ۔ مساجد میں مجھے پڑھانے میں عوام کو زیادہ اعتماد حاصل ہے ۔ تو یہ مدارس بھی مساجد میں قائم کئے گئے اور یہ بہاول پور میں قائم کئے گئے ۔ ان پر جو مہربانی موجودہ حکومت نے فرمائی ہے ۔ اتنی مہربانی کی ہے کہ انہیں بند نہیں کیا بلکہ جاری رکھا ہے ۔ اور جاری اس شکل میں رکھا ہے نہ کہ ہی وہ زندہ رہیں اور نہ ہی وہ مر سکیں اور وہ اسی پریشانی میں گرفتار رہیں ۔ جناب والا ۔ تنظیم مکاتب بہاول پور کے ماتحت 403 اساتذہ تعینات ہیں اور انہیں ایک لاکھ 28 ہزار 960 روپیہ تنخواہ کے طور پر دیا جاتا ہے اس لحاظ سے ان کی شرح فی کس 302 روپے سالانہ نکلتی ہے پنجاب کے اساتذہ کو تو فی کس ساڑھے سنتالیس روپے دیتے ہیں مگر وہ غریب صرف 25 روپے اور یا کچھ پیسے کم یا زیادہ فی کس ماہوار وصول کریں گے ۔

مجھے بتائیں کہ یا تو انہیں اساتذہ کا درجہ نہ دیا جائے ۔ یا تو انہیں استاد نہ بنائیں ۔ بلکہ نوکر بنائیں ۔ غلام بنائیں اور پارٹ ٹائم ملازم سمجھیں ۔ ایک طرف تو بجٹ میں آپ انہیں استاد لکھتے ہیں ۔ مدرس بناتے ہیں اور پھر آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ مدرس جو مسجدوں میں پڑھاتے ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک ہے ۔ یہ ظلم ہے ۔ یہ کیفیت ہے کہ ان کی تنخواہ صرف 25 روپے ماہوار ہے تو آپ اس طرف توجہ فرمائیں ۔

اب میں اس سے بڑھ کر ایک اور چیز کی طرف نشان دہی کرتا ہوں کہ ان 403 اساتذہ کی تنخواہ پر تو ایک لاکھ 28 ہزار 960 روپے خرچ ہوتے ہیں اور ان کی نگرانی کے لیے جو عملہ رکھا گیا ہے ۔ ایک ڈپٹی انسپکٹر ۔ تین اے ۔ ڈی ۔ آئی ۔ 5 جونیئر کلرک اور ایک سینئر کلرک ان کے لیے ایک لاکھ 77 ہزار 260 روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ یعنی اصل پر ایک لاکھ 28 ہزار اور ان کی نگرانی کرنے والوں کے لیے ایک لاکھ 77 ہزار ۔۔ خدا کا خوف کھائیں ۔ یہ آپ کس قسم کا بجٹ ہمیں دے رہے ہیں ۔ یہ کس قسم کی پالیسی آپ نافذ کر رہے ہیں ۔ آپ سروسز کے ایجنٹ نہیں ۔ آپ خود مختار ہیں ۔ آپ حاکم اعلیٰ ہیں ۔ بجائے اس کے کہ آپ خود ان باتوں کی طرف توجہ دیتے ہم آپ کو اعداد و شمار نکال کر دے رہے ہیں ۔ کیا آپ کا فرض نہیں کہ آپ خود دیکھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ آپ کس قسم کا بجٹ پیش کر رہے ہیں ۔ بجٹ اس طرح سے ایک اچھا بجٹ نہیں بنتا کہ صاحب ہم تو 55 کروڑ روپیہ خرچ کر رہے ۔ خدا جانے یہ 55 کروڑ روپیہ کس طرح خرچ ہوگا ۔

جناب والا ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ صوبہ میں تو روزانہ رونا رویا جاتا ہے قریباً ہر ممبر کو یہ شکائت ہے میرے علاقے میں سکول اور کالج نہیں ۔ میرے علاقے میں لڑکیوں کے پڑھانے کا کوئی ادارہ نہیں لیکن جب حکومت فیاضیوں پر اترتی ہے ۔ نہ مانگے تو جائز مطالبات نہ مانے اور اگر فیاضیوں پر اتریں تو اسلام آباد تک فیاضی ہو جاتی ہے ۔ اندازہ فرمائیں کہ صوبائی بجٹ ۔ پنجاب کا بجٹ ۔ اپنے علاقے کے لیے ہم تعلیمی وسائل پورے نہیں کر سکتے ۔ ہم ایک ایک سکول اور ایک ایک استاد کے لیے رو رہے ہیں ۔ جب فیاضی پر اترتے ہیں تو اسلام آباد میں ایک ڈگری کالج کھول دیا جاتا ہے جس پر ایک لاکھ 88 ہزار 530 روپیہ خرچ کیا جائے گا ۔ کس لیے ؟ پنجاب کا وہاں پر کوئی

مشن قائم کرنا ہے؟ پنجاب کو وہاں پاپولر بنانا ہے؟ پنجاب کو اسلام آباد میں روشناس کرانا ہے کہ وہ لوگ آپ کے احسان مند ہوں کہ پنجاب کی حکومت یہ قربانی دے رہی ہے کہ اسلام آباد میں ڈگری کالج کھولا ہوا ہے؟ خدا کا نام مانیں۔ کم از کم اپنے صوبے کی طرف بھی توجہ دیں۔ دنیا تو اسلام آباد سے لوٹ لوٹ کر لے جا رہی ہے۔ باقی صوبے تو اسلام آباد سے سب کچھ حاصل کر رہے ہیں۔ ایک پنجاب ہے کہ بوایس بھی پنجاب کی اسلام آباد میں، تھانے بھی پنجاب کے اسلام آباد میں، کالج بھی پنجاب کے اسلام آباد میں کچھ تو اس صوبے کے عوام پر رحم کریں۔ مانا کہ آپ اسلام آباد کے ایجنٹ ہیں۔ مانا کہ آپ اسلام آباد کے رحم و کرم پر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، مگر آئین اور قانون میں تو عوام کے نمائندے ہیں۔ آپ پنجاب کی حکومت کے مالک ہیں۔ آپ کو پنجاب کے اسی ایوان نے چنا ہے۔ آپ اگر تعلق رکھیں تو آئینی تعلق رکھیں۔ جہاں تک پنجاب کی ایک ایک پائی کا تعلق ہے، وہ پنجاب کی ملکیت ہے۔ اور پنجاب میں خرچ ہونی چاہیے۔ اسلام آباد ہمارے لیے بزرگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام آباد سے ہم مانگیں گے، دیں گے کچھ نہیں، کیونکہ اسلام آباد کا فرض ہے کہ ہماری حفاظت کرے۔ ہم اسلام آباد کے نزدیک ایک بچے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بچوں کی کفالت کرنا بڑوں کا کام ہوا کرتا ہے۔

جناب والا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ حکومت نے مخاوت کی ہے کہ چھ نئے انٹر کالج کھولے گئے۔ میں مقام نہیں بتانا چاہتا۔ وہ اسی پنجاب میں ہیں۔ ضرورت کے تحت کھولے گئے ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ ان علاقوں میں بے پناہ ضرورت ہو گی، مگر اور علاقے بھی تھے جہاں ان سے زیادہ ضرورت تھی۔ اگر اس امر کا خیال کیا ہوتا تو کم از کم ایک پالیسی تو بنا لیا کریں کہ جو علاقے زیادہ پس ماندہ ہیں ان پر زیادہ توجہ دی جائے۔ جن علاقوں کے قریب میں یونیورسٹیاں پائی جاتی ہیں، بڑے بڑے ادارے بھی پائے جاتے ہیں اور جہاں سے بیس میل کے فاصلے پر دنیا کی تمام سہولتیں حاصل ہو جاتی ہیں، ان کے مقابلے میں ایسے خطے بھی موجود ہیں جہاں بیس بیس میل پیدل چلنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا، جہاں کے لوگ خواہش کے باوجود تعلیم حاصل نہیں کر سکتے اور وہ خطہ بہاول پور کا ہے۔ آپ بجٹ دیکھیے، آپ نے چھ نئے انٹر کالج

قائم کیے ہیں ۔ بہاول پور بھی آپ کا حصہ ہے ، آپ کی رعایا ہے ۔ ہم اگر اپنا حق مانگیں تب بھی ہم سے شکایت ہے ، اگر جائز توجہ مبذول کرائیں تب بھی توجہ مبذول نہیں ہوتی ۔ کم از کم خدا را ان چھ کالجوں میں سے اسے اپنا ایک حصہ سمجھتے ہوئے ایک آدھ کالج کی بخشش اس پس ماندہ خطے ، اس آپ کے کالو نائزڈ خطے میں کر دی ہوتی اور یہ آپ کی فراخ دلی نہیں ، آپ کے فرائض کی بجا آوری ہوتی ۔ اگر آپ سے یہ سہواً ہو گیا ہے تو میں اس کی نشان دھی کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ نے چھ نئے کالج رکھے ہیں جن کی تصریح نہیں کی گئی ۔ انہیں انٹر سے ڈگری بنانا ہے ۔ چلو انہی میں سے ہمیں حصہ دے دیں ۔ بہاول پور کو نئے کالج نہیں دے سکتے تو انٹر کو ہی ڈگری بنا دیں ۔ اس کی نشان دھی کرتا ہوں ۔ لیاقت پور وہ بد قسمت علاقہ ہے جہاں آج تک صنعت بھی قائم نہیں ہو سکی ، حکومت کی توجہ بھی جس پر نہیں ہو سکی ۔ اس کے سات میل شمال اور سات جنوب تک ، اور مشرق و مغرب کا تو کوئی کنارہ ، کوئی سوال ہی نہیں ، کوئی ڈگری کالج نہیں ہے ۔ کم از کم اس پس ماندہ خطے پر رحم فرما دیں ۔ لیاقت پور کے انٹر کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دے دیں تاکہ کچھ تو اشک شوئی ہو سکے ۔ ہم عوام کو منہ دکھانے کے قابل ہو سکیں ۔ ہم بھی بتا سکیں کہ ہم پنجاب کے ایوان میں بیٹھے ہیں اور ہم پنجاب کے ایوان کے حصہ دار ہیں ۔ از راہ کرم اس طرف توجہ فرمائیں اور لیاقت پور کے انٹر کالج کو ڈگری کا درجہ دے دیں ۔ آئندہ کے لیے آپ جب بھی انٹر کالج کھولیں اور نئے منصوبے بنائیں تو اولین توجہ پس ماندہ علاقوں کی طرف دیا کریں ۔ یہ نہ دیکھیں کہ کون سا ممبر زیادہ بااثر ہے اور زیادہ اپروچ کر سکتا ہے بلکہ آپ کے پاس ایک میرٹ لسٹ ہونی چاہیے ، علاقوں کے اعداد و شمار ہونے چاہیں اور جہاں جہاں کالجوں کی کمی ہو ۔ وہاں کالج بنائیں ۔ پس ماندہ علاقوں کو کالج دیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ایک کرائیٹیریا آپ متعین کریں ۔ یہ امر آپ ذہن نشین کر لیں کہ آپ اس وقت تک تعلیمی ، سیاسی ، معاشی اور اقتصادی میدانوں میں ترقی نہیں کر سکتے جب تک آپ عورتوں کو برابر کے حقوق نہ دیں گے ۔ جناب والا ۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر لڑکوں کے لیے عمارت نہ ہو وہ باہر بھی بیٹھ سکتے ہیں ، انہیں دس میل پیدل چل کر

سکول جانا پڑے تو بھی وہ جا سکتے ہیں ۔ لیکن لڑکیوں کے لیے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ آپ ایک پالیسی بنا لیں کہ قریباً ہر سب ڈویژن میں ایک لڑکیوں کا کالج ضرور ہونا چاہیے تا کہ وہ بھی برابر کی مستفیض ہو سکیں ۔ جب تک عورتیں زیور تعلیم سے آراستہ نہیں ہوں گی ، اس وقت تک آپ تعلیمی میدان میں ترقی نہیں کر سکتے ۔ اس پر آپ کی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے اعتراف ہے اور حکومت نے اپنے وسائل کے تحت اس بجٹ میں تعلیم کی مد میں بہت فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے ، کافی سے زیادہ سکولوں کی ترقی کی بھی کوشش کی گئی ہے ، کافی نئے سکول کھولنے کا بھی ارادہ کیا گیا ہے ۔ یہ امر خوش آیند ہے اور اس کے لیے میں بہر حال ان کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا ۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ آپ نے اس بجٹ میں ایک سلسلہ گرانٹوں کا رکھا ہوا ہے ۔ مختلف انجمنوں اور سوسائٹیوں کو آپ امداد دیتے ہیں ۔ ان کی امداد کرنا تو آپ نے اپنا فرض سمجھا ہوا ہے لیکن یقیناً آپ نے اس امر کی کبھی زحمت گوارا نہیں کی کہ عوام کے پیسے کا ان سے حساب لیں ۔ یا دیکھیں کہ وہ رقم صحیح خرچ بھی ہوئی ہے یا نہیں ۔ آیا وہ چند افراد کی پرورش پر تو خرچ نہیں ہو رہی ہے ، اس سوسائٹی ، انجمن یا ادارے کا کوئی وجود بھی ہے یا نہیں ؟ آپ نے لاکھوں روپوؤں کی گرانٹیں اس قسم کے اداروں کے لیے رکھی ہوئی ہیں ۔ میری پہلی گزارش ہے کہ ان کے حسابات کی آپ چھان بین کریں ۔ جب تک بذات خود ڈاکٹر صاحب کی تسلی نہ ہو جائے ، اسے گرانٹ کی ایک پائی بھی ریلیز نہیں کرنی چاہیے ۔ یہاں پر میں یہ بھی یاد دلاؤں کہ صوبہ پنجاب میں دو قسم کی انجمنیں اور کلچر ہیں ۔ دو زبانیں ہیں ، ایک پنجابی اور دوسری سرائیکی ۔ پنجاب کی زبان صرف پنجابی ہے ، یہ میں نہیں مانوں گا ۔ ویسے تو قومی زبان ہماری اردو ہے ۔ یہ میرا ایمان ہے ۔ لیکن جہاں تک مقامی زبان کا تعلق ہے ، پنجابی اور سرائیکی برابر کی حیثیت رکھتی ہیں مگر مجھے نہایت افسوس ہوا ہے کہ سرائیکی زبان کی انجمنوں کی مدد کے لیے صرف دس ہزار روپے دیے گئے ہیں اور پنجابیوں کی انجمنوں کو تیس ہزار روپے ! میں نہیں سمجھتا کہ یہ فرق آپ کے اور صوبے کے عوام کے لیے مفید ہو ۔ کم از کم اس سلسلے میں مساوات ضرور رکھا کریں ۔ یہ جائز

حق اور مطالبہ ہے ۔ اس زبان اور کلچر کو پنپنے کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا یہاں کے کلچر کو ۔

جناب والا ۔ ایک خوشخبری بھی صوبے کے عوام کو سنائی گئی ہے ۔ حکومت نے از راہ کرم ایک ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ پہلے یہاں پاکستان آرٹس کونسل کے نام سے ایک ادارہ تھا ۔ جسے حکومت پہلے ہی پنجاب کے بجٹ سے پچھتر ہزار روپے امداد دیا کرتی تھی ۔ اس ادارے کی جو کارکردگی ہے ، اس نے جہاں تک کلچر کو فائدہ پہنچایا اور اس صوبے کے عوام میں ثقافت کو فروغ دیا ، یا ثقافت کے نام پر جو کچھ کیا ، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ اب نیا شوشہ چھوڑ دیا گیا ہے ۔ پانچ لاکھ روپے کے خرچ سے پنجاب آرٹس کونسل کے نام سے ایک نئی کونسل قائم ہو گی تاکہ وہ اس کمی کو پورا کر سکے جو پاکستان آرٹس کونسل نہیں کر سکی یا اس کام کو آگے بڑھا سکیں جس میں پاکستان آرٹس کونسل تھوڑا بہت پیچھے رہ گئی تھی ۔ اس ملک میں ان تھیٹروں ، ڈراموں نے ان آرٹس کو جنہیں آج آپ ثقافت کا نام دے رہے ہیں اور اسلامی تہذیب کے مطابق جنہیں فحاشی کا نام دیا جاتا ہے ، ان کی زیادہ سے زیادہ ترغیب کی ہے ۔ خدارا ، اگر آرٹس کونسلیں قائم کرنی بھی ہیں تو انہیں ایسی شکل میں قائم کریں کہ وہ عوام میں اسلامی نظریات کا پرچار کریں اور ترویج دیں ۔ ان میں محب وطن بننے کا جذبہ اجاگر کریں ۔

جناب والا ۔ چونکہ وقت بہت ہو چکا ہے ، میں آخر میں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا ۔ میں نہایت ادب اور احترام سے ڈاکٹر صاحب سے کہوں گا کہ از راہ خدا ، اپنا نہیں تو کچھ تو اپنے عہدے کا پاس کر لیں ۔ کچھ اقدار بھی ہوا کرتی ہیں ۔ ہمارے پاس تو ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بڑے بڑے بادشاہوں نے اصول کی بنا پر اپنے تخت و تاج چھوڑ دیے اور بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں ۔ مگر اصول کو ختم نہیں ہونے دیا ۔ ایک ہمارے ڈاکٹر صاحب اتنے شریف النفس ہیں کہ ان کا اپنے محکمے پر کنٹرول ہی نہیں ۔ جن کا اپنی ڈائریکٹوریٹ پر کسی قسم کا ہاتھ بھی نہیں پڑ سکتا ۔ میرے پاس مثالیں موجود ہیں کہ ان کے احکامات کو ملتان کے ڈائریکٹر نے ردی کی ٹوکری میں پھینکا اور ڈاکٹر صاحب بے بس ہیں ۔ وہ اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں ۔ خدارا غیرت سے کام لیں ۔ اصول اصول ہیں اگر منسٹر کے ماتحت ڈائریکٹر نہیں ہے اگر

ڈائریکٹر منسٹر کے احکام ماننے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ اگر پنجاب کی حکومت ایک ڈائریکٹر کا تبادلہ نہیں کر سکتی اور وہ تبادلہ جو اس ایوان میں ایوان کے اصرار پر کیا گیا ۔ ایوان کی ایک موشن کی بنا پر کیا گیا اور پھر اگر اس پر پنجاب کی حکومت عملدرآمد نہیں کرا سکتی تو مجھے بتائیں کہ اس محکمے کا کوئی فائدہ ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے تو آخیر میں ایک ادنی سی مثال دی ہے اور اس مثال کے دینے کی واحد وجہ یہ ہے کہ میں اس ایوان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہوں اگر آپ کے ذہن میں یہ ہو کہ ہم یہ 55 کروڑ 70 لاکھ روپے کی خطیر رقم ڈاکٹر عبدالخالق کو دے رہے ہیں ۔ وزیر تعلیم سمجھ کر کہ وہ تعلیم کے شعبے پر خرچ کریں تو میں برملا طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا اس تعلیم کے محکمے پر کوئی کنٹرول نہیں ہے ۔ یہ رقم وہ خرچ نہیں کر سکتے ۔ ان کی کوئی بالا دستی اپنے اس محکمے پر نہیں ہے اور ہماری حکومت بے بس ہے ۔ جب محکمے کا وزیر ہی بے بس اور بے اختیار ہے تو کیسے یقین کریں کہ یہ 55 کروڑ 70 لاکھ جیسی خطیر رقم اس صوبے کے عوام پر خرچ ہو گی اور یہ اس شکل میں خرچ ہو گی جس طرح ہمارے ڈاکٹر صاحب خرچ کرنا چاہیں گے ۔ یہ صورت حال ہے تو میں استدعا کروں گا جناب والا ۔ کہ وہ ایک روپیہ بھی میں نے غلطی سے لکھ دیا تھا وہ ایک روپیہ بھی انہیں نہ دیا جائے بلکہ سارے کا سارا ۔ ...

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ یہ لکھ دیتے تو آج تقریر نہ کر سکتے ۔

(قہقہے)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اسی لیے تو میں آخر میں کہہ رہا ہوں کہ از راہ کرم میں اب اس میں ترمیم کرتا ہوں کہ وہ ایک روپیہ بھی جو میں نے اس میں اس محکمے کے لیے بچایا تھا وہ ایک روپیہ بھی انہیں نہ دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ آپ اس طریقے سے اپنی موشن تو withdraw نہیں کر رہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب والا ۔ کیونکہ خطرہ ہے کہ موشن کہیں withdraw نہ ہو جائے تو میں استدعا کروں گا جناب ڈاکٹر صاحب سے کہ جناب ان کا احترام صوبے کے عوام کے دلوں میں ہے چونکہ ان کی قدر اتنی

معزز ایوان کے ممبران کے دلوں میں ہے اس لیے از راہ کرم وہ اس صوبے پر رحم کریں ۔ اپنے اختیارات کو بحال کرائیں اور میری معروضات جو میں نے عرض کی ہیں اس صوبے کے عوام کی بہتری کے لیے ۔ ان کی حکومت کی بہتری کے لیے پورے طور پر جناب والا جائزہ لے کر ان چیزوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں اور ہمیں ایک بہتر سے بہتر تعلیمی نظام اس سے صوبہ میں دیں جس پر ہم فخر کر سکیں ۔ صرف پیسے کی فراہمی کوئی قابل فخر بات نہیں ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کا معیار بلند کریں تاکہ ہم اس تعلیم پر جو ہم ان اداروں سے حاصل کرتے ہیں فخر کر سکیں اور ہم صحیح معنوں میں ڈگریوں کی اساس پر نہیں بلکہ قابلیت کے اساس پر یہ کہہ سکیں کہ ہم تعلیم یافتہ ہیں ۔ جب تک اس قسم کے تعلیمی نظام کا انتظام نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس قسم کے اخراجات اور اس قسم کی ڈیمانڈز قطعی طور پر بے فائدہ ہیں ۔ شکریہ ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ تھوڑا سا وقت میں بھی لوں گا ۔ وہ اس لیے کہ بجٹ کی تقریر میں تو جناب نے ٹائم بہت تھوڑا دیا تھا مگر یہ میری پورے ہاؤس سے درخواست ہے اور خاص طور پر جناب ڈاکٹر صاحب سے کہ ملتان یونیورسٹی کا تقریباً دو سال پہلے اعلان ہو چکا ہے اور ...

**مسٹر سپیکر** ۔ سید صاحب آپ کمر خوشی میں بول رہے ہیں ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ 55 کروڑ روپیہ جا رہا ہے ۔ اس وقت بھی آپ نے ٹائم نہیں دیا تھا اب میں اپنی معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سید صاحب آپ کو تو شکایت نہیں ہونی چاہیے ۔

**سید ناظم حسین شاہ** ۔ جناب والا ۔ میں شکایت نہیں کر رہا بلکہ میں تو ان سے استدعا کر رہا ہوں اپیل کے طور پر کہ یہ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان کی اور ملتان یونیورسٹی کا اکٹھا اعلان ہوا تھا مگر بجٹ میں آج تک اس کی زمین بھی نہیں لی گئی ۔ اس لیے میں دست بستہ درخواست کروں گا ۔ ڈاکٹر صاحب سے کہ یہ ملتان والوں کا سب کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ بے شک ہم سے استعفے لے لیں لیکن یونیورسٹی بنا دیں اگر یہ یونیورسٹی نہ بنائی گئی تو ہم قطعاً قطعاً ان کی امداد نہیں کر سکیں گے ۔

**میاں منظور احمد موہل** ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ۔ اگر اسی طرح سے پھر ممبر کھڑے ہونے شروع ہو گئے تو پھر ہم بھی درخواست کریں گے ۔ ہاتھ بھی باندھیں گے اور سب کچھ کریں گے کہ ہمیں بھی بولنے کا موقع دیا جائے ۔ کیونکہ ہاؤس میں ایک پروسیجر ہے اسی کے تابع بولا جاتا ہے اس لیے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ مرزا فضل حق ۔

**مرزا فضل حق** (جہلم - 5) ۔ جناب والا ۔ مجھ سے پہلے جناب حاجی سیف اللہ خان صاحب نے کٹ موشن پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اور انہوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسا نکتہ نہیں چھوڑا جو کہ اب میں بیان کر سکوں ۔ لیکن پھر بھی دو تین نکات ایسے ہیں جن پر میں وزیر تعلیم کی توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں ۔ سب سے پہلے میری کٹ موشن کا جہاں تک تعلق ہے اس میں میں نے امتحانات کا طریقہ کار طے کرنے کے لیے لکھا ہے ۔ امتحانات کا طریقہ کار جو ہے وہ بالکل غلط ہے اور اس میں ترمیم کی ضرورت ہے ۔ وزیر تعلیم اس پر توجہ فرمائیں اور امتحانات جس طریقے پر لیے جا رہے ہیں ان سے قوم کی علمی استعداد میں کوئی فرق نہیں پڑ رہا بلکہ علمی استعداد کم ہو رہی ہے ۔ جعلی ڈگریاں جو ہیں وہ بازار میں فروخت ہو رہی ہیں بلکہ پچھلے دنوں ٹی ۔ وی پر بھی دکھایا گیا تھا کہ کس طرح لائلپور میں ملزم پکڑے گئے اور انہوں نے اپنے پاس یونیورسٹی کی مہریں بنوا کر رکھی ہوئی تھیں اور یونیورسٹی کی ڈگریاں بالکل ہو بہو ان کے ساتھ ملتی ہوئی .....

**مسٹر سپیکر** ۔ مگر ڈگریوں کا امتحان لینے سے کیا تعلق ہے ۔

**مرزا فضل حق** ۔ یہ جناب امتحان کے بعد ڈگریاں دی جاتی ہیں ان کی بات کر رہا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ تو امتحان لینے کے بعد کی بات ہے ۔ آپ امتحان لینے کی بات کریں ۔

**مرزا فضل حق** ۔ جی جناب والا ۔ امتحان لینے کے متعلق ہی تو بات کر رہا ہوں کہ امتحان لینے کے بعد جو ڈگریاں دی جاتی ہیں اور امتحانات کا طریقہ کار اتنا غلط ہے کہ جس طرح حاجی صاحب نے بھی فرمایا ہے.....

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کہ ممتحن حضرات امتحان شروع ہونے سے بہت عرصہ پہلے اس تگ و دو میں پڑ جاتے ہیں کہ فلاں سنٹر جو ہے اس میں آمدنی چونکہ زیادہ ہے۔ اس لئے وہ سنٹر مجھے ملنا چاہیے اس کے لئے وہ پھر باقاعدہ بولی دیتے ہیں۔ جناب وزیر تعلیم کے علم میں بھی اس قسم کی باتیں لائی گئی ہیں اور ان کے علم میں اس قسم کی باتیں ہیں کہ اچھے قسم کے سینٹر جو ہیں ان کو مہنگے داموں فروخت کیا جاتا ہے اور ان کا نیلام عام کیا جاتا ہے اور ان پر باقاعدہ بولی دی جاتی ہے۔ جیسا کہ حاجی صاحب بھی فرما چکے ہیں اس کے علاوہ جناب والا۔ میرے ذاتی علم میں ہے کہ جہلم میں ایک دفعہ امتحان جہاں پر ہو رہا تھا تو ممتحن صاحب نے لڑکوں سے پیسے لینے کے بعد ان کو اس بات کی اجازت دی کہ لڑکوں نے اپنے پلے سے پیسے خرچ کرکے ایک لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا جو کہ امتحان گاہ سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر نصب کیا گیا اور باقاعدہ پرچے کے جو جوابات تھے وہ اس لاؤڈ سپیکر پر نشر کئے گئے۔ امتحانات کا طریقہ کار جناب یہاں تک خراب ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ میں جناب والا۔ یہ عرض کروں کہ اس محکمہ کا تمام عملہ سوائے وزیر تعلیم کے اس میں ملوث ہے۔ اس لئے باقاعدہ اس کی انکوائری کرائی جائے اور جو حضرات اس میں ملوث پائے جائیں۔ ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور یہ امتحانات کا نتیجہ اتنا ناقص ہے کہ میں عرض کروں گا: "ان ہمہ تار تار شد پنبہ کجا کجا نہم" امتحانات کا طریقہ کار جو ہے اس قدر خراب ہو چکا ہے کہ اس کو کسی صورت میں بھی قابل تحسین گردانا نہیں جا سکتا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اس بجٹ میں حکومت پاکستان نے اور اس سے آگے حکومت پنجاب نے پہلی جماعت کے لئے مفت کتابیں فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا جس کو کہ عملی جامہ بھی پہنایا گیا۔ لیکن جناب والا۔ وہ کتابیں تقسیم کرنے کے لئے ضلعوں کے صدر مقام پر جو تقسیم کنندگان مقرر کئے گئے وہ پیپلز پارٹی کی سفارش پر مقرر کئے گئے۔ اگر وہ تقسیم کنندگان وہی ہوتے جو پہلے سے اس کاروبار میں پڑے ہوئے تھے جو اس کاروبار کو جانتے تھے تو وہ کم منافع پر کتابیں مہیا کر سکتے تھے وہ بعد میں پیپلز پارٹی میں اپنی کسی سفارش کے ذریعے سے گھس آئے اور جناب والا۔ منافع خوری کی جو عادت پیپلز پارٹی میں ہے وہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

تو جناب والا ۔ وہ بھی ان تقسیم کنندگان میں شامل ہو گئے ۔ اب جناب والا ۔ تقسیم میں گھپلا ہوا وہ جو اے ۔ ڈی ۔ آئی صاحبان اور جو تعلیم کے افسران وہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے یہ سوچا کہ اب یہ کتابیں تو حکومت نے مفت دینی ہیں لیکن جو چیز حکومت دے دے وہ ہم بھی آگے مفت دے دیں تو ہم سے برا کون ہو گا ۔ اس لئے انہوں نے یہ سوچا کہ اس میں سے کوئی نہ کوئی منافع کی شکل نکالی جائے اب انہوں نے.....

**میاں منظور احمد موہل ۔** جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو نوٹس دیا ہوا ہے اس وقت وہ اس کی کس شق پر بحث کر رہے ہیں ؟

**مرزا فضل حق ۔** جناب والا ۔ میں یہ عرض کر سکتا ہوں ۔ میں نے لکھا ہے کہ "محکمہ تعلیم کی کارکردگی" جناب والا ۔ یہ پڑھکر ان کو سنا دیں ۔

**میاں منظور احمد موہل ۔** جناب والا ۔ اس میں پیپلز پارٹی کا کیا تعلق ہے یہ تو کارکردگی .....

**مرزا فضل حق ۔** جناب والا ۔ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ ہے اور گورنمنٹ کا آگے محکمہ تعلیم ہے ۔ اس لئے پیپلز پارٹی بھی اس میں ملوث ہوتی ہے ۔

**میاں منظور احمد موہل ۔** جناب والا ۔ انہیں بتائیں کہ کس طرح اپنی پالیسی کو advocate کریں ۔

**مرزا فضل حق ۔** جناب والا ۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ "محکمہ تعلیم کی کارکردگی" ۔

**مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔** جب سپیکر بات کرتا ہے .....

**مرزا فضل حق ۔** جناب والا ۔ اس سے پہلے یہ رولنگ ہو چکی ہے ۔

**مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔** میں بول رہا ہوں آپ میری بات سن لیں ۔ جب جب سپیکر بولتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی ممبران سنتے ہیں ۔ تو میں نے کوشش کی تھی کہ آپ دو ممبرز ممبران نے مداخلت کی ہے ۔ اس میں

یہ ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر اس حد تک relevant ہے کہ آپ محکمہ تعلیم کی کارکردگی پر دل کھول کر بحث کریں۔ لیکن اس میں سیاسی جماعتوں کو ملوث نہ کریں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ "منظور نظر ہیں" ان کا آپ ذکر کر سکتے ہیں۔ اس لئے سیاسی جماعت کو آپ شامل نہ کریں۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : Mr. Speaker, Sir, I do not agree with this observation of yours because this is a People's Party Government which is controlled by the People's Party. The Chief Minister of this House is responsible to Mr. Miraj Khalid who is the Chief of Party. Therefore, any policy of the Government is subject to outside Party control. We can discuss the Party.

**مسٹر ڈپٹی سپیکر** ۔ نہیں۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ کا تو ذکر کیا جا سکتا ہے .....۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : And its party policies they have mentioned in their manifesto. Whether it is consistent or inconsistent here, the Peoples Government is subject to outside Party control.

**Ch: Mohammad Yaqoob Awan** : With your permission Sir, I would like to correct my brother. He says that there is obsolutely no difference between the Peoples Party and Government. I must remind him that Khan Abdul Qayyum Khan, who is not a member of the Peoples Party, is in the Government. As such, Government can be distinct from the Party itself.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : This takes us to another issue It is an alliance. Khan Abdul Qayyum Khan is an ally of the Peoples Party. He is called the so-called President of the Muslim League but he is an ally with the Peoples Party in the Centre.

**Mr. Deputy Speaker** : We have not to discuss that. Mirza Fazal Haque to continue with his speech please.

**مرزا فضل حق** ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ کتابوں کی تقسیم میں گھپلا ہوا تو اس کے بعد جناب والا ۔ یہ ہوا کہ ضلعی صدر مقامات جو

ہیں ۔ ان پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسران نے اساتذہ حضرات کی ایک میٹنگ طلب کی اور ان سے اپنے اپنے سکول کے طلبہ کی تعداد پوچھی ۔ جو پہلی جماعت میں پڑھتے تھے تو جناب والا ۔ فیصلہ یہ ہوا کہ چونکہ تعداد کم و بیش ہوتی رہتی ہے اور اس کے علاوہ یہ کہ چونکہ پہلی جماعت میں پہلی دفعہ داخلہ دیا جاتا ہے اس لیے ان کا فرضی طور پر نام رکھ لیں اور ان کو پڑھا لیں اور جب آپ فرضی نام کاٹنا چاہیں وہ کاٹ دیں ۔ اسی طرح سے ماسٹر صاحبان گھر سے جب چلے تو یہ سوچ کر چلے کہ اگر میرے سکول میں لڑکے پچیس داخل ہوئے ہیں تو کیوں نہ ہم احتیاطاً چالیس لڑکوں کا نام لکھ لیں تو اس طرح پندرہ کتابوں کا گھپلا وہاں ہوا ۔ اس گھپلے کا ان افسران کو بھی پتہ ہے جو وہاں بیٹھے ہیں اور اساتذہ صاحبان کو بھی پتہ ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد ان کا لین دین کا چکر چلتا ہے ۔ اس کا میں ذکر نہیں کروں گا کیونکہ پھر اس طرح سے پیپلز پارٹی اس میں آ جائے گی ۔ چلو جانے دو ۔ اب جناب والا ۔ یہ ہوا اور مجھے ذاتی طور پر ایک واقعہ کا علم ہے کہ ایک پرائمری سکول کے ہیڈماسٹر کو دفتر میں بلا کر کتابوں کی ایک بوری اس کے حوالے کر دی گئی کہ یہ جو چالیس یا پچاس آپ کی جماعت کے طالب علم ہیں ۔ ان کے لیے یہ کتابیں ہیں جو کہ تم نے جا کر مفت تقسیم کرنی ہیں ۔ وہ جناب اب بسوں کے اڈے پر آیا وہاں اپنا ٹکٹ کٹوایا اور بوری کو بھی بک کروا کر اس کو چھت پر رکھوایا ۔ اب جب بس چلی تو بسیں میں تو جس طرح چلتی ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ کو پتہ ہے ۔ تیز رفتاری کی وجہ سے وہ بوری اڑ گئی اور اب جب وہ اپنے اختتام سفر پر پہنچا تو کنڈکٹر کو کہا کہ بھئی اوپر میرا سامان تھا کتابوں کی بوری تھی ۔ اس نے اوپر جا کر دیکھا تو کتابیں ندارد ۔ بوری بھی غائب تھی تو کنڈکٹر نے کہا کہ بھائی وہ تو راستہ میں کہیں اڑ گئی ۔ لاپرواہی ہو گئی آپ معاف کر دیں ۔ تو جناب والا ۔ وہاں بھی جھگڑا ہوا ۔ اس جھگڑے کے بعد اب جب ماسٹر وہاں پہنچا تو اس نے سوچا کہ اب میں کیا کروں ۔ تو جناب والا مجھے ذاتی طور پر اس بات کا علم ہے کہ اس ماسٹر نے تمام بچوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ بھئی میں تمہاری کتابیں مفت لایا تھا ۔ گورنمنٹ نے بڑی مہربانی فرمائی تھی کہ آپ کے لیے یہ کتابیں مفت بھیجی تھیں لیکن میری کوتاہی کی وجہ سے اس

میں میری ذات کا عمل دخل نہیں ۔ قدرتی طور پر وہ پوری اڑ گئی اور وہ کتابیں جاتی رہیں ۔ اب کیا کیا جائے ۔ اب جناب انہوں نے ان سے چندہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا جب چندہ اکٹھا ہونا شروع تو اس لیے بچوں نے کہا کہ ہم تو اپنے والدین کو بلا کر لائیں گے ۔ جناب والا ۔ ان کے والد اور سرپرستوں کو بلایا گیا ۔ اب پہلے تو وہاں پر یہ جھگڑا ہوا کہ گورنمنٹ نے کتابیں کیوں مفت دیں ۔ کیسے دیں اور کس طرح دیں اور اب کہاں گئیں ۔ یہ سب چیزیں زیر بحث آئیں بالآخر ماسٹر جو تھا اس نے prevail upon کر لیا کہ مجھ سے یہ غلطی ہو گئی ہے ۔ آپ مجھے کتابوں کی قیمت دے دیں ۔ جب قیمت لگائی گئی تو جناب والا ۔ اس میں جو گھپلا ہوا ۔ وزیر تعلیم صاحب جس وقت بلائیں گے تو میں ان کی خدمت میں جا کر بتا دوں گا کیونکہ میں ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔ جناب والا ۔ وہ بات جو گورنمنٹ کی ایک اچھی بات تھی اس طرح سے ضائع ہو گئی ۔ کتابیں مہنگی فروخت کی گئیں اور لڑکوں سے زیادہ کتابوں کی قیمت وصول کی گئی ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ اب میں اگلی بات لیتا ہوں کہ پرائمری ٹیچرز کی ٹریننگ کے لیے ایک سکول کھولا گیا جب پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ آئی تو ہوا یہ کہ پہلے ضلعی صدر مقام میں ایک یا دو ضلعوں کو ملا کر ٹیچرز ٹریننگ والوں کے لیے ایک ٹریننگ سنٹر کھولا گیا اب جناب والا ۔ یہ ہوا کہ ایک ایک ضلع میں پانچ پانچ چھ چھ سکول کھولے گئے ۔ وہاں پر ٹیچرز کی ٹریننگ کے لیے جو ضروری لوازمات ہوتے ہیں کتابیں ہوتی ہیں ۔ لائبریریاں ہوتی ہیں ۔ ان کے پریکٹیکلز کے لیے کچھ لوازمات ہوتے ہیں ۔ کچھ اور چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ چیزیں ندارد ۔ لیکن جناب والا ۔ پی ۔ ٹی ۔ سی میں داخلہ شروع ہو گیا کیونکہ ملک میں بے روزگاری زیادہ ہے اس لیے ہر آدمی نے کوشش کی کہ میں اس میں ضرور داخلہ لے لوں تا کہ مجھے ملازمت مل جائے ۔ جناب والا جناب وزیر تعلیم نے اس ایوان میں یہ تسلیم کیا تھا کہ پنجاب میں اس قدر زیادہ سکول کھولے گئے کہ ان میں تقریباً ڈیڑھ ہزار کے اوپر لڑکے داخل ہو گئے ۔ جن کا تعلیمی معیار میٹرک سے کم تھا اور ان کے پاس میٹرک کی سند بھی نہیں تھی ۔ اس لیے اس بات سے اظہر من الشمس ہے اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ لڑکے یا تو جعلی سندیں لے کر آئے تھے یا انہوں نے ماسٹروں،

سے ملی بھگت کرکے اپنے آپ کو میٹرک ظاہر کروا کر داخلہ لے لیا ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے انہوں نے کیا تو لازمی اس کی قیمت بھی دینا پڑی ہوگی ۔

اب جناب والا ۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ای ۔ ٹی ۔ سی میں داخلے کے لیے کم سے کم عمر پندرہ سال رکھی گئی ۔ اگر لڑکے کی عمر پندرہ سال ہے تو وہ داخل ہو سکتا ہے اور ایک سال کا کورس ہے پہلے نو مہینے کے اندر اندر اس نے امتحان پاس کر لیا لیکن جناب والا ۔ جب وہ انٹرویو کمیٹی کے پاس گیا تو پتہ چلا کہ گورنمنٹ کے رولز میں تو 18 سال سے کم عمر کا آدمی نہیں رکھا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ اگر سکھوں کی حکومت بھی ہوتی تو اس قسم کے رولز نہ بناتی ۔ جناب داخلہ تو رکھتے ہیں پندرہ سال کی عمر کا اور وہ پاس کر جاتا ہے 16 سال کی عمر میں ۔ لیکن اٹھارہ سال کی میں ملازمت دیتے ہیں ۔ دو سال جب وہ گلیوں میں ڈنڈے مارتا پھرے گا تو وہ لڑکوں کو کیا پڑھائے گا کیوں جو پڑھ چکا ہو گا وہ تو وہ بھلا چکا ہو گا ۔

آوازیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ( ایف ۔ اے کر لے )

مرزا فضل حق ۔ جناب ایف ۔ اے کرنا غریب آدمی واسطے سوکھا کم نہیں اے ۔

جناب والا ۔ جب تعلیمی اداروں کو قومیایا گیا تو لازماً اس میں جو استاد تھے جو وہاں کام کر رہے تھے وہ بھی قومیائے گئے ۔ اب ہوا یہ کہ کچھ لوگ جو بے کار پھر رہے تھے ان کو ملازم رکھا گیا ۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ایک پرانی انارکلی کا ہیڈ ماسٹر تھا اسے جب معلوم ہوا کہ سکول قومیائے جا رہے ہیں تو اس کے جو عزیز بے روزگار تھے ان کا نام بھی درج کر لیا کیونکہ پالیسی آچکی تھی اس کو معلوم تھا جو ماسٹر لگا ہوا ہو گا ۔ اس کا نام درج ہو گا اور جو تنخواہ رجسٹر میں درج ہو گی وہ اس کو ملے گی ۔ اس طرح جناب والا ۔ لوگوں نے جعلی طور پر اپنے عزیزوں کے نام درج کر لیے اس کی بھی الکوائری ہونی چاہیے ۔

ایسی بہت سی باتیں ہیں جو آپ کے نوٹس میں لائی گئیں ۔ اس سلسلہ میں موثر کنٹرول کی ضرورت ہے ۔ مشن کے سکول جو قومیائے گئے تھے ۔ میں

نے اس سلسلہ میں ایک تحریک التوا بھی پیش کی تھی - یہاں پرانی انارکلی میں ہائی سکول ہے جس کا اب حکومت نے قبضہ سے لیا لے - اس کا ہیڈ ماسٹر ایک پادری تھا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ سکول نیشنلائز کیا جا رہا ہے تو وہ پادری بن گیا اور ہیڈ ماسٹر شپ اس نے چھوڑ دی اور بنگلہ اس سلسلہ میں اپنے پاس رکھ لیا - اس طرح سے جو کوارٹر تھے اس کے ملازمین کے وہ بھی سکول کے پاس نہیں آئے - اس لیے میں نے ایک تحریک التوا بھی پیش کی تھی جس کا کوئی موثر جواب نہیں مل سکا -

جناب والا - آپ نے جو یورپین ٹائپ کے سکول پنجاب میں نیشنلائز کئے ہیں - ان کو وزارت تعلیم کی طرف سے ایک ہدایت آئی کہ تمام تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم رائج کریں - صبح صبح قومی ترانہ اور قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور اس کے بعد اپنے حسب معمول پروگرام شروع کریں لیکن یورپین سکول اس پر عمل درآمد نہیں کر رہے اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری نہیں ہو سکا اس سلسلہ میں بڑی ضروری اقدامات کئے جائیں -

جناب والا - اب میں عرض کروں گا کہ پنجاب میں پہلے 2 ریجن تھے ایک راولپنڈی میں اور دوسرا لاہور میں اور کام بخوبی چل رہا تھا - اب نئی پالیسی کے تحت یہاں پر پانچ ریجن کر دئے گئے ہیں - چاہئے تو یہ تھا کہ اس سے کوئی تعلیمی کارکردگی بڑھتی - لیکن تعلیمی کارکردگی تو کم ہو گئی مگر حکومت کے بجٹ پر اثر ضرور پڑا - اب یہ پیسہ عوام کی جیب سے نکلے گا - عوام پر اس کی زد پڑے گی - اگر حکومت کی کسی پالیسی سے عوام کو فائدہ ہو تو ہم وہ بوجھ اور ٹیکس بھی برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن معزز ایوان کے تمام ارکان جانتے ہیں کہ ریجن بڑھانے کے باوجود کارکردگی میں ٹیڈی پیسے کا بھی اضافہ نہیں ہوا جب کہ اخراجات بے پناہ بڑھ گئے ہیں - ڈی - اے - ڈی - اے اور معلوم نہیں کیا کیا - پہلے تو ایک ڈائرکٹر اور سیکرٹری ہوتے تھے اور اس کے اوپر ایک وزیر تعلیم مگر اب ایک ڈی - پی - آئی کی پوسٹ نئی بنائی گئی ہے اور ان کو مسلط کر دیا گیا ہے - ڈی - پی - آئی جہاں بیٹھے گا - وہاں ایر کنڈیشنڈ کمرہ بھی ہو گا - وہاں پر قالین بھی ہو گا - تین چار باوردی چپڑاسی بھی ہونے چاہیں - ان کے لیے کار بھی ہونی چاہیے کیونکہ

اس کا دائرہ کار پورے پنجاب میں ہے اور ٹی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے علیحدہ ۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا کہ یہ اضافہ کیوں ہوا ہے جب کہ کارکردگی میں اضافہ نہیں ہوا ۔ وزیر تعلیم صاحب جن کی میں بہت قدر کرتا ہوں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ پہلے تو یہ کہا جاتا تھا کہ اس ایوان کے اکثر وزیر جاگیردار ہیں لیکن میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو ڈگری دار کہوں گا ۔ معلوم نہیں ان کے پاس کون کون سی ڈگریاں ہیں ۔ جن کا نام مجھے نہیں آتا اگر میں یہ کہوں کہ امتحان کے سلسلہ میں جو جعلی سندیں تین چار سو روپے میں مل جاتی ہیں جن کو ٹیلی ویژن پر بھی دکھایا گیا کہ اس طرح سے یہ مہریں اور دوسری چیزیں ہیں اور جعلی ڈگریاں اس طرح سے جاری ہوتی ہیں اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ وزیر صاحب جو اتنی ڈگریاں لٹکائے پھر رہے ہیں ۔ اس میں سے جعلی کتنی ہیں ۔

اب جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ میڈیکل کالجوں کی جو تعداد بڑھائی گئی ہے ۔ میں واضح طور اور پر کھلے دل سے اس بات پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور لائق تحسین سمجھتا ہوں ۔ اس حکومت کو بھی کیونکہ انہوں نے میڈیکل کالج کھولے ہیں لیکن یہ بات مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کالج تو راولپنڈی میں لیکن ساتھ یہ کہہ دیا کہ at Lyallpur حالانکہ وہاں پہلے ہی ایک کالج موجود ہے یہ تو اس طرح ہے کہ سکھوں کے زمانہ میں کسی نے کہا کہ کالج راولپنڈی میں کھول دیا جائے لیکن کچھ لوگوں نے کہا جی چندہ تو امرتسر والوں نے بھی دیا ہے تو انہوں نے کہا وہاں ہوسٹل بنا دیا جائے ۔ اسی طرح جناب والا ۔ ہماری حکومت نے کیا ہے کہ کالج تو راولپنڈی میں مگر at Lyallpur کر دیا گیا ۔ لیکن at Lyallpur تو پہلے ہی ایک کالج موجود ہے ۔

اس سلسلہ میں جناب والا ۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ ضلع جہلم جو ہر لحاظ سے پسماندہ ہے اس کے لیے مستقل کوٹہ رکھا جائے کیونکہ جیسا کہ تمام معزز ارکان کو بھی معلوم ہے ۔ ضلع جہلم کے بہت سے لوگ فوج میں ہیں اور مجھے فخر ہے کہ انہوں نے بہت قربانیاں دی ہیں بلکہ سب سے زیادہ دی ہیں میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ ان شہدا کے بچوں کے لیے بھی ضرور

سیٹیں مخصوص کریں ۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ

**مسٹر ڈپٹی سپیکر** ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ( گجرات ۔ 8 ) ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوستوں نے تعلیم کی کارکردگی کے متعلق بہت کچھ عرض کیا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ محکمہ تعلیم ایک ایسا محکمہ ہے ۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور ارکان اسمبلی سے بھی گزارش کروں گا کہ اس بارے میں بڑی سنجیدگی سے غور و خوض کرنا چاہیے ۔ کسی جمہوری اور قومی حکومت کے لیے یہ ناقابل برداشت ہوتا ہے کہ اس ملک کا نظام تعلیم صحیح نہ ہو ۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس کی بنیادیں تین طریقوں سے ہونی چاہیے تھیں ۔ نمبر ایک تو معاشرے کی بنیاد کو سوشلسٹ بنیادوں پر رکھا جاتا ۔ دوسرے ان چیزوں کو نصاب میں شامل کیا جاتا تاکہ آنے والی نسلیں سوشلسٹ نظریات کی حامل ہوں اور تیسرا کہ وہ اسلام کے نظریات کے عین مطابق ہو اور ہم اس پر عمل درآمد بھی کریں یا پھر وہ انگریز والے نظام کو رہنے دیا جاتا تو میں اس سلسلہ میں ۔ ۔ ۔ ۔

**چوہدری غلام قادر** ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن سر ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چوہدری امان اللہ لک صاحب پیپلز پارٹی میں رہتے ہوئے ۔ تنقید کر رہے ہیں یا اپوزیشن میں ہوتے ہوئے تنقید کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر ڈپٹی سپیکر** ۔ یہ سوال آپ ایوان سے باہر پوچھ سکتے ہیں ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلہ میں وضاحت کروں گا کہ ۔ ۔ ۔ ۔

**Mr. Deputy Speaker.** I have not allowed this question.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے وہ فاضل دوست جن پر یہ ذمہ داری مستقل طور پر عائد ہوتی ہے ۔ کیونکہ ہم تعلیم سے بالکل بے بہرہ اور لاتعلق ہیں ۔ اب بھی اس محکمہ میں وقت کے تقاضہ کو پورا کرنے کے لیے جس سنجیدگی کی ضرورت تھی وہ ہم ابھی تک پیدا نہیں کر سکے ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ وہ

اسلامی نظریات ۔ جو کہ انگریز کے آنے سے قبل مسجدوں ۔ مکتبوں اور یونیورسٹیوں میں رواج پذیر تھے اور جس نے بڑے بڑے بڑے علماء ۔ مفکر ۔ پیدا کیے ۔ جن کی کوششوں کے نتیجہ میں جذبہ حریت کے پیش نظر آج ہم پاکستان کی صورت میں معرض وجود میں آئے ہیں ۔ ان لوگوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے اپنے انقلابی ساتھیوں اور ڈاکٹر صاحب سے خاص طور پر یہ استدعا کروں گا کہ تاریخ کے اس حصہ کو کم از کم تدریسی حصہ میں شامل کیا جاوے ۔ یہ اسلامی تاریخ کا بہت بڑا باب تھا ۔ جس کے مرہون منت آج ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اگر اس کو اوجھل کر دیا گیا تو یہ کسی آزاد اور نظریاتی مملکت میں سب سے زیادہ قابل افسوس بات ہو گی کہ تاریخ کے اس حصہ کو جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگریز سے قبل کے نظام تعلیم نے کتنے اچھے مسلمان پیدا کیے ہیں ۔ اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ اس کو دوبارہ رائج کیا جائے ۔

جہاں تک جناب والا ۔ میرے ان فاضل دوستوں کا تعلق ہے جو برائے نام ان اسمبلیوں کے اجلاس میں شرکت کرنے ۔ قائد عوام کا نام لینے اور مزچی دروازہ میں تقریریں کرنے کے بعد یہ خیال کرتے ہیں کہ سوشلسٹ نظام قائم ہو سکے گا ۔ وہ شاید یہ بھول چکے ہوں گے کہ کروڑ ہا کی تعداد میں بچے اور طلباء کالجوں میں اس امر سے بے بہرہ ہیں ۔ اگر آپ سوشلسٹ نظام لانا چاہتے ہیں تو آپ سوشلسٹ نظام کے لیے کیا کر رہے ہیں ؟ اگر آپ اسلامی نظام کو چاہتے ہیں کہ وہ وقت کے تقاضوں کے تحت نہایت ضروری ہے ۔ تو آپ اس کے لیے کیا کر رہے ہیں ؟ ان نظریات کو جیسا کہ کل میرے فاضل دوست اور وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرما رہے تھے یہاں اسمبلیوں کے ارکان کو مٹھی تنگ کے افکار پڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اس کے بعد ان نظریات کو اگر شامل کرنا چاہتے ہیں ۔ تو ان کو شامل کریں ۔ تا کہ کسی نہ کسی نظریہ سے کسی نہ کسی طریقہ سے نظریات کا تعین کیا جا سکے تا کہ آئندہ آنے والی قوم ان نظریات پر چل سکے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ تعلیمی نظام میں وہ حصہ بھی جذف ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی سے میرا تعلق ہے ۔ میں پیپلز پارٹی کے انقلابی کارکنوں میں سے ہوں لیکن مجھ میں ایک فرق ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی آواز جو وہ دے رہا ہے اس کو پہچاننا ۔ اس کو سننا ۔ خوشامدی کرنا اور حق گوئی کو ترک کرنا ۔ میں سمجھتا ہوں اس سے زیادہ پارٹی کے خلاف کوئی مہلک بات نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اس میں شک نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی اور اس کے سرگروہوں کو معرض وجود میں لانے والے نوجوان طلبا تھے اور راولپنڈی کے اس ادارے سے کا آغاز ہوا تھا ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی میں طلبا کا حصہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جناب والا ۔ جو کٹ موشن کا مقصد ہے وہ حل نہیں ہو رہا ہے ۔ پارٹی کا یہاں پر کوئی تعلق نہیں ہے پارٹی زیر بحث نہیں آ سکتی ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس کی تصدیق کر سکتا ہوں ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ مجھے فقرہ مکمل کر لینے دیتے ۔ تو پھر میں شیخ صاحب کے اعتراض پر بذات خود ہی سر تسلیم خم کر دیتا ۔ میں اپنا ایک پوائنٹ اٹھانا چاہتا ہوں ۔ اس سے شاید آپ گھبرا رہے ہیں ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت لانے میں طلبا کا بہت بڑا حصہ تھا اور طلباء کی تنظیمیں قائم ہوئیں ۔ اس میں جمیعت طلباء اور جماعت اسلامی بھی شامل ہوئی ۔ تحریک استقلال بھی شامل ہے ۔ اس میں ہماری پارٹی کی بھی وہاں انجمنیں قائم ہوئیں ۔ انہوں نے نظام تعلیم کو تباہ و برباد کر دیا ہے ۔ تو میں استدعا کروں گا کہ ان انجمنوں پر پابندی لگائی جائے ۔ چاہے وہ پیپلز پارٹی کی ہوں یا جمیعت طلباء کی ہوں ۔ تو یہ سیاسی اکھاڑے بنائے جا رہے ہیں ۔ آئے دن آپ کو امتحانات اس لیے ملتوی کرنے پڑتے ہیں ۔ آپ اس سے بے بہرہ ہو چکے ہیں ۔ آپ اپنے مستقبل سے نا آشنا ہو چکے ہیں ۔ یونیورسٹیاں اور کالج بند ہیں ۔ اس لیے کہ یہاں پر ہنگامہ ہوا تھا ۔ طلباء میں کشیدگی پیدا ہوئی تھی ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ** ۔ جناب والا ۔ معزز رکن طلباء کو سیاست سے محروم کرنا چاہتے ہیں ۔ کیا یہ چاہتے ہیں کہ جنہوں نے جدوجہد کر کے اس ملک میں جمہوریت لائی ہے اور جو پاکستان پیپلز پارٹی کو بر سر اقتدار لائے ہیں ۔ کیا وہ اپنی جدوجہد کو چھوڑ دیں اور ترک کر دیں ؟

**چوھدری امان اللہ لک۔** جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوستوں سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ میرا اپنا نقطہ نگاہ ہے ۔ آن کا نقطہ نگاہ اس سے مختلف ہو سکتا ہے ۔ چاہے وہ مجھ سے اختلاف رکھیں ۔ لیکن میں نے نقطہ نگاہ بیان کرنا ہے ۔ جناب والا ۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ یہ قوم کے ساتھ ایک بہت بڑا ظلم ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔** جناب والا ۔ نوجوان طبقہ کو سیاست الگ رکھنا سراسر نا انصافی ہے ۔

**چوھدری امان اللہ لک ۔** جناب والا ۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ اگر وہ بولتے ہیں کہ ہمارے حقوق تسلیم کریں ۔ تو برائے نام طلباء کو آگے لا کر ان پر گولیاں چلاتے ہیں ۔ یہ کون سا انصاف ہے ۔ ۔ ۔ ۔

**شیخ عزیز احمد ۔** جناب والا ۔ فاضل ممبر کٹ موشن کی کون سی شق پر بحث کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ نہ وہ قومیائے گئے سکولوں کے متعلق ہے اور نہ جناب محکمہ تعلیم کی کارکردگی کا طلبا کو سیاست سے علیحدہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یونیورسٹی اور نظام امتحان ۔ یہ وہ چیزیں جو under this cut motion وہ discuss کر سکتے ہیں ۔ جو کہ ان کی اپنی دی ہوئی cut motion ہے ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.** I will refer the learned member to one of the subjects mentioned in the cut motson, i.e. "increase in education problems". So, this matter can be brought in under that heading.

**Mr. Deupty Speaker** Please continue remaining within the scope of the discussion.

**شیخ عزیز احمد ۔** مسٹر سپیکر ۔ اس سلسلہ میں ۔ ۔ ۔ ۔

**مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔** شیخ صاحب میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ ان امور کو مد نظر رکھ کر اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

(اس مرحلہ پر میاں منظور احمد سوھل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ موجودہ تعلیمی نظام کا بحران ۔ امتحانات کا ملتوی ہونا گو سابقہ حکومتیں بڑی غیر ذمہ دار تھیں۔ لیکن اس وقت تک کسی میں یہ نہیں کیا گیا کہ یونیورسٹی بند ہوں ۔ بی اے۔ ایم ۔ اے ایم ایس سی۔ اور ایل ایل بی۔ کے امتحانات ملتوی ہوں۔ اب طلبا کے کیریئر کو تباہ کر دیا گیا ہے اور وہ اس لئے کیا گیا ہے کہ کالجز ۔ یونیورسٹیوں اور سکولوں کے اندر طلبا سیاست میں اس وقت آگے آ سکتے ہیں ۔ سیاسی جماعتوں نے اس حد تک ان کو آلہ کار بنا لیا ہے کہ اب یہ کھیل اور تماشے سے آگے قوم کے مستقبل کا سوال ہے ۔ تو میں آپ کی وساطت سے ممبران اسمبلی اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے استدعا کرونگا کہ کم از کم کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں ۔ جس سے نوجوان نسل جو سیاسی جماعتوں کا اکھاڑا نہ بنایا جائے ۔ ہم نوجوانوں پر گولیاں چلوا کر اقتدار میں آئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے ۔ لیکن آپ ان کے لئے نظام اچھا کریں ان کے لئے سہولتیں مہیا کریں ۔ یہی ان کا reward ہے ۔ بجائے اس کے کہ ہم انہیں نشانہ انتقام بنائیں اور ان لوگوں کو سیاست کی الٹ پلٹ میں اس حد تک الجھائیں کہ وہ تعلیم سے بے بہرہ ہو جائیں ۔ موجودہ صورت حال اگر بحال رہی ۔ تو میں استدعا کروں گا جناب کی وساطت سے پیپلز پارٹی کے ان صاحب دل ممبران اسمبلی سے کہ وہ اس مسئلہ کا شدت سے احساس کریں کہ یہ جو ہم نے کھیل تماشہ بنایا ہوا ہے ۔ ہم کہاں تک اس کو afford کر سکیں گے اور اپنے مستقبل کو تاریک دیکھ سکیں گے جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ موجودہ امتحانات کا طریق کار جو کہ زیر بحث آ چکا ہے ۔ جس پر میرے فاضل دوستوں نے نہایت مفصل اور اچھے انداز میں اظہار کیا ہے ۔ وہ مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے ۔ پہلے تو امتحانات ہوتے نہیں ہیں ۔

**Mr. Chairman.** Mr. Lak, this is not your cut motion.
طریق کار امتحانات کا نوٹس نہیں دیا ہوا ہے ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب آپ فرما دیں کہ محکمہ کی کارکردگی میں کون کون سی چیزیں آتی ہیں ۔ تو میں پھر اس کے اندر رہوں گا اگر محکمہ تعلیم کی کارکردگی میں امتحانات نہیں آتے ۔ تو میں استدعا کروں گا کہ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے ۔ ہمیں اس میں کوشش کرنی چاہیے کہ پیپلز پارٹی سمیت جو

تنظیمیں سیاسی جماعتوں نے تعلیمی ماحول میں بنا رکھی ہیں ۔ ان کو فوری طور پر طلبا کو جو آلہ کار بنایا جا رہا ہے ۔ ان کو اس سے محفوظ کیا جائے ۔

اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ موجودہ امتحانات کا طریق کار بھی تشدد اور دھاندلیوں کا شکار ہو چکا ہے ۔ اب نقل جس حد تک لگائی جاتی ہے ۔ اب وہ ایک قدر ۔ ایک حق کی حیثیت سے طلبا کو دیدیا گیا ہے ۔ جس جگہ طلبا نقل لگانے کا حق نہیں دیا جاتا وہاں پر ہنگامہ کیا جاتا ہے ۔ وہاں پر سپرنٹنڈیٹ اور ایگزامینرز کو مارا اور پیٹا جاتا ہے ۔ لیکن اس سلسلہ میں مکمل طور پر خاموشی ہے اور دو سال سے اس میں اس حد تک ترقی ہوئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس موجودہ سسٹم ۔ طریقہ امتحانات کو یکسر ختم کیا جائے ۔ اس پر قابو پانا ضروری ہے اس وقت جو صورت حال ہے ۔ میرا خیال ہے ۔ ناقابل عمل ہے کیونکہ طلبا کافی حد تک آگے جا چکے ہیں ۔ محکمہ کے افسران اس حد تک کرپٹ ہو چکے ہیں کہ اب ان کو رشوت سے بچانا وزیر تعلیم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب میرا اور میرے دوستوں کے بس کا روگ نہیں رہا ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے عرض کرونگا ۔ ۔ ۔

**مسٹر محمد اشرف** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ساڑھے گیارہ بج چکے ہیں اور چائے کا وقفہ ہوگیا ہے ۔

**مسٹر چیئرمین** ۔ امان اللہ لک صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ جہاں تک کورسز کا تعلق ہے اور جو نصاب اب تک پرائمری یا ہائی سکولوں میں دیا گیا ہے وہ طلباء کی فہم و فراست سے یقینی طور پر بالا تر ہے۔ پرانے کورسز کے مقابلے میں جو کورس اب رائج ہے اس میں از حد نقائص ہیں اس کا عملی زندگی کے ساتھ قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے ۔ تو میں اس ضمن میں جناب کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ تدریسی کورسوں پر فوری طور پر ایک کمیٹی بٹھائیں ۔ اگر یہاں اس ملک میں ماہرین نہیں تو کم از کم کسی بیرونی ملک سے ماہرین منگوا لیں کیونکہ اس میں تغیرو تبدل ضروری ہے۔ قومی values کے مطابق اس کو مقرر کیا جائے ۔

اس کے بعد میں تعلیمی نظام میں سیاسی مداخلت کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کمیٹیاں ۔ ڈویژنل ایجوکیشن کمیٹیاں اس کے بعد پی ٹی سی کی نامزدگیاں اور سفارشات کی تعیناتیوں نے بالکل اس نظام کو درہم برہم کر دیا ہے ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جناب والا ۔ ان کی تقریر relevant نہیں ہے

Mr. Speaker . Sir, may I draw your attention to page 674 Punjab Legislative Assembly Debate, dated 12th March, 1952 :

"**Mr. Speaker** . Demand under consideration, mottion moved is :

"That the item of Rs. 8,42,860 on account of Net Total A-Grant to University be reduced by Re. 1 "

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تو جناب اس سلسلے میں جناب عبدالباری صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا "کہ اس وزارت کی پالسی وہی ہے جو انگریز کی تھی ۔ برطانیہ کے وزیراعظم مسٹر گلیڈ سٹون نے ایک دفعہ کہا تھا ۔ مسلمان کو اسلام اور ایمان سے ہٹایا نہیں جاسکتا البتہ اگر ان کے سینے سے اس کتاب کو نکال لیا جائے تو ممکن ہے کہ اس کا جوش اسلام ٹھنڈا پڑ جائے " میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں جناب سپیکر نے کیا فرمایا :

"What has this got to do with the University grant to University is under discussion and not mak tabs in massajids"

میاں عبدالباری نے فرمایا کہ کیا یونیورسٹی کا اس تعلیم سے کوئی تعلق نہیں تو مسٹر سپیکر نے فرمایا "Directors orders are not binding on the Univeresity . . . . . .

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ یونیورسٹی کی بات ہے یا کس کے متعلق ہے ؟

**شیخ عزیز احمد** ۔ نہیں جناب ۔ یہ ان کے متعلق ہے جو وہ اس وقت بحث کر رہے ہیں ۔ وہ محکمہ تعلیم کے الف سے لیکر ی تک ہے مثلاً سکول

اس کا سلیبس اور ہر چیز زیر بحث لائے ہیں ۔ میں نے کہا کہ وہ آئٹم جس پر اب بحث ہو رہی ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات میں کوئی اتنی relevancy نہیں ہے ۔ ان کا جو مطالبہ ہے وہ ہے "امتحانات لینے کے نظام ۔ قومی تحویل میں لئے گئے سکولوں کی حالت اور محکمہ تعلیم کی کارکردگی "۔

شیخ عزیز احمد ۔ محکمہ تعلیم کی کارکردگی ؟

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ محکمہ تعلیم کی کارکردگی تو بہت وسیع ہے اس میں سب چیزیں آ جاتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن یہ جو کہہ رہے ہیں کہ وہاں اسلام کی تعلیم نہیں دی جارہی وہ تو اس میں کہیں بھی نہیں ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جیسے حاجی محمد سیف اللہ خان نے پہلے کہا تھا کہ ہمیں 14 سو سال پیچھے چلا جانا چاہیے ۔

**Mr. Speaker.** Let me hear him. I have understood your objection.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شیخ عزیز احمد صاحب کا اعتراض برائے اعتراض ہے ۔ جب محکمہ تعلیم کی کارکردگی کا سوال پیدا ہوگا تو لازمی طور پر اس میں طلباء بھی آئیں گے ۔ طلباء کی تنظیمیں آئیں اور ان کی سرگرمیاں بھی آئیں گی ۔ امتحانات کے سلسلے میں بدعنوانی بھی زیر بحث آئے گی ۔ تو He is ver much relevant

مسٹر سپیکر ۔ مجھے سننے دیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ Cut motion is not according to the rules. اس میں کارکردگی کے متعلق پوائنٹ precisely دینے چاہیں کہ کس چیز پر کٹ موشن آ رہی ہے ۔

not the department as a whole. اس کی کارکردگی پر جنرل بحث ہو رہی ہے حالانکہ رول 116 میں یہ ہے :

Rule 116 is :—

> (a).....A member giving notice of such a motion shall idicate in precise terms the particulars of the policy which he propose to discuss....."

مسٹر سپیکر ۔ مجھے وہ ڈیمانڈ دیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ وہ کیا فرما رہے ہیں ۔ اس کا

مسٹرسپیکر ۔ آئیدہ کٹ موشن انگریزی میں بھی چھپوا دیا کریں ترجمہ بتادیں آپ سنیں کہ ان کی کٹ موشن کیا ہے ۔ ان کے لئے بھی کہہ رہا ہوں جو تقریر کر رہے ہیں اور سارے ایوان کے لئے ہے ۔

> To discuss the policy underling the demand in so far as the system of examinations, condition of nationlised school and working of the Education Department.

**Sheikh, Aziz Ahmad.** Working of the Education Department Is it precise ?

**Mr. Speaker.** It has been allowed. No one raised the objection at that time.

**Makhdum zada Syed Hassan Mahmud .** Sir, he is going to revolt.

**Mr. Speaker.** I have already given decision. Two speakers have spoken on that.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں استدعا کر رہا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سابقہ حکومتوں سے غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئیں ۔ لیکن موجودہ کارگردگی جو ہم تعلیم کے محکمے میں دیکھ رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

**Mr. Speaker .** The Government as such is not under discussion. The Department is under discussion and let dicuss

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں شائد آپ indirectly influence ہو چکے ہیں ان کے شور و شغب سے جو انہوں نے دکھائے ہیں ۔

**Mr.Speaker.** I would request the member not make such observations and that may deprive him of his right to speak.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا۔ آپ نے میری بات سنی ہی نہیں ۔ ۔ ۔

**Mr. Speaker.** Such observations of the Members may deprive them of their right to speak ;

چوھدری امان اللہ لک ۔ اگر گورنمنٹ نظام تعلیم کو تباہ کرے تو میں گورنمنٹ کا نام نہ لوں ۔

**Mr Speaker.** That is not the matter.

چوھدری امان اللہ لک ۔ اگر پیپلز تباہ کرے تو میں کس کا نام لوں ۔

**Mr. Speaker.** Why did you give the cut motion in those words.

چوھدری امان اللہ لک ۔ تو پھر میں کس کا نام لیں ۔

**Mr. Speaker.** It is not the matter. A member should know the cut motions. If you don't know what is contained in the cut motions.

چوھدری امان اللہ لک ۔ بات آپ سنتے نہیں اور پہلے ہی ناراض ہو جاتے ہیں ۔ حکومت کی کار گردگی کی سے متاثر ہوئی ہے ۔

**Mr. Speaker.** I take exception to such observations.

چوھدری امان اللہ لک ۔ میری گزارش تو آپ سن لیں ۔

**Mr. Speaker.** I am here to be influenced. Every member has right to influence me but no such observation is called for.

چوھدری امان اللہ لک ۔ وہ کونسی بات ہے جو میں نے کہی ہے جس پر آپ برسے جا رہے ہیں ۔

**Mr. Speaker.** Don't you know what did you say ?

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ میں نے کیا کہا ہے ۔ میں نے اتنا کہا ہے کہ شائد آپ متاثر نظر آتے ہیں تو کون سا اس میں ایسا لفظ ہے ۔

**Mr. Speaker.** The way you said ; You don't know how to express your sentiments.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ شائد آپ ان کی تقریر سے متاثر نظر آتے ہیں ۔ آپ مجھے بات کرنے دیں اس کے بعد فرمائیں ۔ تو یہ کون سی بات ہے ۔

**Mr. Speaker.** Please be careful in your axpression and you should know what you are saying. Don't utter words like that.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ آپ نے میری بات سنی نہیں اور اس سے پہلے ہی آپ ناراض ہو گئے اس کے بعد آپ نے موقع نہیں دیا کہ میں اس پر وضاحت کرسکوں ۔ اس میں جناب میرا کیا قصور ہے ۔

**Mr. Speaker.** You probably don't know the manner, the way and the words that you speak. You are not aware of that.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ وہ کونسا لفظ تھا جو میں نے استعمال کیا تھا جس پر آپ ناراض ہوگئے ۔ کون سا وہ لفظ تھا جس پر آپ کو محسوس ہوا کہ میں کرسی پر حملے کر رہا ہوں ۔

**Mr. Speaker.** The allegation of partiality.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ وہ لفظ partiality نہیں تھا بلکہ influenced تھا ۔

**Mr. Speaker.** The way you said ; it did not mean anything other than that.

**چوہدری امان اللہ لک**۔ جناب والا۔ کیا آپ میری بات سے ناراض ہوسکتے ہیں۔ کیا حاجی محمد سیف اللہ کی بات سے آپ متاثر نہیں ہو سکتے ؟

**Mr. Speaker.** Please continue. But I would advise you that this is not your cut motion.

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ لفظ "متاثر" تو غیر پارلیمانی نہیں ہے ۔

**Mr. Speaker.** It does not concern the Government as a whole It only concerns the Department. I hope the Member will confine to that.

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ طریقہ کار جس سے محکمہ تعلیم کی کارکردگی متاثر ہوئی ہے وہ حکومت کی غلط پالیسی کی بنا پر ہوئی ہے جس میں تعلیمی کمیٹیاں ۔ ۔ ۔

**Mr. Speaker** : That is not under consideration. That is not the cut motion. Confine yourself to your cut motion.

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ یہ محکمہ تعلیم کو اس لیے کام نہیں کرنے دیتے کہ وہاں تعلیمی کمیٹیوں میں پیپلز پارٹی اور باقی صاحبان کو نامزد کیا گیا ہے اور وہ بہت حد تک مداخلت کر رہے ہیں ۔ یہ کہاں تک درست ہے ۔ یہ فرما دیں

**Mr. Speaker** : I am not concerned with that.

آپ نے میری بات سنی نہیں ہے ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ چوھدری امان اللہ کو یہ بات کرنے دیجیئے اس کے بعد آپ کا جو اعتراض ہے اس پر غور کروں گا ۔ آپ نے جب تقریر شروع کی تو آپ نے گورنمنٹ کی پالیسی اور کارکردگی کا ذکر شروع کر دیا ۔ میں نے آپ کو بتایا کہ

Government as whole and Government as such is not under discussion. Don't criticies the Government as a whole. Policy of the Government is not under discussion.

آپ اپنی کٹ موشن کو پڑھیں ۔ صرف محکمہ تعلیم کی کارکردگی جو ہے وہ زیر بحث ہے ۔ آپ اپنے آپ کو اس تک محدود کریں ۔ گورنمنٹ کی پالیسی discuss نہ کریں کیونکہ گورنمنٹ کی پالیسی اس وقت زیر بحث نہیں ہے ۔

**چوھدری امان اللہ لک** ۔ گورنمنٹ کی پالیسی کا وہ حصہ آ سکتا ہے ۔ جس نے محکمہ تعلیم کی کارکردگی کو متاثر کیا ہوا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ کارکردگی اور پالیسی میں فرق سمجھتے نہیں ہیں ۔

If you don't understand then don't insist on what you are saying.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ میں سمجھتا ہوں جہاں تک گورنمنٹ کی اس پالیسی کا تعلق ہے جس کی بنا پر سیاسی مداخلت کا جواز پیدا کر دیا ہے ۔ جس کی وجہ سے تعلیمی افسران ۔ ڈسٹرکٹ کے افسران اور محکمہ تعلیم کے افسران مداخلت کا شکار ہو چکے ہیں ۔ اس کی وجہ سے نظام تعلیم بہت حد تک متاثر ہوا ہے اور افسران بے بس ہو چکے ہیں اور ہر مقام پر متاثر ہوتے ہیں ۔ میں اس لیے وزیر تعلیم اور ارکان اسمبلی سے استدعا کروں گا کہ انہوں نے محکمہ تعلیم کو جس حد تک متاثر کیا ہے وہ نہ کریں کیونکہ نظام تعلیم بری طرح متاثر ہو چکا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ کی یہی تقریر درست ہو سکتی ہے اگر آپ محکمہ تعلیم کے افسران کو یہ کہیں کہ وہ گورنمنٹ سے متاثر نہ ہوں ۔ جب آپ وہ کہیں گے کہ گورنمنٹ یہ نہ کرے ۔

I will have to rule you out of order to be irrelevant.

میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ اگر آپ کی یہ تقریر ہو کہ محکمہ کے افسران کو متاثر نہیں ہونا چاہیئے ۔

by the politics of the Government, you would be relevant Please try to understand the distinction that I have made.

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے رہنمائی حاصل کروں گا یہ محکمہ تعلیم جو ہے ۔ گورنمنٹ کا محکمہ ہے ۔ یہ رانا ٹریکٹرز کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے ۔ جب اس پر بحث ہو گی تو گورنمنٹ کیوں نہیں زیر بحث آ سکتی ۔ میں آپ کے ارشاد کا بے حد احترام کرتا ہوں کہ گورنمنٹ as a whole زیر بحث نہیں آ سکتی لیکن جب محکمہ آئے گا اور اس کی خرابیاں آئیں گی اس کی ذمہ داری بلا واسطہ بالواسطہ گورنمنٹ پر عائد ہو گی ۔ گورنمنٹ پر تنقید کیوں نہیں کی جا سکتی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ علامہ صاحب ۔ کٹ موشن میں جو لکھا ہے میں اس سے باہر نہیں جا سکتا ۔ کٹ موشن میں محکمہ تعلیم کی کارکردگی اور محکمہ کا لفظ بڑا واضح ہے کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ جی ہاں یہ وزیر تعلیم تک جاتا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وزیر تعلیم گورنمنٹ نہیں ہے ۔

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے ۔

**علامہ رحمت ارشد** ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے وضاحت چاہوں گا کہ تمام وزراء کی ذمہ داری جائینٹ ہوتی ہے ۔ آپ نے کس طرح فرما دیا کہ وزیر گورنمنٹ نہیں ہیں ۔

**Mr. Speaker** : But the Minister for Education is not the Governmeat. The member should know it.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ میں استدعا کروں گا کہ موجودہ طریقہ کار کے مطابق محکمہ تعلیم کی کارکردگی تعلیمی کمیٹیوں کی وجہ سے متاثر ہو رہی ہے اس پر نظر ثانی فرمائی جائے ۔ اس میں جہاں تک ڈاکٹر خالق صاحب کا مدعا تھا یا محکمہ تعلیم کا مدعا تھا کہ اس میں عوامی نمائندے شریک ہوں ——

**Mr. Abdul Hafiz Kardar** : Point of order Sir. My point of order relates to the submission that the rulings, which have been given, you may like to reconsider. For the time being, those altercations which are taking place may be held in abeyance. I am saying this because it is quite likely that these particular altercations may be used as part of interpretation of further questioning relating to ruling in future. I am strongly submitting to you, Sir, that this procedure may be followed, keeping this in abeyance as if only you have seen on this particular point.

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ میں بھی گزارش کروں گا کہ جیسا کاردار صاحب نے تجویز کیا ہے کہ یہ رولنگ بڑے دور رس نتائج کا حامل ہو سکتا ہے ۔ اس لیے آپ نظر ثانی فرمائیں کٹ موشن بنیادی طور پر حکومت کی حکمت عملی پر ہے اور وہ جو اس کے متعلقہ پہلو امتحانات سے متعلق یا محکمہ تعلیم کی کارکردگی کے متعلق ہیں وہ اس کا ضمنی حصہ ہیں ۔ اصل میں یہاں حکومت کی حکمت عملی ہے ۔ حکومت کی تعلیم سے متعلق پالیسی ہے اس پر کٹ موشن دی گئی ۔ لیکن اس میں ان پہلوؤں کو زیادہ اجاگر کرنا ہے جن کو امتحانات کے طریق کار اور محکمہ تعلیم کی کارکردگی سے موسوم کیا گیا ہے ۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس پر نظر ثانی فرماتے ہوئے پہلے کی طرح فراخدلی اور وسعت نظری کے ساتھ جیسے پہلے آپ کٹ موشن پر

تقریر کی اجازت دیتے رہے ہیں اب بھی اجازت مرحمت فرمائیں گے ۔ میں متعلقہ مقررین سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی ذمہ داری کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : Sir, I would like to add to it that this demand is presented by the Minister before this House and the cut motion is to reduce the amount to Re ./1/- where we are denying the right to the Minister to have this amount allocated in order to discuss certain policies of Government and the department together. We are not refusing the department of Education the amount, we are refusing the amount to the Minister concerned.

**Mr. Speaker** : What difference would that make ?

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : The difference would be that the Minister for the purposes of Education is the Government.

**Mr. Speaker** : But it is not the whole Government.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : Yes not the whole Government but the Miuister-Incharge for a particular department is the Government of that department.

**Mr. Abdul Hafiz Kardar** : Sir, on this subject I don't agree with the Hon'ble Member because the orignal demand says that place this amount at the disposal of the Chief Minister, with the Head of the Government. Therefore, the entire Government is involved in this, not merely the Minister for Education. The demand made will be placed at the disposal of the Chief Minister.

**Chaudhri Muhammad Yaqub Awan** : Sir, I would like to make a submission that there is a likelihood that this ruling may have to be reconsidered by the Chair in this House because the Education Department substantially is a part and parcel of the Government and hence the entire cabinet is collectively responsible in this behalf. I think when the Speaker says or mentions the Education Department or if he mentions the Government, then Government means the Education Department itself They are not separable. I think the Hon'ble Speaker will give it due time. It is a very important ruling which should be given after a due consideration.

**شیخ عزیز احمد** ۔ جناب والا ۔ اس وقت ایوان کے سامنے سوال یہ ہے کہ مطالبہ زر زیر مد 37 اتنے کروڑ اتنے روپے کی منظوری دی جائے ۔

**مخدوم زادہ سید حسن محمود** ۔ کس کو ؟

**شیخ عزیز احمد** ۔ جس کو بھی دی جائے ۔ وزیر اعلیٰ کو دی جائے ۔ خرچ کرنے کے لیے دی جائے ۔ یہ 37 مد تعلیم جن 20 آئٹمز پر مشتمل ہے ۔ وہ یہ ہیں ۔

There are twenty items in Head - 37 Education :—

1. Grants to Universities
2. Government Arts Colleges
3. Grants to Non-Government Arts Colleges
4. Government Professional Colleges
5. Grants to Non-Government Professional Colleges
6. Government Secondary Schools
7. Grants to Non-Government Secondary Schools
8. Grants to Local Bodies for Secondary Education
9. Government Primary Schools
10. Grants to Non-Government Primary Schools
11. Grants to Local Bodies for Primary Education
12. Government Special Schools
13. Grants to Non-Government Special Schools
14. Grants to Local Bodies for Special Education
15. Direction.
16. Inspection.
17. Scholarships.
18. Technical Education ... ...

اس ڈائریکٹوریٹ کو محکمہ تعلیم کہا جاتا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ شیخ صاحب ۔ انہوں نے ایک ہی سوال پوچھا ہے کہ

Is the Minister a part of the department ?

**Sheikh Aziz Ahmad** : He is not a part of the department.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : He is part of the Government.

**Sheikh Aziz Ahmad** : He is not part of the department.

مگر جہاں تک اس کا تعلق ہے اس کے متعلق جناب کی رولنگ بڑی واضح ہے۔

**Mr Speaker** : For the time being the question under discussion is whether the Minister is part of the Government or not.

شیخ عزیز احمد ۔ ٹھیک ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ شیخ صاحب غلط حوالہ دے رہے ہیں ۔

**Sheikh Aziz Ahmad** : He is not part of the department because he is not drawing any salary or allowance from this department. Neither the allowances nor the salary, nothing of the sort, he is drawing from this department.

مسٹر سپیکر ۔ اس میں دوسرا سوال یہ ہے کہ

If he is a part of the department, then criticism can be levelled against the Government as a whole or against that particular Ministry or Minister.

**Sheikh Aziz Ahmad** : But he is not part of the department.

اس بجٹ میں 55 کروڑ کی ڈیمانڈ ہے جس کا منسٹر سے کوئی تعلق نہیں ۔

**Mr. Speaker** : For the certain purposes.

شائد ایک ڈپٹی سیکرٹری بھی وسیع معنوں میں اس میں آ جاتا ہے .....

Deputy Secretary in those extending meaning may mean 'Government, ..

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : Mr. Speaker, would you like to permit me to speak on it.

**Mr. Speaker :** Where Section Officer or Deputy Secretary can sign on behalf of the Government, it may be the Government but the question is that what is the concept of the Government in our constitution.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** Mr. Speaker, as far as your observation goes in regard to irrelevancy on certain points which are not specifically mentioned in cut motions is quite correct, but as far as our right to criticise the Government or the Minister Incharge, who shares a joint responsibility, there we are within our right to criticise and refuse the grant of these funds in order to impress upon the Government to change that policy. That is why we can discuss the Government. The Minister if he is guided collectively for the purposes of policy making, the Government as a whole can be discussed.

**چوہدری امان اللہ لک** ۔ جناب والا ۔ موجودہ تدریسی نظام میں سیاسی مداخلت کی وجہ سے محکمہ تعلیم اس حد تک مفلوج ہو چکا ہے کہ وہ اپنی کارکردگی اچھے طریقے سے انجام نہیں دے سکتا ۔ دو سال کے تلخ تجربے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان کمیٹیوں کو ختم کر دیا جائے اور افسران کو اس ذمہ داری کے ساتھ تعینات کیا جائے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں خود پوری کریں اور ان میں سیاسی مداخلت کو ختم کر دیا جائے تاکہ وہ اپنی حکمت عملی سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں ۔ پہلے ہی محکمہ کی کارکردگی برے طریقے سے متاثر ہوئی ہے ۔

جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ موجودہ نظام تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے ۔ تدریسی نظام کو بدلنے کے ساتھ ساتھ معاشی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سلسلے میں زرعی شعبے کے تحت کالجوں میں اور ہائی سکولوں میں زرعی تعلیم کو اس حد تک موثر بنائیں کہ معاشرے کا وہ حصہ جو ملازمتوں کے حصول میں ناکام رہے تو ان کا مستقبل کسی حد تک محکمہ زراعت سے وابستہ کیا جا سکے ۔ تو میں استدعا کروں گا کہ اس پر نظر ثانی فرمائیں ۔ نوجوان طبقہ کو اس شعبہ میں ٹریننگ دینے کے لئے اس بجٹ میں موجودہ حکومت کی حکمت عملی کے پیش نظر نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ اس پر غور فرمائیں اور مستقل کی روشنی میں اس کے متعلق فیصلہ کریں ۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ٹیکنیکل تعلیم از حد ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں موجودہ حکومت اور محکمہ تعلیم نے جو کارکردگی کی ہے وہ قابل ستائش نہیں۔ تو میں استدعا کروں گا کہ قوم اور عوام کے مستقبل کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر غور فرمائیں۔ تعلیمی شعبہ میں اس حد تک آپ بالا دستی دی جائے کہ قوم کا ایک بہترین حصہ۔ نوجوان طلباء قوم کے کام آسکیں۔

اس کے بعد میں استدعا کروں گا کہ محکمہ تعلیم کو جس غلط انداز میں چلایا جا رہا ہے اور تعلیمی اداروں میں سے جس طرح مذہب اور مذہبی اقدار کو جو اسلاف کے وقت سے چلی آرہی تھیں۔ خارج کیا گیا ہے یہ مستقبل کی قیادت سنبھالنے کے قابل نہیں بنا سکتا۔ تو میں استدعا کروں گا کہ اس پر بھی نظر ثانی فرمائی جائے اور یہ سوشلزم کے نعرے لگانے والے برائے نام نعرے لگانے والے قوم کو انتشار کا شکار کر رہے ہیں اور قوم کے مستقبل کے نوجوانوں کو جہاں ایک خاص لائن پر تعلیم نہیں دی گئی وہاں انہیں مذہب سے بھی بیگانہ کیا جا رہا ہے۔ جناب کی وساطت سے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور اپنے فاضل دوستوں سے استدعا کروں گا کہ وہ تعلیمی ماحول اور تدریسی فضا میں اس کی بالا دستی کے لئے خاص لائحہ عمل تیار کریں۔ جس میں موجودہ حکومت بہت برے طریقے سے ناکام رہی ہے۔ ہمارے بعد جو نئی نسل آرہی ہے ان میں احساس ذمہ داری اس لئے مفقود ہے کہ وہ خدا اور مذہب سے اور آخرت کے خوف سے بے خبر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی ہماری حکومت بہت حد تک ناکام رہی ہے۔ سوشلزم کے نعرے لگانے والے ایک طرف تو انہیں مذہب سے بیگانگی سکھا گئے اور انہیں مذہب سے بھی منسلک نہ کر سکے اور دوسری طرف عملی طور پر انہیں سوشلزم کی ذمہ داریاں بھی نہ بتا سکے۔ اس لئے تدریسی عملہ کے کورس میں یہ شامل کیا جانا چاہیے۔ خواہ وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں انہیں اس طرح ٹریننگ دی جائے کہ وہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں طلباء میں اس حد تک کام کر سکیں کہ ان سے مستقبل میں قومی کام لیا جا سکے اور انہیں زیادہ سے زیادہ اختیارات اور ذمہ داریاں سونپی جا سکیں۔ ہم ان میں نئی اقدار بھی پیدا نہیں کر سکے۔ یہ قوم کے ساتھ نا انصافی ہے۔

موجودہ حکومت مذہب سے بیگانگی کی بہت بڑی ذمہ دار ہے اور جس طرح موجودہ دور میں بے راہ روی کی جا رہی ہے۔ یہ خطرناک ہے۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے استدعا کرتا ہوں کہ جب وہ اس وزارت سے فارغ ہوں گے اور اس حکومت کا خاتمہ ہو گا تو خود شرمندہ ہوں گے کہ ہم نے کیا کیا تھا۔ تو میں استدعا کرتا ہوں کہ مذہبی تعلیم کو پرائمری سکولوں سے لے کر یونیورسٹی تک لاگو کیا جائے اور ان میں احساس ذمہ داری پیدا کیا جائے۔ جو اب تک نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ یہ خرچ بے جا ہے۔ ایسے نظام تعلیم پر خرچ جس کا کوئی نصب العین نہ ہو، قوم کے ساتھ ظلم کے مترادف ہے۔

**بیگم آباد احمد خان** ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ جو تہذیب آپ سکولوں میں دکھانا چاہتے ہیں اس پر خود بھی عمل کرتے ہیں یا نہیں ؟

**چودھری امان اللہ لک** ۔ کرتا ہوں۔

**بیگم آباد احمد خان** ۔ جب آپ بولتے ہیں تو ذرا سی تہذیب نہیں ہوتی۔ نہ سپیکر کا ادب برتتا ہے اور نہ محفل کی تمیز ہوتی ہے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ وہ بات اب پرانی ہو گئی ہے۔

**چودھری امان اللہ لک** ۔ میں اس پر سختی سے عمل کرتا ہوں۔ میں آخر میں استدعا کرتا ہوں کہ مخلوط نظام تعلیم کو یکسر ختم کیا جائے۔ اس سے برائیاں جنم لے رہی ہے۔ موجودہ بجٹ میں اس کا بھی اہتمام نہیں کیا گیا اور اس پر جو خرچ کیا جا رہا ہے، وہ بے جا ہے۔

میں سب سے آخر میں استدعا کروں گا کہ قوم کو بچت سکھانے کے لئے، قوم کو سوشلسٹ بنانے کے لئے کالجوں، یونیورسٹیوں اور طلبہ میں سختی سے کھدر کا لباس پہننے کے احکامات جاری کئے جائیں۔۔۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ آپ کس آئیٹم پر بول رہے ہیں ؟

**چودھری امان اللہ لک** ۔ میں اس ضمن میں بول رہا ہوں کہ اس میں بحث کی جا سکے۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس امر کا اظہار پہلے ہی کر چکا ہوں کہ ہمیں اسے جنرل ڈیبیٹ میں تبدیل نہیں کرنا چاہیے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ محکمہ تعلیم کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اس میں لباس کا تعین کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ وہ نظریات مکمل ہو سکیں جو عملی زندگی میں ان کو پیش آئیں گے ۔ ان میں سادگی پیدا ہو گی ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ تعلیمی ماحول میں یہ سادگی پیدا کرنا ضروری ہے ۔ اب تک محکمہ تعلیم کی جو مجموعی کارکردگی رہی ہے اس نے ایک ابتری پیدا کی ہے ۔ ایک تاریک پہلو سامنے آتا ہے ۔ میں جناب والا کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ اس خرچ کو یکسر ختم کر دیا جائے کیوں کہ اس سے قوم انتشار کا شکار ہو رہی ہے اور نوجوان اپنی منزل سے بھٹک چکے ہیں اور اس میں سیاسی نعرہ بازی کا بہت عمل دخل ہے ۔ میں ان گزارشات کے ساتھ جناب سپیکر آپ کا شکر گزار ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب چائے کا وقفہ ہو گا ۔ ایوان ملتوی کیا جاتا ہے اور بارہ بج کر تیس منٹ پر ہم دوبارہ اکٹھے ہوں گے ۔

( اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے وقفہ کے لئے ملتوی کر دی گئی )

( چائے کے وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے )

**Mr. Speaker :** Mr. Kardar is not here but I am greateful to him that he required me to look into the matter again. I have, therefore, looked into the matter and the Constitutional provision is quite clear that the Chief Minister and the Provinical Ministers shall be collectively resposible to the Provincial Assembly.

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :** Thank you for the ruling.

سید تابش الوری (بہاولپور-I) ۔ جناب سپیکر ۔ تعلیم کسی بھی جمہوری ملک میں بے حد اہم اور ضروری شعبہ تسلیم کی جاتی ہے ۔ کام کرنے کی اجتماعی اور ہمہ گیر ترقی کی بنیاد بھی تعلیم ہی کو قرار دیا جاتا ہے ۔ پاکستان جیسے نظریاتی ملک اور پنجاب جیسے ترقی پذیر صوبہ میں تعلیم کی

اہمیت ۔ عظمت ایک امتیازی مقام رکھتی ہے ۔ اس اعتبار سے یہ بات انتہائی خوش آئند ہے کہ موجودہ بجٹ میں 55 کروڑ 70 لاکھ روپے کی خطیر رقم تعلیم کے شعبہ کے لئے مختص کی گئی ہے جس سے تعلیمی اداروں میں مزید وسعتیں پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے ۔ رقم کی یہ تخصیص ایک مستحسن بات ہی سہی لیکن عملاً اس تخصیص کا اس وقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک اس رقم کو نئے تقاضوں کے مطابق منصوبہ بندی اور انقلابی تعلیمی نظام کے ذریعے موثر طور پر صرف کرنے کا اہتمام نہ کیا جائے۔

جناب والا ۔ ہماری ستائیس سالہ تعلیمی تاریخ میں دو المیے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں ۔ ایک یہ کہ نظام تعلیم کو سامراجی طلسم سے آزاد نہیں کیا جا سکا اور ان نظریاتی اساس کے اس نظام کو نئے سرے سے مرتب کرنے کی زحمت نہیں کی گئی جو اس ملک کی تخلیق کا سب سے بڑا باعث ہے ۔ جناب والا ۔ اسی مجرمانہ غفلت کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری موجودہ نسل پاکستان کے حقیقی نظریات سے بے بہرہ ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آج کی نسل یہ سوال کرتی ہے کہ پاکستان کی تخلیق کیوں عمل میں آئی ؟ دو قومی نظریے کی کیا ضرورت تھی ؟ آج کے دور میں اس پر اتنا زیادہ زور کیوں دیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ ہماری نئی نسل کی ۔ ہمارے آج کے طالبعلموں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اس عظیم قومی رہنماؤں کے ناموں سے بھی واقف نہیں ۔ میں پچھلے دنوں ایک تعلیمی ادارے کی recruitments کے سلسلے میں ایک انٹرویو میں شریک تھا ۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ وہاں بیشتر امیدوار ایسے تھے جنہیں نظریات پاکستان کے متعلق کوئی بنیادی معلومات بھی نہ تھیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سید صاحب ۔ ذرا تھوڑا سا انتظار کریں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب بھی ہیں اور اب ایک بجنے والا ہے ۔ تو اس کے بعد جنرل ایڈمنسٹریشن کی کیا پوزیشن ہو گی ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ بہت سی باتیں کی گئی ہیں مجھے بھی اجازت دی جائے کہ میں ان کا جواب دے سکوں کیوں کہ بہت سی باتیں میری ذات کے متعلق کہی گئی ہیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اسے کل پر رکھ لیں ۔ کل تینوں اکٹھی ہو جائیں گی ۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ ہم اس سلسلے میں چاہتے تو یہی تھے کہ یہ دونوں کٹ موشن آج ہی زیر بحث آ جائیں ۔ اب بھی ہم یہ کوشش کریں گے اور اختصار کے ساتھ اظہار خیال کے بعد جنرل ایڈمنسٹریشن پر بحث شروع ہو جائے اور ضروری ہو تو اسے کل ایک ڈیڑھ گھنٹہ جاری رکھا جائے ۔ ہم اسی تناسب سے دوسری جو کٹ موشن ہیں ان پر زیادہ اختصار سے کام لیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ نہیں ۔ چاہے آپ سارا وقت ایک پر لے لیں وہ تو بہر حال آپ نے دیکھنا ہے کہ کس پر آپ نے زیادہ emphasise کرنا ہے ۔ کس کو emphasise نہیں کرنا ہے میں ایک idea چاہتا تھا کیوں کہ ابھی آپ کے بعد بھی فاضل مقررین ہیں جنہوں نے ان میں حصہ لینا ہے ۔ ایک بجنے والا ہے اب اس کو extend بھی کریں گے تو آدھا پونا گھنٹہ ہی extend کر سکتے ہیں اس سے زیادہ تو نہیں کر سکتے ۔

**مخدوم زادہ سید حسن محمود** ۔ جناب والا ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کل ہی لے لیں گے ۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کل ہی لے لیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ خود ہی ڈویژن کر لیں کہ آپ نے کتنا وقت لینا ہے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ دیکھتے ہیں اگر کچھ وقت بچا تو شروع کر لیں گے ورنہ کل کر لیں گے ۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس انٹرویو میں جس میں بی ۔ اے کے امیدوار شامل تھے ایک سوال یہ کیا گیا کہ وہ محمد علی نام کی کون سی شخصیت ہے جس نے قیام پاکستان سے پہلے اور قیام پاکستان کے بعد سب سے زیادہ بنیادی عظیم خدمات انجام دیں ۔ تو اس جواب میں اس امیدوار نے پہلے محمد علی کلے کا نام لیا اور اس کے بعد محمد علی اداکار کا نام لیا ۔ (قہقہہ)

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال ہی نامکمل تھا۔ محمد علی جناح پوچھنا چاہیے تھا۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا۔ ہم چاہتے تھے کہ محمد علی جناح کو تو وہ جانتا ہی ہو گا۔ لیکن شائد وہ محمد علی جوہر کا بھی نام لے۔ شائد وہ اس کے بعد آنے والے وزراء اعظم چوہدری محمد علی یا محمد علی بوگرہ کا نام لے لیکن اس نے کسی کا نام نہیں لیا۔ اس نے جو نام لیا وہ محمد علی کلے کا نام لیا۔ جناب والا۔ ہم نے اس سلسلے میں مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا اور اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اب بھی شدید احساس کرکے آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کریں۔ تا کہ ہماری نئی نسل نہ صرف اپنے بنیادی نظریات سے باخبر ہو بلکہ آج کے جدید تقاضوں کی روشنی میں اپنے مستقبل بنانے اور سنوارنے کی ذمہ داری کو سنبھال سکے۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جناب والا۔ کٹ موشن پر آنے سے پہلے تمہید باندھ رہے ہیں۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا۔ آج شیخ عزیز احمد صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ جمہوریت کو ہمارے نظام تعلیم کا جزو اعظم ہونا چاہیئے۔ جب تک یہ نہ ہو گا اس وقت تک قومی تشخص قائم نہ ہوگا۔۔۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ بالکل صحیح تھا آپ امتحانات کی بات کر رہے تھے۔ آپ کی بات صحیح تھی یہاں بھی لکھا ہوا ہے۔

(اس مرحلہ پر شیخ عزیز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بحیثیت سپیکر ایک غیر جانبدارانہ حیثیت سے تشریف فرمایں اور وہ خیالات جو آپ بحیثیت رکن وہاں کر رہے تھے ان سے دستبردار ہو جائیں گے۔

**مسٹر چیئرمین** ۔ بے فکر ہو کر بات کریں۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے تعلیمی نظام کا دوسرا المیہ یہ ہے کہ تعلیمی ترقی منصوبہ بندی کے بغیر جاری ہے۔ قومی و صوبائی ضرورتوں اور مختلف شعبوں میں تعلیم پانے والوں کی تعداد میں آپس میں کوئی توازن اور تناسب موجود نہیں ہے۔ ہمارے

طلباء کی بہت بڑی تعداد بے نصب العینی کی حالت میں تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے قیمتی اوقات کا ضیاع ہو رہا ہے۔ بلکہ ہمارا قومی سرمایہ بھی بے ضرورت صرف کیا جا رہا ہے۔ جناب والا۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ محکمہ تعلیم یا محکمہ پلاننگ و ڈیولپمنٹ مشترک مشوروں کے ساتھ تحقیقی شعبہ قائم کرے۔ جو پانچ سالہ تحقیقی منصوبوں کی بنیاد پر قائم ہو اور یہ بتائے کہ کس کس سائنسی۔ ٹیکنیکی اور آرٹ کے شعبوں کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہوگی اور پھر مختلف تعلیمی اداروں مختلف یونیورسٹیوں اور مختلف کالجوں میں اسی تناسب سے داخلے کی نشستیں مخصوص کی جائیں تاکہ افراط تفریط کی موجودہ کیفیت جو پوری قوم کے طلباء کو بیروزگاری کے بحران میں مبتلا کئے ہوئے ہے اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ فارغ التحصیل نوجوان کو منصوبہ بندی کے مطابق مختلف شعبوں میں روزگار کی سہولتیں پا سکیں گے۔ جناب والا۔ موجودہ نظام تعلیم محکمہ تعلیم کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے بیروزگاروں کی فوج کی تخلیق کر رہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں انجینئر سینکڑوں بی۔ ایڈ۔ ایم۔ ایڈ جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں۔ بی۔ ٹی۔ سی پاس لڑکے ملازمتوں کے چکر میں پریشان نظر آتے ہیں اور سینکڑوں میٹرک ایف۔ اے بی۔ اے۔ ایم۔ اے کی ڈگریاں لئے دربدر مارے پھر رہے ہیں۔ یہ صورت حال صرف اس لئے ہے کہ ہم نے تعلیم تو دی۔ ان کو تعلیم جاری رکھنے کے مواقع تو دیے لیکن تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ان کی ملازمتوں کا انتظام اور اہتمام نہیں کیا۔

**مسٹر چیئرمین** ۔ اس کا محکمہ تعلیم سے کیا تعلق ہے۔

**سید تابش الوری** ۔ جب تک ان دونوں شعبوں میں ہم آہنگی نہیں ہوگی تو تعلیم پر جو اتنی خطیر رقم صرف کر رہے ہیں یہ ضائع ہو جائے گی۔ اس لئے جہاں محکمہ تعلیم کا فرض ہے کہ وہ آئندہ پالیسی تعلیم کا اہتمام کرے جس پر پوری قوم اور ملک کا دارومدار ہے وہاں یہ حکومت کا فرض ہے کہ دوسرے شعبوں کے تعاون سے اس تعلیمی نظام کو زیادہ موثر اور فعال بنانے کے لئے اپنا صحیح کردار ادا کر سکے۔ جناب والا۔ یہ بات یقیناً اطمینان بخش ہے کہ سائنسی دور میں ٹیکنیکی تعلیم کا احساس حکومت کو

شدید تر ہو گیا ہے۔ اس سمت میں اقدامات کئے جا رہے ہیں اور وسیع تر اقدامات ہونے چاہیں ان اقدامات کو پورے صوبے کے علاقوں پر محیط ہونا چاہیے تاکہ صوبے کے مختلف علاقے جو سائینسی اور ٹیکنیکی تعلیم سے محرومی کا شکار ہیں۔ اُن کو بھی برابر کے مواقع حاصل ہو سکیں۔

اس سلسلے میں پسماندہ علاقے بالخصوص بہاولپور ڈویژن انتہائی محرومی کا شکار ہے اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ وہاں ابھی تک 30 فیصد آسامیاں جو سائینس سے مختلف سکولوں اور کالجوں میں خالی پڑی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہاں ہمارا تعلیم کا معیار بری طرح متاثر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اب بڑے کالجوں میں بڑے تعلیمی اداروں میں میرٹ پر داخلے ہوں گے۔ ہم خود میرٹ کے قائل ہیں۔ لیکن جناب والا۔ پسماندہ علاقوں کے ادارے اپنے اساتذہ سے محروم ہیں۔ اس لئے وہ تعلیمی استعداد میں کس طرح سے ان اداروں کا مقابلہ کر سکیں گے جہاں سائینس ٹیکنیکی تعلیم کے ماہرین وافر تعداد میں موجود ہوں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ مختلف علاقوں میں بالخصوص پسماندہ علاقوں میں بھرتی کے وقت مقامی امیدوار کو بھرتی کیا جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب اس قسم کی آسامیاں نکلتی ہیں تو لاہور یا اس سے متعلقہ علاقوں کے لوگوں کو بھرتی کرکے ان علاقوں میں بھجوا دیا جاتا ہے لیکن وہ اسی وقت اپنی تبدیلی کرا کر واپس دوسرے علاقے میں چلے جاتے ہیں اور آسامیاں خالی رہتی ہیں۔ اس سلسلے میں متعلقہ وزیر تعلیم نے ہماری اس ضرورت کا احساس کیا تھا لیکن ابھی تک عملی اقدامات نہیں کئے گئے۔ بلکہ میں آپ کے توسط سے وزیر تعلیم کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بہاولپور ڈائریکٹریٹ میں لیکچرار کی آسامیوں کی بھرتی کے سلسلے میں وہاں ایک سلیکشن بورڈ نے باقاعدہ انٹرویو کرکے بہاولپور کی پچاس آسامیوں کے لئے امیدوار منتخب کئے۔ ان کے لئے وزیر تعلیم نے حکم دیا کہ ان کا وہاں پر کوٹہ سسٹم کے مطابق تقرر کر دیا جائے۔ لیکن آج تک وہ سرد مہری کا شکار ہیں اور کسی سرد خانے کا شکار ہیں اور ان کی تقرریاں آج تک نہیں ہو سکیں۔

جناب والا۔ عام تاثر یہ ہے کہ تعلیم پھیل رہی ہے لیکن تعلیمی معیار گر رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے۔ ہم تعلیمی اداروں میں

طلباء کی تعداد بڑھا رہے ہیں اور اساتذہ کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ تعلیمی معیار متاثر ہو رہا ہے۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ ابھی 27 سال کی آزادی کا عرصہ گزرنے کے باوجود اپنا ذریعہ تعلیم قومی زبان کو نہیں بنایا جا سکا۔ اور متعدد یقین دہانیوں کے باوجود ابھی تک انگریزی ہمارے لئے بنیادی ذریعہ تعلیم کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب والا۔ دنیا کی تمام ترقی یافتہ اور مہذب اقوام اپنی قومی زبان کو اولیت اور فوقیت دیتی ہیں لیکن یہ عجیب ملک ہے۔ یہ وہ واحد ملک ہے جو اپنی قومی زبان کے تشخص پر عمل ہی نہیں کرتا بلکہ اس پر اپنے آپ کو شرمندہ اور نادم محسوس کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انگریزی ذریعہ تعلیم ہونے کے باعث ہمارے 99 فیصدی طلباء فیل ہوتے ہیں کیوں کہ ان کے فیل ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک غیر ملکی زبان میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔ جن تعلیمی اداروں میں یہ تجربہ ہوا ہے کہ وہاں ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ وہاں پر پاس ہونے کا تناسب دوسرے تعلیمی اداروں کے مقابلے میں بہت زیادہ اچھا ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر تعلیم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے اردو بل کے سلسلے میں محکمہ تعلیم نے اس بات سے اتفاق کیا تھا اور یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ فوری طور پر پرائمری سے لے کر میٹرک تک تمام تعلیمی اداروں میں چاہے وہ پورپین ہوں۔ چاہے وہ پبلک سکول ہوں۔ ان میں ذریعہ تعلیم اردو ہوگا۔ تو اس سلسلے میں ابھی تک کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا۔ جناب والا۔ اسی طرح سے ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ صرف ابتدا سے میٹرک تک ذریعہ تعلیم اردو کیا جائے بلکہ یونیورسٹی کی سطح پر بھی ذریعہ تعلیم اردو ہونا چاہیے تاکہ نہ صرف ہمارا قومی تشخص قائم رہے بلکہ ہم طلباء کا تعلیمی معیار بلند کرنے کے لئے انہیں مواقع فراہم کر سکیں۔

جناب والا۔ اسی طرح سے ڈبل شفٹ سسٹم رائج کرنے کی ضرورت اس سے پہلے بھی متعدد بار دہرائی گئی لیکن ابھی تک متعدد یقین دہانیوں کے باوجود یہ ڈبل شفٹ کی سکیم رائج نہیں ہو سکی۔ اساتذہ کی تعداد میں طلباء کے تناسب سے اضافہ نہیں ہو سکا۔ جس کے باعث ہمارے تعلیمی نظام کی مختلف سمتوں کے انداز الگ الگ ہو گئے ہیں۔

جناب والا۔ اسی طرح سے یہ نظام تعلیم اس اعتبار سے بھی ناقص ہے کہ اس میں امتحانات کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ انتہائی فرسودہ ہے اور اس میں ایسی بدعنوانیاں داخل ہو گئی ہیں جن کے بعد اب ان امتحانات پر سے لوگوں کا اعتماد ہی اٹھتا چلا جا رہا ہے اور صرف اندرون ملک ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھی ہماری ڈگریوں کو مشتبہ نظروں سے دیکھا جانے لگا ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم امتحانات کے طریق کار کو بہتر بنانے کے لئے نقل کی وبا کو ختم کریں اور اس کے لئے گیس پیپرز کا خاتمہ بھی کریں اور اس قسم کے انتظامات کریں کہ انتہائی دیانتدار۔ مخلص اور ریٹائرڈ سینئر اساتذہ کو امتحانات کے کام پر مامور کیا جائے تاکہ وہ اس تعلیمی نظام کو نہ صرف یہ کہ بہتر طور پر استوار کر سکیں بلکہ امتحانات کے طریق کار کو اس طرح موثر اور فعال بنا سکیں کہ آئندہ ہماری ڈگریوں کو مشتبہ نظروں سے نہ دیکھا جائے۔

جناب والا۔ ہماری اسلامی روایات کے مطابق۔ ہمارے نظریات اور اساس کے مطابق ہمارے ملک میں خواتین کو ایک خاص درجہ اور امتیازی مقام حاصل ہے اور ان کی تعلیم کو بھی اسی تناسب سے انتہائی اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ خواتین کے مختلف حلقوں نے اور دینی اور مذہبی حلقوں نے مختلف اوقات میں مسلسل مطالبہ کیا ہے کہ صوبہ میں خواتین کے لئے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے تاکہ وہ وہاں اپنے مخصوص حالات کے تحت اپنی تعلیم کو نہ صرف جاری رکھ سکیں بلکہ اپنی اسلامی روایات کے مطابق اپنے تعلیمی مدارج بہتر طور پر طے کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت آئے گا کہ ہم اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے کوئی اقدامات کریں گے۔

جناب والا۔ سکولوں اور کالجوں کو نیشنلائزیشن ایک متنازعہ مسئلہ رہا ہے اور ہم نے مختلف اوقات میں مختلف سطح پر اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ اس نیشنلائیزیشن کے سلسلے میں جو عظیم دعوے کئے گئے تھے۔ جو سنہری خواب دکھائے گئے تھے۔ وہ عملاً ہمارے لئے صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ جناب والا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ نیشنلائزیشن جو کسی سوچے سمجھے منصوبے کے بغیر کی گئی چونکہ یہ انتہائی عجلت کے عالم میں کی گئی۔ یہ کوئی ورکنگ

پیپر تیار کرنے کے بغیر کی گئی اس لئے ہمیں عملاً اس سلسلے میں انتہائی مشکلات اور مسائل کا سامنا کرنا پڑا ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ ان پرائیویٹ اداروں کو جو انتہائی منفرد اور اہم مقام رکھتے تھے۔ نیشنلائزیشن کے بعد انہیں عام اداروں کی حیثیت دے دی گئی ۔ یہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے جو غیر سرکاری سطح پر حکومتی اداروں کے مقابلے میں حزب اختلاف کا کردار ادا کر رہے تھے اور مثبت طور پر تعلیم وتدریس کے لئے مثالی نمونے کے ادارے بنے ہوئے تھے ۔ اب ان کی یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ ان کی تمام انفرادیت ان کی تمام خصوصیات ۔ ان کے تمام اوصاف نیشنلائزیشن کے بعد ختم ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ تمام برائیاں ۔ وہ تمام بدعتیں ۔ وہ تمام بدعنوانیاں جو سرکاری اداروں میں موجودہ تھیں اب وہ پرائیویٹ اداروں میں منتقل ہوگئی ہیں ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں پرائیویٹ سطح پر تعلیم کا جو معیار تھا وہ ختم ہو کر رہ گیا ہے ۔ یہ بات درست ہے کہ اس نیشنلائزیشن سے اساتذہ کی بہت بڑی تعداد کو فائدہ پہنچا ہے ۔ ان کی تنخواہوں کے سلسلے میں اور ملازمت اور دوسری سہولتوں کے سلسلے میں بڑی آسانیاں فراہم ہو گئی ہیں لیکن عملاً ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ تعلیمی معیار بلند کرنے کے سلسلے میں حکومت اور محکمہ تعلیم کی مسلسل ناکامیوں کی وجہ سے تعلیمی معیار گر رہا ہے ۔ اگر حکومت واقعی اس سلسلے میں خلوص کے ساتھ کوئی کام کرنا چاہتی تھی تو وہ اساتذہ کا معیار بلند کرنے انہیں سہولتیں فراہم کرنے اور ان تعلیمی اداروں کو زیادہ بہتر طور پر چلانے کے لئے ایسی ہدایات جاری کر سکتی تھی ۔ ایسے اقدامات کرسکتی تھی ۔ جو ان پرائیویٹ اداروں کی سطح کو بھی برقرار رکھتے اور اصلاحات کا ایک سلسلہ بھی جاری ہو جاتا ۔ اس سلسلے میں انہیں اصل کام یہ کرنا چاہئے تھا کہ وہ سرکاری اداروں کو بہتر بنانے کا کام جو وہ ابھی تک نہیں کرسکے ان پر جو رقم خرچ کرنی تھی ۔ ان کے معیار کو بلند کرنا تھا تو وہی رقم آپ ڈبل شفٹ پر صرف کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ تعلیمی طور پر ہمارے صوبے میں ایک انقلاب برپا ہو سکتا تھا بلکہ پرائیویٹ اداروں کو بھی یہ ترغیب ملتی کہ وہ سرکاری اداروں کا صحت مند مقابلہ کر سکیں ۔

جناب والا ۔ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے سے صرف تعلیمی معیار ہی نہیں گر رہا بلکہ اساتذہ اور طلبہ کے درمیان مسائل کا ایک سلسلہ

جنم لے رہا ہے اور نت نئی پڑتالوں اور نت نئے مطالبات کی صورت میں ہم مختلف پریشانیوں کا شکار ہیں ۔ اساتذہ کو ابھی تک اس سلسلے میں مطمئن نہیں کیا جا سکا اور وہ روانہ اپنے مطالبات کے سلسلے میں لمبے لمبے جلوس نکال کر حکومت کو اپنی پریشانیوں سے آگاہ کر رہے ہیں ۔ پھر نیشنلائیزیشن کے بعد جو ہیڈ ماسٹر صاحبان ریٹائرمنٹ کے قریب ہیں ۔ جن کی سروس 15 سال سے کم ہے انہیں پنشن اور گریجویٹی کا کوئی حق نہیں دیا گیا ۔ ان میں بعض ہیڈماسٹر صاحبان سکولوں کے فاؤنڈرز تھے ۔ جنہوں نے بڑی محنت سے سکولوں کو جنم دیا تھا ۔ انہیں کم سروس کی بنیاد پر کمبائنڈ سینیارٹی لسٹ میں استاد بنایا جا رہا ہے ۔ اس طرح سے بعض سکولوں میں ابھی تک ستمبر 1972ء کی تنخواہ اس لئے نہیں دی جاسکی کہ فیسیں معاف کردی گئی ہیں اور انجمن نے تنخواہوں کی ادائیگی نہیں کی یہی حال کالجوں کا ہے نہ بعض کالجوں میں ابھی تک تنخواہ نہیں مل سکی ۔ اسی طرح کالج کے اساتذہ اور لیکچرار نے مسلسل یہ مطالبہ کیا ہے کہ اساتذہ کو حاصل شدہ گریڈ کا تحفظ دے کر سینیارٹی کے مختلف درجوں میں ملازمتوں کے سینہ اصول کے مطابق کیا جائے ۔ اعلیٰ گریڈ کی پوسٹوں پر مدت ملازمت کی بنا پر ترقی دی جائے اور سینیارٹی کا موجودہ طریقہ ختم کر کے صرف نیشنلائیزڈ کالجوں میں زیادہ ملازمت کے اساتذہ کو متعین کیا جائے

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس طرح سے مطالبات کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ابھی تک جاری ہے اور وزیر تعلیم کی مسلسل یقین دہانیوں کے باوجود اس کو حل نہیں کیا جاسکا ۔

جناب والا ۔ میں اس بات پر بھی جناب وزیر تعلیم کو مبارک باد دیتا ہو کہ انہوں نے عوامی جذبات و خواہشات کے مطابق پانچ ڈویژنوں میں پانچ تعلیمی ریجن قائم کرنے کا وعدہ پورا کر دیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ centraliza-tion کو ختم کرکے decentralization کو رواج دیا جائے اور اس طرح مقامی مسائل مقامی سطح پر ہی حل ہو سکیں ۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ مہینے گزر گئے ہیں لیکن ابھی تک ان ڈائرکٹرز کی حدود کار اور اختیارات کا تعین نہیں کیا جا سکا ۔ ابھی تک ان کے لیے قواعد ہی مرتب نہیں ہو سکے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ لاکھوں روپے کے صرف سے یہ ریجن قائم ہونے کے باوجود ابھی تک ان کے ڈائرکٹر اور دوسرے عملے کے لوگ اپنے حقیقی

اختیارات سے محروم ہیں اور مقامی لوگوں کے مسائل مسلسل لاہور بھیجے جا رہے ہیں جو تاخیر کا شکار ہو کر ان میں بے زاری اور بے اطمینانی کا باعث بن رہے ہیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس مفید منصوبے کی تکمیل کے لیے بلا تاخیر ان ڈاکٹرز کو وہی اختیارات دیے دیے جائیں جو پہلے ریجنل ڈاکٹرز کو حاصل تھے۔ جناب والا۔ اب میں آپ کے توسط سے بہاول پور کی ایک مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

**مسٹر سپیکر۔** شیخ عزیز احمد صاحب جب تک کرسی صدارت پر بیٹھے رہے۔ آپ کی تقریر میں اپنے چیمبر میں سنتا رہا۔ بڑی مسلسل تقریر تھی۔

**سید ثابش الوری۔** جناب والا۔ یہ کرسی کا بھی اثر تھا اور آپ نے جاتے ہوئے جو اشارہ فرمایا تھا اس کا بھی۔

جناب والا۔ بہاول پور اپنی ماضی کی تعلیمی روایات کے مطابق منفرد مقام رکھتا ہے اور وہاں ایسے منفرد تعلیمی ادارے موجود ہیں جن کی وجہ سے اس کا یہ افتخار و امتیاز آج بھی قائم ہے۔ ہمیں توقع تھی کہ موجودہ حکومت نئی تعلیمی پالیسی کے تحت پس ماندہ علاقوں میں زیادہ سے زیادہ رقوم مختص کر کے وہاں تعلیمی سہولتیں عام کرے گی۔ لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہو رہا ہے کہ ابھی تک بہاول پور اور دوسرے پس ماندہ علاقوں کے لیے ترجیحی بنیاد پر رقم مخصوص کرنے کا سلسلہ جاری نہیں کیا جا سکا۔ بہاول پور کے لیے اس سال بھی مختلف شعبوں میں سب سے کم رقم رکھی گئی ہے اور یہ اس یقین دہانی کے خلاف ہے جو مرکزی سطح سے لے کر صوبائی سطح کے سربراہ تک مختلف اوقات میں پس ماندہ علاقوں کے لیے کرتے رہے ہیں۔ اگر اب بھی تلافی مافات کے لیے پس ماندہ علاقوں کے لیے ترجیحی بنیاد پر رقوم مختص کی جائیں تو وہ بہت جلد دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پلہ آسکتے ہیں اور ۔ ۔ ۔ ۔

**شیخ عزیز احمد۔** پوائنٹ آف آرڈر۔ کٹ موشن کا تو مقصد یہ ہے کہ رقم حذف کر دی جائے اور صرف ایک روپیہ رہنے دی جائے۔ لیکن یہ فرما رہے ہیں کہ رقمیں زیادہ کر دیں۔ یہ تضاد ہے۔

**مسٹر سپیکر۔** تقریر ہی کی جاسکتی ہے مطالبہ بھی ہے۔ چونکہ انہوں نے یہ پورا نہیں کیا اس لیے ان کے پاس صرف ایک روپیہ رہنا چاہیے۔ دلیل یہ

ہے کہ انھیں یہ کرنا چاہیے تھا لیکن اس میں وہ ناکام رہے ہیں ۔ اس لئے اب ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو صرف ایک روپیہ دیا جائے ۔

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ میرا خیال ہے کہ یہ اعتراض حسن طلب کا نتیجہ بھی ہے ۔ شاید وہ دوبارہ کرسی صدارت پر آنا چاہتے ہیں ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک ناکامی کا تعلق ہے، وہ ایک specific grievance ہے ۔ اس کے لیے یہ موشن نہیں ، بلکہ ٹوکن کٹ کی موشن آنی چاہیے تھی ۔ وہ پورا "سی" کے ماتحت ہے ۔ اگر یہ ان کی specific grievance ہے کہ محکمہ اس میں ناکام ہو گیا ہے اور انھوں نے بہاول پور میں کوئی ترقی نہیں کی ۔ تو یہ specific grievance ہے اور اس کو ٹوکن کٹ میں آنا چاہیے تھا ، نہ کہ جنرل پالیسی کٹ میں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ نے پہلے بھی یہ اعتراض کیا تھا کہ وہ بڑا generalized ہے اور اس میں sp cify نہیں کیا ہوا اور وہ 116 (اے) کے متعلق تھا اور آپ نے پڑھ کر سنایا تھا کہ specified کا لفظ دو جگہ استعمال ہوا ہے ۔ اب کہہ رہے ہیں کہ 116 (اے) میں spenify نہیں ہونا چاہیے ، بلکہ 116 (سی) میں specify ہونا چاہیے ۔ اب وہ بے چارے پھر کیا کریں ؟ جنرل کرتے ہیں تو پھر آپ اعتراض کرتے ہیں ، specify کرکے کرتے ہیں تو پھر آپ اعتراض کرتے ہیں ۔

**شیخ عزیز احمد** ۔ وہ تو شکایت ہے ۔

**Mr. Speaker.** A large number of grievances, when they are collected, are transformed and there is a qualititive change.

**سید تابش الوری** ۔ جناب والا ۔ گذشتہ سال میزانیہ پیش کرتے وقت جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے تالیوں کی پر جوش آواز میں یہ اعلان کیا تھا کہ بہاولپور اور ملتان میں دو نئی یونیورسٹیاں قائم ہوں گی اور تین بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن قائم کیے جائیں گے ۔ ان میں سے ایک بورڈ بہاول پور میں قائم ہونا تھا ۔ بہاول پور میں جامعہ اسلامیہ کے نام سے ایک یونیورسٹی موجود ہے ، جو کاغذی طور پر یونیورسٹی ہے ۔ لیکن عملاً اسے یونیورسٹی کا درجہ حاصل نہیں ۔

بہاول پور کی جامعہ ، جسے اب محکمہ تعلیم نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ، سات لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ رقم خرچ کی جا رہی ہے ۔ وہاں صرف ایک ڈیڑھ سو کے درمیان طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ کہا یہ گیا تھا کہ جامعہ اسلامیہ کو الازہر یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے گا اور انہی بنیادوں پر اسے منظم اور متشکل کرکے پاکستان میں منفرد امتیازی ادارہ بنایا جائے گا ۔ لیکن عملاً یہ ہوا ہے کہ وہاں ابھی تک اس قسم کا نصاب تعلیم موجود ہے کہ طلبا نہ دین حاصل کر سکتے ہیں اور نہ انہیں دنیا ملتی ہے ۔ اس اعتبار سے اس بات کی ضرورت ہے کہ جامعہ اسلامیہ کو مکمل یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے اور اس کا نصاب تعلیم اس طور پر مرتب کیا جائے کہ اس کے فارغ التحصیل طالبہ زندگی کے ہر شعبے میں ملازمتیں حاصل کر سکیں اور ان کے لیے مخصوص قسم کے اداروں کی ملازمتیں محدود نہ کی جائیں ۔ جناب والا ۔ بہاول پور کی اس جامعہ اسلامیہ میں عظیم قسم کی عمارت موجود ہیں ، اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ وزیر تعلیم سب سے پہلے بہاول پور کی جامعہ اسلامیہ کو مکمل یونیورسٹی بنانے کی طرف توجہ دیں اور اس کے لیے مناسب رقم فوری طور پر مخصوص کرنے کا اعلان کریں ۔ اسی طرح سے انہوں نے ملتان میں یونیورسٹی بنانے کا اعلان کیا تھا ۔ لیکن وہاں ابھی تک عملاً ایک پروجیکٹ ڈائرکٹر مقرر ہوا ہے اور یونیورسٹی کی تعمیر کا کام ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن کا قیام بھی اس سال ہونا تھا ۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ اس پورے سال میں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آیا ۔ جب اس بورڈ کے سلسلے میں کوئی عملی فیصلہ یا ہدایت جاری نہیں کی گئی ہو جس کی وجہ سے بہاول پور ریجن میں تعلیمی اداروں کو مختلف مشکلات اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ اگر حکومت صرف اعلان کرنے اور یقین دہانیوں میں یقین رکھتی ہے تو پھر اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ ہمارے اس مقدس ایوان میں اپنے ان اعلانات سے ہمیں نہ صرف کہ یہ فریب میں مبتلا کرے بلکہ پوری قوم اور پورے صوبے میں ایک ایسی بے چینی و بے اعتمادی پیدا کردے ۔ جس کے نتیجے میں ہماری حکومت اور وزرا کے اعلانات کو ہمیشہ مشکوک اور مشتبہ سمجھا جائے ۔ جناب والا ۔ ہمارے نظام تعلیم میں

ہمارے محکمہ تعلیم کی رفتار کار میں جب تک بنیادی تبدیلیاں نہ کی جائیں گی اور مختلف اداروں اور مختلف پس ماندہ علاقوں کی مختلف یونیورسٹیوں کو نئے انقلابی تعلیمی نظام سے نئے سرے سے مرتب کرکے انہیں آگے نہیں بڑھایا جائے گا اس وقت تک اتنی خطیر رقم کی ہم کسی صورت میں بھی منظوری نہیں دے سکتے اور اس خطیر رقم کو صرف کرنے کی اس وقت تک اجازت نہیں دی جاسکتی جب تک وہ ایک منظم منصوبہ بندی کے ذریعے ایک توازن اور تناسب کے ساتھ نئی حکمت عملی تیار کرکے اس صوبے میں تعلیم کو بہتر بنانے اور اسے وسعت اور فروغ دینے کے سلسلے میں عملی اقدامات اختیار نہیں کرتے۔ جب تک اس لائحہ عمل کا اعلان نہیں کریں گے ۔ جب تک ہمارے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم میں عوام کو خواہشات اور اس ملک کے بنیادی نظریات کے مطابق تبدیلیاں نہیں لائیں گے ۔ اس وقت تک یہ جو اس میں صرفہ ہے یہ کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہو گا اور اس لئے ہم اس مد کی اس طرح منظوری کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جب تک اس تبدیلی کا اعلان نہ کیا جائے اس صرفے کو منظور نہ کیا جائے ۔

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.** (Rahim yar Khan-7) Mr. Speaker Sir' I generally agree with the points raised and principles put forward before this House by the hon'ble Member, Haji Muhammad Saifullah Khan and the present speaker, Syed Tabish Alwari. In order to save time, I will not go into the broad aspects of Educational Policy of the Government but I would like to draw attention of the Minister for Education in regard to the former State of Bahawalpur which has suffered in the field of education for a very considerable time.

Mr. Speaker. Sir, I was fortunate enough to take over as the Education Minister after the reforms of 1949 and we laid out a system of education. We bifurcated it into two parts intitially. One was the maktabs. That scheme we enforced by me because we had paucity of primary school buildings and I felt that mosques should serve the best purpose. And secondly, we made it compulsory for the Imams to receive training in the Teachers Training Schools and we made it compulsory for the teachers for the primary schools to learn the Imamat. So we inter-mingled this education and this is how Jamia

Islamia building was constructed and we expected that the University would be built up. We also decided that over every 2 to 3 miles there would be a primary school. For a fixed number of primary schools there would be a middle school, for a certain specified number of middle schools there would be a high school, and for 10 to 12 schools there would be a degree college. And we also put in special type of institutions to which I will come later, that is, on the level of Aitchison College we have Sadiq Public School. We had a facility from the Punjab Government and other Goverment for admission of our students in medical and engineering colleges. Mr. Speaker, at that time there was only one degree college. We put in about 4,000 schools in a period of 1½ year and we built middle schools almost at every ten miles with five acres of land reserved for each; the idea being that the young little children could not walk miles from their homes and return after education and travers that long distance. The idea behind was that every middle school and every high school will have residetial accommodation. The Minister will observe that in the last 2½ years I do not think a single degree college has been added in that area. All the middle schools which were to be given boarding houses, I don't think any boarding house facilities have been provided. There is only one college for the girls and we had planned that every District Headquarter will have a degree college for this girls also.

Mr. Speaker Sir, when I talk about this unfair treatment, a step-motherly treatment for the area of Bahawalpur, in my absence while winding up the Budget debate, the Chief Minister has mentioned that the population of Bahawalpur is 10% and the allocation in the development funds is more and that is to the tune of 12%. Mr. Speaker, Sir, population is never considered to be the basis of allocation of development funds. If that were the principle, how would Baluchistan get crores of rupees from the Centre. We do not need any assistance. Bahawalpur yields enough revenues and enough taxes to be able to finance its own institutions. The question is that those funds that accrue to the exchequer of Punjab are being diverted and a fair amount is not being apportioned for the development of Bahawalpur. I do not expect the Minister for

Education to ignore this aspect, and he should see that the system on which we were working is continued and more colleges, and more middle and primary schools are built and started in every Tehsil and every District.

Mr. Speaker Sir, similarly I demand that our boys should get more facilties for admission in medical and engieering colleges. Similarly, I also agree with Syed Tabsih Alwari that it is no use producing an educated class of people who have no opportunity of employment. Now Punjab is faced with that problem. That is why in Bahawalpur, particularly, we had made a policy that we will admit only selected boys in the colleges for higher studies. From the matriculation most of the boys were supposed to be taken into technical education where they would be given training to become apprentices, to learn certain teachnical jobs so that they could be useful citizens of that area and self-earning lot by themselves. There is at this time no technical education in Bahawalpur. I would request that polytechnic institutes should be opened at every District Headquarter and one can also expect the Government to acquire these facilities from the industries which are set up in the area of Bahawalpur to use them as poly-technic institutes.

Mr. Speaker, I would also request the Minister to pay a little more attention to the Maktab Scheme which I think not only deserves to be patronised all over the Punjab but it will remove the difficulty of Government in finding places for more Primary Schools. This can de done all over the Punjab. It is a useful scheme and as Mr. Tabish Alwari has suggested we don't want just people who know the religious aspects and are not aware of the aspects of various fields in our country. We want to inter-mingle, we want to give Islamic touch to the education but the qualified students must be fit enough to perform duties which they could learn from other institutions.

Now Mr. Speaker, I would make a request to the Minister for Education. I think he has personally visited Sadiq Public School. Sadiq Public School is not meant for the rich. It is specialised education that is provided there. I have provided 400 acres of agricultural land to the Sadiq Public School and the idea was to have mechanical agriculture, and the students

would cultivate that land, would experiment, would have research facilities and when they passed out of the School they would return as capable, well informed, well educated, good farmers to their homes. Unfortunately no provision has been made and I think the land given on nominal lease hardly fetches any income. I had under-taken as Chief Minister not only to complete the projects which were incomplete but also to write of the losses because as the Minister will appreciate after the devaluation and after the soaring prices of all commodities, the fees that are charged to the parents can no longer be rasied and the grant given to the school is not more than one lac or one lac fifty thousand. They need much mote funds to stand on their legs. I would request that a lump sum allotment of 10 lacs be made for the completion of their project for mechanistion of their farm for building up modern poultry farm, for training to students in poultry forming for cattle and for agricultural purposes. And also requested and the annual grant be raised to three lace because our areas have not had the same facilities that the areas in the Punjab have had, Because here these public schools have existed for over a century. Our institution is the youngest in the country and I think it is serving a very useful purpose and most of our students have gone into the army and have made a name and are serving ;he country well. Our people have been totally ignored and there is discontentment and there is no improvement in education for the last decade or so. I would request the Hon'ble Minister to take cognizance of the reasonable and true grievances of the people and not stick to the sums provided in the budget but to see that additional allocations are made either by readjustments or to meet these out of the central grants.

Sir, I would once again point out that it is unfair to make it a fait accompli for the people of Bahawalpur to fix the allocation of funds on the basis of population. This is not acceptable to us. We yield 26 crore of revenue. Population is councted as an essential factor for purposes of election. Population never becomes a factor for the allocation of development fuuds. Their development is according to the needs of area. If the area is taxed enough, the people pay enough taxes they shonld get enoufh for their development. The principle of taxation is that government tax the people for their own

development. Why should the people of Bahawalpur continue to suffer a heavy taxation for the last ten years and should be deprived of development in the educational institutions. I sincerely hope that the Minister will pay due attantion to these grievances of ours, otherwise the people will feel that they have had unfair deal because of the merger of the State with the Punjab, and I do expect that there will be an immediate adjustments in the budget allocations for the purposes of promoting educational institutions and for furthering educational programme in the former State of Bahawalpur.

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب والا ۔ بہت سی باتیں کہی گئیں اور ریکارڈ straight کرنے کے لیے ضروری ہے کہ میں اس کا جواب دوں ۔

جناب والا ۔ پہلے تو میری ذاتی بات ہے ۔ جناب مرزا فضل حق صاحب نے شاید از راہ تمسخر کہا ہو لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے کوئی ڈگری اپنی حکومت بننے کے بعد نہیں لی ۔ آخری ڈگری بی ۔ اے اکنامکس ۔ پولیٹیکل سائنس اور بنگالی میں ڈپلومہ 1969ء میں لیا تھا جب اسلام آباد میں سول سرجن تھا اور سینئر کلاس گزیٹڈ افسر تھا ۔ اس وقت مارشل لاء کا دور تھا اور میرا کوئی سیاسی اثر نہیں تھا ۔ میں نے حکومت کے زمانے میں کوئی ڈگری نہیں لی بلکہ میں نے ایم ۔ اے اکنامکس کی پڑھائی جاری رکھی اور سات کے سات پیپرز تیار کیے لیکن میں نے امتحان اس لیے نہیں دیا کہ آپ نے یہ اعتراض اٹھا دینا تھا کہ انہوں نے ایسے ہی پاس کر لیا ۔ اور پھر جناب والا ۔ میری عربی کی تعلیم بھی ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ ان کو کیسے پتہ تھا کہ میں نے اعتراض کرنا ہے ۔ اعتراض تو میں نے آج کیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ اس طرح میری عربی کی تعلیم بھی اتنی ہے کہ اگر میں ایم ۔ اے کا امتحان دوں تو میں پاس کر سکتا ہوں لیکن میں وہ غلطی بھی نہیں کرنا چاہتا ۔ میں اس سے زیادہ اور کوئی پرسنل بات نہیں کرنا چاہتا ۔ لیکن یہ ریکارڈ straight کرنے کے لیے ضروری تھا ۔

جناب والا ۔ دوسری بات جو کہی گئی ۔ وہ بھی میری ذات کے متعلق کہی گئی اچھے کلمات بھی کہے گئے لیکن ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کو کنٹرول نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ میرے ملازم زیادہ تر ٹیچرز ہوتے ہیں اور میں نے گاؤں کے سکول سے پڑھنا شروع کیا ۔ جہاں استاد کا نہایت ہی عظیم رتبہ ہوتا ہے اور میرے دل میں استاد کا بڑا احترام ہے اگر تو یہ مراد ہے کہ میں لوگوں کو گالیاں نہیں دیتا ۔ بے عزتی نہیں کرتا اور سخت رویہ نہیں ہے تو وہ تو بڑی اچھی بات ہے کیونکہ یہ چیزیں مجھ میں نہیں ہیں ۔ میرے والد صاحب نے مجھے یہ باتیں سکھائی ہی نہیں ۔ لیکن اگر کوئی آدمی گڑ بڑ کرتا ہے تو میں اس فاور آف دی ہاؤس پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ اکثر اوقات میں نے زبردست ایکشن لیا ہے اور جتنے بھی آدمیوں کے متعلق شکایت ہوئی ہے میں نے فوراً suspend کیے ہیں ۔ میں نے سینکڑوں ملازمین کو suspend کیا ہے ۔ میں نے سینکڑوں لوگوں کی confidential reports خراب کی ہیں اور میں نے اتنا سخت ایکشن لیا ہے کہ میرے پاس فاضل اراکین .....

**Makhdumzada Syed Hassan Mahmud** : For just cause !

**مسٹر سپیکر** ۔ for just cause خراب کی ہیں انہوں نے کہا ہے

**مخدوم زادہ سید حسن محمود** ۔ جناب والا ۔ انہیں خراب کی ہیں نہیں کہنا چاہیے ۔

**وزیر تعلیم** ۔ نہیں جناب ۔ for just cause یہ بالکل ضروری ہے ۔

**مخدوم زادہ سید حسن محمود** ۔ خراب لکھی ہیں اس لیے کہ ضرورت اس بات کی تھی ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ چونکہ یہ کہا گیا اس لیے میں جواب دے رہا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ نہیں ۔ مخدوم صاحب کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ خراب کی ہیں میں motive ہوتا ہے ۔ خراب لکھی ہیں ۔

**مخدوم زادہ سید حسن محمود** ۔ جی ۔ جناب والا ۔

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ اُن کے غلط ایکشن کی وجہ سے ۔ بلکہ یہاں تک کہ میرے سخت اقدام کی وجہ سے بہت سے لوگ ناراض ہو جاتے ہیں کیونکہ میں اکثر ڈٹ جاتا ہوں کہ نہیں میں تو اس کو ضرور معطل کروں گا ۔ اتنی مجھ میں moral courage ہے کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ اگر میں آج وزیر نہیں رہا تو میرے خلاف ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان ہو جائیں گے ۔ میں نے کبھی اس کی پرواہ نہیں کی ۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ غلط آدمی ہے تو اس کو رگڑا لگایا جائے اور اس کو نہ چھوڑا جائے ۔ اکثر فاضل اراکین مجھے آ کر کہتے ہیں کہ خدا کے لیے اسے معاف کر دو ۔ اس کا فلاں ہے وغیرہ وغیرہ میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ اس نے inregularity کی ہے ۔ اس لیے اس کو نہیں بخشنا چاہیے ۔ اگر میں نے کچھ پڑھا لکھا ہے اور اس کا مجھ اثر نہیں ۔ تو بیکار چیز ہے تو اس لیے ادب ۔ احترام عزت کرنا چاہیے لیکن یہ بات نہیں ہے کہ میں کسی معاملے میں کمزور ہوں ۔

جناب والا ۔ کچھ ملتان کی ڈائریکٹرس صاحبہ کے متعلق کہا گیا ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ میرے اختیار میں نہیں ہے ڈائریکٹر یا اس رتبہ سے اوپر والے جو لوگ ہیں ۔ اُن کی ٹرانسفر وزیر تعلیم نہیں کرتا یہ ہمارے رولز آف بزنس میں ہے ۔ یہ غلط ہے یا صحیح ۔ آپ یہ تحریک کریں کہ رولز آف بزنس میں ترمیم کر دی جائے مثلاً میری پاور میں تو یہ بھی نہیں ہے کہ میں کلاس ون گزیٹڈ آفیسر کو اپوائنٹ کر سکوں ۔ میرے محکمہ کا لیکچرز کلاس ون گزیٹڈ آفیسر ہے ۔ میں اس کو بھی appoint نہیں کر سکتا رولز آف بزنس کے تحت یہ چیف منسٹر کے پاس اختیار ہے ۔ اگر آپ یہ کہیں کہ جناب آپ وزیر تعلیم ہیں اور اور محکمہ میں ایک لیکچرز بھی appoint نہیں کر سکتے ! نہیں کر سکتا یہ قانون ہے اب غیر قانونی اختیارات تو میرے پاس نہیں ہو سکتے ۔ جو قانونی اختیارات ہیں ۔ ان کو میں exercise کرتا ہوں اور ڈٹ کر exercise کرتا ہوں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ کہا گیا ہے کہ جو آج کل تعلیم ہے وہ انگریزی دور کی ہی تعلیم چلی آ رہی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ قطعاً غلط ہے ۔ جناب والا ۔ انگریزی دور میں تعلیم عام نہیں تھی میں نے صرف پچھلے ڈھائی سال میں

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ کیا ڈائریکٹرس ملتان کے متعلق اس ہاؤس میں بحث ہو چکی ہے ۔ ڈیبانڈ ہو چکی ہے ۔ allegations لگ چکے ہیں ؟ اس ضمن میں تفصیل سے جناب والا ۔ ذرا فرمائیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ انگریزی دور میں تعلیم عام نہیں تھی ۔ ہم نے تعلیم عام کی اور بتدریج کر رہے ہیں ۔ ٹھوس اقدام کیے گئے ہیں ۔ پہلے سال آٹھویں تک ہوئی ۔ اس کے بعد دسویں تک ہوئی ۔ پھر تعلیم پہلے بے مقصد تھی ہم اس کو با مقصد بنا رہے ہیں ۔ ایگریکلچر ۔ ٹیکنیکل اور ہوم اکنامکس کی تعلیم شروع کر رہے ہیں ۔ اسلامی تعلیم انگریز کے دور میں لازمی نہیں تھی اب دسویں تک اسلامی تعلیم لازمی ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ نصاب تعلیم کو دہرایا جا رہا ہے اور ہماری حکومت کے صرف ڈھائی سال میں بہت سی کلاسز کا جو نصاب تھا ۔ اس کو قومی امنگوں ۔ قومی تقاضوں کے مطابق ڈھالا جا رہا ہے ۔ کچھ کلاسوں تک وہ ڈھال دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نظام تعلیم ڈھائی سال تک بدلا جا سکتا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ وہ ماہر تعلیم بھی نہیں ہے اس کے ماہر ہونے پر بھی شبہ ہے کیونکہ نصاب تعلیم جو ہے اس نظام کے لوگ جو فارغ ہو کر عام زندگی میں نکلیں گے ۔ عام معاشی زندگی میں نکلیں گے تو اس کا اثر ہو گا ۔ کہاں ابھی اتنے لوگ نکلے ہیں ۔ ابھی تو دو ڈھائی سال کا عرصہ ہوا ہے ۔ تعلیم کے نظام کا اثر تو نسلوں کے بعد جا کر پتہ چلتا ہے کہ یہ خراب ہے یا اچھا ۔ اس لیے کوئی اگر کہے کہ ہوں تو میں ماہر تعلیم مگر تبدیلی دو ڈھائی سال میں دیکھنا چاہتا ہوں تو میں تو اس کو مانتا ہی نہیں ۔

دوسری بات جناب والا ۔ یہ کہی گئی ہے کہ تعلیمی معیار کم ہو رہا ہے ۔ میں ایک ایسی بات کہنے والا ہوں کہ سب لوگ بہت ہوشیار ہو کر بیٹھیں ۔ یہ کہا گیا ہے کہ تعلیمی معیار بہت کم ہو گیا ہے مثلاً حضرت علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ نے 1903ء میں ۔ اب آپ دیکھ لیں 1903ء کے بعد کون کون سے لوگ پڑھے ۔ اگر کوئی اس سے پہلے ہیں تو اپنے آپ کو خارج کر سکتے ہیں اور جو لوگ 1903ء کے بعد پڑھے ہیں وہ اس دائرہ میں آتے ہیں ۔ حضرت علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ نے 1903ء میں فرمایا تھا ۔ یہ بات فقیر سید وحید الدین صاحب اپنی مشہور کتاب "روز گار فقیر" میں لکھتے ہیں جو 1903ء

میں انہوں نے فرمایا ۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ تعلیم کا معیار بہت کم ہو رہا ہے اور آج کل جو لوگ پڑھیں گے ان کا کیا بنے گا ۔ اب یہاں آپ جتنے اصحاب بیٹھے ہیں وہ سوچیں ۔ دوسری بات برٹرینڈرسل نے اس ملک کے متعلق جس کی بات حاجی صاحب نے مجھے یاد دلائی ۔ باہر کے ملکوں سے آنکی مراد ضرور انگلستان ہوگا حالانکہ ہم تو اسے ولائیت ہی کہتے ہیں ۔ ولائیت کا مطلب ہر دوسرا ملک چونکہ ہمارے لیے ایک ہی ملک تھا اس لیے اس کو تو ہم ضرور شامل کرتے ہیں ۔ اس ملک کے متعلق برٹرنڈ رسل نے کہا ۔ اس نے اپنی تعلیم اور سب اعلیٰ تعلیم انیسویں صدی میں حاصل کی تھی یعنی زیادہ تر تعلیم کا حصہ اور برٹرنڈ رسل نے اپنے ملک کے متعلق جہاں سے ہم اور میں بھی تعلیم حاصل کر کے آیا اور بہت سے لوگ جاتے ہیں اور ہمارے بڑے بڑے لیڈر اس ملک سے تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں ۔ اس نے اپنے ملک کے متعلق بھی اس صدی میں ایک کتاب میں کہا تھا یہ تعلیم جو ہے اس کا ستیاناس ہو گیا ہے پتہ نہیں ۔ آپ لوگوں کا حال کیا ہوگا ۔ لیکن جناب والا ۔ ہر شخص کا اپنا مقصد ہوتا ہے ۔ برٹرینڈ رسل کا مقصد یہ تھا ۔ جناب والا ۔ کہ اب پرانی لاطینی زبان نہیں رہی ۔ اب یہ لازمی مضمون نہیں رہا ۔ اب فلاسفی جو ہے لازمی مضمون نہیں رہا ۔ اب تھوڑی سی آسٹرالوجی ہر لڑکے کو نہیں پڑھائی جاتی ۔ تو میں سمجھتا ہوں وہ اپنے لحاظ سے ٹھیک تھا ۔ اگر ہم بھی جو ہمارے پرانے اسلاف گزرے ان میں سے کسی کی تعلیم دیکھیں تھوڑی تھوڑی تعلیم حاصل کریں ۔ اگر ہم افلاطون کی نسبت سے دیکھیں تو وہ کہتا ہے کہ 25 سال کے بعد تو آدمی اس قابل ہوتا ہے کہ پھر اس کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور جو آدمی دس سال اور تعلیم حاصل کرتا ہے وہ کلاسفر بن جاتا ہے یا اس کے دائرہ میں آتا ہے ۔ اور حکمران صرف ان 35 سال تعلیم حاصل کرنے والوں میں سے ہو سکے ۔ اس طرح اگر آپ کسی بھی دانشور کی نسبت سے سوچیں ۔ ایک نسل جو ہے وہ اگلی نسل کے متعلق سمجھتی ہے کہ اس کا معیار کم ہے ۔ اس کی وجہ میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ جناب والا ۔ اگر آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ کسی پر یہ بات ثابت آئے تو وہ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اگر آج سے چالیس سال پہلے کوئی آٹھ بھائی یا آٹھ بھائی بہنیں تھیں تو ان میں سے صرف ایک پڑھا لیکن وہ پڑھکر علامہ بن گیا یا پڑھ کر بہت بڑا کوئی پی ۔ ایچ ۔ ڈی بن گیا پروفیسر عالم یا حکیم ۔

ڈاکٹر یا انجینئر بن گیا ۔ اس کے باقی جن بھائی کیوں نہ پڑھے ۔ یا تو وہ سکول میں گئے اور بھاگ گئے ۔ نہیں ۔ پڑھنے کے قابل نہیں ہیں ۔ ماں باپ نے بھی سوچا یہ ذہین نہیں ہے ان کو نہ بھیجا یا اس کو زیادہ نہیں پڑھنے دیا ۔ اور آج جناب والا ۔ یہ زمانہ ہے اور ہر نسل کے بعد یہ زمانہ آتا ہے کہ تعلیم پھیل جاتی ہے تعلیم عام ہو جاتی ہے اگر آپ I. Q. (آئی کیو) دیکھیں ۔ ناپیں جس سے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بچہ کس قابل ہے تو آپ دیکھیں گے کہ سب بچے جو سکول میں آتے ہیں سو فیصد intligence quotient کسی کا نہیں ہوگا کسی کا 50 فیصد کسی کا 60 فیصد کسی کا 70 فیصد اور کسی کا 80 فیصد اور اسی وجہ سے ہم ایڈیاسی /idicoy/ اور mental deficiency ڈاکٹری میں classify کرتے ہیں کہ یہ آدمی کس حد تک عقل رکھتا ہے ۔ اب جب کہ تمام لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ ہر آدمی تعلیم کے میدان میں آ رہا ہے تو اب ہماری نظر میں ایسے لوگ بھی آئیں گے جو بی ۔ اے پاس ہوں گے لیکن انگریزی میں خط نہیں لکھ سکیں گے اس لیے کہ شائد وہ ایسے لوگ تھے جن کو پچھلی نسل کے زمانہ میں پڑھنے نہ بھیجا جاتا ۔ یہ ایک psychological وجہ ہے سب لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ مختلف لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف intelligence دی ہوئی ہے اور چونکہ وہ لوگ بھی اب نشانہ بن رہے ہیں ۔ اگر وہ ہل چلا رہے ہوتے ۔ اگر وہ ترکھان ہوتے ۔ تو میں آپ سے کوئی بھی گلہ نہ کرتا ۔ بی ۔ اے پاس ہے اور خط نہیں لکھ سکتا ۔ درخواست نہیں دے سکتا ۔ اب چونکہ وہ پڑھا لکھا ہے وہ ہمارے سامنے آ چکا ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ٹائم پھر بڑھا دیا جائے یا کل پر .....

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ بہت سی باتیں بتانی ہیں آج بتاؤں تو زیادہ ضروری ہے ورنہ ایک طرف کی رپورٹنگ ہو گی ۔

**Mr. Speaker** : That is not my point of view.

مجھے تو کام حساب سے کرنا ہے ۔ تو آدھ گھنٹہ کافی ہو گا ۔

**وزیر تعلیم** ۔ تھوڑا جناب والا ۔ بس جواب دینا ہے ۔

**Mr. Speaker** : Time is extended by fifteen minutes.

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ نیشنلائزیشن کی پالیسی پر بھی نکتہ چینی کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے ایک دو مقاصد تھے ایک تو تعلیمی سہولیات

ان اداروں کے پاس کافی نہیں تھیں اور یہاں پر یہ کہا گیا ہے بڑے بڑے زبردست تعلیمی ادارے تھے ۔ میں خود بڑا احترام کرتا ہوں انجمن حمایت اسلام کا کیونکہ انہوں نے پچھلے زمانہ میں انگریز کے زمانہ میں ہندوؤں اور سکھوں کے زمانہ میں یہ تعلیمی ادارے قائم کیے اور بہت خدمات انجام دیں ۔ میں اس سے قطعاً انکار نہیں کرتا اور اگرچہ ان کی کسی اور activities سے آدمی انکار کرے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔ جو تعلیم کے شعبہ میں انہوں نے خدمات سر انجام دی ہیں ۔ جناب شیخ صاحب خود اس ادارے کے پڑھے ہوئے ہیں اور شیخ صاحب بھی یہاں preside کر رہے ہیں ۔ اگر وہ ادارہ نہ ہوتا تو کتنے اور حضرات تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کر چکے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں وہ کالج بھی جس کا نام لیا گیا انجمن حمایت اسلام اس میں جلسے ہوا کرتے تھے ۔ سارے ہندوستان کے علماً بشمول علامہ اقبال رحمت اللہ علیہ کے تشریف لائے ۔ جلسوں پر preside کیا ۔ وہ کالج بھی آج گر رہا ہے ۔ اس کالج میں بھی لائبریری ناکافی تھی ۔ اس کالج کے ہوسٹل میں میں اور جناب شیخ صاحب اکٹھے حاضر ہوئے تھے ۔ بالکل ٹوٹا ہوا ہے اور اس کالج میں ہم نے ساڑھے تین لاکھ روپے خرچ کیے ہیں ۔ اب اس کا آدھا حصہ کہیں جا کر اس قابل ہوا ہے کہ وہ بیسویں صدی کا کوئی 1974ء کا کالج کہلا سکے ۔ یہ تو اس کالج کی مثال ہے جس کو آپ بہترین اپنی مثال آپ کہہ سکتے ہیں ۔ واقعی اس کی کوئی اور مثال نہیں ہو سکتی لیکن اس کے مقابلہ میں ایسے تعلیمی ادارے بھی تھے جو purely کاروباری تھے ۔ جن میں سائنس پڑھانے کا سرے سے بندوبست نہیں ۔ کیونکہ آرٹ پڑھانے کے لیے چند کمرے اور چند لیکچرار چاہیئں ۔ اس سے کاروبار چل جائے گا ۔ وہ تو جناب والا ۔ میں نے ویسے ہی مثال دی ہے ۔ تو میرا مقصد یہ تھا کہ ان اداروں میں تعلیمی سہولتیں کافی نہیں ہیں ۔ ہم نے ان کو take over کیا ہے اب اگر آپ یہ expect کریں ۔ کہ جو ادارے صدیوں سے بنے پڑے ہیں اور بہت سالوں سے کام کر رہے ہیں ۔ اور بہت سالوں سے ان میں کمیاں ہیں ۔ وہ ہم ایک سال میں یا دو سال میں پوری کر دیں ۔ تو یہ ناممکن ہے ۔ اتنا بجٹ نہیں ہے اور آپ گورنمنٹ کے اداروں کو بھی دیکھتے ہیں ۔ ان پر آپ نے تنقید کی ہے ۔ وہ کون سی اتنی شاندار حالت میں ہیں کہ ہم کہیں کہ آئندہ سارے

گورنمنٹ کے سکولوں کا بھی خرچ ان اداروں پر لے آئیں اور ان کو برابر لے آئیں ۔ تو ایسا نہیں ہوگا ۔ لیکن یہ ایک نئے پروگرام اور ایک نئے طریقہ سے مرحلہ وار ہم نے طے کیا ہے کہ اس کو chalk out کیا ہے ۔ ہم ان میں ٹیچرز کی کمی کو بھی پورا کریں اور ہزاروں نئی آسامیاں بھی ان کے لیے رکھی گئی ہیں اور بہت سے اساتذہ اس سے خوش ہیں کہ ان کو اچھی اچھی آسامیاں مل رہی ہیں ۔ پھر اس کے بعد ان میں ٹیچرز کا اتنا برا حال تھا جس کا کوئی حساب نہیں ہے ۔ ایم ۔ اے اور بی ۔ ایڈ کو سی ۔ ٹی ۔ کی پوسٹ پر لگایا جاتا تھا اور جو چاہے اس کو تنخواہ دے دیتے تھے ۔ کوئی ان کی permanent service نہیں تھی ۔ جب چاہیں ان کو نکال دیں ۔ کوئی benefit نہیں دیا جاتا تھا ۔ یہ بھی ہم نے مراعات دیں اور گزشتہ سال جو strikes ہوئیں ۔ وہ strikes اصل میں اور زیادہ حاصل کرنے کے لیے تھیں ۔ یہ نہیں کہ اس وقت انہیں کچھ نہیں مل رہا تھا ۔ لیکن بہر حال اچھا ہوا کہ ہوئی ۔ لیکن یہاں یہ کہا گیا کہ اساتذہ کے مسائل حل نہیں ہوئے اور وہ شور کرتے ہیں ۔ قطعاً نہیں ۔ یہ بات بالکل غلط ہے ۔ تمام associations نے اعلان کرکے کہا کہ ہم نہایت مطمئن ہیں ۔ میں نے ان سے گھنٹوں بات چیت کی finance deptt والوں کو ساتھ رکھا ۔ تمام مطالبات حل کر لیے گئے ۔ لیکن جب کوئی اصول پر بات چیت ہوئی ۔ تو اس سے چار ۔ پانچ ۔ سات لوگ متاثر ہوئے ۔ مثلاً ہم نے انصاف کیا کہ کسی ایک کالج میں ڈیڑھ سال کا لیکچرار ہے ۔ ایم ۔ اے پاس کیا ہوا ہے ۔ اس لیے وہ پرنسپل ہے اور اسلامیہ کالج میں جو پرانے کالج ہیں ۔ سب سے اچھے کالج ہیں ۔ ان میں 26 و 26 سال اور تیس تیس سال کے پڑھانے والے لوگ ابھی تک لیکچرار ہیں ۔ ہم نے کہا کہ یہ بے انصافی ہے ۔ ہم اس سے انصاف کریں گے اور بنیادی qualification تو شرط ہے ۔ اس کے بعد سروس کے حساب سے ان کی ترقی ہوگی یعنی بنیادی قابلیت بہر حال لازمی ہے کہ وہ ایم ۔ اے پاس ہو ۔ لیکن جنہوں نے زیادہ سروس کی ہے ۔ 26 سال کی اس کو 26 سال کی جگہ پر سینیئر رکھا جائے گا اور جس کی ڈیڑھ سال کی سروس ہے ۔ اس کو ڈیڑھ سال کی جگہ پر رکھا جائے گا اور اب وہ لوگ جو پچھلی انجمن سے کسی وجہ سے قریب تھے اور ان کو تو پروفیسر ۔ اسسٹنٹ پروفیسر اور associate professor بنا دیا گیا تھا ۔ اب وہ کہتے

ہیں کہ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں اور وہ بہت کم ہیں ۔ وہ association سے باہر ہیں ۔ association میں نہیں ہیں ۔ وہ یہ کہتے ہیں ۔ بلکہ کچھ لوگوں نے جو کہ آج کل عام بات ہے ۔ میں اپنے کارکنوں سے بھی کہتا ہوں کہ آج کل جو کام نہ کرے ۔ اس کو تم فلانہ کہہ دو ۔ وہ فوراً ہی ڈر کر کام کرے گا ۔ اس طرح سے انہوں نے ہماری ایک pay verification committee پر بھی الزام لگایا تھا کہ یہ کمیٹی والے لوگ قادیانی ہیں ۔ کیونکہ یہ لوگ قادیانیوں کی حمایت کرتے ہیں اور اگر یہ حمایت سے باز نہ آئے ۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ قادیانی ہیں ۔ ہیں تو نہیں لیکن یہ کہ ہم یہ بھی کہہ دیں گے ۔ یعنی یہ چند لوگ ہیں جو پچھلی انتظامیہ کی favourtism کی وجہ سے اچھا گریڈ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے ۔ اب جب کہ ہم انصاف کر رہے ہیں ۔ تو ان کو تھوڑی سی کمی ہو رہی ہے ۔ تو وہ اس چیز کے خلاف ہیں ۔ وہ بہت ہی چند لوگ ہیں اور West Pakistan Teachers Association سے باہر ہیں ۔ ہماری گورنمنٹ نے association teacher ۔ سکولوں کی associations کے تمام مطالبات نہایت تسلی بخش اور دوسرے صوبوں سے کہیں بہتر اور جلد تر حل کیے ۔ اور بلکہ ایسے رسالوں نے اور ایسے writers نے جو کہ میرے سیاسی خیالات کی وجہ سے مجھے کبھی بھی پسند نہیں کرتے تھے اور ان کا جی چاہتا تھا تو مجھے "ڈنکو ڈاکٹر" اور "ہومیو پیتھ ڈاکٹر" اور میرے سیاسی اختلافات کی وجہ سے پتہ نہیں کیا کچھ کہتے تھے ۔ ان میں سے ایک شخص جو میرا مخالف تھا ۔ وہ میرے پاس آیا ہم نے بات کی ۔ تو وہ قائل ہو کے گیا کہ پیپلز پارٹی میں ایسے بھی لوگ موجود ہیں ۔ میں تو بلکہ ان کو کہتا رہتا ہوں کہ لے آؤ کسی آدمی کو کہ اپنے آپ کو صحیح عالم سمجھتا ہو ۔ تم اسے میرے سامنے لے آؤ ۔ کسی بھی زندگی کے subject پر وہ میرے ساتھ بات کرے ۔ تو پھر کہنا کہ تم افضل ہو یا میں ۔ تو ہم نے ان اساتذہ کے مسائل زیادہ توجہ سے حل کیے اور ہمارے اساتذہ ہمارے رویے سے بہت خوش ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ Point of Information please جناب والا اس ضمن میں اگر ڈاکٹر صاحب جناب حفیظ پیرزادہ کی اس چٹھی کا بھی

حوالہ دے دیں جو کہ پانچ صفحے کی انہوں نے تعلیمی پالیسی کی ناکامی کے متعلق لکھی ہے ۔ تو یہ زیادہ بہتر رہے گا ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب تو کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ مگر حاجی صاحب کے پاس پتہ نہیں کہ ایسا کونسا جادو ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور آپ فوراً اس مضمون پر چلے آئے ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جناب والا ۔ وہ تعلیمی پالیسی کی ناکامی کی بات نہیں ہے ۔ میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ بعض لوگ بھول جاتے ہیں کہ ہم نے کون کون سے کام کرنے ہیں ۔ میں اپنے subject سے نہیں ہٹ رہا ہوں ۔ ہم لوگ ایشیاء میں رہتے ہیں اگر کوئی شخص navie آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ایشیا میں رہنے والے کسی بھی ملک میں جس میں اتنی کمیاں ۔ اتنی کوتاہیاں ۔ محرومیاں اور ناکامیاں صدیوں سے ہوں جیسا کہ جناب والا ۔ میں نے کل بھی روشنی ڈالی تھی ۔ ان کو کوئی حکومت چند سالوں میں حل کر سکے گی اور یہاں پر امن اور چین ہو جائے گا ۔ ان معنوں جس طرح سے کہ آج سے بہت پہلے ہوتا تھا ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ شخص آج کے زمانہ کا نہیں تھا بلکہ ان ممالک میں جہاں پر بہت خوشحالی ہے ۔ جن پر ہم للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں ۔ جن کے ناشتے کی طرف ۔ جن کے کھانے کی طرف ۔ جن کے ہسپتالوں کی طرف ۔ کپڑوں کی طرف ۔ سکولوں کی طرف اور سڑکوں کی طرف ہم للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں ۔ ان ملکوں میں بھی یونیورسٹیوں میں اتنا امن چین نہیں ہے۔ بلکہ اب ساری دنیا میں ایک نفسیاتی بیزاری ہے۔ خصوصاً ان محروم ممالک میں جو کہ ایشیا میں آتے ۔ اس لیے وہ نئے مسائل پر غور و خوض کے لیے ان کی ایک چھٹی ہے اور ہمیں اس سے غافل نہیں ہونا چاہیے ۔ اس پر نظر ثانی کرنی ہے ۔ اس میں modification کی ضرورت ہے تو بالکل ٹھیک ہے ۔ جیسے آپ نے ہماری توجہ دلائی ہے ۔ ہماری پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے ۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے احکام کے باقی بندوں کے تمام احکامات میں ترمیم ہو سکتی اور حالات کے مطابق اس میں کچھ اور تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں ۔ اس کے لیے ہر عقلمند آدمی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے اور ایشیا میں ہم رہتے ہیں ۔ اس ملک میں کبھی چین ہوتا کہ جب لوگ سوئے ہوئے تھے ۔ ان کو احساس

نہیں تھا ۔ پہلے جناب والا ۔ لوگوں کو پتہ نہیں تھا کہ دوسری دنیا کتنی اچھی چیز ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم میں خواہشات ہیں ۔ میں نے کل رباعیات عمر خیام سے quote کیا تھا ۔ اب میں دھرانا نہیں چاہتا ہوں ۔

We are snffering from revolution of rising expectations.

ہم میں بھی امیدیں ہیں ۔ تو یہ rising expectation جو ہے یہ revolution ہے ۔ جو تلاطم پیدا کرتا ہے ۔ کبھی طلباء میں ۔ کبھی مزدوروں میں ۔ کبھی کسی اور جگہ ۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ لیکن اس کی جو وجوہات ہیں ۔ ایک دم سے ان کو دور نہیں کیا جا سکتا اور اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اس کو دور کیا جا سکتا ہے ۔ تو وہ اس بات کو appreciate نہیں کر سکتا ۔

دوسری بات جناب والا ۔ محکمہ تعلیم کے نظم کے متعلق کہی گئی ہے ۔ میں نے نہایت فخر سے ایک طریقہ کار رائج کیا تھا ۔ یہ بات پاکستان کے کسی اور صوبہ میں نہیں ہے لیکن میں نے یہ کہا تھا کہ محکمہ تعلیم کو تمام فاضل اراکین کے تعاون سے چلانا چاہتا تھا ۔ نتیجہ یہ ہوا ۔ جناب والا ۔ کہ ہم ضلع ہے لیول پر Distt : Education councils بنائیں ۔ جن کے مقاصد یہ تھے کہ teachers کی recruitments کریں اور اس طرح سے ہزاروں اساتذہ لگائے گئے ۔ ان کمیٹیوں میں بلا تخصیص حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے اراکین شامل تھے ۔ دوسرا کام ان کے ذمہ ضلع کے تمام مسائل پر غور کرنا تھا ۔ جس کو ہم Education councils کہتے ہیں ۔ تیسری بات خود اس اسمبلی کی privileges کے ذریعہ تمام M.P.A. صاحبان کو یہ privilege دی گئی ہے کہ وہ ان تعلیمی اداروں کو visit کریں اور جو نقائص ہوں ۔ وہ ہمیں بتائیں صرف ایک ممبر نے میں ان کا نام ضرور لوں گا ۔ کیونکہ انہوں نے بہت عظیم کام کیا ہے ۔ صوفی نذر محمد سیالکوٹ کے ۔ صرف انہوں نے آج تک مجھے ایک written report دی ہے کہ میں فلاں مدرسے میں گیا ۔ وہاں پر یہ یہ نقائص ہیں ۔ خواہ میں ان کو دور کر سکا ۔ یا نہیں ۔ کئی جگہ پر رقم کی ضرورت ہوتی ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہاں پر ,, کن فیکون ،، والی بات ہے کہ میں ٹھیک کروں گا ۔ وہی ہو سکتا ہے کہ جو مالی حالات میں تھوڑی بہت ردو بدل ہم کر سکتے ہیں ۔ کریں گے ۔ اس کے علاوہ کسی اور ممبر نے

رپورٹ نہیں کی ہے اور اب اگر آپ کسی شعبے کی طرف دیکھیں کہ یہ کیوں کیا میں نے ؟ یہ اس لیے کیا کہ محکمہ تعلیم ایک ایسا محکمہ ہے جس کے لیے تمام اشخاص خواہ وہ نائی ہو - موچی ہو - درزی ہو - کلرک ہو - ڈاکٹر ہو یا انجینئر ہو اس کا اس شعبے سے ضرور تعلق ہوتا ہے کیونکہ اس کا بیٹا پڑھ رہا ہوتا ہے - بیٹی پڑھ رہی ہوتی ہے - اس کا بھائی پڑھ رہا ہوتا ہے - اس میں ہر شخص involved ہوتا ہے - تو اس لیے میں نے یہ چاہا کہ میں تمام اراکین کا تعاون حاصل کروں - اب ان کے اختیارات ہیں اگر یہ ٹھیک طرح سے exercise نہیں کر سکے - میں ذاتی طور پر بہت مطمئن ہوں لیکن چند جگہوں پر شکایات ہیں جو صرف اختلاف کی وجہ سے ہیں - کمیٹی کے اراکین میں کوئی اختلافات ہیں تو وہ بھی وہاں پر ظاہر ہوئے - لیکن جہاں تک مجموعی طور پر ان کی کارکردگی کا تعلق ہے وہ بہت بہتر ہے - اس اسمبلی کے ایم - پی - اے صاحبان اور فاضل اراکین کو یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ یہ نظام جاری رہے اور ان فاضل اراکین کا حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کا کنٹرول کالجز سکولوں کے نظام پر قائم رہے -

جناب والا - دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ میرے محکمے میں کرپشن ہوتی ہے - اس سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا - سب محکموں میں ہوتی ہے یہاں پر بھی ہوتی ہو گی - جس فاضل رکن نے بھی میری توجہ اس طرف دلائی میں نے فوراً اس پر اقدام کئے - لیکن یہ administrative action سے کرپشن ختم نہیں ہو سکتی - یہ خود ایک subjcet ہے جس پر بہت بڑی بات کی جا سکتی ہے - اس کے لیے economic change اور social change چاہیے - جب تک وہ نہیں ہوگی تو اگر ہر آدمی کے اوپر یہ ایک انسپکٹر رکھ دیں گے تو وہ دونوں بے ایمان ہو جائیں گے - اس کے اوپر آپ ایک آدمی رکھیں گے تو وہ تیسرا آدمی بھی بے ایمان ہو جائے گا - تو اس کے لیے ایک بڑی اخلاقی - سماجی - معاشی تبدیلی کی ضرورت ہے جو یقیناً ابھی تک میسر نہیں اور ہمارے ہی لوگ جن کو ہم بے ایمان یا جو کچھ کہتے ہیں - جب کسی خوشحال ملک میں جاتے ہیں مثلاً برطانیہ میں جہاں میں نے خود سالوں رہ کر دیکھا ہے کہ جب یہی ہمارا مزدور وہاں جاتا ہے تو وہاں اس کو جھوٹ نہیں بولنا پڑتا - اس لیے کہ وہاں ہر چیز میسر ہوتی ہے - میں نے کئی بار یہ

کہا اور یہ معمولی بات نہیں ۔ یہاں چونکہ راشن کی کمی ہوتی ہے ہر شریف آدمی بھی اس میں زیادہ لکھ دیتا ہے یا ایک کی بجائے دو راشن کارڈ بنوا لیتا ہے اس کو ہم جھوٹ ہی نہیں کہتے ۔ کسی فارم پر کوئی چیز غلط لکھ دینا اس کو ہم اس ملک میں جھوٹ ہی نہیں کہتے لیکن یہ جھوٹ ہے اور یہ کیوں بولا جاتا ہے ؟ اس لیے کہ حالات ایسے ہیں جو لوگوں کو مجبور کرتے ہیں ۔ لوگ ایک جعلی سرٹیفکیٹ لے آتے ہیں ۔ عمر غلط لکھ دیتے ہیں ۔ ہر چیز کی misstatement کرتے ہیں ۔ اس لیے کہ انہیں by hook or by crook نوکری چاہیے تو وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں جب تک ہر چیز کی معاشی ۔ سماجی ۔ اخلاقی تبدیلی نہیں ہو گی۔ تب تک میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ٹھوس نتائج برآمد ہوں ۔ یہ میں حقیقت پسندی کی بات کر رہا ہوں ورنہ میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ میں یقین دلاتا ہوں کہ میرے محکمے میں رشوت نہیں ہوگی ۔ میں یہ کر دوں گا میں وہ کر دوں گا ۔ چونکہ مجھے اس مسئلہ پر بہت ٹھوس معلومات ہیں اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد یونیورسٹی کیمپس کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ ان کے اندر خود مختاری نہیں ہے طلباء کو آزادی نہیں ہے ۔ اس لیے گڑبڑیں ہوتی ہیں ۔ یہ قطعاً غلط ہے ۔ طلباء کو یہاں تک آزادی ہے کہ وہ اس آزادی سے کوئی فائدہ اٹھانے کے روز مواقع میسر کرتے رہتے ہیں ۔ جب وہ چاہیں وائس چانسلر کی بے عزتی کریں اس کے منہ پر جا کر تھوکیں ۔ اس کو کرسی سے ہٹا دیں ۔ اس کے کمرے کا گھیراؤ کر لیں ۔ چانسلر کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی ہو اس کو interrupt کر دیں ۔ اس لیے یہاں بہت آزادی ہے اور شاید ضرورت سے زیادہ آزادی ہے ۔ قطعاً یہ الزام غلط ہے کہ کیمپس کے اندر طلباء کو اجازت نہیں ہے ۔ ان کو کلیتاً اجازت ہے ۔ تمام کالجوں ۔ تمام جگہوں پر ان کی unions ہیں ۔ ہمارے زمانے میں بھی یونینیں ہوتی تھیں ۔ میں کالج کی یونین کا پریذیڈنٹ ہوتا تھا لیکن اس زمانے میں اس قسم کی یونین بازی نہیں ہوتی تھی ۔ اس زمانے میں طلباء کا ویلفیر سے تعلق ہوتا تھا یا بحث مباحثے یا کسی subject پر discussion ہوتی تھی ۔ اس قسم کی باتیں ہوتی تھیں ۔ general competitions ہوتے تھے ۔ sports میں competitions ہوتے تھے لیکن آج یہ چیز نہایت ہی مختلف رخ اختیار کر گئی ہے حالانکہ یونین بازی ایک بڑا

جمہوری ادارہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ چل کر جو بچے یونین میں حصہ لیں گے ۔ ان کے لیے یہ بڑی اچھی ٹریننگ ہوتی ہے اور اس سے ٹھیک کام ہوں گے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد یہ کہا گیا کہ اسلام آباد میں خرچ ہوتا ہے ۔ میں نہایت مختصراً عرض کرتا ہوں کہ جتنے اخراجات ہوتے ہیں وہ reimburse ہو جاتے ہیں ۔ اور ویسے وفاقی حکومت جو ہے وہ اب بھی نہیں چاہتی کہ آئندہ فاضل اراکین اس پر بھی اعتراض کریں کہ سارے ادارے ہم سے لے رہے ہیں ۔ سکول انہوں نے پہلے ہی لے لیے ہیں اور کالج بھی عنقریب لینا چاہتے اس پھر آئندہ سے یہ بھی نہیں آئے گا ۔

Mr. Speaker. Time is extended by another ten minutes.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ بات بھی کہی گئی کہ مکتب سکول جو ہیں ۔ ان کو تنخواہیں اتنی دی جاتی ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نے وہی بات کی جس کا حنیف صاحب نے ایک بار جواب دیا تھا کہ یہ ہر چیز کو پارہ سے ضرب دے کر کہتے ہیں کہ اتنے ہزار وزیروں نے خرچ کئے اور اپنی بار تقسیم کرکے کہتے ہیں کہ صرف اتنی ۔ اسی طرح انہوں نے مکتب سکولوں کے اساتذہ پر وہ گرانٹ ۔ تنخواہ نہیں ۔ جو گرانٹ حکومت دیتی ہے وہ تقسیم کرکے 25 روپے بنا دئے یا آدھ اور بنا دئے ۔ وہ بظاہر مضحکہ خیز بات لگتی ہے کہ ایک استاد کو پچیس روپے تنخواہ دی جائے تو انہوں نے خود ہی موازنہ کیا کہ جو ان کے اوپر انسپکٹر ہیں ان کو گورنمنٹ کی تنخواہ ملتی ہے گرانٹ نہیں تنخواہ ملتی ہے ۔ ان پر اتنے لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ عرض یہ ہے کہ مکتب سکولوں کے لیے ہم ڈسٹرکٹ کونسلوں کو گرانٹ دیتے ہیں کہ وہ ان کو چلائیں وہ اپنے اخراجات کرتے ہیں ۔ ان کے اپنے ذرائع بھی ہیں ہم ان کو تھوڑی سی گرانٹ دیتے ہیں ۔ تنخواہ نہیں دیتے ۔ لیکن میں یہ بات ختم نہیں کرنا چاہتا میں بہت خوش ہوں ۔ کاش کہ یہ فاضل اراکین اس وقت یاد رکھیں جب میں یہ بل لاؤں گا اور جو میں ابھی کہنے والا ہوں کہ یہ move مکتب سکولوں کو لینے کی خود فاضل اراکین حزب اختلاف نے کی ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری صاحب اور جناب مخدوم زادہ صاحب نے کی ہے ۔ جن کے عملی اقدام کی بہاول پور میں واقعی تعریف ہوئی ۔ میں خود

جب وہاں اوتھ کے سلسلے میں گیا ہوں تو مخدوم زادہ صاحب کے تعلیمی سلسلے میں جو اقدام ہیں ۔ میں نے خود اپنے کانوں سے ان کی تعریف سنی ہے جب کہ وہ خود اس جلسے میں یا ان جگہوں میں موجود نہیں تھے ۔

جناب والا ۔ مکتب سکولوں کے سلسلے میں یہ ہے کہ ہم نے ان سے بات چیت کی تھی ۔ ہم نے ان سے دوباتیں کیں اور کہا کہ دیکھیے یا تو آپ ایسے کریں کہ ان کے ساتھ عام کورس بھی شامل کر لیں تو لازمی طور پر یہ ایک قسم کے recognized سکول ہوں گے ۔ آپ دینی تعلیم بھی دیں لیکن ساتھ تاریخ ۔ جغرافیہ ۔ حساب وغیرہ بھی پڑھائیں تو ہم ان کو لازمی طور پر recognize کرلیں گے ۔ اُن کے اساتذہ کو وہی تنخواہ ملے گی جو گورنمنٹ کے اساتذہ کو ملتی ہے ۔ لیکن اس پر انہوں نے سخت انکار کیا ۔ وہ کیوں ؟ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے شائد ہم مذہبی اداروں پر کنٹرول کریں ۔ چونکہ ہماری حکومت کے متعلق اس سلسلے میں بعض اوقات غلط تاثر لیا جاتا ہے ۔ اگرچہ ہم نے کوئی غیر مذہبی کام نہیں کیا اور اسلام کی بہت خدمت کی ہے ۔ پچھلی ان تمام حکومتوں سے زیادہ اسلام کی خدمت کی ہے ۔ لیکن ہم چونکہ زیادہ تر ڈاڑھی مونچھ مونڈے آدمی تھے بظاہر گو منافقت کی کوئی نشانیاں نہیں ہیں اور ہم لوگ سچے اور حقیقی معنوں میں مسلمان ہیں ۔ تو اس لیے ہمارے متعلق یہ شک و شبہ رکھا گیا کہ یہ دینی اداروں میں مذہب پر کنٹرول کر رہے ہیں ۔ اگر فاضل اراکین نے خود تحریک پیش کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت مستحسن خیال ہے کہ ان اداروں کو محکمہ تعلیم یا محکمہ اوقاف میرا خیال ہے کہ شائد محکمہ اوقاف ہے اگر وہ عام کورس ساتھ شروع نہیں کریں گے اور دین کے علاوہ عام تعلیم نہیں دیں گے تو شائد ہم نہیں لیں گے لیکن محکمہ اوقاف ان کو لے لے اور جو ان کی جائز تنخواہیں ہونی چاہیں وہ ادا کرے تاکہ وہ بھی دوسرے اساتذہ جو گورنمنٹ کے ملازم ہیں ان کے برابر مراعات حاصل کریں اور ویسے زندگی بسر کریں ۔ ( نعرہ ہائے تحسین ) میں آپ کی یہ بات نہ صرف قبول کرتا ہوں بلکہ میں اپنی حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ فوراً legislate کیا جائے کہ ان مکاتب کے دینی اداروں کو اپنی تحویل میں لے لیا جائے ۔ لیکن اس دن پھر حزب اختلاف کی تقاریر ہماری حکومت کی favour میں ہونی چاہیں نہ کہ اس دن کہیں کہ دیکھا جی ۔ ہم نہیں کہتا تھا کہ یہ اسلام کے خلاف ہے ۔ یہ دینی اداروں کو لے لیں گے ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے نوٹس میں لاؤں شائد وہ confuse ہو چکے ہیں ۔ یہ وہ مکاتیب ہیں جو پہلے ہی محکمہ تعلیم کے زیر نگرانی چل رہے ہیں اور جن کے بارے میں وہ ذکر فرما رہے ہیں وہ صرف دینی مدارس گاہ دارالعلوم ہیں وہ اب بھی ان کے پاس نہیں ہیں اور نہ ان کو آپ کوئی گرانٹ دے رہے ہیں یہ وہ مدارس اور تنظیم مکاتیب ہیں جو بہاول پور گورنمنٹ نے 1953ء میں نافذ کی ہیں ۔ تو ان کو لینے کے لیے میں نے ان کا خرچ بتایا تھا اور اس میں دینی مدارس نہیں ہیں ۔

**وزیر تعلیم** ۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان دینی مدارس کا نام بتا دوں گا ۔ گو میری اتنی یادداشت نہیں ہے مثلاً اس وقت جو مجھے زبانی یاد آتا ہے وہ ہے مدرسہ تعلیم الفرقانیہ ۔ ان کے نام اکثر اس طرح کے ہوتے ہیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ آپ اپنا بجٹ اٹھا کر دیکھیں یہ آپ کی تنظیم مکاتیب ہے ۔ آپ نے بجٹ میں اس کی detalis بھی دی ہوئی ہیں کہ ہمیں 1953ء میں بہاول پور گورنمنٹ نے تنظیم مکاتیب جاری کئے تھے ۔ ان کو ہم جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان کے بارے میں میں نے کہا ہے ۔ آپ بے شک لیں ۔ ہم پورا تعاون کریں گے اور ایک منٹ میں آپ کا بل پاس کرا دیں گے ان کو regular employees قرار دیں ۔

**وزیر تعلیم** ۔ اب آپ پیچھے ہٹ گئے ہیں ۔ آپ نے ان سب اداروں کے متعلق کہا تھا ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ آپ اپنا بجٹ اٹھا کر دیکھیں ۔ اس مد کو اٹھا کر دیکھیں میں صفحہ بتا دیتا ہوں ۔

**وزیر تعلیم** ۔ جب ہم بل لائیں گے تو جتنی دیر تک آپ نے حمایت کرنی ہو کیجئے گا لیکن بہر حال آپ نے تحریک کی ہے ۔ اس سے آپ پیچھے نہیں ہٹیں گے ۔ اب جناب والا ۔ سوال کیا گیا ہے کہ بہاول پور یونیورسٹی کا کچھ نہیں ہو رہا ہے وہی فاضل رکن کہہ رہے تھے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ کون سی یونیورسٹی ؟

**وزیر تعلیم** ۔ اس کا نام عربی میں ہے ۔ اس لیے میں یہ ترمیم لا رہا ہوں کہ اس کو جامعہ اسلامیہ کی بجائے بہاول پور یونیورسٹی کیا جائے اور فاضل اراکین حزب اختلاف جو بہاول پور سے تعلق رکھتے ہیں وہ اتفاق کر گئے ہیں ۔ کہ یہ نام تبدیل کر دیا جائے ۔ یہ بل اگلے سیشن میں آ جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے بہت سے اقدامات کئے گئے ہیں کچھ فاضل اراکین کہہ رہے تھے بہر حال اچھا کیا جو کچھ کیا ۔ ان کو خود معلوم ہے کہ کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ ہم بل لا رہے ہیں ۔ جس کو قانون کی رو سے محکمہ تعلیم نے لے لیا ہے ۔ ان کو قانونی شکل دی جائے گی ۔ اس کی مختلف کونسلیں بنیں گی پھر ان کونسلوں کے تحت نظام میں تبدیلی لانا ہوگی ۔ نئے بلاک یا مضامین بنانے ہوں گے ۔ وہ کریں گے ۔ میرے منہ میں یہ الفاظ نہ ڈالے جائیں ۔ میں نے کبھی نہیں کہا تھا کہ اس کو جامعہ الازہر بنایا جائے گا ۔ جامعہ الازہر بنانے کے لیے کوئی مسلی سے جنرل لانا پڑے گا جو وہاں جا کر قابض ہو گا ۔ پھر گورنر بنے گا ۔

**سید ثابش الوری** ۔ آپ کی گورنمنٹ نے کہا تھا ۔

**وزیر تعلیم** ۔ میں نے نہیں کہا ۔ اس کے بعد بہاول پور علاقے کے لیے یہ بہت بڑی اصلاح ہوگی ۔ کیونکہ ان کے تمام ادارے اس یونیورسٹی میں ضم ہو جائیں گے ۔ بہت سی تکالیف دور ہو جائیں گی ۔ اس طرح بورڈ کا کہا گیا کہ نہیں بن رہا ہے ۔ بالکل بنے گا سب سے پہلے بہاول پور میں بنے گا ۔ اس کے لیے کارروائی ہو رہی ہے اور پیسے بھی مختص کئے گئے ہیں ۔

اس کے بعد ملتان کی یونیورسٹی کے متعلق کہا گیا ہے ۔ میرے اپنے فاضل دوستوں نے کہا ہے اس کی وجہ سے آج سے کچھ ہفتے پہلے کسی نے نہ جانے کسی بغض اور عناد کی بنا پر ملتان میں مشہور کر دیا کہ یونیورسٹی کی جگہ تبدیل ہو رہی ہے اور کہہ دیا کہ فلاں فلاں زمینداروں کی زمین ہے اور وہ بڑے اثر والے ہیں اس لیے کسی دوسری جگہ لے جا رہے ہیں چونکہ یہ لینڈ ایکوزیشن کی ایک خاص کارروائی ہوتی ہے اس کو کچھ وقت لگتا ہے چونکہ وقت لگ چکا ہے ۔ اس لیے فاضل اراکین جو اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کو یہ خدشہ پیدا ہوا کہ یہ جو سال ڈیڑھ سال لگ گیا ہے ۔ لینڈ ایکوزیشن

کی جو کارروائی ہوتی ہے اب پھر نئی جگہ شروع ہوگی ۔ اس لیے ہماری یونیورسٹی میں دیر لگ جائے گی ۔ قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ یہ چھوٹا پروپیگنڈا تھا جو زمین ہم نے منتخب کی ہے ۔ اس پر جو کارروائی کی گئی ہے وہ کافی حد پہنچ چکی ہے ۔ اس کے لیے دس لاکھ روپے پچھلے سال اور اس سال پانچ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ یہ بل یہاں پیش کیا جائے گا ۔ اس کے تحت اس کی اکیڈمک کونسل بنے گی ۔ اس کے لیے اور کونسلیں بنے گی اور جو پروجیکٹ ڈائرکٹر رکھا ہوا ہے جب تک یونیورسٹی کسی قانون کے تحت نہ ہو اس وقت تک وائس چانسلر نہیں ہو سکتا ۔ یہ اسمبلی جو بھی قانون پاس کرے گی یا آرڈیننس کے طور جو نافذ ہو گا اس میں وائس چانسلر بھی لگائیں گے اور اس پروجیکٹ میں ترقی ہو رہی ہے ۔ کوئی ایسی بات نہیں لیکن میں نے جو عرض کیا ہے کہ کسی نے وہاں خواہ مخواہ اقواہ پھیلا دی ہے ۔ کسی خاص مقصد کے لیے اس لیے یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ۔ میں آج اس معزز ایوان میں یقین دلاتا ہوں کہ اس پروجیکٹ میں کوئی تبدیلی ۔ کوئی سستی نہیں ہو رہی ہے ۔ پھر وہ پروجیکٹ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے بڑھ رہا ہے ۔

اس کے بعد جناب کتابوں کی تقسیم کے متعلق کہا گیا ہے ۔ جس طرح میں نے مانا ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جناب جب دس گیارہ لاکھ بچوں میں کوئی چیز مفت تقسیم ہوتی ہے تو کسی جگہ پر ممکن ہے کہ اس میں غلطی ہو گئی ہو ۔ مجھے ابھی تک گجرات سے شکایت آئی ہے میں ابتدائی انکوائری کر رہا ہوں اس میں ثبوت ملا ہے اور آج ہی صبح فارمل انکوائری کا حکم دے کر آیا ہوں ۔ فاضل رکن مرزا فضل حق صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے ۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے ۔ ان سے تفصیل پوچھوں گا ۔ تب ہی اس کے خلاف کارروائی کر سکتا ہوں لیکن کتابوں کا مفت دینا نہایت مستحسن اقدام ہے ۔ اس سال پہلی جماعت کو دی ہیں اگلے سال پہلی دوسری جماعت کو دیں گے اس طرح بتدریج ایک ایک جماعت کا اضافہ کرتے جائیں گے ۔

اس کے بعد مشنری سکولوں کی عمارتوں کے متعلق کہا گیا ہے ۔ مجلس برائے یقین دہانی میں جب یہ بات پہنچی تو میں نے مرزافضل حق صاحب سے کہا کہ یہ ہمارے ملک کی اقلیت ہے ان کے ادارے لیتے وقت ان سے کچھ اس قسم کے انتظامات کئے تھے چونکہ چرچز آف سکول مخلوط عمارتوں میں ہیں اور بعض میں تو کوئی دیوار نہیں ہے اور نہ کسی جگہ پر بن سکتی ہے ۔ اس میں

ہمیں نہایت فراخدلی کا ثبوت دینا چاہیے اور مرزا فضل حق اس وقت مان بھی گئے اور انہوں اپنی موشن واپس لے لی تھی ۔ آج پھر انہوں نے یہ بات کی ۔ میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ مشنری سکولوں اور کالجوں کے لوگوں کے ساتھ برتاو میں ہمیں نہایت فراخدلی سے جو اسلام کے زرین اصولوں میں شامل ہے اچھا سلوک کرنا چاہیے ۔

اب جناب والا ۔ طریقہ امتحانات اور بہت ساری باتوں کے متعلق کہا گیا ہے ۔ میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ یہ موجودہ طریقہ امتحانات سے ہم مطمئن نہیں ہیں ۔ ہم اس کو تبدیل کر رہے ہیں ۔ جس میں سال کے بعد ایک امتحان نہیں ہوگا بلکہ متواتر ہوا کریں گے ۔ جس طرح اچھے ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے ۔ وہ نظام آہستہ آہستہ رائج کریں گے ۔ نہ ہی ہمارے پاس اتنے پیسے ہیں اور نہ ذرائع ہیں تو اس لیے جب تک موجودہ طریقہ کار ہے جس میں دو سال یا چار سال کے بعد امتحان ہوتا ہے " جہاں اور محکموں میں افراتفری اور ریٹ ریس ہے ۔ ہم ایک دوسرے کا گلہ کاٹتے ہیں ۔ ناجائز طریقوں سے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں ۔ طالب علم بھی ایسے طریقے کرتے ہیں ۔ طالب علم تو الگ رہے والدین خود وہاں ہال کے باہر آ کر بچوں کی مدد کرتے ہیں اگر استاد روکیں تو شیشہ توڑ کر اندر جاتے ہیں اور پستول دکھا کر استاد کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یہ ایسی چیزیں جن کی ہم اصلاح کریں گے ۔ میں نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ امتحانات کے سنٹروں کے باہر پولیس کی کچھ جمعیت متعین کر دی جائے ۔ تا کہ اس قسم کے عناصر جو باہر سے مداخلت کرتے ہیں ۔ شیشہ توڑتے ہیں ۔ پستول کی فائرنگ کرتے ہیں ان کو روکا جائے ۔ اساتذہ جو پستول سے مرعوب ہو جاتے ہیں ۔ وہ ٹھیک طرح امتحان لے سکیں لیکن یہ نظام ایک دم نہیں بدلا جا سکتا کیونکہ ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں ۔ ہم نے کوئی پالیسی غیر حقیقت پسندانہ نہیں بنائی ہے ۔ ہم مرحلہ وار اپنے پروگرام بناتے ہیں ۔ اس کے مطابق اس سال 55 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جن کو ایک روپے میں تبدیل کرانا چاہتے ہیں ۔ اس کو آپ نہ کریں اور انشا اللہ ان کا بہترین استعمال ہو گا ۔ جناب والا ۔ شکریہ ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ۔ 55,70,73,000.00 روپے کی رقم بسلسلہ مد
37 ۔ تعلیم میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ
کر دیا جائے ۔

( تحریک منظور نہیں کی گئی )

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ تحریک علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ چوہدری امان اللہ لک اور میاں مصطفیٰ ظفر قریشی نے پیش کی ۔

سوال یہ ہے :

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 37 ۔ تعلیم میں بقدر ایک روپیہ تخفیف کر دی جائے ۔

( تحریک منظور نہیں کی گئی )

**میاں منظور احمد موہل** ۔ ان سب کو اکٹھا لے لیا جائے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ مسئلہ جسے زیر بحث لانا ہے وہ مختلف مقصدوں کا ہے ۔ آپ شاید اس مسئلے کو پسند نہ کریں کہ تخفیف کر دی جائے ۔ کسی اور مسئلے پر یہ بات پسند آ جائے ۔ یہ تحریک سید قابش الوری صاحب کی ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ 55,70,73,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 37 ۔ تعلیم میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

( تحریک منظور نہیں کی گئی )

**مسٹر سپیکر** ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 55,70,73,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

**مسٹر سپیکر** ۔ اب ایوان کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

( اسمبلی کا اجلاس 27 جون 1974ء بروز جمعرات نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا )

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

جمعرات ۔ 27 جون 1974ء
(پنج شنبہ 5 جمادی الثانی 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

پ ۴ ۔ س ۳ ۔ رکوع ۵ ۔ آیات ۱۳۲ تا ۱۳۵

تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے ۔ اور تم اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور (جو اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے ۔ جو ایسے لوگ ہیں کہ آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں ۔ اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ۔ اور اللہ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے ۔ اور وہ کہ جب کوئی فحش کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں ۔ اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے ۔ اور وہ لوگ جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے ۔

وما علینا الا البلاغ

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## کنور محمد یاسین خان

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست کنور محمد یاسین خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ مورخہ 74-6-8 تا 74-6-9
بوجہ بیماری اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ براہ
کرم رخصت منظور فرمائی جائے:

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

## مسٹر نوازش علی خان

**سیکرٹری اسمبلی** : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نوازش علی خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں ایک ذاتی کام کے سلسلہ میں
کراچی گیا ہوا تھا۔ اس لئے مورخہ 74-6-17
تا 74-6-21 کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔
براہ مہربانی ان ایام کی رخصت دی جائے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
( تحریک منظور کی گئی )

---

## خان امیر عبداللہ خان روکڑی

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان روکڑی

صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش یہ ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبیعت کے 21, 20 جون 1974 کو اسمبلی حاضر نہ ہو سکا۔ اس لئے میری رخصت منظور فرمائی جاوے آپ کی عین نوازش ہوگی۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

**سید الطاف حسین شاہ**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session held from 17-6-1974 and 21-6-1974 due to illness. Kindly grant me leave for the said dates.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

**مسٹر محمد انور علی بٹ**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد انور علی بٹ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مورخہ 24 جون 1974ء کو بیماری اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ لہذا التماس ہے کہ اسی دن کی چھٹی دی جائے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

**بابو محمد حنیف خان**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست بابو محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I could not attend the Assembly Session on 24th and 25th instant. I request for the grant of these two days.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

**دیوان سید غلام عباس بخاری**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید دیوان غلام عباس بخاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

ذاتی ضروری امور کی وجہ سے بندہ مورخہ 25 جون 1974ء کے اجلاس اسمبلی میں شامل نہ ہوسکا برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت عنایت فرما کر مشکور فرمائیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

### مسٹر احسان الحق پراچہ

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر احسان‌الحق پراچہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

> Iam proceeding on a private visit to London and therefore, I request you to kindly grant me leave from 24th to 28th June, 1974.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

### مسٹر عبدالحفیظ کاردار

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردرار صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

> چونکہ میں نجی کام کے لئے پاکستان سے باہر جا رہا ہوں اور غیر ممالک سے واپسی دو ماہ سے پہلے نہ ہو گی۔ اس لئے مجھے یکم جولائی 1974ء سے لے کر 31 اگست 1974ء تک چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

### کرنل محمد اسلم خان نیازی

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I could not attend the Session on 21st June for slight temperature. Please grant leave.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

**چوھدری عبدالعزیز ڈوگر**

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوھدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہوئی ہے :

> I could not attend the Assembly Session from 18th June to 26th June, due to illness. Leave may kindly be granted for the same. Thank you.

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

( تحریک منظور کی گئی )

---

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ جناب کو معلوم ہے کہ سرحد اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور کرلی ہے اور جناب والا ۔ نے اخبارات میں یہ بھی پڑھ لیا ہوگا کہ سندھ اسمبلی کے قائد حزب اختلاف اور وزیر اعلیٰ کے درمیان مفاہمت ہو گئی ہے اور وہاں بھی کل ایک قرارداد اسی سلسلے میں آ رہی ہے ۔ اس لئے میں جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ آج جس قرارداد کو ہم پیش کرنا چاہتے ہیں اور ستر آدمیوں کی طرف سے یہ قرارداد ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جس میں پیپلز پارٹی کے فاضل اراکین بھی شامل ہیں ۔ اس لئے مہربانی کرکے آپ ہمیں اجازت فرمائیں کہ میں اس قرارداد کو پیش کروں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ علامہ صاحب ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میرا اور تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ اگر حضرت محمد رسول اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی بھی ختم نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے اور دائرہ

اسلام سے خارج ہے۔ لیکن کسی قرارداد کے پیش کرنے کے لئے کوئی ضابطہ مقرر ہے اور رولز کو معطل کرنے کے لئے بھی کچھ اصول مقرر ہیں جو آج موجود نہیں ہیں۔ میں اس طرح نہیں کرسکتا۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ رولز معطل کر دیے جائیں۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ رولز معطل کرنے کے لئے کچھ اصول ہیں۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ اس کے لئے آپ ایوان کی رائے لیں۔

**مسٹر سپیکر** ۔ جو روایات موجود نہیں ہیں۔ میں اُن کے لئے رولز معطل نہیں کرسکتا۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ جناب والا۔ ہم متفقہ طور پر مطالبہ کرتے ہیں کہ عالم اسلام اور دنیا بھر کے دینی مکاتب فکر کے متفقہ فیصلے کے مطابق ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی بنا پر تمام مرزائیوں۔ قادیانیوں۔ احمدی ۔ لاہوری اور جماعت احمدیہ سمیت سب کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اور مرزائیوں کے تمام اثاثوں کو سرکاری تحویل میں لیا جائے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اب مطالبہ نمبر 11 . . .

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ پہلے اس کا فیصلہ کریں۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں نے عرض کیا ہے۔ آپ نے اگر توجہ نہیں دی تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ آپ ایوان کی رائے دریافت کریں۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اگر کوئی نہ سنے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ ستر ارکان پر مشتمل یہ قرارداد ہے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اگر کوئی ایسا فاضل رکن جس نے تقریر کرنی ہے یا پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا ہے تو اس کی تو مجھے سمجھ آ سکتی ہے لیکن ایسا

کوئی نہیں ہے اور علامہ صاحب آپ ضابطوں کو بھی جانتے ہیں اور اس ایوان کی روایات اور اصولوں کو بھی جانتے ہیں ۔

**راجہ محمد افضل خان** ۔ جناب والا ۔ اس میں ہمارے ایمان اور غیرت کا سوال ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں راجہ صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہ مسئلہ کب سے پیش آیا ہے اور ربوہ کا واقعہ کب ہوا ہے اور کب یہ قرارداد پیش ہوئی ہے ۔ آج 25 دن گزرنے کے بعد اس کی اہمیت پیدا ہو گئی ہے ۔ کیا میں ان فاضل اراکین سے پوچھ سکتا ہوں جو اس کو اتنا اہم اور فوری سمجھتے ہیں ۔

**سید تابش الوری** ۔ اس وعدے کے فوراً بعد ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ جو رویہ آپ استعمال کر رہے ہیں ۔ جس طرح آپ بات کر رہے ہیں یہ کس رول میں لکھا ہے ۔ میں تحریک پیش کر رہا ہوں ۔ یہ میری موشن ہے ۔ آپ اس کو ہاؤس کے سامنے رکھیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ موشن کے کیا ضابطے ہوتے ہیں ۔ کیا اصول ہیں جو بھی فاضل رکن ہو ۔ چاہے وزیر ہو ۔ چاہے اس میں فاضل اراکین ہوں یا قائد حزب اختلاف ہو اسی طرح موشن نہیں ہو جاتی ۔ آپ جانتے ہیں کہ موشن کس طرح پیش ہوتی ہے ۔

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب اکثریت فیصلہ کر دے تو اس کو روکنا سپیکر کے اختیار کی بات نہیں ۔ اس وقت ہاؤس کی اکثریت 70 ارکان کے دستخط موجود ہیں ۔ تو اس لئے یہ بات واضح ہے کہ ہمارے پاس اکثریت کا فیصلہ ہے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ رولز میں اکثریت کے فیصلہ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔

**وزیر اعلیٰ** ۔ جناب والا ۔ میں بھی آپ کی توجہ چاہتا ہوں ۔ جس قرارداد کا یہاں دوبارہ ذکر کیا گیا ہے ۔ اس سے پہلے یہاں آئی ۔ ہم نے

کہا کوئی اصول ہو ہم اختلاف نہیں کرتے۔ آپ نے اس پر رولنگ دی کہ جس وقت یہ ضابطے کے مطابق آئے گی۔ اس کو روکنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ جس وقت یہ زیر بحث آئے گی۔ اس کو زیر بحث لانے کے لئے تیار ہیں۔ جناب والا۔ اس وقت معزز قائد حزب اختلاف اور دوستوں نے واک آؤٹ کیا۔ واک آؤٹ کے بعد دوبارہ تشریف لے آئے۔ آج کارروائی میں شامل ہوئے۔ کل بھی کارروائی میں شامل ہوئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی یہ رولنگ قبول ہے کہ جب ضابطے کے مطابق آئے گی تو اسے پیش کیا جائے گا۔ اب اس کو دوبارہ ۔ ۔ ۔ ۔

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صحیح الفاظ استعمال نہیں کر رہے ہیں ۔ جس دن ہم نے بائیکاٹ کیا تھا ۔ اس دن کوئی آدمی نہیں آیا تھا ۔

**وزیر اعلیٰ** ۔ میں نے کب کہا ہے کہ اس دن آئے ۔ آپ اس شام کو بھی نہیں آئے ۔ آپ کل سے دوبارہ آئے ہیں ۔ میں نے کہا کہ پھر اس بات کو agitate کر رہے ہیں ۔ جس بات کو agitate کرنے کے بعد آپ نے ہاؤس کی کارروائی میں شمولیت اختیار کرلی ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ کو اس اس سے اتفاق ہے کہ جب ضابطے کے مطابق یہ کارروائی ہوگی اس وقت اس پر بحث ہو جائے گی ۔ میں جناب والا ۔ کی خدمت میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں ۔ یہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ سرحد اسمبلی نے قرار داد پیش کی ہے ۔ یہ قرارداد کب پاس کی ۔ جب اس معزز ہاؤس کے تمام فاضل اراکین نے اظہار خیال کر لیا اور اتنا واضح اظہار خیال کیا جس کے نتیجہ میں وزیر اعظم پاکستان خود تشریف لائے اور جس کے نتیجے میں انہوں نے پوری قوم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں اس مسئلے کو قومی اسمبلی میں لے جا کر جاتا ہوں ۔ آخر صوبائی اسمبلیاں کس لئے قرارداد پیش کرتی ہیں ۔ اس لئے کہ وہ مرکزی اسمبلی کی توجہ اس جانب مبذول کرائیں ۔ جناب والا ۔ یہ اس ایوان کی بحث کے نتیجے میں ساری دوسری اسمبلیوں کی مرکزی اسمبلی کی اور وزیراعظم کی توجہ اس مسئلہ کی طرف مبذول ہو چکی ہے ۔ ہم کسی کے پیچھے چلنے پر مجبور نہیں ۔ ہم نے تو اس معاملے پہلے میں پہل کی ہے ۔ ہم نے اس معاملہ میں پیشوائی کی ہے ۔ اس لئے یہ ہم سے خواہ مخواہ کا تقاضا کیا جارہا ہے ۔ جیسے ہم کسی معاملے

میں کسی سے پیچھے رہ گئے ہیں - ہم نے تو اس معاملے میں پہل کی - ہم نے تو قوم کو راستے پر ڈالا - ہم نے تو اس بحث کو ایک چینل میں ڈالا ہے- ہم نے وہ جرات دکھائی ہے جو آج تک کسی نے نہیں دکھائی ہے - اسی معزز ایوان میں تین گھنٹے اس مسئلے پر بحث ہوتی رہی ہے - اس کے بعد ایک ایک شخص نے اپنے عقیدے کے مطابق اظہار خیال کیا اب خواہ مخواہ اس بات کو ایجیٹیٹ کیا جاتا ہے - پھر ایجیٹیٹ کرنا تھا تو وہ آپ نے کر لیا - میں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا اس میں آپس میں یہ طے ہوا تھا کہ یہ قرار داد آئے گی - اس کے بعد سپیکر صاحب جو فیصلہ کریں گے - ہم قبول کریں گے - سپیکر صاحب نے رولنگ دی ہے - آپ اس کے پابند ہیں -

**خان امیر عبداللہ خان روکڑی** - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - مہربانی کر کے ہمیں بتایا جائے کہ پہلے کس کس نے وعدہ کیا تھا - کیونکہ آپ نے کہا ہے اور یہ صاف ہونا چاہئے کیونکہ اس طرح ہم بلاوجہ بدنام ہوتے ہیں -

**علامہ رحمت اللہ ارشد** - جناب والا - وزیر اعلیٰ بار بار اس بات کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ ہم نے ایوان کی کارروائی میں حصہ لیا - ہم آئے - صورت حال یہ ہے کہ سیاسیات میں کوئی چیز حرف آخر نہیں ہوتی - میں آج بھی ان کے کمرے میں صبح حاضر ہوا اور استدعا کی کہ سرحد اسمبلی نے قرار داد کو پاس کر لیا ہے ، لیکن اب سندھ اسمبلی نے جہاں پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ ہے - اس پر کل متفقہ ریزولیوشن پاس کر رہی ہے- اس لئے پنجاب وہ پنجاب جو نبی خیز سرزمین ہے - جس نے یہ فتنہ پیدا کیا ہے اس میں پنجاب اسمبلی کو حصہ لینا چاہیے -

**وزیر علیٰ** - کس نے حصہ لیا ہے کسی نے دو سطر حصہ لیا - کسی نے تین سطر حصہ لیا - اس اسمبلی نے جتنا حصہ لیا ہے کسی نے اتنا حصہ نہیں لیا -

**علامہ رحمت اللہ ارشد** - قرار داد پاس کرنا اور بات ہے - اظہار خیال کرنا اور بات ہے -

**مسٹر سپیکر** - میں نے مطالبہ نمبر 11 پکارا ہے -

**سید تابش الوری** - اس ہاؤس میں موجود 70 ارکان کا یہ مطالبہ ہے - یہ صورت بالکل نئی ہے اس لئے ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس قرار داد کو زیر بحث لایا جائے -

**مسٹر سپیکر** ۔ میرے لئے بنیادی اصول ہے کہ اگر رولز معطل کرنے ہوں تو جب تک لیڈر آف دی پوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس اس پر اتفاق نہ کریں ۔ میں رولز معطل نہیں کر سکتا ۔

**سید تابش الوری**۔ اگر مبارک باد کی قرارداد ہو تو رولز معطل ہوسکتے ہیں۔ اگر بھٹو صاحب کو اعتماد کا ووٹ لینا ہو تو یہ ہوسکتا ہے ۔ اگر ختم نبوت کے کے ایمان کے سلسلے میں اظہار خیال کرنا ہو تو یہ نہیں ہو سکتے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ یہ دو فریقین کا مسئلہ ہے ۔

**میاں خورشید انور** ۔ آپ اپنی رائے دیں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ رائے تو پوری ہو پہلے اس پر اتفاق کر لیں ۔ پھر رائے کا سوال پیدا ہوتا ہے ۔

**وزیر اعلیٰ** ۔ جناب والا ۔ کوئی متفقہ قرار داد ہوتی ہے ۔ اس کے مضمون کی بات ہوتی ہے ۔ اس طرح تھوڑا ہو سکتا ہے ۔

**مرزا فضل حق** ۔ اس پر 70 دستخط موجود ہیں ۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں چھوٹی سی گذارش کرونگا مجھے جناب وزیر اعلیٰ ۔

**مسٹر سپیکر**۔ اگر دستخطوں سے ہونا شروع ہو جائے تو یہ تمام بجٹ تمام قانون سازی پھر دستخطوں سے ہو جایاکرے مگریہ اس اسمبلی طریقہ کار نہیں ہے۔

**حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صورت حال ۔ کیوں پیدا ہوئی ۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ طے ہوا تھا کہ ہم بجٹ کے بعد ریزولیشن پاس کریں گے ۔ اور اس پر انہوں نے بھی اپنی رضامندی کا اظہار کیا تھا کہ ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ مجھے اس امر کا اعتراف ہے ۔ اب جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے وہ یہ ہے کہ 28 تاریخ کو یہ اجلاس دس دن کے لئے برخواست ہو رہا ہے ۔ اس کے بعد قاعدہ کے مطابق 7 یا 8 تاریخ کو غیر سرکاری دن آتا ہے اور حالت یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں ۔ ہم نے عوام کے احساسات کی نمائندگی کرنی ہے اور مجھے یقین

ہے کہ صرف ہم ہی نہیں بلکہ حزب اقتدار کے ارکان کو بھی اپنے عوام کی جانب سے تارین موصول ہوئی ہیں۔ مطالبات آئے ہیں کہ آپ یہ قرار داد پاس کریں ۔ یہ ہمارا جزو ایمان ہے اور اس سلسلے میں اگر ہم کوئی نئی بات کر رہے ہوتے تب بھی کوئی بات بنتی تھی ۔ سندھ اسمبلی کل قرار داد پاس کر رہی ہے ۔ سرحد اسمبلی نے کردی ہے ۔ ہم ایک اور بات کرنے کو تیار ہیں ۔ اگر ضابطے اور رولز اور قوانین آڑے آتے ہیں تو میں آفر کرتا ہوں۔ با امید منظوری کہ 28 تاریخ کو آپ فنانس بل پاس کریں اور 29 تاریخ کو آپ نان آفیشیل ڈے رکھ دیں اور اس دن سب سے پہلے یہ قرار داد پاس کر دیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ انٹرول میں میرے کمرے میں آئیں لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن مل کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر آپ یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں تو پھر یہ قرار داد آج ہی پیش ہونی چاہیئے کیونکہ ہم اس اجلاس کے برخواست ہونے سے پہلے عوام کے احساسات کی نمائندگی کرنا چاہتے ہیں اور اپنے ایمان کا بھی مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ ختم نبوت کا مسئلہ نہ سیاسی مسئلہ ہے ۔ نہ قانونی اور نہ ہی اخلاقی مسئلہ ہے بلکہ یہ اسلام اور ایمان کا ایک جز ہے ۔ جس کے بارے میں ہم کسی قاعدے ۔ کسی ضابطے اور کسی قانون کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ یا تو آج کیجئے یا یہ قرار داد متفقہ طور پر پاس کریں گے ۔ تب کوئی بات بنتی ہے ۔

مسٹر سپیکر۔ حاجی صاحب۔ اجلاس کو چلانے کا ایک طریقہ کار ہے ۔ ۔ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ بالکل ٹھیک ہے ۔ میری گزارش بھی سن لیں ۔ اسی ایوان میں ایسی مثالیں بھی ہوئی ہیں کہ قاری کا انتظار نہیں نہیں کیا جاتا رہا اور خلاف ضابطہ ایک ممبر سے تلاوت کروا کر کارروائی شروع کرکے 10 آرڈیننس کو خلاف ضابطہ منظور کرالیا گیا ۔ اس قسم کی بے ضابطگیاں اگر سیاسی اغراض کے لئے کی جا سکتی ہیں ۔ تو مذہب کے لیے ایک چھوٹی سی بے قاعدگی نہیں کی جا سکتی ۔ کیا اس قسم کی بے قاعدگی پہلے نہیں ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں نے اتفاق کیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کیا یہ قانون صرف ہمارے لئے ہیں جب مذہب کی بات کہتے ہیں تو قانون آڑے آتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور ۔ ملک غلام نبی صاحب نے کسی کا انتظار نہیں کیا تھا اور کارروائی شروع کرادی تھیں ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہاں مثالیں موجود ہیں ۔ بہت سے مواقع پر قانون کو معطل کیا گیا اور خلاف ضابطہ طور پر کارروائیاں ہوئی ہیں لیکن ہم نے کوئی اعتراض نہ کیا ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ اب میں مطالبہ زر نمبر 11 لیتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے ایوان میں قرار داد پاس کرائیں ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشید ۔ جب تک یہ قرار داد پیش نہ کی جائے ہم کسی صورت میں کارروائی نہیں چلنے دیں گے ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ فنانس منسٹر پلیز ۔

وزیر خزانہ ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 6 کروڑ ۔ 71 لاکھ 97 ہزار 800 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ پہلے اس بات کا فیصلہ کریں کہ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ ۔ .....وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ..... .....

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پہلے اس بات کا فیصلہ کریں ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ہم مذہب کے مقابلے میں کسی چیز کو منظور نہیں کرتے .....

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پہلے یہ فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ

(قطع کلامیاں)

یہ قرار داد آج پیش کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جہاں تک میرا تعلق ہے ۔ میں نے تو فیصلہ کر دیا ہے ۔ اب اگر آپ نے کوئی سیاسی فیصلہ کرنا ہے تو لیڈر آف دی ہاؤس سے ملئے۔ ان سے بات کیجئے ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری ۔ اگر وہ اصولی طور پر اس بات سے متفق ہیں تو انہیں یہ قرارداد پہلے پیش کرنی چاہیے .....

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پہلے قرار داد کا فیصلہ ہونا چاہئے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ قرار داد تو اس ایوان میں پیش ہی نہیں ہوئی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ پہلے پیش ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ صرف پڑھ دینے سے تو پیش نہیں ہو سکتی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ ایوان میں پیش ہوگئی ہے ۔ یہ پڑھ دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ صرف پڑھ دینے سے تو پیش ہو جاتی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ پڑھ دی گئی ہے اور پیش ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے کہنے سے تو پیش نہیں ہو جاتی ۔

# پنجاب کا میزانیہ بابت سال 1974-75

## مطالبات زر پر رائے شماری

### مطالبہ نمبر 11 -

مسٹر سپیکر ۔ فنانس منسٹر پلیز مطالبہ نمبر 11 -

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ ایک رقم جو 6 کروڑ ۔ 71 لاکھ ۔ 97 ہزار 800 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(اس دوران قطع کلامیاں جاری رہیں اور حزب اختلاف کے تمام معزز ارکان اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہوئے "ختم نبوت ۔۔ زندہ باد" کے نعرے لگاتے رہے)

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ۔۔۔۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ہم نے کچھ نہیں سنا .....

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ ایک رقم جو 6 کروڑ ۔ 71 لاکھ ۔ 97 ہزار 800 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(قطع کلامیاں)

مطالبہ زر نمبر 11 - حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

(قطع کلامیاں) (نعرہ جات)

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ ہم نے آپ کی کوئی بات نہیں سنی ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ میں تو اب اگلا نام بلاؤنگا ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ کٹ موشن نمبر 2 ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق .....

(قطع کلامیاں)

**علامہ رحمت اللہ ارشد** ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ نے اس ایوان کی اتنی بھاری اکثریت کے فاضل ممبران کے دستخطوں کا احترام نہیں کیا ۔ اس لیے ہم اس بجٹ سیشن کا بائیکاٹ کرتے ہیں ۔ نہ آج اس کارروائی میں حصہ لیں گے ۔ نہ کل کی کارروائی میں حصہ لیں گے ۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف نے واک آؤٹ کیا)

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ سید تابش الوری ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔ ۔ ۔ کوئی کٹ موشن پر تقریر نہیں کرتا ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 6 کروڑ ۔ 71 لاکھ ۔ 97 ہزار 800 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 19**

**مسٹر سپیکر** ۔ اب مطالبہ زر نمبر 19 لیا جاتا ہے ۔ وزیر خزانہ ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 8,06,74,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات

کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک رقم جو 8,06,74,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ سید تابش الوری ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔ ..... کوئی موجود نہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 8,06,74'700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

## مطالبہ نمبر 39

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زر نمبر 39 لیا جاتا ہے ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 51,11,67,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 51,11,67,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میاں خورشید انور ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ سید تابش الوری ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ سردار احمد حمید خان دستی ۔

مسٹر محمد نواز (گجرات) ۔ جناب والا ۔ جہاں تک دستخطوں کا تعلق ہے ، وہ میں نے بھی کیے تھے اور وہ اس بات پر کرائے گئے تھے کہ کون کون مسلمان ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے ۔ ہر مسلمان کا ختم نبوت پر ایمان ہے اور وہ دستخط اسی سلسلے میں میں نے بھی کیے تھے ۔ جہاں تک واک آؤٹ یا بائیکاٹ کا تعلق ہے ، یہ بالکل غلط ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعظم چیف منسٹر اور سپیکر صاحب کی یقین دہانی کے بعد اس کا کوئی جواز نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شرارت کے علاوہ اور کچھ بات نہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس کے بعد اپوزیشن نے جو واک آؤٹ کیا ہے یہ بالکل غلط ہے میں اپوزیشن کا ممبر بھی ہوں اور آخری وقت تک ان بنچوں پر رہوں گا اور یہ سب نہیں رہیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ چونکہ بزنس ختم ہو رہا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ ہاؤس جلدی ختم ہو جائے ۔ نواز صاحب نے بات چوہڑی ہے ، میں بھی ایک دو باتیں کہنی چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ اس معاملے پر دوسری اسمبلی کا ذکر کیا گیا ہے ۔ میں کچھ زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ ہمیں علم ہے کہ اس

اسمبلی میں یہ قرارداد کس وقت آئی ؟ جب ایک دوست ، اس ملک کے بہت بڑے دوست جو اکثر کابل تشریف لے جایا کرتے ہیں ، وہ بھاگم بھاگ کابل سے یہاں آئے اور آ کر انہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ۔

جناب والا ۔ صورت حال یہ ہے کہ سندھ اسمبلی کا بھی بار بار ذکر کیا گیا ہے ۔ میں نے ابھی چیف منسٹر سندھ سے بات کی ہے ۔ وہ بھی اس سلسلے میں یہی رویہ رکھتے ہیں کہ جب ہمارے وزیر اعظم نے یہ اعلان کر دیا کہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں ، ختم نبوت ہمارا ایمان ہے اور ہمارے دستور میں اس کو تحفظ دیا گیا ہے اور جو کوئی بھی ختم نبوت میں یقین نہیں رکھتا ۔ ہم اسے مسلمان نہیں سمجھتے ، تو اس کے بعد سندھ کی اسمبلی بھی کوئی قرارداد پیش نہیں کر رہی ۔ چنانچہ ہمارے لیے یہ مسئلہ اور بھی اہم ہے ۔ اس لیے کہ ہمارے سب سے پہلے توجہ دلانے پر اور یہاں بحث کرنے پر اور ایک واضح نقطہ نظر پیش کرنے پر یہ مسئلہ جناب وزیر اعظم کے سامنے آیا ۔ وہ خود ، بنفس نفیس یہاں تشریف لائے اور انہوں نے اس کی واضح commitment کر لی کہ ہم ان اصولوں کے مطابق ، اس عقیدے کے مطابق اس مسئلے کو ملک اور قوم کے نمائندوں کے سامنے رکھ رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اب اس ساری بات میں اتنے خطرات پوشیدہ ہیں اگر اس میں ہماری ذمہ داری نہ ہو تو ہم بھی اٹھ کر جو مرضی ہے کہہ دیں ۔ لیکن ہمارے ملک میں ، ہماری صفوں میں لاکھوں لوگ ہیں جو اس عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اس کے بعد کیا ہوگا ۔ ان کو جب ایسا نام لے کر اس طرح سے یہ کہا جائے گا اور اس میں جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے اور قتل و غارت کی باتیں کی جا رہی ہیں ۔ کیا کوئی ذمہ دار حکومت کسی صورت بھی یہ برداشت کر سکتی ہے کہ لاکھوں لوگوں پر غیر ذمہ دار لوگوں کو موقع دیں کہ ان کے ساتھ جو کچھ بھی چاہیں وہ کریں ! ہمیں یہ سب کچھ کرنا ہے ۔ ہم اصولی طور پر عقیدے کی سطح پر یہ سب کچھ کرنے کے پابند ہیں ۔ لیکن اس کو قانون اور دستور کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے کریں گے ۔ جناب والا ۔ ہم اتنا کریں گے جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن ہم جو کچھ بھی کریں گے ۔ وہ قانون کے مطابق ہوگا ، وہ دستور کے مطابق ہوگا وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق ہوگا ۔ وہ

یزید کے راستے کے مطابق نہیں ہوگا ۔ جس میں اتنی انتہا پر پہنچا جاتا ہے کہ دوسرے جو آپ کے عقیدے کے نہیں ہوتے ، ان کا پانی بند کر دیا جاتا ہے ، ان کی خوراک بندکر دی جاتی ہے اور ان کی زندگی ختم کرنے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس سے آگے ہم اس چیز کے پابند ہیں ، جہاں تک عقیدے کا تعلق ہے ، ہم واشگاف طور پر کہتے ہیں کہ بے شک ، ہو سکتا ہے کہ ہماری شکلوں اور ہمارے نام کے ساتھ علامہ نہ لکھا ہوا ہو ۔ لیکن جناب والا ۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت ہم لوگوں کو ہے ، وہ ہو سکتا ہے کہ ان فتویٰ دینے والے لوگوں کو بھی نہ ہو ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے ناموس رسول کا اگر ذکر ہے ، ناموس رسول کے تحفظ کا معاملہ ہے ، تو انشاءاللہ تعالیٰ پچھلی مرتبہ بھی ہمیں پتہ ہے کہ کن لوگوں نے ۔ عام غریب لوگوں نے سینے پر گولیاں کھائی تھیں ۔ آپ کتنے علما اور علامے اس میں شہید ہو گئے تھے ؟ نہیں ۔ رسول کے نام پر ، خدا کے نام پر ، پاکستان کے نام پر جب بھی خون دینے کی بات ہوئی تو انشاءاللہ تعالیٰ ہم دیں گے اور یہ نہیں دیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ آج دن مرزائیوں کے مسئلے پر جب اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا تھا تو میں نے بھی واک آؤٹ کیا تھا ۔ آج بھی میں واک آؤٹ کر جاتا مگر کل چونکہ پارٹی میٹنگ میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمیں کافی تسلی اور تشفی دی ہے کہ اس مسئلے کا منصفانہ حل تلاش کرلیا جائے گا اور اب بھی انہوں نے اپنے جذبات کا جس انداز سے اظہار کیا ہے تو ہم اس بات سے بالکل مطمئن ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم ختم نبوت پر اپوزیشن سے بھی زیادہ قائل ہیں اور آئین کی یہ پروویژن ہے کہ جو ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ نہ تو پاکستان کا پریذیڈنٹ بن سکتا ہے اور نہ ہی وہ وزیر اعظم بن سکتا ہے ۔ لہذا اس بات کے متعلق مجھے تسلی ہے اس لیے میں واک آؤٹ نہیں کرتا اور میں رائے صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں بیانگ دہل کہنے کے لیے تیار ہوں ۔ بلکہ میں کسی سے ڈرنے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ اگر اس عقیدے میں اور اس پارٹی یا

آئین میں کوئی فرق ہوتا تو میں پہلا شخص ہوتا جو واک آؤٹ کرتا ۔ میں یہ عرض کروں گا ۔

یہ سراسر مسلم ہے کٹ سکتا ہے جھک سکتا نہیں

مجھے یقین ہے ہمارا ایمان کامل ہے اور ہماری پارٹی ۔ ہمارا آئین ، ہمارا وزیر اعظم اور ہمارا وزیر اعلیٰ اس بات کے قائل ہیں لہذا ہمیں اطمینان ۔ حوصلے اور صبر کے ساتھ یہ انتظار کرنا چاہیے کہ ہمارا جو ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا گیا ہے وہ کیسا فیصلہ دیتا ہے اور آخر میں ہمارا وزیر اعظم کیا فیصلہ دیتا ۔ اور مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ فیصلہ صحیح ہوگا ۔ لہذا میں اس بات پر آپ لوگوں کے ساتھ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن نے جو واک آؤٹ کیا ہے انہوں نے غلط اقدام کیا ہے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 51,11,67,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 1

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 28,90,400.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد افیون برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ تحریک پیش کی گئی :

کہ ایک رقم جو 28,30,400.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ

30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد افیون برداشت کرنا پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان (فاضل رکن موجود نہ تھے)

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 28,90,400.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد افیون برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

## مطالبہ نمبر 2

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 2 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 2,83,08,300.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ اس لیے تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,83,08,300.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

مطالبہ نمبر 3

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 44,32,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی آب کاری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ نہیں ہیں ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 44,32,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی آب کاری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

مطالبہ نمبر 4

**وزیر خزانہ** جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 10,88,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد اسٹاپ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ اس لیے ان کی تخفیف کی تحریک پیش نہیں ہو سکتی ۔

اس لیے تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 10,88,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی

کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد اسٹاپ برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

مطالبہ نمبر 5

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 4,46,48,200.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے عطا کی جائے جو مالی مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ خان امیر عبد اللہ خان روکڑی چونکہ یہ حضرات ایوان میں موجود ہیں ۔ اس لیے ان کی تحریک ایوان میں پیش نہیں ہوسکتی ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 4,46,48,200.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جو 1975ء کے دوران بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

مطالبہ نمبر 6

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 4,46,800.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 4,46,800.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

مطالبہ نمبر 7

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 25,16,600.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے عطا کی جائے ۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد اخراجات دربارہ عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ ایک رقم جو 25,16,600.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے لئے دوران بسلسلہ مد اخراجات دربارہ عمل درآمد بر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

## مطالبہ نمبر 8

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زر نمبر 8 ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 61,19,100.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 61,19,100.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

## مطالبہ نمبر 9

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 28,27,55,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد آبپاشی ۔ جہازرانی ۔ پشتہ بندی اور نکاسی آب کے بارے میں اخراجات کار بشمول مصارف عملہ آبپاشی جن کے حسابات سرمایہ رکھے جاتے ہیں برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔
تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 28,27,55,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد آبپاشی ۔ جہازرانی ۔ پشتہ بندی اور نکاسی آب کے بارے میں اخراجات کار بشمول مصارف عملہ آبپاشی جن کے حسابات سرمایہ رکھے جاتے ہیں برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر 10

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم 20,05,200.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر اخراجات آبپاشی جو عام محاصل سے پورے کئے جائیں گے برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں اس لیے تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 20,05,200.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر اخراجات آبپاشی جو عام محاصل سے پورے کئے جائیں گے برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

## مطالبا نمبر 12

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1,08,06,900.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر آخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر مسٹر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود چونکہ یہ دونوں صاحبان ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ اس لیے تحریک تخفیف پیش نہیں ہو سکتی ۔ اس لیے

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,08,06,900.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد معدلت گستری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

## مطالبہ نمبر 13

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 2,26,29,800.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد جیل خانہ جات و بستی ہائے سزا یافتہ گان برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹرسپیکر ۔ حاجی سیف اللہ خان (معزز ممبر حاضر نہیں تھے )

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,26,29,300.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر آخرجات

کی کفالت کے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد جیل خانہ جات و بستی سزا یافت گان برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

**مطالبہ نمبر 14**

**مسٹر سپیکر** ۔ وزیر خزانہ ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 13,32,69,900.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود (ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 13,32,69,900.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مسٹر سپیکر** ۔ وزیر خزانہ ۔

**مطالبہ نمبر 15**

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 2,82,700.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی

کفالت کے لیے وزیر اعلیٰ کو عطا کی جائے جو مالی
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد
سائنسی محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان (معزز ممبر ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,82,700.00 روپے سے متجاوز
نہ ہو - وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی
کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد سائنسی
محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

## مطالبہ نمبر 17

وزیر خزانہ - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 10,08,00,300.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو - وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز
برداشت کرنا پڑیں گے -

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان - مخدوم زادہ سید حسن محمود (معزز ممبران ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) -

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 10,08,00,300.00 روپے سے
متجاوز نہ ہو - وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات
کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ
30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد ہیلتھ
سروسز برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 18**

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم جو 1,07,61,400.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ (معزز ممبر ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,07,61,400.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک پیش کی گئی)

**مطالبہ نمبر 20**

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 14,07,600.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ (معزز ممبر ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 14,07,600.00 روپے سے متجاوز

نہ ہو ۔ وزیر اعالی کو ایسے دیگر اخراجات کی کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 21**

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 2,21,96,100.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعالی کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان (معزز ممبر ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,21,96,100.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعالی کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 22**

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 87,00,600.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعالی کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ

30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان مخدوم زادہ سید حسن محمود (فاضل ممبران ہاوس میں حاضر نہیں تھے)۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 87,00,600.00 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 23**

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1,49,99,400.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ (معزز ممبر ہاؤس میں حاضر نہیں تھے۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,49,99,400.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

**مطالبہ نمبر 24**

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1,65,42,100.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ (فاضل ممبر ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,65,42,100.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

**مطالبہ نمبر 25**

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ ایک رقم جو 2,75,57,900.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس ماسوا اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ (فاضل ممبر ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,75,57,900.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس ماسوا اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

## مطالبہ نمبر 26

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1,99,90,500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ خان (فاضل ممبر ہاؤس میں حاضر نہیں تھے) تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,99,90,500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

## مطالبہ نمبر 27

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 3,97,69,500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ خان صاحب نہیں ہیں ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3,97,69,500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات ماسوائے اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 28**

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 28

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ ایک رقم جو 2,67,74,500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات ۔ اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ ایک رقم جو 2,67,74,500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 29**

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 29۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ ایک رقم جو 56,18,300,00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد تعمیرات مکانات و فزیکل پلاننگ برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ ایک رقم جو 56,18,300.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد تعمیرات مکانات و فزیکل پلاننگ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

**مطالبہ نمبر 30**

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زیر نمبر 30 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ ایک رقم جو 4,50,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ ایک رقم جو 4,50,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

**مطالبہ زیر نمبر 31**

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زیر نمبر 31 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ ایک رقم جو 4,89,27,30000 روپے سے

متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ پیرانہ سالی وپنشن برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی سیف اللہ خان نہیں ہیں۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 4,89,27,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ پیرانہ سالی وپنشن برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

## مطالبہ زر نمبر 32

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 32۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1,96,00,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیراعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1957ء کے دوران بسلسلہ مد (زر معاوضہ پنشن) برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی سیف اللہ خان نہیں ہیں۔ اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ رقم جو 2,96,00,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (زر معاوضہ پنشن) برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

## مطالبہ نمبر 33

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 33 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 2,05,66,200.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیراعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (سامان تحریر و طباعت) برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,05,66,200.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (سامان تحریر و طباعت) برداشت کرنا پڑیں گے ۔

( تحریک منظور کی گئی )

## مطالبہ نمبر 34

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 34 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 15,16,37,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (متفرقات) برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 15,16,37,000.00 روپے سے

متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (متفرقات) برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

مطالبہ نمبر 35

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 35۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 19,94,100.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (شہری دفاع) برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 19,94,100.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (شہری دفاع) برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

مطالبہ نمبر 36

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 36۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 2,40,34,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (اجناس خوردنی اور چینی) برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔

تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,48,40,34,0.0000 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیراعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد (سرکاری تجارت) کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (سرکاری تجارت) کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (اجناس خوردنی اور چینی) برداشت کرنا پڑیں گے۔

( تحریک منظور کی گئی )

مطالبہ نمبر 37

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر 37 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 8,96,94,500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (میڈیکل سٹور و کوئلہ) برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں اس لئے تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 8,96,94,500.00 روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد

صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ (میڈیکل سٹور و کوئلہ) برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 38**

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 38

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

کہ ایک رقم جو 55,00,000.00 سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں نہیں ہیں ۔ اس لئے ان کی تحریک تخفیف زر پیش نہیں ہوسکتی ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو55,00,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 40**

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 40 ۔ ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ ایک رقم (جو 8,25,73,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال

مختتمہ 30 جون1975ء کے دوران بسلسلہ مد
تعمیرات و آبپاشی برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر۔** حاجی محمد سیف اللہ خان ، مخدوم زادہ سید حسن محمود ، ایوان میں نہیں ہیں اس لیے ان کی تحاریک تخفیف زیر پیش نہیں ہو سکتیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم 8,25,73,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد تعمیرات و آبپاشی برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 41**

**مسٹر سپیکر ۔** مطالبہ زیر نمبر 41 ۔

**وزیر خزانہ ۔** جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1,67,70,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیقی منصوبہ جات صرف سرمایہ برداشت کرنے پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر ۔** حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں نہیں ہیں ۔ اس لیے ان کی تحریک تخفیف زیر پیش نہیں ہوسکتی ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,67,70,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد

زرعی ترقی و تحقیقی منصوبہ جات پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 42**

**مسٹر سپیکر** - مطالبہ زر نمبر 42 -

**وزیر خزانہ** - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 6,88,39,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو - وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے -

**مسٹر سپیکر** - حاجی محمد سیف اللہ خان ، مخدوم زادہ سید حسن محمود ایوان میں نہیں ہیں ، اس لیے ان کی تحاریک تخفیف زیر پیش نہیں ہو سکتیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 6,88,39,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو - وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے -

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 43**

**مسٹر سپیکر** - مطالبہ زر نمبر 43 -

**وزیر خزانہ** - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 7,15,00,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو - وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخرجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد منصوبہ جات برائے ترقی قصبہ جات برداشت کرنا پڑیں گے -

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان اور مخدوم زادہ سید حسن محمود ایوان میں نہیں ہیں ، اس لیے ان کی تحاریک تخفیف زیر پیش نہیں ہو سکتیں ۔

اب سوال یہ ہے :

> کہ ایک رقم جو 7,15,00,000.00 روپے سے متجاوزنہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران بسلسلہ مد منصوبہ جات برائے ترقی قبضہ جات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ نمبر 44**

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ زیر نمبر 44 ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ ایک رقم جو 30,27,25,000.00 روپے سے متجاوزنہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کےلیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلاتی تعمیرات حسابات محاصل کے ماسوا حسابات سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ، اس لیے ان کی تحریک تخفیف زیر پیش نہیں ہو سکتی ۔

اب سوال یہ ہے :

> کہ ایک رقم جو 30,27,25,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلاتی تعمیرات حسابات محاصل کے ماسوا حسابات سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

## مطالبہ نمبر 45

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 45 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 23,17,76,000.00 روپے سے متجاوزنہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس حسابات محاصل کے ماسوا حسابات سرمایا برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں نہیں ، اس لیے ان کی تحریک تخفیف زر پیش نہیں ہو سکتی ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 23,17,76,000.00 روپے سے متجاوزنہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس حسابات محاصل کے ماسوا حسابات سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

## مطالبہ نمبر 46

**مسٹر سپیکر** ۔ مطالبہ زر نمبر 46 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 84,76,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق

معاملات میں صوبائی حکومت کی طرف سے سرمایہ کاری برداشت کرنا پڑیں گے۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں نہیں ہیں ، اس لیے ان کی تحریک تخفیف زیر پیش نہیں ہو سکتی ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 86,76,000.00 روپے سے متجاوزنہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق معاملات میں صوبائی حکومت کی طرف سے سرمایہ کاری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

**مطالبہ زیر نمبر 47**

مطالبہ زیر نمبر 47 ۔

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 10, 83,99,000.00 روپے سے متجاوزنہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1975 کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹی و پورٹ فنڈ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں نہیں ہیں ، اس لیے ان کی تحریک تخفیف زیر پیش نہیں ہوسکتی ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 10,83,99,000.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ۔ وزیر اعلیٰ کو ایسے دیگر اخراجات

کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال
مختتمہ 30 جون 1975ء کے دوران بسلسلہ مد
قرضہ جات برائے میونسپلٹی و پورٹ برداشت کرنا
پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

**Mr. Speaker**. The House is adjourned till 9.00 A,M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 28 جون 1974 بروز جمعہ المبارک 9 بجے صبح تک ملتوی ہو گیا)

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس

---

جمعتہ المبارک ۔ 28 جون 1974ء

(جمعتہ المبارک 6 جمادی الثانی 1394ھ)

---

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں نو بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ
وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۚ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ
بِالشَّاكِرِينَ ۝

پ ۷ ۔ س ۶ ۔ رکوع ۱۲ ۔ آیات ۵۱ تا ۵۳

اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کیے جائیں گے (اور وہ جانتے ہیں کہ) اس کے سوا نہ تو ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا۔ ان کو اس (قرآن) کے ذریعہ نصیحت کرو تاکہ پرہیزگار بنیں۔

اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں اور اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو ان کے حساب کی جوابدہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جوابدہی ان پر کچھ نہیں اگر ان کو نکالو گے تو بے انصافوں میں ہو جاؤ گے۔

اور اس طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض لوگوں (پر فضل کرکے) آزمائش کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے فضل کیا ہے۔ (اللہ نے فرمایا) بھلا کیا اللہ شکر کرنے والوں سے واقف نہیں ۔

وما علینا الا البلاغ

# اراکین اسمبلی کی رخصت

## سردار نذر محمد خان جتوئی

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ نزلہ بخار 72-6-10 کو اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ہوں برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت عطافرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے :

(تحریک منظور کی گئی)

---

## سردار نذر محمد خان جتوئی

**سیکرٹری اسمبلی**۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بخار 74-6-27 کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکا برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جاوے :-

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے :

(تحریک منظور کی گئی)

---

## ملک محمد اکرم اعوان

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اکرم اعوان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

کل مورخہ 74-6-27 کو علالت کے باعث میں

اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ کرم 26-6-74
کی میری رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے :

(تحریک منظور کی گئی)

---

## مسٹر جاوید حکیم قریشی

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم قریشی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 17-6-74 تا 19-6-74
اور مورخہ 24-6-75 کو بوجہ بیماری اجلاس میں
شرکت نہ کرسکا لہذا ان ایام کی رخصت منظور
فرمائی جاوے ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

---

## میاں اسماعیل ضیاء

**سیکرٹری اسمبلی** ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں اسماعیل ضیاء صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ ناسازی طبع 25,20,17,14, اور 26 جون
1974ء اجلاس اسمبلی میں شرکت نہیں کر سکا ۔ ازراہ
کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائیں :-

**مسٹر سپیکر** ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

## منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت 1973-74

مسٹر سپیکر ۔ اب منظورشدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1973-74ء لیا جاتا ہے ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ میں منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1973-74ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1973-44ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

## منظورشدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت 1973-74

وزیر خزانہ ۔ میں منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1974-75ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1974-75ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

## سال مختتمہ 31 دسمبر 1972 کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور آن پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ کا تصحیح نامہ

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں سال مختتمہ 31 دسمبر 1972ء کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ کا تصحیح نامہ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سال مختتمہ 31 دسمبر 1972ء کے لیے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ کا تصحیح نامہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

# مسودہ قانون

## مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1974

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب فنانس بل 1974ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب فنانس بل 1974ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

---

( کلاز 3 )

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، میاں خورشید انور ۔ (فاضل ارکان تشریف نہ رکھتے تھے ۔)

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

---

( کلاز 4 )

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 4 بل کی حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

---

( کلاز 5 )

مسٹرسپیکر ۔ اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

( کلاز 6 )

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 6 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 6 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

---

( کلاز 7 )

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 7 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 کا بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

---

( کلاز 8 )

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 8 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

---

( کلاز 2 )

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

---

( کلاز 1 )

**مسٹر سپیکر** ۔ اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے۔
سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

---

**پری ایمبل**

**مسٹر سپیکر** ۔ اب بل کا پری ایمبل زیر غور ہے ۔
سوال یہ ہے :

کہ پری ایمبل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

---

**مسٹر سپیکر** ۔ اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ، اس لیے یہ بل کا حصہ بنتا ہے ۔

اب تھرڈ ریڈنگ ہوگی ۔ وزیر خزانہ

**وزیر خزانہ** ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب فنانس بل 1974ء منظور کیا جائے

**مسٹر سپیکر** ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی پنجاب فنانس بل 1974ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر** ۔ کیا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ میں کب یہ ایڈ جرن کرنے کی نیت رکھتا ہوں ؟ فی الحال میرے ذہن میں آٹھ تاریخ تک اجلاس ملتوی کرنے کا ارادہ ہے ۔

**وزیر اعلیٰ** ۔ نہیں جناب والا ۔ مجھے یہ تو پتہ نہیں چلا تھا کہ آپ کب تک اسمبلی ایڈجرن کرنا چاہتے ہیں ، ویسے مجھے اندازہ تھا کہ عموماً جتنے دن

اسمبلی ایڈجرن ہوتی ہے ۔ اس کے مطابق یہی تاریخیں آئیں گی ، یعنی آٹھ اور نو وغیرہ ۔ چونکہ یہ تاریخیں ایسی ہیں جن میں میری اور میرے بعض سینئر وزرا کی مصروفیات بعض میٹنگوں کی وجہ سے ہیں ۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اجلاس کو بے شک کچھ پہلے لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو میرے لئے بہت مشکل ہوگا ۔ There is more or less an under tanding کہ ہم آٹھ کو اسمبلی بلائیں گے ۔ اب اپوزیشن کے حضرات یہاں موجود نہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ ہم اس کو بلا تعین تاریخ ملتوی کر May be we can have an accelerated meeting دیں ۔ ورنہ وہ اعتراض کریں گے ۔ تھوڑی سی بدمزگی کچھ دنوں سے آرہی ہے ، آپ نے بھی دیکھی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا باعث بھی یہی ہے ۔ عام طور پر ہماری روایت یہ ہے کہ اپوزیشن اور گورنمنٹ پارٹی کے رہنما میرے کمرے میں آ جاتے ہیں ۔ ہم وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور ایسے مسائل جو ہمارے ایجنڈے پر نہیں ہوتے لیکن ہمیں ان کو ٹیک اپ کرنا ہوتا ہے تو میری موجودگی میں اس کا کچھ نہ کچھ حل نکال لیتے ہیں ۔ مجھے اندازہ تو تھا کہ کل آپ کی اور اپوزیشن کی کوئی بات ہو رہی ہے۔

But I was never taken into confidence.

اور اچانک ہی وہ قرار داد میرے سامنے ایوان میں پیش کر دی گئی ۔ تو پھر ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے I adjourn it sine-die. تاکہ پھر آپ کی کوئی بات ہو جائے اور تاریخ بھی آپ مقرر کر لیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جیسے آپ کا حکم ۔ ہم تو چاہتے تھے کہ چلے ہو جاتا ۔ بیشتر اس کے آپ ایڈجرن کرنے کا فارمل اعلان کریں میں ایک دو باتیں کہنی چاہتا ہوں ۔ چونکہ یہ بجٹ سیشن تھا ، میں بطور فنانس منسٹر کے اور بطور چیف منسٹر کے آپ کا اس معزز ایوان کے معزز اراکین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔ جنہوں نے اس بجٹ کے دوران انتہائی دلچسپی لی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ بے شک انہوں نے گرم سرد ہر طرح کی تقریریں کیں ۔ لیکن اس سے مجھے یقیناً بصیرت ملی ہے اپنے صوبے اور مختلف حلقہ ہائے انتخاب کے متعلق جو کچھ انہوں نے کہا میں نے

اسے نوٹ کیا ہے اور میں نے پوری طرح سے اس کے بارے میں اپنے محکموں کو ہدایات دی ہیں ۔ میں ایک طرف نہ صرف اپنے یہاں تشریف رکھنے والے اراکین کی قدر کرتا ہوں اور تہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں بلکہ میرے وہ دوست جو اس وقت موجود نہیں ہیں اور حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں ۔ انھوں نے بھی اسی سرگرمی اور جوش و خروش سے بجٹ کے دوران بحثوں میں حصہ لیا ۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ شکریہ جناب والا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**مسٹر سپیکر** ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ذاتی وضاحت پیش کرنا چاہتے ہیں ۔

**چوہدری ممتاز احمد کاہلوں** ۔ جناب سپیکر ۔ آج کے اخبارات میں میں نے علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب اور میاں خورشید انور صاحب کی پریس کانفرنس کے چند جملے ، جن میں انھوں نے میرا ذکر کیا ہے ، پڑھے ہیں ۔ اس سے انھوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ شاید پیپلز پارٹی کے اراکین اور خاص طور پر میرا ان سے کوئی معاہدہ ہوا تھا کہ اگر جناب رول suspend نہ کریں گے اور قادیانیوں کو فوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سلسلے میں قرار داد کو پاس نہ کیا گیا تو ہم ان کے ساتھ واک اؤٹ کریں گے ۔ میں وضاحت کرتا ہوں کہ قطعاً ایسی کوئی بات نہ تھی ۔ میں اور میرے دوسرے بہت سے ساتھیوں نے یہ دستخط ضرور کیے تھے کہ اس ریزولیوشن کو زیر غور لایا جائے اور اگر جناب رولز سسپنڈ کر دیتے اور وہ ہاؤس کے سامنے پیش کرتے تو ہم اس کے حق میں ووٹ دیتے ۔ میں نے خود بطور ایک ممبر کے اس قرار داد کا نوٹس دے رکھا ہے جو غالباً جب پرائیویٹ ممبر ڈے ہوگا تو اس وقت ضابطے کے مطابق زیر غور آئے گی ۔ چنانچہ جو تاثر ان میرے دوستوں نے دیا ہے ، وہ قطعاً غلط ہے ۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی بھی تو میں ان کی لیڈر شپ میں واک آوٹ کرنے کی بجائے خود کھڑا ہو کر مطالبہ کرسکتا تھا کہ اس کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے میں پارٹی ڈسپلن کا پابند ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بجٹ سیشن جب جاری ہے اور بڑی اہم شقیں اور مدیں زیر بحث نہیں تو کسی طرح

سے میرے دوسرے ساتھیوں کے لیے بھی ، جن کا ختم نبوت پر یقین ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ایوان کی 99 فی صد سے زیادہ اکثریت اس بات پر یقین رکھتی ہے ۔ اور میرے لئے بھی یہ مشکل ہے کہ اس حرکت کے لیے اور ایسے کام میں اپوزیشن کی حوصلہ افزائی کر سکیں اور ان کے ساتھ تعاون کر سکیں ۔ اور نہ انہیں آئندہ بارے یہ امید رکھنی چاہیے ۔ کہ ہم ان کے ساتھ مل کر اس طرح harassment create کریں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اب بحث ختم ہو گیا ہے ۔ آئندہ جب اسمبلی آئے گی تو میں خود اس بات کو سامنے لاؤں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اور میرے دوسرے ساتھی اس کو پاس کریں گے ۔

**کنور محمد یاسین خان** ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ آج کے اخبارات میں میں نے اپنا نام پڑھا ہے کہ اس ریزولیوشن پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں تو مجھے حیرانگی ہوئی کیونکہ میں نے نہ تو دستخط کئے ہیں اور نہ ہی میرے پاس کوئی آیا ہے اور غلط طور پر میرا نام دیا گیا ہے ۔ جہاں تک ختم نبوت کا تعلق ہے میرا وہی عقیدہ ہے جو تمام مسلمانوں کا ہے لیکن جہاں تک ریزولیوشن کا یا کسی فیصلے کا تعلق ہے ۔ میں اپنی پارٹی کے اپنے قائدین کے ہر فیصلے کا پابند ہوں اور پارٹی کے ساتھ ہوں ۔ اس ریزولیوشن سے میرا کوئی تعلق نہیں اور نہ میں نے کوئی دستخط کئے ہیں ۔ میرا نام غلط طور پر لکھ دیا گیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

**مسٹر سپیکر** ۔ ایک بات کی میں بھی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ کچھ اخبارات سے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ شاید کوئی قرار داد اس ایوان میں پیش کی گئی تھی ۔ کچھ الفاظ علامہ صاحب نے پڑھے تھے لیکن نہ انہوں نے مجھے اس کا نوٹس دیا تھا اور نہ دفتر میں کوئی قرار داد باقاعدہ موصول ہوئی ہے اور وہ اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ نہیں ہے ۔ اس لئے میں اس کی وضاحت کر دینا چاہتا تھا کہ یہ تاثر غلط ہے کہ اس اسمبلی میں اس قسم کی کوئی قرار داد پیش کی گئی تھی ۔

**حافظ علی اسداللہ** ۔ جناب والا ۔ میں بھی اس سلسلے میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک قرار داد کا تعلق ہے ۔ قرار داد 12 تاریخ کو میں نے بھی پیش کی تھی ۔ اس میں جو بھی ہمارا طریقہ کار ہے قواعد و ضوابط ہیں اس

کے مطابق بحث ہوگی ۔ زیر غور لائی جائے گی ۔ تو ہم اس میں شامل ہیں ۔ باقی جہاں تک دستخطوں کا تعلق ہے وہ جس مقصد کے لئے کرائے گئے تھے وہ انفرادی طور پر پیپلز پارٹی کے ممبران سے کرائے گئے تھے اور کوئی گروپ کی شکل میں پیپلز پارٹی کے ممبران نے وہ دستخط نہیں کئے تھے اور وہ اس مقصد کے لئے نہیں کرائے تھے کہ وہ اسمبلی میں قرار داد کی صورت میں پیش کئے جائیں گے ۔ ہاں البتہ مطالبات عمومی کی شکل میں ممبران نے دستخط کر دیئے تھے ۔ جہاں تک میرے عقیدے کا تعلق ہے وہ بالکل واضح ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ حافظ صاحب ۔ وہ ڈاکومنٹ ہمارے ریکارڈ کا حصہ ہی نہیں ہے ۔ میرے پاس آیا ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے ۔ چیف منسٹر صاحب ۔ اگر تو لیڈر آف دی اپوزیشن سے اگلی تاریخ کے متعلق آپ کی کوئی بات ہو جائے تو پھر آپ مجھے اطلاع دے دیجئے گا آپ نے یہ جو تجویز پیش کی ہے کہ 8 کی بجائے 5 تاریخ کو اجلاس بلا لیا جائے تو آپ کو enable کرنے کے لیے میں ایوان کو sine die adjourn کرتا ہوں تاکہ اگر اس کو جلدی بھی بلانا ہو تو بلایا جاسکے ۔

The House is adjourned sine die.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہوگیا ۔ )